

سوانح عمری

CHECKED 1986

حضرت علیا ماکہ معظمہ کی صفات قیمتیہ

وعالیخواب پس منسور البرکاتیکہا

Checked
1981

CHECKED - 1986

خان بہادر شمس الدین محمد ذکا الدین صاحب جلال
وہیستری مملکتیہ پر فہرستہ نگار شمس الدین محمد شمس الدین

مستند

ان کی زندگی

۱۰۰
 (کل جلدوں کی قیمت مع محصول لگا کر دیا گیا ہے روپیہ)

ہندوستان میں مسلمانوں کے عہد سلطنت کی تاریخ

پانچ جلدوں کے کم کسی خریدار کو کمیشن نہیں دیا جائیگا۔ مگر جو پانچ جلدیں یا اس سے زیادہ کا خریدار ہو وہ چھپے سے
 خط و کتابت کے ذریعہ سے کمیشن ٹیپے لے۔ جو شخص کل تاریخ خریدیگا اس سے مع محصول لگا کر روپیہ لے جائیگا
 قیمت مع محصول لگا کر روپیہ معزز ہے *
 محمد عطاء اللہ - دہلی چیلون کا کوچہ

جلد اول

قیمت ۴ روپیہ مع محصول ۴۰ صفحہ
 اس جلد میں ہندو کی جو کہ مصنف نے کسطح اس کتاب کو
 تصنیف کیا ہے مفصلہ ہے جو میں تاریخ کی حقیقت بتاتی ہے
 اہل عرب کے زمانہ جاہلیت کا بیان اور مسلمانوں کے ۱۱۸ قرآن
 خاندانوں کا حال شکستہ کی فتح و خاندان غزنوی کی تاریخ
 اور خاندان غوری کی تاریخ *

جلد دوم

قیمت ۴ روپیہ مع محصول ۴۰ صفحہ
 سلاطین خلجیہ، سلاطین تغلق اور سیدوں لودویک بادشاہوں
 کا حال اس جلد میں بسط کے ساتھ لکھا ہے *

جلد سوم

قیمت ۴ روپیہ مع محصول ۴۰ صفحہ
 بابز نامہ، شگرف نامہ، چیلون رزم نامہ، شیرازی *

جلد چہارم

قیمت ۴ روپیہ مع محصول ۴۰ صفحہ

(۱) تاریخ سندھ (۲) تاریخ کشمیر (۳) تاریخ گجرات (۴) تاریخ
 ماہوہ (۵) تاریخ خاندان س (۶) تاریخ سلاطین بنگال (۷) تاریخ
 سلاطین جویندر - دو سر حصہ میں (۸) تاریخ سلاطین ہندوستان
 (۹) تاریخ سلاطین عادل شاہیہ چیلون (۱۰) تاریخ سلاطین نظام
 شاہیہ (۱۱) تاریخ سلاطین قطب شاہیہ (۱۲) تاریخ
 سلاطین عادیہ ملک (۱۳) تاریخ سلاطین برہمپور (۱۴) تاریخ
 ضمیمہ تاریخ دکن (۱۵) ریویو تاریخ دکن *

جلد پنجم

قیمت ۴ روپیہ مع محصول ۴۰ صفحہ
 اقبال نامہ انگری

جلد ششم

قیمت ۴ روپیہ مع محصول ۴۰ صفحہ
 کارنامہ چانگیری

جلد ہفتم

قیمت ۴ روپیہ مع محصول ۴۰ صفحہ
 نظریہ شاہ جہان

جلد ہشتم

قیمت ۴ روپیہ مع محصول ۴۰ صفحہ
 بادشاہ نامہ عالمگیری

جلد نهم

قیمت ۴ روپیہ مع محصول ۴۰ صفحہ
 بادشاہ نامہ عالمگیری

دیباچہ

سوانح عمری حضرت علیا ملکہ معظمہ و کٹوریا قیصر ہند بالتقاہما۔ اور

عالی جناب پرنس کوئٹہ البرٹ

ملکہ معظمہ سے دو طرح کے کام تعلق رکھتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو انکی خاص ذات والا صفات سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو انکے عہد سلطنت سے تعلق رکھتے ہیں۔ پہلے اس سوانح عمری میں صرف ان کے وہ کام بیان کیے ہیں جو خاص انکی خاص ذات ملکی صفات سے تعلق رکھتے تھے اور انکی طرح انکے عالی جناب شوہر شہزادہ البرٹ کی خاص ذات خجستہ آیات کے حالات بیان کئے ہیں۔ ان مضامین کو ہم نے زیادہ تر حضرت علیا کی خود تصنیفات سے اور جنرل گرے کی اریل پریس آف پرنس کوئٹہ اور سر تھی اوڈور ماہٹن کی لائف آف پرنس کوئٹہ سے اخذ کیے ہیں۔ یہ آخر دو کتابیں جناب ملکہ معظمہ نے خود اپنے شوہر عالی تبار کے حالات میں فضائل کے بارے سے تصنیف کرائی ہیں۔ انکے سوائے ہمارے مطالعہ میں مضامین مذکورہ کے استنباط کر چکے ہیں۔ سڈنی لی کی بائی او گرافی و کٹوریا۔ اور گریول میمورس (۱۸۱۶-۱۸۶۰) مسس اولی فنٹ اور ہولٹس و کٹوریا۔ غرض اور میں تیس مشہور کتابیں تھیں۔ جن سے ہم نے ملکہ معظمہ کی خاص ذات ملکی صفات کے حالات روز و لادت سے یوم وفات تک اخذ کر کے لکھے ہیں جن کی فہرست ذیل میں

مندرج ہے :

محمد زکیا اللہ دھلو

المخاطب بہ الملک و خان بہادر

ستمبر ۱۹۰۳ء
بقام واصلی

فہرست مضامین

باب اول ۱-۲۰

نسب و ولادت

نسب۔ حضرت علیا کے والد ماجد کا حال حضرت علیا کی والدہ ماجدہ کا حال۔ جارج سوم کے بیٹوں کے شادی کرنے کا سبب۔ ڈیوک وڈچس کنٹ کا انگلستان کا جانا۔ ولادت حضرت علیا۔ وچسپ کہانی جہنم تہو جگام خانہ اول و احکام خانہ دوم۔ احکام خانہ سوم۔ احکام خانہ چہارم۔ خانہ پنجم سے خانہ دہم تک۔ باپ و نانی کا خیال اس شہزادی کی شنشائی کا۔ صلیباغ پانا و نام و کہا جانا۔ ٹیکا چیک کا لکنا۔ ڈیوک کنٹ انگلستان جانا۔ شہزادی و کٹوریا کا ایک آفت ناگمانی سے بچنا۔ ڈیوک کنٹ کی وفات اور انکی صفات۔ ڈیوک کا جنازہ اٹھنا۔ ڈیوک کی بہن کا خط بہائی کی وفات میں۔ ڈیوک لیو پولڈ کا اپنی بہن وچس کنٹ کے پاس آنا۔

باب دوم ۲۰-۴۴

شہزادی کا بچپن

سندھ سے روانگی۔ قصر کن سنگٹن میں لوگوں کا تعزیت کے پئے آنا۔ قصر کن سنگٹن میں وچس کنٹ کی زندگی کا بسر ہونا۔ شہزادی کا ایک آفت ناگمانی سے بچنا۔ قصر کن سنگٹن میں شہزادی و کٹوریا کا پرورش پانا۔ ان ٹپی کا ساتھ رہنا۔ اوسان کڈیسی کو تسلیم کرنا۔ وچس کنٹ کا طریقہ پرورش۔ فرالین لیدرین۔ ۱۸۲۵ء میں ایک استاد کا مقرر ہونا۔ ڈاکٹر ڈیویس کا معلم مقرر ہونا۔ نو عمری میں موسیقی اور آرٹوں کی طرف توجہ۔ ناچنا اور اس کے دل بہلانا۔ شہزادی کی ولایت کا مرنہ۔ شہزادی کا سمندر میں نہانا۔ شہزادی کی چوتھی سالگرہ۔ شہزادی کا لائرا کے ساتھ کہیلنا۔ شہزادی کے کہلوٹوں کا حال۔ شہزادی کی ابجد خانی کی حکایت۔ دندس میں شہزادی و کٹوریا کا جانا۔ اور چھاپے پیاری پیاری باتوں کا کرنا۔ شہزادی کی نیک و خسی کی حکایت۔ شہزادی کی برائی سے بچنے کی حکایت۔ شہزادی کی لطیفہ سنجی کی حکایت۔ شہزادی کی سچائی کی حکایت۔ شہزادی کے معلم ڈیویس کا بیان۔ شہزادی و کٹوریا کی سیر و تفریح۔ کلید سر ہوئی مونٹ بی آڈ کا تحفہ کلید کا آنا۔ پانچ برس کی

عمر کی تصویر اور ایک حکایت۔ مامون کے گھر جانا۔ اور علم نبات سیکھنا۔ دلچسپ حکایت شہزادی وکٹوریہ کی نصیحت ماننے کی۔ بچپن کی ایک اور دلچسپ حکایت۔ شہزادی وکٹوریہ کے سیر کرنے کے فوائد۔ شہزادی وکٹوریہ کی اپنی تصویر کے اقرار کرنے کی عادت۔ شہزادی وکٹوریہ کی اور ون پرنسز بانی کرنیکی حکایت۔ مان باپوں کے احکام کی اطاعت کرنیکی حکایت۔ بچپن کے حالات کی دلچسپی حکایت گڑبا خریدنے کی اور ایک بھوکے کو اسکی قیمت دینے کی۔ اس شہزادی کے بچپن کو انگلستان کے بڑے بڑے نامور فاضلوں کا نظر التفات سے دیکھنا۔ وخط میں شہزادی کی محویت کی حکایت۔ شہزادی کی علالت کی جہوٹی خبروں کا اڑنا۔ شہزادی کی یاقوتوں کا حال۔ شہزادی کے چچا وڈیک بورک کا مرزا سوتیلی بہن کی شادی کا ہونا۔ ملکہ پرتگال اور شہزادی وکٹوریہ کا دعوت شاہی میں ناچنا۔

باب سوم۔ ۴۴-۶۸

تاج شہابی کے وارث

جارج چہارم کی وفات۔ ڈچس کنٹ کا اضافہ مشاہیر۔ ڈچس کنٹ کا نائب السلطنت مقرر ہونا۔ بیوہ ڈچس کو برگ کے خط بنام ڈچس کنٹ۔ شہزادی وکٹوریہ کا اپنی آئندہ شہنشاہی سے آگاہ ہونا۔ شہزادی وکٹوریہ کے معلموں کا بدلنا۔ شہزادی کا بادشاہی درباروں میں کم جانا۔ شہزادی وکٹوریہ کی تسلیم کا نتیجہ۔ حکایات حسن خلق شہزادی کی تحصیل علوم و انگریزی دانی۔ شہزادی کی علالت۔ شہزادی کی سیر و سیاحت۔ انگلینڈ میں اول سیر سیاحت۔ ۱۸۴۱ء کا سفر ویزمین۔ اوکسفورڈ۔ قصر کن سنگٹن میں مہمانداری۔ شہزادی کا بلائے ناگمانی سے بچنا۔ شہزادی کے منکسر المزاج ہونے کی حکایت۔ ۱۸۴۳ء کا سفر شہزادی کے بحری سفر کا نتیجہ۔ ۱۸۴۴ء میں شہزادی کا ایک آفت ناگمانی سے بچنا۔ شہزادی کا علیل ہونا۔ گھر و بیرون جانا۔ شہزادی کی تخت نشینی کا استحکام پانا۔ ۱۸۴۵ء کا سفر۔ شہزادہ البرٹ سے اول ملاقات۔ بادشاہ ولیم چہارم اور ڈچس کے بگڑا بڑھنا۔ بادشاہ ولیم چہارم کی سالگرہ اور ڈچس کنٹ کو ملامت کرنا۔ شہزادی کا سن بیچ و سالگرہ رواں اکیڈمی کی سیر۔ بادشاہ کی آخری خط و کتابت۔ بیٹی کی ساتھ۔

باب چہارم ۶۸-۸۴

ملکہ منظرہ کی تخت نشینی سے لے کر پادشاہی تخت نشینی کے حالات شاہ ولیم چہارم کی وفات اور
ملکہ منظرہ کی تخت نشینی

بادشاہ کی وفات کے بعد شہزادی کا اپنی تخت نشینی کی خبر کا سننا پر ایوی کوئل کا اجلاس ملکہ منظرہ
کا سپر۔ ملکہ منظرہ کی شاہی نام۔ ملکہ منظرہ کی بادشاہی کا اشتہار۔ سٹر۔ روزنگ کی نظم کا ترجمہ۔ ملکہ کارونا
اور تنہائی میں۔ عا۔ انگنا۔ اول کوئل شاہی کامرق۔ کوئل کی پریسیدنسی کا کام۔ ملکہ منظرہ کی شہنشاہی
ملکہ منظرہ کے شوق۔ کم عمری کے سبب۔ ملکہ منظرہ کے حالات عوام کی لاعلمی۔ ملکہ منظرہ کی وجاہت و خلیہ

بائیسیم ۸۴-۹۶

لارڈ میلبورن کا ملکہ منظرہ کو پولٹیکل تعلیم و تربیت کرنا

ملکہ منظرہ قانون فوجداری۔ لارڈ میلبورن کی تصدیقات۔ لارڈ میلبورن کا عہد۔ لارڈ میلبورن کی
رائی و خصالتیں۔ لارڈ میلبورن کا ملکہ منظرہ کا پریسڈنٹ سکریٹری مقرر ہونا۔ ملکہ منظرہ کا وگ فریق کو بیج
دینا۔ وگ کے مسائل بادشاہی کے منافی جو ملکہ منظرہ بیان کرتی تھیں۔ گھر کے ملازمین کا انتظام۔ اور ملازمین
مستورات۔ گھر میں اشراف مرد ملازمین۔ پردیسی مشیر ملکہ منظرہ۔ بیرولس لیرین۔ وچس کنٹ۔ رسوم عامہ
بادشاہی۔ ملکہ منظرہ کا اول سپر پارلیمنٹ میں۔ ملکہ منظرہ پر ایک شخص کا عاشق زار ہونا۔

بائیسیم ۹۶-۱۲۰

سبب اعلیٰ

سول سٹ اور کونونیر کے معاملات یعنی ملکہ اور لنگے خاندان کے وظائف اور انگریزوں کی نوآبادیان۔ قصر
بکنگھم میں ملکہ منظرہ کا سکونت پذیر ہونا۔ ۱۷۔ اگست ۱۸۷۷ء کو محفل قصہ سرود۔ ۲۱۔ اگست کو وکٹوریہ گیلٹ کا
ٹائیڈ پارک میں کہولنا۔ اور پیڈ پر جانا۔ قصر بکنگھم میں ملکہ منظرہ کا ایجاد۔ پردیسی مہمان۔ ملکہ کا ہرنا واپسے عزیز کا
گورنر آداب۔ سٹ۔ کا انتخاب۔ ملکہ منظرہ کے فرقہ وگ کے مطیع ہو جانے سے فرقہ ٹوری کے حصے۔ فرقہ وگ کے جلے
ہینور کی سائش کا شہید وگس فرقہ کا پیدا کرنا۔ وگس کی کثرت کی کمی۔ ۴۔ نومبر ۱۸۷۷ء کو گلڈ ہال میں ملکہ منظرہ کا
دعوت میں جانہ پارلیمنٹ کا کہولنا۔ بادشاہی سرورق زمین۔ ولیم چہارم کی اراضی۔ لین کیئر اور کوئل کی دیا

اول منصب۔ سول سٹیشن۔ ریڈیئل مکت چمن۔ ملکہ معظمہ کا اپنے مان باب کا قرض چکانا۔ ملکہ معظمہ کے پاس وقت کے حالات۔ حضرت علیا اور انکی مان کی خدمت میں گستاخیاں۔ ۱۸۳۷ء میں برٹش ایمپائر کنینڈا کی سرکشی۔ قیدی کنینڈا۔ لارڈ ڈرہم۔ لارڈ ڈرہم کی بی بی۔

باب ہفتم ۱۲۰-۱۴۰

ملکہ معظمہ کی تاجپوشی اور ۱۸۳۷ء کا نازک زمانہ

تاجپوشی کی بعض اسم قدیم کا موقوف ہونا۔ جشن تاجپوشی کی تیاری۔ جشن تاجپوشی کا دن۔ شانانہ سواری کی جلوں۔ گرجا میں ملکہ معظمہ کا آنا اور مراسم کا ادا ہونا۔ ملکہ معظمہ کا حلف اٹھانا۔ تاج پہننا۔ نشانات شاہی۔ مراسم جشن کی غلطیاں۔ کورنشاٹ جشن۔ میڈلون کا لٹانا۔ قصر کیننگہم میں سواری کی دلپسی سکنے کا مبارکباد دینا۔ حضرت علیا کا اتوار کا پاس لحاظ کرنا اور آسٹن سرکاری کام نکرنا۔ اس زمانہ کے ملکہ معظمہ کے کام اور اشتغال خطاوت کا عطا ہونا۔ ملکہ معظمہ کو بعض کمزرات کا پیش آنا۔ ملکہ معظمہ کی سپین پارلیمنٹ میں ۱۸۳۷ء سے ۱۸۳۹ء کے نامک سال لیدر سی فلورامیٹنگر کا قصہ۔ دوسرا نازک معاملہ۔ لارڈ میلبرن کا استعفا ۱۸۳۷ء اور پیل کا وزارت قبول کرنا۔ ملکہ معظمہ اور ان کی ہیڈچیمبر کی لیدریان۔ ملکہ معظمہ کی مخالفت اس تبدیلی کی۔ میل بورن کی کے بی بیٹ کا انتقال پر دوبارہ غور کرنا۔ ملکہ معظمہ کو میلبرن کا سہارا دینا۔ لارڈ میلبرن کی نومرتب وزارت۔ ملکہ معظمہ کا اقرار اپنی غلطی کا۔ فرقہ ٹوری کا حملہ ملکہ معظمہ پر۔ ہیڈچیمبر کے نازک معاملہ کا عام اثر۔

باب ششم ۱۴۰-۱۶۶

شہزادہ البرٹ کے حالات ۱۸۱۷ء سے ۱۸۳۷ء تک

شہزادہ کے خاندان کا حال۔ شہزادہ کی ولادت۔ بیوہ ڈچس کو برگین شہزادہ کی داوی اور ملکہ معظمہ کی آغوش شہزادہ کا صیقل۔ بیوہ ڈچس کو برگ اور انکے خطوط۔ شہزادہ کی تعلیم ۱۸۲۳ء تا ۱۸۲۷ء۔ شہزادہ کا رخصتا چہ اور انکے خطوط۔ شہزادہ کے ایام طفلی کا بیان جو کونٹ آر تھر مونس ڈورف پے لکھا۔ ۱۸۲۷ء سے ۱۸۳۷ء تک حالات۔ شہزادہ کی داوی ابرمان کا مرنا۔ ۱۸۳۲ء و ۱۸۳۳ء کے حالات۔ شہزادہ کی تعلیم کی یادداشت۔ نقشہ تقسیم اوقات غورنگی۔ شہزادہ کا حال ۱۸۳۳ء سے ۱۸۳۷ء تک۔ شہزادہ کا حال ۱۸۳۷ء

۱۳۳۰ء تک۔ شہزادہ کا اقرار اپنے مذہب کا علی الاعلان۔ شہزادہ کی سیر و سیاحت انگلستان میں۔ شہزادہ کا
 حائل برسل میں تعلیم پانا اور یون یونیورسٹی میں جانا۔ باپ کے نام شہزادہ کے خطوط۔ ملکہ منظر کے نام خط شہزادہ
 البرٹ کا۔ شہزادہ کا خط باپ کو۔ شہزادہ کی سیر و سیاحت۔ برسل میں اپنے چچا سے شہزادہ البرٹ کی ملاقات
 شہزادہ کا حال ۱۳۳۱ء سے ۱۳۳۲ء تک۔ دونوں بہائیین میں حبس دہائی۔ برن سٹوٹ گٹ۔ شہزادہ کا سفر اٹلی میں
 شہزادہ کے سن بلوغ کی رسم *

باب نہم ۱۶۶-۱۹۲ قرابت

نسبت قرابت قرار پانا۔ ملکہ منظر اور شہزادہ البرٹ کی شادی پر مضمون۔ اس قرابت نسبت کے متعلق ملکہ اور
 وزیر عظم کا بیان۔ شہزادہ کا پو بھی صاحبہ کے نام خط۔ ملکہ منظر اور شہزادہ کے درمیان خط و کتابت وغ

باب دہم ۱۹۲-۲۲۲ شادی کا بیان ویلیون کی وزیر

پینی پوسٹ کی اصلاح ۱۳۳۰ء۔ پینی پوسٹ کا جاری ہونا۔ پرائیوی کونسل میں شادی کا اعلان۔ شہزادہ اہلکاران
 و کار پروازان خانہ۔ نسبت قرابت پر رعایا کا خوشی منانا۔ وچس کو برگ کا خط شادی کے باب میں کو برگ میں
 شادی کی کارروائیاں۔ شہزادہ آئرلینڈ کا خط ملکہ منظر کے نام۔ ابتدائی انتظامات۔ شہزادہ کے پریسیڈنس
 (صدرانجن) ہونے کے باب میں شہزادہ کا ویسی ہونا۔ شہزادہ کے کار پروازان خانگی۔ شہزادہ میں معاملات
 پارلیمنٹ۔ شہزادہ کا پروٹسٹ ہونا۔ شہزادہ کا گو تھا سے چلنا اور انگلیسٹن میں آنا۔ شادی کی ایک دلچسپ
 کہانی۔ شہزادہ کا حال۔ قصر بنگلہم کے اندر کا حال۔ قصر بنگلہم کے باہر کا حال۔ قصر شاہی سینٹ جیمس شاہی
 گرجا میں عزت کا چاہنا۔ گرجا سے قصر شاہی بنگلہم میں راحت اور دعوت۔ شادی کا ایک۔ ملکہ منظر کا بیڑہ
 جانا اور اہلکاران میں اسٹی کا مبارکباد دینا۔ ونڈسکر۔ ملکہ منظر کا لندن جانا۔ حال پنجاب شہزادہ کے آلام وغ

باب یازدہم ۲۲۲-۲۴۲

سہ ماہیہ سال اول کد خدائی

شہزادہ کا منصب۔ شہزادہ کے ملازمین غانگی کا مقررہ شہزادہ کے پریسیڈنٹ ہونے کا فیصلہ۔ ملکہ مظفر کی طرف سے اڑبھنا۔ وندسر میں عالی جناب حضرت علیا کی ماہر بود کا ہر لقمہ حضرت علیا کا دند سر میں تھا اور عالیجناب کا گھوڑے پر سے گرنا۔ حضرت علیا کی والدہ ماجدہ کا چدا ہونا۔ سالگرہ حضرت علیا عالی جناب کا قدیمی علم موسیقی کی منڈلی کا ڈاکٹر کمر مقرر ہونا۔

ہمایون کا چدا ہونا۔ وندسر ڈیکلریشن میں رہنے کی محبت۔ اول دفعہ عالی جناب کی انسانی مہر دہی کا انہماک خط بنام ڈیوک کو برگ قصر کیننگسم ۴ جون ۱۸۷۷ء۔ حضرت علیا پر اوکسفورڈ کا پیچھے چلانا۔ خط بنام بیوٹ ٹچس کو تھا۔ قصر کیننگسم ۱۱ جون ۱۸۷۷ء۔ اوکسفورڈ مجرم کی رو بکاری۔ سال اول کی روزانہ گزارشات عالیجناب شہزادہ کا نائب اسطنت مقرر ہونا۔ عالی جناب کے اوصاف جمید۔ عالی جناب کے خطوط باب ۱۰ نامی کے نام سالگرہ ہینیکے باب میں۔ شرنلڈن کے باشندوں کو جو حقوق آزادی حاصل ہیں انکا عالیجناب حاصل ہونا۔ عالی جناب کا قانونی مطالعہ۔ عالیجناب کا پرائوی کوئل کا ممبر ہونا۔ مشکوے مظہر میں شہزادہ کا پیدا ہونا۔ ایک لڑکے کا محل میں پکڑا جانا۔ بڑا دل +

باب وارڈیم ۲۴۷-۲۵۳

۱۸۷۷ء

پارلیمنٹ کا ٹھکانا۔ عالی جناب کا ایک حادثہ ناگہانی سے بچنا۔ شہزادی جو پیدا ہوئی اسکا اصطلاح پانا۔ مجالس رقص سردوین ملکہ معظمہ اور عالی جناب البرٹ کے شریک ہونے کا نیک اثر۔ پارلیمنٹ کا بدلہ لاجا نا۔ پورٹل ترو وات۔ ملکہ معظمہ پر پردیسی معاملات اور شہزادہ اور پردیسی پولیسی۔ لارڈ پامرسٹون غورین اوفیس میں پامرسٹون اور تخت سلطنت۔ پامرسٹون کے فتح نمایان کے کام۔ میلہورن کی وزارت کا ضعف میل بورن کی شکست مئی ۱۸۷۷ء۔ ملکہ معظمہ کا اوکسفورڈ میں انتخاب میں دگ کی شکست +

باب سیزدہم ۲۵۳-۳۲۱

سرروبرٹ پیل کا انتظام

ملکہ منظرہ کے بچے ہیل کا وزارت قبول کرنا۔ ملکہ منظرہ اور ہیل کے درمیان مینا پرک کی باتیں۔ ٹوری کے ساتھ ملکہ کا برتاؤ بدلتا۔ ولادت شہزادہ ویزو۔ نومبر ۱۸۷۹ء شہزادہ کو خطاب کا ملنا شہزادہ کو صطباغ شہزادہ کی انگلستان میں آنا۔ اور پارلیمنٹ میں جانا۔ ملکہ منظرہ کا اپنے اور آپ ٹیکس لگانا۔ رعایا کے مصائب دور کرنے کے اسباب۔ شہزادہ آئرلینڈ برادر عالی جناب کی شادی کی نوید عوام میں اہل جرمن کے غالب ہونے سے خوف کا پیدا ہونا ناریلون کا داخل ہونا جرمن میں ملکہ منظرہ کی ریل میں اول سفر کرنا۔ ملکہ منظرہ کے قتل کے لیے دوسری دفعہ کوشش کا ہونا۔ مجرم کی رو بکاری۔ اور ملکہ منظرہ پر تیسری دفعہ حملہ۔ سنڈسن سہن کا محل شاہی میں آنا۔ سنڈسن سہن کی رخصت۔ ملکہ منظرہ کا اپنے ملکوں میں سیر کرنا۔ بلجیم میں ملکہ منظرہ کا سیر کرنے کا ارادہ۔ پارلیمنٹ بند کرنے کا ملکہ منظرہ کا سپیچ۔ سکوت لینڈ کی سیر کرنا۔ ملکہ منظرہ کا تشریف لیجانا۔ عالی جناب البرٹ کا امور سلطنت میں منصب پانا۔ اور محنت کرنا۔ ملکہ منظرہ اور ہیل۔ سکوتس چچ میں رخصت اندازی۔ اور ڈوڈائی منڈ کا قتل۔ ملکہ منظرہ اور لارڈ ایرڈن۔ عالیجناب البرٹ اور پارلیمنٹ کا ٹکڑا ہونا۔ ولادت دختر اور اسکا صطباغ۔ کیمبرج کے ڈیوک کی بیٹی کی شادی۔ ملکہ منظرہ کا خانہ البالی سے زندگی کرنا عالیجناب کی سالگرہ و بحری سفر۔ ملکہ منظرہ کا سفر فرانس میں۔ سوال تقرر جنسی۔ فرانس کے جانے کی واقعات کی دلچسپیاں۔ بلجیم اور کیمبرج کی سیر۔ عالیجناب کا برننگم میں جانا۔ وندسمر میں فارم کا زمین۔ ملکہ منظرہ کے گھر کی خوشیاں اور لٹے بچوں کی ذہانت کی باتیں عجیب آدمیوں سے ملکہ منظرہ کی ملاقات۔ ایک خاص دن ناگہانی سے بچنا۔ عالیجناب کے باپ کی وفات۔ پرنس البرٹ کا وطن جانا۔ خانہ داری کی صلاحیتیں۔ سالگرہ کیلئے تصویریں۔ انگلینڈ میں ملکہ منظرہ کی ملاقات کے لیے میکس و شہنشاہ روس کا آنا۔ آئرلینڈ ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۰ء تک پر لیکل معاملات و آئرلینڈ کی یونین اور ملکہ منظرہ۔ ملکہ منظرہ اور پارلیمنٹ کی رخصتیں۔ ہیل کا استعفا دینے کی دہلی۔ فورین لینے غیر ملکوں کے معاملات۔ شہزادہ الفرڈ کا پیدا ہونا۔ پرنس ایرٹ کے کتھے کا مرنا۔ سکوت لینڈ میں ملکہ منظرہ کا دوبارہ جانا۔ شاہ فرانس کا انگلینڈ میں آنا۔ عالی جناب کی نسبت شاہ فرانس کی رائے۔ ملکہ منظرہ کی کفایت شعاری کا حسن انتظام۔ ملکہ منظرہ کی سیر بحری۔ ردائل کسپینج کی نی حکمت کا کہنا ۱۸۷۹ء اوسبورن کا خریدنا۔ اور اسکا آگہ تہ کرنا۔ ملکہ منظرہ کی ملاقاتیں۔

ملکہ معظمہ اور آزادی تجارت

پارلیمنٹ کا اجلاس ۱۸۵۷ء۔ ملکہ معظمہ کا اجلاس۔ کورٹ کی دعوتوں کے جلسے۔ پرنس البرٹ کنگ کونسل اور کمانڈر انچیف ہونے کی شہرتیں۔ پنجم اور پرو شامین ملکہ معظمہ اور عالی جناب کے تشریف لیجانا۔ سالگرہ پرنس البرٹ۔ لوئی فلپ شاہ فرانس سے دوسری ملاقات۔ ملکہ معظمہ کی خوشی کو برگ کی سیسر۔ پرنس البرٹ کے فارم ٹیکس لگانا۔ اوسبورن کا نیا گھر۔ ولادت و فر۔ ابرہیم خدیو مصر کا انگلستان میں آنا۔ پیل اور توین غلہ۔ پیل کو ملکہ معظمہ کا سہارا دینا۔ پیل کا استعفا۔ لارڈ جان رسل کا بلایا جانا۔ لارڈ جان کے ساتھ گفتگو اور لارڈ پارسل کا خوف ملکہ معظمہ کو۔ لارڈ جان کی ہٹن اور نندین۔ لارڈ جان کی مشکلات۔ پیل کا دوبارہ صاحب اختیار ہونا۔ ملکہ معظمہ کا پیل کا معاوضہ ہونا۔ پیل کی مشکلات پر ملکہ معظمہ کا افسوس۔ پیل کی شکست۔ ملکہ معظمہ کی آزادی تجارت کے لیے کرمجوشی۔ پارلیمنٹ کا بدنظمی کا اضطراب۔ شہر کا سفر۔ ملکہ معظمہ کے دو بھائی سفر لوہے کی کانوں کا ملاحظہ۔ ملکہ معظمہ کا اپنے بچوں کو پڑھانا۔ اوسبورن میں نئے محل بنانے کی شادی ملکہ معظمہ اور عالیجناب کی نسبت بیرن شوک میر کی رائے۔

باب سیزدہم (پانزدہم چلیے) ۱۸۵۷ء - ۱۸۵۸ء

سپین کی شادیاں

لارڈ جان کی اول وزارت جو لائی شکست۔ لارڈ جان کے شرکار و مصاحبین۔ پارسل کے سبب مشکلات کا پیش آنا۔ سپین کی شادیاں۔ شادیوں کے عہد و پیمان۔ ملکہ کرسٹینا کی مداخلت۔ خاندان کا دوسرا میں جمع ہونا۔ پارسل کا پس پسامراسلہ۔ فرانس سپین کا عوض لیٹا۔ اور ان کی عہد شکنی۔ ملکہ معظمہ کا غصہ۔ پیلاک کی برائیگی۔ پرنس البرٹ کا خط اپنے بھائی کے نام۔ ملکہ معظمہ کا خط۔ شاہ روس کے عہد شکنی کا الزام۔ ملاقاتیں۔

باب چار دہم (شانزدہم چلیے) ۱۸۵۸ء - ۱۸۵۹ء

انقلاب کا سال ۱۸۵۸ء

پارلیمنٹ کا اجلاس ۱۸۵۸ء۔ حضرت علیا کی طبیعت سخی کیمرج میں حضرت علیا کا قدم رنج فرمانا۔ پرنس البرٹ کا

یونیورسٹی کا چانسلر مقرر ہونا۔ نوٹی فلشپاہ فرانس کا تخت سے معزول ہونا۔ اور ملکہ مغلیہ کا اُس سے متاثر ہونا۔ شاہ معزول سے جو ملکہ مغلیہ نے مدارات کی جبرستی میں انقلاب۔ ملکہ مغلیہ کے انتظامات کے کام میں ۱۸۴۸ء۔ انگلستان کی حالت۔ ولادت دختر امرن تافیت کی بجالی۔ ملکہ مغلیہ کا خط شاہ یونیورسٹی کے نام۔ یورک کی زراعت کی نمائش میں پرنس البرٹ کا جانا۔ پارلیمنٹ کا بند ہونا۔

باب پانزدہم (ہفتدہم چابیے) ۳۵۵-۳۱۹

ملکہ مغلیہ کے امہر خانگی اور تقریحات متفرقات

۱۔ ایلزبتھ مین ڈر مغلیہ کا جانا۔ پرنس البرٹ یونیورسٹی۔ لارڈ میلبورن اور جان میننگ کی وفات متفرقات۔ ۲۔ برائن مکی۔ لارڈ برہم۔ لارڈ لنڈرہسٹ۔ جی گورنٹ اے نامور ممبرن کے نام بجات کے سبب ملکہ مغلیہ کی نسبت باغی۔ ٹوم اور اسکے مرید۔ چارلس کے عراض۔ چارڈم کی اصل۔ فروسٹ کی فتنہ انگیزی۔ آئرلینڈ کا قحط۔ ۳۔ چارلس کی سفیر۔ بڈازی کو دوبارہ زندہ ہونا ۱۸۴۹ء کے حالات۔ ملکہ مغلیہ پر سچ چلنا۔ فرزندان شاہی کی تعلیم۔ ملکہ مغلیہ کا آئرلینڈ میں قدم رنجہ فرمانا۔ بالمویل مین حضرت علیا کی تشہیف آمدی۔ آئرلینڈ میں کوئین یونیورسٹی کا مقرر ہونا۔ بالمویل کا حال۔ گریت اگرزی مین مین نمائش عظم کی تجاویز غریب اہل حرفہ و پیشہ وروں کی آسائش۔ آرام کی طرف پرنس البرٹ کا متوجہ ہونا۔ مسٹر ٹین سن کی وفات۔ کول اسپینچر کے کہنے کی رسم۔ بیوہ ملکہ آئرلینڈ کی وفات ۱۸۵۰ء۔ پرنس البرٹ کی علالت۔ نمائش عظم کی تیاریاں۔ پرنس البرٹ کی تقریر حضرت علیا کا وڈسیر میں قدم رنجہ فرمانا۔ ویوک ونگٹن کا پرنس البرٹ کے لیے عہدہ کمانڈر انچیف کا پیش کرنا۔ ملکہ مغلیہ کے مان فرزند اور جہن کا پیدا ہونا۔ ملکہ مغلیہ پرفٹسٹ پیٹ کا چھڑی مارنا۔ حضرت علیا کا لنڈن میں رونق افروز ہونا۔ مسرور پیٹ پیل اور پرنس البرٹ حضرت علیا اور پرنس البرٹ کے عزیزوں کے مرنے کا سوگ ماتم نمائش عظم۔

باب ہفتدہم (نوزدہم چابیے) ۳۱۹-۳۹۰

باو شاہ اور فورین مسٹر کے متعلقات اور نمائش عظم

لارڈ پامرسٹن کا کام فورین سکریٹری کا۔ لارڈ پامرسٹن کے سبب سے مشکلات کا واقع ہونا۔ یادداشت ملکہ مغلیہ۔ اوسبورن ۲۔ اگست ۱۸۵۱ء پرنس البرٹ کی یادداشت۔ اوسبورن سفر شہنشاہ فرانس بونی فلپ کا انتقال۔ بالمویل

پرنس البرٹ کا خط سٹوک میر کے نام۔ میر خاں میں خبر اہمبیاد پر حملہ کیا ہونا۔ پرنس کا خط سٹو علی ان کے نام
 پرنس کا خط سٹوک میر کے نام۔ ملکہ بچیم کی وفات۔ انگلستان میں اپنی چکا حکومت جانا۔ ۱۸۵۵ء ملکہ مظہر
 اوسبورن میں رونق جنس روز ہونا۔ تائیس کے انتظامات اور اسکی ترتیب۔ کرنل سب تھورپ۔ بھیل
 کا ڈرانا اور تائیس کے لیے مزاحمتیں کا پیش آنا۔ غیر سلطنتوں کے سفیر دن کا ملکہ مظہر کے پروبر واپس ایش
 پیش کرنیے انکار کرنا۔ کرٹل پلیس (تھر بورین) ملکہ مظہر کا تائیس میں تشریف لانا۔ تائیس کا اثر تائیس
 اعظم کے فتوح کا بیان جو ملکہ مظہر نے لکھا ہے۔ نمائش گاہ کا کٹنا۔ شہزادہ آرتھر کی سالگرہ۔ مبارکبادیاں اور
 اکیڈمی (اتحادی) میں پرنس کا پیچہ شہادت انجیل کی سوسائٹی میں پرنس البرٹ کا پریسیڈنٹ ہونا۔ اس
 میں لارڈ جان رسل اور ملکہ مظہر کی خط و کتاب۔ برٹش ایسوسی ایشن میں پرنس البرٹ کا جانا۔ نمائش گاہ کے کشترون
 کی مجلس میں پرنس کا یہ مجلس ہونا۔ نمائش گاہ اعظم کی کامیابی کا جلسہ۔ نمائش گاہ میں حضرت علیا کا قدمیہ فرمان
 فرانسیسیوں کی نمائش گاہ کے کشترون کا دعوت کرنا۔ تائیس کے زرخا صلات کے خرچ کرنے کی تجویز۔ پرنس کا
 خط سٹوک میر کے نام۔ شامہ سفر۔ لارڈ پامرسٹن فرین سکرٹری کی برخواستگی۔ بادشاہ ہینری دسویں کی وفات دنیا
 کا میلاد دعوت مصالحت۔ ٹرائیون کے سب جانے۔ دہشت۔ تائیس کی چھت چار۔ اوکا خریدنا۔ فرانس کی حکومت
 کا خوف اور سیاہ محافظ کا اضافہ اور وزارت کا مبادلہ۔ ملکہ مظہر کی سالگرہ۔ ملکہ مظہر اور شو لیو پورڈ کی
 خط و کتابت۔ ملکہ مظہر کے خالو کا مرنا۔ اور پارلیمنٹ کا بند ہونا۔ ملکہ مظہر کا سفر بلجیم۔ چچ فارم کا بیان جو ملکہ
 مظہر نے خود تحریر کیا ہے۔ شاہ لیو پورڈ اور ملکہ مظہر کی خط و کتابت۔ بالمویل میٹرنیک کا اپنے وصیت
 میں سارے مال کا وارث ملکہ مظہر کو لکھنا۔ ڈیوک ولنگٹن کی وفات۔ سپاہ میں نئے افسروں کا سفر
 ڈیوک ولنگٹن کے خصائل سٹوک میر کے خط کا جواب جو پرنس نے لکھا۔ ڈیوک ولنگٹن کی تجزیہ و تحقیق خیر
 علیا کی سفر سے مراجعت۔ ملکہ مظہر کے نام انکی ایمپولی میں کا خط۔ پرنس البرٹ کی سیرت و عادت۔ ڈیوک
 ولنگٹن کی سیرت کی نسبت بڑے بڑے مدبران ملکی کی راہیں۔ نیو پارلیمنٹ۔ پرنس کا تصانیف و نقشون کئی
 یا گدی ہوئی تصویریں کا جمع کرنا۔ وڈر کیسل میں آگ لگنا۔ انگلینڈ میں جلار و طنوٹ کے پناہ گزینوں کے ہونے
 سے تکلیفات۔ فرزندار جنس کی ولادت۔ چوب ہم میں کیپ جس میں مصنوعی جنگ ہوئی۔ پرنس کا خط بنام
 بیرن سٹوک میر۔ پرنس کا دوسرا خط بنام بیرن سٹوک میر۔ بیرن سٹوک کا خط بنام پرنس البرٹ۔ ملکہ مظہر
 کا آئرس لینڈ جانا اور تائیس کا کوفا۔ پرنس البرٹ کی نسبت گین

۱۸۵۴ء ۹۰ - ۵۱۶

پرنس پرتھوین اور عمانون کے حملے اور ان کے باب میں خط و کتابت۔ ملکہ مظفر دہلوی کے خطوط بنام پرنس کے
ملکہ مظفر کی کدخدائی جو دہلی میں سالگرہ پر پرنس کی نسبت جمہور خیالات کا بدلنا اور مشکلات کا آسان ہونا۔ ملکہ مظفر
کے مشکوکے معاملے میں خوشیاں۔ ملکہ مظفر کا اُس سپاہ کا معائنہ فرمانا جو جنگ کے لیے روانہ ہوئی۔ ملکہ مظفر کا بھو
میں بیٹھ کر جہازوں کے بیڑوں کی روانگی کا ملاحظہ فرمانا۔ واعظین دین کے باب میں پرنس کا سپیچ۔ ایک جہاز کا نام ڈائل
البرٹ لکھا جانا۔ پرنس کے اشتغال کشیز سفیر فرانس کی دعوت۔ ملکہ مظفر کی سالگرہ۔ ڈینی ٹی ہوکس ڈنبرین پرنس کی
اسپیج۔ پرنس البرٹ اور بیرن سڈیک میر کی خط و کتابت۔ شہنشاہ فرانس کی ملاقات کے لیے پرنس کا جانا اور پرنس
ملکہ کی خط و کتابت۔ پرنس کی یلوداشت جو اپنے اپنی اور شہنشاہ فرانس کی ملاقات کی لکھی ہے۔ بالموویل میں
ملکہ مظفر کی تشریف آوری۔ ملکہ مظفر کے خطوط سپاہ کی ہمدردی کے بارے میں۔ ان سپاہیوں کی بیواؤں کو
میتھورن کے لیے چندہ جمع ہونا جو جنگ کریمیا میں مارے گئے۔ اور عورتوں کا تیمار دار ہونا۔

۱۸۵۵ء ۵۱۶ - ۵۴۵

سپاہ جو جنگ کریمیا میں گئی تھی اس کے فوراً کی مبارکبادی پارلیمنٹ کا دو بارہ جمع ہونا۔ ملکہ مظفر کی شادی کی سالگرہ
اور پرنس البرٹ۔ ڈار روس کی ملاقات۔ ملکہ مظفر کا جینٹون کے لیے اسپتال بنانا۔ انگلستان میں شہنشاہ نیپولین
کا آنا۔ سپاہ کو ملکہ مظفر کا تحفہ تقسیم کرنا۔ ملکہ مظفر کی سالگرہ۔ ملکہ مظفر کا لیڈی ریگ لین کو تعزیت نامہ لکھنا
ملکہ مظفر کی اسپیج پارلیمنٹ میں۔ پرنس کا خط سڈیک میر کے نام۔ ملکہ مظفر کا پیرس میں سیر کے لیے جانا۔ ملکہ مظفر کی
مراجعت اور سبوروں میں۔ نیپولین سوم کے خصائل۔ شہنشاہ کا خط پرنس البرٹ کے نام۔ بالموویل کا نیا محل
شہزادہ کی کٹوریہ کی قربت نسبت۔ البرٹ کی علالت۔ شہزادی وکٹوریہ کی قربت نسبت کی باتیں۔ ملکہ مظفر کا
ونڈسہ میں آنا اور ان کے بھائی کی علالت۔ میرنگم ونڈ لینڈ کی اسٹی ٹیوشن میں پرنس کا ایڈریس دینا
شاہ سارڈینیا کا انگلینڈ میں آنا۔

۱۸۵۶ء ۵۴۵ - ۵۵۵

لارڈ کلیرٹون کو ملکہ مغظمہ کا تقریت نامہ لکھنا۔ ملکہ مغظمہ کا پارلیمنٹ کا کہہ کرنا۔ شہنشاہ فرانس کے بیٹا پیرسینا
شہزادہ کے کو نفریشن کی رسم (عیسائی بنانے کی ریت) صلح نامہ کی خبر کا آنا۔ ملکہ مغظمہ کا جنگی ہسپتالوں کا ملاحظہ
فرمانا۔ ملکہ مغظمہ کا ایڈمرشٹل کے کمپین سپاہ کا ملاحظہ فرمانا۔ سپینٹ ہیڈ مین ٹیسرے کا ملاحظہ فرمانا۔
نٹ لی کے جنگی ہسپتال کی بنیاد کا پتھر رکھنا۔ بیرن سٹوک میر کی بیٹی کا فرما۔ شہزادی وکٹوریہ کا ہاتھ جھٹکا۔
مغظمہ کا پیسچ ایڈمرشٹل میں۔ پروشاکے بادشاہ کا انگلینڈ میں آنا۔ بالوریل میں اولیائے دولت کا جانا
اورس فلورنس ناٹ انگیل کا آنا۔ ملکہ مغظمہ کی مراجعت دندسٹر میں۔ ملکہ مغظمہ کے سوتیلے بھائی کی وفات
یونا بیڈلٹس امریکہ کا ایک تحفہ ملکہ مغظمہ کو بھیجا۔ پرنس کی توجہ سپاہ کے افسرن کی تعلیم کی طرف۔

۱۸۵۶ء - ۵۵۵ - ۶۰۲

پرنس البرٹ کا نیک خواہ انسان ہونا۔ پرنس کی ہمدردی اہل حقہ و کارگیروں کے ساتھ۔ پرنس کا اسات پرستہ
ہونا کہ غریب کی تقریر و آرام کا سامان کس طرح سر انجام دیا جائے۔ پرنس کی عام واقفیت۔ پرنس کی فرخ ہلی
محاسن جنس اطلاق۔ آرٹ کی تعلیم پر پرنس کے خیالات تکمیل آرٹ پر پرنس کے خیالات۔ پارلیمنٹ کا کھلنا اور ملکہ مغظمہ
کا پیسچ۔ ولادت دختر ملکہ مغظمہ۔ گلو سسٹر کی ڈچس کی وفات۔ رین چسٹر میں نمائش آرٹ اگرزی میں۔ مین چسٹر
میں صنعت کی نمائش۔ سالورڈ میں ملکہ مغظمہ کے سٹیج کا کہہ کرنا۔ پارلیمنٹ جدید کا اجلاس۔ شہزادی وکٹوریہ
کی شادی کا اعلان۔ پرنس کا قومی تعلیم کی کو نفرنس کا پریسیڈنٹ ہونا۔ پرنس کو نورس کے مختلف کام۔ عالیجناب
پرنس کو کو نورس کا خطاب لینا۔ وکٹوریہ کو روس تقسیم کرنے کی رسم۔ ملکہ مغظمہ کا مین چسٹر کی نمائش میں جانا بقتا
ہند کی خبر انگلستان میں آنا۔ ملکہ مغظمہ کا خط بنات ہند کے باب میں۔ بنات ہند کا پہلنا۔ سر کوئن کمپل کا
کمانڈر انچیف ہند مقرر ہونا اور ہندوستان میں انگلستان سے سپاہ کا کمک لینے آنا۔ انگلستان سے ہندوستان
لے کر انگلی۔ لارڈ کینگ کا خط ملکہ مغظمہ کے نام۔ پرنس کا خط بنام سٹوک میر۔ پرنس کا خط شاہ پرتگال کے نام میں
انہوں نے اپنے خیالات ہندوستان کی نسبت ظاہر کیے ہیں۔ ملکہ مغظمہ کا خط بنام شاہ لیوپولڈ ملک سپاہ۔ پرنس کو
سٹوک میر کی خط و کتابت۔ شہنشاہ فرانس کا انگلینڈ میں وارد ہونا۔ ملکہ اور پرنس کا پیرورگ میں جانا۔ ہندوستان
و خجندا کہ خبروں کا آنا۔ ملکہ مغظمہ کا خط بنام لارڈ پامر سٹن۔ ہندوستان کی خطرناک حالت۔ بالوریل۔ شاہ پرتگال
کی جلالت۔ بیرن سٹوک میر۔ ڈچس نیمبرسین کا فرما۔ معاملات ہند۔ شہزادی کی شادی میں مہمانوں کا آنا۔

۱۸۵۸ء ۶۰۲ - ۶۲۸

ملکہ منظرہ کا بغاوت ہند کے کارگزاروں کو صلہ حسن خدمات دینا، شہنشاہ فرانس کا خط بنام ملکہ منظرہ، اوسنی کا ارادہ شہنشاہ فرانس کے قتل کا۔ بڑی شہزادی وکٹوریا کی شادی کا جشن۔ شادی کی عام خوشی کی گرجو شہی۔ پرنس کوئسورٹ کا خط۔ ملکہ منظرہ کا روزنامہ۔ شہزادی وکٹوریا کا جرمنی جانا۔ بڑی شہزادی کا ایک جرمنی مضمون کا انگریزی میں ترجمہ کرنا۔ پارلیمنٹ کا کھلنا۔ پرنس آف ڈیلز کا کوئفریشن۔ فوجان ملکہ پرتگال۔ پرنس کوئسورٹ کا جرمنی جانا۔ ملکہ منظرہ کا سٹون لیف ایسی میں جانا۔ شہنشاہ فرانس کا ملکہ منظرہ کو مدعو کرنا۔ پرنس کا اسپینج ٹریبی ٹی ہوس میں ملکہ منظرہ کا چیئر بورگ میں تشریف لیجانا۔ شہنشاہ فرانس کا اوسبورن میں آنا جانا۔ اور نتائج ملاقات۔ ملکہ منظرہ کا سفر جرمنی میں۔ شہزادہ الفریڈ کے امتحان کے باب میں باپ کا خط۔ ملکہ منظرہ کا ہشتہار بغاوت ہند کے باب میں۔ ملکہ منظرہ کا اوسبورن ہاؤس میں جانا۔ پرنس کوئسورٹ کی علالت۔

۱۸۵۹ء ۶۲۸ - ۶۳۹

ملکہ منظرہ کے نواسا پیدا ہونا۔ ڈیوک ونگٹن کلن۔ اور ایڈمرٹلٹ کا کتب خانہ۔ ملکہ منظرہ کی شادی کی سالگرہ۔ ملکہ منظرہ کے نواسے کا ہسٹیل۔ شہزادی ویلیام کی کوئفریشن۔ اہل شاہ کے اعزاز و احترام کے لیے ملکہ منظرہ کا خطاب مقرر کرنا۔ ملکہ منظرہ کی سالگرہ۔ پرنس کوئسورٹ کی سالگرہ۔ بالمویل میں اولیائے دولت کا آنا۔ پرنس آف ویلز کی تسلیم۔ ایڈمرٹلٹ میں پرنس ویلز کا جانا۔ بالمویل کے جلسے و تماشے۔ گلاسگو کے واٹر ورس کا کھولنا۔ پرنس کوئسورٹ کی علالت۔ برلن سے بڑی شہزادی وکٹوریا کا آنا۔

۱۸۶۰ء ۶۳۹ - ۶۸۳

سال نوروز۔ ملکہ منظرہ کا شہنشاہ فرانس کے نام۔ پرنس کوئسورٹ و سٹوک ہیر کی خط و کتابت۔ پارلیمنٹ کا کھلنا۔ پرنس کوئسورٹ کا خط اپنی بڑی صاحبزادی کے نام۔ ملکہ منظرہ کی بیوی سالگرہ۔ پرنس کوئسورٹ کے خاگی معائنات۔ جولائی کے مال کا کھولنا۔ پرنس الفریڈ کا کوئفریشن۔ ملکہ منظرہ کے ہمنوی کی وفات۔ آرٹ کی مختلف نمائشیں۔ ہندوستان کے نیپے اور ڈے آف میرٹ۔ ملکہ منظرہ کا معائنہ سپاہ۔ پرنس کوئسورٹ کا خط بڑی بیوی کے

نام کامون کی کثرت کے بامین یہی ڈرام سٹاٹ کا شہزادہ۔ ولنگٹن کانج۔ گرین ڈیر کا روٹس ڈرڈر ڈرڈر ٹیل
 سپامیون کی دعوت۔ دولٹیر سپامیون کا ریویو۔ پرنس کوئسورٹ کے خطوط بنام سٹوک میر اور بری صابزائی
 کے نام۔ برلن مین ملکہ مغظمہ کی نواسی کا پیدا ہونا۔ پرنس کوئسورٹ کی خط و کتابت بری میٹی کے ساتھ۔ کینیڈا مین
 پرنس ویلز کا دورہ۔ سکوت لینڈ مین ملکہ مغظمہ کا ریویو سپاہ کا۔ بالمویل مین ملکہ مغظمہ کی اقامت۔ ملکہ مغظمہ کی سالگرہ
 اور خال کی وفات۔ پرنس کوئسورٹ کی سالگرہ اور انکی سوتیلی ماں کی وفات۔ کوبرگ کو ملکہ مغظمہ کی روانگی پرنس
 کوئسورٹ پر آفت ناگمانی کا آنا۔ اور کوبرگ سے مراجعت۔ پرنس الفوڈ کا سفر جنوبی افریقہ مین۔ پرنس ویلز کا دورہ سکی
 فیکس مین۔ پرنس ویلز کے کینیڈا کے سفر کے نتائج۔ پرنس ویلز کا سفر ڈیٹا میڈ سٹیش مین۔ کوہ ڈیٹن مین سیر
 شہزادی ایلانکس کی قربت نسبت۔ شہنشاہ بیگم فرانس کا آنا۔ پرنس کوئسورٹ کی علالت اور لارڈ ڈیرین
 کی وفات۔ پرنس کا خط بری میٹی کے نام۔ بحری محافظت۔ بڑاون اور خط و کتابت +

۱۸۶۱ء ۶۸۳-۷۳۹

پرنس کوئسورٹ کے کاموں کی کرنے کی عادت اور انکی ذاتی استعدادی جیسی وچال کی۔ سٹاٹ اے مین ملکہ کا
 حال۔ شہنشاہ فرانس و حضرت علیا کی ملاقات۔ شاہ پروشیا کی وفات۔ پرنس کوئسورٹ کا بحری جہاز کی معائنہ و نڈ
 مین ملکہ مغظمہ کی مراجعت۔ پرنس کوئسورٹ کا خط بنام سٹوک میر اور ڈاکٹر بیلی کی وفات۔ پارلیمنٹ کا کھلنا۔ نیش
 اعظم سٹاٹ اے۔ ملکہ مغظمہ کی شادی کی سالگرہ۔ پرنس کی علالت۔ پرنس کوئسورٹ کا خط بنام سٹوک میر پروشیا
 بادشاہ کو اور ڈرافٹ گارڈر کا تمغہ۔ حاج کوبر کا مرزا و جس کث کی علالت و وفات۔ پرنس کوئسورٹ پر کمارٹ
 کی محنت کا زیادہ بوجہ پڑنا۔ پرنس کوئسورٹ پر چھوٹے ازام کا لگنا۔ متفرقات۔ امریکہ مین جنگلہ جنگ بر با ہدینا
 سٹاٹ ہرٹ میٹری کلج۔ ملکہ کا خط شاہ ایو پو لڈ کے نام۔ ڈبلن مین ملکہ مغظمہ کا پہنچنا۔ بالمویل اور پرنس ویلز کا جانا
 وڈ سیر مین ملکہ مغظمہ کی تشریف آوری۔ پرنس کوئسورٹ کا حال اور انکی علالت۔ جہاز ٹرہٹ کا معائنہ۔ پرنس کوئسورٹ
 کی علالت و وفات۔ پرنس کی وفات کے نتائج۔ پرنس کوئسورٹ کی تجویز و تکفین اور انکے اوصاف۔ بری شہزادی
 اور چھوٹے شہزادہ کو باپ کے مرنے کی خبر پہنچنا۔ اور ملکہ مغظمہ کا سوگ۔ ماتم مین میٹنا۔ ہارٹ کی حادثہ۔ بالمویل مین
 ملکہ مغظمہ کا جانا۔ اور پادری فورمن منیہ کلویڈ کا ملکہ مغظمہ کی تسکین خاطر۔ شہزادی ایلانکس کی کد خدائی۔ ملکہ مغظمہ کا
 جرنی کا سفر۔ پرنس کوئسورٹ کا فوگ بمومین فن ہونا۔ ملکہ مغظمہ کے حضور مین بیو انکی طرف سے بائبل کا پیش کش ہونا

۱۸۶۱ء - ۱۸۶۲ء

پارلیمنٹ کا کمنڈا۔ شہزادہ ویلز کے وظائف کا مقر ہونا۔ شہزادی ایکسندریا کا انگلینڈ میں آنا۔ اور شہزادہ البرٹ کے ساتھ اُن کا نکاح ہونا۔ ملکہ مغلطہ کائنٹنی کے ہسپتال کا معائنہ۔ پرنسگم میں ایک عورت کے مرنے پر ملکہ مغلطہ کا اظہار افسوس۔ جرمنی اور بالویل میں ملکہ مغلطہ کا سفر۔ ملکہ مغلطہ کی ملاقات اتھولہ کے ڈیوک سے۔ ملکہ مغلطہ پر ایک آخت ناگمانی کا آنا اور اُس سے بچنا۔ ایبرڈین میں ملکہ مغلطہ کا اپنے شوہر کا سٹے ٹیو کو مونا۔ پرنس کوئسورٹ کی برسی۔ پرنس کی وفات اور ملکہ مغلطہ کی بیوگی پر ریلک +

۱۸۶۲ء - ۱۸۶۳ء

پرنس ویلز کے بیٹا پیدا ہونا۔ ایک صدر جہانگیر کا واقع ہونا۔ ہیولون کی نمائش میں ملکہ مغلطہ کا قدم رنجہ سہانا سا لگرہ ملکہ مغلطہ۔ بالویل میں جانا۔ ملکہ مغلطہ کی خط و کتابت شہزادی لوئزا سے +

۱۸۶۵ء - ۱۸۶۶ء

ملکہ مغلطہ کی ہمدوی رعایا کے ساتھ۔ ادویات دولت کی غلطیان۔ متفرقات۔ ملکہ مغلطہ کا جرمنی کا سفر۔ بالویل میں ملکہ مغلطہ کا رہنا۔ شاہ لیو پولڈ کی وفات۔ ابراہام لنکن پریسیڈنٹ امریکہ کا قتل ہونا +

۱۸۶۶ء - ۱۸۶۷ء

پارلیمنٹ کا کمنڈا۔ شہزادی اہینا کی کدھرائی۔ امریکہ کے سوداگر پی بوڈی کی فیاضی۔ ملکہ مغلطہ کا ایڈلر شوٹ میں جانا۔ البرٹ ہیٹل۔ شہزادی ہیری کی شادی۔ سمندر میں تارکنا۔ ایبرڈین میں ملکہ کے سٹے ٹیو کا انتقال ہونا۔ اور اُن کے درک کا کمنڈا۔ اور پرنس کوئسورٹ کے سٹے ٹیو کا کمنڈا۔ بالویل +

۱۸۶۷ء - ۱۸۶۸ء

شہزادہ آرثر کا میٹری و جگی امتحان میں پاس ہونا۔ شہزادہ ویلز کے رٹے کا پیدا ہونا۔ رائل البرٹ ہال کی بنیاد رکھنا۔ سلطان روم عبدالعسین کا انگلینڈ میں آنا۔ ملکہ مغلطہ کی سیر و سیاحت +

۱۸۶۸ء - ۶ - ۷۷۸ - ۷۷۸

شہزادہ افسہ کے گولی لگنا ملکہ مغظمہ کی تصنیف کی ہوئی کتاب۔ ملکہ مغظمہ کی حالت۔ لندن کی گرمی اور
ملکہ مغظمہ کا سوئٹزرلینڈ کا سفر مسٹر جارج ہودی کا عطیہ۔ پرنس کوئینز کی برسی اور ان کے ابتدائی ایام زندگی کی

۱۸۶۹ء - ۶ - ۷۷۸ - ۷۸۲

پارلیمنٹ کا کھلنا اور ملکہ مغظمہ کے خاکی ترددات۔ ملکہ مغظمہ کی ملاقات مسٹر کارلائل سے۔ ایڈلڈ رشوٹس میں ملکہ
مغظمہ کا جلوہ افروز ہونا۔ ملکہ مغظمہ کی تنہا نشینی۔ اسمبلی ہاؤس کا انجلیسٹڈ مین آنا۔ مسٹر پی بوڈی کا شے پیو
قائم ہونا۔ مائی لینڈس میں ملکہ مغظمہ کا دورہ اور اس سال کی تکلیفات۔ دریائے ٹیمس کے پل کا کھولنا۔ حکایات

۱۸۷۰ء - ۶ - ۷۸۲ - ۷۸۲

لندن یونیورسٹی کا کھولنا۔ شہزادی لوئزہ کی نسبت قرابت۔ جبرائیل گرنے کا انتقال۔ چارلس ڈکنز کا انتقال
جنگ برمن و فرانس

۱۸۷۱ء - ۶ - ۷۸۲ - ۷۹۱

شہزادی لوئزہ کی شادی۔ روائل البرٹ کا کھلنا۔ سینٹ طامس اسپتال کی عمارت کا کھولنا۔ شہزادہ آرثر کا وظیفہ
مقرر ہونا۔ ملکہ مغظمہ کی علامات صحت۔ شہزادہ ویلز کی سخت علامت صحت

۱۸۷۲ء - ۶ - ۷۹۱ - ۷۹۸

شہزادہ ویلز کی صحت کی شکرگزار می۔ ملکہ مغظمہ پر حملہ اور لارڈ مڈ کا قتل۔ ملکہ مغظمہ اور ڈاکٹر لونگ سٹون
ڈاکٹر نورمن میکلو کا انتقال۔ جاپان اور برہما کے سفیروں کا انجلیسٹڈ مین آنا۔ ملکہ مغظمہ کا وین میں تشریف لانا
ملکہ مغظمہ کی سوتیلی بہن کی وفات

۱۸۷۳ء - ۶ - ۷۹۸ - ۸۰۷

ملکہ معظمہ کی ذاتی جائیداد اور ولیمہ سلطنت - غیر ملکہ بین انگلینڈ میں انگریزوں کو جن خدمات کے جلد و میں خطابات
نشانات کا ملنا - معزول شاہ فرانس کا مرنا - وکٹوریا پارک میں ملکہ معظمہ کا جانا - شاہ ایران کا انگلینڈ میں آنا -
ڈیوک ایڈنبرا کی شہنشاہ روس کی بیٹی سے قرابت نسبت - سکٹ لینڈ میں ملکہ معظمہ کی سیر و تفریح *

۸۱۴ — ۸۰۷ء

شہزادہ ایڈنبرا کی شادی - لنڈن میں جاڑنے کے موسم میں روس کی شہزادی کا خیر مقدم - شہزادی روس کا اپنے
کنبے کو یاد کرنا - پارلیمنٹ میں ملکہ معظمہ کا پیچ - اور بعض سوسائٹی کے حالات - ولیمہ کی قرضداری - مجالس میں
سے ٹوچس ایڈنبرا کی بالکل کنارہ کشی - اور تار روس کا انگلینڈ میں آنا - ملکہ معظمہ کا سپاہ شانشی کا ملاحظہ فرمانا چڑھنا
پر ظلم رسانی کا اندوہ - متفرق حالات - پرنس کوٹسورٹ کی بیوگرافی (سوانح عمری) کا مشترکہ ہونا - ہیلڈن کی تہوار

۸۱۶ — ۸۱۴ء

ارباب کمال کا خطابات شاہی لینے سے انکار کرنا - شہزادہ لیوپولڈ کی علالت - ملکہ معظمہ کے جہاز کا ایک جہاز
سے ٹکراتا - شہزادہ ویلز کی ہندوستان میں سیر کرنے کی تیاری *

۸۱۹ — ۸۱۶ء

قیصر ہند کا خطاب - ملکہ معظمہ کا عام جلسوں میں جانا - ایڈنبرا میں پرنس کی یادگار کا کہنا - ملکہ معظمہ کا ۷۵ برس
کو نئے علم عنایت فرمانے بھر شمالی میں تحقیقات کے لیے جہاز گئے تھے انکا واپس آنا *

۸۲۲ — ۸۱۹ء

ملکہ معظمہ کے خطاب میں قیصر ہند کا اضافہ ہونا - تار عنکبوت کا لباس - بحری و بری حادثات جن میں ملکہ
معظمہ نے بڑی رنج و اور بہرہ رومی دکھائی - ملکہ معظمہ کا لارڈ بیکنس فیملی کے دروہت پر تشریف فرما ہونا *

۸۲۶ — ۸۲۲ء

واقعات متفرقہ۔ ڈیوک کون ناٹ کی شادی کا قرار پانا۔ اور شاہ ہینسور کی وفات۔ رنرادی ایلیس کی وفات۔

۱۸۷۹ء ۸۲۷-۸۳۲

ملکہ مغظمہ کو ایک شخص کا دہسکی کا خط لکھنا۔ ڈیوک کی شادی۔ ملکہ مغظمہ کا شمالی اٹلی میں پہے دی یونین اور ہالوریل میں آنا۔ ریل کا ایک حادثہ ناگامانی جہاز کلچر ہارٹس ٹکروانا۔ زونوکی لڑائی میں شہنشاہ فرانس کے بیٹے نیپولین کا مارا جانا۔

۱۸۸۰ء ۸۳۲-۸۳۴

ملکہ مغظمہ کا شہزادہ فرانس کی یادگار کا زولو لینڈ میں بنانا۔ ملکہ مغظمہ کے کہنے کے واقعات۔ جارج لیٹ کا مرنا۔ بڑے دن کے دن یورپیوں کو انعام ملنا۔

۱۸۸۱ء ۸۳۴-۸۳۸

فراسے کی شادی۔ لارڈ بیکنس فیملی کی وفات۔ زار روس کا مارا جانا۔ اور ملکہ مغظمہ کا اپنی ذات کے لئے تیار کرنا۔ واقعات متفرقہ اور امریکہ کے پریسیڈنٹ کا قتل ہونا۔ ملکہ مغظمہ کا کیسل تاشوکی دیکھنا اور بچہ نکو کھانا۔

۱۸۸۲ء ۸۳۸-۸۴۷

ملکہ مغظمہ کے مان پوتی کا پیدا ہونا اور بعض اور خانگی معاملات۔ ڈیوک البینی کی قرابت نسبت۔ ملکہ مغظمہ کا لارڈ بیکنس فیملی کی یادگار بنانا۔ ملکہ مغظمہ کے قتل کرنے کا قصد۔ ملکہ مغظمہ کا سفروں میں ہونا۔ ڈیوک البینی کی شادی۔ واقعات متفرقہ۔ ڈیوک کون ناٹ اور جنگ مصر۔

۱۸۸۳ء ۸۴۷-۸۵۰

ملکہ مغظمہ کے یہاں۔ اور جہاز رانی کے کام۔

۱۸۸۴ء ۸۵۰-۸۵۸

ملکہ منظمہ کی تصنیف کی ہوئی کتاب۔ ڈیوک اہسنی کا انتقال پر ملال اور آن کا حال۔ ملکہ منظمہ کا جرمنی میں جانا
شہزادہ لیبہ پولڈ کی یادگار صحت کی نمائش اور حالات متفرقہ۔

۸۵۸ء تا ۸۶۲ء

جرمنی کا زون۔ شہزادی بیاتریس با بے برس کی شادی۔ ملکہ منظمہ کا سفر جرمن میں۔ شہزادی بیاتریس کا فیض
بالموریل۔ ملکہ منظمہ کا مافی لینڈس میں رہنا۔

۸۸۶ء تا ۸۹۲ء

پارلیمنٹ کا کوننا۔ ملکہ منظمہ کا ایک مدرسہ بنی کے ایک مال کی بنیاد کا پتہ رکھنا۔ ایک آدمی کا ملکہ منظمہ کی
گٹاٹری میں کاغذ پھینکنا۔ نمایاں۔ لورپولی کی نمائش کا کوننا۔ ہولوغے کا کج کا کوننا۔ شہزادی بیاتریس
بیتا پیدا ہونا۔ ملکہ منظمہ کے مجاہدین اور تعلیم و تربیت اولاد کی۔ ملکہ منظمہ کا یادگار بنانا۔ حالات متفرقہ

۸۸۳ء تا ۸۹۰ء

ملکہ منظمہ کا بچپن کو پیار کرنا۔ اور انکو تماشہ دکھلانا۔ شہزادہ کا جشن جوبلی۔ ملکہ منظمہ کا برسنگم میں جانا اور
سیاحت کرنا جشن جوبلی۔ جوبلی تک ملکہ منظمہ کے عہد سلطنت کا حاصل۔

۸۸۸ء سے ۸۹۶ء تک ۸۸۳ء تا ۹۰۰ء

شہنشاہ جرمنی کی وفات۔ ملکہ منظمہ کی سیاحت۔ ملکہ منظمہ کا ویزین جانا۔ شہزادہ ویز کی بیٹی کی شادی بالموریل
کے واقعات۔ ملکہ منظمہ کے بڑے پوتے کا مرنہ۔ ملکہ منظمہ کا مختلف مقامات میں رہنا اور عجیب معاذن سے
لنا و ۸۹۳ء کے واقعات۔ ملکہ منظمہ کے پر پوتا پیدا ہوا۔ ملکہ منظمہ کی سیاحت۔ وفد سر میں طونما کج آنا
۸۹۵ء کے حالات۔ ملکہ منظمہ کے دن بہرے کام اور کچھ اور حالات۔

۸۹۵ء تا ۹۲۲ء

ڈاکٹر جوبلی سیٹھ الماسی جوبلی - جین جوبلی کی وہ بات جس کی طرف ہر ایک کو خیال تھا جین جوبلی مین چارون
طرفتہ آدمیوں کا اُمتد کرنا اور اسکے متعلق اور باتیں۔ مہمانوں کا بلانا۔ کنگا لون کے کھانا کھانے کا سامان
خدا کی سپاس گزاری کی نماز۔ موسیٰ ملکہ مظہر کی سواری کا تزک احتشام کے ساتھ لنڈن مین پہرنا۔ تحائف جوبلی
جو ملکہ مظہر کی اولاد اور گھر کے آدمیوں نے دیئے ملکہ مظہر کے پاس باہر سے جوبلی کے تہنیت ناموں کا آنا۔ جوبلی
ڈنر۔ جوبلی اور نر (غزازی خطابات) لنڈن مین روشنی کا ہونا۔ کونیون اور ضلع مین جین جوبلی۔ لارڈس اور
کونسل کی ایڈریس۔ اسکولن کے لڑکے اور لڑکیوں کا جمع ہونا جوبلی اور پیرا غریبوں کی دعوت کا جلسہ اور جلسے
ایشن کلج کے طلبہ کا مشعلوں کا جلسہ۔ جمانوں کے پیرے اور بحری سپاہ کا معائنہ۔ بحری معائنہ مین ایل کونی کی
سپاہ مین۔ ملکہ مظہر کا قصر کنگسٹن مین آنا۔ قصر کنگم مین کارڈن پاسی۔ ایڈرل شوٹ مین سپاہ کا معائنہ۔ ایل
کونی کا جنگی جہاز پیش ہونا۔ فنڈ مین ڈنر۔ شہزادہ پرنس کا اسپتالوں کے لیے جمع کرنا۔ جوبلی میڈل۔ جوبلی کی بعض
مسترق باتوں کا بیان۔ جوبلی کے بیاہ کا خاتمہ۔ بچس ٹیک کا انتقال +

۱۸۵۸ء - ۹۲۲ - ۹۲۴

ملکہ مظہر کی سیر و سیاحت۔ مسٹر گلیڈسٹن کا انتقال *

۱۸۹۹ء - ۹۲۴ - ۹۲۸

ملکہ مظہر کا سی پٹر مین جانا و لنڈن مین آنا۔ وڈ سر مین مقیم ہونا۔ اور کنگسٹن مین کڈ ریا البرٹ میوزیم کا کھولنا اور
ہشتاد سالگرہ و بینک ٹرانسوال کا آغاز۔ ملکہ مظہر کی ہمدی سپاہ ساتھ۔

۱۹۰۰ء - ۹۲۸ - ۹۴۰

نٹ لی کی اسپتال کا معائنہ۔ ملکہ مظہر کا لنڈن مین رہنا۔ وولج مین ملکہ مظہر کا جانا۔ ملکہ مظہر کا آئر لینڈ مین تشریف لانا و وڈ سر مین

۱۹۰۱ء - ۹۴۰ - ۹۴۴

ملکہ مظہر قیصر ہند کی علالت و وفات *

ضمیمہ اول ۹۴۴ - ۹۵۰

ملکہ مظہر کی اولاد۔ ملکہ مظہر کے بچے اور اولاد زندہ رہی۔ پوتے پر پوتے و نو سے پر نو سے پر پوتیاں و پر نو سیاں کی شادی

ملکہ مظہر کی اولاد۔ انگلستان مین شادیان۔ جرمنی مین شادیان۔ چوتھی نسل مین شادیان +

ضمیمہ دوم ۹۵۰ - ۹۵۲ - تصاویر کے میڈل ڈاک کے ٹکٹ۔ یادگاریں +

غلط نامہ ہذا کے متوافق کتاب کو صحیح اور درست کر لیں :

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵	۱	پانی	مانی	۹۲	۱۱۳	ٹائیڈ	ٹائیڈ	۲۰۱	۶	صعیف	ضعیف
۲۸	۲۳	لیسومات	لمبوسات	۹۹	۷	سروائر	سروالٹر	۱۱	۱۱	ٹائیڈ	ٹائیڈ
۳۳	۲۳	علم	تعلیم	۱۰۵	۲۱	کوئی	کئی	۲۰۲	۲۳	آکے	آکے
۴۷	۸	ہوس	ہوس	۱۰۶	۱۳	لیٹن	لین	۲۰۵	۲	سومٹر	سومر
۵۰	۷	بیان	بیان کیا	۱۰۸	۲۱	اپنے	اپنے تئیں	۲۰۶	۱۳	آیرسٹن	آیرسٹن
۵۱	۱۶	انکار کردیا	x	۱۸	۱۸	کی	لے	۲۰۶	۱۱	ٹائیڈ	ٹائیڈ
۵۳	۲	فرج	فرج	۱۱۱	۱۱	ٹائیڈ	کینڈا کی	۲۰۸	۲۳	سے مین	سے سمور کرتے
۵۳	۱۶	رکھا	نام رکھا	۱۱۳	۱۰	اکثری	اکثری	۲۰۹	۱	ڈالے	ڈالے
۵۷	۲۷	آیرسٹ	آیرسٹ	۱۱۳	۱۰	ویکتا	ویکتا پڑا	۲۵۲	۱۳	کوب دین	کوب بٹن
۷	۱۸	آئل وٹ	آئل وٹ	۱۲۶	۱۲	کے	کے لئے	۲۵۳	۵	وڈ برک	وڈ برن
۵۸	۶	فیدرلیبر	فیدرلیبر	۱۳۱	۲	بچن	بچن کے	۲۵۹	۲۱	اکے لئے	اسکے لئے
۶۲	۱۶	پر سے	پر	۱۳۷	۵	پھند	پھند لئے	۲۸۱	۱۱	ڈیپینوٹی	ڈیپینوٹی
۷۳	۱۶	کا حال	کا	۱۳۷	۲۳	پیزنگ	پیزنگ	۲۸۶	۱۱	لکھی	لکھی
۷۸	۲۱	فونون	فونون	۱۳۹	۱	کھیل	کھیل کو	۲۸۹	۱۳	بیوگر	بیوگر
۸۱	۱	لیٹی	لیٹی	۱۵۰	۸	۱۵۲	۱۵۲	۲۹۰	۳	یائے جھول کی جگہ یائے معروف پڑیم	یائے جھول کی جگہ یائے معروف پڑیم
۷	۷	دنیادی	دنیادی	۱۷۳	۱۶	میں نے	میں	۳۰۱	۱۸	کرتے	کرتے
۸۵	۲	اوڈنفس	اوڈنفس	۱۸۹	۲	پڑھانے	پڑھانے	۳۰۶	۲۰	تضرع	تضرع
۷	۲۰	سنزاد	سنزاد	۱۹۱	۱۱	ٹائیڈ	نام خط	۷	۲۱	روتی	روتی
۸۷	۱۶	ہوگی	ہوگئی	۱۹۲	۱۰	آدھ	آدھ آئے	۳۰۷	۲۲	نعلین	نعلین
۹۰	۱۱	روپ	روپ	۱۹۷	۲	کرنیکے	کرنیکے کے لئے	۳۱۱	۳	ذیت	ذیت
۹۳	۱۱	جن کے	جن	۱۹۹	۳	بلکہ	بلکہ	۳۱۹	۲۲	ٹائیڈ	ٹائیڈ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۹	۳۳	ہو	ہوئی	۲۶۵	۶	شہزادے	شہزادے	۳۱۹	۳۳	کیا	گیا	۳۱۹	۳۳	کیا	گیا
۳۲۸	۳۳	زوپرا	اوپر	۲۶۶	۹۵۸	لنچ	لنچ	۳۲۸	۳۳	پوربئی	پوربئی	۳۲۸	۳۳	پوربئی	پوربئی
۳۳۴	۱	مشورہ	مشورہ کو	۲۸۲	۲	تری	تری	۳۳۴	۱	ہوجا میں	ہوجا میں	۳۳۴	۱	ہوجا میں	ہوجا میں
۳۳۳	۱۲	۱۰۵۰	۱۰۵	۲۸۶	۲	شین	شین	۳۳۳	۱۲	کی	کی	۳۳۳	۱۲	کی	کی
۳۳۲	۲	رجسٹرڈ	رجسٹرڈ	۵۰۰	۵	لنچ	لنچ	۳۳۲	۲	پینے	پینے	۳۳۲	۲	پینے	پینے
۳۳۱	۱۲	کرنا	کرنا	۵۰۱	۵۰۱	غفر	غفر	۳۳۱	۱۲	ہو گیا	ہو گیا	۳۳۱	۱۲	ہو گیا	ہو گیا
۳۳۵	۳۳۵	مرسد	x	۵۲۲	۱۲	بید لگین	بید لگین	۳۳۵	۳۳۵	شکرے	شکرے	۳۳۵	۳۳۵	شکرے	شکرے
۳۳۶	۱۰	کی ہو	کی ہو	۵۳۲	۱۲	ہاتھوں	ہاتھوں	۳۳۶	۱۰	کو	کو	۳۳۶	۱۰	کو	کو
۳۳۷	۱۶	فرانس	فرانس نے	۵۳۳	۱۰	بیسی	بیسی	۳۳۷	۱۶	برے	برے	۳۳۷	۱۶	برے	برے
۳۳۲	۱۵	اور	اور	۵۳۷	۱۰	کے	کے	۳۳۲	۱۵	پڑا	پڑا	۳۳۲	۱۵	پڑا	پڑا
۳۴۳	۲۰	آفٹر	آفٹر	۵۴۰	۱۳	ہوتیں	ہوتیں	۳۴۳	۲۰	شکرے	شکرے	۳۴۳	۲۰	شکرے	شکرے
۳۵۶	۱۲	جس میں	جس میں سے	۵۴۱	۲۱	فرزطر	فرزطر	۳۵۶	۱۲	جب	جب	۳۵۶	۱۲	جب	جب
۳۵۷	۲۰	ہرگ کو	x	۵۴۶	۱۳	بشارت	بشارت	۳۵۷	۲۰	نمون	نمون	۳۵۷	۲۰	نمون	نمون
۳۵۸	۸	بینک	بینک	۵۴۸	۱۰	سیٹ ہیڈ	سیٹ ہیڈ	۳۵۸	۸	ٹھہری	ٹھہری	۳۵۸	۸	ٹھہری	ٹھہری
۳۷۲	۷	چارٹ	چارٹ	۵۴۹	۱۳	انجنوں سے	انجنوں سے	۳۷۲	۷	پرشا	پرشا	۳۷۲	۷	پرشا	پرشا
۳۷۶	۱۹	کنسٹیبلوں	کنسٹیبلوں	۵۶۱	۱۰	عظم	عظم	۳۷۶	۱۹	میں	میں	۳۷۶	۱۹	میں	میں
۳۷۷	۷	چارٹ	چارٹ	۵۶۳	۲۲	پیشوائیں	پیشوائیں	۳۷۷	۷	وولنٹریوں	وولنٹریوں	۳۷۷	۷	وولنٹریوں	وولنٹریوں
۴۰۷	۶	مشن	میشن	۵۶۷	۱۶	رکھنا	رکھنا	۴۰۷	۶	ڈاکٹر	ڈاکٹر	۴۰۷	۶	ڈاکٹر	ڈاکٹر
۴۰۸	۱۷	تقریقین	تقریقین	۵۷۲	۲۰	کنگم	کنگم	۴۰۸	۱۷	بہت	بہت	۴۰۸	۱۷	بہت	بہت
۴۳۷	۱۶	ہوئی	ہوئی	۵۷۷	۵	ایڈٹوریل	ایڈٹوریل	۴۳۷	۱۶	بیسی	بیسی	۴۳۷	۱۶	بیسی	بیسی
۴۴۰	۱۷	میں	میں	۵۷۹	۵	ہوا جائے	ہوا جائے	۴۴۰	۱۷	فیس	فیس	۴۴۰	۱۷	فیس	فیس
۴۴۱	۸	ہو توں	ہو توں	۶۰۵	۸	آپرٹ	آپرٹ	۴۴۱	۸	بک پولڈ	بک پولڈ	۴۴۱	۸	بک پولڈ	بک پولڈ
۴۴۸	۱۷	ہوئے	ہوئے	۶۰۶	۶	”	”	۴۴۸	۱۷	جسکی	جسکی	۴۴۸	۱۷	جسکی	جسکی
۴۵۱	۲۲	ٹری	ٹری	۶۱۶	۱۳	”	”	۴۵۱	۲۲	کارڈ	کارڈ	۴۵۱	۲۲	کارڈ	کارڈ
۴۵۵	۱۰	ہم نے	ہم نے	۶۲۱	۱	بجھڑ	بجھڑ	۴۵۵	۱۰	کرتے	کرتے	۴۵۵	۱۰	کرتے	کرتے
۴۵۶	۱۵	نابین گاہ	نابین گاہ کے	۶۲۳	۱۰	ان باب	ان باب	۴۵۶	۱۵	نیشن	نیشن	۴۵۶	۱۵	نیشن	نیشن
۴۷۸	۲۱	امریکہ	امریکہ	۶۳۳	۱۳	برس	برس	۴۷۸	۲۱	دکھا	دکھا	۴۷۸	۲۱	دکھا	دکھا
۴۷۲	۳۱	محافظت	محافظت	۶۳۷	۱۵	مفرود	مفرود	۴۷۲	۳۱	ڈرائے کو صواب	ڈرائے کو صواب	۴۷۲	۳۱	ڈرائے کو صواب	ڈرائے کو صواب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۵۶	۴	لمین	دل میں	۸۰۷	۰	ابرست	آبرست
۶۵۷	۹	پٹر انس	پٹر انس	۸۰۸	۲	پڑی	پڑی بہوپہ
۶۵۸	۱۲	وز	رنگ	۸۱۶	۱۱	قصہ	قصہ
۶۵۹	۲۱	۳- سون و	۳- جون کو	۸۲۱	۶	ایکس	ایکس فیڈ
۶۶۰	۱	ہوئی	ہوئی	۸۲۵	۱۳	مین	تھین
۶۶۱	۸	ونٹگن	ونٹگن	۸۲۸	۲۱	میٹی	بیٹے
۶۶۲	۳	سٹاف	سٹاف	۸۳۳	۱	ایلیٹ	البرٹ
۶۶۳	۷	رکھی	رکھیں	۸۳۳	۷	سٹر	سٹر
۶۶۴	۱۳	سب	کی سب	۸۳۷	۱۰	وہ	انہونے
۶۶۵	۱۳	ٹھری	ٹھری	۸۳۹	۲	اکے	اکے
۶۶۶	۳	سٹاف	سٹاف	۸۴۱	۴	کی بی فٹ	کی بی فٹ
۶۶۷	۲	آرٹون	آرٹون	۸۴۷	۷	گو	کو
۶۶۸	۱۵	طمان	سلطان	۸۵۰	۱۷	بنایا	بنایا
۶۶۹	۶	مجنون	مجتون	۸۵۲	۲۰	اسکا	انکا
۶۷۰	۱۰	میسر	میسر	۸۵۵	۱۸	ڈبلن	بیشن
۶۷۱	۲۰	پٹر انس	بے ٹرائس	۸۵۶	۸	گودان	کودان
۶۷۲	۱۱	ویلز	الفرڈ	۸۶۲	۲	کا	ہونا
۶۷۳	۲	اسکی	اکلی	۸۶۵	۱	کے	کا
۶۷۴	۴	ٹرین	ٹیرین	۸۶۷	۸	پڑی	پڑی
۶۷۵	۲۱	بناتا	بناتا	۸۶۹	۱۹	کو پولش	کو پولش
۶۷۶	۵	پرسی	پرسی	۸۶۹	۲	ہینور	ہینور
۶۷۷	۲۰	سٹاف	سٹاف	۸۷۲	۱۵	موسٹ	موسٹ
۶۷۸	۱۵	فٹر	فٹر	۸۸۰	۱۱	ملکہ مغلہ	ملکہ مغلہ
۶۷۹	۲۰	اس سے	اپنے	۸۸۱	۷	ذخار	ذخار
۶۸۰	۳	اسنے	اسنے بھاگ	۸۸۶	۸	گریک کورن	گریک کورن
۶۸۱	۴	مورن	لورن	۸۸۸	۱۱	سے	سے
۶۸۲	۱۸	دوڑ	دوڑا	۸۹۱	۱۸	سی میز	سی میز
۶۸۳	۲	شیخ	سیہ	۸۹۶	۱	علیا	علیا
۶۸۴	۱	سٹاف	سٹاف	۹۰۳	۳۰	نیلی	نیلیڈ

تہذیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

نسب نامہ و ولادت

اگر انگلستان کے بادشاہوں کے شجرہ کو مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ حضرت علیا شاہنشاہ
و کٹوریہ اول بادشاہ انگلنڈ اجبرٹ کی سینیٹوں پیرھی مین اور الفرڈ اعظم کی پتیوں بشت مین
اور بہتری اول کی اٹھائیسویں پیرھی مین اور اڈورڈ چارم کی چودھویں پیرھی مین اور جیمز اول
کی آٹھویں پیرھی مین پیدا ہوئی ہیں۔ غرض الفرڈ اعظم سے لیکر اب تک جو شاہی خاندان سیکسن و
نورمن و پلانٹ جنٹ و ٹیوڈر و سٹورٹ ہوئے ہیں ان سب سے حضرت علیا کا سلسلہ نسب
مسل متصل چلا جاتا ہے۔ جو محقق حکما اسکے قائل ہیں کہ باپ دادا سے خصال انسانی اولاد میں
متواتر ہوتے ہیں انکے دعوے کی دلیل حضرت علیا کی خصال میں کہ خاندان پلانٹ جنٹ
کی شیر دلی اور خاندان ٹیوڈر کی فرزانگی و زیر کی اور خاندان سٹورٹ کی محبت و رحم دلی و رشتہ میں
حصہ مین آئی۔

اس طرح سے ہزار سال سے حلیل القدر شاہان انگلستان سے حضرت علیا کے سلسلہ نسب
کا مسلسل متصل چلا آنا ایسا ہو کہ دنیا کی تاریخ میں پہلی شالین کمتر لین گی۔

انگلستان میں اور ملک بھی فرمانروا ہوئی ہیں مگر انکی خاص اولاد کو انکا جانشین ہونا میر نہیں
ہوا۔ کسی کی اولاد نہیں ہوئی۔ کوئی کنوارا ہی کسی کی اولاد پیدا ہو کر مر گئی۔ مگر بقایت الکی حضرت
علیا کی اولاد اور اولاد کی اولاد اتنی ہے کہ مدتہا سے دراز تک زمین انگلنڈ کی بادشاہی کا سلسلہ

سلسلہ متصل چلا جائیگا۔

حضرت عیسیٰ کے والد ماجد کا حال

حضرت ملیا کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ اُنکے والدین بڑے عالی شان تھے۔ اُن کا باپ بادشاہ وقت جارج سوم اور ملکہ شارلٹ کا پسر چارم تھا اور اُس کا نام اڈورڈ اگسٹس تھا۔ وہ ۲۰ نومبر ۱۷۶۰ء کو قصر بکنگہم میں پیدا ہوا تھا۔ اُسی مکان میں دوسرے روز بادشاہ کا بھائی اڈورڈ ڈیوک یورک مر گیا تھا۔ جسکی یاد کے لیے اس شہزادے کا نام ہم ۲۰ نومبر ۱۷۶۰ء کو صلیب خانے کے نام سے اڈورڈ رکھا گیا۔ اسے جان فشر سے جو بعد ازاں سالبری کا بشپ مقرر ہوا ایام طفلی میں سترہ برس کی عمر تک تعلیم پائی۔ یہ اسی عالم فاضل نیگ دل استاد کی تعلیم کی برکت تھی کہ شاگرد نے اپنی مطلوبی اور مصیبت زدگی کی حالت میں اپنی رہنمائی و رہنمائی کے سبب اپنے صبر و استقلال ثبات کو دکھایا۔ یہ شہزادہ پہنگری کے لیے پیدا ہوا تھا وہ جنرل فوڈ بیرن جن میں پاپاس اٹھارہ برس کی عمر میں ایک برگ کو ہنڈورین بھیجا گیا تاکہ وہ فن پہنگری کی تحصیل کی تکمیل کرے۔ اور چھ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ اس کا مقرر ہوا کہ اس میں وہ اپنا اور اپنی تعلیم کا خرچ اٹھائے۔ بادشاہ اس جنرل کی بڑی قدر و منزلت کرتا تھا۔ مگر اس استاد کے دلیں سوائے طبع اور ذہل دو قواعد سپاہ کے کوئی اور خیال نہ تھا۔ اس نے شاگرد پر قواعد آمونی اور کفایت شکاری کے لیے سخت تشدد کیا۔ اس جنرل نے فقط شہزادہ کی ہفتہ وار جبب خاص کے خرچ ضیف کے دینے میں سخت و مزاحمت نہیں کی بلکہ شہزادہ کی جو خط و کتابت والدین سے ہوتی تھی انہیں کار سازی کی۔ اور اُس نے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ تمہارا لڑکا بڑا ہی بے پروا اور فضول خرچ ہے۔ شہزادہ خود لکھتا ہو کہ اس استاد ہی کے سبب مجھ میں اور والدین کی شکی ہو گئی۔ اور میں ساری عمر تنگدستی کے ہاتھ سرگردان حیران و پریشان رہا۔ اس تنگدستی کے سبب قرض لینے کی ایسی عادت پڑی کہ آخر عمر تک رہی اور مرنے کے بعد بھی بہت قرض باقی رہا۔

۱۷۷۹ء کو شہزادہ سپاہ میں کرنیل مقرر ہوا اور بعد ازاں نائٹ آف گارڈ ہو گیا۔ سال ۱۷۸۱ء میں جٹوا میں بھیجا گیا۔ جون ۱۷۹۰ء میں وہ بادشاہ کی اجازت بغیر انگلینڈ میں چلا آیا۔ اُس کو یہ امید تھی کہ میں جب باپ کے روبرو اپنا سارا دکھاروں تو باپ کا دل پیچھے گا وہ میرے درو کا علاج کرے گا اور میری گردن پر سے بار غم کو ہٹا کر دے گا۔ مگر باپ کو جیسے سے ایسی عداوت ہو گئی تھی کہ وہ اُس کی صورت دیکھنے کا بھی ارادہ نہ تھا۔ اُس نے حکم دیدیا کہ وہ اپنی صورت نہ دکھائے۔ اور چند روز میں حیران

چلا جائے۔ اور جاتے وقت ہم سے چند منٹ کے لیے ملتا جائے کہ شہزادہ کو یہاں آنے سے فقط یہ فائدہ حاصل ہوا کہ وہ استاد کے پنجہ ظلم سے رہا ہو گیا۔ رجسٹروئل فیڈرل کارنیل مقرر ہو گیا جو جبرالٹر میں قلعہ نشین تھی۔ یہاں اسکی کارروائی۔ چال چلن پر پڑنے اعتراض کیے گئے جبرن میں تسلیم پانے سے سپاہ کے فرائض ادا کرنے میں تشدد کرنا اسکی جلیت میں داخل ہو گیا تھا۔ جبرالٹر میں قواعد سپاہ میں بدرفتاریات بے انتظامی تھی۔ شہزادہ نے اسکی اصلاح میں سخت گیری شروع کی۔ وہ جتنی حد سپاہ کا خود پابند تھا اسی کا وہ کل سپاہ کو پابند کرنا چاہتا تھا۔ وہ سوچ سکتے سے پہلے اٹھتا تھا۔ مین وقت پر اپنے کاموں کو باقاعدہ کرتا تھا۔ اور فرائض خدمت کو بجالاتا تھا۔ شرب خوری سے پرہیز فرماتا تھا۔ بس جو کام خود کرتا تھا وہ اوروں سے کرانا چاہتا تھا۔ گو اسوقت سپاہ کے لیے آئین ایسے موجود تھے کہ جتنے موافق سپاہیوں کے خانگی و ذاتی کاموں کی اصلاح میں حشیانہ سختی کام میں آسکتی تھی مگر حشیانہ سختی سے سپاہ میں بہادری اور کارگزاری نہیں پیدا ہوتی جب تک کہ ان کا افسر اعلیٰ خود اپنے فرائض خدمت کو نہایت درستی جتنی وہ چالاکی سے نہ انجام دے اس وقت بڑے سپاہ میں بھی بڑی سستی کا اعلیٰ پھیلی ہوئی تھی۔ جب نوجوان شہزادہ نے اسکی اصلاح میں کوشش کی۔ اور وہ اپنا یہ فرض سمجھا کہ میں سپاہ کی برائیوں کو دور کروں تو اس کے ماتحتوں نے اسکی نسبت ہمت بڑے خیال کیے غرض اسکو ڈی سیلین (انتظام قواعد سپاہ) کے خیالات تھے انکے سب سے لوگ اسکو مطعون کرنے لگے اور سپاہ نے اپنی ناراضی کا اظہار انگلستان میں اس طرح کیا کہ جسکے سب سے شہزادہ کے لیے حکم ہوا کہ وہ اپنی جھٹ سمیت امریکہ کو چلا جائے۔ مگر اس کے دشمن ایسے بھی لگے جو کہ تھے جنہوں نے اس میں اور اسکی رجسٹروئل ناچاقی کرادی۔ مگر اس سے پہلے کہ جبرالٹر سے اسکی رجسٹروئل روانہ ہوا اسکی قواعد سپاہ کی سختی کے فوائد سے اسکی رجسٹروئل سپاہ ایسی آگاہ ہو گئی تھی کہ وہ اسکی قدر شناسی کرنے لگی۔

۱۸۹۲ء اور ۱۸۹۳ء میں شہزادہ کوئی بیگ میں اس رجسٹروئل کا افسر اعلیٰ رہا۔ ۱۸۹۳ء کے

آخر میں اسکی ترقی میجر جنرل کے عہدہ پر ہوئی اور سمبر میں اس نے خود درخواست کی کہ میں چارلس گرسے کے ماتحت بھیجا جاؤں۔ وہ اسوقت فرانسیسی جبرالٹر ایٹ اٹلیا پر حملہ کر رہا تھا شہزادہ نے یہاں آنکر مارٹی فی کیو و سٹیا لیویشیا کی تسخیر میں ایسی بہادری اور کامیابی دکھائی کہ پاد

نے اسکا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازیں سختیابی کے اپنی رجسٹری سے کنیڈا میں جاملہ گئے۔ ۱۹۴۹ء میں
 علالت طبع کی وجہ سے مجبوراً اس ملک کو چھوڑنا پڑا۔

۱۹۴۹ء میں یہ شہزادہ کمنٹ و سٹرمتھ لہن کا ڈیوک اور برلن کا ارل مقرر ہوا اور بارہ
 ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ مقرّر ہوا اسی سن کے گزٹ میں اسکا تقرر چھپا کہ وہ شمالی امریکہ کی کل سپاہ کا
 کمانڈر انچیف مقرر ہوگا مگر یہاں بھی وہ علالت طبع کی وجہ سے ایک سال سے زیادہ نہ رہ سکا۔ ۱۹۵۰ء میں جبراً
 کا گورنر مقرر ہوا اور اسکے بھائی ڈیوک یورک نے جو کمانڈر انچیف تھا اسکو یہ ہدایت کی کہ وہ ان جو
 سپاہ میں بد چلتائی پھیل رہی ہو اسکا انسداد کرے اور ڈسپلن کو بحال کرے ڈیوک نے جو یہاں
 اپنا مقصد پورا کرنا چاہا تو سپاہ نے بغاوت اختیار کی جسکے دبانے میں ڈیوک کا بہت رویہ سنجیدہ
 آخر بغاوت موقوف ہو گئی اور ڈسپلن بحال ہوئی۔ یہاں شراب خانے بہت تھے جسکے سبب سپاہ
 کو بستی کے اسباب آسانی سے دستر ہو سکتے تھے۔ اُس نے بہت سے شراب خانوں کو بند کر دیا اور
 بارگون میں سپاہ کے رہنے کے قاعدے مقرر کیے اور سپاہ کی قواعد کرنے کی تعداد کو بڑھا دیا اور خود
 انکے دیکھنے میں اہتمام کیا۔ آخر کو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے قتل کے لئے ایک سازش ہوئی مگر وہ پکھل گئی
 ڈیوک واپس بلایا گیا۔ اور سی ۱۹۵۰ء میں انگلستان میں پہنچ گیا۔ اور جبراً لڑکی سپاہ کا حال ہی ہو گیا
 جو پہلے تھا۔ ۱۹۵۰ء میں وہ ڈیوک فیلڈ مارشل مقرر ہو گیا۔ اسوقت وہ مغربی کی حالت میں
 ایٹلیک میں رہتا تھا۔ خدا پرستی و حب انسانی کے کاموں میں مصروف رہتا تھا۔

ادھر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیوک کمنٹ ماباپون کا لاڈلہ بچہ نہ تھا۔ وہ اپنے گھر سے
 اکثر دور رہا۔ شاید اس سبب وہ گھر کی ناز برداری سے اور دیار کے خوشامد بازوں کے برے اثر و
 سے دور رہا۔ وہ سپہگرمی کو عزیز رکھتا تھا اس کا شائق تھا۔ ایسے افسرین سپاہیانہ اخلاق حسنہ
 پیدا ہو گئے۔

انگلستان میں اراکین سلطنت کے دو فرقے تھے اور ہیں۔ ایک فرقہ کا نام لیبرل یا لوگ
 ہے وہ ملک کی ترقی کا خزانہ رہتا ہے اور ملک کی دولت و اقبال مندی بڑھانے کے لیے سچ چچا
 کرتی نئی تبدیلیاں پیش کرتا ہے۔ دوسرا فرقہ کنسروٹو یا ٹوری کہلاتا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ قدیمی
 دستور و عین کی پیروی کی جائے۔ اور پہلے قوانین جسے کہ ملک میں بڑی رونق ہوئی ہو قائم اور برقرار

رہیں۔ ایک اور تیسرا فرقہ بھی ہو جسکا نام ریڈی کل ہو وہ این ونون کے خلاف اسے رکھتا ہو
اسکا میلان زیادہ تر سلطنت جمہوری کی طرف ہے۔

ڈیوک نے لبرائل پانٹی کی طرف خدای خستیا کی اور اسکی رایون کی حمایت بڑے زور شور
سے کی۔ اس زمانے میں سائے دربار اور حکمران جاعتو نکو ٹوری کی حمایت کا ست چڑھ رہا تھا ڈیوک
کنٹ سے بادشاہ پہلے ہی سے اس سبب ناراض بیٹھا تھا کہ وہ سپاہ پر تشدد سخت گیر کی بنا تھا۔ اسنے
ان لبرائل خیالات نے بادشاہ کی ناراضی کو اور بڑھا دیا۔

مگر ڈیوک کے آزادانہ پولیٹیکل خیالات ایسے تھے کہ لوگوں کو جو اس سے ناراض تھی وہ ٹھو
ونون میں کم ہو گئی تھی۔ ڈیوک کے قواعد احتیاطہ نوی تھے مزاج میں فیاضی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ اسنے ایک
دعوت شاہی میں اپنی سپیج میں یہ کہا کہ اسے خاندان شاہی کے خرد و ممبر امین دل سے چاہتا ہوں
کہ ساری دنیا میں تمدنی ملکی اور مذہبی آزادی ہو جائے۔ افسران جنگی اور ملکی جو بچے برخلاف
حلف اٹھاتے اور قسمیں کھاتے ہیں انکا میں دشمن ہوں۔ تعلیم عامہ کے نظام کا دل سے دوست
و حامی اور مددگار ہوں۔ مسیحا دیون کو میں اپنا بھائی جانتا ہوں۔ میں حکومت حاصل ہونکی علت
غائی یہی سمجھتا ہوں کہ رفاه عام و بہبودی اتمام کے کام کیے جائیں۔ میرے اپنے اور میرے عزیز بھائی
ڈیوک سیسیس میکس کے جو اصول میں گو وہ عام پسند نہیں ہیں انکو تمام ارکان شاہی نہیں
قبول کرتے ہیں۔ مگر اس بات پر میں کوئی لازم انکے ذمہ نہیں لگاتا۔ ہر کو اپنے اصول قائم رکھنے کا
استحقاق حاصل ہو کہ جن باتوں کو ہم بہتر جانیں ان کو سوچیں اور اپنے عمل کریں۔

مان لیا جائے کہ ڈیوک نے غلطی کی تو ظاہر ہے کہ یہ غلطی اسکی زیادہ گر مجبوشی و سرگرمی اپنی
اسے کے کاموں میں تھی جس میں اسکی نیت پاک صاف تھی۔ کوئی خباثت و برائی نہیں تھی۔ سپاہ قواعد
میں ضروری سخت گیری تشدد کرنے میں جو اسنے اپنا ارادہ ظاہر کیا تعریف کے قابل کام تھا۔ اور
سپاہ کے لیے مستحق مبارک تھا۔ اسنے سپاہ میں تازیانہ زنی کو موقوف کیا۔ رحبت اسکول قائم کیے
اگر ان ایام کے اخباروں کا اعتبار کیا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ گورنمنٹ نے سپہ
بظلم بظلم کیا۔ اسکو بنگلستان سے باہر رکھا اس زمانہ میں اہل بنگلستان کو ہر چیز جو بنگلستان سے باہر
لگی ہو ناگوار خاطر ہوتی تھی۔ اسلیئے اسکے بھائیوں کی خانہ پروردہ بہو وہ باتیں اور برائیاں اس خارج الوطن

ڈیوک کی بھائیوں سے بھلی سمجھی جاتی تھیں۔ پارلیمنٹ نے اپنی تنگ حوصلگی کے سبب اس شہزادہ کے آزادانہ خیالات کی یہ سزا دی کہ اسکا مشاہیرو ایسا کم تر کیا کہ اسکی شہزادگی کی شان کے شایا نہ تھا۔ یہ آمدنی اسکے خرچہ کے لیے کافی نہ تھی۔ قرض کا بوجھ سر پر زیادہ بھاری ہوتا جاتا تھا آخر کو اسے خرچہ نہ کر گھٹا کر اپنے آمد خرچ کو اپنے قرضداروں کو حوالہ کر دیا۔

اس کھایت شکاری کی خاطر سٹیمین ڈیوک نے انگلستان کو سلام کیا اور برسل میں غریبانہ سکونت اختیار کی۔ اپنے خرچہ کو بہت گھٹا دیا۔ یہاں سے وہ جرمنی میں اپنے شاہی عزیزوں و رشتہ داروں سے ملنے گیا وہاں شہزادی وکٹوریہ میری لونیسہ سے ملاقات ہوئی پہلی ہی ملاقات میں آنکھیں کیا ملیں دل مل گئے۔ اس سے شادی ہوئی۔

حضرت علیا کی والدہ کا نام شہزادی وکٹوریہ میری لونیسہ تھا وہ ڈچس کنٹس اس سبب کے کہلائیں کہ ڈیوک کنٹ سے ان کا نکاح ہوا دیا اور کھوکھلا کہ انگلستان میں ڈیوک بہت بڑا امر کا خطاب ہے۔ اور ڈیوک کی بی بی کو ڈچس تھے ہیں وہ کو برگ میں ۱۷۰۱ گشت سٹیم کہ پیدا ہوئے اچھا باپ چارم فرنس فریڈرک این کوئی تھا جو کس کو برگ سال فیلڈ کا ڈیوک تھا اور کئی مان گستاخی جو ہنری کوئنٹ رپوس آئرس فرسٹ ورف کی دختر چارم تھیں جب انکی عمر سترہ برس کی ہوئی تو انکی شادی آئرنسٹ چارلس موروثی بادشاہ لیٹنگین سے ہوئی جو اُسے بیس برس عمر میں بڑا تھا۔ اسکی پہلی بی بی شہزادی سوئی مہرٹ لیٹمی جسکا خاندان وہی تھا جو اس بی بی کا تھا گیارہ سال وہ سہاگن رہیں۔ ۱۸۳۷ جولائی ۱۸۳۷ کو خاوند مر گیا اور وہ بیوہ ہو گئیں انکے ایک بیٹا شہزادہ چارلس تھا جو ۱۸۴۲ میں باپ کا جانشین ہوا۔ اور ایک بیٹی شہزادی فیوڈورا تھی۔

شہزادی لیٹنگین نے ڈیوک کنٹ کے ساتھ اسی محبت کا اظہار کیا جیسے ڈیوک کنٹ نے انکے ساتھ کیا تھا۔ یہ شہزادی لیو پولڈ کی سگی بہن تھی جو چارم بادشاہ وقت کی بیٹی شارلٹ سے بیا ہوا تھا۔ شہزادی شارلٹ اپنے چچا ڈیوک کنٹ کو بہت چاہتی تھی اسکو بڑی تنہائی کہ شہزادی لیٹنگین کا اچھے چچا سے ملنا ہو جائے مگر یہ شہزادی اپنے دو قریبی بچوں کی سرپرست تھی اسلئے شہزادہ میں توقف واقع ہوا۔ اور شہزادی شارلٹ کو مردہ بچے کے پیدا ہونے سے دفعہ قضا کا پیغام آ گیا اس

حضرت علیا کی والدہ ماجدہ کا بیان

بیابہ کار چنادیکھنا نصیب نہ ہوا۔

۲۹ مئی ۱۸۱۵ء کو ڈیوک کنٹ اور شہزادی مذکور کی کوہرگ میں عقد نکاح کی رسم جرج کے قونین کے موافق ادا ہوئی۔ اور اسی مقام میں اور اس وقت میں اسکے بھائی ڈیوک کلئرنس کی شادی شہزادی ایڈی لیڈ سے ہوئی

جارج چارم نائب سلطنت کی اکلوتی بیٹی شارلٹ بھی اسکی شادی شہزادہ لنو پو لڈ سے ہوئی تھی۔ اس شہزادہ نے اپنی فرزائیگی زیر کی و ہوشمند دی و عالی دماغی و خوش اخلاقی و ملنساری سی دکھائی کہ اہل انگلستان کے ولین اسکی جگہ ہو گئی۔ دل جان سے اسکو عزیز رکھنے لگے۔ اور اسکی ذات والا صفات سے بڑی بڑی امیدیں رکھنے لگے۔ کیونکہ وہ اسکی بی بی شہزادی شارلٹ ہی کو وارث سلطنت جانتے تھے۔ مگر ۱۸۱۷ء میں اس شہزادی کے مزاج و اچھے پیدا ہوا جس نے زچہ کو دنیا سے رخصت کیا۔ پھر یہ ایک حدیث عظیم واقع ہوا کہ کوئی دل ایسا نہ تھا جسکو اسکے مرنے کا قلق نہوا ہو۔ ایک شاعر نے خوب کہا کہ اس شہزادی کے تابوت کے گرد جیسا سچا ماتم و الم ہوا ہے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ جب یہ وارث تخت تاج اٹھ گئی تو جارج سوم کے تین کنوارے بیٹوں کے ولین یہ خیال آیا کہ شادیاں کر کے کوئی وارث سلطنت پیدا کیجے۔ مبادا خاندان شاہی کا چراغ نہ گل ہو جائے۔ اب تک یہ بیٹے لڑائیوں اور جارج سوم کے الٹ شاہی خاندان کی شادیوں کی قیود کے سبب کنوارے بیٹھے بیٹھے ادھیر ٹھکرے ہو گئے تھے۔ چنانچہ دو بیٹوں نے شادیاں کیں جہاں کا اوپر ذکر ہوا۔ شاہزادی شارلٹ کے مرنے سے یہ امید تو جاتی رہی تھی کہ جارج چارم کی اولاد جانشین ہو۔ مگر ضرورتاً کہ اسکے بھائیوں میں کوئی جانشین نہ ہو۔ اسکے بھائیوں میں سب سے بڑا فریڈرک یورک کا ڈیوک تھا۔ سولہ برس ہو کہ اسکی شادی ہوئی تھی مگر اسکے اولاد نہ ہوئی اس سے چھوٹا ڈیوک کلئرنس تھا جو اپنے بھائی کا جانشین ہوا اور عظیم چارم اسکا نائب ہوا اسکی شادی ۱۱ جولائی ۱۸۱۵ء کو شہزادی ایڈی لیڈ سے ہوئی تھی۔ پہلا بچہ اس سے ۱۸۱۶ء میں شہزادہ و کٹوریاس سے دو مہینے پیشتر پیدا ہوا تھا اور پیدا ہوتے ہی مر گیا۔ دوسرے سال کے آخر میں ایک اور بچہ پیدا ہوا تین مہینے زندہ رہ کر مر گیا۔ ڈیوک کلئرنس کے بعد عمر میں ڈیوک کنٹ تھے جو والد ماجد حضرت علیا کے تھے جن کا حال ادھر بیان ہوا۔

انگلستان میں ڈیوک اپنی دو بیٹیوں کو لیکر جولائی ۱۸۱۵ء میں آیا۔ اور قصر کنوین ۱۱ جولائی کو

جارج چارم کے بیٹوں کے شادی کرنا کناں

ڈیوک وڈچس کنٹ انگلستان جانا

مرہم نکلخ دوبارہ ادا ہوئے۔ اس شادی ہوئے پر پارلیمنٹ نے پہلے سالانہ بارہ ہزار پونڈ وظیفہ پر
 چھ ہزار پونڈ سالانہ اور اضافہ کیا۔ مگر اسکی مالی حالت کسی طرح درست نہیں ہو سکتی تھی اسکی ساری
 آمدنی قرض میں لگی ہوئی قرضخواہوں کے ہاتھ میں تھی۔ اور اسکے ٹرسٹی ڈیوک کے خرچے کا انتظام کرتے تھے
 اسکے بھائی بہن اسکے خرچے کی مدد نہیں کرتے تھے۔ اسلئے ڈچس و ڈیوک گسٹ دو دنوں ملک جرمین میں
 قلعہ ایمورٹنچ میں چلے گئے۔ یہاں ڈچس اپنے بیٹے کی طرف سے نیابت سلطنت کا کام کرتی تھیں
 چند مہینے یہاں بڑی خوشی و خرمی سے بسر ہوئے کہ خدا کے فضل سے سچ پیدا ہوئی امیڈہوئی۔ ڈیوک
 نے یہ چاہا کہ بین انگلنڈ چلا جاؤں کہ میرے جو بیٹا یا بیٹی پیدا ہووے انگلستان واپس آئے دل میں یہ
 خیال جم گیا تھا کہ سلطنت انگلستان کی وارث میری اولاد ہوگی۔ اسلئے اسکا انگلستان میں پیدا ہونا
 ضرور ہے وہ جانتا تھا کہ میری اولاد سے اہل انگلستان جب ہی محبت کرینگے کہ وہ انہیں پیدا ہو۔ ڈچس
 بھی اسکی اس حب الوطنی کو منظور کیا۔ دو دنوں اپریل کے مہینے انگلستان کی طرف چلے۔ رینڈون میں سفر
 کھنے میں خچ بہت ہوتا تھا اور تکلیف بھی بہت ہوتی تھی۔ ڈیوک کو اپنی حاملہ زوجہ اور اسکے پیٹ کے
 بچہ کی احتیاط بہت تک منظور تھی کہ وہ اسکی سواری کی گاڑی کو خود کھینچتا تھا۔ سفر کے خرچ کی مشکلات
 کے دور کرنے میں اسکے بھائیوں نے تو میر دتی کی مگر اسکے ٹرسٹی ایڈمزین میجو و وٹسنے اسکی امداد کی
 جسکے سبب یہ مشکلیں سامان ہو گئیں۔ غرض اپریل ۱۹۱۹ء کو انگلستان میں قصر کن سنگ ٹن میں
 بنجر و عافیت پہنچ گئے۔ اس قصر کے کمروں میں جنہیں سب خرچ کا آرام تھا وہ اترے۔ اسکے گرد باغ بڑے
 بڑے ہرے بھرے تھے پارک اسکے ہمسایہ میں تھا۔ ایک عجیب پرہیزنا۔ دلکش مقام تھا۔ ڈچس کی بہ
 بھی بڑی ودانی تھی کہ وہ دانی شارلٹ بولڈ کو اپنے ساتھ لانی تھی۔ جسکو پہلے ہی ہل ٹو اسٹری کا
 سائیفکٹ ملا تھا۔ ڈچس کو یہ منظور نہ تھا کہ کوئی مرد میری دانی بنے۔

انگلستان میں ہنسی کے مہینے میں بہار کا موسم ہوتا ہے۔ سارے درخت سرسبز ہوتے ہیں
 پھول کھلتے ہیں۔ پھولوں کی باڑوں پر سفیدی اپنا نور چمکاتی ہے ہر چیز خوش نما نظر آتی ہے۔ قدرت
 کا مصور اپنی قلم سے گلکاری کرتا ہے اور پھولوں میں قوس قزح کے رنگ بھرتا ہے ہر مرغ خوش نوا غرض
 ہوتا ہے۔ اس بہار کے مہینے میں ایک انسان کی کلی کھلی جسکا پیدار نام ننھیال نے می کی کلی رکھا
 یہ کلی کیا کھلی ایک ستارہ طلوع ہوا جو آفتاب بنکر ایسا چمکا جیسا سلطنت میں آفتاب کبھی غروب

نہیں ہوا۔ اور اور سلطنتوں کے ستارے اسکے آگے ماند ہو گئے یعنی شہزادی و کٹوریا پیدا ہوئیں۔ اُس وقت کوئی نہیں جانتا تھا کہ سالہا سال تک انکی سالگرہ کے دن جشن ہوگی اور تعطیلین منائی جائیں گی

ایک عالم بن ولیم شیکسپیر شاعر انگریزی زبان میں خدائے سخن مشہور ہوا اُس نے کسی شہزادی کی ولادت کے وقت کبھی اشعار کہے تھے جو اُس وقت یہ معلوم ہوتے ہیں کہ کسی پسر نے کہے تھے جس میں اس شہزادی و کٹوریا کے آئندہ حالات کی ساری ایسی پیشین گوئیاں کیں کہ وہ سب پوری ہوئیں۔ اشعار کا ترجمہ یہ ہے۔

”جو میں کہتا ہوں اس کو لوگ خوشامد نہ جانیں۔ اس میں بالکل سچائی وہ دیکھیں گے۔ یہ شہزادی بالی بچی ابھی پیدا ہوئی ہے۔ اسکے گرد آسمان نے ابھی چکر لگایا ہے۔ اپنے پنگوڑے میں آرام سے لیٹی ہوئی ہے اور امیدیں لاری ہے کہ اس سبز زمین پر اپنی ہزاروں برکتیں اور نعمتیں جمتیں پھیلائیں گی۔ جن میں زمانہ بختگی پیدا کرے گا جو آدمی اب زندہ ہیں ان میں سے تھوڑے ہی سے اسکی یہ بھلائیوں دیکھیں گے کہ وہ اپنے تمام معصرا بادشاہوں اور ان کے جانشینوں کے لیے ایک مثال نمونہ ہوگی جس کی وہ نقل اتار کریں گے۔ حضرت شانے کبھی نیکی کی وہ آرزو اور انانی کی وہ ہوس نہ کی ہوگی جو یہ پاک نفس کرے گی کل فضائل شانہ نے نکو کاروں کی ساری نیکیوں کو ملا کر اس فرد کامل کو گھڑا ہے۔ یہ نیکیاں اسکی ذات کے سبب ڈگنی ہو جائیں گی۔ رستی اسکی دایہ نیگی۔ مقدس خیالات آسمانی اس کے مشیر ہوں گے۔ لوگ اس سے محبت بھی کریں گے اور خوف بھی کھائیں گے۔ اس کے اپنے چکانے و عادیگی۔ اس کے دشمن بیگانے پامال اناج کے کھیت کی طرح لرزان اور غم کے بابے سرنگوں ہوں گے۔ اس کے زمانہ میں نیکی کو نشوونما ہوگا۔ ہر شخص جو کچھ اپنے کھیت میں بونگا اس کو خیر و عافیت کے ساتھ کاٹے گا۔ اور اپنے ہمسایہ کو امن امان کی خوشی کے گیت گا کر سنائے گا۔ خدا شناسی سچی ہوگی۔ جو آدمی اسکے گرد ہوں گے وہ عزت حاصل کر نیکی کامل طریقے سیکھیں گے اور انکو سیکھ کر شرافت نسب پر فخر کرنے کو چھوڑ کر عصمت و پاکیزگی کا دامن بچھ کر اپنی کر نیکی۔“

لنڈن کے ایک فصر شاہی کن سنگٹن میں یہ ولادت باسعادت ہوئی تھی گو افسوس
میں تاریخی واقعات بہت سے واقع ہوئے ہیں۔ مگر نہ پہلے نہ پچھے ایسا متبرک واقعہ واقع نہیں ہوا کہ اس کے
ایک مکرہ کو شہزادی و کمٹوریا کی ولادت کا شرف حاصل ہوا ہو۔ گو یہ مکرہ بہت وسیع نہ تھا۔ طول عرض
میں چوبیس فیٹ سے بیس فیٹ اور بلندی میں ساڑھے بارہ فیٹ کے قریب تھا۔ مگر اس میں آسائش
پوری تھی اور آرائش کم نہ تھی۔ اس کی ایک دیوار پر یہ مختصر کتاب لکھا گیا کہ اس مکرہ میں ۲۴- مئی ۱۸۱۹ء
کو ملکہ و کمٹوریا پیدا ہوئیں۔ بس اس کی ششٹی دیواروں کو قیصر ہند کی ولادت گاہ بننے نے ہمیشہ کیلئے
یا دگار روزگار بنادیا۔ اب تک حضرت علی گاہ کے پچھنے کے کھیلنے کی یہ چیزیں وہاں موجود ہیں۔ گرٹیا گھر آپ
بے سر۔ جاز کا نمونہ۔ گو اس ولادت کا چرچا گھر سے باہر زیادہ نہیں پھیلا۔ مگر جس وقت لنڈن میں وزرا اور
امرا اور اراکین سلطنت کو خبر ہوئی تو وہ سب زچہ خانہ کے پاس کے کمرے میں آئے اور اس تقریب میں
شریک ہوئے۔

ایک کہانی مشہور ہے جسکی شہادت ضعیف سی ہے کہ ڈیوک کنٹ کے خیالات ہی اسرار
خالی نہ تھے کچھ عجیب نہیں کہ اس کا یہ اعتقاد ہو کہ بچے کو کسی بزرگ نیک نش کی گود میں دینے سے اس کی
نیک نشی کامبار کا اثر بچہ میں ہوتا ہے۔ اسلئے سب سے اول اپنی بیٹی کو بزرگ نیک نش روبرٹا وین منا
کے ہاتھوں میں دیا۔ صاحب مدوح اس کو پوریشن (دل جل کر کام کرنے کی جاعت) کے مسئلہ نظری
موجود میں جبین آقا و نوکر دل جل کر کام کریں۔ اور اس سبب کہ ڈیوک رفاه عام کی سوسائٹیوں سے
بہت ربط رکھتا تھا صاحب مدوح سے اسکا بہت اتحاد ہو گیا تھا۔ اب یہ یاد رکھنے کے قابل اتفاقی بات
ہو کہ ان کے گود میں لینے کا نیک اثر اس نو پیدا شہزادی کے حق میں ایسا مبارک ہوا کہ انکی ساری عمر انکی
رعایا کی ہمدردی و دلالت کے سچ بچا میں ایسی بسر ہوئی جیسی کہ ان کے گود میں لینے والے کی بسر ہوئی تھی
اگر اس شہزادی کا جنم ہمارے ہندوستان میں ہوتا تو دیکھتے کہ یہاں کے جوتشی کشیشی
خوشی سے جنم پڑہتے اور اپنے حساب سمائی کی تصدیق یوں کرتے کہ ارجن جنم کے وقت بروج آسمانی
میں وہی سیلاب ہے جن جو اکبر شہنشاہ ہند کی ولادت کے وقت تھے۔ وہ پہلے ہی سے یہ پیشین گوئی کر دیتے
کہ یہ شہزادی ہندوستان کی کب کبھی بلکہ قیصر ہوگی۔ مگر انگلستان میں ان بچہ میںوں کی کچھ قدر نہیں۔ انکی
پیشین گوئیوں کو بکواس ہڈیاں جانتے ہیں۔ مگر اخبار نویس بچہ میںوں کی ریس کر کے اپنے قیاسات آئندہ

کے بیٹے دوڑتے ہیں انکی دھت کچھ کی جاتی ہے۔ مگر ایں شہزادی کا ننگو کسی نے جنم پترہ بنا کے پیش گوئی کی کہ کسی اخبار نویس نے اپنے قیاس سے بشارت دی۔ ایک اخبار نویس نے لکھا تو لکھا کہ وہ تحت نشین نہیں ہونگی۔ مگر ان باب اور زانی نے جو اپنا خیالی جسم پترہ بنایا تھا۔ اُسکی بدھل گئی۔
پنڈت جو مگر اسے نے شہنشاہ اکبر کا جوا کچھ بنایا تھا اور اُسکے خانوں کے احکام کا حساب لگایا تھا وہ نیچے لکھا جاتا ہے اُسکے کل احکام حضرت علیا پر صادق آتے ہیں۔

سربطان	سندھ	آفتاب
جوزا	شتری	میزان
	زہرہ	عطارد
		زحل
ثور		عقرب
حل	دلو	قوس
حوت	جدی	میح
	قمر	

مولود کے سر پر سلطنت کو ثبات اور سند خلافت کو استقرار ہوگا۔ غلبہ استعلا و استیلا و صولت میں کمال حاصل ہوگا۔ نامور شہزادوں اور بزرگ فرماندہوں پر غالب مستولی ہوگا۔ اور دشمنوں پر غالب گنہگاروں کی بخشائش کرے گا۔ عدل داد کی طرف راغب ہوگا عقل قوی اور رائے متین جسے کاموں کو انجام دے گا۔ عالم کو امور و محاش و معاد میں نور و عقل سے روشن کرے گا۔ دین و دولت کے عقدے اپنی سرگشت عقل سے کھولے گا۔ فنون ہنرمندی و انواع و انشوری میں رہنمون ہوگا۔ سنجیدگی سخن و راستگی مجلس میں جزو عالی رکھے گا۔ اور خدا شناسی ویزدان پرستی و نیکو کاری میں اور ہر کام کے شائستگی کے ساتھ انتظام کرنے میں ممتاز ہوگا۔ امور ملکی و مالی میں اسکا نفس نفیس سام ہوگا۔ تدبیر درست مہمات کا سر انجام دے گا۔

احکام خانہ اول

احکام خانہ دوم

حاکم ہندوستان اور اچھڑ ملک اُس کے تابع ہو گئے۔ اور اسی کل سلطنت میں ہندوستان مقدم ہوگا
 بزرگ بادشاہی کا منصب اور تدبیر عقل کامل سے ملک نال حاصل ہوگا۔ خزانہ بحساب جمع ہوگا خزان
 معورہ میں کبھی نقصان نہ ہوگا۔ عمر طبعی سے طول عمر زیادہ ہوگا۔ مال کو رضا آتی میں خراج کر گیا۔ مرضیات
 خدا پر تمکین رکھے گا۔

اسکو علم و آہستگی و وقار و اعزاز و ادا و اقراب میں کمال ہوگا۔ دشمنوں کی بدخواہی اسکو زیادتی جاہ و دولت
 کا سبب ہوگی۔ دوست و مخلص کی رنگت جان سپرد ہو کر آداب و ملت خواہی میں ثابت قدم ہو کر سعادت
 دولت حاصل کرینگے اور اسکے دوست سب باشکوہ و شوکت ہونگے۔

لشکریوں کی سعی سے ملک اسکی تصرف میں آئے اور ہمیشہ اسکے اولیاء دولت کے تصرف میں رہے جب
 وہ سن تیز کو پہنچے تو سلطان عقل اسکا اپنا جلوہ دکھائے اور اسکا باپ جلد مر جائے۔
 اسکے فرزندوں میں اختلاف و ارتباط ہو اور وہ سعادت پذیر اور معین و ملت ہوں اور کبھی تارک ادب
 نہ ہوں۔

صحت کو ہتھامت اور مزاج کو اعتدال حاصل ہو۔ اگر تھوڑا سا عارضہ ہو تو اُس میں امتداد نہ ہو جلد
 صحت ہو جائے۔ اپنی کد خدا سے الفت و مودت سے التذاذ حاصل کرے۔ حفظ صیانت ایز دی سے
 مامون ہو اور کوئی خوف و خطر نہ ہو۔

سفر مبارک ہو عقل اسکی عقلوں کی بادشاہ اور سخن اہم کا سخنوں کا سر دفتر ہو۔ ارباب عیش و نشاط
 پر عنایت فراوان کرے۔ اسکی تدبیر مال و ملک میں حب و لغوا صورت پذیر ہوں۔ ارباب علم و دانش
 اسکی خدمت سے ارجند ہوں۔ اسکے اعداء ہمیشہ کجبت و وبال میں رہیں۔ کوتاہ اندیشوں و تیرہ راسے
 کے احوال پر باوجود علم ہونے کے اُن سے حلم و غفو کا برتاؤ کرے اسکی صفات لازم سے برابری
 فراخوصلگی و عموم مہربانی ہوں کل احکام میں سخن ملکہ منظمہ پر سب طرح سے صادق آتے ہیں
 اب مداس کے پنڈتوں نے ملکہ منظمہ کا جنم تیرہ انکی وفات کے بعد بنایا ہے۔ اُن کا جنم ہم نے
 ۱۹۱۹ء کو سو اچاریہ رات کے ماہی وہ نیچے نقل ہوتا ہے۔

(زرا کچھ صفحہ ۳ پر دیکھو)

احکام خانہ سوم

احکام خانہ چہارم

خانہ پنجم

خانہ ششم

خانہ ہفتم و آٹھم و نهم و دہم

نور زہرہ عطا	طلح	سرطان
حل	جوزا	اسد
میرج	حوت	سنبلہ
دلو	زحل	میزان
مشری	جدی	عقرب

اسکے خانون کے احکام ایسے بیان کیے ہیں جو بالکل مکمل مغطہ پر صادق آتے ہیں۔ میں نے ایک انگریزی علم ہیئت کی کتاب میں پڑھا تھا جسکا نام مجھے یاد نہیں کہ اکبر اور شہزادی وکٹوریہ کا طالع ایک تھا انہیں دونوں کی ولادت کے وقت ستارے ایک ہی تھے۔ یہ جنم تیرے فقط دل لگی کی باتیں کہی ہیں۔ اسلئے میں نے انکو لکھ دیا۔ ورنہ میں انکو بالکل بے اصل جانتا ہوں۔

یہاں نہ کوئی نجومی نہ کوئی اخبار نویس ایسا تھا کہ وہ اس شہزادی کی شہنشاہی کی پیش گوئی کرتا۔ مگر باپ نے انکی کوئی توقع نہ کی تھی کہ وہ انگنڈ میں شہنشاہی کریگی۔ ہر سال میں ڈیوک کنٹ کا چیلن (مذاہم پادری) طامس پرنس مقیم تھا۔ اُس نے جب ڈیوک کو اس شہزادی کے پیدا ہونے کا تسلیت نامہ لکھا تو ڈیوک نے اُس کا جواب یہ رقم کیا۔

عزیز من۔ آپ نے جو میری اس شادمانی کی مبارکبادیں لکھی ہیں کہ میں ایک تندرست خوبصورت لڑکی کا باپ ہو گیا ہوں۔ میں آپ کا ممنون منت ہوا۔ بعض صاحبوں نے محبت اور خوشامد سے مجھے ہر کہہ کر آسپے ہان بیٹے کے ہونے کی توقع تھی۔ مگر بیٹی کے پیدا ہونے سے یابوسی ہوئی۔ میں انکی اس یابوسی کے پنج کی رائے میں شریک نہیں ہوتا۔ یہ میرا ایمان ہے کہ خدا کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس بیٹی کے پیدا ہونے میں خدا کی کوئی بڑی حکمت ہوگی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ مجھ سے تین بھائی بڑے مرچے ہیں جن میں سے ایک بھائی کے ہاں اولاد ہونے کی قوی امید ہے۔ پس یہ نعم میں کیوں کروں کہ میری اولاد ہی انگلستان میں تاجدار ہوگی۔ مگر خدا کی مرضی یہی ہو کہ وہ تاجدار ہو تو میری اس سے زیادہ کیا حکمت ہوگی۔

کی بات ہو سکتی ہے۔ اس وقت میں اپنے گھر کی موجودہ خوشیوں سے مطمئن ہونا ہوں اور خیالی خوشیوں سے بچنے
 نہیں پڑتا۔ یقین ہو کہ آپ غور کر کے میرے خیالات کی قدر شناسی فرمائیں گے۔

باپ جن وقت یہ تحریر کر رہا تھا نانی یہ بیٹی لکھ رہی تھی کہ انگریزوں کو عورتوں کی بادشاہی پسند
 عفریہ وقت آنے والا ہو کہ پختی سی بچی دنیا پر سلطنت کرے گی۔ نانی کا یہ کہنا کہ انگریزوں کو عورتوں
 کی بادشاہی پسند ہو تفصیل طلب ہے۔ انگریزوں کو ملک میں عورتوں کا فرمانروا ہونا اس لیے پسند ہو کہ ان کے
 ملک کی ترقی و بہبودی ہمیشہ ان ہی کے عزم میں زیادہ و قریبست بادشاہوں کی ہوتی ہے چنانچہ ملکہ الکرنتھ
 کے عہد میں ہرات میں ترقی ہوئی۔ خاص کر علم ادب میں کہ اب تک اسی زمانہ کا علم ادب زمانہ حال کے
 علم ادب کا استاد سمجھا جاتا ہے۔

ٹیک ایک مہینہ کے بعد ۲۴ جون ۱۸۱۹ء کو اس ایک مہینہ کی پختی سی جان کی صطبغ اپنے
 کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی آج بپشپ۔ کن بربری ڈاکٹر سٹن اور لنڈن کے بپ
 ولیم ہولی نے اس رسم کو قصر شاہی کے اُس مکان میں ادا کیا جس میں وہ پیدا ہوئی تھی۔ پورے شاہی محل
 حوض صطبغ کا منگا یا گیا اور یہاں لگایا گیا۔ ایران شاہی کے سارے دروازوں میں قرعزی مٹھی پرے
 شاہی گریج سے منگائے گئے۔ شہزادی کے دہرم مان باپ جو صطبغ میں بنا کرتے ہیں تین تھے
 اول سب سے بڑے یورپ میں جلیل القدر شہنشاہ زار اسٹیکسٹر اول روس تھے۔ اُنکے سفیر نے جو
 انگلستان میں رہتا تھا اپنے آقا کے لیے شہزادی کے دہرم باپ بننے کی درخواست کی تھی وہ بڑی خوشی
 سے منظور ہوئی۔ شہنشاہ خود صطبغ کے وقت موجود نہ تھا۔ اس لیے اُنکا قائم مقام شہزادی کا چاچا ویکٹر
 وہم ہرمان سب سے بڑی بھوپھی اعجاز سوم کی سب سے بڑی بیٹی ابیہو ملکہ ورٹم برگ تھیں وہ بھی موجود نہ
 تھیں۔ انکی جگہ دوسری بھوپھی آگسٹا قائم مقام ہوئیں۔ سوم شہزادی کی نانی ڈچس سلیس کی برگ
 سال فیلڈ تھیں وہ بھی موجود نہ تھیں انکے قائم مقام تیسری بھوپھی ڈچس گلوسٹر ہوئیں صطبغ
 کی رسم میں ولیم سلطنت موجود تھا۔ شہزادی مامون شہزادہ لیو پولڈ بھی موجود تھے۔ گو انکو اس وقت
 اپنی بی بی شارلٹ کی یاد آئی کہ اگر وہ جیتی رہتی تو اُسکو شہنشاہی نصیب ہوتی مامور وہ خود شہنشاہی
 شریک ہوتی۔ اس یاد نے ایک دفعہ توجہ اپنی پرسانہ سالوٹ کیا مگر اُنہوں نے اپنی اس یاد کو جلد سے بھلا
 پھر وہ بھانجی سے پردہ رحمت کرنے لگے۔ اس رسم صطبغ میں عیسائیوں کا بچوں کا نام بھی رکھا جاتا

صطبغ یا نانا رکھا جاتا تھا چونکہ کاکلن

ہو۔ ولیمہ سلطنت نے اسکا نام صرف زار روس کے نام پر الکسینڈرینا رکھا مگر اپنے
 کہا کہ دوسرا نام بھی رکھنا چاہیئے۔ اسپر لیمینڈ نے کہا جارجینا (دادا کے نام پر) نام رکھا جائے۔ ڈیوک
 کنٹ نے یہ چاہا کہ انگریزوں کا عام پسند نام الیزبتہ رکھا جائے تو پھر ولیمہ نے اکھر اپنے سے ہر
 کیا کہ شہزادی کے نام کے نام پر وکٹوریا دوسرا نام رکھا جائے مگر شہنشاہ کے نام پر جو نام رکھا گیا ہو اُس
 مقدم نہ ہو۔ پس شہزادی کا نام اصطلغ بین الکسینڈرینا وکٹوریا رکھا گیا۔ کئی سال تک کتبہ کے
 اندر نام ڈرینا لیا گیا۔ اول سے اُنکی والدہ ماجدہ کی مرضی یہ تھی کہ اُنکی بیٹی کا نام شاہی فردن میں اور
 تمام سلطنت میں وکٹوریا لیا جائے۔ جب شہزادی کا سن شریف چار سال کا ہوا تو انہوں نے اپنے دست
 مبارک سے اپنا نام وکٹوریا لکھا جو اب تک برٹش میوزیم (عجائب خانہ) میں موجود ہو۔ وکٹوریا کا نام گوگلڈ
 میں بالکل نامعلوم نہ تھا مگر انگریزوں کے قانون کو وہ نام جنسی معلوم ہوتا تھا۔ اس نام لینے میں اُنکو اپنے
 جزیرہ کے تعصب کی کچھ کم تحریک نہ ہوتی تھی۔

گرمی مل صاحب کا روزنامہ جو نہایت ہی دلچسپ ہے۔ جسکے حوالہ سے اکثر واقعات اس
 زمانہ کے بیان کیے جاتے ہیں اور مستند سمجھے جاتے ہیں۔ ہمیں لکھا ہو کہ ولیمہ سلطنت نے جب اپنا
 نام رکھنا چاہا تو اُسکو یہ گوارا نہ تھا کہ اُسکے رکھے ہوئے نام پر کوئی دوسرا نام مقدم ہو اسلئے اُس نے
 خود اس نام کا رکھنا موقوف کر دیا۔ اصطلغ کی رات کو ڈیوک کنٹ نے بڑی دھوم دھام سے
 دعوت کی۔ تمام خاندان شاہی کے اراکین اُنمیں موجود تھے۔

اگست ۱۹ء میں اس شہزادی کے چچیک کا ٹیکا بڑی کامیابی کے ساتھ لگا۔ پہلی دفعہ
 تھی کہ خاندان شاہی میں سے چچیک کے ٹیکہ سے جو ڈاکٹر جن ٹرکا ایجاد تھا۔ فائدہ اُٹھایا۔ اور بچوں
 کی طرح اس شاہی بچہ کو بھی لٹپٹے اپنے ماتھوں میں لیا۔ اُس نے بٹپ کے باون کئی ٹوپی پکڑ لی اور
 چہرہ کے پوڈر کو کھنڈا دیا۔ پہلے اس سے کہ بٹپ اپنے تئیں بچہ کے ماتھوں سے بچائیں اس اُن کے
 بال کھوٹ لئے حکم شاہی سے اس شہزادی کے ٹیکا لگنے سے اسکا رواج عام ہو گیا۔

اس قصر میں سب سے کام گھنٹوں پر باقاعدہ چلتے تھے۔ ڈیوک اپنے بلب کی طرح سویرے
 اُٹھتا اور پابند اوقات تھا۔ اُس نے جاٹے میں ایک خاص وقت آگ جلانے کے لئے ایک نوکر
 مقرر کیا تھا۔ اُسکو حکم تھا کہ جب تک وہ سونہ جائے یہ آگ جلانے۔ ٹھیک صبح کے چھ بجے فہرہ کی

پیالی ایک نوکر لائے اور دو ستر انوکڑہ قہوہ کی کشتی اٹھا کر لے جائے۔ بازی باری ہر صیفہ کا وارونہ پہلے دن کے خچے کا ذرا حساب بل میں لکھ کر لائے اور دستخط کر لے۔ ان بلوں کے پیش ہونے سے ملازمین کی پابندی اوقات کا امتحان ہو جاتا۔ اسکو اپنے ملازمین کی دوستی لباس کا ایسا خیال تھا کہ خاص اس کام کی نگرانی کے واسطے ایک ملازم مقرر کر رکھا تھا۔

ان دنوں کا حال شہزادی کا سنسنے میں کم آیا جو طامس لارنس نے لکھا ہے کہ یہ پانچ مہینے کی لڑکی صورت شکل میں بڑی پیاری تھی۔ اپنے پنگوڑے میں بڑی رہتی تھی۔ ماں اور معتبر دانیان اسکی بڑی نگہبانی کرتی تھیں۔ جب وہ کوئی آواز ایسی سنتی تھی کہ کچھ وقفہ کے بعد بند ہو جاتی تھی تو وہ اپنی آنکھیں اس طرف پھیر کر دیکھتی۔ ڈیوک کے ایوان میں موسیقی گھنٹے بہت سے رکھی ہوئے تھے۔ ان میں سے دو میں پاؤ گھنٹہ بھی بجاتا تھا۔ ملکہ منظر نے لکھا ہے کہ میرے باپ کا ایک بڑا گھنٹہ کچھ کے خول میں تھا۔ جبکی آواز کو میں بچپن میں رات کو ہمیشہ سنا کرتی تھی۔ باپ نے ایک موقع پر اس شہزادی کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر لوگوں سے کہا کہ اسکو خوب غور سے دیکھو یہ انگلستان کی ملکہ ہوگی اس وقت باپ کا یہ کہنا بعید الاحتمال معلوم ہوتا تھا۔ اس بچی کا تخت نشینی کے لیے پانچواں نمبر تخت چھوڑ دیا گیا اور ڈیوک کیورک ڈیوک کلیرنس اور چوتھا باپ تخت نشینی کے لیے اسے سبقت رکھتے تھے۔ ولیعهد سلطنت جو جارج چہارم کے نام سے بادشاہ ہوا وہ اپنی بی بی کلورنس کو ملکہ دینی چاہتا تھا مگر نہ دے سکا۔ اگر یہ طلاق ہو جاتی تو وہ دوسری شادی کر کے سلطنت کا وارث پیدا کر سکتا تھا۔ ڈیوک کنٹ سے جو بڑا بھائی ڈیوک کلیرنس تھا۔ اور اسکی بی بی شہزادی ایڈی لیدر تھی۔ جسکے ہاں اولاد ہونے کی توقع تھی۔ یہ سب شہزادی و کٹوریہ پر تخت نشینی کے لیے مقدم ہوتے۔ سوائس کے دو کپڑے کا کنٹ کے خاندان شاہی کی شاخ میں مقدم ہونا ضرور تھا۔ یہ تقدیم تو باپ کے مرنے سے جلد حاصل ہوگئی۔ یہ سارے سامان خدا ساز شہزادی کے ملکہ ہونے کے معلوم ہوتے تھے جیب شہزادی ایک مہینے کی ہوئی تو ماں باپ اسکو کلیرنس میں لے گئے۔ وہ شہزادی کے ماموں کی رہنے کی جگہ تھی۔

شہزادی کے پیدا ہونے کے تھوڑے دنوں بعد ماں ایڈیڈ کی صحت اچھی نہ تھی۔ جب شہزادی سات مہینے کی ہوئی تو ڈیوک کنٹ نے یہ خیال کر کے کہ لندن کا سخت جاڑا میری نئی سی

ڈیوک کنٹ کا لندن سے جانا اور شہزادی کو کٹوریہ کا ایک وقت لگانا ہے یہاں

بچی کو سنا لگا ادب بنی کو بھی موافق نہ آئیگا وہ سن کر مستحکم میں آیا: یہ ایک خوبصورت تصویر
شیر کے کنارے پر ہے۔ اس میں ایک مکان فول بروک کا رنج کو ایہ پر یا۔ سفر کے اندر ایک یا
دو روز وہ سیل سپری میں ٹھہرا۔ یہاں کے بشپ صاحب کا سامنڈا رہا۔ بشپ کی بیٹی نے سونے کے وقت
خواب گاہ میں جا کر دیکھا کہ شہزادی برہنہ لیٹی ہوئی ہے اور اسکی مان اپنا دودھ پلا رہی ہے جسکو دیکھ کر نہایت
تعجب ہوا۔ یہ نہین جانتی تھی کہ جس میں میں مہر زادوں کو بچے پالنے کا فن سکھایا جاتا ہے۔ اس لئے
ڈچس کنٹ بچے پالنے کے سارے کام خوب جانتی تھیں۔

۲۴۔ جنوری ۱۸۵۷ء کو یہ شہزادی پہلی دفعہ ناگمانی موت سے بچ گئی۔ ڈیون شیر کے
کسان کے ایک چھوٹے بچے کو کہیں سے بندوق ہانڈ لگ گئی تھی وہ وول بروک کو رنج کے احاطہ
میں آیا۔ دائرہ خانہ کے قریب ایک درخت پر چڑیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان پر گویاں چلانے لگا وہ ان پر تو
نہ لگیں۔ مگر دائرہ خانہ کے کوڑے کے شیشے کو توڑ کر اندر آئیں۔ شہزادی کے سر کے قریب جو دایہ کی گود میں
آرام کر رہی تھی گردن۔ اور ایک گولی کی تھپتھپ میں دایہ کا کندھا آیا۔ اس واقعہ سے سارے محل میں دفعہ
ایک ہلکے ڈھنگ سے ڈیوک کو ڈرایا۔ مجرم لڑکا پھرتی سے پکڑا گیا۔ مگر شہزادی کے ناگمانی آفت سے بچ جانے
کی ایسی خوشی تھی کہ اس وقت لڑکے کی خطا پر کچھ خیال نہیں ہوا۔ اس کا تصور معاف کر دیا اور یہ نصیحت کی کہ
آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔ کرنی لکھتا ہے کہ لڑکا اس قدم زار رو دیا کہ ڈیوک نے اپنی رحمہ کی سبب نصیحت
کر کے چھوڑ دیا۔ اس معصوم شہزادی کو نہ بھی تہہ ہونی سح رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گزشتہ کوئی گولی
بندوق کی جگہ تیر و کمان بیان کرنا ہے۔

اس عجیب واقعہ کے بعد ڈیوک کنٹ اپنے ایک دوست کو لکھتا ہے کہ ”ڈیون شیر کی کنٹ
ہو کے اثر نے میری چھوٹی سی لڑکی کو موٹا تازہ کر دیا ہے۔ اور مجھے اس کہنے سے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ
وہ تندرست تو منہ ہو۔ بہت ہی تندرست ہے۔ میرے کہنے کے بعض ممبروں کی رائے یہ ہے کہ یہ شہزادی
ہم میں سے نہیں ہے بلکہ غریبہ بیٹی ہے۔ اس رائے سے مجھے خوف لگتا ہے۔“

ڈیوک کنٹ کو معلوم نہ تھا کہ موت میرے سر پر کھڑی ہوئی ہے اور نہ ہی جاڑا جسکے خوف سے
میں یہاں آیا ہوں وہی میری جان لیکر مجھے ٹھینڈا مردہ کر گیا ڈیوک کو پیدل پھرنے کی بڑی حادثہ تھی۔ گوارا
سب سے اسکی طبیعت کچھ علیل ہو گئی تھی اور ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ کچھ دنوں کے لئے وہ پیدل پھرنا

چھوڑ دے۔ مگر ڈیوک نے اس کہنے پر توجہ نہیں کی۔ ۱۲ جنوری ۱۹۳۷ء کو برف میں بہت دیر تک میل
 پھرا۔ گرم ہو گیا۔ تھک گیا۔ بوٹ پاؤں تنگ گیلے ہو گئے۔ اور کپڑے نم اُلو د ہو گئے۔ کپتان کو ان کے
 جو اسکا بڑا دوست اور اس کے مصلحتی کا داروغہ تھا۔ بیان کرنا ہے کہ میں نے ڈیوک سے کہا کہ وہ فوراً
 بوٹ و کپڑے بدل ڈالیں۔ مگر انکی رٹکی جو سامنے آئی اسکی محبت کھینچ کر لے گئی۔ اور اسکو گود میں لیکر
 بہت دیر تک اس کے کھلانے میں ایسے مجھ ہوئے کہ اپنی حالت کو بھول گئے۔ پس یہ توقف کپڑوں کے
 نہ بدلنے کا وبال جان ہوا۔ بدن لرز نے لگا۔ سینہ میں سورش ہوئی۔ ڈاکٹر نے ایسا علاج کیا کہ اگر موت
 نہ آئی ہوتی تو بھی آجاتی کہ فصد بین ۱۲۰۰ اونس خون نکالا جس سے بری حالت ہو گئی۔ دن کو کچھ سنبھالا یا
 مگر رات کو یہ سنبھالا اسکو نہ سنبھال سکا۔ موت نے اپنے پنجہ میں لے لیا۔ آخری وقت میں اپنے نہال
 کے فورسز کو بلایا اور یہ دعا دی کہ اگر مجھ بخت و اتفاق اس میرے تخت جگر کو تخت سلطنت نصیب
 تو اے میرے پروردگار اسکو اپنے فضل و کرم سے توفیق دیجو کہ وہ تجھ سے ڈر ڈر کر رعایا کے حقوق و رزق
 فراغت شاہی کو ادا کرے۔ "وچس نے خود خاوند کی کل تیارواری کی۔ ساری دوائیاں اپنے ہاتھ سے
 بنائیں اور پلائیں۔ پانچ روز تک کپڑے نہیں بدلے۔ ہر وقت وہ خاوند کے پلنگ کی پٹی بنی رہی جب اپنے
 رنج کو ضبط نہ کر سکتی تھی تو رونے کے لیے کہیں اور چلی جاتی تھی۔ چارچ سوم کے بیٹوں میں کوئی
 بیٹا ایسا نہ تھا کہ جس کی رعایا ایسی قدر شناسی کرتی ہو جیسے کہ ڈیوک کنٹ کی۔ جب سے اس نے سپاہ کو
 چھوڑا جسکا ذکر اوپر ہوا۔ وہ سرتاپا انسان کی بھلائی اور ہمدردی کا مون میں مصروف ہو گیا۔ وہ بیواؤں
 کا مہر پرست بنا۔ یتیموں کا مائی باپ۔ ہر چل غریز اس کا لقب ہوا۔ خاندان شاہی میں ہی اس لقب کا مستحق
 وہ سب پر مہربان تھا۔ جو اُس پر ذرا ساجی آسرا رکھتا اسکا سچا دوست تھا۔ سخاوت کے ہاتھ سے اپنی گرہ
 ایسی کھولی کہ گرہ بین اتنا سربایہ نہ رکھا کہ مرنے کے بعد بی بی اور بیٹی کا فلاح البالی سے گزارہ ہوتا۔ ایسی
 یہ فیاضی دور اندیشی سے خالی تھی۔ غربا کے فغہ پہنچانے میں بعض دفعہ اسکو یہ خیال نہیں ہوتا تھا کہ مجھے
 مسرت پہنچے گی۔ با سٹھ سو ساٹھ تین تھیں جن سے کہ وہ افسر ہونے کا تعلق رکھتا تھا۔ وہ اپنے ملک کا
 سپاہی دوست تھا اور اسکا مذہب یہی تھا کہ وطن کی محبت میں اپنی جان فدا کر دے۔ اس کام میں کوئی انکی
 نظیر نہ تھا۔ وہ اپنی بیٹی کو ورثہ میں دولت تو نہیں دے گیا مگر دولت سے بہتر یہ صفات دے گیا۔ یہ تھا
 و ثبات اور وقت پر کام کے بالترتیب کرنے کا شوقین ہونا۔

کچھ دنوں و ول برک کو سچ میں جنازہ رکھا رہا۔ پھر وہ کمبر لینڈ لوچ میں آیا۔

ان دونوں مقاموں میں یہ غمناک سفر ایک ہفتہ میں ختم ہوا۔ پھر بیان سے جنازہ دوسرے روز وولڈسٹر میں اپنے خواجگاہ میں سونے کے لیے چلا۔ جنوری کی رات کا آسمان افریقہ کی شعلیں روشن ہو رہی تھیں۔ انکے چمکتے ہوئے شعلوں میں باجون کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ ڈیوک کی نفس پر قیام نہ لگا ہوا تھا۔ انکے پیچھے شاہزادے و سپاہ کے افسر چلے جاتے۔ انکے پیچھے اور آدمیوں کا جھوم تھا۔ اس طرح قبر شاہی تک جنازے کا جانا عجیب سا دکھاتا تھا۔ غم کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ آنکھیں منہ برسا رہی تھیں۔ ڈیوک کی بہن شاہزادی الگ ٹانے اپنے بھائی کے مرنے کے بعد کیا دردناک پر غم لکھا۔

”کہ تم خیال کرو کہ ایک دن کم پانچ ہفتے ہوئے کہ میرا بھائی اپنی فرشتہ خصال بی بی کے ساتھ خوش و غم رہتا تھا۔ اور ایک پیارا بچہ اُسکے ساتھ دل بہلانے کے لیے تھا۔ جس کے ہی دونوں میں وہ تندرست بھی رہا اور پیار بھی رہا اور مر بھی گیا۔ خدا ہی جانتا ہے کہ آدمی کے لیے کیا بہتر ہے۔ مجھ پر جو مصیبت آئی ہے۔ میں اُس پر صبر کرتی ہوں۔ لیکن جس وقت مجھے اُسکی کبخت بی بی کی سیوگی کا اور مصوم بچہ کی قبیحی کا خیال آ جاتا ہے تو دل کے ٹکڑے اڑ جاتے ہیں۔ اُسکی بی بی فرشتہ خواہ اور میں شکر کرتی ہوں کہ نہایت میرا عزیز لیو پو لڈ انکے ساتھ ہے۔ بی بی بچاری میرے بھائی کی پرستش کرتی تھی۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے مبارک تھے۔ خاندان کے مرنے کے نقصان کا کوئی بدل اُسکے لیے نہیں ہے۔ خاندان کے بھائیوں کے ساتھ میری بھانج کے دوستانہ تعلقات نہیں ہیں اس لیے اب باطل کا غیر وطن میں ہے۔ ورثہ میں خاندان سے سولے اُسکی قرضداری کے اُسکو کچھ اور مانگ نہیں آیا جسکے ادا کرنے کے لیے اُسکی آمدنی کافی نہیں ہے“

شہزادہ لیو پو لڈ ڈیوک کنٹ کی تجویز و تمکین سے خارج ہو کر اپنی اہلی بیوہ بہن کی

تسلیم و تسفی کے واسطے سطر مٹھ میں آیا۔ بہن بھائی دونوں ہمدرد تھے۔ ایک کی بی بی مری تھی دوسرے کا خاوند مر تھا۔ اس مومن نے یتیم بھانجی کے ساتھ ساری عمر وہ محبت و شفقت کی جو باپ کرتا۔ ۲۹ جنوری کو ان کے ساتھ دونوں ڈچس اور شہزادی تھیر شاہی کن سنگٹن میں داخل ہو گئے۔ ڈچس کی زندگی کو دیکھنا چاہیے کہ کچھادہ تلخ چوٹی ہے۔ جس خاوند کی خاطر اپنے عزیز وطن جرمن کو چھوڑا اور اس ملک میں

ڈیوک کا جنازہ اٹھا

ڈیوک کی بہن کا خط بھائی کی وفات میں

ڈیوک شہزادہ کا اپنی بیوہ کی کنٹ کے پاس آنا

رہنا اختیار کیا۔ جان اس کے عزیز دوستوں کا کال تھا جسکی زبان بھی اچھی طرح اسکو بولنی نہیں آتی تھی اب وہ خاوند نہ رہا۔ اگر وہ اپنے وطن غریب میں رہتین تو پہلے خاوند کی زوجیت کے حقوق میں ثروت امارت پاتین یا اب وہاں چلی جاتین تو انگلیکٹ سے بھی اپنے حقوق زوجیت میں زیادہ دولت پاتین۔ مگر دونوں انہوں سے ملٹھ اٹھایا۔ جوانی میں وہ ہر داغ بیوگی اٹھایا۔ مگر خاوند نے جو اپنی دختر نیک اختر کے باپ پیش بینی اختیار کی تھی اسکو کبھی نہیں چھوڑا۔ انھوں نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا کہ گو جبر میں سارے عزیزوں کی جدائی کا قلق مجھے ہو مگر میں اسی سرزمین میں رہو گی۔ گو جانتی ہوں کہ انگریزی قوم کی جلیٹ ظلفت میں داخل ہے کہ وہ غیروں سے موہنت نہیں کرتے بلکہ اُن سے نفرت رکھتے ہیں اور رشکِ حد کرتے ہیں اور سخت تعصب کرتے ہیں ۛ

باب دوم

شہزادی کا بچپن

جب ڈچس کنٹ اپنے بھائی کے ساتھ اس قصبے سے کن سنگ ٹن کو روانہ ہوئی تو کوئی غم و الم کے سوا ہمارا نہ تھا۔ گردل کی کلی کھلانے کے لئے می کی کلی ساتھ تھی۔ اس کلی کاڑی کے شیشوں کو نئی نئی انگلیوں کھٹ کھٹانا سرود و نغمہ سے زیادہ خوش کرتا تھا۔ اس قصبے کے باشندے اسکو رو رو کر دیکھتے تھے اور وہ آنکھوں میں سرور کھیتی تھی۔ جسے مان کا غم غلط ہوتا تھا اور ساری کھیتیں دھل جاتی تھیں۔ شہزادی جانتی بھی نہ تھی کہ سارے گھر غم کی گھٹا چھائی ہوئی ہے اور میرے سر پر باپ کا سایہ اٹھ گیا ہے۔ میں یتیم ہو گئی ہوں اور میری ماں بیوہ ہو گئی ہے۔ اسی قصہ میں ۱۸۲۷ء کے موسم بہار سے ڈچس کنٹ نے اپنی مستقل سکونت اختیار کی ۛ

ڈیوک کنٹ کے مرنے پر آٹھ روز گزرے تھے کہ ان کے باپ جارج سوم بادشاہ وقت کا انتقال ہوا اور اسکا بھائی ولیمد جارج چارم کے نام سے انگلستان کا بادشاہ ہوا۔ ڈچس کنٹ کے پاس قصہ زندگی میں کاغذ ہوس کی طرف سے وس کوٹ مور تچہ اور وس کوٹ کلاؤ تعزیت نامہ سنائی کے لئے آئے۔ ڈچس سینٹ کے لئے شہزادی کو گود میں لیے کھڑی ہوئیں۔ یہ شادی غم کے توام ہونے کا عجیب سان تھا۔ ڈچس تو سیاہ ماتمی لباس میں تیار ہوا

سنگٹن سے روانگی

قصہ کننگٹن میں ان کو کنٹ کا تعزیت لینا

غم کی تصویر بنی ہوئی تھیں۔ شہزادی گود میں خوش خرم تھی مگر یہ حالت دیکھ کر لوگوں کا دل بھٹا اور جگر کٹا جاتا تھا۔ تاریخ میں اس قصہ کا اس طرح نام سر بننا مدتوں تک یاد رہے گا۔ ڈچس کا اس طرح اپنے کلید کی ٹھنڈک کا سینہ سے لگائے رکھنا فقط ایسی بات کی علامت نہ تھی بلکہ وہ اپنی دلچسپی کو انگریزی قوم کے ساتھ مانتی ہیں اور اسکی قدر شناسی کرتی ہیں بلکہ اس بات پر بھی دلالت کرتا تھا کہ وہ اپنے نور انجین سے کسی حال میں جدا نہ ہونگی۔ اور یہی انھوں نے کر کے دکھا دیا کہ بیٹی کو اس وقت چھوڑا کہ اسکو شوہر ایسا مل گیا کہ بیٹی کا ہر وقت خیر خواہ دل و جان سے تھا۔ اور انکے لیے بڑھاپے میں یہ داماد فرزند سعادت مند تھا۔ جب شہزادی کے پاس ان کا چچا ڈیوک یورک آیا تو اسکی شکل ڈیوک کنت ایسی ملتی تھی کہ اسے جانا باپ آیا۔ اسکی طرف دونوں ہاتھ پھیلائے۔ چچا نے بھی اسکو جھٹ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیکر پیار کیا جیسا اس نے چچا کو باپ سمجھا تھا ایسا ہی چچا نے بھی اس ن سے اسکو اپنی بیٹی بنایا۔

قصر کن سنگٹن میں آنکر ڈچس کو کیسے اپنے دلی کاشٹے دیکھ رہے تھے۔ جس وقت اسکو یاد آتا ہوگا کہ میں ابھی اس قصر میں سمجھ سہاگن تھی۔ یاد کی رائٹ ہو گئی۔ اور میری بیٹی کے سر پر باپ جیتا تھا یا وہ یتیم ہو گئی تو سینہ میں اسکا دل زخمی کیوں ہو گا۔ مگر ان کا مذہب عیسائی انکے دل کو ایسی سکین دیتا تھا کہ وہ غم کی ماری مٹی نہیں جاتی تھی۔ اسکو یقین تھا کہ میرے خدائے جہتیموں اور بیواؤں کا دوست ہے مجھے چھوڑا نہیں۔ اس نئی سی بچی کے لیے مجھے زندہ رکھا ہے۔ اس وقت میں انھوں نے انگلستان کے پرنس اور انسان کے بھی خواہ وہ مرد و لبر فورس کو بڑے اخلاق سے ملاقات کے لیے بلایا۔ وہ اس ملاقات کا حال اپنے خط مورخہ ۲۱ جولائی ۱۸۵۲ء کو ہیڈنا مور کو یہ لکھتے ہیں کہ

”ڈچس نے میرا استقبال بڑے تپاک سے کیا۔ اور اپنے زندہ دل بچہ کو دکھایا جو فرش پر کھلے فون سے کھیل رہا تھا۔ میں بھی اس کے لیے اپنے تئیں ایک کھلونا بنا لیا۔ اس نے بڑے اخلاق سے پیش آئی۔ مگر بیٹی نہیں۔ اس لیے میں نے پاؤ گھنٹہ سے زیادہ ٹھیرنا سنا نہیں جانا۔ وہ ان ایک ملازمہ اور ایک خادمہ موجود تھیں۔ میں نے کوئی بڑی بات اسی نہیں کی کہ جس میں سلسلہ سخن و راز ہوتا۔ ڈچس نے یہ جھڈ کیا کہ میں انگریزی زبان اچھی طرح نہیں بول سکتی تھی۔ میں نے آہندہ آپ کے ساتھ دیر تک اچھی طرح اس زبان میں گفتگو کر سکوئی انھوں نے اپنا حال بیان کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوش رہتی ہیں۔“

قصر کن سنگٹن میں ڈچس کنت کی زندگی کا سہرا

شہزادی کی عمر تین برس کی تھی۔ وہ ٹٹو کی فتن میں سوار چلی جاتی تھیں۔ سائیں ٹٹو کی بالکڑی تھاتے ہوئے اُسکو چلاتا تھا۔ اُسکی ایک طرف ملازمہ جاتی تھی کہ وقت ایک بڑا جنگی تھا ٹٹو کی ٹانگوں کے اندر ہانگسا۔ جس سے ٹٹو بھڑکا اور کروٹ کی طرف فتن کے پیئے سرک سے آن لگے۔ بچہ اُسکے اندر سر کے بل فتن کے نیچے گرتا اور فتن اُسکے اوپر گرتی جس سے بچہ کا کچر ہو جاتا۔ مگر ایک سپاہی متملونی نے یہ دیکھتے ہی فوراً بچہ کا کپڑا پکڑ کے اپنے ماتھوں میں اُسکو الگ اٹھالیا۔ اور اس طرح اُسکی جان کو بچالیا۔ اور خادمہ کو بچہ حوالے کیا۔ اس چھوٹی سی جان بچانے کے نینے بہت سے آدمی جمع ہو گئے تھے۔ اُنھوں نے سپاہی کو بڑی شاباش دی اور اُسکو ہدایت کی کہ تو اس فتن کے ساتھ ساتھ قصر شاہی تک چلا جا۔ وہ گیا۔ ڈچس نے اپنی بیٹی کی جان بچانے کا شکریہ ادا کیا اور اُسکی ایک گنی انعام دیا۔ یہ بیان متملونی کا ہے جو مدتوں کے بعد اخباروں میں چھپا ہے۔ جب یہ سپاہی آکر لغتہ میں اپنی جہت کے اند گیا ہے تو اس خدمت کے صلہ میں اُسکو پانچ پونڈ اور دیئے گئے تو اُسکو معلوم ہوا کہ میں نے اس بچے کی جان بچائی تھی جس کا میں نوکر ہوں مگر حضرت علیا کو یہ اپنا وقت اس آفت ناگمانی کا یاد نہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھ پر کبھی یہ حادثہ نہیں گزرا۔

میں بے ثبوت و دعوے سپاہی کو انعام لایا۔ اس گاڑی میں وہی ٹٹو جاتا تھا جو شہزادی کے ماموں صاحب نے اُن کو دیا تھا۔ جس پر سوار ہو کر اپنے محل کے باغوں میں پھرنے کا بڑا شوق تھا۔ وہ اُس پر سوار ہوتی تھیں۔ ملازمہ عورتیں اُسکے ساتھ ہوتیں۔ اُنکے باپ کا ایک نوکر پُرانا سپاہی ٹٹو کی لگام پکڑ کے لیجا تا۔ سواری کا یہ شوق تھا کہ انکی ملازمہ عورتیں ساتھ ہر چند منت سماجت کرتیں کہ آپ اُنکر پیدل چلیں۔ مگر ہرگز نہ مانئیں مگر وہ پُرانا نوکر اُنکے سننے سے کان میں چپکے سے کہتا کہ آپ اُنکر پاؤں چلیں اور نرم گھاس پر بھاگیں تو آپکے لئے نہایت بہتر ہو گا۔ تو وہ اُسکے کہنے کو کبھی کبھی مان لیتیں۔

باپکے بچنے کے بعد اس قصر میں سیم شہزادی کی زندگی اچھی طرح بسر ہوئی۔ انکی سوتیلی بہن شہزادی فیوڈرا بیان لگتی تھیں جو اپنے عرصہ میں بارہ سال بڑی تھیں اور اُنکے ساتھ خوب کھیلتی تھیں۔ بچوں کی ایک فتن میں شہزادی شہین اور ایک چڑا فتنہ انکی مکر میں اکر فتن سے باندھ دیا جاتا کہ اُنکے گرنیکا خوف رہتا۔ اس فتن کو اس قصر کے اطراف میں انکی سوتیلی بہن کھینچتیں۔ اور دونوں آپس میں بڑی ہنسی خوشی کی باتیں کرتی جاتی تھیں۔ اس فتن میں انکی دوست اور لباس دونوں مکر بچنے کی خواہش کرتی کہ ایک نہ ہو بلکہ جب نون بہنوں کو شرفا دیکھتے تو وہ انکی ٹوپی اُنکا گر چھوٹی بہن کو سلام کرتے۔ شہزادی صوب کو جواب دیتیں۔ جو اُن سے مخاطب ہوتا۔ اُن کو لیڈی اور

گدھمورنگ بھننا آتا تھا۔ اور جو کوئی کہتا کہ اپنے نئے نئے ہاتھوں کو تو بوسہ لینے کے لیے پھیلاؤ تو وہ پھیلا دیتین۔ جب انکی دس برس کی عمر ہوئی تو کسی موقع پر انھوں نے پوچھا کہ کیا سبب تھا کہ اُس زمانہ میں لوگ مجھے کیوں میری بہن سے زیادہ سلام کرتے تھے۔ انکو اپنے ذنب شاہی پر علم نہ تھا۔ محل کے دروازوں میں مان کی گود میں جب لوگ اُن کو دیکھتے تو چیر دیتے۔ ان کی ہر دلعزیزی شاہزادی شارلٹ کے باپ کو لینے جا رہے چارم کو ناگوار خاطر ہوتی +

ان مان بیٹی میں کبھی زیادہ دیر کے لیے جدائی نہیں ہوتی۔ وہ ہمیشہ ساتھ رہتیں۔ ان اپنے شین باکل بیٹی پر فدا کر رکھا تھا۔ وہ بیٹی کو خود دودھ پلاتی تھیں۔ ہمیشہ دلازمہ جب انکو لباس پہنائی تو اسکو خود دیکھتی تھیں۔ اگر میڈرخصت پر جاتی تو وہ خود اپنے ہاتھ سے بیٹی کو لباس پہنائیں اور ہڈاتین نچل کی آبتین اول انھوں نے بیٹی کو سکھائیں اور پھر اپنے گھٹنوں پر انکو نماز پڑھنی سکھائی۔ ہومس صاحب نے لکھے ہیں کہ دس نے کبھی بیٹی کو کسی کتاب کا سبق خود نہیں پڑھایا۔ اور اور موسخ لکھے ہیں کہ وہی بڑی معلمہ بیٹی کی تھیں۔ یہ شہزادی اُس عمر میں تین زبانوں میں باتیں کرنی جانتی تھی کہ جس میں اور بچے اپنی مادری زبان کی ابتدائی باتوں کو جانتے ہیں۔ ان زبانوں کے استعمال میں وہ اپنی عجیب بات و نکات کو ظاہر کرتی تھیں کہ جب اُن کو کوئی چیز مانگنی ہوتی یا کوئی اور مہربانی کی بات اپنے اوپر کرانی ہوتی تو وہ مان جرمن زبان بولتیں۔ جانتی تھیں کہ مان کو اپنی مادری زبان پسند ہو۔ مان کی گود میں انھوں نے جرمنی زبان سیکھی تھی وہ انگریزی زبان کے بولنے میں کوشش کرتی تھیں جس سے وہ انگلش معلوم ہوں۔ یہ زبان اُن کے دین کی تھی +

دس کا طریقہ بودہ باش بعینہ خاوند کا سا تھا۔ مگر ایک نئی بات اُسکے برخلاف یہ تھی کہ وہ اس طرح سادگی سے رہتی تھیں جیسے شاہی لیدی ان میں رہتیں۔ صبح آٹھ بجے سا کہ کنبہ کنبہ اول نماز پڑھتا اور خدا کا شکریہ ادا ہوتا۔ پھر حاضری کھاتا۔ شہزادی و کٹوریہ اپنی مان کے پاس چھوٹی سی میز بچھا کر اپنی روٹی اور دودھ میوہ فوش جان فسر ماتیں۔ بعد حاضری کے شہزادی فیوڈورا اپنی آستانی لیہ کریں سے سبق پڑھتیں۔ اور شاہزادی و کٹوریہ باغوں کی سیر کرتیں۔ پھر دس بجے سے گیارہ بجے تک سبن پڑھتیں پھر پچھلے دنوں سے کھیلتیں۔ سو تیلی ہن انکے ساتھ کھلتی۔ جسکی عمر ابھی تک گریبان کھیلنے کی تھی۔ پھر محل کے دونوں طرف کے کمر میں جو بڑے بلے چوڑے تھے اُچھل کود کر گشت کرتیں۔ دو بجے دس بجے کھاتیں۔ بچے

ان بیٹی کا ساتھ شہزادہ سان کا بھی نہ تھا

دس کا طریقہ بودہ باش

ڈنر کھاتے۔ اس وقت کھانا نہایت سادہ زود ہضم ہوتا تھا۔ پھر ڈنر کے بعد شہزادی سبق پڑھتی تھی۔ بعد سواری ہوتی۔ یا ملاقات کو جاتی۔ اگر شام کو آسمان صاف ہوتا تو سبزہ زار میں درختوں کے نیچے سارا کنبہ بیٹھتا۔ جب ماں ڈنر کھاتیں تو شہزادی اپنا سپر نہایت سادہ اور زود ہضم ماں کی نعل میں بیٹھ کر تناول فرماتی۔ پھر وہ اپنی دایہ کے ساتھ ادھر ادھر چھلتی کودتی پھرتی۔ نو بجے اپنی خواب گاہ میں آرام کرنے جاتی ایک فرانسیسی بلنگٹری خوبصورت ماں کے پاس بھی ہوئی تھی اسپریشٹی اور گھنٹوں کی موسیقی آواز میں اور خاص کر اس گھنٹے کی جو کچھوے کے خول میں رکھا ہوا تھا سنہنی۔ جب تک کہ پلکین اسپین ملکہ انکو خواہیگا عالم دکھاتیں +

قصر سنگٹن کے مستقل مہرون بن سے بیہودہ و تھمیری پادری کی بیٹی فرالین لیہ زین تھی۔ وہ ۱۸۶۰ء سے شہزادی فیوڈرا کی گورنرس (آمالیہ) تھی۔ شہزادی کو کٹوریہ کی تعلیم ۱۸۶۴ء سے شروع ہوئی اور لیہ زین کی خدمات اتالیقی بڑی بہن سے چھوٹی بہن کی طرف منتقل ہوئیں۔ یہ آمالیہ گفتگو قابل قدر کرتی۔ اس کی وضع طرح میں درشتی تھی۔ اس کا عالم محدود تھا۔ رائے میں رسم و رواج کی تابع تھی۔ وہ انگلش سوسائٹی میں کبھی عام پسند نہیں ہوئی۔ لیکن قوت فیصلہ رکھنے میں بڑی ہوشیار و سیانی تھی اور اپنی خدمت کے ادا کرنے میں محبت و خوف کے سبب سے دل جان سے محو رہتی تھی۔ جبکی یاد اسکے شاگرد نے کبھی فراموش خاطر نہیں کی اس سے شہزادی کے ولیمین اپنی نوعمری کے گزرنے کے بعد بھی لین محبت رہی۔ اور جب تک لیہ زین زندہ رہی باہم خط و کتابت رہی۔ اور آپس میں تحفہ تحائف کا مبادلہ کیا۔ جب ۱۸۷۰ء میں لیہ زین کا انتقال ہوا ہے تو ملکہ مظفر نے تحریر کیا کہ وہ مجھے چھ مہینے کی عمر سے جانتی تھی۔ اور میری پانچ برس کی عمر سے اٹھارہ برس کی عمر تک میری خدمتگزاری و خبر گیری میں عجیب طرح سے اس نے اپنے تین وقف کر دیا۔ اور اپنا ذرا خیال نہ رکھا۔ کچھ دین کی شخصیت نہیں لی۔ میں اس کی اطاعت کرتی تھی اس سے ڈرتی تھی۔ اسکو میرے سوا کوئی دوسرا خیال ہی نہ تھا۔

شہزادی کی تعلیم کے باب میں جو انکی شان کے لائق ہوا دل باضابطہ طبائع پارلیمنٹ کو ہوئی۔ ۱۸۶۵ء میں پارلیمنٹ نے اتفاق رائے و جس کث کے وظیفہ میں چھ ہزار پونڈ سالانہ کا اضافہ کر دیا کہ عالی جناب شہزادی ایلکسندینا کو کٹوریہ کنٹ عزت و شان کے ساتھ بود و باش کریں اور تعلیم جو ان کی شان کے سزاوار ہو پائیں۔ انگریزی تعلیم ضروری تھی۔ فرالین لیہ زین فقط شہزادی کو کٹوریہ کی ملائکہ

فرالین لیہ زین

۱۸۶۰ء میں ایک سادہ کاغذ پر

حسب سر رشته شاہی پانی جاتی تھیں۔ اس کے سوا وہ کوئی اور منصب نہیں رکھتی تھیں۔ ان میں یہ لیا نہ تھی کہ وہ شہزادی کو کل علمی تسلیم کرتیں۔ اس مسئلہ کی چس کٹ حد سے زیادہ غرت کرتی تھیں۔ انھوں نے اس مسئلہ کو بہ ہدایت کی کہ شہزادی کی مخاطبت میں وہ "عالی جناب" یا کوئی اور تعظیم کا لفظ نہ بولیں۔ وہ اس سے تو کہہ کہ مخاطب ہو کرے۔ یہ جرم کا دستور تھا کہ سب رشتہ دار اور دوست آشنا و غفک آپس میں ایک دوسرے کو تو کم کر مخاطب ہوتے ہیں۔ مگر انگریزوں میں اس طرح مخاطب کرنے کا رواج نہیں۔ اور سواری میں بھی ساتھ بٹھا جاتی تھیں۔ مسئلہ کو انھوں نے فرمایا کہ میرے پہلو میں تم بیٹھا کرو اور شہزادی پیچھے بیٹھا کرے۔ مگر مسئلہ نے دونوں باتوں سے انکار کیا تو انھوں نے بیٹی سے کہا کہ یہ مسئلہ کی عنایت و شفقت تمہارے حال پر ہے جو اپنی جگہ تم کو دیتی ہے اور مخاطبت میں تم کو بزرگ بناتی ہے۔ غرض یہ خاطر دار ان بچوں کے استادوں کی ہوتی ہیں تو ان کی تعلیم میں مسلم اپنی جان بچھا دیتے ہیں۔

ڈچس کنٹ اپنی بیٹی کو کس نفسی۔ خود داری۔ خوش اخلاقی۔ راست گوئی۔ بہت بازی اور محاسن حلاق خود تعلیم کرتی تھیں۔ اور کنٹ کے باقاعدہ سبقوں کے سکھانے سے ان کے جب تک باز کھا کہ ان کی عمر پانچ برس کی نہ تھی۔ یہ کام انھوں نے اپنی ماں کی ہدایت سے کیا تھا جنہوں نے ان کو تاکید کی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو اس چھوٹی سی عمر میں علم کے سکھانے کے خیال میں پھنسانے سے منہل نہ کرے۔

ڈاکٹر ڈیولیس صاحبہ سنہ ۱۸۷۰ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں ریٹنگر چو کی سنڈ پی تھی۔ ریٹنگر علوم ریاضیہ میں اعلیٰ درجہ کی فضیلت کا خطاب ہے۔ ان کو ڈچس نے اسلئے بلایا تھا کہ خود انگریزی زبان ان سے سیکھیں۔ مگر جب وہ ایک مہینہ انگریزی زبان ان سے پڑھ چکیں تو انھوں نے ڈاکٹر صاحبہ کو کہا کہ آپ مجھے انگریزی زبان اسی اچھی طرح پڑھاتے ہیں کہ میں یہ چاہتی ہوں کہ اس طرح میری بیٹی کو آپ پڑھایا کریں۔ انھوں نے ڈچس کی درخواست منظمہ کی اور حسب سر رشته سنہ ۱۸۷۲ء سے شہزادی کی تعلیم کے دائرہ مقرر ہو گئے اور قصر کن سنگٹن میں سکونت انھوں نے جیتیار کی لیزرین کو اپنی حالت متغیر میں خوش رہنے کے واسطے شہزادی سو فیہ کی سفارش سے شاہ جارج چارم نے پیروٹس کا خطاب دیدیا۔ ڈیولیس صاحبہ اپنا کام بڑی دانائی سے کیا۔ صرف تاریخ اور

مذہب کی تعلیم کو تو اپنے لیے رکھا۔ اور باقی علوم اور فنون کی تعلیم کے لیے بڑے مستند و جید معلم مقرر کیے۔ اگرچہ انکی اپنی مذہبی رائے خاص ایک فرقہ کے ساتھ مخصوص تھی۔ مگر وہ مذہبی رایوں کو بھی کشادہ دلی سے دیکھتے تھے۔ انھوں نے شہزادی کی مذہبی تعلیم ایسی کی کہ کسی خاص فرقہ کے ساتھ آپ کو عمر بھر مذہبی تعصب نہیں ہوا۔ انکی عادت میں داخل تھا کہ وہ سب مذہبوں کا پاس اور لحاظ و ادب کرتی تھیں۔ **طامس مٹورڈ ویسٹ منسٹر کے رائٹنگ ماسٹر** نے شہزادی کو لکھنا اور حساب کھایا۔ وہ بہت جلد خط میں زود نویس ہو گئیں مگر اس زود نویسی نے خط میں نفاست و شیرینی نہ پیدا ہونے دی وہ اپنی نوعمری میں بہت سے رشتہ داروں سے قابلِ قدر خط و کتابت کرتی تھیں۔ اور یہ عادت انکی اخیر عمر تک رہی۔ اگرچہ شہزادی کو انکے آغاز عمر سے ڈچس تائید کرتی تھیں کہ وہ انگریزی زبان میں بالکل باتیں کیا کریں۔ مگر انہوں نے سب سے پہلے جرمنی زبان سیکھی تھی۔ اور وہ اسکو ہمیشہ اپنی ماورسی زبان جانتی تھیں۔ وہ انگریزی زبان کو گریمر (صرف و نحو) کے موافق سیکھتی تھیں۔ اور اسکے ساتھ جرمن کے علم ادب شریعہ شیریں سے پڑھتی تھیں۔ ابتدا میں وہ انگریزی اس طرح بولتی تھیں کہ اُس میں جرمن لہجہ کی بو آتی تھی لیکن جلد اسکی اصلاح ہو گئی۔ اور بڑی عمر میں ایسا تلفظ انگریزی زبان میں بالکل طبعی بار بار کوشش کرنے سے ہو گیا۔ وہ اپنی فوجداری میں یہ پسند کرتی تھیں کہ ایسا لہجہ انگریزی زبان میں مستند سمجھا جائے۔ انکو فراموشی زبان مٹر گریٹڈ ٹیوٹھ نے سکھائی۔ وہ فرانسیسی بہت خوب فر فراموشی بولتی تھیں کہ وہ ستھنے بھی جاتی تھیں۔ جب پچھلے زمانہ میں وہ اٹالین اپنی را پر فریفتہ ہوئیں تو بڑی محنت سے اٹلی کی زبان سیکھی اور انکو اسکے بولنے کا جو موقع ملتا تھا۔ اسکو ضائع نہیں ہونے دیتی تھیں۔ اگرچہ وہ بانوں کے سیکھنے کی خداداد استعداد رکھتی تھیں مگر انھوں نے کبھی علم ادب کے اعلیٰ مضامین کے مطالعہ میں استعدادی اور پسندیدگی ظاہر نہیں کی۔ انکو نوعمری میں ناول (قصے) کے پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ اول درجہ کے علم ادب پر کبھی انھوں نے توجہ نہیں کی۔

اگرچہ شہزادی نے بمقتضائے نوعمری بڑی خوشی وادھار کے ساتھ آرٹون کے سیکھنے میں **بڑی سعی کی۔** مگر آرٹ جاننے والوں کا مذاق اُن میں کوئی بڑا نمایاں نہ تھا۔ علم موسیقی میں وہ اپنا بڑا وقت صرف کرتی تھیں۔ ۱۸۲۴ء کے شروع میں **جان برنارڈسٹیل** نے انکو گانے کا اول سبق دیا۔ انکی آواز بڑی شیریں اور نہانی تھی۔ وہ خوب گاتی تھیں۔ اور پائی لے لو کو گاتی تھیں۔ اُن کا

بڑا اثر لوگوں کے دلوں میں ہوتا تھا۔ ڈرائنگ (نقشہ کشی) اور ریچرڈ ویسٹ ایل نے انکو سکھایا۔ جنھوں نے اول سب سے پہلے ۱۸۲۵ء میں انکی پوری تصویر بنائی تھی۔ اور پھر انھوں نے یہ فن ایڈون لینڈ سپر سے سیکھا۔ پنسل یا رنگوں سے نقشہ کشی کرنے سے اپنی عمر میں مدقون تک دل بہلایا۔ اور شادی ہونے کے بعد انھوں نے ایچنگ (دھات کے پتروں اور شیٹوں کے پرکالوں پر تیزابوں سے تصاویر کا کندہ کرنا) کے جاننے میں کوشش کی۔

موسیقی اور مصوری کے فنوں میں اپنی بڑی عمر تک وہ تعلیم پاتی رہیں۔ ناچنا انھوں نے اول بورڈین سے سیکھا وہ اپنی مان کی طرح رقص کو نہایت پسند کرتی تھیں۔ اور ان ہی کی طرح ناچتی تھیں۔ عمر تک بہت ادا و انداز کے ساتھ ایسا ناچتی تھیں کہ مستفیع سمجھی جاتی تھیں۔ وہ دھاتی ناچوں کو سیکھنے اور مرتب کرنے کی بڑی شوقین تھیں۔ وہ تفریحات رقص میں بڑی گرجوشی سے مصروف ہوتی تھیں اور ان سے اپنے سب عزیزوں کو اس سب بھاتی تھیں۔ اور جوان اور بوڑھے دادا تک ناچنے و گانے آتے تھے بچپن ہی سے وہ شہسواری جانتی تھیں اور جسمانی ورزشوں سے مسرور ہوتی تھیں۔ گھر کے اندر اور باہر کی سب کچھ کی ورزشیں کرتی تھیں پیٹیل ڈور اور شٹل کوک سے وہ اپنی جوانی تک دل بہلاتی تھیں (یہ دونوں کھیل بے سے کھیلے جاتے ہیں)۔

ڈچس کنٹ کا ایک درد سر یہ دور ہو گیا کہ جارج چارم شاہ انگلستان نے اپنی بی بی کی بھڑکائی پر بدکاری کا الزام لگایا۔ مگر وہ ۱۸۲۵ء میں عدالت سے اس الزام سے بری ہو گئی۔ جب وہ خاوند کے ساتھ ویسٹ منسٹر اپریل میں تاج پہننے کے لیے آئی تو وہ درد واز سے پر روک دی گئی۔ اس اپریل ہتک عزت و محرمی کا قلق ایسا ہوا کہ اس معاملہ کے آئینہ دن بعد دنیا سے سفر کر گئی۔ اس نے اپنی بی بی کو ڈچس کنٹ کو اس کے خاوند کا تعزیت نامہ لکھا تھا اور ملاقات کا وعدہ کیا تھا۔ اگر وہ زندہ رہتی تو ڈچس کو حیران کرتی۔ اسکی بیٹی شارلٹ مرچکی تھی جو وارث سلطنت تھی۔ ضرور کچھ وہ لچ پچ ڈچس سے کرتی تھے بادشاہ کی ناچوشی کے بعد جولائی ۱۸۳۱ء میں ڈچس اور شہزادی دونوں لوگ پور میں گئیں اور یہاں پہلی دفعہ سمندر کے پانی میں شہزادی نہائی۔ اسکی صحت کے لیے ڈاکٹروں نے ڈچس کو صلح دی تھی کہ شہزادی سمندر میں نہایا کرے۔

جب شہزادی کی چوتھی سالگرہ ہوئی تو جارج چارم بادشاہ وقت نے اپنی بھانجی و

ناچنا اور اس سے دل بہلانا

شہزادی کی بی بی کی بھڑکائی

شہزادی کا سمندر میں نہانا

شہزادی کی چوتھی سالگرہ

شہزادی کی بھانجی و

بہت سی کی دعوت بڑی دھوم دھام سے کی۔ اس سال گلو کی یاد کے لئے ایک اپنی تصویر بھی جکے چوکھٹے میں میرے جڑے ہونے تھے۔ یہ شہزادی ابتداء عمر سے ہی علم موسیقی کی بڑی شوقین تھی۔ اور اسکا مذاق صحیح رکھتی تھی۔ اس علم سے طبیعت کو بڑا لگاؤ تھا۔ زمین انکی مان کا اثر تھا۔

اُس زمانے میں ایک لڑکی پانچ برس کی عمر کی جسکا نام لانی راتھا۔ مارپ دباہر بچا میں بڑی مشہور تھی۔ جو جس نے اسکو اپنی بیٹی کے دل بہلانے کے لئے بلایا وہ آئی اُس نے مارپ کی ایسی الپ دی کہ شہزادی بالکل اُس میں محو ہو گئی۔ انکی والدہ صاحبہ یہ حال دیکھ کر دوسرے میں تشریف لیگئیں۔ چند منٹ کے بعد جو آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ باجے کو چھوڑ کر لڑکیاں چلی گئی ہیں۔ وارث تخت و تاج اپنے پیش قیمت کھلونوں سے اس غریب لڑکی کا دل بہلا رہی تھی۔ دونوں آتش رن کے پاس پہلو پہلو بے تکلف بیٹھی تھیں۔ اور اُس لڑکی کے دینے کے لئے اُس کی پسند کے موانے شہزادی کھلونے پنہن رہی تھی۔ افسوس کہ یہ ہونہار لڑکی چند سال کے بعد مر گئی۔

سیوسن کوٹج اوس برلن میں نہایت نفیس پاکیزہ چھوٹا سا گڑیا خانہ رکھا ہوا تھا۔ جس میں مختلف کمرے ہیں انکو اُس شہزادی نے اپنی کم سنی میں بڑے شوق سے سجایا بنایا تھا۔ باورچی خانہ کی میزوں پر چھوٹی چھوٹی کڑیاں اور رکابیان رکھی ہوئی ہیں۔ باورچی مستعد کھڑا ہو۔ میزوں کے گرد کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ اُس میں چائے پینے کا چھوٹا سا سارا سامان رکھا ہوا ہے۔ چھوٹی چھوٹی انگلیاں اہل مجلس کو چار پلانے کے لئے تیار ہیں۔ شہزادی کے کھلونے اور بچوں کی طرح صرف کھیلنے کے نہ تھے۔ بلکہ وہ تو تعلیم کرنیکے لئے بڑے معلم تھے۔ شہزادی کی معلمہ عاتلہ

میرولنس ایلیمیرین امپراطریٹ سے آگاہ اور واقف ایسی تھی کہ اُس نے کھلونوں ہی میں سارا سلطنت کے رموز و دربار کی رسوم سے شہزادی کو آگاہ کر دیا۔ شہزادی نے سبق پڑھنے سے اپنی فرصت میں مکہ المہر ہتھ کی اور اُس کے دربار کی نقل گزریوں میں محنت کے لباس میں اتاری اور اپنے موتی ٹانگے۔ ایک بڑا لمبا چڑا پورڈو دتھا تھا۔ اُس میں بہت سی کلبیں جڑی ہوئی تھیں جو گزریوں گزریوں کے پزیروں میں پروئی ہوئی تھیں۔ وہ ایک سیٹھ تھا جس پر رسوم دربار کی نقلیں اتاری جاتی تھیں۔ ان گزریوں گزریوں کے نام امیر زادوں اور شہزادیوں اور تاریخی ناموں کے نام پر رکھے گئے تھے۔ وہ سٹو کے قریب تھیں وہ سب ملیو سات درباری بنے آہستہ تھیں۔ درباریوں کی سی پڑا

شہزادی کا لڑکے سا کھیلنا

شہزادی کے کھلونوں کا حال

ٹوہپان اُنکے سر پر تھیں وہ ان کا بناؤ بنکار خود کرتین۔ اس آئندہ ملکہ قیصر نے اس گریٹا خانہ میں
لیومی اور رسوم و رواج کی نقلوں اور ڈرائیونگ مہم کی آرائش سے سلطنت کی رسوم اور آئین کو
سیکھ لیا اور اس گریٹا خانہ کو اپنے لیے دبستان بنا کر ایسا علم سیکھ لیا کہ جب تخت سلطنت کو زینت
زینت دی تو دربار کی رسوم کا ادکار اُنکے نزدیک ایک کھیل تھا جو کچھ اُنہوں نے اس گریٹا خانہ میں
سیکھا اب کوئی نہیں سیکھتا۔ یہ تعلیم ہی اڑ گئی +

جب شہزادی کے سامنے الف پلے تے رکھی گئی تو اُنہوں نے غصہ سے پوچھا
کہ اس کے سیکھنے سے کیا فائدہ ہے جس سے کوئی خیال میرے دلیں نہیں پیدا ہوتا۔ تو اُسے کہا گیا
کہ اگر آپ وہ نہ سیکھیں گی تو یہ ساری کتابیں جو میر پر رکھی ہوئی ہیں نہیں پڑھ سکیں گی۔ تو اُنہوں نے
کہا کہ تصویروں کی کتابیں میرے سامنے رکھو میں بہت کچھ ان سے سیکھ جاؤ گی +

شہزادی علم سیکھنے میں خاصی محنت کرتی تھیں۔ مگر کبھی اُسین اپنی شانانہ طبیعت کی جوت
و مشوخی دکھاتی تھیں۔ اور قواعد کی سخت پابندی سے گھبراتی تھیں۔ ایک دفعہ اُنہوں نے یہ اعتراض کیا
کہ متاریوں کو جو پانی اوٹو دبا، کے بجانے میں سر ملانے عملاً کل کی طرح سکھائے جاتے ہیں
بیکار ہیں۔ اس پر اُنکے استاد مشرسل نے کہا کہ جب تک ان سروں کے ملانے کو آپ سیکھیں اس راجہ
کے بجانے میں آپ مشرسل (استاد) نہیں ہو سکتیں اس کے جواب میں اُنہوں نے کہا کہ میں
اگر اس سیکھنے کے بغیر مشرسل (استاد) ہو جاؤں تو مجھے آپ کیا خیال کریں گے۔ تو استاد نے کہا کہ
یہ ناممکن ہے۔ علم موسیقی میں کوئی شاہی شاہراہ نہیں ہے یعنی ایسی راہ نہیں ہے کہ کوئی بادشاہ
اُس پر چلکر منزل مقصود پر جلد پہنچ جائے تو اُنہوں نے کچھ تحریر ہو کر فرمایا کہ علم موسیقی میں کوئی شاہی
شاہراہ نہیں ہے؛ اس کو بار بار کہہ کر دیکھو میں کیا پانی اوٹو کی مشرسل (استاد) ہوں؟ کیا
کہ راجہ کا تفل لگا کے کچی باہر نکال لی۔ اور یہ کہتی ہوئی بھاگ گئیں کہ علم موسیقی میں یہ شاہی شاہراہ
جس پر چلکر میں مشرسل (استاد) ہو گئی۔ یہ بات اُنہوں نے از روئے ظرافت فرمائی تھی اس میں
انگریزی لفظ دو معنی مشرسل کا استعمال کر کے اپنی ذہانت دکھائی تھی۔ مشرسل کے دو معنی ہتھلا
اور مالک کے ہیں۔ تفل لگا کے مالک ہونے کو دکھایا جس کے لیے وہی لفظ استعمال کیا جو استاد کے معنی
بھی رکھتا تھا۔ پھر اُنہوں نے خود وہ موسیقی کے سبق سیکھ لیے جن کے سیکھنے کو فضول کہا تھا۔

۱۲۶ء میں دکن سرزمین شہزادی کو چھانے بلایا۔ وہاں جا کر اول دفعہ اپنے چچا ملین۔ یہ بادشاہ اس وقت پارک میں ردائل لوج میں رہتا تھا۔ ایک دن بادشاہ بھتیجی کی انگلی چوڑے ڈرائینگ لٹم میں داخل ہوا۔ وہاں پاس کے کمرے میں بیٹن سچ رہا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ وکٹوریہ آج ہم کو اپنا گانا سناؤ۔ جو جی میں آئے وہ گاؤ۔ جلدی سے انہوں نے جواب دیا کہ عمویٰ میں یہ گاتی ہوں کہ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے۔ جب چچا نے یہ پوچھا کہ تنکو دکن سرزمین کیا چیز ہے۔ آئی تو اسکا جواب انہوں نے یہ دیا کہ آپ کے ساتھ سوار ہو کر پھرنا۔ تو چچا انکو اپنی چھوٹی فن میں بٹھا لیا۔ اور خود اسکو ہانکا۔ ان عاقلانہ باتوں کو وہی خوب سمجھتے ہیں جو رموز حسرتانہ جانتے ہیں۔ بادشاہ نے مہربانی سے بھتیجی کو وہ بیج دیا جو خاندان شاہی کے ممبر ہناتے ہیں۔

ایک اور حکایت بیان کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیسی طبیعت میں نیک ضمنی داخل تھی۔ دیوک گلو سیسٹر نے بچوں کی دعوت کی، امین نے کچھ چا دیوک سس سیس بھی آئے تھے جب وہ جانے لگے تو شہزادی دوشی گئیں اور چچا سے کہا آپ جالیے گا چچے۔ پہلے مجھ کی بوسہ تو دیتے جالیے جب وہ ٹھکر بوسہ دینے کے لیے جھکے تو اُن کے کان میں کہا کہ آپ بھول گئے کہ میری مان سے گڈ ٹائٹ نہیں کیا۔ شہزادی کی اس خوشنما حرکت میں عجب پابندی ادب محبت و ہمت پائی جاتی ہے۔

اُن کے استاد مسٹر ڈیولیس انجیل کی اس آیت پر مدح فرماتے تھے کہ آدمی جو کچھ ہوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ تو شہزادی نے پوچھا کہ آدمی کسی چیز کو نہیں کاٹتا ہے مگر وہ جو ہوتا ہے؟ پوری مٹا نے جواب دیا کہ مان۔ شہزادی نے کہا کہ اگر ہمارے گھوڑے کھیت میں کوئی اہنڈا بونے آئے تو اسکو ایک ہاتھ کے فاصلے پر پرے رکھنا چاہیے پاور یہاں سب شہزادی کو کہا کہ صرف ایک ہاتھ کے فاصلے پر ہٹانا کافی ہے تو شہزادی نے فوراً جواب دیا کہ ایک ہاتھ کے فاصلے پر رکھنے سے کچھ نقصان نہیں ہوگا وہ جانتی تھیں کہ کون لوگ اہنڈا بونے لگیں گے یعنی نیک کاموں میں بُرائی داخل کرینگے پس انکو دوسری رکھنا چاہیے۔

ایک اور موقع پر جب شہزادی وکٹوریہ یارو میون کی حکایت پڑھ رہی تھیں یا سن رہی تھیں کہ اس میں یہ فقرہ آیا کہ گرچہ کی مان کو رنی لیا کہ پاس ایک رومی جیسی ایسٹریڈی ملاقات

دکن سرزمین شہزادی کو شہزادیا کا جانا اور چچا سے پاری پکاری باتیں کرنا

شہزادی کی نیک ضمنی کی حکایت

شہزادی کی برائی سے بچنے کی حکایت

شہزادہ کی جیسی ایسٹریڈی ملاقات

کے لیے آئی۔ زمانہ کی رسم کے موافق انھوں نے ایک بابیشہ باہر و زیورات کا دکھایا۔ اور کورنی لیا سے درخواست کی کہ انکے مقابلہ میں آپ اپنے جواہر دکھائیں۔ تو کورنی لیا نے اپنے بچوں کو پیش کیا کہ یہ سیکر جواہر ہیں تو شہزادی نے تقابلاً اپنی آنکھیں اوپر کر کے کہا کہ اسکو بچا جواہر کے یہ کہنا چاہیے تھا کہ یہ سیکر کورنی لی این ہیں۔ اس زمانہ میں بورکو ربی لین کی بڑی قدر تھی۔ اور شاہد وہ خود بھی انکے پاس تھے کیا ذو معانی لطیفہ کہا ہے کہ ایک لفظ کورنی لین کے کہنے میں بچوں کا نام بھی آجاتا۔ اور جواہر کا مطلب بھی ادا ہو جاتا۔

ڈاکٹر ڈیولیس صاحب یہ حکایت بیان کرنے میں کہ جب سے میں اس شہزادی کو جانتا ہوں۔ میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ سچائی کا بہت ہی پاس لحاظ کرتی ہیں مجھے یاد ہو کہ جب میں انکو پڑھاتا تھا تو ایک دن سبق پڑھنے سے ان کا دل ایسا اچاٹ ہوا کہ وہ سبق کو ختم کرنے میں کچھ صبر نہ ہوئیں اور ایک یا دو دفعہ پڑھنے میں مچلیں۔ ان کی والدہ مکرر نے انکو پوچھا کہ آج اس لڑکی نے کیا کیا ہے تو انکی معلمہ زین نے کہا کہ آج انھوں نے بہنو ایک دفعہ دی کیا تو شہزادی نے ہستانی جی کو اپنی انگلی سے ٹھوکا دیکر یا استین پکڑ کر کہلکہ آپ کیا بھول گئیں کہ وہ نہیں دودھ دے دیا تھا؟ پانچ سال کی عمر میں یہ رستبازی تعجب خیز ہے۔ جب اس

تو بڑی عمر میں رہت گئی میں کمال حاصل ہوا۔

ڈاکٹر ڈیولیس صاحب بڑا لائق عالم تھا۔ اسکی بیاتون اور قالمیتون کی ڈچس کنٹ ایسی متعلق تھیں کہ جب انکو یہ معلوم ہوا کہ انکی دختر نیک اختر تحت نشین ہوگی اور اسکے لیے کوئی دوسرا ستاد زیادہ ذی یاقوت اس لیے مقرر ہوگا کہ شہزادی میں اعلیٰ یاقوت پیدا کرے تو ڈچس نے اس حالت میں بھی ڈاکٹر صاحب ہی کی استمداد کو پسند کیا مگر اشارہ یہ کہہ دیا کہ اگر معلمی کے لیے کسی زیادہ ذی یاقوت معلم کا ہونا ناگزیر ہے تو اس صورت میں کچھ غرض نہیں ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب کسی اعلیٰ اہل پر مقرر کیے جائیں۔ ارل گرے نے ڈچس کا یہ منشاء پا کر انکو چسٹر کا ڈین مقرر کر دیا۔ اور جب شہزادی تحت نشین ہوئیں تو انکو پیر پورو کا بشپ مقرر کر دیا۔ جب ڈاکٹر صاحب محل میں اتوار کو غلط فرماتے تو ڈچس انکے خط کی اس سبب سے بہت تعریف کرتی تھیں کہ اس میں چھوٹے چھوٹے فقرے جلیں پڑتے تھے۔ وہ ہمیشہ اپنا کام بڑی یاقوت سے کرتے تھے۔

شہزادی کی سچائی کی حکایت

شہزادی کو شہزاد کے سوا کسی اور کا بیان

شہزادی شہزادہ کی سیر و تفریح

کلیڈرا کا نقشہ آنا

شہزادہ کی تصویر اور ایک حکایت

اس کو کہہ جانا اور حلقہ نانا کا سیکھنا

ڈچس شہزادی کو موسیٰ بہار میں سمندر کی سیر میں کراتین جو انکی طبیعت میں تیزی و چالاکي پیدا کرتی تھی۔ محل میں ایک جگہ رہنے سے طبیعت ایک وضع کی کُنڈ ہو جاتی ہے ایک سال انکو وہ سہ ماہی میں لے گئیں۔ دوسرے برس انکو پرانی ٹن میں لائین راسس گیٹ تو انکو ایسا پسند تھا کہ بہت دفعہ وہ اسی میں گئیں +

ایک بوڑھا یہودی سر موسیٰ مونٹ می اور بڑا نامور تھا۔ اسکی عمر ستر برس سے بھی زیادہ ہوئی ہے۔ اُس نے اپنی قوم کی رفاہ اور یہودی کے بہت کام کیے تھے راسس گیٹ میں سر موسیٰ کا بڑا دلکش پُر فضا باغ تھا۔ اُس میں ٹھنڈی شرکین درختوں کے سایہ کے نیچے بہت سی ٹھیں جتنے دور یہ پھول لگے ہوئے تھے۔ سبز زاروں اور پھولوں کے تختوں سے وہ بھرا ہوا تھا۔ شہزادی اُن پر فضا تختوں کو دیکھتیں شاید بعض دفعہ اُن کا دل اندر جانے کو بھی چاہتا کہ اُسے درختوں اور گلزاروں میں گلگشت کریں اور کچھ دیر کے لیے گرم ریت سے اور بینڈ باجون کے غل و شور سے اور آرمیوں کی سیر بھارت سے چین۔ ایک دفعہ اُس نے ایک سفی کی کنبی شہزادی کے لیے تحفہ بھیجی اس سے باغ کے ایک خاص درخت کی لکھنا تھا۔ جب شہزادی کا دل چاہتا اُس کنبی سے اُس درخت کی لکھنا کہ وہ اپنے لیے سایہ دار درختوں میں چلی جاتی تھیں اور سیر کا خوب لطف اٹھاتیں +

اُس نرن تصویر بھی ہے جس میں انکا لباس نہایت سادہ نفیس ہے۔ نئے نئے سے پاؤں میں جوتیاں بڑی خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ چہرہ شگفتہ و خندان ہے۔ اُن کی پانچ برس کی عمر کا یہ ذکر ہے کہ وہ ریت پر کھڑی ہوئی تھیں اور انکی مان بشپ ولبر فورس صاحب سے باتیں کر رہی تھیں کہ اُس ٹیک مرد کو محبت کے سبب سے یہ دیکھ کر ہنسی آئی کہ جب ریت میں شہزادی کے پاؤں پر لہریں آئیں تو وہ بچکا بچکا ہو کر اٹھی بھاگیں +

اسی زمانہ میں وہ کلیئر مونٹ میں گئیں جہاں اُنکے مامون صاحب لیو لو لڈ رہتے تھے یہاں انھوں نے اپنی کم سنئی کے دن بڑی خوشی سے بسر کیے۔ مدت کے بعد اسی جگہ سے اپنے مامون کو یہ خط لکھا کہ۔

”یہ مقام ہم دونوں کو اپنے اوپر فریقہ کرتا ہے۔ اور مجھے یاد دلاتا ہے کہ اگر میرا بچپن یہاں خوشی سے بسر ہوتا تو وہ بڑی ادا اسی سے کتنا آپ کی محبت کو جواب تک یکساں ہی

جلی آتی ہے مین نے اسکو دھین دیکھا تھا میری بیٹی وکٹوریہ یا میری پرانی اینٹوں سے کھلتی تھی
اور وہ اس طرح پھولوں کے باغون میں چھلتی کودتی تھی کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مین خود وکٹوریہ
بچپن کر آپ کے باغون میں اچھل کود ہی ہوں۔ یہاں وہ پہلی دفعہ اپنی بوڑھی مانی بیوہ جس
کو برگ سے بھی ملین جوتے ملاقات کے لیے آئی تھیں۔

یہاں شہزادی کو کپتان پیری صاحب نے بھی دیکھا۔ کپتان صاحب بحر شالی کے ٹریو سیلج تھوڑے شہزادی
کو سادہ وضع و معصوم اور پیاری صورت کا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حاضری کھانیکے بعد مین نے شہزادی
اور انکی ماں کا باجہ بجانا اور گانا ناؤ سننا کہ کبھی عمر بھر نہ سنا تھا۔ جب شہزادی کو لیو پولڈ نے دیکھا کہ اس
میری چھوٹی سی بھانجی کو جسکو مین نے اپنی بیٹی بنالیا ہے۔ پھولوں کا از حد شوق ہے تو انہوں نے علم نباتات
کے متعارف سبق زبانی سکھانے شروع کیے پھر تو وہ اس علم میں طاق اور شہر آفاق ہو گئیں انہوں نے
اپنی ساری قوم میں اس علم کا وہ شوق پھیلا دیا کہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا انکی قوم کو پھولوں کا قدرتی جوین
دیکھنا ہی نہیں آتا تھا وہ انکو بنظر سرسری دیکھتے تھے انکی حسانت کو نہیں پہچانتے تھے مگر اس مہی کی
کلی نے اپنے ملک کو گلشن بنادیا اور علم نباتات میں ہستاو کر دیا جب انکے سلطنت
کی تاریخ آرٹ کے باب میں لکھیں گے تو۔
آرٹ کی خوبیوں کا علم اس شہزادہ
کی ذات ستودہ صفات کے فیض سے حاصل ہوا ہو۔

ٹن مرچ و ملیر مین شہزادی تھیں کہ ان کی یہ حکایت۔

سب سے نہیں خرید سکیں کہ اسکی قیمت ان کے پاس نہیں تھی۔ وہ بازار میں

خریدنے کیلئے تشریف لیگئیں جب ایک شلنگ انکی جیب میں رہ گیا۔ تو اپنا ایک رشتہ دار
یا دایا کہ اس کے لئے کوئی چیز نہیں خریدی۔ اس کے لئے ایک بجس جکی قیمت کافی شلنگ تھی پسند کیا وہ گانا
نے اس بجس کو اور سباب کے ساتھ جو خریدا تھا رکھ دیا۔ مگر اس چھوٹی سی شہزادی کی استانی جی
و کا نڈارڈ کو سمجھایا کہ جب دینے کیلئے قیمت نہیں ہو تو بجس کیسے شہزادی خرید سکتی ہیں تو وہ کا نڈارڈ
کہا کہ یہ صندوق جب تک الگ رکھا گیا۔ کہ وہ اسکو خرید لیں گی۔ تو اسکا جواب انھوں نے دیا کہ اچھا تو آپ
میری مہربانی ہوگی۔ چوتھے دن صبح کے سات بجے شہزادی خود جا کر اور قیمت دیکر بجس خرید لائیں کوئی گنا
ہو کہ وہ کا نڈارڈ نے صندوق انکی نذر کیا اور انھوں نے اپنے جیب خرچ پانے پر اسکی قیمت بھیج دی

اس قسم کی ایک اور حکایت ہے کہ وہ گھاس کا مرغ بناتی تھیں ان کے دل میں کسی اور چیز کا خیال آیا وہ کاہان کو چھوڑ کر چھون کی طرح بھاگ گئیں تو انہی استیانی لیمہ زمین نے انکو اٹا بلایا اور کہا کہ شہزادی تم جس کام کو شروع کیا کرو تو اُسکو پہلے ختم کر کے دوسرے کام میں لگا کرو۔ تو اس کہنے کا ایسا اثر ہوا کہ شہزادی نے اس مرغ کا ہی کو شوق سے پورا کیا اور پھر وہ اپنے کسی کام میں لگ گئی۔

کنٹنسن کے کنارہ پر ایک لایٹ ہوس (سمنڈرین منار) ہوتے ہیں جنہیں روشنی ہوتی ہے، تھا اُسکی محافظ ایک بیوہ عورت تھی جو اکیلی رہتی تھی۔ اُسکی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ سچی عیسائی تھی گو مخلص تھی مگر عیسائی مشن کے کاموں میں فیاض تھی۔ اس منار کے دیکھنے کو جو لوگ آتے وہ اسکو کچھ دے جاتے اس سے اسکا گزارہ ہوتا تھا۔ اُس نے یہ معمول اپنا کر رکھا تھا کہ ہر کی صبح کو کچھ اُسکو ملتا وہ مشن کے کاموں کے لئے خیرات میں دیدیتی۔ اتفاقاً دو پہر سے پہلے ایک اشرف منار کی سیڑھا آیا اور چلتے وقت ایک اشرفی اُسکو دیکھا۔ بی کے بھاگوں پھینکا تو ٹاٹا کہ یہ نعمت غیر مترقبہ اُسکو ہاتھ لگی اب یہ بیوہ حیران تھی کہ میں اس روپیہ کو کیا کروں۔ کبھی وہ اپنی ضرورتوں پر خیال کرتی تھی کبھی غیر مذہب والوں کے حقوق کو سوچتی تھی۔ آخر کار اُس نے اس اشرفی کو کاٹتے ہوئے ہاتھوں سے مشن خیرات کے صندوق میں ڈال دیا۔ اس کے بعد لایٹ ہوس صاحبہ مع صاحبزادی اور ملازمین کے اُسکی سیر کو آمین۔ لایٹ ہوس بیوہ کی حالت پر افسوس آیا۔ اور ایک آدمی کے ہاتھ میں بار اُس پر لایا۔ پونڈ بھجھوئے پچیس پونڈ اپنی طرف سے اور پانچ پونڈ اپنی چھوٹی سی بیٹی کے لئے۔ اب یہ بخشش کرنے والی ڈچس کنٹ اور انکی بیٹی شہزادی وکٹوریہ تھیں۔

حل سے ٹکڑے شہزادی جو سیر میں فرماتی تھیں۔ ان سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ وہ طرح طرح کے غرائبے وقت پاس ہوئیں۔ اور ان کے حالات پر علم حاصل ہوا۔ وہ اکثر غریباں کو صکر ملاوٹ ماہی گرون کا خال چھپتی تھیں کہ تم جال کیونکر بناتے ہو۔ انکی مرمت کیونکر کرتے ہو۔ پھیلان کیونکر پکڑتے ہو ملاوٹ سے پوچھتیں کہ کبھی تم گھر کے سمنڈرین میں گئے ہو۔ جہازوں کی تباہی کی تکالیف کیا کیا تم نے اٹھائی ہیں۔ مومنوں کے اچھے ہونے سے کیا کیا خوشیاں حاصل کی ہیں۔ وہ ان باتوں کا بیان کرتے پشیمین۔ ملاح انکی مہربانیوں اور شفقتوں کی بہت کھائیاں بیان کرتے ہیں کہ وہ بچنے میں ہم سے باتیں کیا کرتی تھیں اور ہمارے دکھ سکھ پوچھتی تھیں۔ پڑ اس ابتدائی علم کا نتیجہ تھا کہ وہ ہمیشہ

پیشانی ایک اور دلچسپ حکایت

شہزادی وکٹوریہ کی سیر کرکٹنگ فرائڈ

غریب نواز اور مہر پور میں ۴

جہاز کا خیال ہے کہ ایشور تانی یا خاندانی بادشاہوں میں ہوتی ہے۔ اور کیتھدر ٹھنڈا دیوں میں بھی۔ خلقت بادشاہوں کے صرف نیک کاموں کو دیکھتی ہے اور بُرے کاموں سے چشم پوشی کرتی ہو۔ مگر انسان کے غیر میں ناقص مہنا دہل ہے۔ کبھی کمال نہیں ہو سکتا۔ جو انسان ہے اُس میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوتا ہو۔ بعض بچے ابتدائے عمر میں اپنے فوق الفطرت ہونے کا کمال دکھاتے ہیں مگر وہ ناقص صحت ہوتے ہیں۔ شاہزادی و کٹوریکی خضائل حمیرہ اور اوصاف جمیلہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ کے ہوں۔ مگر وہ بمقتضائے فطرت انسانی نقص سے خالی نہیں ہو سکتے۔ وہ اوروں کی باتوں کو کاٹ دیتی تھیں اور تریاہٹ کرتی تھیں۔ مگر عقل سلیم اور طبع مستقیم کے ساتھ انصاف پسندی کی صفات خدا اور کھیتیں کہ وہ اپنی خطا کا اقرار کر کے میزانِ عدل کے پلڑوں کو تیار رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ کا کوڑا کر کے کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ ارل فٹزولیم کی ملاقات کو گئیں۔ باغوں میں اُنکے ساتھ پھرنے لگیں اور سب آگے بڑھ کر کیلی وڈ کر دل خوش کرنے لگی۔ آلی اُنکو جانا نہ تھا۔ اُسے کہا کہ بیٹھ بہت برسا زمین گیلی پھسلوان ہو رہی ہے۔ دوڑو نہیں پاؤں ریٹ جائیگا۔ اُسپر اُنھوں نے کہا کہ پاؤں ریٹ جائیگا۔ پاؤں ریٹ جائیگا۔ پاؤں ریٹ جائیگا۔ ایک ہی لفظ کا بار بار کہنا اُنکے دادا جارج سوم کی عادت تھی وہ پوتی کے ارٹ میں آئی تھی) مجھے پہلے یہ تو کوئی بتلائے کہ پاؤں ریٹنے کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ اسکے معنی بتلائے جا رہے تھے۔ مگر اُنھوں نے اپنا دوڑنا نہ چھوڑا اور پاؤں ریٹا اور وہ زمین پر گر کر مالتی نے اٹھا یا ارل نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ اب تو آپ پاؤں ریٹنے کے معنی علما و عملا دونوں طرح سے سمجھ گئی ہو گئیں تو اُنھوں نے فرمایا کہ اب میں نیپن کے معنی ایسے سمجھی ہوں کہ اپنی ساری عمر میں بہو لوں گی ۴

ایک اور ایسی حکایت ہے کہ وہ کتے سے کھیل رہی تھیں کہ ایک محتاط آدمی نے اُنکو سبھایا کہ اس کتے سے مت کھیلو۔ مگر اُنھوں نے اُنکا کہنا نہ مانا۔ کتے سے کھیلتی رہیں کہ اُسے اُن کے ہاتھ پر ایک دانت لگایا تو اُس آدمی نے پوچھا کہ کتے نے کہیں کاٹ تو نہیں کھایا تو شہزادی نے جواب دیا کہ کاٹا تو نہیں مگر دانت لگا کے مجھے سبھایا ہے کہ میں آئندہ کنوں کے کھیلنے میں احتیاط کروں میں تمھارا شکرا ادا کرتی ہوں۔ جین خطا پر عقی تم صواب پر۔

شاہزادی و کٹوریکی خضائل حمیرہ اور اوصاف جمیلہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ کے ہوں۔

اس شہزادی کی نوعمری میں بالا نظام اور ہون پر مہربانی و لطف و کرم کرنے کی تعلیم ہوئی تھی جس کے اثر بہت پیرایوں میں جلوہ گر ہوئے اسکی یہ حکایت سنو کہ شہزادی کی عادت تھی کہ وہ بھیس بد لکڑہ کوئی اٹھو بچانے نہیں۔ گاڑی میں سوار ہو کر دکانوں پر پھر کرتی تھیں کسی چیز کا خریدنا مطلوب نہ ہوتا تھا مگر طبائع انسانی کا معاملات کرنے میں ملاحظہ فرمانا مقصود ہوتا تھا۔ ایک دن وہ لنڈن کے ایک جوہری کی دکان پر روپتی افروز ہوئیں۔ وہاں دیکھا کہ ایک عقل مند نوجوان لیڈی گلے میں پھینے کی سونے کی زنجیر میں طرح طرح کی دیکھ رہی ہے۔ ان میں سے ایک زنجیر کو پسند کر کے جوہری سے اسکی قیمت پوچھی۔ اُس نے ایسی گران قیمت بتلائی جو اُسکے اپنے تخمینہ سے بہت زیادہ تھی۔ اسکا اس زنجیر کے خریدنے کے لیے دل لٹا جاتا تھا اُس نے جوہری سے پوچھا کہ اسکی قیمت کچھ کم بھی ہو سکتی ہو یا نہیں؟ جوہری نے جواب دیا کہ قیمت کالم ہونا ناممکن ہے۔ یہ سنکر اس زنجیر کی خریداری کا خیال چھوڑ دیا۔ اور ایک اور ازراں زنجیر کو خرید کر صبر کیا۔ جب یہ نوجوان لیڈی دکان پر اپنے گھر چلی گئی تو شہزادی نے اُسکا یہ سارا حال دیکھ کر اور اُسکا حال قابل اطمینان دریافت کر کے زنجیر خرید کر اُسکے پاس بھیج دی اور اُسکے ساتھ ایک کلرڈ پر یہ مضمون زیب رقم فرمایا کہ باوجودیکہ اس زنجیر کی خوبصورتی اور صنعت کاری کو دیکھ کر اُسکے خریدنے کیلئے تمہارا دل قیاب ہو جاتا تھا مگر تم نے اپنی عقل کو اس ہوس کا محکوم نہیں بنایا اب مجھے امید ہے کہ تم ہمیشہ ہی چال چلن قابل آفرین ہے رکھو گی اسی پر عورتوں کی خوشی کا مدار ہے۔

شہزادی کے رحم و کرم کی اور ان باپوں کے احکام کی اطاعت کی یہ ایک حکایت سنئے کہ جبرائیلین ڈیوک گنٹ کے ساتھ ایک سپاہی بل میں تھا۔ جب ڈیوک کی رجٹ کا میلان بغاوت کی طرف ہوا تو یہ سپاہی ان کا رخ خواہ رہا۔ جب سپاہی انگلستان میں آیا تو ڈیوک نے فھر شاپی قریب ایک مکان میں اُسکو آباد کر دیا۔ جب ڈیوک کے مرنے کا وقت آیا تو اُس نے اپنی بی بی سے کہا کہ میرے مرنے کے بعد اس سپاہی کی اور اُسکے کنبہ کی خبر گیری اور خاطر دانی آپ کرتی رہنا۔ چنانچہ بی بی نے خاوند کے ارشاد کی تعمیل کی۔ اور آپ خود مع صاحبزادی کے اُس سپاہی کے گھر پر جاتی رہیں سپاہی مر گیا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ گیا۔ جب بیٹا بیمار ہوا تو بار بار اُسکی عیادت کے لیے شہزادی اُسکے مرنے تک تشریف لیجاتی بیٹی سخت امراض میں مبتلا ہوئی۔ شہزادی کے تحت نشینی کے روز

بعد پادری حسب معمول جو اس بیمار لڑکی کے پاس آیا تو اس کو بخلاف معمول بہت خوش و خرم پایا۔ سبب پوچھا تو اس نے حکیمہ سے زبور کی کتاب نکالی۔ اور چلائی کہ نبی ملکہ نے یہ زبور اپنی خادمہ کے ہاتھ بھیجی ہے اور اُسے کہا ہے کہ میرا یہ پیغام بھی دیدینا کہ میں کن سنگ ٹن سے جا کر نکلتی ہوں۔ مگر میں ہوں۔ مگر میں تم کو نہیں بھولی۔ اس خادمہ نے یہ بھی کہا کہ کتاب زبور کے حاشیہ ملکہ کے خود زبورون کے پڑھنے کی تاریخیں اور دن لکھے ہوئے ہیں اور نشانی پر جو چھوٹا سا سور کھچا ہوا ہے وہ خود ملکہ کے ہاتھ کا بنا ہوا ہے۔ اور پادری صاحب یہ مور کیا خوب صورت نہیں ہر؟ یہ کر لڑکی کا دل بھرا یا۔ اور انکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ یہ الفاظ جو اوپر نقل کیے گئے ہیں کہ وہ مجھے بھولی نہیں ملکہ معظمہ کی نیک خصلت کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ اپنی چھوٹی عمر سے ان لوگوں کو یاد دلاتی ہیں اور انکے ساتھ بھلائی کرنے کا خیال رکھتیں۔ جن سے ان کو ایک دفعہ اکام پڑتا۔ وہ ملکہ پہنچ کر **کن سنگ ٹن** کے خاکرب کو بھی نہیں بھولیں۔ اسکی نشن مقرر کر دی۔ شہزادی کی تعلیم و تربیت ان اصول کے موافق ہوئی تھی کہ اسکا اقتضایہ تھا کہ صفات حمیدہ و خصال جمیلہ انکی ذات والا صفات میں پیدا ہوں کہ وہ فرمان بردار و دختر شوہر کی عاشق زار۔ اولاد کی مادر ہو شیار۔ سچی فیض آنا رعیت کی پیشوا رہنا ہوں۔ عدالت اور ہدایت کے مدرسہ میں بٹھائی گئی تھیں جس میں انہوں نے اطاعت کرنے اور نفس کے مغلوب رکھنے کے دلنشین سبق پڑھے تھے۔ جس کے ثمران کی آئینہ زندگی میں جلوہ گر ہوئے۔

اس شہزادی کے بچپن کا حال ایسا دلکش ہے کہ خواہ اسکو کتنا ہی بیان کیجئے تو دل میں بھرتا۔ بے اختیار دل ہی چاہتا ہے کہ اس فیصلہ جلیل القدر کے بیانات اس زمانہ کے بیان گئے جائیں کہ تخت سلطنت اُسکے خراب میں بھی نہیں دکھائی دیتا تھا۔ وہ بے ساختہ سا وہ لباس پہنتی ہیں جو انکو ہزار ہزار بناؤ دیتا تھا۔ وہ دوستوں کے ساتھ نیک سلوک کرتی تھیں۔ بزرگوں کے کہنے میں میں جلتی تھیں۔ اپنے کھیل کود سے خوش ہوتی تھیں۔ اپنے پلے ہوئے جانوروں کی خبر لیتی تھیں۔ اپنے بارغ کے پھولوں میں پانی ڈالتی تھیں۔ جو وقت وہ پانی کا برتن ہاتھ میں لیتیں۔ اور اپنے پھولوں میں برتن سے پانی ڈالتیں تو اس برتن کو ایسے مناسب فاصلہ پر رکھتیں کہ کپڑوں پر کوئی چھینٹ نہ پڑے۔ اور پھولوں کے درخت میں اتنا ہی پانی ڈالتیں جو اُسکے لئے مناسب ہوتا۔ انکی ہر بات میں

سادگی پائی جاتی تھی۔ ان کی والدہ مکرمہ انکی خاص ذات کے لیے مشیت ایزدی کا اوتار تھیں۔ سرتاپا انکی تعلیم و تربیت پرورش میں محو تھیں۔ ابتداً عمر سے نیک عادات میں ڈلوائی تھیں اور ان کی تعلیم میں ایسا ہی اہتمام کرتی تھیں جیسے کہ ان لوگوں کی تعلیم میں ہوتا ہے کہ علم سے کسب معاش کرتے ہیں۔

مسٹر سٹوری انکے آٹھ سات برس کی عمر کی یہ کہانی بیان کرتے ہیں کہ شہزادی نے ایک دکان کے دروازے میں ایک گڑیا رکھی دیکھی۔ جسکے خریدنے کیلئے بے اختیار ان کا دل چاہنے لگا۔ مگر انکی جیب خاص کا چنچ جو بھولی تھا وہ سب چنچ ہو چکا تھا۔ انکی والدہ نے ارشاد کیا کہ میں اب تم کو اسکے خریدنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ جب تم کو آئندہ جیب خاص کا چنچ ملے گا تو اسکو خرید لیں۔ پس جب انکو پھر چنچ ملا تو وہ دکان سے گڑیا خرید کر کے جلدی جلدی چلی آتی تھیں کہ راہ میں ایک فقیر پر انکی نظر پڑی جو ان کی برابر کھڑا ہوا تھا۔ وہ بڑا خستہ حال تھا۔ توجہ فرما کر اسکا حال پوچھا تو اس نے لرز لرز کر اپنا حال بیان کیا کہ اگر میں بھوکا نہ رہتا تو سوال نہ کرتا۔ اسکی آنکھوں میں آنسو تھے۔ پڑے ہوئے تھو کہ معلوم ہوتا تھا کہ بھوک کے مارے اسکا دم نکل رہا ہے۔ شہزادی اپنا سارا روپیہ گڑیا کی قیمت میں دے آئی تھیں۔ انھوں نے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے کہ میں تمکو دوں تو سائل نے رزقی ہوئی آواز سے کہا کہ لیڈی میں تمھارا شکرا ادا کرتا ہوں وہ گھٹ گھٹ کر چلنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا کہ بھوکا مر جائے گا۔ یہ حال دیکھ کر شہزادی کی آنکھوں میں آنسو بھراے اور غمناک آواز سے کہا کہ سائین اگر آپ کی خوشی ہو تو کچھ دیر بیٹھ جائیں۔ وہ اٹھی دکان پر دوڑی گئیں اور جس پینسی سے گڑیا خریدی تھی۔ اس سے کہا کہ آپ کی خوشی ہو تو اس گڑیا کو واپس لیجئے اور چند روز تک اسے رہنے دیجئے کہ میں پھر آکر اسے خرید لوں تو دکاندار نے کہا کہ میں بخوشی اسے رہنے دوں گا۔ آپ اسکی قیمت مجھ سے واپس لینا چاہتی ہیں؟ شہزادی نے کہا کہ ہاں۔ اگر آپ کی خوشی ہو۔ انھوں نے قیمت واپس لیکر ساری فقیر کو دیدی۔ فقیر نے لیکر متحیر ہو گیا۔ اور اس نے کہا کہ اس نیکی کے سبب تم ملکہ ہونے کی مستحق ہو۔ خدا تم کو ملکہ بنائے گا۔

ڈچس نے فقیر کی یہ دعا سن کر پہلی ہی دفعہ تھی کہ یہ کہا کہ تم بخت نشین ہو گی۔ اس شہزادی کی ساری حکایتیں آئندہ زمانہ میں انکی خوش فہمی کی نیک فالین تھیں۔

حکایت گڑیا خریدنے کی اور ایک بھوکے کو اسکی قیمت دینے کی

چارلس نائٹ جو گجستان کے بڑے مصنف ہیں وہ ۱۸۲۴ء میں اپنی کتاب کے اند بیان کرتے ہیں کہ صبح کے وقت کہ آفتاب ایسا اونچا نہیں ہوا تھا کہ وہ کن سنگٹن کی گھاس پر سے اوس کو اڑا دیتا اس کی بچ کی سڑک پر میرا گزرنہوا۔ میں دمان خوشی خوشی گلست کر رہا تھا کہ محل کے آگے سبز زار پر دیکھا کہ ڈچس کنٹ اپنی نوبوس کی بیٹی کو پیٹے ہو کھلی ہوئی ہو امین حاضری کھا رہی ہیں۔ ایک ملازم نہایت ادب سے دو کھڑا ہوا ہے۔ مان بیٹی کو پیار کی نظروں سے دیکھ رہی ہے بیٹی اپنے صاف نرم انگشتی چہرہ خندان کی چمک دمک دکھا رہی ہے۔ مجھے شہزادی کی عادت بڑی بھائی سک جب پہلک کی نظر میں اسپرٹتی ہیں تو وہ اپنے تئیں اُسے چھپاتی نہیں۔ اور اپنی آنکھیں چراتی نہیں۔ وہ خروسالی کی طبعی آزادی اور سادگی کی ساری خوشیاں مناتی ہے۔ جب وہ حاضری کی میسر اٹھ کر دوڑنے لگتی ہے اور پاس کے گھلوں سے پھول توڑ کر جمع کرتی ہے تو کوئی انکو منع نہیں کرتا۔ وہ ہنسی میں ایسی میکانہ پیاری آواز میں نکالتی ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقون میں کوئی ہزار دستاں بول رہا ہے۔ میں اُسکے پاس گیا اور اُسکو نیکے عائن دیں۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ انہی تعلیم کے نیک ثمرات دیکھنے کیلئے زندہ ہوں

ایک معتبر شخص اپنی چشم دید یہ حال بیان کرتا ہے کہ چند روز ہوئے کہ میں کن سنگٹن کے باغون میں چلا گیا۔ میں نے دمان دیکھا کہ چند لیڈیان اور ایک خود سال لڑکی ہو اور اُسکی سواری کے گدے کو دو خد شکارینے ہوئے کھڑے ہیں جن پر سیاہ زین کا سار پڑا ہوا ہے۔ میں نے ان کے چہرے کی دلکش جاہت سے جانا کہ ضرور خاندان شاہی کی یہ صورتیں ہیں جو اس قصر میں رہتا ہے میرا قیاس صحیح نکلا کہ ایک ان میں جناب عالیہ ڈچس کنٹ تھیں اور انکے ساتھ انکی دو بیٹیاں تھیں۔ یہ دستور تھا کہ ڈچس اپنی لڑکیوں کو صحت جسمانی کے لیے پیدل پھرنے کی دھڑل گرایا کرتی تھیں۔ جب میں شاہی جمیع کے قریب گیا تو شہزادی نے میری وجاہت پر نظر کر کے سر جو بک کے بڑی پیاری آواز سے گد مورنگ کہا۔ وہ ایک طرف مان کی اور دوسری طرف اپنی بہن کی انگلی پکڑے ہوئے بیچ میں اچھلتی کودتی جاتی تھیں۔ میں انکی اس انسانیت و عروم شناسی کو دیکھ کر بڑا خوش ہوتا تھا کہ جو شخص اُسے راہ میں ملتا تھا بقدر حیثیت اُسکے وہ اُسے صاحب امت کرتی تھیں۔ وہ بڑی حسین جمیل تھیں۔ انکی بڑی بڑی آنکھوں ان کی باطنی نیکیاں روشن ہوتی تھیں

اس شہزادی کے بیچے کو گجستان کے بڑے نامور فاضلین کا فخر انکسالت سے ملتا تھا

اُن کے رخسارے شکستہ تھے۔ انکی صورت اپنے باپ کی صورت سے بہت مشابہ تھی۔ اور خاندان شاہی کے ہر رکن سے ملتی تھی۔ اس انگلستان کی امیاء پر پیار کی نظر میں بڑے بڑے آدمیوں کی پڑوسی تھیں۔ لارڈ رومینٹ لکھتے ہیں کہ مجھے اپنی یہ خوشی خوب یاد ہے کہ نصر شاہی کننگٹم میں اس شہزادی کو جو آئندہ ہماری ملکہ ہونیوالی تھی۔ دیکھا کہ وہ اپنی ایک کم عمر لڑکی کی انگلی اس طرح پکڑے ہوئے تھی سیر کر رہی تھی کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس سے محبت و الفت رکھتی ہے۔ اس سے میرے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ وہ ابھی سے اس کم عمری میں دوستی کرنے میں سرگرم ہے۔ ان کے ساتھ ایک بڑا قوی مکمل پیادہ سرخ وردی پہنے ہوئے اور چمڑے کے بڑے بڑے جوتے پہنے ہوئے اور اُن پر سفید موزے چڑھائے ہوئے چلا جاتا ہے۔ میں نے ایسا پیدل کبھی نہیں دیکھا۔ لارڈ رومینٹ اپنے بادشاہ کا بڑا مخالف تھا۔ مگر اس شہزادی کو دیکھ کر کہ وہ آئندہ تخت نشین ہوگی سارے اپنی مخالفت کے تعصبات دل سے نکال ڈالے۔

لارڈ ایچم نل نے انکو اپنے چھوٹے سے باغ میں درختوں کو پانی ڈالتے ہوئے دیکھا کہ وہ سینکوں کی ٹوپی اور روئی کے کپڑوں کا سفید جوتا اور گلے میں صرف ایک زیور نگین پہنے ہوئے تھیں۔ ۹۔ فروری ۱۸۲۸ء کو سردار ٹرسکوٹ نے ڈچس کنٹ کے ساتھ کھانا کھایا تھا وہ اپنے روزانہ ۱۲۰۰۰ میں لکھتے ہیں کہ شہزادہ لیو پولڈ نے بڑے تپاک سے میرا استقبال کیا اور چھٹی سی شہزادی وکٹوریا سے میری ملاقات کرائی۔ بالفعل حال میں ایسی موجود ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہزادی تخت نشین ہوگی۔ تعلیم پڑھی احتیاط سے ہوتی ہے اور اسکی نگرانی ایسی سخت ہوتی ہے کہ کسی ملازم کا مقدر نہیں کہ اسکے کان میں یہ کھسکھس کر سکے کہ وہ سلطنت انگلستان کی وارث ہوگی۔ اگر میں اسکے دل کی تسخیر کر کے کہہ سکتا تو مجھے یہ گمان ضرور ہوتا کہ کوئی کمزور یا کوئی اور جوانی پرندہ اسکے دل میں خیال لیگیا ہے کہ سلطنت انگلستان کی وارث ہوگی۔ سردار ٹرسکوٹ کے اس گمان کو جو لوگ غلط بتاتے ہیں وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ شہزادی کو اپنی باہر برس کی عمر تک سلطنت کی کے وارث بنو کی خبری نہیں ہوتی تھی اور جو اسکے قائل نہیں وہ انکے گمان کو غلط نہیں سمجھتے۔

گری ویل صاحب جو ایسے حالات کا بڑا صحیح لکھنے والا ہے وہ یہ نہیں لکھتا کہ شہزادی بچپن میں خوبصورت تھیں۔ اسنے انکو دسویں سال کی عمر میں دیکھا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ انکی صورت دی

اور بھولی بھالی تھی۔ گو قدرت نے تو انکے بے بہت کچھ نہیں کیا مگر قنوت انکے لیے بہت کچھ کرنے والی ہے۔

اس شہزادی کی کم سنئی کے حال میں ایک معزز لیدی اپنے تئیں بہت واقف بنا کر بیان کرتی ہے کہ شہزادی کا رنگ بہت شفاف تھا۔ رخساروں کا گلابی رنگ اور آنکھوں کا نیلگون رنگ آپس میں عکس افگن ہو کر عجیب بہار دکھاتے تھے۔ ان کے خوبصورت سر پر جب بالوں کی چوٹی گنڈی تھی تو خشن کو دو بالا کر دیتی تھی۔ ان کا چہرہ ذہانت فہم و فراست پر دلالت کرتا تھا۔ وہ انکی چھ برس کی عمر کی حکایت یہ بیان کرتی ہے کہ اتوار کے دن ایٹھسے کچھ حج میں وہ اپنے ماموں اور ماں کے پہلو میں بیٹھی ہوئی پادری صاحب کا وعظ سنتی تھیں کہ انکے سر کے ارد گرد ایک بھر پھرنے لگی۔ مگر وہ وعظ سننے میں ایسی محویت کے عالم میں تھیں کہ انکو اسکی خبر نہیں ہوئی کہ ایک موزی جاویر سے سر کے گرد پھر رہا ہے۔ اس محویت کی وجہ یہ نہ تھی کہ پادری صاحب کی صورت میں کوئی قدرت پسبی تھی کہ وہ اسکو ٹھنکی باندھ کے دیکھتی تھیں۔ بلکہ اسکی یہ وجہ تھی کہ جب وہ وعظ سن کر گھر میں آئیں تو انکی والدہ صاحبہ ان سے سولے اسکے کہ کس آیت پر وعظ کیا گیا اور بہت سوالات وعظ کے متعلق پوچھتیں اسلئے وہ وعظ پر ایسی متوجہ ہوئیں کہ ماں کے سوالوں کے جواب باصواب ایسے دینے لگی کہ انکی سمجھ پر تعجب ہوتا تھا۔ ابتدا سے عمر میں اس وعظ کی محویت نے انکو ایک کام کی طرف باہل توجہ کرنے کی ایسی عادت ڈلوائی کہ وہ ایک کام کی طرف متوجہ ہو کر دوسرے کام کی طرف ذرا خیال نہ کرتیں اس عادت سے بڑے کام نکلتے ہیں۔

لوگوں کو یہ خبر میں بڑی پریشان کرتی تھیں کہ ڈیوک کنٹ کی بیٹی کبھی سن بلینچ کو نہیں پہنچے گی اور اگر اسکی شادی بھی ہوگئی تو اولاد نہیں پیدا ہوگی۔ پس جس قدر ایسی خیر و نیکوئی کیا جاتا تھا اتنا ہی یہ احتمال زیادہ ہوتا جاتا تھا کہ ڈیوک کمبرلینڈ بادشاہ ہوگا۔ راجا کو ڈیوک سے اسکی بے افضالی درشت کرداری کے سبب نفرت قلبی تھی۔ اس سبب شہزادی کی صحت کی نگرانی کی خیر و نیکوئی سے رعایا کے دل پریشان و آشفٹ ہوتے تھے۔ مگر یہ سب خبریں بے اہل ہوتی تھیں انکی بنیت یہ مشہور ہونا کہ وہ اپنے ایک خاندانی مرض کے سبب چل پھر نہیں سکتیں۔ بے اہل تھا۔ وہ تو سبزہ زار میں ہر نون کی طرح کودتی پھرتی تھیں۔ ناپنے میں ٹخنوں اور پاؤں کو ایسے موزوں کرتے

دیکھیں شہزادی کی محویت کی حکایت

شہزادی کی صلاحیت کی عجز و جرات کا اثر

سے رکھتی تھیں کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہایت تندرست و توانا ہیں۔ ابتدائے عمر سے انکی صحت ایسی اچھی تھی کہ انکے جو ہر بند بڑے مضبوط تھے اور کبھی یہ خیال نہیں ہوتا تھا کہ ان کو موت جلد آجائے گی۔

شہزادی نے اپنی فوہار عزمین ہر قسم کے علم و فضل و تحقیقات کے بیچون کو اپنے فریضہ دل میں بودیا اپنے دس کے پھولوں کی شگفتگی اور ان پر رنگ برنگ کی تیرہوں کی فریبگی کی بہار کو اپنے شوق کی آنکھوں سے اس طرح دیکھا کہ دنیا میں انکو فردوس کا عکس نظر آنے لگا تو عمر میں شیریں آواز سے وہ گانا گایا کہ یہ معلوم ہوتا کہ کسی خوشنوا آسمانی پرند نے ان کے نئے سے سینہ میں اپنا آشیانہ بنالیا ہو اور اس میں چھپاتا ہے۔ وہ پنج امر جرمی زبانیں بے تکلف و فرہوشی میں انکی زبان سے واقف تھیں لیکن زبان میں ایسی ترقی کی تھی کہ اس زبان کی وہ مشہور کتابوں و راجل اور ہومرکس کو خوب سمجھتی تھیں۔ یونانی زبان شروع کی تھی مشکل علم ریاضی کے حاصل کرنے میں ریاضت کی تھی۔ فنون موسیقی اور مصوری میں ایسی لیاقت پیدا کی تھی کہ وہ ان فنون کے شوقینوں پر سبقت لیگتی تھیں۔

جب سن شریف آٹھ سال کا تھا تو انکے چا ڈیووک یورک نے جنوری ۱۸۲۶ء کو انتقال کیا۔ ان چا بھتیجی میں کمال الفت و محبت تھی۔ جب چا علیل تھا تو وہ بلا ناغہ روز اسکی عیادت کو جاتا اور ایک گلدستہ ہاتھ میں بیجا تین چچا کے مرثیہ اس نئے سے کلیہ پر بڑا دغ لگا۔ مگر انکو یہ خبر نہیں ہوئی کہ اس دغ نے مجھے تخت سلطنت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اور ڈیووک کلیئرلس کے تخت نشین ہونے کا ظن غالب پیدا کر دیا ہو۔ یہ چچا ان کے باپ بڑا تھا اور برسوں سے سپاہ کا کمانڈر اچیف تھا۔ جب وہ دنیا سے رخصت ہوا تو ڈیووک کلیئرلس غالباً وارث سلطنت ٹھہرا۔ اس طرح شہزادی و کٹوریا کالیک قدم تخت سلطنت کی طرف آگے بڑھا۔ یہ عقلندی کی بات تھی کہ اس سے یہ بات مخفی رکھی گئی تھی۔ یہ اوپر کا بیان شجرہ خاندان شاہی کے دیکھنے سے صاف سمجھ میں آجائے گا۔

دیکھو صفحہ ۴۳

شہزادی کی یادداشتیں کا حال

شہزادی کے چچا ڈیووک یورک کا زمانہ اور سوتیلی بہن کی شادی کا ہونا

جارج سوم		
جارج چہارم	ڈیوک یورک	ڈیوک کلبرنس
ایک بیٹی شالٹ ڈیوک لیوپولڈ سیکسن کوبرگ بیایہی گئی تھی ۱۸۱۷ء میں لاولد مگئی۔	۱۸۱۷ء لیوپولڈ کوبرگ ولیم چہارم کے نام سے بادشاہ ہوا۔ شہزادی اویڈی سے بیاہا گیا۔ دو بچے ہوئے جون ۱۸۲۰ء سے پہلے گئے	وکتوریا سیکسن برگ سے شادی ہوئی۔ وکتوریا
<p>اس شجرہ کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ڈیوک یورک کے مرنے سے ڈیوک کلبرنس وارث سلطنت ہوگا۔ اور اسکے مرینکے بعد یہ شہزادی وکتوریا ملکہ مغلیہ انگلستان ہونگی چا کے برج کے سوا ایک اور یہ برج ہوا کہ ان کی سوتیلی بہن شہزادی فیوڈرا ان سے جدا ہو گئیں۔ بیاہ ۱۸۲۰ء میں شہزادہ لیوپولڈن لوہ سے ہو گیا۔ یہ دونوں بہنیں ساتھ رہتی تھیں اور ان میں بڑا حلاصہ بیاہ تھا۔ جب یہ ہر دم کارینٹین جہاں ہوا تو اسکی جدائی کا بڑا برج ہوا۔</p> <p>۲۸ مئی ۱۸۲۷ء کو جارج چہارم بادشاہ نے مسٹر ادا گلوریام سنہ سالہ ملکہ پرنگال کی اپنے ضرر شاہی سینٹ جیمس میں دعوت کی اور اس میں انگلستان کی بادشاہ ہونے والی شہزادی وکتوریا کو بھی بلایا۔ جب بادشاہ نے اس دعوت کا ذکر کیا تو ایک دہائی لیڈی نے بے توجہی سے یہ کہہ دیا تھا کہ اچھا آپ دعوت کیجئے دو ملکہ کے ناچنے کا تا شا دیکھنے میں آئیں گا۔ ملکہ کا لفظ سن کر بادشاہ بڑا خفا ہوا۔ شہزادی نے اس جلسہ میں شریک ہو کر اول ہی مرتبہ دربار کی بہار کو دیکھا۔ اور شام تا نو بدود باشش کو جانا۔ ملکہ پرنگال شہزادی وکتوریا سے عمر میں کچھ تھوڑی ہی سی بڑی تھی ان دونوں میں پہلے بھی ملاقات اور باز دید ہو چکی تھی۔ مگر بادشاہانہ تکلفات نے اخلاص بڑھانے زیادہ غلامی ہونے نہ دیا۔ ملکہ کی پوشاک رنگارنگ برقی تھی۔ انکے سر پر تاج پرنگالی جو اہر سے جگمگا رہا تھا۔ شہزادی کا لباس بناوٹوں سجاوٹوں کے تکلفات سے خالی تھا۔ غرض اس وقت تکلف و سادگی کا تا شا تا شا بنی دیکھ رہے تھے اور جانچ رہے تھے کہ ان میں کون بہتر ہے یہ پہلی</p>		

دفعہ تھی کہ اس دعوت میں پہلے کے روبرو شہزادی اور ملکہ پرتگال دونوں ناچین اور ملکہ کے لہجہ کی بڑی تعریف ہوئی۔ مگر جو اس فن کے رموز دان تھے۔ انکے نزدیک ملکہ پرتگال پر شہزادی سے بہت لیگتین کہتے ہیں کہ ملکہ لہجہ میں گرہ پڑی اور مجلس سے پریشان حال ہو کر گئی۔

باب سوم تاج شاہی کی وارث

شہزادی اکثر شاہی جلسوں سے گزیر کرتی تھیں۔ جاہلون کے دربار ایسے بدنام تھے کہ انکی مان کی راکھ میں وہ اس قابل نہ تھے کہ کسی نوجوان لڑکی کے لیے ادبستان ہوں۔ بادشاہ خود بھی اگر کوئی اور ضرورت نہ ہوتی تو ان جلسوں میں شریک نہ ہوتا۔ وہ بڈھا ہو گیا تھا۔ اسکی علامت کی متوحش خبریں کرتی تھیں۔ آخر کو پیغام اجل آیا۔ ۲۶۔ جون ۱۸۳۳ء کو یہ اشتہار دیا گیا۔

”یہ میرا بڑا غناک فرض ہے کہ میں مطلع کروں کہ خدایکی مرضی یہ ہوئی کہ بادشاہ کو دنیا کی مصائب سے امان دے۔ آج صبح کو سواتین بجے بادشاہ کا انتقال ہوا۔“

روبرٹ پیل

تاج چارم کے مرنے سے شہزادی وکٹوریہ تخت کے قریب ایک قدم اور ہو گئیں۔ جب نیا بادشاہ تخت پر بیٹھا اسنے اپنا لقب ولیم چارم رکھا۔ اسنے یہ خیال کر کے پارلیمنٹ نے جو ڈپس کنٹ اور شہزادی وکٹوریہ کا شاہرہ مقرر کر رکھا ہے وہ اب آج کے لیے کافی نہیں۔ اسین اضافہ ہونا چاہیے۔ یہ معاملہ کانٹنس ہوس و لارڈس ہوس میں پیش کیا اور اس نے یہ بھی کہا کہ شہزادہ لیو پولڈ پہلے اپنی بہن کو چھ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ دیتا تھا۔ مگر اب وہ بلجیم کا بادشاہ ہو گیا ہے اس نے یہ وظیفہ موقوف کر دیا ہے۔ ایسے اور بھی ڈپس کنٹ کے وظیفہ میں اضافہ کرنا ضرور ہو گیا ہے۔ غرض بحث ہو ہو کر دستہ پونڈ سالانہ کا اضافہ پہلے وظیفہ پر ہو گیا۔ تاکہ ڈپس کنٹ الہالی سے رہیں۔ اور شہزادی کی تسلیم اعلیٰ درجہ کی ہو۔

۲۶۔ جون ۱۸۳۳ء کو ولیم چارم تخت نشین ہوا تھا۔ اسکے سب سے شہزادی وکٹوریہ

تاج چارم کی وفات

ڈپس کنٹ کا اضافہ شاہ

کے تخت نشین ہونے کا احتمالی قوی ہو گیا تھا۔ کیونکہ ان کا تباہ و برباد ہو کر گئے۔ فروری ۱۸۵۷ء کو مرچا تھا۔ یہیں یہ صلت معلوم ہوئی کہ آئندہ بادشاہ ہونے کی مختلف ضرورتوں کے فیصلے کے لیے تدابیر کجائیں۔ یہ سال کے آخر میں نائب السلطنت ہونے کا بل (مسیحیہ قانون) پارلیمنٹ کے روبرو پیش ہو کر پاس ہوا۔ جس کا نشانہ تھا کہ اگر بادشاہ کے مرید کے بعد ملکہ اپنی بیٹی لیسٹ کے بچے پیدا ہو تو وہ ملکہ اپنے اس بچے کی سرپرست اور نائب السلطنت مقرر ہوں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو ڈچس اپنی بیٹی وکٹوریہ کی سرپرست اور نائب السلطنت مقرر ہوں۔ جس کے ساتھ خاندان شاہی میں یا وزرائین سے ایک گونسل بھی شریک ہو۔ اور جب تک شہزادی ناباغہ بین ڈچس اپنا نکاح بغیر بادشاہ کی مرضی کے نہ کرنے پائیں۔ اگر بادشاہ مر جائے تو پارلیمنٹ کے ہر دو ہاؤس سے اس کی منظوری لی جائے گی۔

جب نائب السلطنت کا بل پاس ہو گیا تو ڈچس کو برکس اپنی بیٹی کو یہ خط لکھا کہ مجھے نہایت رنج ہوتا اگر نائب السلطنت تمہارے سوا کوئی اور مقرر ہوتا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو تم کو کوئی مضامین اس کا نقشہ اپنی اور محنت کا نہ ملتا۔ جو تم نے اپنی بیٹی کی تعلیم کے لیے کی تھی۔ رنات کو قوت اور عقل ایسی دے کہ تم اس کام کو اچھی طرح انجام دو۔ خدا تمہاری اس چھوٹی سی بچی کو صحیح و سلامت رکھے اور اس پر اپنا فضل و کرم کرے۔

جب کم برن شہزادی وکٹوریہ کی عمر پورے گیارہ برس کی ۲۴ مئی ۱۸۵۷ء کو ہوئی تو انکی نانی بیوہ ڈچس کو برکس مبارکباد کا خط نہایت دلکش بیٹی کو یہ لکھا کہ جس روز صبح کی کلی تم کو خدا نے غایت کی ہے۔ میں اس دن کی مبارکباد دیتی ہوں۔ خدا تعالیٰ اس پھول کو ان تمام آفات سے اپنی پناہ میں رکھے۔ جو تمہارے دل و دماغ کو اذیت پہنچائیں جس بلندی سے وہ ایک دن پہنچنے والی ہے وہاں آفتاب کی شعاعیں ٹھلسانے والی موجود ہیں۔ تمام صفات حمیدہ جو اس نوعمر کی روح میں خدا تعالیٰ نے جمع کی ہیں وہ صرف خدا ہی کے فضل و کرم سے پاک صاف رہ سکتی ہیں۔ جب وقت آئیگا تو جو فکرو ترو تمہارے دل میں ہونگے میں انکی اچھی طرح ہمدردی کروں گا۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے رنج کے بڑے بڑے وقتوں میں مدد کی ہے وہی پھر تمہاری مدد کرے گا۔ تم انہیں توکل کرو۔ جب جارج چہارم مر گیا ہے۔ تو آئندہ جون میں یہ خط انہوں نے لکھا۔ انگلنڈ پر

فروری ۱۸۵۷ء کو مرچا تھا۔ یہیں یہ صلت معلوم ہوئی کہ آئندہ بادشاہ ہونے کی مختلف ضرورتوں کے فیصلے کے لیے تدابیر کجائیں۔ یہ سال کے آخر میں نائب السلطنت ہونے کا بل (مسیحیہ قانون) پارلیمنٹ کے روبرو پیش ہو کر پاس ہوا۔ جس کا نشانہ تھا کہ اگر بادشاہ کے مرید کے بعد ملکہ اپنی بیٹی لیسٹ کے بچے پیدا ہو تو وہ ملکہ اپنے اس بچے کی سرپرست اور نائب السلطنت مقرر ہوں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو ڈچس اپنی بیٹی وکٹوریہ کی سرپرست اور نائب السلطنت مقرر ہوں۔ جس کے ساتھ خاندان شاہی میں یا وزرائین سے ایک گونسل بھی شریک ہو۔ اور جب تک شہزادی ناباغہ بین ڈچس اپنا نکاح بغیر بادشاہ کی مرضی کے نہ کرنے پائیں۔ اگر بادشاہ مر جائے تو پارلیمنٹ کے ہر دو ہاؤس سے اس کی منظوری لی جائے گی۔

فروری ۱۸۵۷ء کو مرچا تھا۔ یہیں یہ صلت معلوم ہوئی کہ آئندہ بادشاہ ہونے کی مختلف ضرورتوں کے فیصلے کے لیے تدابیر کجائیں۔ یہ سال کے آخر میں نائب السلطنت ہونے کا بل (مسیحیہ قانون) پارلیمنٹ کے روبرو پیش ہو کر پاس ہوا۔ جس کا نشانہ تھا کہ اگر بادشاہ کے مرید کے بعد ملکہ اپنی بیٹی لیسٹ کے بچے پیدا ہو تو وہ ملکہ اپنے اس بچے کی سرپرست اور نائب السلطنت مقرر ہوں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو ڈچس اپنی بیٹی وکٹوریہ کی سرپرست اور نائب السلطنت مقرر ہوں۔ جس کے ساتھ خاندان شاہی میں یا وزرائین سے ایک گونسل بھی شریک ہو۔ اور جب تک شہزادی ناباغہ بین ڈچس اپنا نکاح بغیر بادشاہ کی مرضی کے نہ کرنے پائیں۔ اگر بادشاہ مر جائے تو پارلیمنٹ کے ہر دو ہاؤس سے اس کی منظوری لی جائے گی۔

جس میں میرے بچے رہتے ہیں اور میری پیاری مٹی کی کلی سلطنت کرے گی۔ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرم رکھے۔ خدا فو عمر کے ستر گج کے بوجھ کو کئی برسوں تک دور رکھے تاکہ یہ دانشمند زیرک لڑکی پہلے اس سے کہ خطرناک شان و شوکت اپنا سایہ اُس پر ڈالیں وہ بالغ ہو جائے۔

ہنگلستان کے اعلیٰ درجہ کے مورخوں کی ہدایت کے موافق شہزادی عام تاج گامٹا فرمائیں۔ اور وہ صرف قدیمی زمانہ کی مشہور تاریخوں کے مطالعہ سے مستفید نہ ہوتیں بلکہ زمانہ حال کی تاریخ کو بھی زیر نظر رکھتیں۔ انکو تاریخوں سے ثابت ہو گیا تھا کہ ہنگلستان میں بادشاہوں کی تخت نشینی کے قانون کی بنا ایسی ہستوار و محکم رکھی گئی ہے کہ وہ کسی طرح ہلائے بل نہیں سکتی۔ شہزادہ ایک شہزادی کو اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ میری تخت نشینی کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔ اس امر سے ان کے واقف ہونیکا بیان مورخوں نے مختلف طرح سے لکھا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہستانی لیمبرین سے شہزادی تاریخ پڑھ رہی تھیں اور اُس وقت انکی والدہ ماجدہ بھی موجود تھیں کہ ہنگلستان کی تخت نشینی کی بابت بحث چھڑی۔ شاید قصداً یہ بحث شروع کی گئی ہو۔ شہزادی نے اپنے خاندان کا شجرہ پڑھ کر یہ سوال پوچھا کہ میرا چچا جارج چارم جواب بادشاہ ہے جب اس نے اسے سفر کر گیا۔ تو غالباً کون اسکا جانشین ہوگا۔ اس سوال کا جواب ہستانی جی نے یا مان نے یہ دیا کہ حال کے بادشاہ کی وفات کے بعد ڈیوک کلیرنس بادشاہ ہوگا۔ شہزادی نے شکریہ فرمایا کہ میں یہ خوب جانتی ہوں۔ مگر اب مجھے یہ بتاؤ کہ انکی وفات کے بعد کون انکا جانشین ہوگا؟ ہستانی جی سوال کے اصل مطلب کو سمجھ گئیں۔ انھوں نے جواب میں کچھ تھوڑا تامل کیا۔ اور پھر یہ جواب دیا کہ تمہارے بہت چچا ہیں۔ شہزادی نے کہا کہ میرا پیارا باپ میرے چچا کلیرنس کے بعد عمرین چھوٹا تھا۔ اور جو کچھ میں نے پڑھا ہے۔ اس سے مجھے ثابت ہوتا ہے کہ باپ اور چچا کے مرینے بعد میں ہنگلستان کی ملکہ ہو جاوے گی۔ باپ مر گیا ہے چچا اب مر گیا تو میری تخت نشینی کی باری آئے گی۔ ہستانی جی یہ بات سن کر انکی مان کا منہ کھٹکے لگیں۔ مان نے کچھ تامل کر کے کہا کہ اے میری پیاری بالی اب تک یہ توقع ہو رہی ہے کہ تمہاری عزیز چچی ڈچس کلیرنس کے اولاد پیدا ہوگی اور وہ تخت نشین ہوگی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ لیکن اگر یہ صورت نمود میں نہ آئی اور تم اُس وقت تک زندہ سلامت رہیں کہ تمہارا عزیز بادشاہ ڈیوک کلیرنس اس دنیا سے

شہزادی و شہزادہ کا اپنی آئندہ شہنشاہی سے آگاہ ہونا

رضت ہو تو اس ملک کے قوانین مروجہ کے موافق تمہاری نوبت تخت نشینی کی آئیگی۔ سو اس طرح کے واقعہ کے واقع ہونے کا وقت دور اور غیر محقق ایسا ہے کہ اسکی طرف خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر ان سب اور کوشش کرنی ایسی ضرور ہے کہ جس سے تمہارے دل و دماغ میں ایسی ریاقت و قابلیت پیدا ہو کہ اگر تم کو بادشاہی نصیب ہو تو رعایا اور ملک کے نصیب کھل جائیں اور تمہارا دہیم سلطنت کا دہیم بننا ملک کے لئے بڑی برکت عظیم اور نعمت فہیم ہو۔ شہزادی اس بات کے سننے سے منہ بنایا اور بخیرہ خاطر ہوئیں۔ اور باقی سارے دن چہرہ پر ہنسی خوشی کی کوئی علامت نہیں ظاہر ہوئی۔ مگر اس بیان پر ایک اور بیان سبقت لیگیا جو ہیر و نش لیس نے علامت نہیں ظاہر ہوئی۔ مگر اس بیان پر ایک اور بیان سبقت لیگیا جو ہیر و نش لیس نے اپنی چٹھی مورخہ ۱۶۔ دسمبر ۱۸۶۷ء میں لکھا ہے اور ہیکس کی تاریخ ۱۸۶۷ء میں چٹھی چھپی ہے۔ چٹھی کا ترجمہ یہ ہے۔

میں جناب عالیہ سے اجازت مانگتی ہوں کہ حضور عالی نے جو اپنی بارہ برس کی عمر میں زبان مبارک سے چند الفاظ قابل یادگار ارشاد کیئے تھے گزارش کروں جس وقت بادشاہ کے نائب سلطنت کے باب میں مسودہ قانون پیش ہو رہا تھا تو میں نے جناب عالیہ و جس کمیٹی کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب علیا شہزادی کو پہلی دفعہ اطلاع دیجائے کہ تخت نشینی کی نوبت انکی کمان تک آگئی ہے۔ انھوں نے میری رائے اتفاق کیا۔ میں نے شجرہ خاندان شاہی جناب کی تاریخ کی کتاب میں رکھ دیا۔ جب ڈیولیس دستاؤ ملک مظہر تشریف لیگئے تو شہزادی نے ان کے معمول کے موافق کتاب کو دوبارہ کھولا تو اس میں ایک زائد پرچہ کا خدکا دیکھا۔ اسے پڑھ کر فرمایا کہ میں اس پرچہ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ اب تک اس کے دیکھنے کی ضرورت کیا تھی؟ شہزادی نے فرمایا کہ میرے اپنے خیال میں تخت نشینی ایسی قریب تھی جیسی کہ اب وہ اقرب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ایسا ہی حال ہے تو انھوں نے ارشاد کیا کہ ایسے حال میں بہت سے خرد سال اطفال ایسے اعزاز کی ڈینگین مارا کرتے ہیں مگر اسکی دشواریوں اور مشکلات کو نہیں جانتے جہاں زیادہ جاہ و جلال ہے وہیں جواب ہے اور باز پرس کا وبال ہے۔ اس ارشاد کے وقت انھوں نے اپنے منہ

و امین ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس کی انگلی میرے ہاتھ میں دی اور فرمایا کہ میں نیک ہو گئی
میں اب سمجھتی ہوں کہ آپ مجھے کیوں لیٹن زبان کے پکھنے کی تاکید کرتی تھیں۔ میری
پھوپھو یون اسٹا اور میری نے یہ تاکید کبھی نہیں کی۔ آپ ہی نے مجھے بتلایا کہ لیٹن
زبان انگریزی کی صرف و نحو و معانی و بدیع و بیان کی اصل بنیاد اور جان ہے۔ اسکو جس
طرح آپ کہتی تھیں میں سیکھتی تھی۔ اب میں اس بات کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ شہزادی با
بار اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں نیک ہو گئی۔ پھر میں نے کہا
کہ آپ کی چچی ایڈی لیڈ اب تک ایسی جوان ہیں کہ انکے مان اولاد ہونے کی امید
جو اپنے باپ ولیم چارم کی وفات کے بعد جانشین ہو سکتی ہے۔ یہ سنکر شہزادی نے
فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو مجھے باپوس نہیں ہونا چاہیئے اسلئے کہ میری چچی ایڈی لیڈ مجھے
ایسی محبت رکھتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچوں سے کمال محبت و الفت رکھتی ہیں

اس پر تاثر قصہ در قصہ پر **پرس** **اولی فرٹ** صاحبہ کیا درست ارشاد فرماتی ہیں کہ جس شخص کی
تقدیر میں جلیل القدر ہونا مقدر ہوا اسکی ابتدائی حکایات میں ایسی سرگزشت کا نمایاں ہونا شاذ و نادر
ہوتا ہے۔ بچہ کا جبر و خوف سے خاموش ہونا پھر اسکا اس راز کا جاننا کہ لیٹن زبان کا مطالعہ
ہو جو اردن کے لئے درکار نہیں ہے پھر خود ایسے بہادرانہ قول و چمن کا کرنا کہ میں نیک ہو گئی جو بظاہر
سیدھا سادہ معلوم ہوتا ہے مگر اس میں کل کامل عاقلوں کی نیکی و عدل کا پر تو نظر آتا ہے ایک عجیب
ملکہ معظمہ کی تاریخ کے مؤرخ مشر ہو مس صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میرٹس
لیہ زین نے ۱۸۳۳ء میں شہزادی کی عمر غلط لکھی ہے ملکہ خود فرماتی ہیں کہ مجھے اپنی تخت نشینی کا
غلط بتایا گیا ہے اور میں اس علم سے بہت ناخوش ہوئی اور میرا دل مجھے یقین نہیں دلاتا کہ میں نے
یہ کہا ہو کہ میں نیک ہو گئی۔

خود سالی میں انکا مامون لیو پولڈ ان کی تربیت و تعلیم کے لئے باپ کا قائم مقام بن
گیا تھا مگر ایسے انتظامات و وقع میں آئے کہ وہ جنوری ۱۸۳۱ء میں بلجیم کا بادشاہ ہو گیا۔ پھر شہزادی
کی تعلیم کا اہتمام و جس نور تھیم لیڈ کے سپرد ہوا جنہوں نے بڑے بڑے استاد ان فن سے
انکو تعلیم دلائی۔ شہزادی نے لیٹن زبان میں بڑی ترقی کی۔ مشر ایوس سے کن سٹی ٹیوٹل

شہزادی کو شریکے معلوم کن کا پڑنا

گورنمنٹ کا جو بالفعل محکمان میں جاری تھی سبق لیا۔ علم موسیقی کے معلم عظیم جان برٹارڈ سیل اور گاسے سکمانیکے معلم مسٹر لوجی لیب لیب مقرر ہوئے جسے انہوں نے فن موسیقی سیکھ کر کمال حاصل کیا۔ اسکا شوق ابتداء سے تھا ویسٹ وال مصور سے مصوری میں مثنیٰ کی طرح پسند فرماتے تھے۔ لیب نے خود پڑھایا نہین فقط وہ تو بادشاہی درباری مجلسوں میں لیجاتی تھیں اور انکے آداب سکھاتی تھیں۔

شہزادی بادشاہی درباروں میں اسلئے مقرر کیا کرتی تھیں کہ وہ ان کی عمر کے مناسب حال نہ تھا۔ اور قدیم میں بھی وہ ان جانیسے جج ہوتا تھا۔ وہ ایک دفعہ اپنے دسویں سال میں اس دربار شاہی میں تشریف لیگتی تھیں کہ ملکہ پرتگال کے لئے جارج چارم نے کیا تھا۔ ولیم چارم نے شہزادی سے درخواست کی کہ وہ دربار کے جشنوں میں شریک ہو کر بن۔ ۲۰ جولائی ۱۸۳۱ء کو قصر مسٹیسٹ جیمس میں اور ڈراوگارٹر کے جلسے میں ایک مانتی لباس پہنکر اور نقاب لگا کے تشریف لے گئیں۔ اور پھر چند مہینے کے بعد پارلیمنٹ کے بند ہونیکے جلسے میں شریک ہوئیں۔ اب وہ اپنے بارہویں سال کی عمر میں ۲۴۔ فروری ۱۸۳۱ء میں ملکہ ایڈمی لیڈ کی سالگاہ میں شریک ہوئیں ملکہ نے اپنا ڈرائنگ روم بڑے ساز و سامان سے آراستہ کیا تھا۔ اس میں ملکہ کی بائیں طرف شہزادی کٹری ہوئی تھیں۔ ان کا سارا لباس اسی ملک کا بنا ہوا تھا۔ موتیوں کی مالا ان کے گلے میں پڑی ہوئی تھی اور چوٹی کے بالوں میں ایک ہیرا چمکتا تھا۔ سارے دربار کی نگاہیں ان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ اور زبانیں انکی تعریف کر رہی تھیں۔ شہزادی دربار کی کیفیت و حالت کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوئیں۔ اب انکو یہ علم ہوا کہ دربار میں کیا کیا ہوا کرتا ہے انھوں نے اور ملکہ ایڈمی لیڈ نے جب مسٹیسٹ کا سارا جلوس ملاحظہ کیا۔ لوگ ملکہ کو چیر بڑے رز و شور سے دیتے تھے اور شہزادی سے خبر نہوتے تھے تو اس نیک نہاد ملکہ نے نوجوان شہزادی کا ہاتھ خود پکڑا اور انکو برآمدہ کے روبرو لا کر کل زمرہ شاہی سے ملاقات کرائی۔ جنوری ۱۸۳۱ء کو پہلے پہل شہزادی تھی ایڈمیرن شاہی کیجئے تشریف فرما ہوئیں۔ اور وہ ان جو لکھنؤ کی تواضع کا سامان کیا گیا تھا اسے دیکھ کر بہت ہی محظوظ و مسرور ہوئیں۔ بادشاہ نے ان کو خوب غور سے دیکھا۔ اس کو یہ شکایت تھی کہ شہزادی اسکو محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی تھیں۔

شہزادی کا دربار شاہی درباروں میں کم جاتا

۸۔ ستمبر ۱۳۱۷ء کو ویسٹ منسٹر ایبے میں ولیم چہارم اور ملکہ ایڈیٹا کی تاج پوشی کی رسم ادا کی گئی جب شہنشاہی وارث تخت و تاج اور ان کی والدہ ماجدہ سٹیریٹ نہیں ہوئیں۔ اس بات پر ان لوگوں نے جو کسی بات کو نہیں جانتے، مگر یہ جانتے ہیں کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ کیا کیا حاشیے پڑھائے ہیں۔ کسی نے کہا کہ اس دربار میں شہنشاہی کے آسنے کی نہ کچھ تیاری کی گئی۔ نہ ان کے لیے کوئی نشست کی جگہ مقرر کی گئی تھی۔ اس لیے نہیں آئیں کسی نے صاف صاف بیان کیا کہ ارل گرے وزیر اعظم نے ان کے آنے کے لیے بڑی شد و مد سے مخالفت کی بعض نے یہ بیان کہ ڈچس نورفک تھمپسن نے جو شہنشاہی کی معلمہ تھیں۔ اپنی عقل و دانش سے فیصلہ کیا کہ میرے شاگرد کی صحت کی حالت ایسی نازک ہو کہ وہ اس دربار کے ٹھکان کی تحمل نہیں ہوگی بصلحتاً ان کو نہیں بھیجا۔ اس بات کو ان لوگوں نے مان لیا۔ جو بادشاہ پر سب بات کا کوئی الزام لگانا نہیں چاہتے تھے۔ مگر ایک گم نام کہنے والے نے لکھ دیا کہ جو لوگ نیک بادشاہ اور سب سے زیادہ ملکہ کو جانتے ہیں۔ انہیں کون ایسا ہو گا کہ جو یہ یقین نہ ہو گا کہ بادشاہ اور ملکہ دونوں نے شہنشاہی بے پڑائی کی ہے۔

یہ رپورٹ بھی مشہور ہوئی کہ ڈچس نورفک تھمپسن نے شہنشاہی کی تعلیم میں ایسی کئی بڑی ٹھیکرانیوں کی طرف سے دخل کی تھی کہ محل شاہی میں اس سے تردد پیدا ہوا تھا۔ اس لیے نہیں بلایا گیا۔ نیک جبریل نے بیان کیا کہ ڈچس کسٹ نے بیٹی کے بیچے سے انکار کیا جب وہ سخت الغلا میں ان کو یہ اذیت ملا کہ اس بیوہ نے جو اپنا جرم سے رشتہ توڑ کر نیکستان بنا کر جوڑا تھا بادشاہ کی خدمت میں بڑی گستاخی کی کہ اس کی تاج پوشی کے جشن میں بیٹی کو نہ جانے دیا جس میں اس کو کبھی پہلے یہ توقع نہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو تخت و تاج کا وارث دیکھے گی۔ بعض اخبار نویس ان اوپر کی سب باتوں کو بڑے قافیہ جانا اور یہ بیان کیا۔ یہ لارڈ فوسٹر کلیرنس کی خطاطی کہ انہوں نے خاندان شاہی میں بادشاہ اور ملکہ کے بعد نشست کی جگہ شہنشاہی کے لیے نہیں مقرر کی غرض سے ساری باتیں ایسی بنائی گئیں کہ جس سے یہ ظاہر ہوا کہ نیا بادشاہ اپنی چیتھی بھتیجی پر نامہ رہا ہو گیا ہو مگر یہ باتیں سب غلط اس سبب سے معلوم ہوتی ہیں کہ جب مئی ۱۳۱۷ء میں شہنشاہی کی عمر بارہ سال کی ہوئی تو اس خوشی میں ملکہ نے محفل رقص و سرود میں نو عمروں کو بلایا۔ محفل کو ایسے ساز و سامان سے

آراستہ کیا تھا کہ وہ ہمیشہ مہمانوں کو یاد رہے گا۔

بادشاہ نے جو طے شدہ کا اضافہ کیا تھا اسکا ذکر اوپر کیا گیا۔ ان دونوں باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ اور ملکہ دونوں کو اپنی بھینچی سے وہی اپنی قدیمی محبت چلی جاتی تھی اصل بات اتنی تھی جسکے لوگوں نے بتکر بنا کے کہ ڈچس کنٹ نے بادشاہ سے ملنے بیٹی کی صحت کی نازک حالت کو بیان کر کے اس کے جشن میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ بادشاہ نے اجازت دیدی سڈنی لی صاحب اپنی کتاب میں حسن اقصہ کا بیان یوں لکھتے ہیں کہ گویا بادشاہ اور شہزادی کی ان کے درمیان رشتہ محبت شکستہ نہ ہوا تھا اور ڈچس نے اسی تدبیر کی تھی کہ آئندہ شہزادی جی جی جی ہو اور بارہا میں گشت و حرکت جائے۔ بادشاہ نے شہزادی کے بیٹا عدہ حاضری کو ایک شخص رنجیدگی بنالیا۔ رستمیہ اس لئے کہ جو بادشاہ کی تاج پوشی کا جشن ہوا اس میں توقع تھی کہ ڈچس اور شہزادی دونوں ضرور بالضرور آئیں گی مگر وہ نہ آئیں۔ انکی غیر حاضری کے سبب کی تحقیقات پارلیمنٹ میں ہوتی وزیر نے ظالم ٹولے کا جواب دیا کہ بادشاہ کو اس معاملہ میں اطمینان ہو گیا ہو کوئی خاص محتاج لال بیان نہیں کیں۔ واقعات پہلی یہ ہیں کہ بادشاہ جسکے خیالات شہزادی کے خاندانی جاہ و منصب کی بہت مبہم تھے اسلئے یہ سرا کر کیا کہ ولیمسٹ ٹیسٹر ایسی میں شانمانہ جلوس میں اسکے بھائیوں کے پیچھے بجائے آگے رہنے کے شہزادی چلے۔ ڈچس کنٹ نے اس میں یہ جت نکالی کہ شہزادی لفظی وسیعہ رہے بادشاہ کے بعد چلنی چاہیو۔ بادشاہ اور ڈچس دونوں نے اپنی بات کی کج کی۔ ڈچس نے انکار کر دیا کہ ڈچس اپنی بیٹی پر یہ تکلیف گوارا نہیں کی کہ وہ اس جشن میں شریک ہو۔ ملکہ مضطر اپنے بچوں سے اکثر کھانا کرتی تھیں کہ مجھے اس ربا میں نہ جانے کا برابر چاہیو اور جب مجھے اپنی مان کا فیصلہ معلوم ہوا تو میں زار زار روئی اور یہ طرح میرے دل کی بیانیہ کم نہوتی تھی۔ گزریوں کے کھیلنے سے بھی دل نہ ہلتا تھا۔

ڈچس کنٹ اپنی صاحبزادی میں خرابی سستی اور نیک سیرتی زیادہ پیدا کرنی چاہتی تھیں اسلئے انکو دور بار شاہی سے علیحدہ رکھتی تھیں۔ جو لوگ جارج اور ولیم کے دربار میں کے حالات سے خوب واقف ہیں وہ ڈچس کی اس انانی کی بڑی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے شہزادی کو دربار سے دور ہی رکھا۔ شہزادی دربار سے دور رہ کر تحصیل علوم و فنون میں کوشش کرتی تھیں۔ اس تعلیم کا نیک سر انجام یہ ہوا کہ ابھی بارہواں سال تھا کہ لیاقت علی کی یہ کیفیت تھی کہ فرانسیسی

جرمنی زبانین بے تکلف بلویتی تھیں۔ ان دوز بانوں اور انگریزی زبان کا بولنا تو انہوں نے اپنے مہارت میں سیکھا تھا۔ لیٹن زبان میں استعداد تھی۔ یونانی زبان کی تحصیل شروع کی تھی، علم حساب اور موسیقی میں مہارت تھی مصوری و نقشہ کشی میں مشق تھی۔ خدا کی عبادت۔ نیک غوثی کی عادت طبیعت ثابثہ ہو گئی۔ دنیا کی عیش و عشرت کی طرف رغبت نہ تھی۔ بندگان خدا کی خیر اندیشی و نیکخواہی اور فیض رسان کاموں میں تہمتی کی خوشگوئی۔ انتظام خانہ داری نہایت سلیقہ مندی کے ساتھ آگیا سب کا ادب و لحاظ و پاس۔ اخلاق کا بڑا دوسرے خوبی کے ساتھ کفایت شعاری۔ سخاوت و فیاضی کے ساتھ غریب محتاجوں کی اعانت عقل و کجی کے ساتھ۔ یہ ساری خوبیاں نضرت عادت میں داخل تھیں۔ اس بانو سے برطانیہ کا چلن سب سے بالا تھا۔

۱۸۳۷ء میں پالمرن میں شہزادی اور وچس کنٹ ٹھہریں۔ شہزادی اپنی چھوٹی سی فٹن میں جبین دو گھوڑوں پر چڑھ کر ایک بزرگ عورت کے مکان کے سامنے سے گزریں تو اس عورت نے دہلیز میں آکر اور دونوں ہاتھ جوڑ کر پکار کے کہا کہ اے میری پیاری شہزادی خدا تجھے برکت دے اور زندہ سلامت رکھے کہ تو انگلستان کی ملکہ ہو۔ شہزادی نے یہ سن کر اپنی فٹن ٹھہرائی اور ایک انداز سے سر کو جھکا کر کہا کہ اچھا بی بی میں تمہارا شکرا داکرتی ہوں۔

ایک دن وہ ٹیلیون پر اپنے پیارے کتے کو اپنے سیر کر رہی تھیں اور اپنی رستانی جی اور والدہ دونوں سے کچھ آگے بڑھ گئی تھیں۔ راہ میں کسان کی چھوٹی سی لڑکی سے باتیں کرتی لگین اور انگلی میں انگلی دیکر ساتھ چلین اور کہا کہ ہم تم دونوں ساتھ پہاڑ پر دوڑیں اور اسکو اپنا خدا دیا کہ وہ ساتھ لیکر چلے۔ یہ دونوں باتیں کرتی ہوئی ٹیلے سے نیچو آئیں۔ لڑکی نے کہا کہ اب میں آپ کا کتا ساتھ لیکر نہیں چل سکتی۔ میں اپنی خالہ کے گھر جاتی ہوں۔ شہزادی نے پوچھا کہ تمہاری خالہ کون ہے؟ اور اسکا گھر کہاں ہے؟ لڑکی نے کہا کہ میری خالہ ایک ملر دکل والے کی بی بی ہے اور اسکا گھر یہ سامنے سفید سفید نظر آتا ہے تو شہزادی نے کہا کہ میں؟ ان تمہارے ساتھ چلتی ہوں اس وقت وہ رعایا کے حال دریافت کرنے کے لئے ہارون رشید بن گئیں۔ اتنے میں مان اور رستانی دونوں گھبراہٹ سے جانے باز کھا اور اس لڑکی کو ہاتھ کروانے دیا جسکو اس نے اپنے گھر میں بطور یادگار ایک فریم میں چکر لٹکایا۔

۱۸۳۱ء کی ابتداء میں شہزادی و گھٹنوریا کی تحصیل علوم کی بابت بیان کیا گیا کہ
 تشریح و ترجمہ و اٹالیا میں زبانیں خوب بے تکلف بول سکتی ہیں۔ لیٹن زبان کی دو مشہور کتابوں
 ہیں *ہیرس* اور *ویرل* کا ترجمہ کر سکتی ہیں۔ یونانی زبان سے بھی دوسرے آشنائیں۔ لاطینی درجہ
 کی ریاضی جانتی ہیں مگر جو لوگ انکی تعلیم کے حج بنتے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ انگریزی دانی میں وہ کبھی نہیں
 چونکہ انکی تعلیم جرمن زبان کے ذریعہ سے ہوئی ہو اسلئے انکا تلفظ انگریزی الفاظ کا جڑ کا سا تھا
 اسکی تشریح ڈیوگ و لنگسٹن نے بڑی سختی سے کی۔ اور جب شہزادی کو یہ خبر ہوئی کہ لوگ مجھ پر
 نام رکھتے ہیں تو وہ رویں اور ڈاکٹر ڈیوگس سے کہا کہ یہ میری خطائیں ہیں۔ کیسے آدمی مجھ پر ظلم
 کرتے ہیں۔ میں انگریزی سیکھوں گی اور اسکا سبک ناما میں چاہتی ہوں وہ میرے وطن کی زبان ہے
 میں اسکی تحصیل کی تکمیل میں سعی کروں گی۔ آپ میری مدد کریں۔ شہزادی میں زبانوں کے سیکھنے کے لئے
 ایک خدا داد استعداد تھی۔ بڑھاپے میں اردو زبان سیکھ لی تھی۔ انگریزی تو انکے اپنے ملک کی زبان
 تھی۔ انھوں نے یہ عہد کیا کہ اب میں فرانسیسی بولوں گی نہ جرمن۔ سولے انگریزی کے اور کئی زبان میں
 کلام نہ کروں گی۔ بس شہزادی کی اور انکے سارے گھر کی زبان انگریزی ہو گئی۔ اور انکی تعلیم انگریزی
 زبان کے ذریعہ سے ہونے لگی۔

شہزادی کے خاندان میں گھٹنوں و ٹخنوں کی بیماری موروثی چلی آتی تھی جون ۱۸۳۱ء
 میں ڈاکٹرون نے بیان کیا کہ شہزادی میں بیماری کے آثار نمودار ہوئے شروع ہوئے ہیں وہ انکو اخصیص
 کروینگے۔ گو وہ موٹی اور وزنی بھاری بھر کم اپنے کنبے کے آدمیوں کی طرح ہوا جائیں۔ مگر سیدل چلتے
 سے معذور ہونگے۔ انھوں نے یہ صلاح دی کہ گھر سے باہر جو ورزشیں ہوتی ہیں وہ کیا کریں اور صبح آٹا
 اور دالت کی ہوا کھایا کریں۔ یہ جتنی کہ وہ ولیم چارم کی تاج پوشی کے جشن میں شریک بنیں نہ ہیں
 جولائی۔ اگست ۱۸۳۱ء میں جس کنٹ اور شہزادی جزیرہ وائٹ میں گئیں۔ اور
 تین مہینے تک ان میں اور انکو بیان کی آہ ہو ایسی موافق آئی کہ اسی موسم میں ۱۸۳۳ء میں پھر
 ایک سیاح بیان کرتا ہے کہ یہاں کے ایک گرجا کے صحن میں گھوسی لیف رچمنڈ کی قبر تھی جہاں
 ایک مذہبی کمانی مشہور ہے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک ٹیلے کی گھاس پر ایک لیڈی اور ایک
 لڑکی بیٹھی ہوئی ہیں۔ اور اس کمانی کو لڑکی پکار پکار کر سربلی آواز میں گارہی ہے۔ میں نے

شہزادی کی تحصیل علوم و انگریزی دانی

شہزادی کی حالت

شہزادی کی بیماری

پوچھا کہ یہ کون ہیں تو معلوم ہوا کہ ایک ڈچس کنٹ بین اور دوسری شہزادی وکٹوریہ۔
اس جزیرے سے شہزادی اور انکی والدہ عزیزہ کلیر مونٹ مین گئیں۔ یہاں ان کے
ماموں لیو پولڈ مقیم تھے۔ یہاں انہوں نے اپنی نانی صاحبہ کے مرنے کی خبر سنی جس سے انکو
بڑا غم ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ ذہانت و ذکاوت اور زیر کی جو کچھ مجھ میں ہے وہ ان ہی کے ورثہ
میں ملے گا۔

اگرچہ ڈچس کے سارے کاموں میں مارٹالیہ سر جان کون ریختی اور کبھی اخبار نویس
عام سوسائٹی اسپرنا سرائیچہ سپینان کرتے تھے۔ مگر شہزادی کے ساتھ ڈچس کا مدار نہ بتاؤ یکساں
رہا۔ وہ اپنی بیٹی کے دلیران فرائض اور جوان بیہوشی کا نقش جاتی تھیں جو اسکو آئندہ اپنے منصب عالی
پیش آئیوں کے لئے اس نظر سے وہ اس ملک میں جبکی فرمانروا شہزادی ہو والی تھی بڑے بڑے تاریخی
اور تباہی مقامات میں سیر کرانیکے لئے شہزادی کو لگئیں۔ ۱۸۳۳ء اکتوبر ۱۳ء کو شہزادی بیٹہ
روائل وکٹوریہ پارک کھولا۔ اور پھر مال فیلڈ میں وکٹوریہ ڈیو کا پہلا جلسہ کیا۔ یہ شالین ہلی
میں کہ جنہیں انگلڈ کے اند مقامات کے ساتھ وکٹوریہ کا نام منسوب ہوا۔ ۱۸۳۲ء سے آئندہ سال
بسال یہ سیر و سیاحت بڑھتی گئی۔ ان میں وہ لون مان بیٹیان ساتھ ہوتیں اور امر اعظام کی مہمان
ہوتیں۔ اور ڈچس شہزادی کو پہلک وکس اور اور صنعت کا ہونے کے مرکزوں کا ملاحظہ کرتیں۔ تاکہ
انکو رعایا کی محنت و صنعت و معرفت و معاشرت کا عملی علم حاصل ہو۔ سر جان کون رے کل انتظامات
کرتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ سفر میں ہمراہ رہتا تھا۔ ولیم چارم نے بطور ہستیار شامانہ پیش روی رکھا
تھا۔ اور پھر اپنے ناتوان بیٹی کے سبب اعتراض کرتا تھا۔ شہزادی کو بھی اپنے خط جہ و مراتب کے
لئے اپنے طریقہ و رویہ کے درست رکھنے میں تکلف کرنا پڑتا تھا۔ بعض مقامات میں یا مید بھی کہ
شہزادی ایک سادی وضع شس گولف سمجھی جائیگی۔ مگر اس وارث تخت تاج کا استقبال سب جگہ بہت
اچھی طرح ہوا۔ اور جب انھوں نے پہلک کاموں کو کیا تو لوگوں کے دلوں پر ہمیشہ اپنی نسبت نیک
خیال جایا۔ میونی پل جماعتوں آنکر خیر مقدم کی ایڈر سین پیش کیں۔ ڈچس نے اپنی بیٹی کی طرف
بطرز بوقلمون جواب دیا کہ جس سے معلوم ہو کہ انکی اپنی زندگی کا مقصد عظم یہ ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو لائق
اور سخی اسکا بھائی کے عوام ان سے محبت کریں اور خیر خواہ و کارور رعایا رنے موافقت کرے اور ان کا

ادب و عظمت کرے۔

۱۳۳۲ء کے موسم خزان میں دوسرے کا آغاز ہوا جس میں دیلزمین شہزادی رفیقہ فرزندہ ہونین۔ اگست میں کن سنگ گشتن سے روانہ ہو کر وہ اپنے ہمراہیوں کے بہت جلد بڑھ چکی تھیں۔ وہ ہمیشہ شہزادہ بی بی میں ہو کر بوس کے قلعہ میں آئین جان انکی املیقہ و پس آؤ گشتن کا کھیلے تھا۔ یہاں سے شہزادی بی بی کے پل پر سے عبور کر کے بیو میس کی حویلی میں گئیں جبکہ انھوں نے ایک مہینے کیلئے کرایہ پر لیا۔ اور یہاں اپنی ٹوڈو میں انعام تقسیم کیا۔ لیکن یہاں پہنچے آگیا۔ جسے سب سے قیام تھوڑا ہوا اور وہ یہاں سے پلاس انی وین چلی گئیں جبکہ مارکوس انگلسی نے انکی والدہ کو مستعار دیا تھا۔ شہزادی نے ہسپانیہ میں ۱۴ اکتوبر کو لوکون کے مدرسہ کی بنیاد کا اول پتھر رکھا۔ اور ایسا اپنی نیک نیتی کا نقش چایا کہ ۱۳۳۲ء میں ایک جلسہ کے اندر شہزادی کوٹور کی بی بی نظم میں پڑھی گئی۔ لارڈ گروڈس ویکٹر مکان ایٹن ہال میں گزر کر، ۱۴ اکتوبر کو چیسٹر میں آئیں اور ڈی پر ایک ہال کھولا۔ جسکا نام وکٹوریہ برج رکھا گیا۔ ڈیوک وین شٹر کے ساتھ پچالٹس ورتھ میں ۱۴ اکتوبر سے ۲۴ تک اقامت کی اور ہسپانیہ میں بہت سی سیریں کیں اور شٹر کی کوٹن ملس کو بیلیچ میں ملا خط کیا۔

بعد ازاں شہزادی اور انکی ماں بہت امیرون گھروں میں تشریف لیا کر مقیم رہیں شہزادی کو اس سے جو تجربہ حاصل ہوا انکو انھوں نے اپنے حافظہ میں محفوظ رکھا۔ ۱۳۳۲ء میں سب سے اعلیٰ درجہ کے میزبان انکے بڑے نامور مہذب ملکی سوم ارل لورپول تھے جن کی جبلت میں محبت کرنا داخل تھا اور ہر بات کی تہ پر پہنچ جانا انکی طبیعت لیاقت تھی۔ شہزادی نے فوراً انہیں اپنی فرزندانہ محبت اختیار کی۔ وہ اور بڑے بڑے امیرون کے گھر میں جہاں رہیں وہ :

جب وہ اوکسفورڈ کے قریب دی تھم ایٹی میں مقیم تھیں تو وہ اکثر اپنے ٹیوٹر پر سوار ہو کر اور کتوں کو ساتھ لیکر سیر کیا کرتی تھیں۔ اور کبھی کبھی اپنے ہمراہیوں سے ٹیوٹر کو دوڑا کر لگے نکل جاتی تھیں۔ ایک دن وہ اس طرح سوار جاتی تھیں کہ انھوں نے سنا کہ ایک کتا ان کا کسی تحفیف کے مارے بھونک رہا ہو۔ وہ ٹیوٹر کو روک کر ان گئیں تو دیکھا کہ ایک انگلش ڈاؤمی کتے کو لائیں مارتا ہے اور تمنا کھیت میں گھس جاتا ہو تو انھوں نے جھپٹ کر کہا کہ یہ دیر سی کیوں کرتا ہو اور جیتنا

اُنکے بدن میں زور تھا اس سے دو کڑے اس آدمی کے چہرہ پر اُڑے ترچھے لگائے۔ اُسی وقت ڈچس اور اربل **بنگٹن** یہ بات خلاف عادت دیکھ کر دوڑے آئے اور تحقیقات کی آدمی نے آرل کو پہچان کر لڑکھڑائی ہوئی آواز سے کہا کہ میں تے اس کتے کو بھولا جھٹکا کرتا جانا تھا۔ ڈچس نے شہزادی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہارے کتے کو مارنا تو آدمی کی خطا تھی اور اس آدمی کو مارنا تمہاری خطا ہے۔ کیا تم اپنے تئیں بھول گئیں تبصیر کہ میں کٹھیا ہوں۔ شہزادی نے آدمی کا چہرہ خوش خوش اور اپنے کتے کا چہرہ غم زدہ دیکھ کر مسرہا یا کہ یہ آدمی مار کھانے کا مستحق تھا میں اسے سزا دینی مانگوں گی۔

راہ میں بڑا خیر خواہ شہر اور کسٹور ڈالا۔ وہ اُنکو بہت پسند آیا۔ وہ چندے یہاں مقیم رہیں یونیورسٹی پریس کی مطبوعہ نہایت عمدہ پائٹیل اُنکی نند کی گئی اور اُنکے آئینے تانچ سفید ریشمی کپڑے پر بچھائی گئی یہاں لیٹن زبان کی کاپی دیکھی جس میں ملکہ ایلزبتھ اپنی تیرہ برس کی عمر میں مشق کیا کرتی تھیں شہزادی کی بھی عمر اس وقت تیرہ برس کی تھی وہ اپنی ہم عمر شہزادی کی کاپی دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ یونیورسٹی کے والیس چنسلر اور اعلیٰ اُنکو ایڈریس پیش کیا جس میں اُنکو یہ مبارکباد دی گئی کہ وہ بادشاہ ہونے کا حق رکھتی ہیں۔ اس سفر میں امراء عظیم الشان کے مکانات عالی شان ملاحظہ فرما رہے ہیں ایسے شہر جو صنعت کے کارخانوں کے سبب مشہور ہیں خوب غور سے دیکھے۔ ہیلرین کوٹن مل (رونی کے کپڑے بنانے کا بڑا کارخانہ) کے افسر نے کل کا نمونہ لیکر دکھایا کہ روئی کا سوت اس طرح کا تاجاتا ہے۔ روس گروو میں کیدن کے کارخانے کو بہت دل لگا کے دیکھا کارخانہ دار نے ہزار کیلین سب طرح کے نمونوں کی سونے کے صندوق میں رکھ کر شہزادی کو نذر کیا۔ غلہ مچھلنے اپنے روزنامہ میں لکھا ہے کہ میں نے اس سفر میں اپنی ماں دیمربالون کے ساتھ سات بجے کھانا کھایا۔

اب آئندہ بہت جلد مہمانداری کے جلسے ہونگے۔ اور قصر کن سنگٹن میں سب قسم کے مہمان کثرت سے آئے لگو۔ نومبر ۱۸۷۳ء میں کپتان بنگ صاحب نے اُنھوں نے جو شمالی قطب کی تحقیقات کے لیے مشغول ہائے تھے وہ سب بیان کیے۔ جنوری ۱۸۷۳ء میں اوڈوڈ لکن اور جانے لے ٹرا کے شہزادی کی پوری تصویریں بنائیں۔ ۲۴۔ اپریل کو ڈچس کھٹن نے بادشاہ کی دعوت کی کہ وہ اپنے مہربان ہو۔ ڈوڑ سے

اول اور بعد شہزادی بادشاہ کے رو برو آئی۔ جون میں دچس کنٹ مکے دو سکے بھیتے شہزادہ ایکسٹڈ اور آرلسٹ ورٹھم برگ اور شہزادی کا سوتیلہ بھائی مہمان تھے ۴

شہزادی جہاز میں سیر فرما رہی تھیں کہ باد مخالف ایسی تند چلی کہ جہانکے بڑے مستول کے شہتیر کا ایک بھاری حصہ اپنی جگہ سے الگ ہو گیا۔ ایک ملاح سنا ٹارکس یہ دیکھتے ہی خیال کی طرح دوڑا اور شہزادی کو ہاتھوں میں اٹھا کر ایسی جگہ لے آیا جہاں کچھ خوف و خطر نہ تھا۔ اسکے ساتھ ہی مستول کی چوٹی کا سر اٹوٹ کر وہیں گرا جہاں شہزادی ٹھہری ہوئی تھیں۔ اگر ملاح یہ پھرتی نہ کرتا تو شہزادی کا کچھ مر ہو جاتا۔ اول تو یہ شہزادی اس حال کو دیکھ کر چکی ہو گئیں۔ مگر جب انکو اصل حال اپنی جان جو کھون کا معلوم ہوا تو وہ زار زار رونے لگیں۔ اس حسن خدمت کے جلد وہیں ملاح کو جہاں ماسٹر مقرر کر دیا۔ اور اپنی تخت نشینی کے بعد اُسکی بی بی اور کنیے کا گزارہ کے موافق طبیعت مقرر کر دیا۔ اس ملاح کی جگہ لٹٹنٹ برون کا نام لکھتے ہیں۔ غرض یہ آئی بلا خدانے ٹال دی کہ جان بچ گئی ۵

خانہ دان شاہی میں شہزادی کے منکسر المزاج اور کم فرما ہونیکی حکایت مشہور ہے کہ ہپ البر مسٹر روس کی بیٹی اُنکی ایسی بیمار تھی کہ زہیہ سے اُنکر لبتیج کھانسنے میں شریک نہیں ہو سکتی تھی۔ دچس اور شہزادی کھانا کھا نیسے فراغت پا کر اس بیماری کے کمرہ میں اُنکی عیادت کرتیں شہزادی کے لیے کرسی لینے کیواسطے مریضہ اُنھنے لگی کہ دچس نے کہا کہ تم بیمار ہو کیونکہ تکلیف کرتی ہو وکٹوریا اپنے لیے لو آپ کرسی لے آئیں گی۔ شہزادی اپنے لیے لو آپ کرسی لے آئیں۔ اور آپ ہوشیہیں۔ یہ ترغیب و اکسار کے سبق ابتدائے عمر میں اُنکو سکھائے گئے تھے۔ جب وہ ساری عمر منکسر المزاج رہیں۔ اس ک نفسی کلی اثر مسلسل و وس پر یہ ہوا کہ اُننے رخصت کیوقت بہتکیش بہا تکائف شہزادی کے نہ رکھنے ۶

سستہ گو گرمی و خزان کے موسموں میں ایک اور سفر کی تیاری ہوئی۔ سفر کے لیے ساحل جنوبی پسند کیا گیا۔ اٹل و اسٹ میں یورسٹل میں شاہی مسافروں کا گروہ دوبارہ گیا شہزادی نے اس جزیہ کے اُن حصوں بذات خود و تفتیش حاصل کی کہ جسے اُنکی خود مابعد کی زندگی کی خصلت پہچانی جاتی ہو۔ وہ اوس بورن لوچ میں تشریف فرما ہوئیں۔ جہاں اُنکی والدہ کے گھر کے مختار سر جان کوٹروپے رہتے تھے۔ اسی جگہ اُنہوں نے بلکہ منظر پر کہ اوس بورن کوٹروپے بنایا اُن کے قریب اپنا محل اوس بورن بنا کیا۔ پھر اُنھوں نے وہ پتہ چھوڑا اور اسیٹ کوٹروپے کی

شہزادی کا بلانے ناگمانی سے بچنا

شہزادی کے منکسر المزاج کی حکایت

سستہ گو گرمی

تحقیقات کی۔ اس جزیرے میں چند روزہ سفر کرنے کا مقصد عظیم یہ تھا کہ ہمایہ کے کنارہ پر قومی دھند
 چیزوں کا ملاحظہ فرمائیں۔ وہ ۲۹ جولائی کو پورٹس مٹھ میں وکری جہاز پر بیٹھ کر گئیں اور انہوں
 نے جہاز کے آویسوں کے ساتھ کھانا کھانا اور اسکو پسند کیا۔ شہزادی نے اپنے روزنامہ میں لکھا کہ
 یہ جہاز اور اسکی تمام چیزیں بہت صاف و شفاف ہیں۔ کچھ وقت میں سبکری میں صرف کیا۔ ۲۰ اگست کو وہ
 انکی والدہ معظمہ پلاکی سمیت مین ڈوک یا رڈ (جہازوں کے بننے کی جگہ) پہنچیں۔ دوسرے دن شہزادی
 نے وہ رجسٹر کو (روائی آیرس فیلڈ) جو ڈیون پورٹ میں مقیم تھی نئے کمر (نشان) اپنے
 ہاتھ سے دیئے۔ لارڈ ہل کمانڈر انچیف بھی اس سم میں شریک تھے۔ سپاہ کی مخاطبت میں شہزادی کی
 طرف سے دلچسپی نہ تھی۔ یہ ایڈریس دیا کہ میری لڑکی میں انگریزی تاریخ کے مطالعہ سے سپاہیانہ گہری
 پیدا ہوئی تھی۔ لوگوں کو یہ تو قہقہے تھے کہ اس جنگی خدمت میں شہزادی خود پہنچ فرمائیں گی یا ایڈریس
 پڑھیں گی۔ مگر یہ کام جب انکی والدہ معظمہ نے کیا تو اخبار نویسوں نے اسکی یہ وجہ گھڑی کہ شہزادی نے
 ایسے پہنچ نہیں دیا کہ انکو خوف تھا کہ میں انگریزی زبان بولنے میں خطا کرونگی۔ پھر شہزادی جہاز میں
 سوار ہو کر ایڈریسٹون کے لاسٹ ہوس (روشنی گھر) کو دیکھنے گئیں پھر اگر ٹیر کی سہ
 کی اور پھر سوئیچ کو جہاز میں روانہ ہوئیں +

شہزادی جب پہلک فرض ادا کر نیکی لئے بلائی جاتیں تو وقت پر جاتیں۔ اس سے
 انکو کچھ تکلیف نہ تھی مگر وہ موسیقی اور نائک سے بھی اپنا دل بہلاتیں۔ اس فیصلے میں وہ اپنا وقت
 صرف کرتیں وہ تھیٹر میں کٹر جاتیں۔ اور وہ انکا دل بہت خوش ہوتا اٹالین اور پیرا برودہ تھیٹر
 تھیں اور بڑے بڑے نادر گوئیوں کے گانے کی نہایت قدر شناسی فرماتیں اور ان کے گانے
 سے محفوظ ہوئیں ولسٹ ٹیٹر ای میں جو سالانہ موسیقی جلسہ ہوا تو وہ اسکی فہم آواز تھیں
 میں انھوں نے اپنا بہت وقت گانے اور باجون بجانے میں صرف کیا۔ انکا ہاجر ہارپ دین تھا
 ۱۸۳۷ء میں لیپ لیج انکے گانے کے استاد مقرر ہوئے۔ اور وہ انکی تخت نشینی کے بعد میں بر
 انک انکو گانا سکھاتے رہے +

ان سفر میں کے سبب شہزادی کو یہ علم ہوا کہ انگلستان کی سلطنت کی شوکت عظمت
 سلطنت کے اسباب تجارت و صنعت ہیں جسے کہ ملک میں اس قدر دولت اور ملکوں کے کچھ کراتی ہے کہ

شہزادی کو قریب و غائب

ایسی کسی اور شخص کو نہیں ہے۔ ان چند الفاظ نے شہزادی کے دل پر بڑا اثر کیا۔

۱۸۳۵ء کے شروع میں شہزادی کن سنگ ٹن میں مقیم رہیں۔ جلدی جلدی بحری وبری آب ہو اکی تبدیلی سننے سولہویں برس کی عمر میں شروع ۱۸۳۵ء میں وہ سخت علیل ہوئیں کہ اپنی زندگی میں ایسی نہیں ہوئی تھیں۔ آپ کو تپ محرقہ تھی۔ مگر مضائقہ آئی وہ جلد تندرست ہو گئیں اور اسی سال میں جون کے مہینے میں اول مرتبہ اس کوٹ کی گھڑ دوڑ میں تشریف لگئیں وہ بادشاہ اور ملکہ کے ہمراہ گئیں جنھنے ساتھ جلوس شاہی بھی تھا اھر مکیہ کے ایک مشہور انشا پرداز اور صائب اللہ اس جلسے میں موجود تھے۔ اس جلسہ کا حال انھوں نے لکھا ہے کہ میں پھرتے پھرتے وہاں چلا گیا جہاں بادشاہ اور ملکہ کھڑی تھیں۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ملکہ اور نو عمر شہزادی ایک کھڑکے لگی ہوئی کھڑی ہیں۔ اور ایک گویے کا گانا اس طرح سن رہی ہیں جیسے کہ عوام الناس سنار کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ملکہ ایڈمی لٹیڈ نہایت سادہ اپنی وضع طرح میں ہیں۔ اور شہزادی کی تصویریں جو دکانوں میں بچی ہیں ان سے انکی صورت بہت زیادہ خوبصورت نظر آتی ہے۔ اور انگلستان کی تاجداری کے لیے جس حسن و دلچسپی کی ضرورت ہے۔ اس سے زیادہ ان میں وہ موجود ہیں۔ بادشاہی دلوں کے معاملات کو نبھانے بڑے بڑے حساب کرتے ہیں وہ اس بیچاری غریب کو کسی کے ماتھے پر ڈالیں گے۔ جس سے اس کو راحت نہیں پہنچے گی۔ اگر کوئی اپنا مذاق وہ رکھتی ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شہزادی کی شادی وہ کسی شخص کے ساتھ بغیر اسکی مرضی سے کر دینگے جس سے وہ ناخوش رہے گی۔ مگر صاحب موصوف کی یہ پیشین گوئی بالکل غلط ہوئی۔ انکی شادی تو ایسی اچھی ہوئی کہ انکی نظیر خاندان شاہی میں موجود نہیں ہے۔

۱۸۳۵ء کو سینیٹ جیمس کے شاہی گرجا میں ارج بشپ کینٹن بری اور بشپ لنڈن نے ملکہ شہزادی و کٹوریہ کے تحت نشین ہونے کو مستحکم و متیقن کر دیا۔ اس وقت شہزادی کی عمر سولہ برس کی ہو چکی تھی۔ اس تقریب میں بادشاہ اور ملکہ اور خاندان شاہی کے آراکین موجود تھے۔ یہ سامان بھی دلوں پر عجب اثر کر رہا تھا۔ جس وقت کہ آج بشپ اپنے پر زور دلپذیر تقریر میں اس شہزادی کے روبرو یہ فرمایا کہ اب جس عالی مرتبہ پر آپ کا عروج ہوگا اسکی جواب ہی اور باز پرس آپ کے ذمہ سخت ہوگی۔ جب دنیا اپنے جھگڑے دین کے ساتھ کھڑے کریگی تو انکے فیصلہ کے لیے

شہزادی کا علیل ہونا اور گھڑ دوڑ میں جانا

شہزادی کی تخت نشینی کا استحکام پانا

آپ کو بڑی تیاری کرنی پڑ گئی۔ اور سب بڑی بات یہ ہو کہ بالضرور آپ کو بادشاہ ہینگ بادشاہ (دھلا) سے
 التجا کرنی پڑے گی کہ وہ آپ کے کل متحانوں میں آپ کی تائید غیبی کرے۔ اول اول تو شہزادی ان
 نصائح کو بڑے ضبط و صبر کے ساتھ سنا کی۔ مگر آخر کو وہ بے اختیار ہو کر ایسی روئی کہ آنسوؤں میں
 نہا گئی۔ اور مان کے کندھے پر سر رکھ کر چنچن مار کر آہ و فغان کرنے لگی۔ اس کا اثر اور لوگوں پر بہت
 ہوا۔ بادشاہ اور ملکہ دونوں کا دل ملول ہونے لگا۔ اتوار کے دن شہزادی کو قصر کن سنگ ٹن
 کے گرجا میں پہلی دفعہ مقدس سیکرمنٹ (عسکری ربانی املاہ عمر بھراس رسم کی دفعہ) تعظیم و تکریم کی سال
 بھر میں دو دفعہ سیکرمنٹ لیتی تھیں۔ وہ اسکے زیادہ دفعہ لینے پر متراض تھیں۔ اپنی آخر عمر تک اس
 رسم سے پہلے جو شام ہوتی وہ اپنی اپنے کنبے اور نوکروں کے ساتھ ڈنر کھاتیں اور پھر مذہبی کتابیں پڑھتیں
 شہزادی ۳۵ء میں ٹیبرج ولس کی دوبارہ سیر کر کے انگلڈ کے شمال مشرق کی طرف
 آگے بڑھیں یورک میں ایک ہفتہ رہیں۔ پھر وہ لارڈ فیئرڈیم کی ملاقات کو وٹ دفعہ ہس میں گئیں
 پھر ڈین کیسٹر میں گھر وڈین دیکھ کر بہت مسرور ہوئیں۔ جان انکی محبت کی کشش نے بہت آدمیوں کو
 کھینچا تھا۔ بعد ازاں ولوک رٹ لینڈز کی مہمان ہوئیں۔ اور پھر برکھلی میں گزیر کے مارکوس
 کی مہمان ہوئیں۔ یہاں انکا بڑی موصوم و حام سے استقبال ہوا۔ اگرچہ مینہ موسلا دھار برس رہا تھا
 مگر پھر بھی لوگ انکو اور انکی ماں کو شہر سے باہر کر شہر کے اندر لیگے۔ اور ڈچس کو ایڈلس یا جیمین
 شہزادی کو یہ مبارکباد دی کہ اس مملکت کے تخت سلطنت پر بیٹھنا انکی قسمت میں ہو۔ سر جان کوئیٹ
 نے تحریریں جواب ایڈلس کا ڈچس کو اسطرح دیا۔ جیسے کہ وزیر اول بادشاہ کو دیا کرتا ہے۔ اسی بات
 نامہ اخبار نے بھی لکھا ہے برکھلی میں بڑی مال ہوئی جیمین رقص ہوا اور شہزادی اپنی عزیز باں بار کوئس
 ساتھ ناچیں۔ پھر دو مسکرون دولائن میں گئیں سیمفرڈین پہلے سے بھی زیادہ ہستقبال کی موصوم
 و حام ہوئی۔ ملاحون نے انکی گاڑی کے جوئے کو کندھوں پر رکھا اور کھینچ کر شہر کی سیر کرائی۔ آخر
 سفر کو پٹن ہال میں تھا۔ یہاں سے پھر وہ اپنے قصر کن سنگ ٹن میں واپس آئیں اور
 ستمبر کے مہینے میں رامس گیٹ میں رہیں اور یہاں سے وائٹ ریکسل اور ڈور کی کیل
 تھی ۳۵ء میں دو نوجوان انگلیسٹین آئے۔ اور پہلی دفعہ شہزادی و کٹوریا کی
 ملاقات شہزادۃ البرٹ سے ہوئی۔ بادشاہ ولیم چارم اور ملکہ ایڈی لینڈ نے انکی بڑی مہربانی کی

۳۵ء میں کانسٹر

شہزادۃ البرٹ سے اول ملاقات

اور وہ اکثر دربار شاہی میں گئے۔ اُنھوں نے لنڈن کی قابل دید چیزیں دیکھیں مین شین ہوٹل
لارڈ میئر کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس ملاقات کا حال آئندہ مفصل لکھا جائیگا۔

۱۸۳۶ء کے شروع موسم خزان میں دوبارہ شہزادی اپنے دوست لارڈ لورپول
ملنے گئیں اور اسکے بی۔ پورے ایک مہینے رامس گیٹ میں تشریف رکھی۔ بوڑھے بادشاہ نے
ڈچس کنٹ کو نئی طرح سے ستانا شروع کیا۔ آخر دونوں میں شہزادی نے بادشاہ کے دربار میں جانا
بالکل ترک کر دیا تھا۔ اور بادشاہ کو یہ شکایت تھی کہ شہزادی سے بہت ہی کم ملنا ہوتا ہے۔

اسی زمانہ میں بادشاہ کو کوئی ایسا موقع ہاتھ نہیں آتا تھا جس میں وہ ڈچس کنٹ سے
اپنی نفرت کا اعلان نہ کرتا ہو۔ اگست ۱۸۳۷ء میں اُس نے ان مان بیٹیوں کو بلایا کہ وہ وندرسبرین
۱۲ تا ۱۴ ستمبر سے گیارہ بارہ روز رہیں۔ ان تاریخوں میں اسکی اور ملکہ ایڈی لیڈ کی سالگرہ میں تھیں
ڈچس نے یہ لکھ کر کہ میں ۲۰ تا ۲۲ ستمبر سے پہلے نہیں آؤں گی۔ بادشاہ کو ناراض کر دیا۔ جب ڈچس اور
شہزادی آئیں تو بادشاہ نے شہزادی کی بڑی خاطر داری کی۔ مگر ان کو غصہ کے ساتھ ڈانٹ
بتلائی کہ اسکے احکام کے خلاف قمر کن سنگ میں بہت سے کمرے کل سترہ گھیر رکھے ہیں وہ
کسی طرح ڈچس کی گستاخوں کا تحمل نہیں ہو سکتا۔

۳۱۔ اگست ۱۸۳۷ء کو بادشاہ ولیم چارم کی سالگرہ کا دن اتوار کا واقع ہوا تھا
اس لیے اس جشن کا جلسہ معمول کے موافق نہ ہو سکا بلکہ ایک خاص طور پر سے ہوا کہ اس میں
ہمسایہ کے دربار کے تنواریں بلائے گئے۔ بادشاہ کی ایک طرف تو اسکی بہن اور دوسری طرف ڈچس
اور سائنس شہزادی و کٹوریا تھیں۔ اول ملکہ کے کہنے سے بادشاہ کا جام صحت نوش ہوا پھر بادشاہ
نے اپنی غصیناک تقریر شروع کی کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ نو مہینے اور جیتا رہوں تاکہ میری
خاطر جمع ہو کہ میرے مرنیکے بعد اس شہزادی کے ہاتھ میں سلطنت کے سارا اختیارات ہوں۔
شہزادی کی طرف اشارہ کیا، اذنائب سلطنت (جو میرے پاس بیٹھی ہوئی ہو) کے ہاتھ میں سلطنت
کا کوئی اختیار نہ ہو جس میں سلطنت کے کام کرنیکی لیاقت نہیں۔ اسکے صلاحکار بد شعرا ہیں مجھے
اس کہنے میں خرابی تامل نہیں کہ اُس نے میری تحقیر متواتر بری طرح سے کی ہے۔ اب میں نے اپنے
ولیمین یہ ارادہ ٹھان لیا ہے کہ آئندہ اسکی گستاخی اور بے ادبی کی برداشت نہ کروں۔ منجھلاؤ

بادشاہ ولیم چارم اور ڈچس کنٹ کے بچاؤ کا بڑبڑانا

بادشاہ ولیم چارم کی سالگرہ اور ڈچس کنٹ کو ملاست کرنا

شکایتوں کے بڑی شکایت یہ ہو کہ اسے اس نوجوان شہزادی کو میسر نہ رہا کہ وہ اسے نہیں حاضر ہوتا۔
 دیا اور سیکر ڈرائنگ روم میں آنے سے بار بار باز رکھا۔ جہاں اسکا حاضر ہونا ضروری تھا
 میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اس بات کو آئندہ نہ ہوسنے دوں۔ میں اسکو جلتا ہوا ہوں کہ میں بادشاہ
 ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری حکومت کا ادب کیا جائے۔ آئندہ میں تاکید کی حکم نافذ کرتا ہوں کہ میرے
 دربار میں سب تقریبوں پر شہزادی و کٹوریاض ضرور حاضر ہو کر رہے۔ اور اس حاضری کو اپنا فرض سمجھے۔
 گرے ویل صاحب لکھتے ہیں کہ یہ ملامت آمیز اشتعال انگیز تقریر بادشاہ نے بلند آواز سے
 ساتھ کی کہ جس سے ملکہ کو بیخ ہوا۔ شہزادی رونے لگی کل اہل مجلس کو حیرت ہوئی۔ ڈچس کنٹ اس
 طرح مطعون ہوئے غمزدہ ہوئیں۔ مگر انہوں نے ایک لفظ بھی نہ کہا اور فوراً چلے جانے کا قصد کیا
 اور اپنی سواری منگائی۔ مگر کچھ باہم دو دنوں میں۔ مصالحت ہو گئی۔ اور ڈچس دو روز مکہ میں
 پر راضی ہو گئیں۔ اس جلسہ کے نامعلوم اور ناشائستہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں مگر ڈچس پر
 جو الزام لگایا گیا اس کے سچے ہونے سے ہمو انکار نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہم ڈچس کو بری الذمہ اس طرح کہتے
 ہیں کہ بالکل انصاف اور راستی پر یقین کہ انھوں نے اپنی بیٹی کو ولیم چہارم کے دربار سے
 رکھا۔ وہ مقام ایسا نہ تھا کہ جہاں شہزادی نشوونما پاتی۔ ان کا یہ طریقہ درست تھا اور بادشاہ
 کی ملامت ناحق تھی۔ گو بادشاہ نے ڈچس کی نسبت یہ زہر افگلا مگر وہ بھتیجی پر ایسا مہربان تھا کہ اس نے
 اسکا جام صحت نوش جان کیا۔ شہزادی اس کے سامنے جاکے ساتھ سر جو کائے ہوئے بیٹھی تھیں بادشاہ
 نے یہ الفاظ کہے۔ ”اس شہزادی کی طرف جو پبلک کے دل میں محبت و الفت کا خیال ہے۔ میں اسے
 خوب جانتا ہوں۔ اگرچہ میں نے اسکو اتنی دفعہ نہیں دیکھا۔ جتنی دفعہ میں اسکو دیکھنا چاہتا تھا
 مگر مجھے اس کے ساتھ بڑی دلچسپی ہے۔ اور میں اسے جبے دیکھتا ہوں دل سے خوش ہوتا ہوں۔“
 بادشاہ نے جو اپنے نو مینے کی خیر کی دعا مانگی وہ قبول ہوئی۔ مگر جس وقت شہزادی
 کے سن بلوغ کی شادی پرچ رہی تھی وہ وقت سر میں ایسا بیمار پڑا تھا کہ اسکی تقریب میں
 شریک نہ ہو سکا۔ مگر ایسا بیمار نہ تھا کہ مرنے کا گمان ہو۔

انگلستان میں قانون کے موافق خاندان شاہی میں عورت کے سن بلوغ کیلئے
 اٹھارہ سال کی عمر مقرر ہے۔ سو شہزادی فرخندہ خاں کی عمر ۲۴ مئی ۱۸۳۷ء کو اٹھارہ سال کی ہوئی

یہ دن خزانے وہ دکھایا۔ جسکی ہمتا عوام سب کو اور خصوصاً انکے چچا بادشاہ وقت کو زیادہ ہمتی اس لیے
 اس سالگرہ کا جشن بڑی شان شوکت سے ہوا۔ چچے بچے صبح کے قصر شاہی میں سنگ ٹن
 یوٹین جیک کا پھر رانگایا گیا دیہ یونا لینڈ گنگ ٹم یعنی انجینڈر و سکولٹ لینڈ۔ وائر لینڈ کا وائی
 جھنڈا ہر جسمین تین صلیبین بنی ہوئی ہیں۔ ایک انگلینڈ کی طرف سے سفید زمین پر سبز۔ دوسری
 سکولٹ لینڈ کی طرف سے نیلی زمین پر سفید۔ اور تیسری آئر لینڈ کی طرف سے سبز زمین پر سفید
 اور اسکے ساتھ ایک اور پھر ریشی سفید رنگ کا لگایا گیا اور زمین نیلے رنگ سے وکٹوریا کا مبارک
 نام لکھا گیا۔ کچھ منٹ بعد قصر شاہی کے باغ کا دروازہ کھولا گیا۔ جسمین عوام اناس کی آمد شروع ہوئی
 اور باجے بچے شروع ہوئے۔ شہزادی رات کو اپنے اسی کمرے میں سوئی تھیں۔ جس میں انھوں نے
 اول آنکھ کھول کر دنیا کو دیکھا تھا۔ معلوم نہیں کہ خوشی کے مارے رات کو نیندا آئی یا نہیں اور انکے دل میں بچے
 اس حال کو دیکھ کر کیا کیا خیالات رات کو آئے۔ وہ بہت سویر گانا بجانا سننے لگی تھیں۔ دروازہ میں مٹی ہوئی
 تھیں۔ ایک گیت میں انکے باپ کا ذکر آیا تو اسکو دوبارہ گویا۔ آٹھ بجے گرجا کی خوشی کے گھنٹے بجنے
 شروع ہوئے۔ اور سارے دن بیچ میں کچھ ٹھیر ٹھیر کیے تھے۔ بادوردنتر کو مبارکباد دینے کیلئے
 آدمیوں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور تحائف پیش ہونے لگے۔ بادشاہ نے ایک پائی اسے نو
 (باجہ) قیمتی دو سو گنتی (تین ہزار روپیہ) کا جیتی کو بھیجا۔

منگل کو اس سالگرہ کی تعطیل لنٹن میں ہی لارڈس اور کاؤنٹس نے اجلاس میں
 کیا۔ دارالسلطنت میں اتنی جگہ میں جسمین کہ آدمی چار گھنٹے میں گھوڑے پر سوار ہو کر پھرتے۔ ممبران
 پارلیمنٹ نے اٹھتیس دعوتوں کے بڑے بڑے جلے کیے۔ رات کو سارے شہر میں روشنی ہوئی۔ اور
 سینٹ جیمس کے قصر شاہی میں سینٹ پال کا جلسہ ہوا۔ جسمین شہزادی انا انا راول مرتبہ پیر
 ہوئیں۔ اور انکو اپنی مان پرشت میں تقدم حاصل ہوا۔ بیچ میں کرسی شاہی پر وہ رونق افزہ تھیں
 اور ایک طرف وچس کنٹ اور دوسری طرف شہزادی اگستا۔ بادشاہ ولیم چارم شہزادی کا چچا
 بستر پر بیمار پڑا تھا۔ چچی ایڈمی لمیٹڈ تیار داری کرتی تھیں۔ رینہ و فون نہ آ سکے۔ بس یہی ایک بات خوشی
 میں سچ کو بلارہی تھی۔ اس سال کو شہزادی نے خود کھولا۔ اور سہ ماہی وہ ناچیں۔

دارالسلطنت کی اٹھتیس دعوتوں میں جن میں شامانہ ساندو سامان تھا۔ ایک کا ذکر کیا جاتا ہے جو ولیم چارم

کے باشندوں نے کی تھی اور اس کے صدر انجمن مسٹر کلے ممبر پارلیمنٹ تھے اور شہزادی کے جام
صحت کے پینے میں اور پارلیمنٹ کے ممبر موجود تھے۔ صدر انجمن نے فرمایا کہ جس شہزادی کو کمپوز
کے سن بلوغ کی آج دھوم دھام ہو رہی ہے اسکی فرمانبرداری کا اظہار وہ آزاد آدمی کرے جس میں جو اپنے
حقوق کو جانتے ہیں اور مناسب موقعوں پر انکی محافظت کیلئے اہتمام کرتے ہیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی وہ
اپنے بادشاہ کے نہایت محبت و تعظیم کے ساتھ خیر خواہ ہیں۔ اور آخر میں یہ ارشاد کیا کہ جب قوت پورا
ہوگا تو یہ نامور شہزادی اپنے باپ ادا کے تخت کو زیب زینت دیگی اور سیر دل میں یقین ہو کہ وہ اپنی
ناجہداری کا پورا حق یہ پائیگی کہ رعایا انپر اعتماد کریگی اور اسکی تنظیم و ادب کریگی اور اسکے ساتھ محبت کریگی
مسٹر شیل ممبر پارلیمنٹ یہ بیان کرتے ہیں کہ مان نے اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور خدا کی طرف
آنکھیں اٹھا کے یہ دعائیں مانگیں کہ پروردگار اسکو نیک کردار بنائے اور جس ملک پر وہ فرمانروائی
کرنے کو ہے اسکی آسائش و آرام کے سامان وہ تیار کرے۔ جو وقت یاں یہ دعا مانگ رہی تھیں دختر
نیک اختر اپنی مان کا چہرہ دیکھ رہی تھی اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھی (آنسو خوشی و رنج دونوں کے
بتلائیو لے ہوتے ہیں) حالی سے بات چیت خیر ہے ہر شک نہیں یہاں نخل شادی آنسوؤں
کے نم سے لانا ہے غریب اور مان کے ساتھ دعاؤں میں شریک تھی۔ اور دعا مانگتی تھی کہ اپنی مان کے
دل کو یوں خوش کروں کہ برٹش رعایا کے لئے برکت بنوں مسٹر ول لیرس نے جو ہوس
کاٹس کے ممبر تھے یہ فرمایا کہ خدا کرے کہ وہ جس کنٹ اتنے دنوں زندہ رہیں کہ وہ اپنا مادرانہ تفکرات
و تردوات کا انجام یہ پائیں کہ شہزادی قوم سے محبت کرے اور قوم انکی احسانمند و شکر گزار ہو۔

یہ دن اس سب سے مدت تک یاد رہیگا کہ شہر لنڈن کی کونسل نے ایک رزلویشن
پاس کیا کہ شہزادی اور اسکی نامور مادر کو مبارکبادی کی ایڈریس میں اپنے تہنیت نامو پیش کیے
جائیں۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا کہ وارث تخت و تاج کو یوں ایڈریس میں دیگی ہوں۔ اس لئے
بعض ممبروں نے اس رزلویشن پر اعتراض کیے مگر ان پر کچھ خیال نہیں کیا گیا۔ چنانچہ لارڈ میسٹر
اور امرائے کبار قصر شاہی کنسنگٹن میں ایڈریس میں پیش کرنے گئے۔ اول درجہ
کے حضور میں ایڈریس پیش کیا جسکے جواب میں انہوں نے یہ فرمایا کہ اب شہزادی کی عمر اتنی ہو چکی
ہے کہ مجھے اپنی اس امید پر اعتماد و اطمینان ہے کہ جب اسکے سر پر بارسلطنت رکھا جائیگا تو وہ اس کو

ابھی طرح سنبھال لیگی۔ وہ سوسائٹی کے ہر درجہ دہر طبقہ سے ملتی ہو اور اُسکے سوار اسکو اور خیال نہیں ہو کہ ملک میں جس قدر دینی علوم کی اور آزادی کی محبت کی اشاعت زیادہ ہوگی۔ یہ سید رہایا میں خوش انتظامی محنت شعاری و عقلمندی زیادہ ہوگی۔ رعایا کی آزادیوں کی حمایت کو ہمیشہ کو کوشش پیشو شمل بادشاہ کے حقوق کی محافظت کے ساتھ ہم پلہ رکھنا چاہیے۔

ڈچس نے اپنی تقریر میں یہ اور اضافہ کیا کہ اگر میں اپنے دل سے مشورہ لیتی تو سوئے اسکے کچھ اور جواب نہ دیتی کہ میرا دل شکرواحسان سے بھر رہا ہو۔ میرا دل کہتا ہے کہ چند الفاظ اور بڑھاؤن تاکہ اس موقع پر جو میں کہوں وہ ان بہت سے لوگوں تک پہنچ جائیں جو اس واقعہ کی تہنیت و تہنہ میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور غالباً یہ میرا آخری پہلا کام ہو گا جبکہ میں نے میرا دل چاہتا ہے میں اس ابتدائی تلقین کا ذکر نہیں کرتی جو اس ملک سے میرا جو تین مختصر سال یہ بیان کرتی ہوں کہ میرے خاندان کی حالتوں نے اور میرے فرائض نے مجبور کیا کہ میں جرمن ہی میں رہوں۔ لیکن ڈیوک کمرٹ نے باوجودیکہ انگلستان کے رہنے میں اُسکو اور مجھے بڑی تکلیف اور فزائی خاص نقصانات تھے محض اسلئے کہ ہمارا بچہ انگلستان ہو۔ اور انگلستان ہی میں تربیت پائے یہاں کی سکونت خستہ بار کی۔ مگر چند مہینے میں میری بچی تیم اور میں بیوہ ہو گئی۔ ہم اس ملک میں تنہا رہ گئی جہاں کوئی ہمارا دوست نہیں تھا۔ مجھے تو اس ملک کی زبان بھی بولنی نہیں آتی۔ میں نے کچھ سال نہیں کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ میں نے اپنا وطن چھوڑا۔ عزیز رشتہ داروں سے منہ موڑا تاکہ میں افسوس کو ادا کروں جو میری آئندہ زندگی کا مقصد عظیم تھا۔ اس ایڈریس کے بعد شہزادی کو کٹورا کے سامنے ایڈریس پیش ہوا۔ اس ایڈریس کا جواب شہزادی کا پہلا پہلا کچھ تھا جس میں انھوں نے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ کی محبت و شفقت و عنایت کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور جو باتیں سیکر و ملین اس ایڈریس کے جواب میں کہنے کیلئے تھیں وہ والدہ معظمہ نے ارشاد فرمادیں۔ اس پر بڑی گرمجوشی سے چہرہ زریں ہو گئے۔ دو سو دن سارا لندن ان چند الفاظ پر دل سے فریفتہ و مشید ہو گیا۔ گو کمی کو نہیں معلوم تھا کہ یہ الفاظ اُسکے منہ سے نکلے ہیں جو چند ہفتے میں ملک کی ملکہ ہوئی ہوگی۔

پھر کئی روز تک ڈچس اور شہزادی کے روبرو مبارکبادی کی ایڈریس میں پیش ہوتی رہیں۔ ایک دن چونتیس ایڈریسوں کم پیش ہوئیں۔ وہ اُسی روز قبول بھی کی گئیں۔

برنگم کی پولیٹیکل یوتھین کی طرف سے مسٹر ایٹ وڈھ سے ایڈیٹر کے پاس
 جس میں نہایت تسانت اور ولی شوق سے چند الفاظ میں یہ مطلب ادا کیا کہ ہم وچس کا ہر شے
 ساتھ یہ احسان مانستے ہیں کہ انھوں نے نہایت فرزاگی اور زیرکی کے ساتھ اپنی بیٹی کے ماوراء
 فرائض ادا کیے جسے سننے سے اُن کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ دو سہ ایڈیٹریں کن سنگ ٹن کے
 باشندوں کی طرف سے اُن کے واجب التعمیم ارج ویکن پوسٹ نے پیش کیا جسے استقبال کیلئے
 شہزادی مسکراتی ہوئی اور خیر مقدم کہتی ہوئی آئیں۔ ایڈیٹریں شکر فرمایا کہ اہل شہر نے جس محبت
 قلبی سے اپنی شفقت آئینہ راہوں کو میری نسبت ظاہر کر نیکی کیلئے آپ کو بھیجا ہے میں اُسے نہایت
 خوش ہونی ہوں۔ اُن کے ساتھ جو بھلائیوں کرنی میرے اختیار میں ہوگی اُنکے کرنے میں انشاء اللہ
 میں سعی کروں گی۔ اور انکی تمنائیں بر لاؤں گی۔ اس شہزادی کی شہزادگی کا دورہ اس نیک کام پر ختم ہوا
 کہ ایک قصبہ کے قحط زدہ جلاہوں کے جلسہ میں شریک ہوئیں۔ جس سے ان کال کے مارون کی تکلیف
 میں تخفیف ہوئی۔

شہزادی کے سن بلوغ نے انکی دلچسپ اغراض اور آزاد رویوں کو بڑھا دیا۔ انکی سالگرہ
 کا جشن ہو ہی رہا تھا کہ وہ روائل اکیڈمی کی سیر کو دو دفعہ گئیں۔ اور پہلی دفعہ بہن نمائش گاہ
 قائم کی۔ جس کا نام ٹینشیل گیلیری ٹریڈنگ کارسکوس ہوا۔ پہلی دفعہ کی سیر میں انھوں نے روجر
 شاعر سے مصافحہ کیا اور باتیں کیں اور یہ سنکر کہ چارلس کمپیل کرے میں جو تو اُسکو بلا کر ملاقات
 کرنی چاہیے۔

شہزادی کی اٹھارہویں سالگرہ کے چند روز بعد بادشاہ نے وچس کنٹ کو خط لکھا کہ
 شہزادی کے لئے جہاں مکان میں رہنے کا انتظام کیا جائے۔ وچس نے مالا لاکھ الفاظ میں بادشاہ کی
 اس درخواست کے قبول کر نیسے اٹھا کر کیا۔ اس پر بادشاہ نے براہ رست اپنی تختیجی کو دس ہزار پونڈ
 دینے کیلئے لکھا جس کا خرچ کرنا اُسکے اختیار میں ہوگا اور اُسکی مان کو اس میں کچھ دخل نہ ہوگا۔ شہزادہ
 نے اس درخواست کو باوجود مان کی آرزوگی کے قبول کر لیا۔ مگر بادشاہ کی بیماری کی حالت میں ایسا
 ضعیف ہو رہا تھا کہ آئندہ یہ منصوبہ کچھ نہیں چلا۔

روسی اکیڈمی کی سیر

بادشاہ کی آخری خط کتابت تختیجی کے ساتھ

باب چہارم

ملکہ معظمہ کی تخت نشینی سے ان کے بیاہ ہونے تک کے حالات

شاہ ولیم چہارم کی وفات اور ملکہ معظمہ کی تخت نشینی

خدا ملکہ کو سلامت رکھے

بادشاہ کی وفات ۱۷۶۷ء

قلعہ وندسیر میں شگل کے دن ۲۰۔ جون ۱۷۶۷ء کو دن کے دو بجے ۱۷۶۷ء سنٹ پر اوپر ستر مرگ شاہ ولیم چہارم نے آرام فرمایا۔ اوپر اسکی موت کے خبر رساں قصر شاہی کن اسٹگ ٹن میں گئے کہ اس کے جانشین کو یہ خبر نہا کر عرض کریں کہ تخت سلطنت کے زینت زینت دینے کیلئے قدم فرمائیے۔ اس خبر کے پہنچانے میں صبح تک بھی انتظار نہیں کیا۔ راتوں رات اس کے پہنچانے کا قصد کیا۔ بادشاہ حضور سے دفون بیامدنا۔ اور سہین بھی سخت حالات کے بعد ایک فدا ایسا سنبھالا لیا کہ ڈاکٹروں کو یہ خیال ہوا کہ سر پرانی ہوئی موت ٹل گئی۔ مگر بادشاہ بوڑھا تخت پر بیٹھا تھا۔ اب اس کا زیادہ بوڑھا ستر برسل ہو گیا تھا۔ موت نے پہلے ہی سے بیماری کی صورت میں اپنی سخت علالت دکھا کر مطلع کر دیا کہ میں اُسے اب زندہ نہ چھوڑوں گی۔ وہ کیا مرا انگلستان کی حکومت شخصی کارا سہا دم بھل گیا۔ حکومت شخصی پر زوال تو موت سے آ رہا تھا۔ حکومت نوعی اور حکومت بھیجی ہی اس سے چھینتی جاتی تھیں۔ اور وہاں اپنے قدم جاتی تھیں۔ مگر پھر بھی ہاتھی نکل گیا تھا۔ دم باقی تھی۔ بادشاہ کے دم نکلنے سے یہ دم بھی نکل گئی۔ اس بادشاہ کے باپ کی فقط حکومت شخصی اس قدر باقی تھی کہ وہ جن وزراء کو چاہتا تھا اپنے ڈسٹرب کا دیکھ کر مقرر کر سکتا تھا اور جن کو چاہتا تھا مقرر کر دیتا تھا۔ اس کے برخلاف کوئی کچھ کہتا تو مستانہ تھا اس کے بعد ولیم چہارم کے ماتھ میں خیریت رہا کہ جس کو چاہتا تھا فقط اپنی رضامندی کے سبب معزول کر دیتا اور کو مفسس ہو سکتا تھا خلاف وٹ دیتے تھے تو وہ غیر خیال نہ کرتا اب یہ حال ہو گیا کہ بادشاہ کو کسی دیر کے مقرر اور معزول کر دینا اختیار بغیر منظوری کو مفسس ہو سکتا تھا۔ مطلق نہیں رہا۔ اگر بادشاہ اپنے خدایا

سے کسی زیر کو مقر یا مغزول کرنے تو غل شوہر چ جائے اور فساد کھڑا ہو جائے پس حکومت شخصی
 انگلستان سے ایسی جاتی رہی جیسے کہ گڑھے کے سر پر سے سنگ۔ اب اسکا یقین کرنا مشکل ہو
 ہو کہ وہی پہلے اپنے کام کھلم کھلا کرتی تھی گو لوگ اسکے تسلیم کرنے کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ اب تو
 انگلستان کی طرز حکومت ایسی ہو کہ اسکے تین ارکان سلطنت بادشاہ اور امراء اور رعایا کے دلائل
 سلطنت کی ایسی طرز کو کونشی ٹیوشنل گورنمنٹ کہتے ہیں۔ اسی اصول پر قانون سلطنت کا
 مدار ہے۔ تین آئندہ اسی انگریزی لفظ کو استعمال کرونگا۔ اسکے معنی پڑھنے والوں کو یاد دہانی
 پہلے دو بادشاہ بھی کونشی ٹیوشنل بادشاہ تھے مگر ایسے بے خست یا نہ تھے۔ جیسے کہ اب
 بادشاہ ہوتا ہے۔

ولیم چہارم نے اپنی آخر زندگانی کے ایام میں اپنی ذاتی عظمت و شان عجیب
 غریب دکھائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی قاعدہ ہے کہ بادشاہ جانتے ہیں کہ ہمو کیونکر
 مرنا چاہیے۔ ولیم چہارم بھی متکبر اور کچھ کھل کھرا ایسا ہی تھا جیسے اس کے اکثر اور حقیقی بھائی تھے
 وہ بحری افسر ایسا تھا کہ کوئی افسر بالادست و محکوم نہیں بنا سکتا تھا۔ وہ احکام کا کیا پاس لٹا
 کرتا تھا یا انکے ماننے سے انکار کر دیتا تھا ایسے اسکے واسطے یہ تجویز مناسب قوم ہوئی کہ وہ عملی
 خدمت سے بالکل علیحدہ کر دیا جائے اور بموجب قاعدہ کے خالی بیٹھا ہو اپنے عہدہ کے
 ملابح کی ترقی پایا کرے۔ فوجوانی میں ایک فہم سے زائد ایسی اپنی طبیعت کی جولانیوں کھائیں کہ
 کوئی انکا متعل نہیں ہو سکتا تھا۔ جب وہ کلیرنس کا ڈیوک تھا۔ تو اُسے ان باتوں میں سخت سخت
 پر اپنی کمر بستگی کی جگہ خزانہ سب ہی ملک کے برعکس و عالی و داغ تھے۔ مثلاً غلاموں کی تجارت
 یعنی برودہ فروشی کی مو قوفی کی سخت مخالفت کی۔ اس سے وہ لوگوں کے دل سے اُت گیا۔ خزانہ نہ رہا
 ہوسٹس آف لارڈس میں اپنے بھائیوں کے ساتھ خاندان شاہی میں ہو کر اُس نے
 سخت کلامی کے ساتھ مباحثوں میں کٹا فضاختی کی کہ جو اس زمانہ میں اوس کا منس ہوس کے
 مباحثوں میں میوٹ شرمناک بھی جاتی ہے جو بڑے فساد انگیز اور مخالفت آمیز ہوتے ہیں
 مگر ولیم چہارم ان لوگوں میں سے ایک تھا۔ جی حالت ایسی ترقی پذیر و بہتر ہوتی جاتی ہے
 جیسی کہ ان کے ذمہ پر جواب ہے بڑھتی جاتی ہے۔ اسکی بادشاہی کی حالت شاہزادگی کی حالت

ہزار درجہ بہتر تھی اُس نے ثابت کر دیا کہ میں کونسی ٹیوشنل بادشاہ کے فرائض سمجھنے کی
ایسی قابلیت رکھتا ہوں جو اسکے باپ جارج سوم میں تادم مرگ نہیں پیدا ہوئی کہ بادشاہ پر لازم
کہ وہ بعض اوقات اپنی میلان طبیعت اور تعصبات کو ان معاملات میں دخل نہ دینے دے اور
دور رکھے جو جہتوں کے اغراض سے متعلق ہوں۔

اس بادشاہ نے اپنے آخری وقت میں جیسے نیک کام کیے ایسے ساری عمر میں
کیے تھے وہ اپنے مرنیکے دفن میں اپنے پاس کے آدمیوں کی بڑی خاطر داری و دلداری کرتا تھا
اور انکے ساتھ اشرفانہ برتاؤ برتا کرتا تھا۔ جبہ ۱۸۰۸ء میں کو سو کر اٹھا تو اُس نے یاد کیا کہ آج کا دن
وہ ہوجین وائرلو کی لڑائی کی یادگار کا سالانہ جلسہ ہوا کرتا ہے۔ اُس نے شوق سے اپنی دلی تمنائے
ظاہر کی کہ میں کاش آج جیتا رہوں گا پھر مجھے شام دیکھنی نصیب نہ ہو۔ اُس نے ڈیوک و لنکسٹن
سے وہ علم جو ہمیشہ اسکے پاس آجکے دن وہ بھیجا کرتے تھے منگایا اور ہما کو جو علم کے اوپر زیب افزا
تھا ساتھ لگا کر فرمایا کہ اسکے چھوٹے سے مہری جان میں جان آتی ہو۔ اس جلسہ کی دعوت شاہی
وہ ہمیشہ بذات خود شریک ہوتا تھا اسلئے ڈیوک و لنکسٹن نے اسکی علالت کی حالت میں
دعوت شاہی کا موقوف کرنا مناسب جانا۔ اور اس باب میں بادشاہ کی مرضی کا استفسار کیا تو
بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ دعوت شاہی بدستور ہو اور اسکے ساتھ یہ پیغام بھی ڈیوک کے پاس پہنچا
کہ مجھے امید ہے کہ سب مہمان آجکے دن خوشیاں منائینگے۔ موت بہت قریب آنے سے وہ
اپنے پاس کے آدمیوں سے بڑی درد انگیز آواز میں باتیں کرتا تھا۔ اور بار بار دعا میں منگوانا اور
نماز میں پڑھواتا اور اُن سے کہتا کہ میں اپنے مذہب کی سچی باتوں پر ہمیشہ دل سے یقین اور ایمان
رکھتا ہوں۔ اُس نے کاروبار کے کاغذات کا صندوق منگایا اور اپنے منشی کے توسط سے کچھ کام
کیا اور سب سے بڑا نیک کام اپنے آخر وقت میں یہ کر گیا کہ اپنے کپ کپاتے ہاتھوں سے ایک مجسم کی بنائی
معانی کا حکم کہلا بھیجا اسی ملنے کا حکم ہو چکا تھا بادشاہ کی تسلی و تقویت کے لئے بعض مصاحبوں کو
کہ حیدر شفا پائیں گے اور اپنے ملک پر برسوں تک فرمان روائی فرمائینگے۔ تو اُس نے بڑی سادگی سے
یہ فرمایا کہ میں اپنے ملک کی بہبودی و ترقی کے واسطے وٹل برسوں تک اور جینا چاہتا ہوں
اس پچاسے بادشاہ کو دل سے یقین تھا کہ میرے پیغمبر انگلستان کی ترقی کا ہونا دشوار ہے

مگر یہ یقین صرف اسکا ایک ہم تھا مگر پھر بھی یہ خیال ایسی ہی وقت رکھتا ہے کہ بادشاہ کو خیر خواہ ملک کا لقب دیا جائے تو بیجا ہوگا۔ اول اول لوگوں کو یہ بڑی اُمید تھی کہ ولیم ایسا مردِ ست قدی جبارانہ ہوگا کہ اسپر اسکی قوم کو جو جبری سیلاب ہو فخر ہوگا۔ مگر اُس نے ان ساری اُمیدوں میں لوگوں کو ناامید کیا۔ مگر جب اُسکے سر پر سلطنت کی جوابی کار بار رکھا گیا تو اُسکے کسی دوست کو یہ اُمید نہ تھی کہ وہ ملک کا خیر خواہ بادشاہ ایسا ہوگا جیسا کہ وہ ہوا۔ پس اب دوسری طرح سے اُس نے ناامید کیا۔ بادشاہ مر گیا تو دونوں لارڈ ہوس اور کانس ہوس میں اسکے ستایش نامے پڑھے گئے۔ وزراء عظام نے اسکی یہ تعریف کی کہ ہمکوس بات کے دیکھنے سے حیرت ہوئی تھی کہ وہ سلطنت کی تدابیر و معاملات عظیم کے اندر فقط قوم کی صلاح و فلاح پر نظر کرتا تھا۔ اپنی پسند و ناپسند باتوں کو دخل نہیں دیتا تھا۔ اس سنی کر میں بادشاہ کو خیر خواہ ملک کا لقب دینا درست ہو۔ اس زمانہ حال میں نسبت پہلے زمانہ کے بنگلستان کی ترقی اعلیٰ درجہ کی ایسی ہو گئی ہے کہ کوئی بادشاہ ایسی ہی کوئی نہایت اعلیٰ درجہ کی لیاقتیں و صفات دکھائے تو وہ لقب فیض ہوس اس لیے کہ ولیم کی سلطنت کا مقابلہ پہلے گزشتہ سلطنتوں سے کرنا چاہیے نہ آئندہ سلطنتوں سے۔ پہلا پہلے زمانہ کی تعلیم ہی کیا تھی کہ ولیم فاضل عالم تھا۔ اسنے اپنی معاملہ فہمی و فیاضی و مہر پروری و بے سبب کل رعایا کے دلون میں اپنی محبت پیدا کر دی ہے۔

ولیم چارم (دعاج کا پسر سوم) کے کوئی اولاد نہ تھی کہ باپ کی جانشین ہوتی اسلئے ڈیوک کمنٹ (دعاج کا پسر چارم) کی دختر شہزادی و کٹوریہ کے سر پر شہزادی چارم ہو جائیگی اسوقت اٹھارہ برس کچھ زیادہ تھی۔ باپ تو انکو آٹھ مہینے کا چھوڑ کر مر گیا تھا۔ مگر اُنھوں والدہ کے اہتمام سے عقلی و جسمانی تعلیم نہایت اعلیٰ درجہ کی پائی تھی۔ اول ہی سے انکو خود اعتمادی و جرات و ہمت کی باتیں اور خوش انتظامی سکھائی گئی تھی۔ حُر و جستیا و انتظام بکھائی شجاری کی تعلیم ایسی ہوئی تھی کہ وہ بھی گویا غریب دی خدین۔ موت جو اپنے زمانہ کے شہزادوں کی شہزادیوں کی تعلیم کی نسبت تحریر کیا کرتے ہیں۔ اکثر ایسی وقت ہر شخص کی نظر میں بڑی نہیں ہوتی مگر یہاں اس میں شبہ کرنے کی جگہ نہیں ہے کہ اس شہزادی کی تعلیم کا منشا یہ تھا کہ وہ عاقل و نشاندہ ہو کار ہون۔

اس نوجوان نلکہ نے جس طرح اپنی تخت نشینی کی خبر کو سنا اسکا حال مس من چٹا
 نے لکھا ہے۔ وہی کبھی تاریخون میں نقل کیا جاتا ہے۔ میں اس میں کچھ اور حال اور تاریخون سے نہانہ
 کر کے لکھتا ہوں۔ جب بادشاہ کا انتقال ہوا تو آج بشب گین شہر پر می ڈاکٹر مولی
 اور لارڈ چیپسبرلین اور مارکولیس کو ننگم۔ ونڈ سر سے کمن سنگ ٹن کیطرت
 چلے جان شہزادی رہتی تھیں۔ وہ ونڈ سر سے میں میل کے فاصلہ پر تھا۔ ریل تھی نہیں۔ گھوڑوں نے
 اکو تین گھنٹے میں پہنچایا۔ آدھی رات کو دو بجے چلے۔ صبح کے پانچ بجے قصر کمن سنگ ٹن میں
 پہنچے۔ جہاں سب آدمی پڑے سوئے تھے۔ ایک ستائے کا عالم تھا کسی آدمی کی آواز تو سنائی نہیں دیتی تھی
 مگر درختوں چرپرٹیاں چون چون کر رہی تھیں۔ ان خبر رسالوں نے دروازہ کھٹ کھٹایا۔ تالیان کا بیان
 شکل سے ایک دربان کو جگایا۔ جس نے انکو اندر آئے دیا۔ صحن میں کھڑے رہی۔ دربان ایک نوکر کو جگا
 گیا تو نوکر نے انکو بیٹھنے کیلئے ایک کمرہ نیچے بتا دیا۔ یہاں بیٹھکر انکو انتظار کرنا پڑا۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ
 نوکر انکو بھول گیا۔ آخر کو انتظار کھینچتے کھینچتے وہ گھر گئے۔ گھنٹہ بجایا۔ ایک نوکر آیا۔ تو اس سے کہا کہ شہزادی
 سے جا کر عرض کرے کہ ہم ان سے ملاقات کرنی چاہتے ہیں۔ وہ یہ سن کر چلا گیا۔ پھر خبر ہوا تو انھوں نے
 پھر گھنٹہ بجایا تو بیرولنس لیڈرین آئیں اور انھوں نے کہا کہ شہزادی اس وقت خواب شیرین میں
 آرام فرماتی ہیں کہ ہم ان کے جگانے پر جرات نہیں کر سکتے تو انھوں نے کہا کہ ہم ایک بادشاہی کام
 کیلئے ملکہ کے پاس آئے ہیں۔ انکو اس وقت جاگنا ضرور ہو۔ بس اس ملکہ کے لفظ کہنے سے راز کھل گیا کہ
 شہزادی وکٹوریہ ملکہ انگلینڈ ہو گئیں۔ لیڈرین سننے ہی شہزادی کے پاس وڑی گئی۔ اور شہزادی
 کو جگا کے یہ خبر سنائی۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ دوچس کٹ کے پاس گئی اور یہ خبر سنائی تو وہ بچی پائین
 اور انھوں نے بے کمالک پٹی اب سکو کا وقت نہیں ہے۔ اٹھو۔ غرض شہزادی نے یہ خبر سننے ہی منتظر رہ کر
 ایک لمحہ کا انتظار نہ دکھایا۔ وہ پلنگ پر سے کودیں اور کندھوں پر ایک شال ڈال لی۔ رات کا لباس پہنے
 ہو کے بال کندھوں پر بکھرے ہوئے اور پاؤں میں جلیں پہنے ہوئے اور آنکھوں میں ہینڈ کاغذ بھرے ہوئے
 چہرہ پر استقلال جلال کی شان لیے ہوئے اس کمرہ میں آئیں جہاں انکا انتظار ہو رہا تھا۔ چند الفاظ میں
 مارکولیس کو ننگم نے وہ خبر سنائی جبکہ نو وہ اور آج بشب آئے تھے جو وقت انکے منہ پر الفاظ کھلے
 کہ یو ترحشی (حالیجا با ملکہ) اس اٹھاہ برس کی عمر کی یہ شہزادی اپنی شوخ و فطری سارا مطلب سمجھتی

اور اپنا ہاتھ پھیلایا کہ آپ آپ اول بوسہ دیجو۔ پھر گے مطلب کیو مار کو لیں گے ایک اپنا گھٹنا ٹیک کر ہاتھ پرکھ دیا
پھر آگے اُس بادشاہ کے مزیکا حال بیان کیا۔ پھر شہزادی نے اپنا ہاتھ آرج لبشپ کے روبرو کیا اور
اُنھوں نے بھی گھٹنا ٹیک کر بوسہ دیا۔ اب وہ کام کر کے جو ملکہ ہوئے کیلئے مناسب حال تھا عورت
پنے کی بات کی کہ اُنھوں نے سادگی سے یہ فرمایا کہ آپ میرے لئے دعا مانگیے۔

بس جون کی خاموش صبح کو ملکہ اور آرج لبشپ نے گھٹنے ٹیکے۔ اور گھوڑیا کی سلطنت
کے لئے بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے دعا مانگی۔ لبشپ فل فورڈ اس عاکا یہ حال بیان
کرتے ہیں کہ اس نوجوان ملکہ نے اپنے جدید منصب جلیل القدر کی خبر سن کر ارج لبشپ سے مطالب
ہو کر فرمایا کہ آپ خدا سے میرے حق میں دعا مانگیے۔ وہ اور ملکہ دونوں سجدے میں جھکے اور ملکہ
نے اپنی نئی سلطنت کی مبارکی کی واسطے اس طرح دعا مانگی جس طرح پہلے غالباً کسی زمانے میں
بنی اسرائیل کے نوجوان بادشاہ نے خدا تعالیٰ سے جو انسان کی کل سلطنتوں پر فرمانروائی
کر نیوالا اور انسانوں کے دلوں کو انصاف کرنیکے واسطے جاننے والا ہے۔ ایسی دعا مانگی ہوگی
مگر کسی ایسی شہادت سے ملکہ کے اس دعا مانگنے کی صداقت نہیں ہوتی کہ اس پر اعتبار کیا جاسکے۔

مستر ہوس یہ تحریر کرتے ہیں کہ جب ملکہ اس کمرے میں آگئیں جسمیں یہ سب شرو
رسان موجود تھے تو لارڈ چیچمبر لین نے گھٹنا ٹیک کر ملکہ کے روبرو وہ کاغذ پیش کیا
جسمیں انکے چپا کے مرنے کی خبر لکھی ہوئی تھی آرج لبشپ نے کہا کہ ملکہ ایڈمی لیڈ کے ارشاد
سے میں بیان آیا ہوں۔ اُنھوں نے یہ خیال کیا کہ حضور اس خبر کے سننے کو پسند کریں گی کہ بادشاہ
آخر کو آرمگاہ میں چلا گیا۔ اس اثنا میں وہ سب خاص پیغام رسانوں نے کونسل روم میں
بادشاہ کے مرنے کی خبر پہنچادی پر اتومی کونسل روم کے نام سب میں جلدی ہو گئی کہ وہ قصر
کن سنگ ٹن میں جبقہ جلد ممکن ہو حاضر ہوں تاکہ بادشاہی ایڈلیس فم باخرواری اور غیر
خواہی کا ملکہ کے روبرو پیش کیا جائے۔ یہ آئدیس پہلے سے تیار ہو گیا تھا۔ اور کونسل کے ممبروں
کو اس پر علم ہو گیا تھا۔

ایک باہر کے کمرے میں پہلے سے بلائے ہوئے آدمی موجود تھے انہیں ڈیوک
نس سیکس اور ڈیوک ونگٹن اور لارڈ میل پورن تھے جن سے نوبت پہلے

بلکہ سے ملاقات ہو چکی تھی۔ پھر بارہ وزراء و اہل اعظام و عمدہ دارین اعلیٰ بلائے گئے۔ درواز
بند کیئے گئے۔ ایڈریس پکار کے پڑھا گیا۔ اور اسپرل سس میکس نے اور پھر حاضرین
جذبات و دستخط کیئے۔

ایسے بعد دروازے کھولے گئے اور پھر ایک سٹیٹ سیلین کھولا گیا۔ جسکی دہلیز
ایک خوشاموز جوان لیڈی کھڑی ہوئی تھی۔ اسوقت سیاہ ریشمی ماتمی لباس زیب تن تھا۔ اور لہجہ
روشن بال پیشانی سے جدا چمک رہی تھیں۔ وہ کوئی زیور پہنے ہوئے نہیں تھیں۔ اسکا سبب یہ تھا
کہ وہ ملکہ ایڈریس کی ماں کے سوگ میں تھیں۔ ڈیوک سس میکس آگے بڑھا اُس نے
بھتیجی کو گلے لگایا اور اسکا بوسہ لیا۔ لارڈ میل بورن اور اورڈون دستور کے موافق ملکہ کی
دست بوسی کی۔ اسٹیرد عرض کی، نے ایڈریس لیلیا اور دروازوں کو بند کیا اور ملکہ جسطرح
آئین اسپرٹ چلی گئیں۔ نہ ملکہ معظمہ نے کوئی لفظ کھانا کوئی اور حاضرین میں سے بولا۔ اس خاموشی نے
اپنا عجیب و غریب تماشا دکھایا۔ حسین کسی آواز نے خلل نہیں ڈالا۔

گرے ویل صاحب روزنامہ نویس بادشاہ کی اور بادشاہی باوقی بھٹائی اور مہ
سرائی سے دلی نفرت رکھتا ہے۔ وہ واقعات کو بے کم و کاست رست رست کہتا ہے۔ خواہ کسی کو
وہ تلخ و ناگوار معلوم ہوں انکا روزنامہ کتنی خوش ہے۔ وہ تلخ خاندان شاہی کا بڑا معتبر سرمایہ سمجھا جاتا
ہو کہ شہر مونیخ ان ہی کے بیان کو مستند جان کر نقل کرتے ہیں۔ انھوں نے جیاعمدہ بیان حضرت
علیہ کے اجلاس دل کا حال لکھا ہے۔ اُس سے بہتر کسی اور نے نہیں لکھا۔ اُسکی نقل نیچے کیجاتی ہے۔
گیارہ بجے پرائیوی کو نسل کا اجلاس ہوا۔ اسٹیرد گرے ویل اپنی آنکھوں کا

دیکھا ہوا حال اس اجلاس کی کارروائی کا لکھتے ہیں جس میں کوئی الزام انکو طرفداری کا نہیں
لگایا جاتا۔ بادشاہ دو بجے ۲۰ منٹ پر کل رات کو مرا تھا۔ فوجان ملکہ کی کونسل کا اجلاس گیارہ بجے
تھرکن سنگٹن میں ہوا۔ اول ہی مرتبہ ملکہ نے لوگوں کے دلون پر اپنا ایسا سکھایا
کہ جسکی نظیر نہیں۔ اور اپنی تعجب خیز سچائی و حقیقت راہچر صحیح تعریف کا گیت سب کی زبان
وہ گویا جسکی کسی کو امید نہ تھی۔ شہزادی کا عفتوان شباب اور انکی نا تجربہ کاری اور انکی ذات خاص
دنیا کی خیر و بری کا اقتضا طبعی یہ تھا کہ خواہ مخواہ خلقت اس خجوں کی طرف متوجہ ہو کہ وہ اس امتحان

پرائیوی کو نسل کا اجلاس

کے موقع پر کیا۔ اپنے جوہر دکھانی ہیں۔ تھوڑی دیر کی طالع میں تھر شاہی ہیں اومیون کا ایک
ازدحام کشیر جمع ہو گیا۔ مقدم کام یہ تھا کہ وزیر اعظم میل پورن خود ان کامون کا علم حاصل
کرین۔ جو آج کرنے چاہئیں۔ اور پھر انکو ملکہ کو بتلا دیں کہ آپ کو یہ کام کرنے ہونگے سوٹر گرول
نے کونسل کے کاغذات وزیر اعظم کو دیدیئے اور وزیر اعظم نے ان کامونکو جو آج کرنے چاہئیں تھے
ملکہ کے روبرو بالتفصیل بیان کر دیئے۔ وزیر اعظم نے ملکہ منظمہ سے یہ بھی پوچھا کہ کیا حضور شاہی امرا
عظام کے ہمراہ کونسل میں تشریف لیجانا چاہتی ہیں۔ سو انھوں نے فرمایا کہ نہیں میں تمنا جاوگی
جب سب لارڈ جمع ہو گئے تو لارڈ پرسیپینڈنٹ نے انکو بادشاہ کی موت
سے مطلع کیا اور ان سے یہ کہا کہ آپ لوگ جو کثرت سے بیٹھے ہیں ان میں سے ملکہ منظمہ کے حضور
میں چند کا حاضر ہونا مناسب ہوگا وہ جا کر ملکہ کو مطلع کریں کہ ہم سب اس مقصد کیلئے جمع ہوئے
ہیں۔ چنانچہ دو شاہی ڈیلوک ملکہ کے چچا اور دو آرج بشپ ولارڈ کو کونسلر میل پورن
انکے ساتھ گئے۔ ملکہ نے متعلق کے کمرہ میں کیلی لین۔ جب یہ اٹھنے چلے آئے تو اشتہار پڑھا
گیا اور معمولی احکام جاری ہوئے۔

جب دروازے کھولے گئے تو ملکہ منظمہ نے اپنے دو عوسے بزرگوں کے ساتھ جو
انکی ملاقات کیلئے پہلے سے گئے ہوئے تھے کونسل میں داخل ہوئیں اور لارڈس کے روبرو بیٹھ گیا
اور ایک کرسی پر جو تخت کی صورت بنائی گئی تھی رونق انروز ہوئیں اور بہت صاف صاف بغیر
کسی جھجک و خوف کے اپنا چہرہ ایسی خوش آوازی سے پڑھا کہ سب نے سنا۔

میرے عالیجناب عمومی کی وفات کے سبب قوم کو صدمہ جا نکاہ اٹھانا پڑا اور اس
ملکت کی فرمانروائی کے فرائض کا ادا کرنا میرے ذمہ ہو گیا۔ اس غمخوارانہ شباب میں اس خطرناک
جوابدہی کا بار گران میرے سر پر دفعۃً ایسا رکھا گیا تھا کہ میں اس کے نیچے نہیں جاتی اگر مجھے اپنے اللہ
سے یہ امید نہوتی کہ جسے مجھ پر کام سپرد کیا ہے وہ اس کے سر انجام دینے کی قدرت بھی دے گا۔ اور
میں اپنی نیتوں اور فرائض عام کی گرم کوششوں میں وہ سہارے اور مخازن نہ پاتی جو کہیں کوئی
اور تجاہد کاروں میں ہوتا ہو۔ میں خدا کی حکمت پر اور اپنی رعایا کی خیر خواہی اور محبت پر پورا پورا بھروسہ
رکھتی ہوں اور اس کی قدر کرتی ہوں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ میں ایسے بادشاہ کی جانشین

ہوئی ہوں جو اپنی رعایا کے حقوق اور آزادیوں کا پاس اور لحاظ کرتا تھا اور اپنے ملک کے قوانین کو نسٹی ٹیموشن کی صلاح و ترقی کی تمنا دلی رکھتا تھا جبکہ سبب ہمیشہ اسکا نام تنظیم محبت کے ساتھ یاد جایگا۔ میں نے انگلستان میں اپنی روشن ضمیر رحم دل مادر مہربان کی نگرانی میں تعلیم پائی ہے۔ میں نے اپنی ابتداء سے عمر سے پس بیکھا کہ اپنے ملک کی کونسٹی ٹیموشن کا پاس لحاظ رکھوں۔ مذہب کی جو اصلاحیں قوانین نافذہ نے کی ہیں اسکی حمایت کو ہمیشہ مد نظر رکھوں اور اسکے ساتھ ہی کل عایا کو مذہبوں کی آزادیوں سے خوش کروں اور اپنی رعایا کے ہر طبقہ اور ہر طاغیہ کی صلاح و فلاح رفاه و خوش کرنے میں اور اسکے حقوق کی حمایت و حفاظت میں اپنی ساری طاقت خچ کروں۔

سٹرگریول بیان کرتے ہیں کہ ملکہ نہایت سادہ لباس ماتم ناپہنے کے تھیں جب وہ اپنا بیچ پڑھ چکیں اور آج لیشپ کن ٹر بری نے انے سکوت لینڈ کے چرچ کی حفاظت کا حلف لیا اور انہیں دستخط کر لئے تو پیر الوی کونسروں نے تسین کھانین اول ملکہ کے دو بوڑھے چچا ڈیوک شاہی آئے اور انکے آگے گھٹنے ٹیک کر وفاداری کی قسم کھائی اور انکے ہاتھ پر بوسہ یا تو میں نے دیکھا کہ ملکہ کے دل میں ایسی شرم آئی کہ اسکا رنگ آنکھوں میں دکھائی دیا۔ اُس وقت انکے دل میں یہ اثر ہوا کہ شاہی اور درباری رشتہ مند یوں کے تعلقات میں کیسا تضاد ہے۔ ان کے ساتھ بڑا دل آویز حسن و خلاق یہ برتا کہ دونوں چچاؤں کے بوسے کر سہ سے اٹھ کر ڈیوک سس میکس کی طرف حرکت کی۔ وہ انے دور تھے اور ضعیفی کے مارے ان تک پہنچ نہیں سکتے تھے بعض مورخ لکھتے ہیں کہ ملکہ نے اپنے بوڑھے چچا کے رخسارے کا بوسہ لیا۔ اور فرمایا کہ گھٹنے ٹیکنے کی تکلیف آپ کیوں کرتے ہیں۔ میں تو آپ کی وہی بھتیجی ہوں۔ بس یہی ایک فہم آنکھوں نے اپنے جوش ملی کا اظہار کیا۔ قسم کھانیوں نے ایک دوسرے کے بعد ہاتھ پر اسقدر بوسے دیئے کہ وہ گھبرا گئیں۔ مگر انھوں نے کسی سے بات نہیں کی۔ اور اس کے ساتھ ایک انداز برتا اور سب کو ایک نگاہ سے دیکھا۔ خواہ کسی رتبہ و شان فرقہ کا امیر آیا مگر انکے چہرے میں کچھ فرق نہیں آیا۔ میں نے خاصکر اُس وقت اس بات کو دیکھا کہ میل بورن وزیر اعظم اور ڈیوک لنسنگٹن اور پیل انکے سامنے آئے جب انکو کسی کام کرنے میں

شہبہ پرتا تو وہ وزیر غلام کی طرف ہدایت کیلئے دیکھتین گرا لیا اتفاق بہت ہی کم ہوا۔ انہوں نے نہایت تمکین و وقار سے اس رسم کو ادا کیا اور اُسہیں اپنی حسن لیاقت سے جیاد و سنجیدگی کو نہایت دلچسپ طور پر دکھایا کہ لوگوں کے دلوں میں اُنکی جگہ ہو گئی۔ جب سب کام ہو چکا تو جیسی آئی تھیں ویسی چلی گئیں۔ کرسیب روشن صاحب اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ ملکہ معظمہ ضرورت کے وقت کمال متانت و وقار اختیار کرتیں۔ مگر نوجوانی کی جودت کو بھی نہیں چھوڑتیں۔ جب وہ کونسل سے واپس گئیں تو یہ خیال نہیں رہا کہ وہ دروازے کے شیشوں میں میری حرکتیں دکھائی دیں گی۔ وہ دوڑ کر بھاگ گئیں۔ اگر اس طرح نہ بھاگتیں تو اہل مجلس اُنکو اٹھاوا برس کی لڑکی نہ جانتے تیس برس کی عورت سمجھتے۔ جس عمر ت کبھی اپنی زندگی میں بغیر ملازمنوں اور مصاحبوں کے ایک قدم نہ رکھا ہوا دیکھے چہرے پر رنگ شباب بھی چمکا ہو۔ وہ دفعۃً اپنی شان و شکوہ و جلال و عظمت ایک جلسہ میں اس کردار سے دکھائے تو تعجب نہیں کہ مدبران ملکی اس کی نسبت رائے زنی کریں۔ گریوٹیل صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے سر جان پیل صاحب فرمایا کہ اس رسم کے ادا کرنے میں ملکہ کے پر وقار اطوار اور سمجھ بوجھ کو جو وہ اپنے منصب عالی کی کھتی ہیں اوجیا منا۔ یہی استقلال کو میں دیکھ کر تعجب ہو گیا۔ ویلوک ولسنگٹن نے فرمایا کہ اگر ملکہ میری اپنی بیٹی ہوتی تو میں یہ نہیں چاہتا کہ ملکہ نے جس طور سے اس رسم کو ادا کیا۔ اس سے بہتر طور سے ادا کرے۔ لارڈ بیکنس فیملڈ تحریر فرماتے ہیں کہ سلطنت کے دین عیسوی کے مجتہد امام و دینیوی امراء عظام تخت کی طرف آگے بڑھے۔ اور ملکہ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اپنی وفاداری کا اقرار کیا۔ اور خیر خواہی اور عظمت شاہی کے تسلیم کرنے کا مقدس حلف اٹھایا۔ یہ اقرار و حلف اُس ملکہ کے ساتھ تھا جو اس سرزمین پر حکمرانی کرتی تھی جس کا فتح کرنا سکندر اعظم کو نصیب نہیں ہوا اس براعظم پر تسلط تھی جو کولمبس کے خواب خیال میں بھی نہ گزرا تھا۔ وہ بہرہ مند در کی ملکہ تھی زمین کے ہر منطقہ کی فوجوں کی فرمانروا تھی۔ اسکی وجہ پاکیزہ صورت میں سیکسن کے حسن و خون اپنی جھلک دکھا رہی تھی۔ وہ اپنی اس خوش نصیبی پر فخر و نماز کر رہی تھی۔ کہ میں آدمیوں کی مصیبتوں کو دور کر کے اُنکو رچتین پہنچاتی ہوں۔

ملکہ معظمہ نے پرائوی کونسل کے رجسٹر میں اپنا نام صرف و کمٹور یا لکھا۔ اُنکی سلطنت کے

روز اول میں تمام شاہی کاغذات جو تیار ہوئے تھے ان میں آپکے نام کے اول ایک سنڈرینا لکھا گیا تھا۔ ہشتار میں آپکے نام عالی جناب ایک سنڈرینا وکٹوریا ملکہ یونائیٹڈ کنگڈم رقم ہوا تھا اگرچہ وکٹوریا نام پر پہلے لوگ پر شقتہ خاطر ہوئے تھے۔ مگر ملکہ مغلمہ کی مرضی کے خلاف یہ امر تھا کہ ان کا نام سوائے اس نام کے لیا جائے۔ کاغذات میں ایک سنڈرینا جو نام کے اول لکھا گیا تھا وہ خارج کیا گیا۔ سلطنت کے دوسرے ہی ن سے شاہی نام صرف کوئین وکٹوریا مشہور ہوا۔ اب آگے بغیر کسی اعتراض کے یہی نام خاص عام کو پیارا معلوم ہونے لگا۔ وہی انکی رعایا میں زبان زد ہوا اس مبارک نام کے معنی منطفہ و منصوبہ ہیں۔ اسی لئے یہی نام اسم با سمی تھا کہ وہ ہمیشہ جنگ کے معرکوں میں منطفہ اور صلح کے معاملات میں منصورہ ہیں۔ شاہی پیش اسپائرین کو تو میرین سب سے زیادہ خوشحال کا نام وکٹوریا رکھا گیا۔ اور پھر بہت شہروں و دارالاقامتوں کا نام بھی وکٹوریا رکھا گیا۔ یونائیٹڈ کنگڈم میں بہت تھوڑی میونی سپیلیٹان ایسی ہو گئی کہ ان میں بازاروں اور بارکون اور ریلوے سٹیشنوں اور فہ عام کی تعمیرات کا نام وکٹوریا نہ رکھا گیا ہو۔

جب سے صدی شروع ہوئی تھی انگلینڈ میں تین بادشاہ بڑی بڑی عمروں میں تخت نشین ہوئے تھے۔ اب ایک نوجوان ملکہ بخیر و عافیت تمام تخت سلطنت پر زینت بخش ہوئی تو انگلینڈ کے اندر اور باہر ایک حیرت طاری ہوئی۔ وک پارٹی کے فوزین سکرٹری لارڈ پارمستون نے اور ٹوری گروہ کے سرنٹار سر جان پیل نے نوجوان ملکہ کی نا تجربہ کاری اور دنیا سے لاعلمی تاسیف و ماتم کیا۔ ۵۔ جولائی ۱۸۵۱ء کو پیل نے لکھا کہ اصلی کونٹی ٹیوشنل بادشاہ کی ذاتی خضال پہنچے عمر۔ پبلک معاملات کی تجربہ کاری۔ اور انسان کا اور اسکے اوضاع و اطوار و اوصاف کا علم علامت پیل لکسٹ (دیکھ بھاری نون جہاز کی تہ میں جب اس میں اسباب ہند اسلئے رکھا جاتا ہے کہ وہ اسکو ثابت قدم رکھے) جو کہ سلطنت کے جہاز کو اپنی راہ میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ اور سلطنت جہوری کے دلی جوشیوں اور ملاضی کے سخت وزنوں کا اور ٹیکسون کی موقوفی کے لئے بے صبری کی ہواؤں کے جھونکوں کا مقابلہ کرتا ہے جو عوام پسند وزرا اور معزروں کی تقریروں کے زور سے پبلک کونسلوں میں اٹھتے ہیں پیل صاحب نے کونٹی ٹیوشنل بادشاہ کی نسبت جن قولوں کو بیان کیا ہے وہ وسعت میں بہت اہلیت کے زیادہ ہیں۔ اہلیت جتنی انکی ہے۔ اسکا علاج اس اند میں ہو سکتا ہے

اس سلطنت کے اول ہی اتوار کو سینٹ پال کے گرجا میں نہایت سچر سمنی سمیٹھ
نے اپنے وعظ میں قوم کے دلون کی تاثیر کی صدا اسانی اور بیان کیا کہ ہمارا نیا بادشاہ ملک کی خبر خوا
ملکہ ہر جگہ لینے یہ تو تعین ہو سکتی ہیں کہ وہ بہت دنوں اپنی بڑی عمر تک زندہ و سلامت رہے گی اور
اپنی رعایا کی آسودہ حالی اور رحمت رسانی میں ادا کرے گی۔ چند ہفتے کے بعد لارڈ جان رسل
مہم سکرٹری نے فرمایا کہ ہمارے مان عورتوں کی سلطنتیں بڑی عظمت شان کے ساتھ ہوئی ہیں بلکہ
ایلیزبتی تیسرے اور ملکہ این کے عہد سلطنت میں ہکوفت عظیمہ حاصل ہوئی ہیں۔ پس ہکو امید کرنی
چاہیے کہ ایک عورت کی سلطنت ہوگی۔ جسکے صلح کے کام بڑے نیک نام ہوں گے وہ ایلزی تیسرے - بغیر
تقریباً فی کم اور این بغیر مردہ دلی کے ہوگی۔ اور انھوں نے یہ اور اپنے بیان میں اضافہ کیا کہ ہم
نہایت شوق سے تین آرزوئیں کرتے ہیں کہ غلامی بالکل موقوف ہو جائیگی اور جرموں کی سزا سن
شائستگی اور تہذیب کے ساتھ دی جائیں گی۔ اور رعایا کی تسلیم کی ترقی ہوگی۔ سلطنت و کٹوریادینا
کی قوموں میں اور اپنی اولاد میں اپنی نیک نامی کو ثابت کر لگی۔

سینٹ جیمس کے قصر میں ۱۱ جون ۱۸۷۱ء کو دستور کے موافق ملکہ مغیرہ بھانیہ
اعظم اور آئر لینڈ کی سلطنت کا اشتہار دیا گیا۔ اشتہار یہ تھا کہ۔ چونکہ قانون
خدا تعالیٰ نے اپنی مرضی کے موافق ہمارے خدو نیا بادشاہ ولیم چہارم کو جسکی بادشاہ
دہر کر رہے ہیں پاس بلایا۔ یونانیٹھ کنگ ڈم برطانیہ اعظم اور آئر لینڈ کا تان شاہی
بلند مرتبت صاحب قدرت شہزادی الکس انڈرینا و کٹوریہ کے سر پرسلینے تھا
جناہ کہ سولے اسکے کوئی اور تاج شاہی کا ستی نہیں ہے لیکن اگر آئندہ ولیم چہارم
کے بچہ اسکی ملکہ کے مان پیدا ہو تو اسکا استحقاق محفوظ ہے اس مملکت کے ہم دینی
دو دنیا دی لارڈوس اور اعلیٰ عظم و شرفائے عظم لارڈ میسر اور ایڈمرین اور لڈرن
کے رؤسا سلینے جمع ہوئے ہیں کہ ہم سب ان زبان سے اقرار کر کے ایک ہی آواز سے
اشتہار دین اور اعلان کریں کہ بلند مرتبت و صاحب قدرت شہزادی الکس انڈرینا
و کٹوریہ یا بسبب فائ ہمارا بادشاہ کے خدا کے فضل و کرم سے برطانیہ اعظم اور
آئر لینڈ کی ملکہ دین پناہ ہو میں۔ قانونا و شرعاً صرف یہی جان پناہ سلطنت کی ستی

تھیں۔ اس میں جو کچھ صورت ہو اسکا اقرار ہم نے اوپر کیا ہے ہم سب اقرار کرتے ہیں کہ انکی اطاعت ایمان کے ساتھ کرنیکے لئے ساتھ اپنی عاجزانہ محبت دل سے رکھیں گے خدا تعالیٰ عورت مرد بادشاہوں کی سلطنت کرتا ہے ایسے ہم حاضری کے ساتھ دعا مانگا کہ نینگے کہ شہزادی و کٹوریہ کی سلطنت کو وہ اپنی برکتیں عطا کرے اور وہ برسوں ہم پر بخیر و خوشی سلطنت کرے۔ کن سنک ٹن کے کورٹ میں یہ اشتہار ۱۷ جون ۱۸۳۷ء کو اور سلطنت کے سال اول میں یا گیا۔

(خدا مالک مغلطہ کو سلامت رکھے)

اس اشتہار پر جولاڑوس موجود تھے انھوں نے دستخط کیے +

۲۱۔ جون کو دستور کے موافق اس رسم کے ادا کا وقت بلجے مقرر ہوا تھا۔ اس سے پہلے بھی قصا شہی کے سارے رستے اور انکے کوٹھ اور دروازے اور اونکے مقامات ایسے گھر تھے کہ نکل رکھنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ اس صحن میں اور اس دروازے کے آگے جہاں ملکہ مغلطہ و نئی افروز ہوئیں یا اور شرفا جمع ہو گئے۔ کنگورے اور دیوار بن تک و میوں خالی نہیں تھیں۔ دس بجے پارک سے توہین چھوٹیں اور انکے ساتھ ملکہ مغلطہ قصے کے کمرہ حاضری میں رونق افروز ہوئیں۔ اور وہ اور صحن کے لارڈ میل فورن اور لارڈ لینسٹون تھے۔ چیز کی آوازوں کے مار کاں بھٹے جاتے تھے۔ ملکہ کی والدہ ماجدہ بھی پیچھے کھڑی ہوئی تھیں۔ انکی تحسین آفرین کا بھی ایک غل شور تھا۔ ملکہ مغلطہ تھکی ہوئی تھیں۔ رنگ زرد ہو رہا تھا۔ مگر چیز کے جوابا مانہ دیتی تھیں۔ وہ اتنی لباس پہنے ہوئے تھیں۔ ملکہ اور انکی والدہ اس جلسہ کو بڑے شوق سے دیکھ رہی تھیں اور با جینج رہی تھے اور کلن مراحم شاہی ادا ہو رہی تھیں۔ کہ اشتہار محرمہ ۲۰۔ جون جو بننے اوپر لکھا ہے۔ با واز بند پڑا گیا۔ ملکہ مغلطہ اسکو سنتی رہیں۔ لوگوں کے دلوں میں خوشی کے جوش اٹھتے تھے کہ ملکہ کو خدا سلا رکھی گاتے تھے۔ اور وہ زور و شور سے غل مچاتے تھے کہ ایک افسر نے پکار کر کہا کہ خاموش۔ دل پر ان آوازوں کا جو مول کے ٹکڑے اثر آتی تھیں ملکہ پر ایسا اثر ہوا کہ رونے لگیں۔ اس نوحے کے واقعہ کو سٹر بروٹنگ نے نظم میں موزون کر کے ایک یادگار عظیم بنا دیا +

اسے گیم! تو بادشاہوں کی وارث ہے۔ ایک بادشاہ کو موت کے بادشاہ سے جدا کیا

شہزادہ ننگ کی نکاحی

اب تو اپنی ماں کی چھاتی پر پڑی ہوئی ندرہ بلکہ اوروں کی شان و شوکت و عزت کیلئے بادشاہی اختیار کر اس ملک پر حکومت کر جو تجھے خدا سے زیادہ چاہتا ہو تو تاج پہننے کے سبب سے روتی تھے روتی ہوئی ملکہ کو خدا سلامت رکھی۔ تو سب دلوں کو پیاری ہوگی۔ تیرے آنسوؤں نے جو دلوں پر اثر کیا ہے وہ کسی قہرمان کا عصا اثر نہیں کر سکتا۔ تیری آنکھوں میں جلال و قدرت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ وہ قہرمانوں میں نہیں دکھائی دیتا۔ جو محبت ازادیوں کی محافظت کرتی ہے وہ اس قوم کو عجیب برکتیں عنایت کرتی ہے جسکا بادشاہ تاج پہننے پر روتا ہو۔ تھے روتی ہوئی ملکہ کو خدا اپنی خدائی برکتوں سے متبرک بنائے اور تیرے ملائم دل کو دنیوی محبت سے زیادہ دینی محبت سے پر کرے جب دنیا کی سلطنت کا تخت قبر کی طرح نیچے جاے تو تو وہ تاج پہننے جس پر فرشتے خوشی کی آوازیں لگائیں اور تو تاج آسمانی کے سر پر رکھنے سے نہ روئے

جب اس رسم سے سب طرح سے انکو فراغت حاصل ہوئی تو محل میں جلدی جلدی قدم اٹھاتی ہوئی اپنی والدہ منظر کے کمرے میں تشریف لگئیں اور انکی چھاتی پر سر رکھ دیا۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہا دیا۔ ماں نے انکی تشفی و تسلی کی تو انہوں نے یہ فرمایا۔ ماما! امان مجھے مشکل سے اسکا یقین ہوتا ہو کہ میں ملکہ انگلیٹ ہوں۔ مگر میں خیال کرتی ہوں کہ ملکہ ہوں۔ کیا میں نہیں ہوں؟

ماں نے جواب دیا کہ میری پیاری لاڈلی بالی تم ملکہ ہو۔ ابھی جس جلسہ سے تم آئی ہو اس سے تم کو یقین ہو سکتا ہے کہ تم ملکہ ہو۔ تم نے سنا کہ تمہاری رعایا تمہارے نام کی خوشی کے نعرے مار رہی ہے اور پکار رہی ہے کہ خدا تم کو برکت دے۔

ملکہ نے جواب دیا کہ اب مجھے اپنے خضائل کے بدلنے کی عادت ڈالنی چاہیے جب تم اپنی بیٹی کو دیکھتی ہو کہ وہ ایسی سلطنت عظیم کی فرمان روا ہو گئی تو اسکی درخواست جو سب سے اول ہے منظور فرمائیے کہ میں آپ سے دو گنٹھ کے لئے جدا ہوں۔ یہ پہلا ہی دن تھا کہ بیٹی اپنی زندگی میں ماں سے جدا ہوئی ہے۔ یہ نوجوان ملکہ آدمیوں سے جدا ہو کر خلوت میں خدا کے ساتھ یہ التجا کرنے لگی کہ اے خدا میں ایک نئی بڑی سلطنت کی بادشاہ ہوں اُسکے فرائض کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔ وہ روز بروز اور سال بسال بڑھتی جائے گی تو میری ان مشکلوں کو سہل کرے گا۔

ملکہ کو خدا اور تیرا نامی میں دعا کرتا ہوں

سے تاج رفعت بر سپہ روی طاعت بر زمین پائے دولت بر سر پرو فریق منت و سجود

کن سنگ ٹن کے جلسہ کونسل کے مرقعہ میں میر کے سر پر ملکہ مغظمہ
فرزین اور میر کے پایہ کے پاس کے سامنے سیاہ مخمل کی ٹوپی پہنے ہوئے ڈیوک
سیکس اور جنرل اعظم لنڈر ہرسٹ اور لارڈ برہم - ڈیوک و لنکسٹن وجان
رسل وجان پیل اور لارڈ ٹوکیل بورن ملکہ مغظمہ کے شہر وزیر اعظم ہیں۔ یہ نام یاد رکھنے
چاہئیں۔ یہی نامور امراء عظام کارکنان سلطنت ہیں جن کا ذکر بار بار آئے گا۔

ملکہ مغظمہ نے اس کام کو ایسی خوبی سے بے تکلف انجام دیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ
وہ ساری عمر سے اس کام کی مشق کیا کرتی تھیں۔ لارڈ لینسٹون اور ان کے ہمراہیوں آپس میں
سازش کر کے ملکہ مغظمہ کے روبرو کونسل کے کاغذات پیش کرنے میں گڑبڑ کی۔ مگر انھوں نے اسکو
چلنے نہ دیا۔

ملکہ مغظمہ کا شہنشاہی پانارن اوقات میں بھی عجیب و غریب جو خیالی قصص افسانوں
میں بیان ہوتے ہیں۔ وہ تاریخ کی سطح سے بہت بلند ہو۔ مورخ جو زمانے کی تاریخ لکھتے ہیں وہ بھی
اس داد الہی کی یاد میں تھمتے ہیں کہ اس شہنشاہی کے لئے کیا خدائی ساز و سامان ہو ہیں۔ اس
داد کے چھ بیٹے تھے جنہیں سے دو بادشاہ تھے۔ اور دو اور بادشاہ ہوتے۔ اگر اصل انکو فرصت
دیتی۔ ایک چچا جو پہلے بادشاہ ہوا ہے اس کے صرف ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ اٹھارہ برس کی عمر میں
نامراد مسلمان ہو گئی۔ مردہ بچہ جن کو زندہ نہ رہی۔ دوسرا چچا جو بادشاہ ہوا اس کے مان دو بچے پیدا ہوئے
جو سبکی کی طرح اپنی چمک نکم نکم کے غائب ہو گئے۔ چچا اور باپ جو بادشاہ ہوتے وہ پہلے ہی بادشاہ
ہونے کے لیے دنیا سے رخصت ہوئے۔ باپ انکو دو دھپیتا چھوڑا۔ مان نے انکی پرورش و تعلیم کی اس
تعلیم کی برکت سے اور خدا و طبیعت کی جودت سے نوجوانی میں ان میں وہ فرمانروائی کی قابلیت
پیدا ہو گئی کہ بادشاہوں کو بھی شاہزادوں اور میسر ہوتی ہے۔ سلطنت کا روز اول ہی تھا کہ اس میں وہ اپنا
جوہر قابلیت دکھایا کہ مہربان سلطنت اسکو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ یہ بیان بھی ہمیشہ یاد رہے گا
کہ ایک چھوٹی لڑکی دنیا کی بڑی سلطنت کی شہنشاہ ہو گئی۔ کیا ان کے ذمے کئی جواب ہی نہ تھے یا
جو اہم بیٹوں کا انبار ان کے سر پر آن پڑا۔ جس میں وہ ایک قدم نہیں کھتی تھیں۔ اس میں انکو بڑی

کڑی کڑی منزلیں طے کرنی پڑیں۔ کیا ان پاس کوئی بڑی چیز نہ تھی۔ یا گھڑی کی گھڑی میں نہ تھی۔
 میں کوئی بڑی چیز نہ تھی جو ان پاس نہ تھی۔ وزراے معظم و امراے عظام و عمدہ داران اسلئے
 شرف و اشرف و روسا کبیر اور وہ بزرگ جو کل کی بات ہو کہ انکو گودیوں میں کھلاتے تھے اور
 پیار کرتے تھے آج یہ سب انکی اطاعت کا اقرار قسم کرنیکے لیے خمیاہ سر پہرے تھے۔

اگرچہ ملکہ معظمہ بڑی دانشمند تھیں۔ مگر کم عمری کا مقتضایہ تھا کہ وہ بعض شوق بچوں
 کے سے بھی رکھتی تھیں اور تفریح طبع کے مشاغل میں اوقات بسر کرتی تھیں۔ وہ اپنے گھر کے
 نوکروں کا انتظام نہایت خوش اسلوبی اور سلیقہ مندی سے کرتی تھیں طبیعت شایانہ کھتی
 تھیں اور اسکا زور اور رون پر ڈالتی تھیں۔ ایک دفعہ انکی ایک نوجوان مغز ملازمہ نے ان کی
 سواری کے وقت پر حاضر ہونے میں دو دفعہ دیر کی۔ جب تیسری دفعہ وہ دیر کر کے آئی تو اُسے
 دیکھا کہ ملکہ معظمہ کے ہاتھ میں گھڑی ہے تو وہ اس خاموشی سے دلیں بڑی شرمائی اور
 عذر کیا کہ میں نے حضور کو انتظار دکھایا۔ قصور معاف ہو۔ اس پر ملکہ نے فرمایا کہ ہاں صرف دس منٹ
 اس پر یہ ملازمہ ایسی خجل ہو کر گھبرائی کہ اُسکی شال جو کندھے پر سے گر پڑی تھی اُسکے اُڑھنے میں
 ہاتھ کا پینے لگے تو ملکہ معظمہ نے خود اُسکی شال کو اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اڑھا دیا۔ اور فرمایا
 کہ ہم سب کو اپنے فرائض کے ادا کرنے میں وقت کی کمال پابندی چاہیے۔ ان الفاظ نے اُس
 نوجوان ملازمہ پر بڑا اثر کیا اور اُسکو اپنی ملکہ کی عادت معلوم ہوئی۔

اس نوجوان ملکہ کے حالات پر عوام کو بہت کم آگاہی تھی۔ اسلئے وہ انکے حالات کے
 دریافت کرنیکے بڑے درپے رہتے تھے۔ عوام کیا خواص بھی انکی اصل حالت سے بالکل جاہل تھے
 مدبران ملکی اور افسران شاہی بھی انکے حال سے لاعلم تھے۔ انکے حالات پر علم کس طرح سے ہوتا
 انکی والدہ ماجدہ نے کبھی اپنے سونیکے کمرے کے سوا کہیں اور سونے نہیں دیا۔ اور لیڈی لیڈین
 کے سوا کسی غیر آدمی کو انکے ہمراہ ہونے نہیں دیا۔ نہ کوئی اُنکا واقف کار نہ کن سٹیشن
 میں کوئی ملازم۔ نہ وچرس نور تھمبیر لیٹنڈ۔ انکی اتالیقہ جانتی تھیں کہ ملکہ سے کیا کیا امید
 کوئی چاہئیں۔ ملکہ معظمہ سے پہلے کے زمانہ میں دو دربار شاہی تھے۔ ایک چارچ چہارم کا جو
 علم و عقل سے بہرہ نہیں رکھتا تھا۔ دوسرا ولیم چارم۔ جو ذہین نہ تھا۔ اسنے دیر باریں دلیں جو

ملکہ معظمہ کے شوق بچوں کے تھے

ملکہ معظمہ کے حالات سے عوام کی لاعلمی

مرے اڑائے جاتے تھے وہ آجکل میکدون میں تو اڑائے نہیں جاتے۔ ان درباروں کے حالات کو جو لوگ بہ نظر التفات دیکھتے ہیں وہ بھی ملکہ کی والدہ مغظمہ کی اس دامنائی و ہوشیاری کی تعریف کرتے ہیں کہ انھوں نے ان درباروں کی سوسائٹی سے حتی المقدور اپنی بیٹی کو دور رکھا اور اسے ملنے نہیں دیا۔

ملکہ ایسی حسین نہ تھیں جیسی جیہ تھیں۔ اس جاہلیت کے ساتھ ان کے شانہ جلیل منصب صورت کو بڑا دل آویز بنا دیا تھا۔ نوجوانی کے چہرہ پر انکی صاف پیشانی اور شفاف آنکھیں دلربائی کرتی تھیں۔ پانچ فٹ سے کم کچھ تاہ قدی نے نوجوانی کو دوبالا کر دیا تھا۔ گول گول جسم بنا رکھتا تھا۔ بازو و ماتھ موزوں تھے۔ آواز بڑی لطیف تھی کہ جب کون کر مجلس کی مجلس خاموش ہو کر دنگ ہو جاتی تھی۔ انکی خوش آوازی پر قوم کو بخوش تھا۔

باب ۱۳۷ پنجم

لاڈیل پورن کا ملکہ مغظمہ کو پولیسکل تعلیم تربیت کرنا

تحت نشینی کے وقت ملکہ مغظمہ کا درجہ و رتبہ عورت ہونیکے سبب سے اسبق بادشاہوں کا ساتھ تھا اسلئے ان کے شانہ فرائض اور مناصب میں بعض تبدیلیاں ناگزیر تھیں۔ جرمن میں ایک بہت ہی مہینوور تھی جبکہ فرانز و اسلئے میں انگلینڈ کا بادشاہ جارج اول ہوا تھا اسوقت سے اس کے حکمران انگلینڈ کے بادشاہ ہوا کرتے تھے۔ اور سٹاک تو این کے موافق مہینوور کی بادشاہ مرد کے خاتجہ مخصوص تھی۔ عورت اسکی بادشاہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اس وجہ سے ملکہ مغظمہ اسکی بادشاہ نہیں ہو سکتی تھیں۔ ان کا چچا کیمبر لینڈ کا ڈیوک آئرلینڈ مان کا بادشاہ ہوا اس طرح مہینوور اور انگلینڈ دونوں علیحدہ ہو گئے۔ جارج سوم کے بیٹے اور بیٹیاں جو زندہ تھیں انکو یہ نتیجہ ناگوار خاطر ہوا تھا جو ان کے بھائی ولیم چارم کے مرنے اور نوجوان بھتیجی کے جانشین ہونے سے پیدا ہوا اڈولفس فریڈرک ڈیوک کیمبرج جو جارج سوم کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اور انھیں پچیس برس سے مہینوور میں والیسر کے تھا۔ وہ بلایا گیا اور آئرلینڈ و مان نیا بادشاہ ہوا اور

ملکہ ایسی حسین نہ تھیں جیسی جیہ تھیں۔

کہنے کو عزیز نہیں تھا۔ اُسکی بہن شہزادی ایلزبی تھ پہلی جولائی ۱۵۳۳ء کو اس زمانہ کے واقعات میں تحریر کرتی ہیں کہ میرے پیارے اوڈلفس کا ہینوور کو چھوڑنا مجھے مارے ڈالتا ہے۔ مجھے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ میرا بھائی آئولسٹ جہاں تک اُسکی قدرت ہو عدل ہی کر گیا۔ مگر کل معاملہ ایسا الٹ پلٹ ہو گیا ہے میرے دل کا چین جاتا رہا۔

ہینوور کا یہ نیا بادشاہ اپنی بھتیجی ملکہ سے بالکل محبت نہ رکھتا تھا۔ اُسکی طبیعت میں شرارت تھی وہ ملکہ معظمہ سے بہت حسد رکھتا تھا۔ اوڈیوک ونگٹن کا دشمن تھا۔ جب ڈیوک نے جارج سوم سے پوچھا کہ آپ کے بیٹے ڈیوک کمبرلینڈ سے لوگوں کو زیادہ نفرت کیوں ہو تو بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ وہ ایسا شریر ہے کہ جن باپ بیٹوں میں میان بی بی میں عاشق و معشوق تھے وہ دوستوں میں باہم نیک سلوک و محبت دیکھتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ ان میں عناد و فساد پیدا کروے۔ جب وہ انگلینڈ سے ہینوور گیا ہو تو لوگوں نے ایک میڈل اسکے خارج الوطن ہونے کی بنیاد کی یادگار میں بنوایا۔ اسے ہینوور میں بھی جا کر اپنی حکمرانی میں بڑی بشر اتریں کہیں۔ ملکہ معظمہ کو اپنے خاندان سے ایسی سچی دلی محبت تھی کہ باوجودیکہ یہ چچا لے کر جاتا تھا۔ مگر وہ اس پر اُسکے گھرنے پر نظر عاطفت رکھتی تھیں۔ انگلینڈ سے باہر تو ان کے عورت ہونیکے سبب ہینوور کی شاہی انگلیسنڈ سے الگ ہوتی۔ اور انگلینڈ کے اندر ان کے عورت ہونیکے سبب سے قانون نو جداری کے اندر بڑی تبدیلی ہوتی۔ پہلے ہر قسم کے سنگین جرم کی سزا موت تھی۔ ولیم چارم کی پارلیمنٹ نے انسانیت یہ کہ سنگین جرموں کی قتل و گھٹا کر چار یا پانچ رکھیں۔ لنڈن میں اولڈ بیلے میں سخت سزائوں کے احکام بہت صادر ہوتے تھے۔ مگر یہ دستور تھا کہ بادشاہ خود انکی صلاحت کر دیا کرتا تھا۔ عدالت سشن کے بند ہونے پر سشن کے احکامات کی رکوڈ بادشاہ کو اطلاع دیتا اور وہ فیصلہ آخری کر دیتا۔ اب یہ ظاہر تھا کہ اس ناگوار و نا پسند کام کیلئے ایک نوجوان لڑکی کب سزاو تھی۔ اسلیئے پارلیمنٹ نے ایک ایکٹ پاس کیا جسکے سبب سے ملکہ معظمہ کو اس کام سے فراہم ہوتی۔ عدالت سشن سے باہر عدالت کا حکم شرف کے نام کافی تھا کہ یقینی مجرم کو بچانسی دی جائے۔ اب لنڈن کے اندر بھی یہی عمل کیا گیا۔ ہم سکرٹری ان عرائض پر جو مجرم کی سنگین سزا پر موثر ہوں فقط اپنے اختیار سے سزا کی معاویوں اور التواؤں اور تخفیفوں کے احکام دے سکتا تھا۔

اور جب وہ سنگین سزاؤں کے احکام عدالت کی ترسیم کرتا تھا تو ملکہ کو رپورٹ کر دیتا۔ بعض اوقات ملکہ کو ان ترمیمات کی توجیہ پوچھنے پر براجمتی ہوتی تھی۔ مگر ہومس سرکٹری کا فیصلہ جو کیا جاتا تھا اس پر عمل ہوتا تھا۔ اگرچہ بعض اہل کے قانون نے بادشاہ کے رحم کرنیکا حق باقی رکھا کہ جس مجرم کو گناہ ہے اپنے رحم سے سزا معاف کر دے۔ مگر عموماً ایسا اثر اس نے پیدا کیا کہ جس سے شاہی جو زندہ باقی رہا تھا وہ بھی منفی ہو گیا۔

پہلے اس سے کہ ملکہ مغظمہ چہرہ کام کے کرنیکا جو ان سے پہلے بادشاہ کیا کرتے تھے تھا کیا جاتا ہے تمام فرائض کا روبرو سلطنت پر بہت توجہ کرتی تھیں۔ جس لحاظ سے کہ انھیں تخت شاہی پر قدم رکھا تھا وہ سلطنت کے اہم کاموں میں مصروف ہتی تھیں۔ ان کے وزیر عظم لارڈ میلن پولیسٹیکل تعلیم و تربیت کے معلم تھے۔ وہ اپنے اس کام میں مستثنیٰ تھے۔ اور ملکہ مغظمہ بھی انکی رشتہ دار تھیں۔ مگر وہ اپنی رائے کو بھی معاملات سلطنت میں دخل دیتی تھیں اور قبل از وقت خود اعتمادی ان میں ایسی تھی کہ جس سے بعض دفعہ انکا یہ استناد وق ہوتا تھا۔ جب ان کے سامنے لارڈ میلن بورڈ کام پیش کرتے تو وہ اسپر مہمن مصرف ہو کر اسکی وجوہ پوچھتیں۔ اور خود توجیہ کرتیں۔ لارڈ موصوف کو لوگوں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں دس بادشاہوں کو اپنے قابو میں لاسکتا ہوں مگر ایک ملکہ کو اپنے خستیا میں نہیں لاسکتا۔ لارڈ موصوف کوئی کاغذ ملکہ کے ماتھ میں دستخط کر نیکے لئے نہیں دیتے تھے۔ کہ وہ اس کے بارہ میں طرح طرح کے سوائل پیش مارنے استفسار فرماتی ہوں۔ ان کے سوالات کا سلسلہ اسپر منقطع ہوتا کہ میں اس کاغذ پر اپنا نام جب تک نہیں لکھ سکتی کہ فرصت میں اسپر غور نہ کروں۔ ایک دفعہ صاحب موصوف نے کسی خاص موقع پر گورنمنٹ کا ایکٹ منظوری کے لئے پیش کیا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ وہ بڑا ضروری ہے تو ملکہ نے انکو ٹھوسی دیکھ کر یہ فرمایا کہ میں نے حق و ناحق باتوں میں فیصلہ کرنا سیکھا ہے۔ مگر میں ضروری کا لفظ نہیں سمجھتی کہ وہ کیا خرافات ہیں نہ میں اسکا سننا چاہتی ہوں۔

لارڈ موصوف نے ایک سرکاری کاغذ دستخط کر نیکے لئے ملکہ مغظمہ کے روبرو پیش کیا اور اسکی دلائل خوب بیان کیں تو بھی انھوں نے فرمایا کہ میں اپنے دستخط کر نیسے پیشتر روباہتین دریافت کرنی چاہتی ہوں۔ تو پھر لارڈ موصوف نے وجوہ کے ساتھ عرض کیا کہ یہ کاغذ نہایت ضروری

ہو تو اسکے جواب میں انھوں نے فرمایا کہ تمھارا کاغذ نہایت ضروری ہے اور مجھے نہایت ضروری ہے کہ
کاغذ پر جب تک دستخط نہ کروں کہ اس پر مجھے پورا اطمینان نہ ہو گا۔

جب ملکہ منظمہ تخت نشین ہوئیں تو لارڈ میل بورن کی عمر اٹھاون برس کی تھی اور
پولٹیکس میں تین برس سے بھی زیادہ کے وہ جیہ تجربہ کار تھے۔ ۱۸۲۶ء سے ۱۸۲۹ء تک انھوں نے
کامنس ہوس میں اجلاس کیا تھا۔ اسکے بیرونہ اپنے باپ کے جانشین ہوس آف لارڈس میں ہوئے
انکا پولٹیکل دورہ فرقہ وگ میں شروع ہوا۔ مگر وہ کیننگ کے فورمی انتظام میں شریک ہو کر ۱۸۲۷ء
میں آئرش سکرٹری ہو گئے۔ اس عہدہ کا گیارہ مہینے تک امتحان کر کے وہ اس سے مستعفی ہوئے
تو وہ وگ پارٹی پر دل و جان سے خدا ہوئے اور اسکے پیشوایانہ اور مہتمن اسی میں مصروف ہوئے
۱۸۳۰ء میں وہ ہوم سکرٹری ہوئے۔ اور لارڈ گرے کے بعد ۱۸۳۲ء میں وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ اس
سال کے آخر میں وزیر اعظم کے حقوق اور آزادی پر ولیم چارم تاجدار سلطنت نے کچھ لعنت ملات
کی۔ بادشاہ کو یہ خوف ہے وجہ پیدا ہوا تھا کہ وزارت نے اسٹیبلشمنٹ پر حملہ کرنے کا
منصوبہ باندھا ہے۔ اس نے میل بورن اور اسکے ساتھیوں کو برخاست کر دیا۔ یہ آخر موقع تھا
اُس نے اپنی حرکت کو جو انتظام کی جان تھی کم عمر کر دیا۔ اس سے تلج شاہی کا نقصان بہ نسبت اسکے
ملازمین کے زیادہ ہوا۔ اور حلقہ شاہی میں یہ ڈرافٹی مثال باقی رہی۔ لارڈ میل بورن کی جگہ ہائپر
پیل وزیر اعظم ہوئے۔ انھوں نے فوراً پارلیمنٹ کو شکست کر دیا۔ مگر ملک کی وگ پارٹی کی
طرفداری کو زیادہ دکھایا تو پیل جلد ہی مستعفی ہوا اور میل بورن کی وزارت پھر قائم ہوئی۔ اور پیل
کی نسبت بالکل زیادہ ذی خست پیار ہو گئی۔ وہ چھ برس وزیر اعظم رہے چار سال ملکہ منظمہ کے عہد سلطنت
میں اور دو برس پہلے بادشاہ کے عہد میں۔

اگرچہ لارڈ میل بورن اصل لبرائیل تھا اور کونٹریٹیویشنل جمعی خونیون نو رینکیون کا
مستحکم یقین کر نیوالاتھا۔ اور مذہبیوں کی مساوات کے اصول عظیم کا حامی کشادہ دلی کے ساتھ تھا
مگر حال میں پارلیمنٹ کے ممبروں کے انتخاب کے لیے جو قانون بن رہا تھا۔ اس میں وہ اپنا جو شرابی
نمایان نہیں کرتا تھا۔ اور بعض تدابیر معاشرت عایا کی بہبودی و آسودہ حالی کے جسکے جاری ہوئے
کا پارلیمنٹ میں مددگار تھا۔ انکو بے پردائی کی نظر سے خیال کرتا تھا۔ تو انین غلہ کے میں ان

لارڈ میل بورن کا عہد

لارڈ میل بورن کی رائے اور تعلیم

وہ بڑا جوان و خوش حال تھا اور زمانہ حال کی رے ڈیسی کل پروگرام کو بعض منسب اکسانے والوں کی خالی جگہ اس جانتا تھا۔ وہ اپنی اوضلاع و اطوار میں زمانہ کی رسموں کا پابند نہ تھا۔ سخت کلامی پرانے تھا اسکو لوگ ترش مزاج شمار کرتے تھے۔ عام وضع طراز زبانی کی اسنے اختیار کر لی تھی۔ اس کے گھر کی حالت خوش نہ تھی۔ اسنے سترہ عین شادی کی تھی مگر کچھ مدت کے بعد بی بی کو طلاق دی گئی تھی۔ اسکی بڑی تفریح طبع علم و ادب کے مطالعہ میں تھی۔ اگرچہ وہ معاشرت کی رکاوٹوں میں صابر نہ تھا۔ مگر لیڈیوں کی سوسائٹی میں سرور و عزت تھا۔

نئے بادشاہ کے پرائیویٹ سکرٹری مقرر کرنے میں سخت دشواریاں پیش آئیں پہلے بادشاہ کے لئے اُنکے فرائض و اذکار کیلئے واسطے یہ عمدہ قطعی لازمی تھا۔ مگر ملکہ مضطرب کیلئے وزیر کو یہ خوف تھا کہ جس شخص کو یہ عہدہ عہدہ دیا جائیگا وہ اُنکی نوعمری کے سبب اُنپر حادی ہو جائیگا۔ اسلئے لارڈ میل بورن نے تعریف کے قابل نفس کشی کر کے اس عہدہ کو تمام سر کاموں کیلئے خود اختیار کیا۔ چونکہ وہ ملکہ مضطرب کا وزیر اعظم بھی تھا اور پرائیویٹ سکرٹری بھی۔ تو ضرور تھا کہ وہ ہمیشہ اُنکے ساتھ ہے۔ سلطنت کے اول دو سالوں میں وہ ہر وقت ہمراہ رہتا تھا۔ صبح کے وقت زیادہ تر ملکہ کے ساتھ کام میں مصروف رہتا اور دوپہر کے بعد سواری میں ساتھ جاتا۔ شام کو ڈنر میں شریک ہوتا۔ گرے ویل صاحب کہتے ہیں کچھ سے جارج لی لی پریس صاحب نے کہا کہ ملکہ اور وزیر اعظم کے درمیان جو برتاؤ برتتے جاتے ہیں۔ میں اُن کو دیکھ کر متحیر ہو گیا۔ وزیر ملکہ کے ساتھ مریبا نہ محبت رکھتا ہے۔ اور انکا ادب تمیز کے ساتھ کرتا ہے۔ وزیر پر ملکہ اعتماد کبھی رکھتی ہیں اور اسکو اپنا انیس و جلیس بنانے سے خوش ہوتی ہیں۔ گریویل صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ ملکہ کی زبان پر وزیر کا ذکر اکثر ہوتا ہے ڈنر میں اسکو چائے پر لبرٹھاتی ہیں۔ خواہ کوئی اور کیسا ہی معزز آدمی ڈنر میں بیٹھا ہوا ہو۔ وزیر کی کوئی بیٹی نہیں اگر ہوتی تو وہ اسکو ملکہ سے زیادہ نہ چاہتا۔ دنیا میں اسکا دل محبت منزل کوئی چیز محبت کو نیکے لئے سوائے ملکہ کے نہیں رکھتا۔ اسلئے ان ہی پر دل و جان سے فدا ہے اسکو صرف یہی کام ہے کہ وہ ملکہ کی تعلیم و تربیت کرے اور اسکے عقل و فہم و فضائل کو دنیا میں دلکش بنائے۔ اس کام سے زیادہ کوئی بڑا کام جوابدہی کے لئے نہیں رکھتا۔ مجھے اس میں شبہ

لارڈ میل بورن کا سکرٹری

نہیں کہ میل بورن سب طرح سے اس مشکل کام کے لئے لائق ہو۔ ملکہ مغظمہ کی یہ خوش نصیبی ہو کہ
ایسا وزیر صائب تدبیر لگے ماتھے آیا ہو جو اپنے فرائض عظیم کو دانائی اور ایمان اری سے عزت
کے ساتھ ادا کرتا ہو۔ اسکی دانائی و کاروائی و نیک کرداری و خوش رفقاری کی بڑی دلیل یہ ہو کہ
سار اور بار شاہی اسکالاج سراسر ہے اسکا ادب کرتا ہو۔ اسکو پسند کرتا ہو۔ ملکہ مغظمہ پر لارڈ میل بورن
کے کہنے کا بڑا اثر تھا۔ چنانچہ جب ملکہ مغظمہ سے ایک مصنف نے یہ اجازت مانگی کہ اپنی کتاب کے انکے
نام نامی سے مخون کرے تو انھوں نے کتاب لیکر لارڈ میل بورن کو دیدی کہ اسکو پڑھکر اپنی رائے
اسپر دے اور یہ بھی کہا کہ اگر آپ کی رائے اس کتاب کی نسبت بُری ہوگی تو میں اپنے نام سے اس
کتاب کے مشترکہ ہونیکلی اجازت نہیں دے دوں گی۔ یہ کتاب میل بورن کو دلچسپ نہ معلوم ہوئی تو ملکہ
نے اس سبب سے مصنف کو اجازت نہ دی کہ کتاب انکے نام سے مشترک کرے ۛ

لارڈ میل بورن وہ کونسی ٹیوشنل اصول ملکہ مغظمہ کے خوب ہن نشین کرتا تھا جو بادشاہ
کی آزادی کے منافی و منکر تھے۔ ملکہ مغظمہ کا ناہاپ فرقہ دگ کے ساتھ بہت ارتباط اور اتحاد تھا
تھا اور انکی مان اس فرقہ کی کن سنگ ٹن میں بڑی خاطر و تواضع کرتی تھیں اور شاہ ولیم چارم نے
فرقہ ٹوری کا ہڑامی تھا انکی عداوت بڑھتی جاتی تھی۔ اسلئے ملکہ مغظمہ کی طبیعت کا مقتضار یہ تھا
کہ وہ فرقہ دگ کو اپنا انیس جنس بنانا چاہتی تھیں۔ اور فرقہ دگ کو فرقہ ٹوری پر ترجیح دیتی تھیں
اس بات کو وہ چھپاتی بھی نہ تھیں۔ انکی طبیعت کی نخوت و بے چینی ان پوٹیکل مسائل کو جو بادشاہ
کے جاہ و منصب و حکومت میں مداخلت کریں منع نہیں تسلیم کرنے دیتی تھیں۔ وہ اپنی نخوت
جاہ اور شوکت جو اب بھی پرچو برائے نام بادشاہ کے لئے رہ گئی تھی فخر کرتی تھیں اور کونسی ٹیوشنل
بادشاہ کے باب میں لارڈ میل بورن بار بار متنبہ کرتا تھا کہ وہ آزاد نہیں ہو تو وہ اُسکے بڑے حصہ
بے چرن و چرا تسلیم کرتی تھیں۔ مگر اُسکے معنی عمل کر نیکے لئے اپنی طرف سے بیان کرتی تھیں ۛ

ملکہ مغظمہ اپنی خزانگی کے سبب اپنے تین نا تجربہ کار سمجھتی تھیں اور جانتی تھیں کہ
ان لوگوں پر اعتماد کرنے کی اشد ضرورت ہو کہ انے معاملہ میں زیادہ دیر نہ تجربہ کار ہوں
انھوں نے کسی معنی کر و رار کی اطاعت کو نہ لفظاً نہ معنایاً قبول کیا۔ اپنی سلطنت کے روز اول سے
آخر دن تک جتنے معاملات گورنمنٹ کے اُنکے روبرو پیش ہوئے انھوں نے ان میں فراتما نہیں کیا

ملکہ مغظمہ کا دگ فرقہ و ترجیح دینا

دگ کے مسائل بادشاہی کے منافی ہوئے ملکہ مغظمہ بیان کرتی تھیں

کہ اپنے عہدہ داروں سے ہتھسارات کریں۔ انکے قیدیوں کے منظور کرنے سے پہلے اپنے خور و خوض کیلئے وقت کو چاہا۔ اور اپنی آرزو و اہم اور خیالات کو فکارت سے آزادانہ بیان کیا۔ اگر کئی عہدہ دار نے کسی معاملہ میں شبہ بیان کیا کہ اسپین کیا کیا جائے تو انہوں نے بتلادیا کہ اسپین یہ کرنا چاہتا ہوں۔ غرض اپنی رائے کو سنا دیتین اور آخری فیصلہ کرنے اور پوری سختیا کرنے کو بالکل اپنے شیرمد برون کی فرزانگی کے حوالہ کر دیتین۔ اگر وہ اسپین کسی کام کا کرنا ایسا پسند کرتے جو ان کو پسند نہوتا اور انکے ناپسند کرنے کا کچھ اثر نہوتا تو شاید وہی ایسا ہوتا کہ وہ اس پر خاگی طور پر لعنت ملاست نہ کرتین *

ملکہ مغیرہ کے وزراء کا اور خزانہ کا اولیٰ فرض یہ تھا کہ خانہ شاہی کے ملازمین کا بندوبست کیا جائے۔ جو اصول پہلے اس کام کے لئے مقرر تھے وہ اسلئے کام نہیں آسکتے تھے کہ اب بادشاہ عورت تھی جسکے خاص ملازمین مستورات کا ہونا بجائے مردوں کے ضروری تھا۔ انہوں نے یہ بڑا عالی شان انتظام کیا کہ ایک مسٹر لیس آوروپ اور آٹھ لیڈیان بیڈچیمبر اور آٹھ میڈ آؤ اور ٹرکرو اپنے گھر کی ملازمت کیلئے کافی جانا۔ انکے ماموں لیو پوڈ نے ان سے التماس کیا کہ وہ ان ملازمین کے پسند کرنے میں پوشیدہ خیالات سے بالکل جاہل بن جائیں۔ گھر کے عہدوں کے لئے بن عورتوں کی ضرورت تھی انکے لئے کوئی ایک بھی ذی جاہ ذاتی دوست نہیں ملا۔ وگ ووزار کی بیویاں اور بیٹیاں ان کو اس کام کیلئے ملین اور انھوں نے لائڈ میل بورن کی اس خلاف مصلحت صلاح کو مان لیا کہ اول انکے گھر کے عہدہ دار بالکل وگ مین سے، قریب ہوں۔ انھوں نے مارشلس لینسڈون سے دستاویز کی کہ وہ مسٹر لیس آوروپ کے عہدہ کو قبول کریں۔ اگرچہ انکی صحت اس عہدہ کے قبول کرنیکی اجازت نہیں دیتی تھی۔ مگر انھوں نے بیڈچیمبر کی پرنسپل لیڈی کا عہدہ منظور کر لیا۔ اور گھر کا اعلیٰ درجہ کا عہدہ مسٹر لیس آوروپ کا جولانی شہزادہ کو ڈچس سدر لینڈ سے معذور ہوا جو ملکہ کی نہایت ذاتی دوست تھیں۔ غرض ملکہ مغیرہ کے گھر کی مستورات اعلیٰ عہدہ دار تھیں۔ مسٹر لیس آوروپ۔ ڈچس سدر لینڈ پرنسپل لیڈی آچیمبر۔ مارشلس لینسڈون اور لیڈیس آچیمبر۔ مارشلس آویٹو سس ٹوک وکونٹس چارلے مونٹ کوٹس مل گریو لیڈی پورٹ مین لیڈی ٹلٹن و لیڈی ہیرام وکونٹس ریم اور بیڈچیمبر کی عورتیں لیڈی گیرولائین ہیرنگٹن

کہ کے ملازمین کا انتظام اور ملازمین کے عہدہ دار

ولیدی ہیریٹ کلائو ولیدی شارٹ کوپلی وڈسکوئٹس فورس واونر ابل مشرین بریٹ
ولیدی گارڈنز واونر ابل مسس جی کمیل پریڈنٹ و ملازمہ بیچمپس بیٹریس اور سیدس آؤ
اونر ابل ہیریٹ اور واونر ابل مارگرٹ ڈولن واونر ابل کیرولائین کوکس واونر ابل مس کل وندیش
اونر ابل مٹیل ڈولس جب ووس امیلیا میری ووس ہیریٹ لیسٹر ووس میری سپرنگ رائس
مروچی اعلیٰ عمدہ داروگ وزارت میں سے منتخب کیو گئے۔ ملکہ نے صرف یہ ظاہر کیا کہ انکی
کے گھر کا اور اپنے گھر کا ماسٹر سر جان کوڈلے جسکو کبھی انہوں نے پسند نہیں کیا اپنی خدمات سے
مستعفی ہو اور تین ہزار پونڈ پنشن پایا کرے اسے جو آیرش پیرمنیکی دروغت کی وہاں منظور کی
ملکہ مظہر کے پرائیویٹ سکرٹری کا عمدہ جولاڈ میل بورڈ قبول کر دیا تو اس سے
اس گڑھے میں گرنے شروع کیں جو اُپر آفتین لاتا۔ گھر کے وہ اراکین جسکے حلقہ میں انہوں نے
پرورش پائی تھی مدعی تھے کہ ہم ملکہ کی ہدایت کرنے کا حق رکھتے ہیں جبکہ انہوں نے اپنی زندگی
کا کام محنت کا شروع کیا ہے۔ انکی ولادت پردیس میں تھی۔ اس میں انکی خود اپنی غرض تھی کہ اس کے
اثر کی مستقل وزارت ویسی کونسل سے پیدا ہو۔ شاہ لیو پولڈ ملکہ مظہر کے باپ کی جگہ تھا وہی اب تک
اُپر حاوی تھا اور آخر دم تک انکا مشیر و صلاح کار رہا۔ جب وہ بالغ ہوئیں تو شاہ نے اپنے مقصد سے
اور سکرٹری سابق بیرن سٹوک میر کو بھیجا کہ وہ پرنسپل تعلیم میں انکار نہ بنے۔ ملکہ مظہر کے
سلطنت کے اول پندرہ مہینوں میں متواتر ہمراہ رہا۔ مگر کسی کسی عمدہ پر وہ نام زد نہیں ہوا جب
ملکہ کے پرائیویٹ سکرٹری ہونے کا سوال پیش ہوا تو وہ بہت خوشی سے بیرن کو اس عمدہ
کے دینے کا فکر کرتی تھیں۔ وہ دلی محبت اس کے ساتھ رکھتی تھیں۔ اکثر وہ کہا کرتی تھیں کہ افسوس
کہ کبھی میر سے اس بوڑھے عزیز کی لیاقت کی جیسی کہ قدر ہوئی چاہیے تھی نہیں ہوتی۔
بیرن سٹوک میر کو برگ کا باشندہ تھا۔ وہ لیو پولڈ کے ساتھ ۱۸۱۶ء میں ڈاکٹر
ہو کر انگلینڈ میں آیا تھا۔ اب اسکی عمر چالیس برس کی تھی۔ وہ سچا بولا خواہ اپنے آقا اور خاندان
سیکس کو برگ کا تھا۔ انکے ساتھ محبت کر نیے اسکو اپنے کسی فائدہ کا خیال نہ تھا۔ لارڈ
پامرسٹون نے جو اس کے اتحاد نہیں رکھتا تھا کہا کہ اب تک مجھے اسکی برابر کوئی بے غرض آدمی
نہیں ملا۔ اسنے دانشمندانہ انگریزی تاج کا مطالعہ کیا اور بری گرم کوشش سے کونشی ٹیڈیشن کے

گوشت آشوب و ملازمین

پندرہویں ستمبر ۱۸۱۶ء

کے مسئلہ پر غور کیا۔ یہ اسکی بڑی نیکی تھی کہ اسنے ملکہ مغظمہ کو صلاح دی کہ وہ اپنے جاہ و منصب کے قائم و برقرار رکھنے کیلئے پارٹی اور سازشوں سے اپنے تین الگ تھلگ رکھیں گو سٹوک بیرٹر اور ٹشمنڈ فرزانہ تھا۔ مگر وہ برٹش گورنمنٹ کی اندرونی کارروائیوں کو نہیں سمجھا۔ یہ اسکی رائے مقبول تھی کہ باؤنڈریز میں کا حکم جلد ہی سنبھالنے والا نہیں ہو۔ لیکن اسکا یہ مناقشہ کہ اگر بادشاہ میں بادشاہ کی کیا چیز کا بہت ہو تو وہ خود اپنی وزارت کا کام کر سکتا ہے بالکل مغالطہ دہی تھی۔ اس مقولہ کا ملکہ مغظمہ سے کان میں جانا اندیشناک تھا۔

اس رائے کے سبب سٹوک بیرر خاطر ہو گیا جو ملکہ مغظمہ اور اس کے وزراء کے ساتھ ہمیشہ آمد و رفت رکھتا تھا۔ ملکہ مغظمہ کے حق میں اسکا رہنما مفید نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اگلی نری یہ ایک ملکہ مغظمہ کے ساتھ اسکے رہنے پر حسد کرتی تھی۔ اور اس کے ساتھ دشمنی کا اس طرح اظہار ہوا کہ سب لوگوں کے دلوں میں یہ امر منقش ہوا کہ یہ جرمن بیرن ملکہ مغظمہ پر تخت کے پیچھے ایک غمی اثر برخلاف قوم کے پیدا کرتا ہے۔ کاش ہوس کے وک سپیکر نے ابتدائے سلطنت میں بہت دنوں پہلے اس مضمون سے پارلیمنٹ کو اطلاع دی اور فرمایا۔ اسپر لاڈمیل بیرن نے بڑی مختار کے ساتھ اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ مگر جب یہ مشہور ہوا کہ ملکہ مغظمہ کے پرائیویٹ سکرٹری کا کام لینا کرتا ہے تو میل بیرن نے اسکی نفی میں اشتہار دیا۔ چند مدت کیلئے یہ ایک کی توجہ سٹوک بیرر کی طرف سے ہوتی۔ وہ شاہی حلقہ کا مدت تک ایک رکن رہا۔ انگلینڈ میں جو اسپر جاسد انہ شہا اول لگائے گئے وہ کبھی مایوس نہیں ہوا۔

ملکہ مغظمہ کی صداقت دلی اپنی قدیمی گورنس (تالیقہ) لیڈ زین پر نمایاں تھی اس کے سینے کو گون کو یہ خوف نہیں پیدا ہوا کہ ملکہ پرائیویٹ مشیر کاروں کے ماتحت میں ہے۔ وہ اپنی شاگرد کی قدیمی پرائیویٹ سکرٹری تھی جیسے کہ ان کے تحت نشین ہونے سے پہلے تھی وہ تخت نشینی کے بعد بھی رہی۔ ملکہ اس سے پرائیویٹ کام لیتیں۔ کبھی سرکاری کام ان کے علم میں نہیں لاتیں جب وزیر ایک دروازہ سے داخل ہوتے تو وہ دوسرے دروازہ سے چلی جاتی۔ بیرولس اپنے کام کو خیر خواہ خوشی سے کرتی تھی۔

ملکہ مغظمہ نے تخت نشین ہوتے ہی قصر شاہی کے بہت کمروں کو آراستہ کر کے جدا

رہنا اختیار کیا۔ اور مان کے بہتہ کیلئے جد کمرے دیئے۔ یہ کام ملکہ مغبطہ کا بڑا دانائی کا تھا کرتے
ویل صاحب کے روزنامہ سے تاریخوں میں کہشہد حالات لکھے جاتے ہیں۔ اس سے ہم ڈچس کنٹ کے
جدار بہنے کا حال لکھتے ہیں۔ صاحب صوف اس اصول کے پابن ہیں کہ کوئی ہسٹری نہ تاریخ ہلو
بائی اوگ رنی (سوانح عمری) اپنے سچے ہونے کا دعوے نہیں کر سکتی۔ جب تک اس میں ہر معاملہ
کی ساری ممکن صورتیں پہلوند دکھائے جائیں۔ مگر صاحب صوف میں دو باتیں ہیں۔ اولہ تعریف
و ستائش کی نسبت نہکتہ چینی و عیب بینی و خورہ گیری کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ دوم وہ جن باتوں
کو اور لوگوں سے شکر تین کر لیتے تو انکو اپنے تعصب میدان خاطر کے رنگ سے رنگ دیتے۔
صاحب موصوف اپنے ۲۰ جولائی ۱۸۷۷ء کے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ شہزادی یلیو
نے کل مجھ سے کہا کہ میں نے ملکہ سے ملاقات کی وہ بڑی خلیق و رحیم و کریم مجھے معلوم نہیں
مگر ڈر پوک ہیں۔ اور ادا اس ہتی ہیں۔ مجھ سے انھوں نے معمولی روزمرہ کی باتیں کیں۔ اس نے
مجھ سے یہ بھی کہا کہ میں ملکہ کی ملاقات کے بعد ڈچس کنٹ سے بھی ملنے گئی تو مجھے معلوم ہوا کہ
مایوسی کے رنج نے انہیں مار رکھا ہو۔ گو ملکہ اپنی مان سے محبت و توجہ کے ساتھ ملتی ہیں مگر مان
بالکل اپنے تئیں آزاد رکھتی ہیں۔ حسین ڈچس اپنی ذلت و حقارت جانتی ہیں۔ ملکہ نے جس لذت و
خواری سے سر جان کو ترو سے کو موقوف کر دیا اسکا رنج ان کے لینے سو مان رنج میں رہا ہو۔ انھوں
کہا کہ میری بچی جو اٹھارہ برس تک میری زندگی کا عین مقصود اور میری ساری امیدوں کا رالو تھا
کام کر رہی اب وہ مجھ سے جدا ہو گئی ہے اور جن جن کے ارمانوں کیلئے میں جیتی تھی وہ سب خاک
میں لگنے ہیں۔ یہ حال شکر میں نے ڈچس سے کہا کہ دنیا میں تم سے زیادہ کون خوش نصیب ہوگا
کہ جسکی بیٹی آج اس سراج پر پہنچی ہے۔ اور اسکی مع و ثنا کی آوازوں سے سارا عالم گونج رہا
ہو۔ بس بیٹی کی یہ عزت و شان و شوکت و فتح و نصرت آپکی خوشی کے بیٹے کافی ہو۔ اس ڈچس نے
زمہ خند کر کے سر ہلایا جس انہوں نے یہ بتلایا کہ میری ساری آرزوؤں کے برائے ہی نہیں مجھے
نہایت درجہ ناخوش کیا ہے۔ بادشاہ ولیم چارم مجھ سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ مگر وہ یہ نہیں
جانتا تھا کہ انتقام کس طرح لون۔ مگر مجھ سے وہ انتقام لیا جا رہا ہے کہ اگر اسکی روح موجود ہوگی تو
اس رنجیدگی و مایوسی کو دیکھ کر خوش ہو رہی ہوگی۔ اس بات میں شبہ کرنا ناممکن ہے کہ جب

جب ملکہ اپنا اعتماد پیدا کرتی ہیں اور اپنے فضائل کو بروئے کار ظاہر کرتی ہیں تو وہ اپنے مستحکم و مستقل ارادوں کو ظاہر کر سکیں گی۔ تمام خفیف کاموں میں جو کورٹک متعلق ہیں ان میں شانمانہ اور چومل سے متعلق ہیں انہیں بالکائنہ اس طرح کام کر سکیں گی کہ گویا وہ ہمیشہ سے ان کاموں میں ماہر تھیں۔

ملکہ مغظمہ نے اپنے مامون شاہ لیو پولڈ کو اپنی ابتداء عمر میں تلخی سے بھرپور کی شکایت لکھی تھی اسکو مسٹر گرے ویل ڈچس کی ملازمت پر جو بیٹی کے ساتھ تھی محمول کرتے ہیں حالانکہ ان کی آغز عمر کے سارے حالات دوسری طرح کے ہیں۔

کورٹ کی ایک گپ یہ بھی ہے کہ لید زین کی بڑی محبت ڈچس کی ملازمت سے قبل تھی اس سے سر جان کو نزوے ٹڑا۔ اور اسکو موقوف کر دیا جسکے سبب لید زین نے جان کو نزوے کی نسبت ایسے بڑے خیالات ملکہ مغظمہ کے دل میں پیدا کیے کہ انہوں نے اسکو موقوف کر دیا۔ مان کہ جس طرح معاملات سلطنت سے ملکہ مغظمہ نے جدا رکھا وہ انکی عین دانائی اور فراوانی تھی۔ گوانچی مان اسکی حرکت کو دانائی سے پیدا جانتی ہوں اور اس سے آزدہ اور ریجیدہ رہتی ہوں۔ انگریزی تو ہم کو یہ اہتمام خوف تھا کہ مان کے ساتھ رہنے کا اثر ملکہ پر اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ ہوسٹ ف لارڈوس میں لڑنے پر ہم نے ڈچس کنٹ والدہ ملکہ کی نسبت کہا کہ وہ انکے پھسلانیوالی اور ہیکانیوالی ہیں جسکی مخالفت میں بڑے غصہ سے لارڈ میل بورن نے اپنی رے کو ظاہر کیا کہ وہ ملکہ کی والدہ پولٹیکل دائرہ سے خارج رہتی ہیں انکو پھسلانیوالی کہنا بالکل غلط ہے۔

شاہی رسوم عام پر ملکہ مغظمہ بہت توجہ کرتی تھیں۔ کن سنگ ٹن میں انہوں نے اول لوی لی سپاہیانہ لباس پہنا اور شاہی تہذیب تن کیے اس میں کل سفیر دول خارجیہ کے اور انکے معتبر صحابین آئے۔ انکے بعد پبلک گروہوں کے نابون کا ایک سلسلہ بندھا جس نے شہنشاہی تعزیت کی ایڈلین میں پیش کیں۔ سب کا جواب ملکہ مغظمہ نے تمکین و وقار کے ساتھ دیا۔ ۱۷ جولائی کو وہ پارلیمنٹ کے برخاست کر نیکے گئے لیکن۔ یہ جاننا اس قانون کے موافق تھا کہ بادشاہ کے مرنے کے بعد پارلیمنٹ برخاست ہوا اور بعد چھ مہینے کے اندر ممبران پارلیمنٹ کا انتخاب از سر نو ہوا۔ اور پھر پھر بھی دستور کے موافق تھا کہ پارلیمنٹ کے ہر اجلاس میں بادشاہ بذات خود تشریف لائے

پارلیمنٹ میں آئیکے دن قصر شاہی سے لیکر پارلیمنٹ کے مکان تک ملکہ مظفر کے چہرہ مبارک کی زیارت کے لیے خلعت کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھو کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی تین بجے پارلیمنٹ کے مکان میں حضرت علیا اول مرتبہ نہایت نفیس لباس شانہ پہنے ہوئے اور سر پر تاج الماس طراز لگائے ہوئے اور گلے میں جو اہر کار ملا ڈالے ہوئے اور سینہ کو تمغوں سے آراستہ کیے ہوئے رونق افزہ ہوئیں۔ حاضرین مجلس ہر وقت تنظیم کے لیے کھڑے ہوئے جبہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے تو انکے کان میں لارڈ میل بورن نے کہا کہ حضور دستور کے موافق اہل مجلس کو بیٹھنے کی اجازت فرمائیں تو انھوں نے سر جھکا کے ایک انداز دلربا سے پیاسی میٹھی آواز سے بیٹھنے کی اجازت دی پھر زبان فیض ترجان سے اہل مجلس کی طرف مخاطب ہو کر یہ تقریر دلیپزیر بے تصنع و سبے تحلف فرمائی کہ مجھے اسکا بڑا شوق تھا کہ آپ صاحبوں سے خود ملوں اور آپکا شکریہ تہ دل سے ادا کروں کہ آپ صاحبوں نے اپنی سچی محبت و وفاداری کے سبب بادشاہ سابق کی تعزیت کا اور میری تخت نشینی کی تہنیت کا حق پورا پورا ادا کیا۔ میں آپ صاحبوں کو پورا یقین دلاتی ہوں کہ مذہب پرورش جو قانوناً قائم ہوا ہے میں اُسکے مستحکم رکھنے کا دل سے مصمم ارادہ کرتی ہوں اور کو تشنس کے ارادہ استعمال کے حقوق کی محافظ ہوں اور آؤ ادویوں کی حامی۔ اور یہودی انام اور نژاد عام کی تہنیتی ہوں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ غیر سلطنتوں کے ساتھ میری مصالحت ہو۔ میں اپنی تاجداری کی پابندیوں کو ایمانداری سے بجالاتی ہوں۔ اور اپنی رعایا کے مفاد اور اغراض کی نگہبانی کرتی ہوں۔ ہر وقت میری تمنائے دلی یہی رہتی ہے کہ امن امان صلح و عافیت کی برکتوں و نعمتوں کو قائم رکھیں۔ کچھ اور اضروسی باتیں بیان کر کے اپنی تقریر کو ان فقرات پر ختم کیا کہ میں سلطنت کے تخت پر بیٹھی ہوں اسکی جواہر بیویوں اور باز پرسوں کو کا حق سمجھتی ہوں۔ میری فیاضی ہے اس بار غلیم کے اٹھانے میں اپنے ہاتھوں سے بڑا سہارا دیتی ہو۔ میں اپنے پروردگار پر پورا توکل رکھتی ہوں کہ وہ میری سب مشکلوں کو آسان کرے گا۔ اور سب طرح میرا کنیل ہوگا۔ تمام مذہبی اور ملکی قوانین کو ضروری عقلی ترقیوں سے استوار کرنے کو اپنا بڑا کام سمجھتی ہوں اور جہاں تک میرا پس چلتا ہے عداوتوں اور دشمنیوں کو کم کرتی ہوں اور ان اصول کے موافق عمل کر کے سب موقوفہ پر اپنے پارلیمنٹ کی ولایتی وزیر کی پڑا اور اپنی رعایا کی محبت پر اعتماد کرتی ہوں۔ یہی تاجی ہے

کی شان و شوکت کے سنبھالنے کے اور کونسی ٹیوشن کے قائم کرنے کے اصلی ارکان رکیں ہیں؟
 اس جلسہ میں زبان کی فصاحت پر سب بہتر رائے دینے والا فیضی کمبل موجود تھا
 وہ کہتا ہے کہ ملکہ کی تقریر میں فصاحت بلاغت طرز اور حسن بیان یہ سب کمال تھے۔ یہ ناممکن ہے کہ
 کوئی تقریر اس سے بہتر سننے میں آئے۔ ملکہ کی انگریزی زبان انگریزی زبان کی ملکہ ہو کلام الملک
 ملوک الکلام) *

پارلیمنٹ کے جلسہ میں قانون فوجداری کی ترمیم کا اور سنگین مجراؤں کے انسداد کا
 بل ملکہ معظمہ کی منظوری کے لیے پیش ہوا اور پاس ہوا *

ایک اشراف آدمی ملکہ معظمہ کے عشق میں گرفتار ہوا اور اس کے دلغ میں یہ خط سما لیا
 میری قسمت میں لکھا ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ میرا بیاہ انکے ساتھ ہو گا۔ ایک فحہ موقع پر کہ ملکہ
 منظر کے وزٹ بک جبین انکے ملاقات کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں اپنے دستخط کرتے
 مگر اس کے دستخط جلدی سے چھپائے گئے اور کتاب میں سے پھیلے گئے۔ وہ ملکہ کی صورت دیکھنے کا
 ایسا شائق تھا کہ باوجود صاحب مقدر ہو نیکی کن سنگلٹن کے باغون کے ضرور ورون کا
 مددگار بن گیا۔ کہ اس بہانہ سے انکی صورت ہر روز دیکھ لیا کر دیکھا۔ شام کے وقت ہمیشہ غنیمت میں
 بیٹھ کر ایک جگہ ملکہ کی سواری کا منتظر رہتا جب وہ آتین تو جس طرف جاتین انکے ساتھ ہولینا
 مگر آخر کو مایوس ہو گیا اور اسکو تحقیق ہو گیا کہ میں نے اپنی قسمت کا لکھا غلط پڑھا تھا *

باب ششم

۱۸۳۷ء

سول لسٹ اور کولینئر کے معاملات یعنی ملکہ اور انکے خاندان کے
 وظائف اور انگریزوں کی نوآبادیان

۱۱۔ جولائی ۱۸۳۷ء کو پارلیمنٹ میں جائیسے چارہ وزیر اور تحت نشینی سے تین ہفتہ کے اندر ملکہ

ملکہ معظمہ پر ایک شخص کا عاشق زار ہونا

نے قصر کن سنگ ٹن کو چھوڑا۔ اس فوج کی رعایا کو اُنکے یہاں سے جانیکا قلق تھا۔ اور اُنکو خود بھی اس قصر سے جانیکا بچ تھا۔ جان وہ پیدا ہوئی تھیں اور سارا بچپن وہیں گزرا تھا۔ لٹن مین ان کی سکونت کیلئے قصر بنگلہ کم تجویز ہوا تھا۔ مگر جان نیش نے اپنی تجویز سے اس قصر کی تعمیر جارج چٹا کے لیے شروع کی تھی مگر وہ پورا نہ بنا تھا اسکو ولیم چارم نے پورا بنوایا۔ مگر اسکو وہ ایسا ناپسند کرتا تھا کہ کبھی ٹسین نہیں رہا۔ قصر سینٹ جیمس مین وہ ہمیشہ رہا۔ ملکہ مغظمہ سے پہلے کوئی بادشاہ اس قصر مین نہیں رہا۔ اول یہ اسکی درستی و آرائش ان ہی کے لیے ہوئی۔ اخبار مین چھپا کہ کوئی محل اتنا کیسا ستانمین بنا تھا جیسا کہ قصر بنگلہ کم۔ وہ ایک بادشاہ کے لیے بنایا گیا اور دوسرے بادشاہ کے رہنے کی واسطے سجایا گیا۔ مگر ولیم چارم نے جو اسکے اندر رہنے مین تکالیف بیان کی تھیں انکی اصلاح کی گئی۔ اور عمارت مین تبدیلیاں کی گئیں اور مکان بڑھائو گئے تو وہ بادشاہ کی سکونت کے قابل ہوا۔ مشرق مین ایک چوک بنایا گیا۔ محل کے عقب مین چالیس ایکڑ زمین مین باغ لگایا گیا اور شہ ع مین ایک بال روم تعمیر کیا گیا۔

ملکہ مظفر کے حکم سے اس تصریف میں ۱۷ اگست ۱۸۵۷ء میں سکندر کو نسل کی ہت سے ایک جلد عظیم گانے بجانے کا ہوا۔ ملکہ مظفر نے اپنے امانی مولیٰ کو حکم دیا کہ وہ اس جلسہ کی عزت کے لیے اپنا ماتمی لباس اتار ڈالیں۔ بڑے بڑے گویوں نے اس میں گانا گایا اور باجا بجا کر ۲۱۔ اگست کو ملکہ مظفر نے دروازہ سے باہر جا کر بائیں پارک میں ایک نیا دروازہ کھولا۔ اس کا نام وکٹوریہ گیٹ رکھا گیا۔ اور ۲۲۔ اگست کو پہلی ہی دفعہ ملکہ مظفر قلعہ ونڈ میں رہنے کے لیے تشریف لے گئیں۔ ۲۸۔ ستمبر کو اول ہی دفعہ تجربہ سپاہ کے معائنہ کا کیا۔ قلعہ ونڈ میں سپاہیوں نے اس کے رو برو مارچ ہوم پارک کو کیا۔ ملکہ مظفر نیم سپاہیہ لباس پہنے ہوتی تھیں۔ چاہے زخمی ان میں گلیں لگا ہوں اور زہر اترتا ہو۔ سپاہ کا دل اس لباس میں انکو دیکھ کر باغ باغ ہوتا تھا۔ سب انکو سلام کرتے تھے وہ ان کے سلام کا جواب ماتھے سے دیتی تھیں۔ ایک حکایت یہ شہور ہے کہ ڈیوک ونگٹن نے کورٹ مارشل کا حکم نامہ جس میں سپاہی کی پچاسی کا حکم لکھا ہوا تھا دستخط کر کے لیے اس کے رو برو پیش کیا۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ انکو معلوم ہوا کہ مجھ آدمی کی جان لینے اور سچانیکا اختیار ہے۔ قدیمی دستور بھی تھا کہ قتل کے فتوے کی تعمیل جب ہی ہوتی تھی کہ بادشاہ اس پر دستخط کر دیتا تھا۔

تصویر چنگیزخان و ملوک و سلاطین و پادشاهان و امیران و سرداران و

جاءت گیسٹ خانہ کو کھینچ کر جیڑا لے کر اپنے گھر پہنچی۔ وہاں اس نے اپنے شوگر کے دوستوں سے مل کر ان کی باتیں سنی۔

ملکہ مغظمہ اسپر دستخط کرتی ہوئی بھجکین اور آئے یہ ہوئیں۔ انھوں نے ڈیوک و لنکٹن سے فرمایا کہ اس سپاہی کے حق میں کیا کوئی کلمہ خیر آپ نہیں کہہ سکتے؟ ڈیوک نے جواب دیا کہ نہیں۔ وہ بڑا برا سپاہی ہے تین دفعہ بھاگ چکا ہے۔ یہ جواب سنکر پھر ارشاد کیا کہ آپ اس معاملہ میں دوبارہ غور کریں تو انہوں نے کہا کہ بعض آدمی کہتے ہیں کہ یہ سپاہی اپنے گھر میں بھلا مانس ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آدمی یوں بھلا مانس ہو مگر سپاہی بڑا ہو۔ یہ بات سنکر حضرت علیا نے ڈیوک کا شکریہ ادا کیا اور قتل کے فتوے پر معافی مانگ کر لکھکر نہایت خوشخط و دستخط کر دیے۔ اور پھر نامہ کو میز پر ڈیوک کی طرف کپ کپاتے اٹھوں سے رگڑ دیا آئندہ اس رحم دل ملکہ کو ایسے دروژاک فرضی کے ادا کر نیسے یوں فراغت دی گئی کہ موت کے حکم ناموں پر بجائے بادشاہ کے شاہی کمیشن کے دستخط ہونے لگے۔

۴۔ اکتوبر تک ملکہ مغظمہ وڈسیر میں رزق افروز رہیں۔ جارج چارم نے جولہ اپنے انجمنہ جان نیش کی تجویز سے برائیشن میں ایک رفیع الشان مکان بنوایا تھا۔ اُس میں تشریف لیگنیں لارڈ جان رسل ہوم سکریٹری اور انکی بی بی انکے ہمراہ تھیں۔ ۴۔ نومبر کو قصر مکنگم میں مراجعت فرمائی ملکہ مغظمہ کو مالک ہونے کی طفلانہ خوشی ہوئی تھی۔ وہ اپنے گھر کے کارخانوں کی درستی میں بڑی مستعدی سے کوشش کرتی تھیں۔ اپنے محلوں میں جو انکی بود و باش کا طریقہ تھا وہ انکا اپنا ہی ایجاد تھا۔ وہ ایسی مہانداری کرتی تھیں جو پہلے کبھی بادشاہوں میں نہیں ہوئی۔ وہ اپنے مہانوں کو ساتھ لیکر سارے اپنے محل کو دکھاتیں۔ یہاں تک کہ باورچی خانوں میں بھی انکو لیجا تیں۔ وہ اپنی مہانوں سے ایسی خوش خلقی سے باتیں کرتیں کہ یہ معلوم ہوتا کہ انکے منہ سے پھیل جھڑتے ہیں۔ کھانے کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے کیے تکلف ہوتا تھا۔ وہ اپنے اخلاق کے آداب کے قواعد بڑی مگر مہارت سے مقرر کرتیں۔ اگر کوئی انکی اصلاح جس سے انکے مہانوں کی خوشی زیادہ ہو۔ انکو بتاتا تو وہ اُس سے بہ مزہ نہ ہوتیں بلکہ اُس اصلاح کو کر دیتیں۔ صبح کا وقت زیادہ تر لارڈ میل بورن کے ساتھ کام میں صرف ہوتا۔ جب وہ وڈسیر میں ہوتیں تو وہ ہر سے پہلے پارک میں اُس پاس کے دہات میں گھوڑے پر سوار ہو کر جاتیں۔ انکے ساتھ اکثر تیس اہل گھوڑوں پر سوار ہوتے۔ انکی نگاہ ایسی تیز تھی کہ سواری میں ہر سارے ہیرا ہویوں کی حرکات کو دیکھ لیتیں۔ انکی کوئی حرکت نامناسب ایسی نہ ہوتی جو انکی نظر سے چھپی رہتی پھر وہ بچوں کے ساتھ کھیلتیں جن میں سے بعض کو وہ اپنے ملاقاتیوں میں شامل کر لیتیں پھر وہ اپنی کورٹ کی

لیڈرین کے ساتھ ہال وینٹیل ڈور اور ٹبل ڈور کے کھیل کھیلتین۔ اس ورزش کو انھوں نے وسطیٰ ترک جاری رکھا۔ پھر وہ گاتین اور پانی اوفو بجاتین۔ ساڑھے سات بجے کھانا تناول فرماتین اور اکثر شام کو کارڈو شطرنج کھیلتین۔ اور دس گنٹ ہمیشہ گنجنے کھیلا کرتین۔

ملکہ معظمہ کے ایجا دون مین یہ ایک ایجا دتھا کہ انھوں نے ایک کورٹ بینڈ بنایا تھا جو ڈنر کے بعد بجتا تھا۔ جب تک وہ قصر بکنگھم مین رہتین تو ہریر کو تھوڑا سا ناچ کراتین۔ تھوڑا سا وقت انھوں نے تاریخ کے پچھوہ مطالعہ کے لئے نکال لیا تھا۔ سب سے پہلے انھوں نے سر وڈروال پول کی لائف پڑھی۔ اور پھر تین قصے سرواٹر کوٹ کے پڑھے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ہیلیم کی کونٹی ٹیوشنل تاریخ اور سینٹ سائی مس کی یادداشتین پڑھین۔

ملکہ معظمہ کی سلطنت کے ابتدائی ایام مین پر دیسی مہمان لکھے پاس یورپ سے بہت آتے تھے۔ وہ ہمیشہ ان کے ساتھ بہت خوش رہتی تھیں اور ان پر بہت توجہ دہرانی کرتی تھیں انھوں نے اول انج و جسہ منی رشتہ داروں کو گارڈر عنایت کیے جو سب سے پہلے اُن سے ملنے آئے۔ اول اپنے سونیٹ بھائی شہزادہ لی نین جن کو جلائی شہزادہ مین اور دو سر شہزادہ ایلبرٹ کے باکے سال آئندہ مین گارڈر عنایت کیے۔ شاہ بلجیم اور انکی ملکہ لوئسہ وندسمر مین تین تھے اگست و ستمبر مین مہمان رہے اور وہ برسوں تک موسم خزان مین آتے رہے۔ سب سے بڑی بھانجی و کٹوریا اکثر ان پاس آتی رہتی تھیں اور دوپہر کے بعد کے کھیلوں مین شریک ہوتی تھیں۔

ملکہ معظمہ انگلینڈ مین اپنے عزیز و اقارب کے حال پر محبت و شفقت کر نہیں غافل نہ تھیں۔ بیوہ ملکہ ایڈی لیڈ کے ساتھ جو انہوں نے اپنی محبت دکھائی اس سے زیادہ ہو نہیں سکتی جس روز وہ تخت نشین ہوئی مین تو انھوں نے بیوہ ملکہ کو تعزیت نامہ لکھا۔ جسکے حیرانانہ پر بجائے بیوہ ملکہ کے ملکہ لکھا۔ تاکہ ان کا الم و غم زیادہ دل نہ دکھائے۔ تھوڑے دنوں بعد جو بادشاہ کی تجویز و تکفین سے پہلے وندسمر مین اس بیوہ ملکہ سے وہ ملنے گئین تو انہوں نے حکم دیا کہ شاہی جھنڈا جو نیم سرنگوں ہے حب ستور بادشاہ کی تشریف آوری کے وقت بلند نہ کیا جائے۔ جب کہ ایڈی لیڈ وندسمر کیسبل سے مال بورو کی جوبلی مین گئی مین تو انکی اس بھتیجی ملکہ نے اُسے کہا کہ کیسبل جو اسباب آپکو بیان کی سکونت کے سبب سے عزیز ہو وہ اپنی ہمراہ لیا جائیں۔

شہزادہ بکنگھم مین ملکہ معظمہ کا اہلیاد

پر دیسی مہمان

ملکہ کا تازا اپنے عزیز و اقارب سے

گرے ویل صاحب کہتے ہیں کہ گونگ ہم صاحب جب ملکہ کے پاس بادشاہ کے مرنیکی خبر لائے ہیں تو بیوہ ملکہ کی یہ درخواست بھی ساتھ لائے تھو کہ انکو وٹا سر میں رہنے کی اجازت ہو کہ ماتم کی رسم کے دن پورے ہوں۔ تو ملکہ مظفر نے اس خط کا جواب نہایت خوش خصلاتی سے چھی کو یہ لکھا کہ بہان رہنے میں آپ صرف اپنی صحت و آسائش و آرام پر خیال فرما اور جب تک مرضی شریف ہو محل میں تشریف رکھئے۔

جب تک یہ چھی بوڑھی ہو کر مرین ملکہ مظفر نے انکے ساتھ محبت و شفقت کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ وہ اپنے سب چچاؤں اور بھوپوں کا خیال برابر رکھتی تھیں وہ ان کے ساتھ خط و کتابت کرتی تھیں۔ انکی دعوتیں کرتی تھیں۔ انکے ملاقات کرتی تھیں۔ انکے سامنے پڑھتی اور گاتی تھیں۔ وہ بار بار اپنے حسد اور بد مزاجی کو دکھاتے تھے تو انکی برداشت بغیر بڑبڑانے کے وہ کرتی تھیں۔ ڈچس کئمبرج جو کل نسل میں سب سے آخر زندہ رہیں اور شہ عین مرین تو انکے ساتھ وہی محبت رہی جو بچھنے میں تھی۔ ان کے کہنے اور سٹیٹ کی ہمیشہ وہ نگران رہیں۔ ولیم چارم کی اولاد جو غیر منکوحہ سٹریس جارتھین سے تھی اس سے بھی کبھی بے پروائی نہیں کی اور انکے اعراض اپنے اثر سے نکالتی رہیں اور پانچ سو پونڈ سالانہ رقم کی وجہ ان کے چچا سس سکیس علیل ہو تو انھوں نے یہ خط اپنے ماتھ سے لکھ کر انکو بھیجا۔

میرے پیارے چچا۔ آپ کا عافیت نامہ جو کل میرے پاس آیا اس سے معلوم ہوا کہ ہنوز آپ بیماری کی تکلیف اٹھا رہی ہیں اور میا کھی لگا کے چلتے ہیں۔ اس سے مجھ بہت بے ہواؤ مجھے اندیشہ ہے کہ اس ہفتہ کے آخر تک آپ اپنے گھر سے باہر نہیں نکل سکیں گے۔ میرے لیے چچا مجھے بھروسہ ہے کہ آپ پھر بالکل تندرست دیکھو گے۔ ہمیشہ آپ مجھ یقین کریں کہ میں آپ کی محبت کرنے والی بھتیجی ہوں۔

دکٹر دیا آ

ملکہ مظفر کو رٹ کے آداب کی خاطر جنکو وہ اہم جانتی تھیں اپنی دلی رایوں کو با دیتی تھیں۔ ملکہ مظفر نے پوسٹل مصلحت یہ جانی کہ دول خارجیہ کے سفیرین کو میر پر تمام مہمانوں میں شہادہ کسی درجے کے ہوں اول ٹھانیں۔ لارڈ میل بورن اس سے مستثنی تھے۔ وہ ہمیشہ ملکہ کے بعد انکی بائیں طرف بیٹھتے تھے۔ انھوں نے برسوں تک خاندان شاہی کے ڈیو کوں اور وچوکن کے ساتھ اس قاعدہ

کورٹ کے آداب

کے ہونے میں مضائقہ کیا آخر کو ان میں سے بعض کو سستے کیا۔

اس اثنا میں اس نئی سلطنت میں پہلی دفعہ پارلیمنٹ کے ممبروں کا انتخاب ہوا ٹوری وگ فرقوں کی مخالفت و معاندت ملکہ معظمہ کے لینے عذاب جان تھی۔ اس جلسوں میں ملکہ معظمہ کی مخالفت و موافقت میں ہر فرق کے بڑے بڑے مقرر تقریریں کرنے لگے۔

کامنس ہوس میں ٹوری فرقہ کے ممبروں کی تعداد کم تھی اس سبب انکی چھ برس تک چلی نہ تھی انھوں نے سخت شکایت کی کہ لارڈ میل بورن اور ذی اختیار و گس نے ملکہ معظمہ کو اپنے ساتھ سٹی کر لیا ہے۔ اور انکے نام ہمارے آزار رسانی کا اوزار بنایا ہے۔ جولائی ۱۸۳۳ء میں انھوں نے ایک مضبوط شائع کیا۔ جس میں انھوں نے اس پولیسی پر لعنت ملاست کی کہ ملکہ معظمہ کے گرد کل ملازمین مستورات و فریق کی ہیں۔ سرور برٹ پیل نے یہ دلیل پیش کی کہ میل بورن جو ایک پولیٹیکل فریق کا سرگروہ ہے ملکہ معظمہ پر ایسی سخت حکومت رکھتا ہے کہ جس سے گھوٹا کر کی (بادشاہی) معرض خطر میں آ رہی ہو۔ سب سے زیادہ زور اس خط پر دیا گیا تھا۔ جو جان رسل نے لارڈ پال گریو۔ لارڈ لٹشٹ آئر لینڈ کو لکھا تھا۔ اور اس میں لکھا تھا کہ ملکہ معظمہ ذاتی ہمدردی آئر لینڈ کی وگ پولیسی کے ساتھ رکھتی ہیں۔ اسلئے ٹوری فرقہ نے یہ راگ لگایا کہ ملکہ کو وگ فرقہ کے ظلم سے بچانا چاہیئے۔ چند اشعار نظافت آمیز و روزبان کیئے جنکا مضمون یہ ہے کہ وگس کہتے ہیں کہ ملکہ ہمارے ساتھ ہو۔ جب ہم کو اندر پاتی ہیں تو ہم کو ٹھیراتی ہیں۔ ایسا ہوتا ہو مگر اس شبہ کے کرنیکی مجھے اجازت دو کہ جب وہ ہم کو باہر پائینگے تو کتنی دیر ٹھیرائینگے۔ ایک جلسہ ٹوری میں ممبر برنٹ ٹوری ممبر کن ٹریمری نے کہا کہ وزارت میں پوپ کے مذہب کے لبرائل ایسے ممبر بھرے ہونگے کہ وہ نیوزیلینڈ کے وحشیوں سے کم نہیں ہوں انکو ہنگام کے ساتھ عداوت قدیم سے چلی آتی ہے۔ ایک اور جلسہ میں لارڈ سٹون ہوپ نے چندہ اسلئے جمع کرنا شروع کیا۔ کہ اس چندہ سے بید کی چھڑی اور زقنہ مارنیکار خرید کر کے ملکہ کو کھیلنے کیلئے بھیجیں اس جلسہ میں ملکہ معظمہ کے برخلاف ایسی تقریریں ہوئیں کہ کمانڈر انچیف کو لکھنا پڑا کہ جن جلسوں میں بادشاہ کی ایسی امانت اور بدخواہی کی باتیں ہوں تو ان میں افسروں کا شریک ہونا انکی بائیں کو بڑا نازک بنا تا ہے۔

وگس کے جلسوں میں ملکہ معظمہ کی موافقت میں تقریریں ہوئیں آئر لینڈ کے بڑے مقرر وادب

ملکہ معظمہ کے ذوق کی طرح ہوا جیسے ذوق ٹوری کے۔

اس دور کا انتخاب

او کوئل نے ایک سپیک سپیچ میں یہ کہا کہ میں اپنی عزیز نوجوان ملکہ منظم تخت نشین انگلینڈ کی جان آبرو کی محافظت کیوں اسے اگر ضرورت پڑے تو پانچ لاکھ آئرن لینڈ کے بہادروں کو ساتھ لیکر جان دینے کو موجود ہوں۔ مسٹر نہری کرپٹ ٹن نے جو ایک نامور مقرر تھے۔ ایک جلسہ میں بیان کیا کہ اگر ملکہ فرقہ ٹوری کے بس و قابو میں آجائیں تو میں انکی جان کے عوض میں رنگترے کا چھلکا بھی نہ دوں اور اس پر یہ اضافہ کیا کہ اگر اس فرقہ کے شہر آشوری ملکہ کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو جائیں تو انکو ایسی نیند میں سونا پڑے کہ پھر جاگنا نصیب نہ ہو۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ہینوور میں ملکہ منظم کا چچا آرٹسٹ نیا بادشاہ ہوا تھا اس نے تلج شاہی سر پر رکھ کر اپنی مملکت میں کونٹری ڈیوشنل گورنمنٹ کو خاک میں ملا دیا اسکی نسبت وگ پارٹی نے اس شہید کو مشہور کیا کہ وہ یہ سازش کبریا ہو کہ اپنی بھتیجی ملکہ منظم کو تخت سے اتار دے اور خود بادشاہ بن کر انگلینڈ کی کونٹری ڈیوشنل گورنمنٹ کو اس طرح ملیا سیٹ کر دے جیسے کہ ہینوور میں اُسے کیا ہے۔ کارٹون (مضحکہ) بنایا اسکا نام مقابلہ رکھا۔ اس میں دو تصویریں ہم پہلو بنائیں ایک ملکہ کی جس میں وہ ایک لربا اشراف معلوم ہوں۔ اور دوسری اسکے چچا کی جس میں وہ سفید مو اندھ سی پیشانی کے شہر پر معلوم ہوں۔ سازش کرنیوالے اس سازش کا انصاف اس طرح بتاتے ہیں کہ ہم ایسا نہیں کرینگے تو ڈیوک ونگٹن بادشاہ ہو جائیگا۔ ڈیوک آئرلینڈ سخت عداوت رکھتا تھا غرض طرفین سے آپس کی بغض عداوت کے سبب یہ ہووہ بکو اس ہوئی تھی۔ مگر جو ارباب عقل بے تعصب بخیرہ فہمیدہ تھے وہ خوب جانتے تھے کہ نہ تو یہ خوف ہو کہ فرقہ لبرائیل (دگ) کے سبب ملکہ منظم رومن کیتھولک مذہب اختیار کریں گی۔ نہ یہ اندیشہ ہو کہ فرقہ ٹوری سازش کر کے بلکہ منظم سے تخت چھین لیگا۔ اور ہینوور کے بادشاہ ڈیوک کمبرلینڈ کو انکی جگہ پر بٹھا دیگا فریقین کی یا وہ گوئی ژاوشخانی بتلاتی ہے کہ اس زمانہ کی حالت کیا تھی کہ ٹوری یہ سمجھتے تھے کہ لبرائیل فرقہ ملکہ کے ماتھے سے مونارکی (بادشاہی) کو ذلیل کرادیگا۔ وہ ایسے بڑے بڑے مدبران ملکی کامل سرروبرٹ پیل اور لارڈ بروڈسم کی تقریروں پر خیال نہیں کرتے تھے۔ کہ اس سپیک کے روبرو اپنی ایک تقریر میں بیان کیا کہ میں کونٹری ڈیوشنل کو جھوٹے دوستوں کے ہاتھوں سے بچ کر لے لے اور سنگل ڈیموکریسی (جمہوری) کے سم کے نیچے کچلے جائیے بچاتا ہوں دوسرے نے یہ فرمایا کہ میں

کونسل ٹیبلٹ گورنمنٹ کے اصول کی محافظت کیواسطے ہر وقت کمر بستہ ہونا۔
ملکہ کی ابتداء سلطنت میں جہاں قابل افسوس تھی وہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنے تئیں بالکل لارڈ میل بورن کے اور ان کے ہمراہیوں کے حوالہ کر دیا تھا جسکے سبب لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ وہ ایک فرقہ کی طرف راہی کرتی ہیں۔ مگر اس نوجوان نا تجربہ کار ملکہ سے جسکی کوئی تسلیم ایسی نہیں ہوتی تھی کہ وہ پوری سلطنت کی جواب دہی کو سنبھال لیتیں۔ اور کیا توقع ہو سکتی تھی سوائے اسکے کہ وہ غیر کا سہارا ڈھونڈے وہ یہ مجبور ہو کر نہیں سکتی تھیں کہ سارے کام خود کرنے لگتیں۔ غرض اس میں اگر کوئی خطا تھی تو ان کے مشیروں اور صلاحکاروں کی تھی انکا خود اپنا کوئی تصور نہ تھا۔

پارلیمنٹ کے شکست ہونیکے بعد تھوڑے دنوں میں پارلیمنٹ کے ممبروں کا دوبارہ انتخاب ہو گیا۔ فرقہ وگ جسکو لوگ تھوڑے دنوں سے ناپسند کرنے لگے تھے ملک میں پھر اور ملکہ کے نام سے یہ مشتہر کیا کہ وہ ہماری طرف راہیں اور ہماری کامیابی کی خواستگاریں۔ اس طرح اپنے فرقہ کے لیے کچھ کثرت رے کو انتخاب میں اپنی طرف کر لیا۔ اسکے ساتھ ہی اپنی نیک نامی کو بٹھانے لگا یا کہ انہوں نے جو طریقہ اپنے طرفداروں کے پیدا کرنے کا اختیار کیا تھا۔ وہ خلاف قانون اور ناجائز تھا۔

انتخابات کا نتیجہ فریقین ہی کے لیے قابل طمینان نہ ہوا۔ ٹوری کو سیٹیس فیکٹ زیادہ حاصل ہوئے۔ جس سے وگس کی کثرت میں کمی ہوئی۔ مگر اس آپس کی منازعت کے بند ہونے کے بعد طرفین کی قوت کا تخمینہ کیا گیا۔ تو اکتوبر ۱۸۶۸ء اور کون سرورٹو ۱۸۷۰ء کے مابین وگس کے ۸۳ ممبر زیادہ تھے۔ اسلئے میل بورن اور اسکے ہمراہی اپنے عہدوں پر برقرار رہے۔ مگر ہوس آف لائٹس میں انکی تعداد کم تھی۔ یہ لبرل فریق کا دیرینہ تجربہ ہوا کہ ملکہ مظہر کے کل عہد میں انکی تعداد کم رہی۔ جس سے مشکلات پیش آئیں۔ کامنس ہوس میں اوپ پوزیشن (مقابلہ) جو تجربہ کار سربراہ برٹ پیل کی ہدایتوں سے ہوا وہ جنگ انگیز و تیر ہوتا۔ وہ انتخاب کے دوران اتحادی کامندان نہیں ہوتا۔ بلکہ لیاقت اور استعداد تو انانی و رشخیصیری سے تقویت دیتا۔ ٹوری کی سپہا میں بڑے نامور پنجمن ڈورز بیلی بھرتی ہوئے وہ بڑے قصہ طراز مشہور تھے۔ وہ دودھ ناکا میاب ہو کر تیسری دفعہ میں پارلیمنٹ میں پہلی مرتبہ سیٹ (نشست) انکو میڈر سٹون کی طرف سے ملی

وہ لندن میں ۲۱۔ دسمبر ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے تھے۔ انکے والدین یہودی تھے۔ انکا باپ بڑا عالم تھا۔ وہ اپنی بائیس برس کی عمر میں قصہ پرداز نہایت مشہور ہو گئے۔ وہ اپنی ذہانت و طرافت کے سبب سے انگلش سوسائٹی میں بڑے محترم سمجھے جانے لگے۔ جب وہ کانس ہوس میں داخل ہو گئے تو بھی وہ علمیہ میں مصروف رہے اور انکی قصہ پردازی کے کمال کی شہرت بالاستقلال بڑھتی گئی وہ کانس ہوس میں انگلنڈ کے نوجوانوں کے گروہ میں شریک ہوا اور آخر کو بہت جلد اس گروہ کا سرگروہ ہو گیا۔ انڈین ان کے رقیب ولیم ایورٹ گلیڈسٹن ہوئے۔ ملکہ مظفر کے ساتھ بڑا اتحاد رکھتے تھے وہ ۱۸۷۳ء میں کانس ہوس میں داخل ہوئے۔ ان دونوں نامور دن کا آپس میں مقابلہ عظیمی و وقت رکھتا ہے گلیڈسٹن پانچ برس ڈیرسیلی سے چھوٹے تھے۔ وہ لورپول کے ایک بڑے سوداگر کے بیٹے تھے۔ ایٹن اور کرائسٹ چرچ میں انہوں نے تعلیم پائی تھی۔ اور طالب علمی کے زمانہ میں وہ بڑے ممتاز و سرفراز تھے۔ کانس ہوس میں انکی تقریریں جادو کا اثر کرتی تھیں۔ ۱۸۷۹ء میں کمولی نے کہا تھا کہ وہ فرقہ ٹوری کی بلندی گرا ایسا ہے۔

۹۔ نومبر ۱۸۵۳ء کو کونی پارلیمنٹ کے کھیلنے سے پہلے ملکہ مظفر لندن میں قصر بکننگھم گلیڈسٹن میں لارڈ میئر کے ساتھ شاہی دعوت میں تشریف لیگئیں۔ اس دعوت میں جاسے انہوں نے اپنے ویدار فرحت آثار سے اہل شہر کا دل خوش کیا۔ اگرچہ دن خراب تھا۔ کمر برس ہاتھ بگڑا ہوا بھی کوچہ و بازار اور درو دیوار کو سونگھے ہوئے تھے۔ جو اپنی نوجوان ملکہ کی صورت دیکھنے کیلئے بیتاب تھے۔ جہاں جہاں انکی سواری گزرتی خوشی کے نعروں کا غل شور مچتا تھا۔ ملکہ کا سینہ میں طراز لباس اور سر کا الماس نگار تلج اپنی چمک دمک کی بہار دکھار رہا تھا۔ انکے چہرہ کی شگفتگی اور خندہ زیر لبی عالمیہ کے دنوں میں محبت کا خوش پیدا کرتی تھی۔ انکی صورت صحت مجسم معلوم ہوتی تھی۔ سارے شہر میں گھٹنے بج رہے تھے۔ مکانوں کے آگے سرخ پردے پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سب شائقین اور توجہ دہرے ہوئے تھے اور ان میں پھول رنگ برنگ کے لگے ہوئے تھے۔ اور رات کی روشنی کیلئے لیمپ تیار تھے۔ تین بجے سے چند منٹ پہلے سواری شہر میں داخل ہوئی۔ اسکے ساتھ اٹھاون کاڑیاں تھیں جنہیں بہت سے دول خارجیہ کے سفیر سوار تھے ٹیمپل بار پر لارڈ سربان کو ان نے سٹیشن پر اور لندن کی کورپوریشن کے ممبروں نے استقبال کیا۔ اور شہر کی کنجیاں ملکہ

۹۔ نومبر ۱۸۵۳ء کو گلاڈسٹن ملکہ مظفر کا دعوت میں جانا

کونڈرکین انہوں نے بلطف و کرم واپس کین۔ پھر سواری سینٹ پال پر ٹھہری۔ قدیمی دستور کے موافق خیر مقدم کی ایڈریسین پیش ہوئیں۔ گلڈ ہال جس میں دعوت ہوئی بڑے ساز و سامان سے سجایا گیا تھا اس میں بہت روپیہ صرف ہوا تھا۔ یہ مبالغہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ میز پر چالیس ہزار روپے کے برتن چنے گئے تھے اور ڈیڑھ میل کے فاصلہ میں دو سو گاڑیوں کا تانتا لگا ہوا تھا۔ اور کمرہ کے چھانڈ میں ایک ہزار اداس سونا تھا۔ دہرے کے ساڑھے تین بجے سو دعوت شروع ہوئی اور رات ساڑھے آٹھ بجے پر ختم ہوئی۔ اسکی یاد کے لیے ایک نہایت عمدہ میڈل بنایا گیا۔ اور ہیمپیل بار کے آنے کی تصویر نقش کی گئی۔ اس عظیم الشان دعوت میں لارڈ میرکیر بیرونٹ کا اور دو شرف کونائٹ کا خطا دیا گیا جنہیں سے ایک سٹر موسیٰ فونٹیٹی اور یہودی تھے۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ یہودی کو یہ عمدہ اور خطاب ملا ایسے ہی کاموں اس عہد سلطنت میں جیسی اصول آزادی اور مساوات مذاہب کی دوست کی تعریف ہوئی یا ایسی کسی اور بادشاہ کے عہد سلطنت میں نہیں ہوئی۔ اس یہودی کو خطاب کی مبارکباد کی گرجاؤں سے دلچسپی اور اسکو لوگوں نے پسند کیا۔

۲۔ نومبر ۱۸۷۱ء کو حضرت علیا نے پہلی دفعہ پارلیمنٹ کو کھولا اور انھوں نے اپنا پیچ پڑھا۔ انکی اپنی بیوگی تک یہ عادت رہی کہ جب وہ پارلیمنٹ میں آتیں تو اپنا پیچ آپ پڑھتیں انہوں نے اس پیچ میں یہ اظہار کیا کہ وکٹوریہ بالقایہ خدا تعالیٰ کے روبرو بخیرگی اور سچائی سے شہادت اور گواہی دیتی ہے کہ مجھے یقین ہے کہ سیکرمنٹ سپر (عشار ربانی) میں جو روٹی اور شیر انگور ہوتا ہے وہ سچ کا حقیقی جسم و خون نہیں ہوتا۔ باکرہ مریم کی یا کسی اور ولی کی پرستش کرنا اور اس سے نجات طلب کرنا بت پرستی و ہم باطل ہے۔ میں خدا کے روبرو بخیرگی سے اقرار کرتی ہوں اور شہادت دیتی ہوں کہ میں نے جو اپنا اظہار پڑھا ہے اس کے ہر حصہ میں کوئی مخفی اور یہیر پھیر کی بات میکروں میں نہیں ہے۔ نہ سکے الفاظ کے معانی صاف وہی معمولی ہیں جو علی العموم انگریز پریسٹنٹ سمیتے ہیں مجھے پوچھنے کی یا کسی اور دینی حکومت کو کسی شخص نے خواہ کوئی ہو اس کام کے کرنے میں حکم معافی نہیں دیدیا ہے۔ مجھے یہ خیال بھی نہیں کہ میں خدا اور آدمیوں کے سامنے بیگناہ ہوں یا ہو سکتی ہوں یا اس اظہار سے یا اسکے کسی حصے سے بری لگدزمہ ہو سکتی ہوں خواہ پوپ یا کوئی ایک شخص یا کوئی شخص یا کوئی دینی حکومت میرے اس اظہار کو باطل اور بے طرف کرے یا ابتدا ہی سے اسکو باطل اور کالعدم ٹھہرے۔ اسکے بعد انہوں نے ان مشکلات کی طرف رجوع کی کہ

سپین میں آپس کی لڑائیوں سے فساد برپا ہو رہا ہو۔ گنبد امین فراموشی باشندہ کی انگلیش حکومت سے بغاوت کر رہے ہیں۔ آئر لینڈ میں لوگوں کے برا بھلا کر نیوالے اپنی معمولی ناراضی کی علامتیں بننے زور و شور سے دکھا رہے ہیں، چنکارہنا اور پیشوا او کوئل ہو۔ مگر اس پارلیمنٹ کے کھلنے کا مقصد غلط ہے یہ تھا کہ روائے اصول سلطنت کی درستی کی جائے۔

جب تک ملکہ مغطر تخت سلطنت پر بیٹھی تھیں انکی مالی حالت اندیشناک تھی۔ انکو وڈر میں کچھ دولت نہیں ہاتھ لگی تھی۔ ہینوور کی ریاست جدا بیگنی تھی۔ اسکی شاہی آمدنی سے وہ محروم ہو گئی تھیں۔ انھوں نے لارڈ میل بورن سے شکایت کی کہ ان پاس خاص خاگی خرچہ کے واسطے روپیہ نہیں ہے لارڈ نے انکی اس بات کو دسویں ہزار روپیہ سننا۔ مگر کچھ کیا نہیں۔ خاندان شاہی کے بہت ممبرن کے مہاجن سٹر کوٹ لٹس نے چند روز کے لیے پیشگی روپیہ دیکر ان کو تکلیف سے نکالا۔

ملکہ مغطر کی آمدنی کی تقریب میں گورنمنٹ کے خیال کر نیکیے لیے بڑا سوال یہ پیش تھا کہ ملکہ مغطر کی اس آمدنی میں سے جو انکے شانہ شان کے خرچوں کیلئے شایان ہو۔ دانائی کے ساتھ شاہی اراضی کی آمدنیوں میں سے کس قدر آمدنی مقرر ہو سکتی ہو۔ جارج سوم اراضی کی آمدنیوں کا بڑا حصہ گورنمنٹ کے حوالہ کر کے ایک سالانہ آمدنی نقد ٹھہرائی تھی۔ اور جارج چارم نے اور بھی اس قسم کی آئینہ کو گورنمنٹ کے حوالہ کیا۔ اور ولیم چارم نے کل اراضی کی کل آمدنیان گورنمنٹ کے سپرد کر دیں ہاں شاہی بڑی کورن وال اور ڈچی ملٹن کیسٹر کی آمدنیوں کی جو ایک اور دس سے متعلق تھیں۔ اسی زمانہ میں ولیم چارم کی تخت نشینی کے وقت یہ انتظام کیا گیا کہ سول گورنمنٹ کا خرچ جو بادشاہ کی آمدنی میں سے اٹھتا تھا وہ موقوف کیا جائے۔ اور خزانہ عامہ سے یہ خرچ دیا جائے۔ اور بادشاہ کی آمدنی جو مقرر کی جائے اسکا بہت تھوڑا حصہ گھر سے باہر بادشاہ کے ذاتی خرچ میں بھرف ہو اگر۔ مگر سے باہر کے خرچ ۵۰۰۰ ہزار پونڈ پنشنوں کے اور ۱۰۰۰۰ پونڈ سیکرٹ سروس فنڈ کے تھے۔ ان شرائط پر شاہ ولیم ۴۶۰۰۰ پونڈ کی آمدنی کو بجائے ۸۵۰۰۰ پونڈ کے جو پہلے بادشاہ کو ملتی تھی قبول کر لیا۔ اور انکی بیوی ملکہ کی سالانہ آمدنی ۵۰۰۰۰ پونڈ مقرر ہو گئی۔ بادشاہ کی پارلیمنٹری آمدنی نقد جس میں پنشن اور سیکرٹ سروس فنڈ خارج تھے ۵۰۰۰۰ پونڈ تھی اور اسکے ساتھ ۲۵۰۰۰ پونڈ لین کیسٹر اور کورن وال کی فوجوں کی آمدنیان تھیں۔

سول سلطنت میں بادشاہ اور اسکے خاندان کی آمدنیوں کی فہرست

بادشاہی سروس فونڈ میں تمام چارم کی اراضی

پارلیمنٹ کے لبریریل ممبرن نے لارڈ میل بورن کے التماس کیا کہ کل شاہی اراضی پارلیمنٹ کے اختیار میں ہونی چاہیے۔ اور کورن وال اور لین کیسٹر کی ڈچیوں کی آمدنیوں کے محروم کچا زمین اور ملک کی آمدنی مقرر کجائے جسکو وہ محض اپنے مطالبہ مصارف میں خرچ کریں۔ اور سول گورنمنٹ کے کسی حصہ میں وہ نہ خرچ کریں۔ خزانہ کے افسروں نے ان مقاصد کی واسطے حساب کی فرو تیار کر لی۔ مگر میل بورن اس کے بہت سے حصہ کو قبول اس خوف سے نہیں کیا کہ اسکی ضعیف گورنمنٹ کے برخلاف غل شور ہوگا کہ وہ شاہی حقوق کو چپکے چپکے بیٹھے کرتا ہو۔ ولیم چارم کی نظیر کی پیروی کچھ صلاحوں کے ساتھ کی گئی ہے۔

ملکہ مظہر نے اپنی کل موروثی شاہی آمدنیوں سے ہاتھ اٹھایا مگر لین کیسٹر اور کورن وال کی ڈچیوں کی آمدنیوں کو اپنے قبضہ میں رکھا جنہیں سے ڈچس کورن وال دلی عہد کی میراث تھی۔ جس سخت وارث تخت و تاج کے پیدا ہوتے ہی ڈچس کورن وال کی آمدنی بادشاہ کے پاس نہ رہتی اس ڈچی کی اور لین کیسٹر کی ڈچی کی آمدنی ملکہ مظہر کی ابتدائے سلطنت میں تقریباً ۱۷۵۰۰ پونڈ سالانہ تھی۔ مگر ان دونوں کی آمدنی بہت جلد بڑھ گئی۔ ڈچی لین کیسٹر کی آمدنی جو خاص بادشاہ کی مستقل ملکیت تھی آخر کو ۶۰۰۰۰ پونڈ سالانہ سے بھی زیادہ ہو گئی۔ اور ڈچس کورن وال کی آمدنی جو عہد کی ولادت کی وقت ۱۷۵۰۰ پونڈ سے زائد تھی۔ پارلیمنٹ نے ملکہ مظہر کی سولے اس موروثی آمدنی کے سالانہ ۳۸۵۰۰ پونڈ آمدنی جو پہلے بادشاہ کی آمدنی سے دسہزار پونڈ زائد تھی خاص ذاتی خرچ کیلئے مقرر کی۔ اس آمدنی کی تقسیم خرچوں کے لئے اس طرح کی گئی کہ ۶۰۰۰۰ پونڈ جیخاص کے لئے اور ۱۳۱۲۰۰ پونڈ ملازمین خانہ کے مشاہرین کی واسطے اور ۲۵۰۰ پونڈ گھر کے خرچوں کے لئے اور ۱۳۲۰۰ پونڈ عطیات و بخشش و داد و دہش کی واسطے اور باقی رقم ۸۰۴۰ پونڈ کے لئے کوئی خاص خرچ مخصوص نہیں ہوا۔ اور مکانات اور جہازات شاہی کی مرمت کا خرچ خزانہ عامہ کے ذمے رہا جو آمدنی مذکور سے کچھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔

پیشنوں کا خرچ ۵۰۰ پونڈ اور سیکرٹ سروس کا فنڈ ۱۰۰۰ پونڈ سول لسٹ کی سالانہ آمدنی سے خارج کیا گیا۔ مگر ملکہ مظہر کو اجازت دی گئی کہ وہ سول لسٹ پیش بقا بارہ ہزار پونڈ سالانہ کے مقرر کر سکتی ہیں۔ اسکو خزانہ عامہ دے گا۔ شاہی آمدنی سے اسکو سروس کار نہیں ہوں گا اس نظام کے آخر کو یہ معنی ہو گئے کہ ۳۳۰۰ پونڈ سالانہ خرچ ہوگا۔ لیکن پیشن کا خرچ برائے نام

لین کیسٹر اور کورن وال کی ڈچیوں

سول لسٹ

بادشاہ کے خرچ میں داخل ہوتا۔ وہ بالکل بادشاہ کے اختیار سے نکال دیا گیا اور ملتان میں فلس
آرمیوں کی پنشنوں میں خرچ ہو کر لگا جو اپنے تئیں علوم ادبیہ یا آرٹ یا پبلک کی خدمتگاری میں
جو پولیٹیکل اعلاط سے باہر ہوتے اپنے سر بلند اور ممتاز کرتے ہیں۔

ریڈیکل ممبر تمام کارخانوں میں سختی کے ساتھ بندوبست کفایت شعار کی ساتھ چلتے
انہوں نے اعتراض کیا کہ یہ انتظام ایک بے ضرورت فضول خرچی ہے۔ جو صرف میجر نے جو کانس ہو سکے ایک
ممتاز ریڈیکل ممبر تھے۔ سیل لسٹ بل میں پچاس ہزار پونڈ کی تخفیف کر دینے کے کوشش کی مگر
وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ انکی مخالفت میں ۱۹۹ ووٹ اور موافقت میں ۱۹ ووٹ ہوئے۔ جن میں ہیبوس
دوسرے ریڈیکل ممبر نے دس ہزار پونڈ کی تخفیف چاہی۔ ۱۸۱ ممبروں نے انکی تائید کی اور ۱۷۳ ممبروں
نے مخالفت کی۔ ہوسٹل ٹاؤن میں جب یہ بل دوبارہ پڑھا گیا تو لارڈ بروک نے ریڈیکل کی طرح اس
انتظام پر سخت اعتراض کیا۔ انہوں نے بادشاہی ڈیوٹی کی آمدنی کی بڑی دقیق تحقیق کی اور اس انتظام
پر جو ملکہ کے لئے حاجات کیا گیا تھا سخت اعتراض کیا۔ لیکن گورنمنٹ نے کوئی ترمیم نہیں کی اور
بل جلدی سے قانون ہو گیا۔ اگرچہ بہت سے اضافہ ۲۰۰۰۰ پونڈ سالانہ کے قریب ملکہ معظمہ کی اولاد
کے مشاہدین کے لئے ہوئے مگر ملکہ معظمہ کی جو سالانہ آمدنی پارلیمنٹ نے مقرر کی تھی وہ تقریباً
ساتھ سال تک برقرار رہی جو انکی ضرورتوں کے لئے کافی ووافی تھی۔

جب وقت پارلیمنٹ میں سیل لسٹ بل پاس ہوا تو ملکہ معظمہ کے حکم سے انکی اولاد
ڈچس کنٹ کا ۳۰۰۰ پونڈ سالانہ وظیفہ مقرر ہو گیا۔ انکو پہلے ۲۶۰۰ پونڈ سالانہ ملتے تھے جن میں سے
۱۰۰۰ پونڈ خاص انکی بیٹی شہزادی کے خرچوں کے لئے تھے۔ ملکہ معظمہ اس انتظام سے نہایت خوش
تھیں۔ ۲۳ دسمبر کو پارلیمنٹ میں اس کے شکریہ کے لئے خود تشریف لے گئیں۔ قصہ بکننگھم میں
بڑا دن نہایت خوشی سے بسر ہوا دوسرے دن اولیائے دولت وندسیر میں تشریف لے گئے۔

یہ جو بیاضانہ انکی آمدنی مقرر ہوئی تو انہوں نے اپنے باپ کے قرض چکانے کا ارادہ
کیا۔ جو پچیس سال کے موسم خزان میں ڈیوک مرحوم کے قرضوں میں سے ۵۰۰۰ پونڈ اپنی خاص
جمع میں بھیج دیا۔ اور ۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو قرضوں کو قرضوں کی طرف سے باضابطہ قرض چکانے کا
شکر یہ کیا۔ ایک اخبار مارنگ پوسٹ اس قرض چکانے میں یہ میں دیکھ نکالتا ہے کہ ڈیوک کنٹ کو

۱۸۲۶ء میں کیپ پرنسٹن میں ساٹھ سال کے لیے کانین بادشاہ نے غایت کی تحقیر ڈیوک کے وصیوں کی سلطنت پر ان کا فن کا دعوے دائر کر کے چیسر سے ڈگری حاصل کی۔ جس کے سبب سلطنت پر یہ لازم ہو گیا کہ کیا وہ ڈیوک کے قرضوں کو ادا کرے یا کانن سے دست بردار ہو تاکہ کانن کے فائرونگ قرض خواہن کو قرض وصول ہو جائے۔ حضرت علیا نے اپنی مان کا قرض بھی چکا دیا وہ تو خاص انکی ذات کے سبب ہوا تھا۔

اس عصہ میں ملکہ معظمہ کی دلسوزی اور جہار دی اپنے وزرا کے ساتھ زیادہ ہو گئی وزرا کے لیے ہر قدم پر شکلیں پیش آتی تھیں۔ ۱۸۳۶ء کے درمیان وزرا کی پارلیمنٹری کمیٹی میں انہوں نے فکر و تدو کے ساتھ پیروی کی کہ مبادا انکی کثرت کی کمی اُنکو اپنے عہدوں پر قائم رکھنے کیلئے کافی نہ ہو۔ ۱۸۳۶ء کے ابتدا کے مہینوں میں کنیڈا میں فسادات کھڑے ہوئے جس نے ان وزرا کے منصب پر جھجھک کر دیا۔ اور اس فساد نے طول کھینچا۔ ۱۸۳۶ء اپریل ۱۸۳۶ء کو پارلیمنٹوں نے لکھا کہ ملکہ معظمہ تو ہمارے لیے ایسی ہی ثابت قدم و مستقل ہیں جیسے وہ پہلے تھیں۔ مگر جب اُنکو یہ خیال ہوا کہ ہمارے نکالے جانے کا اندیشہ ہے تو وہ مایوسی غم میں مستغرق ہو گئیں۔ انکی تندرستی خوب ہے وہ لنڈن میں گھوڑے پر سوار ہو کر روایات میں جاتی ہیں موسیقی میں اپنے وقت کو صرف کر کے سرور ہوتی ہیں۔ اُن کی آواز شیریں تھی اُنکا کلام قدرتی تھا۔ ڈرائنگ سے ایسی مناسب طبیعت رکھتی تھیں کہ اُن کے استاد نے کہا کہ اگر اُنکے سر پر تاج ہی نہ رکھا جاتا تو وہ فن مصوری میں یکساں مصو عورت ہوتیں۔ ملکہ معظمہ اپنی زبان سے فرمایا کرتیں کہ ملکہ ہونیکے لیے میرا چھوٹا ہے دلچ فٹ دو لچ قد تھا، مگر اُنہوں نے اس کے دکھائی وضع طرح ایسی رکھی تھی کہ قدر بڑا معلوم دیتا تھا۔ قیافہ شناس کہتے ہیں کہ اُنکی صورت میں سخاوت و عدالت و استقلال و خود شناسی قیافے و آثار موجود تھے اُنکے بشرے میں زیرکی و فراخی کی روشنی کی چمک تھی۔ لارڈ میل بورن کی ہدایتوں کے ماتحت وہ اپنی خوشی سے مراسلات طومار کے طومار پر پڑھتیں اور کلامی خط و کتابت رکھتیں وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔

اسی زمانہ میں ایک جرمن نے جس کا نام **ٹومبر** تھا ملکہ معظمہ اور انکی والدہ کو ماما ڈالنے کی دھمکی دی۔ وہ پاگل تھا پاگل خانہ میں بھیجا گیا۔ ۱۸۳۶ء کو ملکہ معظمہ کھلی

ملکہ معظمہ کا اپنی مان کا قرض چکانا

ملکہ معظمہ کے اس وقت کے حالات

حضرت علیا اور انکی مان کی خدمت میں کسما خاں

گاکشی میں سوار جاتی تھیں کہ ایک آدمی نے جو اشرفون کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ اپنا منکا بانہ کر
ملکہ مظہر کی طرف اشارہ کر کے یخت زبانی کی کہ میں تجھے تخت سے اتار دوں گا اور تیری ماں بھی
مکال ونگا۔ یہ کہہ کر وہ بھاگا مگر پکڑا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اسکا نام جان گوٹڑ ہے اور دو سو بیٹن
حسامین ہسپاہی تھا۔ اب یہ وہ ہو گیا ہے۔

بڑا پولیٹیکل سوال سمندر سے پار فرمان روائی کا جو وزرا نے مجبور ہو کر ملکہ مظہر کے
موجود انکی ابتدائے سلطنت میں توجہ کیلئے پیش کیا۔ وہی انکی انتہا سلطنت میں پیش ہوا جزائر
برطانیہ سے باہر ملکہ مظہر کی مملکت نے بڑی وسعت اور مضبوطی انکے عہد سلطنت میں پائی۔ ۱۳۵۴ء
میں جزائر برطانیہ کے علاوہ برٹش ممالک مقبوضہ کی وسعت اسی لاکھ مربع میل پر پھیلی تھی جس میں
ہندوستان کے وہ حصے بھی شامل ہیں جنہیں ایک صدی یا قے تاجروں کی کمپنی برٹش گورنمنٹ
کے ساتھ حکمرانی کرتی تھی۔ یہ وسعت مادی ملک سے چھ گنی رقبہ میں تھی۔ جب یہ ورثہ عظیم ابتدا
میں ملکہ مظہر کے قبضہ میں آیا تو آئندہ حالت اسکی مشتبہ تھی۔ اسکی گزشتہ حالت پر جو نصف
صدی قریب گزری تھی۔ یہ وجہ لگ چکا تھا کہ ملکہ مظہر کے دادا جارج سوم کے بد نظم عہد میں
امریکہ کی کولونیز انگلینڈ کی حکمرانی سے آزاد ہو کر رمی سپلیک یونائیٹڈ سٹیٹس بن گئی
تھیں۔ اہل امریکہ کی سرکشی سے جو صدہ انگلینڈ کی کولونی ایمپائر کو ہینچا تھا اسکے بددہیت
میں نہیں تھی۔ ملکہ مظہر کے عہد سلطنت میں اسی لاکھ مربع میل سے ملک کی وسعت ایک کروڑ بیس لاکھ
مربع میل پر پھیل گئی۔ بادشاہ ولیم چارم کے عہد سلطنت کے آخر سالوں میں اس وسعت پانے
کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔ خاص کر اسٹریلیا اور جنوبی سمندروں میں اور جنوبی آسٹریلیا
میں آباد ہو گیا تھا۔ اور نیوزیلینڈ میں لوگوں کا تارک الوطن ہو کر آباد ہونا شروع ہو گیا تھا جو
میں ایک کولونی بن گئی۔ فیو سووٹھ ویلز (جس ملک کا نام بے رازان وکٹوریا کولونین لیا رکھا گیا)
اور سوین رور کی آبادی دھوکے سے مغربی آسٹریلیا کہنے لگے، اور وین ڈی

میں لینڈ جسکا نام پچھے میسینیا ہوا، پر اسنے جنم کی آبادیاں تھیں اور وہ اس کام میں
لائی جاتی تھیں کہ جن مجرموں کو سنگین سزائیں ملتی تھیں وہ وہاں جلاوطن کیے جاتے تھے۔
جب ملکہ مظہر تخت نشین ہوئیں تو انکی گورنمنٹ نے اس پولیسی پر خیال نہیں کیا کہ جس بڑی سیم

کو نوئی ایمپائر کے اجراء میں دوامی پیوستگی و وابستگی ایسی بنی چا کہ اسکے اندر کوئی خلل فساد پیدا نہ ہو
ملکہ منظم کی نئی سلطنت کی گلیل میں یہ غلہ لگا کہ کنیڈا میں اول فتنہ برپا ہوا۔ پارلیمنٹ کا
اجلاس اول ۲۰ نومبر ۱۸۳۷ء کو ہوا تھا جس میں دوسرے اجلاس کی تاریخ ۱۶ فروری ۱۸۳۸ء قرار
پائی تھی مگر کنیڈا سے ایسی متوحش خبر آئی کہ پارلیمنٹ کو ۱۶ جنوری ۱۸۳۸ء کو اجلاس کرنا پڑا جو مان فساد
کی صورت نے بغاوت کی شکل میں اپنی جون بدلی ۱۰

کنیڈا کی خاص حالت تھی کہ نشیبی کنیڈا یعنی مشرقی کنیڈا میں اہل فرانس کی بستی آباد تھی
جو اس تہذیب و زور و ترقی کے زمانہ میں بھی اپنی پرانی لکیر پر فقیر تھے۔ اب تک انکے تہذبات و مشہور
میں وہی پرانے زمانہ کی رسم و رواج و آئین مذہب چلے آتے تھے جو فرانس میں انقلاب عظیم سے پہلے مروج
تھے جن پرانی باتوں کا کتاب فرانس میں باقی نہ تھا۔ وہ سب کنیڈا میں موجود تھیں۔ وہ ترقی و تہذیب
کو یہ سمجھتے تھے کہ اندھوں کی طرح وحشیانہ راہ پر چلنا ہو۔ مگر انکے ہمسایہ کے اور نو آباد بڑے بڑے شہر
میں انگلستان کے اولو العزم تاجرانے جو پرانی دنیا کے قواعد کو بالکل منہدم کرنا چاہتے تھے۔ اور
ملک کے محازین دولت کی ویرانی بنین چاہتے تھے اب اسکے برخلاف بالائی کنیڈا میں بالکل نئی آبادی
تھی۔ اکثر آدمی برطانیہ عظمیٰ اور بعض اور نوآبادیوں سے آکر بے تھو۔ وہ اپنے وطن کی ساری تہذیب
ترقی کی نقل اتارنی ایسی چاہتے تھے کہ اسکو اصل کے برابر کر دیں۔ جب ولف کی فتوحات عظیمہ کے
سبب اہل فرانس نے اہل انگلستان کو کنیڈا حوالہ کیا۔ تو اضلاع زیریں یا پست میں تقریباً سارے
اہل فرانس آباد تھے مگر اب انگریزوں کے پاس ہونیکے سبب برطانیہ عظمیٰ اور بعض اور مقامات سے
آدمی آنکر آسین بے اندر لگی بڑی آبادی ہو گئی ۱۰

اب ان دو طرح کی آبادی فرانسیسی انگریزی کے سبب انگلینڈ کی گورنمنٹ کو دقیقہ نہ
دشواریان پیش آئیں۔ نشیبی کنیڈا کے فرانسیسی ان تمام قوانین کو بڑی بڑی نگاہ سے دیکھتے تھے جو
انکے قدیمی رسم و رواج میں خلل ڈالیں اور انگریزوں کو فائدہ پہنچائیں اور انگریز اس تدبیر کو ظلم و بربر
سمجھتے تھے۔ جو انکی استعداد و اور خیالات کو بروئے کار باہر نہ لائے اور انکو دلیرانہ انگریزی بن کو نہ
پھیلانے۔ ایسی حالت میں گورنمنٹ کو وہ دقیقہ پیش آئیں جو اس مان کو پیش آتی ہیں کہ پہلے خانہ
سے جو اولاد ہوا اسکو اپنے حال کے خاوند کی اولاد کے ساتھ پالنا پڑے جو جو بات کہتی ہے اور تدبیر

کنیڈا کی

کنیڈا کی

کرتی ہو اسکو دونوں اولادین رشک اور حسد کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ پہلی اولاد کتنی ہو کہ مان جو کام کرتی ہے وہ دوسری اولاد کے حق میں بہتر ہوتا ہو۔ اور دوسری اولاد یہ کہتی ہو کہ مان جو کام کرے وہ ہمارے حق میں مفید ہونا چاہیئے۔ اس طرح اسکی جان عذاب میں آتی ہو۔

اب انگلستان کی گورنمنٹ خدا کی سی انا اور دوراندیش اپنی ہر پولیسی کے دیکھنے میں ہوتی اسکو اس ملک میں اپنا پیہ بہو اچلا نا مشکل تھا۔ مگر یہاں تو نہ کسی پولیسی میں وانا فی تھی نہ دوراندیشی گورنمنٹ نے جو تدبیر اختیار کی وہ بظاہر تو یہ معلوم ہوتی تھی کہ حالات موجودہ میں جو مخالفتوں کی لگ بھڑک رہی ہو اسپر ہ پانی ڈالیگی۔ مگر وہ نیل ڈالتی تھی۔ ۱۹۱۷ء میں ایک ایکٹ پاس ہوا کہ کنیڈا اور صوبوں میں منقسم ہو۔ ایک کا نام زیریں یا پست یا نشیبی کنیڈا اور دوسرے کا نام بالائی کنیڈا رکھا گیا ہر ایک صوبہ کی گورنمنٹ کا انتظام جدا جدا اس طرح ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے ہر ایک صوبہ میں ایک گورنر اور اس کے ساتھ اکثری کیوٹو کونسل مقرر ہو اور ایک ایچس لیٹو کونسل جس کے ممبر تاجات مقرر ہوں اور ایک ری پریزینٹیٹو کونسل مقرر ہو جس کے ممبر چار سال کیلئے رعایا منتخب کیا کرے۔ اور پارلیمنٹ نے یہ بھی مقرر کیا کہ ملک میں جو ویران زمینیں ہیں ان کے ساتوین حصہ کے مالک پروٹسٹنٹ پادری ہوں۔ یہی آخر ایک بات تمام فسادوں کی جڑ تھی جو آپس میں عداوتیں پیدا کرتی تھی اور فسادوں کو قاتی تھی۔

جب ۱۹۱۷ء میں ملک ان دو صوبوں میں منقسم ہو گیا تھا تو نشیبی کنیڈا میں بالکل فریسی اور بالائی کنیڈا میں بالکل انگریز آباد تھے۔ ان میں جدا جدا انتظام کرنے میں امید تھی کہ امن و عافیت قائم رہے گی اور کسی کو تکلیف نہ ہوگی۔ مگر جن لوگوں کو یہ خیال تھا انہوں نے جغرافیہ پر خیال نہیں کیا کہ بالائی کنیڈا کا یورپ اور شرقی دنیا کے ساتھ آمد و رفت رکھنے کا توسط سوائے زیریں کنیڈا انہیں ہے اس وجہ سے زیریں کنیڈا میں بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ ایچس لیٹو کونسل جو بادشاہ کی طرف سے مقرر کی جاتی تھی اور ری پریزینٹیٹو کونسل جو رعایا کی طرف سے منتخب کی جاتی تھی ان میں پھوٹ پڑ گئی ان دونوں کی آراء میں اختلافات رہنے لگے۔ گورنمنٹ نے برٹش فرقہ کی حمایت کی جو اپنی ملک کو مان سیمتا تھا اور اس کے ایک ایک لفظ کی اطاعت کرتا تھا۔ اس حمایت و رعایت کر نیسے اہل کنیڈا بڑے بگڑے یہ سپرینٹنڈنٹ ٹو ایس سمبلی درعایا کی قائم مقام جماعت کے رزولوشن ایچس لیٹو کونسل میں منسوخ ہونے لگے۔ اب اس بات پر بڑا فساد کھڑا ہوا کہ پارلیمنٹ جو مقرر کی جاتی

کے لیے روپیہ تجویز کرتی ہے اسپر وٹ کیونکر لیے جائیں۔ گورنمنٹ اپنی ملازمت میں ان عہداروں کو رکھتی جو جسے ری پرنڈنسی ٹو ایس سمبلی نفرت کرتی تھی۔ اور انکا مشاہدہ کو لوئی کے خزانے سے دلانے میں ہمدرد کرتی تھی۔ طرف ثانی نے اس روپیہ کے دینے کو موقوف کر دیا۔ یعنی گورنمنٹ عدالتوں کے عہداروں کے خرچہ تھے ان کے ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ گورنمنٹ نے اسکے لینے میں اصرار کیا اور جہاں اسکو سرکاری روپیہ ہاتھ لگا اسکو بتدیریح اپنی مرضی کے موافق خرچ کر ڈالا۔ بس اہل کنیڈا ایک دل ہو کر ایسے بگڑے کہ این سمبلی نے یہ درخواست کی کہ لیجسلیٹو کونسل لینے واضعان قوانین کی کونسل کے ممبر ہمارے انتخاب سے مقرر ہو اگرین اور ہکو خست یا روپا جائے کہ ہم اپنے روپیہ کو اپنی مرضی خستیا سے خرچ کیا کریں۔ انگلستان کی گورنمنٹ ان دونوں درخواستوں کو نا منظور کیا۔ اور اس صوبہ کی گورنمنٹ کو حکم بھیجا کہ بغیر رعایا کی رائے سمبلی کی منظوری کے عدالتوں اور علی نظاموں میں خزانہ کے روپیہ خرچ کرے۔ اس حکم کے صاف معافی یہ تھے کہ فرانسیسی رعایا کو جو کثرت سے تھی یہ یقین لادیں کہ ایک چھوٹا سا گروہ برٹش کا جو گورنمنٹ اپنی طرف سے اپنی مرضی کے موافق مقرر کرتی ہے اپنے حکمرانی کیا کرے اور انکی درخواستوں پر ذرا خیال نہ کیا جائے۔ اب جہاں اس بات سے بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہو کہ ان دونوں میں رعایا کی کثرت رے صحیح تھی یا عمدہ داروں کی۔ اسپین شک نہیں کہ ان عدالتوں کے ٹہنے کا سبب یہ تھا کہ دونوں انگریز اور فرانس مختلف قوانین تھیں۔ یہ دونوں اسپین مل نہیں سکتی تھیں صرف جیوری میں وہ انصاف و سچائی کے لیے ملتی تھیں جس میں انگریز تو یہ شکایت کرتے تھے کہ ہم کو ہرے مقدمات میں فرانس کے قانون اور ضابطہ کی متابعت کرنی پڑتی ہو۔ اور مالی مقدمات میں فرانسیسی قوانین کی پابندی زیادہ تر کرنی پڑتی ہے۔ فوجداری و دیوانی عدالتوں میں بھی فرانسیسیوں کے قوانین کے اڑ گئے تھے ہیں۔ کنیڈا کی رعایا کی کونسل نے روپیہ کے خرچہ کر کے باب میں وٹ دینے سے انکار کر دیا انہوں نے گورنمنٹ کے آگے یہ شکایتیں پیش کیں کہ گورنمنٹ خود مختار ہوتے ہیں جو اسکے ولیم آنا پڑھ کرتے ہیں لیجسلیٹو کونسل ایسی سختیاں کرتی ہے کہ جنکی برداشت نہیں ہو سکتی۔ ناجائز طور سے روپیہ کی مانگ ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ درخواستیں کیں کہ لیجسلیٹو کونسل کے ممبر ہمارا انتخاب سے مقرر ہوں۔ اور پرنسپل پارلیمنٹ مقرر ہو۔ زیرین کنیڈا کے ہنگامہ فساد کے سرخون کا سردار عظیم سٹر جوزف بی بی نیو تھا۔ وہ اپنی خوش لیاقتوں و تیز ذہانتوں و نیک حوصلتوں کے زور سے سر ملن ہوا تھا۔

گورنروں کی حمایت گورنمنٹ کرتی تھی۔ اور وہ اپنی خود مختاری سے یہاں جو چاہتے تھے سر کرتے تھے۔ اُس نے دونوں گورنمنٹ کے برخلاف آدمیوں کی مجالس بار بار جمع کیں اور انکو سمجھایا کہ جیسے یونائیٹڈ سٹیٹس متواتر بناؤ تو ان کے ختم کیا کر نیسے آزاد ہو گئیں۔ اسی طور سے تم بھی اپنے تئیں آزاد کرو۔ اور گورنمنٹ کی اطاعت کے حلقہ سے اپنی گردن بان بٹھاؤ اُس نے ایک جماعت کثیر کو جمع کر کے بعدِ مباحثہ کے ساری شکایتوں کو منسوخ کرنا چاہا۔ یہاں لارڈ گوئسٹ فوٹو گورنر تھے۔ انھوں نے سپاہ کے چند افسروں کو جو ان مباحثوں میں شریک تھے عہدہ سے برطرف کیا جنہیں سطر حروف بھی تھے۔ اور رعایا کی ایسی سمجھی میٹرن پر بدخواہی و بغاوت کا الزام لگایا۔ اور انکی گرفتاری کیلئے وارنٹ جاری کیے۔ بعض تو ان لارڈوں کے جاری ہوتے ہی مفرور ہو گئے۔ اور بعض جو گرفتار ہوئے تو انکے دوستوں اور حامیوں نے انکی رہائی کے لئے مقابلہ کیا۔ انقلابی ہنگاموں کی تاریخ دان سمجھتے ہیں کہ قیدیوں کی رہائی کے لئے جو مقابلہ کئے جاتے ہیں وہی بغاوت کا کھلا ہوا منہ کا مہ ہو جاتا ہے۔

یہ بغاوت سپاہیانہ معنی کے عتبار سے بڑی نہ تھی۔ اول اسکے ظہور سے سپاہ چوکی اور باغیوں کو خفیہ سے فائدہ بھی حاصل ہو گئے۔ مگر یہاں کمانڈر انچیف کی مستعدی و ہمتی چالاکی و دانائی وہ بلا کی تھی کہ اُسے اپنا حق خدمت ادا کر کے اس بغاوت کو دبا دیا۔ باغی ایک وجہ بہادرانہ جی توڑ کر لڑے۔ اور خونریزی خوب ہوئی۔ مگر آخر کار شکست پائی۔ کچھ مدت کے بعد بالائی کنیڈا میں بھی یہ فساد پھیل گیا۔ وہاں کی رعایا بھی گورنروں کی اور گورنمنٹ کی شاکی تھی کہ یہ سارے عہدہ رشتہ مندرجے پیو کے سبب آپس میں جنوخت ہوتے ہیں۔ مگر یہ سرکشی کی وہاں سارے صوبے میں نہیں پھیلی تھی۔ یہاں کی امریکہ کی ریاستیں یہاں کی رعایا کو کساتی تھیں۔ اور ہر گنجینہ کرتی تھیں کہ وہ انکی طرح بغاوتیں برپا کر کے گورنمنٹ کے جوئے سے اپنے کندھے کو نکال لیں۔ اس طرح جمہوری سلطنت کے قائم کر نیکی لگ کے شعلے بعض آدمیوں نے بالائی کنیڈا میں پھینچا دیئے۔ مگر یہاں کے گورنر سرفرنس سٹریٹ ایسے قابل و فرزادہ تھے کہ انھوں نے آتش فساد اپنے آبِ تدبیر سے بجھا دیا۔ اس نیشی کنیڈا میں گورنمنٹ کی حمایت کے لئے یہاں کی باقواعد سپاہ کو بھیجا۔ اور یہاں کے باغیوں کو مہلت دی کہ وہ اپنے تئیں سب طرح سے تیار کر لیں۔ جب وہ اچھی طرح گورنمنٹ پر حملہ کر نیکی لئے آمادہ ہوئے تو اُس نے غیر خواہ باشندوں کو جمع کر کے ان بدخواہ باغیوں کو شکست دیدی۔ یہ ایک خفیہ سی بغاوت تھی وہ جلد یوں دفع ہو گئی۔

سرفرہٹ کی رائے میں یہ بناوت ایسی نہ تھی کہ اس میں باقاعدہ سپاہ سے کام لینے کی ضرورت پڑتی۔ خیر خواہ رعایا اس افسر کی رائے سے خوش ہو گئے کہ اس نے ان کے ہاتھ سے باغیوں کے دباؤ کو طریقہ کو ایجاد کیا۔ زمین شک نہیں کہ یہ تدبیر کہ بدخواہوں کو بغیر باقاعدہ سپاہ کی اعانت کے فقط خیر خواہوں کے ہاتھ سے شکست دی۔ صاحب مہرج کا ایجاد تھا۔ مگر گورنمنٹ کو یہ ایجاد اس سبب پسند نہ آیا کہ اگر بناوت کی لگ اس سبب زیادہ بھڑکتی کہ ملک سے باقاعدہ سپاہ باہر چلی گئی تھی تو اس ایجاد بننے سے کام نہیں نکلتا۔ گورنمنٹ کی اس بات سے خفا ہو کر سرہٹ نے اپنی خدمات سے استعفا دیدیا مگر بہادری و فقیانہی کے صلہ میں اسکو پیرونٹ کا خطاب دیا گیا۔ مخالفین موافقین دونوں نے ان کی اس پالیسی کی تعریف کی۔

انگلستان میں کنیڈا کے ہنگامہ و فساد کے برپا ہونے پر بعض جماعتیں گورنمنٹ کی اس حرکت کو ناپسند کرتی تھیں کہ اس نے اہل کنیڈا کی درخواستوں کو نا منظور کیا۔ ان کے حامی جیسے ہوتے تھے اور ان میں یہ رزولوشن پاس ہوتے تھے کہ یہ سارا فساد اس سبب پیدا ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے اہل کنیڈا کی دلجوئی سے ان کے کرنبے اٹھا کر دیے۔ پارلیمنٹ کے اندر اس کے باہر مشرہوم نے اہل کنیڈا کی بڑی طرفداری پر کنگسٹن کو مارا دیا۔ پارلیمنٹ کے مقابلہ میں جب سروربرٹ پیل نے کجا کا بالائی کنیڈا کی بناوت کا سرغنہ مشرہوم کی نئی ہو تو مشرہوم نے اس کا جواب یہ دیا کہ میکین نے ایسا ہی ہو جیسے آئین لارڈ جان رسل نے ان باغی جماعت کیلئے گورنمنٹ کی طرف سے پیل پیش کیا کہ وہ ان کوئی گورنر جنرل اور ان کی مقرر کر کے بھیجا جائے اور وہ تھوڑی مدت کیلئے زیربن کنیڈا کے گونشی ٹیوشن کو معطل کرے اور اپنے پورے اختیارات سے باغیوں کا علاج کرے۔ اور دونوں صوبوں کی گونشی ٹیوشن کی زیر نگرانی ترمیم کرے۔ اس بل کے پیش ہونے کی مخالفت اول ایک اور بنا پر شروع ہوئی۔ مشرہوم ایک جو پارلیمنٹ میں داخل نہ تھا وہ صوبہ زیربن کنیڈا کا وکیل بن گیا اور اس نے درخواست کی کہ دونوں صوبوں کا حق اور لارڈس میں اس بل کی مخالفت میں میری گفتگو سنی جائے۔ بعد ازاں یہ درخواست ان کی منظور ہوئی اس نے دونوں صوبوں میں بل کی مخالفت میں یہ تقریر کی۔ ”اس بناوت کے سبب اہل کنیڈا کی کوئی ٹیوشن کو معطل کرنا اس سبب نا انصافی ہے کہ ہوم گورنمنٹ نے ابتدا سے وہ اپنے ظلم و ستم کے میں جھکے متحمل ہو سکے اور بناوت کے مرتکب ہوئے۔ ان کی تقریر نہایت متین برابری تھیں۔ ایک نکتہ یہ ہے ان کی

تقریباً یہ اعتراض کیا کہ اکثر اور کبھی سٹر اپنا یہ کام سمجھتے ہیں کہ اپنے سامعین کو چنپہرو اپنا اثر پہنچا کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے اپنی طرف سے راضی کرین اور انکو دوست بنائیں۔ مگر صاحب صوف نے ایسی تقریر کی کہ سب سامعین اُنکے مخالف ہو گئے۔ اُنکے کہنے میں اس سبب بھی مزیدہ اثر نہ پیدا ہوا کہ وہ ایک نوجوان تیس برس کی عمر کے اندر ایک لڑکے کے معلوم ہوتے تھے۔

یہ تو ظاہر تھا کہ گورنمنٹ کی تجویز کا اختیار کرنا ضروری تھا۔ پارلیمنٹ نے اپنی عام رائے سے یہ قطعی فیصلہ کیا کہ گورنمنٹ کی گزشتہ پولیسی کی طرف توجہ کرنا یکساں وقت نہیں ہے۔ اسوقت تو یارم بہتر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مدبر ملکی ایسی لیاقت و قابلیت کا وہاں بھیجا جائے کہ جو حالات موجودہ میں وہ نظم و نسق خاطر خواہ کر دے۔ لارڈ جان رسل نے ایسا مدبر لارڈ ڈرہم کو تجویز کیا۔ اور گورنمنٹ نے اسے منظور کیا۔

لارڈ ڈرہم کو اس زمانے میں کوئی یاد نہیں رکھتا۔ مگر وہ اپنے زمانہ کا بڑا لائق فائق مدبر و منظم ملکی تھا اور اس نے ایسے ایسے بڑے بڑے کام کیے تھے کہ کسی اور سے نہیں ہو سکتے تھے۔ اسوقت میں اُنکے کارنامے عظیم بڑی وقت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ کنیڈا میں سی ۱۸۷۳ء کے آخر میں کوئیک میں آیا۔ اور اس نے یہ اعلان کیا کہ جن باغیوں نے بغاوت کی ہے۔ میں اُنکے سزا دینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھوں گا۔ مگر اُنکے سواے اور اہل کنیڈا کو گورنمنٹ کے نظام جدید کے مرتب کرنے میں اپنا معاون اور شریک بناؤں گا۔ اور یہ نظام جدید انکی ضرورتوں اور احتیاجوں کے مناسب حال ہوگا اور تہا بیج تبدیلان کر رہی ہے اُسکے موافق ہوگا۔ لارڈ ڈرہم اپنے تئیں خود مختار مطلق العنان حاکم سمجھتا تھا لیکن پارلیمنٹ میں جب کنیڈا کا بل پاس ہوا تو اس کے اختیارات بہت کم کر دیے گئے۔ مگر وہ اپنے تئیں مطلق العنان حاکم سمجھتا تھا۔ اُس نے زیر بن کنیڈا میں امن و عافیت و انتظام قائم کر لینے کے لیے احکام کا سلسلہ جاری کیا اُس نے ایک اشتہار دیا جس میں باغیوں کی جان بخشی و معافی جرم میں بڑی نرمی و رحمتی کو ظاہر کیا مگر ان باغیوں کو جو معذور ہو گئے تھے جیسے کہ مشرپے پنیو تھے اور ان قیدیوں کو جنہوں نے خود جرم بغاوت کا اقرار کیا تھا یا جنکو ترغیب دی گئی تھی کہ اگر وہ اپنے جرم کا اقبال کر لیں تو سزا کم دی جائیگی۔ ان سب قیدیوں کو اُس نے پر موڈ میں جلا وطن کر دیا اور یہ اشتہار دیا کہ ان جلا وطنوں میں سے جو کوئی اپنے گھر میں واپس آئے گا وہ واجب القتل قرار پائیگا۔ گو وہ قانون جانتا تھا۔ مگر اُس نے ذرا بھی یہ خیال نہیں کیا کہ میں جو اشتہار

جاری کرتا ہوں اُسکے مشہر کر نہیں قانون کا کچھ بھی پاس نہ ملتا مگر اس واسطے وہ قانون کا پاس و لحاظ نہیں کرتا تھا کہ وہ اپنے تئیں مطلق العنان حاکم سمجھ کر کارروائی کرتا تھا۔ کہ جس سے ملک بن اُس عاقبت و انتظام قائم ہو۔ لارڈ ڈرہم کو قانوناً یہ اختیار نہ تھا کہ وہ ان قیدیوں کو ہر موڈ میں جلاوطن کرتے وہ ان کی حکومت نہ تھی کہ وہ ان کے افسرین کو حکم دیتا کہ تم ان قیدیوں کو اپنی محنت میں رکھنا۔ انگلستان کے قوانین کے موافق اگر کوئی جلاوطن مجرم اپنے گھر چلا آئے تو اُسکے جرم کی سزا واجب القتل نہیں ہوتی۔ مگر لارڈ ڈرہم کو یہ خیال تھا کہ اگر میں انگلستان کے قانون کی پابندی کروں گا تو میری حکومت کی تذلیل و تحقیر ہوگی۔ اسوقت بہانہ اس کثرت سے قیدیوں کے لئے ثابت جرم کیلئے جیوری علی الاصل نہیں بیٹھ سکتی۔ جیوری میں بعض مجرم رہائی پائینگے اور نفلین بجا بجا کے حکام شاہی کی تحقیر کریں گے۔ غرض اُسکے نزدیک مصلحت یہی تھی کہ میں خود مختاری سے کام کروں۔ قانون کی پیروی کر کے انتظام کی چلتی گاڑی میں روٹا اٹھاؤں۔ یہ خود مختاری ملک کے امن و عاقبت کے قائم کرنے کے حق میں مفید ہوئی۔ مگر خود اُسکی اپنی ذات کے لئے مضر۔ لارڈ ڈرہم نے ایک اور معاملہ میں بھی اپنی خود مختاری کو حد سے زیادہ بڑھایا جس ایکٹ کے موافق وہ اپنے عہدہ پر متروک تھا اس میں بیان کیا گیا تھا کہ وہ اپنی کونسل کی صلاح و مشورے سے کام کیا کرے اور اپنے ہر حکم پر کم از کم پانچ ممبروں کے دستخط کرنے ضرور کرے۔ مگر اُسکی پولیسی یہی تھی کہ میں اس کونسل کی صلاح نہ لوں میں خود ملک کے انتظام کا شاطر ایسا ہوں کہ کوئی مجھے سمجھتا نہیں چال نہیں بتا سکتا۔ اُسکی تدبیر تبرہ ہوتی ہے قیدیوں کے جلاوطن کرنے نے ملک کو مفسدون سے پاک و صاف کیا۔ ملک کی از سر نو اصلاح کیلئے یہ امر ضروری تھا۔ وہ اپنے اور اپنے کام کے درمیان قانون کا اڑنگا نہیں لگاتا تھا۔ وہ اپنے مطلق العنان ختمیارات سے ملک کی صلاح و مصلح کا نظام مرتب کرنا چاہتا تھا۔ جب گورنمنٹ نے اُس کی اس مطلق العنانی پر اعتراض کیا کہ قانون کی حد سے اُس نے قدم باہر نکالا ہے تو اُس نے جیتیں کالیں کہ جب گورنمنٹ نے ملک کی کونسل ٹیوشن کو معطل کیا تو کونسل ٹیوشن اصول کا زور اس ملک میں کیا باقی رہا؟ برٹش کونسل ٹیوشن کا کونسا اصول اس ملک میں قائم رہ سکتا ہے کہ جہاں رعایا سے روپیہ مرضی بغیر لیا جاتا ہے۔ جہاں رمی پر زینٹی ٹو گورنمنٹ معلوم ہے جہاں کا قانون مارشل ہے۔ جہاں جیوری سے فیصلہ کرنا انصاف کا مٹانا سمجھا جاتا ہے۔ جہاں رعایا کا غصہ اور اُسکی نفرت بڑھتی ہے جاتی ہے

لارڈ ڈرہم کی خود مختاری نے کنیڈا میں آزاد سی اور کن سٹی ٹیٹیشنل کو بحال کر دیا۔ اُس نے جو قیدیوں کے ساتھ سلوک کیا۔ انہیں کوئی بیرجی نہ تھی۔ اُس نے انکو پرموڈا میں جلاوطن کیا جس غرض اُسکی یہ تھی کہ ملک میں یہ بھڑ نہ رہیں کوئی اور مطلب نہ کہانہ تھا۔ اُس نے انکو ان مقامات میں نہیں بھجا جو مجرم قیدیوں کی جلاوطنی کے لئے مخصوص ہیں یہاں بجئے سے اُن قیدیوں پر بدنامی کا کلنگا تھے پرگتا جلاوطنوں کے پھر واپس آنے کے جرم کی متذکرہ واجب القتل ٹھیرایا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ اس بھاری سزا کے خوف سے وہ یہاں آئیکا قصہ ہی نہ کریں۔ غرض جو کام تھا انہیں مرحمت ملاحظہ تھی کوئی ظلم پیش نظر نہ تھا لارڈ ڈرہم پر یہ سخت الزام لگایا گیا کہ اسنے اسافران جاری کیا جسکے مدافع آدمیوں کو پھانسی بغیر تحقیقات کے لگ سکتی تھی۔ اسکے ذمہ یہ الزام بھی لگایا گیا کہ اسنے اپنے دورہ میں مشرقی بادشاہوں کی طرح شانانہ نمود میں بہت فضول روپیہ خرچ کیا۔ بیشک اسکو ایسی فضول خرچیوں میں مرقہ آتا تھا مگر اسنے اپنے ذاتی سفر خرچہ کو گورنمنٹ سے نہیں لیا۔ اور اس میں دس ہزار پونڈ اپنی گروہ سے خرچ کر ڈالے۔ لارڈ ڈرہم کے ذاتی دشمن لارڈ ہوس میں بہت تھے۔ لارڈ ڈرہم سے ایک جلسہ میں پہلے ان پانی ہر چکی تھی غرض جتنے بڑے بڑے لارڈس تھے سب ہی اسکے دشمن تھے۔ بعض اسکو اس لیے کہو جو گورنمنٹ نے کنیڈا اسکا باب میں اختیار کی بڑا جانتے تھے۔

اس زمانہ میں وزارت ضعیف تھی۔ اول تو اُسنے لارڈ ڈرہم کے فرمانوں کو پسند کر لیا پھر بہت جلد انکو ناپسند کرنے لگی۔ اور انکی منسوخی کا ارادہ مصمم کر لیا۔ لارڈ ڈرہم کو جب اسکی خبر ہوئی تو اُسنے اپنا استعفا بھیج دیا۔ اور کیوبک کے قلعہ سے ایک اشتہار ملکہ منظر کی گورنمنٹ کے خلاف دیا دیدیا جو عوام کو بغاوت پر برہنگیت کرتا تھا۔ جس کے سبب سے وہ خود بھی باغی کہلا گیا اور گورنمنٹ نے اسکو پرنسپل شہنشاہی لہر کی کی گورنری سے معزول کر دیا۔

ابھی لارڈ ڈرہم کے پاس میغزولی کا حکم مضابطہ نہیں پہنچا تھا کہ وہ خود بخود انگلٹن میں چلا آیا یہاں سٹورٹل رکنی حمایت پر مستعد ہو گئے تھے بعض لوگوں نے انگلستان میں انکی مدد آئی کے وقت غریب کی ورنہ کوئی انکو پوچھتا بھی نہیں۔ اُڑا شحمہ مردک نام ہوتا۔

لارڈ ڈرہم نے جو کنیڈا کی رپورٹ مرتب کی انہیں ایک نیاز مانہ پیدا کر دیا کہ دو تین سال کے عرصہ میں کال اندر فی سیلف گورنمنٹ (اپنے اوپر آپ حکومت کرنا) کنیڈا میں کل کو کوئی مین جاری ہو

جنین یورپ کی نسل کی توہین رہتی تھیں *

لارڈ ڈرہم کی اس رپورٹ کی لیاقت کے دشمن بھی قائل ہو گئے۔ مسٹر مل کہتے ہیں کہ اس رپورٹ نے کل کنیڈا ہی کی نہیں بلکہ ادرٹری بڑی کولونی کی پولیسٹیکل کامیابی اور مشویل ہیبوڈی کی بنا قائم کی، جن سببوں کی کنیڈا کی رعایا ناراض ہوتی تھی ان سب کے بیان کرنے میں کسی بات کو چھوڑا نہیں۔ اس نے یہ بڑی سفارش لکھی کہ کولونی کی گورنمنٹ اس کے باشندوں کے ہاتھ میں دی جا۔ اور انکو خستہ کیا دیا جائے کہ وہ خود ہی قوانین بنائیں اور خود ہی انکی تعمیل کریں۔ شاہی گورنمنٹ کی مداخلت معاملات مقصود ذیل میں محدود ہوئے کولونی کے تعلقات میں جو انگلستان کے مادی ملک سے ہیں۔ گورنمنٹ کی کونٹری ٹیوشن کی صورت میں۔ غیر ملکوں کے ساتھ تعلقات و تجارت میں اور سرکاری زمین کے جدا کرنے میں لارڈ ڈرہم نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ نہایت عمدہ کامل میونسپل سرشتے قائم کیے جائیں۔ جہاں کو آزادی دی جائے۔ ضلع کے تمام امور کے مقرر کر نیکا اختیار دیا جائے۔ گورنمنٹ شاہی گورنر اور اس کے سکرٹری کے مقرر کر نیکا اختیار ہے جس کے ذمہ کولونی کے قوانین کی جواب دہی ہو۔ اور پارلیمنٹ کے لئے زمین رکھنے کے جو پہلے قوانین ہیں وہ سب منسوخ کیے جائیں۔ آخر کو اس نے یہ پیش کیا کہ کنیڈا کے سب ضلع کی آئین و قوانین بنانیوالی ایک جماعت ہو جن میں دونوں نسلیں فرانسیسی و انگریز اپنا حصہ قائم مقام خود مقرر کریں *

گورنمنٹ نے اس رپورٹ کی کل تجاویز پر تدریج کنیڈا میں داخل کین اور بالائی واپس اور پین کنیڈا اسٹیم میں ایک ہو گئے *

افسوس ہے کہ لارڈ ڈرہم اپنی تدابیر کے نتائج کے دیکھنے کیلئے زندہ نہ رہے جب کنیڈا کا بل پاس ہوا ہے تو اس کے چند روز بعد وہ دنیا سے چل بسے۔ اس شخص فریج لارڈ کو کنیڈا کے سبب سے خیر ایسی سوخنگی ہوئی ہوگی جس کے باعث سے موت اس کے قریب آئی وہ ۲۸ سال لائی ۱۸۷۷ء میں آکٹائیس برس کی عمر میں مر گیا۔ مگر اس کا نام کنیڈا کے انتظام کے ساتھ زندہ ہے *

لارڈ ڈرہم کی بی بی لارڈ گرے دوم کی بیٹی تھی۔ جنکو ملکہ مظفر نے اپنی تخت نشینی کی وقت بلا کر اپنے گھر میں لیڈیز ان وٹینگ مقرر کیا تھا۔ جب انکا خاوند کنیڈا میں معتدل ہوا تو وہ بھی اپنے عہدے دست بردار ہوئیں۔ ملکہ مظفر ان دونوں میان بی بی کی بڑی نظم و تکریم کرتی تھیں۔ ان کو

باب ہفتم

ملکہ معظمہ کی تاجپوشی اور ۸۳۹ء کا نازک ما

۸۳۹ء میں حضرت علیا کے سر پر تاج رکھنا ایک بڑا مبارک و ہمایون واقعہ ہے جو ہمیشہ یادگار روزگار رہے گا۔ ہنوز اسکی تاج مقرر نہیں ہوئی تھی کہ لوگ اس دن کی خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے تھے اور اسکے لئے خوشی کی تیاریاں کر رہے تھے جناب عالیہ نے اپنی مرضی شانمانہ سے اشتہار دیدیا کہ اس تاجپوشی کے خوشی میں ان دو قدیمی رسموں کو ادا نہیں کرونگی۔ اول قدیم رسم یہ چلی آتی تھی کہ جب بادشاہ تاج پہنتا تو ایک عمدہ داجبکہ چیم پین کہتے تھے گھوڑے پر سوار آتا تھا اور لقیب اس کی طرف سے چلا کر کھتا تھا کہ اگر کوئی شخص اس بادشاہ کو تاج پہننے کا مستحق نہ جانتا ہو تو وہ اس بادشاہ کی محافظت و حمایت کیلئے تنہا لڑنے کی واسطے موجود ہے۔ یا وہ اپنا آہنہین و ستانہ پھیک دیتا تھا اور کچھ بتاتا تھا کہ اگر کسی کا مقدور ہو تو وہ انکر اسکو اٹھالے۔ دویم یہ قدیمی رسم تھی کہ جب بادشاہ تاج پہنتا تھا تو تمام پیرس (امرا) تخت پر جا کر بادشاہ کے تاج کو اپنے ہاتھ سے چھوتے اور اسکے بائین رخسارے پر بوسہ دیتے۔ ظاہر ہے کہ اس رسم کے ادا کرنے میں کیسی حضرت علیا کو تکلیف ہوتی کہ چھ سو امرا اس طرح بوسہ لیتے۔ انکے چچا اگر رخسارہ بوی کرتے تو مضائقہ نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محبت کا لازمی اقتضا تھا۔ بعض اور پرانی رسمیں موقوف ہوئیں اور انکی جگہ نئی داخل ہوئیں۔

۱۲۷۔ جون کو پہلے پہل سورن (اشرفی) پر ملکہ مقدسہ کا سکھ لگا کر گھر محال سے ہتھک سورن باہر نہ نکل سکے جسقدر لوگوں کو اور صرافوں کو وہ کار تھے اسکا لوگ بڑا شوق رکھتے تھے کہ اپنی عزیز ملکہ کے سکھ کو جیب میں رکھیں۔

تاج شاہی از سر نو بنایا گیا جو دو تاج ملکہ کے چچا بادشاہوں کے تھے وہ بڑے وزنی تھے اور ایسے بڑے تھے کہ سر مبارک پر ٹھیک نہیں آتے تھے۔ پہلے تاج کا وزن سبائے تین سیر کے قریب تھا اور نئے تاج کا وزن ڈیڑھ سیر کے قریب تھا۔ اسکے جواہر کی قیمت ۱۱۲۷۷۶ پونڈ تھی نہارا

تاج پوشی کی بعض مراسم قدیم کا موقوف ہونا

تاج شاہی

الماس اور صدا جو اس سے مرصع ہوا تھا۔ ماہ و مہر کی چمک دکھاتا تھا۔

تاج پہننے کے جشن کی تیاریوں کا حال سنو کہ شہر لنڈن میں کئی مہینوں سے پہلے

درزیوں کو درباریوں کے لباس سپینے و کترنے و بوتنے سے رات دن میں دم بھر فرصت ہوتی تھی۔ شہر کے مغربی سرے پر جو ہریون کی دکانوں پر خریداروں کے ٹھٹ کے ٹھٹ گنگے رہتے تھے حلوایوں کو رکابداروں کو طسج بطرح کی مٹھالیوں کے بنانیسے اور بوچیوں کو کھانوں کے تیار کرنے فراغت ہوتی تھی۔ گھر سے باہر سواری کی گزرگاہ کے مکانات کے آگے مخصوص چیمین مکانات و نشستگاہوں کے بنانے میں بڑھتی ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اس قدر نشہ نگاہوں کی پاروں کی پاڑیں بنائی گئیں کہ لاکھوں تماشاخی ان پر بیٹھ سکتے تھے۔ یہ نشستیں لوگوں کے بیٹھنے سے کرایے لین۔ ایک بھی نشست خالی نہیں رہی۔ سواری کی گزرگاہ پر جو مکانات تھے نشست کے لئے ٹھٹ بکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ دولاکھ پونڈ کے ٹکٹ فروخت ہوئے۔ معلوم نہیں یہ سچ ہے یا جھوٹ۔ ولیسٹ فیسٹریسی کے اندر رستہ میں دونوں طرف گیلریاں بنائی گئی تھیں جنہر ایک ہزار آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ ایک نشستگاہ کے ٹکٹ کی قیمت بیس گنی دین سو روپیہ تھی اور سرکاری حکم تھا کہ اگر جعلی ٹکٹ چلائے جائینگے تو ان کے لینے والے فسطحی نہیں کہ دوا نہ پرانڈ جا سے روک دیئے جائینگے بلکہ وہ مجرم ٹھیرائے جائینگے اور فوجاری سپرد ہو گئے۔ سواری کی گزرگاہ ایسی طویل تھی کہ جس میں لاکھوں آدمی سوادی کی سیر کچھ سکتے تھے۔ خوش نصیب دولت والے تماشا ٹکٹ لیکر سیر دیکھنی چاہتے تھے اور غریب تماشاخی بغیر ٹکٹ کے سیر کے شائق تھے۔

ولیسٹ فیسٹریسی کے ٹور دےج کے نیچے ایک فیسٹ فورم بنایا گیا اور اس پر

فرش زرین بچھایا گیا۔ اور اس پر کرسیاں لارڈس و امراء وغیرہا ستوں کے وزرا اور سفیروں کے لئے بچھائی گئیں غرض اس جشن سے ایک ن پھلے یعنی ۲۴۔ جن کو لنڈن کے شہر میں ہر چیز کی صورت نئی بن گئی تھی۔ شہر کی آبادی سیکھنی ہو گئی تھی۔ وہ غل غپاڑہ رہتا تھا کہ تم اسکے بیان میں خاموش سے سواروں اور پیدلوں کی گھچاچ رہتی تھی۔ چہرین فرش کی ہتھوڑوں کے پڑنے کی۔ بوٹ چھوٹ کی بو آوازیں نکلتی رہتی تھیں کہ کان بہرے ہو جاتے تھے اور دماغ میں بھیجا چٹا جاتا تھا۔ شہر میں نیہن تھا کہ کمین کمین بھیڑ ہو بلکہ بارے شہر میں بھیڑ ہی بھیڑ تھی۔ وہ ہر چیز کو خواہ وہ کچھ ہو یا نہ ہو دیکھتی

پڑی پھرتی تھی اور وہ غل بچاتی تھی کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی تھی۔ پارک میں فوج موج در موج لہرائی تھی۔ نیچے قطار در قطار پڑے تھے۔ ان کے پھر پرے اڑ رہے تھے۔ سارے رستے آدمیوں کے پٹے ہوئے تھے۔ ریلوں پر آدمیوں کی ریل پل بہتی تھی۔ گیت و بھجی گانے کیلئے تصنیف ہو چکے تھے اور میٹل پہننے کیلئے تیار ہو رہے تھے۔ غرض سارے ملک میں اس جشن کی تعطیل تھی۔ اور اسکی خوشی کی بڑی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ کہتے ہیں کہ لندن میں چار لاکھ آدمی سیر کیے آئے اور اس جشن میں فقط رعایا کی خوشی کے لیے دو لاکھ پونڈ خرچ کیے گئے۔

۲۸۔ جون کو اس مبارک جشن کا دن جمعرات کو آیا۔ رات کے ۴ بجے پر سارا لندن جاگا تین بجے ستر منٹ پر توپوں نے تین شکک کی آوازیں لگائیں جس سے خلقت کو معلوم ہوا کہ رات مبارک کا آفتاب طلوع ہونے کو ہے۔ ابھی سے خلقت نے پارک اور ولسٹن سٹریٹ کی طرف جانے کا تانتا بنا دیا۔ مگر اس خیر خواہ لائق کو چند گھنٹے انتظار دیکھنا چھ بجے پولس نے شاہی سواری کی گزگاہ کا انتظام کیا۔ دو گھنٹے کے بعد سپاہ نے آنکر اپنے پرے جلے۔ اسکا ایک حصہ قصر بکننگھم کے سامنے کھڑا ہوا۔ جان بے تلج ملکہ تلج کیلئے تیاریاں کر رہی تھی۔ آج دن کی صبح کو یہ کیفیت تھی کہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ بارش دھوپ پر غالب ہوگی یا دھوپ بارش پر۔ مگر ادھر سواری ہوئی ادھر آفتاب اپنے چہرہ پر سے نقاب اٹھائی۔ اور شام تک اپنا منہ نہیں چھپایا۔ اور دھوپ کا بستر بچھایا۔ دس بجے صبح کے سواری شاہی مین ملکہ مغض نے قدم رکھا ایک نیا شاہی جھنڈا سٹاف سے ۱۴ فٹ بنا یا گیا تھا۔ یہ ایک سنگ مرمر کی محراب پر دو ملاعن نے چڑھ کر ہلایا۔ بیسٹیا پارک میں ۲۱ صر پہن چلیں۔ غرض سب سواری ہوئی خبر ہو گئی۔ اول باجا بجانے والے تھوڑے کے ہوئے۔ پھر سفیر دن کی جو غیر ملکوں سے آئے تھے۔ انکی نرق برق کی سواریاں تھیں سب بڑی بات اس جشن میں یہ تھی کہ فرانس کی گورنمنٹ کی ریپرٹ مارشل سولٹ آیا تھا اور اس سواری میں سوار تھا جو مخصوص شاہان فرانس کے ساتھ تھی۔ وہ بڑی اپنی چمک دمک کھاتی تھی۔ یہ بزرگش عالیجاہ شہنشاہ نپولین اعظم کا قوت بازو تھا اور ڈیوک ونگٹن کے ساتھ اٹلیاں لڑ چکا تھا۔ اس وقت لندن میں جس گرجا بوشی و شوق کے ساتھ خیر مقدم اسکا ہوا اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اسٹریٹ کا شہزادہ الیستر بیرمی کی سواری بھی ساتھ تھی۔ وہ ستر پانچواں اور پیرنٹین ڈیو

ہوا تھا اسکے بوٹوں میں ہیرے بڑے پہنچے تھے۔ مگر اسکے ہیروں کی چمک اس پیرکمن سال کے ہالوں کی سفیدی کے آگے مات تھی۔ قدم قدم پر خلعت اسکے چہرہ دیتی تھی۔ اس طرح خیر مقدم ہونے کا اثر اس دانشمند پر ایسا ہوا کہ جب فرانس اور انگلستان کی مصالحت کا معاملہ پیش ہوا تو اس نے کہا کہ میں انگلیس سے جنگ میں تلوار سے بھی لڑا ہوں اور صلح میں بھی میں نے اسکا امتحان کیا ہے۔ جب میں لندن میں گیا تھا تو اہل انگلیس نے میرا خیر مقدم بڑے شوق سے کیا اور چلا چلا کر کہا کہ سولٹ ہمیشہ زندہ رہے۔ اس حال سے اہل فرانس خوب قنفہ میں۔ میں فرانس اور انگلیس کے درمیان مصالحت کا بڑا حامی ہوں۔ بعض وقت بڑی بڑی تدابیر ملکی و کام نہیں کرتیں جو ایک اور نے تبیر کر جاتی ہے۔ اس شب میں مارشل سولٹ کی خیر مقدم کا وہ نتیجہ ہوا جو کسی اور تدبیر ملکی سے متنا و شوار تھا۔ اس سے دونوں ملکوں کی مصالحت کا تحم بویا گیا اور وائٹ لو کی جنگ کی تلخ آئینہ یاد میں شیر بنی آئی۔ اسکے بعد خاندان شاہی کی سواریاں تھیں +

ڈیوک ونگٹن اور کل خاندان شاہی خاص کر ڈچس کنٹ کو خلعت دل سے چہرہ دیتی تھی۔ وہ چھ گھوڑوں کی گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسکے بعد حضرت علیا آٹھ گھوڑوں کی گاڑی میں تفرغ و تھیں اور تیرہ شاہی گاڑیاں ان کے پیچھے تھیں۔ جس گرجوشی و شوق سے مبارکباد کا غل محتاج تھا وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سمند میں تلاطم عظیم آیا ہے جو یہ آوازیں آرہی ہیں لوگ اس خوشی میں ایسے محو تھے کہ ٹوہیان و کپڑے اڑے جاتے تھے مگر ان کو اپنی اس عربانی کی خبر نہیں ہوتی تھی۔ ملکہ معظمہ اپنی اس خیر خواہ رعایا کی مبارکباد کو بار بار سر جھکا کر تسلیم کرتی جاتی تھیں۔ مگر اس مبارکباد کے طوفان میں انکا دل سلطنت کی گرانباری کے خیال سے جیسا اڑا جاتا تھا اسکو کوئی نہیں بیان کر سکتا۔ راہ میں ایک جگہ یہ دیکھا کہ پولس کو میون کی دو ہکا پیل چکا کرتا ہے۔ سواری کو ٹھیکر فرمایا کہ میرا حکم ہے کہ پولس کسی آدمی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ ساڑھے گیارہ بجے ملکہ معظمہ نے ایسی کے اندر قدم رنجہ فرمایا۔ آٹھ امیر لیڈیاں سفید لباس پہنے ہوئے ان کے گرد اسی جگہ ہوتی تھیں کہ ایک صاحب زمین ہے۔ سارا مجمع پندرہ سو سے کچھ زائد افراد کا سرو قد تعظیم کیلئے کھڑا ہوا اور خوشی کا نعرہ وہ مارا کہ ساری ایسی کی محرابوں میں گونجتا ہوا اباسر سارے تماشا بینوں میں پھیل گیا۔ ملکہ جامعہ خانہ میں گئیں اور بارہ بجنے کے ساتھ وہ لباس فاخرہ شامہ زیب تن فرما کر باہر نکل آئیں۔

کی طرف ڈاکٹر دبا نگاہ کر جائیں ہوتی ہو، سونے کی پلیٹ سے آراستہ کیا گیا تھا قدم بڑھایا تو یہ گایا۔ کہ میں خوش تھی کہ جب انھوں نے کہا کہ خداوند کے مکان میں داخل ہو۔ اس کے ختم ہونے پر وہ پلیٹ منسٹر سکول کے طلبہ نے گایا کہ فرما خدا ملکہ زندہ رہے۔ پھر ملکہ کرسی تعارف پر رونق افروز ہوئیں آج **بشپ کنٹن بری** اسکے سامنے آئے اور کرسی سے اٹھ کر اپنے قبو میں ہر پکڑی ہوئیں تو آج **بشپ مشرق** کی طرف منہ کر کے لوگوں کا تعارف ملکہ کے ساتھ یونین کو دیا کہ لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اے صاحبو میں ملکہ وکٹوریا کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ وہ اس ملک بیشک ملکہ ہو۔ تم صاحب آج اس لیے جمع ہوئے ہو کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کرو۔ تم اطاعت کرنے پر راضی ہو؟ ان ہی الفاظ کا اعادہ انھوں نے جنوب مغرب شمال کی طرف رخ پھیکر کیا اور ملکہ معظہ نے بھی اپنا چہرہ انکے چہرہ کے ساتھ پھیرا۔ اس سوال کے جواب میں سب طرف سے یہ ندا آئی کہ خدا ملکہ کو سلامت رکھے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ کس ذوق و شوق ولی سے سب نے ملکہ کی اطاعت کو قبول کیا۔

اس تعارف کے بعد ملکہ نے ایک پارچہ فرین بطور نذر کے اکثر پرچہ چڑھایا۔ اور ایک سالخ بیش بہا وصات گویا نذر نیاز کے برتن میں ڈالی۔ پھر نماز پڑھی گئی۔ اور وعظ کیا گیا جب یہ دنوں کا ختم ہوئے تو ملکہ معظہ کرسی سے اٹھ کر ڈاکٹر کے پاس گئیں اور حلف کا آغاز اس طرح ہوا کہ ملکہ کے آگے جاکر آج **بشپ** نے یہ کہا کہ حضور عالیہ حلف اٹھانے پر راضی ہیں؟ ملکہ نے جواب دیا کہ میں راضی ہوں۔

آپ سنجیدگی سے یہ اقرار کرتی ہیں اور قسم کھاتی ہیں کہ برطانیہ عظمیٰ کی **یونائیٹڈ کنگڈم** اور آئرلینڈ کی پہلیا پرہیزگار پارلیمنٹ کی **کونٹینیٹیشن** کے اور قوانین رسم و رواج ملک کے موافق حکومت کرونگی۔ اور قانون و عدالت میں رحم مرعی رکھوگی۔

ملکہ نے جواب دیا کہ میں اقرار کرتی ہوں کہ ایسا کرونگی۔ یہ جواب ایسی آواز سے دیا کہ سب نے سنا۔ پھر آج **بشپ** نے کہا کہ تم اپنے حق و اقدار شرع الہی کی پابندی کروگی؟ اور کبیل پر سچا ایمان رکھوگی؟ اور اصلاح یافتہ پروٹسٹنٹ کو جو قانون کے موافق قائم ہوا ہے مانوگی؟ اور انگریز اور آئرلینڈ کی **یونائیٹڈ کنگڈم** چرچ کے بندوبست کو بغیر کسی عذر کے اور ان کے مستحقات عبادات

کہ ملکہ کو اڈورڈ چنیل میں لگئے ملکہ کے ہاتھ میں اور پ دیا تو انکو تباہ سکے کہ کیا اس کو کرنا چاہیے جب اُن سے ملکہ نے پوچھا کہ میں کسے کیا کروں تو انھوں نے کہا کہ اگر جناب کی مرضی ہو تو اپنے پاس رہنے دیجئے تو انھوں نے فرمایا کہ یہ بہت بھاری ہو۔ تاج پہننے کی رسم میں لیکر گشتی لعل کی چوتھی انگلی میں پہنائی جاتی ہے۔ اُس کے لعل میں لکھا ہوتا ہے کہ اس انگلی میں وہ پہنائی جا سکے پانچویں انگلی کے لیے بنوایا۔ جب آج بشپ اُسکو پنھانے لگے تو ملکہ نے اپنی پانچویں انگلی سامنے پیش کی۔ انھوں نے کہا کہ وہ چوتھی انگلی میں پھنائی جائیگی تو ملکہ نے ارشاد کیا یہ بہت چھوٹی ہے۔ میری اس انگلی میں جب تک نہیں آئیگی کہ میں اپنی اور انگوٹھیاں نہ اتاروں عرض اس طرح انگوٹھی پہننے میں اُنکو بہت تکلیف ہوئی۔ اور جب اس رسم سے فراغت ہوئی تو انگلی کو قرب کے پانی میں ڈالکر انگوٹھی کو مشکل سے اتاراجس سے اذیت ہوئی۔

آج بشپ نے اول یہ دعا پڑھی کہ خدا نصرت علیا کو برکت دے اور شانانہ نیکو کج تاج پنہائے پھر ٹین سے تاج لیا اور نہایت ادب سے فوجان خوبصورت ملکہ کے سر پر رکھا۔ جب انھوں نے تاج پہننے کے گھٹنے ٹیکے تو سوچ کی کرن اُنکے سر پر پڑی اور ڈچس کنٹ کی اکھڑ سے بے خستیا آئینہ بکھلے۔ تاج کے پہننے پر اندر اور باہر بڑا غل شور مچا کہ خدا ملکہ کو سلامت رکھے۔ ملکہ کے تاج کہتے ہی اور اہل مجلس نے اپنے اپنے تاج و کلاہ سر پر رکھے اپنے چہرے سوچ کی کرنیں پرکھ منکس ہوئیں تو سب ایسی ایسی روشن ہو گئی کہ آگ سے بھی نہیں روشن ہوتی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایسی نہیں ہو بلکہ رات کا ستاروں بھرا آسمان ہے۔ خوشی کے نعرے عجب زندہ دلی اور مسرت قلبی سے نکلتے تھے یہ حال تو زندوں کا تھا جو ایسی فرینشس کے اوپر بیٹھے تھے۔ مگر اُسکے فرش کے نیچے جو ہزاروں مرد سو جتے تھے انکا حال معلوم نہیں کہ عالم ارواح میں مسرت کا کیا عالم ہوگا۔ پھر نفیر بان و شہنایان بحین۔ نقارے بجے۔ توپیں چھوٹیں۔ بائبل۔ ملکہ کی نذر میں دئی گئی۔ وہ آج بشپ کو واپس دئی جسکو اُس نے اکثر میں رکھ دیا اور دعائیں دین اور بھجن گائے گئے۔ ملکہ تخت پر رونق افروز ہوئیں۔ توپیں مس سے پہلے کا من بے مبارکباد کے نعرے مارے۔ دستور یہ تھا کہ پہلے پیرس اُمراء مبارکباد دیتے تھے۔ کانس نے نودفعہ چیز دیئے اور آج بشپ نے اور اس کے ساتھ اور دینی لارڈس نے اپنے اپنے گھٹنے ٹیکے۔ اور آج بشپ جو الفاظ اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کے وہ سب نے پھر

ملکہ کے چچا ڈیوک سس سکیس اور کمیرج آئے اور اپنی کلاہ اتار کر اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کی
 ان الفاظ میں ہر ایک نے بیان کیا۔ کہ سب طرح سے میں آپ کی اطاعت و فرمانبرداری ساری زندگی کر چکا
 ہوں میری مدد کرے۔ پھر انھوں نے ملکہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور بائیں رخسار کا بوسہ لیا اور چپے آئے
 کہتے ہیں کہ ڈیوک سس سکیس علیل تھا جب وہ تخت کی سیڑھیوں پر چڑھنے لگا تو ضعف کے سبب سے
 اوپر جانا مشکل تھا تو ملکہ کی دلی محبت طبعی کا ایسا اثر ہوا کہ انھوں نے اپنے وہ دونوں ہاتھ چاکے
 گلے میں ڈال دیے لگا لیا۔ ملکہ کی محبت کے سبب سے چاکے خون میں بھی ایسا جوش آیا کہ وہ اپنی ختیا
 میں نہیں رہا۔ پھر اور امراء اور اطاعت و عقیدت کا اقرار کرتے گئے اور تاج کو اپنا ہاتھ لگا کے
 اور ملکہ کے ہاتھ کا بہ سہ لیکر چلتے گئے۔ ایک پیر کہن سال لارڈ رول نے جن کی عمر اسی برس زار تھی
 سیڑھیوں پر چڑھنے لگے تو ضعف کے مارے نیچے گر پڑے۔ پھر انھوں نے چڑھنے کا ارادہ کیا تو ملکہ
 منظم اپنی جگہ سے اٹھ کر لارڈ سے ملین اور فرمایا کہ اب آپ آگے چڑھنے کی کوشش نہ کریں اور بوسہ
 کے لیے اپنا ہاتھ پھینا دیا۔ ملکہ کی اس کرم فرمائی پر اہل مجلس نے بڑے چیز دیئے اور ان کی بڑی تحسین
 آفرین کی۔ اور لارڈ کی ہمت اور دلیری کی بھی تعریف ہوئی ۴

جب یہ اطاعت اور فرمانبرداری کے امر کر رہے تھے تو لارڈ ٹریسٹر برڈ (نذرانہ کا افسر
 اعلیٰ) اسود گاہ و گیلری کے نیچے چاندی کے میڈل ڈال رہے تھے۔ اس مجلس اُمراء اور امیر زادیاں ان کی
 لوٹ میں چھوٹا بھٹی کرتے اور بڑا غل مچاتے تھے۔ ایک امیر نے یہ میڈل لوٹ کر اپنے نوکر کے
 رومال میں ڈال دیئے۔ جب یہ رسم بھی ادا ہو چکی تو بھین گایا گیا۔ اور تھارے بچے اور نصیر بایں بھین
 ہو س آف کانٹس نے بڑے زور زور سے چیز دیئے جو اس اطاعت و فرمانبرداری میں شریک تھے
 پھر نماز پڑھی گئی۔ اور ملکہ نے تمام شاہی امارات کو اتارا اور مقدس سیکرمنٹ دسٹار پانی دیا پھر
 سر پر تاج رکھا اور عصاؤں کو ہاتھ میں لیا اور تخت پر رونق افروز ہوئیں۔ جب نماز ختم ہوئی۔ اور
 دعائیں دی گئیں وہ تخت پر سے اٹھیں۔ اور سوار ہو نیکے لیے تشریف لے چلیں۔ سر پر تاج تھا
 دائیں ہاتھ میں عصا شاہی تھا۔ اور بائیں ہاتھ میں گوسے زرین تھی۔ ان کے پیچھے سدا امراتے
 جن کے تاجوں کا چکنا لباسوں کا رنق برق ہوتا۔ اور دوپہر کے بعد کی آفتاب کی شعاعوں کا اُپر
 پڑنا ایک نور کے عالم کا عجیب تماشا دکھاتا تھا۔ واپس چلنے میں بھی گھڑ تک خلعت کے جوش محبت سے

کر نشانات

میدان کا آفتاب

تھیں کہیں میں سدا کی ادائی

چاہئین۔ ملکہ معظمہ نے جواب دیا کہ میں جانتی ہوں کہ مجھے ضرور ان پر توجہ کرنی چاہیئے۔ آج تو رات کو
 لگنے کے سبب سے ملاحظہ میں نہیں آسکتے۔ کل صبح کو گر جا سہے اگر انکو ملاحظہ کرونگی۔ اتوار کی صبح ہوئی بلکہ
 اور وزیر دونوں گرجا میں گئے اور وہاں پادری صاحب نے عیسائی یومِ اہلبیت کے فرائض پر وعظ سنایا۔ تو
 وزیر کو حیرت ہوئی جب نماز ختم ہو چکی تو ملکہ معظمہ نے وزیر سے پوچھا کہ بتاؤ آج وعظ کیسا تھا اور اثر
 کما وعظ بہت اچھا تھا۔ میں اسکو پسند کرتا ہوں۔ ملکہ نے فرمایا کہ آپ پر یہ مخفی نہ رہے کہ میں نے ہی
 پادری صاحب کو اس وعظ کہنے کی ہدایت کی تھی۔ اب تو آپ پر لگنے وعظ کا اثر ایسا ہوا ہے کہ اتوار
 کے دن مجھے سرکاری کام کرنا بھی آپنا پیش نہیں کرینگے۔ غرض اتوار کا دن گزر گیا اور کاغذات پیر کی صبح
 کو پیش ہوئے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ لشب لندن کی زبانی حضرت علیا کو معلوم ہوا کہ شاہ
 بیٹا میں سے دو آدمی فقط اس سبب سے موقوف ہو گئے کہ انہوں نے اتوار کے دن گانے سے اپنے
 مذہبی خیال کے سبب سے اکھاڑ کر دیا۔ ملکہ معظمہ نے حقیقت حال کو پوچھا تو انکو یہ جواب ملا کہ یہ دونوں
 اردلی اپنے بیہودہ مذہبی خیال کے سبب سے موقوف ہو گئے ہیں تو انہوں نے انکی بجالی کا حکم فوراً ہیجا
 اور شام نہ شان سے یہ فرمان جاری کیا۔ میں کسی شخص کو اسکی کوشش کے موافق کام کرنے پر موقوف
 نہیں کرونگی۔ اور آئندہ میں حکم دیتی ہوں کہ اتوار کو گانے کی مشق نہوا کرے۔

ملکہ معظمہ کے دربار میں وہ لہو و لعب لغو باتیں نہ تھیں جو پہلے بادشاہوں کے دربار میں ہوتی
 تھیں۔ مگر وہ عیش و طرب کی ان باتوں سے خالی نہ تھا جو ملکہ کی نوجوانی اور عورت ہونیکا مقتضائے
 طبع تھا۔ ہمیتہ شام کو گانا ہوتا تھا۔ موسیقی سے مشغول ہوتا تھا۔ پلج بھی ہفتہ میں تین دفعہ سے کمتر ہوتا
 تھا۔ ہمیں ملازمین شریک ہوتے تھے۔ کبھی کبھی ناچ میں صبح ہو جاتی۔ ملکہ خود فرمائشیں کرتی تھیں کہ وہ را
 گایا جائے۔ پھر انکی غلطیوں کے بتانے میں لطیفہ سنجی کرتی۔

جب حضرت علیا نے وفدِ سرین رہنا شروع کیا ہے تو گرے ول صاحب نے
 ملکہ معظمہ کی زندگی بسر کرنا کی تصویر اپنے قلم سے اس طرح کھینچی ہے کہ وہ صبح کے آٹھ بجے کے بعد ہی
 بہت جلد خواب راحت میں آجاتی ہیں اور اپنے کمرے ہی میں حاضری نو فحان فرماتی ہیں۔ پھر صبح
 کا روبرو دین لگی رہتی ہیں۔ کل مراسلات پڑھتی ہیں اور ہر سر مشتمل وصیفہ کی ضروری و کار آمد باتیں اپنی
 نظر کے روبرو لاتی ہیں۔ گیارہ بجے لارڈ میل بورن انکے پاس آتے ہیں۔ کام کی ضرورت کے

اس زمانہ کے ملکہ معظمہ کے اشتغال اور کام

موافق ایک گمنام یا اس سے کم دبیشیں ٹھہرتے ہیں۔ ملکہ معظمہ دو بچے گھوڑے پر سوار ہوئیں اور بہت سے مصاحبوں کو ہمراہ لیتیں مصاحبوں کی کثرت سے وہ خوش ہوتیں ہمیشہ گھوڑوں پر میل بولیں انکے بائیں طرف اور میز خور دائیں طرف سوار ہوتے۔ وہ سرکلون کپڑا شہر گھوڑا سرپٹ دوڑاتیں۔ اس شہسوارانہ بین دو گھنٹے صرف کرتیں اور بعد اسکے وہ مسیحتی سے دل بہلاتیں۔ گانا بجانا ہوتا۔ بچوں کو لڑکا اور کدالے دیکھنے کے کاڑا شوق تھا۔ قلعہ میں بچے اکثر موجود رہتے۔ اگر وہ موجود نہ ہوتے تو ان کو کسی ترکیب سے بلا لیتیں اور انکو کھلا تین ریا کسی اور خیال سے اپنا دل بہلاتیں۔ ڈنر کا گمنام بڑے نام ساڑھے سات بجو بچتا۔ اس وقت کے بعد صمان جمع ہوتے مگر وہ خود بہت کم آٹھ بجو سے پہلے تشریف لاتیں۔ ڈرائنگ روم میں خان سالار لارڈ انکرہر جنٹلمین کو بلاتا جاتا کہ کون سی لیڈی اسکے پاس بیٹھے گی۔ جب سب صمان جمع ہو جاتے تو ملکہ خود آتیں۔ انہیں پہلے انکے گھر کے جنٹلمین آنے اور انکے بعد ڈچس کنٹسح اپنی لیڈیوں کے آتیں۔ ملکہ سرپٹ سے کچھ باتیں کرتیں اور ہر مرد سر جھکا کے سلام ہوتا۔ پھر وہ جلد ہی سے کھانیکے کمرے میں چلی جاتیں۔ مگر اپنے چلے جانیکے بعد صمان ان کو انتظار میں نہیں بٹھاتیں۔ پاؤ گمنام کے بعد انکو قہوہ پینے کیلئے بلا تیں وہ ڈرائنگ روم میں بیٹک کہ صمان آتے رہتے بیٹھی رہتیں۔ قہوہ پلانے کا کمرہ متصل جدا تھا۔ وہاں اس میں جاتے۔ ملکہ انکے اندر ایک چکر لگاتیں۔ اور ہر ایک سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتیں۔ اور نہایت تپاک و ذراضع سے پیش آتیں اور ہر کلام ہوتیں۔ جب قہوہ پیا جاتا تو ڈچس کنٹسح کی میز تاش کھیلنے کے لیے بچتی اور گول میز تیار کیا جاتا۔ جس پر ملکہ کی بائیں طرف لارڈ میل بورن بیٹھا۔ اور جینک مجلس ختم نہیں ہوتی اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔ ساڑھے گیارہ بجے یا اس وقت تک کہ سارے راگ جو اس رات کیلئے مقرر ہوئے ختم ہو جاتے تو ملکہ معظمہ سونیکے لیے جاتیں۔ بس یہ تاریخ انکی زندگی کے ایک دن کی سی۔ ابتداء سے آخر تک انکی عادت و خصوصیت میں یہ بات داخل ہو گئی کہ وہ وقت کی تقسیم باقاعدہ کرتیں اور کل جزئیات میں سے ہر ایک کی دیکھ بھال خود کرتیں خواہ وہ انکی ذات متعلق ہو خواہ سلطنت کے کاروبار۔ وہ جانتی ہیں کہ ہر شخص قلعہ میں کھانا رہتا ہو۔ سواری کے گھوڑوں اور گکاریوں کا بندوبست خود کرتیں۔ کھانا خاص بات ہوتی اسکی چھان میں خوب کرتیں وہ اچھے احکام خود اپنے نوکروں کو دیتیں۔ قلعہ کے ساکنین کے گھروں کا بندوبست و انتظام فرماتیں حقیقت میں وہ لارڈ میل بورن کے سوا کسی کے

اور کسی شخص کے ساتھ ملکر کوئی کام نہیں کرتیں گو وہ بطور تحلیف کے منہ مگر دوستانہ اتحاد کے طور پر
اتنا زیادہ وقت گزارتیں کہ شاید اس سے زیادہ کوئی دوست خوارہ ان میں کسی قسم کا تعلق نہیں کرتا
وہ ان کے ہمراہ ہر روز کم از کم چھ گھنٹے اس طرح رہتیں کہ صبح کو ایک گھنٹہ اور گھوڑے کی سواری میں
دو گھنٹے اور ڈنر میں دن کو ایک گھنٹہ اور رات کو دو گھنٹے۔ یقینی یہ ملاقات کا اجارہ ان کا ہوشیار سی
بمید ہے۔ وہ معاشرت کے دستور سے بھی بالکل مطابق نہیں ہے بلکہ وہ آداب ربار کے ان قاعدوں کو توڑتا
چکا اور بار میں باقاعدہ رکھنا بہتر ہے۔

یہ اتحاد اندون میں کیوں نہ ہوتا۔ ملکہ مغلہ کو ایک سلطنت عظیم کی فرمانروا تھیں مگر
آخر عورت تھیں۔ اور عورت ہمیشہ کاروبار سلطنت میں مرد کے مشورے کی محتاج ہوتی ہے۔ ڈیوک
ولنگٹن کا یہ ارشاد بجا ہے کہ میل بورن کا قلعہ میں جانا، او ملکہ مغلہ کے ساتھ اس قدر ٹھیکرنا میں
مصلحت ہے تاکہ ملکہ کی تنظیم سلطنت میں وہ رہبری کرے۔

ملکہ مغلہ نے اپنی تاج پوشی کی رسم میں اولیائے سلطنت پر خطابوں کا بیٹھ برسا دیا۔
انہیں آدمیوں کو بیرونٹ کا خطاب عطا کیا۔ مگر ان میں سے صرف دو کوشہرت دوم حاصل ہوئی ایک
اڈورڈ بلو لٹن کو جو سخوری میں بادشاہ تھا دوم فرڈیرک ولیم ہرشل کو جو سائنس میں استاد
کا تھا۔

بادشاہ کو جو کمروں میں پیش آتی ہیں ان سے عوام محفوظ رہتے ہیں انگلستان میں کئی ملکہ
ایسی ہوئی ہیں کہ انکو اپنے حرم جمال و نیک خصال کے سبب تکلیفات پیش آتی ہیں۔ یہی حال شہزادی
وکتوریہ کا ہے کہ تاج پہننے کے بعد ان کے عاشق اور اپنے حرم اور دو پیدا ہو گئے۔ ایک نوجوان سکریٹری
کا رہنے والا شمال سے دور دراز کا سفر طے کر کے اس غرض سے آیا کہ بذات خود حضرت علیا سے شرف
ملازمت حاصل کرے۔ اُس کے دماغ میں یہ خط سما یا تھا کہ میری قسمت میں لکھا ہے کہ میں ایک دن ملکہ کا
شہر ہو جاؤں گا۔ اُسکی دیوانگی ظاہر تھی وہ نظر بند کیا گیا۔ ایک اور شخص بادشاہی گرجا میں کسی طرح جا پہنچا
اور وہ ملکہ کے خلوت خانہ کے قریب درخت کی طرح جم گیا۔ انکو شوق کی نظروں سے گھورنے لگا اور وہ
حرکتیں کرنے لگا۔ کبھی ان کے سامنے سر نہجکا تا۔ کبھی اپنے ماتحتوں کو چومتا۔ انھیں حرکتوں سے جب تک
حضرت علیا کا مزاج مکر کر تا رہا کہ نکالنے والوں نے اسکو نکالا نہیں۔ مجنونوں نے بہتے بہو وہ خطوط

خطابوں کا خطاب ہونا

حضرت علیا کو بعض کمروں میں پیش آنا

حضرت علیا کو لکھ کر بھیجے جنہیں سے بعض اخباروں میں بھی چھپے۔ موسم بہار میں حضرت علیا ایک سڑک پر سواری میں بیٹھی تشریف لے جاتی تھیں کہ ایک شخص نے بھیر میں سے نکل کر ایک خط دروازے پھینکا کہ چہرہ مبارک پر لگا۔ انہوں نے کچھ نہ کہا۔ مجرم کو بتلادیا جو گرفتار ہو کر پولیس اسٹیشن پہنچا گیا۔ دیوانہ ثابت ہوا۔ اسی قسم کی اور روایتیں ہیں کہ بنگلہ کے محل کے مکروں میں طاہر مس فلو گھس گیا۔ اور نکالا گیا۔

جولائی ۱۹۳۹ء میں ہائیڈ پارک میں حضرت علیا ہواخوری فرما رہی تھیں کہ چارلس ولٹس گھوڑے پر سوار ہو کر سواری کے پیچے ہوا۔ اور اس نے یہ کوشش کی کہ کس طرح میں اُنکے پہلو میں جا بیٹھوں۔ اس دن اُنکے گھات میں وہ کئی دفعہ سوار کچے آگے رستہ کاٹ کر آیا گیا۔ ہاتھ کو چھاتی پر رکھ کر حضرت علیا کو اپنے حال پر توجہ دلانی چاہتا تھا اور ایسی حرکتیں کرتا تھا کہ جس پر ہنس آئے۔ وہ حالات میں بھی گیا۔ اس پر پانچ پونڈ جرمانہ ہوا۔ اور چھ مہینے کی فعل ضامنی مکانداروں سے سو سو پونڈ کی لیگٹی۔ اسی سال میں علاوہ ان کمروں کے اور تشویشات بھی خاطر اشرف کو پیش آئیں جن کا ذکر آگے ہوتا ہو۔

ایک مہینہ کے بعد ۱۶ اگست کو ملکہ مظہر بذات خود پارلیمنٹ کو بند کرنے تشریف لے گئیں۔ کامنس ہوس کی طرف سے حسب معمول سپیکر راج اپنی سپیچیں سناتے اس کے بعد ملکہ مظہر نے اپنی سپیچ صفائی سے دی سپیچ دینے کی مشق اُنکی جتنی بڑھتی گئی۔ اتنی صفائی و پاکیزگی اُنکی سپیچ میں بڑھتی گئی۔ جب اُنہوں نے ۲۳ اگست کو پارلیمنٹ کے کھولنے کیلئے سپیچ دیا جو تو چارلس کبر نے اس سپیچ کو سنا جو آئندہ زمانہ میں امریکہ میں بڑے مقرر و ماہر نامور ہوئے انہوں نے کہا کہ ملکہ نے ہر لفظ کو آہستگی و صفائی سے اس کے معنی پر لٹا کر کے پڑھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے کبھی نہ سپیچ ایسا نہیں سنا کہ وہ اس سے بہتر پڑھا گیا ہو۔ ”مجھے اُنکے سننے میں حیرت و مسرت ہوئی۔“ ایک اور پردیسی شہزادہ لوئس بونا پارٹ بھی تخت کے نزدیک کھڑا تھا جو جلاوطن ہو کر میان آیا تھا اور پھر آخر کو شہنشاہ فرانس میں پوزلین سوم کے نام سے ہوا۔

اب تک اے دولت کے گرد خیر و عافیت و خوشی محیط تھی کہ خود ہی ۱۹۳۹ء میں پارلیمنٹ کے کھلتے ہی اُنکے کمروں نے آنکھیں کھلین کھلین۔ ملکہ مظہر پر حقیقت حال کھلی کہ اُنکا ہر لفظ

ہونا بغیر جرح و قتل کے نہیں۔ اگرچہ میل بورن اپنے ساتھ پدرانہ شفقت کرتا ہو۔ لیکن انکا منصوبہ ہی ایسا ہو کہ ان مشکلات و خطروں سے ڈرایا جاتا ہو چنگا وہ سامنا نہیں کر سکتیں۔ اول نصف سال ۱۸۳۹ء میں ملکہ معظمہ کی نوجوانی اور نا تجربہ کاری کے سببے و دنازک مسائل نے انکے اور انکے اولیائے دولتی کے سامنے پیش آئے۔ اُن میں ایسے سوالات پیش ہوئے جنکے حل کرنے کے لیے دنیا شناسی اور خود افی کی ضرورت تھی وہ ہنوز ملکہ معظمہ میں موجود نہ تھی۔

ملکہ معظمہ کے نازک حالات

اول اس نوجوان ملکہ کو اس قصہ نے بڑا قحط کیا کہ جنوری ۱۸۳۹ء میں لیڈی فلورا ہسٹنگس دختر مارکوئیس ہسٹنگس قصر بنگلہم میں ڈچس کنٹ کی لیڈی ان وٹنگ (معزز ملازمہ) تھیں۔ اپنی حسن صورت کے سببے بعض جلیں ملازمین ملکہ معظمہ نے اُسکی نسبت بد وضع ہونیکا نہایت نامناسب شبہ کیا۔ نہ ملکہ کو نہ ڈچس کنٹ کو اس الزام کا ذرا سا بھی اعتبار ہوا۔ لیکن ملکہ کی میڈجیسٹری لیڈی کنٹ کو لارڈ میل بورن کو اس امر کی اطلاع کی۔ ملکہ معظمہ نے لارڈ منوج کی اس درخواست کو منظور کر لیا کہ شاہی طبیب ڈاکٹر سر جان کلارک سے اس لیڈی کا معائنہ کرایا جائے۔ ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کیا اور اس سرٹیفکیٹ پر دستخط کیے کہ میں لیڈی فلورا کے برخلاف کسی قطعی اظہار سے انکار کرتا ہوں۔ ۱۷ فروری ۱۸۳۹ء کو با کے لوگوں میں اس امر کی شہرت ہو گئی۔ لیڈی کے رشتہ داروں نے براہِ رست ملکہ معظمہ کی طرف رجوع کی کہ وہ اسکا تدارک کریں۔ لیڈی فلورا کے بھائی مارکوئیس ہسٹنگس نے خود ملکہ معظمہ سے ملاقات کی اور فلورا کی مان نے ملکہ معظمہ کو بڑے تابانہ خط لکھا اور سر جان کلارک کی معذرت کی درخواست کی۔ ملکہ معظمہ نے اسکا جواب کچھ نہیں دیا۔ لارڈ میل بورن نے یہ خط اپنے نام سے اُسکو لکھا کہ ملکہ معظمہ نے اولیٰ سوت پر لیڈی فلورا سے بذاتِ خود اقرار کیا کہ یہ بڑی بچہ انگیز غلطی ہوئی۔ اب اُنکا ارادہ ہے کہ وہ اُنکے کچھ اور نہیں کرینگے۔ اب اس آفت زدہ لیڈی نے اپنے چچا ہملٹن فرجیر بلڈ کو لکھا کہ مجھے تحقیق ہے کہ ملکہ معظمہ نہیں بہتیم گم انکو کس طرح سے لوگوں نے فریب دیا ہے۔ انھوں نے صرف اپنے حسن اخلاق سے اپنی آنکھوں میں خوش نما آئینہ بھر کے افسوس ظاہر کیا۔ لیڈی کے رشتہ دار سمجھتے تھے کہ ملکہ معظمہ انکے اولیائے دولت نے لیڈی فلورا کے باب میں بڑی غلطی کی ہو۔ اتنے چاہیے کہ وہ اسکو علی الاعلان قبول کریں اور صاف مانگیں۔ پریس میں اسکا بڑا غل غباڑہ مچا۔ مگر اسکا پردہ یوں جلدی سے ڈھک گیا کہ لیڈی فلورا کو جگر کے بڑھ جانے ۴ جولائی ۱۸۳۹ء کو موت آگئی۔ ملکہ معظمہ کو سخت رنج ہوا اور کل

لیڈی فلورا ہسٹنگس کا قصہ ۰

قلمرو میں اسکا قلعہ ہوا۔ اس رنج کے سبب ایک جلسہ دعوت ملتوی کیا گیا۔

دوسرا نازک معاملہ ۱۸۳۹ء میں اس سبب پیش ہوا کہ ملکہ معظمہ نے بادشاہی معاملات میں بیجا خود مختاری اور مداخلت بذریعہ صلاح و مشورہ کی۔ ۱۸۳۹ء کے سیشن میں وگ کی وزارت کے قابض کاغذ میں نکل گیا تھا۔ کو لونیر کے متعلق اُنہی سوالات پیش ہوئے کہ جبکہ سبب وزارت کو دو تین اور دشواریاں پیش آئیں ۱۸۳۹ء میں قانون نافذ ہوا کہ اگر برٹش کو لونیر میں سے غلامی موقوف کی جائے۔ اسلئے وزارت پر فرض تھا کہ اس قانون کی تعمیل بالجبر کرے۔ بادشاہی کو لونیر جزیرہ جمیکا میں جو غلام آزاد ہوئے تو پلیمین (شرعاً زراعت کار) جو غلاموں کے مالک تھے وہ سرکشی پرست ہوئے وہ سمجھتے ہی تھے کہ ہم اور ہمارے غلام دونوں از روئے قانون برابر ہو گئے ہیں۔ پس گورنمنٹ مجبور تھی کہ اُنہی پارلیمنٹ کو بلا کر جزیرہ کے کونٹری ٹیوشن کو معطل کر دینا کی تجویز پیش کی۔ ۱۸۳۹ء میں وزارت کی اس تجویز کی تائید میں پانچ ووٹ زیادہ حاصل ہوئے کہ جو حقیقت میں وزارت کی شکست تھی۔ جسپر لارڈ میل بورن اور ان کے ہمراہیوں نے اپنا استعفا ملکہ معظمہ کے ہاتھ میں دیدیا۔ ملکہ معظمہ کو اسکا نہایت قلق ہوا جب کاغذ میں اس کے پیشوا سر جان اس معاملہ میں ملکہ معظمہ سے گفتگو کرنے آئے تو وہ ردوین *

ملکہ معظمہ نے اپنے تین سنبھالا۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ بادشاہ کو جو خستہ سوار وزیر اول کے مقرر کر دینا ہے وہ کام میں لائیں۔ انکو جو میل بورن کے مستعفی ہونیکا رنج تھا اسکو روکا۔ اس کے کچھ صلاح نہیں لی۔ اور لارڈ سپنسر صلاح پر چھکار لارڈ ٹنگٹن سے درخواست وزارت کے قبول کر دینا کی۔ انہوں نے اپنی پیرا سال کا حذر پیش کیا۔ پھر انہوں نے سر ابرٹ پیل کو بلایا جو کون سر ٹیو اوپورٹن (مقابلہ) کا سرمنشا تھا۔ اور ۱۸۳۵ء میں کئی مہینے تک پہلے وزارت کا کام وہ کر بھی چکے تھے۔ بلکہ معظمہ یہ جانتی تھیں کہ کونٹری ٹیوشن کے موافق یہ میرا فرض ہے کہ جب پارلیمنٹ حکومت کو ٹیکہ بنے سے دوسرے فریق میں مستقل کرے تو میں وزارت کو مقرر کروں۔ اسلئے انھوں نے پیل سے وزارت قبول کر دینا درخواست کی۔ گو اُنکی سرد مہری اور خشک مزاجی سے خائف تھیں *

ملکہ معظمہ اور پیل کی جو پہلی ملاقات ہوئی تو اس میں انہوں نے آزادانہ شانانہ شوکت و جلال کے ساتھ اُن سے باتیں کیں۔ گفتگو کا آغاز اس سوال کے مباحثہ پر ہوا کہ پارلیمنٹ باطل شکست کر دیکھائے یا کاغذ میں موجودہ فریق وزارت کو قبول کرے۔ ملکہ معظمہ نے فرمایا

دوسرا نازک معاملہ

لارڈ میل بورن کا استعفا اور اس کا وزارت قبول کرنا

مجھے اپنی خستہ گورنمنٹ کے جدا ہونیکا بڑا افسوس ہے۔ مگر مین پارلیمنٹ کے شکست ہونے پر لا حول و پستی ہون اسلئے کہ اسکو مقرر ہوئے تھوڑے ہی دن ہو گئے ہیں۔ پیل صاحب نے بیہودگی کے ساتھ اُنکے اس خیال کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ مگر نئے یہ وعدہ نہیں کیا کہ وہ پارلیمنٹ کو نہیں توڑے گا۔ آخر کار اُسے قبول کر لیا کہ کبھی نہ بنائے گا۔ اور ملکہ مغلہ کے پاس سے جا کر نئے کبھی نہ ممبرن کا انتخاب شروع کیا۔ ٹوری فٹسبر کے دلیمن یہ خیال برا اثر کرنا تھا کہ اب تک ملکہ مغلہ فرقہ کن سر وٹیو کی طرف جھکنے سے بچکتی ہیں۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اُنکے گرد ساری مستدیرات و گداز کی رشتہ دارنیاں ہیں۔ باسٹنٹائے لیڈی لور پول کے جو انکی قدیمی سب سے پہلے نے اپنے دوستوں سے صلاح مشورہ میں یہ فیصلہ کیا کہ ملکہ مغلہ کے گھر میں سے اعلیٰ اہل و دار لیڈیان برطرف ہونی چاہئیں تاکہ کوئی فرقہ نہ ہو۔ یہ چاہتا تھا کہ ملکہ مغلہ کے سہارا نہ رہے۔ وہ ماتحتی کے عہدہ داروں میں مداخلت کرنی نہیں چاہتا تھا۔ مگر وہ یہ چاہتا تھا کہ ملکہ مغلہ کے گرد جو لیڈیان ہیں انہیں سے مسٹر سب وپ اور آڈروویاتین لیڈیئر ان ویٹنگ موقوف کی جائیں۔

پیل کی یہ بڑھینی تھی کہ اُسے شروع ہی سے عہدوں کو اور اُنکے کاموں کو اور انکی تعداد کو ٹھیک ٹھیک نہیں بیان کر دیا۔ یعنی کہ جب ملکہ مغلہ سے پیل کی دوسری ملاقات ہوئی تو یہ معاملہ غریب کھل گیا۔ ملکہ مغلہ کو خوف تھا کہ اگر مین پیل کی درخواست منظور کر لیں گی تو سب اپنی قدیمی دلی دوستوں سے غصہ ہو جاوے گی۔ انھوں نے اپنا ارادہ مصمم ظاہر کر دیا کہ وہ اپنی خانگی مستورات ملازمین کی کسی طرح تبدیلی نہیں قبول کریں گی اور اس پر انھوں نے اپنا غصہ بھی ظاہر کیا۔ مگر پیل صاحب اُن کو چھوڑ کر جلد چلے گئے۔ اس پر ملکہ مغلہ نے مین پیل کو لکھا کہ ٹوری یہ چاہتے ہیں کہ مجھے میری ملازمہ لیڈیئر میں سے چھوڑ دیں۔ پھر اُنکے بعد وہ چاہیں گے کہ میری لباس پہنانیوالی اور مونس لیڈیس بھی جدا کر دی جائیں۔ وہ دوسری ادارات پر بھی کرتوتیں جیسی کہ لڑکیوں کی کیا کرتی ہیں اور مین اُنکو بتاؤں گی کہ انھیں سب بند کر دیا جائے۔ آخر کو انھوں نے اپنے وزیر سے درخواست کی کہ پیل کو چھپی لکھ دے کہ اسکی درخواست مین پارلیمنٹ کی گئیں۔

میل بون کو اس سے اندیشہ پیدا ہوا کہ پیل نے ملکہ کی ادارات سختی سے کی اور اس پر کسی مریبانہ ہمت و ہمدردی کا جو شش بھی اٹھا اس معاملہ کے باب میں اپنی رائے کا بھی اظہار نہیں کیا اور زیادہ

ملکہ مغلہ اور اُنکے سب سے پہلی لیڈیان

ملکہ مغلہ کی مخالفت اس تبدیلی کی

تحقیقات بھی نہیں کی اور ملکہ معظمہ کی درخواست پر اس نے یہ خط ملکہ معظمہ کی طرف سے پیل کو لکھا۔

فصل ہجتم ۱۰۔ مئی ۱۸۳۹ء۔ سرورٹ پیل نے جو یہ درخواست بھیجی تھی کہ ملکہ اپنے بیٹے
چیمبر کی لیڈیوں کو جاکر دین اسکو وہ منظور نہیں کر سکتیں۔ اور اس موقعی سے دلی نفرت رکھتی ہیں
اسکو بالکل رسم و رواج کے وہ بالکل برخلاف خیال کرتی ہیں۔

پیل نے اس چٹھی کا یہ جواب یا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس معاملہ میں بعض غلط فہمیاں پائی
ہیں اب میں نئی گورنمنٹ کے مقرر کر نیسے انکار کرتا ہوں۔

پیل نے جو فیصلہ کیا اس سے ملکہ معظمہ کو بڑی تسکین اور تسلی حاصل ہوئی شام کو جو

سٹیٹ ہال ہوئی اس میں انہوں نے میل بورن کے پھر خستیا رات حاصل ہونے پر سب طرح سے اپنے

اطمینان کو ظاہر کیا۔ میل بورن کی وزارت قائم رکھنے کا ارادہ انکا اپنا ہی تھا۔ اور جب اس ارادہ سے

انہوں نے میل بورن کو اول مطلع کیا تو اسے انکار نہ کر نیسے تاہم ان کا اظہار کیا۔ ۱۱۔ مئی ۱۸۳۹ء کو

قدیمی کے بی نٹ ممبروں کا اجلاس ہوا کہ وہ اپنی حالت پر دوبارہ غور کریں۔ بعض نے یہ استدلال کیا

کہ ملکہ معظمہ کو صلاح دیجائے کہ انہوں نے جو اپنی وضع اختیار کی ہے اس سے باز رہیں۔ لارڈ گرے

نے جو پینے یل بورن کا افسر تھا اور اسکا بیٹا لارڈ ہوووک سکرٹری جنگ میل بورن کی وزارت میں تھا

اس نے یہ خیال کیا کہ پیل نے جو درخواست کی تھی وہ نامعقول نہ تھی اور اس نے میل بورن کو کہا کہ جب آپ

۱۸۳۹ء میں وزیر عظم تھے تو اسی طرح کی تبدیلیاں کوئیں کون سورٹ ملکہ جو اپنے خاوند بادشاہ کے

ساتھ کاروبار سلطنت میں شریک ہوا کے گھر میں کی تھیں مگر اسکے ساتھ اس نے یہ بھی قبول کیا کہ کوئیں

کون سورٹ اور کوئیں اوف انگلینڈ کی حالتوں میں فرق عظیم ہے کچھ تامل کر کے اس نے پیل بورن

کو یہ صلاح دی کہ وہ ملکہ کا حامی اس جھگڑے میں خود ہو جائے جو انکا پیل سے ہو رہا ہے۔ لارڈ سنسبر

نے باصرہ کہا کہ ہم اشرافوں کو ملکہ معظمہ کے ساتھ ایسا نہ ہونا چاہیے۔ پارلمنٹوں نے ظاہر کیا کہ ملکہ

کو جو جوانی اور تنہائی نے ان کردہات سے بچا یا ہے جنہیں پیل انکو پھنسانا چاہتا تھا۔

آخر کار نیک دل میل بورن نے اس رائے کو مان لیا۔ وگس اپنے عہد میں پیل سے اس نے

مگر وہ اپنے ضعف کو پہچان گئے تھے انہوں نے اس میں کوشش کی کہ ملکہ معظمہ خوشی سے خود وزارت

کی تقویت دینی قبول کریں۔ سپرنگ برائیس وائس چینسلر اس چکر کی جگہ فرانسس پیئرنگ مقرر

پیل بورن کی سے بی نٹ کا اپنے حال پر دیا غور کرنا

ملکہ معظمہ کو پیل بورن کا سامنا کرنا

ہوئے اور لارڈ کلی نیاگ جو جنگ کے سکرٹری اور کونینٹرینٹر تھے اور انکا کام بھی بے اثر تھا۔ انکی جگہ لارڈ جان رسل مقرر ہوئے۔ وہ پہلے ہوم سکرٹری تھے۔ ان کے عہدہ پر ادول مین ملکر یو مقرر ہوئے۔ مگر مارکونیس فورمنڈی لارڈ لٹنٹ آئر لینڈ ہوئے۔ سب سے زیادہ دلکش نئے آئینہ الون مین یا نیگلٹن کیولی تھے جن کی خاطر سے لارڈ ہموک سکرٹری مستعفی ہوئے کہ وہ مقرر ہوں۔

جن حالتوں کے سبب یہ نومرتب وزارت بہت جلد زخمی خستیا رہ گئی وہ ایک ایسا عمل درجہ کا مضمون ہو گیا کہ اسپر پارلیمنٹ کے دو نوں ہوسون مین بڑے جاندار مباحثے رہنے لگو پہلے جو عہدہ وزارت کے قبول کرنیکے لئے یہ شرط لگائی تھی کہ اسکو اجازت ملے کہ وہ ملکہ مظفر کے گھر کے نوکروں کو تبدیل کرنے اسکی بڑی حمایت پر تاثیر کی۔ لارڈ جان رسل نے بھی اپنی لنگڑی دلیل سے پہلے دفعہ استون کے برخلاف اس بات کے ثابت کرنے میں کوشش کی کہ اس کی پہلے نظیر کوئی نہیں ہے۔ میل بورن بہادرانہ ملکہ مظفر کے ساتھ متحر ہو گیا۔ پہل کے طرفدار ڈیوک ونگٹن تھے۔ انہوں نے میل بورن کی بزدلی کو ظاہر کیا۔ طرح طرح سے اسکو اڑے مارتھون لیا۔ لارڈ ہروم جو دو نوں پہل اور میل بورن پر بادشاہ کے جوابدہ ٹھہرنے پر الزام لگاتا تھا اسکی بھی خبر لی۔ اس مباحثہ کا بغیر اسکے خاتمہ ہو گیا کہ قدیمی وزارت میں کوئی خلل پیدا ہو۔

درحقیقت پہل نے جو ملکہ مظفر سے درخواست کی تھی وہ معقول تھی۔ ملکہ مظفر نے اپنی غلطی کا اقرار کر دیا کہ میں نے اسکے نامنظور کر نہیں کسی سے صلاح مشورہ نہیں لیا جو دل میں آیا تھا۔ کیا۔ میل بورن نے یہ کہا کہ پہل نے ملکہ مظفر کو ایسی مہلت نہیں دی کہ وہ اپنے گرو کے آؤسیون سے اس باب میں صلاح و مشورہ لیتیں۔ غرض یہ دوسرا نازک معاملہ جو ملکہ کو اپنی خود مختاری سے پیدا ہوا تھا وہ یوں ختم ہو گیا کہ وزارت جو انکو پسند تھی وہ برقرار رہی۔

ملکہ مظفر کے اس کام کا اثر یہ تھا کہ میل بورن کی وزارت دو برس تک اور برقرار رہی جسکے سبب ٹوری کی عداوت ملکہ مظفر کے ساتھ زیادہ تلخا ہو گئی۔ کن ٹربری کے ٹوری ممبر پارلیمنٹ بریڈ شائے کو نے ویوٹیو کے جلسہ میں جولائی کے مہینے میں ملکہ مظفر کو ایسا بڑا بھلا کہا کہ کو کر عقیقہ ممبر پارلیمنٹ وگ نے ڈیوی ایل کرنے پر مستعد ہوا۔ ٹھیک طور پر دو نوں مین ڈیوی ایل ہوا۔ اسوقت ملکہ مظفر کے ساتھ ٹوری فریقہ کی عداوت دوہال ہو گئی۔ ایک ٹوری جنرل مین ملکہ مظفر نے اپنی نسبت بڑی الفاظ

لارڈ میل بورن کی نومرتب وزارت

ملکہ مظفر کا اتنا رانی غلط کام

ٹوری کا حکم ملکہ مظفر

پڑھکر کورٹ میں صاف صاف بیان کیا کہ ٹوری فرقہ جان تک ایس سے ہو سکتا ہے اپنی تین میز
نظر میں مکروہ بتاتا جا تا ہو ۛ

ان باتوں سے جو مستقل نتیجہ نکلا وہ مفید تھا۔ ملکہ مظہر نے پھر بھی اپنی بات کی دہشت
وزارت کے باب میں نہیں کی۔ اگرچہ بعد ازاں کئی دفعہ اپنے ذاتی میلان خاطر کا اعلان اُس وقت کیا
کہ نئی وزارت قائم ہوتی تھی۔ انہی کل سلطنت میں انہیں دفعہ وزارت بغیر کسی رگڑ سے جگڑ کے تبدیل
ہوئی۔ گھر کے ملازمین کا جگڑا پھر پیش نہیں ہوا۔ پولیٹیکل فریقوں میں کسی فریق کے کہنے کی لڑائیوں
میں سے لیڈیران وینگ کا مقرر ہونا موقوف ہو گیا۔ اور جو لائی ۱۸۳۹ء کے ابتدا میں ٹوری پیر کی
بی بی لیڈی سینڈویچ کو ملکہ نے اپنے گھر میں ملازم رکھنے کیلئے بلایا۔ مسٹر میس آوڈریس کے
عہدہ کا پولیٹیکل سے تعلق یہ رہا کہ جب اُس کا فریق وزارت سے برخاست ہوتا تو وہ بھی برخاست ہوتی
اور اور مستورات ملازمین شاہی کے عہدہ کے لئے کوئی پولیٹیکل تعلق نہیں رہا۔ اور نہ ان کے تقرر کی قوت
یہ تحقیقات ہوئی کہ ان کا پولیٹیکل میلان خاطر کس طرف ہے ۛ

۱۸۳۹ء کے دوران ملکہ مظہر کی سیرت کے بڑے کار ظاہر ہوئے پر ناض اثر
کے بغیر نہ تھے۔ وہ اس لحاظ سے بڑے دلچسپ تھے کہ وہ ملکہ مظہر کی طبیعت چہرہ کے خط و خال کو بتلاتے
تھے جنکو زمانے نے اور ملکہ کے گرد کے نئی آدمیوں کے محیط ہونے نے بالکل مٹا دیا ہو۔ عمر کے بڑھنے نے
اور دانشمند شوہر کے نیک صلاح و مشورہ ملکہ مظہر کو وہ بات سکھائی جسکی ضرورت تھی کہ وہ اپنی سخت شعار حکومت
خود اعتمادی کو جو انکی جبلت میں داخل تھی۔ بڑی احتیاط و منصوبے کے ساتھ اور اپنے مزاج کی بچہ
اور تیزی کو مغلوب کر کے کام میں لایا کریں ۛ

یہاں پیر کے ناکار میلان کا عام اثر



بائشتم

شہزادہ ایلبرٹ کے حالات ۱۸۱۷ء سے ۱۸۴۳ء تک

ہم حضرت علیا کے حال کو بالفعل چھوڑ کر شہزادہ عالی تبار ایلبرٹ کا حال تحریر کرتے ہیں اس لیے کہ ان دونوں میں علاوہ اس رشتہ مندی کے کہ وہ سگے ماسون و بچپنی زاد بہن بھائی تھے یہ ایک اور رشتہ تھا کہ جب دونوں ایک جرمن میں دوسرا انگلستان میں اپنے اپنے ینگھڑوں میں بھول رہے تھے تو شہزادی کی انھیال کو جب شہزادہ کی دوھیال بھی یہ خیال تھا کہ ان دونوں میں بیاہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسکے بعد یہ زوجین ایسے متحد ہوئے کہ ایک طاق فرد معلوم ہوئے۔ ان میں وہ یکا لگت ہوئی کہ ایک جان دو قالب ہو گئے۔

من تو شرم تو من شرمی من تن شرم تو جان شدی تاکس نگویا بعد ازین من دیگرم تو دیگری گھر کے کاروبار اور سلطنت کے کام وہ دونوں ملکر اس طرح کرتے تھے کہ ان میں تمیز نہیں پہنچتی تھی کہ ان دونوں میں سے کس نے کام کیا ہے اس لئے نخل کے بعد جب حضرت علیا کی تاریخ ہو وہی شہزادہ کی تاریخ ہو۔ مگر اس عقد سے پہلے انکی تاریخ جداگانہ ہے اسلئے اسکو ہم تحریر کرتے ہیں۔

سیکڑوں برسوں یہ شہزادہ پشتاپاٹ سے امیر ابن امیر خاندان سیکس کو برگین چلا آتا ہے اسکے بزرگوں میں بعض نامور شہنشاہ اور بہت بڑے بڑے نامی جوان مرد گز رہے ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی آزادی اور انسان کی بہبودی آسودگی کے لئے کاروائے نمایاں کیے ہیں جن کے کارنامہ تاریخ میں برج ہیں۔ ان میں سے اکثر دوم فریڈرک رحمہ دل یادداشتہ نے ۱۸۴۸ء سے ۱۸۷۱ء تک فرمانروائی کی۔ وہ سیکس کا اکثر تھا جو ان لوگوں مصلح دین عیسوی کا حامی تھا۔ اور سب سے اول اسی نے اصلاح یافتہ چرچ کے مسائل کو تسلیم کیا تھا۔ اکثر کے معنی انگریزی زبان میں انتخاب کرنے والے یا انتخاب میں رائے دینے والے کے ہیں چونکہ اس زمانہ میں جرمنی کا شہنشاہ ملک کے

بعض رئیسوں کی رائے سے منتخب ہوتا تھا اس لیے ان رئیسوں میں سے ہر ایک کو الگ الگ کہتے تھے اس کے دو بیٹے ایلیبرٹ اور آئرلینڈ تھے۔ ان کے نام پر خاندان دوشاخوں ایلیبرٹ اور آئرلینڈ میں منقسم ہو گیا۔ اسی کی اولاد میں سے سترہ عین فرینکس فریڈرک اپنے باپ کا جانشین یا سٹ ہوا اور سترہ عین مرگیا اور تین بیٹے آئرلینڈ و فرڈے نیڈر ویلینڈ اور چار بیٹیاں۔ جو کیا۔ سو فیلا۔ انٹی نیٹ و کوکٹوریا چھوڑ گیا۔ اس اولاد میں سے ہکو تین کے حال بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

اول آئرلینڈ جو اپنے باپ کا جانشین بہر ڈیوک ووف سکیں کو برگ سافیلٹ ملقب بہ آئرلینڈ اول ہوا وہ شہزادہ ایلیبرٹ کا باپ تھا وہ شہزادہ لیوپولڈ جو آخر کو بلجیئم کا بادشاہ ہوا اس کا بیٹا جارج چارم کی بیٹی شہزادی شارلٹ سے ہوا۔ اگر وہ زندہ رہتی تو انگلستان کی ملکہ ہوتی۔ اس سلسلہ مندری سے شہزادہ لیوپولڈ نے اپنے حسن و خلاق سے اہل انگلستان و آل اپنے ساتھ گرویدہ کر لیا۔

سوم و کوکٹوریا ہرنی لوئیس جو سب سے چھوٹی بیٹی تھی اول شہزادہ لائی ٹنگن سے بیاہی گئی۔ مگر نے بیوہ ہو کر دوسرا نکاح ڈیوک کنٹ سے کیا۔ وہی والدہ ماجدہ حضرت علیا کی والدہ اپنے دوستوں اور خاندان میں بڑی عزیز تھیں اور اپنی صفات حمیدہ اور اوصاف جمیلہ کے سبب انہوں نے بیشمار کام مہربانی و شفقت کے لیے کیے کہ وہ انگریزی قوم کو بھی عزیز ہو گئیں۔

سترہ عین آئرلینڈ اول نے لوثرہ اللٹن بورگ سے شادی کی اور اس سے سرف دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ۱۸۱۵ء میں آئرلینڈ پیدا ہوا جو با فعل حکمران ڈیوک ۲۶ اگست ۱۸۱۹ء کو روریزین آوین جو برگ سے چارمیل سپرے دوسرا بیٹا ایلیبرٹ پیدا ہوا

سترہ عین حضرت علیا اپنی یادداشت میں دس لوثرہ کا حال یہ بیان کرتی ہیں کہ وہ بڑی حسین تھیں۔ چھوٹا تھا۔ رنگ گورا تھا۔ آنکھیں ازرق تھیں ایلیبرٹ انکی ہم شکل تھا وہ بڑی خوش فہم اور دانشمند تھیں لیکن انکی یہ شادی مبارک تھی۔ ۱۸۲۴ء میں وہ شوہر سے جدا ہو گئیں اور ۱۸۳۷ء میں طلاق ہو گئی۔ اور اس نوجوان دس نے گو برگ کو چھوڑ دیا اور پھر کبھی اس کو اپنے بچوں کا دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ ۱۸۳۷ء میں امراض کی نہایت تکلیف اٹھا کے ۱۳ برس کی عمر میں

انتقال کیا *

شہزادہ ایلبرٹ کبھی اپنی ماں کو نہیں بھوکا اسکا حال پڑھتے تو محبت مارے
انکا دل بھرنا۔ انکی ماں نے جو انکو بچپن میں ایک چھوٹی پن دی تھی وہ شہزادہ نے حضرت علیا کو ان
تحائف میں دی جو سب سے پہلے دیئے تھے *

یہ بیوہ ڈچس کو برگ سے چوتھائی میل کے فاصلہ پر رہتی تھیں سرورین آؤ سے جہان
پیدا ہوا تھا انکے بلا نیسے لیے آدمی گیا جسکا حال وہ اپنی بیٹی ڈچس کنٹ یعنی والدہ حضرت علیا کو
یہ لکھتی ہیں *

روزین آؤ۔ ۲۴۔ اگست ۱۸۱۹ء

اس تاریخ سے تمھارے ولین خود بخود یہ گلن ہوگا کہ میں لوثرہ کے بستر کے پاس بیٹھی ہوں
جسکے ماں کل بچہ جلد اور آسانی سے پیدا ہوئے۔ دانی سیڈیولٹ تین بجے بلانی گئی اور چھ بجے
بچہ اپنے رونے کی پہلی آواز سنائی۔ وہ چھوٹی سی گھبرائی معلوم ہوتی ہے جسکی ازرقی آنکھیں
بڑی بڑی ہیں۔ میں ایک سال بعد می کی کلی کو دیکھ کر خوش ہوئی۔ سیڈیولٹ (دانی جسے حضرت
علیا کو جنایا تھا) وہ میری پیاری لاڈلی کا حال اچھی طرح بیان نہیں کر سکتی *

یہ ایک عجیب اتفاق کی بات ہے کہ دانی سیڈیولٹ نے شہزادہ کی ولادت سے پہلے ڈچس کنٹ
ماں شہزادہ کو جنایا تھا *

پھر جون ۱۸۱۹ء کو یہی ڈچس اپنی بیٹی ڈچس کنٹ کو لکھتی ہیں کہ میں اپنی خوشی کا بیان
نہیں کر سکتی کہ میری پیاری اور بہت پیاری وکٹوریہ تمھارے ساتھ تمھارے بچہ نے میں خوش ہو
بیٹھی ہوگی۔ خدا بد و نون ماں بیٹی کو سلامت رکھے *

۱۹۔ ستمبر ۱۸۱۹ء کو روزین آؤ کے گریبا میں شہزادہ کو صطبلغ دیا گیا اور اس کا پورا
نام فرینس چارلس آگسٹ ایلبرٹ ایمینویل رکھا گیا جسکا فقط ایک جزو ایلبرٹ
شہزادہ کا اصل نام ہے *

جب ۱۸۲۳ء میں حضرت علیا روزین آؤ میں تشریف فرما ہوئی ہیں تو انکو شہزادہ
کے استاد مسٹر فلورس چپٹر نے اس ایڈریس کی نقل دی جو شہزادہ کے صطبلغ کے وقت

شہزادہ کی ولادت دیکھ کر ڈچس کو برگ اپنے شہزادہ کی وادی اور حضرت علیا کی مائی

شہزادہ کا اصل نام

سپرٹنڈنٹ جنرل لرنے دی تھی۔ یہ بات بھی قابل لکھنے کے ہو کہ پروفیسر جنرل لرنے
ڈیوگ اور ڈچس کنٹ کا کھلح قصر شاہی کو برگ میں سنہ ۱۸۱۷ء میں پڑھایا تھا۔

اس ایڈریس میں دو فقرے لکھے ہیں کہ جنہیں جو پیشین گوئیاں کی گئی تھیں وہ سب
شہزادی کی پاک اور بے درغ غنائل نے پوری کیں۔ ہم اگر ان فقرہوں کو قلم انداز کریں تو ہم ایسی
خطا کریں گے کہ معاف نہیں ہوگی۔

واعظ نے کہا کہ ہم اپنی نیک نیتی سے اس بچہ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ عیسائی ہونا اور
روسے زمین پر عظیم الشان ہونا اور حیات ابدی کا مالک ہونا اس کی تقدیر میں ہو اور ہم نہایت ملی
شوق سے یہ خیال کرتے ہیں کہ خدا اپنی مرضی سے اس کو اپنی زندگی میں ایک ن بڑے اعلیٰ درجہ
پر پہنچائے گا اور اسکے حکم کا دائرہ فرخ کرے گا۔ کہ وہ سچ اور نیکی کی ترقی دینے میں تھوڑا یا بہت معاون
ہوگا۔ اور خدا کی بادشاہی کو بھیا لے گا۔ اور مہربان کی دعا اور التجا ہے کہ اُس کا پیارا بیٹا ایک دن خدا
کی بادشاہی میں پاک و معصوم داخل ہو۔ جیسا کہ مصطلح کے وقت وہ اس کلیسا میں ہو جس کی
سنادی ہے کہ خدا ترس نسل کا نشو و نما ہو۔

یہ الفاظ پروفیسر جنرل لرنے مصطلح کے وقت کہے۔ شہزادہ کی نابوقت موت کے بعد
کہتے تو یقینی شہزادہ کے حالات کی زیادہ توضیح کرتے کہ کوئی شخص سچ نیکی کے بڑھانے میں
اپنے تئیں وقفہ محو کرنے میں شہزادہ پر سبقت نہیں لیگیا۔ اور اُس کی قبر پر یہ فقرے کو جتا کوئی
بات اس سے زیادہ سچی نہوتی کہ دنیا کے امتحانوں ترغیب دین کے لوٹ سے وہ ایسا پاک رہا کہ مرنے
کے وقت وہ ایسا ہی معصوم و بیگناہ تھا جیسا کہ دانی کی گود میں گر جا میں مصطلح کے وقت تھا۔
بیوہ ڈچس کو برگ اپنے چھوٹے پوتوں سے بڑی محبت رکھتی تھیں۔ اپنے مرنے کے وقت
سنہ ۱۸۳۱ء تک جو خطوط انہوں نے لکھے ہیں۔ اُن سے ان کی محبت اپنے بچوں کے ساتھ ٹپکی پڑتی ہے حضرت
علیا اپنی یادداشت میں اپنی نانی کا حال یہ لکھتی ہیں کہ مجھے اپنی نانی جان غرب یاد ہیں کہ وہ بالکل
تندرست تھیں۔ بہت مروانہ رکھتی تھیں۔ وہ ان میں طاقت بہت تھی۔ جو مدت مستعدی چوتی چالاکی
حد سے زیادہ تھی۔ ان میں رحمہلی بڑی تھی۔ نیچر سے بڑی محبت رکھتی تھیں۔ شہزادہ البرٹ نے
ملکہ معظمہ سے فرمایا کہ وہ دل سے چاہتی تھیں کہ میرا آپسے بیاہ ہو جا۔ وہ اس وقت تھوڑا سا بے قیاس

کر سکتی تھیں، کہ اس بیاہ کے چاہنے سے میں مکہ کیلئے نہیں۔ بلکہ دنیا کیلئے برکت کا سامان مہیا کر رہی ہوں۔ سارے بچہ انکی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے خاصکر انکے بیٹے۔ وہ بادشاہ لیوپولڈ کو بہت عزیز رکھتی تھیں۔

وہ اپنے ایک خط میں ۱۴ فروری ۱۸۷۳ء میں لکھتی ہیں کہ آئرلینڈ کے لڈلوک کی تصویر کی ایک کتاب ہاتھ لگ گئی ہے۔ انہیں ایک تصویر سیکس کے شہزادوں کے پکڑے جانے کی ہے جسے کچھکر یہ لڑکے خوب لہلہاتے ہیں اور ایلمبرٹ اپنی آنکھیں عجیب طرح کی بنا کے کھتا ہے کہ یہ میری طرح ایلمبرٹ کھلتا تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ڈیوک فریڈرک وائٹنگ کے بیٹے آئرلینڈ اور ایلمبرٹ تھے۔ انکے چرائے جانے کی روایت یہ چلی آتی ہے کہ ڈیوک کا ایک چیمبر لین تھا (پہلے زمانہ میں چیمبر لین ایک اعلیٰ درجہ کا عہدہ موروثی ہوتا تھا) اُسکو ڈیوک نے اپنی چند نو معزولی کی حالت میں اپنی زمینیں اس شرط سے خاص کر کیلئے حوالہ کیں کہ وہ اپنے بحال رہنے کی حالت میں انکو واپس لے لیگا۔ جب ڈیوک بحال ہوا تو اُس نے اپنی زمینیں زبردستی کنزرویٹو لین تو کنزروٹو انتقام کے درپے ہوا کہ ۸ جولائی ۱۸۵۵ء کو اُسکے دو چھوٹے چھوٹے بیٹوں کو قلعہ الٹن بروگ سے چر کر لیگیا۔ البرٹ کے پکڑنے میں اُسکے یہ دو بھائی اور ایک اور لڑکا اسکی جگہ سوتا تھا۔ اُسکو اٹھا کر لیگیا۔ مگر جب اُسکو باہر لپکا کر دیکھا کہ وہ البرٹ نہیں ہے تو وہ پھر دوڑ کر اندر گیا اور ایلمبرٹ کو جو ایک بچہ ہونے کے اندر پہنچنے کیلئے دیک گیا تھا پکڑ لیا اور پوچھا کی شرک پر اُنکو لیکر چلا۔ مگر اُن کو میونخ جو انکے پیچھے دوڑائے گئے تھے جا کر اُسکو گرفتار کر لیا اور شہزادہ کو اُس سے چھین لیا۔ شہزادہ آئرلینڈ کو جو چھ آدمی پکڑے ہوئے کسی اور راہ پر لے جاتے تھے۔ جب اُنکو کٹر کی گرفتاری کی خبر سنی تو جان کی امان مانگ کر اپنے تین ڈیوک کے حوالہ کیا۔ کٹر اور اُسکے تین ساتھیوں کو جو اس جرم میں شریک تھے پھانسی دی گئی۔ بس اس ایلمبرٹ کی اولاد میں شہزادہ ایلمبرٹ تھا۔ یہی روایت بعض مؤرخ اور طرح سے لکھتے ہیں کہ الکٹر فریڈرک رحمہ دل نے ایک مشہور قزاق کو ناروڈ (کٹر) کو اس سبب خفا کر دیا تھا کہ اُسکی ملازمت کے سبب جو وہ قید ہوا تھا۔ اُسکے ڈنڈ دینے سے اٹھا کر دیا تو کٹر نے اُسکو دھمکایا کہ میں اس کا انتقام لوں گا تو الکٹر نے سہل انگاری سے کہا کہ تال کے پانی میں مچھلی کا ہوننا بڑا کٹھن ہے۔

کرنے قلعہ کے ایک ملازم کو رشوت دیکر قلعہ کے ایک روازے کو جو بلند ٹیلہ پر تھا کھلوایا اور رات کو
 زینے لگا کے اُس روازہ سے قلعہ کے اندر داخل ہوا اور لکھتے کے درون بچوں کو انکی مان کی آنکھوں کی
 رو بہ رو چڑھایا۔ مان کو اسکے اپنے کمرے میں بند کر دیا۔ وہ اپنی سپاہ کے ساتھ اس سبب سے سو رہا کہ چل
 سکا کہ اس میں اُسکو دیر لگی کہ وہ ایک درجہ کو جو لیٹش کی جگہ کمرے میں سوتا تھا پھڑپھڑایا تھا۔ اسکے پٹنے
 کیلئے پھر قلعہ میں جانا پڑا۔ اسلئے وہ اپنے بڑے گروہ سے پیچھے رہ گیا جب صبح ہونے کو ہوئی تو اُس نے
 البرٹ کو گھوڑے سے اتار کر کہا کہ جنگل سے آسٹرا برسی چنکر لائے۔ وہ بچن رہا تھا کہ ایک بڑا مضبوط
 کوئلے جلانی والا اسکے پاس آیا تو البرٹ چلا گیا کہ میری مدد کرو۔ اُس آدمی نے اپنے ہمارے بیوں کو بلایا وہ بڑے
 بڑے تختے لیکر آئے اور تھوک کو پکڑ لیا اور نو عمر البرٹ چھوڑ لیا۔ اور اُسکو مرہون کے پاس لے آئے
 بڑا بھائی آئرلینڈ بھی البرٹ کی رانی کے ایک ہفتہ کے بعد چھوٹ کر گیا۔ آئرلینڈ بڑا بھائی لکھتا ہے
 کہ ہمارے خاندان میں میرا اور میرے چھوٹے بھائی کا نام وہی ہے جو فریڈرک کے پسرانِ زیدہ کا تھا۔
 دونوں بھائی خوب صورت تھے خاص کر چھوٹا بھائی بڑا نازک تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چھوٹے سے
 فرشتے پر گھونگرولے بال لگے ہوئے ہیں اسکی صورت اپنی مان سے بہت ملتی تھی۔ مان اُسکو اتنا پیار
 کرتی تھی کہ اُسکی خصلت بگڑتی تھی اور تین برس کی عمر میں دایہ کستی تھی کہ تیری دامن تو بھگستان کی آئندہ
 ملکہ ہوگی۔

جب باپنے دیکھا کہ بیٹوں کی خصلتیں یوں بگڑ رہی ہیں تو ان کو جہن میں سے ایک چار برس کا اور
 دوسرا پانچ برس کا تھا عورتوں کے پاس سے علیحدہ کر کے معلم مسٹر فلورس چٹھر کے حوالہ کیا گئی
 مان ڈچس لوثرہ کو یہ ناگوار خاطر ہوا اور خاوند سے اس بات پر بگڑا ہوا اور باتیں بھی نا اتفاقی کی لہی
 ہوئیں کہ دونوں میں طلاق ہوگئی۔

یہ بچے پھر بھی دادی اور سوتیلی نانی کے بڑے لاڈلے تھے۔ دادی بیوہ ڈچس کو برگتین
 جو بڑی بیات اور فطرت عالی رکھتی تھیں۔ اور سوتیلی نانی جو ڈچس لوثرہ کی سوتیلی مان تھیں وہ ڈچس
 اوف سیکس کو تھا الٹن پورک تھیں وہ بھی عاقلہ تھیں۔ یہ دونوں خزانہ عورتیں ان
 بچوں سے بڑی محبت کرتی تھیں۔ یہ دونوں بچے دادی سے ملنے روز جاتے اور قصہ کہانیاں سنتے۔
 بیوہ ڈچس اپنی بیٹی ڈچس کنٹ کو لکھتی ہیں کہ پندرہ دن کے لئے اُستاد بلایا گیا ہے تم کہیں اپنی

پہاڑی میاؤں (شہزادی و کٹوریہ) کو چھوٹی سی عمر میں سچانے پڑھانے کی تکلیف نہ دینا۔ وہ ابھی بہت چھوٹی ہے اس وقت جو شہزادی و کٹوریہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ انکی عمر ۲۴-۲۵ مہینے کو ۴ برس کی ہوگی۔ گو شہزادہ ایلبرٹ ہنور چار برس کا بھی پورا ہوا تھا کہ وہ دایہ سے الگ کر کے استاد کے سپرد کیا گیا۔ جب بچہ اپنے پالنے پوسنے والوں سے جدا ہوتا ہو تو اسکو سخت قلق ہوتا ہے۔ مگر حضرت حلیا اپنی یادداشت میں تحریر فرماتی ہیں کہ شہزادہ باوجودیکہ کچھ تھا مگر وہ کسی صورت کی نگرانی و اہتمام میں رہنے کو ایسا ناپسند کرتا تھا کہ اس تبدیلی سے کہ دایہ سے جدا ہو کر استاد کے سپرد کیا گیا بجائے رنجیدہ ہونیکے خوش تھا شہزادہ کے مزاج میں رسالت رومی اور طبیعت میں نرمی ایسی تھی کہ جو کوئی اس سے محبت کرتا اس سے فوراً محبت کرنے لگتا تھا ایسے وہ اپنے نواسے استاد سے بہت جلد مانوس ہو گیا استاد کو یہ سچا غم تھا کہ شہزادہ نے تا دم آخر اس کے ساتھ وہی اپنی محبت قائم رکھی جو ابتدائے میں تھی۔ طبیعت ہی میں یہ بات نہ تھی کہ وہ ان آدمیوں کو قبول جائے جنہوں نے اسکی خدمت بچپن میں کی تھی اسنے اپنی دایہ میسٹریس ملر پر ایسی پیچھے مہربانیاں کیں کہ جسے معلوم ہوتا ہو کہ وہ اسکی خدمات کو بھولا نہیں۔ **میسٹریس ملر** چھتر کا نقطہ کام یہ تھا کہ نو عمر شہزادوں کی تعلیم کرے۔ اس وقت سے لیکر اس وقت تک کہ پندرہ سال بعد شہزادوں نے لیون یونیورسٹی میں تحصیل کی تکمیل کر کے آگے بڑھ کر ہوئے۔ وہ انکا استاد بنا۔ اس استاد نے ان شہزادوں کی تعلیم میں بڑی حسنِ یافقت سے سخت محنت و جانفشانی کی جس میں کبھی فرق نہیں آیا۔ اسنے شہزادوں میں انواع انواع کی یافقتیں اور وسیع واقفیت پیدا کی اور کام کرنے کی اور تمام کاموں میں جو انکے سپرد کیے جائیں احتیاط سے صحیح نتیجہ تائید کرنے کی ہر دقت ڈھولائی۔ یہ باتیں بلاشبہ ثابت کرتی ہیں کہ ہدایت سلیقہ و دانشمندی سے استاد نے انکی تعلیم پر کچھ جو دایہ کی پرورش سے لگا کر استاد کے سپرد ہو کر اس پر وادی خفا کو نرو اور فکر پیدا ہوا۔ وہ نو عمر کو انہوں نے اپنے بیٹے دیکر کہ اس باب میں یہ نقطہ لکھا کہ میں بہت غرض ہوں کہ یہ سب عزیز الوجود ہے ابھی طین میں ہیں انکے دیکھنے کے اشتیاق میں رہتی ہوں مجھے یہ غم و تڑپ دیتا ہے کہ اب وہ استاد کے کچھ میں گہما گہما ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ اہل حق و آواز ہو گئے ہیں چاہتی ہوں کہ یہی وہ اپنی دایہ ہی پاس سویا کریں۔ ایسے کہ ایک عورت جسکو بچوں کے پالنے کا تجربہ دت سے ہو جسے کہ ملر کو ہے وہ بچوں کے ساتھ بالطبع بہ نسبت مرد کے جو چھوٹے بچوں کے

ساتھ نہیں سویا پوری نیند بھر کے نہیں سوتی۔ اسلئے اندیشہ ہو کہ کمپین بچوں کو کروپ ہو جا کر روپ
ایک بیماری بچوں کے حلق میں ہوتی ہے کہ جس سے گلے میں سوزش ہوتی ہے اور سخت کھانسی اُٹھتی ہے
یہ بڑی موزی بیماری ہے) جب انہیں سے کسی کو کھانسی اُٹھ گئی اور وہ جگایا نہ جائیگا تو پھر اسکا نتیجہ بُرا
ہو گا۔ اسلئے میں چاہتی ہوں کہ اسکی باخبر دایہ جب تک ایلبرٹ سات برس کا ہو اسکے پاس سویا کرے گا
جب یہ خطا وادی نے لکھا ہے تو شہزادہ ایلبرٹ چار سالہ تین مہینے کا تھا۔ بیشک یہ عمر بہت
چھوٹی ہے جس میں ایک لڑکا کسی ایسے مرد کے سپرد کیا جائے جو بچوں کے امراض اور عوارض سے
باواقف ہو اور ان باتوں کو نہ جانتا ہو جنہیں بچوں کی صحت و تنہا رستی موقوف ہو۔

ایک عجیب بات یہ تھی کہ ان دو بہائیوں میں بچے غرضانہ محبت و الفت پہنچنے میں تھی نکلا
اُستاد بیان کرتا ہے کہ وہ کام میں یا کھیل میں سب چیزیں میں باہم چسپاں رہتے تھے۔ وہ ایک شغلیوں میں
مشغول رہتے تھے ایک ہی شادی و غم میں شریک رہتے تھے۔ انکی ساری زندگی میں یہ الفت و محبت
تاقم ہی اس میں کبھی کمی نہیں آئی۔

نظم اوقات اس طرح تھا کہ شہزادے چھ اور سات بجے کے درمیان اٹھتے۔ اگر باپ گھر
میں ہوتا تو اسکے ساتھ نوادرس بچہ کے درمیان ظہری کھاتے۔ بچوں کے واسطے فقط ڈنر ایک بجے ہوتا اگر
کو برک میں ہوتے تو باپ کے ساتھ تین بجے کھاتے۔ اور پھر ان سے ملنے جاتے اور سات بجے
رات کے سپر کھاتے۔ ایلبرٹ کو رات کے جاگنے کی زیادہ دیر تک برداشت نہ تھی وہ تھکا ہوا
اور کسی کو نے میں سو جاتا تھا۔ ان وقتوں کے درمیان بہت تھوڑی دیر سبق پڑھانے جاتا۔ گھرنے
درشون کے لئے زیادہ وقت دیا جاتا۔ شہزادہ کو اپنے مطالعہ میں ایسی خوشی چل ہوتی تھی کہ
وہ اسکو کوئی مشکل کام نہیں جانتا تھا۔ اور غور و خوض کی ایسی عادت تھی کہ کسی مطلب کے سمجھنے میں اسکو
دشواری پیش نہیں آتی تھی۔ تحصیل علم کی سرچنے کیلئے کی خوشی کو کم نہ کیا تھا جیسا چڑھنے میں دل
لگاتا تھا۔ ایسا ہی کھیل کود میں۔ ورزش جسمانی خوب کرتا تھا اپنے جانی اور ساتھیوں کے ساتھ کیلئے
میں وہ ہائین کچا کرتا تھا۔ غرض شہزادہ کا بچپن بڑی خوشی سے گزرا تھا۔ اکثر اس نے ملکہ معظمہ سے
یہ کہا کہ سب زیادہ میری خوشی کا زمانہ میرا بچپن تھا۔ آئرلینڈ لکھا ہے کہ ہم کرائے کے جاؤ
میں کو برک اور گو تھا کے درمیان پہاڑوں پر چڑھ جاتے تھے۔ اور نہایت دہشتناک مری

کے متعل ہوتے تھے۔ یہ بات باپ نے ہلکے سکاٹنی تھی کہ جس سے ہلکے اپنے جسم پر سختی اٹھانے کی برداشت ہو اور نکالینف کے اندر بھی اذیت نہ ہو۔

شہزادہ اپنی کم عمری میں اپنا روزنامہ لکھا کرتا تھا۔ افسوس ہو کہ بڑی عمر میں روزنامہ نویسی کی یہ عادت چھوڑ دی۔ ورنہ یہ روزنامہ بڑے کام کا ہوتا۔ (ان کے بچنے کے روزنامہ میں بھی رستی اور سادگی ظاہر ہوتی ہے۔ آئین صرف روزنامہ بطور نمونہ کے نقل کرتے ہیں۔ اور یہی خطوں کا حال ہے۔ وہ بھی مشتے نمونہ از خروارے لکھے جاتے ہیں)۔

۲۶۔ جنوری ۱۸۵۲ء میرے ہم جامعہ لڑکوں نے اپنا سبق یاد کر لیا۔ مگر مجھ سے یاد ہو سکا۔ اس لیے میں رونے لگا۔ پچھلے سبق نہ سنانے اور رونے کے سبب مجھے کھانا کھانیکے بن کھیلنے کی بھی اجازت نہ ملی۔ اس وقت پر تھی آیا اور فرانسیسی زبان میں اس سے میں باتیں کرنے لگا اور کچھ دیر کے بعد ایک چھوٹا لڑکا سیاہ کھریا لیکر آیا۔ اس سے میں نے بڑی خوبصورت تصویریں کھینچیں۔

۲۳۔ جنوری ۱۸۵۲ء آج جو میں صبح کو اٹھا تو کھانسی بیڑھب اٹھی۔ مجھے ایسا خوف ہوا کہ بچھنے سے تین بجے تک باہر نہیں نکلا۔ تھوڑی سی مشق ڈرائینگ کی کی۔ پھر ایک قلعہ بنا۔ اس میں اپنے ہتھیاروں کو سجایا۔ اسکے بعد سبق پڑھا۔ پھر تصویر کھینچ کر رنگ بہرا پھر کشتی فوج سے کھیلایا۔ اور کھانا کھا کے بچھو نے میں جا کر دعا پڑھی اور سوتا۔ پھر ۲۶۔ مارچ ۱۸۵۲ء میں نے اپنے گھر میں ایک خط لکھا مگر اس میں اس قدر غلطیاں کیں کہ اُس دن اسے دیکھ کر بھاڑ ڈالا اور آگ میں ڈال دیا میں چلتا رہ گیا۔

پیارے پاپا۔ ہم ایک ہفتہ سے اپنی داد کی پاس میں اور نہایت خوش میں مجھے امید ہے کہ آپ برلن میں خیر و عافیت سے پہنچ گئے ہوں گے۔ اور جلد ہی ہمارے پاس میں چلے آئیں گے میں چاہتا ہوں کہ آپ عراجت فرمائیں۔ یہاں موسم اچھا ہے۔ ہم دس بجے تک باہر پھرتے ہیں۔ شام کو بہ نسبت دن کے مطلع زیادہ صاف رہتا ہے۔ چند روز ہوتے کہ ہم روز میں آؤ میں تھے۔ دمان موسم اچھا نہ تھا۔ تیز ہوا چلتی تھی۔ آج ہم پھر داویس کیمپس دمان جاتے ہیں لی کاس (دکنے کا نام) ہمارے ساتھ ہے وہ اکثر ہم سے دور بھاگ کر چلا جاتا ہے۔ محبت کی نظر سے آپ مجھے دیکھیں۔

پیارے پاپا۔ میں آپ کے خط کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کل ہم بڑے خوش تھے۔ بہت سے

شہزادہ کا روزنامہ لکھنا

راکون کے ساتھ کھیلنے تھے۔ مین چاہتا تھا کہ کاش آپ جلد سے اس کھیل کی محبت کی نظر سے آپ مجھے دیکھتے۔

یہ کونٹ شہزادہ کا حقیقی چھوٹا زاد بھائی اور ملکہ کا خالہ زاد بھائی تھا اور اس کی شہزادی ایلبرٹ کی محبت و دوستی تھی۔ ان سے حضرت ملکہ منظر نے اپنے شوہر کی ملاقات کے بعد رکیک حالات لکھنے کی فرمائش کی۔ سو انہوں نے یہ حالات لکھ کر ان کے پاس بھیجے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

ایلبرٹ کا مزاج بچپن ہی میں نرم اور سخی تھا۔ جس بات کو وہ جھوٹ اور خیانت کی جانتا تھا بے خست یا اس کو غصہ آتا۔ یہ مجھے یاد ہے کہ ایک دن ہم سب کے ایلبرٹ اور ان اور دو چار اور روزین آؤ مین یکھیل کھیل رہے تھے کہ قلعہ کی ایک طرف سے پرانی برج کے کھنڈر کو حملہ کر کے فتح کریں۔ دوسری طرف اور لڑکے اس کی حفاظت کرتے تھے۔ ہم مین سے ایک لڑکے نے کہا کہ قلعہ کی پشت پر ایک ایسی جگہ ہے کہ جہاں سے ہم قلعہ کے اندر اس طرح جاسکتے ہیں کہ کوئی ہم کو دیکھے نہیں۔ بس یوں جا کے ہم برج کو آسانی سے فتح کر لینگے تو ایلبرٹ نے کہا کہ سیکس ٹائٹ (بہادر) دشمن سے رو برو ہو کر جنگ کرتے ہیں چو کی طرح فتح کرنے کو جیسا کہ تم بتاتے ہو اپنا تنگ عار جانتے ہیں۔ پس برج کے لیے رہتا ہوں سے بغیر دغا کے بڑے دور سے لڑے اور فتح کیا۔ ایلبرٹ نے غلطی سے میری ناک پر ایسی ضرب لگائی جس کا نشان اب تک موجود ہے۔ مین اسی کی طرف تھا۔ مین بیان نہیں کر سکتا کہ اس کو اس زخم لگانے کا کیسا بچ تھا اور نہ مست تھی۔

ایلبرٹ کا دراز وہی وجہ نہ تھا۔ نیچرل ہٹری کا بڑا شائق تھا۔ چیزوں کے جمع کرنے میں دل لگاتا تھا۔ کو برگ کے محل میں ایک مقام میں بہت سی چیزیں تھیں اور ہمارے شہ دار بھائیوں کے جمع کی تھیں۔ ایلبرٹ انکو علی الترتیب رکھتا اور ان کی ناک جھاڑتا یعنی جھڑ سے کہا کہ تم تم ہی چیزوں کو جمع کر کے ایک اچھا مجموعہ اشیاء بنائیں۔ کو برگ کی جیلی قومی خصلت کو ایلبرٹ خوب سمجھتا تھا۔ وہ آدمیوں کی خصوصیات کی تقلید خوب کرتا تھا چیزوں یا آدمیوں کی تقلید اتاریکی ذہانت اس میں خدا داد تھی وہ منہسی و خوش طبعی کرنی خوب جانتا تھا مگر ایسی منہسی نہیں کرتا تھا کہ جس میں منہسی کی پھنسی ہو اور کسی کا دل دکھے جس منہسی مظلومت سے الازاری

شہزادہ کے ادا علی کا بیان جو کونٹ اور شہزادی سے کیا

بقی۔ اسکو نہیں کرتا۔ خواہ اسکا دل اُسکے کرنے کو کیسا ہی چاہتا۔ غرض ظرافت کرنی اچستہم تھی۔
ایام طفلی میں شطرنج کھیلنے کا بڑا شوق تھا۔ اکثر ہم اور وہ شطرنج کھیلا کرتے تھے اور ہمیں ہنسی
ٹھٹھے خوب اُڑتے تھے کبھی کبھی ہنسی میں لڑائیاں بھی ہو جاتی تھیں مگر اسکی نیک مزاجی سے ان لڑائیوں
کا خاتمہ خوش طبعی پر ہو جاتا تھا۔ وہ ہنوز لڑکا ہی تھا کہ اُسکی طبیعت میں غریب آدمیوں کے ساتھ ہمدردی
اور دلسوزی بڑی تھی۔ ایک دفعہ اُسے چھپکار ایک غریب آدمی کو کوئی چیز دی اور مجھے منع کر دیا کہ کسی
کچنہ نہیں اور کہا کہ غریب آدمیوں کو اس طرح دینا چاہیے کہ کسی کو خبر نہ ہو کہ دیا ہے۔
اُسکو شکار کرنے اور پھیلو کے پکڑنے کا بڑا شوق تھا۔ اور ہمیں بھی وہ رحم دلی کو کا فرما
تھا کہ کسی زخمی جانور کو دیکھ کر اُسکو بڑا رحم آتا تھا۔

کوہرگ میں ہم شکار کھیل رہے تھے کہ اتفاق سے میرے ایک گولی لگ گئی۔ اُس گولی
لگنے پر وہی ایک شخص تھا جسے میرے لیے بہت فکر و تردد کیا۔
میں نے اپنی یاد کے تازہ کرنے کے لیے پُرانے خطوط دیکھے جنکو تبرک کی طرح میں نے رکھے
پھوڑا ہے۔ اس میں نامی ضاحہ کا خط مورخہ یکم مارچ ۱۸۳۱ء نکلا جس میں اُنھوں نے لکھا کہ کل رات میرے
کمرے میں لڑکوں نے بڑے تماشے کیے۔ ایک بڑا نیم حکیم بنا اور سو رکی دم لگائی اور ایک عجیب طرح کی
شکل بنائی اُگیر مسٹ نے تمھاری ان کی وہ شکل بنائی جو کہ سنی میں تھی اور تنخواہ کے بل تقسیم کیے
اور برہنہ ایک شہرانی بنا غرض عجیب ٹھٹھہ بانی رہی۔

آخر سالوں میں ہماری اور اسکی ملاقات بہت کم ہوئی ۱۸۳۹ء میں جب وہ انگلنڈ کو
جاتا تھا تو راہ میں ملاقات ہوئی اور بہت سی دشواریاں بیان کرتا تھا کہ انگلستان میں مجھے اپنے
منصب میں پیش آئیگی۔ مگر چالیو پوٹل اپنے صلاح و مشورہ سے اُنکو آسان کر دیا۔ ہم دونوں
ساتھ سوار جاتے تھے کہ ڈاک خانہ کے پاس آدمیوں کا بڑا ایجوم تھا تو اُسے کہا کہ ہم تم گاڑی سے
چپکے سے اُتر جائیں اور اپنے کتے امی اوس کو بیٹھا رہنے دیں اور پھر تماشا دیکھیں کہ ہمارے
کتے کو کتنے آدمی تعجب حیرت سے دیکھتے ہیں غرض یہ کام کر کے اُس نے خود بھی تماشا دیکھا اور لوگوں
کو بھی تماشا دکھایا کہ گاڑی میں فقط کتا سوار اس کے کو شہزادہ ہمیشہ عزیز رکھتا تھا۔
میں نے ایک دفعہ اپنے عزیز ایلبرٹ کے خطوط کو جمع کر کے دیکھا تو اُسکے ایک خط میں یہ فقرہ دیکھا

کہ وہ کہتا ہو کہ غریب سپاہی اپنے فرائض کو نہایت اچھی طرح ادا کرتے ہیں مگر جب انکا معاملہ پولیس کے ڈپ لو میٹکے ہاتھ میں آتا ہو تو انہیں خرابی اور گر بڑھ جاتی ہے۔ اوکریں سلیپرین نے اپنے بیٹے سی یہ کہا تھا کہ میرے بیٹے اگر نہایت غور و خوض سے معاملات و زیادیکھے جائیں تو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ دنیا میں کس قدر کم عقلی سے حکومت ہو رہی ہے اس پر ہن یہ اضافہ کرنا پسند کرتا ہوں کہ کس قدر کم اخلاقی سے دنیا میں حکومت ہو رہی ہے۔ کم عمری میں ان کے منہ سے اس بات کا نکلنا کہ سیکسن ٹاپ دشمن سے رو برو ہو کر مقابلہ کرتے ہیں۔ اور لیچ پیج کی راہوں سے نفرت رکھتے ہیں اور یہ ولیم افسوس کرنا کہ گورنمنٹ کی یکجہتی ہے کہ وہ کم اخلاقی سے حکومت کرتی ہے۔ ایسی باتیں میں کہ انکی اعلیٰ درجہ کی حسن سیرت و عقل و دانش پر دلالت کرتی ہیں زمانہ کے انقلابات اور ٹرایبون کے سبب سے تین انکی بہت تباہ بھول گیا ہوں ۵

۱۸۲۹ء دسمبر میں شہزادے اپنی معمولی نوشت و خواندہ اور آؤر کاموں میں لگے رہے۔ باپ کچھ دنوں کے لیے جدا ہو گیا تھا۔ شہزادہ البرٹ نے اُسکو لکھا ہو کہ ہم آپ کے اتنے دنوں کے جدا رہنے سے نہایت غمزدہ اور آپ کے بدل آنے کی امید سے خوش ہو رہے ہیں۔ شہزادہ کی عمر سنوڑکیا برس کی بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنا روزنامہ لکھا کرتا تھا جسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اس کی خصلت تھی کہ وہ اوروں کے آرام پہنچانے میں اپنی تکلیف کی کچھ پروا نہیں کرتا تھا۔ اور غیر ذرا کثرت پاس لٹا کر کرتا تھا۔ اُسکو شوق تھا کہ وہ قدیمی زمانہ کے اعلیٰ درجہ کے آدمیوں کی خصلت اختیار کرے اور اپنے کھیلوں میں جرمن کے قدیمی تاریخی واقعات کی نقل آتارے۔ اتوار ۷ جنوری ۱۸۳۱ء کے روزنامہ میں لکھتا ہو کہ جب میں صبح کو اٹھا تو مجھے یہ خیال تھا کہ دوپہر کے بعد ہمارے دوست کھیلنے آئیں گے۔ اس کھیل میں بہنے ایک دراز قد ہوشیار یا کو شہنشاہ بنایا تھا۔ اور بڑے مختلف ملکوں کے شہروں کے ڈیوک بنے تھے۔ اور اپنے اپنے کمرہ میں جدا جدا بیٹھے تھے مگر نہایت افسوس کہ ہمارے شہنشاہ عیالات مزاج کے سبب سے نہ آسکا۔ اور بہنے جو شہنشاہ کے انتخاب کے لیے قرعہ ڈالا تو وہ میرے نام نکلا۔ مجھے اپنی شہنشاہی کے لیے منتخب ہونے کی خوشی ایسی نہ تھی جیسے کہ یار کے بیمار ہونے کا افسوس تھا۔

جمعہ ۹ اپریل ۱۸۳۱ء کے روزنامہ میں لکھتا ہو کہ والد بزرگوار نے ہماری سالگرہ کے دن ایک سیسہ کا پنجرہ رکھ چھوڑا ہو جسکے مرکز پر ایک آلو بیٹھا ہے جسکی چوڑی سے پانی کا فوارہ پھر کی

چوٹی تک چھوٹ رہا ہے +

جمعہ ۹ - جولائی ۱۸۳۱ء آج مینہ ایسا موسلا دھار برسایا کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوفانِ نوح دوبارہ اگیا ہے +

۱۹ - جولائی ۱۸۳۱ء کو شہزادہ اپنے باپ کو لکھتا ہے کہ گھر میں اور باغ میں کام کر نیکیے
ہمارے پاس بڑا وقت ہے اسکو ہم سخت کام کرنے میں صرف کرتے ہیں تاکہ نیک فیض رسان آدمی ہم نہیں
جس سے آپکو خوشی حاصل ہو +

شہزادہ کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی اسکے تمام خطوں پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک قدرتی جزا
اُس کے دل میں تھی اور وہ باپ سے بڑی محبت اور گھر سے نہایت الفت رکھتا تھا اور ہر وقت اس فکر میں
رہتا تھا کہ میں اپنی حالت کو بہتر کر کے باپ کے دل کو خوش کروں +

اگست ۱۸۳۱ء کو شہزادہ کی والدہ کا اور نو مہینہ انکی دادی بیوہ ڈچس کو برگ کا انتقال
ہو گیا۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ کس قدر اپنے بچوں پر مہربانی کرتی تھیں اور اپنے پوتوں اور نواسی کی
اقبالندی کے لئے دستِ بدعا رہتی تھیں۔ ابتدا ہی سے انکی تمنائے ولی تھی کہ شہزادہ البرٹ اور
شہزادی وکٹوریہ کی شادی ہو جائے اگر وہ زندہ رہتیں اور اس مبارک عقد کو دیکھتیں تو شادی
مرگ ہو جائیں مگر افسوس ہے کہ وہ یہ ارمان اپنا دل ہی دل میں قبر میں لے گئیں۔ ۱۶ - نومبر ۱۸۳۱ء کو
دوم دونوں پوتوں کے ماتحتوں میں نکلا +

۱۸۳۱ء کے موسمِ گرما میں یہ دونوں نو عمر شہزادے اپنے باپ کے ساتھ اپنے چچا لیوپولڈ
شاہِ بوجیم سے ملنے برسل میں گئے۔ اگرچہ وہ یہاں تھوڑے دنوں رہے مگر انہوں نے یہاں بہت کچھ
سیکھا۔ انہوں نے اس بوجیم کے دار السلطنت میں جانا کہ آزادی کے کیا معنی ہیں اور وہ اعتدال کے تھا
کیونکہ کام میں آتی ہے۔ یہاں ہی انہوں نے جانا کہ آزادی کے اصول ختم یا کر کرنے سے کیا کیا کبتیں
اور سختیں حاصل ہوتی ہیں۔ شہزادہ البرٹ نے اپنے دلیمن اصولِ آزادی کو اعتدال کے ساتھ بٹھایا
اور عمر بھر انکو کام میں لایا۔ آرٹ سے بھی انکو موانست یہیں پیدا ہوئی۔ جب اپنے گھر کو واپس
چلے تو سپاہ کے تیرے کا مدرسہ راہ میں آیا تو اُس میں تیرنا ایسا سیکھ لیا کہ تین میل تک تیر کا کام
اُن میں ہو گیا +

شہزادہ کی دادی اور اس کا مرنا

۱۸۳۱ء کو شہزادہ کے حالات

شہزادوں کے استاد دستر فلورس چتر نے ان شہزادوں کی تعلیم کی یادداشت
 لکھی جو اُسین چند مضامین نقل کیے جاتے ہیں وہ لکھتا ہے کہ مئی ۱۸۲۳ء میں شہزادہ البرٹ کی تعلیم
 کا کام مجھے سپرد ہوا اسوقت یہ شہزادہ ایسا چھوٹا تھا کہ میں اُسکو گود میں اٹھا کر زینے پر چڑھا تا اور اتار
 اور وہ خوش ہوتا تھا۔ اس نے ضرب لڑکے میں قدرتی ساری خوبیاں تھیں۔ ہر کچھ اُسکو دیکھ کر خوش ہوتی
 تھی۔ اسکی صورت دونوں متغیر کر لیتی تھی۔ میں اسکی تعلیم میں دل جان سے مصروف ہوا اور ماں باپوں
 نے مجھ پر ایسا اعتبار اور اعتماد کیا کہ اسکی تعلیم کا اہتمام میری رائے پر چھوڑ دیا۔ اگر انکی رائے میری رائے
 سے خلاف ہوتی تو پھر تعلیم میں مجھے ایسی کامیابی نہ ہوتی۔ اختلاف اگر اسے سے تعلیم میں یکسوئی نہ
 رہتی۔ تذبذب پیدا ہو جاتا۔ شہزادوں کی ماں گوٹری ذہین اور فصیح تھی مگر اُسین ماں ہونیکی لیاقت
 نہ تھی۔ وہ اپنے ہم شکل بیٹے سے بڑی محبت رکھتی تھی۔ ماؤں کے لاڈ پیار بچوں کی تعلیم میں خلل انداز ہوا
 کرتے ہیں۔ مگر یہاں یہ صورت پیش نہیں آئی۔ شاگرد استاد کو مان کی برابر جانتے تھے۔ شہزادہ کی تعلیم
 سے مجھے ۱۸۳۳ء میں فراغت حاصل ہوئی۔ اسکے بعد بھی شہزادہ ہمیشہ تادم مرگ میری قدر و منزلت
 کرتا رہا۔ جو پہلے کرتا تھا۔ مرنے کے بعد کچھ دنوں پہلے اُس نے مجھ پر آخری عنایت یہ کی تھی کہ اپنی ایک تصویر بھیج
 جو میں اُسکے مرنے کے بعد دیکھ دیکھ کر رویا کیا جو وہ برس کی عمر میں شہزادہ کی رائے صاحب ایسی
 ہو گئی تھی کہ اُس نے اپنی تعلیم کے نظم اوقات کا یہ نقشہ بنایا۔

گھنٹے	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
۶-۷	فرانسیسی زبان سے ترجمہ	موسیقی کی مشق	پڑھنا	حافظہ کی مشق	موسیقی میں مشق	خط و کتابت
۷-۸	تاریخ کا یاد کرنا اور لکھنا	ذہن کا مطالعہ	گھڑی پر سوال پڑنا	تاریخ کا یاد کرنا اور لکھنا	حافظہ کی مشق	گھڑی پر سوال پڑنا
۸-۹	زمانہ حال کی تاریخ	تعلیم مذہبی	جرمن کی انشا پڑھنا	تعلیم مذہبی	قدیمی تاریخ	جرمن زبان پڑھنا اور لکھنا
۱۰-۱۱	قدیمی لیٹن نظم	قدیمی لیٹن نظم	موسیقی	تاریخ زمانہ حال	لیٹن میں مضامین لکھنا	موسیقی
۱۱-۱۲	انگریزی	منطق	انگریزی	انگریزی	نیچرل سائنس	انگریزی
۱۲-۱۳	ریاضی	جغرافیہ	فرانسیسی	سرسو	منطق	فرانسیسی
۱-۲	•	•	ڈرائنگ	•	•	ڈرائنگ
۳-۴	فرانسیسی	انگریزی کی مشق	فرانسیسی	انگریزی کی مشق	فرانسیسی	جغرافیہ
۴-۵	لیٹن کی مضامین لکھنا	ترجمہ	ریاضی	ریاضی	لیٹن کی مشق	خط و کتابت

شہزادہ کی تعلیم کی یادداشت

نقشہ تعلیم اوقات کا

اگرچہ شہزادہ اکثر تندرست رہتا تھا مگر ایک دفعہ سے زیادہ بیمار ہی ہوا تھا۔ ذرا سی مری پانے یا کسی اور خفیف سبب سے اُسکو روپ ہو جاتا تھا۔ شہزادہ (اس بیماری کی حالت میں چڑچڑانہ ہوتا بلکہ اور زیادہ خوش مزاج ہو جاتا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس بیماری میں اسپرینیا کے طبق کھل گئے ہیں۔ تندرست ہو کر بڑے بڑے منصوبے باندھتا گو وہ اپنے اوپر اطمینان نہیں رکھتا تھا مگر اُسکے خیال و افعال فرشتہ صفت ہوتے تھے۔ دس برس کی عمر تک اس کو روپ کے حملے اسپر ہوئے رہے اور کئی کئی دن تک کھانسی رہی اور بڑی تکلیف اٹھانی۔ ممکن ہے کہ دفعہ مرض کیلئے کافی روانہ ہوئی ہو۔ مگر بعض علاج بھی نامناسب ہوتے تھے۔ جیسے کہ شہزادہ کے حلق میں ایک بال ڈالا جاتا۔ شہزادہ کو کسی سُرخ بخار نہیں ہوا ایک دفعہ اُسکے بڑے بھائی کے بایں ہاتھ کی ہتیلی اور ناک پر ذرا سی مری نمودار ہوئی جسکو ڈاکٹر صاحب نے جو نیم حکیم نظرہ جان تھے سُرخ بخار تجویز کیا۔ اور اُسکو بچھونے میں بڑے رہنے کا حکم دیا۔ دونوں بھائی ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ ایسے یہ گمان ہوا کہ جو ایک بھائی کو بیماری ہوگی وہی دوسرے بھائی کو بھی ضرور ہوگی۔ ایسے شہزادہ البرٹ کو بھی بچھونے میں رہنا پڑا۔ آٹھ روز کے بعد دونوں بھائی بچھونے سے بچ گئے۔ سرخ بخار اُنکو نہ تھا۔ صرف اکثر کا وہم تھا۔

شہزادہ اپنی چھوٹی عمر میں بڑا نا آشنا مزاج تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ غیر آدمی پاس آئیں۔ آتے تو دور بھاگ کر ایک کمرے کے کونے میں جا بیٹھتا۔ اور اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھانک لیتا۔ پھر ممکن نہ تھا کہ وہ سر اٹھاتا۔ یا ایک لفظ بولتا۔ اگر کوئی اسکا مانع ہوتا تو پھر وہ جین مارتا۔ ایک ضہ وہ ناچ کی محفل میں اُس لڑکی کے ساتھ نہیں ناچا جو اُسکے ساتھ ناچنے کے لئے وچس نے تجویز کی تھی۔ ہر چند اُسے کہا گیا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا تو وچس نے کہا کہ یہ اُسکی نیک تعلیم کی نتیجہ ہے۔

وہ اپنے بھائی پر غور کرنے اور سوچ بچار کرنے اور ہر شکاری سے کام کرنے میں سبقت لے گیا۔ ایسے بڑا بھائی اپنی مرضی پر اُسکی مرضی کو فوقیت دیتا تھا۔ اگر کوئی اپنی خوشی سے اُسکی مرضی کو نہیں مانتا تو پھر اپنی مرضی کے موافق کام کرنے میں اُسکو مجبور کرتا۔ وہ خوش مزاج بڑا تھا۔ اُس کو ظرافت و مزاح کا بڑا شوق تھا۔ شہزادی کیرولائین سے اُسکا بڑا اتحاد تھا۔ یہ دونوں ایک جلسے میں گئے۔ شہزادی نے اپنا کلوک (دھنچہ) اتار کر ایک کمرے میں رکھا شہزادہ نے اُسکی جیبوں سے

میں پتلا پتھر بھر دیا۔ جب مجلس ختم ہوئی تو شہزادی وہ کلیک پہننے لگی۔ تو اس سے وہ ایسی دق ہوئی
 کہ اسکو اتار کر پھینک دیا۔ پھر اس شہزادی نے بھی اسکا بدلہ لایہ نکالا کہ ٹوگری بھر کے مینڈکیان شہزادہ
 کے بستر میں چھپا کر ڈال دیں۔ جس سے وہ رات بھر حیران رہا۔ شہزادہ کو نیچرل ہسٹری کا بڑا شوق تھا
 وہ نڈھو کر جانوروں کو کچر کرتا۔ ایک ن چار پی جا رہی تھی کہ وہ ایک بڑے مینڈک کو دو ہاتھوں میں
 پکڑ لیا تو چار پر سے لیڈیان ڈر کر چھتی ہوئی بھاگیں۔ اسکا اثر شہزادہ پر بھی ایسا ہوا کہ بھر کبھی اس قسم
 کے جانور کو اسنے نہیں پکڑا۔ شہزادہ کی نیکیوں میں یہ دو ٹیکیاں بڑی تھیں جو اسنے مذہب کا ایک جزو
 تھیں۔ اول یہ کہ انسان کے ساتھ بھلائی کرنی اور مدد کرنی۔ دوم انسان کا دشمن ماننا خواہ وہ کیسا بڑا
 خفیف ہو چہ بے بس کی عمر تھی اسنے دیکھا کہ ایک غریب آدمی کا گھر جنگل بالکل خاک سیاہ ہو گیا تو جب تک
 اسنے اپنے چندہ جمع کر کے اس گھر کو مکان نہیں بنوایا اسکو جین نہیں آیا۔ ان ہی روٹکیوں نے اس کو
 ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ سب اسکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آخر دم تک یہ نیکیاں اس کے ساتھ رہیں۔
 شہزادہ کو مناظر قدرت دیکھنے کا بڑا شوق تھا وہ اپنے وطن میں اس پاس سیر کر کے ان
 مناظروں دیکھنے سے دل بہلاتا۔ نیچرل ہسٹری پر شوق تھا۔ اپنی سیر و سیاحت میں بہت سی چیزیں جمع کئے
 جمع کرتا اور عجائب خانہ میں انکو رکھتا۔ ہمیشہ اسکو بڑھا ہوا کتابخانہ آئرنسٹ البرٹ کا عجائب خانہ ہو گیا
 آئرنسٹ لکھتا ہے کہ یہ کام ہمارے لیے بڑا مفید تھا۔ نیچرل سائنس کے کچھ بعض چیزوں کی خلاصہ
 ازادی دی جیسے ہم نے تعلیم بے تعصب پائی تو ایسی شہزادے نہیں پایا کرتے۔ جب شہزادہ کی عمر بڑھی
 گئی تو بندوق لیکر شکار کھیلنے کیلئے جانے لگا۔ گو وہ گولی کا نشانہ خوب لگاتا تھا۔ مگر باپ کا شوق شکار
 کا اس کے دل میں نہیں آیا وہ شکار کو جانتا تھا کہ بہترین صیغہ اوقات بہت ہی۔ وہ پرندوں کو اسلئے مارتا
 تھا کہ انکو جمع کرے۔ دشتی ہرنوں کے شکار کا شوق اسکو اسلئے تھا کہ اس کے اندر مناظر قدرت خوب
 مشاہدے میں آتے تھے۔ وہ ایسا رقیق القلب تھا کہ زخمی حیوان کو دیکھ کر دلمیں رنج کرتا تھا اسنے کھلی
 ہوا میں وہ کام کیئے کہ جس سے جسمانی دماغی توار کو قومی کر لیا۔ اور جسمانی دماغی شوق سے اپنے تئیں
 تندرست بنایا۔ یہ شہزادے ۱۸۳۲ء سے ۱۸۳۷ء میں اپنے گھری میں معمولی کام کرتے رہے۔
 ۱۸۳۷ء کے موسم بہار میں دونوں شہزادوں نے کوئٹہ کے طریقہ کے موافق گوا
 میں اپنے مذہب کا اقرار علی الاعلان کیا۔ یہ تقریب اس اتوار کو ہوئی جو ایسٹرس پہلے آتا ہے کو برک

شہزادہ کا حال ۱۸۳۷ء سے ۱۸۳۹ء تک

شہزادہ کا حال ۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۲ء تک

شہزادہ کا حال ۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۷ء تک

اور گو تھلکے تمام حکام اور قصابات و دہات کے پارلیون کے ڈیپٹی کمیشن بلائے گئے تاہم ریک کے خاندان کے آدمی موجود تھے اور کو برگ کے بڑے بڑے آدمی آئے قلعہ کو برگ کے جاسٹس ہال میں یہ سب لوگ جمع ہوئے کہ ایک دن پہلے شہزادوں کا ابتدائی امتحان اقرار ایمان کے اعلان کا لیا جائے۔ ہال کے ایک سرے پر ڈاکٹر جے گو پانی نے ایک قسم کی انٹرکٹری کی۔ ایمان کے متعلق شاہزادوں سے سارے سوالات کیئے۔ انھوں نے خاطر خواہ ایسے جواب باصواب دیئے کہ سب سامعین کو انکے ایمان اور اصول کا حال معلوم ہو گیا۔ ایک گھنٹہ تک یہ جلسہ ہوا۔

جب سوال کیا گیا کہ وہ انجیلی کلیسا کی استقلال کے ساتھ پیروی کریں گے تو بڑے بھائی نے دو دنوں کی طرف سے جوابے یا کہ میرا بھائی اور میں نہایت استحکام کے ساتھ ارادہ رکھتے ہیں کہ سچ کے اقرار کرنے میں راستبازی ختم یا کریں۔ نماز پڑھی گئی۔ دو سکرون واقعی علی الاعلان ایمان کا اقرار قلعہ کے گرجا میں کیا گیا۔ شہزادوں کی سواری کے ساتھ اولیائے دولت ہمراہ گئے۔ دو خط لکھا گیا نماز پڑھی گئی دعوتین جو میں۔ اہل کو برگ نے ایک انگلشٹری الماس راتھ فلورس چپرمو پیش کی کہ جس سے معلوم ہو کہ پبلک انکی انٹیلیجنس کی قدر شناسی کرتی ہو جو انھوں نے شہزادوں کی کی۔ پبلک کو ایسے بڑی خوشی ہوئی کہ انکا جو آئینہ فرمان روا ہو گا انکا اعتقاد مذہبی صحیح و درست ہو گا۔

شہزادہ البرٹ کا یہ اقرار زبانی ہی نہ تھا بلکہ دل سے تھا۔ جس پر اس مذہب کی رستی کا نقش کا بچر تھا۔ بادشاہ لیو پولڈ نے اپنے بھتیجوں کو خط میں یہ پسند لکھی کہ عیسائی وہ ہو جو اپنے مذہب کی تعلیم کو سمجھتا ہے اور اپنی روزانہ زندگی کے کام انکے موافق کرتا ہو۔

اس رسم کے بعد شہزادوں کے ایام طفلی ختم ہوئے اور انھوں نے سپروسیات ختم کیا کی اور منتخب دانشمن دون کے فیض صحبت سے مستفیض ہوئے۔ اول وہ اپنے پرانا نام میک لین بورگ شوارین بڑے ڈیوک کے ہاں گئے۔ یہاں وہ لوگ جمع تھے جنہے کہ پچاس برس سے رشتہ چلاتا تھا ان میں بڑے بڑے مشہور آدمی تھے۔ پروشا کا ولیعهد جو پانچ برس بعد شہنشاہ جرمن ہو اور اس کا نام فریڈریک ولیم چہارم ہو موجود تھا۔ آزادانہ خیالات نے ان سولہ سترہ برس کے لڑکوں کے دلوں میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ وہ بھی اپنے ملک کے اتفاق اور آزادی کے پیروکار ہو گئے۔

شوارین سے وہ برلن گئے۔ پھر پروشا کے بادشاہ کی روبرو پیش ہوئے۔ جہاں انکی بڑی خاطر دی

ہوئی۔ پھر یہاں سے اپنے باپ ڈیوک کے ساتھ دونوں بیٹے وائسٹمین گئے اور وہاں ڈیوک اپنے بھائی فرٹے نٹھ کے گھر میں مہمان رہا جیسے برلن میں ڈیوک کی مہمانداری سرگرمی سے ہوئی تھی ایسی یہاں سردمہری سے غرض سفرون سے وہ بہت مغلطہ و مبہرہ ہوئے۔ مگر گھر میں عورتوں کے دل ان دور دراز کے سفرون سے بڑے مضطرب تھے۔ شہزادہ البرٹ نے اپنی سوتیلی ماں کو کہہ کر ان سفرون میں جو سختیاں ہوتی تھیں انکی برداشت کے لئے ڈیوک کی قوت چاہیئے۔ ملاقاتیں۔ پریدین بال ڈنر ایک دوسرے کے بعد متواتر ہوتے تھے جنہیں ہم شریک ہوتے ہیں۔

شہزادوں نے اپنے ایمان کے اثر اعلیٰ الاعمال کے بعد سیر و سیاحت شروع کی اور بہت سے شہروں و ملکوں کو دیکھتے ہوئے اور عقل و دانش کی فراہم کے سبق پڑھتے ہوئے وہاں جہاں میں سوار ہو کر اپنے باپ کے ساتھ مئی ۱۸۸۷ء میں انگلستان میں پہنچے اور چار ہفتے تک رہے۔ یکم جون ۱۸۸۷ء کو شہزادہ البرٹ نے اپنی سوتیلی ماں کو یہ خط لکھا۔

میری بیاری ماں۔ میں اور سیرا بھائی دونوں آپ کے خط کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ کے خط کے جواب میں دیر نہ لگاتا۔ اگر صفراوی پنجاب میں مبتلا نہ ہوتا۔ یہاں کی آب ہوا بود و باش کا مختلف طریقہ رات کو دیر تک جاگنا میری طبیعت کے موافق نہیں ہیں۔ اب میں اپنی ٹانگوں سے چلنے پھرنیکے قابل ہو گیا ہوں۔ بادشاہ کی لیڈی میں اول دفعہ حاضر ہوا وہ بڑی لمبی اور تھکانے والی تھی۔ مگر نہایت دلچسپ رہی رات کو میں دعوت میں گیا۔ وہاں کا جلسہ بڑا پُر رونق تھا۔ دو بجے تک اس میں کھڑا رہنا پڑا۔ دوسرے دن بادشاہ کی سالگرہ کا جشن تھا۔ دوپہر کو قصر شاہی سینٹ جیمس کے ڈرائنگ روم میں ہم گئے۔ یہاں بادشاہ اور ملکہ کے روبرو تین ہزار آٹھ سو آدمی اور امراء عظام اور اراکین سلطنت با کھنا دینے کیلئے گزے۔ شام کو بڑی ہوم دھام کا ڈنر تھا۔ اس کے بعد ایک جلسہ رات کے ایک بجے تک رہا۔ آپ ابھی طرح خیال کر سکتی ہیں کہ ان جلسوں میں مجھے رات کو اپنی نیند کے پھچاڑنے کیلئے کبھی کشتیاں لٹنی پڑی ہونگی۔ کل سے پہلے ایک دن سینے پیر کو پھر بھی صاحبہ نے قبضہ نہ کیا۔

کن سنگ میں بڑا شاندار بال دیا۔ حسین شرفاء عظام اپنی یونی فورم پہن کر دھڑکی پھرتے ہوئے آئے اور لیڈی ان فینسی ڈریس زیب تن کیے ہوئے۔ چار بجے تک ہم وہاں رہے۔ وہاں میں ڈیوک و لنکسٹر اور اورڈر اے کمبار تھے۔ کل ڈیوک تمہیں لکھنے کے ہاں نہاں ہیں گے۔

پھر کلیم مونٹ کو رو اندھونگے۔ اس تحریر سے آپ سمجھ سکتی ہیں کہ ہماری کس قدر رحمان داری ہوئی ہے ہم اپنا زیادہ وقت انگلستان کی قابل دید چیزوں کے دیکھنے میں صرف کرتے ہیں۔ ہماری غریبوں کا صدمہ ہمارے ساتھ بڑی محبت رکھتی ہیں اور ہماری بڑی خاطر داری کرتی ہیں جس بات میں ہماری خوشی جانتی ہیں وہی کرتی ہیں۔ ہماری پھوپھی زاد بہن بھی دلون کی محبوب ہے۔ ہمارے رہنے کے کمرے بڑے کشادہ نہیں ہیں مگر ہم ان میں آسائش آرام سے رہتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ برسوں میں جا کر یہاں کا مفصل حال لکھوں گا۔

شہزادہ کو اپنی ابتداء عمر سے رات کا جاگنا ناگوار خاطر تھا۔ اسلئے وہ اسکی شکایتیں خط نہ کر دے بالائین کرتا ہے۔ عمر بھر وہ اپنی خواب راحت سے ایسی مردانہ جنگ نہیں کر سکا کہ اسکو مغلوب کر لیتا۔ مگر باوجود اسکے وہ بڑے بڑے ڈنڈوں اور بالوں اور وضع دار دنیا کے تماشوں میں جلنے کو بہت عیش نشا و تفریح طبع کے اپنا فرض منصبی زیادہ ترجیح دیتا تھا۔ حضرت علیا خود تحریر فرماتی ہیں کہ وہ ایسے جلسوں میں راتوں کو اسلئے کھڑے رہتے تھے کہ سب اہل جلسہ سے مخاطب ہوں اور کوئی ان میں مخاطب سے خالی نہ رہے فقط وہ ان عیش و طرب کے جلسوں میں جا کر مدبران مملکت اور منتظران سلطنت و عالمان حکمت سے گفتگو کر کے معاملات ملکی میں استفادہ حاصل کرتے۔ شہزادہ کے باپ نے انکی نانی کو یہ خط اس مئی کو لکھا کہ یہاں ہم قصر شاہی کن سنگ ٹن میں اترے ہیں اور یہ پہلی دفعہ ہے کہ شہزادی و کٹوریانے البرٹ کو دیکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی سترہ برس کی عمر ہے۔ شہزادی کے سترہ برس پورے ہو چکے ہیں۔ شہزادہ کے سترہ برس ہوئے ہیں تین مہینے باقی تھے یہ دونوں ہم عمر ہیں۔ جب ملاقات ہوئی تو دس کنٹ یا بیرونس لیہ زین جو ہوتین۔ وہ اب تک نہیں جانتے تھے کہ یہ ملاقات آئندہ مقدمہ ازدواج کا ہے۔ اسکے سواے کن سنگ ٹن میں انگریزی زبان بولی جاتی تھی۔ اور یہ زبان ابھی ان دونوں شہزادوں کے بھائی زبان تھی۔ ان کی آنکھوں میں انگلش سوسائٹی سرود بناوٹی معلوم ہوئی۔

وہ ایک مہینے کے بعد پیرس دار السلطنت فرانس میں جا کر بڑے خوش ہوئے۔ اگرچہ وہاں ایسے ہوتل میں ٹھہرے تھے کہ شہزادہ البرٹ لکھتا ہے کہ یہ بڑی آشوب ناک جگہ ہے جہاں کوچہ و بازار میں ایسا غل شہر رہتا ہے کہ اپنی آواز اپنے تئیں آپ نہیں سنائی دیتی۔ لونی فلپ بادشاہ فرانس

نے انکی ایسی خاطر داری کی کہ کمر بڑھے جو انون کی کیا کرتے مین ۛ

جون مین شہزادہ سیر و سیاحت کر گئے برسل مین آئے۔ اسوقت شہزادے بادشاہ کی آنکھون کے سامنے ایک نرہنگہ مین اُترے ہوئے تھو۔ استاد فلورس چتر صاحب اور میرچ مین صاحب جو وائر لوکی لڑائی مین جرمن سپاہ مین تھا۔ ساتھ رہتے تھو اور وہ ایک عالم متبحر مسٹر کوئٹ لیٹ سے اعلیٰ درجہ کی ریاضی و علم ہیئت اور فلسفہ پڑھتے تھے۔ اور اسوقت مین شاہ لیو پولڈ زبانی تقلید سم شہزادون کے خیالات سیاسیہ کو نظری سے عملی مین بدل رہا تھا۔ اسکے دار السلطنت مین شاعر و انشا پرداز اور ہر فن کے استاد جمع تھے۔ اور شہزادے ان بڑے بڑے آدمیوں کے ملتے تھو جنکے نام سے یورپ کو خوف لگتا تھا اور تعجب ہو کہ شاہ لیو پولڈ اور انکی باپ ڈیوک ان ملاقاتون کو مباح جانتا تھا ڈپلومیٹیک گروہ تے ان شاہی بھانجون کی بابت بہت کچھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے جرمن کے خاندان ان شہزادون کو نامہرانی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بہت سے موقعون پر شہزادگان جرمن نے ان دونو جو ان شہزادون کو بڑی سردھری سے دیکھا۔ جسپر شہزادہ البرٹ کو براغصہ آیا۔ اور نے انکی بڑی ہنسی کھلی اڑائی۔ اب انکی اور باپ و سٹوک میر کے درمیان بڑی بحث یہ تھی کہ آئندہ شہزادون کی تعلیم کے باب مین کیا کرنا چاہیے۔ آخر کو فیصلہ ہوا کہ لون کی یونیورسٹی مین وہ داخل کیے گئے اور یہاں الیکٹ اور انکے دو استاد فلورس چتر اور بیرن ویکچمین ایک مکان مین رہنے لگے۔ اٹھارہویں بڑی خوشی جنہری سے بسر کیے یونیورسٹی مین بڑے بڑے عالم فاضل پروفیسر تھے جنکی تعلیم سے شہزادے مستفید ہوئے ۛ

یہاں شہزادہ البرٹ کی یونیورسٹی مین کے شہزادہ ولیم سے دوستی بہت بڑھ گئی جس نے ملکہ مظہر کی فرمائش سے شہزادہ کا حال یونیورسٹی مین سہنے کا کھ کر انکے پاس بھیجا جسکا آگے ذکر آئیگا۔ شہزادہ البرٹ علم ہیئت۔ اصول قوانین و فلسفہ مین بڑے مباحثہ کیا کرتا تھا۔ ابتدائے عمر سے اس مین یہ جوت و ذہانت تھی کہ مختلف شکل مضامین کو مقدمات منطقی سے تقسیم کر کے وہ نتائج نکال لیا کرتا تھا۔ اور کوشش وہ صحیح ہو کرتے تھو۔ غرض عقل کی عطیہ الہی سے اور اسکی مشق سے اسکو عظمت و فوقیت اور اون پر حاصل ہوئی اُسی زمانہ مین شہزادہ البرٹ نے

جسمانی ورزشوں میں بھی اپنے شہین سرسراؤ و ممتاز کیا۔ اُسے ایسی مردانہ ورزشوں میں پیش پیش آرمیوں کے بیچ میں اول درجہ کا انعام پایا۔ ظرافت و مزاح و خوش طبعی مزاج میں بہت تخی نقالی میں کمال تھا۔ بعض پروفیسروں میں زلی و انوکھی باتیں تھیں۔ کہ چہرہ خوب پھبتیاں کہا کرتا تھا ڈیوگ آئرلینڈ نے انکا حال ایسا خوش پیرایہ میں لکھا ہے کہ شہزادہ کے ایام طالب علمی کی کیفیت اس سے آدمی جان سکتے ہیں۔ شکاری کتوں سے بھی شوق تھا۔ ایک کتا اسی آدس جو شہزادہ البرٹ کو بڑا عزیز تھا۔ اُسکی چھاتی نیچے سے سفید تھی۔ وہ بہت دنوں تک اُن کا رفیق رہا۔

شہزادہ البرٹ ہنوز بچکانہ تھا کہ ایک سال پہلے سے یہ خبر گرم ہو رہی تھی کہ شہزادہ کی شادی وکٹوریہ سے ہوگی جبکہ انگلستان میں آیا تو اس خبر کو اور زیادہ وثوق ہو گیا گو اب تک یہ معاملہ طے نہیں ہوا تھا۔ شہزادہ نے جن خطوں میں اپنی پھوپھی زاد بہن کا ذکر کیا ہے وہ بڑے دلچسپ ہیں اسلئے وہ لکھتے جاتے ہیں۔ ایک خط میں وہ اپنی باپ کو لکھتے ہیں کہ شہزادی کی تخت نشینی کے چند روز پہلے پھوپھی ڈچس کنٹ نے مجھے ایک خط بھیجا ہے جسکے اندر شہزادی وکٹوریہ کا خط بھی انگریزی زبان میں ملفوف تھا اور اسکا ترجمہ جرمنی بھی ساتھ تھا تاکہ میں اُسکو اچھی طرح سمجھوں اترسون شہزادی وکٹوریہ کا ایک اور خط آیا ہے جس میں انھوں نے میرے اس تعینت نامہ کا شکریہ ادا کیا ہے جو میں نے اُنکی سالگرہ کی مبارکباد کا بھیجا تھا۔ ان دونوں خطوں سے میرا دل بہت خوش ہوا۔ باپک دوسرے خط میں لکھتا ہے کہ بادشاہ انجلیٹنڈ کی وفات نے لوگوں کے دلوں پر بڑا اثر کیا ہے چچا لیو پلڈ اور پھوپھی ڈچس کنٹ مجھے تحریریں داتی ہیں کہ نئی سلطنت نہایت کامیابی کے ساتھ شروع ہوئی ہے ملکہ وکٹوریہ نے اپنا وقار و کمین خوب دکھایا ہے۔ اپنے ذمہ ایک بڑی جوابدہی لی ہے خاص کر اس وقت میں کہ پارلیمنٹ کے فریق الپسین رٹھ ہیں۔ اور ب کی نظر انکی طرف لگی ہوئی ہے۔ پیچاری پھوپھی اخبار نویس بڑے تیلے کر رہے ہیں۔ مگر انکو ان حملوں سے بچا نیولے بھی بدست جو اندر موجود ہیں شہزادہ نے اول مرتبہ جب بادشاہ انجلیٹنڈ کی وفات کی خبر سنی تو فوجوں ملکہ کو تہنہ دلچسپ خط انگریزی زبان میں لکھا ہے جسکا ترجمہ نیچے لکھا جاتا ہے۔

میری نہایت پیاری پھوپھی زاد بہن۔ آپ کی زندگی میں جو ایک تغیر عظیم واقع ہوا ہے اس سے مجھے دلی مسرت حاصل ہوئی ہے۔ اس کا لکھنا مجھے ضرور ہے۔ اب آپ یورپ کی ایک زبردست

اینگلینڈ کے شہزادہ البرٹ کا خط

ملکہ وکٹوریہ کے نام خط شہزادہ البرٹ کا

سلطنت کی ملکہ ہوئی ہیں۔ لاکھوں آدمیوں کی خوشی و آسائش آپ کی مٹھی میں ہے۔ اس جلیل القدر
 مشکل کام میں خدا اپنی قدرت سے آپ کو قوی و طاقتور کرے اور مدد دے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی سلطنت
 شان و شوکت و مسرت کیساتھ مدت تک بار آور رہے گی۔ اور آپ کی حسن سعی کا صلہ آپ کو یہ دیگا
 کہ آپ کی رعایا آپ کی ممنون ہو کر شکر گزار ہوگی اور تہ دل سے محبت کرے گی۔ میں التماس کرتا ہوں
 کہ آپ بعض اوقات اپنے مامون و راہبھیوں کا خیال فرمایا کیجئے کہ وہ بدین میں ہیں۔ اور اب تک جو
 نہایت شفقت و نپیرری ہو وہ آئندہ بدستور چلی جائے۔ آپ یقین کیجئے کہ ہمارے دل ہمیشہ آپ کے
 ساتھ و البتہ دپیوستہ رہتے ہیں۔ میں اپنی بے احتیاطی سے کہکا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا
 ہمیشہ آپ مجھے اپنا نہایت تابع و خیر خواہ ملازم یقین کریں۔ شہزادہ کے اس خط سے اُس کی عالی
 دماغی اور روشنفیر سی معلوم ہوتی ہے کہ باوجودیکہ یہ خط اُس نے ایک جلیل القدر ملکہ کو لکھا ہے مگر اس
 میں خوشامد کا ایک لفظ استعمال نہیں کیا پہلے اُس نے اپنا خیال منصب شاہی کی بڑی جوابدہی کا اور
 لاکھوں آدمیوں کی خوشی کا ظاہر کیا ہے۔ پھر بڑے شوق سے اپنی تمنا ظاہر کی ہے کہ سلطنت با
 شان و شوکت مدت و راز تک قائم ہے۔ سب سے آخر میں اپنی رشتہ مندی کی محبت کا پاس لٹا
 کس خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

۳۰ جولائی ۱۸۵۷ء کو شہزادہ اپنے باپ کو یہ خط لکھتا ہے کہ ”چچا لیو پو لڈ نے مجھے ملکہ
 کے باب میں بہت کچھ لکھا ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ نوجوان ملکہ کی حارسے زیادہ تعریف کرنے میں
 سب پارٹیاں متفق ہیں۔ مگر آپس میں ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کر کے بُری طرح جھگڑے اور فساد
 کرتی ہیں۔ چچا صاحب مجھے صلاح دیتے ہیں کہ میں جنوبی جرمن اور سویٹزر لینڈ یا شمالی اٹلی کی سیر
 کروں۔ اگرچہ مجھے اسکا افسوس ہے کہ اپنے عزیز چچا صاحب سے اس سفر کے سبب میری ملاقات نہایت
 دُور میں ہوگی مگر انکی رائے میرے سفر کے باپ میں صحیح ہے مجھے یقین ہے کہ آپ بھی انکی دلائل کو
 قوی اور متین جانتے ہو گئے۔ ”چچا صاحب کو برگ کو بھی شہزادہ نے خط لکھا کہ جدائی ہمیشہ میرے سینے
 پر ایسے ہکو جب تک وقت اجازت دیگا ہم یہی کیا کریں گے کہ گولین کو گلٹ اور بونجوں کو کھانم کی کارکن
 یونیورسٹی کے ایام تعطیل میں شہزادوں نے سویٹزر لینڈ کی سیر کی۔ اس سفر کی نسبت
 حضرت علیا ۱۸۵۷ء میں تحریر فرمائی ہیں کہ شہزادہ نے انکو چھوٹی سی کتاب بھیجی تھی جس میں ان کا نام

مقاموں کے باستثناء دو مقاموں کے نقشے لکھے تھے جن کی انہوں نے سیر کی تھی اور ان پر اپنے ہاتھ سے سیر کی تاریخ لکھی تھی۔ ایک خشک گلاب کا پھول اور دو لیٹر (ایک بڑا ناچوڑیم) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک پرچہ تحفہ بھیجا۔ یہ سب ایک البم میں رکھے ہوئے تھے۔ اس البم کو حضرت علیا ایسا عزیز رکھتی تھیں کہ جہاں جاتیں وہاں اسکو ساتھ لے جاتیں کبھی سدا نہیں کرتی تھیں۔ اس عرصہ میں سوائے اس امر کے کوئی اور بات ملکہ معظمہ اور شہزادہ کے درمیان نہیں ہوئی۔

شہزادہ اس سیر پٹے سے فارغ ہو کر ہون مین آیا اور اپنی یونیورسٹی کے مطالعہ میں مصروف ہوا۔

بڑے دن کی قطبیل میں برلین میں جانیکا ارادہ تھا۔ مگر اس میں التواء اس وقت ہو گیا کہ شہزادہ گھوڑے کو ذوق نہ لگاتا تھا۔ وہ چلا اور شہزادہ گھوڑے پر سے گر پڑا۔ اور اس کے گھٹنے کی چوٹی میں ضرب آئی جس نے ایک دو ہفتہ تک اسکو بے حرکت رکھا۔ اور اس ضرب کا نشان ہمیشہ رہا۔

یہ ملاقات چچا بیٹیجے کی پانچ تک ملتوی رہی۔ بعد اسکے جب ملاقات ہوئی تو چچا نے اپنے نوجوان بیٹیجے سے کھو لکھو کہا کہ یہ ممکن ہے کہ تیری شادی نوجوان ملکہ سے ہو جائے۔ اسکی ہمت کو اسطرح مصروف کیا کہ وہ سفر کرے اور چھوٹی چھوٹی عجیب چیزیں جو ملکہ کو خوش کریں تحفہ بھیجتا رہے اور اُسے خط کتابت باری رکھے۔ مگر ملکہ نے بعد اپنی تخت نشینی کے خط کا جواب دینا ترک کر دیا تھا۔ شادی کے قرارداد کے باب میں جڈا ایک باب حضرت علیا کے حال میں لکھ بیٹھے۔

شہزادہ اپنی نانی کو خط میں لکھتا ہے کہ کل منجھو معلوم ہوا کہ دنیا کی زینت قابل حساب نہیں۔ انا فانا میں وہ خاک میں مل جاتی ہیں۔ کل خزانے گھر کو جلنے سے بچایا۔ بڑی شکل سے میں نے اور آئرنسٹ اور نوکو کارٹ نے آگ کو کچھ بچھایا تھا کہ چاروں طرف سے آو میوٹ اپنی لاکر اسکو بالکل بچھایا۔ کچھ باب جل گیا۔ اور تیر اور آئرنسٹ کے تلوون میں ننگے پاؤں کے آنے جانیسے پھپھو بے پڑ گئے۔

یہ دونوں بھائی اب تک ساتھ رہے تھے۔ لیکن اب ان میں جدائی اس سبب ہو گئی کہ باپ نے بڑے بھائی کو ڈریسڈن میں جنگی کاموں کی تعلیم کے لیے بھیج دیا۔ جب بھائی سفر کو چلا ہے تو شہزادہ البرٹ کچھ فاصلے تک اس کے ساتھ گیا اور جب کو برگ میں واپس آیا تو نانی کے

برلین میں بیٹے جانیسے شہزادہ البرٹ کی ملاقات

شہزادہ کا حال معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے

دونوں بھائیوں میں جدائی

اُسکے اپنے تہا رہنے کا اور بھائی کے سفر میں جانے کا رونا دیا۔ بھائی کے چلے جانیکے بعد شہزاد البرٹ کو برگ میں زیادہ دنوں نہیں ٹھہرا۔ وہ اٹلی کی سیر کے لئے روانہ ہوا۔

شہزادہ بیرن سٹوک مسٹر کے ساتھ اٹلی کی سیر کو گیا۔ اس نامور بیرن کا حال جانتا ضرور ہے وہ کو برگ میں شہزادہ کو پیدا ہوا تھا۔ وہ شہزادہ کی ملازمت میں طبیعت طویل پر دخل جب شہزادہ میں شہزادہ لیوپولڈ انگلستان میں شہزادی شارلٹ کو بیاہنہ گیا تو وہ اُس کے ساتھ گیا تھا۔ یہ شہزادی جارج سوم کی بیٹی تھی۔ اگر مر نہ جاتی تو وہ تخت و تاج کی وارث ہوتی مرنیکے وقت اُسکے دو دنوں ہاتھ بیرن سٹوک مسٹر کے ہاتھ میں تھے۔ اسی نے شہزادہ کو اس غم جان فرسا اور الم جان گزرا سے نکالا۔ اس وقت سے لیکر شہزادہ تک وہ شہزادہ کا پرائیویٹ سکریٹری رہا۔ پرائیویٹ کے معنی ذاتی کے ہیں اور سکریٹری کے معنی اُس منشی و مددگار کے ہیں جو دوسرے آدمی کی خط و کتابت میں مدد کرے، اور اسکی خانہ داری کے کارخانوں کا محاسب و تنظیم تھا۔ اس عرصہ میں وہ زیادہ تر انگلستان میں مقیم رہا۔ یہاں اُسے ملک اہل ملک کے حالات پر کمال واقفیت حاصل کی۔ اور پرنس کوئٹس ٹیوشن سے ماہر ہو اور اپنی قابلیت مشاہدہ اور فلسفہ اعلیٰ درجہ کا استقر کیا۔ شہزادہ لیوپولڈ بیچیم کا بادشاہ ہو گیا تھا۔

شاہ بیچیم جو شہزادہ البرٹ کا سگا چچا اور شہزادی وکٹوریا کا سگا مامون تھا، ان دنوں سے وہ محبت رکھتا تھا اور دونوں کی فزاذر اسی باتوں کے معلوم کرنے میں جستجو کرتا تھا۔ اسکی راک میں بھانجی کی خوشی و آسائش کے لئے اور اسکی سلطنت کی مشکلات کے سہل کرنے کے واسطے شہزادہ البرٹ سے بہتر کوئی اور شوہر نہیں ہو سکتا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ میری اس راک میں قہری محبت اور شہزادہ مندی کا لگاؤ ایسا لگا ہوا ہے کہ میں صرف اپنی راک پر پھر و سا کر کے دیونوں کے بیاہ کرنے پر جرات نہیں کر سکتا۔ اسلئے کہ اسکی جواہری اور بابر پریس ٹری دشوار ہے۔ اُس نے مشیر بادیر اور علی دوست سٹوک مسٹر کو اس باب میں اپنا صلاح کار بنایا۔ شہزادہ میں اس دانشمند فرزادہ سے شہزادہ البرٹ کی ملاقات ہوئی تھی تو شہزادہ کی نسبت اپنی راک سے شاہ بیچیم کو لکھا بھیجی تھی کہ شہزادہ کی ظاہری صورت و دجاست و تنو مندی اور جوڑو پیوند کی مضبوطی ایسی ہے کہ وہ عورتوں کے دلوں کو بھائیگی اور ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں وہ پسند آئیگی۔ اسکی خوش

نصیبی ہے کہ ابھی سے اُسکے چہرہ مرہ میں بعض انگلیشی خط وخال میں اسکے اوصاف و اطوار نشانہ
 ہیں۔ سادہ مزاج و ملنسار ہے۔ ان ظاہری باتوں کی نسبت میری یہ رائے جو مکرر سن سیرت کی
 بابت جب تک میں اور وہ مدت تک یکجا نہ رہیں میں کوئی رائے اپنی ایسی نہیں دے سکتا کہ وہ قابل اعتبار
 ہو۔ مستتابوں کے شہزادہ میں علمی لیاقتیں بہت سی ہیں مگر جو ابھی شادی کی صورت میں سرپرست
 کی آہن وہ کام نہیں سیکھتیں جب تک کہ اسکی خوبصورت و سیرت و جبلت ہی ایسی نہ ہو کہ عیش و طرب
 کے کاموں کو ترک کر کے مفید فیض رسان کلموں میں بالکل محو نہ ہو۔ کل یورپ میں ممتاز و سرفراز
 ہوئیے اولوالعزم اور بلند ہمت ہونا چاہیے۔ موم شناسی اور دنیا شناسی کے لئے سفر کرنا ضرور
 ہے اس دانشمند کے ان الفاظ ہی نے وہ اصل اصول بتایا کہ جبکہ موافق کام کر نیے شہزادہ کے
 فضائل و اخلاص زندگی باقاعدہ و مستظم ہو گئے۔

اب یہ دانشمند اٹلی کے سفر میں شہزادہ کا ہمراہ ہوا۔ شہزادہ باپ سے جدا ہو کر اٹلی کے
 سفر کو روانہ ہوا۔ اس سفر میں شہزادہ لکھتا ہے کہ **بیرن** سٹوک **میر** جیسے دانشمند فرزانہ کا ہمراہ ہونا
 میرے لئے ایک نعمت عظمیٰ تھا۔ اور ایک اور نوجوان انگریز **سیمور** صاحب ہمارے تھا جبکی صورت
 و سیرت لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتی تھی۔ غرض ان دوستوں کی ہمراہی نے سفر بہت
 راحت آگیند و مسرت آمیز بنا دیا۔ اہل انگلستان **بیرن** سٹوک میر کی قدر و منزلت کرتے
 تھے۔ خود ملکہ معظمہ کہتی ہیں کہ ابتدا میں امور سلطنت میں جو **بیرن** نے نیک صلاح و مشورہ
 دیئے ہیں میں انکی ہمیشہ ممنون رہی ہوں۔ **لارڈ ڈیمیل** پورن اس دانشمند سے بڑی محبت و لافٹ کرتا
 تھا اور بے انتہا اس پر اعتماد کرتا تھا۔ ابتدائے سلطنت میں وہ اسکا بڑا معین و مددگار تھا۔ وہ مجھے
 کہ **لارڈ ایبرڈین** نے مجھ سے کہا کہ میں نے بہت دیر تک عادل و ہوشیار نیک صاحب ملے
 دیکھے ہیں مگر کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا کہ ان کی صفات کا ایسا جامع ہو جیسا کہ **بیرن** سٹوک
 ہیں۔ وہ ایک عجیب آدمی ہے۔

شہزادہ کا سفر اٹلی میں سٹوک **میر** کے ساتھ شروع ہوا۔ یہ دانشمند ہمیشہ شہزادہ کو اسکی
 خطا اور غلطیوں پر تنبیہ کر کے صواب نمائی کرتا اور شہزادہ اُسکے کہنے کو مانتا تھا۔ ان دونوں کے
 دلوں میں سچی محبت تھی وہ آخر عمر تک برقرار رہی۔

اٹلی میں فلورنس شہزادہ کو بڑا پسند آیا۔ وہاں نو مہینے رہا۔ آرٹ اور موسیقی کی تحصیل میں تکمیل کی۔ وہ کپلمری کو دیکھ کر خوشی کے مارے مست ہو جاتا تھا اور گرجا میں وہ ارغنون بجاتا تھا وہ اکثر چھ بجے صبح کے سوئیے اٹھتا اور دوپہر تک میٹا لنگہ کیا کرتا۔ دو بجے کھانا کھاتا اور نو بجے سوتا۔ اسکو عیش و طرب کی محافل میں جانا پسند نہ تھا بلکہ مجبوراً اسے کہیں جانا پڑتا تو وہ نو بجے سے زیادہ نہ جاگتا۔ اسکو طائفہ اندازیت پسند بھی نہ تھی نہ ضرب کی زندگانی سے نصرت تھی۔ کم بولنے کیلئے ہمیشہ کوشش کرتا۔ وہ اپنی طبیعت اور مزاج پر تباہ رکھتا تھا وہ جیسے بڑے صاحب مال کی صحبت سے خوش ہوتا تھا ایسے نوجوان نیڈیوں کی صحبت سے نہیں خوش ہوتا تھا۔ ایسے گھر کے مصاحبوں الگ رہتا تھا کبھی پولینا کی پروا نہیں کرتا تھا اور اخباروں کو بخوشی کبھی اگلی بچتی لکھتا تھا۔ شروع موسم بہار میں اُس نے اٹلی کا دورہ ختم کیا۔ اہل اٹلی کو اہل جرمن سے ایسی مخالفت تھی کہ وہ اس شہزادہ کو حبس کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور غیر مقدم خوشی سے نہیں کرتے تھے۔

۲۱۔ جون ۱۸۳۹ء میں آئرلینڈ کی اکیسویں سالگرہ ہوئی اور سن بلوغ کی رسم ادا ہوئی۔ یہ تقریب بڑی دھوم سے ہوئی۔ سارا ملک اس میں شہریک ہوا۔ شہزادہ البرٹ لکھتا ہے کہ مجھے یہ بڑی خوشی ہوئی کہ بھائی کے ساتھ ہی میرا سن بلوغ بھی مانا گیا۔ اب میں خود مختار اپنا آپ مالک ہوں اور مجھے امید ہے کہ ہمیشہ ایسا رہوں گا۔ حضرت علیا اسکی تصدیق کرتی ہیں کہ انہوں نے اپنے اس کہنے پر سازی عمل کیا۔

شہزادوں کے سن بلوغ کی رسم

بانہ

قرابت نسبت

بیوہ وچس کو برگ شہزادہ البرٹ کی وادی اور حضرت علیا کی نانی اور لیو پولڈ شاہ مجیم شہزادہ کا سکاچا اور حضرت علیا کا سکا مومن ان اپنے دونوں بچوں کے بیاہر چانے کی تمنا دلی کرتے تھے۔ ان بچوں کی جتنی عمر بڑھتی گئی اتنی ہی انکی یہ تمنا بڑھتی گئی۔ جب ان بچوں کی عمر میں بارہ برس کی ہوئیں تو وادی جان یہ ارمان اپنا جان کے ساتھ قبر میں لے گئیں۔ مگر شاہ لیو پولڈ نے اپنی امان جان کے اس خیال کے پورا کرنے میں ایسی تدبیر شایستہ کیں اور تردوات پایستہ کیے کہ اس کار شگرف کے اتمام پانے کا وقت قریب آگیا وہ اپنے بھانجی اور بھتیجے سے پڑانہ محبت کرتا تھا اور یہ بچے بھی اس سے ایسی محبت کرتے تھے جیسی کہ وہ اپنے باپ سے کرتے۔ اس کے کہنے کو مانستے تھے وہ خوب جھٹاتا تھا کہ اس نوجوان ناخبر بہ کار میری بھانجی کے سر پر سلطنت کا بار گران رکھا گیا اس کے سبک کر کرنے کی کوئی تدبیر اس سے زیادہ بہتر نہیں ہے کہ اس کے لیے شوہر ایسا تجویز کیا جائے کہ وہ اسکا مومن و حدت سر سے حضور اور محرم خاص الخاص سرگرم و محرم راز مصاحب و مساند جلس و انیس خلوت ہو۔ ہمیشہ نیک صلاح و مشورے دیتا ہے اور ہدایت کرتا رہے۔ وادی نے جو تمنا کی تھی اسکا خیال سارے کہنے کو تھا۔ شہزادہ خود بیان کرتا ہے کہ جب میں تین سال کا تھا تو میری وادی ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ تیرا بیاہ ملکہ انگلستان سے ہوگا۔ اور مجھے جب پہلے پہل بیاہ کا خیال آیا تو یہ تمنا کہ میں ملکہ سے بیاہ کروں۔

جب ان دونوں عمر میں برصغیر میں تو شاہ لیو پولڈ نے اس کام کے لیے کمر بستہ ہوتی کی سی نے اپنے دل و دماغ کو اس میں صرف کیا۔ اور ایک اور عالی دماغ بیرن سٹوک میر کو اپنے ساتھ شریک کیا۔ بیرن سٹوک میر نے اس کے موسم بہار میں ایک اپنے خط میں شہزادی کی نسبت ایسی بڑی نیک رائے اور اپنا یقین واثق ظاہر کرتا ہے کہ میں شہزادہ البرٹ کے سوا کسی اور شہزادہ کو نہیں جانتا کہ جس میں یہ لیاقت ہو کہ وہ ملکہ کا شوہر ہو کر اسکو خوش کرے اور اس کے ساتھ سلطنت انگلستان

کاموں میں شریک ہو کر اسکے مشکلات کو آسان کر کے۔ اسکے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر تھا کہ یہ دونوں نوجوان شہزادی اور شہزادہ آپس میں ملاقات کریں اور دیکھیں کہ وہ کس فیوض شوق سے آپس میں ملتے ہیں۔ کیا اپنا ایک دوسرے پر اثر کرتے ہیں۔ یہ پیش بین دور اندیش رہتا تھا کہ نوجوان شہزادہ کے حسن میں وہ سحر کا اثر ہے کہ ضرور شہزادی کے دل کو تسخیر کر لے گا۔ ان دونوں کی ملاقات کی تقریب یہ خود بخود ہاتھ آگئی کہ وچس کنٹ نے کن سنگ ٹن میں ڈیوک کو برگ کو س دونوں شہزادوں کے بلایا۔ پھر سٹوک میر نے یہ صلاح بتلائی کہ دونوں شہزادی اور شہزادہ سے بیاہ کا راز مخفی رکھا جائے تاکہ ملاقات میں یہ خیال کھنڈت نہ ڈلے۔ مئی ۱۸۷۷ء ڈیوک اپنے بیٹوں سمیت انگلستان میں آیا اور چار ہفتے تک یہاں مقیم رہا۔ راز کو کھلنے نہ پایا۔ شہزادہ کو اس راز پر فقط یہ علم تھا کہ برسوں پہلے سے انکی وادی صلیبہ اپنی ولی تمنا اس شادی کی نسبت بیان کر چکی تھیں۔ مگر کنبے کی اس نوازش سے یہ ضرور نہ تھا کہ اسکو یقین ہو جائے کہ میری شادی شہزادی سے ضرور ہو جائیگی۔ شہزادی کو تو اسکی بالکل خبر نہ تھی۔ وہ ان تو صرف طبیعت کا میلان آرا دانہ تھا۔

شہزادوں کو اسکی ضرورت کمتر ہوتی ہے کہ وہ شوہروں کی تلاش میں حیران و پریشان سرگرداں ہوں۔ ان سے شادی کرنے کے خواستگار بہت موجود ہوتے ہیں مگر انکو بڑی دشواری پیش آتی ہے کہ انکو اکثر اپنے آپ پسند نہیں کر سکتیں۔ اس پسند کیلئے شہزادی کو کٹورا کو وہاں مزاحمت پیش آتی جان اس سے مخالفت کرنی آسان نہ تھی۔ ولیم ہارم غالباً اس قربت نسبت کو جو اسکی بھانج چاہتی تھی پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ بالطبع شہزادہ البرٹ کو ایسی نظر اتفاقات بہت کم دیکھتا تھا کہ اسکی شادی بہتیجی سے ہو جائے۔ بہرنج اسے بہتیجی کے لیے انتخاب شوہر کے واسطے وسیع میدان پیدا کر دیا۔ اسنے اسیلے شہزادہ اور انیسکے دو بیٹوں کو بعد نوجوان ڈیوک ولیم ہربو کو قصر سٹٹ جیس جی اسی زمانہ میں اپنا مہمان بنایا۔ کن سنگ ٹن میں سیکس کو برگ کے شہزادے وچس کنٹ اور انکی بیٹی کے تیسرے بچے تھے۔ اسنے شہزادی کو ہر موقع پر ان نوجوان سے ملنے کی اجازت دی وہ یہ چاہتا تھا کہ شہزادی کی شادی شہزادہ اور جی کے چوتھے بیٹے ایک سنڈرس سے ہو جائے۔ بہرنج کو وچس کنٹ قصر کن سنگ ٹن میں بڑی دھوم کا بال دیا۔ اس میں سب شہزادوں کو بلایا۔ عام مہمانوں میں ڈیوک ولنگٹن بھی تھے جو سب طرح سے شہزادی پر اتفاقات کرتے تھے۔

پس شہزادی نے دیکھا کہ میں اپنے خواستگاروں کے مجمع میں مرکز میں ہی مگر ان میں سے انہوں نے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کو ظاہر نہیں کیا۔ ملکہ مغلہ اپنی یادداشت میں تحریر فرماتی ہیں کہ ولیم چارم بادشاہ انگلیس نے حتی المقدور اس شادی کے ہنچو کا مزاجم دلنہ ہوا۔ اس نے پانچ شہزادے ملکہ سے شادی کے لیے تجویز کئے تھے۔ گو بادشاہ نے شہزادی سے اس بات کا ذکر نہیں کیا مگر وہ اس فکر میں رہتا تھا کہ اسکی شادی مندر لیتھ کے شہزادہ **لک** مڈربر براور شاہ ہولینڈ سے کر دے۔ اسنے اُسے جہان تک ہو سکا۔ **۱۸۳۶**ء میں ڈوکر کو برگ کی سہ شہزادوں کے آئینکی فراہمیت کی گو اسکی کوششیں بالکل بے اثر ہوئیں اور ڈوکر کو برگ کے اپنے بیٹوں کے آیا اور قصر شاہی **کن سنگ ٹن** میں ڈچس کنٹ کے پاس چار ہفتہ تک رہا۔ بیوہ ملکہ ایڈریس لٹیر نے ملکہ مغطر سے کہا کہ اگر وہ بادشاہ سے کہتی کہ میں اپنے شوق سے شادی اپنے مامون زاد بھائی سے کرنی چاہتی ہوں اور میری خوشی کا مدار اسی پر ہے تو وہ اس مخالفت سے بالکل لٹھا اٹھا لیتا۔ سکو بھتیجی سے ایسی محبت تھی کہ وہ اسکا کہنا ضرور مان لیتا۔

مگر ایک بات جو پہلے سے دلون میں بیٹھ جاتی ہے وہ پھر نکلتی نہیں۔ بیوہ ملکہ کے اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔

انگلستان میں شہزادہ موسم بہار میں آیا کہ باغ سارے ہرے بھرے ہو رہے تھے پھول کھلے ہوئے تھے جنکی خوشبوؤں سے دماغ تروتازہ ہوتا تھا۔ خوش نوا پرند چھپا رہے تھے جن سے دل خوش ہوتا تھا۔ دھوپ چھاؤں کی آواز جاوبھلی معلوم ہوتی تھی۔ ایسی موسم میں شہزادوں کے انتظار میں شہزادی چشم برہہ تھیں کہ وہ اور اُسکے بھائی باپ دکھائی دیئے۔ پہلی ملاقات میں جو شہزادہ کا نقشہ شہزادی کے دل پر جا۔ اسکو وہ یوں بیان کرتی ہیں کہ شہزادہ البرٹ اپنے بڑے بھائی کی نسبت قہین بہت چھوٹا ہے مگر موٹا ہے۔ بڑے ہونیسے یہ موٹا جاتا رہیگا فی الحال وہ بڑا تشکیل چمیل ہے۔ اسکی صورت بڑی پیاری پیاری مرغوب طبع ہے۔ خوش مزاج۔ بے تکلف بے ریا۔ کسی طرح کی بناوٹ نہیں۔ ہر چیز سے پوری دلچسپی رکھتا ہے۔ میرے ساتھ پانی اوٹو بجایا۔ نقشہ کشی کی ہر وقت کام سے کام رکھتا ہے۔ ہر چیز کو خوب غور و خوض سے دیکھتا ہے۔ ہر خوب یاد ہے کہ سینٹ پال کے گرجا میں وعظ کو بڑی توجہ سے اسنے سنا۔ اُس وقت اس کے

ساتھ میں اور میری والدہ مکرمہ اور اُس کے بھائی اور باپ موجود تھے۔ جب وہاں خیراتی مدرسوں کے طلبہ نے نماز پڑھی اور دعا مانگی ہے تو شہزادہ اُس کے سننے میں بالکل محو ہو گیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ سترہ برس کی عمر میں شہزادہ کو غلط سننے کا اس قدر ذوق و شوق ہو۔

اس ملاقات کے باہر میں مسلولی فرسٹ نجر خیراتی میں کہ جن پڑھنے والوں کو تحقیقات کا شوق ہے وہ اس بات کے جاننے کے شائق ہیں کہ یہ شہزادہ اور شہزادی کتنی دفعہ آپس میں ملکر ناچے اور اس عیش و طرب کے سامان میں اُن کے دلوں میں کیا باہم فریفتگی و محبت پیدا ہوئی گو اُس کی نسبت بہت سی کہانیاں کہی گئیں جکی گو بچپن ہم کو بھی یاد ہیں کہ پھول آپس میں دینے لگے اور چہروں کے ادا و انداز دلربائی کے آپس میں دکھائے گئے۔ یہ بالروم کی گپیں ہیں۔ شہزادہ کی خط و کتابت میں جو اُسکی طرف سے ہوتی ہے ایسی باتوں کا پتا نہیں۔

جب شہزادہ انگلستان سے چلا گیا تو شاہ لیوپولڈ نے جو ہرات کو دیکھتا بھالتا ہوتا تھا اُسے منہ پر سے سکوت کی مہر اٹھائی اور شہزادہ کو لکھ بھیجا کہ شہزادی کی بہن تمنا ہے کہ تم سے شادی کرے۔ شہزادی نے بھی اپنی محبت کا اظہار اور ماموں کی بات ماننے کا اقرار اس پر یہ میں کیا کرے۔ جون ۱۸۳۶ء کو ماموں صاحب کو خط میں یہ لکھا کہ میں اپنے عزیز ماموں سے التماس کرتی ہوں کہ جناب خود اس شہزادہ کی صحت کا اہتمام اپنے ذمہ لیں وہ اب مجھے نہایت عزیز ہو گیا ہے۔ اس کو آپ خاص اپنی عاطفت کے دامن تلے رکھیں مجھے امید اور بھروسہ ہے کہ اس معاملہ میں سارے کام خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پائینگے۔ وہ میرے لیے بڑے بکار آمد اور ضروری ہیں اس بات میں شہزادہ نے کچھ نہیں کہا۔ سالگرہ کے دن شہزادی کو ایک ساوی انگوٹھی دی۔ ملکہ مغلیہ بھی تھیں کہ ایسی انگوٹھی مجھے اُس کے بھائی نے بھی دی تھی۔ شہزادہ نے کچھ نیز خیال نہیں کیا۔ وہ اپنے سیر و سیاحت کے لیے چلا گیا جو اُس نے اپنے لیے پہلے سے مقرر کی تھی اور وہاں سے کچھ تحفہ تحائف بھیجا۔ جکاڈرا پر ہو چکا ہے۔ مس ٹیٹ لڑکا صاحبہ لکھتی ہیں کہ جب اول دفعہ یہ دو دو ارزقی چشین آپس میں دو چار ہوئیں تو یہ حال کہی نہ کھلا کہ اُن میں کیا کیا باتیں ہوئیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ یہ ملاقات خالی از مطلب نہ تھی۔

گو آپس میں ملاقات ۱۸۳۶ء میں شہزادہ اور شہزادی کے درمیان کوئی امر طے نہیں ہوا مگر اس

ملاقات کے بعد شہرت بڑی ہو گئی کہ ان میں پیوند عقد ہو گا۔ شاہ بلجیم نے اس طرف سے جھوٹے خیالات ہٹانے کے لئے شہزادہ کو یہ صلاح دی کہ وہ سو سرگرمیوں کی سیر کرے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ جب یہ واقعہ عظیم واقع ہو کہ ملکہ مغلیہ اورنگ آباد میں توجہ تھی۔ یہ شادی کے باب میں ہونی تھیں وہ ان کے خیال سے باہر ہو گئیں۔ رفتہ رفتہ اس باب میں مامون سے خط و کتابت میں بھی یہ معاملہ مذہب معلوم ہونے لگا۔

اس تبدیلی حالت کے واقع ہونے نے شادی کے خیالات کو ملکہ کے دماغ سے بالکل نکال کر پھینک دیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے جو عجیب اپنا نیا کام ملا ہے اس میں مصروف رہتی ہوں اور اس مجھے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ میں اسکی ساری جزئیات کو دیکھتی بھانپتی ہوں۔ میں ہر ایک کا نڈ کو طبیعتی ہوں جو نئی بات میرے سامنے آتی ہے میں اس سے بڑے ذوق و شوق سے مستفید ہوتی ہوں۔ خاص کر جو نئی بات میرے پسند کر نیکی ہوتی ہے اور اس میں خاص میری مرضی ہی رہتا ہوتی ہے۔ تو اس سے اور زیادہ فائدہ اٹھاتی ہوں۔ پچھلے دنوں میں ملکہ مغلیہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے اس اپنے دوست سے سخت نامست ہوتی۔ یہ انکی عمر جو پندرہ اور خود رانی کی تھی جب میں وہ کسی اور کے فیصلہ کو سوائے اپنے فیصلہ کے رد و قبول نہیں کر سکتی تھیں۔ اس کے برخلاف وہ ایک سال پہلے اپنے مامون کی تجویز مسرت آمیز خوشی کے ساتھ منظور کر چکی تھیں۔ مگر یہ تو ایک امر فطری تھا۔ انکی یہ خواہش تھی کہ میں اپنی اوقات فرصت کو خوشی میں بسر کروں۔ یہ اپنے پیچھے جھگڑے کیوں لگاؤں کہ کل وہاں سوار ہوا ہو گا۔ آج رات کو اُسکے ساتھ نا چا ہو گا۔ حیثیت میں وہ اپنی شادی نہ کر نیچے عذر پیش کرتی تھیں۔ ایسے معقول تھے کہ انکا جواب نہ تھا وہ خود کم عمر تھیں اور شہزادہ بھی کم عمر تھا۔ جس خط میں انھوں نے اپنی ان دانشمندانہ رازوں کو ظاہر کیا تھا وہ شروع شروع میں لکھا تھا۔ جس وقت وہ ان کی عمر ^{۱۹} برس کی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میری رعایا اس شادی کو قبل از وقت کہیں گے سوائے اس کے شہزادہ انگریزی زبان سے کما حقہ واقف نہیں اسکا انگریز میں کسی مناسب منصب پر مقرر ہونے سے پہلے اپنے اس نقص کو دور کرنا چاہیے۔ اس عذر کے ساتھ اور معقول عذر شادی کے التوا کے باب میں بیان کیے۔ جسے وہ پہلے پہلے پروا نہیں اب باہر ہوا ہو گئی تھیں۔ اپنے دلائل ایسے معقول قابل تعریف بیان کرتی تھیں کہ مامون صاحب نے بھی انکو قبول کر لیا اور اپنی تدابیر کو فقط

موضع کی ضرورتوں کے سبب سے روک لیا۔

ملکہ معظمہ نے پچھلے برسوں میں جب اپنے اس زمانہ کی داستان دنیا کو سنائی ہو تو انہوں نے بیان کیا ہے کہ دراصل کبھی میری رلے نہیں بدلی۔ مجھے کہی یہ خیال نہیں آیا کہ میں کسی اور سے شادی کروں۔ کچھ وسوسہ ناکہ و شر گینے نے اپنی زندگی کی اس تبدیلی عظیم کے منصوبہ کو ایک ماٹھ کے فاصلے پر اپنے سے دور رکھ دیا تھا مگر اسکو بالکل دور نہیں پسینکا تھا۔ یہ تو فقط فوجانی کی ایک ترنگ تھی۔ ملکہ معظمہ سے شادی کر نیکی اور پانچ خواستگار بھی تھے بنجلہ انکے شہزادہ اور بیچ تھا جس کی قسمت ترازو میں ٹل رہی تھی ایک دن وہ گھوڑے پر سوار سرخ پوشاک پہنے ٹوپی پر سبز پیر کی کلفی لگائے ہوئے جاتا تھا کہ ملکہ معظمہ کے جھانکنے کیلئے اٹھ کر ایک دروازہ میں گئیں۔ دیکھ کر پاس کی ملازمین عورتوں کے ولین یکھلی اٹھی کہ شہزادہ پرانکی نظر التفات ہوئی مگر جب وہ دیکھ کر واپس آئیں تو قہقہہ مار کر انہوں نے یہ کہا کہ کیا سولی کی شکل کا آدمی میں نے دیکھا۔ جب ان ناظرین کی خاطر جمع ہوئی جنگی غرض اس سے متعلق تھی کہ اب بات کا فیصلہ ہو گیا۔

اس اثنا میں فوجان شہزادہ اپنی حالت سے خوب آگاہ ہوا۔ شادی کے ملتوی ہونے سے اور اس میں ملکہ کے متاثر ہونے سے اسکے ولین بے اختیار اضطراب اضطراب پیدا ہوا۔ اپنے ایام تعطیل کو وہ سیر و سیاحت میں بسر کر کے جب فارغ ہوا تو اس نے اس امر کے یکسو کر نیکیا قصد مصمم کیا۔ وہ اپنے بھائی کو ساتھ لیکر انگلینڈ گیا۔ گودان جانیے اسکو خاص نتائج کے حاصل ہونے کی امید نہ تھی۔ ملکہ معظمہ نے اپنے ماموں کو لکھ بھیجا تھا کہ جب تک میں شادی کر نیکیا قصد کروں آپ اس معاملہ کو کھٹائی میں ڈال دیجئے۔ شہزادہ نے بھی اپنے مشتاق دوستوں کو بڑی شکستہ دلی اور آندہ خاطر سے یہ الفاظ لکھ بھیجے کہ میں بھی چپ چاپ اپنی طرف سے اس شادی سے دست کشی کا قصد مصمم کرتا ہوں۔ فوجان عورتیں تو اسے اسرار سمجھتی ہیں کہ جب ملاقات ان دنوں میں اس نیت سے ہو کہ وہ آپس میں رشتہ قرابت کو ترائیں اور اسکا نتیجہ یہ ہو کہ وہ ہم آغوش ہوں مگر یہ کوئی اسرار نہیں فقط فوجانی اور عشق کی معمولی ایک بات ہو۔

غالباً ۱۸۳۹ء کے ابتدا میں ملکہ کو بادشاہ مجسم نے شادی کا خیال لکھا ہوگا۔ اور ملکہ نے اسکو منظور کیا ہوگا۔ اس واسطے پانچ شہزادے میں شوک میر کو بادشاہ یہ سارا حال کہتا رہی

کہ شہزادہ کے ساتھ اسکی خط و کتابت کس طرح ہوئی۔ بیشک یہ خط و کتابت ملکہ کے حکم سے بادشاہ نے کی ہوگی۔ اس خط میں اور اور خطوں میں وہ نوجوان شہزادہ کی نسبت اپنی رائے بڑی اعلیٰ درجہ کی بیان کرتا ہے۔

خط محررہ ۵۔ مارچ ۱۸۳۸ء میں **سیرن سٹوک میئر** بادشاہ بلجیم کو لکھتا ہے کہ میں نے شہزادہ ایلبرٹ سے بہت گفتگو کے بعد بہت راست بے کم و کاست کل حال بیان کر دیا وہ اس معاملہ کو بڑی دور بینی و عالی دماغی و روشن نظیری سے دیکھتا ہے۔ اور اپنی عزت کا بڑا پاس لحاظ کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ انسان کی زندگی کی کل حالتوں میں بحالی و صحت کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص باؤں اور صیبتوں میں جائے تو کسی اپنے مقصد عظم کو سمجھ کر ساتھ لیا جائے کسی سہول و خفیف مطلب کے لئے نہ جائے۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اسلئے ضرور ہے کہ شادی میں چند سال کا التوا کیا جائے۔ مگر وہ ان سب باتوں کو خوب سمجھتا تھا۔ اُسے پسند نہ آیا کہ میں التوا کو پسند کرتا ہوں۔ بہت طویل کے بعد شادی میں کوئی دُجھا نہ ہو۔ اگر بعد اس التوا کے جو شاید تین برس سے کم ہوگا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ملکہ کو اپنی شادی کرنا کچھ خیال نہیں رہا تو میری جگہ ہنسائی ہوگی۔ اور میری ساری آئندہ زندگی کی توقعات ایک خاص حد تک خاک میں بجا تین گی۔ اب شہزادہ ایلبرٹ کے باب میں بادشاہ آگے یہ بیان کرتا ہے کہ اگر میری یہ بڑی غلطی نہ ہو تو اس میں ساری وہ پوری لیاقتیں جو میں جو ملکیت میں اس منصب عالی کیلئے درکار ہونگی۔ وہ بڑا بہت فہم روشن رائے دہشمن ہے۔ اپنی ذات سے متعلق سارے افعال نیک کرتا ہے۔ مشاہدہ کر نیکیہ قولے اُسکے بڑے قوی ہیں۔

اس میں بد خوئی و سرد مہری پاس ہو کر نہیں پھٹکین +

اس اپنے خط میں وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ کرنیل **وچمین** دونوں شہزادوں کا اہل حق انکی تعریف کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ شہزادہ ایلبرٹ میں تحمل اور نفس کشی ایسی ہے کہ کتر کسی نوجوان میں ہو کرتی ہے۔ اُس نے اپنے میں وہ لیاقت پیدا کی ہے جو اسکی آئندہ زندگی میں بڑے کام آئے گی۔ مگر شہزادہ ایلبرٹ اور انکا باپ دونوں اہل ہی سے اس بات پر معترض ہیں کہ چند سال کیلئے شادی میں التوا کیا جائے۔ بادشاہ ایک اور خط مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۸۳۸ء میں لکھتا ہے کہ نوجوان شہزادہ کل یہاں آئے۔ ایلبرٹ کی عمر ہنوز انیس برس کی بھی نہیں ہوئی مگر وہ اپنے فن و توش چہرہ عمر سے

بائیس تیس برس کا معلوم ہوتا ہے۔ البرٹ سچ کہتا ہے کہ اسکا باپ اس شادی کے باب میں یہ کہتا ہے کہ البرٹ اب اٹھارہ برس سے کچھ نہ گے بڑھا ہو اگر اس شادی کے انتظار میں وہ کہیں بائیس یا تیس برس کا ہو گیا اور ملکہ مظہر نے اپنی شادی کا ارادہ بدل ڈالا تو اسکی ساری زندگی تلخی سے بسر ہوگی۔

ملکہ مظہر خود ارشاد کرتی ہیں کہ میں نے اس التوا سے شادی کا مصمم ارادہ نہیں کیا اور با باریں نے شہزادہ کو مطلع کیا کہ میں کسی اور سے شادی نہیں کروں گی۔ مجھے اسکا نہایت افسوس ہے کہ اپنی ادنگ آرائی سے پہلے شہزادہ سے جیسی مین خط و کتابت کرتی تھی ایسی اُسکے بعد نہیں کی۔ ملکہ مظہر اپنی یادداشت میں لکھتی ہیں کہ اب میں اپنے اوپر غصہ کیے بغیر اس امر کا خیال نہیں کرتی کہ شہزادہ تین چار سال تک اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ میرا میلان خاطر شادی کی طرف ہو جسکی اُسکی ساری زندگی کی امیدیں خاک میں مل جائیں۔ شہزادہ نے سو سو لو کی ملاقات میں ملکہ مظہر سے کہا کہ میں اس ارادہ سے دوبارہ ملاقات کیلئے آیا تھا کہ میں آپ سے کہہ دوں کہ اگر آپ شادی کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں تو آپ سچہ لیں کہ میں آپکے فیصلہ کا انتظار ایسا نہیں کروں گا جیسا کہ میں نے اُس پہلی دفعہ میں کیا تھا کہ شادی کا ذکر ہوا تھا۔ اس التوا کا عذر وہ کرتی تھیں کہ کیا قصہ کن سنگ ٹن مین سیری تنہائی میں گزرتی تھی یا اب دفعہ اٹھارہ برس کی عمر میں عظیم الشان فرمانروائی ہاتھ آئی۔ اس تخیر حالت میں دل سے سارے شادی کے خیالات دور کر دیئے۔ اس حرکت سے وہ خود فراموشی میں کہ میں نے اپنے ولیم نامہ ہوئی۔ ملکہ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی جس میں کوئی بھی تجربہ کاری نہ تھی۔ شوہر سہارا دینے اور ہدایت کرنے کے لئے نہ تھا۔ یہ حالت ایک عورت کے تمام قدرتی فیلنگس و عیشوں کے لئے مضر تھی۔ اسلئے ملکہ نے یہ ارشاد کیا کہ میں خدا کا شکر ہزار ہا سچہ ہوں کہ میری لڑکیوں میں سے کسی کی یہ حالت نہیں ہوئی۔ جولائی ۱۸۳۹ء میں جب کوبرگ میں شہزادہ کے سن بلوغ کی رسم ادا ہو گئی تو شہزادہ نے اپنے بھائی آئرلنڈ کو جو شاہ سیکن کی خدمت میں تہا گھر بلا لیا اور اسکو ساتھ لیکر شروع اکتوبر میں برسل میں اپنے چچا کے پاس گیا اور وہاں سے اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے ۸ اکتوبر کو انگلستان کو روانہ ہوا۔ چچا نے ان کو سفارش کیا یہ خط لکھ دیا۔

۸۔ اکتوبر ۱۸۳۹ء لیکن

میری نہایت پیاری عزیز و کٹھنیا۔
 میں انکی سفارش کرتا ہوں کہ تم ان پر نظر لطف عنایت و کرم سے دیکھنا۔ وہ بڑے نیک نہاد و سہما
 ہیں وہ اسکے مستحق ہیں کہ تم ان پر عنایت و شفقت کرو۔ ان میں ذرا خود نمائی و خود کاغی نہیں۔ وہ حقیقتہً
 بڑے عاقل اور قابل اعتماد ہیں۔ میں نے ان سے کہدیا ہے کہ تمہاری عین آرزو یہ ہوگی کہ سب طرح
 آرام و آسائش سے وہ رہیں کوئی تکلیف انکو نہ ہو مجھے یقین ہے کہ جو صلاح تم انکو بتلاؤ گی وہ اسکی
 خوشی سے تعمیل کریں گے۔ میری عزیز و کٹھنیا۔ تمہارا تاج عزیز مامون لید پوٹ

شہزادے بریل سے شگل کو ۸۔ اکتوبر کو چلے اور جمعرات کے دن ۱۰۔ کو ساٹھ سات
 بجے شام کو وڈنسر میں پہنچ گئے۔ اب کی دفعہ وہ کن سنگ ٹن کے قصر کہنہ میں چھوٹی سی لڑکی سے
 تو ملنے نہیں آئے تھے بلکہ ایک جلیل القدر فرمانروا ملکہ سے۔ جسے عالی شان قصر شاہی وڈنسر میں
 زینہ شاہی پران آہی سہزادوں کا استقبال ایسا کیا جیسا شہنشاہوں کا ہوتا ہے اس استقبال
 میں تو یہ تکلفات رسم ہے مگر بعد ازاں پھر آپس میں الفت و محبت نے ان تکلفات کو دور کیا۔ اور یہ تکلف
 ایسے سننے لگے جیسے کہ گھر میں رہتے ہیں۔ شہزادوں کے پورٹ منڈو کہیں غلط چلے گئے وقت پر پہنچے
 نہیں حضرت علیا اپنے رخصتا چہرے میں تحریر فرماتی ہیں کہ وڈنر کا وقت قریب گیا۔ اور شہزادوں کا لباس
 وڈنر کا آیا نہ تھا اسلئے وہ اس میں شریک نہ ہو سکے۔ بعد اسکے صبح کا لباس پہنے ہوئے آئے۔ وہاں ان کی
 ملاقات کرنیوالوں میں سردن کا ایک جگوت لگا ہوا تھا۔ ان میں سے کوئی ٹھنڈی ہوا میں کچھ لرزتا
 تھا۔ کوئی اونگھ رہا تھا۔ کوئی کاننا چوس کر رہا تھا۔ مگر سب کی نظر میں شہزادوں کی حرکات و سکنات پر لگی
 ہوئی تھیں۔ اب شہزادہ البرٹ بڑھکر پورا جوان ہو گیا تھا۔ اس میں بیس سال کی عمر کی شباب کی تازہ
 روئی و شگفتگی پائی جاتی تھی۔ یہ عمر ہی ایسی ہوتی ہے کہ اس میں آدمی سب سے زیادہ جوبن کا لٹا ہو جو خوب
 ہوتا ہے۔ پہلے اس سے کہ کوئی اسکی شگفتگی پر مردہ ہوا اسکا حسن و بالا ہو جاتا ہے۔ اسکے چہرہ پر
 شرافت و دجاہت برستی تھی۔ اسکے تبسم ویرلی میں عجیب شیرینی تھی۔ اسکے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا
 کہ وہ عین خیالات میں محور رہتا ہے۔ ہر ایک بات کی تہ پر پہنچتا ہے۔ اسکی ازبقی آنکھوں میں ذہانت
 و ذکاوت کی روشنی چمکتی تھی۔ اسکی فرخ پیشانی اسکی کشادہ دلی پر دلالت کرتی تھی۔ یہ سب باتیں

دیکھنے والوں کی نظر و بین اس کے متناسب اعضاء حسانت خط و خال سے زیادہ بجلی معلوم ہوتی تھیں اور دونوں کو تسخیر کرتی تھیں۔ یہ امر سب کے نزدیک مسلم تھا جیسا کہ وہ دوسرا حسن رکھتا ہو۔ ایک حسن صورت دوسرا حسن سیرت۔ ایسا ہی مقاصد اعلیٰ دیر نظر رکھتا ہو۔ بہت سے امیر و بزرگ اس کو ملکہ کا ہمشکل بتایا۔ اس کے اوصاف نیچے لکھے جاتے ہیں :

اس کے خیالات میں نزاکت و لطافت ہو۔ اب تک اس قصر شاہی میں کوئی ایسا عاشق معشوق مزاج نہیں آیا تھا۔ اس گل نوشگفتہ نے اس کو گلشن بنا دیا۔ اس کو خدا نے عجب حسن صورت عطا کیا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ اگر شہزادوں میں کچھ تھوڑا سا بھی جمال و کمال ہوتا ہو تو درباری اور دیوانہ کی لیدیاں اس کی توصیف و تعریف میں از خود رفتہ ہو جاتی ہیں۔ مگر شہزادہ اکبرؑ ایسا حسین و جمیل تھا کہ اگر وہ کسی کسان یا خانہ سالار کا بیٹا ہوتا تو بھی اس کے حسن و دلربائی مستعجب ہوتی۔ اور وہ نوجوان عورتوں کو اپنا عاشق زار بناتا۔ اس کی تعلیم طرح طرح کی نہایت اچھی طرح ہوتی تھی۔ علم موسیقی میں علم کیمیا میں۔ علم نباتات میں۔ تاریخ میں۔ علم ادب میں فائن آرٹس میں یہ ایسا ماہر تھا جیسے کہ ان علموں کے استاد ہوتے ہیں۔ اس کی تعلیم میں سائنس نے علم ادب کے ساتھ ایک عجیب انداز سے اس زمانہ میں آمیزش پائی تھی۔ جب تک ملک جرمنی میں اس زمانہ میں نام نہ تھا۔ وہ گورنمنٹوں کی کونٹری ٹیوشنل تاریخ کو زیر مطالعہ رکھتا تھا۔ پولی ٹیکنکس پر توجہ کرتا تھا جس میں اپنی یاقت کو آئندہ زندگی میں اس نے عملاً دکھایا۔ محنت شعاری اور زراعت کے سائنسوں کو نشو و نما میں اہتمام کرتا تھا۔ کالون کے علم میں دل لگاتا تھا۔ خانہ داری کے انتظام میں خاموش حاصل منتظم تھا۔ کوئی شیخی و ڈینگ نہیں مارتا تھا۔ خوش باش تھا۔ شعر و سخن سے شوق رکھتا تھا۔ نیچر کی کتاب کا مطالعہ خوب کرتا تھا۔ پڑھنے کی نعمت سرائی سے محفوظ اور تنہائی میں اپنی ساز و آرائی سے مسرور ہوتا تھا۔ غرض اس کا مذاق ہمہ گیر تھا وہ بڑا پلوٹیکل فلو سو فربھی تھا۔ وہ پلوٹیکل معاملات کو اور انکی دلائل کو بہت دل لگا کر سنتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ کہا کہ جیسے موسیقی کی بے سری آواز میرے دماغ کی رنگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے ایسی ہی کسی پلوٹیکل معاملہ کی نامعقول دلیل میرے دماغ کو گرلن گزرتی ہے۔ اپنے فرائض کے ادا کرنے کو وہ ابتدائے عمر سے خوب سمجھتا تھا۔ وہ نوجوانی کے گناہوں سے نہیں بلکہ معمولی حائقوں سے بھی پاک صاف تھا۔ بیرولنس لیہ زین کو بیرن شٹوک میئر کٹرین

کہ میں شہزادہ کو جتنا زیادہ دیکھتا ہوں اتنا ہی اُسکی زیادہ قور و منزلت کرتا ہوں۔ اسکا ذہن متغیر و طبع سلیم ہے۔ معصوم و صفتی۔ نیک نہادی، نیکی و سچائی تو اسکی طبیعت کا خمیر ہے۔ اگر یہ وہ باتیں اسمین اور ہون اول یہ کہ وہ دنیا دان اور انسان شناس ہو۔ دوم یہ کہ وہ تجربہ کار انگریز ونگ اس قوم کو اور اسکی کون شٹیوشن کو سیکھ کر سمجھنے لگے تو اسکا جواب نہیں وہ بے مثل ہے۔ اگر ملکہ معظمہ سے اسکا پیوند عقد ہو جائے تو مجھے پورا یقین ہے کہ ان دونوں کی زندگی بڑی خرمی و بھینی کے ساتھ باہر میں ملکہ کو جاتا ہوں کہ وہ بڑی ذکی تیز فہم پاک نفس بے ریا راست بین ہے۔ شیخی و ندوکانام اُس میں نہیں وہ اس شہزادہ کے دل و دماغ کی پوری داودگی۔ اگر یہ صورت و قیاس میں آئی کہ شہزادہ سے ملکہ حقیقی محبت رکھے اور اصل حقیقت حال کو جانے اور شہزادہ قوم کو اپنا ہوا خواہ بنائے تو میں شہزادہ کی نسبت کہوں گا کہ وضع الشی فی محلہ۔ اسمین شک نہیں کہ اسکو بہت سے طوفانوں سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ بہت سی ناپسند باتیں پیش آئیں گی۔ جو عموماً سب آدمیوں کو اور خصوصاً اُمرا کو پیش آتی ہیں۔ لیکن اگر قوم سے سچی محبت رکھے گا اور قوم کا ادب کرے گا تو میں اسکا جواب ہوں کہ وہ ان طوفانوں سے نکل کر بندرگاہ میں آجائے گا۔ اگر تم شہزادہ کو اپنی نیک طبعی و بلند دماغی و روشن ضمیری میں آزاد رہنے دو گی تو مجھے یہ بات نہایت پسند ہوگی +

جب تک یہ شہزادے و نڈس میں ٹھہرے رہے۔ شب روز یوں بسر ہوتے رہے کہ ملکہ معظمہ اپنے کمرہ میں جب حاضری کھا پختہ تین تو اسکے بعد صبح کو یہ شہزادے ملاقات کو آتے اور دو بجے اوچس گنٹ اور ملکہ کے ساتھ لُچ کھاتے بعد دوپہر کے چاروں گھوڑوں پر سوار ہوتے۔ لاڈ میں لہرنا اور بہت سی لیڈیان اور جنتلین ہمراہ ہوتے۔ خاتم کو ڈنر کھایا جاتا۔ اور بعد ڈنر کے ہفتہ میں ایک دن بیچ کرتین روز لُچ ہوتا۔ اس لُچ میں ملکہ اپنی بادشاہی کو تو بالائے طاق رکھتیں اور ایک سادہ مزاج عورت بن جاتیں۔ وہ اکثر شہزادہ البرٹ کے ساتھ ناچتیں۔ ایک رات کو انھوں نے اپنے سینے سے وہ پھول جپنے ہوئے تھیں اتار کر شہزادہ کو دیدیئے۔ شہزادہ اسوقت جنگی لباس پہنے ہوئے تھا۔ پوشاک میں کہیں سوراخ نہ تھا۔ جس میں پھول رکھتا۔ اسوقت انکو یہ خوب سوچھی کہ چاقو لیکر لباس میں سوراخ کیا۔ اور اُس میں دل کے اوپر پھولوں کو لگا لیا۔ ان دونوں نے جو یہ حرکت کی تو ان پھولوں نے یہ گل کھلایا کہ سب نے جان لیا کہ ان دونوں میں عشق پیدا ہو گیا۔ کچھ دنوں تک

یہ طریقہ شب و روز بسر کرنے کا بغیر کسی خلل کے جاری رہا۔

شہزادے ۸ اکتوبر کو آئے تھے آتے ہی دونوں شہزادہ البرٹ اور ملکہ وکٹوریہ ایک بنا دو قالب ہو گئے۔ وہ جو دنوں میں چپکے چپکے دانشمنانہ یہ سوچے ہوئے تھے کہ ہماری عمر میں تنہا شادی کے لائق نہیں ہیں۔ برسوں تک شادی نہیں ہوگی۔ خدا معلوم کس سبب پندرہویں تاریخ سے پہلے یہ اچھا گرم خیال کا فور ہو گیا۔ اور وہ اپنی عمر دن کو شادی کے لائق جاننے لگے۔ باوجودیکہ وہ اب بھی ایسے ہی نوجوان تھے جیسے کہ پہلے تھے اور جو چھٹا چھائی ہوئی تھی اسکو وڈسٹر کی نسیم روح افزا اور صبح کی بات چیت اور شب کے عیش و طرب کے جلسوں کا اڑا دیا۔ مگر ان دونوں میں محبت و عشق کے معاملات ایسے آسان اور سیدھے سادے نہ تھے جیسے کہ اور دن کے درمیان ہوتے ہیں یہ دن تو رہے نہ تھو کہ ایک بڑے سے بڑا امیر یا شہزادہ اس باب میں حضرت علیا سے مخاطب ہو کر خود کچھ عرض کرتا۔ اب تو جو کچھ فراموش وہ آپ ہی فراموش۔ دوسرے کی مجال کیا تھی جو کچھ کہتا۔ غرض ایک عجیب ضرورت انکر پڑی جسکا کھنا کرنیسے زیادہ مشکل تھا۔

اوسنے درجہ کے آدمیوں کو ان باتوں کے دریافت کر نیکا بالطبع شوق ہوتا ہو کہ شہزادوں اور شہزادیوں کے درمیان آپس میں نسبت قرابت ٹھہرانیکے وقت جو باتیں ہوتی ہیں انکو معلوم کریں اور جستجو کر کے کچھ نہ کچھ انکو دریافت ہی کر لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے شہزادہ اور ملکہ کے درمیان جو محبت باتیں بتائیں۔ اول یہ کہ ملکہ نے شہزادہ سے پوچھا کہ آپ انگلند کو کس قدر پسند کرتے ہیں اسنے جواب دیا کہ بہت کچھ۔ دوسرے دن بھی یہی سوال جواب تھے۔ تیسرے دن ملکہ نے انھیں نیچی کر کے بڑی جیاد و شرم کے ساتھ پوچھا کہ آپ انگلستان میں رہنا پسند کرتے ہیں؟ پھر تو شہزادہ نے انکی یہ وضع ادا و انداز دیکھ کر اپنے دل کی چٹبی ہوئی باتوں کو ابتدا سے انتہا تک سنا دیا کچھ پروا باقی نہیں رکھا۔ اور اس خبر و خشان کی عبودیت و اطاعت کا اقرار کر لیا۔ دوسری بات تو گوں نے اس طرح بنائی کہ حضرت علیا نے شہزادہ سے پوچھا کہ آپ کو انگلستان میں اپنا آنا پسند آیا؟ انگلستان کو آپ پسند کرتے ہیں؟ تو شہزادہ نے جواب دیا کہ مجھے اپنا آنا بھی بہت پسند ہو اور میں انگلند کو بھی بہت پسند کرتا ہوں تو حضرت علیا نے فرمایا کہ آپ پھر انگلند کو اپنا گھر کیوں نہیں بناتے؟ یہ خوش کن باتیں تو معلوم نہیں کہ جھوٹی ہیں یا سچی۔ مگر ملکہ خود اقرار کرتی ہیں کہ میں نے شہزادہ سے

اپنی شادی کی درخواست کی کہ کچھ دنوں کے بعد وہ لنڈن میں وچس گلو سٹر سے ملین اور ان سے کہا کہ کل میں اپنی نسبت قرابت کا اعلان کرتی ہوں تو وچس نے کہا کہ یہ بات کچھ آپ کے ضعف و ماغ کے سبب تو نہیں ہو ملکہ نے کہا کہ ان میں تو اس سے بھی زیادہ ضعف و ماغ کی کثرت کر چکی ہیں تو وچس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں یہ درخواست شہزادہ کو کر چکی ہوں۔
 ۵۔ اکتوبر کو دونوں میں نسبت قرابت ٹھیکر گئی۔ اسی دن شہزادہ مع اپنے بھائی کے شکار کو گیا تھا۔ دوپہر کے قریب ہ قلعہ وٹنڈر سٹر میں واپس آیا۔ آدھ گنٹے کے بعد ملکہ نے شہزادہ کو تنہا بلایا۔ وہ گیا۔ پہلے کچھ اور باتیں ہوئیں، پھر ملکہ نے اپنا وہ مطلب بیان کیا جس کے لیے بلایا تھا اور دونوں نے اپنی محبت و عشق کی ساری کہانی جلد جلد ایک دوسرے کو کہہ سنائی۔ ایک صنف لکھتا ہے ملکہ کا وہ ہاتھ جو شہزادہ کو دیا گیا وہ ہاتھ نہ تھا جو شہنشاہی کا عہد گیارہ تھا جسکو شہزادوں اور پتھرس و امراء کبار نے اور دسے زمین کی زبردست سلطنتوں کے جلیل القدر و کلاسنے ہونے کے طاعت کا اقرار کیا تھا۔ مگر اب یہ ایک کم عمر ضعیف عورت کا ہاتھ تھا جسکو اسکی ضرورت تھی کہ نیک کاموں میں کوئی زبردست ہاتھ اسکی دستگیری و دستیاری کرے اور اسکا سر جبکہ اسنے اپنے پسند کئے ہوئے شوہر کے کندھے پر رکھ دیا یہ نہیں جانتا تھا کہ میرے اوپر تلخ ہو۔ بیشک یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ اپنے سر کا تلخ شوہر کی محبت کو سمجھتی تھیں اور اُس پر بھروسہ کر کے اپنے لیے مبارک جانتی تھیں۔

ملکہ معظمہ کی درخواست قبول کرنے میں جو شہزادہ کو مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی وہ ان چند سطروں سے معلوم ہوتی ہے جو اس نے اپنے خاندان کے ولی دوست بیرن سٹوک میر کو لکھی ہیں کہ میں اب اس من کا حال لکھتا ہوں جو میری زندگی میں سب سے زیادہ خوش گزرا ہے۔ پھر اسنے وہ حال لکھا ہے جو ملکہ اور اس کے درمیان گزرا۔ وکٹوریا بھوپر ایسی مہربان ہے کہ جو محبت میر ساتھ وہ کرتی ہے مجھے اسکے یقین کرنے میں حیرت ہوتی ہے میں جانتا ہوں کہ آپ میری خوشی کے بٹے خاندان رہتے ہیں براہیئے میں اپنے دل کا سا حال آپ کے روبرو بیان کرتا ہوں اور اس کلام پر خط کو ختم کرتا ہوں کہ میں اس وقت خوشی کے ماہ اپنے آپ سے ایسا باہر ہوں کہ آپ کو بخیرگی کے ساتھ کچھ کہہ سکتا۔ پھر ایک شاعر کا شعر لکھتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

خدا تعالیٰ نے اپنے عنایت سے آنکھوں کو روشن کر رکھا ہے یہ اور ولیمین خوشی کا طوفان اٹھا رکھا ہے
 ملکہ معظمہ خود فرماتی ہیں کہ شہزادہ نے میری درخواست کو بے تامل قبول کیا اور اسے
 قبول کرنے میں اپنی کمال شفقت اور محبت کا اظہار کیا۔ پھر ملکہ اپنی خوشی کا اظہار کر کے اپنی نیک و نیک
 پاک نفسی بے ریائی و سادہ مزاجی سے اپنے روزنامہ میں جا بجا بیان کرتی ہیں کہ میں کس طرح سے یہ
 کر سکتی ہوں کہ شہزادہ نے جو زیان مندی عظیم میرے سبب اٹھائی ہے اس کے اثر کے احساس کو
 حتیٰ امکان اس کے ولیمین کم کروں۔ جب شہزادہ سے میں نے کہا کہ آپ میرے سبب بڑی زیان مندی
 آئی ہے تو انہوں نے اسکو مانا نہیں۔ پھر میں نے شہزادہ سے کہا کہ آئرلینڈ کو بلاؤ۔ وہ آیا اور انہوں نے ہم
 دونوں کو مبارکباد دی۔ وہ نہایت خوش معلوم ہوتا تھا۔ اس نے کہا کہ میرا بھائی کامل انسان ہے۔

بہت سے آدمی تو یہ خیال کرتے ہیں کہ شہزادہ کی یہ حالت قابلِ حسم ہو گرا ایک منی کٹر
 علیا کا ارشاد یہ ہے کہ ملکہ کو خود کوئی چیز شہزادہ کے سبب چھوڑنی نہیں پڑی بلکہ ان کے ہاتھ تو ایک
 اور بادشاہی لگتی کہ ایک مونس غنچہ اور مصاحب نیک شمار و بیاد مغر صلاکار مل گیا۔ اب اس کے برخلاف
 شہزادہ کو دیکھئے کہ اسکو ملکہ کی خاطر سے کیا کیا چھوڑنا پڑا۔ عزیز وطن جرمن سے۔ پیارے رشتہ داروں
 سے جدا ہونا پڑا۔ غیر آدمیوں میں رہنا پڑا جنہیں اسکو نئی راہ و رسم کانی پڑی۔ انگریزی سلطنت کے با
 گران کے اٹھانے میں کنہا لگانا پڑا نیز اس کے بادشاہی کے حقیق و دفعوں میں ملکہ کے ساتھ درجے
 میں کوئی سادات حاصل ہوئی ہو۔ زیان مندی ایک انگریزی لفظ **سیکری فائل** کا ترجمہ کیا ہے
 جس کے اصل معنی قربانی کر نیچے ہیں۔ مگر مرادی معنی اس کے یہ ہیں کہ کسی کام میں کسی غرض سے زیان اٹھانا
 نسبت قربانیت کے قرار داد کے دوسرے دن شاہ بیچم کو ملکہ نے یہ خط لکھا ہے۔

میرے نہایت عزیز اموال مصاحب مجھے یقین ہے کہ آپ کو میرے اس خط سے بڑی خوشی
 ہوگی۔ آپ کو ہمیشہ میرے حال پر نظر عنایت و شفقت رہی ہے اور میرے حالات سے بدرجہ عنایت
 آپ دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ آپ کو بڑی خوشی ہوگی کہ میرا دل شادی کر نیچے لے کر
 تیار ہے۔ میں نے آج صبح کو شہزادہ ابراہم سے اپنے دل کی بات کہی ہے۔ اس بات سے جاننے
 سے شہزادہ نے وہ اپنی محبت کی گرمی دکھائی جس سے میرا دل بڑا خوش ہوا۔ میں اسکو انسان کامل
 سمجھتی ہوں۔ اس کی ذات سے خوشی ہی کی ساری امیدیں میں رکھتی ہوں۔ اس کی محبت جتنی میں بیان

کر سکتی ہوں۔ اس سے زیادہ وہ میرے دلیں ہے۔ اور میں اپنے حتی المقدور اسکی زیان مندی (جو سیر
دلیں ہے) کے گھٹانے میں کوشش کرونگی۔ یہ میرے آخر چند روز خواب کی طرح گزر گئے ہیں۔ اسوقت
ایسی تئیر ہوں کہ میں نہیں جانتی کہ خط کیوں کر لکھوں۔ مگر اپنے دلیں بڑی خوش ہوں۔ یہ امر قطعی ضرور ہے
کہ یہ میرا غم مصمم سوائے آپکے اور آئرلینڈ کے کسی اور کو جب تک نہ معلوم ہو کہ میں اپنی پارلیمنٹ کو
جمع کر کے اسکو مطلع نہ کروں۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو مجھ پر غفلت کا یہ الزام تھپے گا کہ میں نے پارلیمنٹ کو فوراً
جمع کر کے اپنے غم مصمم سے مطلع کیوں نہیں کیا۔

لارڈ میل پورن نے اس خاص معاملہ میں بھی وہی نہایت عنایت و مہربانی قدیم کی جو
ہمیشہ کیا کرتا تھا۔ پارلیمنٹ کو سر سال فروری سے اس امر پر مطلع کر نیکی بعد ہم دونوں کو پسند خاطر
ہے کہ جلد شادی کر لیں۔ مامون صاحب میں آپسے التماس کرتی ہوں کہ یہ دونوں خط مامون آئرلینڈ کے
پاس بھیج دیئے جائیں۔ اور اسے کہہ دیا جائے کہ وہ اس بات کو مخفی رکھیں۔ اور سٹوک میئر کو بھی اس
حال پر مفصل اطلاع دیدیں۔ مجھے انکو خط لکھنے کی فرصت نہیں ہے۔ آپ لوئیس سے بھی کہیں مگر
اسکے کہنے سے نہ کہیں۔ یمن ان نوجوان شہزادوں کو چاہتی ہوں کہ وہ اس مہینے کے آخر تک ٹھہریں
آئرلینڈ جو دل سے خوش ہے اس سے میں بڑی خوش ہوں اور وہ اپنے بھائی البرٹ کی پرستش
کرتا ہے۔ بہت پیارے مامون۔
تمہاری میٹ بھانجی و کٹھیا۔

جب وڈ سیر میں یہ خط لکھا جا رہا تھا تو شاہ علیحیم نے اسی تاریخ یہ خط لکھا۔

۱۵۔ اکتوبر ۱۸۳۹ء

سیر میں بہت پیاری کٹھیا
مہاراجا خط بارہویں تاریخ کا کل شام کو مجھے ملا۔ جسے
میں پڑھ کر بہت خوش ہوا۔ یہ چارے شہزادوں کو انگلنڈ کے سفر میں بہت سی مشکلیں پیش آتی ہیں۔
ایک مبارک شاگون تھا کہ جب سفر میں اپنے آفت آئی تو انٹ ورپ کے شہزادی و کٹھیا ان کی مدد
کو گئی۔ ان کو سفر کا لباس پہننا ناگوار خاطر ہے۔ اس لباس سے انکو تکلیف ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے
کہ تم جتنی مدت تک ان سے ملو گی اتنی زیادہ ان کو پسند کرو گی۔ وہ نوجوان بڑی بیات کے ہیں ان
میں وہ سب بچوں کی سی محبت نہیں ہے جو اکثر نوجوانوں میں ہوتی ہے گو وہ بڑے آگاہ دل ہیں مگر
خود غمانی سے بالکل آزاد ہیں۔ البرٹ بڑا دل پرزیر صاحب ہے اس کے اوضاع و اطوار ایسے اشرافانہ اور

موزون و مناسب ہیں کہ ہر ایک آدمی چاہتا ہے کہ وہ میرے پاس ہے۔ میرے پاس جب وہ آیا تو میں نے اسکا یہی حال دیکھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سیر و سیاحت اُسے اپنی لیاقت بڑی بڑھائی ہے اس میں ظرافت و ذہانت کوٹ کوٹ کر بھری ہے وہ نقشہ کشی خوب جانتا ہے مجھے اس بات کے سننے سے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ جو اُسکو دیکھتا ہے وہ اُس سے خوش ہوتا ہے وہ اسکا مستحق ہو کہ لوگ اُسکو دیکھ کر مسرور ہوں اور کہیں۔ لوگ ان کو اپنے سے خوش کر نہیں اُسکو کمال ملکہ ہے مجھے امید تھی ہے کہ قلعہ کہنہ میں آپ کی چند روزہ اقامت میں شہزادہ نے زندگانی تازہ امر کا امرانی بے اندازہ پیدا کر دیگی اور البرٹ نے ہماری پاک نفس و کٹھنریا کی زندگی کی راہ میں بے خار گلوں کا پھونکا پھونکا دیا ہوگا۔ میری نہایت پیاری و کٹھنریا۔

دس دن کے بعد بادشاہ نے ملکہ کے خط مورخہ ۱۵ اکتوبر کا یہ جواب لکھا

میری بڑی پیاری و کٹھنریا
تمہارے پیارے خط کے دیکھنے سے ایسی خوشی ہوئی کہ جس سے زیادہ خوشی نہیں ہو سکتی۔ جب مجھے نسبت قرابت کے فیصلہ پر اطلاع ہوئی تو میرے دل میں وہی خیال آیا جو ایک بزرگ ولی کے دلمین آیا تھا۔ کہ اب اسے خدا اپنے بندوں کو خیر و عافیت کے ساتھ خلاصی دے۔ ان آخر سالوں میں جو تم نے انتخاب کیا ہے مجھے یقین کامل ہے کہ وہ آپ کی نہایت مسرت و انبساط خاطر کا سبب ہوگا میں جانتا ہوں کہ انسان کی حتی الامکان عمدہ سے عمدہ تدبیر کو تقدیر عجب طرح سے بدل دیتی ہے۔ مگر مجھے اس کا خوف نہیں ہے کہ ایسا وقوع میں آئے۔ آپ کا منصب پرنسپل سے شاید آئندہ زیادہ دشوار ہو جائے گا۔ مگر اس میں آپ کا مصاحب مسرت پیرا راحت افزا البرٹ ساتھ ہوگا۔ جس میں وہ اوصاف آپ پائیں گی جو آپ کی خوشی خاطر کے لئے ضروری ہیں اور وہ آپ کی طبیعت و مزاج و روش زندگی کے لئے مناسب ہے۔ آپ کا البرٹ کی زبانندی کا بیان کرنا بڑا ہی جھلا معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات بہت لطافت سے درست ہے کیونکہ اس کے منصب میں بڑی مشکلات ہیں۔ ان کا سہل ہونا صرف آپ کی محبت پر موقوف ہے۔ جب آپ ان سے محبت و الفت کریں گی تو وہ اپنے منصب کی ساری دقتوں کو بھگت لیگا۔ اس کی خصلت میں استقلال و خوش مزاجی ایسی ہے کہ وہ ان مشکلات کو سہل کر لیگا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کی یہ تدابیر ان سبب ہیں کہ پارلیمنٹ غیر وقت میں جمع نہ کی جائے جسے انکو تکلیف ہو

بہتر ہی ہے کہ وہ اپنے اچھا اس کھٹنے کے وقت اس خیر کو سنیں۔ اسکے بعد ہی شادی کے ہونے کو آپ خود ہی کہتی ہیں۔

لیوپولڈ آر

۲۹۔ اکتوبر کو ملکہ معظمہ پھر مامون صاحبہ کو خط لکھ کر طبع دفعہ میں کہ پارلیمنٹ کو جو شادی کے اعلان دینے کی تجویز ہوئی تھی۔ اسکو ترک کر دیا۔ اس سے پہلے کہ مین کوئی کام آئینہ کروں میں ایک دو تبدیلیاں شادی کے اعلان میں کرنی چاہتی ہوں۔ میری شادی کے باب میں پارلیمنٹ کچھ نہیں کر سکتی۔ اسکو وہ اس طرح رد و قبول نہیں کر سکتی جسکا اثر کچھ بھی بعد میں ہو۔ اب یہ بات قرار پائی ہے کہ جب شہزادے چل جائیں جنکے جانیکے تاریخ ۱۳۔ نومبر قرار پائی ہے اس کے بعد میں اپنی پڑوسی کونسل کو جمع کر کے اپنی شادی کے ارادہ کا اعلان کروں گا۔

گو پارلیمنٹ کے جمع ہونے کا انتظار نسبت قربت کے اعلان کے لئے موقوف کیا گیا مگر یہ ضرور ہے کہ جب تک اسکا اعلان کونسل میں نہ ہو وہ مخفی رکھا جائے۔ حضرت علیا اپنے روزنامہ میں تحریر فرماتی ہیں کہ اس عرصہ میں ہم دونوں ایک دوسرے کے حال سے خوب واقف ہو گئے اور ہم میں آپس میں یہ مباحثے ہوتے رہے کہ شہزادہ کا منصب کیا ہوگا۔ اسکا خطاب کیا ہوگا کیا وہ پیئر ہوگا یا نہیں اس کے برخلاف دونوں شہزادے اور ملکہ کی رائیں تھیں اگر وہ تو بمقتضائے نیچر ہر ایک محکمہ پر سیڈنٹ ہوگا۔

دوسرے پلٹن رائفل برگ کیٹریکی وڈسٹرین تقسیم تھی جریٹل جارج بروں اسکا کمانڈر تھا۔ ملکہ نے شہزادہ کو ساتھ لیکر ہوم پارک میں اس پلٹن کا معائنہ کیا۔ شہزادہ جو برگ کی سبزی وادی پہنچے ہوئے تھا۔ اور شہزادہ آئرلینڈ برص یرقان میں مبتلا تھا وہ ساتھ نہیں گیا۔ اس معائنہ کا حال حضرت علیا اپنے روزنامہ میں یوں لکھتی ہیں کہ ۱۲ بجے ۱۰ منٹ پر میں وڈسٹر کی وادی پہنچ کر اپنے قدیمی گھوڑے لیوپولڈ پر سوار ہوئی۔ میرا پیارا آلبرٹ میرے ساتھ میرے دائیں طرف تھا اور وہ اپنی وادی میں بڑا خوبصورت معلوم ہوتا تھا اور آؤ اولیاء کے دولت ہمارے تھے۔ دن بڑا ہشتنگ تھا۔ ہمارے ہوا رہنے پر چند منٹ گزرے تھے کہ سرد ہوا تیز جلانی شروع ہوئی اور اس کے ساتھ مینہ آیا۔ مگر جب ہم میدان قواعہ پر پہنچے تو دونوں تھم گئے۔ میں نے تنہا پلٹن کی صفیں کھین اور ہم دونوں ملکہ اور قواعہ دیکھی۔ رفلین بڑی خوبصورت معلوم ہوتی تھیں۔ سردی ایسی سخت تھی کہ لمبے

بوٹوں کے اندر پاؤں سر دھوئے جالتے تھے۔ مجھے سروی کے مارے بارانی اور صحنے کی ضرورت
 ہوئی تو شہزادہ نے مجھے ایسے اچھے سلیقہ سے پاپانی اڑھائی کہ بہن نے بڑا آرام پایا۔ پھر ہم اپنے گھر
 واپس گئے اور بیمار ایرسٹ سے ملے جو ہمارا حال ایک دروازہ میں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر
 سٹوک پیئر نے جو شہزادہ کی شادی کے طے کے جواب میں خط لکھا تھا اسکا جواب یکم نومبر کو شہزادہ
 نے لکھا۔

پیارے بیرن سٹوک پیئر آپ کا افسانہ کا بہتر اثر مستحکم اور اگر تاہم ہون۔ میں یقین کرتا
 ہوں آپ اس بات سے جو میرے ریلے بڑی بکارت اور مفید ہے نہایت دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ سچ
 آپ ہی کی بدولت ہوا ہے۔ آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ جس وجہ بات کے وقوع کی توقع ہم کو ایسی
 نہیں تھی وہ اچانک ظہور میں آئی۔ میں نے آپ کی دوستانہ اور شفقتانہ نصیحت کو دل پر بھری لکیر
 بنا رکھا ہے وہی میری مسرت و انبساط کی اصل جڑ ہے۔ وہ بالکل اصول علیہ پر مبنی ہے۔ اسکا دوا پیر
 میں نے اپنے ولین بنا رکھا ہے۔ وہ ایک خصوصیت یا خصلت ہے جو ملکہ اور ساری قوم سے میری تعلیم
 و تکریم کرنے کی اور قوم کے ولوں میں میری محبت کی جڑ بنائے گی۔ میں اپنے منصب کے کل کام کی بنا
 اسی خصوصیت پر رکھوں گا۔ جہاں بڑی سلامتی ہے جس سے بڑے بڑے کام انجام پائیں گے۔ اگر اچانک
 غلطی بھی ہو جائیگی تو اسے اپنی خصلت کے سبب وہ درست ہو جائیگی۔ وہ خصوصیت یہ ہو کہ میں اپنے
 نیک کاموں سے لوگوں کو بتا دوں کہ شہزادہ کے اصل یہ معنی ہوتے ہیں۔ سو میں ایک یا دو ہفتہ
 طریقہ اور ہوشمندانہ رویہ اختیار کروں کہ اس کے خرافات میرے لئے ایسے ہوں کہ برکتوں سے مجھے
 مالا مال کروں۔ میں کہی قاصر الہمت نہ ہوں۔ عزم مستحکم اور مستقل ارادہ اور سچی گرم کوشش میں کسی قصور کو
 سارے کاموں کو مردانہ و شانانہ امیرانہ طور پر انجام دوں جس کام کو شروع کروں اس میں اول نیک
 صلاح و مشورہ کرنا ضرور سمجھوں۔ اگر آپ میرے لئے سال دل میں صلاح و مشورہ دینے میں اپنی
 نصیحت اوقات گوارا کریں تو آپ سے زیادہ نیک صلاح دینے والا مجھے اور کون ملے گا۔ مجھے آپ بہت
 سی باتیں کہنی ہیں مگر قاصد جانیکے لئے کھڑا ہے اسلئے انکو نہیں بیان کرتا۔ مجھے امیرا ہے کہ مطلب
 پر مباحثے کی باتیں زبانی ہونگی۔ مجھے امیرا ہے کہ آپ جب ملو گا آپ کو تندرست و قویا دیکھوں گا۔
 آپ کا سچا البرٹ ۹۔ دوسرا اول نومبر ۱۸۳۹ء

شہزادہ مین یہ ایک عجیب و غریب صفت تھی کہ وہ سب چیزوں میں بغیر کسی جذبہ و جلبہ کے صحیح رائے قائم کر سکتا تھا۔ اور اپنی ذہانت کی تیزی اور دیرینہ سی بے خطا و صواب کو خوب جانتا تھا۔ لیکن باوجود اس کے شاید کوئی آدمی اس کی برابر صلاح و مشورہ کے لینے پر آمادہ ہوتا ہوگا۔ اور عمل کرتا ہوگا۔ جب و ملوک میر کو لکھتا ہے کہ صلاح لینے و مشورہ کرنے کو سب باتوں پر مقدم جانتا ہوں تو وہ یہ بتلاتا ہے کہ اس کا قاعدہ ہو کہ صلاح و مشورہ لیکر کام کیا کرتا ہے۔ اُس سے جو کچھ لوگ بیان کرتے ہیں اُسکو صبر سے سنتا ہے اور پھر اس میں سچ بچا کر کے صحیح بات کو دریافت کرتا ہے۔ جب کو پھر سید ٹھک کرتا ہے۔ اس میں اپنی خوشی کا خیال نہیں کرتا۔ ساری عمر اس طریقہ پر اس کا عمل رہا وہ یہ جانتا تھا کہ یہ ضعیف العقل آدمیوں کا کام ہے کہ غیروں کے صلاح و مشورہ سے کام کرنے سے ڈرتے ہیں۔

۵۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو شہزادہ البرٹ نے اپنی سوتیلی ماں کو چند سطروں کے خط میں بتلایا ہے کہ میری حالت بدلنے والی ہے اور ایک نہایت سیدھی سادی عمارت میں بے تکلف بیان کیا ہوا کہ میری زندگی کا مقصود عظیم یہ ہے کہ خستہ پار پانے پر مین لاکھن آدمیوں کے بھلائی کروں۔ یہ خط اپنی سوتیلی ماں کو لکھا ہے۔

میری پیاری ماں • ملکہ منظر سے جو میرے تعلقات میں انکے سواے میرے آئندہ مصائب ایک رخ رکھتا ہے۔ آسمان ہمیشہ بے ابر نیلا نہیں ہوتا۔ زندگی کی سادی حالتوں میں خار لگے ہوئے ہیں مصرع فکر معقول بفرما گل بے خار کجاست • فقط دل کو اُس شعور کا ہونا کہ کوئی شخص اپنی تمام قوار اور کوششوں کو ایک ایسے مطلب عظیم میں کام میں لاتا ہے کہ جس میں بہت سے آدمیوں کی بہبودی اور آسودگی کی ترقی ہوتی ہے اس کے سہارا میں نے کئے کافی ہے۔ انگلنڈ جانیسے پہلے اُس نے ایک اور خط اپنی نانی صاحبہ کو لکھا ہے جس میں ان سے آزار رسانی سے اپنا جلی نیر ہونا ظاہر کیا ہے۔ اس خط میں اپنے راز پر سے پردہ کا ایک کونہ ایسا اٹھایا ہے کہ جس میں سے آدمی سارا حال قیاس سے دریافت کر سکتا ہے وہ لکھتا ہے۔

میری عزیز نانی • اس وقت میرے ہاتھ قلم پکڑے لڑتے ہیں اس لیے کہ میں اب کچھ ہونے کا وہ مضمون لکھوں گا جو آپ کو بخیر ایسا ہی دیکھا جیسا مجھے دے رہا ہے۔ وہ مقصد جس کے درپے ہم مدد کے تھے حاصل ہو گیا ہے۔ کئی دن ہو کہ ملکہ نے اپنے کمزور مین مجھے تنہا بلایا اور صلی جوش و خروش و عشق سے

انہوں نے فرمایا کہ میں نے انکا دل بالکل لیلیا ہے۔ اگر آپ اپنی یہ زیانندی قبول کریں کہ میری زندگی میں آپ اپنے تئیں شریک حال میرا بنائیں تو مجھے جس سے زیادہ آپ سرو کریں گے۔ اور انہوں نے کہا کہ میں اس میں آپ کی زیانندی خیال کرتی ہوں۔ صرف ایک بات جو انکو تکلیف دیتی تھی وہ یہ تھی کہ وہ اپنے تئیں میرے لائق نہیں سمجھتی تھیں جس خوشی و کشادہ دلی سے یہ بات انہوں نے فرمائی اُس نے مجھے بالکل سحر کا اثر کیا۔ دل میرے اختیار سے ٹھکرا کر انکے اختیار میں ہو گیا۔ اور میں انکے ہاتھ بک گیا۔ وہ حقیقت میں بڑی پارسا پاک نفس محبوبہ بن مجھے بالکل یقین ہے کہ آسمان نے مجھے بڑے ہاتھوں میں نہیں ڈالا ہم دونوں ساتھ شاد و خوش رہیں گے۔

اس وقت ملکہ وکٹوریہ میری خواہش پسند کے موافق ہر کام کو کرتی ہیں۔ ہم آپس میں بہت سی ایسی بات چیتیں کرتے ہیں کہ آئندہ زندگی میں ہم کیا کریں گے۔ وہ مجھے وعدہ کرتی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہوگا وہ مجھے خوش رکھیں گی۔ وہ آئندہ زمانہ کیا تو اپنے ساتھ وہ وقت نہیں لائیں گی کہ میں اپنے عزیز وطن اور گھر اور نانی سے جدا ہوں گا۔ اس جدائی سے جو مجھے بچ و فلق ہوگا اسکا میں خیال نہیں کر سکتا۔ ۱۵۔ اکتوبر تھی کہ ملکہ نے مجھ سے یہ بات کہی تھی اور میں اب تک آپسے عرض کرنے میں متائل تھا۔ مگر میں نے جانا کہ اسکے عرض کرنے میں دیر لگانے سے کوئی بہتری نہ پیدا ہوگی۔ اسلئے اسکو گزارش کیا۔

اب ہماری شادی کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ ملکہ اور انکے دربار میں کفروری کے آغاز میں بیاہ ہو جائے۔ ان کے جو اسکے دلائل بیان کیں انکو سن کر میں خاموش ہو رہا۔ اسلئے ہم نے بیان سے اپنی روانگی کی تاریخ ۱۴ نومبر قرار دی ہے۔ جہاں تک ممکن ہوگا ہم وطن میں ٹھہرنیکے لئے وقت نکالیں گے۔

میرا یہاں منصب نہایت مسرت پیر ہوگا۔ اسلئے کہ میں نے ان تمام خطابوں سے جو میرے لئے پیش ہوئے انکار کر دیا۔ میں صرف اپنا نام بغیر کسی خطابے القاب کے رکھوں گا۔ اور جو میں تہادتی رہوں گا۔ اس سبب میں آزاد رہوں گا۔ اور جب موقع پاؤں گا آسانی سے اپنے وطن میں اپنے عزیز واقربا سے ملنے چلا جاؤں گا۔ مگر سمندر میں پڑتا ہے۔ اُس سے اندیشہ ہوتا ہے، اس میں آپسے اس کا خیر کی اجازت و دوبارہ چاہتا ہوں اور آپ کے ملکہ معظمہ خود لکھیں گی۔ کہ وہ کیا آپ سے چاہتی ہیں۔ میری زندگی میں سب سے بڑا یہ کام ہوگا۔ اس میں آپ کی بزرگانہ دعا کا خواستگار ہوں۔ آپ کی دعا ان تمام طوفانوں کو روکنے کے لئے جو آئندہ میرے لئے اٹھیں گے ایک تعویذ یا طلسم ہوگا۔ نانی صاحبہ اب اپنی محبت کو جو مجھ سے ہر کہی نہ چوڑیے گا۔ خدا سب کاموں کو

اچھی طرح انجام دے۔ آپ اس بات کو اس مہینے کے آخر تک چھپانے رکھیں گے۔ اسکا اعلان اس مہینے کے آخر میں ہو جائیگا۔
 ونڈسمر۔ ۱۱۔ نومبر ۱۹۳۹ء آپ کا تابع نورسا البرٹ
 اگرچہ اس خط کا وہ جواب جو ڈچس کو برگ نے شہزادہ کو لکھا تھا، مانتہ نہیں آیا۔ مگر انہوں نے جو خط ڈیوک کو برگ کو لکھا وہ یہ ہے۔

گوٹھا۔ ۲۳۔ نومبر ۱۹۳۹ء
 افسوس کہ ہمارا پیارا البرٹ ہم سے جدا ہوتا ہے۔ ہمارا
 غم بھر اسکی خوشی کا سبب ہو۔ خدا اسکو زندہ سلامت رکھے۔ اسکا خط تم نے بھیجا تھا۔ اس سے اسکی شادی کی
 خبر معلوم ہوئی۔ خدا کا شکریہ کہ ہماری جدائی کا بچہ و قلع اسکو بھی ہے۔ مگر وہ خوش بھی بہت محال ہو سکتا ہے
 خدا اسکو خوش ہی رکھے۔ کم سن ملکہ نے مجھے اپنے خط میں بڑی پیاری باتیں لکھی ہیں۔ انہیں اپنی باتیں
 ملکہ نہیں لکھا بلکہ البرٹ کی فخر دہن لکھا ہے۔ اور اسنے میری جان البرٹ کے احسان کو دل سے مانا ہے
 میرے دل میں بھی اسکا بڑا اثر ہے کہ اسنے مجھے یاد کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ البرٹ سے محبت
 رکھتی ہے جسے سب سے اس نے میرے حال پر اتفاقات کی ہر کہ میں بھی البرٹ سے زیادہ محبت رکھتی ہوں
 سچے و قلع ہے تو یہی کہ البرٹ ہم سے جلد جدا ہو جائیگا۔ خدا اسکو ہمارا حال یہ بھر کیا کر گھا۔

میں اور تم دونوں اسکی جدائی کے بچ میں ہمدرد ہیں۔ ملکہ نے جو اسکو اپنے شہر ہونیکے لیے
 پس کیا ہے وہ بمقتضائے نیچر ہے۔ اس سے بہتر فائدہ و قلع جمیل و تکمیل کوئی اسکو میسر نہیں ہو سکتا
 تھا۔ مگر ہکو اس کی جدائی کا قلع ہے۔ خدا ہکو صبر دے۔

شہزادہ نے ایک اور خط اس خط کے جواب میں جو نانی صاحبہ نے پہلے اس کے خط کے جواب میں لکھا تھا
 یہ لکھا ہے۔

آپ کے پیارے خط کا نہایت ممنون ہوں۔ میں نے اسکو بار بار پڑھا تاکہ اس کے مضامین فیض مشورے سے
 مستفید ہوں۔ اس کے ہر لفظ میں آپ کی نیک دلی کا عکس نظر آتا ہے۔ اے نانی صاحبہ میں اپنے پیارے گھر
 اور عزیز ملک کو ہمیشہ یقینی عزیز رکھوں گا۔ انکی طرف سے میرے دل کے اندر ایک دست بیٹھا ہو گا جو ہمیشہ
 انکی یاد دلاتا رہے گا۔

نئے ملک کے فائدہ کے لیے زندگی بسر کرنا ادا پنا زیاں اٹھانا مجھے اس اپنے ملک کے ساتھ بھلائی کر
 کو بھلائیگانہیں جس سے میں نے بہت سے فائدے اٹھائے ہیں۔ آئندہ جس ملک سے میرا تعلق ہو گا

اُسکے لیے مین محنت و مشقت شاقہ اٹھائیے مکان نہیں پاؤں گا۔ اور جب مین منصب عالی پر پہنچ جاؤں گا تو مین اپنے تین ٹھیک جرمی ہوئیے موقوف نہیں کروں گا۔ گواہی مجھے آزدہ خاطر کرتی ہے مگر مجھے اس خیال سے خوشی ہوئی ہے کہ اپنے جانے پہلے مین چند روز آپ کے ساتھ رہوں گا گو وہ چند ہی ہوئے مگر بڑے خوشی کے ہونگے۔ اچکا تلج البرٹ کو برگ ۲۸ نومبر ۱۸۳۹ء

۱۴۔ نومبر کو شہزادے وڈ سر سے اپنے وطن کو برگ کو چلے۔ رستہ میں ولس پیڈ میں مین شاہ پیچیم سے ملے جو مان ٹھیرا ہوا تھا۔ اُسے ۲۲ نومبر کو شہزادوں کے پہنچنے کے باب میں یہ خط ملکہ منسلک کو لکھا۔

مین نے ایک قاصد کو ٹھیرا رکھا کہ شہزادہ البرٹ کے آنے کی خبر آگے دوں۔ شہزادے ۲۰ نومبر کو بخیر و عافیت یہاں پہنچے۔ مین نے اُنکو دیکھا کہ وہ بڑے توانا و تازہ روہین۔ خاص کر شہزادہ البرٹ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تندرستی و صحت کے لیے خوشی سے بہتر کوئی مجھ نہیں۔ اُسکو تم سے بڑی محبت ہے اور تمہارا ذکر وہ بڑی حیا کے ساتھ کرتا ہے۔ اُسکی طبیعت طرب انبساط و نظرافت سے بھری ہوئی ہے۔ بڑا ہی عمدہ مصاحب ہے۔

شہزادہ نے اپنے دل کا حال ایک اپنے دلی دوست کو خط میں اس طرح لکھا ہے۔

پیارے لو ان مین اگرچہ مین ابوقت طرح طرح کے کاموں کی کثرت سے پریشان خاطر ہوتا ہوں۔ مگر مین چند منٹ کی فرصت نکالتا ہوں کہ اپنے سچے دوست کو اپنی خوشخبری براہ رست سناؤں۔ مان صاحب اب مین دوٹھا ہوں اور غریب ۴۔ فروری کو مین اپنی محبوبہ کے ساتھ ہم آغوش ہو جاؤں گا۔ جب میری آخر ملاقات ہوئی تھی۔ مین نے اس معاملہ کا ذکر کیا تھا۔ اسکے بعد آسمان زیادہ تاریک ہوتا گیا۔ ملکہ نے میرے چا شاہ پیچیم سے کہدیا کہ شادی کا معاملہ ملتوی ہوا۔ چار سال تک مین شادی کا نام نہیں لوگی۔ مین نے بھی چپ چاپ ارادہ مصمم کر لیا کہ اس التوا کا انتظار نہیں کروں گی اور اپنی شادی کے ارادہ کو فسخ کروں گا۔ مگر خدا کی مرضی یہ نہ تھی۔ جب مین یہاں آیا تو دوسرے ہی دن سے ملکہ نے بڑی عنایت کرنی شروع کی۔ اور دو دن بعد تو اُسے مجھے خلوت میں بلا کر اپنا ہاتھ اور دل سیر حوالہ کیا۔ آپ اس بات کو نہ ہرگز کسی نہ کہئے گا۔ اس راز سے سوائے سیر بھائی اور مان کے کوئی واقف نہیں۔ مین خیال کرتا ہوں کہ ملکہ و کٹوریا مین وہ ساری باتیں مین جس سے گھر سرت گاہ بنتا ہے وہ

مجھے بالکل دل سے چاہتی ہے۔ میں بڑا طالع ور اور خوش نصیب ہوں۔ مگر کانٹے بھی میرے گرد موجود ہیں بہت سے جھگڑے بھی اٹھیں گے۔ اپج مہینے نے میرے لیے بہت سی طوفان جمع کر رکھے ہیں۔

اپنے دیں کی جدائی اپنے عزیز کو برگ اور دوستوں کا فراق میرا بڑا جان خراش ہے۔ اب بنا دوست کب ملو گے؟ یہ خط کسی کو دکھانا نہیں فقط المیہ

ایک شخص نے جو انگلستان میں پیدا ہوا تھا مگر جرمن میں تسلیم و تربیت پائی پائی تھی وہ شہزادہ کے حال سے خوب واقف تھا۔ ایک اخبار میں اسکا مفصل حال یہ چھپوایا ہے۔ جو نیچے لکھا جاتا ہے۔

”سب کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی ہیں کہ دیکھیے ملکہ مغلیہ کا شوہر کون شخص ہوتا ہے اور بہت کی توجہ شہزادہ البرٹ کی طرف ہو رہی ہے۔ اگر آپ اپنے نامور اخبار میں شہزادہ کا حال شائع کریں گے تو آپکے اخبار خوانوں کو نہایت پسند آئیگا۔ اسلئے لکھا جاتا ہے۔ اُسکے لڑکپن کے حالات لکھنے کے لیے یہ کافی ہے کہ اُسکے دلیں وہی جج ہوئے گئے۔ جن کے فرینک کرداری اور حسن لیاقت ہوتے ہیں۔

اسلئے بس یہ کہنا کافی ہے کہ اسے اور اس کے بھائی نے جو وارث سلطنت ہو۔ بڑی حسیاسیت سے تعلیم پائی ہے اکا استاد **فلورس چنر** بڑا قابل عالم مائل و نیک فاضل تھا۔ جب شہزادے

یون کیونیورسٹی میں گئے ہیں تو وہ اُنکے ہمراہ تھا۔ اور وہ انہوں نے ایک ہینور و اسٹر جنگی قواعد سیکھی۔ شہزادہ البرٹ نے مختلف تعلیم کی اعلیٰ درجہ کی شاخوں ہی پر توجہ نہیں کی بلکہ اپنی

فرصت کے گنتھوں میں ان سائنسوں پر بھی توجہ کی جو علم کے زیور کہلاتے ہیں جیسے کہ علم نباتات علم

کیمیا۔ علم معنیات۔ سنکھ و دیا۔ علم طائر وغیرہ۔ اور اُس نے بھائی کے ساتھ ایک عجائب خانہ کی بنا

تاکم کی۔ اور اس میں عجیب عجیب چیزوں کے نمونے جمع کیے۔ باوجود ان علوم کی تحصیل کے فنون کی تحصیل میں بھی غفلت نہیں کی۔ شہزادہ البرٹ میں ایک خدا داد استعداد مصوری کی ہے۔ علم موسیقی میں ایسی

مہارت حاصل کی کہ نئے نئے سرون اور آگوں کو موزون کرنے لگا۔ وہ اہل صنعت کا تو مانی باپ ہے اُنکے جو ہر لیاقت کے پرکھنے کے لیے بڑا جہرہ ہے۔ کلچر میں جن مضامین کو اُس نے سیکھا وہ پولیٹیکل

اکنومی ز علم سیاست من، **جیورس پروڈنس** (اصول قوانین) وغیرہ قدیمی زبانوں کا علم ادب۔ یہ سب علوم جرمن کے ایک فاضل اہل سے سیکھے۔ یہ تحصیل علم اس عمر میں قیوم نہیں تھی اور بڑی عمر میں وہ ذلیل نہ تھی۔ اس تسلیم ہی نے ممتاز آدمیوں میں شہزادہ کو ممتاز و سرفراز کر دیا۔ اگرچہ اسکو میانی

ملکہ شہزادہ البرٹ کی شادی پر مضمون

اشغال کا بڑا شوق تھا۔ مگر یہ شوق کبھی ایسا غالب نہیں ہوا کہ اُس نے تحصیل علم کے اشغال سے غافل کر دیا ہو۔ اور علم پڑھانے سے باز رکھا ہو۔ اسلئے وہ ان تفریحات میں زیادہ مصروف نہ ہوتا تھا۔

اگرچہ صاحبِ حسنِ جمال تھا مگر خود نما اور خود فروش نہ تھا۔ وہ شہزادوں کے لئے ایک نمونہ اسکا چال و چلن طریقہ درویدہ ایسا تھا کہ وہ انتظام خانگی کے لئے ایک نمونہ تھا۔ اسکی برادرانہ اور فرزندِ محبت قابلِ تعریف تھی اُسے جو اپنی سوتیلی ماں سے سچی محبت اور اسکا ادب پاس لحاظ کیا ہے اُنکے دیکھنے سے لوگوں کا دل خوش ہوتا ہے۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ آخر سال میں دونوں بہائیوں میں یون جی ہوئی کہ بڑا بھائی وارث سلطنت تو شاہ سیکیسن کا بلازم ہو گیا۔ اور شہزادہ البرٹ اٹلی کی سیر

چلا گیا۔ اس طرح دونوں بھائی بغیر آپس میں ملے جدا ہو گئے۔ شہزادہ ایلبرٹ خوش مزاج ہے۔ اسکا دل محبت منرل ہے۔ ہمارے بیویک ساتھ مزاج بہت کوتا ہے۔ جب وہ کوئی سیوہہ حرکت کرتا ہے تو اُسے خوب سہتا ہے مگر اس بات کو مہنی میں ایسا دلدیتا ہے کہ اُس سے کسی کا دل نہیں ٹکتا۔ وہ ایک خوش طبعی کی بات معلوم ہوتی ہے۔ خوشامد وہ ہو کہ بازی سے اسکو نفرت قلبی ہے۔ مردم شناسی میں کمال ہے۔ آدمیوں کی بات چہرے سے پہچان جاتا ہے۔ ہر چیز کے سارے رخ و پہلوؤں کو بڑے غور و خوض سے دیکھتا ہے اور اُنکو جانچتا ہے اور پڑھتا ہے اور اپنے اپنی عقل والا سے رائے صائب قائم کرتا ہے بہت سے دلچسپ قصے اسکے بیان ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ اس سبب نہیں بیان کئے جاتے کہ شہزادہ کے قانون کو گران معلوم نہ ہوں۔ اب صرف یہ بیان کرنا باقی رہا کہ ہر انگریز خواہ وگ ہو یا ٹوری ہو ملکہ مظہر کے ساتھ اسکی شادی ہونی سے خوش ہے کہ وہ شوہر کے تمام حقوق کا حقدار ہو گیا۔

حضرت علیہ السلام نے اپنے دوست **بیرن سٹوک میئر** کو یہ مژدہ جلد سنایا جب کوہ سنکر حیرت میں آگیا۔ کیونکہ تھوڑی مدت گزری تھی کہ ملکہ نے اس سے کہا تھا کہ میں اپنے کو اپنے کی حالت بدلنے کا ارادہ مدت تک نہیں کرینگے۔ اب انہوں نے دفعۃً یہ لکھا کہ اس وقت بچپنی اپنا خطا کا خیال ایسا ہے کہ میں نہیں جانتی کہ اپنے خطا کو کیونکر شروع کروں۔ مگر میں وہ مژدہ سناتی ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے حاف کر دینگے۔ البرٹ نے میرا دل بالکل لے لیا ہے۔ اور آج صبح کو میرے اور اُسکے درمیان سب باتوں کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ مجھے خوش رکھے گا اور میرا اپنا بھی یقین ہے کہ میں اسکو خوش رکھونگی۔

اس نسبت قرابت کے باب میں گرین ویل صاحب لکھتے ہیں کہ اس معاملہ میں ملکہ مسئلہ میل بورن وزیر اعظم کی طرف ذرا التفات نہیں کیا۔ اس معاملہ کی ساری باتوں کو خود فیصل کیا اس سے ذرا اصلاح و مشورہ نہ کیا۔ اور نہ اپنے ارادہ پر اس کو مطلع کیا۔ وزیر نے ملکہ سے عرض کیا کہ جو فرماؤں اڑ رہی ہیں نہ میں اُن سے لاعلم ہوں نہ حضور۔ مجھے یہ خیال نہیں ہے کہ میں آپ کے ارادہ کو دریافت کروں بلکہ میں اس کو اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو مطلع کر دوں کہ اگر آپ کا کوئی ارادہ ہو تو ضرور ہے کہ آپ اس کو وزراتے سلطنت پر اعلان کر دیں تو ملکہ نے ارشاد کیا کہ مجھے آپ کچھ کہنا نہیں لیکن ہفتہ کے بعد۔ انہوں نے اپنے وزیر کو آگاہ کیا کہ سارا معاملہ فیصل ہو گیا ہے۔ اس سے ملکہ کی عجیب آزاد منش اور بے تعلقی ظاہر ہوتی ہے جس کی نسبت لیڈی گرے صاحب کہتی ہیں کہ اس آزادانہ خصلت کے بڑے نازک نتائج ہیں کہ جب ملکہ نے اس معاملہ میں میل بورن سے کوئی تعلقی نہیں رکھا تو جب وہ بڑی ہونگی تو ان وزراء سے جن کو وہ پسند نہیں کرتیں نہ ان کی پروا رکھتی ہیں کیونکہ معاملات گرین گی +

اصل حقیقت ہمال تو معلوم نہیں مگر بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر میں میل بورن ملکہ سے آزرہ نہیں ہوا۔ وہ بدستور ان پر فرمان رہا۔ ملکہ نے اپنے نزدیک مناسب وقت ہر گز تو کو یعنی نسبت قرابت ہوئیے ایک دن پہلے میل بورن کو مطلع کیا کہ انہوں نے شہزادہ کو اپنے شوہر ہونیکے لیے پسند کیا ہے ملکہ نے اپنے جرنیل میں لکھا ہے کہ میل بورن نے اس نسبت قرابت پر اپنا بڑا طبع انسان خاطر ظاہر کیا اور یہ اضافہ کیا کہ اس شادی کرنے کو لوگ بڑی خوشی سے قبول کریں گے۔ وہ شادی کے باب میں خود بڑے متفکر بیٹھے ہیں اور پھر ایک مریبانہ انداز سے کہا کہ آپ کو بڑی راحت و آسائش اس سے حاصل ہوگی۔ عورت خواہ کسی درجہ کی ہو وہ تنہا کسی بڑے ایک حال پر قائم نہیں رہ سکتی +

جب شہزادے وطن کو سد مارے چند ہفتہ شہزادی کے اُنکے ساتھ بڑی خوشی و خرمی سے گزرے تھے اب تنہائی میں اُن کا دل گھبراتا تھا۔ وہ اُن ہی راگون اور گیتوں و نغموں سے اپنا جی بہلاتی تھیں جو شہزادہ موزوں کر کے اُنہیں دے گیا تھا۔ شہزادہ چلتے وقت ایک اپنی تصویر بھی دے گیا تھا جس کو ملکہ نے اپنی چوڑی میں نصب کر کے اپنی تقویت دل کا تقویٰ بنایا تھا +

آپ فرمائیے کہ میری کم عمر دامن پر کیا گزرتی ہوگی جب وہ اپنے کمرہ میں تنہا چپ چاپ
 اُداس بیٹھتی ہوگی۔ اس خیال کا اثر میرے دل پر ایسا ہوتا ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ پر لگا کے اُداس
 جانوں اور اپنی دامن کے دل خوش کر نیکی لے اسکے پاس جا بیٹھوں۔ اسکے جواب میں ملکہ نے لکھا
 کہ ”یہ الفاظ کم عمر۔ میری دامن۔ ایسے شیریں دلربا ہیں کہ جسے محبت والفت ٹپکی چرتی ہے۔ اور وہ
 آئندہ سالوں کی مسرت و انبساط کی بشارت سناتے ہیں۔“ شہزادہ نے اپنی دامن کو لکھا میرے
 تو تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ میں کیسا محبوب آپکا ہو گیا ہوں۔ میری خوشی کی انتہا یہ ہے کہ میں یہ
 جانوں کہ آپ مجھے عزیز رکھتی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ جب یہ خوشی میرے پاس ہوگی تو میں کیا ہنگام
 پھر وہ بیان کرتا ہے کہ میری نانی صاحبہ کو میری جدائی کا بڑا افسوس ہو کر ان کی امید ہے جو میری
 ہے کہ میں جس قدر خوشی کو چاہ سکتا ہوں کہ وہ حاصل ہو وہ اپنی عزیز و کٹور یا سے حاصل کر سکتا ہوں۔ ایسی
 باتوں سے میں انکے دل کو تسکین دیتا ہوں۔ پھر اپنے عزیز وطن کو برگ سے شہزادہ لکھتا ہے کہ
 میں آپ ہی کے خیال میں سرتاپا مستغرق رہتا ہوں۔ آپکے چھوٹے کمرہ میں جو گھنٹے آپکے ساتھ گزرتے
 ہیں انکو میں اپنے ایام زندگی کا سب سے زیادہ خوشترین حصہ سمجھتا ہوں۔ ہریشہ آپکے ساتھ رہنے سے
 جو خوشی حاصل ہوگی۔ اسکی صاف تصویر میں اپنے تصور میں بھی نہیں بنا سکتا۔ پھر نہایت سنجیدگی و
 محبت سے لکھتا ہے کہ کو برگ کے چرچ کے اندر جس گھنٹے میں میں سیکرمنٹ لینے گیا خدا مجھ سے خواہ
 نہ کرے کہ اس مقدس تبرک لینے کے وقت میں بھی مجھے آپ ہی کا خیال تھا کہ میں خدا سے دعا مانگتا
 تھا کہ وہ آپ کو صحت روحانی عطا کرے۔ خدا اپنی برکتوں کے دینے سے انکار نہیں کرے گا۔

یہ سارا بیان ہم نے انہیں کی ربانی نقل کیا ہے جو اس نسبت قرابت کے اہتمام میں تھے ملکہ مظہر
 کا اپنے تئیں شہزادہ سے درجہ دوم پر رکھنا اور بار بار یہ فرمانا کہ وہ میری خاطر سے اپنے نقصانوں کا
 متحمل ہوا۔ ایسی نیک دلی و منکسر المزاجی کی مثال ہے کہ اس سے زیادہ کامل کوئی مثال کسی فیاض
 پاک نفس عاشق کے انخساری کی نہیں ملے گی۔ جس روز اس قلعے میں یہ نسبت قرابت قرار پائی عجب
 ہنگامہ انبساط و نشاط گرم تھا۔ اولیاء دولت میں چل پھل ہو رہی تھی۔ قاصد چاندون طرف انوشہ
 خبری کی تحریر کو انبار کے انبار لے دھڑے جاتے تھے خط و کتاب جو اس باب میں ہوتی اُس کو تم
 اوپر کے صفحوں میں پڑھ لو۔

شہزادہ کا یہ جواب ہے کہ ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں

ملکہ معظمہ جب اس حد سے گزریں جہاں پہل اور حیا ملتے ہیں تو جو خود رانی و خود پسندی
بمقتضائے جوانی ان میں تھی وہ ان کی طبیعت سے ایسی دور ہو گئی کہ پھر عمر بھر لٹکے پاس آئی کہ ان کی
نوجوانی کی خود رانی کی خصلت کے زور کو دودھ نہ کرتی ملکہ کے مصاحب نے اس زور کو ابھرنے اور اوپر
چڑھنے نہ دیا۔ انکو منکسر المزاج بنا دیا۔

باب دہم

شادی کا بیان و سیل بورن کی وزارت

سیل بورن کی وزارت کے اختیارات و حکومت کی معاونت نے بجٹ کی تجاویز میں ایک اصلاح پیش کی
جو قانون بنکر نافذ ہوئی جس میں ملکہ معظمہ کی رعایا نہال اور آسودہ حال ہو گئی اور ان کے درمیان رشتہ
الفت قائم ہو گیا۔

انگلستان میں پنی پوسٹ ایسا ہی ہے جیسے یہاں پیسے کا کارڈ یا آؤٹ کا ٹکٹ ہے۔ ایک
انگلستان میں خطوں پر محصول لگنے کی شرحیں گران اور مختلف تھیں۔ فاصلہ پر۔ وزن پر اور نیز خط کی
بیمیت پر محصول کی شرحیں بدل جاتی تھیں۔ ایک مقام سے جو دوسرے مقام پر خط جاتا تو اس پر مختلف
محصول لیا جاتا تھا۔ کل یونائیٹڈ کنگڈم میں بحساب اوسط فی خط چھ پنی دہر (محصول بھیلتا تھا۔ ایک
سوائے اگر خط کاغذ کے ایک تختہ سے زیادہ کاغذ پر لکھا جاتا تو محصول کی شرح اور بھی بڑھ جاتی۔ پانی
کے نمبر جن کو ایک خاص حد تک اور گورنمنٹ کو گل خطوں کا محصول معاف تھا خواہ وہ کتنے ہی بھیجن
وہاں شاہی آدمیوں کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنا یا پر اپنا خط قسط خط کے سرنامہ پر اپنا نام لکھ کر بھیجیں
اور محصول سے معاف رہیں۔ جسکے معنی یہ تھے کہ جو لوگ خطوط کے محصول دینے کا مقدور رکھتے ہیں
وہ تو محصول سے معاف رہیں اور جو کم تقدور ہیں وہ خطوں کا ہماری محصول دینے۔

ڈاک خانہ کے اس بیوروہ انتظام سے ہر مقام پر لوگوں کو سخت تکلیف پہنچ رہی تھی۔ منجملہ
اور نقد انون کے ایک نقصان یہ بھی تھا کہ جو لوگ عام اسباب رسائی کے کارخانوں کے مالک تھے

پنی پوسٹ کی اصلاح

پنی پوسٹ کا جاری ہونا

پوشیدہ پوشیدہ خطوط رسائی کرتے تھے۔ خطوں پر جو گورنمنٹ کی شرح محصول تھی اُس کو کم کر دیتے تھے اور چوری سے اپنی ڈاک خوب چلاتے تھے۔ اپنے اس ناجائز وظاف قانون کام کو جائز تجارت سمجھتے تھے۔ برسوں تک مین چیٹر اور لنڈن کے درمیان خطوں کے پانچ چھ حصے اسطرح آتے جاتے رہے۔ ایک بڑی نامی تجارت گاہ تھی جس کے سرستھ خط تو ایسے ڈاکخانوں کی معرفت جکانام زمین دوز ڈاک خانہ کھیا گیا تھا بھیجے جاتے تھے اور ایک خط گورنمنٹ کے ڈاک خانہ میں بھیجا جاتا تھا۔ قاعدہ تھا کہ جب کاغذ ایک تختہ سے زیادہ تختوں پر خط لکھا جاتا تو اُس پر زیادہ محصول لگتا تو اُس کے گھسانے کیلئے یہ مجلسی ہوتی۔ کہ ڈاکخانے کے ملازم اُن مہزون میں مجلسی کرتے جو اس شناخت کیلئے لگائی جاتی تھیں کہ محصول یا ڈاک لگایا جائے یا نہیں۔

سر رولینڈ ہل صاحب اُردن اور کچان نظام خطوں کے محصول کا ایسا پیش کیا جس کا احسان سب مہذب سلطنتوں نے مانا۔ اور جن سلطنتوں میں ڈاک کا انتظام تھا۔ انہیں کے نظام کو انہوں نے اختیار کیا۔ صاحب صوف بڑے عالی خاندان تھے۔ ابتدائے عمر سے انکو ہندوؤں کے جوڑنے کا شوق تھا۔ اسی سبب انہوں نے ایسی تحقیقاتیں کیں کہ ڈاک خانوں میں کتنے خط پڑتے ہیں اور انکی تعداد کو آبادی کی تعداد سے کیا نسبت ہو۔ خطوط رسائی کا خرچ کیا ہوا۔ ہر خط کے پہنچانے کا خرچ ڈاک کے افسر کیا لگاتے ہیں۔ جب انہوں نے اس محصول کی سختی کا ایک صحیح واقعہ سنا تو اُن کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ وہ محصول کی سختی کے دور کرنے پر دل و جان سے مصروف ہوئے۔ یہ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ نوجوان شاعر مشرکول برج نے دیکھا کہ ایک عورت کو چٹھی رسائی نے خط دیا۔ عورت نے خط کو ہاتھ میں لیا اور اُسکو الٹ پلٹ کر کے دیکھا اور چٹھی رسائی کو داپس کیا اور کہا کہ میرے پاس محصول دینے کے لئے نہیں ہے۔ جب صاحب صوف کو معلوم ہوا کہ یہ خط اُس عورت کے بدلے کا تھا تو انکو رحم آیا اور محصول کا ایک شلنگ بیکر خط عورت کو دلوادیا۔ اگرچہ عورت کی مرضی یہ نہ تھی کہ وہ اس طرح اُس کو خط دلوائیں۔ جب چٹھی رسائی نے غائب ہوا تو اُس عورت نے نفاذ کے اندر سے ایک نسخہ کاغذ کا چپر کچھ نہیں لکھا تھا صاحب صوف کو دکھایا۔ اور کہا کہ ناحق آپ نے اپنا رویہ بدل لیا۔ کیا جب یہ لکھا تھا لنڈن گیا تھا تو مجھ میں اور اُس میں یہ بات بٹیر گئی تھی کہ جب ہم خیر و عافیت ہیں تو ہر سہ ماہی میں ایک خط اسطرح ایک دوسرے کے پاس بھیج دیا کرے اور وہ واپس کر دیا کرے۔ اس طرح ڈاک کے محصول سے خرچ کرنے کے بغیر کیا

دوسرے کی خیر و عافیت معلوم کر لیا کریں۔ یہ حکایت تو بہت آدمیوں کے دلیمن اور زبان پر تھی۔ مگر یہ اس جو انکو مشر بل کا دل تھا کہ اسے شکر بگلیا اور یہ سمجھ کر ڈاک کے محصول میں کوئی خرابی ایسی ہے کہ جسے سب سے بہن بہائیوں میں خیر و عافیت دریافت کر نیکے لیے یہ فریب بانی ہوتی ہے وہ اس کے مطابق میں ہمہ تن سامعی ہوا۔

مشر بل بتدریج اسپینہ و دلیمن محصول ڈاک کی اصلاح کے منصوبہ کو پکارتے رہے۔ ۱۸۳۳ء میں ایک پریجیٹل رپورٹ اس سالہ کی صورت میں جس کا نام انہوں نے ریفرم آف پوسٹ آفس ڈاک کے شیڈول کی اصلاح رکھا تھا۔ دنیا کے روبرو پیش کیا جسکو لوگ دیکھ کر تعجب نہ کیے کہ اسپین کیا کیا باتیں قابل تعمیل لکھی ہیں۔ مشر بل کے نظام کا اصل اصول یہ تھا کہ خطوط رسانی میں ڈاک کا خرچہ خفیف ہوتا ہے اور اصل کی زیادتی تھوڑی اور فزیشن محصول میں کرتی ہے۔

اس پریجیٹل میں آپنے یہ تدابیر پیش کیں کہ ڈاک کا محصول اتنا گھٹایا جائے کہ وہ کم از کم ہو جائے اور اس کے ساتھ خط رسانی میں تیز رفتاری زیادہ کی جائے اور ڈاک کا کئی کئی دفعہ جلد جلد کام کیا جائے۔ گورنمنٹ جس اصول پر حساب کرتی تھی اس کے بالکل برخلاف مشر بل کا اصول تھا۔ گورنمنٹ کا تو یہ اصول تھا کہ خط پر جس قدر محصول زیادہ لیا جائیگا اتنی ہی محصول کی آمدنی زیادہ ہوگی۔ اس کے برعکس اس صاحب کا اصول تھا کہ جس قدر محصول کم لیا جائیگا۔ اسی قدر منفعت زیادہ ہوگی۔ اسلئے اس نے یہ سفارش کی کہ ڈاک کے سارے محصولوں کی جگہ صرف کیساں محصول آدھے اس کے وزن پر ایک پینی کل اینا میٹنگ ٹم میں محصول لیا جائے اور اسپین فاصلوں پر کچھ خیال نہ کیا جائے غلہ وہ کہتے ہی دور دراز ہوں۔ پوسٹ آفس کے افسر اس تجویز سے بہت ناراض ہوئے۔ پوسٹا مشر بل لارڈ لچ فیڈ نے ہوسٹ آف لارڈس میں کہا کہ ایک میں نے ڈاک کے باب میں جتنی بیہودہ و حیا نہ تجویز سنیں تھیں ان سب سے بدتر یہ تجویز ہے جو آپ پیش ہوئی ہے۔ ڈاک کو بارہ گنا بوجھ ڈھونڈا پڑے گا۔ اس سب سے ڈاک کے اس صیغے میں جو لاکھ پونڈ سالانہ کا خرچہ ہوتا ہے اس سے بارہ گنا خرچہ ہوگا۔ ڈاک خانوں کی زیوارین پھٹ جائیں گی جن رقبوں پر ڈاک کے مکانات بنے ہوئے ہیں ان میں کلر کون اور خطوں کی سمائی نہوگی۔ ممکن نہیں کہ اس بعد انتقال میل پر کسی کو تعجب نہ ہو کیونکہ لارڈ لچ فیڈ نے یہ بیان کیا کہ یہ تجویز اسلئے کہ وہ پبلک کے لیے بہت مبارک فرج ہے عمل میں نہ آتی چاہیے۔ اسلئے اپنی دلیل میں یہ بات بیان نہیں کی جو اکثر آدمی کہہ رہے تھے کہ پبلک اسے غلط سمجھے گی نہیں

جتنی اس تجویز کے مجوز توقع کر رہے ہیں بلکہ یہ بیان کیا کہ پہلے اتنے خط بھیجے گی کہ پوسٹ آفس کا ناک میں دم آجائیگا۔ خطوں کے پہنچنے میں عوام کو ایسی آسانی ہو جائیگی کہ وہ ملازمین ڈاک کو اتنی تکلیف دیں گے کہ وہ سختل نہ سکیں گے۔ ایک اور افسر کے ڈاک کا کرئیل ہیری یہ کہتا تھا کہ میں ڈاک کے اعلیٰ افسروں کے ہتھکڑیاں پہن کر یہ تجویز نہیں چلے گی۔ گورنمنٹ خود اسکو منع کر دے گی۔ تم اپنی طرف سے کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے یہ معلوم ہو کہ اس کے ابراہین یہ خارج ہوئیں۔ ہم گورنمنٹ کے ملازم ہیں یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم کوئی کام ایسا نہ کریں کہ جس کے سبب کوئی الزام گورنمنٹ کے ذمہ عاید ہو۔ یہ تو ہندوانہ حیرت کی کوئی بات نہیں کہ پوسٹ آفس کے ذہن میں کوئی اور بات سوائے اس تجویز کے ناکام ہونے کے نہ آئے۔ حیرت تو اس پر ہے کہ عدنی سمتہ جیسا لائق عاقل فرزند ممبر پارلیمنٹ کا یہ کہے کہ اپنی پوسٹ میں لاکھ پونڈ کی آمدنی میرے دوست مسٹر واربرٹن کی خاطر خاک میں ملتی ہے۔ یہ صاحب پارلیمنٹ کے ممبر تھے ایک دوسرے ممبر پارلیمنٹ مسٹر وائیس کے ساتھ ملکر بل صاحب کی تجویز کی حمایت کرتے تھے۔ سٹنی سمتہ نے یہ بھی کہا کہ میں وگ منسٹری کا مداح ہوں۔ انقلاب عظیم کے بعد جنہیں کام لے کر وزراء نے جیسے اچھے کیے ہیں ایسے اور وزراء نے نہیں کیے۔ مگر افسوس ہے کہ مسٹر بل کی تجویز کا قبول کرنا انکی ضعیف عقل پر دلالت کرتا ہے اور عثمانیوں کے کان کھڑے کرتا ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بل کی تجویز جیسی آسانی سے وزارت نے قبول کر لین ایسی توقع نہ تھی۔ حقیقت کہ مسٹر بل کا یہ پمفلٹ شائع ہوا ہے اسوقت سررشتہ ڈاک کے حالات کی تحقیقات ایک کمیشن کر رہا تھا اسے مسٹر بل کی تجویز پر بہت توجہ کی اور اس کے حق میں اچھی رپورٹ بھیجی۔ گو پوسٹ آفس اسکو یقین دلاتا تھا کہ اس سے آمدنی کا نقصان اسقدر ہوگا کہ وہ اٹھایا نہ جائیگا۔ پارلیمنٹ میں مسٹر وائیس نے جبکا نام اوپر بیان کیا گیا ہے ایک کمیٹی مقرر کرنے کی تحریک کی کہ وہ ڈاک کے سارے کاموں کی خوب چمان میں کہے رپورٹ کرے جو مسٹر بل نے اپنے پمفلٹ میں ڈاک میں محصول لگنے اور اس کے وصول ہونے کا طریقہ بتلایا ہے کمیٹی نے بڑے جبراً استقلال سے اس امر میں بڑی توجہ سے تحقیقات کی۔ اور آخر کار اسکی سفارش کی کہ اس کے موافق یکساں محصول لگایا جائے۔

مسٹر بل جانتے تھے کہ اس محصول کے گھٹنے سے خطوں کی تعداد زیادہ ہو جائیگی تو ہر کارکن کو پینشن کے جمع کرنے پر فرصت نہیں ملے گی۔ اسلئے ضرور ہے کہ خط کا فرسندہ محصول فرے۔ انہوں نے پوسٹ آفس (ڈاک خانہ کے ٹکٹ) نکالنے کی تجویز مسٹر چارلس ٹائیٹ کی بتائی ہوئی ختمیاری کی۔ ٹکٹ تیار

کیا گیا۔ جس میں ملکہ مظفر کا چہرہ بنایا گیا۔ جس کے سبب ساری دنیا نے اس کے چہرہ مبارک کی زیارت کی۔ گور
نے اس تجویز کے منظور کرنے میں اپنی عالی تہستی کے ساتھ فیاضی دکھائی۔ اول سال میں ڈاک کی آمدنی
میں کمی ہوئی تو پارلیمنٹ نے اس کی پروا نہیں کی۔ بلکہ اس تجویز کے سبب آئندہ نقصان اٹھانے پر بھی اپنی
رضامندی ظاہر نہ فرمائی۔ اہل تجارت نے بھی اس میں اپنی منفعت اور آسائش کے سبب ہمت زور دیا۔
اور بہت سی درخواستیں اس کے جاری رہنے کیلئے دیں۔ آخر کار گورنمنٹ نے ایک بل تیار کیا جس میں سٹر
بل کی تجویز خستہ یا اس کی کہ سوائے ان خطوں کے جو بکار ملکہ مظفر بھیجے جائیں اور خطوں کے لئے محصول معاف
کرنے کا طریقہ موقوف کیا جائے۔ ابتدا میں گورنمنٹ نے یہ تجویز کی کہ ناف ایس کے وزن کے خط پر چاک
پنس محصول لگا یا اگر سوائے ان یہ قانون پاس کر دیا کہ کل یونائیٹڈ کنگڈم میں سب جگہ پر جبکہ وزن
آدھے انس سے زائد نہ ہو ایک پینی کا ٹکٹ لگایا جائے۔ اس تدبیر کا منس ہوس اور لارڈس ہوس ٹونی
مخالفت ہوئی۔ ڈیوک ونگٹن نے فرمایا کہ میں اس تجویز پر سخت اعتراض کرتا ہوں مگر چونکہ گورنمنٹ نے
اس کے جاری کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ لارڈس ہوس میں اس پر مخالفت نہ
کیجئے۔ کامنس ہوس میں سر روبرٹ پیل اور سٹر گولبرن نے مخالفت کی۔ دونوں نے اس تجویز پر
تبرکیز کیا۔ اور کہا کہ یہ تدبیر آمدنی کی کے سبب ملک کو ایک بلایں برباد کرے گی۔ یہ ساری مخالفتیں دہریہ
تدبیر نہ کر ملک کا قانون ہو گئی۔ سٹر وینڈر بل کا اصول ساری مہذب دنیا نے اختیار کیا۔ اور پورٹون سے
اس کے نتائج معلوم ہوتے ہیں کہ خطوں کے بھیجنے کی تعداد نہ ہزاروں گنی بڑھ گئی۔ ملکہ مظفر کی سلطنت میں ملک
کی تاریخ معاشرت میں ہجرت ناک کام ہے۔ یہ برٹش کی ذہانت و جدت کا نتیجہ تھا کہ اس نے غیر ملکوں کو اپنی
پیروی کرنے سے فائدہ پہنچایا یہ امر شبہ ہے کہ ملکہ مظفر کے عہد سلطنت میں اس کی گورنمنٹ کوئی اور قانون
ایسا جاری کیا۔ ہو کہ اس نے انگلینڈ اور ساری دنیا کی معاشرت میں ایسی منفعت عظیم پہنچائی ہو۔

یہ تجویز ہوئی کہ جب تک سررشتہ کے طور پر پرائوی کوئل میں شادی کا اعلان نہ کیا جائے اس کا
اعلان عام نہ کیا جائے۔ ملکہ مظفر کی یادداشتوں ہی سے سارا حال اس نسبت قرابت کا تحریر ہوا ہے
وہ ۱۵ اکتوبر کو اپنی یادداشت میں لکھتی ہیں کہ میں نے بیوہ ملکہ اور تمام اراکین خاندان شاہی کو اپنی
قرابت پر خطوط بھیج کر مطلع کیا اور سب نے جوابات میری خاطر خواہ بھیجے۔

۲۰۔ نومبر کو ملکہ مظفر مع والدہ مکرمر کے وینڈر سٹر سے قصر بکننگھم میں رونق افروز ہوئے۔ لارڈس میں

نے پرائوی کوئٹل میں جو اعلان نامہ پیش کر نیکی لئے تیار کیا تھا۔ اُسیدن ملکہ منظر کے رد و پسند کر نیکی پیش کیا +

ملکہ منظر بیان کرتی ہیں کہ شادی کے مختلف انتظاموں کے باب میں لارڈ موصوفت میری بہت گفتگوئیں ہوئیں۔ شہزادہ کے وظیفہ لائے کیلئے چاس ہزار پونڈ کی رقم تجویز کی گئی لارڈ میلبرن نے کہا کہ **کے بی منٹ** کے نزدیک کوئی وقت اس میں پیش نہیں ہوگی۔ الا اس صورت میں کہ شہزادہ آپ کے بعد زندہ رہے۔ (یہ رائے اس کی بالکل غلط فہمی) ملکہ منظر اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ میں نے کہا میرے خیال میں یہ امر نامناسب ہے۔ لارڈ میل بورن نے میرے ساتھ اتفاق کیا۔ مگر اسکے ساتھ یہ کہا کہ مجھے امید ہے کہ کوئی مشکل پیش نہ آئیگی +

اسی موقع پر لارڈ میل بورن نے ملکہ منظر سے عرض کیا کہ یہ احمقانہ کوشش ہوگی کہ یہ اظہار کیا جائے کہ شہزادہ کے رومن کیتھولک ہونے کی افواہ غلط ہیں۔ ملکہ منظر اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ یہ رپورٹ سربراہ خود پوچھتی تھی یعنی شہزادہ کی رائے نہ کہ باب میں وہی تین چار سو **منٹ** مذہب کی ہونی چاہئیں۔ لارڈ میل بورن نے ملکہ منظر سے عرض کیا کہ شہزادہ کے مذہب کے بتانے میں خدشہ ہے۔ اسلئے اعلان نامہ میں جو پیش ہوگا اسکا ذکر نہ کیا جائے آئندہ معلوم ہوگا کہ **منٹ** کھراشت پر کیا کیا حاشیے چڑھے ہیں +

۲۳۔ نوٹس کو پرائوی کوئٹل کا اجلاس ہوا۔ اسی سے زیادہ ممبر **کننگھم** کے قصر کے کمانچہ میں جمع ہوئے۔ ملکہ منظر اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ میں ٹھیک دو بجے گئی۔ کمرہ آدمیوں سے ہرا ہوا تھا مگر میں شکل سے کسی کو پہچانتی تھی۔ لارڈ میل بورن مجھے محبت کی نگاہوں سے چشم پر آب دیکھ رہے تھے مگر وہ میرے نزدیک نہ تھا جب میں نے اعلان نامہ پڑھا تو میرے ماتھے کانپتے تھے۔ مگر میں نے ہنسنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ میں نے ختم کر کے بہت خوش ہوئی اور خدا کا شکریہ ادا کیا۔ لارڈ **میلبرن** نے پرائوی کوئٹل کی طرف سے اس مہاراجہ کی اطلاع اعلان ملکہ منظر کے اجازت چاہی۔ میں نے اجازت دے دی پھر میں کمرہ سے نکلی۔ یہ سارا کام دو تین منٹ میں ختم ہو گیا۔ میں چوٹے سے کتبانہ کے کمرہ چلی گئی تھی کہ **کمیسر ج** کے ڈیوٹی کمانڈر آئے مجھے مبارکباد دی +

ملکہ ایک چوڑی پہنی تھیں جنہیں شہزادہ کی تصویر چسپان تھی۔ وہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ کوئٹل

مین غم سلطان نامہ کے پڑھنے میں اس تصویر کے دیکھنے سے مجھے تقویت ہوتی تھی۔ انہوں نے اس رات کو مع اپنی والدہ کے وندسرتین مراجعت کی۔ اعلان نامہ جو پڑھا گیا وہ یہ تھا۔

اسوقت میں نے آپ سب صاحبوں کو ایسے بلایا ہے کہ آپ کو اپنے اس ارادہ سے مطلع کروں جو میری رعایا کی جہودی اور میری آسودگی سے متعلق ہے۔

یہ میرا ارادہ ہے کہ میں سیکس کو برگ اور گو تما کے شہزادہ البرٹ سے اپنا عقد کروں۔ میں اس عقد کی حکامین نے اقرار کیا ہے غفلت سے غریب اتھ تھی اور رت تک میں نے سوچ سمجھا اور یہ پورا یقین کر کے اختیار کیا ہے کہ اسی قادر مطلق کے فضل و کرم سے میرے گھر کو شکھ چین ہو گا۔ اور میری رعایا کی مقاصد براری ہوگی۔

میں نے مناسب جانا کہ چلے میں آپ کو اپنے ارادہ سے واقف کروں تاکہ آپ صاحب اس امر سے مطلع ہو جائیں جو میری اور میری مملکت کی جہودی کے لیے اہم ہے اور میں جانتی ہوں کہ یہ میرا ارادہ میری پیاری رعایا کو مقبول خاطر ہو گا۔

پرائوی کوئٹل کے حالات میں مشر گرہول کہتے ہیں کہ جتنے پرائوی کوئٹل کے ممبر تھے انہوں نے موڈ بانہ درخواست کی کہ یہ اعلان نامہ عوام میں منتشر کیا جائے مگر نے اس درخواست کو منظور کیا۔

اول وہ گرٹ شاہی میں چمپا پھر اس سے اور انباروں میں نقل ہو کر سارے ملک میں منتشر ہوا۔ اس پرائوی کوئٹل میں ان اراکین سلطنت کا مجمع تھا جو کل قوم کے سب قسم کے آدمیوں میں سرور آورہ تھے جو کچھ ڈیوک ولسنگٹن اور لارڈ لینسڈون۔ سر روبرٹ پیل وغیرہ جو امور سلطنت میں اختیار رکھتے تھے۔ مگر اس شادی کے باب میں وہ عملاً کوئی اختیار نہ رکھتے تھے۔ یہی ارباب کوئٹل و بریس تھے کہ ملکہ کی اطاعت اور خیر خواہی کا حلف اٹھا چکے تھے۔ ان کے رویہ و ایک نوجوان بسکالہ ملکہ کا جسکی سلطنت پر وہ بریس گزرتے تھے اپنی نسبت قرابت کا اعلان کرنا بڑے جگر گروہ کا کام تھا۔ اگر پڑھنے کی وقت مانتے نہ گاہے تو تعجب تھا۔ اس وقت وہ ممبر حاضر تھے جن میں سے ساتھ سے زیادہ شہزادہ کی وفات تک مر گئے۔ وہ تو بری بڑی عمروں میں مرے۔ دنیا میں اپنے کام پورے کیے۔ جاہ و منصب پر پہنچ گئے تھے۔ مگر پچارہ شہزادہ جسکے لیے یہ مجمع ہوا تھا کہ ملکہ نے اسکو اپنے شوہر بننے کیلئے انتخاب کیا تھا۔ وہ آدھی گھر دوڑ کر کے عین اپنے قیام کی توانائی و جوانی میں اس دنیا سے چل بسا گو اس کے کام بڑے اچھے تھے مگر ناتمام تھے اس نے جان نشانہ نکالا

تقد کیا تھا ہنوز وہ نظر کے سامنے نہ آیا تھا۔

اس شادی کے قرار پانے سے ملکہ کے خاندان اور انکی مادر مرغان ہی کو خوشی نہیں حاصل ہوئی تھی بلکہ کل ملک میں اسکی بڑی خوشی و خفی سنائی گئی تھی۔ رعایا کو اپنی عزیز بلکہ دلی خیر خواہی ہی کی فطرت خوشی تھی بلکہ اس سبب سے بھی خوشی تھی کہ اس طرح انگلیٹنڈ اور ہینور میں بالکل جدائی ہو جائیگی۔ اور یہ خدشہ اندیشہ جاتا ہے گا کہ خدا نخواستہ ملکہ کی ناکامی کی صورت میں ڈیوک ہینور۔ انگلیٹنڈ کا بادشاہ ہو جائیگا جس سے رعایا کو حد سے زیادہ نفرت تھی۔

جب شہزادہ جرمن کو پہلا گیا تو ہمیشہ اسکی خط و کتابت ملکہ مظفر کے ساتھ برابر جاری رہی۔ وہ اپنی یادداشت میں جس سے ہم بہت کچھ نقل کرتے ہیں لکھتی ہیں کہ شہزادہ نے جو خطوط اس زمانہ میں مجھے بھیجے ہیں انکو میں سمجھتی ہوں کہ گران بہا خزانے میں جو میرے قبضے میں ہیں۔ اس زمانہ میں پریسیدنٹوں کی تلاشیں اسلئے ہوئی کہ وہ شہزادہ کے ہوس ہولڈ بیٹے، الیکارن خانہ کی تجر کرین کہ اس میں کون کون شخص مقرر ہونے چاہئیں۔ کم بختی سے ایک شخص جو منتخب ہوا وہ ڈنمارک کا شہزادہ جارج تھا۔ جو ملکہ ایلین کا نہایت حق اور ذلیل شہر تھا۔ وہ بیٹہ بھی تھا۔ وہ لارڈ ڈائی ایڈمیرل انگلیٹنڈ کا بھی ہو گیا۔ مگر کوئی کاغذ نہیں کیا۔ اور نہ کام کرتا تھا۔ شہزادہ جارج کے مقابلہ میں شہزادہ البرٹ کی شان و غیبی جب معلوم ہوئی ہے کہ کوئی اسکو یوں مقابلہ کر کے دیکھے کہ برسوں کے بعد جب تک یوک ونگٹن نے شہزادہ پر اپنا زور ڈالا کہ وہ سپا کی افسری قبول کر لے تو اسے اتکار کر دیا۔ یہ بتنے اور بیان کیا ہے کہ شادی سے پہلے اس نے یہ مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ کوئی انگریزی خطاب و وعدہ اس کے لئے پیش کیا جائیگا تو وہ قبول کرے گا۔ اسکا ارادہ اسکا نام فقط شہزادہ البرٹ بغیر کسی خطاب کے مشہور تھا۔ جب مدتوں تک اسکا اہل انگلیٹنڈ نے تجویز کر لیا کہ ملکہ مظفر کے سارے کام اور اس کے ایک ہی بیٹے ہیں تو اسکو پرنس کون سورٹ کا خطاب یا گیا کہ کون سورٹ اسکو کہتے ہیں کہ جو ملکہ یا بادشاہ کے کاروبار سلطنت میں شوہر یا زوجہ شریک ہیں۔ اور پرنس شہزادہ کو کہتے ہیں۔

جب انگلیٹنڈ میں ملکہ کی نسبت قرابت کی شہرت ہوئی تو جب جگہ مگر گھر میں خوشی اور مبارک سلامت ہوئی۔ ملکہ نے جو شوہر پسند کیا اسکو پسند کرتے تھے مگر اس کے برخلاف شہزادہ کے ملک کی یہ حالت تھی کہ دونوں ڈپے کو برگ اور گو تھا میں ایک گرام مچ رہا تھا کہ اس کے شہزادہ سے جدا ہوا اور

شہزادہ کے الیکارن خانہ کا پرنس اور شہزادہ

نسبت قرابت سے رعایا کو خوشی و شادی ملنا

سب آدمیوں کی نسبت جدائی کا بیخ و بن نافی کو بہت زیادہ تہادہ بہت ہی تہین کہ گویہ ہجر آخری نہیں ہے مگر پورا اور پائدار ہے یہ خیال اُنکو ذرا تسکین ملین دیتا تھا کہ شہزادہ کو یہ دنیا کی حشمت و شان و شوکت حاصل ہوگی۔ ۱۲۔ دسمبر کو وہ ایک خط میں ڈیوک کو برگ کو یہ لکھتی ہیں :-

میرے پیارے ڈیوک تمہارا خط مؤرخہ ۸۔ دسمبر اتر سون پہنچا۔ میں اسکا بہت ناشکر اور کرفی ہوں۔ مجھے ایک اور خط سے بھی معلوم ہوا تھا کہ یہاں اتوار کو نسبت قرابت کی رسوم ادا ہوئی مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم تندرست اور خوش خرم ہو۔ میں بڑی بیقرار رہی ہوں کہ کسی کروٹ چین نہیں البرٹ کی خوش آقبالی جو آنے والی ہے وہ اس خیال کو دل سے دور نہیں کرتی کہ وہ اس ملک سے جدا ہو جائیگا اور میری ساری خوشی جاتی رہے گی۔ میرے البرٹ کا دل خدا تعالیٰ ہمیشہ آسمانی بنائے رکھے۔ میں جانتی ہوں کہ ملکہ اسکی قدر و منزلت کرے گی۔ میں اس سے بڑی خوش ہوں کہ ملکہ اس سبب کہ وہ جانتی ہیں کہ میں البرٹ سے بہت محبت رکھتی ہوں۔ میرے حال پر بھی نہایت شفقت و عنایت کرتی ہیں۔ مگر اس محبت میں البرٹ کی جدائی کا بیخ نہیں مٹا سکتی۔ خدا میرے آئرنسٹ کو سلامت رکھے وہی صرف میری راحت جان اور امید نگاہ ہے۔ میں نے اپنے پیارے البرٹ کی منگنی کی شادی یوں بچائی کہ آخر اتوار کو دوپہر کے بعد لوگوں کو نہ بلایا۔ اور ملک کی پوری تصویر کو دکھلایا جسے دیکھ کر وہ مہشاد و شاد ہوئے :-

۸۔ دسمبر کو کو برگ میں ملکہ انگلیٹنڈ اور سیٹس کو برگ کے شہزادہ البرٹ کی نسبت قرابت کا اعلان و مہوم و دام سے کیا گیا۔ اس رسم کے ادا ہونے کے دو دن بعد ملکہ مظہ کو شہزادہ چال لکھتا ہے۔ کہ کل سے ایک دن پہلے اعلان کی رسم خیمہ ادا کی گئی۔ وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ ادا ہوئی اس دن میرے دو مین حب الوطنی کی بڑی تحریکیں ہوئیں ڈانر میں آپکا جام تندرستی میں سو آدمیوں نے جو وہاں موجود تھے بڑی خوشی کے ساتھ پیا۔ رعایا کو ایسی خوشی تھی کہ گلیوں میں انہوں نے رات بھر تپتے ایسی چوڑیاں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی جنگ ہو رہی ہے :-

میری پیاری بہو میری زاد بہن آپ نے جس عنایت دلی سے میرے خط کا جواب لکھا ہے میں اسکا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ آپ جو ہمیشہ میرے حال پر لطف و کرم فرماتی ہیں میں اسکا کافی شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔ البرٹ اور میں ایک جان اور دو قالب ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ میرے بھائی ہیں میں بھی اس سے محبت اور قدر و منزلت کرتا ہوں وہ تو میں پر کسی اور کی نہیں کرتا۔ شاید آپ میرا چکلیہ الفاظ

دھپ کو برگ کا خط شادی کے مابین

کو برگ میں شادی کی کارروائیاں

شہزادہ البرٹ کا خط لکھنے کے بعد

پر آپ مسکرائیگی۔ مگر انکو مین ایسے لکھتا ہوں کہ آپ ہم سے البرٹ کو نیکر کس قدر ہم سے لطف میں ہی ہیں۔ اسکے اوصاف و اطوار جو معصومانہ صفات صاف دلی اور کشادہ رومی و سلامت رومی کے رکھتے ہیں وہ اول ہی ملاقات میں معلوم ہو جاتے ہیں۔ اُنپر اکثر آپ فدا ہوتی ہیں۔ اسکے چہرہ بے مروت شناسائی تجربہ کاری کم معلوم ہوتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا داری کی باتیں نہیں بناتا۔ اور اپنا گوشہ نشین رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ جانتا نہ کہ گناہ کیا ہوتا ہے اور دنیا کی ترغیبیں کیا ہوتی ہیں۔ انسان کیسا صمیم ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ان سب باتوں کو جانکر اپنے نیک خصال و شمائل کی عظمت و شان کی حمایت سے اُن سے جنگ کرتا ہے۔

ہم ابتدائے عمر سے ہمیشہ مشکل حالات میں رہتے رہے ہیں۔ ایسے ہم انکو خوب جانتے ہیں۔ شاید بہت کم آدمی ایسے ہینگے جنہوں نے مثل بھاری انسان کی متناہوا باتوں کو دیکھا ہو۔ البرٹ نہیں جانتا کہ متفکر مونا کیا ہوتا ہے۔ وہ اپنی عقل سلیم کی رہنمائی سے چپ چاپ راہ صواب پر چلتا ہے۔ آپ کی زندگی میں جو سانحات سے گزرے اگر کوئی بڑی سے بڑی مشکل انکو گڑھے اور اسکو آپ اسپر اعتماد کر کے سپرد کر دیں تو وہ اسکو آسان کر دے گا۔ جب آپکو اسکی قدر ہوگی کہ آپکے قبضہ میں کیا خزانہ گراں بہا ہے۔ ان صفات کے ہمیں وہ اوصاف ہی ہیں جو نیک شوہر میں ہونے چاہئیں۔ آپ کی زندگی ہمیشہ خوشی میں بسر ہوگی +

آئرلٹ۔

ایک شہزادہ کا نوجوانی کی عمر میں یہ خط لکھنا تعجب سے خالی نہیں۔ ہمیں حسن اخلاق کا بجا بجا چمکنا ہوا۔ اس اثنائیں انگلیسٹ میں بہت ابتدائی انتظامات پر مباحثے اور تکراریں ہوتی ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ شہزادہ کے دیسی یا انگلستانی بنانے پر یعنی اُن حقوق کے حاصل کرنے پر جو اہل انگلینڈ کو حاصل ہیں۔ شہزادہ کے کارپورازان و اہلکاران خانہ پر شہزادہ کے حق پر کہ کیا ہو۔ اُسکے وظیفہ پر کہ کیا مقرر ہو۔ ان دو آخر باتوں کا انتظام بغیر بہت سی مشکلات و دور کر نیکی نہیں ہوا۔ اور ان میں بہت سی رنجشیں اور آزر دگیان پیدا ہوئیں +

سیکس کو برگ کے شہزادہ لیوپولڈ (جو حال میں عجیب کا بادشاہ ہے) اور شہزادی شارلٹ کی شادی کی نظم پیش کی گئی۔ ملکہ منظر اپنے رفقاء میں تحریر فرماتی ہیں کہ لاڈ میلڈ نے ۲۵ نومبر کو مجھے اُس فقرہ کی نقل دکھائی جو شہزادہ لیوپولڈ کے انگلستانی یا دیسی بنانے کے بارے میں

ابتدائی انتظامات

شہزادہ کے لیے پیش کردہ خطوں اور حکمتیں

مندرج تھا کہ نائب السلطنت کو اختیار ہے کہ وہ سوائے خاندانی شہزادوں کے اپنے شہر کو جس پر چاہے
پریسڈنس (صدر) بنائے۔ اب یہ تجویز لگائی ہے کہ شہزادۃ البرٹ کے باب میں یہ طریقہ رسمی ہو
مگر اس وجہ سے کہ وہ ملکہ معظمہ کا شوہر ہے۔ ہملایک مناسب ہے کہ وہ اپنے ہی بچوں سے درجہ میں نیچے
ہوں۔ ان شہزادوں سے پیچھے چلے جنکو ملکہ کو بوٹ پھنانیکی لیاقت نہ ہو۔ ان پر تو وہ قہر تھی تقدیم و شرف
رکھتا ہے۔ اس انتظام کے لیے ضرورت تھا کہ خاندان شاہی کی منظوری حاصل کی جائے۔
اول ڈیوک سیسیکس نے خاندان کے حقوق اور اغراض پر نظر کر کے اس باب
میں خفیہ ساعدہ کیا مگر اس نے صلاح و مشورہ لیکر اور کمیہ رج کے ڈیوک نے اسے منظور کر لیا۔
میں نور کے بادشاہ نے اسکو منظور نہیں کیا۔

جب یسی پنے کابل ہوس آف لارڈس کے سامنے پیش ہوا تو ڈیوک انگلینڈ
اس فقرے پر اعتراض کیا جس میں ملکہ معظمہ کے بعد شہزادہ کا درجہ مقرر کیا گیا تھا۔ اب یہ ناممکن تھا کہ
کہ ڈیوک کی مرضی کے برخلاف بل میں فقرہ قائم رہتا۔ اسلئے وہ نکال دیا اور اسکی جگہ یہ فقرہ
مندرج ہوا کہ ملکہ معظمہ کو جو حقوق حاصل ہیں انکے موافق ان کو اختیار ہے کہ وہ شہزادے کو
پریسڈنس اسکے استحقاق کے موافق بنائیں۔ پارلیمنٹ میں یہ امر کئی دفعہ پیش ہوا جسکا بیان آگے آئیگا
انگلستان میں قاعدہ ہے کہ جب خاندانوں میں آپس میں اتحاد اور مصابرت ہوتی ہے تو ایک
سپر پرنس بنائے اپنے اپنے خاندانوں کے آرمس آف سیٹھ (اسلحہ شاہی) کی تصویر ایک ہی
سپر برابرفافون میں بناتے ہیں۔ اسپرٹ چھڑی کہ شہزادہ کا یہ حق ہے کہ ملکہ معظمہ اور اپنے خاندان
کے اسلحہ کو ایک ہی سپر بنائے اس پر اس افسر نے جو اس کام سے خاص تعلق رکھتا ہے اپنی رائے
خلاف صاف ظاہر کی۔ ایسے اہل اس آخر فقیر نے چشم پوشی کی کہ شہزادہ لیو پولڈ اور شہزادی شارلٹ
کے اسلحہ شاہی ایک ہی سپر میں نقش تھے آخر کو سہا ت کا فیصلہ شہزادہ پر منحصر کیا گیا کہ وہ اپنی نظیر
دکھا کے اور ثابت کر کے اپنا حق حاصل کر لے۔

شہزادہ کے کارپورازن و اہلکاران خانہ کے تقرر پر ایک بڑا جھگڑا کھڑا ہوا جس کا محصل
لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت ملکہ معظمہ لکھتی ہیں کہ لارڈ میلبورن یہ چاہتا تھا کہ شہزادہ
کی طرف سے بیرن سٹوک میئر آئے اور وہ اس سے پہلے کہ پارلیمنٹ کا اجلاس ہو یہ تہنیک شہزادہ

شہزادہ کا سب سے پہلا

شہزادہ کا پروردگار

اوپر بیان کیا ہے۔ انہوں نے جنگی یا بحری منصوبوں میں یا سائنس و فنکے نیامین اپنے تئیں ممتاز و برتر قرار کیا ہو۔ مجھے ٹھیک ہے کہ اس باب میں جن باتوں پر مین نظر کرتا ہوں ان ہی پر آپ بھی نظر کرتی ہیں۔ میری بڑی غشی یہ کہ آپ میری اس تحریر پر لارڈ میسلیون کو مطلع کر دیں تاکہ میرے خیالات پر انکے کا حقہ ظلم ہو جائے۔

۱۸ جنوری ۱۸۴۷ء کو پارلیمنٹ کو ملکہ مظفر نے خود کہولا۔ اگر یہ شہرت ہو گئی تھی کہ وہ اپنی کسی چچی کے مرنیکے سبب خود پارلیمنٹ میں نہیں جائیں گے۔ مگر جب انہوں نے اپنے عزیز شہ داروں سے اس باب میں صلاح پوچھی تو شہزادی آگسٹا نے انکو سبھایا کہ رشتہ داروں کو سوگ دہانم کے سبب سلطنت کے کاروبار چھوڑے نہیں جلتے۔ ہر سب کو معلوم ہو گیا کہ وہ تخت پر رونق افروز ہو کر اپنی شادی کا اعلان فرمائیں گی۔ پھر تو پارلیمنٹ کے مکانوں کے گرد آدمیوں کی بھیڑ اور سواری کی کنگڑ پر آدمیوں کی صف بن بیان ایسی شوکت سے ہوئیں کہ پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ غرض ملکہ مظفر کے آنے جانے میں لوگوں نے وہ گرجو شہی اور زور و شور سے چیز زوئے کہ ملکہ مظفر خود کہتی ہیں کہ پہلے کبھی نہیں دیئے تھے۔

پارلیمنٹ کے سارے مکانات امیفرن اور لیڈیوں سے بھرے ہوئے تھے اور وہ خوشی کے بحر پہوئے نہ سہلے تھے کہ انکی ذوقان ملکہ اپنی کھیل سال کی عمر میں اپنے پارلیمنٹ میں جو سارے ملک کی قائم مقام ہے اپنی شادی کا اعلان خوش آوازی سے صاف صاف کریں گی۔ انہوں نے پارلیمنٹ میں آئن کر یہ ارشاد فرمایا۔

جب آپ آخر دفعہ جمع ہوئے تھے تو میں نے گزارش کی تھی کہ سیکس کو برگ اور کوٹھا کے شہزادہ البرٹ سے شادی کر لیا میرا ارادہ ہے۔ میری نہایت عاجزانہ یہ التجا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس میرے عقد نکاح کو ایسی برکت عطا کرے کہ اس سے میری رعایا کے مقاصد حاصل ہوں اور مراوین پوری ہوں۔ اور یہ کہ گھر میں شکہ چین امن عافیت ہو مجھے نہایت مسرت دلی حاصل ہوگی کہ پارلیمنٹ میرے اس ارادہ کو پسند کر لگی۔ ہمیشہ میری ذلت اور میرے کنبے کے سہا پارلیمنٹ نے اپنی وفاداری اطاعت و غیر خواہی کو ثابت کیا ہے۔ اسلئے مجھے امید ہوتی ہے کہ آپ مجھ سے اس قابل کر دیں کہ میں شہزادہ کا خاگی بندوبست ایسا کر دوں کہ چو لکے احتاج شاہی کی شاخ کے شاہان میں

ملکہ منظمہ کی اس بیچ کے جواب میں ایک ایڈریس کی تحریک ہوئی۔ آف لارڈس میں
 ڈیوک سوٹرمنٹ نے کی اور لارڈ سیف فورڈ نے اس کی تائید کی۔ سب طرف سے یہ ایک ہی مہاجرت
 کی صدا نکلتی تھی کہ اس شادی موعود سے ملکہ کے گھر کو مسرت اور رعایا کی منفعت حاصل ہوگی اور کٹمن
 ہو۔ اس میں ہی سب بالاتفاق یہی بات کہتے تھے۔ اس ایڈریس میں اس مبارکباد کے ساتھ سرور
 پیل بھی جو مخالف پارٹی کے سرغنہ تھے متفق تھے انہوں نے یہ تقریر کی کہ ملکہ منظمہ کو جو بیوی ملی
 کہ حنفی سے مسرت و نشاط حاصل ہو نیوالی ہے۔ میں ہی اسکا آرزو مند دل سے ہوں۔ ملکہ منظمہ نے
 اس عقد کا معاہدہ ایسی حالتوں میں کیا ہے جو نہایت ہی معذور و مبارک ہیں ورنہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ایسے
 معاملات میں لپوٹیکل خیالات محل ہوتے ہیں اور عالی مرتبت اشخاص کو مجبوری پہلک ڈیوٹی کی
 خاطر سے اپنی دلی آرزو کو ماننا پڑتا ہے مگر ملکہ منظمہ کی بڑی قرباں مندی اور خوش نصیبی ہے کہ وہ اپنی جتنا
 دلی کو بھی پورا کرتی ہیں اور پہلک ڈیوٹی کو بھی ادا کرتی ہیں اور اس میں انکی یقینی مسرت ہو۔ ایسے کے یہ عقد
 نفع و محبت پر مبنی ہو۔ یہ پیوند مبارک ملکہ منظمہ کو بھی مسرور کرے گا۔ اور اپنی رعایا کے لئے ازواج کی
 مسرت کی اعلیٰ درجہ کی مثال قائم کرے گا۔

خاص زمرہ کے آدمیوں میں یہ خبر پور ہو اڑی کہ شہزادہ پروٹسٹنٹ نہیں ہی بلکہ وہ
 رومن کیتھولک ہے۔ اور ایک مہرہ کے لوگ یہ کہنے لگے کہ شہزادہ کے مذہبی خیالات آزادانہ ہیں اور پوٹسٹنٹ
 میں وہ رے ڈیکل میں۔ بڑی شامت یہ تھی کہ شادی کا اعلان جو پارلیمنٹ اور پراویسی کونسل
 میں ہوا تھا اس میں شہزادہ کے پروٹسٹنٹ ہونیکا ذکر نہیں تھا۔ باوجودیکہ ڈیوک ونگٹن خوب اچھی طرح
 جانتا تھا کہ شہزادہ اور اسکا سارا خاندان پروٹسٹنٹ ہی۔ مگر انہوں نے یہ فرمایا کہ ہمیں شک نہیں کہ اعلان
 میں یہ شہزادہ کے پروٹسٹنٹ ہونیکا فروگزاشت اس سبب ہوئی ہو کہ گورنمنٹ کو خوف تھا کہ اس کے
 حامی رومن کیتھولک کمین ریجنیہ و خاندان جاتین۔ ایسے اس ضمن بڑا اندیشہ ہو۔ اسکے دور درنگی
 تدبیر یہ ہے کہ ایڈریس میں جو مبارکباد دی گئی ہے شہزادہ کے لفظ کیساتھ پروٹسٹنٹ کا لفظ بڑھا دیا
 جائے تاکہ جمہور کو طمینان ہو جائے کہ ہندو سلطنت پروٹسٹنٹ ہی۔ جب ڈیوک نے یہ تحریک کی کہ
 شہزادہ کے آگے لفظ پروٹسٹنٹ کا بڑھایا جائے تو اسکے جواب میں لارڈ میلہورن نے یہ بھی بات کہی کہ
 کہ اعلیٰ حضرت ڈیوک جانتے ہیں کہ شہزادہ پروٹسٹنٹ ہی۔ سارا انگلیبٹ جانتا ہے کہ وہ پروٹسٹنٹ ہے۔

تو پھر سلطان کی کیا ضرورت تھی لارڈ بروٹھم نے کہا کہ ناحی ایک لفظ پر نصف گینٹے سے بچت ہوئی ہے۔ قانون میں کوئی مخالفت نہیں ہے کہ بادشاہِ رومن کی تہو ملک سے شادی نہ کرے بلکہ قانون یہ ہے کہ اگر وہ رومن کی تہو ملک سے شادی کرے تو سلطنت محروم کیا جائے۔ غرض ڈیوک ونگٹن کی تحریک منظر پر ہوئی۔ ایڈریس مین شہزادہ کے گئے لفظ پر وٹسٹنٹ کا بڑھایا گیا۔

شاہ بلجیم نے ۶ نومبر کو ملکہ مظفر کو لکھ بھیجا تھا کہ مجھے افسوس ہے کہ پرانوی کو نسل میں جو شادی کا اعلان ہوا اس میں شہزادہ کے پر وٹسٹنٹ ہونیکا اظہار نہ تھا۔ اور اس لفظ کے مہینے میں کوئی قباحت نہ تھی۔ اور وہ بالکل سچی بات بھی تھی۔ مگر اس کے فوگزنشت سہو سے بے انتہا مدت تک تک رہی گی۔ کوئی دور اندیش پیش بین نہیں جان سکتا کہ مذہبی امور رعایا کے دلوں میں کیا جوش و شورش پیدا کر دیں۔

ملکہ مظفر نے بادشاہ بلجیم کو دیل تہلانی کہ کیون یہ لفظ پر وٹسٹنٹ کا اعلان میں فوگزنشت ہوا تو بادشاہ نے اسکا جواب ۴ دسمبر کو لکھا کہ لارڈ میل بورن غالباً حق پر تھا اور اگر وہ اس لفظ کو اعلان میں موج کرتا تو غالباً اس سے بھی زیادہ لوگ اسکو برا کہتے۔ یہ کہنا ضرور ہے کہ سیکس کے خاندان کی شائع آیرسٹن ہی نے جرمن میں پر وٹسٹنٹ مذہب قائم کیا ہے اور اسی لیے وہ شمالی یورپ میں پھیل گیا ہے۔ آیرسٹن اور الہرٹ دونوں پر وٹسٹنٹ ہیں۔

۲۶ جنوری ۱۸۷۰ء کو کانٹن ہوس نے ایک کمیٹی مقرر کی کہ وہ اس بات پر خیال کرے کہ جب شہزادہ کی شادی ملکہ مظفر سے ہو جائے تو اسکا وظیفہ سالانہ پچاس ہزار پونڈ (پانچ لاکھ روپیہ) ہوگا۔ لارڈ رسل نے مسٹر گولبرن کے جواب میں یہ بیان کیا کہ میں نے جو پچاس ہزار پونڈ وظیفہ سالانہ کی تجویز پیش کی ہے وہ اس دستور کے موافق ہے جو چارج دوم کے زمانہ سے چلا آتا ہے کہ ملکہ کی رولائن ملکہ شارلٹ ملکہ ایڈمی لیٹ کے ذاتی اخراجات کے لیے ہر پچاس ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ دیا گیا ہے۔ اس دستور کے برخلاف میں نے اسکو اتالی خرچوں کے تخمینہ پر ہی نہیں کیا ہے۔ اسوقت انگلستان میں نزاع تجارت و حرفت پر بڑی آفت آ رہی تھی اور غلشی کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ ٹیکس بڑی بہاری لگ رہی تھیں۔ وہ دن اب باقی نہیں ہے تھے کہ کاش ہوش کفایت شعاری کے اصول کو کمینہ پن اور ذلت سمجھے اور پارلیمنٹ کا ممبر بادشاہ کے لیے جو روپیہ طلب

کیا جائے اسکو بے حیل و دینے کو بادشاہ کی ہوا خواہی کے لئے لازمی جانے۔ پارلیمنٹ
مخازن قومی کی محافظ تھی اور اسکی جواب دہی اپنے ذمہ جانتی تھی اور وہ اسکو اچھا نہیں جانتی تھی کہ
ٹیکس دینے والوں کے روپے کو بے پردائی سے خرچ کرے۔ بس اسلئے یہ توقع تو یہود تھے کہ منظر
یہ خیال کر کے کہ جیسے پہلے موقعوں پر بڑی بڑی رقمیں بادشاہین کے لئے بیچون و چرا خرچ کرتی تھی اب
بھی خرچ کرے۔ اب تو یہ قاعدہ تھا کہ بادشاہ کیلئے وہ رقم خرچ کیجائے جسکو دونوں فریق وگ اور ٹری
منظور کر لیں۔ پہلے دستور کے موافق جب لارڈ جان رسل نے شہزادہ کے وظیفہ سالانہ کیلئے پچاس ہزار
پونڈ پیش کیے تو مسٹر جوزف ہیوم ناظم کفایت شعاری نے اسکی ترمیم کر کے اکیس ہزار پونڈ پیش
کیے اور یہ بات لکھراہی ہنسی ہی اڑوانی کہ لندن جیسے شہر میں نو جوان شہزادہ کی جیب میں اس قدر دولت
بہر کر اسکو رکھنا خطر سے خالی نہیں +

یہ ترمیم ستر ہوئی اور کرنل سب تصویر پئے جو پچاس ہزار کی رقم کو گٹا کر تیس ہزار پونڈ
کی تجویز پیش کی وہ منظور ہوئی۔ شہزادہ البرٹ کی آمدنی کی یہ کیفیت تھی کہ جب ان کے سن بلوغ کی نوبت
آئی تو باپ کے درمیان اُنکو اتنی جائداد ملی کہ جس کی آمدنی اٹھائیس ہزار فلورن (۲۴۰۰ پونڈ) کی تھی۔ جب یہ
امریض ہو گیا کہ وہ اپنے ملک کو چھوڑ کر انگلستان میں ملکہ وکٹوریہ سے شادی کر کے سکونت خستہ
کرینگے تو انہوں نے اپنی آمدنی کچھ تو اپنے ملازمین کی نیشن میں دیدی۔ اور باقی اپنے بھائی کو رعایت کی اس
کی وظیفہ سے ملکہ کو بھی بچا ہوا اور شہزادہ کو مایوسی ہوئی کہ اس کی آمدنی کے سبب وہ خاطر خواہ لٹریچر اور
سائنس کی ترقی میں فیاضی کے ساتھ خرچ نہیں کر سکیں گے۔ تیس ہزار پونڈ کی تجویز کی جبکہ سر روبرٹ پیل اور
لارڈ ڈیون نے تائید کی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ شہزادہ کی حالت ملکہ ایڈی لیڈ کی حالت سے مختلف تھی
ان کے درجے درجے کو کونٹینٹل ٹیوشن نے مان لیا تھا۔ وہ عورت تھیں انکی جد اگانہ بہت سی ملازمین
عورتوں کے رکھنے کی ضرورت تھی۔ شہزادہ کے کارپر واز ملازمین کی تعداد سو تھی اور انکی تنخواہوں
میں تخفیف ہی منظور ہو چکی تھی۔ اس طرح سے شہزادہ اور ملکہ کی جیب خاص کی آمدنیوں کا مجموعہ شاہ
ولیم چارم اور ملکہ ایڈی لیڈ کی آمدنیوں کی برابر تھا۔ شہزادہ نے اپنے ذاتی اغراض کو اس منافع میں
نہیں دیا اس نے سر روبرٹ پیل اور ڈیوک ونگٹن وغیرہ سے جنہوں نے اس وظیفہ
کو گٹا یا تھا ایسا ہی آئندہ اُنکے ساتھ خوش اخلاقی کا رتا ورتا کر گویا کچھ انہوں کی کیا ہی نہ تھا +

صرف یہی بات نہ تھی کہ اُس نے اپنی ذاتی خود غرضی کو دخل نہیں دیا۔ بلکہ اُس نے تھوڑے ہی دنوں میں جان لیا کہ ہارٹی وگ اور ٹوری آپس میں کس طرح مخالفت کرتے ہیں اور بادشاہ کے ساتھ کیا برتاؤ رکھتے ہیں اور کمان تک اسکا پاس لحاظ ادب باقاعدہ کرتے ہیں اور خیر خواہی اور اطاعت کو جملہ میں یہ بات بھی خوب سمجھ گیا کہ بادشاہ کو ان دو مخالف فریق سے پولیٹیکل عمل کیا کرنا چاہیے اُس نے خوب غور و فکر کے اپنی عقل سلیم ملک کی بہتری اور دنیا کی ہیبو دی کیلئے یہ اصل قائم کیا کہ ان دونوں کے جھگڑنے سے اپنے تئیں الگ رکھے اور دونوں کو ایک نظر سے دیکھے اور کسی کا طرفدار نہ ہو۔ اُس نے ملکہ مغظمہ کو بھی جو ایک فریق کی طرف تعلقین رائے کو بدلنا اور ان کو اپنی نیک صلاح و مشورے دیکر سمجھا دیا کہ ملک کی اور پھر اسے گہری بھلائی اسی میں ہے کہ ہم کسی فریق کے طرفدار نہ بنیں۔

پہر ایک اور کیسٹی جہوئی تو اُس میں کرنل سب تھوڑے ہی یہ دیکھ کر کہ شہزادہ کے وظیفہ سے کم کرنے میں مجھے کامیابی ہوئی ہے یہ تجویز پیش کی کہ اگر ملکہ کے بعد شہزادہ زندہ رہے تو جو اسکو وظیفہ ملتا ہے وہ ان حالتوں میں اُسے محروم کیا جائے کہ کسی رومن کیتھولک شادی کرے یا سال بہر میں چھینے سے کم انگلستان میں ہے۔ مگر اس تحریک کیلئے کسی نے تائید نہیں کی سر روبرٹ پیل نے کہا کہ شہزادہ پر ایسی بے اعتمادی نہیں کرنی چاہیے۔

شاہ عجیب کو ظیفہ کی کمی سخت ناگوار ہوئی اُسے ملکہ مغظمہ کو لکھا کہ یہ امر بجا ہوا کہ شہزادہ کا درجہ وظیفہ پانے میں ملکہ ایڈی لیڈ سے کم سمجھا گیا۔

۱۴۔ جنوری ۱۸۷۷ء کو لارڈ رٹنگلن اور کرنل گرے قصر شاہی بنگلہم سے شاہی گارڈین لیکر گوتھا کو روانہ ہوئے۔ تاکہ شہزادہ البرٹ کو دہان سے شادی کیلئے انگلیکٹنڈ میں لائین۔ اس امر کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ ۱۰ فروری کو شادی ہو جائے۔ اور وہ ملکہ کی طرف سے کارٹر بھی ساتھ لیگئے کہ شہزادہ گوتھا سے چلنے سے پہلے اسکو پہننے۔ گویا یہ ایک چڑا وادسن کی طرف سے دو لہما کو تھا۔

۱۵۔ مئی ۱۸۷۷ء کو لوگ گوتھا میں پہنچے اور رات کو ڈیوک کے روم میں بیٹھے اُس نے اور نو جوان شہزادہ نے بڑے تپاک سے ان کا استقبال کیا۔ پھر دو سکر دن اُنے شہزادہ سے ملو آئے۔ شہزادہ البرٹ کو اس بات کے سننے کا بڑا شوق تھا کہ انگلیکٹنڈ میں اس شادی کی بابت لوگ کیا کہتے ہیں۔ انکو اپنی شادی کی بڑی خوشی تھی مگر اس کے ساتھ اپنے عزیز و اقارب وطن کے چھوڑنے کا افسوس بھی تھا۔

شہزادہ کا گوتھا سے چلنا اور انگلیکٹنڈ میں آنا۔

۲۰۳۔ تائیج کو شہزادہ کے گارٹر پہننے کی رسم گو تھانے قلعہ کے تخت گاہ میں بی
 دھوم سے ہوئی۔ اس گارٹر کی رسم کو سٹر تھیس ج شہزادہ کے استاد یونیورسٹی یون میں تھے
 اپنی یادداشت میں اس طرح لکھتے ہیں۔ اس سال کے جانے کا موسم بڑا دلچسپ تھا۔ وہ تائیج کا ایک باقی
 کرتا ہے اس میں شہزادہ کے گارٹر پہننے کی رسم ادا ہوئی۔ ایک سو اکیس ضرب توپ کی دھواں دھون میں
 ڈیوک اعظم نے اپنے بیٹے کے گھنٹہ گڑا بڑا بڑا یورپ میں جو سنجیدگی و شوق سے شہزادہ نے منصب صل
 کیا اس سے اس نو عمری میں بڑی عزت و شان و شوکت حاصل ہوئی۔ اور اس کی صورت کی دلربائی بڑھ گئی بلکہ
 منظمہ اس کو نکو کا بانیگی۔ اگر زندگی باقی ہی تو شہزادہ انگریزی قوم کا بہت و صنم بن گیا اسٹورکریجی کا
 امر (۱) میں اپنا اثر چھپ چاپ پیدا کرے گا۔ اور یورپ کی قسموں پر بہت ہی بڑا اثر کرے گا۔ شاید آپریس
 کی آخر پیشین گوئی پوری ہوئی۔ مگر اول پیشین گوئی پوری نہ تھی۔ شہزادہ کا کبھی انگریزی قوم کا بہت نہیں بنا۔
 شہزادہ کو میلان اس طرف تھا کہ انگریزی قوم کی ترقی ہو۔ مگر کوئی انگریز اس کا قائل نہ تھا کہ اس ترقی کی صورت
 ہے۔ شہزادہ کو انگریزوں کی عادتیں اور انگریزی ماندہ ہو پسند نہ تھی۔ وہ جانتا تھا کہ میں اپنے حالی خاندان
 کی رشتہ مندی کی آوازوں کو اور دوستانہ آسائش کو مالوف و مبارک چھوڑتا ہوں اور وہاں جاتا ہوں
 جہاں اس کا کوئی ایسا مصاحب نہ ہوگا جو اپنی برابر سمجھے گا۔ وہاں اس کو مفید زندگانی کی پیشکارین اٹھانی
 پڑیں گی فقط ان سب آفتوں کا معاوضہ یہ ملے گا کہ بی بی موعود محبت کرے گی جس کا امتحان نہیں تھا اور خلقت
 کی نفع رسانی کی قدرت حاصل ہوگی +

جب گارٹر پہنانے کی رسم ادا ہو چکی تو ایک شوالہ سی مہانوں کی دعوت کی گئی جب سارے جاہل
 پئے جا چکے تو ایک بڑی بل چل چلی۔ جب نائٹس آف دی گارٹر کا خطاب پکڑا گیا تو ایک رواج
 ایسے کہو لایا کہ اس کی طبع توپ خانہ کو دیکھائے کہ وہ توپیں چھوڑے۔ اس بعد واز کے ریشمی پردے
 میں شمع دان سے لگ لگ گئی۔ اور اسکے شعلے سب جگہ پھیل گئے۔ انہوں نے اپنی روشنی سب جگہ کر دی مگر خیر
 ہوئی کہ ریشمی پردے جگہ بچ گئے۔ اور عورتوں کے جانوں کے لباس کو جو بخلی اور ریشمی تھے کوئی آفت
 نہیں پہنچی۔ اور ہر سب اہل محل خوشی خوشی تھیسٹر چلے گئے۔ اور وہاں نوجوان دو لہا کو بڑی مبارکبادیں
 دی گئیں۔ جرم کے دستور کے موافق گیارہ بجے یہ جانشین ہو گیا۔ دو چہرہ دن شکار کھیلا گیا۔ اتوار کو ڈیڑھ گھنٹہ
 سے انگریز ملنے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کو اپنے پیارے نواسے کے چہرہ ہونے کا بڑا رنج ہے۔ شکل سے وہ بوقت

بھی اور انگلیوں سے آنسو گرہ پڑتے تھے۔ شام کو شہزادہ کا قیدی دوستوں سے رخصت ہونیکا وقت آیا۔ طرفین کی جدائی کے سبب وہ بری حالت ہوئی کہ انگریز مہمان اُسے دیکھ کر تعجب سے کہنے لگے۔ جب یہ رخصت ہو چکی تو دوسرے دن صبح کو سفر ہوا۔ کوچہ و بازار کو گئے و مکانوں کی پھتین آدمیوں سے پہلے گئے تھے وہ اپنے دروالموں کو ہلاتے تھے اور دعائیں دیتے تھے کہ خدا برکت دے۔ اور آرزو میں بر لائے ڈچس کو گھٹاکے دروازہ پر شہزادی کی گاڑی ٹھیری اور وہ آخر اس گھنسلہ ڈچس سے گلے ملنے گیا۔ جب وہ چلا، اُس نے دروازہ سے ہاتھ لگا کر البرٹ البرٹ چیخا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اُس کو غش آگیا۔ اور نوکر اسکو اٹھا کر لے گئے۔

بہت سے رشتہ کے بھائی اور دوست تھوڑی دیر تک ساتھ گئے۔ پھر گاڑیوں میں یہ مسافر چلے گئے جن میں تین گاڑیاں انچک تیان سے آئی تھیں۔ باپ و بڑا بھائی دو لہا کے ساتھ گئے۔ اس کا پیارا دوا و گھٹا امی اوس بھی ساتھ تھا۔ ملکہ منظر کو کون کا بڑا شوق تھا۔ سرحد پر ایک مصنوعی محلہ ابی دروازہ سبز پتوں کا بنایا گیا تھا۔ پھول نچھاور ہوتے تھے۔ اور سفید لباس لیڈیاں مناجاتیں پڑھتی تھیں کہ خدا موسیٰ کی سختی سے بچائے۔ جان بل (انگریز) جرمنی کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو تجارت دیکھتے تھے شہزادہ کے اسباب سفر کو کہتے تھے کہ خالی صندوق سے ہر ہول ہے۔ اُس وقت موسیٰ بڑا سخت تھا۔ گھر پڑتی تھی۔ برف برستی تھی۔ آٹھ گاڑیوں میں یہ سفر ہوتا تھا۔ شہزادہ راہ ہی میں تھا کہ اُس نے یہ خبر سنی کہ اُس کے چچا س ہنر اپنڈ سالانہ وظیفہ میں کمی ہوئی جو بالطبع اسکو ناگوار گزری اور اسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ انگلینڈ کے لوگ میری اس شادی کو پسند نہیں کرتے۔ مگر یہ خوف تو رستہ ہی میں اس سبب سے جاتا رہا کہ جب سے انگلینڈ کی سرحد میں اُس نے قدم رکھا تو اُس کے خیر مقدم میں اہل انگلینڈ نے اپنی خوشی ظاہر کی۔ ۵۔ فروری کو یہ قافلہ بریل میں پہنچا۔ جہاں شاہ جیسیم وہ ملا۔ ایک جگہ رستہ میں ڈیوک کی گاڑی کا تہ ٹوٹ گیا جسکی مرمت کے سبب وہ ڈیڑھ گھنٹہ دیر کمر بند رہا۔ جب کیلاس میں آئے ہیں تو ملکہ منظر کیخبر سے شاہی جہاز سواری کے لیے تیار تھا۔ زمین سب سوار ہو۔ راہ میں شہزادہ کو جہاز کی سواری سے یاد دلایا مگر اس بیماری کی حالت میں یہی جولوگ اُسکی خیر مقدم کیلئے جمع ہوئے تھے۔ سلام کا جواب بڑے اخلاق سے دیتا تھا۔ جب شہزادہ نے انگلستان کے کنارہ پر قدم رکھا۔ تو گون نے جو اسکے ایک نئی خوشی منائی دیاں نہیں ہو سکتی۔ جس سے شہزادہ کو یقین ہو گیا کہ گواریمینٹ نے میری حق میں ووٹ اپنے ذاتی اغراض کے سبب کم دینے ہوں مگر رعایا کہ اس شادی از حد خوشی ہے۔ یہ پہلے تجویز ہو چکی تھی کہ قصر

شاہی بکنگم میں شہزادہ آئوین فروری کو پہنچے۔ اسلئے سفر آہستہ آہستہ ہوتا تھا۔ رات کو کینٹربری میں استقبال بڑی گرمجوشی اور دھوم سے ہوا۔ رات کو سارے شہر میں روشنی ہوئی۔ یہاں شہزادہ نے اپنے شاگرد پیشہ اور اپنے عزیز کتے کو جکانام ای اوکس تیار دلانہ کیا۔ ملکہ منظم اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ جب میں نے شہزادہ کے ایک دن آئیسے پہلے پیارے ای اوکس کو دیکھا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی شہزادہ نے رس کتے کو جب پالا تھا کہ وہ پلا تھا۔ اور اس کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ جب وہ شادی سے سارے چار کنبہ و نڈسٹرین مر گیا تو اسکی قبر پر اسکی سپر بریجی نصب کی گئی جو اب تک موجود ہے۔ غرض یہ مسافر سارے چار بجے قصر شاہی میں پہنچے اور ملکہ منظم اور انکی والدہ اور سارے گھر کے آدمیوں نے انکا استقبال بڑے تپاک سے کیا۔ پانچ بجے لارڈ چنسلر نے شہزادہ سے انگلستانی ہو نیکا حلف لیا۔ ملکہ منظم اپنی یادداشت میں لکھتی ہیں کہ شہزادہ کے دوبارہ دیکھنے سے مجھ بے اندازہ مسرت حاصل ہوئی۔ ۵۔ اکتوبر کو اتوار کے دن شہزادہ نے خاندان شاہی کے اراکین سے ملاقات کی۔ ملکہ منظم اپنے روزنامہ میں بیان کرتی ہیں کہ آج شہزادہ نے بیاہ کے چڑھاوے میں ایک الماس نگار ملا دی اور میں نے اسکو تیار اور نگارٹر جیمین الماس لگے ہیرے تھو دیے پھر شام کو بڑی دعوت ہوئی۔ اس شادی و مسرت میں بھی شہزادہ اپنی نانی کو ٹھو لائیں۔ نانی نے اسکی باپ کو لکھا کہ کسی طرح سے البرٹ فرستہ مضال کی جدائی کا ملال اسکی جان نہیں ہوتا۔ خدا اسکو خوش رکھے۔ گو اسکی راہ میں غار میں گر خد کرے کہ گل بہت زیادہ ہوں شہزادہ نے بھی اپنی شادی دن کی صبح کو نانی صاحبہ کو یہ خط لکھا۔

عزیز نانی صاحبہ تین گھنٹے سے کچھ کم وقت میں اپنی عزیز دلہن کے ساتھ گرجا میں کھڑی ہو گئی۔ اس نازک وقت میں آپسے ایک دے فہ اور میں آپ کی دعا کا خواستگار ہوں جبکہ مجھے یقین ہے کہ آپ کے دین گی جو آئندہ میرے لئے حرج جان اور باعث مسرت ہوگی۔ سب خط ختم کر لیوں خدا مدد کرے۔ خطا اکیس برس کے نوجوان شہزادہ کا ایسے مضمون کا خط لکھنا اسکی شانانہ نیک خصلت پر دلالت کرتا ہے۔ نانی نے اپنے ایک دوست کو ۳۰ فروری ۱۸۷۰ء کو لکھا کہ البرٹ جس عالی منصب پر جانا ہوا اسکی جدائی کے ملال کو شامائیں نہیں۔ اسکا منصب کانٹون سے خالی نہیں ہو گا۔ اگرچہ ملکہ منظم کا رشتہ محبت کرنا بڑی تسلی بخش قیمت ہے وہ ملکہ منظم سے دلی محبت رکھتا ہے وہ اسکے ساتھ ہمیشہ وفادار رہے گا اور اس سے محبت رکھیگا۔

آج ہشپ کن ٹر برمی نے ملکہ کی خدمت میں آنکر عرض کیا کہ خطبہ نکاح میں بچل عورت کو یہ کسنا پڑا ہے کہ میں شوہر کی اطاعت کروں گی۔ اگر یہ حضور کی طرف سے شہزادہ کی اطاعت کا حلف اٹھانا کسٹرن ہو تو یہ الفاظ بدل دیئے جائیں۔ اسکے جواب میں ملکہ مظہر نے فرمایا کہ آپ خطبہ میں بدستور الفاظ رہتے ویجھے میں مثل اور عورتوں کے شادی کرتی ہوں۔ ملکہ ہو کر شادی نہیں کرتی۔

سینٹ جیمس کے شاہی گرجا میں ۱۰ فروری کو ملکہ مظہر اور شہزادہ البرٹ کی شادی کا جشن دوپہر کو وہ دھوم دھام سے ہوا کہ شہزادی شارلٹ بیاہ کے سوا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ خاندان شاہی میں نکاح شام کو ہو کر تھے مگر خلاف دستور یہ نئی بات ہوئی تھی کہ یہ نکاح دوپہر کو ٹھہرا۔ ایک ہفتہ سے پہلے کل دار السلطنت میں اس تقریب کی شہرت ہوئی۔ تاریخ مذکور کو نو بجے سے پہلے ہی پارک میں لنڈن کی چاروں طرف سے آدمی آندر آئے۔ اس پارک نے کیا تو اپنی عظمت شان ۱۸۴۱ء میں جب دکھائی تھی کہ اس میں بادشاہ اکٹھے ہوئے تھے۔ اس شادی کی تقریب میں قصر شاہی کنگسم سے سینٹ جیمس کے گرجا تک ساری راہیں اور کوچہ بازار آدمیوں سے کچھا کچھ ہرے ہوئے تھے کہ لڑکھن کو جگہ نہ تھی۔ سواری کی رہ گزرتک آدمیوں گھر لگی تھی۔ آج کا دن بڑا بڑا تھا۔ اندھیاری چھائی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی مینہ شدت سے برسے لگتا تھا۔ ہول کے جھکڑ پلٹے تھے۔ مگر تاشانی اپنے فرط شوق کے سبب موسم کی پروا نہیں کرتے تھے۔ مینہ کی جھڑی بغیر میں چھیر نہیں کرتی تھی۔ بہت مکانات جو بلندی پر تھے۔ ان میں برات کی سیر دیکھنے کیلئے سیکڑوں کرسیاں بیٹھیں۔ بچپن لگی ہوئی تھیں۔ اور ایک آدمی کی نشست گاہ کا کرایہ ڈرڈھ شنگ سے لیکر پانچ شنگ تھا۔ جن آدمیوں کو اس کرایہ کے دینے کا مقدور نہ تھا وہ درختوں پر چڑھ کر انکی ٹہنیوں پر بیٹھے تھے کہ انسر سے برات کی سیر خوب دیکھنے میں آئیگی۔ بعض درختوں پر اتنے آدمی چڑھ گئے تھے کہ انکے بوجھ سے ٹہنے ٹوٹتے تھے۔ فودہ زمین پر نہیں گرتے تھے بلکہ آدمیوں کے سروں اور کندھوں پر پھر یہ آدمی جو زندہ پہلون کیطیس درختوں سے گرتے تھے ان کے ہونے ٹہنیوں پر بیٹھے رہتے تھے یا اصراد پنچ ٹہنیوں پر چڑھتے تھے تو بڑے متمتع اڑتے تھے۔ جب توپن چھوٹیں تو لوگوں نے جانا کہ ملکہ مظہر نے شادی کی۔ انگوٹھی انگلی میں پہنی تو برات دیکھنے کیلئے آدمیوں کا ریلہ قصر شاہی کیطیس ایسا گیا کہ آدمی پر آدمی گرنے لگا۔ اور سواری کی رہ گزرتک آدمیوں نے اپنی بڑی گرمی اور خوش حسالتی سے اس رہ گزرتک آدمیوں سے خالی کیا۔ گو کچھ آدمیوں کو خفیت سی تھی لیکن نہ بھئی۔ پولیس کی کارگزاری بڑی تفریکے قابل ہے کہ باوجود اس ازوہام کے ان سے انتظام رکھا۔ پولیس کو یہ تکلیف نہ پڑتی اگر

اگر وہ فون منامات مذکور کے درمیان سواری کے رہ گزر پر ایک مضبوط کھراگت جاتا۔

ساڑھے دس بجے قصر شاہی کے اندر ملکہ منظر کے ملازمین اور گھر کے آدمی اُسے شروع ہو کر بیٹھ کر قریب امرائے عظام جمع ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک افسر نے بعض امیر لڑکیوں کو شاہی چاکاٹریوں میں بٹھا کے قصر سینٹ جیمس کو روانہ کیا۔ ساڑھے گیارہ بجے جو شہزادہ کے ساتھ ہمایوں آئے تھے اُن میں سے چار کو قصر مذکور کی طرف روانہ کیا۔ اور دو عظیم الشان اسیلے بھی گئے کہ جب شہزادہ وہاں پہنچے تو اسکا استقبال میں سوار بارہ بجے دو گاڑیاں ایک افسر نے جا کر عرض کیا کہ حضور سوار ہوں۔ سواری کا سبب مان تیار ہے۔ دو ہلانے کچھ بناؤ سنگار زیادہ نہیں کیا تھا۔ وہ برٹش فیملی مارشل کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ گاڑی کا کھل جیمین سینٹ جارج کا ڈل لٹکا ہوا تھا کنڈیوں پر ڈالے ہوئے تھا۔ ستارہ امیر نگار سینہ پر چپاں تھا۔ گاڑی الماس نگار گھٹنے پر بندھا ہوا تھا۔ شہزادہ سوار ہو نیکے لیے چلے گئے تو دروازہ کے پاس لیڈیوں نے بڑی گرمجوشی سے پھیر دیئے۔ اور ساری تنظیم و کمپیم اُنکی وہی ہوئی جو ملکہ کی ہوتی ہے وہ سینٹ جیمس کو روانہ ہوا۔ پھر وہاں سے سوار ہو نیکے لیے کہا گیا تو اُنکی چاروں طرف سے خوشی کے نعروں کا غل غل شہر بجا اُن کی نگاہ زمین کی طرف تھی۔ کبھی کبھی کن انجیوں سے ادھر ادھر دیکھ کر مسلمانوں کا جواب گردن ہچکا کر دیتی تھیں۔ ملکہ منظر کے سر پر ہیرے تو لگے ہوئے تھے۔ زنگرے کے پہلوؤں کا سہرا باندھا ہوا پڑا تھا ایک چمبی سی لیس کی نقاب جو چہرہ کی توجہ نہ تھی مگر کنڈیوں پر پڑی ہوئی تھی۔ اس لیس کو دو سو آدمیوں نے آٹھ میسینین بنایا تھا۔ ایک ہزار پونڈ اس میں صرف کیا تھا۔ اس سے اس زمانہ میں کہ لیس سارا میں کی جو جھوٹے مرتے تھے بڑی پرورش ہوئی۔ ہیرے کے مندرے کا فون میں ادھر ہیرے کی ملائے تھیں۔

پہنچے ہوئے تھیں۔ اور سوائے اس کوئی اور زیور وہ پہنے ہوئے نہ تھیں۔

قصر بکنگھم کے آس پاس جہاں کوئی جگہ عوام کے کھڑے ہونیکے لیے تھی وہ صبح کو سویرے ہی ملکہ کی خیر خواہ رعایا سے بھر گئی جنکا دل اس شوق سے بھرا ہوا تھا کہ اپنی ملکہ کو وہاں بنا ہوا ابانگاہ سے دیکھ لیں۔ باہر میدان میں باجا اور سپاہ کی دو کمپنیاں تھیں۔ بیچ میں ایک رستہ سواری کیلئے کھلا ہوا تھا۔ اس میں بھی آدمی گیسے ہوئے چلے آتے تھے کہ اچھی طرح دامن کی صورت دیکھ لیں۔ پوسٹ اُنکی اہمیت اور انسانیت کے ساتھ ہر سے ہٹا تھا۔ کسی پر ایسی سختی نہیں کرتا تھا کہ اسکو گزند پہنچے۔ بڑی بڑی گاڑیاں شان و شوکت کے امیروں کی چلی جاتی تھیں۔ رعایا دامن کی سواری کے انتظار میں بیٹھتی تھیں۔

قصر شاہی کے کھانا خانہ

قصر بکنگھم کے باہر کا حال

دو لہائی سواری گزری مگر گاڑی کی کھڑکیاں بند تھیں۔ اسلئے اسکی شناخانی کا کچھ شور نہ مچا۔ سو اب اسکی
بینڈ بجانو لوگوں نے جانا کہ ملکہ مظفر نے سواری میں قدم رکھا۔ سواری آہستہ آہستہ چلتی تھی جہاں
وہ جاتی تھی بڑی گرجاؤں سے خوش و دھوم و دھام سے خوشی کے نعرے گائے جاتے تھے۔ ملکہ مظفر اپنی رعایا
کی خبر خواہی کھکھرتا بہت خوش ہوتی تھیں۔ دو ایک دفعہ لوگوں کی احمقانہ حرکتوں پر وہ مسکراتی بھی اس
وقت چہرہ بالکل زرد ہو جاتا تھا اور متفکر معلوم ہوتا تھا۔

جب اس قصر میں ملکہ مظفر اتریں تو تخت گاہ کے پیچھے ایک کمرے میں تشریف لے گئیں۔ یہاں
اس رسم کے ادا کرنے کا سارا سامان تیار کیا گیا۔ قصر کا ہر حصہ بڑے ساز و سامان سے آراستہ ہو گیا تھا۔
کمایا گیا تھا۔ امیرون ولیدین اور دور دور کے غیر سلطنتوں کے سفیرون کے بیٹھنے کیلئے گیلریاں بنائی گئی
تھیں اور طرح طرح سے انکو آہستہ کیا گیا تھا۔ ہر جشن گاہ کا مفضل بیان نہیں ہو سکتا۔ کوئی رنگ نہ تھا
جو یہاں لباسوں میں اپنی شوخی نہیں دکھاتا ہو۔ لباس کی کوئی خوشنما وضع تراش ایسی نہ تھی جو یہاں اپنے
شہین نہ چمکا رہی ہو۔ کوئی حسن جمال کی صورت نہ تھی جو یہاں جلوہ آرا نہ تھی۔ جو وقت عالیجناب لوگ انگلٹن
تشریف لائے ہیں تو چیز کا بڑا غل و شور مچا وہ برسوں اور عورتوں کے بوجھ سے خمیدہ ہو چکے تھے۔ اچھا
جسمانی نے انکو جواب دیا تھا۔

گرجا کے اندر کا کمرہ مستطیل ۶۲ فٹ کا طول میں اور ۲۴ فٹ کا عرض میں تھا۔ آہنی ستونوں
پر دو گیلریاں بنائی گئیں اور دو اور نشستگاہیں امر اعظمیم الشان کے بیٹھنے کیلئے بنائی گئیں عرض
یہ نشستگاہیں امیرون وزیرین و سفیرون و افسروں کے ہمراہ ہوتی تھیں۔ نمازی میز سونیکے پتوں
آہستہ کیلئے تھی اور اس کے سامنے بڑے تحلف سے آہستہ کر کے چار کرسیاں مختلف وضع و اتفا
کی بچھائی گئی تھیں جو کرسی سب اپنی تھی وہ ملکہ مظفر کی نشست کیلئے تھی اور اس سے بچی کرسی امین
طرف شہزادہ البرٹ کے لیے اور باقی دو اور کرسیاں ڈچس کنٹ اور بیوہ ملکہ کے لیے رکھیں کا
اور اتفاح کرسی نشینوں کی بلند پایگی کو بتلاتا تھا۔ ساڑھے اسی بجے اپنی اپنی جگہ پر کرسی پر سر می اور
یورک کے آچر پشپس اور لنڈن کا بشپ آکر بیٹھ گئے تھے اور ۱۲ بجے سے چند منٹ پہلے بیوہ ملکہ آن کر
اپنی کرسی پر بیٹھیں عرض سارے اہل محل اپنے اپنے درجہ اور مرتبہ کے موافق کرسیوں پر علی الترتیب
بیٹھنے ہوئے تھے۔ جب شہزادہ ان کی صفوں میں پہرے تو بڑی خوشی سے اُٹھ کر تائیاں بجا رہے

اور لیڈیوں نے رومال ہلکے، شہزادہ کی اس وقت کی صورت کا بیان ایک اخبار نویس یہ بیان کرتا تھا کہ اس کے سارے اعضا متناسبت تھے۔ سب خط وخال موزون تھے۔ بال زرد، مٹرخنی مائل، ریٹم کمر طرچ لچھے دار۔ بھون گنجان۔ آنکھیں نیلگوں چمکدار، ناک نہایت خوشنما موزون، دہن پیارا، دانت نہایت خوبصورت، موچھین چھوٹی چھوٹی، رنگ نہایت خوشنما۔

حسن صورت و حسن سیرت اس کے دونوں دلوں کو گرویدہ کرتے تھے جب لوگ اس کی صورت کو دیکھ کر خوش ہوتے سے خوشی کے نعرے مارتے تھے تو وہ ان کو دیکھ کر نہایت خوش ہوتا تھا۔ اس نے گرجا میں جب قدم رکھا تو نواؤں نے وہاں ہلکا غل شور مچا اور خاص اہلکار آ کر اس کو وہاں لے گئے۔ جہاں اس کے بیٹھے کیلئے کرسی لگائی تھی۔ وہاں جا کر اس نے بیوہ ملکہ کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ اور بیٹھ کر اس سے جب تک باتیں کرتا رہا کہ ملکہ معظمہ شریف لائین۔ چند منٹ میں ملکہ معظمہ بھی گرجا میں جلیںکے لئے چلیں تو ہر شخص محبت کی نظر سے نہیں دیکھتا تھا اور شاد ہوتا تھا اور خوشی کی آوازیں لگاتا تھا۔ وہ گرجا میں آنکر آلٹر گئیں اول انھوں نے نماز پڑھی۔ دعا مانگی۔ پھر کرسی شاہی پر بٹوہ افرامین۔ چند سکند کے بعد وہ کھڑی ہوئیں اور شہزادہ البرٹ کے ساتھ نماز کی میز کے پاس گئیں۔ آج بیٹھنے نکاح پڑھانا شروع کیا اور یہ فرمایا کہ دوسرا منہ ہی کے ادا کرنے میں فقط البرٹ اور وکٹوریہ نام لیا گیا اور تو مخاطبت میں بھا گیا۔ آج البرٹ تو عورت سے نکاح کر کے اپنی زوجیت میں قبول کرتا ہے؟ احکام اتنی کے موافق پاک حالت ازدواج میں رہے گا؟ تو اس کو عزیز رکھے گا۔ اس کی تسلی کرے گا۔ اس کی عزت کرے گا۔ اس کی بیماری و تندرستی میں خبر گیری کرے گا؟ اور سب کے چھوڑ کر صرف اسکے ساتھ جب تک رہے گا کہ تم دونوں زندہ رہو؟

عالم جناب البرٹ نے باواں بلند کہا کہ میں یہ سب کام کروں گا۔ +

پھر آج لٹبرٹ نے ملکہ معظمہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تو وکٹوریہ۔ البرٹ سے نکاح کر کے اسکے ساتھ رہنا شروع بناتی ہے اور احکام اتنی کے موافق پاک حالت زوجیت میں رہے گی؟ اطاعت کرے گی۔ اس کی خدمت کرے گی اس سے محبت کرے گی۔ اس کی عزت کرے گی۔ بیماری اور تندرستی میں اس کی خبر گیری کرے گی اور سب کے چھوڑ کر صرف اسکے ساتھ رہے گی کہ تم دونوں زندہ رہو؟

ملکہ معظمہ نے اس کا جواب باواں بلند جو سنے سنایا کہ میں یہ سب کام کروں گی +

پھر آج لٹبرٹ نے یہ حلیہ کیا کہ کون اس عورت کو اس مرد کی زوجیت میں دیتا ہے؟ تو ڈیوکل سسکیں

نے آگے بڑھ کر ملک کا ماتھ پکڑا اور کہا کہ میں اسکو دیتا ہوں در اسپر ایک طرف انبار نویسی یہ لطیفہ کھڑا
کہ ڈلوک کی عادت ہو کہ جس چیز کے دینے میں اسکی اپنی گہ کا خچ کچھ نہیں ہوتا اسکے دینے کے لئے وہ جلد تیار
ہو جاتا ہے، آج بٹھپنے ملک منظمہ کا ماتھ لیکر شہزادہ البرٹ کے ماتھ میں پکڑا دیا۔ اور ان الفاظ کو کہا جن کو
شہزادہ نے اپنی زبان سے فرمایا۔

میں البرٹ تجھ کو کٹھوریا۔ کو اپنی زوجیت میں لیستا ہوں۔ اس دن سے آگے خواہ اچھی حالت
ہو یا بُری۔ تو نگری ہو یا فلسی۔ تندرستی ہو یا بیماری سب حالتوں میں بموجب پاک احکام اتنی کے تجھے عزیز
رکھوں گا۔ تیری پرورش کروں گا جب تک کہ موت ہلکے جب ارے۔ پھر اس عبارت کو ملک منظمہ نے دہرایا
اُن میں جان ضرورت تھی کچھ الفاظ کو بدل یا۔

پھر آج بٹھپنے شہزادہ کی انگلی میں سے ایک ٹوٹی کو اتارا اور ملک منظمہ کی چوتھی انگلی میں پہنا کر اسکو
پھر شہزادہ کو داپس کیا اور دعا مانگی۔ بعد ازاں نماز پڑھی یحییٰ گائے۔ بے خوب کیے غرض جو ناز کی کتاب
میں نکاح کی مقرری نہایت اور دعائیں ہیں وہ سب پڑھی گئیں۔

اس نکاح ختم ہونے کے بعد اُمرا نے ملک منظمہ کو مبارکباد دی۔ ڈلوک سپس مکس نے ملک منظمہ
کو ب ماتھ مار کر نہایت محبت و پیار سے اُن کے رخسارہ کا بوسہ دیا۔ بیوہ ملک نے ان کا بوسہ دیا۔ پھر شہزادہ البرٹ
ملک منظمہ کا ماتھ میں ماتھ لیس کر گرجا سے باہر آیا۔ سب اباب محفل تظہیم کیلئے سرور قد کھڑے ہوئے سارا
بیان اس جشن کا مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ مختصر بقدر ضرورت بیان کیا گیا۔

ملک منظمہ اور شہزادہ نے تخت گاہ کے کمرہ میں جا کر شادی کی رجسٹر پر اپنے دستخط کیے۔ اور
شاہ خاندان شاہی کے بعض اراکین بنے۔ لوگوں کو اس بات کے سننے سے تعجب ہوگا کہ آج بٹھپنے اس
قدر محنت ہے گو نکاح چڑھایا۔ مگر نکاح پڑھائی کا محاکا اُسکو ماتھ نہ آیا۔

رات جس ترتیب آتی تھی اُسی ترتیب اُلٹی جانی شروع ہوئی۔ آنے میں یہ بات نہ تھی جو جانے
میں ہوئی کہ ملک منظمہ اپنے پسند کیے محبت کے شوہر کے ساتھ ایک سواری میں بیٹھ کر سواری میں وہ دونوں
ایک دوسرے کے ماتھ میں ماتھ دینے ہوئے تھے اور شہزادہ کے ماتھ میں بیواہ کی انگلی چمکتی ہوئی سب کے
دکھائی دیتی تھی جہاں انکا گز ہوتا تھا چیز کا غل شور مچتا تھا۔

مراجعت کی وقت بڑی شدت سے بارش شروع ہوئی مگر رعایا کے دل میں ملک کی خیر خواہی اور محبت کی جوتی

کھلے قہر شاہی ملک میں اور محبت و دعوت

روشن تھی۔ اسکی ایک چنگاری یہ بارش زمین بھجاسکی۔ قصر شاہی میں مہمانوں نے کہا نا کہا یا جس میں
 بڑے بڑے امراء عظام شریک ہو۔ دو دھادوں کا جام صحت پیایا گیا۔ ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ عوام
 کا یہ یقین ہے کہ ملکہ معظمہ بڑی خوش نصیب موسم کے اعتبار سے ہیں وہ دن جس میں ہندو حیر
 چھائی ہوئی تھی اور صبح کو نیمہ برس رہا تھا اور کھر پڑی تھی۔ جب گر جلتے برات پھری اور قصر شاہی
 میں آئی تو آسمان پر کوئی بادل نہیں رہا آفتاب نے اپنے چہرہ تابان سے نقاب اٹھایا اور دھوپ نے
 اپنا بستر بچھایا۔ آج جو موسم نے اپنا رنگ دکھایا۔ لوگوں نے اسکا اسم ملکہ معظمہ کا موسم رکھ لیا جو ہمیشہ
 یاد رہے گا جہاں ہم نے ملکہ کا موسم لکھا ہے اس سے ہماری مراد اسی موسم سے ہے۔

قصہ بیکنگم میں جو دعوت ہوئی تھی اس میں ایک کیک بڑی صنعتوں اور کارگریوں سے بنایا
 گیا تھا۔ جسے دیکھنے سے بہ نسبت اُسکے کھانیکے زیادہ فز آتا تھا۔ قوت باصوہ پر قوت ذائقہ رشک
 کھاتی تھی۔ اسکا محیط ۹ فٹ موٹائی ۱۶۔ پنج قرن تین سو پونڈ (سولہ تین سو) سے کچھ زیادہ تھا
 اسکے مصلح کی قیمت ایک سو گنی (دہرہ سو روپیہ) تھی۔ کیک کی چوٹی پر برٹانیا کی تصویر دو فوٹوں کا
 دامن کو نشین دیکھتیں دیتی ہوئی بنائی گئی تھیں اور ان دو لہا دامن کی پیکر ایک فٹ قد میں بنائی گئی
 تھی دو لہا کے قدموں کے تلے کتے کا ملا بچھایا گیا تھا جو وفا داری کی علامت تھی۔ اور دامن کے
 پاؤں تلے فاخاؤن کے جوڑے کی پتلیاں بنائی گئی تھیں جو موافقت کی علامت تھی۔ کیو پڈ
 رعش کا دیتا ہے جسکی تصویر ایک اندر سے عین لڑکے کی جسکے ہاتھ میں تیر و کمان ہو بنائی جاتی ہے
 کی پیکر بنائی جو گمشدوں پر کتاب کو پہلائے ہوئے تاریخ دروز شادی کو لکھ رہا ہے اور بہت کیو پڈ بنایا
 جو لڑکوں کی طرح کھیل رہے ہیں اور سپرین لگائے ہوئے ہیں جنہر اسے اور وی دشمن اور
 ملکہ کے ناموں کے اول حرف میں کے قنوبے پہنچتے کیک کے اوپر بہت سے گلدستے مہمانوں
 کو تحفہ دینے کیلئے لگائے گئے تھے۔ اور ہر طرح بطح کے ہولوں کے ڈائے گئے تھے۔ ملکہ نے اپنے
 سب ملازمین عورتوں کو ڈھکیاں غنایت فرمائیں۔ دھلکی کی صورت ایک پرند کی تھی جسکی لکھن
 یا قوت کی ناک ہیرے کی بچھے خالص سونیکے تھے جو بڑے بڑے موتیوں پر لگے ہوئے تھے بلکہ
 کا خود ایجاب تھا۔

جب دعوت ختم ہوئی تو ہر طرح کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ چار بجے سے پاؤ گنٹہ پہلے دو لہا دامن

شاہی کالک

ملکہ معظمہ کا تذکرہ جانا اس وقت میں کتا گیا دینا

قصر بکشم سے روانہ ہوئے قصر شاہی کے گرد تمام سڑکوں پر آدمیوں کی صفیں اسلئے لگی ہوئی تھیں کہ وہ دو لہا دامن کو ساتھ بیٹھے ہوئے ایک نظر دیکھ لیں۔ ملکہ منظمہ خود اپنے روزنامہ میں بیان کرتی ہیں کہ میری رعایا نے میری شادی کی خوشیاں دل سے اور بڑی گرمجوشی سے کیں جس میں سب طرح سے راضی اور خوش ہوئی۔ ان کی خوشی کی آوازوں سے کان بہرے ہوئے چلتے تھے۔ گھوڑوں کے سواروں کے پیسے ہماری سواری کے ساتھ جاتے تھے ۛ

راہ میں ایٹن آتا تھا۔ جہاں کا سکول اور کالج مشہور ہے۔ وہاں اس خوشی کا سب سے زیادہ سامان کیا گیا۔ کالج کی حوالی میں ایک مصنوعی چوٹی ایوان یونانیوں کی طرز کا ساٹھ فٹ اونچا اور اس ارتفاع کے مناسب چڑا بنایا گیا۔ اسپرنگ جگہ طرح طرح کے لمپ لگائے گئے اور انکی پیشانی پر ایل آفس لگائے گئے۔ اور ایک کتاب لگایا گیا جس میں لکھا تھا وٹوریا کو الہرٹ مبارک ہو۔ سات بڑے بڑے جھنڈے لگائے جو نہایت میوزون اور خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ اس کل مکان میں پانچ ہزار لمپوں سے کم ننگے ہونگے۔ رات کو ان کی روشنی بڑی بہار دکھائی تھی۔ کالج کے اندر کے چوک میں بھی روشنی اپنا ایک عالم فرانی دکھا رہی تھی۔ مشرقی طرف جو گھنٹے کا مینار تھا وہ بھی روشن کیا گیا تھا اور اسکے سر پر تاج بنایا گیا تھا جس پر پھولوں کا سہرا لٹکایا گیا تھا۔ اس میں پھولوں کے اے اور وی بنے ہوئے تھے۔ نیچے تین ستارے چمکتے تھے۔ گھنٹہ مینار کی محراب میں لمپوں کی قطار میں روشن تھیں اور چوک کی مشرقی جانب میں بھی لمپ لٹکتے تھے۔ چوک کا چڑا دروازہ تھا اسکو بھی لمپوں سے منور کیا تھا۔ محراب کے آگے کے اوپر تہاڑوں لمپ روشن تھے۔ اور محراب میں بھی پھولوں کی بنائے لمپوں سے روشن کی تھیں۔ کالج کے اندر مشرق اور طلبہ پانچ سو پچاس کے قریب تھے جو شادی کے ریشمی ربن کچھ پہنے ہوئے تھے۔ دو تافو قتا پٹاخوں کے چھوٹے سے خیر خواہی کی آوازیں نکلتی تھیں۔ علاوہ کالج کے ایٹن کی گلیوں میں بھی بڑی روشنی ہوئی تھی۔ بڑے بڑے سودا گروں نے اپنے گھروں میں روشن ستارے لگائے تھے۔ غرض سارے شہر میں عجب چل پھل اور گھاگھی تھی۔ ایک بڑا ڈنبا شدون کو دیا گیا اور بیک گھروں میں رقص و سرور کی تحفیں آ رہے ہوئیں ۛ

اس منظر کے سارے طلبہ سواری کے ساتھ خوشی کی آوازیں لگاتے ہوئے اور گل شور مچاتے ہوئے جیسے لڑکے کھا کرتے ہیں وہ منظر دیکھ کر جبے بان ملکہ منظمہ شہزادے اترے ہیں تو انہوں نے

وہ نعل چایا کہ زمین کو آسمان پر اٹھایا۔

صبح کو دنا نسر کا حال بدستور تھا۔ دکانین کھلی ہوئی تھیں۔ یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کوئی ہنگامہ شادی گرم ہوئی والا ہے۔ بیٹھ بڑا موسلا دھار برسا تھا جسکے سبب شہر بے رونق معلوم ہوتا تھا مگر یہ نتیجہ ایسے وہ حالت شہر کی بدلتی گئی۔ دوپہر کے بعد بارش موقوف ہوئی۔ اور سب نے کانین بند ہوئیں۔ نعل آدمی بازاروں میں ریشمی ربن کے گچھے شادی کے پہنے ہوئے بن سنور کر شادی کی سبائیاں کے سامان تیاری کرنے میں مصروف ہوئے۔ تھوڑی دیر میں شہر کی پڑمروگی شگفتگی سے بدل گئی۔ سوچ نعل آیا گھنٹے سوئیے جاگ کر آوازیں دینے لگے۔ جتنا دن بڑھتا گیا۔ باہر سے آدمیوں کا آنا زیادہ ہوتا گیا۔ اس کو یہ شوق تھا کہ ملکہ منظمہ کو اسکے باپ دادا کے محل میں اسکے شوہر کے ساتھ داخل ہو دیکھیں۔ شہر کی سواریوں کا ہجوم تھا۔ بہت آدمی تو ملکہ منظمہ کو شہر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر واپس لوٹنے کو پلے گئے کہ وہاں جا کر شہر کی روشنی کا تماشا دیکھیں۔

جب ڈھائی بجے بڑا جھنڈا قلعہ میں اٹھا تو لوگ اپنی اپنی سبجی کے موافق بتلانے لگے کہ کس لئے وہ اٹھا ہے۔ مگر آخر کار اسکے معنی یہ تحقیق ہوئے کہ اس وقت اسکے لڑنے کا سبب یہ تھا کہ سینٹ جیمس میں ملکہ منظمہ کا نکاح پڑھایا گیا ہے۔ غرض پچاس دفعہ شام تک لوگ اپنی عقل سے سواری آئی کی نشانیاں دیکھ کر خوش ہوتے تھے کہ اب ملکہ منظمہ آئیں مگر پھر پچاس ہو کر پچھڑ جاتے تھے۔ سارے چلے جے آدمیوں کا ہجوم ایسا ہوا کہ شاہی سواری کے لئے بھی رستہ نہ کھلا رہا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کل بازار ایک زندہ جسم ہے۔ مکانوں کی دیواریں گئیں اور تیل کی روشنی سے جگمگا رہی تھیں۔ ہوا میں جو ہواؤں کے چھوٹنے کی روشنی ہوئی تھی تو لوگ جانتے تھے کہ ملکہ منظمہ اس میں داخل ہوئیں خوشی کے گھنٹے بجنے لگے۔ ساتھ بچے سے بیس منٹ پہلے قلعہ وندھس میں ملکہ منظمہ کی سواری داخل ہوئی۔ دونوں دولہا دل میں اپنی رعایا کو سڑکا کر سلام کرتے جاتے تھے۔ لیٹا ہوا نچوڑاں ہلاتی تھیں۔ اور مرد اپنی ٹوپیدوں کو ہلاتے تھے۔ غرض اپنی خوشی اس طرح ظاہر کرتے تھے کہ ملکہ منظمہ اور شاہزادہ دونوں خوشی کے مارے باغ باغ ہوئے جاتے تھے پھر راجے خوب بجائے گئے۔ لوگوں نے گیت اس موقع کے مناسب بنا رکھے تھے وہ گائے گئے۔ اس شادی کی خوشی کا ایک بڑا بھاری اثر ہوا۔ اور سب لوگوں نے جلیے کئے۔

بڑے بڑے آدمی تو بڑی دعوتوں کے فزے اڑاتے تھے مگر غریب آدمی بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہے۔ لوگوں نے اپنے پاس سے چندہ کر کے جس میں تیس پونڈ چندہ کے ملکہ مظہر نے بھی عطا کیے۔ پانچ سو کنبیوں کو جن میں دو ہزار غریب آدمی شہر کے اور باہر کے ہوں گے محمد کھانا کھلایا گیا اور بہت اچھی پیر شراب پلائی گئی۔

جولوگ بادشاہی خزانہ اور جوابدہیوں کی برداشت کرتے ہیں انکو آسائش و آرام کے لیے بادشاہی کے بارانے گران توڑی فرصت دیتے ہیں چنانچہ ملکہ دشہزادہ کو کہ خدائی کے بعد خلوت نشینی کے لیے اتنی فرصت بھی نہیں ملی جتنی عام آدمیوں کو مفتوں کے لیے شادی کے بعد ملا کرتی ہے وہ سب میں وہ ایک دن لیکے رہے کہ ۱۲۔ کو ڈچس کمنٹ اور ڈیوک کو برگ اور شہزادہ آکرنسٹ لگے۔ اور ۱۴۔ فروری یعنی چار روز بعد انکو لندن جانا پڑا کہ سلطنت کی رسوم کو ادا کر کے کامون کو کرین۔ وندسٹرین اہل دن آتے ہی صبح ہی کو حضرت علیا نے سیرن سٹوک میر کو خط لکھا کہ دنیا میں آدمی عزیز تر اور پاکیزہ تر اور شریف تر شہزادہ سے زیادہ نہیں ہے۔ ۱۴۔ فروری کو جب لندن میں مراجعت فرمائی ہے تو پارلیمنٹ کے دیوان و کلام رعایا اور سربراہ آوردہ جماعتوں نے ان کے حضور میں تہنیت نامے پیش کیے۔ دعوتوں کے بہتے جلے بڑی دہم و دام سے ہوئے تھیسٹرون میں تماشے دیکھے گئے۔ غرض ان ایام میں لندن میں عسی خوشی کی چل پھل اور گماگمی ہی ایسی پھیل گئی تھی کہ نصیب نہیں ہوئی۔

۱۵۔ فروری کو حضرت علیا کی اول لوی ہوئی وہ اپنے خاوند کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کھڑی ہوئی۔ راج کو خود عالیجناب شہزادہ کے حضور میں ستائیں تہنیت ناموں کے انہیں پیش ہوئے جنکے جواب انہوں نے خود دیئے اور اس باب میں اپنی نانی صاحبہ کو خط لکھا کہ میں نہیں بتا سکتا کہ کتنے تہنیت نامے میرے سامنے پیش ہوئے۔ اور کتنے آدمیوں سے میری شناسائی ہوئی۔ میں انکے چہروں کو ابھی طرح یاد نہیں رکھ سکا۔ لوی کے ٹکٹو ریانے مجھ اور ڈراؤف بیٹھ کا خطاب غایت کیا۔ ابھی شہزادہ کو گارڈ ملا تھا اور وہ برٹش سپاہ کا فیلڈ مارشل بنایا گیا تھا اسکے سوا وہ گیارہویں رجمنٹ لائٹ شہ گونا کا کرنل بھی ہوا۔

شہزادہ پر چودہ دن خوشی کے گزے تھے کہ پھر ریجن وین پوٹ نے شروع ہوئے کہ انکے پاس سے

پہلے وطن جانے کا ارادہ کیا بیٹے کو باپ کی جدائی کا سخت ملال ہوا حقیقت میں شہزادہ کو اپنے گھر سے نہایت ہی محبت تھی۔ حضرت علیار رحم فرما ہی ہیں کہ شہزادہ نے مجھ سے کہا کہ آپ تو باپ کی قد جاتی نہیں (اتھ مینے کی عمر میں وہ بے پردہ ہو گئی تھیں) آپ کیا جان سکتے ہیں کہ اس وقت میرے دل پر کیا کیفیت گزر رہی ہے۔ میرا لہجہ نہایت اچھی طرح بستر ہوا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اب صرف میرا بھائی آئینہ منٹ وارث سلطنت انگلینڈ میں غریزہ رشتہ داروں میں یہاں باقی رہا سو وہ بھی کچھ دنوں میں گھر آئیں گے۔ لیکن اگر آپ مجھ سے ایسی ہی محبت کرتی ہیں گی جیسی کہ اب تک کی ہے تو سب نقصانوں کا معاوضہ کر دیں گی۔ اور پھر اس پر ملکہ منظرہ اور یہ اضافہ کرتی ہیں کہ میرے شوہر نے میری خاطر سے باپ جانی وطن دوستی شہنا سب چھوڑ دی ہے۔ اس سے یہ دعا ہے کہ میں اپنے عزیز از جان مبارک خوش و راضی شوں کہ خوش گردان۔ میں حتیٰ بقدر دور کے خوش رکھنے میں کوشش کروں گی۔ آئندہ حالات معلوم ہو گا کہ ملکہ منظرہ کی بیوری دعا خد نے قبول کی۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد ملکہ منظرہ کے شوہر کے پسند کرنے میں رعایا کو وہ خوشی ہوئی کہ انڈیا میلپول نے ملکہ منظرہ سے بھلا کہا آپ کی شادی رعایا کو ایسا خوش کیا ہے کہ یہ جانتی نہیں کہ اس شادی کے لیے پولیسکل دلال بھی تھے شہزادہ کا باپ ۴۸ غریبی کو چھوڑا گیا۔

یہ میان بی بی ایک دوسرے کے عاشق تھے۔ وہ نہایت خوش خرم رہتے تھے۔ ان کے مذاق ایک تھے۔ انکی حضرات متماثل تھیں وہ ایک جان دو قالب تھے۔ ایک دوسرے کا ضمیر یا تھکے تھا مگر وہ میں بالکل گلوں ہی کا بچھونا نہیں سمجھا ہوا تھا۔ اس میں کانٹے بھی تھے جو شہزادہ کے پاؤں میں چبوتے تھے۔ قبل ازاں کہ حنفی جو مال آلہ میسر با تین پیش آئیں انکا بیان پہلے ہو چکا ہے اور اسکے بعد جوابی مکروہات پیش آئے۔ انکا تفسیر باب میں بیان کیا جائیگا۔

علاقہ خراب شہزادہ علیار کے واسطے

باب یازم

۱۸۴۰ء

سال اول کہ خدائی

شہزادہ کا منصب

انگلنڈ میں آئرلینڈ اپنے بھائی اور بھاج کے ساتھ ۸ مئی تک رہا بعد ازاں چلا گیا۔ جسکے سبب سے
شہزادہ کے پاس کوئی اپنے گھر کا رشتہ دار نہ رہا۔ اب انگلنڈ اُس کا گھر تھا۔ اُس کا دل محبت منزل لیا تھا کہ
اپنے باپ کے گھر کو بھلا دینا اپنے سے ناممکن تھا۔ مگر اُن کو کم از کم کام کرنا ایسا کرنا تھا کہ جس سے معلوم
کہ وہ گھر بھول گئے۔ انکا فرض یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی سبب بلیتوں اور استعدادوں کو اُس ملک کی دی
و غیر اندیشی میں صرف کرین جس میں انہوں نے بود و باش خستیا کی تھی۔ اس فرض کے ادا میں کہ فیضا
کرنی نہیں جاتے تھے۔ اس وقت بہت کم آدمی یہ سمجھتے تھے کہ اس کام کے کرنے میں انکو زیان و نقصان آسکا
پڑے۔ انکی حالت میں بغیر یہ کہ کیا وہ جرمن کی ایک چھوٹی ریاست کے شہزادہ تھے یا اب تک
انگلینڈ کے خاوند ہو گئے۔ اسی صورت میں لوگ کب مانتے ہیں کہ انکو نقصان و زیان ہو۔ انہیں نقص
زیادہ نقصان کم تھا۔ لیکن زیادہ دینا توڑا تھا۔ وہ سلسلہ محبت کا دل بستہ و دائرہ محبت کا حلقہ بگوش
تھا۔ اسکو کیسا حال نہیں گھر کا رشتہ الفت توڑنا خواہ اُسے آئندہ کیسا ہی منصب جاہ و جلال حاصل
ہو۔ بی زبان ہندی تھی۔ شہزادہ کے خطوط جو پہلے بابون میں لکھے ہیں۔ انکے پڑھنے سے تم کو
معلوم ہوگا کہ شہزادہ کو اپنے لڑکپن کا گھر کیسا عزیز تھا۔ اپنے کنبے کے ساتھ کیسی وہ محبت اور ہمدردی
رکھتا تھا اور اپنی نوجوانی کے دوستوں پر کیسا عاشق صادق تھا۔ اور ان باتوں کے جاننے سے
ہم اُسکی طبیعت کی داد دے سکتے ہیں ۔

سب حالتوں میں مدت تک اُسکے خیالات کا اصل مستند یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ یہ چاہے کہ زمین

سب سے اول جگہ وطن کی محبت رکھے۔ اور ان سب چیزوں سے جواب تک اس کو دل سے غریزہ نہیں
جدا ہو کر نئے کپنے کی مرستہ مندی کو دل میں جب گہرے۔ نئے دوست بنائے۔ نئی عداوت ختم یا
کرے۔ اس اپنی زبان مندی کا گہرے مرستہ مند دوست چھوٹے ہی معاوضہ کر سکتا تھا کہ نگاہیں کا
مرا جہان ہو کر بغیر اپنے سود و زیان کے خیال کے اسکے اومیون کی بھلائی میں اور اپنے گھر کے مرستہ
الگین کو نئے میں خدمات شائستہ بجالا کے اپنے معیار حسن فعل اخلاص کو ظاہر کرے۔ یہ ماننا چاہئے
کہ اس نے اپنے غم و مرستہ تدبیر صاحب و حسن نگاہوں سے وثبات قدم سے بغیر کسی خود ستائی و خوشن
آرائی و خود نمائی کے اپنے فرائض کے ادا کرنے میں کبھی قصدا نہیں کی +

اس ملک میں جب تک وہ زندہ رہا۔ اس پر لوگ بدگمانی اور بدظنی کرتے رہے باوجود اس کے
اس نے ایک لمحہ بھی اپنی کوششوں میں پہلو تہی نہیں کی۔ اور ہمیشہ اس ملک کے اومیون کی نیکیوں
ترقی میں و خوشن و نیک اندوزی سے سعی رہا۔ اسکے حق کاموں پر لوگوں نے بد خیالیان و بد خیالیان
اور اسکی حق راہوں پر بدگمانیاں کیں۔ مگر اس کو اپنی راستبازی و ایمان داری کی معاونت پر ایسا ہوسا تھا
کہ وہ انکی پیروی کرتا رہا۔ اور کبھی اپنے طریقہ کو چھوڑا نہیں۔ ان لوگوں کی نسبت جو کہ حق میں نا انصافی
کرتے رہے ایک لفظ شکوہ و شکایت کا یا کوئی جملہ بے جا زبان پر نہیں لایا۔ وہ یہ جانتا تھا کہ جو شخص
میری طرح رتبہ تعالیٰ پر مرتفع ہوگا۔ اسکے حق میں اس نا انصافی کا ہونا لازمی ضروری ہے۔ اس کو ہوسا
تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ سب لوگ افسانہ جانی بن جائیں گے۔ اور سمجھنے لگیں گے کہ میں اپنے کاموں کو نیک
یعنی و غیر خواہی و درست کشی و درست اندیشی سے کرتا ہوں +

اس نے اپنے کام کرنے کا جو اصول اختیار کیا تھا۔ اس کو وہ خود ان الفاظ میں بیان کرتا کہ
کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی جان کو ملکہ معظمہ کے ساتھ ایک کروڑوں اور نہ اپنے اختیارات کا کہہ لے لے
اختیارات حاصل کر لیا کرتا ہوں۔ نمائش خود نمائی سے بالکل پرہیز کروں پہلے کے روبرو چوگانہ کوئی چیز
اپنے ذمہ نہ لوں۔ اپنے منصب کو ملکہ معظمہ کے منصب کا ایک جزو بنا دوں۔ متواتر شوق سے پہلے کاموں
کے ہر حصہ کو غور سے دیکھوں تاکہ جب ملکہ کے روبرو پیشگی (سیاسیہ و سوشل) معاشرہ کے و ذاتی
معاملات میں غفلت و غلطی پیش نہ آئے تو ان میں مجھے صلاح و مشورہ دینے کی قابلیت ہو۔ ملکہ کے گھر
کا میں صرف رقی ملک انفس ہوں۔ لے کار و بار خانگی کا مہتمم۔ اسکے ذاتی معاملات کا منتظم۔ پیشگی

معاملات میں کیا سمجھتا و صلاحکار گورنمنٹ کے ساتھ مراسلات میں مددگار ہونے کچھ مدت تک اسکی یہ اپنی تمنائیں نہیں برائیں۔

اول یاد دہانہ کہ سال تک سولے شاؤ و زاور صحتوں کے خاص بلانیسے وہ اس وقت موجود ہوتے تھے کہ ملکہ معظمہ سے وزراء ملاقات کرتے تھے۔ اس باب میں جناب ملکہ معظمہ فرماتی ہیں کہ یہ بات کچھ وزرا کی طرف سے نہ تھی۔ شہزادہ ہر بات سے واقفیت حاصل کرنے میں بہت تکلیف اٹھاتا تھا اور لارڈ ٹامیس بلورن کو بھی فینک کرتی تھی کہ ملکہ معظمہ پر ملاک کے معاملات سے اپنے شوہر کو مطلع کر رہیں۔ مگر اس وقت وہ اس قسم کے معاملات میں کوئی حصہ خود نہیں لیتا تھا۔

ایسے آدمی بھی موجود تھے جو شہزادے کو معاملات سلطنت ہی سے بالکل ہمیشہ کے لئے بیگانہ نہیں رکھنا چاہتے تھے بلکہ یہ چاہتے تھے کہ انکو خاگی معاملات میں بھی دخل نہوارہ اختیار بھی نہ حاصل ہوں جو شوہر ہوں کو گھروں میں مالک خانہ ہونیکے حاصل ہونے میں اور جسکے بغیر گھر میں دسرت نہیں چل سکتی۔

شہزادہ خود جانتا تھا کہ میں مالک خانہ نہیں ہوں اسنے مسی ۱۸۴۴ء میں اپنے دلی دوست شہزادہ ولیم لووین سٹین کو لیک خط میں یہ لکھا کہ میں اپنے گھر میں نہایت خوش رضا مند ہوں مگر مجھے اپنے مناسب درجہ سنبھالنے میں دشواری پیش آتی ہے کہ میں گھر کا مالک نہیں ہوں فخر شوہر ہوں۔

ملک کی یہ خوش نصیبی اور اس سے زیادہ مشکوئے معلیٰ کی نیک طامعی تھی کہ حالت مذکورہ میں ایک قادیان نہیں رہی شہزادہ گھر کے مالک بننے کیلئے جس استقلال و شرافت سے اصرار کیا وہ شکرت و آفرین کے قابل ہے اور شہزادہ کی رائے صواب پر اور ملکہ کی طبع بہت رد و نیکوئی پر آفرین ہے۔ سب سے زیادہ شہزادہ اور ملکہ کے باہمی صدق و محبت و اعتماد پر تحسین ہے کہ جن نے انکے درمیان اپنی اغراض اور اپنے فرائض میں ایک دوسرے سے اختلاف کرنا ناممکن کر دیا۔ جو لوگ ملکہ معظمہ سے یہ التماس کرتے تھے کہ آپ بادشاہ میں آپ اپنے گھر کی اور کہنے کی ایسی ہی سکران بنے جیسی کہ مملکت کی فرمانروا میں شہزادہ آخر کار آپ کی رعایا میں سے ہی اسکو فروست رکھئے۔ ملکہ معظمہ انکے جواب میں یہ ارشاد فرماتیں کہ میں نے گھر میں جہاں بہ اور کیا ہے کہ میں اسکی اطاعت کروں گی۔ اس کے بعد انکی

اسکی عزت کروں گی۔ پس میں اپنے پاک اقراروں کی پاکیزگی کو کبھی نہیں ترک کروں گی۔ اور ان کی جدوجہد
نہیں کرنے کی۔

اول ہی سے لارڈ میلپورن کی صلاح سے ملکہ منظر نے شہزادہ کو غیر سلطنتوں کے مراسلات
کو دکھانا شروع کر دیا تھا۔ شہزادہ اگست شہزادہ میں اپنے باپ کو خط میں لکھتا ہے کہ وکٹوریانے غیر
سلطنتوں کے معاملات میں مجھے براہِ حصہ دیا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اس باب میں کوئی
اچھا کام کیا ہے۔ میں اپنے تمام خیالات لکھ کر لارڈ میلپورن کے پاس بھیجتا ہوں۔ وہ مجھے تو
جواب کتر دیتا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ وہ میرے کہنے کے موافق عمل بالکل کرتا ہے۔

اپریل ۱۸۷۱ء میں پھر وہ باب کو لکھتے ہیں کہ میں اپنے پولیٹیکل منصب (منصبِ سیاسی) کی نسبت
لکھتا ہوں کہ میں اب کل کے پولیٹیکل (امورِ سیاسی) بڑی محنت و جانفشانی سے مطالعہ کرتا ہوں اور
تمام فرقوں سے ارادۂ جہاد رہتا ہوں میں تمام قومی اسیٹیویشنوں اور ایس سی ایشنوں
سے بڑی دلچسپی رکھتا ہوں اور ان میں کام کرتا ہوں میں بالکل کشادہ دلی سے ہزاروں سب مضامین
لکھتا ہوں تاکہ مجھے آگاہی حاصل ہو۔ اور سب فرقہ کے لوگوں سے تواضع مہربانی سے ملتا ہوں تاکہ
ہوں۔ میں چپ چاپ یہ چاہتا ہوں کہ جان تک مجھ سے ہوسکے میں ملکہ کے منصب کیلئے مفید اور
بکار ہوں۔

پس اب یہاں ہم وہ اتحادہ اصول جو انہوں نے اول بیان کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی
جان اور ملکہ کی جان ایک کروں۔ اُسکو بر ملا دیکھتے ہیں۔ انہوں نے اس اصول کے موافق اپنے منصب کے قائل
کیا۔ ملکہ نے اس پر اعتماد کی کر کے اپنا سہارا دیکھ دیا۔ تمام مشکلات سوالات میں اُسی کی رائے پر اعتماد
کر تین اور سارے کام اسی کی صلاح و مشورے کرتین۔ مگر جب دفعۃً یہ سہارا اُن سے جدا ہو گیا یعنی
شہر ہر گیا تو انہوں نے یہ الفاظ درود آمیز فرمائیے کہ اب حقیقت میں میرے لئے ایک نئی سلطنت کا
آغاز ہوا ہے۔

اب ہم شادی کے بعد جو شہزادہ کے ملازمین خانگی کے باب میں انتظام ہوا اسے بیان
کرتے ہیں۔ اسکا انتظام یہ ہوا تھا کہ شہزادہ کے پاس ایک کارپورڈز کروم آف سول جبر کا
صرف کام یہ ہوا کہ انتظام خواجہ کرے اور اس میں جیمس لینن کو کچھ دخل نہ ہوا۔ پہلے لارڈ روبرٹ

گروس میئر مقرر ہوئے اور دو لارڈ ان وینٹنگ (لازم) ہوئے۔ ایک لارڈ بورنگ ٹن اور
دوسرے لارڈ جارج کن نوکس۔ اور دو اکوٹری (سیڑا خور) میجر جنرل منبر جارج سیمور اور دوسرے
جارج این سن مقرر ہوئے۔ ایک پرائیوٹ سکرٹری۔ مسٹر این سن مقرر ہوا۔ اس آخر تقریر
میں چھینٹا ہوا دل تو مسٹر این سن جیسے عمدہ کام ٹری جواب دی اور شہزادہ کے قریب پہنچے کا
تھا۔ بغیر شہزادہ سے صلاح و مشورہ لیے مقرر ہو گئے۔ دوم وہ لارڈ میلپورن کے پرائیوٹ سکرٹری
مدقن تک پہلے رہ چکے تھے یہ بھی عالیجناب شہزادہ کے حصول کے خلاف تھا۔ جو وہ پہلے ہی ملکہ مظہر کو
لکھ چکے تھے کہ میرے سب ملازمین ایسے مقرر کیے جائیں جو پولٹیکس (سیاسیہ) سے تعلق
نہ رکھتے ہوں۔ یہاں ہ شخص مقرر ہوا جو گ پاپٹی سے متعلق تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے اس
تقریر میں یہ پہنچ تھا کہ عمل شاہی میں دگ پاپٹی کا عمل دخل ہے +

جب اس تقریر پر شہزادہ نے اعتراض کیا تو اس کا جواب یہ ملا کہ اب وقت نہیں آیا کہ یہ تقریر منسوخ کیا
جائے۔ مگر ملکہ مظہر فرماتی ہیں کہ مسٹر این سن کی طبیعت میں دست قدرت نیکم کی ایسی وجوہات
رکھی تھی کہ وہ کسی سازش و چال بازی میں شرکت کی قابلیت ہی نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ ۱۸۷۲ء میں گورنر
کی اس تبدیلی میں اس بات کا خوب امتحان ہو گیا۔ وہ بالکل اپنے کام سے کام رکھتا تھا کسی جھگڑے
ضامین نہیں پڑتا تھا۔ اپنے آقا کی خدمت گزاری بڑی خیر خواہی و نیک خواہی سے اپنی موت کے آخر گھنٹے
کرتارٹا اس کو ناگمانی موت لگتی تو شہزادہ کو نہایت ملال ہوا اور اس نے ملکہ مظہر سے کہا کہ وہی میرا خاص
سچا ولی دوست تھا۔ جیسے میں آیا ہوں وہ اور ہم ہر بات میں ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ وہ ہنر لہ میرے
بھائی کے تھا۔

شہزادہ کے اور ملازمین کے تقریر میں وہ اصول قائم کیا گیا جو ملکہ مظہر کے ملازمین خانگی کے
تقریر میں تھا یعنی صرف وہ تقررات مستقل طور پر ان آدمیوں کے لیے ہوتے تھے جو پولٹیکس سے تعلق
نہ رکھتے تھے۔ اور جو تقررات ایسے ہوتے تھے ان کو منسٹری یا کونسل ہو کس کے ممبر مقرر
کرتے تو وہ منسٹری (وزارت) تیار کے ساتھ دلتے رہتے تھے۔ شہزادہ کے ملازمین میں اس قاعدہ
پر عمل صرف گروم آف سٹول اور ایک لارڈ ان وینٹنگ کے تقریر میں ہوا باقی میں نہیں اس
وقت جو شہزادہ کے ملازم مقرر ہوئے ان میں سے اکثر آخر تک ملازم ہے۔ پہلے شہزادہ کے جو ممبر

تھے۔ مگر جب انکا کام بڑھتا گیا تو دو سے تین اور تین سے چار ہو گئے۔ اس پرائیوٹ سکریٹری کے مقرر ہونے میں شہزادہ کو جو تحرش پیش آئی تھی۔ وہی ایک اور صورت میں اس معاملہ میں آگے آئی کہ ملکہ معظمہ وہ خود پرائیوٹ سکریٹری مقرر ہوئے۔ ملکہ معظمہ کی اورنگ آرائی کے بعد انکے پرائیوٹ سکریٹری کے عہدہ کا سارا کام بیرنس لیئرین کرتی تھیں۔ اور انکو وہ اختیارات حاصل تھے کہ خواہ وہ کیسی ہی بدوشیاری سے کام میں لائے جائیں۔ تو بھی ضرور تھا کہ وہ گھر کے قدرتی مالک سے بیرنس کی مش بھیڑ کر لیں۔ بیشک یہ اس لہڈی کا حق تھا کہ ملکہ معظمہ اسکے ساتھ سچی محبت رکھیں اور اسکی ممنون جان ہوں اسلئے کہ مدتوں تک انکی خدمت و رفاقت میں رہی تھی اور کم سنی میں نیک صلاح اور مشورے انکو دیئے تھے جن کی ضرورت اس عمر میں زیادہ ہوتی ہے۔ ان ہی باتوں کے گھنٹہ نے اسکی آنکھوں پر پردہ ایسا ڈال دیا کہ یہ سچی بات انکو نہیں سمجھائی دیتی تھی کہ ان کا پہلا سا اثر و عمل و فعل اب شوہر کے آگے نہیں چل سکتا تھا۔ خاصکر ایسے شوہر کے روبرو کہ قابل و لائق ہو۔ بی بی اسکی عاشق زار ہو اور اس وقت بیرنس کو لازم تھا کہ وہ ملکہ معظمہ کی اغراض و مقاصد کے سبب اہل یہ کہتین کہ میں خود سکریٹری کے عہدہ سے دست بردار ہوتی ہوں۔ اور اسکو شہزادہ کے سپرد کرتی ہوں جب انہوں نے یہ خود نہیں کیا تو اسکا انتظام خود حضرت علیا نے جلد ایسا کر لیا کہ ان کا شوہر مالک خانہ ہو گیا۔

خانہ شاہی کے بندوبست پر شہزادہ کا بالکل مسلط ہو جانا آسان بات تھی۔ یہ امر تحقیق و مستند ہے کہ اس فوج ان شوہر کو اپنے منصب کی جہت سے اپنے گھر میں کوئی آزادانہ اختیار حاصل نہ تھا کہ جسکے کام میں لائے وہ ان عہدہ داروں کے اختیار میں دست اندازی کرے جو اسکی مداخلت کے خواہاں نہ تھے۔ شاہی کارخانہ عظیم الشان تھا جس میں خرابیان اور نظمیان پہلی سلطنتوں سے چلی آتی تھیں۔ ملکہ معظمہ نے اپنی فوج ان کے سبب انکی طرف توجہ نہیں کی انکو اور نے اسکے دور کرنے کی چہانہ کی شہزادہ انکو پسند نہیں کرتا تھا مگر اسکے دور کرنے کا کوئی اختیار بھی نہیں رکھتا تھا۔ اور اس سبب اسکو تکلیف ہوتی تھی۔ ہر شہزادی و بدظلمی کا ایک خود غرض حامی پر وہ کے اندر بیٹھا ہوا تھا جو شخص اپنے منصب کے سبب ان خرابیوں کو کھانا چاہتا تھا۔ اسکو وہ بری نظروں سے دیکھتا تھا اس سبب شہزادہ کے کارسازان خانہ سے ناچاقی ہوئی۔ محل شاہی میں بدظلمی و غصہ۔ اخیر تکلیف فراموشی کر رہی تھیں جسکے عالجیاب و حضرت علیا و دونوں کو تکلیف اور بے آرامی ہوتی تھی۔ خانہ شاہی کا اصل میں

کوئی ماسٹر مالک، اس سبب سے نہ تھا کہ اسکے بہت سے مالک تھے۔ محل شاہی کے کل انتظامات ان تین افسروں لارڈ سٹورڈ، لارڈ چیمبرلین اور ماسٹر آف ہوس میں منقسم تھے۔ ان میں کوئی ایک دوسرے پر کچھ اختیار اور عظمت نہیں رکھتا تھا۔ ہر ایک اپنے کارخانہ میں خود مختار تھا۔ اس میں کسی دوسرے کو دخل نہ تھا۔ یہ عہدے فسطی (وزارت) کے ساتھ وابستہ تھے۔ اس لیے ان میں اکثر تغیر و تبدل ہوتا رہتا تھا۔ جب کسی معاملہ میں جو بالکل پولیٹیکل ہوتا تھا۔ گامنس ہوس میں ووٹ مخالف ہوتے تو اسکے سبب سے حضرت علیا اپنے ملازموں سے محروم ہو جاتیں جنہوں نے ابھی شاید اپنا کام سمجھنا شروع کیا تھا۔ غرض ایسا تقریر فقط پارٹی (دوگ و ٹوٹی) پر مبنی تھا۔ کام کی لیاقت پر منحصر تھا۔ ان خدمات پر تقررات کچھ ایسے بے ڈھنگے طور پر ہوتے کہ بعض کاموں کی نگرانی ہی نہیں معلوم ہوتی تھی کہ کس کے ذمے ہے۔ حسب الارشاد حضرت علیا اور شہزادہ کے بیرن سٹوک میئر اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں کہ لارڈ سٹورڈ تو اینڈر من جم کرنا اور ان میں آگ رکھتا۔ اور لارڈ چیمبرلین روشنی کرنا اور تمام لمپ سر انجام کرتا۔ لارڈ سٹورڈ لیپسوں کو صاف کرنا، انکو سجانا، ان کو روشن کرنا۔ معمولی مرتبین جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے ان کے لیے مختلف افسروں سے حکم لینے پڑتے جن میں شاید میڈیکل لگ جاتے تو مرست کی نوبت آتی۔ محل شاہی میں نہ لارڈ چیمبرلین کا نہ ماسٹر آف ہوس کا کوئی نائب باقاعدہ حاضر رہتا تھا۔ عورت مرد ملازموں کی دو تہائی سے زیادہ پر کوئی کارفرما افسر موجود نہ ہوتا تھا وہ اپنی خدمت پر جبرج چاہتے آتے۔ جب چاہتے چلے جاتے۔ وہ اپنے کام کے دنوں میں کام پرے گمناموں غیر حاضر رہتے تھے۔ جو کام وہ بیقاعدہ و فضول کرتے۔ انکی صلاح کرنیوالا نہ انہر ملامت کرنیوالا اور کوئی نہ تھا۔ کل محل شاہی میں دفتر قانون اور مکروں کی صفائی و ترتیب محافظت کی جوابدہ کسی کے ذمہ نہ تھی۔ بلکہ ایسے پرے درجہ کی تھی کہ ان میں یقینی خوف و خطر تھا۔ مشہور میں ایک نے چنانچہ صاف کرنیوالا مکروں میں چپا ہوا پکڑا گیا۔ جس کا چرچا بہت دنوں تک ہوا۔ مگر اسکا ارادہ کوئی بد نہ تھا بلکہ نظمی نہ تھی بلکہ سرے سے انتظام ہی نہ تھا۔ یہ امر نہایت مشکل تھا کہ ان خرابیوں کے دور کرنے کے لیے کوئی تغیر و تبدل کیا جائے کوئی اصلاح اس سبب سے نہیں ہونے پاتی تھی کہ اسٹیٹ کی حکومت میں خلل انداز ہوتی تھی۔ مگر عاجز و ناچار (ان کے میں شہزادہ کی جگہ صرف عاجز و ناچار لکھوں گا) محل شاہی میں اپنی عقل و دست تقال و تحمل سے بلکہ نظموں کو دور کر کے سارے انتظام کو بالکل اپنے ماتھے میں لپیلا اور مالک

تجاہ نہ ہو گئے۔ عایینا بک پہلین گھر کے انتظامات کاٹے نہیں چھوڑتے تھے بلکہ سلطنت کے کارڈ
خازنی کرتے تھے۔ یہ ناممکن تھا کہ اس وقت میں جو مہات عظیم پیش آئیں اُن سے وہ بے تعلق نہ بغرض
میں مگر کونسی ٹیوشن میں کوئی منصب نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے نہایت ضرور تھا کہ ملک کی پولی
ٹکس میں مداخلت سے باز رہیں۔ ان کا اپنا یہ خیال تھا کہ میں حضرت علیا کا پرائیوٹ سکریٹری اور معتد
مشیر ہو جاؤں۔ اس منصب کو کچھ مدت کے بعد انہوں نے حاصل کر لیا۔

غرض اب انگلیس مذخوب سمجھنے لگا کہ اس کہ خدائی سے ایک عورت کے نرم ہاتھوں کو کیسا دانا
قوی مردانہ ہاتھ مدد کرنے کیلئے مل گیا۔ کہ خدائی سے پہلے حضرت علیا کو سلطنت کے کاموں میں بھجھت
اٹھانی پڑتی تھیں۔ وہ ایک جرنیل لکھتی تھیں جسے انتخابات کو انہوں نے پبلک میں شائع کیا۔ اس میں
جو امور عظیم ان کے علم میں آتے۔ انکو تحریر فرماتیں۔ پہر اپنے مشاہدات اور خیالات کے حاشیہ چڑھاتیں
جب سلطنت کے کسی معاملہ کی بحث عظیم ہوتی تو اسکی نسبت اخبارات کی تحریرات کو مطالعہ کرتیں اور اس میں
جو اسے چین اچھی ہوتی ان کا لب باب تحریر کرتیں۔ اب انکو شوہر بے غرض آوازہ موکار روان کام کر نیو
مل گیا کہ جس سلطنت کے کاموں میں عورت سے فطرتاً کسی نہ کسی کسر کا باقی رہ جاتا لائی تھا وہ اس کسر کو
نکال کر بیکھر دیتا تھا۔

یہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ پارلیمنٹ کے انجٹ کے موافق یہ امر فیصل نہیں ہوا کہ ملکہ مظفر کے بعد
عایینا بک پریسیڈنٹ ہوں صرف ملکہ مظفر کو جو حقوق سلطنت حاصل تھے اُس کے موافق انکو اختیار دینا
کہ وہ شہزادہ کو اپنے بعد جہاں چاہیں پریسیڈنٹ بنائیں اس باب میں چارلس گریٹیل کا راک
کونسل نے ایک رسالہ لکھ کر ڈیوک ونگٹن کو دیا۔ جس پر ڈیوک نے یہ رائے اپنی ظاہر کی کہ ملکہ کو فرمان شاہی
کے موافق یہ حق حاصل ہو کہ وہ اپنے بعد اپنے شوہر کو جہاں چاہیں باستثناء پارلیمنٹ کے پریسیڈنٹ
بنائیں۔ بعض اراکین سلطنت نے بھی اس رائے کے ساتھ اتفاق کیا۔ ۵۔ پلج کو فرمان شاہی جاری تھا
کہ عایینا بک انڈر ملکہ مظفر کے بعد پریسیڈنٹ ہوں۔ یہ منصب انکو ہمیشہ حاصل رہا۔ مگر اس باب میں کوئی
پارلیمنٹ کا انجٹ نہیں نافذ ہوا۔ بعض اراکان سلطنت نے چاہا کہ پارلیمنٹ کے کسی انجٹ کی موافقت
اس امر کا فیصلہ نہ لیا جائے مگر وہ ہوا۔ عایینا بک کی پریسیڈنسی فقط فرمان شاہی کے موافق ختم
ہوئی۔

شہزادہ کی پریسیڈنسی ہو کر فیصلہ

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب ملکہ معظمہ کی کدخدائی ہوئی ہے وہ پلویشکل معاملات میں بگ کی ٹری طرف راہنہیں۔ کدخدائی کے جہان اور نیک نتیجے تھے منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ اس طرداری سے ہشتکش ہوئیں۔ عالیجناب نے اپنے خاگی انتظام کی درستی میں مباحثوں اور خط و کتابت سے ثابت کر دیا کہ انکا ارادہ مصمم یہ ہے کہ وہ ہونے کی سسٹم یا کل طریقہ بین لارڈ میلبورن نے یہ نہایت مغرزانہ کام کیا کہ عالیجناب پر زور ڈالا کہ وہ ملکہ معظمہ کو بھی اپنا ہم رائے بنالیں۔ اب وقت یہ ہے کہ ملکہ معظمہ ٹوری فریق کے حضور کوئی عملی العموم صاف کر دیں۔ عالیجناب نے جو لارڈ میلبورن نے کہا تھا اسکو انہوں نے ملکہ معظمہ سے بابر بار کھا اور یہ بھی عرض کیا کہ میری رائے بھی یہی ہے غرض شوہر کے سمجھانیکا اثر یہ تھا کہ خفگی اور غصہ جو فرقہ ٹوری پر ملکہ معظمہ کا تھا وہ جاتا رہا۔ دونوں فریق کو وہ ایک نظر سے دیکھنے لگیں۔

کدخدائی کے بعد متواتر لیویجان ہوئیں۔ ایڈرل سیسین پیش ہوئیں۔ ڈنر دیئے گئے۔ اول لیوی ۱۹۔ فروری کو ہوئی۔ اسمین اور آئینہ اسی قسم کے جلسوں میں اور پارلیمنٹ کے کوئلے میں اور رسومات سلطنت میں حضرت علیا کے بائیں ہاتھ کی طرف برابر عالیجناب کھڑے رہتے۔ ساتویں مارچ کو ایک دن میں ایڈرل سیسین جو ستائیس برس کم نہ تھیں خود شہزادہ کے حضور میں پیش ہوئیں۔ ملکہ معظمہ منہ مٹاتی ہیں۔ ابتدا میں جب عالیجناب کے روبرو ایڈرل سیسین پیش ہوئیں تو ان کے جواب دینے کے لئے انہیں دلیری کم تھی۔ مگر ایسی ڈرپوک بھی نہ تھی جیسے اکثر ایڈرل سیسین دینے والے ہوتے تھے۔ مٹرائن سن جو اکثر ان کے ہمراہ رہتے تھے۔ وہ اکثر ان ایڈرل سیسین دینے والوں کی حکایتیں ایسی بیان کرتے تھے کہ جن پر ہنسی آتی تھی۔

ملکہ معظمہ اکثر ڈنر دیتیں اور ان کے اندر کچھ ناچ ہوتا۔ پھر ناٹک کے سانگ ہوتے۔ عالیجناب کو شیک سپیر کا ناٹک بہت پسند تھا۔ چھ راتوں میں سے تین یا دو راتوں میں اُنسی پلے (سانگ) ہوتے تھے۔

عالیجناب کو اول اول آج ہوا کا اختلاف اور سب سے زیادہ رات کو دیر تک جاگنا بڑا ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ وہ ۲۴۔ فروری کو اپنی نانی کو لکھتے ہیں۔ کہ میں اور کوٹوریا بالکل تندرست ہیں۔ ہم بہت خوش و خرم تھے۔ دل میں مگر بے یہان کی آہ تھا کہ اپنے مزاج کے موافق بالکل بنا بنا بڑا دشوار ہے۔ ایسا ہے کہ تین بہت جلد اپنے گہراؤں مشکل سے میں یہاں رات کے دیر تک جاگنے کا تحمل ہوتا ہے۔ رات کو دیر تک

جاگئے کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ صبح دیر کر سوئیے اٹھیں اور دس بجے حاضری لکھائیں اور باہر پیدل پہنچے جس کے سبب بیمار پڑیں۔ ہنوز ان کے باپ انگلیسٹڈ سے گئے نہ تھے کہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ مختلف شہزادوں اور گورنروں پریشان سے بہت سی ایڈولسین مجھے دیجاتی ہیں کہ مجھ پر بھی ایسا کیا جاتا ہے۔ خاندان شاہی چھپر ٹری مہربانی کرتا ہے۔ نیک نیا دملکہ ایڈی لسیڈ جو نہایت بااخلاق اور سادہ مزاج ہیں چھپر ٹری مہربانی کرتی ہیں۔ میں بھی ہر ایک سے بالوب پیش آتا ہوں +

اقسوس ہے۔ افسوس ہے کہ پچاس چار روز بعد یہاں سے چلے جائینگے۔ صرف سیکرٹری جنرل مین میرا پیارا بھائی آئیئر لیسٹ رہ جائیگا۔ مجھ سے یہ نہیں کہا گیا ہے کہ ۹۔ پانچ کو کس قدر تحائف میکر لینے پیش ہونگے۔ اور کتنے آدمیوں سے میں واقف ہو گیا۔ میں انکی صورتیں بھی یاد نہ رکھ سکا۔ گورنر کی شہیک ہو جائے گا۔ آخر لیوی کے بعد ملکہ منظر نے اور ڈراؤف دی ہاتھ مجھے غایت فرمایا۔ حضرت علیا اور عالیجناب وٹون وڈسٹین رونق افروز ہوئے کہ پہلی آفیسر حضرت مسیح کے از سر نو زندہ ہونے کا انوار (کاٹوار) بین منائیں۔ اس تیواری میں ان دونوں نے ساتھ سیکرٹریٹ (عشاربانی) سینٹ جارج کے گرجا میں لیا۔ حضرت علیا تحریر فرماتی ہیں کہ عالیجناب کو اس سیکرٹریٹ کے تقدس کا ایسا خیال تھا کہ وہ اسکے پائیک دن اور اس سے ایک رات پہلے میرے پاس نہیں آتے تھے۔ میں اکیلی تنہا کھانا کھاتی تھی۔ اپریل میں کلیں میں غلیس لگی کہ عالیجناب پر ایک حادثہ گزرا جس میں جان چلنے کا احتمال تھا۔ مگر فقط کپڑوں کے پھٹنے اور بدن پر کئی جگہ خراش آنے پر خیر گزری۔ عالیجناب خروگوش کے شکار کی سیر کو گھوڑے پر سوار جاتے تھے کہ راہ میں گھوڑا بگڑا اور اُنکے سنبھالنے سے نہ سنبھلا۔ پارک میں اُنکو بیکر بھاگا۔ جسکے اندر درخت کے ٹٹنے سے بھر گئے۔ عالیجناب گرے۔ مگر چوٹ نہیں لگی۔ دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور ایک لپٹے ہمراہی کو گھوڑے پر سوار کر کے حضرت علیا کو اس خبر کے سننے کیلئے بھیجا کہ کچھ چوٹ نہیں لگی۔ وفاداری بی اس حادثہ کے بیان کو یوں تحریر کرتی ہیں کہ میرے نہایت پیارے بے مثل عزیز الودعہ کے لینے یہ حادثہ مہلک ہو سکتا تھا۔ جسکے خیال سے میرے بدن پر لرزہ چڑھ آتا ہے۔ میں خدا کا شکر کرتی ہوں کہ وہ بخیر گزرا۔ اس حادثے سے بچ دغم میرے لینے ہوتا نہ عالیجناب کے لینے +

ملکہ منظر نے شاہ ہینوور سے درخواست کی کہ قصر سینٹ جیمس میں وہ کمرے ڈچس کنٹ کیلئے خالی کر دے

حضرت علیا کا دوسرا حوالہ اور عالیجناب کا گورنر سے پرستش

حضرت علیا کی والدہ کا حوالہ

جن میں کبھی کوئی نہیں رہتا تو اس بحسبیل بادشاہ نے انکار کر دیا جبکہ سبب ملکہ مظہر نے بیل کر لیا۔
 انچسٹر ہوس دو ہزار پونڈ سالانہ کو کرایہ لیا۔ جب شہزادی اگستا کا ستمبر ۱۸۴۲ء میں انتقال ہوا تو قصر
 سینٹ جیمس میں کلینٹس ہوں اور اسکے ساتھ وڈ سر میں فردک اور کورج لگے۔

اس زمانہ میں حضرت علیا سے انکی والدہ مظہر بیل کر لیا سو سر میں جدا جا کر رہیں۔ اور
 یہیں انہوں نے اپنا گھر الگ بنالیا۔ مگر ان گہروں کی جدائی سے ان کے دل میں جدائی نہیں ہوئی۔
 کی بچاؤ میں سر مونسق نہیں آیا۔ ہمیشہ ان میں یکسان دلی محبت اور آپس میں ملنا جانا بدستور رہا۔
 اکثر موقعوں پر حضرت علیا ان سے صلاح و مشورہ لیتیں۔ یہ امر بالطبع ماؤں کو ناگوار ہوتا ہے کہ وہ
 اپنی بیٹی کے ولیم جیمس صرف انکی ہی محبت تھی۔ اسکی جگہ دوسروں کی محبت کو قائم مقام دیکھیں۔
 خیال کبھی کبھی دوسروں کے دل کو بھی اُداس کرتا تھا۔

کلیرمونٹ میں حضرت علیا اپنی سالگرہ کی تقریب کی سلطنت کے کاموں سے فارغ ہو کر
 یہاں اپنے شوہر کے ساتھ بے غل و غش عیش و نشاط کے ساتھ زندگی بسر کر نیکی فرصت نصیب ہوئی
 یہ مقام نہایت پر فضا۔ دلکش۔ روح افزا تھا۔ یہاں دونوں میان بی بی ساتھ ساتھ جان چاہتے پہرتے
 تھے۔ کہیں شور و شغب نہیں سننے تھے۔ ایک دفعہ ساتھ جاتے تھے کہ مینہ آگیا اس سے بچنے کیلئے
 ایک بڑی بی کے گھر میں چلے گئے۔ اس نے انکی بڑی خاطر کی اور شہزادی شارلٹ اور شہزادہ لیوڈوئک
 کے زمانہ میں جو کلیرمونٹ کا حال تھا اسکی کہانیاں سنائیں مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ کہانیاں سننے
 والے کون ہیں۔ جب مہمان اسکے گھر سے چلے تو انے اپنی چھتری عالیجناب کو دی اور تاکید کی کہ اسکو
 ایمانداری سے واپس کرنا۔ پھر آگے کا حال معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔

عالیجناب کے علم موسیقی کے شوق کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ راج میں وہ قدیمی علم موسیقی
 کی مشق کے ایک اثر کشہ مقرر ہوئے۔ یہ مشق مینو وریوم میں جمع ہوتی تھی۔ اس کے ڈانسر کٹاری
 باری سے اسکا اہتمام کرتے تھے۔ ۱۹۔ اپریل کو عالی جناب کی باری آئی۔ یہاں انہوں نے جس میں اور اکثر
 بھی مہمان بلائے گئے تھے اپنے موسیقی کے کمال کو دکھایا۔ اسوقت ملکہ مظہر علم موسیقی کا سبق ملنے
 پسپا سے لیتی تھیں اور عالی جناب ہی انکے ساتھ سبق شریک ہو جاتے تھے۔ ساتھ باجو بجاتے تھے۔
 ۹۔ مئی کو انچسٹر سے عالیجناب کا ہائی شہزادہ آئرلینڈ روانہ ہوا جس کی جدائی کا بھائی

سالگرہ حضرت علیا

عالیجناب کے قدیمی علم موسیقی کی مشق کا ڈانسر مقرر ہونا

کمال پہنچ ہوا۔ ملکہ معظمہ بیان کرتی ہیں کہ دونوں نہا پیون نے وہ گیت گایا جب سرین میں طلبہ جدائی کے وقت گایا کرتے ہیں۔ البرٹ پر اسکا ایسا اثر ہوا کہ وہ ایک زرد تختہ معلوم ہوتا تھا۔ اور اسکی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُسے کجا کہ ایسی باتوں کا برداشت کرنا نہایت مشکل ہے بیشک وہ ایسی ہی ہیں +

عالیجناب اہد حضرت علیا ۲۴ مئی کو کلیرمونٹ میں گئے کہ وہاں ۲۴ مئی کو سالگرہ کی تقریب پر ایویوٹ طور پر کچائے۔ قاعدہ یہ ہو گیا تھا کہ اصل پیدائش کے دن یہ سالگرہ ہوتی۔ اور اسکے جلسوں کے لئے کوئی اور تاریخ مقرر ہو جاتی۔ پہلے برسوں میں جب تک اوس بورن نہیں خرید گیا تھا یہ تقریب باسٹنڈا سٹنڈے کے سٹہ تک کلیرمونٹ میں ہوتی رہی۔ اس سٹہ میں کلیرمونٹ فرانس کے ہلاک وطن خاندان شاہی کو رہنے کے لئے دیدیا گیا تھا۔ ملکہ معظمہ کو کلیرمونٹ میں رہنے کا بڑا شوق تھا۔ وہ فراتی میں کہ یہاں میرے بچنے کی زندگی کے بہت سے خوشی کے دن بسر ہونے ہیں۔ وہ میرا بہت افزائے خاطر و مسرت پر لائے دل ہو۔ میرا وقت بڑی خوشی سے یہاں کٹتا ہے۔ یہاں کی خوشنمازیوں اور نواح میں دونوں میان پیوی ساتھ ساتھ روح افزا ہو اوری کرتے تھے۔ شہزادہ عالیجناب کو لنڈن کا دھوان اور گرد و غبار اور بان کا دیر تک رات کو جاگنا بڑا ناگوار خاطر تھا۔ اسلئے وہ یہاں آکر رہنے خوش ہوتے اور ہر فضا میدانون میں پھرتے۔ وہ و مات کو اور خوبصورت منظر دن کو دل سے پسند کرتے تھے۔ ملکہ معظمہ اپنے تئیں لکھتی ہیں کہ میں بھی انکے اس مذاق میں شریک ہو گئی۔ وہ آئندہ جنوری کے رہنا چاہتی تھیں۔ فراتی میں کہ میں نے البرٹ سے کہا کہ پہلے میں لنڈن میں جائیے تو بڑی خوش ہوتی تھی۔ اور اسکے چھوڑنیسے اواسٹ افسردہ۔ مگر اپنی مبارک شادی کے دن سے اور فاضل و مسرور ہوا کہ آئیسے میں میری نجات کی سیر کرنا پسند کرتی ہوں اور غم میں رہنا جیسے خوش و غم رہتی ہوں یہی سیر اس کہنے سے وہ بہت خوش ہو گئے۔

میر و نجات میں اپنے پیار کے ساتھ رہنے سے خیر عافیت و راحت سے خوش بیان حال ہوتی ہیں۔ وہ لنڈن کی تفریح اور شیش کے جلسوں کی خوشیوں سے زیادہ پائدار ہوتی ہیں گو کہ کبھی کبھی لنڈن کی خوشیوں کو بھی پسند کرتی ہوں۔ ملکہ معظمہ کو لنڈن میں رہنا اور میر و نجات میں نہ رہنا سال بسال زیادہ ناگوار اور نا پسند خاطر ہوتا گیا۔ وہ لکھتی ہیں کہ لنڈن میں ہوا ایسی دینی اور غلیظ

ہوتی ہے کہ وہاں رہنے سے میرے سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ البتہ اس وقت انکو لنڈن میں رہنا پسند نہ تھا۔ اور انکو فرانض سلطنت و رسوم دہرا کو ادا کرنا پڑتا تھا۔
شہزادہ کو بھی بیرونجات میں رہنا پسند نہ تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اس حال میں آنا اور ہوتا ہوں اور
تازہ دم ہونے کی مجھے فرصت ملتی ہے اور مجھے اس طرح رہنا نہایت پسند ہے۔ مگر انکو اپنے فرائض ادا کرنے
کا ایسا خیال تھا کہ وہ چاہتے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو ملکہ مغظمہ لنڈن میں رہیں تاکہ وزیر کے ساتھ ملاقات
میں آسانی ہو اور ملکہ اور ان کے اولیائے دولت کا نیک اثر دور دور تک اچھا پڑے وہ اس پاس ہی
ہو کر رہ جائے۔

وچس کو برگ کو عالیجناب لکھتے ہیں کہ ہم دنڈسٹرین ۱۷۔ اپریل کو آئے اور ایک ہفتہ یہاں
برہمن گئے۔ یہاں آنا مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں بہشت میں گیا ہوں۔ یہاں لنڈن کا سا ڈھول
نہیں بلکہ صاف و شفاف ہوا ہے۔ وہاں کی وزنی و غلیظ ہوا آدمی کو بھیجے دیتی ہے۔ اور شہر بھی ایسا
بڑا ہے جب کوئی گھوڑے چرچر کر دے تو اسے باہر نکلے اسکے سوار ہر جگہ سینکڑوں
آدمی ساتھ ہو لیتے ہیں۔

غلامی کی موقوفی کی ترقی کے لئے مجلس کے یہ مجلس عالیجناب مقرر ہوئے۔ ملکہ مغظمہ کو بتایا
کہ پہلے اس سے کہ وہ پیسج دینے وہاں جائیں۔ وہ پیسج دینے سے بہت ڈرتے تھے۔ اور سچ کو وہ با
بار اپنی پیسج کو پڑھتے تھے۔ ڈیوک کو برگ کو اپنے خط میں اس پیسج کا حال اور آپس کی گھڑوں میں
جائیکا حال لکھا ہے۔

کل یہاں ہم کلیر مونس سے واپس آئے۔ پھر آپسک کی گھڑوں کو دیکھنے گئے جو بڑی پیسج
تھیں۔ ایک لاکھ سے دو لاکھ آدمیوں کا تہنہ ہوتا تھا کہ وہاں آئے ہونگے۔ وہاں ہمارا اخیر مقدم بڑی
دھوم دھام اور جوش ملی و تپاک سے ہوا۔ میں اس بھیڑ میں تھوڑی دور گھوڑے پر سوار ہو کر گیا۔
آدمیوں کی بھیڑ میں لپسا جاتا تھا۔ اسلئے اٹھا چلا آیا۔

پھر میں غلامی کی موقوفی کی مجلس میں گیا۔ وہاں میری بڑی شناخت ہوئی جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ میں نے کوئی نیک اثر ملا ہے۔ پیسج دینے سے پہلے جو خوف و ضعف تھا اس کا
صلہ مجھے مل گیا میں نے اپنی پیسج آپ ہی لکھی تھی اور اسکا حفظ کرنا پانچ چھ ہزار شوقین سامعین کے

اولیاء عالیجناب کی اتنا شور و گواہی تھا

ظہان ڈوک کو برگ کو صبر و تحمل سے جو کچھ

سناتے کیلئے ضرور تھا۔

میں نے محل شاہی کے قریب کے پاک کوٹری زیرِ زینت دی ہے۔ میں نے سب قسم کے جانور پاسے ہیں۔ اور نادار نادباتی پرند جمع کیے ہیں۔ ملکہ منظرہ لکھتی ہیں کہ جب ہم صبح ہوا کھانے جاتے ہیں تو عالیجناب کی بڑی دل لگی یہ ہے کہ ان جانوروں کو کھلائیں پلائیں۔ پرورش کریں۔ انہیں نے انکو ایسا سدا حالیہ ہے کہ جب بیٹی بجاتے ہیں تو یہ پرند ایک پل میں سے جو ایک چھوٹے سے جزیرہ اور باغ کے درمیان میں ہے نکل کر انکے آس پاس آجاتے ہیں۔

جب جناب عالی غلامی کی موقوفی کی مجلس میں گئے ہیں تو اسکا چشم دید احوال کیمر لائن فوکس نے اپنے روزنامہ میں یہ لکھا ہے کہ جب عالیجناب نے مجلس میں قدم رکھا ہے تو خوشی کی آوازوں کے مارے کان بہرے ہوئے جاتے تھے۔ عالیجناب ایک وضع و انداز کے ساتھ گردن جھکا کے لوگوں کے سلاموں کا جواب نہایت وقار و مناسبت کے ساتھ دیتے تھے۔ وہ نفس الامریں بڑے صاحب حسنِ جمال ہیں۔ ٹھیک جرمی مسلم ہوتے ہیں۔ اپنی نسل میں شاعرانہ نمونہ ہیں۔ انہوں نے پیچ باریک آواز میں پڑھی۔ لہجہ میں جسمانی کی بولتی تھی۔

۱۔ جن کو ملکہ منظرہ اور عالیجناب دستور کے موافق دوپہر کے بعد کی ہواغری کی فتن میں بیٹھے جاتے تھے اور کونٹنٹی ٹیوشن پل پر گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی تھی کہ اوکسفورڈ نے ملکہ منظرہ کے ہلاک کرنے کا قصد کیا کہ انہیں بچے چلائے۔ حال عالیجناب کے خط سے معلوم ہوگا جو نیچے لکھا ہے۔ اوکسفورڈ کو اپنے جرم سے انکار کرنے کی سچی پڑھائی کہ وہ کوئی کونسل مقرر کرے مگر اس نے کہا کہ میں اپنے جرم کا اقرار کروں گا۔ ایک عجیب عذر اس کے جرم کیلئے پیش ہوا کہ جو کسی اور کی جان ستانی کے لئے ہوتا تو تعجب ہوتا۔ خاصہ کہ جب ملکہ منظرہ کی جان ستانی کیلئے پیش ہو تو اور زیادہ تر تعجب خیز ہے وہ عذر یہ ہے کہ اگر وہ گولی بھر کر تپ چھوڑنا تو گولی کہیں نہ کہیں ملتی اب وہ کہیں ملتی نہیں۔ تو اس نے پیچے میں بھری ہی نہیں ہوگی۔ گولی نزدیک سے چھوڑی تھی۔ وہ دور جا کر بارغ کی کسی دیوار میں چھپ گئی ہوگی۔ اب شہزادہ نے اسکا مفصل حال اپنے خط میں یہ لکھا ہے۔

غریز نامی صاحبہ
خوف ہو کہ اور کوئی آپ سے اسکو غلط نہ بیان کر دے
میں اس واقعہ سے آپ کو جلد اسلئے مطلع کرتا ہوں کہ مجھے

حضرت علیا پراد سفورڈ کا بیٹا

خبر نامہ پڑھ کر اس کو تھانہ بنگلہ ۱۱-۱۲

آئی تھیں مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہم کو اپنے ہاتھ سے بچا لیا۔ ہم دو سپر کے بعد کل چھوچی صاحبہ ڈچس کنٹ سے ملے چھوٹی فن مین سوار ہو کر جاتے تھے۔ مین دائیں طرف بیٹھا تھا اور وکٹوریا بائیں طرف۔ ہم محل سے سوگزن کے فاصلہ پر بھی نہ گئے ہونگے کہ مین نے بیٹیا پر اپنی طرف ایک چھوٹا سا پاجی صورت کا آدمی دیکھا کہ وہ کچھ ہاتھ میں ہماری طرف لیے ہوئے ہے۔ پہلے اس سے کہ مین پچا نوں کہ وہ کیسا ہے۔ ایک گولی اُسے چھوڑی جسکی سن سنا ہٹ ایسی بھاری تھی کہ ہم دونوں کے کانوں کو محسوس ہوئی۔ سچے قدم کے فاصلہ پر وہ گولی چھوڑی تھی۔ وکٹوریا بائیں طرف گھوڑے کو دیکھنے لگیں۔ وہ نہیں سمجھیں کہ کانوں میں یہ سن سنا ہٹ کس چیز کی آئی۔ وہ اُسکے ایسی پاس تھیں کہ انکو اسکا سمجھنا بھی مشکل تھا۔ گھوڑے چکے فن ٹھیر گئی۔ مین نے وکٹوریا کے ہاتھ پکڑے اور پوچھا کہ کوئی صدمہ تو نہیں پہنچا۔ تو وہ ہنسنے لگیں۔ مین نے پھر اس آدمی کو دیکھا جو اپنی جگہ پر اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے پر آڑے رکھے ہوئے کھڑا تھا اور ہر ہاتھ میں پستول تھا۔ دفعہ پھر اُس نے نشانہ باندھ کر پستول دوبارہ چلا لیا۔ اس دفعہ وکٹوریا نے بھی گولی کو دیکھا۔ مین نے اپنی طرف اُنکو کہینیا تو وہ جھبکیں۔ گولی دیوار میں ایسی جگہ چسپان تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گولی اُنکے سر پر سے ہو کر گزری ہوگی۔ بہت سے آدمی جو ہمارے اور اس آدمی کے گرد کھڑے ہوئے تھے اور جو کچھ ہوا تھا اُسے ڈرے ہوئے تھے۔ وہ اُسپر لیے اور پکڑ لیا۔ پھر ہم چھوچی کنٹ صاحبہ کے پاس پہنچے۔ یہاں سے جا کر ہم پارک میں تھوڑی دیر ٹھیرے تاکہ وہ وکٹوریا کچھ ہو اکھا تین اور سب کو معلوم ہو جائے کہ ہم کو اس واقعہ سے کچھ صدمہ نہیں پہنچا۔ آج میں بہت تنکا ہوں۔ سیکرٹون آدمی میری ملاقات کو آئے اور اُس واقعہ کے باب میں ہزاروں سوالات کیے۔ اسلئے خط ختم کرنے پر مجبور ہوں۔ آپ کے خط کا جواب بھی آیا ہے۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گو اب تک مجھے اُسکے پڑھنے کی فرصت نہیں ملتی۔ مجھے برادر دور یہ تھا کہ وکٹوریا کو کہیں اس سے صدمہ نہ پہنچے۔ مگر وہ اب بالکل ابھی ہیں۔ تین خدا کے حامی ہونیکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (البرٹ)

یہ بات عجیب دیکھنے میں آئی کہ نیک بادشاہوں کا تو دغا سے مارنیکا لوگ قصد کرتے ہیں۔ مگر یہ بادشاہوں پر یہ وار نہیں کرتے۔ بہت دنوں تک رعایا نے بادشاہ کی خیر خواہی کے جوش میں اپنی شایاں کے ہنگامہ کو گرم رکھا۔ قصر شاہی کے آگے لوگوں کا ہجوم رہتا اور جوش ملی سے مبارکباد کا غل شور۔ جب حضرت علیا کی سواری نکلتی تو سیکرٹون لیڈیان اور جنٹلمین گھوڑوں پر سوار ہو کر ہنسنے لگے۔

سوانی کے ساتھ ہو جاتے۔ اور اور لوگ مبارکبادی کا غل شور مچاتے۔ پارلیمنٹ کا منس ہوس کے ممبر ایک سو نو گارڈیون مین اور ہوس آف لارڈس کے ممبر اکیاسی گارڈیون مین سوار ہو کر حضرت علیہا کے حضور میں جان کی سلامتی کے ایڈریس دینے کیلئے حاضر ہوئے۔ کبھی کسی ایڈریس میں نے مین این ممبرن کا ایسا مجرم نہیں ہوا۔

جب ملکہ معظمہ اور عالیجناب دونوں بعد اس واقعہ کے اپنی راہیں بدل دئے گئے مین اور بوس پر دھڑل ہو گئے تو ملکہ معظمہ بیان کرتی ہیں کہ سب ارباب مجلس تنظیم کیلئے کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے چیرے دیئے۔ ٹوپیاں و رومال کچھ دیر تک ہلئے۔ اور پھر یہ گیت گایا کہ خدا ملکہ کو سلامت رکھے۔ البرٹ کو جلا اس طرح چیر دئے۔

۸۔ جولائی کو سنٹرل کریسی ٹل کورٹ (پھری فوجداری) میں اوکسفورڈ کی روک جاتی ہوئی اس کے سکونت کے مکان کی تلاشی میں کچھ باروت اور ایک مخفی سوسائٹی کے قواعد برآمد ہوئے۔ اس سوسائٹی کا نام ٹینگ انگلٹ تھا جو کچھ پھیلی نہ تھی۔ وہ نوجوان محفون کی سوسائٹی تھی۔ اس کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی ممبر بلایا جائے تو وہ پستولوں اور تلواروں کے مسلح ہو کر اور ایک پتلی سیاہ کرب کی ٹوپی جوڑ کر کوڈ حکم پہن کر آئے۔ اوکسفورڈ پر بادشاہ کے قتل کا جرم لگایا گیا۔ گواہ شاہد گزرے جسے ثابت ہوا کہ وہ دیوانہ تھا۔

جب لارڈ اگس برج اسکی جیل کی کوٹھری میں ملنے گئے تو اوکسفورڈ نے اُن سے پوچھا کہ کیا ملکہ زندہ ہے؟ تو لارڈ نے اُس سے کہا کہ تو یہ کیوں پوچھتا ہے؟ تو قیدی نے آزادانہ یہ کہا کہ میں پستول خوب بہرے پہنچاؤں چلائے تھی۔ اوکسفورڈ نے ہر ایک کاغذ میں یہ لکھ کر اپنے دستخط کیے کہ بہت سے گواہوں نے میرے خلاف گواہی دی۔ بعض نے کہا کہ میں نے بائیں ہاتھ سے پستول چلائے بعض نے کہا کہ دائیں ہاتھ سے۔ انہوں نے فاصلہ بھی منپہ چلانے کا مختلف بتلایا۔ جب میں نے اول پستول چلا یا تھا تو شہزادہ البرٹ کھڑ ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ گاڑی پر سے کود گیا۔ پھر وہ بیٹھ گیا۔ اس میں کچھ اپنی بہتری سمجھتا ہو گا۔ پھر میں نے دوسرا پستول چلایا۔ اس وقت کا بیان میرا یہی ہے کہ اوکسفورڈ کو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مجرم میں پہلے ہی سے دیوانگی کے آثار دکھائی دیتے تھے یہ یوگی کا مرض اسکاموروثی ہے۔ اسکا دادا پاگل خانہ میں مرا تھا۔ مجرم بھی پہلے ایک دیوانہ کی حرکت

کر چکا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اوکسفورڈ دیوانگی کے مرض میں مبتلا تھا۔ جس میں اس کو اپنے نامور ہونیکا خیال پیدا ہوا جس کے سبب سے یہ بدنامی کا کام کیا۔ جیورسی نے اس کو مجرم قرار دیا۔ مگر اسکے ساتھ اس کو دیوانہ بھی ٹھہرایا۔ اس تمام کارروائی میں قیدی کچھ گھبرا یا نہیں۔ سختی میں ثابت ہوا کہ تینچ میں گولی بھری ہوئی تھی۔ دیوانگی کے عذر نے جان بچا دی۔ پاگل خانہ میں جہم قیدی ہوا۔ دونوں کے بعد پاگل خانہ کے کمیشن نے دیکھا کہ پاگلوں میں یہ لڑکا خوب نشوونما پا رہا ہے۔ اور اب دیوانہ ایسا ہی ہو جیسے اورب آدمی ہوتے ہیں۔ اٹھائیس برس تک ایسی حالت میں رہنے میں فقہ پھانسی پانیسے کچھ سختی کم نہ تھی اس لیے وہ ۱۸۶۶ء میں رہا ہوا۔ رانی کے بعد وہ اسٹریلیا میں جا کر رنگ سازی کا کام کرنے لگا۔ جو قید خانہ میں سیکھا تھا۔ دیکھو ایک الحق لڑکے کے ہاتھ کی گولی وہ نقصان کرتی جس کا تدارک عقلمندی عقل نہ کر سکتی۔ ناکامی کی صورت میں اس نے سارے ملک میں مبارک سلامت کی دہم دہم پھرائی۔ اور کامیابی کی حالت میں کرام کاٹل شور پر پا کر اتا۔

ملکہ مظفر نے تو اپنی یادداشت میں بہت سے درباروں اور اور طریقہ نشاط کے جلسوں کا بیان لکھا ہے جن میں وہ خود اور عالیجناب نے گئے مثلاً گرین وچ کی سیر کو وائٹ ہال سے ہو گئے امیر البحر کے بھرون میں بیٹھ کر سیر کی۔ اور امیر البحر کے مان لےج نوش جان فرمایا۔ پھر اسپتال کو ملا خطہ فرمایا۔ اور یہاں جو آدمی وہ کار ملاحق کے لئے ڈنر تیار ہوا۔ اس کا ملاحظہ کیا۔ اور اس میں سے ملکہ مظفر نے رفی کو تبادل فرمایا۔ اور ایک اپنے مصاحب کو روٹی دی۔ اور بیماروں کی ایسی مہربانی اور شفقت سے فراج پر فانی کہ خوشی کے لئے ان کی آدھی بیماری دور ہو گئی ہوگی۔ ایک مقام پر سب قسم کی جماعتوں کے ہزار ہا پھنوار جمع تھے۔ اور دوسرے مقام پر آٹھ سو لڑکے اور دایان اور لڑکیاں کھڑی تھیں ان سب کو ملاحظہ کیا وہ سارے انتظام کی تعریف کی۔ غرض ایسی باتیں بہت سی لکھی ہیں جن سے بیان کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش ہے اس لیے ہم ان کی مانند بود کو بیان کرتے ہیں جو کہ حرف رانی کے سال اول میں رہی۔ ان کی روزمرہ زندگی سہر کر نیکا بیان نہایت ہی دلچسپ ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ شہزادہ کو جو رات کو دیر سو ناگوار خاطر تھا۔ ان کی خاطر سے ملکہ مظفر نے بھی اپنی عادت دیر تک جانے کی کم کر دی۔

وہ اپنے روزانہ نظم اوقات کو اس طرح بیان کرتی ہیں کہ میں اور عالیجناب نو بجے حاضری کھاتے اور بعد اسکے فوراً ہوا کھانے چلے جاتے۔ پھر معمولی کام و جواب کی نسبت زیادہ نہ ہوتا تھا۔ پیش ہوتا۔

پھر اُس کے بعد نقشہ کشی اور گلاس پتروں پر غصہ پر تیز آگے ڈالنے سے نقاشی ہوتی۔ اور اُس سے ہم بہت اپنا دل بہلاتے۔ پترے اور پرکالے سب گھر میں موجود رہتے۔ اکثر دو بجے لچکایا جاتا۔ لارڈ میلبرن جو کٹر گھر میں ٹیبلے پر رہتے دوپہر کے بعد ملکہ مغربیہ کے پاس گتے۔ پھر لچک اور چھ کے درمیان عالیجناب چھوٹے گھوڑوں کی فٹن میں ملکہ مغربیہ کو بٹھا کے سیر کرانے لیجاتے۔ اگر عالیجناب اُن کے ساتھ سواری میں ہوتے تو وہ ڈچس کنٹ یا اور لیڈیوں کے ساتھ سواری میں۔ اکثر عالیجناب اُن کے ساتھ پکار پکار کے کتاب وغیرہ پڑھتے۔ آٹھ بجے رات کے ڈنک لایا جاتا۔ امین مہمان شریک ہوتے۔ شام کو اکثر عالیجناب شطرنج کھیلتے۔ اسکا انکو ڈراشوق تھا اور وہ بڑے اچھے شاطر تھے۔

ابتدا میں ملکہ مغربیہ نے اس بری رسم کا جو ملک میں مروج تھی معذوف کرنا چاہا کہ ڈیزین لیڈیوں کے چلے جانے کے بعد کھانیکے کمرے میں جنسٹلمین بیٹھے رہتے ہیں۔ لیکن لارڈ میلبرن اور عالیجناب نے اس رسم کے معذوف کرانے انکو باز رکھا۔ رات کو گیارہ بجے سب مہمان چلے جاتے تھے جبکہ ستم ہو جاتا تھا۔ جب کام کی کثرت ہوتی تو عالیجناب حاضری کھانے پہلے بہت سا کام کر لیتے بہت سے خط لکھ لیتے۔ اور بڑے بڑے کاموں کی یادداشتیں تیار کر لیتے۔ جو ملکہ مغربیہ کے ملاحظہ کیلئے پیش کرنی ہوتیں۔

عالیجناب اسوقت مصوری میں بڑے مصروف رہتے وہ اسکے بڑے شائق تھے اس زمانہ کے بعد پھر انکو اسکے لئے فرصت نہیں ملی۔

ابتداء سے جولائی میں ضیہ سرور ہوا کہ اس حالت میں کہ ملکہ مغربیہ خود تو انتہائی ہون اور وارث سلطنت چھوڑ جائیں۔ کوئی نائب السلطنت مقرر کیا جائے۔ لارڈ میلبرن نے اس باب میں لوک لوگشن اور سر روبرٹ سٹول اور کن سر ویلیام پارٹی سے صلاح و مشورہ کیا۔ سب کی بالاتفاق یہ رائے ہوئی کہ عالیجناب کا نائب السلطنت ہونا مناسب ہے۔ وہی ایک شخص ہے جو اس عہدہ پر مقرر ہو سکتا ہو۔ ملکہ مغربیہ لکھتی ہیں کہ اول یہ تجویز تھی کہ نائب السلطنت ایک کونسل مقرر ہو۔ جب لارڈ میلبرن نے ڈیوک ونگٹن سے یہ کہا تو انہوں نے فوراً یہ جواب دیا کہ سولے عالیجناب کے کوئی اور شخص نائب السلطنت مقرر ہو سکتا ہے اور نہ ہونا چاہیے۔ پس اس باب میں تیار کیا گیا اور دونوں ہاؤس میں پاس ہو گیا صرف ڈیوک ونگٹن سے ایکس نے دوسری دفعہ کے پڑے جانے میں اسکی مخالفت کی۔ اور انہوں نے پہلے سے

بھی لارڈ میسلبورن کو مطلع کرو یا تھا کہ میں اس مسودہ تھانوں کی مخالفت کروں گا۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخالفت سے بل اس سبب محفوظ رہا کہ پہلے اس باب میں کن سر و پیوٹک
ممبروں سے منظوری حاصل کر لی گئی تھی۔ عالیجناب ۲۴ جولائی کو باپ کو یہ خط لکھتے ہیں کہ ایک عظیم
کا چند روز میں فیصلہ ہو گیا ہے جس سے میری مراد یہ ہے کہ آج نائب السلطنت ہو گا بل ہو اس
لارڈس میں تیسری دفعہ پڑھا جائیگا۔ پھر اسکے بعد وہ کامس ہو اس میں پیش ہو گا۔ اگر سٹوک میر پہلے
سے مخالفین کو راضی نہ کر لیتا تو اس معاملہ میں وہی دشواریاں واقع ہوتیں جو پہلے پچاس ہزار پونڈ سالانہ
دفعہ کے مقرر ہونے میں واقع ہوئی تھیں۔ ہو اس آت لارڈس میں کسی شخص نے سولے ڈیوک کیس
سیکس ایک لفظ بھی مخالف نہیں کہا۔ اسی خط میں لارڈ میسلبورن کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ
وہ راست کیش درست اندیش ہو۔ میری ہر سچی بات میں وہ تائید کرتا ہے۔

عالیجناب اس بات پر اس سچی بات کا اضافہ نہیں کرتے کہ یہ ناممکن تھا کہ وہ خود کسی ایسی بات
میں اس سے خواستگار نہ ہوتے جو سچ ہوتی۔ اس باب میں اکثر ارباب رائے کی رائے یہ تھی کہ اولاد
کا قطعی محافظ باپ ہوتا ہو۔ اولاد شاہی کا جب تک وہ سن بلوغ کو پہنچے باپ کا نائب السلطنت
السنسپر اسپریمٹس ارض ہو اگر اس صورت میں برسوں تک ملک میں فرمانروا وہ شخص رہیگا جو غیر
ملک میں مدت تک رہا ہے۔ مگر پہلے بھی انگلستان میں کئی دفعہ ایسا ہو چکا تھا۔ اسلئے یہ اعتراض تقریر کا
مافیہ نہیں ہوا۔

عالیجناب پھر ۲۴ اگست کو لکھتے ہیں کہ نائب السلطنت کا بل پاس ہو گیا۔ اور یہ بڑی خوشی
کی بات ہو۔ نہ کسی ہو اس میں نہ اخبار میں اس کی مخالفت میں کوئی آواز اٹھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ تو
ہی میرے دوست ہیں جیسا کہ میں انکا دوست ہوں۔ لارڈ میسلبورن ملک منظر سے بھاگ گیا
کیونکہ اس سبب ہوا کہ عالیجناب جب اس ملک میں آئے ہیں انہوں نے اپنے حسن سلوک و اہل
کرد و تواضع سے دشمنوں تک کے دل میں اپنی نیک نیتی کا سکہ جادیا ہے۔ میں جیسے پہلے ہم ان کے لئے
دشمن تھے اس کے تھے جواب کیا۔ انہوں نے انہوں میں اتنا ہر ملک منظر سے بھاگ گیا کہ وہ ان کے
مقابلہ میں نہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ ان کے ہاتھ سے ہو گیا ہے۔

لارڈ میسلبورن جو ان کی طرف سے اس طرح کے مستحق تھے کہ وہ ملک منظر سے بھاگ گیا۔

اور انہوں نے انگلیس ہند کے محل شاہی میں قدم رکھا۔ انکا مقصد اول یہ تھا کہ میں اولیائے دولت کی
 خدمت کو قائم رکھوں۔ اگر ممکن ہو تو مرقع کروں اس خیال کے سبب سے وہ جانتے تھے کہ صرف یہی کافی
 نہیں کہ میں اپنے چال و چلن کو ایسا رکھوں کہ وہ قابل ملامت نہ ہو بلکہ یہ ممکن نہ ہو کہ کسی بدگمانی کا شکار
 بھی پڑ سکے وہ جانتے تھے کہ جس منصب پر میں ہوں اس میں میرے فہرل کی چھان میں ہوگی اور ممکن نہیں
 کہ وہ ہمیشہ دوستانہ ہو۔ لوگ اس کے نگران رہیں گے کہ میں کھان کھان آتا جاتا ہوں۔ سوسائٹی میں غائب
 اسکا میلان عیب جوئی کی طرف کیسا ہی کم ہو۔ بعض آدمی ایسے ہونگے کہ وہ میرے ہنسی بیان میں سبالغ
 کریں گے یا کھانیاں بنا سینگے اور میرے نہایت معصوم و بیگناہ کاموں میں بھی عیبوں کا شکار ہوں گے
 اسلئے انہوں نے اپنی ہدایت و رہنمائی کے لئے سخت قاعدے مقرر کیے تھے۔ کہ نفسی فروتنی ضبط و
 تحمل کو اپنی ان تحریکوں میں ایک رتبہ تک اختیار کیا۔ جن میں انکو یہ خیال تھا کہ وہ سلطنت کو فائدہ پہنچائیں گے
 اور ایسی سے انکو تقویت ہوتی تھی۔ ورنہ وہ انکو بہت تکلیف دینے والے اپنی مرضی کے موافق شہر میں پھرتے
 اور ان ترقیوں کے نگران حال ہتے تھے جو آگے قدم بڑھا رہے تھے۔ وہ بہت حد میں مشغول ہو گئے
 تھے مگر وہ اس میں شریک نہیں ہوئے۔ خواہ وہ کبھی میں گئے یا گھوڑے پر اپنے میر آؤ کہ ساتھ لیگئے وہ آؤ گئے
 (صناعوں) کی صنعت گاہوں میں آرٹ یا سائنس کے میوزیم میں اور ان سٹی ٹیوشنوں
 میں جہاں انساں کے لئے بھلائی کرنا۔ اور فیصلہ کن کرنا تھا اور جہاں انکے جائیسے اسل بھلائی کرنی
 آؤ میوں کی ہوتی وہیں انکے گھوڑے انکے انتظار میں کھڑے رہتے تھے۔ وہ دھندلے آرام دوست پیش
 کرتے آؤ میوں کے دروازہ پر کبھی نہ کھڑے رہتے تھے۔ بنامی انکے نام کے پاس جانے کی جرات نہیں کر سکتی
 تھی۔ وہ لندن کے تمام ضلع میں ان مقامات میں ہرنے کو پسند کرتے تھے جہاں عمارت نئی ہوں۔ یا
 اور ترقیوں کی پیش قدمی ہو رہی ہو۔ خصوصاً وہاں جہاں کلیرکوں اور اہل حرفہ کی صحت و فرحت کیلئے
 تیار کیا ہو رہی ہوں۔ بہت تھوڑے ایسے آدمی ہونگے جو ایسے کاموں سے دلچسپی ایسی رکھتے ہوں جیسے
 وہ مشرق مغرب شمال جنوب میں رکھتے تھے۔ بلکہ معظرفرماتی ہیں کہ جب وہ واپس آئے کچھ کھانے آتے تو
 بڑے بڑے قدم اٹھا کے انکے ڈرائنگ روم کے اندر سے گزرتے ہوئے آتے اور سب دقتوں
 سے زیادہ سکھاتے ہیں کہ مجھے خوشی کی نظروں سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ میں دماغ دماغ ہوں
 یہ نئی نئی عمارت دیکھیں۔ کون کون سے صناعوں کے کارخانے صنعت کے دیکھے۔ گھوڑے پر سوار ہوں

فقط شہسوار کی خاطر سے وہ ناپسند کرتے تھے۔ چکو کما کرتے تھے کہ وہ مجھے وق کرتی ہو اگر وہ وضع کر
عیش دوستوں و آرام طلبوں کی صحبتوں جلسوں و چلوں میں شریک ہونے۔ اور گھر و دھون میں نالاج اور
رنگ کے جلسوں میں باقاعدہ ہمیشہ جاتے اور دربار شاہی کی پہلی سکن کی برائیوں میں شریک کر
آؤاوانہ اور زندانہ زندگی بسر کرتے تو بیشک بعض امرا، نکو بہت خوشی سے پسند کرتے۔ مگر ملک تو خانگی
مسرتوں اور خوشیوں کی قوم و مترت و ثنا خوانی کرنی جانتا تھا جس کی مثال عالیجناب اور حضرت علیا
نے دکھائی۔ انہوں نے اس زمانہ میں اور رنگ سلطنت کو مشین اور مستحکم کر رکھا ہے اور انگلش کورٹ
کی محبت اور ادب کو انگریزی قوم کے دلیں جا رکھا ہے۔ سوائے اسکے انہوں نے اپنی اولاد کیلئے اپنی
ایک اچھی مثال قائم کی ہے جس سے اولاد بھی ایسا اخراج اسکے بعد نہیں کرے گی۔ کہ ہلبک کی نظر گر
جائے اور اس پورے کام کو جو عالیجناب نے اُن کے لئے کیا ہے وہ ہم و ہر ہم کر کے نقصان عظیم ٹھائے۔
۱۱۔ اگست کو ملکہ معظمہ نے بذات خود پارلیمنٹ کو برخاست کیا۔ جس میں پہلے پہل عالیجناب
بھی اسکے ساتھ گئے تھے۔ وہ اپنے باپ کو لکھتے ہیں کہ پارلیمنٹ بخیریت برخاست ہو گئی۔ میں و کنویریا
کے ساتھ گیا۔ اور ایڑی چیر بر تخت کی برابر بیٹھا فقط۔ اس لکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈیوک سیکس
کی طرف سے اندیشہ تھا کہ وہ انکی نشست پر بڑا جگڑا کرے گا۔ مگر اسے کچھ نہیں کیا۔ اسلئے عالیجناب نے باپ کے
لکھا کہ پارلیمنٹ بخیریت برخاست ہوئی۔ وندسیرین ڈیوک ونگٹن نے ملکہ معظمہ سے کہا تھا کہ انکو اختیار
دیا جائے کہ وہ عالیجناب کو چہان چاہیں بٹھائیں۔

عالیجناب کے خطوط باپ و مائیں کو سالگرہ ہونے کے اہتمام میں

دوسرے دن لندن سے ملکہ معظمہ مع اولیائے دولت وندسیرین کو روانہ ہوئیں جس سے
عالیجناب بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے باپ کو ۱۴۔ کو لکھا کہ اب ہم وندسیرین آئے ہیں بھائی
ہم بڑے خوش مسرور ہیں گے۔ اگر آپ پھر یہاں تشریف لائیں تو آپ کے لئے تھوڑا سا حکارہ پیش
کر دوں گا۔ میں نے یہاں ایک چھوٹا سا مہبط بنایا ہے جس میں وہ عربی گھوڑے بندھیں گے جو ملکہ
اس سخت آئے ہیں۔

نیا مہبط اور گھوڑے پر شہسوار کی سیکنے کا اسکول جسے شاندار ہو گئے ہیں نے یہاں
طرح کی کہ اس کی ہے کوئی انکو دیکھے تو اسکو معلوم ہوگا کہ میں نے اسکو کیا پلٹ کر آیا ہے اور
سے ہر چیز کو زیادہ درست کر دیا ہے اور عجیب و غریب شیریں زبان بنائی ہیں۔

۲۶۔ اگست کو عالیجناب کی سالگرہ بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ ۲۷۔ اگست کو عالیجناب پٹاپ کو لکھتے ہیں کہ یہ پہلی دفعہ ہے کہ میں نے سالگرہ میں آپ کے منہ سے دعائیں نہیں سنیں۔ کل میری آنکھوں میں روڑیں آؤں گی تصویر پر تھی جو میری پیدائش کی جگہ ہے اور میرے ایام طفلی و جوانی کا بڑا اہم نذر گھر ہے۔ کل میری بڑی مکان کا دن ہے۔ شہر میں ان حقوق کی آنادی کے لیے جاننا ہے جو اہل شہر کو چاہیے ہوتے ہیں +

۲۷۔ ستمبر کو وہ اپنی نانی صاحبہ بیوہ ڈچس کو تھا کو خط میں اپنی پہلی سالگرہ کا حال جو وطن سے باہر ہوئی لکھتے ہیں عزیز نانی صاحبہ آپ کا آخری خط عمرہ ۲۶۔ مئی سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ آپ کی بڑی محبت و شفقت ہے کہ آپ میرے باب میں ایسی دلچسپی رکھتی ہیں۔ آپ چاہتی ہیں کہ میں اپنی سالگرہ کا حال لکھوں سو وہ میں غمگین لکھتا ہوں کہ صبح کو میں گانے کی آواز سے جگایا گیا۔ سارے کنبے نے حاضری کھائی۔ جس میں فی اوڈور کے بچے کو برگ کا دہقانیا لباس پہنے ہوئے تھے اور بڑے خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ دوپہر کے بعد تین اور وکٹوریا فٹن میں بیٹھ کے پارک میں گئے۔ موسم اچھا تھا۔ رات کو ایک بڑا وڈر دھوم دھام کا دیا گیا۔ وڈر سر میں بہت عظیم الشان مہمان آئے۔ بیچم کا بادشاہ اور ملکہ اور تین شہزادے جس میں کے جو یون یونیورسٹی میں اسکیم جماعت تھی اور بیوہ ملکہ ایڈمی لیسڈ مہمان تھے جنہ جے بڑی خوشی ہوئی +

۲۸۔ اگست کو شہر لندن میں عالیجناب اس مقصد کیلئے رونق افروز ہوئے کہ شہر لندن کے باشندوں کے حقوق آزادی حاصل کریں۔ اس رسم میں چھ بڑے آدمی اس بات کے شاہد بنے کہ شہزادہ کو یہ حقوق جائز طور پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہم بجلف یہ لکھا دیتے ہیں کہ شہزادہ البرٹ نیک نام و نامور ہے اس شہر کے حقوق آزادی اس لیے نہیں حاصل کرتے کہ ملکہ معظمہ کے ساتھ وفاق کریں یا اس شہر کے حقوق و رسوم و بھلائی میں خلل اندازی کریں۔ بلکہ وہ مثل اور شہر یون کے بحساب رسدنی اپنا محصول واکر لگے ہم سب بالاتفاق اس بات کو کہتے ہیں۔ پھر جمیئر لکھیں کہ شہزادہ سے حلف لیا۔ حلف نامہ میں یہ بھی فقہ تھا کہ میں ملکہ معظمہ کے ساتھ مصالحت رکھوں گا۔ خاوند ہمیشہ خود بخود یہ حلف نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ مصالحت کریں گے۔ پھر جمیئر لکھیں کہ شہزادہ کو دی جسکا جواب انہوں نے یہ دیا کہ مجھے اس موقع پر آپ صاحبوں سے ملنے سے نہایت خوشی ہوئی ہیں

دل سے آپ کا شکر یاد کرتا ہوں کہ شہر لندن کے باشندوں کو جو حقوق عامی حاصل ہیں وہ آپ نے مجھے مرحمت کیے۔ اس وسیع شہر کو دولت و عقل نے دنیا کے بڑے شہروں میں نہایت اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیا ہے۔ اسلئے شہریوں کے گروہ میں دخل ہونا ایک بڑے فخر کی بات ہے۔ میں ہمیشہ یہ بات فخر کے ساتھ یاد رکھوں گا کہ آپ کے ہم شہری ہونے کی عزت مجھے حاصل ہوئی۔

عالمجناب کا قیام جبے انگلستان میں ہوا تب ہی انہوں نے یہ قصد مصمم کر لیا تھا کہ میں اس ملک کے قوانین سے خوب واقف ہو جاؤں۔ اور ۱۸۳۷ء کے موسم بہار میں تو انہوں نے بالکل اس قانونی مطالعہ میں اپنے تئیں محو کر دیا۔ مسٹر سیل واٹن سے جو بڑے نامور بیرسٹر اور فاضل اجل تھے قانون پر پختہ شروع کیا۔ جس سے انکو فائدہ پہنچا۔ ان میں ذہانت ایسی غضب کی تھی کہ جہاں وہ انگلش جریس کے قوانین میں مائلت دیکھتے تو اسکو متلاو دیتے۔ یہ قصہ بھی بڑا مشہور ہے کہ جب عالمجناب کی صاحبزادی کو لاٹ کے دور و بعد صاحب ممدوح معمول کے موافق عالمجناب کو پڑھانے گئے تو انہوں نے کہا کہ آج مبارک سلامت دینے والوں کا ایسا ہجوم ہے کہ مجھے ان کی خاطر تو واضح سے فرصت نہیں۔ آج میں قانون نہیں پڑھ سکتا۔ اور صاحب ممدوح کو اپنی بچی کے دکھانے کے لئے لینگے۔ اور انکی انگلی ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ اب آئندہ ہم سبق یہ پڑھینگے کہ شہزادیوں کے حقوق و فرائض کیا ہوتے ہیں۔

۱۸۳۷ء ستمبر کو عالمی جناب پرائیوی کونسل کے ممبر منتخب ہوئے جس کی نسبت انہوں نے بیرن ٹوک میر کو لکھا کہ دور کے ڈھول سہاؤ نے ہوتے ہیں۔ پرائیوی کونسل کا ممبر ہونا دور سے دیکھتے تو وہ ایک بڑی بات معلوم ہوتی ہے مگر پاس سے دیکھو تو اس میں کچھ نہیں۔ اب اس میں پہلے سے پوٹیشل مباحثات نہیں ہوتے۔ جب وند سر سے چلے آئے ہیں تو حضرت علیا فرمائی ہیں کہ میں اور میرا شوہر دونوں ملکہزادیم کو لٹشی ٹیوشنل مہٹری انگلیسٹنڈ پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی تحریر کرتی ہیں کہ شہزادہ عالی تہار جاول جرنٹ کے کرنیل مقرر ہوئے تھے۔ جب وہ پارک میں ہو اٹھائے جاتے ہیں تو اپنے ساتھ ایک دستہ کو لائف گارڈ بنا کے لے جاتے ہیں تاکہ انگریزی سپاہ کے قواعد سے اور احکام کے الفاظ سے واقف ہوں۔

نومبر کی ابتدا میں قصر شاہی بکسنگھم میں زچ خانے کا سارا سامان تیار کیا گیا۔ ۱۳۔ نومبر کو پھر سے حضرت علیا مع کارپرداران سلطنت قصر شاہی بکسنگھم میں واپس تشریف لائیں۔ ۲۳۔ نومبر کو

عالمجناب کا قانونی مطالعہ

عالمی جناب پرائیوی کونسل کا ممبر مقرر ہونا

شہزادی کا پڑھنا

۱۱ بجے، ہم منٹ پر دن کو شہزادی پیدا ہوئی۔ عالیجناب نے اسی تاریخ باپ کو خط لکھا کہ حضرت علیا ایسی تندرست ہیں کہ گویا کچھ ہوا نہیں۔ وہ خوب سوئی ہیں۔ اشتہا انکی اچھی ہے اور نہایت خوش آرام سے ہیں۔ نئی جان بھی بہت تندرست اور خوش ہے۔ اگر میرے بیٹا پیدا ہوتا تو میں اور میری بی بی دونوں بہت خوش ہوتے۔ مگر اس لڑکی کے پیدا ہونے پر بھی ہم راضی و خوش ہیں اور خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہ مسرت و خوشی یہاں علی العموم سب کو ہے۔ حضرت علیا ارشاد کرتی ہیں کہ لمحہ کے لمحہ شہزادہ کو بیٹے کے نہ پیدا ہونیسے اور بیٹی کے پیدا ہونیسے مایوسی کا رخ ہوا۔ ڈچس کو تھا کہ عالیجناب لکھتے ہیں کہ مجھے بڑی فخر حضرت علیا کی سلامتی کا تھا۔ مگر ہم سے خدا کا شکر اس کا ادا نہیں ہو سکتا کہ ہمارے سارے کام کامیابی کے ساتھ سرانجام ہوئے۔

شہزادی کی ولادت کی وقت وہ سب ارکان دولت موجود تھے جنکا دارالسلطنت کے پیدا ہونیکے وقت موجود ہونا ضروری ہے۔ دو بجے سے ۱۰ منٹ پہلے دانی بچہ کو ساتھ لیکر متصل کے کمرہ میں آئی۔ جہاں تمام پرائیوی کو کونسلر جمع تھے۔ شہزادی خوب تازہ و توانا تھی۔ ایک فلفلیل کے کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھی۔ ایک میز کے اوپر لٹادی گئی۔ تو اسنے چنچین مارین۔ جسے معلوم ہوا کہ اس حالت سے اسکو تکلیف ہوتی ہے۔ غرض اس مشاہدہ کے بعد کہ اسے شش مضبوط ہیں اور اسے جسم کوئی نقص نہیں ہے۔ وہ واپس سہجی دی گئی کہ وہ کپڑے پہنے جو ادل بچے پہنا کرتے ہیں۔ حاضرین نے عالیجناب کو مبارکبادیں دیں۔ اور ارکان سلطنت اپنے گھروں کو گئے کہ اس مژدہ کو سارے شہر کو سناؤ۔ قلعوں پر سے توپیں بھی چھوٹیں۔ جنہوں نے اپنی آواز سے یہ مژدہ عوام کو سنایا۔

حضرت علیا لکھتی ہیں کہ زچگی کی حالت میں جو شوہر نے میری خدمات کی ہیں وہ بیان نہیں کر سکتی۔ وہ ان ایام میں کمین کیلئے اور کسی اور کام کے لئے نہیں گئے۔ صرف وہ ڈچس کنہی کے ساتھ جب تک کھانا کھانے جاتے ہے کہ میں انکے ساتھ کھانے میں شریک ہونیکے قابل ہوئی جو کام میرے آرام کا انکے اختیار میں تھا انکے کرنیکے لئے ہرقت وہ تیار رہتے تھے۔ میرے ساتھ تارک کرون میں بیٹھنے سے خوش و خرم ہوتے تھے۔ وہ میرے سارے پڑھنے لکھنے کے کام کرتے تھے۔ صرف وہی مجھے بچھوتے پڑاٹھا کر سونا پر بٹھاتے تھے۔ دوسرے کمرے میں سیر کر جانے میں سیر بستہ سونا کے چلانے میں مدد کرتے تھے۔ محل کے خواہ کسی حصہ میں وہ پہنچے جب میں بلاتی تو وہ دوڑے چلے آتے۔

جب وہ میرے پاس آتے تو ہنستے دمسکرتے ہوئے آتے۔ خلاصہ یہ کہ انھوں نے میری خدمت ایسی ہی کی جیسی کہ مان کرتی۔ یا وہ کوئی نرس (دانی) جو ہوشیار۔ دانا۔ مہربان تر ہوتی +

حضرت علیا کے جب بچہ پیدا ہوا تو علی بناب نے باوجودیکہ کام کی کثرت ہوتی تھی اور تکلیف بھی ہوتی تھی۔ اس طرح خدمات کین۔ ہندوستان میں جیسے عہدات پر کپین اٹھا کرتی ہیں ایسے ہی انھیں یہ گپ اڑی کہ علی بناب نے کہا کہ مجھے لڑکا پیدا ہونے کی امید تھی۔ اب لڑکی پیدا ہوئی ہے مجھ پر بچہ مایوسی ہو تو حضرت علیا نے فرمایا کہ تم اسکا کچھ فائدہ نہ کرو آئندہ بیٹا پیدا ہوگا۔ اور میرے مان تو اولاد اس قدر پیدا ہوگی جس قدر میری وادی شارلٹ کے مان پیدا ہوئی تھی +

ان ایام میں علی بناب دوا سے ملتے رہے اور حضرت علیا کے سارے کام کرتے رہے +
اُس دن کہ شہزادی پیدا ہوئی تھی ایک لڑکا جس کا نام جونس تھا وہ قصر شاہی میں حضرت علیا کے متصل کے کمرے میں سوفا کے نیچے پولس نے گرتا کیا۔ جب اُس سے پوچھا کہ تو یہاں کیونکر آیا تو اُس نے جواب دیا کہ جس طرح میں پہلے یہاں آیا تھا۔ میں نے ایک رستہ اپنا بنا لیا ہے۔ جب چاہتا ہوں چلا آتا ہوں۔ اور کسی چیز کی آڑ میں بیٹھ کر جب میرے جی میں آتا ہے حضرت علیا اور علی بناب باہر میں نہیں آتا ہوں۔ یہ لڑکا دیوانہ تھا۔ وہ تین مہینے کیلئے ادبستان میں بھیجا گیا۔ اور بعد رانی کے پانچ برس کیلئے آسٹریلیا کو ملائی کے کام کیلئے بھیجا گیا۔ اس عرصہ میں وہ خاصہ ملاح ہو گیا +

جب حضرت علیا زہ خانہ سے باہر نکلیں اور چلنے پھرنے کی طاقت آگئی تو وہ کہتی ہیں کہ میں ایسی خوش ہوئی جیسے کوئی قیدی جیل خانہ سے چھوٹ کر آتا ہے۔ وہ دندس میں واپس آئیں۔ بڑا دن علی بناب کو بڑا عزیز تھا۔ انہوں نے اس کو اپنے وطن کی رسم کے موافق ایک ایسا دن بنایا کہ جس میں دوست آپس میں ایک دوسرے کو تحائف دین تاکہ آپس کا اخلاص پیار ظاہر ہو۔ ملکہ مظہر کو بھی یہ رسم پسند آئی۔ اور انہوں نے اس کو ہمیشہ کیلئے اپنے ملک میں جاری کر دیا۔ حضرت علیا کا اور جانا عالی کا مکہ بڑے دن کو درختوں سے روشن کیا گیا۔ یعنی اس میں رخت لگائے اور انہیں یا ان کے گرد تحائف رکھے۔ یہ تحائف بعض اعز و اقارب کیلئے تھے۔ بعض شاگرد پیشوں کے لیے۔ حضرت علیا کا ارشاد تھا کہ بڑا دن وہی خوش خرم ہوتا ہے کہ جس میں جیسے ہم خوش ہیں۔ ایسے ہی میرے پاس کے آدمی خوش ہوں۔ شہزادی اپنی والدہ معظمہ کی گود میں خوش خوش رنگ رنگ کی شمعوں کو اور دھڑ کی شاخوں کو چم

• ایک بڑا بچہ جن کے حکم کے

بڑا دن

تخلف کے بوجھ سے جکے ہوئے تھے۔ دیکھ ہی نہیں اور جس کی ایک شلخ جھکا کر اٹھانے سے نا اہل تھی
چھوایا گیا۔ یہ شہزادی ایسی تیز پوش تھی کہ تناسب ہمقرینہ چیزوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتی تھی

باب دوازدہم

۱۸۴۱ء

پارلیمنٹ کا کھلنا

ملکہ مغطرہ رچہ خانہ سے نکلتے ہوئے تازہ و توانا چوگٹی تھیں کہ ۲۶ جنوری ۱۸۴۱ء کو ہنس نفسی انہوں
نے پارلیمنٹ کو کھولا۔ اور سچ پارلیمنٹ میں دی۔ آہیں کوئی بات ایسی نہ تھی کہ جس سے کوئی خوف پیدا
ہوتا۔ اپنے ملک میں امن امان تھا۔ غیر ملکوں میں لڑائی نہ تھی اور انکی افواہیں اور ہی تھیں
انگلینڈ اور چین کی پر خاش کی مشکلات سہل ہوتی جاتی تھیں۔ اسپین پر نکال میں ڈور کی جہاز رانی
کے جھگڑے بکھرے ہوئے تھے۔ لیونٹ میں نازک معاملات پیش آرہے تھے۔ روس پر وٹا۔ آسٹریا
ٹرکی سے انگلیٹنڈ مصالحت کر کے یورپ میں امن امان قائم کرنا اور لیونٹ کو سلامت رکھنا اور سلطنت
عثمانیہ کو لڑائی کے فسادوں سے بچانا چاہتا تھا جس سے یورپ میں امن عافیت کی بنا مستحکم ہو جاوے
جن مائیں اور ہسپانی کی جمہوری سلطنتوں سے برادرہ فروشی کے باب میں مصالحت ہو گئی۔

۴ فروری ۱۸۴۱ء کو ہمارا بیٹا اپنے پیارے پیارے کے پران پر ایک بیٹا پڑتی ہوئی دیکھی پڑی
قصر بکسٹم کے باغ میں عالجنا بکسٹ (درف پھلنا) بڑی خوش اسلوبی سے کر رہے تھے اور ملکہ
مغطرہ ان کے نزدیک برف کے سحر سے پرکھڑی انگلی یہ خوش خرامی ملاحظہ فرما رہی تھیں۔ ایک ملازمہ
ان کے ساتھ تھی کہ وہ کیا دیکھتی ہیں کہ عالی جناب یکایک پانی میں غرٹ سے غرق ہو گئے جس کا حال عالی
جناب خود یہ تحسیر فرماتے ہیں کہ میں برف پر پھسل پھسل کر چل رہا کہ دفعہ پانی میں ڈوب گیا۔ دوا میں
منٹ تک پانی میں تیرتا رہا۔ اور پانی سے باہر آنے کا قصد کرتا رہا۔ مگر اس وقت ملکہ مغطرہ نے کنارہ پر کھڑے
میرا ہاتھ پکڑ کر پانی سے باہر نکال لیا۔ اگر انکو یہ اوسان نہ آتے تو معلوم نہیں کہ میرا حال کیا ہوتا۔ انگلی

والی چائے کا ایک کپڑا لگائی سے لیا

ملازمہ تو دہائی دیتی رہی کہ کوئی مدد کو آؤ۔ سردی سے مین متاثر و متاثری ہوا مگر مین اپنے خدا کا شکر یہ
 کسی زبان سے ادا نہیں کر سکتا کہ کتنے مجھے اس آفت ناگہانی سے بچا لیا۔ یہاں برف توڑی گئی تھی
 اسکی سطح کے اوپر برف کی پٹری جسم گئی تھی۔ اور نیچے پانی تھا جو کچھ معلوم نہیں ہو سکتا تھا جیسا
 آدمی آب ریز گاہ سے دھوکا کھاتا ہے۔ اس سطح شہزادہ نے آب ریزخ سے دھوکا کھا کے ڈوبی کھائی *
 اس شہزادی کے والدین کی تحفہ دانی اور ضروری کو ہوتی تھی۔ اسی تاریخ میں ۱۸۴۱ء کو
 بکنگھم مین اسکی اصطبل کی شادی ہوئی۔ اصطبل دینے کیلئے حوض بنایا گیا۔ جسپر چاندی کا طبع کیا گیا
 افسانہ پر روائے آرس (نشانات شامی) بڑی صنعت کاری سے بنائے گئے۔ آئینہ خاندان شاہی کے
 بچوں نے اسی حوض مین اصطبل بنایا۔ اسکے بھرنیکے لئے دریائے ہارڈین کا مقدس پانی منگایا
 گیا۔ ملکہ ایڈی لیڈ وڈ جس گلو سٹوڈ جس کنٹ و بادشاہ بیچیم وڈیوک سیس کیس اور ڈیوک ولنگٹن
 بجائے ڈیوک سیس کو برگ کو تھا کہ شہزادی کے دہرم مان باپ بنے۔ ڈیوک ولنگٹن نے جو ملکہ مظہر
 کی شادی پر کھلے کھلے اعتراض کیئے تھے اسکے سبب جو عداوت کا نشان باقی تھا وہ اب شہزادی کے
 دہرم باپ بننے سے مٹ گیا۔ اور ملکہ مظہر نے اپنے روزنامہ مین لکھا ہے کہ ڈیوک سب سے بہتر ہارڈیٹ
 ہے۔ اصطبل کے دن اس شہزادی کا نام ملکہ ایڈی لیڈ نے وکٹوریہ ایڈی لیڈ میری لوڈا لکھا۔ عالی
 جناب البرٹ نے بیوہ وڈ جس کو یہ خط لکھا کہ آپ کی پڑپوتی نے مثل عیسائیوں کے اصطبل بنایا۔ وہ کچھ
 روعی چلائی نہیں۔ جو چال رہی۔ لوگوں کی رزق برق کی دروہوں کو اور روشنیوں کو دیکھ کر غوغا
 کرتی رہی۔ وہ غور سے دیکھتی رہی کہ کیا ہو رہا ہے۔ اسکے چہرہ سے زیر کی دھوٹی یار کی آثار چمک رہے
 تھے۔ ہونہار بروا کے چھنے چھنے ہات *
 * سب سے پہلے اس رسم کے ادا کرنے پر فراغت ہوئی۔ رات کو ڈنر اور جلسہ رقص سرد ہوا
 اور شہزادی کا جام صحت بڑی خوشی اور گرجو شعی سے پیایا گیا۔

سس اولی فٹ تحریر فرمائی ہیں کہ قومی زندگانی کی جان ملکہ مظہر مین جن مجالس محافل تشریف
 میں طاقی مین وہ برائیسوں آلایشن سے بالکل پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ وہ بدکاریاں جو ان مین مدو
 سے پریش پلا رہی تھیں۔ اسکے قدموں کی برکتوں سے ایسی آڑ جاتی ہیں جیسے کہ گدھے کے سر پر سینگ
 غرض جن تماشوں مین ملکہ مظہر طرین جناب جلوہ افروز ہوتے ہیں انکو نیکیوں اور خوبیوں سے

میں رعایا کی طرف سے محاسن فرین دونوں نے قدم بچھڑا کر ان پر اپنے ہتھ نیک اٹھوا لے۔

دودن بعد پہلے وزیر کو استعفا دینا پڑا جن میں ملکہ مظہر کے قدیمی وفادار کاروان صلا کا مشیر لارڈ میلبورن بھی تھے جنکی نسبت ملکہ مظہر اپنے جرنیل میں لکھتی ہیں کہ لارڈ میلبورن اپنے چاہنے پہلے مجھ سے ملنے آیا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ حضور کو ہر حال میں اپنے شوہر کا بڑا سہارا ہے۔ وہ نہایت قابل اور لائق ہے۔ حضور کی جب شادی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ وہ انسان کامل ہے تو میں نے اس وقت یہ جانا تھا کہ یہ کچنا مبالغہ سے خالی نہیں۔ مگر اب میں نے جو ان کی لیاقت کا حال دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ حضور کا بیان واقعی و نفس الامری تھا جب وہ مجھے نصرت ہوا تو مجھے اُنکی جدائی کا بڑا قافی ہوا۔

لارڈ میلبورن نے یہ کہا کہ میں چار برس تک ہر روز ملکہ مظہر کی خدمت میں حاضر رہا۔ اگر میں میں ذرا ت سے جدا ہوتا تو اور حالت ہوتی۔ اب اور حالت ہے۔ اُس وقت اور اس وقت میں یہ فرق ہے کہ اب حضرت علیا پاس رکھا بڑا عالی دماغ روشن ضمیر بلند اندیش و دین شوہر سلطنت کے کاموں میں کافی صلاح دینے کیلئے موجود ہے۔ چند روز بعد شاہ لیمیسم لیو پوڈ کو ملکہ مظہر تحریر فرمائی ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتی کہ البرٹ کیسی سیری جان کو راحت پہنچاتا ہے اور مجھے سہاتا اور سنبھالتا ہے۔ اپنا رویہ شیوہ ستودہ رکھتا ہے۔ نیک و مضی کے ساتھ مناسب طور پر سب کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہے۔ لارڈ میلبورن نے جہان کی نسبت یہ اپنی نیک رائے لکھی ہے۔ اُس کی نقل یہ ہے کہ شہزادہ البرٹ کی رائے مستقیم اور فراخ نیک ہے۔ بیدار مغز و دانشور ہے۔ مجھے اس خیال کرنے سے بڑی تسکین خاطر ہوتی ہے کہ میری جدائی حضور کی خدمت سے ایسی حالت میں ہوئی ہے کہ جناب عالیہ کے پاس ایک ایسا شوہر موجود ہے کہ جس کے صلاح و مشورہ سے نصیحت و پسند سے آپ مستفید ہو سکتی ہیں۔ حضور کوئی کام اس سے بہتر نہیں کر سکتیں کہ ضرورت کی وقت عالی جناب البرٹ کی طرف رجوع کریں اور ان پر استبار کی رکھیں اور یوں اپنی مشکل حل کریں۔ لارڈ میلبورن خوشامدی نہیں اگر اُس کے دل میں عالی جناب البرٹ کی نسبت یہ خیال لاہوتے تو دودن کو ہرگز زبان پر نہ لانا اسلئے مجھے اُنکی اس تحریر سے بڑی خوشی ہوئی اور اس پر غور بھی ہو۔

لارڈ میلبورن کی بجائے سر روبرٹ ٹیل وزیر اعظم انگلینڈ مقرر ہوئے اور ۱۸۷۱ء میں عالی جناب البرٹ سے ملے تو انہوں نے کہا کہ میں نے اب تک کوئی نوجوان اس عجیب و غریب قابلیت و استعداد کا دیکھا نہیں۔

اس اثنا میں عیش و نشاط خانگی پر پولیسکل ترددات کی گھنٹا چھا لگی۔ ملکہ مظہر اپنے پردیسی رشتہ داروں سے ایسے معارضہ ارتباط رکھتی تھیں کہ جسکے سبب سے فورین آفس کا کام سلطنت کے اوٹھا کنگ کاموں سے بہت بڑھ گیا۔ وہ انکے ساتھ ہمدردی اور دلسوزی کرتی تھیں جسکے سبب سے انکو یہ تکلیف اٹھانی پڑتی تھیں کہ ان کے وہ پہلے فرائض جو ان کے ذمے پردیسی رشتہ داروں کے سبب سے تھے وہ ان فرائض سے لڑنے لگتے تھے جو اپنے ملک کیلئے رکھتی تھیں۔ یہ لڑائی انکو اور انکے صلاحکاروں کو فورین ڈپلومیسی میں دشواریوں میں ڈالتی تھی۔ شہزادہ الہرٹ کی خدمت میں فورین پولیس کے اہم سوالات پیش کیے جاتے میلبرون نے ملکہ مظہر کی تجویز سے یہ بات قبول کر لی تھی کہ انکا شوہر تمام مراسلات فورین آفس کو مطالعہ کر لیا کرے شہزادہ نے ان مراسلات کو دانشمندانہ اپنی ذہانت سے ایسا مطالعہ کیا کہ ملکہ مظہر کی طرف سے یہ دعویٰ کیا کہ یہ پورا استحقاق ہے کہ کوئی کام گورنمنٹ ملک سے باہر بغیر ملکہ مظہر کی صلاح و مشورہ کے نہ کرے بلکہ مظہر اپنے شوہر کی ہدایت سے یہ خیال کرنے لگیں کہ پردیسی معاملات بادشاہ کے احاطہ اختیار میں ہیں +

ملکہ مظہر اور انکے شوہر کو جو یہ دعویٰ تھا کہ وزارت جو فیصلہ کرے انہیں ان کا بھی عمل دخل ہو تو انکو چاہئے تھا کہ اس کو نئی ٹیوشن اصول عامہ میں کوئی معقول اظہار دیتے جسکے موافق گورنمنٹ کے کل سرشتوں میں لاڈ پامرستون کل اختیار رکھتا تھا وہ شہزادہ عین لاڈ گرے کی وزارت میں فورین سکرٹری مقرر ہوا تھا۔ اور چار مہینے کم دس برس سے وہ اس عہدہ پر مامور تھا اور اس عہدہ کاموں کی کیا ادنیٰ میں بڑی ناموری حاصل کرتا تھا۔ وہ بڑا اولوالعزم عالی ہمت بلند عرصہ تھا۔ اُسکو کوئی صلاح و مشورہ دیتا اُس میں اپنی رائے کو مقدم و مرج رکھتا۔ گفتگو میں بڑا سبک تھا۔ اس میں وہ کسی شخص کا ادب لحاظ نہیں کرتا تھا۔ اس کے لئے پہلے دو بادشاہ ولیم چارم و جارج چارم اس سے ناراض تھے۔ اب جو شہزادہ الہرٹ اس کے کاموں میں ملکہ کی طرف سے مداخلت کرنی چاہتے تھے اُسکو وہ بے چینی کی نگاہ سے دیکھتا تھا +

ملکہ مظہر کی سلطنت کے اول سالوں میں لاڈ پامرستون نے انکو اپنے اوپر مہربان بنایا جو آٹھ سال چھوٹی تھیں۔ ۱۸۳۹ء میں اُس نے لاڈ میلبرون کی بیوہ ہمشیرہ سے شادی کی جسکو ملکہ مظہر نے بھی پسند کیا۔ مگر یہ حال وہ اس سے بچیں رہتا تھا کہ شہزادہ الہرٹ یا ملکہ مظہر فورین معاملات کے اہتمام میں اس کے شریک ہوں۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پارلیمنٹ سے باہر اس کے کاموں کی کوئی مزاحمت پیدا ہو۔ پردیسی معاملات ایسے پیش ہوئے کہ لاڈ پامرستون اور ملکہ کے درمیان ایک بے لطفی ہو گئی +

سب سے اول سن ۱۷۹۲ء میں یورپ کے مشرقی معاملات نے ملکہ مغظمہ اور فرین منسٹر کے درمیان
چھوٹ ڈلوائی۔ فرانس اور انگریزوں کی دوستانہ رشتہ مندیوں کے درمیان رضہ اندازی کرنی چاہی سلطان
ٹکی کا نائب السلطنت خدیوہ مصر محمد علی چاہتا تھا کہ سلطان کے غاشیہ طاعت کو کندھے سے دور کرے۔
فرانس اس کی اس سرکشی میں اعانت کرتا تھا۔ اور انگریز اور ول یورپ سلطان کے حامی مددگار تھے
رہیں کی پولیس یقینی کی جب تک اپنا کام نکلے۔ سلطنت عثمانیہ صحیح سلامت رہے اور کوئی دوسری سلطنت
ایسے کسی حصہ پر قبضہ نہ کرنے پائے۔ اور کوئی ایسی راہ نکالے کہ ٹکی غنیمت سے اسکا اپنا ہی پیٹ بھرے
روس ٹکی کی حمایت کرتا تھا۔ اسکا حال جہاز کا سا تھا کہ کبھی اوجھر جھکتا تھا کبھی اُدھر۔ مگر جس بندرگاہ میں اسکو
جانا ہوتا۔ اُس طرف جانا اور اپنی منسلک مقصود کو ماتھے سے نہیں دیتا۔ ملکہ مغظمہ اور شہزادہ البرٹ دل سے
نہیں چاہتے تھے کہ فرانس سے لڑائی ہو۔ جسکے بادشاہ بوئی نلپ سے گھر کی رشتہ مندیوں شادی ہائی
کے سبب ہو چکی تھیں۔ اور یہ بھی غالب معلوم ہوتا تھا کہ اگر فرانس و انگریز میں لڑائی ہوتی تو ملکہ کے
مامون بادشاہ لیو پولڈ کی مملکت پر انگریزوں کی حمایت میں ہے۔ فرانس حملہ کرے گا۔ اس سے ملکہ مغظمہ بڑی ہشت
کرتی تھیں۔ کبھی نہ میں جب اختلاف آرا ہوا تو ملکہ مغظمہ اور شہزادہ البرٹ کو مداخلت کرنے کی ضرورت
ہوئی۔ جن پیچیدہ معاملات کے باب میں لارڈ پامرسٹون کے جو خیالات سننے ان کی لارڈ رسل وزیر اعظم
بہت کم پروا کیا کرتا۔ اس وزیر اعظم نے اپنی یہ آواز نکالی کہ وہ صلح کو قائم رکھے گا خواہ اس میں کیسی بھی کمی
ہو۔ پامرسٹون نے بڑی شد و مد سے یہ فیصلہ کیا کہ فرانسیسیوں کے غلبہ پانے سے جو مضرتیں
پیدا ہوں گی۔ انکے دور کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ انگریزی سپاہ فوراً محمد علی کا کچلا نکال دے۔ ملکہ مغظمہ نے
بڑی عہت کے ساتھ میلہ بورن کی طرف رجوع کی۔ انہوں نے اس سے عرض کی کہ وہ اپنے مصاحبین کے
اختلاف کو دور کرے۔ اور پامرسٹون کے برخلاف اپنے رعب و اب دباغت کو کام میں لائے۔ اور
فرانس کے ساتھ ایسا فیصلہ کرے کہ لڑائی نہ ہو۔ اسے سرسری طور پر احکام جاری کر دیئے۔ کہ برٹش
فلٹ (بیڑے) محمد علی پر اپنا زور یا ڈالیں کہ وہ مجبور ہو کر سلطان روم سے مصالحت کا فرمان ہو۔
(نومبر ۱۸۴۰ء) بظاہر شاہ فرانس محمد علی پاشا کی مدد کو بڑا سامان کرنا تھا۔ انگریز اور فرانس کے درمیان
معلوم ہوتا تھا کہ لڑائی ضرور ہوگی۔

پامرسٹون ہی کے ماتھے میں فتح تھی۔ اس وزیر کو بیشک اس سے بھی زیادہ جلدی فتنہ دی ہو گئی جو

اسے پہلے سے سوچی بھی نہ تھی۔ لائسنس خلیفے اپنے دوست کی طرف سے مصر میں حملہ آور کی اندر وہ پامردی دکھائی کہ چہرہ سب کو حیرت ہوئی۔ شاہ فرانس اور پھل پورہ کے ساتھ متفق ہو گیا جنہوں نے جولائی ۱۸۸۱ء میں آپس میں معاہدہ کیا کہ وہ ترکی اور مصر کو جس حالت میں وہ ہوں، قائم رکھیں گے۔ باوجودیکہ پامرسٹون پورہ پمپ میں امن و صلح قائم رکھا تھا۔ مگر کوئی غلبہ اور اس کے وزراء اور شاہ لیوپولڈ کے دلوں میں اس کی طرف سے بل بڑ گیا۔ جس کی گونج ملکہ مظفر اور شہزادہ البرٹ کے کانوں تک پہنچ گئی۔

اس وقت میں ملکہ مظفر کو صرف پر دیسی نازک معاملات ہی کے سبب بولشیکل تکلیف نہیں ہوتی بلکہ گھر میں بھی فکر و ترو پیش ہوئے۔ گورنمنٹ کے بس میں سے کامیں ہوس نکل گئے تھے اور وزارت مستفی ہونے میں جس کا خوف۔ ملکہ مظفر کے دل پر طاری تھا۔ اب چند ہفتے باقی تھے۔ ملکہ مظفر کو اپنے وزیر کے جدا ہو گیا بڑا رنج تھا جس کا وہ امتحان کر چکی تھیں۔ مگر شہزادہ البرٹ کے اشارہ سے فرقہ واری کے سر نشانوں کو اشارہ بتلادیا گیا تھا کہ اگر پارلیمنٹ کا بدلنا ناگزیر ہوگا تو ملکہ مظفر کی طرف سے گورنمنٹ کے مرتب ہوئے میں اور ان کے گھر کے ملازمین کے بدلنے میں کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔ یہی میں آخر کار وزارت پر صدر رہ گیا۔ ملک میں آزادی تجارت کے لیے برائے گنجشگی ہو رہی تھی۔ اس میں بڑی سعی ملیج کرنے والا کو بیرون تھا۔ وگ وزارت نے ایک بجٹ داخل کیا۔ جس میں عام رعایا کی رعایت بڑی کی گئی تھی۔ مالی نظام کی اصلی تبدیلیوں کے لیے پارلیمنٹ اچھی طرح آمادہ نہ ہوئی تھی۔ اور اس کو شکر کے محصل کم کرنے میں شکست ہو چکی تھی۔ ۳۶ ووٹ کی کثرت اس کے خلاف تھی۔ اسپر سربراہ پیل نے اس کے برخلاف ایک ووٹ زیادہ حاصل کیا۔ میل بورن پر صاف عیان ہوا اگر اب استعفا دینا چاہیے اور ملکہ کو صلاح دینی چاہیے کہ وہ سربراہ پیل کی صلاح سے نئی گورنمنٹ مرتب کرے۔ مگر ملکہ مظفر کے دل کو اس سے بڑا حزن و ملال ہوتا تھا اس لیے میل بورن نے بجائے استعفا دینے کے ملکہ سے التماس کی کہ وہ ملک کی طرف رجوع کریں۔ ۲۹۔ جون ۱۸۸۱ء کو پارلیمنٹ شکست ہو گئی۔

ملکہ مظفر نے اپنی امید کے برخلاف یہ امید کی کہ اس امتحان کے وقت میں قریبی وزارت کے حق میں ملک مہربانی کرے گا مگر اس کے شگون نیک نہ تھے۔ جون کے مہینے میں صین پولشیکل تحریکات میں بیٹوں ہم میں آج ایشپ ہارکورٹ سے ملاقات کرنے ملکہ مظفر تشریف لیگئیں اور یہاں سے وہاں شہزادہ البرٹ اوکسفورڈ میں بزرگوں کے عرس میں گئے۔ یونیورسٹی کے چنلر ڈوک ونگٹن تھے

پامرسٹون کی فتح خلیان کے کام

میل بورن کی وزارت کا ضعف

میل بورن کی شکست میں شہزادہ

ملکہ مظفر کا اوکسفورڈ میں جان

انہوں نے شہزادۃ البرٹ کو خود پریسیڈنٹ بن کر ایک معزز ڈگری دی۔ ملکہ مغلہ کو براہ منظر اب اس سے پیدا ہوا کہ وہاں جو وہ ممبر موجود تھے انہیں پیش کش ہوتی تھی۔ مگر اس فرقہ پر عوام کی نظر اتنا جتنی کم ہوتی تھی اتنی ہی ملکہ مغلہ کے ساتھ اپنی محبت کو ثابت کرتی تھیں۔ وہ وہاں کی ملاقات کو گین چٹیس ور تھ میں ایک دور دراز ٹیوک ڈیون شٹر کے ہاں مہمان بنیں۔ دوسرے مہینے میں دہلی میں ٹیوک بیڈ فورڈ نے اور پین مشین جین سیلبروٹ کے بھائی لارڈ کو پرستے اولیاس کے دولت کی دعوت کی اور پھر یہاں سے ملکہ مغلہ بروک پارک میں خود سیلبروٹ کے گھر میں رونق افروز ہوئیں۔

اس وقت پارلیمنٹ کے ممبروں کا عام انتخاب ہو رہا تھا وہ فرقہ نے بہت فائدہ اٹھایا چاہا کہ ملکہ مغلہ انکی معاون اور فرقہ ٹوری کی مخالف بنیں۔ لیکن ملکہ کے خوف نے کچھ کام نہ کیا۔ اور ٹوری کے ممبروں کی تعداد زیادہ ہو گئی ملکہ مغلہ سچہ گین کہ اب تک میں جس فرقہ کو ناپسند کرتی تھی اور اُسپر اعتبار نہیں کرتی تھی اب ان ہی کے ساتھ مجھے روبرو ہو کر کام کرنا پڑے گا۔

باسبیرم

سرورٹ پیل کا انتظام

ملکہ مغلہ کے رنج

۱۹۔ اگست ۱۸۸۷ء کو نئی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ نئے انتخاب میں جو ملکہ مغلہ کو مایوسی ہوئی اُسکو انہوں نے مخفی نہیں رکھا۔ انکی سلطنت میں یہ پہلی دفعہ تھی کہ وہ پارلیمنٹ کے کھولنے کیلئے خود تشریف نہیں لائیں اور ان کا اسپیشل لارڈ چنسلر نے پڑھا۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کا منس ہو س کے بنے کہ وہ پسند نہیں کرتی تھیں۔ سیلبروٹ کی وزارت اپنے آخر وقت تک حتی الامکان کام کرتی رہی۔ اگست کو وزارت کیلئے پارلیمنٹ کے دونوں ہوسٹ ایک ووٹ اعتباری دینے سے انکار کیا۔

پیل بورڈ کے مشورہ کے موافق ملکہ مغلہ نے خود سرورٹ پیل کو طلب فرمایا اور اس سے کہا کہ وہ گورنمنٹ

مرتب کرے۔ ۱۸۳۹ء میں جو انہوں نے سبق پڑھا تھا اسکا پتہ سید اچھا تھا کہ پیل کی کل درخواستوں میں سے کتنی نامعلوم رہیں کیا۔ اگرچہ انہوں نے اپنے قیدی ورنہ کی جلدی کا بیج دمالا اگر دادہ بیان کیا مگر سروس جو کام پیش تھے انکو ایسے درست طور پر ثبات سے کئے کہ پیل بھی تعریف کرنے لگا۔ ۱۸ ستمبر ۱۸۴۱ء کو پیل نے لکھا کہ میں ملکہ معظمہ سے بڑی نیک نیتی سے ملا۔ ڈچس سدر لینڈ جو عسکریں اوف روب تھیں انکی جگہ ڈچس بک کلوج کو مقرر کیا اور ڈچس بیڈ فورڈ اور لینڈی فورسٹڈ می نے اپنی خوشی سے لیڈیز ان وٹنگ کے عہدوں کو اور لیڈیوں کے لئے خالی کر دیا۔ ستمبر میں نئی گورنمنٹ میں مرتب ہو گئی ملکہ معظمہ ان وزراء کی دانشمندانہ بڑی خاطر و تواضع کرتی تھیں۔

پیل کا وزارت قبول کرنا

ملکہ معظمہ اور پیل کے درمیان تباہ کی باتیں

ٹوری کے ساتھ ملکہ معظمہ کے بیٹا کا بدرداشت

لوگ جن برائیتوں کی پیشین گوئی ان کر رہے تھے وہ سب غلط ہوئیں۔ ملکہ معظمہ کو چونکہ ورت کی ٹوری فرقہ سے تھی۔ اسکو شہزادہ البرٹ اور پیل نے دور کر دیا۔ ملکہ معظمہ میں جن پولیشیل باتوں کی نشانی بھی تھی وہ انکے شوہر نے بڑی دانائی و فرزانی سے ان میں پیدا کر دیں۔ پیل نے اپنے عہدہ کے کام کرنے میں تعریف کے قابل منصوبے باندھے۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملکہ معظمہ اور پیل باہم پتے دوست ہو گئے۔ پیل نے میلبروک اشارے کو قبول کر کے ملکہ معظمہ سے معاملات کی جزئیات کی مختصر توجیہ کر دی جبکہ انے عنان وزارت اپنے ماتھے میں لی۔ ملکہ معظمہ کی ہر درخواست کی اطاعت کی۔ اور پارلیمنٹ کے دونوں گھروں میں جو کام ہوتے انکی رہبر میں ملکہ معظمہ کی خدمت میں باقاعدہ بھیجیں۔ ملکہ معظمہ پیل پر وہی اعتماد اور ہمدردی کرنے لگیں جو میلبروک پر کرتی تھیں۔ گو میل بورن انکے گھر میں مہمان کے طور پر رہتا تھا۔ مگر وہ اپنا پولیشیل رہنا حفظ پیل ہی کو سمجھتی تھیں۔

فرقہ ٹوری اور ٹوری کے اصول سے ملکہ معظمہ کو جو ناراضی تھی وہ پیل کے مصاحبوں کی واقفیت کے سبب باطل جاتی رہی۔ پیل کی کئی بیٹ میں ڈیوک ولنگٹن بغیر عہدہ دار ہونیکے شریک تھے۔ اب ملکہ معظمہ کے تباہی و اخلاق کے تعلقات۔ ڈیوک کے ساتھ ایسے بھی زیادہ ہو گئے جو انکے عہدہ دار ہونے کی حالت میں تھے۔ لارڈ ڈنلڈ ٹھٹرسٹ جو لارڈ چنسلر تھے اور لارڈ ایبر ڈین جو فورین سکریٹری تھے۔ اور جمیس گریم جو جم سکریٹری تھے۔ ان سب سے ملکہ معظمہ کی اکثر ملاقاتیں ہوئیں۔ اور یہ سب ایسی اعظم و کرم خیز اخلاق سے مودہ بانہ و آزادانہ ملکہ معظمہ سے ملتے تھے کہ وہ انکا پاس لحاظ کرتی تھیں۔ لارڈ شپین (جو پچھلے لارڈ ڈنلڈ تھے) جنگ اور کولونی کے سکریٹری تھے۔ اور بعد ازاں تین دفعہ وزیر اعظم مقرر ہوئے۔

ملکہ معظمہ بڑی مہربانی کرتی تھیں۔ ملکہ معظمہ کے گھر میں نئے عمدہ دارمقرر ہوئے تھے، اپنے وہ بہت مہربانی کرتی تھیں اور اپنے قدیمی دوست لارڈ اور پویل کے آنے پر اپنے تین مبارکباد دیتی تھیں۔ وہ لارڈ سٹورٹ کے عمدہ پر مقرر تھے۔

موسم خزان میں جو پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا دنوں کے لیے تھا وہ۔ اکتوبر کو ختم ہوا۔ پارلیمنٹ کے بند کرنے کے لیے ملکہ معظمہ تشریف نہیں لائیں۔ مگر اس غیر حاضری کا سبب اُن کے اپنے ذاتی کام کے سبب تھا یہ سبب تھا کہ وہ اپنے نئے صلاحکاروں کی بے اعتمادی کے سبب ذاتی ہوں۔

نورسٹہ کو قصبہ بکٹ گھم میں حضرت علیادروزہ سے بیتاب ہوئیں صبح کے سات بجے آج بشپ کنٹربری اور وزیر اعظم اور اراکین سلطنت بلائے گئے۔ ڈچس کنٹ و بیچ تشریف لائیں دو گنٹھ پہلے بھی یہ ورد اٹھ چکا تھا۔ عالیجناب متفکر دست رد واکثرون کو ساتھ لیے ہوئے تھے گیا۔

بیچ سے بارہ منٹ پہلے شہزادہ پیدا ہوا۔ زچہ خانہ کے پاس کے کمرے میں پرائیوی کونسل کے ممبر تھے۔ اُن کے پاس دایہ شہزادے کو لائی۔ انہوں نے دیکھ کر وارث سلطنت کے پیدا ہونے کی ہتھکڑیاں پہنائیں۔ ملکہ معظمہ کے حکم سے ایک غیر معمولی گرٹ میں اس ولادت کا ہشتمار شہر کیا گیا اور

تمام خاندان شاہی کو اس کی اطلاع دی گئی۔ توپوں کی آوازوں نے بھی گھر گھر یہ مرثیہ سنایا۔ کارپورل ایل اس سرسٹک ایسے مست ہو گئے کہ آپس میں مزاح و مراتب کا لحاظ و پاس اٹھادیا۔ اور بیچ کا مون کی حد سے باہر قدم رکھنے لگے۔ ہر گھر میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شادی و صوم و صام سے ہو

ہے۔ دو منٹ میں تین آدمی ملکہ ایڈی لیڈ کے پاس پہنچے۔ جنہوں نے ہر ایک کو یہ شوق تھا کہ میں اول یہ مرثیہ جا کر سناؤں۔ مگر اس شادی کے ساتھ غیصہ لگا ہوا تھا کہ اس وقت ملکہ ایڈی لیڈ سخت علیل تھیں۔ وہ کچھ دنوں کے بعد تندرست ہو گئیں۔ ملکہ معظمہ نے اپنی مرحمت

خسروانہ اور کرم شانانہ سے ہوم سکریٹری کے پاس یہ حکم بھیجا کہ نیک چلن قیدیوں کی میعاد میں تخفیف کی جائے۔ اور جہازوں پر جو قیدی ہیں وہ رہا کیے جائیں۔ ۱۱۔ کو قصبہ بکٹ گھم میں لارڈ سٹورٹ کی بی بی اور شرفس آئے جن کی ضیافت گرم ہری سے پلانے کی اول ہوئی۔ پھر وہ عالیجناب البرٹ کے کمرے میں مبارکباد دینے گئے۔ اس کمرے میں شہزادہ کو لاکر ہر سبز زہمان کے روبرو پیش کیا۔

آج بشپ کنٹربری نے ملکہ معظمہ اور شہزادہ کے لیے ایک دعا تصنیف کی اور حکم دیا کہ وہ چوچاں چھاپوں

میں پڑھی جائے۔ بڑی بڑی دولت مند امیر زاد یوں نے اس شہزادہ کی اتنا بننے والی دروغ ستین بہیمین
مگر ملکہ مظہر نے اس خدمت کیلئے اپنی ایک قدیم ملازمہ سسیس بیرو کو منتخب کیا۔ پہلے شہزادی کے پیدا
ہونے پر دعائی کو پانچ پونڈ انعام ملے تھے۔ اب شہزادہ کے پیدا ہونے پر اسکو دو چاند انعام و ش پونڈ
عطا ہوا۔ زچہ خانے میں ملکہ مظہر چند ہفتے رہیں۔ گو انہوں نے پہلک میں آئینے اندہ مائل کیا۔ مگر وہ یہ
سب کلام کرتی رہیں۔ نوٹ کیئے۔ اپنے نام کے دستخط کیئے اور آخر غلطہ تک خوش رہیں کہ گویا کچھ ہونیوالا نہیں
ولادت کی شب کو سرور ہٹا پیل کو ڈرکھا ٹیکے بیٹے بلایا تھا۔

بڑے دن کے دن حضرت علیا اپنے روزنامہ میں تحریر کرتی ہیں کہ آج میں جب بیخیال کرتی
ہوں کہ میرے دو بچے ہیں تو مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں۔ حالیناب البرٹ اپنے
باپ کو خط لکھتے ہیں۔ کہ آج بڑے دن کی شام ہے یہ دن ہمیشہ سے مجھے عزیز ہے۔ لیکن مانہ وہ تھا کہ
اس دن شام کو ایک کمرے میں آپکے قدموں کے آنے کی آواز کے سننے کیلئے ہم بے صبر ہوئے تھے۔ آپکے
سننے ہی آپکے بچے ہو لیتے تھے۔ آپ ہکو عید یان اور چیزیں دیتے تھے۔ آج میرے خود دو بچے ہیں جنکو
میں چیزیں اور عید یان دے رہا ہوں۔ جسکا وہ سبب نہیں جانتے۔ بڑے دن کے جرمی کے جرت
اور دشمنوں کی روشنیوں کو وہ تعب و جرت سے خوش خوش دیکھ رہے ہیں۔

ملکہ مظہر اپنے گھر کی شادمانی کی ایک اور یہ حکایت سناتی ہیں کہ البرٹ نے چھوٹے پوسی (پس)
کے معنی منہ بلائی کے ہیں۔ مگر پلہ سے شہزادی و کٹوریا کا نام مان باپوں نے پوسی رکھ لیا تھا۔ کو لاگر
میرے بچھونے پر شجا دیا۔ اور آپ خود بھی اسکے برابر ہو بیٹھے۔ یہ میرے پیاسے بچے نانی کا دیا ہوا ایک
خوشنما جوڑا پہنے ہوئے تھے۔ اسکا مان باپوں کے درمیان یوں بیٹھنا مجھے ایسا بھلا معلوم ہوا کہ
خوشی کے انے میں پھونکی نہ سانی۔ میں احسان اتنی کی شکرا گزاری میں سرتاپا محو ہو گئی۔

چند ہفتے کے بعد شاہ لیو پولڈ کو یہ لکھا کہ میں اس شش و پنج میں ہوں کہ میرا یہ بیٹا کس کا ماثل
اور شاہ ہو گا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں کسی کو گرڈ کے اپنے خدا سے دعا میں مانگتی ہوں کہ وہ سیرت و
صورت میں ظاہر باطن میں اپنے باپ کا ماثل اور شاہ ہو مجھے یقین ہے کہ سب کی یہ آرزو ہوگی۔ بلکہ
مظہر کی یہ دعا آدمی مقبول ہوئی کہ صورت میں یہ شہزادہ باپ کا ماثل نہیں نہوا بلکہ اسکے چہرے کے اور
خاندان ہنزک کے خط و مال زیادہ آپس میں ملنے جلتے تھے۔ اسے میرے عزیز ناموں آپ ہی کے طفیل سے

مجھے کامل شوہر لگیا ہے۔ جس پر مجھے فخر و ناز ہے۔ اور اس سے مجھے بڑی راحت پہنچتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس بات کے جاننے سے آپ کو بھی کمال مسرت ہوتی ہوگی۔

۱۴۔ دسمبر کو خط میں وہ پھر مامون صاحب کو لکھتی ہیں کہ ہم مین سے ہر شخص کے پیچھے دکھ دو رنج لگے ہوئے ہیں مگر وہ سب گھر کے میان بی بی کے نیک سلوک کی خوشی کے سامنے بیچ میں مین مامون صاحب آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ یہ خوشی جیسی مجھے نصیب ہوئی ہے ایسی کسی کو نصیب نہ ہوئی ہوگی۔ مجھے خزان کے موسم میں اپنے عزیز حلیل القدر دوست وزیر غلط کے جدا ہونے سے بڑا قلق ہوا تھا جو اب تک کبھی کبھی میرے دلمین کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے مگر میرے گھر میں جو یہ شکہ چین ہے کہ مین شوہر سے محبت کرتی ہوں شوہر مجھے پیار و حسن لاس رکھتا ہے۔ مجھے مصلحت بتاتا ہے۔ ہر بات میں سہارا دیتا ہے وہ میرا مصاحب راحت آرا اور امن مسرت افزا رہتا ہے تو اس خوشی سے مین سکا رنجون کو بھول جاتی ہوں۔

شہزادہ کی ولادت کے تھوڑے دنوں کے بعد ملکہ معظمہ کا یہ فرمان جاری ہوا کہ ہم اپنی بیٹی پیار سے بیٹے کو شہزادہ یونائیڈڈ کنگڈم گرین برٹن وائر لیسنڈ کو دستور کے موافق ویلز کی حکمرانی اور اہل دم تفویض کرتے ہیں۔ اس کی کمر میں تلوار باندھتے ہیں اس کے سر پر تاج رکھتے ہیں۔ اس کی انگی مین انگوٹھی پہناتے ہیں۔ اس کے ماتھ میں سونے کا عصا دیتے ہیں۔ تاکہ وہ اس قلمو میں حکمرانی کرے۔ اس کی حفاظت و ہدایت میں مصروف ہو۔ وہ اس سبب کہ وارث سلطنت ہو بغیر کسی سامان شاہی کے ان خطابوں کا مستحق ہے۔ ڈیوک سیکن اپنے باپ کے استحقاق کے سبب ڈیوک کورن وال۔ ڈیوک روتھ سی۔ اہل یونک۔ بیرن فیرلو۔ لارڈ آف روائل۔ کرپٹ سنٹورڈ آف انگلینڈ مان کے استحقاق کے سبب۔

یہ دستور چلا آتا تھا کہ بادشاہی خاندان کے بچے محل شاہی میں اطبلغ پایا کرتے تھے مگر ملکہ معظمہ نے یہ ایک نئی تجویز کی کہ یہ وارث تخت تاج کسی متبرک مقدس مقام میں اطبلغ پائے اس لیے وڈسٹرین شاہی اسپل جو ایک نئی جاہج کے نام سے موسوم تھا۔ اطبلغ پائیکے لیے تجویز ہوا اس سے بہتر کوئی اور مقدس مقام نہیں مقرر ہو سکتا تھا اس تقریب میں شاہ پروڈا فرڈرک ولیم دعو ہوئے۔ گو وہ شہزادہ کے والدین سے ایسا رشتہ نہیں رکھتے تھے کہ اس کا خون اُن سے ملتا ہو

شہزادہ کو خطابات کا نام

شہزادہ کا اطبلغ

اگر وہ کل یورپ میں سب سے زیادہ زبردست پروٹسٹنٹ قلمرو کے فرمانروا تھے۔ انکو بھی دسٹ انگلینڈ کی سیر کا شوق تھا۔ انھوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ اور نڈسٹرین آگئے۔ ۲۵۔ جنوری ۱۶۲۲ء کو صبح کے دس بجے چھیل مذکور میں شہزادہ کو مصطبلغ دیا گیا۔ اور شاہ پروشا ادا پانچ اور ڈچس ڈیوک شہزادہ کے دہرم کے مان باپ بنے۔ نماز کی میز کے دائیں بائیں طرف ملکہ مظہر اور عالی خباب البرٹ اور امرائے والا تہلہ بیٹھے۔ اور ملکہ مظہر کے پیچھے ڈیوک ولنگٹن شمشیر سلطنت ہاتھ میں لیکر کھڑے ہوئے۔ آج بشب کنٹریری نے۔ باوجود ضعف و دلغ کے نماز بہت اچھی طرح پڑھائی۔ اس مصطبلغ کی کیفیت ایک شخص چشم دید یہ لکھتا ہے کہ چھوٹا سا شہزادہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ اسکی بڑی بڑی آنکھیں ستاروں کی طرح چمکتی تھیں۔ وہ دوسریں کی عمر میں آٹھ مہینے کا بچہ معلوم ہوتا تھا۔ صورت کی شگفتگی وزیر کی برستی تھی۔ جبہ و دایہ کی گود سے آج بشب کے ہاتھوں میں دیا گیا۔ تو ان کے ہاتھوں سے وہ کھلا جاتا تھا۔ انھوں نے بمشکل تمام کر اسکو مصطبلغ دیا۔ ملکہ مظہر اپنے روزنامہ میں تحریر فرماتی ہیں کہ یہ رسم اس خوش اسلوبی اور ہونگی کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اس شہزادہ کا نام ایڈورڈ البرٹ باپ نانا کے ناموں پر رکھا گیا۔ چوتھ برس بعد بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کے لقب سے انگلینڈ کا تاجدار ہوا۔

بعد مصطبلغ کے ملکہ مظہر نے بادشاہ پروشا کو نائٹ کمپینین کا خطاب عنایت کیا۔ اور اسکے گھٹنے پر گارڈ اپنے ہاتھ سے باندھا۔ بعد اسکے بیچ تناول ہوا۔ شام کو دعوت بڑی دھوم دھام سے ہوئی ایک سونے کے حوض میں تیس جن بوتل شراب کھرموٹ بھری گئی۔ وہ بڑی دیا دلی سے لوگوں کو پلائی گئی کہ شہزادہ کا جام سلاستی بڑی گرمجوشی سے پیا جائے۔ اس تقریب میں دو لاکھ پونڈ صرف ہوئے ملکہ مظہر نے اپنی ساری عمر میں کوئی اور شادی ایسی بڑی دھوم دھام سے نہیں کی جیسی کہ یہ +

روس اسٹیریا فرانس کے اراکین سلطنت کو ناگوار تھا کہ شاہ پروشا ملکہ مظہر سے ملنے چائے انہوں نے اسے اندامین کو شش کی گرنا کامیاب ہوئے وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس ملاقات میں کوئی پویشکل ایچ پیج ہے جس کی کچھ اصل نہ تھی +

ال پروشا خود خائف تھے کہ شاہ کو پروٹسٹنٹ مذہب غمزہ دل پسند ہے وہ انگلینڈ میں حکمران کی کلیسا کی پختین سیکھ کر پروشا میں رواج نہ دے۔ ملکہ مظہر اور عالی خباب البرٹ نے بڑی گرمجوشی سے بادشاہ کا استقبال کیا ملکہ مظہر خود بادشاہ سے ملے گئیں اور اس کے دونوں حضاروں کا ہوسہ لیا اور

دو دفعہ قذوخم اور سہ گوجا کر اسکو سلام کیا۔ شاہ ملکہ مظفر کے ساتھ باپنے پر بھی راضی ہو گیا۔ گو قذوخم
جسم فرہنا کی عمر متروبط نہ اپنے کیلئے موزون تھی، ملکہ مظفر اپنے روز ناچ میں تشریف لے گئی تھی کہ بادشاہ میر
پاس سچ کا لباس پہنے ہوئے آیا جسکی آنے میرے سامنے معذرت کی۔ وہ بہت شکیل و وحیہ ظریف ہے
باتین ایسی فرسے کی کرتا ہے جن کے سننے سے دل شاد و ہوتا ہے اسکو بڑے دلچسپ قصہ گو ہیں
شاہ پروشا اس ملک میں چودہ روز ۲۲ جنوری ۱۸۴۲ء سے ۴ فروری ۱۸۴۲ء تک با اسکو

لندن کی قابل دید چیزوں کے دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ انکے دیکھنے سے نہ اسکا دل بہتر تھا نہ جسم بہتر
تھا۔ اپنے جانیے ایک دن پہلے ۳ فروری ۱۸۴۲ء کو وہ پارلیمنٹ کے کھلنے کے جلسہ میں شریک ہوا۔
جسکو ملکہ مظفر نے خود بنفس نفیس کھولا تھا۔ اس جلسہ کا حال بیرون سن نے جو لکھا ہے اسکا حاصل
بیان کیا جاتا ہے کہ جب جمعرات کو پارلیمنٹ کھولی گئی تھی تو سارے کوچہ اوبازار رو دو دیوار اور سب گھمبیر
جان قدم رکھنے کی جگہ تھی آدمیوں سے بہری ہوئی تھیں۔ فوجیں مختلف قسم کی اپنی شوکت اور عظمت کو
دکھا رہی تھیں۔ صاحب حال لیڈیوں کا خوش لباس پہنکر بیٹھنا اور ملکہ مظفر کا مع اپنے جلوس کے آنا ایک
عجیب عالم دکھاتا تھا۔ ملکہ مظفر نے اپنا پیچ مختصر الفاظ میں دیا جس میں دنیا کی تاریخ کے پر روز صفحے بھر
ہوئے تھے۔ ان میں سلح و جنگ کا ہزاروں آدمیوں کی قسمتوں کا۔ ملکوں کے باہمی تعلقات کا روئے
زمین چسکو متون کے اثر و ن کا۔ انج کے قوانین کے تغیر و تبدل کا آئندہ ہونیوالے بادشاہ کی ولادت کا
حاکم الحاکمین قادر مطلق کے سنجیدہ مشکر کے ساتھ بیان کیا۔ سب نے انکی اس پیچ کو سن کر خدا تعالیٰ
سے دعائیں مانگیں کہ ملکہ کو اسکی خاطر کے لئے اور سب کی خاطر کے لئے برکت دے اور ہدایت کرے۔ ہم
کو شاہ پروشا نہایت خوش و خرم گیا۔ اُمراء نے اسکی دعوت میں بڑی شاندار کہیں۔ غرام نے اسکا خیر مقدم
بڑی گر مجبوشی سے کیا۔ بادشاہ نے بھی بڑی کشادہ دلی سے شاہی شاگرد و پیشوں کو پیش بہا تجلای قہتی
۳ ہزار گنی کے انعام میں دیے۔

ملک کی آمدنی میں ٹوٹا تھا۔ سرور و شہر پر غلطی سے انکم ٹیکس لگانے کی تجویز پیش کی تاکہ قومی
تحصیل کو بڑھ کر کے خرچ کا پورا ڈالیں۔ پہلے کبھی لڑائیوں کے خرچوں کی ضرورتوں کے سوا انکم ٹیکس لگانا نہیں
گیا تھا۔ اسکے لئے اسکے گنتے پر رعایا نے بڑا غل شور مچایا اور وادیا کی اور دہائی دی تو ملکہ مظفر نے فرما کر
اسکو فرو کیا کہ اس منصبیت کے وقت میں جو اوروں پر انکم ٹیکس لگایا گیا ہے وہ مجھ پر بھی لگا دیا جا۔ میں بھی

ایک انگریز بن ہوں۔ بادشاہ وہ علوشان رکھتا ہے کہ اسپرٹیکس نہیں لگ سکتا وہ سب ٹیکسوں کے معاف ہے۔ مگر ملکہ مغلہ نے بادشاہ ہو کر اپنے اوپر ٹیکس لگانے کی فرمائش کی وہ ان کا کام بڑی جفا اور واتانی کا تھا۔ انکے اس ارشاد سے ہی وہ رعایا انکم ٹیکس دینے پر راضی ہو گئی جس کی نسل موجودہ نے کبھی ٹیکس نہیں دیا تھا۔ ملکہ مغلہ نے یہ وہ آواز داندہ قدم اٹھایا جو کونشی ٹیوشنل بادشاہ لینے وہ بادشاہ جو اپنی رعایا کی مرضی کے موافق سلطنت کرتا ہے اٹھا سکتا ہے ۛ

اس وقت ملک کی بڑی نازک حالت تھی صنعت و حرفت کے ضلوع میں کار گیروں اور مزدوروں کے لینے کام کا کال تھا۔ لوہے اور کوئلہ کے کارخانہ کے آدمی نگہ و فساد کر رہے تھے تجارت مروہ ہو رہی تھی جسے سب سے ہزاروں آدمی بیکار نا تھ پر نا تھ رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔ پس اس تجارت کی کل چلائیکے لینے مجالس عیش و طرب کے پیتے لگائے گئے ڈنروں و بالوں اور اور جلیسون کا تار باندھ دیا۔ ڈچس گو تھا کو ایک جلسہ کا حال عالیجناب البرٹ لکھتے ہیں کہ لندن کی تجارت کی نہایت تزل کی حالت میں اسکی ترقی کیلئے ہننے یہ تدبیر نکالی ہے کہ ایک جلسہ کیا۔ جس میں مین اور ڈسوم بنا اور شے اور لیائے دولت نے وہ لباس پہنے جو اس بادشاہ کے عہد میں پہنے جاتے تھے۔ اور ڈچس کھیرج اپنے جلوس میں ایک سو بیس آدمیوں کو ساتھ لیکر فرانس اور اٹلی اور سپین کے بادشاہوں کے قلم مقام بنیں۔ ملکہ مغلہ نے بالکل سٹیال فیلڈس کے جلاہوں کے نا تھ کا بنا ہوا لباس پہنا جس کی لاگت میں کئی سو پونڈ خرچ ہوئے تھے۔ اسکے کچھ اب میں سونا چاندی بہت لگا تھا۔ سینہ بند پر ہزاروں روپے کے جواہر لگے ہوئے تھے۔ سر کے گندھے ہوئے بالوں پر سوئے کا تلج رکھا ہوا تھا جس کی اوپر کھیرٹ ایک الماس ستارہ کی طرح چمک رہا تھا جس کی قیمت دس ہزار پونڈ تھی۔ تلج کیا تھا ایک تزارہ تھا۔ بڑی دھوم دھام کی دعوت ہوئی جس میں بڑے بیش بہا ظروف زرین و سیمین جو اہم کار تھے شیو سلطان کا فحیہ ہستادہ تھا اسی میں خور و نوش کا سامان رکھا گیا تھا۔ پھر پھلے میوے ایسے شان شوکت کی دعوت ہوئی۔ اس میں جارج سوم کے زمانہ کا لباس پہنا۔ شیو سلطان کے خیمہ میں بیچ تناول ہوا۔ ملکہ مغلہ کے بعد ظروف کا ایک مینار بنا گیا تھا۔ جس کی چوٹی پر شیر کا سر رکھا گیا۔ جو سری رنگ میں مینار پر لگایا تھا۔ اور ایک ہمالیائی لکڑی جو ستر پانچواہر سے مرصع تھا۔ لارڈ ولزلی نے جب ہندوستان میں گورنر جنرل تھے تو اسکو انگریزوں کی خدمت میں تحفہ بھیجا تھا۔ اور سر شو چاندی کے ظروف کی چمک اور پھر اہر

شعون کی روشنیوں کی دمک ایک عجیب عالم نور دکھائی تھی۔ تصویریں جو آئین تھیں وہ موقع مافی د
ارنگ کا تماشا دکھائی تھیں۔ آدھی رات کو اس عورت کا جلسہ ختم ہوا۔ ان جلسوں پر بعض آدمی بڑی زور
کر کے یہ کہتے تھے۔ ایک طرف دعوتوں میں یہ فضول خرچان ہو رہی ہیں اور دوسری طرف آدمی بھوکے مر
رہے ہیں۔ مگر وہ نہیں سمجھتے تھے کہ ان دعوتوں کی بدولت عوام کو فائدہ پہنچ رہا تھا اور انکی جیسوں میں روپیہ
انپا دورہ کر رہا تھا۔

جب ملکہ معظمہ اور انکے ساتھ کی لیڈیوں نے اہل حرذ کا لباس پہن کر جلسہ کیا تو عوام کی تسکین
خاطر ہوئی کہ ان جلسوں کا مقصود ہماری نفع رسانی ہے۔ وہ ہماری تجارت اور پیشوں میں جان ڈالتے ہیں۔
تخت شاہی اور گھر میں ایک ہی قدم کا فرق ہوتا ہے۔ پانچ میں ملکہ معظمہ اور عالیجناب البرٹ کے
پاس خوشخبری آئی کہ عنقریب بیڈن میں شہزادہ آرلنٹ کی شادی الکسندریا سے ہونیوالی تو
اس خبر کو سنکر ملکہ معظمہ نے شاہ لیوپولڈ کو لکھا کہ جب سے میں نے اس شادی کی خبر سنی جو بیچ بولی
کے مارے ہوئی نہیں سانی۔ مجھے اپنی پیاری منگنی کی ساری باتیں یاد آتی ہیں کہ آرلنٹ اس وقت
ہمارے پاس تھا اور وہ ہمارے بیاہ کے دیکھنے کا بڑا ارمان رکھتا تھا۔ میں نے اسکو لکھا ہے کہ شاہی
کے بعد بھی ہمارے پاس آنکر ایک مہینہ ہے۔ آپ بھی اسکو تاکیدا لکھیے کہ وہ شادی کے بعد مہینہ بھر تک
یہیں آنکر رہے تاکہ جیسی اسے ہمارے بیاہ کی خوشیاں دیکھیں۔ ایسے ہم بھی اسکی شادی کی خوشیاں
دیکھیں۔

عالیجناب البرٹ کو اسکے بھائی کے بیاہ میں جانا ضرور تھا۔ مگر اسوقت انگلیکٹڈ اور سکٹڈ
کے سعدنی اضلاع میں لوگ فتنہ پردازی کے لئے آمادہ تھے۔ قوانین ملکہ نے لوگوں کو پریشان خاطر
پر لگندہ دل کر رکھا تھا۔ چارلٹ فساد اٹھانے پر پہلے بیٹھے تھے۔ غیر ملکیوں سے بھی رنجشیں اور کدورتیں
ہو رہی تھیں۔ ان وجوہ سے ملکہ معظمہ مشوش اور تفکر میں رہی تھیں۔ اس سبب عالیجناب نے ملکہ معظمہ
سے اور آفت زدہ رعایا سے جسکے رفقاء اور ضلع میں ہمیشہ وہ ملکہ معظمہ کے شریک رہتے تھے علحدہ
ہونا مناسب جانا۔ بھائی کے بیاہ میں جانے کا ارادہ فسخ کیا۔

شہزادہ ویلز کے اصطبل غ میں جو اہل جرمن مہمان زیادہ آئے تو عوام الناس اسکی شرح و ساقی
کے خلاف شروع کی۔ چھوٹے شہزادہ کو جو لقب ڈیوک آف کیسین کا دیا گیا۔ اور اسکی سپر پر جو اسکے

شہزادہ آرلنٹ اور عالیجناب کی شادی کی خبر

عام خیال ہونے کے غالب ہونے کی صورت کا بیان ہوا

باپ کے موروثی آرس اور مغلپہ نڈ کے آرس کے ہم پہلو بنائے گئے تو اسکے خلاف نکتہ چینی ہو گئی۔ ان کاموں کے سبب یہ افسوس ہونے لگا کہ ملکہ معظمہ نے اپنے شوہر کے جرمنی میلان خاطر کو مان لیا۔ مگر سنا تین قانون کے موافق ہوئی تھیں۔ ۳۰ فروری ۱۸۲۲ء کو پارلیمنٹ کھولنے پر پروشا کے بادشاہ کے ساتھ ملکہ معظمہ گئیں تو کوچہ بازار میں رعایا نے وہ خیر خواہی کا جوش نہیں ظاہر کیا جو ہمیشہ کیا کرتی تھی۔ ملکہ معظمہ نے تخت شاہی پر جواہر اپنا سوچا ہوس آف لارڈس میں دیا تو لوگوں کے دلوں پر منقش کر دیا کہ بیٹے کے پیدا ہونے سے میرے گھر کو خوشی کمال کو پہنچی۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ اپنے بچوں سمیت پیولین میں برائی ٹن میں ایک مہینے بھر کیلئے گئیں۔ مگر یہاں کے لوگوں کو ان کے ساتھ خیر خواہی ظاہر کرنے پر تکلیف ہوئی تھی وہ سمندر کی طرف سیر کرنے چلی گئیں۔

۱۸۲۵ء میں اول ریلوے سٹوکلن اور ڈارلنگٹن کے درمیان بن کر کھلی تھی اور ۱۸۲۳ء میں مین چیٹر اور لیو ریل میں ریل بنی شروع ہوئی تھی۔ ولیم چارم کے عہد میں ایک نیا نظام سفر کو نیا شروع ہوا تھا۔ اور ملک کے سب حصوں میں پڑھتا جاتا تھا۔ لیکن اسکے مخالف موافق برائی تھے جاتے تھے۔ جب ملکہ کی تخت نشینی ہوئی تو کہنے کے کاموں میں سہو رس پھر (گھوڑے کی قضا) پر سٹیم پور (دخانی قوت) کو عظمت حاصل ہو گئی۔ اور اسکی حمایت میں لوگ بلند آوازی کرنے لگے ملکہ معظمہ کی تخت نشینی کو ایک سال ہی گزرا تھا کہ لنڈن میں ریل داخل ہوئی اور تھ ویسٹرن کمپنی نے میننگم سے لنڈن تک ریل بنائی۔ بعد ازاں پھر تو لنڈن سے بہت سی ریلوں کی لینیں بہت جلد تیار ہونے لگیں۔ ملکہ معظمہ کی سلطنت میں سال کے اندر ریلوے کی یہ لڑائیاں ختم ہوئیں۔ کہ ایک ہی دن کے احرا کو چاہتا تھا دوسرا اسکی مخالفت کرتا تھا۔ اسوقت گھوڑے گاڑیاں چوٹی سرکوں پر چلی تھیں۔ ملکہ معظمہ نے اول سفر ریل میں ونڈر سے پیڈنگٹن تک گریٹ ویسٹرن لین پر کیا اب اس سواری کا تھ کو چوان تھانہ دلدردہ صطیل تھا کہ ملکہ معظمہ کا بری سفر میں رہنا ہوتا جو پرانے سفر کے بادشاہوں کی بے مقرر کئے وہ اس ریل کے سفر میں کام نہیں آسکتے تھے۔ اب سفر کے واسطے خاطر خواہ نیا انتظام کیا گیا۔ اور اس نئی سواری سے ملکہ معظمہ نہایت مخلوط و مسرور ہوئیں پھر کل سلطنت میں ان ریلوں کو پوری وسعت دی گئی۔ ان سے غریب مسافروں کو بڑی راحت ملنے لگی۔ یہ محرک کلین ہیں جنہوں نے دنیا کی معاشرت کی طرز میں تغیر پیدا کر دیا۔ ملکہ معظمہ کے سفر کرنے نے ان

ریلوں کا دلائل ہونا

جون میں ملکہ معظمہ کا ریل میں اول سفر کرتا

اُنکے ساتھ دلچسپی ظاہر فرمانے نے اس ایجا و کمینیک کو بھی تقویت دی +

۲۹- مئی ۱۸۴۴ء کو جان فرینکس نے ملکہ مظفر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور پھر دوسرے دن بھی کارادہ کیا۔ اس واقعہ کا صحیح صحیح بیان میر آخوند زکریا نوٹریون کرتا ہے کہ ملکہ مظفر ۲۹- مئی اتوار کے دن گرجا سے واپس آنکر دوپہر کے دو بجے پر اپنی گاڑی سے قصبہ کمنگم میں اتریں اور علیجناب البرٹ سے کچھ باتیں کیں۔ جب علیجناب اپنے کمرون میں آئے تو انہوں نے مجھے بلا لیا یہ حکم کہ ہماری گاڑی کی طرف بھیڑ میں ایک شخص نے پستول چلایا۔ جس کی آواز میں نے ایسی سنی جیسی چاقو کے بند کرتے وقت مچلتی ہے۔ آپ ابھی اس بات کو مخفی رکھئے اور فوراً ہڈ پولس کے انسپکٹر سے صلح لیجئے۔ شام کو تیسریس گریم آئے۔ وہ اور میں اور سر روبرٹ پیل نیچے کمرون میں گئے۔ اور سر روبرٹ پیل نیچے کمرون میں گئے اور سر روبرٹ پیل نے علیجناب کی شہادت قلب بند کی۔ اور انہوں نے اس بات کے مخفی رکھنے میں علیجناب کی رے کے ساتھ اتفاق کیا۔ ملکہ مظفر پیر کو دوپہر کے بعد پھر سواری میں بیٹھ کر گئیں۔ اگرچہ یہ جانا برا بہادرانہ تھا۔ مگر نا عاقبت اندیشی سے بھی غالی نہ تھا بلکہ مظفر اور علیجناب نے وفون جانتے تھے کہ کل جو واقعہ پیش آیا ہے آج بھی پیش آئے گا۔ مگر ملکہ مظفر و فورم چلی جاتی تھیں۔ گوجا نئی تھیں کہ غالباً کسی درخت کی گڑ میں سے گولی بمپر تہنے والی ہر آنکھ پر ا یقین تھا کہ وہی آدمی جو پہلے ناکام رہا ہے اور جانتا ہے کہ مجھے کسی نے نہیں دیکھا۔ پھر وہی پہلی حرکت کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب ملکہ مظفر نے گھر کو واپس آتی تھیں تو اسی شخص نے ملکہ مظفر کو تباہ کر تیچھوڑا۔ مگر جسے خدار کے اُسے کون چھتے۔ اُس نے نشانہ بہت نیچے لگایا۔ ملکہ مظفر نے تیچھ کی آواز سنی۔ اور مقتضائے طبع بشری اُس سے متاثر ہوئیں۔ مگر مضطرب اور مضطرب ہوئیں۔ مناظر قدرت جو سامنے تھے آنکھ دیکھنے لگیں۔ علیجناب نے لٹکار کر کہا کہ یہ وہی آدمی جو + علیجناب نے اپنے والد کو اس واقعہ کا حال پتیر کیا کہ پستول چلانے والے نے پٹا باندھا ایسا نیچا کر لیا تھا کہ گولی گاڑی کے نیچے گئی۔ ہمارے ولوں پر جو یہ بوجھ تھا کہ گولی بمپر چلے گی۔ وہ اتر گیا۔ ہم نے اپنے پروردگار کا شکر ادا کیا کہ اُس نے دوبارہ ایک خطر عظیم سے بچا دیا۔ اس پستول چلانیوالے کا نام جان فرنس ہے۔ ایک پولیس کا آدمی اس کے قریب کھڑا تھا اُس نے اسکو پکڑ لیا۔ مگر وہ اسکو گولی چلانے سے نہیں روک سکا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں دو برس پہلے

ملکہ مظفر کے قتل کرنے کے لیے دوسری دھڑلہ شروع کیا۔

او کس فورڈ نے ہمبر پیچہ چلایا تھا۔ عالی جناب کے سیکرٹری مسٹر ایچ سن اپنی ایسی من کی یادداشت میں لکھتے ہیں کہ اس واقعہ سے ملکہ معظمہ کے حال میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا وہ مجھے فرماتی تھیں کہ مجھے یقین تھا کہ یہ بخفی حملہ مجھ پر سرور ہو گا۔ اور میری تمنا تھی کہ کمین وہ جلد ہو جائے کہ اُسکے انتظار کے خیال سے چوٹ جاؤں۔ جو کچھ ہونا ہوا وہ ایک فحہ ہو جائے اُسکے ہو جانے میرا دل نچنت ہو گیا۔ رعایا نے جو میرے ساتھ ہمدردی کی اُس سے میرا دل بڑا خوش ہوا۔

جس دن یہ واقعہ ہونے والا تھا۔ ملکہ معظمہ نے اپنی عادت کے برخلاف ملازمہ لیڈیوں کو ساتھ لیجانے کیواسطے نہیں بلایا۔ اور گھر میں واپس آکر اپنی مصاحبہ سے یہ فرمایا کہ آج جو ہم نے ٹکرو دوپہر کے بعد کی سواری میں ساتھ بیچانیکے لیے یاد نہیں فرمایا تو اسپرٹکو حیرت ہوئی ہوگی۔ اس کی حقیقت حال یہ ہے کہ کل جب ہم چرچ سے واپس آتے تھے تو ایک شخص نے ہماری گاڑی کے دروازہ پر پستول چھوڑا جو اُسکی پشت پر لگا۔ ہم کو ایسی حیرت ہوئی کہ پستول مار نیولے کو بھاگ جانے کی فرصت ملی۔ میں جانتی تھی کہ میرے سر پر آج کیا آفت آتیوالی ہے۔ اس لیے میں نے یہ مسمم ارادہ کر لیا کہ سولے اپنی جان کے کسی اور کی جان معرض خطر میں نہ ڈالوں۔ اس واقعہ کے بعد محل شاہی میں ڈچس کنٹ آنگر بھیٹی سے گلے ملکر خوب روئیں۔ ملکہ معظمہ نے اُنکو ایسی خوشی باتیں سنائیں اور اُنکے بوسے لیے کہ اُن کا رونا ختم گیا۔ دوسرے دن محل شاہی کے گرو آدمیوں کا جو ہم اسٹے ہو کہ وہ اپنی ملکہ کو دستور کے موافق سنوار رہے ہوئے دیکھیں۔ جب اُنہوں نے سوار میں اُنکو دیکھا تو بڑے زور و شور سے چرزدیے۔

رعایا ملکہ معظمہ کے صرف اوسان بیکار ہنے کی خوشی نہیں مناتی تھی بلکہ انکی ہی بہادری اور دلیری کی تحریف کرتی تھی کہ اُنہوں نے خوف کا مقابلہ بڑی دلیری سے کیا۔ بلکہ معظمہ نے بادشاہ لیوپولڈ کو لکھا کہ میں اس واقعہ میں بالکل ڈری نہیں۔ میرے عزیز خالو مولس ڈروف نے مجھے کہا کہ تم بڑی بہادر ہو۔ میں ان الفاظ کو یاد کر کے بڑی خوش ہوا کرونگی۔ اور فخر کیا کرونگی کہ وہ ایسے بزرگ کے منہ سے منکے میں جو بڑا ممتاز افسر ہے۔

رات کو عالی جناب کے ساتھ ملکہ معظمہ انا لین اوپیر (میں گنیں تو وہاں کے مجمع نے قوی گیت گایا۔ کہ خدا ملکہ کو سلامت رکھے۔ صرف نے بڑے جوش سے مینا کیا دوی۔ پھر آئندہ روز میں

پارلیمنٹ نے تہنیت نامے پیش کیے اور بعد ازاں ساری سکر و کپیٹرفرنس تہنیت نامے آئے۔
 ۱۷۔ جون ۱۸۴۲ء کو نیو گیٹ کی فوجداری کی کچہری میں فرانسس کی روجباری ہوئی شاہ
 کے قتل کرنے کا جرم اُس پر لگایا گیا۔ اور پھانسی لگنے کا حکم دیا گیا۔ مگر ملکہ معظمہ کو اس حکم کا ہونا ناگوار
 خاطر عالی نہ تھا۔ اسلئے گورنمنٹ نے ججون سے مشورہ لیکر قتل کے حکم کو بدھکر دائم الحبس جلاوطنی کا
 حکم دیا۔ اس رحمہ کی حکم کے بعد دوسرے ہی دن یہ گل لکھا کہ ملکہ معظمہ کی جانتانی کے لئے اور
 حملہ ہوا گاڑی میں ملکہ معظمہ اور شاہ مجیم بیٹھے ہوئے تھے اور سینٹ جیمس کے گرجا کو جاتے تھے کہ ایک
 کرمیہ منظر کوڑہ پشت نوجوان نے جسکا نام بین تھا ملکہ معظمہ کو اپنے پستول کا نشانہ بنایا مگر پستول
 چلا نہیں۔ ایک سولہ برس کے لڑکے نے جسکا نام ویس سیٹ تھا۔ کجڑے کے ہاتھ سے پستول
 چھین لیا۔ اور اُسکی گردن پکڑ کر آدمیوں کے ہما کہ اس قاتل کو پکڑو۔ لوگ اسکو لڑکے کی ہنسی سمجھے اور
 اُس سے کہنے لگے کہ اب ہنسی ہو چکی کجڑے کو چھوڑ دو اور اسکا پستول واپس کر دو۔ مگر لڑکا اُسکا
 بھائی دونوں کجڑے کو پکڑے ہوئے پولیس کے آدمیوں کے پاس لیگئے۔ انہوں نے بھی یہ جانا کہ لڑکے
 کا مسخرہ بن ہے۔ دھکے دیکر پرے ہٹا دیا۔ پچارے ویس سیٹ پر لوگ پل پڑے۔ اور اُسکے ہاتھ
 سے کجڑے کو چھٹانے لگے۔ مگر یہ لڑکا کجڑے کو گھسیٹ گھساٹ کر ایک پولس کے افسر کے پاس لیگیا
 جس نے اُسکو مجرم جانا۔ اور اُسے پکڑنے لگا۔ غرض پولیس کی غلطیوں کا ایک سلسلہ جب تک ختم
 نہیں ہوا کہ ویس سیٹ کے بیان کی تصدیق شہادت سے نہیں ہوئی۔ پستول بچھا گیا تو معلوم
 کہ اسمین بارود اور کاغذ اور مٹی کے پائپ کا ایک ٹکڑا بہر ہوا ہے۔ پرمین گز قار ہوا۔ ملکہ معظمہ کو
 اس حال پر جب تک خبر نہیں ہوئی کہ وہ قصر بھگگم میں واپس آئیں۔ جب اُن سے یہ سارا واقعہ بیان
 کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک یہ قانون نافذ ہے کہ کسی کوشش میں قتل سلطان کا جرم سمجھی
 جائیگی تو اس سطح کے واقعات ہم پر گزرتے رہیں گے۔

سرٹ پیل اس واقعہ کا حال سنکر عاینتاب البرٹ سے ان جرائم کے اشد احوال کے لئے
 مشورہ کرنے لگا کہ دفعہ ملکہ معظمہ مشورہ کے کرے میں آئیں۔ وزیر اعظم باوجود ضابطہ ہونیکے اُن کی
 صورت کو دیکھ کر رونے لگا۔ اور کہنے لگا کہ یہ انگریز دن کے لئے بڑی شرم کی بات ہے کہ لندن کے
 پُرامن کو چون میں اس ملک کے دو نامور اس بیگناہ حسین نوجوان ملکہ کے قتل کرنے کا قصد کریں۔

رعایا کے ساتھ بھلائی کے سوا کوئی اور کام نہ کیا ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ دن پہلے اس مجرم نے اپنے باپ کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ آئندہ دوبارہ مجھے نہیں دیکھیں گے۔ میرا ایک کام کر لیا اور آ رہا ہے۔ جو قمار بازی کا تو نہیں ہے مگر بھیا کی کا ہے۔ جس سے عاجز بننے اپنی رائے صائب سے نتیجہ نکالا۔ کہ فرانس مجرم کی تخفیف سزا کے سبب سے بین نے اس جرم پر جرأت نہیں کی۔ ملکہ مغظمہ کے ارشاد کے بعد قانون کے بدلنے میں کچھ دیر نہیں ہوئی۔ یہ قانون پاس ہوا کہ جو شخص بادشاہ کے قتل کا قصد کرے تو اس کا جرم ایسا سمجھا جائے کہ جسکی سزاسات سال کی قید مع جلا وطنی کے ہو۔ یا تین برس کی قید سخت یا محض۔ اور جو بے توجہ زعدالت اعلان یا افتخا کے ساتھ مجرم کو سزائے بدنی یعنی بید لگائے جائیں جو تین دفعہ سے زائد نہوں۔ ۲۵۔ اگست ۱۸۳۲ء کو اس قانون کے موافق تین کو اٹھارہ مہینے کی قید ہوئی۔ سزا کی سختی جرموں کی تعداد کو ایسا کم نہیں کرتی جیسا کہ سزا کا یقینی ملنا جب تک انسان کے دلون میں حسد اور بدی ہے گی۔ ایسے قانون وقتاً فوقتاً جاری رہیں گے اس قانون کا اثر اچھا ہوا۔

مئٹلس سس جرمین کا بڑا صاحب کمال علم موسیقی کا ماہر ۵۔ جولائی ۱۸۳۲ء کو قصر کجنگم میں آیا۔ وہ کیا آیا کہ بچ و غم کی جگہ عیش و عشرت کا قدم آیا۔ اُس نے اپنی ماں کو ۱۹۔ جولائی کو خط لکھا کہ ملکہ مغظمہ کا محل عجب طرب گاہ و عشرت کدہ ہے۔ اس خط کا خلاصہ یہ ہے کہ عالی جناب البرٹ نے ہفتہ کے دن ڈیرہ بجے مجھے بلایا۔ کہ انگلستان سے جانے پہلے میں اُنکے موسیقی کے سازوں کو دیکھ لوں۔ جب میں گیا تو وہ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن سے میں باتیں کرتا تھا کہ ملکہ مغظمہ صبح کا لباس پہنے ہوئے تنہا آئیں۔ اور انہوں نے فرمایا کہ میں ایک گھنٹہ کے بعد کمرہ سوٹ جانے کو ہوں۔ اور رگن کے پیٹل جو رستے میں رکھے ہوئے تھے بڑے خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ اُن پر ایک غیر مجلد کتاب موسیقی کی لکھی ہوئی تھی۔ ٹھیک کردہ چلائین کہ سب سے تمام کو کو بجا پر گندہ و تتر تتر کر رکھا ہے۔ ایک بڑی غیر مجلد کتاب موسیقی کے اوراق پر لکھ رہے ہیں وہ گھنٹے ٹیک کر سمیٹنے لگیں۔ اس میں عالیجناب ہی شریک ہو گئے میں بھی کاہلی نہیں بیٹھا رہا۔ ملکہ مغظمہ نے فرمایا کہ میں اپنے کام کو اکیلا کروں گی۔ آپ اپنے مشغل میں مصروف ہو جائیے۔ پھر عالی جناب نے اپنے سازوں کو ملایا۔ میں نے اُن سے عرض کیا کہ میرے سامنے حضور کچھ گائیں بچائیں کہ میں جرمین میں جا کر یہ فخر کروں کہ میں شہزادہ کا گانا اور باجہ

بجانا سن آیا ہوں۔ انہوں نے اس خوبی و صفائی سے بغیر کسی جھول چوک کے باجہ بجایا کہ اگر کوئی
 ساز نواز بجاتا تو اس پر فخر و ناز کرتا۔ ملکہ معظمہ بھی اپنا کام بغیر گم ہمارے ہنشین ہونے۔ اور بڑی خوش
 معلوم ہوتی تھیں۔ پھر میں نے ایک گیت گایا۔ دونوں میان بی بی بھی اس کے گانے میں شریک ہو کر
 پھر عالیجناب نے سارون کو محض اپنے حلقہ سے ملایا۔ جس کی صحت اور درستی کو دیکھ کر میں بہت
 خوش ہوا۔ شہزادہ گو تھا (شہزادہ البرٹ کا بھائی ایزلسٹ) بھی آگیا۔ پھر ہم آپس میں باتیں کرنے لگے
 ملکہ معظمہ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے نئے نئے تصنیف کی ہیں جو پہلے نئے آپ کے شائع ہو چکے ہیں
 جھکوٹ کے گانے کا بڑا شوق ہے۔ ملکہ معظمہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ گائیے بجائیے۔ تو انھوں نے کہا کہ
 میرا ایک باجہ ہے اسے بجاتی ہوں اور باقی میرے موسیقی کے ساز کلر مونٹ کے بیچنے کے لیے
 باندھے گئے ہیں۔ شہزادہ البرٹ انکو دیکھنے کیلئے گیا تو وہ سب بندھے ہوئے تھے۔ تو میں نے کہا کہ جو
 بندھے ہوئے ہیں وہ کھل بھی سکتے ہیں۔ آپ کسی لیڈی کو بھیجئے۔ کوئی ملازمہ اسوقت موجود تھی۔ انہوں نے
 ملازمہ بلانے کیلئے گھنٹی بجائی۔ جب وہ نہ آئی تو آپ خود گئیں۔ ان کی غیر حاضری میں عالی جناب نے
 ایک ڈبیا میں نہایت خوبصورت اگھوٹھی رکھ کر مجھے انکی طرف سے تحفہ دی۔ جس پر وہی۔ آریستہ معلوم
 کندہ تھے۔ ملکہ معظمہ نے واپس آکر کہا کہ میرے سارے ساز اسباب کے ساتھ روانہ ہو گئے ہیں
 خیال کرتی ہوں کہ یہ امر نہایت نامناسب تھا۔ ان کے اس ارشاد سے میرا دل بڑا شاد ہوا۔ اب میں نے
 کہا مجھے یقین ہے کہ میری اس کنجش سے زیادہ تکلیف نہ دیگے۔ کوئی گیت سنائیے۔ اس اشارہ میں
 شہزادہ گو تھا اور ڈچن کنت ہمارے پاس آگئے۔ ہم پانچوں ملکہ معظمہ کے بیٹھنے کے کمرہ میں گئے
 جان پانی آونو کے قریب ایک بڑا گھوڑا کاٹ کا کھڑا تھا۔ اور پرندوں کے دو پتھر سے رکھے ہوئے تھے اور
 دیواروں پر تصویریں آویزاں تھیں اور میز پر نہایت عمدہ مجلد کتابیں رکھی ہوئی تھیں اور پانی آونو
 کے اوپر موسیقی کے اوراق رکھے ہوئے تھے۔ میں نے ملکہ معظمہ سے عرض کیا کہ ان اوراق میں سے
 کوئی گیت گائیے۔ انھوں نے ایک گیت گایا۔ جس پر میرا دل فریفتہ ہو گیا۔ پھر میری فرمائش سے
 انہوں نے دوسرا گیت گایا۔ جس میں وہ کہیں بے سُر می نہیں ہوتیں۔ میں نے ان کی بہت تعریف
 کرنی پسند نہیں کی۔ مگر شکریہ بہت ادا کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر اس وقت مجھے اپنے جانے کا
 تردد نہ ہوتا تو میں اور بھی گاتی۔ میں نے اپنے سچے دل سے انکی سچی تعریف کی اور اس کے بعد عالیجناب نے

ایک گیت گائے جس کا مضمون یہ تھا کہ ایک کاٹنے والا ہے جسکا نام موت ہے۔ پھر انہوں نے
 باجر بچایا۔ مین اُن دونوں میان بی بی کے گائے بچا نیسے نہایت مسرور و محفوظ ہوا۔ جب مین اُنسے
 رخصت ہوا تو انھوں نے مجھے کہا کہ آپ انگلستان میں دوبارہ تشریف لائیے۔ مین نے نیچے آنکر
 دیکھا تو ایک نہایت خوبصورت گاڑی تیار کھڑی ہے۔ گھوڑوں پر کوچان سبغ و رویاں پہنے ہوئے
 سوار ہیں۔ پاؤ گھنٹہ کے بعد قلعہ کے جھنڈے نیچے ہوئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ملکہ مغظمہ تین بجے
 بم سنٹ پر روانہ ہو گئیں۔ خط میں یہ اور اضافہ کرتا ہوں کہ مین نے ملکہ مغظمہ سے اجازت حاصل کی کہ
 مین اپنے علم موسیقی کی کتاب اُن کے نام نامی سے معنون کروں۔ جب وہ اپنا گانا شروع کرتے
 کو تھیں تو انھوں نے کہا کہ نیچر دن میں جو طے ہیں وہ مجھ سے زیادہ چلاؤں گے۔ اس پر علیا علیہ السلام
 نے نوکروں کے بلانے کیلئے گھنٹی بجائی۔ نوکر آئے۔ وہ نیچر کو آٹھائیکے لیے نوکروں سے کہتے ہی
 کہ میں جھٹ نکھو اٹھا کر باہر رکھ لیا۔ نوکر دیکھتے دیکھتے ہی رہ گئے۔

ہندس سس پر ملکہ مغظمہ کی مہربانی کی نظر ہمیشہ رہی۔ وڈ سر میں اسکا بسٹ سنگ مرمر کا
 بنوا کے رکھوایا۔ یہ بیانات اسلئے کیئے جاتے ہیں کہ معلوم ہو کہ ملکہ مغظمہ کا مشکوئے معلیٰ کیسا عشر
 کہہ مسرت پر یو بھٹ آ رہا تھا۔ اور بادشاہ کی ذات میں فضائل انسانی کیا ہوتے ہیں۔ اُن میں مہی اتین
 ہوتی ہیں جو ہم میں ہوتی ہیں۔ ادنیٰ اور اعلیٰ میں انسانیت کی رشتہ مندی ایک ہی ہوتی ہے۔

ملکہ مغظمہ نے اپنی سلطنت کے ابتدائی سالوں میں جیسی سیر سیاحت کی ویسی آئندہ
 سالوں میں نہیں کی۔ انکی زندگی کا سب سے زیادہ دلچسپ حصہ ہی ہے جو انہوں نے اپنے ملک کے مختلف
 اضلاع میں اپنی رعایا سے ملاقات کرنے میں بسر کیا۔ لندن میں جو انہوں نے سیرین کین اُن میں
 وناور ہی کوئی بات ایسی ہوگی کہ جس کا بیان لوگوں کو پسند خاطر ہو۔ کتھائی کے سال اول ۱۸۸۷ء
 کے موسم بہار میں جن مقامات میں سیر فرمائی۔ انکا حال ہنر پہلے بیان کر دیا۔ وہ جان تشریف فرما تھیں
 وہاں کی رعایا خوشی کے مارے پھولی نہ سماتی تھی۔ ہر گامے کہ ہر داری زانو پائے زمین چٹے کاحال
 تھا۔ وہ چتر کا غل شور مچاتے تھے۔ کسان زمیندار وغیرہ بڑے شوق سے سواری کے جلو میں چلتے
 اور بعض اوقات ایسی گرو اڑاتے تھے کہ حضرت علیا بھی گرو آلود ہو جاتیں وہ لکھتی ہیں کہ ڈنس ٹپس میں
 دھاتی وڑمسندار گھوڑوں پر سوار ہو کر ہماری سواری کے ساتھ چلے کہ انکی گرد آؤ نیسے میرا دم گھٹنے لگا جب

جب میری سواری ڈوبن لگی تھی تو میرا نہایت نیک خواہ و وفادار گروہ کچھ دوتک میری ساری کے ہمراہ آپس میں ایک دوسرے کو دھکاتا اور دھکاپیل کرتا چلا گیا کہ ہم شکار کھیلنے جاتے تھے۔ عالی جناب نے لکھا کہ ہم بروکٹ مین لارڈ میلبرون سے ملنے جاتے تھے۔ ایچ دسملوم نہیں کہ کون شخص تھا۔ نے گاڑی میں اپنی ٹوپی کوئی۔ سٹرایری کی ٹوکی میں ہو بیٹھا۔ ڈیزین برف کو ردی سمجھا۔ اُس میں اپنی انگلی ڈبوئی اور علی مذ القیاس ایسی آند باتیں کیں۔

۱۸۴۲ء کے موسم خزاں میں ملکہ مظفر اور انکے شوہر کا یہ ارادہ تھا کہ بلجیم میں جائیں مگر یہ ارادہ یوں فسخ ہوا کہ ۱۳۔ جولائی ۱۸۴۲ء کو اورلینس کا ڈیوک فرزند شہنشاہ فرانس اور شہزادہ کا ہنو ملکہ مظفر اور انکے شوہر کا گاڑی سے گر کر ناگمان دنیا سے سفر کر گیا۔ اس عزیز کے انتقال کا دونوں میان بی بی کو کمال ملال ہوا۔ ملکہ مظفر نے فرانس کے خاندان شاہی کو تعزیت نامہ لکھا کہ ہمارے اور انکے گھرانوں میں بہت سی رشتہ مندیان ہیں وہ دونوں خاندانوں میں شادی بیاہ کے تین رشتہ ہو چکے ہیں مجھے اپنی عزیز پیاری لونڈیہ زوجہ شاہ لیو پولڈ اور دختر شاہ فرانس کے غم کے خیال سے میرا جگر پھٹتا جاتا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ وہ اپنے عزیز بھائی ڈیوک پرول و جان سے فدا تھی۔ ڈیوک نیک دل اور پاک نفس ہی ایسا تھا کہ اسے جقدر محبت ہو تھوڑی تھی۔ میں میوہ دوس کے حال سننے کیلئے بیابا ہو رہی ہوں۔ کہ وہ کیونکر اپنی بیوگی کے بچ کی متحمل ہوئی ہوگی۔ وہ تو اپنے شوہر کی عاشق زار تھی۔ غرض اس حادثہ نے بلجیم میں جانے کے ارادہ کو فسخ کر دیا۔ وہاں جانا اسیلئے تھا کہ شہنشاہ فرانس سے اور رشتہ داروں سے ملنے چلنے کے لطیف فرے اٹھائے جائیں۔ جب یہ نہ تو پھر جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اب سکوٹ لینڈ جانے کا ارادہ ہوا۔

۱۳۔ اگست ۱۸۴۲ء کو ملکہ مظفر نے بذات خود پارلیمنٹ کو بند کیا۔ اور ایک مختصر سی بیچ فرمائی جسکا حاصل یہ تھا۔ کہ دریائے سندھ کے مغرب میں سپاہ پرور فرسیاہ کہنا ہے۔ جلال آباد کی حفاظت کس طرح کی گئی ہے۔ انگلستان میں طرح طرح کے خوفناک بھگڑے کھڑے ہو رہے ہیں خاصکر فیچسٹر میں تو فساد کی صورت ہوناک ہے صنعت و حرفت و دستکاری محنت پر وازی کے بہت سی شاخون میں میری رعایا کے بڑے بڑے گروہ مصیبت زدہ غلج ہو گئے ہیں۔ اور اسوجے مجھے بڑا فکر اور تردد رہتا ہے۔ مجھے اعتماد کلی ہے کہ جب آپ سب صاحبان نے مختلف علاقوں میں جائینگے۔ تو رفاہ عام

بلجیم میں ملکہ مظفر کا سفر

پارلیمنٹ کے بند کرنے کے وقت ملکہ مظفر کی بیچ

آسودگی نام کے لئے وہی شائستہ اور مہذب تحریکین آپسے دلوں میں پیدا ہوئی۔ جواب تک اپنے پارلیمنٹری فرانس کے ادا کرین ظاہر کی ہیں۔ آپ کی جہانگیر قندت ہو اپنی مثالوں اور مستعد جدید کوششوں سے انتظام کی قوت کو اور قانون کی اطاعت کو تقویت دینگے۔ اسی بات پر چرمہور کی خوشامالی مبنی ہے، اسکے بغیر ہر عافیت محبت کے شرارت سے عوام متمتع و مستفید نہیں ہو سکتے۔ اور ان کی ترقی کا دور نہیں بندہ سکتا۔

اس وقت سکوٹ لینڈ میں اہل حرفہ اور کاریگروں کی جماعتیں شورش و فساد مچا رہی تھیں مگر ملکہ معظہ کے یہاں آئیسے سارے فاسد نیالائت دور ہو گئے۔ اور رعایا نے انکا خیر مقدم خوشدلی و خوشدلی سے کیا۔ ۲۹۔ اگست کو ملکہ معظہ اور انکے شوہر وول رچ سے جہاز پر سوار ہوئے۔ ایڈمز کے سول حکام کو معلوم نہ تھا کہ ملکہ معظہ بہت سوپر ہمارے آتر آئیں گی۔ اسلئے وہ نہ ان کے استقبال کو آئے اور نہ استقبال کی کچھ تیاریاں کیں۔ جس خفیہ غلطی سے کچھ تکلیف ہوئی۔ مگر وہ بہت جلد رفع ہو گئی۔ ایڈمز کی آئین بندی اور رات کی روشنی ایسی ہوئی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ ملک کی چاروں طرف کے دور دورہ اضلاع کے آدمی دھانی جہازوں میں۔ ریلوں میں۔ گاڑیوں میں سوار ہو کر۔ اور پیدل چل کر آئے۔ ملکہ معظہ کو ہمسند کی ناہمواری نے بحری سفر میں بہت ستایا تھا۔ مگر وہ ۲۰ ستمبر کو بالکل تندرست ہو گئیں۔ اہل شہر نے ان سے درخواست کی کہ شانانہ جلوس کے ساتھ اس شہر میں جنوں کی سواری نکلے۔ انہوں نے رعایا کی دلداری اور خاطر سے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اور ۲۱ ستمبر کو شہر میں شانانہ جلوس سے انکی سواری نکلی۔ اہل شہر جیسے پہلے بغیر شانانہ جلوس کے شہر میں داخل ہوئیے مایوس ہوئے۔ ایسے ہی اپنے خاطر خواہ انکی سواری کے آئیسے خوش ہوئے۔ اور انکے شانانہ خیر مقدم کی بڑی تیاریاں کیں۔ اور سارے وس بچے شانانہ کروڑ کے ساتھ سواری نکلی۔ جموں انسرون نے شہر کی گنجیاں انکی خدمت پیش کیں۔ انہوں نے ایک شانانہ انداز سے گنجیاں انکے پاس اور فرمایا کہ میں اعتماد دلی رکھتی ہوں کہ انکو محافظت سے رکھو گے۔ قلعہ میں پیدل چکر سیر کی۔ وہاں ایک بڑی ہڑائی توپ بونس مونگ دیکھ کر متحیر ہوئیں۔ جن چیزوں میں تاریخانہ دل چسپی تھی انکو ملاحظہ کیا سکوٹ لینڈ کے شانانہ جلوس کی گم شدہ چیزیں مدقون کے بعد تلاش کر کے ملے۔ ان میں سے جو چیزیں ہوتی تھیں انکو دیکھا جہاز پھر وہ اپنی گاڑی میں سوار ہو کر واپس جاتی تھیں کہ خلعت کا وہی ہجوم

سکوٹ لینڈ کی سرکس کو ملکہ معظہ کا استقبال

اور چر کا غل شعلہ ہوا۔ ایک گیلری انکی سواری کی سیر دیکھنے کیلئے بنائی گئی تھی۔ اسپر آدمی اتنے بیٹھے کہ وہ ٹوٹ گئی۔ اور پچاس آدمیوں کے ضرب آئی۔ اور دو آدمی قریب الگ ہو گئے۔ دیدار مبارک کے دیکھنے کا لوگوں کو ایسا شوق تھا کہ غراہ انکو کچھ ہی تکلیف ہو وہ بھیڑ بھاڑ کو چیر بھاڑ کر دیکھ ہی لیتے تھے ایک بڑھیا سپاہیوں کے اندر گھس گھسا کر ملکہ مظہر کے مصاحبوں میں جا کھڑی ہوئی۔ سپاہی اُسے نکال رہے تھے۔ مگر وہ نہ نکلتی تھی۔ اپنے ماتحتوں کو ہلا کر چلائی یہ ملکہ ہے یہ ملکہ ہے۔ یہ پست قد لیڈی ہے۔ غرض بڑھیا نے ملکہ کو خود بھی دیکھا۔ اور اپنے تئیں بھی ملکہ کو دکھایا۔ ایک شریف آدمی نے اپنے نوکر سے پوچھا کہ تو نے ملکہ مظہر کو بھی دیکھا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہاں دیکھا ہے۔ تو اُٹانے پھر اُس سے پوچھا کہ ملکہ مظہر کی نسبت تو کیا خیال ہے۔ نوکر نے بیان کیا کہ اول تو میں بہت ڈرا۔ خوف کے مارے کلیجہ منہ سے نکلنے لگا۔ مگر جب ملکہ میرے سامنے آئیں۔ تو خوف جاتا رہا۔ انہوں نے مجھے دیکھا۔ میں نے انکو دیکھا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ درحقیقت وہ بڑی حسین لیڈی ہیں۔ میں ہمیشہ انکے دیکھنے کا فخر کیا کروں گا۔ ۵۔ ستمبر کو لیوی میں سکوٹ لینڈ کے امرائے بکھا آئے۔ سکوٹ لینڈ چچ کے ڈیپوٹیشن نے ایڈریس دیا۔ جسکے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ آپ نے آرمیوں کو بادشاہ کے ساتھ وفادار بنانے میں اور ان میں منہمی نیک خصائل پیدا کرنے میں شہی امداد کی ہے۔ سکوٹ لینڈ کے ہسٹے قلعوں کی سیر فرمائی۔ رعایا نے ہر مقام پر خیر مقدم بڑے جوش و خروش سے کیا۔ بعض جگہ آتشباری چھوڑی۔ عالیجناب البرٹ نے ۸۔ ستمبر کو ایک سو پچاس آدمیوں کو ہمراہ لیا کہ ہر نوں اور بارہ سبگون کا شکار کھیلدا۔ ملکہ مظہر نے قلعہ کے باغوں اور قلعہ کی دنگھلی خانہ کا ملاحظہ فرمایا اور وہاں کی کھورتوں کے دل خوش کر نیکیے لیے کچھ دیو دھواؤ روٹی ان کا تناول فرمایا۔ ہر روز ایک نئی سیر اور تماشا دیکھا۔

۱۳۔ ستمبر کو ملکہ عالیجناب قلعہ ڈرہنڈ سے روانہ ہوئے۔ انکی گز گاہ میں ایک مصنوعی محراب پر یہ لکھا ہوا تھا۔ سدھارو حسین دختر سیر آخرن۔ اس کتاب میں لکھا یہ یہ تھا کہ اس مقام کے اہل ان کے والد ماجد تھے۔ الذہر و دوست حضرت علیا سے عرض کیا کہ بندہ دیوک کٹ کٹ بندت میں ۲۴ سال تک رہا ہے۔ اسکا جو بنایت خوش ہو کر انہوں نے یہ دیا کہ میرے معزز باپ کی خدمت میں آپ سب ہمیں بھیجے آپے ملکر بڑی خوشی ہوئی۔ یہاں کے کل سفر میں ۵۶ گھوڑے ان کے

سواری میں کام آئے۔ اوقات کی پابندی کا ایسا پاس تھا کہ صرف ایک جگہ دس ہنٹ کا فرق ہوا باقی سب جگہ ٹھیک وقت پر سواری پہنچی +

عالمیناب البرٹ کو شہر انڈینز کے حقوق آزادی حاصل ہوئے۔ یہاں کی یونیورسٹی نے ان کو ایل ایل ڈی کا خطاب دیا۔ حضرت علیا کے دلہر یہاں کی رعایا کی خیر خواہی و محبت دلی کا ایسا اثر ہوا کہ ارشاد کے موافق لارڈ ایڈووکیٹ نے لارڈ ایرڈرن کو یہ مضمون تحریر کیا کہ ملکہ مظفر کو دلی افسوس ہے کہ وہ سکوت لینڈ میں زیادہ دنوں تک نہیں ٹھیر سکتیں۔ افسوس کے ساتھ اسکو چھوڑتی ہیں۔ انکے دل پر اپنے سکودج رعایا کے ہر درجے اور ہر فرقے کے آدمیوں کی خیر خواہی اور محبت و عقیدت مندی کا نقش ایسا جا ہوا کہ وہ کبھی شے کا نہیں۔ عالمیناب نے وڈسر میں واپس جا کر گو تھا کی ڈچس کو یہ خط لکھا کہ ہم دونوں کے دلوں پر سکوت لینڈ نے اپنی خوبیوں کا رسکہ جا دیا۔ سارا ملک حسانت و سناٹ و نیک طبیعت سے بھرا ہوا ہے یہاں سب طرح کا شکار ملتا ہے۔ یہاں کی ہوا پر نسبت اور مقامات (وڈسر وغیرہ) کے لطیف و سبک لڑے سوج پر در ہے۔ آدمی یہاں کے ساتھ مزاج بغیر کسی نقص کے اپنی حالت طبعی میں رہتے ہیں وہ راستباز اور انسان کے ہمدرد ہیں۔ ان میں یہ دونوں خصوصیتیں اور صفاتیں ایسی ہیں جیسے کہ کوہستانی آدمیوں میں اس سبب سے ہوا کرتی ہیں کہ وہ شہر سے دور الگ تھلک رہتے ہیں۔ اس ملک میں تاریخی واقعات کی روایات بھی امانت رکھی گئی ہیں۔ ہر مقام میں جو واقعہ کوئی دلچسپ واقعہ ہوا ہے۔ اس کے حال سے ہم سروسالٹر سکوت کی تحریرات سے صحیح صحیح واقف ہوتے ہیں کوئی دوسرا ملک اس بات میں سکوت کی برابر ہی نہیں کر سکتا +

ملکہ مظفر شہمالی سکوت لینڈ میں چھ ہفتے رکھ کر دول چچ میں آئین جہاز میں سوار ہوئیں۔ انڈینز کو ملکہ مظفر عالمیناب سے بچوں کے قلعہ و امر میں گئے۔ یہاں ڈیوک و لنگٹن قلعہ کے دروازے پر انکے استقبال کیلئے آئے۔ اور انکے بازو میں بازو ڈال کر زمینہ کے اوپر لیگئے۔ ملکہ مظفر اس وقت نہایت تندرست اور تندرست تھیں۔ انہوں نے قلعہ کی تفصیل پر سے قلعہ کے آگے کے مناظر قدرت کو ملاحظہ فرمایا۔ وہ یہاں تین مہینے تک ہیں۔ ایک واقعہ وہ ہے کہ کتوں کو ساتھ لیا کر بڑی دور تک ہوا کھانے چلی گئیں۔ راہ میں ایک بوڑھے چمیرے کو ہلا کر اس سے خوب باتیں کیں۔ ۲۲۔ نومبر کو بڑی تندرست ہو چلی جس سے چار ملچ ڈوبا گئے۔ جب ملکہ مظفر کو اس آفت ناگہانی کی خبر ہوئی تو مصیبت زدوں کی دستگیری کیلئے ۲۰ پونڈ کا ایک چک

بھیج دیا۔ وہ وامرین مقیم تھیں کہ ان کے پاس یہ خبر آئی کہ کابل غزنی فتح ہو گئے۔ افغانستان میں جو انگریز قید تھے وہ رہا ہو گئے اور چین سے ایسی شرائط پر صلح ہو گئی کہ جس کے سبب انگریزوں کے پیشہ وراضیہ میں تجارت کی پھر گرم بازاری ہو جائے گی۔ اور چین اس صلح میں کام کی کمی یہ ہو گئی تھی وہ کمی نہ رہی گی۔
ملکہ مظفر کا ارادہ ہوا کہ چین و افغانستان میں جو سپاہیں لڑ رہی ہیں ان کے سپاہیوں کو تھکے نہ رہنے دیں مگر ہندوستان میں لارڈ ایلنبرگ اور جنرل ہند نے اپنے اختیار سے بغیر منظوری حضرت علی گڑھ سپاہ میں تھکے تقسیم کر دیئے۔
ملکہ مظفر ۱۱ ستمبر کو ڈیوک ونگٹن سے رخصت ہو کر وٹسٹر کو روانہ ہوئیں اور سارا سفر سکون پر گزاریا۔

ہر سال عالیجناب البرٹ کے جسد تعلقاٹ انگلش پولیٹکس (سیاسیہ) میں بڑھے جاتے تھے اس قدر ملکہ مظفر کا روبرو سلطنت میں ان کی رائے کو ترجیح دیتی جاتی تھیں۔ عالیجناب خود جنسل در معقولات نہیں دیتے تھے۔ مگر ان کی صلاح و مشورہ کا اثر ان کی بی بی پر کم و بیش غالب ہوتا جاتا تھا اور ملک کی بھلائی کرتا تھا۔ ۱۸۴۲ء میں پہلے ہی سے یہ رائے ظاہر ہونے لگیں کہ ڈیوک ونگٹن کے واقعہ ناگزیر کے بعد ان کی جگہ عالیجناب البرٹ کا لڈ انچیف سپاہ مقرر ہوں۔ ملکہ مظفر عالیجناب کو رمنٹ کا یہ دستور تھا کہ وہ اس قسم کے معاملات میں اپنے قدیمی مشیر بیرن شٹوک میر سے صلاح پوچھا کرتے تھے چنانچہ سپاہ سالاری کے باب میں ان سے صلاح پوچھی تو انہوں نے یہ صلاح دی کہ یہ عہدہ ہرگز نہیں قبول کرنا چاہیے۔ انگریزی قوم ایسے بزرگ عہدے پر کسی غیر ملک کے آدمی کے مقرر ہونے کی تحمل نہیں ہوگی۔ عالیجناب نے اس بزرگ کی رائے کو تعمق کی نظر سے دیکھا۔ وہ ہمیشہ اس بات پر خیال کیا کرتے تھے کہ انگریزی قوم مجھ کو کس نگاہ سے دیکھتی ہے وہ از روئے تاریخ جانتے تھے کہ ولیم سوم بیگانہ اصل نسل کا تھا۔ اس پر ہمیشہ انگریزوں کی اپنی نامہ ربانی کو زندہ رکھا۔ انگریزوں کے نزدیک تو اجنبی الاصل ہونا ایک گناہ ہے۔ اس بارے میں عالیجناب سے ان کے سکرٹری سٹرابن نے کہا کہ یہ انگریزی قوم میں نیک صفت ہے کہ وہ اجنبی قوموں سے رشک و حسد رکھتے ہیں۔ مگر عالیجناب کی نسبت ایسا خیال ہرگز نہیں رکھتے۔ وہ آپ سے محبت اور یکساںت رکھتے ہیں۔ عالیجناب نے اس رائے کو بالکل مان لیا اور فرمایا کہ انگریزوں میں لوگ میرے ساتھ بڑی محبت رکھتے ہیں۔

عالیجناب البرٹ کا اور اس سلطنت میں منصب پانا اور عزت کرنا۔

اس وقت عالیجناب پر وزیر اہل اعتبار کرتے تھے۔ لارڈ ایرٹھرن نے سٹوک میر سے کہا کہ یہ بڑے اطمینان کی بات ہو کہ ملکہ مغظمہ عالیجناب کی رائے پر اپنے سارے کاموں کا مدار رکھتی ہیں اور عالیجناب بھی اپنی حکومت کو ملامت اور شرافت کے ساتھ کام میں لاتے ہیں کسی معاملہ و مقدمہ میں کبھی اپنی قطعی رائے نہیں دیتے۔ جب تک کہ پہلے سے اس میں جناب ملکہ مغظمہ سے مشورہ نہیں کر لیتے +

سٹوک میر خود بیان کرتے ہیں کہ عالیجناب کی ذہانت اور عقل سلیم ایسی معاملہ فہم اور معاملہ سازش کو وہ فوراً ہر معاملہ کی تہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ جیسے کہ گداپنے فنکار میں بچے گڑو کر فوراً اس کو اپنے گھونسلے میں لیجاتی ہے۔ ایسے ہی عالیجناب ہر معاملہ میں اپنی عقل رسالے سے تہ پر پہنچ کر کام کرتے ہیں +

عالیجناب کے ذمے بہت سی خدمات سلطنت تھیں۔ جنکے سبب سے وہ ہر وقت کام میں مصروف رہتے تھے۔ اور انکو بہت آدمیوں سے مجبور ہی ملنا پڑتا تھا۔ اس سال کے موسم خزاں سے ملکہ مغظمہ کی وہ مدت خرچ جن کا انتظام اب تک بیرونس لیرین کرتی تھیں۔ انکے سپرد ہو گئی تھیں۔ انہوں نے گھر کے ملازمین اور کارپردازوں کے از سر نو درست کرنے میں توجہ کی۔ بڑے کاموں کے تقاضے اس کثرت سے ان پر رہتے تھے کہ انہی فرصت نہ ملتی تھی کہ گھوڑے پر سوار ہو کر جلدھر آویں۔ اسی سال کے آخر میں ملکہ مغظمہ نے بیرن سٹوک میر کو لکھا کہ ایسی تدبیریں کرنی چاہئیں کہ عالیجناب لندن میں بہت سے غیر ضروری آدمیوں کے یجوم میں گھر کے اندر کھڑے نہ رہیں۔ دنیا میں میرے لئے اور ساری دنیا کے واسطے کوئی نعمت ان کی صحت سے زیادہ نہیں ہے۔ ہم سب پر واجب ہو کہ ایسا اہتمام کریں کہ آدمیوں کے یجوم کے بارے کے نیچے وہ پس نہ چاہیں +

عالیجناب سلطنت کے کارپرداز ایسے تھے جیسے کہ حقیقت میں کارپرداز ہوتے ہیں۔ انکی زندگی تو متواتر محنتوں میں صرف ہوتی تھی اور انکی خوشیاں جو اس محنت کی چاہ سازمی کے تخفیف کرتی تھی وہ ایسی تھیں جیسی کہ کسی معقول محقق کی ہوتی ہیں کہ وہ کوئی چیز کی دریافت سے خواہ وہ کیسی ہی ذلیل و ذلیل ہو خوش ہو جاتا ہے +

ملکہ مغظمہ کی شدت و رضا میں مصاحب مجلس قبض و بسط میں ہم زبان بے بدل ان کا شوہر و امانے رموز دان۔ نیک اندیش۔ اخلاص نہاد تھا۔ جسکے صلاح و مشورہ بے ریا کا نتیجہ یہ تھا کہ ملکہ مغظمہ

روز بروز ہر دوسرے روز ہوتی جاتی تھیں۔ جب وہ تخت نشین ہوئی مرن قوم شہور تھا کہ وہ دگ پاشی کی طرف آ
 مرن جس کے سبب لوگوں کے دلوں میں کشیدگی انکی طرف سے تھی۔ اور پوٹینکل نتائج خوفناک پیدا ہو
 جاتے تھے۔ مگر ۱۸۳۲ء میں یہ سب باتیں عالیجناب کے سبب سے جاتی رہیں۔ اور ملکہ معظمہ محبوبہ اقلو با
 ہو گئیں +

ملکہ معظمہ اور سرور پٹیل کے درمیان برابر بہت اچھی طرح تعلقات رہے۔ پٹیل نے چھ مہینے کی
 وزارت کے بعد ۶ اپریل ۱۸۳۲ء کو اپنے منصب کا حال یہ لکھا کہ میرے تعلقات ملکہ معظمہ کے ساتھ
 نہایت قابل طہینان ہیں۔ ملکہ معظمہ نے میری کمال خیر خواہی کی۔ اور صحت افزائی ہی نہیں کی۔ اور اسکی توقع
 تو پہلے سے ہر شخص کو تھی جو انکی خدمت سے واقف تھا، بلکہ چھپر بڑی مہربانی اور دلی توجہ کی۔ تمام مکاری
 کاموں کے بھیجنے میں اور انکے سر انجام ہونے میں بڑی آسانی ہو۔ ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہو اور کوئی
 شیوشل بادشاہ اور اسکے صلاحکاروں کے درمیان تعلقی میں جو ایک فہمی خوش گمانی ہونی چاہیے وہ ہے
 ملکہ معظمہ اپنے وزیروں کے ساتھ خانگی پولیس میں بالکل متحد ہو گئیں ۱۸۳۲ء کے موسم خزاں
 میں سکوتش چچ میں اس سوال کے پیش ہوئے رخنہ پڑا کہ مقامی پریس بانی ٹریوڈی نے اپنے اس حق
 کا دعویٰ کیا کہ جب کوئی دنیا دار مرنی خطاؤں کے معاف کر نیے لیے پادری مقرر کرتے تو خاص صومرو
 میں اسکو اختیار ہو کہ وہ اس مقرر کو مسترد کرے۔ ملکہ معظمہ نے اپنی جہتی میں سیل کو لکھا کہ خبرالائیں سیل
 کے جو ممبر دنیا دار کے مرنی ہونے کو محدود کرنا چاہتے ہیں کہ اسکو دخل نہ ہون ان کی درخواستوں اور
 اہلکارات کے جواب میں میں اس اشتہار کی پوری تائید کرتی ہوں کہ قیدی مرنی ہونے کے جو حقوق
 میں اور انکے انکی مراحت نہیں ہوتی ہے۔ ان میں دخلت نہیں کی جائے گی۔ جنوری ۱۸۳۳ء میں
 سیل کے سکریٹری ڈرمینڈ کو ایک شخص نے سیل کے شبہ میں قتل کر ڈالا تو ملکہ معظمہ نے اس معاملہ
 میں بڑی توجہ کی۔ اور قاتل میکناٹن پر جیوری نے جو پاگل ہونے کا حکم لگایا اس پر فوری اعتراض کیا
 اور دانشمندانہ تحریر اپنی سیل کو دے۔ جنوری ۱۸۳۳ء کو یہ بھیجی کہ میکناٹن کی دیوانگی کے ثبوت کو ملکہ
 معظمہ نے خفیف سمجھتی ہیں اور بیشک دیوانگی کی این دو حالتیں میں فرق کرنا چاہیے کہ ایک دیوانہ
 دیوانگی میں یہ سمجھتا ہی نہیں کہ میں کیا کرتا ہوں۔ دوسرا دیوانہ اپنی دیوانگی میں قصد اپستول قتل کرنے
 کے لیے خریدتا ہے اور قصد کرتا ہے کہ ایک شخص کو دیکھ بھال کر مار ڈالوں +

ملکہ معظمہ اور پٹیل

سکوتش چچ میں اس سوال کے پیش

ایضاً ڈاکٹر کا

پیل کے بعد لارڈ ایمر ڈین فورین سکرٹری کی ملکہ مظفر اور شہزادہ البرٹ کے ساتھ مصافحہ
 و محاسبت تھی۔ وہ ان کے ساتھ ذاتی تعلق رکھتے تھے وہ اکثر ان کے ساتھ زیادہ تر اتفاق رائے رکھتے تھے
 ملکہ مظفر کی وضع میں فورین معاملات میں دشواری گھات لگائے بیٹھی رہتی تھی ملکہ مظفر نے کبھی اسکو
 لارڈ ایمر ڈین سے نفرت نہیں رکھا کہ انکی یہ خواہش ہے کہ خدین آفس تلج شاہی کے مستدر عہد وابتنا
 رہے۔ انہوں نے لارڈ ایمر ڈین کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ اس قاعدہ کو ملحوظ خاطر رکھے کہ تمام مسودات فقط
 معمولی ہی معاملات کے نہیں میرے روبرو پیش ہوں پہلے اس سے کہ وہ مراسلات بن کر اوفس سے
 باہر جائیں۔ لارڈ ایمر ڈین نے بظہر اسکا جواب یہ دیا کہ سب صورتوں میں اسی قاعدہ کے موافق کام
 کیا جائیگا۔ بشرطیکہ کوئی ضرورت دوسری طرح کام کر نیکی نہوگی۔ اس طرح کام کے ہونے میں ملکہ مظفر کو
 کئی دشواری نہیں واقع ہوئی۔ لارڈ ایمر ڈین نے کوئی پولیسی ایسی بروئے کار ظاہر نہیں کی کہ جس کا
 ملکہ مظفر اور شہزادہ نے انکار کیا ہو غرض ان کے درمیان مراسلت و مکاتبت میں کوئی خلل نہیں آیا ہوا۔
 عالیجناب البرٹ کے مشیر کاوسدن مرتبی و راستی و راست معاملگی میں سنٹوگ میر تھے
 گو انگریزوں کو پیر رشک تھا کہ وہ اجنبی ہو کر ہماری ملک فری و معاشرت میں دخل ہو کر اپنا اثر پیدا
 کریں مگر وہ ان کے منہن منت بھی تھے کہ انکی تدابیر شایستہ و تجاویز بایستہ سے ملک کی مرقد عالی
 آسودگی بڑھتی جاتی تھی۔ اول اذل عالیجناب البرٹ سے انگریزوں نے بیگانہ دار نا آشتنا برتاؤ پڑا
 اور انکی فریبوں کو جاننا نہیں کہ گیا گیا ہیں۔ یہ ان کا نا آشتنا رہنا کچھ بیجا بھی نہ تھا۔ اسلئے کہ عالیجناب
 امرار اٹھینٹڈ کے ساتھ ملنے چلنے میں اپنی خود داری کے سبب مضافتہ کرتے تھے۔ وہ محاسن اخلاق
 کے ایسے پابند تھے جن کو امر لڑگی دوستی و یارائے کے ان دلکش تماشوں سے بدلتا نہیں چاہتے تھے
 جن کے اندر ضرورت تھا کہ ٹری بیجیان ہوں۔

ملکہ مظفر اور لارڈ ایمر ڈین

عالیجناب البرٹ

ملکہ مظفر کی اورنگ آٹمی کے اول سالوں میں شعر ارنے بھی انکی شناختی میں زبان بند کی گئی۔
 ۳۳۳۳ میں شاعروں نے انکی وجہ سرائی میں بڑی دلچسپ نظمین لکھیں مگر افسوس ہے کہ وہ ہر شاعر
 مذاق سے ایسی جیسی ہیں کہ انکا ترجمہ نہرمان معلوم ہوگا۔ اسلئے ہم نے انکو چھوڑ دیا۔

۴۔ فوری ۱۸۸۳ء کو علات طبع کی وجہ سے ملکہ مظفر بذات خود پارلیمنٹ نہ کھول سکیں لہذا دوسرے
 ساد میں لیویان نے سکین جب لیویوں کے لینے میں عالیجناب ان کے قائم مقام بنے تو بعض امر کو

پارلیمنٹ کا کھلنا

شاق گزرا۔ وہ اس امر کو ناجائز جانتے تھے کہ جب ملکہ مظہر رسوم شاہی کو خود نہ ادا کر سکیں تو ان کے قائم مقام عالیجناب بن کر انکو ادا کریں۔ یہ امر گو خواص کو نا پسند تھا مگر عوام کو پسند تھا۔ تھوڑے دنوں میں حضرت علیا نے ولادت دختر سے فراغت پائی اور تمام رسوم شاہی کو خود ادا کرنے لگیں۔ یون علی جناب انکے کاموں سے فرصت ملی اور اپنے خاص کاموں کے سہرا ختام دینے کیلئے وقت ملا۔

رات کے ۴ بجے ۲۵۔ اپریل ۱۸۵۳ء کو تیسرا بچہ اور دوسری بیٹی ملکہ مظہر کے نان پیدا ہوئی چار روز پہلے ملکہ مظہر کے چچا ڈیوک سیس سیکس ۲۱۔ اپریل ۱۸۵۳ء کو مر چکے تھے انہوں نے اس اپنی دختر کے صطبغ میں اپنے نامہ ریان چچا آئرلینڈ شاہ ہینور کو بھی بلایا تھا۔ اس طرح سوم کے دو بیٹے زندہ تھے ایک یہ دوسرے ڈیوک کیمبرج۔ انہوں نے شاہ سے اپنی دوسری بیٹی ایلڈس کے دھرم باپ بننے کی درخواست کی۔ اور دھرم باپ انکی سوتیلی بہن کو ٹنٹس فی اوڈور اور شہزادہ البرٹ کا بھائی اور شہزادی سوفیا تھین شاہ نے دعوت کو قبول کیا۔ گولپنے اکھڑنے کی عادت کے موافق صطبغ کی تاریخ جو رجب کے بعد آیا۔ اور بہت دنوں تک انگلیک ٹنڈمین رماوہ ایک اپنی بھتیجی کو بھی سمجھاتا تھا کہ اسی نے اسکو باپ کا تخت نشین نہیں ہونے دیا۔ شاہی کنبے کے بہت آدمی اس لئے جمع ہوئے کہ خاندان شاہی میں ایک اور شاہی ڈیوک کیمبرج کی بیٹی کی تصدیق نہ ہو۔ ولانی کے مینے میں موروثی گرنیڈ ڈیوک میک لن برک سے ہونیوالی تھی۔ ۲۔ جون کو پہلے بھائی بن کی طرح دھوم دھام سے شہزادی صطبغ کی رسم ادا ہوئی شہزادہ کا نام ایلڈس ماڈیری رکھا گیا۔ اس لاوت ہی کے دن ایک جہاز میں کا نام وکٹوریہ البرٹ رکھا گیا تھا اور اب تک کوئی جہاز اس کے برابر خوبصورت نہیں بنا تھا۔ پانی میں تیرا گیا۔ یہ جہاز بعد میں ملکہ مظہر کو تیرا عزیز بنا۔ آئندہ اسکا بار بار ذکر آئے گا۔

۲۸۔ جون ۱۸۵۳ء کو کیمبرج کے ڈیوک کی بیٹی گٹا گیلرو لائن کی شادی ہوئی۔ ملکہ مظہر نے پارلیمنٹ میں پیغام بھیجا کہ شہزادی گٹا کو ۳ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ دیا جائے۔ جوزف بیڈم نے اسکی مخالفت کی مگر اسکو شکست ہوئی۔ ۲۳۔ دوٹ موافق اور ۵ مخالف تھے۔ اس شادی کے بیان میں ڈاکٹر رکیس نے اپنے روزنامہ چین یہ بات لکھی ہے کہ آج صبح کو حاضری کی وقت ڈیوک ونگٹن نے مجھے کہا کہ تم نے سنا شادی میں کیا ایک واقعہ پیش کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو کچھ سنا نہیں تو انہوں نے یہ فرمایا کہ جب ہم شادی کے رجسٹر میں دستخط کرنے لگے تو شاہ ہینور اس منکر میں ہوا کہ میرے

ولادت دختر و اسکا صطبغ

کیمبرج کے ڈیوک کی بیٹی کی شادی

دستخط جبرئیل حاییم نابیکے اوپر مہون۔ اس خیال سے وہ ملکہ مظفر کے پاس جو میز کے آگے کھڑی
تعیین جا کر اٹھو کہ جب وہ دستخط کر چکیں تو میں انکے ہاتھ سے قلم لیکر انکے نام کے نیچے اپنے دستخط
کر دوں۔ ملکہ مظفر اسکی اس بات کو ناگہان گئیں۔ جب آج بٹشپ انکے ہاتھ میں قلم دینے لگا تو وہ میز کے
اگر وہ ہر پچھ کر اپنے شوہر کے پاس جا کھڑی ہوئیں اور جلدی سے آج بٹشپ کے ہاتھ سے قلم لے لیا اور اپنے
دستخط کر کے شوہر کو قلم دیدیا۔ جنہوں نے انکے نام کے نیچے اپنے دستخط پہلے اس سے کہ کوئی انکو روکے
کر دیئے۔ غرض اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک انگلیکس خدین ملکہ مظفر کے شوہر سے لوگوں کا شک
و حسد بالکل معدوم نہیں ہوا تھا۔

سٹرکیں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ملکہ مظفر کو یہ خبر بھی تھا کہ کورٹ میں بادشاہ ہینور سے شاہ بلجیم
اوپر بیٹھے۔ انھوں نے ڈیوک ونگٹن سے اس باب میں صلاح پوچھی کہ اس مقدمہ نشینی کے لئے کیا نظام
نمایا جائے تو ڈیوک نے صلاح دی کہ کوئنگس نیا کی مثال پر عمل کرنا چاہیے کہ جس میں ممبر جن ملکوں سے
تھے انکے ناموں کے حروف تہجی کی ترتیب سے بٹائے گئے تھے۔ بلجیم کی بی ہینور کے راج سے مقدمہ
اسلئے شاہ بلجیم شاہ ہینور سے مقدمہ بیٹھے گا۔ ملکہ مظفر کو یہ تجویز بڑی پسند آئی۔ اور اسی کے موافق عمل کیا
۱۸۴۰ء کے موسم گرما میں ویسٹ منسٹر ہال میں بعض کارٹونوں کی نمائش ہوئی۔ کارٹون

اس تصویر کو کہتے ہیں کہ جب کاپر بہ کاغذ پر کھینچا جائے اور وہ دیوار کے تازہ ہلا سٹریٹس استرکاری پر
چھپان کیا جائے۔ اور پھر اس میں رنگ بھرا جائے اس ترکیب کو فیکو کہتے ہیں۔ یہ کارٹون انگلستان کی
تاریخی و شاعری کے مضامین کی توضیح کرتے ہیں۔ اس نمائش میں ملکہ مظفر نے اپنے شوہر کے تشریف
فرما ہوئیں۔ اور اس میں بہت لوگ جمع ہوئے۔ دونوں کو اس قسم کی مصوری کا بڑا شوق تھا اور اس میں
بہت دل لگاتے تھے۔ انھوں نے قصر بکنگھم کے احاطہ میں اپنے لئے ایلاق اپنے موسم گرما میں رہنے کے
لئے مکان بنوایا تھا۔ اس میں اس قسم کی تصاویر کو بڑے بڑے صنایع کاری گردن سے بنوا کر لگوایا تھا۔
اس میں ایک نقاش بودنس تھا جس نے اس وقت میں یہ خط لکھا ہے کہ علم تاریخ و علوم ادبیہ و سائنس و
آرٹ نے اپنے خزانے عالی جناب البرٹ کے دل و باغ بنانے کے واسطے مستعار دیدیئے ہیں حقیقت
میں ایک فرد کمال ہیں۔ انکی عقل و خیال میں وہ درستی و راستی ہے کہ اگر انکو انکے لہو و لب خوش طبعی
ہو اگرچہ تو بچائے بائیں تئیں برس کے جو ان سٹو کے ایک بڑے تجربہ کار و آزمودہ کار معلوم ہوتے ہیں

ملکہ مظفر کا خانہ اقبال سے زندگی بسر

ملکہ معظمہ بھی عقل کی پتلی ہیں۔ انکے مشاہدات تیز بینی کے ساتھ ہوتے ہیں اور انکی رائیں سچے ہوتی ہیں وہ عمر میں جوان عقل میں پیر ہیں۔ وہ دن میں دو دفعہ ہمارے پاس آتی ہیں۔ انکے آنے کی نہ کوئی خبر پہلے سے دی جاتی ہے اور نہ کوئی ملازم انکے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ تمام محکفات و مراسم شاہی کو بالائے طاق رکھ کر شریف لاقی ہیں۔ وہ ہم سے ہمکلام ہوتی ہیں اور ہم سے اپنی اطاعت کی ایسی خواہش نکال نہیں ہوتی جیسی کہ معقول باتوں کی۔ انھوں نے ہمکو اپنا شاہنشاہ اور محبت دلی بنالیا وہ زمانہ کیلئے نیک کاموں کے واسطے ایک نمونہ ہیں۔ وہ حاضری کھلے گرجا میں اپنے شاگرد پیشہ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھنے جاتی ہیں۔ پھر ساڑھے نو بجے یا اس سے کچھ پہلے محل سے فاصلہ پر موسم گرما کے ایٹاق میں ہم سے باتیں کرنے آتی ہیں۔ جب ونگ سارے کاروبار سے دو دن میان بی بی ٹی جھو جاتے ہیں تو انکے بعد اور ڈنر سے پہلے پھر دوبارہ تشریف لاتے ہیں۔ اور ہمارے پیشوں سے جنہیں کچھ شور و غل نہیں تھا دیکھ کر مخطوط ہوتے ہیں۔ اور باغوں میں تنہا گلگشت فرماتی ہیں۔ انکے بچوں کو بھی دایمان لیکر آجاتی ہیں۔ تو پھر میان سارے گھر کا نقشہ ہم جاتا ہے اور اس میں گھر کی ساری خوشیاں موجود ہوتی ہیں کارٹون کی نمائش کے بعد حضرت علیادندسر میں تشریف لے آتے ہیں۔ انھوں نے ۲۶ اگست کو اپنے شوہر کی چوبیسویں سالگرہ کی دعوت بڑی شان و شوکت کے ساتھ دو دن کے بعد کی۔ اور عالیجناب نے سوئمپٹن کاسفر کیا۔ وہاں انکو نیا جلاشاہی و کٹوریا البرٹ گیس جہاز میں دو دن میان بی بی نے بیٹھ کر ۱۳۳۳ء میں مقامات مفضلہ ذیل کی دلچسپ سیروائی۔ وائٹ آئل۔ ڈارٹ متھ پہلائی متھ۔ فال متھ وغیرہ۔

ہائی متھ میں جب جہاز آیا ہے تو اس میں سٹر گرول بھی بیٹھا تھا وہ لکھتا ہے کہ ہمارے خوب آ رہا ہے پیراستہ تھا۔ کورٹ کے آرام و آسائش کی ساری چیزوں کی قربانی ہوتی تھی۔ جہان کی کئی کچنی جس میں افسر بھی داخل تھے۔ بڑی تنگی کے ساتھ کتے خاؤں میں ٹونس دیے گئے تھے۔ اسکا الزام اس پر لگایا گیا کہ ملکہ معظمہ پر نہیں۔ اس مقام پر جہان گزر ہوتا وہاں کے پھول حضرت علیا جمع کرتی ہیں۔ اور انکو سکھا کر یادگار کے طور پر رکھتیں۔ فال متھ میں جب جہاز آیا تو میر کوئٹہ ایک عیسائی فرقہ ہے جو کسی آدمی کی قتلیم کے لئے سر سے ٹوپی نہیں اتارتا) کو ملکہ معظمہ نے ٹوپی پہنے ہوئے آئین کی اجازت دی۔

یڈی ہم فیلڈ اس سفر کا ایک واقعہ عجیب اپنے روزنامہ میں یہ لکھتی ہیں کہ ملکہ معظمہ نے مجھے کانفرنس

چنتین ڈالنی سکھائیں جسے زانی ٹوپیاں بتی ہیں انکو خود بھی اس چنت کاری کا ہر شوق تھا اور اس کام کی بڑی مشاق تھیں۔ میں ایک آرام کی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ انھوں نے اپنے کیمپ کی چکی سے پاس بھردنی اور میرے پاس آن بیٹھیں اور کاغذین چنتین ٹھالنے لگیں ہننے و فتنہ دیکھا کہ ملاوٹ میں کچھ ہل چل ہو رہی تھی۔ تھوڑے ملاح ایک جگہ کھڑے ہوئے چپکے چپکے کھسک رہے ہیں ایک افسر اُنکے پاس آیا اور تیرہ ہو کر چلا گیا۔ پھر وہ سراسر آواہ بھی پہلے افسر کی طرح چلا گیا۔ آخر کو میرا بھر آیا۔ ملکہ معظمہ خود شش و پنج میں تھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ انھوں نے امیر البحر سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جہاز پر کوئی ہنگامہ بغاوت برپا ہونے والا ہے۔ امیر البحر نے ہنس کر کہا کہ میں درحقیقت نہیں جانتا کہ اگر آپ اپنی کرسی ہٹائیں گی تو کیا گل کھلے گا۔ ملکہ معظمہ نے فرمایا کہ آپ آن کر میری چوکی ہٹائیں۔ میں خود کیون ہٹاؤں۔ میں نے یہاں کیا تصور کیا ہے۔ لاڈلے عرض کی کہ جناب عالیہ نادانستہ ایسے مقام پر آن بیٹھی ہیں کہ اس کمرے کا دروازہ نہیں کھل سکتا جس میں ملاوٹ کے پینے کی شراب آب آمختہ کے پیسے رکھے ہیں۔ ایسے ملاوٹ کو شراب پینے کے لئے نہیں بنتی ہر تو ملکہ معظمہ نے فرمایا۔ اپنی چوکی اس شرط سے پرے ہٹاتی ہوں کہ اس شراب میں سے مجھے بھی ایک آدھ گلاس یا جلے۔ انہوں نے اپنی چوکی ہٹائی۔ شراب انکو دی گئی۔ انہوں نے اسکو چکھ کر فرمایا کہ وہ پھسکی ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ وہ زیادہ تیز ہوتی تو ابھی ہوتی۔ اب بھی میں ہی کہتی ہوں۔ یہ سنکر ملاح بڑے خوش ہوئے۔ اور جہاز پر یہ لطیفہ سخی بڑے لطف کی تھی ۛ

پہلے زمانہ میں اکثر بادشاہ شطرنج کے بادشاہوں کی طرح ایک چھوٹے سے دائرے میں دورہ کیا کرتے تھے۔ انکو لاؤ لشکر کے ساتھ سفر کرنے میں بہت خرچ اٹھانا پڑتا تھا۔ رعایا کو انکی خاطر داری اور غنیمت حکیم میں نہایت تکلیف اٹھانی پڑتی تھی۔ بادشاہوں کی دعوتوں میں روئے و امر کا دوا لہ نکلتا تھا۔ بادشاہوں کا آپس میں ملاقات کرنا ایک عجیب بات سمجھی جاتی تھی مگر اس زمانہ میں ملکہ معظمہ نے اپنے سفر دن سے رعایا کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی اور کسی قسم کے خرچ کا انکو زبردستی نہیں کیا۔ بلکہ انکو خوش کیا۔ اور خود خوش ہوئیں۔ جب انکی سواری کے ساتھ دیاتون کا ہجوم ہوتا۔ اور زمیندار اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ایسی گرد آڑا تے کہ انکو بھی گرد آلود کرتے تو یہ بہت مسرور ہوتے۔ ۱۸۴۳ء میں سکوت لینڈ کے سفر میں یہ حال ہوا تھا یا اب ۱۸۴۳ء میں

فرانس کے سفر میں یہ حال ہوا۔

جب ملکہ منظمہ اور شہزادہ البرٹ نے انگلش چینل سے پار جانے کا قصد مصمم کیا تو یہ واقعہ تاریخ سے پویشکل سے۔ کونشی ڈیوشنل سے ایک نجیب تعلق رکھتا تھا۔ اول یہ کہ یہ پہلا موقع تھا کہ ملکہ منظمہ نے پرانی زمین میں قدم رکھنے کا قصد کیا۔ دوم یہ پہلا موقع تھا کہ ہنری ہشتم کے بعد شاہ سے انگلش بادشاہ نے فرانسیسی بادشاہ سے ملاقات کر نیکا ارادہ کیا ہو۔ سوم تقریباً ایک صدی میں پہلی فرم کی کہ انگلش بادشاہ نے اپنی ملکیت باہر جانیکا قصد کیا ہو اور قدیمی ضابطہ جو یہ تھا کہ بادشاہ کی غیر حاضری میں بحیثیت یا لورڈس جسٹس مقرر ہوں۔ منسوخ ہوا۔

شہر دن نے اس باب میں اپنا بہت دماغ خرچ کیا کہ ملکہ منظمہ کی غیر حاضری میں انجینی کیڈ کر مقرر کیجائے۔ جارج سوم اور ولیم چارم نے تو کبھی اپنی ملکیت سے باہر قدم رکھا ہی نہ تھا۔ جارج اول اور دوم نے ریاست ہینڈور میں جاتے اور جارج چارم صرف ایکے قصد مان گیا جارجون کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب تک بادشاہ غیر حاضر ہے تو اسکے سارے اختیارات اسکے ڈیپوٹی جو مقرر ہوں کام میں لائیں۔ اس عمل پر پرتوجہ کی گئی۔ ڈیوک ونگٹن نے بڑے زور سے اپنی اس رائے کو ظاہر کیا کہ ملکہ منظمہ اپنے ملک سے باہر بغیر انجینی مقرر ہوئے نہیں جاسکتیں۔ اور اس دلیل کا جواب کہ ہنری ہشتم کیلاس میں بغیر انجینی مقرر کیے گیا تھا یہ دیا کہ کیلاس میں اسوقت شاہ انگلینڈ حکومت کرتا تھا۔ وہاں جانا ایسا ہی تھا جیسا کہ انگلینڈ کے کسی قصبہ و گلائون میں۔ اخیر کو یہ سوال بادشاہی مقنون کے سپرد ہوا انہوں نے وہی رائے دی کہ بادشاہ بغیر انجینی مقرر کئے بغیر کسی اندیشہ کے جاسکتا ہے۔ وزیر اعظم کی رائے اختیار کی۔ اس طرح بادشاہ ملکی ذاتی قید سے آزاد ہوا۔ اور آئندہ سالوں میں ملکہ منظمہ نے اس قید کی رانی سے بہت فائدہ اٹھایا۔ وہ اکثر یورپ کی سیر کو گئیں۔ اس باب میں ان کا طریقہ پہلے بادشاہوں سے مختلف تھا۔

بادشاہ لیوپولڈ کی دوسری بی بی لوئزہ شاہ فرانس لوئی فلپ کی بی بی تھی۔ جس کو باپ بہت چاہتا تھا۔ اور ملکہ منظمہ بھی اپنی اس نیک طبیعت و پسندیدہ سیرت مانی سے بہت محبت و الفت رکھتی تھیں۔ وہ بھتی میں کہ لوئزہ انسان کامل ہے۔ وہ سرسبز کی اور خیر سے بھری ہوئی ہے۔ اور شاہ البرٹ کے کوئی شخص الکی برابر ہی بیخود غرض ہونے میں نہیں کر سکتا۔

سوال تھو انجینی

فرانس جانیکا

لونی فلیپ شہنشاہ فرانس جلا وطن ہو کر انگلستان میں جا بسا تھا۔ تو ڈیوک کنٹ سے اسکی بڑی دوستی ہو گئی تھی۔ اور اسکی ہوڈ چس اور لینس شہزادہ البرٹ کی سگی خالہ کی بیٹی تھی غرض کہ شاہ فرانس سے یہ تعلقات تھے۔ ملکہ مغظمہ کی بڑی خوشی تھی کہ شہنشاہ فرانس سے فرانس میں جا کر ملین۔ جسکا خاندان آپکے خاندان کا ہمسر اور برطانیہ عظمیٰ کی شایستگی و تہذیب کی ترقی میں۔ ان کی قوم کا ہمدرد تھا۔ جو تعلقات شہنشاہ فرانس اور ملکہ مغظمہ کے درمیان تھے وہ ادھر بیان ہو چکے ہیں انکے سبب سے ان دونوں کی ملاقات بڑی مسرتناک تھی۔ اسوقت حضرت علیا تو انگلش چیمبل میں سفر کر رہی تھیں۔ اور شہنشاہ فرانس شارٹوڈمی یومین ٹرپورٹ میں آیا ہوا تھا۔ دونوں قریب قریب۔ ملاقات کا اچھا موقع ہاتھ لگا تھا۔ انگلش چیمبل میں شہنشاہ فرانس اپنی کشتی میں بیٹھ کر ملکہ مغظمہ کی پیشوائی کیلئے آیا۔ اکثر خاندان شاہی کے ممبر اور مسٹر گنیر وزیر دولت خارجیہ اور لاڈ کوئی سفیر انگلینڈ متعین نہ فرانس اور فرانس شہنشاہ کے ہمراہ تھے۔ ملکہ مغظمہ اس استقبال اور غیر مقدم بڑی خوش ہوئیں۔

فرانس میں ملکہ مغظمہ کا قیام پانچ دن سے زیادہ نہیں رہا۔ وہ ۲۳ ستمبر ۱۸۷۳ء کو ختم ہو گیا اگرچہ باہم لاق لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ اس ملاقات سے ملکہ مغظمہ اور عالیجناب کا مقصد یہ تھا کہ شاہ فرانس اور اسکے کنبے سے پوری ملاقات ہو جائے جسے ہمیشہ نصف ملاقات بذریعہ خط و کتابت ہوتی تھی۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ ان دو بادشاہوں اور نیکے و نزاکے درمیان ایک یونیٹل سیاسیہ ہوا میں گفتگو ہوئی تھی۔ لونی فلیپ کا ڈپلومیٹک خواب شیریں یہ تھا کہ ملکہ مغظمہ سپین ایمریلا سے یا سپین کی کسی اور شہزادی سے اپنے کسی بیٹے کی شادی کرے۔ جسکے سبب سے ان دونوں ملکوں کی قریبی رشتہ داری از سر نو تازہ ہو جائے۔ مگر انگلینڈ اس ناتے رشتے کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس سبب سے یہ رشتے کے پہنچنے میں کچھ کچھ تاخیر ہو گیا تھا۔ فرانس میں جو ملاقات ہوئی۔ اس میں ملکہ مغظمہ اور عالیجناب و رائل ایئر ڈین وزیر دولت خارجیہ انگلستان ایک طرف تھے اور شہنشاہ فرانس اور مسٹر گنیر وزیر دولت خارجیہ دوسری طرف۔ اس رشتہ کے معاملہ میں طرفین سے گفتگو میں ہوئیں جن کا حال عالیجناب کے اس خط سے معلوم ہو گا جو انہوں نے انگلستان میں آنکر بیرن جنٹوک بیر کو لکھا ہے کہ اس ملاقات میں کوئی پرمیٹھل معاملہ نہ ہو سکے نہیں پیش کیا کہ شہنشاہ لونی فلیپ ایئر ڈین پر یہ ظاہر کیا

اگر ملکہ سپین خود بھی اُسکے کسی بیٹے سے شادی کرنے کی خواہش گاہیگی تو وہ شادی نہیں کرے گا۔ جسکے جواب میں لارڈ ایلزبریٹ نے یہ کہا کہ آپکے بیٹوں کے سوا ملکہ سپین جس شخص کو اپنا شوہر بنا پائے گا اسکو انگلستان منظور کرے گا۔ حالانکہ اپنے ایک دوست کو جرمن میں یہ لکھا کہ ہمارے آنے کی خوشی کے مارے فرانس پُھولا نہیں سٹاتا۔ اخبار نویسوں کے پچھ پور ٹریلو میں موجود ہیں جو یہاں کی ذرا اسی باتوں کو اخباروں میں چھپواتے ہیں۔

لارڈ بروہم نے کل مجھ کو لکھا ہے کہ فرانس کے سفر نے قابل تعریف اثر پیدا کیے ہیں۔ اور اس دانشمندانہ تدبیر کا میلان یہ ہے کہ دونوں قوموں کو مل کر وہ بہتر اثر پیدا کرے۔

ملکہ مظفر اپنے سفر نامہ میں ایک روز نامہ واقعہ یہ بیان کرتی ہیں کہ مجھ کو جو ان مان نے ملکہ فرانس کو دیکھا جسکا جہان بیتا ڈیوک اور لینس ابھی لہلہا تا مرام ہے۔ میں نے اپنے بچوں کی تصویریں اُسکو دکھائیں تو اُسنے مجھ سے کہا کہ خدا اپنا فضل و کرم رکھے اور ان کا داغ نمکونہ دے میں نے کہا کہ میری آرزو ہے کہ میرے بچے آپکے بچوں کے مثل ہوں تو اُسنے کہا کہ میں یہ چاہتی ہوں کہ آپکے بچے میرے بچوں کی مانند مان سے محبت کرنے میں ہوں مگر وہ مان کو اپنا داغ دینے میں اُنکے مانند نہ ہوں۔ یہ کمزورہ رنگوں ہو کر رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ نسب کا مال یہ ہے مگر خدا کی مرضی ہوئی ہے ہی ہوتا ہے۔

سپین کی شہزادیوں کے باب میں ملکہ مظفر کو بہت سی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ اس بات پر جو اُنھوں نے خط و کتابت کی تھی اُسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نوجوان ملکہ نے اپنی حوصلہ و جہ سے شہنشاہ فرانس جیسے گرگ باران دیدہ کے دلائل کو باطل ثابت کر دیا۔ وہ بڑا دفتر طول و طویل ہے اُسکا مختصر بیان آگے کیا جائے گا۔

سپین کی ملکہ ایزبیل اور اُسکی ہمیشہ الفتی شاہی عمر میں ایسی تھیں کہ اگر خاندان شاہی میں بیٹی تھیں تو اسکول ہی میں پڑھتیں۔ مگر ایں سب سے کہ درخاندان شاہی میں سے تھیں۔ جمین اکثر اس عمر میں لڑکیوں کے لیے شہر کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو یورپ کو ضرورت تھا کہ اُنکے واسطے کوئی مناسب ہر تلاش کی جائے۔ یہ لڑکیاں ایسی عالی جاہ اور بلند مرتبہ تھیں کہ اُنکے ساتھ شادی کرنے سے خواہش نہ گاتھی۔ جن میں سے ایک شاہ فرانس کا چھوٹا بیٹا مونتھ ڈین سپین کا ڈیوک تھا جو چھوٹی شہزادی

شادی کرنی چاہتا تھا۔ اگرچہ بادشاہ نے اپنے اس وعدے کا اظہار اچھی طرح کیا کہ میں اس رشتہ کی اجازت جب تک نہیں دوں گا۔ کہ ملکہ سپین کی شادی نہ ہو جائے اور اس کی اولاد وارث تخت و تاج نہ پیدا ہو۔ مگر اس وعدے کو ایسا نہ کیا جیسے کہ انگلستان کو یہ ناپسند تھا کہ فرانس کے بادشاہ کا کوئی ایسا رشتہ ملکہ سپین سے ہو۔ ایسے ہی شہنشاہ فرانس کو یہ ناگوار تھا کہ گوٹھا کے کسی شہزادے کا کوئی ایسا رشتہ ہو جس سے انگلستان کی متاثر نہ ہو۔ گو فرانس و انگلینڈ کے درمیان خارجیہ نے ثالث بنکر یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ دونوں سلطنتیں اسپر راضی ہیں کہ ملکہ سپین اپنے خاندان میں جس شہزادہ سے چاہے شادی کر لے اس طرح شادی ہونے میں جزیہ نہائے یورپ میں کسی سلطنت کا تسلط غالبہ زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ ملکہ نے عالیجناب کے حکام میرے کہنے کو کل یورپ کے خاندان سے خارج کر کے ملعون و مردود بنا رکھا ہے اور جیسے کہ کوڑھیوں سے پرہیز کرتے ہیں اسی سے بچتے ہیں +

شاہ فرانس نے ادھر اپنے مہمانوں کو ایسے حسن اخلاق کی لوریان دیکر ایسا سلیا کہ اس کو نہ دکھائی دیا کہ کیا اندر ہی اندر ہوتا ہے۔ ادھر اپنی چال بازیان شروع کیں کہ ملکہ کوئی کہو جو سب جگہ نیک نام تھیں۔ اور بحیم کی ملکہ کو جو اپنے شوہر کے ساتھ ملکہ کے پاس آتی جاتی رہتی تھیں۔ اپنی مطلب گیری کے لئے سازش میں شریک کیا۔ تو ان کے سب سے ملکہ مظفر پر اسل حال کھلا جس کی بابت شہنشاہ فرانس سے ان کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ جس کا ذکر آگے آئیگا شہنشاہ فرانس کے چھوٹے بیٹے کی شادی اہلستان سے ہو گئی۔ عالیجناب البرٹ کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ اسل اسیر ڈین نے فرانس کی بہت کوششیں مان لیا کہ وہ یہ چاہتا تھا کہ اہل فرانس کی پسند خاطر میں ہو جائیں۔ کوئی شخص نہیں جانتا تھا کہ انگلینڈ ہو کہ میں آگیا۔ عالیجناب خود جانتے تھے کہ اس ملاقات کے نیک ثمرات ظہور میں آئیں گے اس و دشمنانہ تدبیر سے دونوں کے دونوں میں یکساںگی و موانست پیدا ہوگی۔ اور منافرت و دور بینی مگر اس کا اصل حال دو سال بعد کھلا کہ اس بات میں سامنے خیالات غلط تھے۔ و دونوں ملکوں میں لڑنے کے لئے سامان جنگ تیار ہونے لگے +

شرعی پورٹ سے ملکہ مظفر عالیجناب و دونوں چکر برائی ٹن میں جا کر چاروں ٹھیرے اور تاج چارم کے پو لین کو آخر دفعہ دیکھا۔ یہاں پر دیس کا سفر ان کا ختم نہیں ہوا۔ برائی ٹن سے وہ ہمازین سوار ہو کر آؤسٹریا میں گئیں۔ اپنے ہاتھوں شادی بحیم سے برلن میں ملین اٹنے کے بعد وہ بہت سے

تھا جب اُسے جدا ہوئی مین تو انہوں نے لکھا کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ مین پھر ایسے شخص کی چھت کے تلے آئی جو بجائے میرے باپ کے تھا۔ قصہ طراز شارٹ پرو ونٹی جو برل مین مقیم تھا ملاقات ہوئی اُسے آنکو خوشنا خندان دگو یاد پچھا +

۱۲۔ ستمبر کو جہاز مین میٹھ کر بلجیم روانہ ہوئے اور وہاں کے بڑے بڑے شہروں کی سیر کی اور انکی آئین بندنی سے اور وہاں کی قدیم عمارت دیکھنے سے دونوں بہت مسرور و مخطوط ہوئے۔ انکو پھر کیمبرج مین تشریف لائے۔ جہاں مراسم آداب و تعظیم سے ملکہ معظمہ خود کھتی مین۔ کہ مین بہت خوش ہوئی۔ یونیورسٹی کی طرف سے عالیجناب کو ڈاکٹر ادب سول لائی ڈگری ملی +

ملکہ معظمہ اور عالیجناب نے یہاں کے ڈوآرڈین میوزیم (عجائب خانہ کی سیر کی جسکا نہایت دلچسپ حال پروفیسر جیولوجی (علم طبقات الارض) سیج وگ یہ لکھتا ہے کہ میرے ماسٹر نے مجھے ایک خطرناک اطلاع دہی کہ جب عالیجناب یونیورسٹی کی ڈگری پاچکین گے تو وہ اور ملکہ ڈوآرڈین کے عجائب خانہ مین وحشی جانوروں کا ملاحظہ فرمائیں گے۔ تم ان کی آمد کے لئے رستہ صاف کرو۔ اس طرح اسلئے سے میرے ہوش و اس کے پڑے اوپر تلے ہونے لگے۔ رستہ مین بہت کوڑا کرکٹ ٹوتا پھوٹا اسباب پڑا ہوا تھا۔ آدھ آدھ لٹخ گرد آگئی پالٹی مارے ہوئے میٹھی تھی بغرض مجھے جس طرح ہو سکا راستہ کو صاف کرایا۔ بدبو کو خوشبو دار چیزوں کی بوتلون کو اونڈیل کر دوڑ کر دیا۔ عجائب خانہ مین سب چیزوں کو علی الترتیب رکھا۔ دروازہ پر جس سے ملکہ معظمہ تشریف لانے کو تھیں۔ ایک تصویر ان چو پاؤں کی لٹکی ہوئی تھی جو اب عنقا مین۔ جن کا عرض پانچ فٹ سے اوپر و مٹر کا طول ۱۲ فٹ سے اور بلندی ۸ فٹ سے زائد تھی۔ ان کے پیر ایک ایک گز لمبے اور نیچے بڑے وزاں اور انکی دم ایسی بڑی لمبی اور موٹی تھی جتنے برابر کسی مردہ اور زندہ چوپائے کی دم لمبی نہیں ہوا مین اپنے اوپر کے کپڑوں کی گرد جھاڑ جھاڑ کر سینٹ ہوس مین گیا۔ جہاں عالیجناب کو ڈگری ملی تھی مین اُسکی مبارکبادی مین شریک ہوا اور پھر اٹا دوڑ کر تصویر مذکور کے قدموں کے تلے آیا چند منٹ مین حضرت علیا اور انکار مرہ شاہی آیا۔ وائس چینسلر سپرویل ایک میل جگہ دکھلائی جہاں دھعائی سو برس گزرے کہ ملکہ ہمیں نے پریسیڈنٹ بن کر ایک مذہبی قانون پاس کیا تھا۔ مین بھی ملکہ معظمہ کی تعظیم کے لئے اتنا جگہ جس قدر کہ مین کی تشریح نے اجازت دی

اور انکو تصویر مذکور کے قد میں تلے لایا۔ ملکہ مظفر نہایت خوش خورم معلوم ہوتی تھیں۔ ایک بڑے بارہ سنگے اور پے سی اور سارے کو دیکھ کر متحیر ہوئیں۔ اب پے سی اور سارے دنیا بین کہیں نہیں ملتا۔ اسکا سر چھپکلی کا سانہایت بڑا اور مگر چھ کے سے دانت بڑے بڑے اور سانپ کی سی گردن بہت بڑی لمبی اور ایک متوسط چپائے کا دھڑ اور دم مناسب۔ غرض ہر عضو حیرت انگیز تھا۔ حضرت علیا کے ملاحظہ کیلئے یہ چیزیں جدید تھیں۔ ان کا شوہر ایرانی دنیا کا عالم ہمراہ تھا۔ وہ سوالات پوچھتا تھا۔ اُنکے جوابات اخلاق سے سنتا تھا۔ دو ایک چیزوں میں اس نے میری یاد کی امداد کی۔ خاص کر فوٹو لون میں (فوسل ان ہاتھ دھوئیں کو کھاتے ہیں جو طبقات ارض سے کھنڈ کر نکالے جاتے ہیں اور وہ متحیر یعنی پتھر کی صورت میں ہوتے ہیں، یہ میری خوش نصیبی تھی کہ میں نے ہنگستان میں جرمن کے فوسل اچھی طرح انکو ملاحظہ کر لئے۔ جب مضامین جدیدہ میں عالی جناب اپنی استعداد علمی دکھاتے تھے۔ تو ملکہ مظفر اُس کو دیکھ کر شاد و شاد ہوتی تھیں۔ جب کوئی چیز اُنکے دل پر اپنا نقشہ جماتی تھی۔ تو وہ اپنے خاوند کو بلا کر پوچھتی تھیں۔ ایک مہیب بھی خاردار اور تلپسی اور سارے کی گردن اور سر کو لمبا دیکھ کر وہ متحیر ہوئیں۔ ملکہ مظفر نے مجھے پوچھا کہ پے سی اور سارے کہاں سے آیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں ٹینک نہیں جانتا کہ کہاں سے آیا ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ نشیبی دنیا کے دیو پیکل حیوانوں نے اپنا نام بڑا کر بھیجا ہے کہ یونیورسٹی میں حضور جب قدم رنجہ فرمائیں تو انکی قدمبوسی کرے۔ غرض سب طرح سے وہ بہانے سے خوش خورم روانہ ہو کر میری نظروں سے غائب ہو گئیں۔ کیمبرج کی صرف تین روز انہوں نے سیر کی۔ اور پھر وینڈسمر میں اس تشریف لائیں۔

نومبر ۱۹۲۳ء کے آخر میں (۲۸۔ نومبر سے یکم دسمبر تک) ملکہ مظفر عالیجناب دونوں سر روبرٹ پیل سے اُنکے وطن خاص ڈرہن میں میلو میں ملنے گئے۔ جس سے پیلک میں انکی بڑی عزت افزائی ہوئی۔ یہاں دونوں کا قیام تھا کہ عالیجناب ہینسگم میں اس سب سے گئے کہ فرقہ چارلسٹ کے سب سنبھ اور سرخہ نہیں جمع تھے۔ اور دنگا اور فساد مچا رہے تھے۔ ایسی شورش گاہ میں عالی جناب کا جاننا خرم احمد سیاط سے بعید تھا۔ مگر وہ جانتے تھے کہ عوام میں میرا دشمن کوئی نہیں ہے گو خواص میں بہت سے عہدہ دار و افسر میرے اعدا ہوں۔ میں وہاں جاؤنگا تو عوام میری خاطر داری

کرینگے۔ غرض وہ بے خطرک و بان چلے گئے۔ اُنکے جانے نے یہ سحر کا اثر پیدا کیا کہ جو لوگ برسرِ فرساہ تھے اور دشمنی کے سبب سے مرنے تھے۔ سب برسرِ صلح ہو کر آپس میں متحد اور متفق ہو گئے۔ اور ملکہ معظمہ کی قلمرو میں کوئی فرقہ ان سے زیادہ غیر خواہ نیک اندیش نہ تھا۔

ڈرے بینچ سے وہ پھر چائس ورثہ میں آئیں۔ یہاں اُنکو ایسی بڑی خوشی ہوئی کہ ڈیوک و لنکٹن اور میلبرون انکے ہم مہمان تھے لارڈ اور لیڈی پامر سٹون بھی موجود تھے۔ اگرچہ لیڈی پامر سٹون سگی بن میلبرون کی تھین مگر اُنکی طرف ملکہ معظمہ کی نظر التفات نہ تھی۔ ایک رات کو ڈیوک اور اجمین لارڈ مورچہ (جو پیچھے اہل کار لائے ہوئے) اور لارڈ میڈلسن (جو پیچھے اہل گریول ہوئے) بعد ازاں بڑے متمہ ملکہ کے وزیر ہو کر شریک ہوئے۔

ملکہ معظمہ نے یہاں سب تکلفات شاہی کو بطرف رکھا۔ اور لیڈیوں کے بے تکلف ملین اور انکے ساتھ گائین بجا ئیں۔ ڈنر میں کوئی لیڈی ایسے زیادہ خوش لباس و حسین نہیں معلوم ہوتی تھی جتنی وہ صبح کو پیدل پھر کر فارم گھوسی خانہ و بادوچی خانہ باغ اور ارحے شہر کے دیکھے۔ یہاں ایک مال میں ملکہ معظمہ نے لارڈ لیویس کے ساتھ ناچیں۔ ایک میدان میں سنج و سنہرے روشنی ہوئی جس نے اپنا عکس وان فوارون پر ڈالکر ایک طلسم کا عالم دکھا دیا۔ ملکہ معظمہ اور عالیجناب اس روشنی کی سیر کو اُن گروے ویل صاحب لکھتے ہیں کہ لوگ صبح کو اُنٹھے انھوں نے دیکھا کہ کمین اس روشنی کا سامان بڑا نہ تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ رات کو روشنی ہی نہیں ہوئی۔ راتوں رات دوسو آدمی سارا روشنی کا سامان اُنٹھانیکے واسطے گئے۔ اور کل باغ اور مکان کو صاف کر گئے۔ یہ سارا کام ڈیوک کے باغبان جوزف سے ہوا تھا۔ جو پیچھے سرکپشن ہوا۔

ملکہ معظمہ ریٹ لینڈ کے دارالاقامت پلو انریسل من تشریف لائیں۔ عالیجناب نے شکار کرنے میں اپنا نام پیدا کیا۔ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ علم دوست خلوت پسند میں اُنکو شکار کی جو کھون کے اٹھانے کا حوصلہ نہیں ہے۔ اسلئے اُن لوگوں کی نگاہ میں اُنکی وقت نہ تھی کہ جو انسان کی نیکیوں کا بڑا حصہ ہی جانتے ہیں کہ آدمی گورے پر چڑھنا خوب جانتا ہو اور سچ مائی بن و رق کو بے خطرک خالی کرتا ہو۔ گو عالیجناب کو شکار کھیلنے کی طرف زیادہ تر میلان نہ تھا۔ مگر اب انھوں نے شکار کھیل کر لوگوں کے دلوں میں اپنی قدر و منزلت پیدا کر دی۔ شکار میں کتنے

کہ اس قدر منزلت کا پیدا کرنا خالی از منفعت نہ تھا اس لیے کہ انگریزی قوم کا ایک پیشہ دہنر لوہاریوں کا شکار کرنا بھی ہے گھوڑے کی شہسواری عالیجناب کو ایسی آتی تھی کہ جس حال میں سوار گر پڑتے ہیں وہ گھوڑے پر اپنی پٹری جمائے بیٹھے رہتے ہیں *

عالی جناب البرٹ کو فنون زراعت کے مطالعہ سے ولی محبت تھی۔ انھوں نے دیکھا کہ انگریزوں میں یہ فنون بڑے منزل کی حالت میں ہیں لیکن وہ انکی ترقی کے درپے ہوئے۔ وڈ سر میں بطور نمونہ کے ایک فارم قائم کیا جس سے انھوں نے ثابت کیا کہ اگر عقل کے ساتھ وہ اصول کام میں لائے جائیں جو زمانہ حال کے سائنس نے اولوالعزم لوگوں کے لیے قائم کئے ہیں تو ملک کی پیداوار میں کس قدر ترقی ہو سکتی ہے۔ زراعت کی نمائشوں میں عالیجناب جو پیداوار دکھاتے تھے وہ اور سب لوگوں کی پیداوار سے سبقت لجاتے تھے۔ انکی کوئی خوشی اس سے زیادہ نہ تھی کہ وہ زراعت میں انسان کے لیے کوئی عجیب ایجاد کر کے دکھائیں۔ سنہ ۱۸۷۱ء میں وڈ سر میں یہ فارم قائم کیا تھا۔ اکتوبر ۱۸۷۳ء میں وہ بیرسٹر کیلبر کو لکھتے ہیں کہ اس فارم کے سبب سے مویشی کی قیمت بڑھ گئی تھی۔ اور پارک میں جن زراعتی چیزوں کا میں نے نیلام کیا تو مجھے بہت فائدہ پہنچ گیا تھا۔ لیڈی بلوم فیلڈ اپنے روزنامے میں لکھتی ہیں کہ میں حضرت علیا اور عالیجناب کے ساتھ اس فارم کے پرند خانے کی سیر دیکھنے گئے تو وہاں کبوتر ایسے بے ہوش دیکھے کہ وہ عالی جناب کی ٹوپی پر اور ملکہ معظمہ کے کندھے پر بیٹھ جاتے تھے۔ یہ فارم بھی دونوں بیگم بی بی کے لیے عجب دل بہلانے کا مقام تھا۔ عالیجناب کے مریکے بعد بھی یہ فارم حضرت علیا کی توجہ کی طرف سے زندہ رہا۔ ان کے بیٹے نے اس کے حال پر پاپے کم توجہ نہیں کی۔ اب تک یہ فارم تبتا رہا ہے کہ ملک کی پیداوار میں بڑھنے کی کمان تک قوت ہو *

انسان کی بڑی خوشی یہ ہے کہ اس کے سب گھرواں خوش ہوں ایسے ہی گھر کے دائرہ میں بچوں کی ہنسی خوشی کی آواز میں سرود و نغمہ سے زیادہ روح کو خوش کرتی ہیں۔ یہ گھر حضرت علیا ہی کا ہے کہ جس میں معلوم ہوتا ہے کہ خود خوشی نے اپنا گھر بنالیا ہے۔ ان کے سب بچے تندرست تازہ و توانا خوش و خرم تھے۔ عجب عجب طرح کی پیاری باتیں و شوخیان کرتے تھے۔ سب ہونا ہر دے کے کچھ بچے بات معلوم ہوتے تھے۔ انکی پلوٹھی کی صاحبزادی کی پچھنے کی باتیں غضب و زناوت کی قابل یاد میں۔ ایک دن ڈیوک ونگٹن کے مرید ہوا گھولائے تو انھوں نے ڈیوک کو خوب گھورا۔ اور اپنا ہاتھ ڈیوک کی طرف

وڈ سر میں فارم کا نمونہ

ملکہ معظمہ کی گھر کی خوشیاں اور ان کے بچوں کی زاریاں کی باتیں اور شوخیان۔

اس طرح پھیلا یا۔ جیسے کہ انکی مان سچنے میں انکی طرف پھیلا یا کرتی تھیں۔ اس کہن سال بزرگ نش نے جھک کر انکو پیار کیا اور بوسہ لیا اور کہا کہ مجھے یاد رکھنا۔ ایک دفعہ ایک میجر نے کھلونے کا کبس تختہ انکے دینے کیلئے دیا وہ انکے شکر و ادا کرنے کے لیے بھی گئیں۔ وہاں سے آنکر اپنی مان سے کہنے لگیں کہ میں اپنا پیسہ دے آئی۔ ڈھائی برس کی عمر میں یہ کہنا کہ پیسہ دے آئی۔ تعجب دلاتا ہو۔ اس شہزادی کو مناسب موقعوں پر اپنا حفظ مراتب کا خیال اہتمام سے عمر سے رہتا تھا۔ ایک دفعہ سواری میں ملکہ منظمہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی جا رہی تھیں کہ حضرت علیا نے انکو پیار سے ہسی کہ کچا کچا تو ازل دفعہ کے پکار نیسے وہ خبر نہیں ہوئیں کہ مجھے کس نے پکارا ہے۔ جب مان نے دوبارہ ہسی کہ کچا آئیں پکارا تو وہ غصہ کا مونہ بنا کے کہنے لگیں کہ میں ہسی نہیں۔ میں پرسیس وائل (ایسی شہزادی جو بادشاہ کے مان پلوٹھی کی پیدا ہو) ہوں۔ تین برس کی عمر میں فرانسیسی زبان فر فر بولتی تھیں۔ ایک دن ایک کتاب کے پڑھنے میں ایک ملازمہ حاج ہوئی تو اسکو اتار سے پرے ہٹا کر صاف فرانسیسی زبان میں کہا کہ میرے پڑھنے میں مغل نہ ہو۔

ملکہ منظمہ نے شاہ الجبیم کو لکھا کہ میری ہسی نے ایک مشکل فرانسیسی یاد کر لیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ میرے پاؤں کے نیچے تصویر خود بخود اپنے تین کھول رہی ہے۔ ایک دن وہ اپنے چھوٹے سے شوپر سوار چلی جا رہی تھیں اور انکے سامنے سے ہو کر گاتین بھیڑیں گزرتی تھیں تو اس محل پر انہوں نے وہ فرانسیسی شعر پڑھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا بلا کی وہ مضمون غم تھیں لیڈی بلوم فیلڈ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ میں اور وہ ملکہ منظمہ کے ساتھ سواری میں جاتے تھے کہ ہنسنے لڑنے باتیں کرنے میں بے اعتنائی کی۔ اور وٹسے باتیں کرنے لگے تو انہوں نے کہا کہ یہاں درختوں میں بلی ہے۔ ہم سب انکی طرف متوجہ ہوئے تو جلدی سے کہا کہ حضرت علیا کی زیارت کے لیے بلی چلی آتی ہے۔ اس نوعری میں انکی قوت تخیل کی قدرت کو دیکھئے کہ اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کیا دور کی سوچی ہے۔ گاڑی میں چلتے چلتے ادھر ادھر دیکھ کر لیڈی ڈن مورمر سے کہا کہ مجھے پھولوں سمیت بھائی لادو۔ لیڈی نے کہا کہ سواری ایسی تیز رہے کہ میں وہ نہیں لاسکتی۔ تو انہوں نے کہا کہ انکے پاس کی بیٹی ہوئی لڑکیوں سے منگادو۔

اس شوخی طبع کو دیکھئے کہ ملکہ منظمہ کا قیام وندسر میں تھا محل میں ایک نہایت معزز ڈاکٹر برٹن

آتے تھے۔ بے تکلفی کی وجہ سے عالیجناب انکو بزدل کہہ کر مخاطب ہوتے۔ شہزادہ بھی باپ کی طرح ان کا نام بزدل لیکر باتیں کرنی شروع کیں۔ ملکہ معظمہ نے یہ سن کر انکو منع کیا کہ ڈاکٹر صاحب سے اس طرح نہ مخاطب ہو کرو۔ اگر پھر ایسا کرو گے تو مجھ سے بہن خواب گاہ میں یہی حدیثے جاؤ گے جب دوسرے دن صبح کو ملکہ معظمہ کے روبرو ڈاکٹر صاحب آئے تو شہزادہ نے انکو بزدل کہہ کر گڑبگڑ کیا۔ اس پر ملکہ معظمہ نے اپنی آنکھیں دکھائیں تو وہ کھڑی ہوئیں اور کہا کہ بزدل گڈنائٹ بین سونے جاتی ہوں اور خواب گاہ میں خود چلی گئیں تاکہ یہ نہ معلوم ہو کہ وہ سنا یا ہوتی ہیں۔

دسویں سال کے آخر میں ملکہ معظمہ سے آٹھ انڈین چھپی والی وائوم ملے آئے جن میں پانچ سردار اور دو عورتیں اور ایک چھوٹی لڑکی تھی۔ اور ایک وحشی اور ساتھ تھا۔ مسٹر کالٹن انکے ساتھ ترجمان تھے۔ ان میں سے ایک سردار نے پیچ دی کہ ہمارا اتنا ہم کو ایک بڑے تال (بحر اظہان) سے بخیر و عافیت پارا تار کر کہنے اپنی مادر کلان (ملکہ معظمہ) دیکھیں۔ جبکہ دیکھنے کی مدتوں سے ہم کو لو لگی ہوئی تھی۔ ہم نے انگلستان میں ہر چیز کو اپنی امید سے بہت بڑا دیکھا۔ ونگ دام (بڈنسر) کے دیکھنے سے ہم بہت خوش ہوئے وہ بہت ہی عظیم الشان زمین المکان ہے۔ ہم اپنے وطن کو بڑے خوش خوش جائیں گے۔ ہم اپنے ہمارا تمام کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کھانے پینے کو خاطر خواہ ہے۔ نقطہ

عالیجناب نے ان سب مہمانوں سے ہاتھ ملائے۔ وہ انگریزوں کی طرف سے لڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ بڑے سنجیدہ اور باوقار معلوم ہوتے تھے۔ ان کے سروں پر کھالین بطور پردہ لگی ہوئی تھیں اور ایک سردار کے پاس چھوٹا سا درپن بھی تھا۔ یہ سردار دو دفعہ جنگی نالچ ناپے جنگو ملکہ معظمہ دیکھ کر متحیر و سرور ہوئیں۔

۵۔ جنوری ۱۸۵۷ء کو حضرت علیا گارڈی بین سوار جاتی تھیں کہ کوچبان غلطی سے گاڑی کو ایسی جگہ لے گیا کہ اسکا پیسہ خندق میں چلا گیا۔ جس سے گاڑی الٹ گئی۔ کوچبان نیچے گر کر اسٹیل آرتھ فوٹ نے حضرت علیا کو بال بال پچالیا۔ ملکہ معظمہ نے ان آدمیوں کو انعام دیا جنہوں نے گاڑی کا پیسہ خندق سے نکالا۔

۲۹۔ جنوری ۱۸۵۷ء کو عالیجناب کے والد سیمکس کو برگ کے پاس ساتھ برس کی عمر میں

عبداللہ علیہ السلام کی مائتات

۱۸۵۷ء میں ایک حادثہ ہوا کہ ایک شخص نے

پیغام اجل آیا۔ انکے دونوں بیٹے اُن سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ اُن کا مرنا دونوں بھائیوں کے لئے ایک صدمہ جانکا تھا۔ خاصکر عالجیاب کے لئے اس واسطے کہ انگلیس نڈین لوگ اسے نا آشنا رہتے تھے کہ کوئی اُنکا اس بیچ میں غم نہ بنائے والا نہ تھا۔ ہاں ملکہ منظمہ کو انگلی۔ برابر غم پر مجازی کے مرنے کا تھا۔ ہم۔ فروری کو عالجیاب نے سٹوک سیر کو خط لکھا کہ خدا ہکو ایسی طاقت دے کہ ہم اس لڑکے والہ کے متحمل ہو سکیں۔ مجھے بڑا سخت بیچ یہ ہے کہ باپ کی صورت مرنے پہ نہ نہیں دیکھی۔ نہ میں نے انکی آنکھیں اُس وقت بند کیں۔ نہ میں اُس وقت موجود تھا۔ کہ پس ماندوں کو میں تشفی دیتا۔ اور وہ مجھے تشفی دیتے۔ یہاں ہم دونوں میان بی بی بیٹھے اُنکے لئے روتے ہیں۔ اور بہت آدمی ہمارے گرد ہکو غمزدہ دیکھتے ہیں۔ مگر اُنکا دل ہماری غمخواری کیلئے پتھر ہے۔ اگر اس وقت کوئی سچا ہمدرد و دل سوز دوست پاس ہو تو وہ لکڑ بڑی تسکین ہو۔ اگر آپ اس مصیبت کے وقت میں آسکیں تو تشریف لائے میں آپ کے اس یقین میں شریک ہوں کہ میرے باپ کا بڑھاپا ناخوش و غمزدہ ہوتا۔ میرا ایمان بھی ایسا مضبوط نہیں تھا کہ میں یہ یقین کرتا کہ خدائے تعالیٰ ہمارے سب کام ہمارے فائدوں کے لئے کرتا ہے معلوم نہیں کہ انکے زیادہ جینے سے کیا ہوتا۔ اس سے کچھ تسکین ہوتی ہے۔ طوفان نے اصل فائدے کو توڑ ڈالا۔ اسکی ڈالیان تیا میں پھیلی ہوئی پر گندہ ہیں وہ جدا جدا اپنی جڑیں جاسکتی ہیں۔ میری محبت الفت ان سب کو اکٹھا رکھیلی۔ ہمارے لئے وحقیقت دنیا میں سچی خوشی نہیں۔ افسوس ہے ہر روز کا تجربہ بالجبر دکھانا ہے کہ آدمی کیسے شرمین۔ وہ سارے ہتان دانتر جو خیال میں آسکتے ہیں ہمارے لئے خاصکر میرے لئے جمع کرتے ہیں۔ اگرچہ میری پاک نیت و بزرگ مقاصد کی انکی ان حملوں کی زد سے مجھے اونچا اٹھائے رکھتی ہے۔ مگر پھر بھی ان کی غلط بیانیوں سے میری دل آزاری ہوتی ہے میری عزیز جان بی بی۔ تنہائی اور میرا بیچ انکی دلخاشی کر رہا ہے۔ آپ آئے۔ اس وقت آنسوؤں نے مجھے اندھا کر رکھا ہے۔ ایسے عریفہ نیاز کی بدخطی کا قصور معاف ہو۔ حضرت علیا کہتی ہیں کہ میں انکے لئے ہر چیز ہوں۔ اگر میں ایسا ہو سکتا تو مجھے بڑی خوشی ہے۔ لیکن میں اپنے حال میں ایسا بد حال ہو رہا ہوں کہ کسی کام کا نہیں رہا۔ عالجیاب اس اپنے بیچ والہ میں حضرت علیا سے بڑی تسکین پاتے تھے۔ وہ ایک اپنے عزیز کو لگتے ہیں کہ حضرت علیا نے میرے بیچ والہ کو بہت بتایا۔ وہ میرے لئے تسکین کا فرشتہ ہیں۔ وہی میری حیات کا سرچشمہ و مدار ہیں۔ ہمہ میں اور ان میں وہ کچا لگتے ہیں کہ

کسی چیز کی آرزو باقی نہیں رہی۔ میری اور انکی روحیں ایک ہو گئی ہیں۔

باپ کے مرنے کے بعد عالیجناب کو اپنے وطن کو برگ جانیں ضرورت اس سبب تھی کہ اپنے
 بھائی کو جکے ہاتھ میں ابھی عنان حکومت آئی تھی۔ ہدایتیں کریں۔ شادی کے بعد ملک منظر سے عالی
 جناب ایک دن کو جدا نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے انکی جدائی آنکھوں پہلا معلوم ہوتی تھی۔ مگر انہوں نے اس وقت
 یہ سچ گوارا کیا۔ اور شوہر پر اپنے وطن جانیکا تقاضا کیا۔ ۲۸۔ پانچ سالہ عہد کو وہ انگلینڈ سے روانہ ہو
 دو سر دن لیڈی لٹن ٹن قصر بکنگھم سے لکھتی ہیں کہ ملک منظر ایسا انہوں میں کہ ساری بیبیاں اُن کی
 نقل اتار کر لیں۔ وہ اپنے شوہر کے سفر سے ایسی متاثر ہوئیں کہ انکی صورت مصیبت زوون کی سی
 معلوم ہونے لگی۔ وہ خود غرض نہیں۔ انہوں نے خود خاوند کے جانیکے لیے ہمت بندھوائی بھیت
 کے وقت وہ بڑے پیار سے لہیں۔ اب وہ اُنکے انتظار میں گھر ڈان گن رہی ہیں۔ اس مہاجرت میں
 میان بی بی کے درمیان خط و کتابت بڑے شوق و محبت کی ہوئی ہے۔ عالیجناب ہی صرف اس بات
 کو جانتے تھے کہ میرے فراق کے سبب میری عاشق زار بی بی کا دل تباہ کی طرح گھلا جاتا ہو۔ میں
 اسکو کسی طرح خوش نہیں کر سکتا۔ جدائی کا پہلا ہی دن تھا کہ انہوں نے ڈور سے یہ خط لکھا +

۱۔ چچاری بھی۔ میں جیوقت یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں اسوقت آپ لچ کھانے بیٹھی ہونگی۔ اور جس جگہ میں کل بیٹھا تھا وہ خالی دیکھ رہی ہونگی۔ مگر مجھے امید ہے کہ آپ کے دل میں میری جگہ خالی نہ ہوگی۔ جہاں میں مجھ میں اور آپ میں ظاہری پھر ہے مگر دل میں جو مل ہے۔ میں آپ سے ہمت کرنا ہوں کہ آپ صبر سے اپنے دل کو سنبھالے رکھیں اور جہاں تک ہو سکے انکو اور کاموں میں مشغول رکھیں۔

اِس خط کی تحریر کے وقت جہانی کے دنوں میں سے آدھا دن گزر گیا اور آپ کے پاس خط کی رسید کے وقت تک ایک پورا دن گزر جائے گا۔ جب تیرہ دن اور گزر جائیں گے تو آپ سے انگریز پر گئے بلون کاٹا۔
نصر بنگلہم میں عالی جناب کے جانے سے دو روز پہلے ملکہ بلجیم آگئی تھیں کہ ملکہ منظر کا دل تنہائی میں
بہلائیں۔ اس طرح کو گو تھا میں عالیجناب پہنچے۔ بھائی۔ سوتیلی ماں۔ سوتیلی نانی اور اور ششہ دار
سے ملکر عرض ہوئے۔ اُس وقت اُنکے بھائی نے اپنی تحریر کے اندر اُنکے حال کی تصویر بنائی ہے
جو نیچے لکھی جاتی ہے۔

جب اس زمانہ کے آدمی مرجانیٹکے تو شہزادہ البرٹ کو کون جانتا گا کہ وہ کیا تھا؟ ان کے
خطوں اور سپیچوں اور مجسمہ ریدن سے جو شخص اٹکا حال اخذ کر کے لکھے گا۔ وہ اُنکے خاص وضع کے بزرگ
کاموں کا ذکر کرے گا۔ اور اُسوقت قطعی شہادت سے بھی استنباط کر کے کوئی شخص صحت کے ساتھ
یہ نہیں خیال کر سکتا کہ اُسکی طبیعت میں کونسی متضاد صفات ہم پہلو ہوتی تھیں۔ اور اُسکے دل میں
کونسے متناقض خیالات آپس میں جنگ کیا کرتے تھے۔ اُسکی پسندیدہ ملازمت کے ساتھ ورثت بخت
چینی اس طرح تو اُم تھی کہ علم روحانی کا ایک معامرتب ہوتا تھا۔ اسکی وہ محبت جس پر وہ دل و جان سے
قربان ہوتا تھا سو ذی سر و مہری سے بد بھائی تھی جلیل القدر عالی مرتبت آدمیوں کی پیچھے جو غر فاک تر
و تحریص انسان کے ذلیل و حقیر سمجھنے کی لگی ہوئی ہیں۔ اسکی سرحدوں پر وہ آجاتا تھا۔ لیکن میں نے
اپنی زندگی میں کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا کہ اُسکی برابر انسان کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہو۔ اُسکی روح میں
اہل جہان کی وہ دوستی کام کرتی تھی جو بالکل مستحسن شریف ہے۔ اُسکو ہمیشہ آدمیوں کے راحت و آرام
پہنچانے کا خیال رہتا تھا۔ مگر وہ خاص آدمیوں کے ساتھ ہمدردی بھی کرتا تھا۔ اسپین دکاوت و مظنی فہم
کے جوہر تھے۔ وہ اور بڑے بڑے آدمیوں کی راپوں اور کاموں کی پسے بیدرد و ورثت و لائل سے بیجا
اڑا دیتا تھا۔ اسکا دل افزون باجہ تھا۔ جس میں سارے سر عقل اور دانش سے بہرے ہوئے تھے۔ سب
کی لئے ایک تھی۔ اگرچہ وہ پوری کس (سیاسیہ) و اثرش سائنس میں نکتہ چینی و عیب جوئی بے رحمی
کرتا تھا۔ لیکن پھر بھی اُسکا کوئی دوست جو اس کو اُسی طرح جانتا ہوگا ایسا نہوگا کہ وہ نہ سمجھتا ہو کہ وہ شاہ
ذمانت و دکاوت سے خوب غور و فکر کر کے اپنی رائے قائم کرتا تھا۔ ورنہ امین باتوں سے نفرت کرنا
اور جھوٹ کی حقارت کرنا اسکی جبلی خصلت تھی۔ وہ رواجی باتوں کی تقلید کا پابند نہ تھا۔ اسکی رائے آگے
اور آدمیوں کی رائے اور افعال کا ضعف بہت جلد ظاہر ہو جاتا تھا۔ ہمیشہ اُسکی انسان کی زندگانی کے
معاملات سے جنگ جہل رہتی تھی۔ وہ اسکے نتائج نکالنے میں خود رائے اور شدید رائے تھا۔ وہ ذہنی
اور عقلی مسائل میں متفرق رہتا تھا۔ اسلئے اسکے دوامی مقاصد میں خوش باشی و عیش بانی کم ہو گئی
تھی۔ میں اس رائے سے خائف ہوں کہ میرے بھائی کی طبیعت کی قدرتی شرافت اگر یزیدوں کی طرح رہنے
کے خیال کے غالب میں ڈھل کر پرمردہ ہو گئی تھی۔ مگر بادشاہ لیوپولڈ کے خط میں یہ ایک فقرہ موجود ہے
کہ انگلش میں ڈانگریز نہیں جانتا کہ خوش طبعی کے معنے کیا ہیں۔ جب ایک ہنسنا ہے تو دوسرا اُس کا

ہم شہر چل کر خاک ہو جاتا ہے۔ تہو مارو عید و خوشی کے دن بھی اسکو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر تکلیف میں تخفیف ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ تیو مار اچھی طرح ہو گیا۔ گویا تیو مار بھی کوئی مشکل کام تھا جو سر انجام ہو گیا۔ امریکیہ میں انگریزوں کا حال انگلستان سے بدتر ہے کہ شافو نادہی کوئی خوش طبع آدمی ہوتا ہو گا۔ انسان کی زندگی کے ایک حصہ کا یہ مقصد ہونا چاہیے کہ وہ اس نعمت الہی سے محروم ہو کر بے ضرورت ناخوشی میں زندگی نہ بسر کرے ۛ

اس مضمون کا کاتب ایک اجنبی ملک کا رہنے والا انگریزوں کے خصائل سے ناواقف تھا اس سبب اسے مضمون کے بعض حصے اپنی ناظمی کے باعث سے غلط لکھے ہیں۔ مدت گزری کہ پہلے ایک حکیم لکھ گیا ہے کہ انگریز اپنی زندگی کو غمزدگی کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ مگر انگریز تو ایسے خوش پسند ہیں کہ انہوں نے اپنے ملک ہی کا نام خوش باش انگلیک نڈ رکھا ہے ۛ

عالم جناب جرمن میں زیادہ دنوں ٹھیرے نہیں۔ ۱۱۔ اپریل ۱۸۸۴ء کو واپس ایشورف گئے وہ خود اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ میں اس تاریخ ۛ بجے واپس آیا۔ اور سب اپنے اہل عیال کو خوش پایا۔ جناب ملکہ مظہر نے بھی اپنے روزنامہ میں ہی حال لکھا ہے ۛ

حضرت علیا نے اپنے گہر میں یہ اصلاح خیر کے لئے کی کہ مختلف کارخانوں میں جو بہت سی روٹیاں کھانیسے بچ رہتی تھیں۔ اور ان پناپ سناپ بکیتی تھیں انکی فروخت کو بند کر دیا۔ اور حکم دیدیا کہ کوئلے کے خیرات خانوں میں وہ بھیج دی جایا کریں۔ ملکہ مظہر کے باورچی خانہ کا چرخ شامانہ فیاضی کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کے چولہوں میں کہی اگ نہ بھیتی تھی۔ بخت نصر بادشاہ کی بھٹیوں کی طرح وہ ہمیشہ روشن رہتے تھے۔ تیس بڑے بڑے ہار پے گوشت کے بھونے جاتے تھے۔ مری صاحب کہتے ہیں کہ آخر سال میں ڈٹروں میں ایک لاکھ مہافون نے کھانا کھا یا۔ اس میں تو مبالغہ معلوم ہوتا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ہالوں اور سپروں کے سوائے دسترخوان شاہی پر کھانے کے لئے جتنے منہ چلتے تھے ان کی صحیح فہرست روزمرہ کے لئے بنا کرتی تھی ۛ

عالم جناب کے انگلیک نڈ سے جانیکے بدہی مخترب حضرت علیا کی سالگرہ ہونیوالی تھی۔ زمین نڈوئے کیلئے عالم جناب نے دو تصویریں بنوائیں۔ ایک تصویر فرشتوں کی۔ دوسری اپنی۔ کلیرنٹ میں سالگرہ کے دن یہ تصویریں دونوں نڈ زمین دی گئیں۔ ایک تصویر عالم جناب کے پورے قد کی تھی

خانہ داری کی اصلاحیں

سالگرہ کیلئے تصویریں

جس میں درہ بکتر لگا ہوا تھا۔ ایسی تصویر بننے کی خواستگار ملکہ معظمہ بہت مدت سے تھیں اس کو دیکھ کر انہوں نے بہت خوش ہو کر یہ منسرایا کہ وہ میرے شوہر کی پہلی صورت سے ایسی مشابہ ہے کہ کوئی اور تصویر نہیں۔ فرشتوں کی تصویر کی طرز قدیم زمانہ کی تھی۔ اس میں فرشتے فیروز برکت اور صحت کو تقسیم کر رہے تھے۔

اس وقت قصر بکنت گم میں شاہ سیکن کے آنے کی امید تھی۔ سو وہ کم جون مسلمانہ کو لایا اور صرف دو روز پہلے ملکہ معظمہ اور عالی جناب نے جب یہ خبر سنی کہ شہنشاہ روس انکی ملاقات کے لئے چلا آتا ہے۔ تو انکو حیرت ہوئی۔ اور وہ اُسکے انتظار میں ہر وقت چشم برہا رہنے لگے۔ وہ پہلی جون کی رات کو لایا۔ اور اپنے سفیر کے مکان میں فوکش ہوا۔ دوسری جون کو عالیجناب البرٹ سفیر روس مکان پر گئے۔ زمین کے اوپر یہ دونوں حلیل القدر والا شان آپس میں ملکر بڑے خوش ہوئے۔ اور روس نے اپنے دونوں ہاتھ شہزادہ البرٹ کے گلے میں ڈال کر بڑے پیار و اخلاص سے گلے لگایا۔ شہزادہ بھی بڑی تنظیم سے تسلیم کو در نش بجالایا۔ شہنشاہ نے اپنی آنے کی اطلاع بہت ہی کم دنوں پہلے سے دی تھی اسلئے اُسکے استقبال کا سامان یہاں کچھ نہیں کیا گیا تھا۔ جب وہ لایا تو ملکہ معظمہ نے بڑی آرزو کے ساتھ اُس سے یہ درخواست کی کہ وہ قصر بکنت گم میں قیام فرماوے۔ وہ عالیجناب کے ساتھ قصر میں آیا مگر رات کو پھر اپنے سفیر کے مکان پر چلا گیا۔ اور اُن کمرون میں جو قصر میں اس کے لئے آراستہ کیے گئے تھے نہ رہا۔ مگر تیسری جون کو شہزادہ البرٹ اسکو وڈسٹر میں جہاں ملکہ معظمہ تشریف رکھتی تھیں لے آیا۔ مدت ہوئی کہ جب زار روس گرینڈ ڈیوک تھا تو انگلستان میں سیر کرنے آیا تھا۔ اس وقت یہاں آئیسے اسکا مطلب یہ تھا کہ ٹکی کے باب میں انگلستان کی نیت کو دریافت کرے کہ کیا ہے۔ جب سے کہ روس کی سلطنت صاحب صولت و شوکت ہوئی تھی۔ اسکا ترکی پر دانت تھا کہ اسکو کھا کر مضیم کرنے یہ اُسکی الو العزمی اور مصلحت ملکی تھی کہ ہجر میڈیٹرینین کے عظیم بندر گاہوں پر قبضہ کرے اور اُس کے ساتھ یہ نہ ہی خیال بھی تھا کہ قسطنطنیہ سے مسلمانوں کو خارج کر کے عیسائیوں کو تعویذ دے دیں اور بھی مشابہ نہیں کہ نکولاس زار روس یہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ اگر وہ سلطنت عثمانیہ پر حملہ کرے تو اُس صورت میں انگلستان غالباً کس کی طرف ہوگا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ اُس نے یہ کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ ترکوں کی زمین کا ایک چپہ کے برابر بھی قبضہ میں لاؤں مگر مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی دوسری سلطنت

انگلینڈ میں ملکہ معظمہ کی ملاقات کیلئے مسکین شہنشاہ روس کا آقا۔

بھی اسکی ایک پنج پر قبضہ کرے۔ اس میں دوسری سلطنت کا اشارہ فرانسز کی طرف تھا جو محمد علی خاں مصر کی حمایت کر رہا تھا۔ اس کہنے سے غرض یہ تھی کہ انگلستان سمجھ جائے کہ مصر میں فرانس سوت انداز میں کر کے یہ چاہتا ہے کہ ہندوستان جانیکار استہ انگریزوں کا بند ہو جائے۔ اس کا بڑا مطلب یہ تھا کہ سلطنت عثمانیہ کے تباہ کرنے میں انگلستان کو اپنا حامی بنائے۔ مگر انگلستان پر یہ ایسا اعتماد نہیں کرتا تھا کہ وہ اس اپنے سارے منصوبے کو صاف صاف بیان کرتا۔ اس کے سوالوں کے جواب عالیجناب و سر روبرٹ پیل۔ اور لارڈ ایرڈین نے بڑے سچ بچار کر کے خرم و احتیاط سے دیئے زار روس عالیجناب کی حاضر جوابی سے ایسا متحیر ہوا کہ اُس نے لارڈ ایرڈین سے کہا کہ کاش یہ شہنشاہ میرا بیٹا ہوتا۔ اُس نے عالیجناب سے کہا کہ امید ہے ہم اور تم دونوں میدان جنگ میں ایک ہی طرف ہوں گے۔ اسکا یہ جواب کہ سرے سے میدان جنگ ہی نہ ہوئے۔ اُنکے منہ سے نکلتے نکلتے اس سے یہ گویا کہ اس کہنے میں زار روس کی سادی پولیسی کی خاترت ہوتی ہے۔

شہنشاہ روس کی عجیب عادت سیدھی سادی اور اپنے اور پر سختی اٹھانے کی تھیں۔ زمین پر عمر بھر وہ سویا۔ ایک چمڑے کا تھیلہ اٹھانے کی گھانٹا پہننے سے ہر اجاتا تھا۔ اور وہ کمپے بچھونے پر بچھایا جاتا۔ اُس پر وہ سوتا۔ کبھی اس طرح کے سونیکو ترک نہیں کیا۔ ہر منزل میں یہ تھیلہ ساتھ چلتا جب غیر سلطنتوں کے بادشاہوں سے ملنے جاتا تو بھی وہ اسی طرح سوتا۔ اُسے شاہ سیکسن اور پرنس البرٹ سے یہ کہا کہ جب لوگ سیکر سائے کیے جاتے ہیں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اور شام کے لباس پہننے سے تو میں اپنے تئیں ہینگم جاننے لگتا ہوں۔ لباس پہننے کی عادت مجھے ایسی ہو گئی ہے کہ اُسکے بغیر مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے میری کھال اتار لی ہے۔ وہ کورٹ میں بھی سپاہیانہ لباس پہنے آتا۔ اور اُسکے پہننے کی معذرت بڑے اخلاق سے کرتا ہے۔

ملکہ مظہر کے دل پر اس مہمان کی صورت و سیرت کا جو نقشہ جا اُسکو وہ اپنے مامون شاہ کیو پولڈ کو ۱۱ جون کے خط میں یہ لکھتی ہیں کہ زار روس کے باب میں میری اور البرٹ کی رائے میں ایک بین میں اس ملاقات کے برخلاف تھی۔ مجھے اندیشہ تھا کہ اس سے کوئی تملکہ نہ پڑ جائے ابتدا میں شہنشاہ کے پسند کرنے کا خیال میرے دلیں نہ تھا۔ مگر ایک گھر میں رہنے سننے اور خلا ملا ہونے سے میں نے زار روس کو چاہنا کہ وہ کیا ہے اور زار روس مجھے پہچانا کہ میں کیا ہوں۔ مجھے البرٹ کا کہنا سچ معلوم ہوا

کہ ایسی ملاقاتوں کا فائدہ یہ ہے کہ میں عالی شان آدمیوں کی فقط صورت ہی نہ دیکھوں گی بلکہ ان کی سیرت بھی پہچان لوں گی۔ زار روس میں بہت سی صفات ایسی ہیں کہ میں انکے پسند کرنے میں اپنے تئیں روک نہیں سکتی۔ اسکی نیک صفات کو غور کر کے سمجھنا چاہیے۔ وہ یقینی ایک عجیب آدمی ہے، اسکی صورت کا جو بن اب تک چلا جاتا ہے۔ اسکی نیم رخ تصویر بڑی خوبصورت ہے۔ اسکے اوضاع و اطوار میں شان و شوکت معلوم ہوتی ہے۔ وہ ایسا بااخلاق ہے کہ لوگوں سے ایسی خوش اخلاقی سے ملتا کہ اُسے دیکھ کر ششدر ہو جاتے ہیں۔ اسکی آنکھوں میں درشتی اپنی روشنی دکھاتی ہے۔ میں اسکی آنکھیں کبھی نہیں دیکھیں۔ اسکی صورت دیکھنے سے میرے اور البرٹ کے دلیں یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ خوش نہیں رہتا۔ اسپر اپنی قوت اور علوم مرتب کا بار ایسا بھاری ہے کہ وہ اسکو گران معلوم ہوتا ہے اور تکلیف دیتا ہے۔ وہ بہت ہی کم مسکراتا ہے اور جب مسکراتا ہے تو خوش نہیں معلوم ہوتا۔ اسکے ساتھ آگے قدم بڑھانا نہایت آسان ہے۔ وہ اپنے فرائض کے اصول کا سخت پابند ہے۔ دنیا اور اسکی ادھر ہو جانے گردہ اپنے اصول سے نہیں ہٹتا۔ وہ ملکی اور جنگی معاملات سے تعلق خاطر رکھتا ہے اور آتش کے کاموں کی پروا نہیں کرتا۔ وہ بے ریا ہے اور اپنے مطلق العنان کاموں میں بھی بے ریا اور سچا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ فرمانروائی کا طریقہ صرف مطلق العنانی ہے۔ وہ ہم دونوں پر نہایت مہربان تھا۔ سرور برٹ پیل سے اسنے البرٹ کی بڑی شناختی کی۔ اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جرمین ہر شہزادہ میں البرٹ کی ہی عقل و لیاقت ہو۔

لیڈی لٹن ٹن اپنے خط میں لکھتی ہیں کہ دار کے چہرے میں کوئی عیب سوائے اسکے نہیں کہ اسکی پلکین نہ وہیں اور اسکی پچی پچی چمکدار آنکھوں میں ڈیڈن کے اوپر سفیدی ہے اسکے دیکھنے سے ڈر لگتا ہے۔

زار روس اور شاہ سیکسن ڈسٹر کو دیکھ کر بہت مخطوط ہوئے۔ زار روس نے کہا کہ میں اب تک کوئی کورٹ شاہی و ڈسٹر کی انگلیش کورٹ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اس میں ہر چیز اپنے مقام پر بے تکلف ایسے قرینے سے رکھی ہوئی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی سے اسکے لئے موزوں کی گئی ہے اس مطلق العنان شہنشاہ نے اپنی بہادرانہ اسپہ چون میں ملکہ مغلہ کی بڑی شناختی کی اور شہزادہ البرٹ کی بہت خوشدلی کے ساتھ تعریف کی۔ انھوں کو یاد کہ میں تین یا چار ہزار سپاہ کا معائنہ کیا

گو تو اعدائے انتظام میں بعض بدعنوانیاں ہونیں۔ مگر شہنشاہ نے پھر بھی اسکی ستائش کی کہ وہ
اچھا تھا۔ سپاہ بھی ہوتی بہت خوشنما نظر آتی تھی۔ ملکہ معظمہ شامانہ جلوس کے ساتھ موجود تھیں۔
ڈیوک ونگٹن اپنی پلٹن کے افسر نیکر ملکہ معظمہ اور شہنشاہ کی سلامی اُٹانے گئے۔ تو اس سپہ سالار
اکھن سال کے لیے چیز کی صدا پٹن ہو این گو بنے لگین۔ شہنشاہ نے ہاتھ ملائے گئے۔ جب ڈیوک نے
دیکھا کہ میرے لیے سب زیادہ چیز دیے جیسے ہیں تو ٹوپی اُتار کر بھاکہ یہ چیز میرے لیے نہیں راز کے
یہ دینے جاؤں تو لوگوں نے اُنکے فرانسیسی راز کو بڑی گرجی سے چیز دیے۔ ملکہ معظمہ تو پون کی اولاد
کی متعل نہیں ہو سکتی تھیں اسلئے ڈیوک نے حکم دیا کہ جیتک ملکہ یہاں تشریف فرما ہیں تو میں نہ چھوڑی
جاؤں مگر حکم اُٹا سہا گیا۔ ملکہ کے قریب تو پون کے خوب فیر ہوئے تو ڈیوک کو برا غصہ آیا۔ مگر ملکہ اور راز
روس نے جہاں تک ہو سکا اُنکے غصہ کو فرو کرنا چاہا۔ مگر وہ ایسے غصہ میں بہرے ہوئے تھے کہ اُنہوں
نے تو بچپن کو سپاہ سے پیچھے چلے جانیکا حکم دیدیا۔ راز روس کی رخصت ہو نیکا حال ملکہ معظمہ نے
یہ لکھا ہے کہ میں دسویں جون کو بائج بے سے پہلے اپنے بچوں کے ایک چھوٹے سے ڈرائنگ
روم میں راز روس سے ملنے گئی۔ کچھ دیر نہ لگی کہ راز روس آیا اور بچوں سے باتیں کرنے لگا۔ اسوقت
اُسکے دل پر رخصت ہو نیکا ایسا اثر تھا کہ چہرہ پر سے ساری درشتی اُتر گئی تھی۔ ٹھنڈے سانس بہر کر اُسے
بھاکہ اے میٹم (دیگم) میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں کہ میرا دل آپ کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔ آپ یقین کیجئے
کہ میں سب وقت آپ کا خیر خواہ تابع ملازم ہوں۔ خدا آپ کو برکت دے۔ پھر اُسے میرے ہاتھ پر ہوا
دیا اور اُسکو دہایا۔ میں نے اُسکا بوسہ لیا۔ میرے بچوں کو بڑی محبت سے پیار کیا۔ اور اُنکی بیٹیاں میں
اور یہ دعا دی کہ خدا بچوں کو برکت دے اور ان کو اُنکے درمیان خوش رکھے۔ جب وہ چلا تو میں اُسکے
ساتھ چلنے لگی تو اُسے بھاکہ آپ زیادہ چلنے کی تکلیف نہ فرماتیں۔ مجھے آپ اپنے کمرے میں بیٹھنے
تو وہاں میں آپکے آگے سجدہ کر دیا۔ مگر میں نے اُسکی یہ درخواست منظور نہیں کی۔ میں چند سیڑھیوں
سے اتری تھی کہ وہ مجھے نہایت محبت کے ساتھ رخصت ہوا۔ اُسکی اولاد کے دیٹی تھی کہ اس جدائی کا رنج
اُسکے دلمیں ہے۔ اُسے میرا ہاتھ چومنا اور ہم گلے ملے۔ جب میں سیڑھیوں پر سے اُسے دیکھنے لگی تو اُسے
اپنی گاڑی میں سے منع کیا کہ آپ یہاں نہ کھڑی رہیں۔ مگر میں اُسکو جب تک کھڑکی میں سے دیکھا کہ
کہ وہ البرٹ کے ساتھ دول چو کو روانہ ہوا۔

آئیر لینڈ کی حالت میں طامش روم منڈ انڈ سکرٹری کی حن لیاقت اور مستقل مزاجی کے سبب سے میلبرون کی گورنمنٹ کے زمانہ میں بہت ترقی ہو گئی تھی۔ اب تک شمال میں ویمان اور بچہ میں مجسٹریٹ تھے جو کیتھولک مذہب کے فرقہ پر ظلم کرتے اور ان کے حق میں نا انصافی کو انصاف سمجھتے۔ ڈرم منڈ نے بڑی کوشش کی کہ آئیر لینڈ کے کل حصوں میں صرف کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے درمیان ہی نہیں بلکہ زمینداروں اور کاشتکاروں کے درمیان بھی قانونی مساوات ہو جائے یعنی قانون کے لحاظ سے برابر ہو جائیں ۴

ایک اور بات اُسے یہ کی کہ آئیر لینڈ کے کیتھولک کو اپنا خیر خواہ بنالیا کہ او کو نیل نے کچھ ہتھیار عرصہ کیلئے غل چانا چھوڑ دیا کہ آئیر لینڈ کے کیتھولک اور انگریزوں کی پارلیمنٹ ایک ہنوجو لارڈ گری کی ذرا تھیں تھی۔ اہل آئیر لینڈ کی ایک ناراضا منڈی سیہ چینی ایسی تھی کہ جبکا بالکل مٹا ناہر گورنمنٹ کی قدرت سے باہر تھا۔ آئیر لینڈ میں آبادی اس قدر جلد زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ اُس کے ساتھ بہت اخلاص بڑھتا جاتا تھا۔ بعض زمینداروں نے یہ سمجھ کر کہ انکو لگان نہیں وصول ہوتا۔ اپنی اس مشکل کو یوں سہل کیا کہ ان کاشتکاروں کو انکی اراضی سے بیدخل کرنا شروع کیا جو لگان ادا نہیں کر سکتے تھے یا ادا کرتا نہیں چاہتے تھے۔ آئیر لینڈ میں غربا کی پرورش کا قانون نہ تھا کہ کاشتکار اپنی اراضی سے بیدخل ہو کر اُس قانون سے مستفید ہوتے۔ اسلئے وہ بھوکے مرنے لگے۔ مثل مشہور ہے کہ مرنے کا کیا نہ کرنا اُنہوں نے اپنا عوض یوں لیا کہ لوٹ مار دنگہ فساد مچانا اور زمینداروں کو قتل کرنا شروع کیا۔ ڈرم منڈ نے مجسٹریٹ کو ایک خط میں ہدایت کی کہ جیسے امکان زمین کو لگان لینے کا حق ہے۔ ایسا ہی یہ فرض ہو کہ کاشتکاروں کی پرورش اور غور پر ہمت کریں۔ زمیندار جو کاشتکاروں کے ساتھ سختی کرتے ہیں۔ اسی سے ساری بلاین آئیر لینڈ پر نازل ہوتی ہیں۔ اس سبب سے مجسٹریٹ ایسے غصے میں آئے کہ انہوں نے اس خط کو مدت تک دبائے رکھا۔ اسلئے میں پرورش غربا کا قانون پاس ہوا جس کے سبب سے بھوکے لنگھانوں کو روٹی ملنے کا آسرا ہوا۔ پھر ایک اور قانون دوپہی کا جاری ہوا۔ کہ زمینداروں سے دوپہی لیجائے اور کاشتکاروں سے نہ لی جائے۔ اسلئے آئیر لینڈ کے مصائب میں کمی ہو گئی ۵

اس وقت میں ملکہ مظہر کو بہ نسبت غیر ملکوں کے معاملات ایسا ہوش نہیں کرتے تھے جیسے آئیر لینڈ کے۔ اس ملک میں ایک ناراضی پھیل رہی تھی۔ اہل آئیر لینڈ یہ چاہتے تھے کہ انگریزوں اور آئیر لینڈ

کی پارلیمنٹ جو ایک ہو گئی ہو جسکو یونین کہتے تھے وہ منسوخ ہو جائے۔ ملکہ مظفرہ وہ مسالمت اور تحمل اور ان سب باتوں میں آہستہ مگر رکھے تھے جو نہ بپ اور قانون اراضی آئیر لینڈ پر موثر تھے۔ وہ بد نظمی اور جبر کی دہر وستی بھجوانے میں بڑا اصرار رکھتی تھیں۔ یونین کی منسوخی کے لینے جو اوہلا ہو رہی تھی اُسکو وہ انصاف نہیں جانتی تھیں اس معاملہ میں انکی بلند نامی پر نسبت و انانی کے زیادہ نمایاں ہوتی تھی۔ آئیر لینڈ کے لارڈ چیمسلر سر ایڈورڈ سگڈین نے اپنی چٹھی چھاپ دی جسکا مضمون یہ تھا کہ ملکہ مظفرہ نے بذات خود یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ یونین کو منسوخ ہونے دین (۱۸۴۳ء) منسوخی کے پیشوا کو کوئیل نے جو ملکہ مظفرہ کی شناختی میں بڑے جری اور دلیر تھے اوپر کے بیان کو روک دیا۔ پیل نے بہ نرمی سگڈین کو ڈانٹا۔ لیکن سچ نے اسپر زور ڈال کر یہ کہہ دیا کہ ملکہ مظفرہ جہاں تک انکا بس چلتا ہو یونین کو قائم رکھیں گی۔ وہ دونوں ملکوں کے درمیان رشتہ مندی کی ایک بندش ہے۔ تاہم مرگ انکی یہی تمنا ہے۔

ملکہ مظفرہ کو اس سے بھی تردد پیدا ہوا کہ آئیر لینڈ کی نسبت پارلیمنٹ میں اوپ پوزیشن (مقابلہ) کی پوسی مزاحم ہوتی تھی۔ انہوں نے ۱۵ اگست کو پیل کو غصہ میں آنکر لکھا کہ کام کی ترتیب و نظم میں مہربانی کی قلت بڑی فراموشی کرتی ہو مجھے امید ہے کہ آپ سب طرح سے کوششیں کریں گے جو مائلایم طریقہ چل رہا ہے اُسکو بالکل غم کر دین گے۔ اور جو اشرف اس طریقہ پر چل رہے ہیں ان کی یہ امداد نہیں ملے گی کہ وہ اپنے رویہ پر چلے جائیں۔

جس مہینے میں زار روس آیا تھا اُس میں ۱۴ جون کو شکر کے محصول بڑھانے میں گورنمنٹ کو شکست ہو چکی تھی۔ اور آزادی تجارت کی بنیاد پڑتی جاتی تھی۔ گو یہ اقدام بظاہر کامیاب ہو س میں نہ تھی پیل کا یہ چاہنا کہ درآمد برآمد مال پر محصول موقوف نہ ہو چلتا ہیہ نظر نہیں آتا تھا اسنے پہلے سے سوچ لیا کہ اگر اس باب میں اپنی راہ بدلون کا تو بہت میرے ساتھی مجھے منحرف ہو جائیں گے۔ اسلئے اُننے اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جسکو سنکر ملکہ مظفرہ بھی ششدر و حیران ہو گئیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ اس دفعہ استفادہ کا نتیجہ کیا پیدا ہو گا۔ مگر بڑی خوشی کی بات یہ تھی کہ چار روز کے بعد پیل کے لینے ایک ووٹ کو نقد فضل (اعتماد) حاصل ہو گیا۔ اسلئے یہ بُرا وقت سر پر آیا ہوا ٹل گیا۔ ۱۸ جولائی کو ملکہ مظفرہ نے اپنی نسکین نشنی کو تحریر کیا۔ انہوں نے کہا کہ شیب گزشتہ ہر شخص کو یہ خیال تھا کہ گورنمنٹ پٹ جائیگی۔ اسلئے یہ حیرت غیر متوقع اور خوش کرنیوالی تھی۔

پیل کی شکست و آئیر لینڈ کی یونین اور ملکہ مظفرہ

ملکہ مظفرہ اور پارلیمنٹ کی زوجیت

پیل کا استفادہ کرنے کی دیکھ کر

بادشاہ جو ملاقات کو آئے اور انکی بڑی مہمان نوازی کی گئی۔ بادجو اس کے غیر ملکی کے معاملہ
ملکہ مظفر کے مطمئن قلب ہونے پر غلغلہ انداز ہوئے۔ انگلش اور فرینچ کے درمیان جو محاسدہ ہو رہی تھی
ہو۔ مگر وہ اس سبب سے نہیں مودوم ہو سکتی کہ دونوں سلطنتوں کو رٹوں میں نہایت ہو۔ ۱۸۴۳ء کے موسم
خیزان میں فرینچ کے اہلکاروں نے انگلش کو تسلیم جالبج پری چارٹو کی جزیرہ ٹیپٹی میں جو ابھی فرانسیسیوں
کے قبضہ میں آیا تھا۔ بہت بڑی طرح وارات کی جس کے سبب انگلینڈ میں عوام کو فرانس پر بڑا غصہ آیا۔ ملکہ
مظفر اور انکی گورنمنٹ کو ایک دفعہ یہ تردد پیدا ہوا کہ اب دونوں میں لڑائی ہوتی ہو۔ اس پر ہر طرف غلجی
میں ملکہ مظفر کے بیٹا پیدا ہوا۔

۶۔ اگست ۱۸۴۳ء کو وڈس کریسل میں ملکہ مظفر کے بیٹا پیدا ہوا۔ ایسے جلد پیدا ہونے کی
توقع نہ تھی۔ ولادت سے تین گھنٹے پہلے ملکہ مظفر نے مختلف بلوں کے پاس ہونیکے کمیشن پر شاہی
منظوری کے دستخط کیے تھے۔ ولادت پر چالیس منٹ گزرے تھے کہ اسکی خبر اخبار ٹائمز میں مشتر
ہو گئی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ ملک میں تائید رتی کے لگ جانیکے سبب سے اس ولادت کی خبر کل ملک میں ایسی پہنچ
گئی جیسے تیرج ہو تا تھا۔ ۶۔ ستمبر کو شہزادہ کو صطبغ دیا گیا۔ افرڈ آئرلینڈ البرٹ نام رکھا گیا۔ بعد
اسکے اسکا نام ڈیوک اڈن برگ رکھا گیا۔ یہی نام زیادہ تر مشہور ہوا اسکے دھرم مان پاپوں میں شاہ پرو
دشمن شاہ جس میں بھی تھا جو ملکہ مظفر سے ملنے بیان آیا تھا۔ لیڈی بلوم فیلڈ لکھتی ہیں کہ یہ لڑکا بڑا پیارا
موٹا تازہ توانا تندرست تھا اسکی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ بال سیاہی مائل تھے۔

یہ گپ تھی کہ شہزادہ کا نام جو شہر ولادت میں چھ ہفتہ تک نہیں لکھا گیا۔ اس پر ملکہ مظفر نے صاحب شہزادہ
پر ساترے سات شلنگ جرمنا کیا۔

کتوں کی تعریف میں تو شہزادے نے نظم آرائی کی ہے اسلئے شہزادہ کے کتے کے مرنے کا
حال لکھنا کچھ معیوب نہیں۔ اسکے نوس شہزادے کے ایک کتے کا نام تھا جسے وہ بہت پیار کرتے
تھے۔ انکی چودہ برس کی عمر سے وہ ساتھ رہتا تھا۔ اسکی رفاقت پر گیارہ برس لگ چکے تھے۔ ان کے
ساتھ بڑی وفا داری اور محبت کرتا تھا۔ بیماری کے آثار بھی کچھ اُس پر ظاہر نہیں ہوتے تھے کہ وہ کتا دفعہ چمکا
اسکی لاش دفن کی گئی۔ اور اسکی قبر پر برنجی صورت اسکی لگائی گئی۔

۱۸۴۳ء کے موسم گرما میں ملکہ مظفر کا ارادہ آئر لینڈ جانے کا تھا۔ مگر وہ ان بد نظمی نے ایسے پانڈن پنا

فرینچ و غیر ملکیوں کے معاملات

شہزادہ الیڈا کا پیدا ہونا

پرنس البرٹ کے لئے کام

رکھے تھے کہ یہ ارادہ فسخ ہوا اور بجائے اسکے سکریٹ لیدر کی سیر کا غرض ہوا۔ ملکہ معظمہ اور عالیجناب نے بڑی شہزادی کو ساتھ لیا۔ اصنافی تین بچوں کو سمندر کے کنارے کی طرف بھیجا۔ ۹۔ ستمبر کو وینڈر سے سوار ہو کر دول چرچ مین وہ جہاز پر سوار ہوئے۔ اور بلٹر کیسل مین آٹھ اترے۔ عالیجناب کے یہاں شکار کیلئے کامیاب موقع خوب ملا تھا آیا۔ جبہ شکار کیلئے جاتے تو ملکہ معظمہ ان کے ساتھ جاتیں۔ یہاں وہ اپنا تھل دکھاتیں کہ جب قریب ہوتا ہے۔ لیڈی بلوم فیلڈ سے انہوں نے کہا کہ مین ایکٹن و گنٹھ تک پہنچاؤں اور جنگلوں میں چھپی ہوئی میٹھی رہی۔ اور منہ سے آواز اسلئے نہیں نکالی کہ کہیں ہرن اس کو سن کر جھاگ نہ جائیں۔ انہوں نے اپنے روزنامہ میں ایک دفعہ شکار کی یہ کیفیت لکھی ہے کہ مین اور لیڈی کینگ زمین پر بیٹھے ہوئے نقشہ کینچ رہے تھے۔ اور گھاس پر لیٹ کر دور بینوں سے دیکھ رہے تھے کہ ہکو معلوم ہوا کہ برب کوہ ہرنوں کا گھلہ آیا۔ اسی نچے بھی اتر آیا مگر دو آدمی جن کو شکار سے کچھ تعلق نہ تھا ایسے آگئے کہ ہرن اُن سے بھاگ گئے۔ بچارہ البرٹ پھر اہت۔ مگر گولی ایک بھی اس خیال سے نہیں چلائی کہ کہیں سارا کام نہ بگڑ جائے۔

بلیئر کیسل مین گو ملکہ معظمہ تھوڑی دیر ٹھہر مین مگر یہاں ڈیوک تھوڑے سے سترہ برس کے بعد ملاقات کے ہونے سے اُن کا دل بڑا خوش ہوا۔ ان کو یہاں کی ساری پرانی چیزیں اصبات مین یاد آئیں جن کا بیان اپنے روزنامہ میں خوب لکھا ہے۔ یہاں کے مناظر قدرت۔ آبشار۔ چھاڑ۔ سبز زار۔ چانور وغیرہ اپنے شوہر کے ساتھ پیدل چل کر خوب دیکھے۔

کمیون مین عورتوں کو کسیت کا شے ہونے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئیں۔ رعایا کے حالات دریافت کرنے میں بڑا دل لگاتیں۔ یہاں شہد۔ و سکی دو دوہ ملا کر ایک شہر بناتے ہیں اس کو شہر مزے لے لیکر پیتے ہیں۔ یہاں کی کل سیر میں دو حادثے واقع ہوئے۔ ایک یہ کہ انکی مصاحبین کی گاڑی کے گھوڑے بگڑے مگر اس سے کسی کو تکلیف نہیں ہوئی۔ جب ملکہ معظمہ نے پوچھا کہ کون سے گھوڑے بگڑے تو ان کو جواب دیا گیا۔ دو سپ گھوڑا بگڑا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا نام ہی ایسا تھا (دو سپ انگریزی مین بھر کو کہتے ہیں جس کا ڈنگ نام ہی کام ہے) دوسرا حادثہ اسی نہ تھا بلکہ بڑی تھا کہ ملکہ معظمہ سکریٹ لیدر کے چرچ مین نماز پڑھنے جاتیں جو عساکریوں کے دوسرے فرقہ کو ناگوار گزرتا ہے اور ایک منتعصبانہ بڑی تباہی تباہی جاری رہا۔ ملکہ معظمہ اور عالیجناب دونوں سوچ کے غمگین ہی اٹھتے۔ اور

صبح کی ہوا کھانے جاتے اور چھوٹی وکٹوریا کو چھوٹے سے ٹیو پر سوار کر کے لیجائے اور کبھی علیینا
 اسکو گودی میں لے کر چاروں کو دکھلاتے اور بتاتے کہ وہ کیا بین و باقیین کے مال پر بہت توجہ فرماتے
 اور انکے حق میں نیک کام کرتے صبح کو ڈیوڑھی جنگی باجر بجاتا تھا۔ اور ایک چشمہ کا ٹھنڈا پانی اور جنگلی
 پھولوں کا ایک گلہ سستا آتا تھا۔ ایک دن صبح کے سات بجے ایک عورت سادے کپڑے پہن ہوئے
 قلعہ سے باہر گئی۔ پھر والے نے اس پر کچھ خیال نہیں کیا۔ جب وہ فاصلہ پر چلی گئی تو ایک سپاہی نے پہچانا
 کہ وہ ملکہ معظمہ ہیں تو انکے بوڈی گارڈ کے سپاہی دوڑے مگر انہوں نے سب کو واپس کر دیا۔ کہا
 ارادہ تھا کہ اب شارب روٹ کر کجا کر دیکھیں۔ وہ گلین لانی اون کے لارڈ اور لیڈی کے مکان پر جو
 انہوں نے ٹھہر چکے لیے عاضی بنالیا تھا پہنچیں کہ انکو ساتھ لیکر جاتین مگر وہ ابھی سوتے تھے تو وہ اکیلی
 چلی گئیں۔ ابشار کو دیکھ کر واپس آئیں تو گھر کا راستہ ہولین کہیت کاٹنے والی عورتوں سے قلعہ کی
 راہ پر پھپھتیں کہ کوئی انکو قریب کا راستہ بتا دے کوئی انکو ہچاٹنا نہ تھا۔ ایک عورت نے انکو راستہ
 بتا دیا کہ اسکے بیچ میں پارک کا کٹھر آتا تھا۔ وہ اس راستہ آئیں اور کٹھر پر چبڑھکر اتریں اور قلعہ
 میں واپس آئیں *

ملکہ معظمہ ایسی شہسوار تھیں کہ پہاڑی ٹیوون پر سوار ہو کر سکوٹ لینڈ کے پہاڑوں کی ان
 بلند چوٹیوں پر بے خوف چڑھ جاتیں جن پر چڑھتے ہوئے اس ملک کے آدمی جھکتے تھے ایک دفعہ
 وہ اپنے رفقاء چمپے میں لکھتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ پہاڑ کی ایسی چوٹی پر چڑھ گئی جہاں بالکل سنسان
 تھا۔ کوئی مکان پاس تھا خوبصورت پہاڑوں اور وسیاہ کاے سینگوں کے بھیڑوں کے سوا
 کوئی اور محنت لائق نہ تھی۔ اس سیر و سواری میں جو لطف میں نے اٹھایا ہے وہ عمر بھر کبھی میسر نہیں ہوا
 ۳۳۔ ستمبر کو پرنس البرٹ نے کو برگ کی بیوہ ڈچس کو لکھا کہ ہم بہان پہاڑوں کی طرح اپنی
 زندگی وحشیانہ بسر کر رہے ہیں۔ مگر وہ ہمارے دل و دماغ کے لئے مقوی معجون ہے اور مجھ جیسے ماضی
 کے دل کیلئے سرمایہ انبساط و نشاط ہے۔ سیدائش میں شکار اور قدرت الہی کی بہار موجود ہے۔ ملکہ معظمہ
 اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ مناظر قدرت کی کیفیات سے قطع نظر کہ کے یہاں سکے چہن آسٹریا
 آرام۔ غزلت۔ فراغت۔ ویرانی اور آزادی ایسی ہے کہ ہم لوگوں کے دلوں کو فریفتہ کرتی ہے وہ یہاں
 سے یکم اکتوبر کو روانہ ہو کر ۱۱ اکتوبر کو وینس میں پہنچیں۔ جب وینس میان بی بی انگلیس نڈ جانیک

لئے سفر کیا ہے تو ملکہ مغظمہ نے تحریر فرمایا کہ اسے میرے پیارے پہنچاؤ! میں تم کو اپنے پیچھے چھوڑ جاتی ہوں جس سے مجھے بڑا بچ ہے۔

۱۸۴۲ء میں ملکہ مغظمہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ فرانس کے تعلقات کی

گہری ڈرافٹی گھٹا ہمارے سرور پر چھائی رہتی ہے جو دونوں کو دہلاتی ہے اور سخت اذیت تکلیف پہنچاتی ہے اور ہماری خوشی کو تلخ کرتی ہے۔ ساری قوم کو آزرہ و فحاکرتی ہے۔ مگر اب یہ گھٹایوں

اُتری جاتی ہے کہ شہنشاہ فرانس آتا ہے۔ ۱۸۔ اکتوبر کو لوئی فلپ شہنشاہ فرانس پورٹس مٹھین

جہاز سے اُترا۔ فرانس کے بہت سے اخبار کے یہاں آئیکے مخالف اس سب سے تھے کہ ایک معاملہ

میں فرانس کا نقصان انگلستان کی دست اندازی سے ہو چکا تھا۔ مگر لوئی فلپ اور مشر گنرو وزیر دولت

خارجیہ نے یہاں آنے کا ارادہ لیتے مصمم کیا کہ انکی رلے میں ملاقات ہی کا طریقہ ایسا تھا کہ دونوں

ملکوں میں باہم نیک سلوکی پیدا کر سکتا تھا جب شہنشاہ جہاز سے اُترا ہے تو میرے اور کورپوریشن نے

اسکے روبرو اپنا ایڈریس پیش کیا جس کا جواب شہنشاہ نے یہ دیا کہ میں آپ کی ان مہربانیوں اور

شفقتوں کو بھولا نہیں جو آپ نے امت ہوئی کہ انگلستان میں میرے قیام کی حالت میں مجھ پر

تھیں۔ اس زمانہ میں ان دونوں ملکوں میں پوٹ پریٹسے مجھے بچ رہتا ہے۔ اسے شرفیو! میں

تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں تم کو خطیسی کوشش کروں گا کہ ان دونوں ملکوں میں کبھی آپس میں پھوٹ نہ پڑے

میں اپنے سچے دل سے یقین کرتا ہوں کہ ہر قوم کی خوشحالی و بہبودی ان قوموں کی اس عافیت پر

موقوف ہوتی ہے جو اسکے گرد رہتی ہیں۔ انکی رحمت و عافیت گویا اپنی ہی راحت و عافیت ہوتی ہے

فرانس کا یہ پہلا ہی شہنشاہ سوارجان کے تھا جو انگلستان کے بادشاہ سے دوستانہ

ملاقات کرنے آیا۔ اسکا انگلستان کے ساتھ خاص اتحاد تھا۔ وہ یہاں اپنی جلاوطنی کی حالت میں

رہ گیا تھا۔ ایسے عوام کو اسکے دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ پرنس البرٹ اور ڈیوگ ونگلٹن اسکے استقبال کو

آئے۔ شہنشاہ اور پرنس وٹون بڑی محبت سے آپس میں آم غوش کیے۔ اور آپس میں ایک دوسرے

کے بوسے دیے۔ پھر دونوں ہمراہ وٹڈمر کو چلے۔ راہ میں گوس پورٹ کے سٹیشن پر تماشہ ہوا کہ ایک

نوجوان اشیر گلڈس او ف اوزر نے اپنے کنبے کو عمان شہنشاہ کے دکھائیکے لئے پلیٹ فارم پر کھڑا

لیا تھا۔ ان میں سے ایک خیر خواہ بڑھیا بھی تھی۔ ٹرین کے چلنے میں تھوڑی دیر تھی۔ یہ کنبہ بادشاہ

کی گاڑی سے لگا ہوا کھڑا تھا۔ بادشاہ ہنس ہنس کر لوگوں کے سلام کے جواب میں گردن جھکا رہا تھا۔ اُس بڑھیا کو یہ خیال تو رہا نہیں کہ جو کچھ میں کہوں گی وہ گاڑی کے اندر لوگ سن لیں گے۔ اُس نے پکار کر کہا کہ میں شاہ فرانس کو دیکھنا نہیں چاہتی۔ میں تو اپنے پیارے شہزادہ البرٹ کے کھڑے کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ بشرطیکہ دیکھ سکوں۔ شہنشاہ نے ہنس کر خوش مزاجی سے شہزادہ البرٹ کے جھاکہ کہ آپ کے ویدار کی شائق ایک بڑھیا کھڑی ہے۔ شہزادہ اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر آیا اور لیڈی کو سلام کیا۔ اور ہنس کر اپنے ویدار کی چمک دکھائی۔ بڑھیا اُنکی صورت دیکھ کر نہال ہو گئی۔ عمر بھر اس کی ذکر خیر کرتی رہی۔ شہزادہ کو اپنی تکلیف کا یہ معاوضہ لگیا۔ شہنشاہ لندن میں اسلئے نہیں گیا کہ حضرت علیا جب فرانس میں گئی تھیں تو وہ پیرس میں شریف نہیں لگی تھیں۔ وڈسرین شہنشاہ آیا۔ جب شہنشاہ کی سواری محل کے چوک میں آئی تو ملکہ معظّمہ کے استقبال کے لئے دوڑیں شہنشاہ ملکہ معظّمہ کے ملنے سے ایسا متاثر ہوا کہ اُسکے ہاتھ تھر تھر کاپنے لگے۔ سر پر سے ٹوپی بھی الگ ہو گئی سفید بال بھی نظر آنے لگے۔ اُس نے ملکہ معظّمہ کو بڑی محبت سے گلے لگایا۔ ملکہ معظّمہ اپنے روزنامہ میں اپنے اس مہمان کا حال یہ لکھتی ہیں کہ میں نے اب تک کوئی آدمی تصویر دن و سپکرون کو دیکھ کر خوش ہو کر شہنشاہ کے برابر نہیں دیکھا۔ وہ اُن لوگوں کے فضائل کو جانتا تھا جن کی وہ تصویریں اور سپکرون تھیں۔ قاعدہ ہے جو شخص چیز دن کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اُس کو چیزیں دکھانیکو آدمی کا دل چاہتا ہے۔ اُس کا حافظہ بلا کا تھا۔ اُسکی جودت طبع غضب کی تھی۔ وہ وڈسر کو دیکھ کر اُس پر نہ ریتہ ہو گیا بار بار یہ کہتا تھا کہ مجھے اپنی اور نگ آرائی کے بعد یہ خوف تھا کہ جس چیز کے دیکھنے کی آرزو نے دلی ہو وہ مجھے دیکھنی نصیب ہو۔ مگر اب میں اُسکے دیکھنے سے خوش ہو رہا ہوں۔ یا اللہ کیا مجھے خوشی ہوئی ہے کہ میں اپنا بازو آپ کے بازو میں ڈالا۔ ملکہ معظّمہ نے اُس کو یہاں کی خوب سیر کرائی۔ اُس نے تائیچی تصویر دن کی فہرست اپنی بیاض میں لکھی کہ اُن کی نقلیں بنولے کے درسل لیز میں لگائے۔

ملکہ معظّمہ لکھتی ہیں کہ ۸۔ تیلک کی دعوت میں اُس نے مجھ سے اپنے اس وقت کا حال بیان کیا کہ اگر جی سنسین کے مدرسہ میں وہ بیس بیس روز پڑھائی کرتا تھا اور اپنے بوٹوں پر آپ ہرش پہنتا تھا۔ چاروٹ اس کا نام تھا۔ اُسکی زندگی بھی کیا پر انقلاب ہو۔

۹۔ اکتوبر کو ملکہ معظّمہ نے اُسکو اور ڈراف گارڈ عنایت کیا۔ جس کا حال ملکہ معظّمہ تحریر فرماتی ہیں کہ

جب شہنشاہ ہمارے پاس آیا۔ ہم سب کھڑے ہوئے اور میں نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ نائٹ آف موسٹ نوبل اور ڈرائنگ گارڈز کیلئے منتخب ہوئے ہیں۔ پرنس نے اُس کے گھٹنے پر گارڈز رکھا اور میں نے اسکو باندھا۔ اور نصیحت نامہ پڑھا گیا۔ شہنشاہ نے یہ کہہ کر کہ میں آپکے ہاتھ چومنے چاہتا ہوں۔ میرے ہاتھ چوم لیے۔ میں نے اسکو گلے لگایا۔ میں نے اُسکے کندھے پر جو ٹینڈ رکھا تو اس میں ڈیوڈ کی میمرج نے میری مدد کی۔ پھر شہنشاہ نے میرے گرد پھر کر اُن نائٹوں سے ہاتھ ملایا۔ جو اس رسم میں بلائے گئے تھے۔ اور ہم اس کے ساتھ کمرون میں پھرے اور اس نے ہماری مہربانی کا باریک شکریہ ادا کیا۔

۱۲۔ اکتوبر کو لندن کے لارڈ میئر اور گورنر پیرین نے وفد سر میں اُن کربادشاہ کے روہرو ایڈریس پیش کیا۔ جس کا جواب اُن نے یہ دیا کہ فرانس کی جو یگانگی انگلستان کے ساتھ بڑی وقعت اور قدر رکھتی ہے جو ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کے لیے نہ ہو۔ امن و عافیت رکھنا ہمارے مدنظر تھا چاہیے۔ ہم پر واجب ہو کہ ہر ملک کو جو خدا نے اپنی مرضی سے برکتیں اور نعمتیں عطا کی ہیں وہ اس کے پاس رہنے دین۔ انگلستان سے فرانس اور فرانس سے انگلستان سوائے دوستانہ یگانگت کے اور کچھ نہیں مانگتا۔

۱۳۔ اکتوبر کو شہنشاہ انگلستان سے چلا گیا۔ جیسا وہ سوٹھمپٹن کی راہ سے آیا تھا۔ ایسا ہی اس راہ سے واپس جانا چاہتا تھا مگر جب اس بندرگاہ میں ملکہ مغلیہ اور عالیجناب کے ساتھ آیا تو موسم ایسا خراب تھا کہ وہ ڈوڈر کی راہ سے کیلاس چلا گیا۔ اس سبب سے فرانسیسی امیر البحر اور اُس کے افسر جو شہنشاہ کو لائے تھے۔ اور اس توقع میں بیٹھے تھے کہ شہنشاہ کو اپنے جہاز میں ایجا مینگے مایوس ہوئے۔ ملکہ منظر نے انکی اس مایوسی کے بچ کا علاج یہ کیا کہ انکی دعوت کی۔ فرانسیسی مایوس کو انگریزی افسر دن نے ڈنر اور بال دیئے۔ آپس میں ایک دوسرے کیلئے جام تندرستی پیا۔ سپہیں دی گئیں۔ اور بہت سی تضرع آمیز مکاریوں کے آپس میں مبادلے ہوئے۔ اس قسم کی آؤ بھگت اور تضرع و مکاری کو ایک حد تک بچ روتی ہے۔ مگر اس میں خرابی یہ ہوتی ہے کہ ان کا میلان اس طرف ہوتا ہے کہ وہ اپنا عمل محکوس کریں۔ غرض طرفین کی خوش اخلاقیان رستی کی سرحد سے گزر کر مکاری میں داخل ہو گئیں۔

ملکہ مظہر کو عالی جناب البرٹ کی نسبت شہنشاہ نے یہ راتے دی کہ وہ عجیب عجیب کام کرے گا۔ وہ بڑا دانشمند ہے۔ وہ جلد باز نہیں۔ وہ اپنی مسلمات سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ ہمیشہ نیک صلاح دے گا۔ آپ یہ نہ خیال کریں کہ میں یہ بات فراموش سے کہتا ہوں نہیں میں میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے چمکے مثل قاتل و نیک دل ہوگا۔ اگرچہ انقلاب کے نمانہ کے آنے کی امید نہیں ہے۔ نہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ نہ آئے گا۔ لیکن اگر وہ آئے تو وہ اس گردش روزگار میں آپ کی حمایت کرے گا۔

چار دانگ عالم میں سب سے زیادہ زبردست شہنشاہ روس اور شہنشاہ فرانس میں معلوم نہیں کہ انگلستان میں انکی ممانذاری میں کیا کچھ خراج ہوگا۔ اسکی نسبت سر رابرٹ پیل وزیر اعظم پارلیمنٹ کے روبرو پڑ چکے ہیں کہ انکی ممانذاریوں نے اپنے خراج کا ذرا سا بھی بوجھ ملک پر نہیں ڈالا۔ ان عظیم الشان خراجوں کے ہونیکہ کسب کو علم دھاکہ وہ ہوں گے۔ انکے لئے ملکہ مظہر نے ایک شلنگ بھی مانگنے کا تقاضا بھیج نہیں کیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ملکہ مظہر کا یہ حسن انتظام ہے جو وہ اس بات پر بھی پہنچی ہیں کہ وہ ان کے منصب عالی کے سبب سے جو نمائش کی شان شوکت میں خراج ہوگا انکے لئے ملک پر کوئی فرض نہیں ہوگا۔ سچ یہ ہے کہ نمائش کی شان و شکوہ اصل محض حسن کفایت شعاری کا حسن انتظام ہے۔ اس کفایت شعاری کے حسن انتظام میں پرنس البرٹ کے دل و دماغ اور بیرن سلوک میر کے ہاتھوں نے یہی کام داہتمام کئے تھے۔ انکم کس کے کھنے سے بہت محصور تھے۔ میں کمی یا موقوفی ہو گئی تھی۔ بحری بری سپاہیوں کی افزائش ہو گئی تھی۔ یہ امید تھی کہ تین سال میں اس افزائش کی ضرورت درپہ لگی۔ ملک اس وقت خوش حال تھا۔ پرنس البرٹ نے ایک اپنے دوست کو لکھا ہے کہ اس ملک میں تجارت اور آمدنی کے خازن میں بڑی لچک اور مضبوطی ہو۔

ملکہ مظہر کو جب شہنشاہ فرانس کی ممانذاری سے فراغت ہوئی تو انہوں نے بحری سفر کا عزم کیا۔ اوس یورپ میں جا کر مکان کا ملاحظہ کیا آخر کار اسکو مول لیبیا۔ یہ مقام انکو دل سے پسند تھا۔ وہ لندن سے اگرچہ دور نہ تھا۔ مگر اس میں سارے فائدے سے جو کشتی پر سوار وہ مکان جو انکو دی سے دور رہنے کے لئے بنایا جاسکے۔ میں چاہتا ہوں۔ اس میں موجود تھے۔ ۶۱۔ کہ یہ کشتی کے لئے بنایا جاسکے۔ حضرت علیا و عالی جناب دونوں ملین کے جہاز پر جب کا نام دیا گیا تھا۔

عالی جناب البرٹ کی نسبت شاہ فرانس کی رسم

ملکہ مظہر کی کفایت شعاری کا حسن انتظام

ملکہ مظہر کی بحری

تھے وہ اس وقت پرورش مٹھ میں تھا۔ ملکہ مظفر اس کے ڈگ (عرشہ) پر گئیں۔ جہاں ایک برجی پتر سے پر یہ لکھا ہوا تھا کہ نلیسن یہاں گرا تھا +

ملکہ مظفر اس کتاب کو خاموش دیکھتی رہیں اور رقی رہیں۔ پس اس جہاز کے پاس کے حصہ میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ بنگستان ہر ایک آدمی سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کرے۔ انہوں نے موقع بھی دیکھا جہاں نلیسن نے دم داپسین لیا تھا۔ یہاں وہ تھوڑی دیر سوچ بچار کرتی رہیں۔ اور اس واقعہ ناگزیر کو یاد کر کے دم بخود ہو گئیں۔ جب جہاز سے الگ ہوئیں تو انہوں نے حکم دیا کہ توپوں کی سلائی نہ اتاری جائے۔ توپوں کو روک دیا مگر ملا حوں کے چیز کے غل کو جو توپوں سے بھی زیادہ تھا۔ نہ روک سکیں +

۲۸۔ اکتوبر کو ملکہ مظفر اس عمارت کے کھولنے کو گئیں اور ریڈنگ دم میں تخت پر زینت افزا ہوئیں۔ حکام شہر نے اپنا ایڈریس سنایا۔ انہیں کھانا کھا کر اس عمارت کو اول ملکہ الزبتھ نے کھولا تھا۔ اب آپ اس نئی عمارت کو کھولتی ہیں جو آپ کی سلطنت کی یادگار مدتوں تک رہے گی۔ اس میں تجارت کو عظمت و فردت اور پر امن مسیح و ظفر حاصل ہوئی ہیں۔ اس ایڈریس کے پڑھے جانیکے بعد ملکہ مظفر نے میز کو سیر وٹسٹ کا خطاب یا۔ چند گھنٹے پہلے لاڈل میز پر بٹون کے پھیننے اور اتارنے میں سٹ پٹائے تھے۔ مگر معلوم نہیں کہ حضرت علیا کو اس پر علم ہوا یا نہیں +

یہ عمارت پہلے دو دفعہ جل چکی تھی۔ سترہویں جو جلی تھی تو اس کے ایک گھنٹہ کے بعد جلنے میں یہ آواز نکلی تھی کہ عنقریب اس مکان کی قسمت گھٹنے والی ہو۔ سو کھلی کی تیسری دفعہ اس عمارت کو حضرت علیا نے کھولا۔ انہوں نے فرمایا کہ میری خوشی ہے کہ اس عمارت کا نام رائل اسپینج رکھا جائے۔ اس عمارت کے گھٹنے کی بڑی دھوم دھام سے دعوتیں ہوئیں۔ دوسرے دن ملکہ مظفر نے شاہ لیوپولڈ کو لکھا کہ رائل اسپینج کے گھٹنے کی رسم میں جیسی کہ میرے شانہ جلوس کے ساتھ سواری نکلی اور انہیں کرنے کے ساتھ کام ہوئے اس سے بہتر پہلے نہیں ہوگا۔ اتنے آدمی خیر خواہ و نیک اندیش خوش و خرم جمع ہوئے تھے کہ تاج پوشی کے دن بھی نہیں جمع ہوئے تھے۔ میرا دل انکے دیکھنے سے شاد ہوتا تھا۔ اخباروں میں چہا کہ کسی رعایا نے کسی بادشاہ کی اطاعت ایسی نہیں کی جیسی کہ سیری۔ میں دلبرانہ کہتی ہوں کہ یہ بات محکو صرف اپنے گھر کی نیک مثال ہونے سے حاصل ہوئی شہزاد

روائل اسپینج کی عمارت کا کھولنا

البرٹ کا بھی خیر مقدم نہیں ہوا۔ وہ دم سے ہوا تھا۔ انہوں نے بھی یہ حال دیکھ کر پیرن سٹوک میر کو لکھا کہ یہاں چار ہال بعد میں نے دیکھا کہ میرا منصب جو اول سے تھا اسکو لوگوں نے اب سمجھا اور جانا ہے۔ آپ ہمیشہ ارشاد کیا کرتے تھے کہ مونا رکی (بادشاہی) جب ہر لوسر پر ہو سکتی ہے کہ بادشاہ اپنی زندگی کا طریقہ ایسا اختیار کرے کہ وہ ہر پارٹی سے اپنی تینیں الگ رکھے۔ بیلبرون ہمیشہ اس بات کو مہل بنایا کرتا تھا۔ مگر اب کٹوریا نے اس طریقہ کو اختیار کیا۔ جسکی تقریف لاڈ سپر نے کی کہ ملکہ نے اپنے کونشی ٹیوشنل بادشاہ ہونی سے فرقہ ٹوری کی جسکی وہ مخالف سمجھی جاتی تھیں اعانت کی۔

۱۱۔ نومبر کو ملکہ منظرہ و عالیجناب برکھ لی ہوس بن مارکوئس اکریر سے ملنے گئے اس کی لڑکی کے صطبل دینے میں شریک ہوئے۔ لڑکی کا نام وکٹوریا سیسل رکھا گیا۔ عالیجناب اس کے دھرم باپ بنے۔ اور اسکو ایک سٹو کا پیالہ دیا۔ جسپر یہ کندہ ہوا کہ لیڈی وکٹوریا سیسل کو دھرم باپ البرٹ کی طرف سے۔

دگ اور ٹوری نسرون کے آپس میں دوسرا ملنے و مناسفے رد و بدل جچ و فوج رہتے تھے اور معاملات ملکی کی وہ کثرت رہتی تھی کہ عالیجناب ملکہ مظفر کو دم لینے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ آخر وہ بھی انسان تھے۔ اپنی آسائش و آرام کیلئے فرصت چاہتے تھے اس لئے اول انہوں نے سکوت لینڈ کو اپنی آرامگاہ بنانا چاہا مگر وہ لنڈن سے دور تھا۔ برائی ٹن کے سیرگاہ بنانے میں یہ فراہمی تھی کہ وہاں آرمیون کا بڑا ہجوم رہتا تھا۔ ۱۸۴۳ء کے موسم خزان میں شاہ فرانس کو ملکہ مظفرہ عالیجناب رخصت کرنے گئے تو وائیٹ آئل میں سرور برٹ پیل نے ایک جاننا دوس بورن کی بتلائی جو انکی آسائش و آرام کیلئے نہایت مناسب تھی۔ وہ لنڈن سے بہت دور بھی نہیں تھی۔ وہاں آنا جانا بھی آسان تھا۔ سمندر کے کنارے پر تھی۔ وہ بجتی بھی تھی۔ غرض اپریل ۱۸۴۳ء میں ملکہ مظفرہ نے اسے چھوڑ دیا۔ اسوقت میں تین سو ایکڑ زمین تھی۔ مگر اوند میں بیچ خرید کر کے اسکا رقبہ دو ہزار ایکڑ کا بنا لیا۔ سب سے اول اس خریداری کا حال ملکہ مظفرہ نے شاہ لیوپولڈ کو لکھا جس میں طمانناخت و قنص نہیں کیا۔ مقام آرام و خلوت کے لئے بڑا سرت پیر ہے۔ وہاں اور کاٹھانے و لغزب ایسے نہیں جو انسان کی جانت کے لئے دبا کا حکم رکھتے ہیں اس سے زیادہ کسی خوبصورت جگہ کا ہونا ناممکن ہے۔ وہاں درخت اور اچھی

۱۸۴۳ء اس بورن کا زمیندار اور اسکا کسٹیا

کا سامان تیار کیا گیا پچاس آدمیوں نے خرگوشوں کو گھیر گھاڑ کر ایک احاطہ میں گھیرا پھر احاطہ میں
 ایک قاعدہ کے ساتھ آگ لگائی گئی۔ جس نے سب خرگوشوں کو بھون کر کباب بنا دیا۔ علیہذا
 ساتھ کرنے کا صلہ پر بیٹھے ہے اور بندوق بھی کندھے پر نہیں رکھی کہ شکاروں کے کباب تیار ہو کر آگے
 اور طرح شکار کرنے میں تو خرگوشوں کو لنگڑے ہرن کی ذراست دی جاتی ہے مگر اس میں حضرت انسان اپنی
 یہ رحم فرماتے ہیں کہ ان کی جان لیکر زیادہ دیر تک لنگڑے ہونے کی تکلیف نہیں اٹھانے دیتے۔ علیہذا
 کھو اس طرح شکار کھیلنا پسند نہیں آیا۔ انہوں نے ۴۴ خرگوش اور ۲۹ جنگلی مرغ اور ایک اور پرندہ
 بندوق سے شکار کیے۔ مسٹر مین جنوری ۱۸۸۱ء کے اول دفعہ ملکہ معظمہ سے ڈرہٹیلی کی خانگی
 ملاقات ہوئی۔ وہیل اسکی لیاقتوں و قابلیتوں سے بے پروائی کر کے اُس کے دلمین کاٹے چھوڑنا
 تھا۔ مگر کچھ مدت نہ گزری کہ ڈرہٹیلی نے اپنا عہدہ لیا کہ پیل کے دلمین کاٹے چھوڑے۔ ملکہ معظمہ
 کے روبرو جو ڈیوک کیننگسم کی بہتر رہبان جمع ہوئے۔ ان میں مصالحت یا کاری اور لفاق کے ساتھ
 تھی۔ چند روز بعد دوسرے ملکہ معظمہ نے گلیڈسٹن کی بھی دعوت کی اور انکی گفتگو سے انکی قابلیتوں
 یا قوتوں سے واقفیت حاصل کی چند روز بعد یہ دونوں عالی تباروں ڈیوک لنگلش کی منزل عالی میں انکی
 دارالریاست سٹریٹھ فیلڈ سائے کے اندر گئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملکہ معظمہ کے دل میں
 انکی کس قدر محبت اور انکے کارنامے نمایان کی کیسی قدر و منزلت تھی۔ عوام الناس اس شوق میں ہوئے
 ہو رہے تھے کہ کسی طرح یہ معلوم ہو کہ ملاقات میں کیا کیا باتیں ہوئیں۔ ڈیوک کے منزل عالی کے
 سپر کرنے والوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے رہتے تھے۔ اور ان میں بعض جرات کر کے حویلی کے اندر
 چلے جاتے تھے۔ اور دروازوں میں سے جھانکتے تھے۔ اس حجام کی دیوانگی دور کرنے کے لئے اخبار نویسوں
 نے اور انکے رپورٹروں نے ڈیوک کی حویلی کے گرد ڈیرے ڈال دیئے۔ انکو ملاقات کی باتیں دینا
 کرنے کا ایسا شوق تھا کہ وہ ڈیوک کے آدمیوں کا راستہ روک کر کھڑے ہو چکے۔ اور منت سماجت
 کر کے استفسار حال کرتے۔ جب وہ انکی نہ سنتے تو انکو ہون میں آنا بھیج کر اور ساتھ میں رشوت لیکر
 ان سے جال پوچھتے مگر وہ نہ بتاتے۔ اخبار کے ایک نوجوان اڈیٹر نے ڈیوک کے پاس پیغام بھیجا
 کہ میں جناب کی ملاقات سے مشرف ہونا چاہتا ہوں۔ جس کی روکھا سوکھا جواب ڈیوک نے دیا کہ
 فیلڈ مارشل آپ کو سلام دیتا ہے اور اتنا س کرتا ہے کہ میرے گھر کو سپیک پر لیس کچھ کام نہیں

اپنی حویلی پر ڈیوک نے ہشت ہار لگا دیا تھا کہ جو آدمی اسکو دیکھنا چاہیں وہ کمرے کے دروازہ تک آئیں اور گھنٹی بجائیں۔ اور جان کپڑے کے نشان لگے ہوئے ہیں انکے اندر نہ جائیں۔ اور دروازوں میں سے جھانک نہ کریں۔ ڈیوک نے اس ملاقات میں بھی اپنے قواعد سپاہ کو بتائے۔ حالینہا کچھ سکرٹری مسٹر این سن لکھتا ہے کہ ڈیرین ملکہ معظمہ کو ڈیوک انگلنڈ لے جاتے اور انکے ساتھ بیٹھنے طعام تناول فرماتے کے بعد ملکہ معظمہ کا اور انکے شوہر کا جام تندرستی پیا جاتا۔ پھر اہل مجلس کت خانہ اور ملیر ڈوشیبل کے کمرے میں چلے جاتے۔ اور رات کے ۵ بجے تک ڈیوک اور ملکہ معظمہ ایک کت خانہ پر بیٹھتے اور ایک مقام میں ڈیوک کے گرانڈیر سپاہیوں کی جمعیت کا باجا بجاتا رہتا۔

باب چہارم ملکہ معظمہ اور آزادی تجارت

پہلے اس سے کہ جنوری ۱۸۳۵ء کو ختم ہوئے ملکہ معظمہ ضروری پبلک معاملات میں بالکل مستغرق تھیں پارلیمنٹ کا اجلاس ایک بڑا طوفان خیز ہونے والا تھا۔ مگر ملکہ معظمہ کو یہ طہیں نمان خاطر تھا کہ انکے وزرائے کی رائے میں فیدین پولی گیس کے دائرہ کے اندر صلیح و امن کے بڑھانے میں انکا عقائد اثر بڑا محدود معاون ہے۔ ۴۔ فروری ۱۸۳۵ء کو پارلیمنٹ کے کھلنے کے اجلاس پر بڑے نور سے انہوں نے اپنا بیچ بڑھا۔ اور اس میں اپنے کورٹ میں راز کو لاس اور شاہ فرانس کے ملاقاتوں کے لئے اپنے پر اپنا بڑا طہیں نمان ظاہر کیا جسکے سبب سے پہلے کو اول یہ موقع بیان کا ماتہ لگا کہ ملکہ معظمہ ان ملاقاتوں کے شانہ فرخ کے واسطے شاہی خزانہ سے کچھ نہیں مانگا۔ اور سالار خراج اپنی گروہ سے کیا۔ ملکہ معظمہ نے بھی فرمایا کہ آپریشن میں جو فساد پر پامور ہے تھے وہ اب فرو ہو گئے ہیں۔ ومان کے کو میون اپنا جتنا سرمایہ مفید کاموں میں لگایا ہے اور آپس میں مل جل کر کام کیا ہے ایسا کبھی نہیں کیا کہ جس کے سبب ملک میں مزلہ الحالی ہو رہی ہے۔

پارلیمنٹ کے اجلاس میں آئر لینڈ کے باب میں بڑی گفتگو میں اور مباحثے رہے۔ یونانی فوجی کا جوش و خروش کم ہو گیا تھا۔ گورنمنٹ لوگوں کے راضی کرنے کیلئے ایک بڑی تدبیر سرسوج رہی۔ یہ تجویز پیش ہوئی کہ می نوٹھ میں جو کلچر کیتھولک پادریوں کی تعلیم کا ہے اسکو کوئی عطیہ عطا کیا جائے۔ گلیڈسٹون اسکو برخلاف ان اصول کے سمجھتا تھا جو اس نے سختی سے کئے تھے اور انکو ایک نظر بھی کر دیا تھا۔ وہ گورنمنٹ سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ ملکہ مغظمہ کو افسوس ہوا کہ وزیر اعظم ہونہا پشت پناہ جدا ہو گیا مگر انہوں نے پہل کی ہمت بندھوائی کہ وہ یہ قوی تدبیر اختیار کرے کہ آئر لینڈ میں جو مذہب غالب ہے اسکو دانشدہانہ تصبیب خالی عطیہ دیا جائے۔ ملک میں اس تدبیر نے پروٹسٹنٹ کے تصبیب کو جگایا جس سے ملکہ مغظمہ نے اپنی نفرت ظاہر کی۔ ۱۵۔ اپریل ۱۸۴۵ء کو انہوں نے پہل کو کھا کہ پروٹسٹنٹ مذہب کی عزت کی بات نہیں ہے کہ انہوں نے اسوقت میں اپنے بداد سخت متعصب جذبات کو ظاہر کیا۔

پارلیمنٹ کے اجلاس کے زمانہ میں کورٹ میں بڑی لہر بہہ ہو رہی تھی۔ قصر جنگم میں ایک جلسہ ہوا جس میں جارج دوم کی سلطنت کو تماشہ کے طور پر دکھایا۔ ۲۱۔ جون کو ملکہ مغظمہ نے بیٹے کا مسامحہ کیا جو سپٹ میڈ میں جمع ہوا تھا۔ ایسی شان و شوکت اور طاق کا بیڑا کبھی پہلے نہیں جمع ہوا تھا۔ دو مہینہ میں انہوں نے اپنی دوستی و محبت کا یوروپ کے فرمانرواؤں کے ساتھ یہ ثبوت یا کنڈر لینڈ کے بادشاہ کی اوس بورن میں ملاقات کی۔

اس زمانہ میں یہ افواہیں زبان زد خلایق ہوئیں کہ حضرت علیا جو ہر بات میں اپنے شوہر کو اپنے سے بہتر جانتی تھیں۔ اسلئے وہ انکو کنگ کون سورٹ (بادشاہ جو اپنی بی بی ملکہ کے ساتھ کاروبار سلطنت میں شریک ہوں) کے خطاب کا مستحق جانتی تھیں اور شوہر کے اس خطاب کے ملنے کی دہ تمنائے دلی رکھتی تھیں۔ تاکہ ان کا اور ان کے شوہر کا درجہ برابر ہو جائے۔ حالانکہ اب کو اس کا علم بھی نہیں ہوا کہ ملکہ مغظمہ نے بیرن شوک میر سے اس باب میں صلاح پوچھی ہے۔ بیرن نے سرور و برت پیل اور لارڈ ایرڈین سے اس معاملہ میں مشورہ لیا۔ ان تینوں نے بالاتفاق اس کے مخالف مصلحت فرار کیا اور اسکو غیر ضروری جانا۔ یوں اس خطاب کا خیال بالکل دور ہو گیا۔ مگر اخبار نویسوں کو ایک بہانہ انجا رکھنے کے لیے لکھا۔ ایک اخبار نویس نے یہ لکھ مارا کہ یہ خطاب کی تقریب پرنس کے اضافہ مشاہیر کی

ملکہ مغظمہ کا اجلاس

کورٹ کی دعوت کے جلسے

پرنس الیڈن کے ایک کون سورٹ اور لارڈ ایرڈین کی مشورتن

متبد ہے۔ یہ سوال کاغذ ہوس میں سرور برٹ پبل سے کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ یہ پرنٹ بالکل بے اصل ہے۔

پرنس البرٹ نے بھی اپنے معتد شوک میٹر کو لگا کر کنگ کون سوٹ کے باب میں جو مباحثہ پیش ہوا وہ مجھے ذرا غوش نہیں آیا۔ یہ معاملہ اس مخالفت کے منصوبوں کا ایک حصہ تھا۔ جو پبل کو پبلک اور وکٹوریا کے درمیان خلیق میں رکھتا تھا۔ پبل بھی ہر شیا رٹھا۔ اسکو خوف ہوا کہ کہیں کورٹ کے ہاتھ سے حکومت نہ نکل جائے مجھے یہ خوب موقع ملا کہ میں نے اس خطاب کے اور کمانڈر انچیف ہونے کے باب میں دل کھو لکھ کر مباحثہ کیا۔ خطاب کی نسبت یہ گزارش ہے کہ یہاں کے پبلک خطابوں پر ہنستے ہیں۔ اور کچھ اس کی قدر و منزلت نہیں کرتے ہیں۔ خطاب مذکور کی نظائر بہین موجود ہیں اس میں کونشی ٹیوشنل دشواریاں بہت ہیں۔ کمانڈر انچیف (سپہ سالار) ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ اس عہدہ پر مقرر ہونے سے پہلے بڑی خوش ہوگی۔ اور پولیٹیکل لحاظ سے بھی وہ عمدہ انتظام ہوگا۔ مگر مجھے اس تقرر کا پورا فائدہ جب حاصل ہوگا کہ اس کا سارا کام خود کروں اور یہ گوارا نہ کروں کہ کسی شخص کو اپنا قائم مقام کر کے اس سے اپنا کام لون پیل صاحب خیال کرتے ہیں کہ بالفعل میرا منصب بالکل مناسب اور بہتر ہے گو قوم کے دلمین ڈوکریسی (سلطنت جمہوری) مداخلت کرتی چلی جاتی ہے کچھ بادشاہ کے عورت ہونیکے سبب سے کچھ اسکے کہنے کے خصائل کی وجہ سے۔ مگر موناکی (بادشاہی) میں یہ مستحکم بنا پر اب قائم ہے۔ ایسی پہلے کبھی بھی نہیں قائم ہوئی۔

یہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ علی العموم لوگوں کو یقین تھا کہ ڈیوک پیرا نہ سال سیٹے اپنے عہد کمانڈر انچیف سے مستعفی نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے عہدہ پر کسی اجنبی شخص کا مقرر ہونا قوم انگریزی کو ناگوار تھا۔ پرنس نے سپاہ کے لئے ایسی ٹوپی ایجاد کی کہ اسکے آگے اور پیچھے جھانکنا جسکے سبب سے گروں دیکھ سے بچتی تھی۔ مگر وہ بد صورت بہت تھی۔ اسلئے لوگ اس پر ہنستے تھے۔

مکہ منظر نے اب دوسرا سفر غیر ملک میں کیا اور اب کی دفعہ کھینچی مقبرہ ہونیکا ذکر بھی نہیں ہوا وہ ایک مہینے غیر حاضر رہیں۔ وزیر دول خارجیہ نے انکے ہمراہ تھا۔ اس سفر کا اصلی مقصد یہ تھا کہ وہ کوبرگ کی سیر کریں جو انکی مان اور انکے شوہر کی نوجوانی کا وطن تھا۔ ۹۔ اگست کو پارلیمنٹ کا اجلاس برخواست ہوا۔ اس دن شام کو حضرت علیا اور عالییناب دول وچ سے شاہی جہاز میں بیچکر اسٹارٹ وریپ کی نظر

مکہ منظر نے اب دوسرا سفر غیر ملک میں کیا اور اب کی دفعہ کھینچی مقبرہ ہونیکا ذکر بھی نہیں ہوا وہ ایک مہینے غیر حاضر رہیں۔ وزیر دول خارجیہ نے انکے ہمراہ تھا۔ اس سفر کا اصلی مقصد یہ تھا کہ وہ کوبرگ کی سیر کریں جو انکی مان اور انکے شوہر کی نوجوانی کا وطن تھا۔ ۹۔ اگست کو پارلیمنٹ کا اجلاس برخواست ہوا۔ اس دن شام کو حضرت علیا اور عالییناب دول وچ سے شاہی جہاز میں بیچکر اسٹارٹ وریپ کی نظر

روانہ ہوئے۔ ۱۰۔ کوہ مجھے اٹھین واروہوئے۔ گو منہ کی جھڑی لگی ہوئی تھی مگر یوروپ کے قدیم قاعدوں
 کے موافق سارے شہر میں روشنی ہوئی۔ دوسرے دن بھی موسم ناخوش رہا۔ زمرہ شاہی خشکی پر اثر کر
 ریل پر سوا ہوا۔ راہ میں مسلاقی نیس میں بلجیم کے بادشاہ و ملکہ سے ملاقات ہوئی۔ ریل کے سٹیشن
 پر سلامی اتاری جاتی تھی۔ ہینرٹیل (زمین دوزرستہ) لیمپون اور مانڈیون سے روشن کیا جاتا تھا۔ آخر
 کو ایس لاشیل میں شاہ پروشا اور اراکین شاہی سے ملاقات ہوئی۔ یہاں سے کو لیوان میں گزر کر کل
 شاہی پروشل کو سفر کیا۔ ملکہ مظفر نے اپنے روزنامہ میں تحریر فرمائی کہ سٹیشن کے کمرے میں اپنے
 عہدہ دار اور کپتوں کو اور لوٹھری پادری اور بہت سی نوجوان لیڈیان سفید لباس پہنے ہوئے جمع تھیں ان
 میں سے ایک نے ہمارے یہاں آنے کی مبارکباد میں نظم پڑھی۔ ہنرے یہاں کے گرجا اور عمارات کو جو
 یادگار ہیں دیکھا۔ شام کو سفر کیا۔ کو لون میں آئے۔ یہاں استقبال بڑی دھوم دھام سے ہوا پھر قصر
 شاہی میں آئے۔ جہاں شہنشین میں ٹھیکر سپاہیوں کا باجر بیانا سنا۔ کمرہ روشنی سے ایک عالم نور
 دکھایا تھا۔ ہر یون میں جا کر ایک جلسہ میں شریک ہوئے۔ ساتھ جنگی بینڈوں کا باجر سنا۔ یون کی یونیٹی
 میں عالیجناب نے تعلیم پائی تھی۔ یونیورسٹی کے ان پروفیسروں کے آئینے استاد تھے ملکر بڑے خوش
 ہوئے۔ جس مکان میں عالی جناب رہتے تھے۔ اُسے دیکھ کر وہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ ”میں نے اسکو
 بالکل دیکھا وہ کچھ بدلائین اس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی“ چار بجے قصر شاہی میں شاہ پروشا نے
 دعوت بڑی دھوم دھام سے کی اور یہ پیچ دیا کہ اسے اشرافو۔ اپنے گلاسوں کو شراب پر کر رہا
 انگلیٹنڈ اور اہل جرمن کے دونوں میں ایک بڑا بیٹھا لفظ ہے۔ جس کی مٹاس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ تین
 برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ وائرلو کی لڑائی کی بندیوں میں سخت جنگ پیکار کے بعد وہ گونجا تھا کہ وہ
 انگلش اور جرمن کی دلائل و مستحج میں اخوت کو بیان کیا کرے۔ اب ہی نظم مارے پیارے دیا
 راتن کے کھائے پر جس صلح کن برکتوں میں جو اس جنگ عظیم کے مبارک شرفین صدا دیتا ہے وہ
 نظم کیا ہے وکٹوریہ۔ یہ کمکریاد شاہ نے ملکہ مظفر اور عالیجناب کا جام تندرستی نوش کیا۔ اس پیچ
 سے ملکہ مظفر ایسی متاثر ہوئیں کہ وہ بادشاہ کے پاس اچھکے گئیں اور اُسکے دونوں رخساروں کے
 پوسے ہوئے۔

جب دعوت سے فراغت ہوئی تو ریل پر سوار ہو کر لوگوں کو رخصت کیا اور دفائی کشتی میں سوار ہو کر واپس

رائے کے کنارے پر روشنی کی سیر دی گئی۔ روشنی کا عکس دریا پر نور علی نور تھا۔ جب اندھیل ہوا تو ایک اور متعفن شہر نے روشنی کے شکوے کھلائے ایک مکان سے دوسرے مکان پر روشنی کی شعلہ ایسی چمکتی ہوئی جاتی تھیں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سونے چاندی کا دریا لہریں مار رہا ہے۔ افق پر آتشبازی کی ہوائیاں اڑ کر ہوائیں جاتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہا بنائے کچلے مینہ برستا ہے۔ جہاں سواری کی کشتی جاتی تھی۔ وہاں آتشبازی اور بندوقوں کی باڑیں چھوٹی تھیں۔ ہر مقام پر گر جاون میں وہ روشنی ہوئی تھی کہ وہ آتشیں انگارے معلوم ہوتے تھے۔ ساری عمارت روشنی کی ہی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھی عجیب تماشا تھا کہ جس کے دیکھنے میں خلقت ایسی سرگرمی سے محو تھی کہ اسکیہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے سر کی چندیا پر آہستہ آہستہ مینہ دھپتے مار کر سر دھر رہا ہے۔ شاہ پرورشامع اپنے مصاحبین کے ہرل کو چلا آیا۔ ۱۳۔ کو کو آؤں میں ہم پھر آئے۔ جب ہم برون میں واپس آگئے تو بیچم کے بادشاہ اور ملکہ بھی یہاں آگئے۔ ایک یا دو روز بعد میں مع مصاحبین کے دفاعی جہاز میں دیائے رائے کی سیر کیلئے سوار ہوئے۔ اسوقت یہ عجیب جمع تھا کہ تین ملکائیں دو بادشاہ۔ عالیجناب البرٹ اور ایک آچ ڈیوک ایک شہزادہ اور ایک شہزادی ایسی سوار ہوئے کہ میں حیرت کے شہنشاہ کی شہنشاہ بیگم ہوئی۔ اور ایک نامور عاقل گمانہ روزگاریرین دون بہلولت موجود تھے۔ عالی جناب نے جب بہلولت کی ستائش کی تو اسکو ناگوار خاطر اس سبب گری کہ وہ اسکو غلط جانتا تھا۔ اور پرس یہ جانتا تھا کہ وہ میری تعریف کو غلط سمجھ رہا ہے۔ بیویریا۔ کو برگ۔ گوتھامین اور جبرمینی کے ہر حصہ میں ملکہ مظہر کا استقبال بڑی گرمجوشی سے ہوا۔ اس سیر میں ملکہ مظہر کی سواری میں بیس ہزار سپاہیوں کی بندوقوں کی باڑیں چھوٹیں جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک ہنگامہ کا زلزلہ گرم ہو رہا ہے ملکہ مظہر سے شاہ و ملکہ پر دستا ب رخصت ہوئے۔ ۱۸۔ اگست کو حضرت علیانے کو برگ کے قریب اپنے شہر کے وطن کو واپس ہی مان کے گھر کو دیکھا تو ان کے دل میں دفرور سرور جب جوش پیدا ہوا۔ ڈیوک کو برگ نے یہاں آنکر ملکہ مظہر کو کہنے کی مبارکباد دی۔

۱۹۔ اگست کو وہ شہر میں آئیں۔ ملکہ مظہر تحریر فرماتی ہیں کہ راہ میں ایک مصنوعی دروازہ بنایا گیا تھا جب ہمارا گرواس میں ہوا تو ہر ایک اڈر میں پیش ہوا جسکو سسٹنک میں وجہ میں آگئی شکل سے میں نے اپنے تئیں ضبط کیا۔ آئینہ نظری ہی پڑتے تھے۔ ایک طرف لڑکیاں سفید کپڑے پہنے ہوئے

انھوں میں رومال اور سبز باریے ہوئے کھڑی تھیں۔ انھوں نے ہلکے گلے ستی نذر فیۃ اللہ
 اشعار پڑھے۔ میں بیان نہیں کر سکتی کہ اُس پُر نے پیارے شہر میں آئیے میرے دل پر کیا کیفیت
 طاری ہوئی۔ میں مشکل سے اپنے تئیں ضبط کرتی تھی۔ شہر بڑی زیبِ زمینت سے آراستہ ہوا
 تھا۔ پھولوں اور سہروں سے گلزار بن رہا تھا۔ نیک اندیش خیر خواہ آدمیوں کا اجتماع اور مقام
 کے پُرانے آدمیوں کی بادل پر اثر کرتی تھی۔ ایک جگہ کلر جی جمع تھے۔ جن میں سپرنٹنڈنٹِ جنرل
 بھی موجود تھے۔ اُن سے ملاقات ہوئی۔ اس فرحان پادری نے میری ماں کا کالج پڑھایا۔ اور میرے
 شوہر کو مصطبغ دیا تھا۔ اُس نے مہربانی سے ایک ایڈریس پڑھا۔ جب میں قصر شاہی میں آئی تو اس
 قدر رشتہ داروں نے استقبال کیا کہ سارا زینہ رشتہ کی بہنوں ہی سے بھرا ہوا تھا۔ مگر غرضی
 کے ساتھ یہ غم لگا ہوا تھا کہ البرٹ نکایا پ ابھی مرا تھا۔ جسکی یاد دل میں ایک کانٹا چھو دو جی تھی خوشی
 میں بچ پیدا کر دیتی تھی۔ جب ہم روزِ ناؤ میں آئے تو یہ غم اور زیادہ ہو گیا۔ ڈیوک مرحوم ہمیں رہتا
 تھا۔ البرٹ ہمیں پیدا ہوا تھا۔ وہی قصر شاہی روزِ ناؤ میں مکہ معظمہ اور عالینجاب کی اقامت کیلئے
 آراستہ کیا گیا۔ جس میں عالینجاب پیدا ہوئے تھے۔ یہاں ہر ایک آواز پر ہر منظر پر ہر قدم پر ڈیوکِ معظمہ
 کا خیالِ دل میں پیدا ہوتا تھا۔ اور اُسکے ملنے کی وہ آرزو کے دلی پیدا ہوتی تھی جس کا بڑا نا محال تھا
 جب میں سویٹس آرمی تھی تو اس خیال سے نہ بچو کہ کسی میں خورسند و شادان ہوتی تھی
 کہ میں شوہر کی جنم بھوم میں آئی ہوں جو اسکو نہایت عزیز ہے۔ پر نش بھی یہاں میرے ساتھ ہوئیے
 بڑا خوش تھا۔ یہ بھی ایک لطیف خواب تھا۔ حاضری کھانیسے پہلے ہم اُس کمرے میں گئے جس میں
 میرا پیارا پاپا اور اسکا بھائی آیزنٹ رہتے تھے۔ اُس کے ہر طرف نانا سا بستر لگا ہوا تھا چہرہ زونوں
 بھائی اپنے استاد فلورس چٹز کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اُنکے پٹہ بازی کے چرکوں کے سورج دیوار
 کے کاغذ کے اندر پڑے ہوئے موجود تھے۔ ایک میز بھی ہوتی تھی جس پر اُنکے مچھنے کے کپڑے رکھے
 جاتے تھے۔ یہاں کا منظر خوشنما تھا۔

مجھے یہاں کے آدمیوں کی سادہ دہشتی پر تعجب ہوتا تھا۔ ان سے میں دوستانہ باتیں
 کرتی تھی۔ سادگی کے ساتھ نیک طبیعتی و محبت دلی بھی انکی میں دلچسپی تھی ایک کپلے میدان کا نقشہ میں
 کینچ رہی تھی کہ دو ایک گھسیا رنگِ میرے پاس اگر بے تکلف گڈ موزنگ (صاحبِ سلامت)

کی۔ میں نے اُنکے سلاموں کا جواب دیا۔ موسم کا حال اُنکے سامنے بیان کیا۔ پھر سنکر ایک عورت نے مجھ سے باتیں کر کے ہاتھ ملایا۔ میں نے ایک نفیس گہروالی عورت کی مع اُسکے لباس کے اور ۳۲ نوعمر لڑکیوں کی تصویر بنائی۔ یہ لڑکیاں بڑی غریب مجلس تھیں۔ مگر اُن کا لباس صاف اور ستر تھا۔ وہ کسان کی لڑکیاں تھیں اُنکے لئے اس سے زیادہ خوش لباسی چاہیے بھی نہیں۔ کاش میرے آدمی اُن کسانوں کے کپڑے پہنتے اور مٹی کی لباس نکلاہ و شالون کے پہننے کا خیال نہ کرتے۔

پانچ چھ روز بڑی خوشی سے بسر ہوئی۔ دونوں میان بی بی ساتھ پھرتے تھے۔ شہر کے اوپر جو قلعہ تھا اُسکی سیر کی۔ جہان لوتھر کی کرسی اور بچوں کے کا ایک حصہ رکھا ہوا تھا۔ ۲۲۔ کوہ سینٹ اگر گیوری کی عید میں موجود تھے۔ یہ ایک خاص عید ہوتی ہے جس میں اہل شہر و دھاتی اور انکی بیویاں اور بچے جمع ہوتے ہیں اور عیش و طرب میں جہین کوئی رکاوٹ نہیں ہوتا مصروف ہوتے ہیں۔ اس عید میں بچوں سے میں نے انکی زبان میں باتیں کیں تو بچوں کو بڑا تعجب ہوا۔ بچے ناچتے ناچتے تھک گئے انکو کچھ اپنے ذیشان مہمانوں کا خیال نہ تھا۔ غل شور مچانے لگے۔ اور ایسی بک بک کرنے لگے کہ میری سوتی میں تا کا پرو دو۔ پہننے اُنکے تئیں مٹی روٹیاں اور کیک اور پھول دیے۔ یہ سفر خالی انرج نہ تھا پڑا کی دعوت میں آج ڈیوگ فریڈرک چا شہنشاہ آسٹریا کا آیا تھا۔ اُسنے قصر شاہی میں دعوت کے جلسہ میں شہزادہ البرٹ سے مقدم نشینی چاہی۔ اور وہ اُسنے اول میٹھا اسکا رنچ و ملال ملکہ معظمہ کو ایسا ہوا کہ ہزار ہندوں نے شاہ پروشا کے عمان سبھو میں مضائقہ کیا۔ غرض انگلینڈ میں شہزادہ کی پریسیڈنسی منظور ہو گئی تھی مگر غیر ملکوں میں اُنکا یہ وہ نہیں مانا گیا کہ وہ ملکہ معظمہ کے بڑے میٹھا کریں۔

۲۲۔ اگست کو پرنس البرٹ کی سالگرہ کا دن تھا۔ اسکا حال ملکہ نے خود لکھا ہے کہ پندرہویں سالگرہ کے بعد آج یہ سالگرہ پرنس البرٹ کی روز ناؤ میں ہوئی ہے۔ سالگرہ دہوم و دام سے ہوئی۔ سیر کے لئے ترہ ایک نعمت غیر مشتبہ تھی جس کا میں مشکریہ ادا کرتی ہوں کہ میرے شوہر کی سالگرہ کے جنم جوم میں لینے پیدا ہونیکے مکان میں ہوئی۔ اُسروز داقین اپنے تیوہار کی پوشاک پہنکر بن سوار آئے۔ اُنکی ٹوپیوں پر دین اور ہٹوں اور جورتوں کے سروں پر پھولوں کے طرے لگے چمکے تھے۔ انہوں نے پرنس کو ایک بار اور چھو ایک گلہ سے نذر کیا۔ اور کہا کہ آپکے شوہر کی سالگرہ کی مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ بہت برسوں تک تم جیوا رہو یہاں جلد پہر آؤ۔ ۲۴۔ اگست کو مسافروں نے روز ناؤ سے

سفر کیا۔ جس سے ہمارا دل بہت کڑھا۔ پھر ہم ڈیوک کو برگ کی شکار گاہ میں لے گئے۔ دوسرے روز کو تھا
میں پرنس کی سوتیلی ماں سے ہم ملے گئے جسکی عمر اسوقت ۴۷ برس کی ہے۔ اس بوڑھی مانی نے
اپنی حاضری کھانسی پہلے اپنے بچوں سے ملنے کیلئے ۸ میل سفر کیا جس سے تعجب ہوا۔ اسکی ملاقات
کا حال ملکہ مظفر یہ بکھتی ہیں کہ میں اُسے جا کر ملی کہ اُنکے پاس البرٹ اور ایزبیتھ موجود تھے۔ اس
بڑھاپے میں بھی اُنکی صورت پُر حسن کا نور تھا۔ قد چھوٹا ہے مگر اب تک سیدھا ہے۔ وہ بڑی جیت
وچالاک ہیں۔ مگر بے نصیبی یہ ہے کہ وہ کانوں سے بالکل بہری ہیں۔ وہ مجھ کو دیکھ کر ایسی خوش ہوئیں کہ
بار بار بیتان لیتی تھیں۔ انکو دنیا میں کوئی چیز البرٹ سے زیادہ عزیز نہیں۔ اس اپنے نوناں کو دیکھ کر وہ
نناں نہال ہوتی تھیں۔ دوسرے بعد ہم مسافر کو تھا کو چلے۔ جہاں ہر چیز ڈیوک مذکور کی یاد دلاتی تھی۔
کی لاش اب تک یہاں انکر قبرستان میں دفن نہیں ہوئی تھی۔ دوسرے دن جنگل میں گھیرے کا شکار
ہوا۔ جہیں ۵۵ جاندار گھیرے گئے۔ انمیں ۳۳ بارہ سنگے تھے۔ انہر کو لیاں چپلائی گئیں۔ میں جانتی
ہوں کہ اس طرحے جانداروں کا بلا خانہ عدم میں ہیجانا کسی اشراف کو پسند نہیں ہے۔

اتوار کا دن چپ چاپ بسر ہوا۔ بعد اسکے یہاں سے الوداع کا دن آیا جبکو ملکہ مظفر لکھنؤ
ہیں کہ میں جدائی کے خیال کی مشکل سے متحمل ہو سکتی ہوں۔ پھر وہ اس قبرستان میں گئیں جہاں
پرانے ڈیوکوں کی ہڈیاں تھیں۔ وہاں صرف ڈچس ڈیوک کا سردار بچھو لوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اُس کے
مرنے کے بعد کو تھا کائل گھر دوسرے عالم میں آباد ہونے لگا۔ ۳۰ کو کو تھا سے ملکہ مظفر روانہ ہوئیں اور
راہ میں ایری ماش میں تھیں۔ جہاں کا ڈیوک انکو قلعہ وارث برگ کی سیر کرنے لگیا۔ جہاں لو تھر
بہت حسینوں تک خلوت میں وحشت زدہ بیٹھا تھا۔ لو تھر کے لکھنے کی میرا رشادی کی انکو شعی موجود
تھی۔ دیوار پر اُس دوات کی سیبا ہی کے نشان موجود تھے جو اُس نے جن کو دیکھ کر ماری تھی اور فوٹو
پر لگی تھی۔ ملکہ مظفر نے انھیں ٹھیں آئیے پہلے شہنشاہ فرانس سے دوبارہ ملاقات کا نوڈی یوٹا
میں کی۔

ملکہ مظفر کا سفر جسمانی ختم ہوا۔ ۶۔ ستمبر کو انٹورپ میں وہ آئیں۔ مگر وہ مسیحی انجمن کے
میں آئیں۔ اوس یورپ کی طرف آنے میں وہ بڑی پورٹ میں گئیں کہ انکو کوئی فلسفہ شاہ فرانس سے ملاقات
ہو۔ سندھ میں ایسی غلیانی اور ملاطمت تھا کہ وہ جہاز سے زمین پر نہیں اتریں تو شاہ فرانس نے اس سادگی

لگ سکتا۔ دوسرا رزولیوشن یہ پاس کیا کہ غربا کی پرورش کا بوجھ پیرشس ڈسٹرکٹ کی جماعت منتظمہ کے سرپرست اُن پر ہے۔ اسلئے پیرشس کی خدمت عالی میں یہ عرضداشت بھیجی جاتی ہے کہ وہ اس حالت قرار پر رحم و کرم فرما کر امداد کریں۔ پیرشس نے ان دونوں رزولیوشنوں سے یہ نتیجہ نکالا کہ ونڈسٹرکٹ کی جماعت منتظمہ یہ تسلیم کرتی ہے کہ قلمبش خاتم کی بابت اُنپر محصول نہیں لگا سکتی اور محصول کے دینے سے ملکہ معطلہ کے حقوق میں فرق آتا ہے اسلئے محصول کے دینے سے انکار ہی مگر وہ خیرات کے طور پر امداد چاہتی ہے تو وہ اسقدر خیرات جو اس محصول کی برابر ہو کہ اُنپر لگایا جاتا بخوشی دینے کو تیار ہیں۔ انہوں نے محمدیہ ۱۲۸۴ھ سے وہ محصول کا حساب کر کے اسکے برابر خیرات لیلے خاندان شاہی کے ستانے کیلئے ونڈسٹرکٹ کی پیرشس کے افسروں نے یہ ناحق کا جھگڑا کھڑا کیا تھا کہ جس سے جاننا چاہیئے کہ پیرشس البرٹ کو ایک غلط منصب دے رکھا ہے۔ مگر پیرشس نے اس معاملہ کو دشمنانہ اس خوبی کے ساتھ فیصلہ کیا کہ متوسط درجے کے آدمیوں میں زیادہ ہر دوسرے زمرہوں نے میں کامیاب ہوئے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ملکہ معطلہ نے اسبوری میں اپنا میاں محل اسلئے تیار کیا تھا کہ لوگ اور ٹوری فرقوں کی فسادوں سے بچکر اس میں آرام کیا کریں۔ اسکا حال ملکہ معطلہ نے ایک خط میں لکھا ہے کہ ٹنڈن میں لوگ فساد اور عناد کی تلخ آئینہ بائیں کرتے ہیں اُن سے بچکر اس میں آرام ہے۔ یہاں حضرت علیا بڑے ساتھ طور پر نہایت آرام سے خوش و خرم رہتی ہیں۔ لگانے کیلئے قطعات زمین تقسیم و تجویز کرتی تھیں۔ وہ اس عافیت گاہ سے پھر ٹنڈن کی آشوب گاہ میں آئیں۔ جان پولیٹیکل فسادات برپا تھے۔ یہ وقت اُن کے لیے بڑا نازک تھا۔ ۱۷۵۵ء میں گو اُن کے ہاں دھرم پیدا ہوئی۔ جس کی خوشخبری توپوں کی شک نے سارے شہر کو سنائی۔ اس وقت مصر کا علیا بڑا ابراہیم انگلستان میں رونق افروز تھا۔ اسکی فرانس میں مہانداری بڑے تہل و شان سے ہوئی تھی حضرت علیا تو اپنی حالت سے مجبور تھیں کہ بنفس نفیس بادشاہ کی خاطر و تواضع نہیں کر سکتی تھیں۔ مگر پیرشس ایئر نے اپنے حتی المقدور خدیو کی مہانداری خاطر داری کا حق ادا کیا۔ ۱۷۵۷ء میں کو حضرت علیا بھی اس قابل ہو گئیں کہ دن کو وہ خود خدیو مصر سے ملین اور رات کو اسکی دعوت کی غرض یہاں کی مہانداری اور خاطر داری سے مہمان بہت خوش و خرم ہو کر اپنے ملک کو گیا۔

اس بدین کا کیا گم۔ ولادت دختر۔ ان کی تعلیم میں آئی

۱۸۴۵ء کے ختم ہونے سے پہلے وزارت پر نازک وقت آئیے ملک مضبوط خائف ہوئیں۔ یہ خوف ہمیشہ
 ان کے سر پر کھڑا رہتا تھا۔ آئر لینڈ میں آلوی فضل بالکل جبرگتھی۔ اور انگلینڈ اولسکوٹ لیسٹن میں بھی فصل
 نہایت خراب ہوئی۔ کل یوناٹینڈ کنڈم میں جاڑے کے موسم میں بڑی مصیبت کا پڑا یعنی تھا۔ اس
 سب سے پیل کے ولیمین یہاں آئے کہ ملک کی حالت کا سخت غصہ ہے کہ غنہ کے تمام قوانین منسوخ کرنے چاہئیں
 مگر یہ معاملہ وہ تھا کہ جو کچھ اس وقت ہوا وہ اس کے ہاں نہ پہنچ سکا تھا کہ ہم اس کا مقابلہ کر چکے لیکن اب اس نے
 اپنا میلان بننا خاصاً اس طرف نظر کیا کہ آزاد سی تجارت کے اصولوں کو ختم کر دیا کرے۔ اس کی اس رائے
 کے بدلے سے یہ زیادہ تر اس کے برابر ہی چند، پڑے۔ اس سے یہ سب سے زیادہ مقابلہ آنے کو تیار ہو گیا لیکن
 آخر کے سب سولے لارڈس میں لی اس کے ہمارے ہو گئے۔

پیل کے ساتھ پارٹی نے اپنی تپاک کی بہت تھوڑی نشانیاں دکھائیں۔ انگلینڈ کی لاجوان
 پینٹی نے بکے سر نشاؤں پر بیٹھی تھے پیل کی حکومت کی ماتحتی میں اپنی مٹ اور صدر کے آثار دکھائے اور
 ۱۸۴۵ء کے اجلاس پارلیمنٹ میں ڈزریلی نے اپنی تقریر میں پیل کی نسبت بڑی درشت زبانی سخت
 کلامی کا ایک سلسلہ باندھ دیا اور کہا کہ ملک کی اہل زراعت کی نفع رسانی سے وہ بالکل بے پروا ہی اور کو
 سرونیو گورنمنٹ ایک مختصر زیادہ کاری ہو گئی ہے۔ اس سے ملک مضبوط بڑی سرسبز زمینیں اب انہوں نے اپنے
 تمام عذاب کا وزن پیل کے ترارہ میں چڑھا دیا۔ ۵۔ نومبر ۱۸۴۵ء کو انہوں نے پیل کو لکھا کہ آپ نے
 جو رپورٹ بھیجی کہ سب کی نٹ میں آپس میں اسوقت ناموافقت اور اختلاف آ رہا ہے اس سے مجھے بڑا تردد
 ہوا میں گہرے طور اسوقت میں کہ قحط سالی اپنی آنکھیں دکھائی ہے۔ سب کو آپس میں متفق ہو کر اور ملک
 ایک دل ہو کر کام کرنا چاہیے تھا۔ ۶۔ نومبر ۱۸۴۵ء کو ملک مضبوط نے اوس بورن سے سرورڈ پیل کو
 پھر لکھا کہ میں اس بات کے سننے سے بڑی مترو وہوں کہ سرورڈ کو خوف ہو کہ سب کی نٹ میں
 زیادہ اختلاف آ رہا ہے اب اسوقت میں کہ بلا سرورڈ ہی سب قوتوں میں زیادہ ضرورت تھا کہ گورنمنٹ
 ان میں میں تسن ہوئی۔ میں خیال کرتی ہوں کہ یہ وقت ایسا آگیا ہے کہ باہر سے ملک کے اندر خوراک کے آنے
 کی کڑواہٹوں کے دور کرنے کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ یہ رائے سرورڈ کی اپنی خود
 ہوئی چاہیے۔ مجھے بڑی امید ہے کہ اس کے ہمراہیوں میں سے اس کے حق کام کرنے کا کوئی مانع و مخرج نہ ہوگا
 اگرچہ ملک نے پیل کو بہت سہارا دیا اور اس کے دل کو قوی کرنا چاہا۔ مگر اس نے اپنے دونوں معاونین اور مخالفین کے

پیل اور قوانین غلہ

پیل کو ملک کا سہارا دینا

لئے یہ انصاف جانا کہ مقابلہ کی پابندی جسے اصلاح پیش کی ہو وہ اپنا اجر اے کا کر کے۔ (سپیلے اُس نے ۶۔ دسمبر ۱۸۸۷ء کو اپنا استعفا دیدیا۔ ملکہ مظفر کو اسکے مستعفی ہونے کا صدمہ دلیر ایسا ہی ہوا جیسا کہ لارڈ میلبورن کے استعفا دینے کا ہوا تھا۔ اسکے استعفا دینے سے پہلے ایک دن انہوں نے پیل کو لکھا کہ رائون کی مخالفتوں کا سبب کچھ ہی ہو مگر مجھے یقین ہے کہ سرورٹ پیل ایسے کرے اور مشکل وقت میں مجھے نہیں چھوڑے گا۔ لیکن پیل اپنے ارادہ میں پکا تھا۔

جب ملکہ مظفر نے جانا کہ پیل نے استعفا دینے کا ارادہ محکم کر لیا ہے تو اس کا انکو افسوس ہوا مگر پھر وہ اپنی عادت مستمرہ کے موافق اپنی نئی گورنمنٹ کے بنانے پر مستعد اور آمادہ ہوئیں۔ پیل کی درخواست کے موافق انہوں نے لارڈ جان رسل کو طلب کیا۔ وہ اُس وقت ایڈنبرا میں تھے۔ فنڈ سرین اور دسمبر سے پہلے نہ پہنچ سکے۔ اس اثنا میں ملکہ مظفر نے میلبورن کو صلاح و مشورے کیلئے بلایا۔ مگر کچھ وہ اپنی بیماری کی وجہ سے کچھ اپنی دانائی و حزم کی وجہ سے یہاں نہ آئے۔

وگ کے بیٹ کے ہونے میں ملکہ مظفر کو یہ خوف تھا کہ وہ لارڈ پامرسٹون کی فورین منسٹر بن گئی جیسے انکو نہ انکے شوہر کو اہم سمجھا جاتا تھا۔ جانتا کہ اسے ہو سکا وہ اسکی مانع ہوئیں کہ وہ اپنے فیضی عہدہ پر مقرر نہ ہو۔ جب انکی لارڈ جان سے اول ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس سے باصرہ یہ کہا کہ پامرسٹون کو کوئی عہدہ کو لونی میں دیدیا جائے۔ اسپر لارڈ جان بڑبڑائے۔ اور اس معاملہ کے آگے چلنے کے لئے مہلت چاہی۔

یہ خوف انکو اس جارہ تھا کہ انہوں نے ایسی حد سے زیادہ پیچیدہ اور ڈپلومیٹک گفتگو میں مسائل میں کہیں کہ کسی اب تک نہیں کی تھیں۔ انہوں نے لارڈ ایڈنبرا سے جو پیل کی کبی بیٹ میں فورین منسٹر تھا بحث کیا کہ پولیٹیکل لحاظ میں جو پامرسٹون پرین اعتراضات کر دیں۔ ان میں وہ میر اسٹون میں پیل پولیٹیکل دائرہ میں یہ بات مشہور تھی کہ پامرسٹون کوئی عہدہ سولے فورین منسٹر کے منصب قبول کرے گا۔ سپیلے ایڈنبرا نے ملکہ مظفر کی تھوڑی سی تسکین کی کہ وہ اسے ملکہ مظفر کو وہ صلاح دی کہ جو امور انگریز میں انکو وہ بہتر طور سے کریں۔ حضور کی خواہش کے موافق میں پامرسٹون کو یہ مشورہ دیا گیا کہ وہ ان کے ساتھ مصاحبت رکھے اور ہمیشہ فورین پالیسی میں باقاعدہ صلاح و مشورہ کیا کرے۔ مگر یہ ممکن نہ کہ وہ اس اپنے فیضی عہدہ سے جا کر کیا جائے۔ جس کی خدمات کی کیا آدمی کے سبب وہ اسکا مستحق ہے

پیل کا استعفا دسمبر ۱۸۸۷ء

لارڈ جان رسل کا بلانا جانا

لارڈ جان کے ساتھ گفتگو اور لارڈ پامرسٹون کا خوف ملکہ مظفر کو

اس مشورہ بڑی سنجیدہ ناراضی کے ساتھ منظور کر لیا۔

۱۳۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ملکہ معظمہ کی لارڈ جان سے دوسرے ملاقات ہوئی اسکے ساتھ بڑے پڑانے وگ کے سرگروہ لارڈ لینڈون ساتھ تھے۔ شہزادہ البرٹ ملکہ معظمہ کی برابر بیٹھے انہوں نے اپنے ان ملاقاتیوں سے کہا کہ مین البرٹ کی طرف سے وہی باتیں کروں گی جو اپنی طرف سے کروں گی لارڈ جان رسل نے بڑی ہنسی کے ساتھ ان سے مخاطب ہو کر ان سے درخواست کی کہ وہ پہل سے اس بات کو خوب تحقیق کر لیں کہ انکی کبی نیٹ کے مخالف ممبرین منصب نہیں رکھتے کہ وہ نئی گورنمنٹ بنالین اگر ان سے قوانین خلع کو منسوخ کر دیا تو وہ حق پر ہے اور جان رسل نے یہ اور کہا کہ ملکہ معظمہ کو چاہیے کہ پہل کو اور ان کے ہمراہیوں کو اپنی پشت پناہ بنالین۔ ملکہ معظمہ نے پہل سے مشورہ لیا تو اس نے ایک فضول بچاؤ کا جواب دیا۔ لارڈ جان کو اس سے اطمینان نہیں ہوا اور ان سے ملکہ معظمہ سے یہ بات التماس کیا کہ وہ خاص اسی سے ساتھ کام کرنے کا وعدہ لیں۔ ملکہ معظمہ اس درخواست کو نا مقبول جانتی تھیں۔ مگر اپنے تباک و اخلاق کے سبب سے ان سے نوپل کی طرف رجوع کی مگر اس کا نتیجہ کچھ نہیں ہوا پس اب وہ علیحدہ ہو کر دیکھنے لگیں کہ کیا وقوع میں آتا ہے۔

لارڈ جان کی ہنسن اور وضو

آخر کو ۱۸۔ دسمبر کو لارڈ جان نے ملکہ معظمہ کا حکم نئی گورنمنٹ مرتب کر لیا مان لیا۔ اب اسکی پارٹی (دفریق) کے بعض ممبر ایسے تھے کہ وہ پامرٹون کو ایسا غیہ متعبر جانتے تھے جیسے کہ ملکہ معظمہ اگر پامرٹون کو فورین افس لے تو لارڈ گرے نے گورنمنٹ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا اور اسکے ساتھ انھوں نے یہ درخواست بھی کی کہ کے بی نیٹ میں کوپ ڈین کو بھی کوئی عہدہ ملے وہ آزادی تجارت کیلئے لوگوں کے اُبھارنے کا سر مشاہے۔ لارڈ گرے کی ان دونوں درخواستوں کو لارڈ جان منظور نہیں کر سکتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ انتظام ملکی میں وہ اس آگے قدم بڑھائے۔ اس نے ۲۹ دسمبر کو دفعہ ملکہ معظمہ کو اطلاع دی کہ مین اب حضور کی خدمت نہیں کر سکتا۔ جس سے ملکہ معظمہ متحیر ہو گئیں۔

لارڈ جان کی مشکلات

کچھ دیر کیلئے یہ معلوم ہونے لگا کہ ملکہ معظمہ کوئی گورنمنٹ نہیں رکھتیں۔ پھر انھوں نے پہل کی طرف رجوع کی اور اس سے التجا کی کہ وہ پھر اپنے عہدہ کو قبول کرے۔ اس نے انکی درخواست کو منظور کر لیا۔ ملکہ معظمہ نے اپنی پیچیدہ گفت گوؤں میں اس نتیجہ کو ملحوظ خاطر رکھا تھا جس میں وہ کامیاب ہوئیں اور انکی خاطر خواہ اسکا نتیجہ ہوا۔ ۲۰ دسمبر کو انھوں نے پہل کو لکھا کہ وہ اپنے عہدہ پر بحال ہوئیں کافی طور پر بیان نہیں

پہل کا دوبارہ صاحب اختیار بننا

کر سکتی کہ آپ نے جو خیر خواہی اور عالی ہمتی اور بلند داعی سے طریقہ اختیار کیا ہے اس سے میرا اعتماد آپ پر کس قدر زیادہ ہو گیا ہے۔ وزارت کی بجائی میں چند تبدیلیاں ہوئیں گلیڈسٹن جن کی ملکہ معظمہ بڑی احسان مند اس سبب ہوئیں کہ انہوں نے پیل کو استقلال کے ساتھ پرتاثر سہارا دیا اور اس میں وہ کامیاب ہوئے اور وہ لارڈ شین لی سے بھی جو کو نوئی کے مدارالہمام اور وار سکرٹری تھے بڑی مطمئن اور خوش ہوئیں۔
اسے ملکہ معظمہ پیل کے ساتھ قانون غلہ کی منسوخی کی پولیسی میں متحد ہو گئیں۔ وہ ڈسٹرکٹ میں میلبن ملکہ معظمہ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے کہ انہوں نے کہا کہ پیل کا بے دیانت رویہ قابل لعنت ملکات ہے تو ملکہ معظمہ نے اس مضمون پر مباحثہ کرنا پسند نہیں کیا اور اُن نے کہا کہ آپ چپ لگائے پیل کے مستقل رکھنے میں ملکہ معظمہ نے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ ۱۲ جنوری ۱۸۶۶ء کو انہوں نے لکھا کہ مجھے اس بات کے جاننے سے بڑا اطمینان حاصل ہوا ہے کہ پیل نے اپنی زبردست زود اثر تدابیر کین بن کہ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے عدل و عقل کے موافق ہوئے ہوئے سبب ضرور کامیاب ہونگی۔ ۲۷ جنوری ۱۸۶۶ء کو پرنس البرٹ کا فیس ہوس میں گئے کہ وہ پیل کی اس تدبیر کو سنیں کہ جس میں وہ تین سال کے عرصہ میں تمام قوانین غلہ کی منسوخی کا بیان کرے گا۔ جو قانون غلہ کی منسوخی منع تھی وہ پرنس البرٹ کے آئیے بڑے خواہمے اور انہوں نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوانین غلہ کی منسوخی میں شاہی سازش و سازش بھی ہے۔ اس اظہار رائے پر اگرچہ ملکہ معظمہ کو ہنسی آئی مگر وہ ناراض بھی ہوئیں اور پرنس البرٹ تو ایسا خفا ہوا کہ پھر اس کو ٹرہوس (کافس ہوس) میں نہیں گیا۔ ۲۷ فروری ۱۸۶۶ء کو ملکہ معظمہ نے پیل سے کہا کہ آپ کے گروہ میں سے جو بعض نے آپ کو برا کہا ہے اس کا معاوضہ ملک کے احسان مند ہونے آپ کو مل جائے گا۔ انہوں نے ۱۸ فروری کو پیل کو صرف اس سچ کی مبارکباد کا ہی خط نہیں بھیجا جو اُسے بل کے پیش کر کے دی تھی۔ بلکہ یہ ملکہ ایڈی لیڈ کا بھی رقمہ اس نے خط کے ساتھ بھیجا جن انہوں نے انکی نسبت اپنی نیک رائے ظاہر کی تھی۔

اگرچہ گلیڈسٹن اور لارڈ ونگٹن نے پیل کی پولیسی کو پسند کیا مگر وہ کافس ہوس کے اجلاس کھلنے پر اس سبب جدا ہو گئے کہ اُن سے پارلیمنٹ کی ممبری کے لیے ڈیوک نیو کیسل کو نامزد کیا۔ جو سخت مانع و مزاحم قوانین غلہ کی منسوخی کا تھا۔ اور اُس کے برخلاف رے مغرانا یہ دونوں نہیں دیکھتے تھے۔ اس لیے وہ علیحدہ ہو گئے۔ پیل جو ایسے دو بڑے دوستوں کی حمایت سے محروم ہو گیا تو ملکہ معظمہ کو اُس پر برا افسوس ہوا

ملکہ معظمہ کا خیال کا سواں ہونا

ملکہ کی مشکلات پر ملکہ معظمہ کا افسوس

انھوں نے کہا کہ انکے لئے اور سیٹ حاصل کرو تو ہم۔ پانچ کو ملکہ مظہر نے گھیر کر لکھا کہ مسٹر کلید پٹن اور لارڈ لونگٹن کے لئے کوئی سیٹ کمان ہے؛ غلہ کی منسوخی کے باب میں جو پیرچ دیجانی اسے ملکہ بڑے غور سے مطالعہ کرتیں۔ اور اختلاف رائے کی فہرست کو ملاحظہ کرتیں انھوں نے لکھا ہے کہ شرب کو جو کارروائی ہوتی ہے وہ انکو بڑی دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔

۲۵۔ مئی کو شہزادی ہلینا پیدا ہوئیں مگر اس سبب انکی توجہ اہل کی طرف سے کچھ مٹی نہیں وہ بلنگے ہنقرہ کو جو پارلیمنٹ کے دونوں مہوس میں پڑھا جاتا بڑی خوشی سے دیکھتیں۔ لیکن اسکے ساتھ ایک ضمیمہ ایسا پیش ہوا کہ جسکے سبب وہ بیدل ہو گئیں۔ ۲۶۔ مئی کی رات کو قانون غلہ کا تیسری دفعہ لارڈس مہوس میں پڑھا گیا پرنسٹنٹ لارڈی تجارت کے خلاف (وگس نے ملک آئر لینڈ کے کوئرش بل ردنگہ و فساد دانے کا) کے دوبارہ پڑے جانے پر گورنمنٹ کے برخلاف ووٹ دیئے۔ اور پیل کو ۳۰۔ دونوں کی کمی کے سبب شکست ہوئی۔ اب ضرور ہوا کہ پیل اپنا استعفا اس وقت میں دے جس میں ملکہ مظہر کو اسکی خدمات نہایت گران بہا معلوم دیتی تھیں۔ وہ اُسے محروم ہو گئیں۔ اور یہ محرومی ہمیشہ کے لئے ہوئی۔ جب پیل جدا ہوا تو انھوں نے لکھا کہ مجھے اس پر تعلق تھا اور انھوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ پیل کا منصب خواہ کچھ ہی ہو۔ ہم ہمیشہ اسکو اپنا رفیق اور سچا دوست جانیں گے۔ انکو لارڈ ایرلینڈ کے بھی مستعفی ہونے کا اس سے کچھ کم بچ نہ تھا۔ انھوں نے اپنے ماموں صاحب لیوپولڈ کو لکھا کہ ہم ان دونوں آدمیوں کے سبب بڑے افسوس تھے۔ لیوپولڈ نے لکھا کہ اپنے محضر مدرن ملکی میں پیل پر یہ اعتماد کیا جاتا ہے کہ اسکے سبب موندکی میں جو انکی قوت اور طاقت باقی ہو۔ اس میں سے ذرا بھی کم نہ ہوگی۔

پیل کی شکست

ملکہ مظہر کی آزاد تجارت کے لئے کوشش

ملکہ مظہر کو جو کونشی ٹیوشنل اختیارات حاصل تھے انکے زیادہ استعمال کرنے کی تکلیف اگرچہ پیل نے انکو نہیں دی مگر اُسے پولیٹیکل معاملات میں اکثر خط و کتابت کرنیکے اثر کو بڑھا دیا۔ اُس نے طرفین یعنی بادشاہ اور وزیر کے درمیان اعتماد بڑھا دیا جسے ملکہ مظہر کو ابھارا کہ وہ اپنی رعایا کے معاملات سے دلچسپی رکھیں۔ اور ان میں اہل گرجا بوشی صلاح رعایا کے لئے پیدا کر دی۔ چنانچہ انھوں نے یہ گرجا بوشی اپنی قوانین غلہ کی منسوخی میں ظاہر کی۔ وزیر اعظم نے انکو یقین دلادیا کہ اس منسوخی سے رعایا کی مصائب میں کمی اور انکی آسودگی میں افزائش ہوگی پیل کے منصب میں تو بڑی مشکل شکست پیش آئی کہ اُسے

یہ چاہا کہ آزادی تجارت کے اصول کے عملی اثر کو پیدا کرے۔ اگر ملکہ معظمہ اس کام میں بالکل متوجہ نہ ہوتیں تو یہ وہ اصول قابل برداشت نہ ہوتا۔

پارلیمنٹ بدل گئی۔ ۶ جولائی ۱۸۷۶ء کو وزیر اعظم سر روبرٹ نے استعفا دیا۔ ۷ جولائی کو ملکہ معظمہ نے لیوپولڈ شاہ بلجیئم کو یہ خط لکھا کہ کل کا دن مجھے نہایت سخت گزارا ہے کہ سر روبرٹ پہلے اور لارڈ ایبرڈین دونوں نے استعفا دیدیا اور مجھ سے جدا ہو گئے۔ جس سے مجھے اور میرے لکے جو نقصان پہنچا ہے اس کا علاج کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ دونوں ایسی منہموم حالت میں مجھ سے ملے کہ انکو دیکھ کر میں بخیر نہ ہو گئی۔ وہ ہمارے بڑے نیک خواہ و فادار دوست تھے۔ وہ پانچ برس تک میرے پاس رہے اس عرصہ میں نہ تو کسی ایسے آدمی کی سفارش کی اور نہ کوئی بات ایسی پیش کی کہ وہ ملک کے حق میں ہتھ نہ مین بیان نہیں کر سکتی کہ ایبرڈین کے جدا ہونے نے مجھے کیسا غمزدہ بنایا ہے۔ آپ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ میرا کیسا دلنواز صاحب تھا۔ ایسے دوستوں سے انقطاع آمد و رفت ہونا بڑا اہمال انگیزہ ہے۔ امتحان کے کرٹے وارٹے وقتوں میں البرٹ مجھے اور میرے ملک کو اپنے استقلال اور دلائل و ثبوتوں سے ایسے فائدے پہنچاتا ہے کہ جن فائدوں پر کوئی یقین نہیں لاسکتا۔

ملکہ کے پاس وزرا سے زیادہ ان کا عزیز و مستمشوہر موجود تھا جب جان رسل وزیر اعظم مقرر ہوئے تو پارلیمنٹ کے ممبروں کا انتخاب شروع ہوا۔ ملکہ معظمہ سمندر کے کنارے ایل وائٹ میں حبلی گئیں۔ جہان کی روح افزا ہوائے اور طمان زندگانی نے اس فصحلال کو رخ کر دیا جو وزرا کی جدائی سے پیدا ہوا تھا۔ وہ اب شگفتہ خاطر و زندہ دل ہو گئیں اور اس پر یہ خوشی اور ہوشی کہ ان کی صاحبزادی کے اصطبغ کی تقریب میں شاہ و ملکہ بلجیئم آئیو لے تھے۔ گو وہ اس تقریب میں تو شریک نہ ہو سکے مگر دو چار روز بعد آ گئے۔ قصر بکنگھم میں ۱۵ جولائی کو شہزادی کو اصطبغ دیا گیا۔ اور ہلبی آگشا و گنڈریا نام لکھا گیا اس مہینہ کے آخر میں نور پور البرٹ ڈوک کے کھولنے کے لیے پرنس البرٹ کو جانا پڑا گو ان کی سپہیوں کی شان و عظمت اور ان کے استقبال کی تحل و شوکت کو حضرت علیا سن سن کر شاد و شاد ہوتی تھیں۔ مگر انکی جدائی کا بچہ انکی جان کے لیے بڑا عذاب الیم تھا اس مہینہ کی آخر تاریخ میں ملکہ معظمہ کو پرنس نے خوش طبعی سے رموز و کنایات میں یہ خط لکھا ہے کہ آپ ابھی اپنا بنا و مسنگا کرتی ہوں گی اور ڈنر میں اپنے وقت پر نہ گئی ہوں گی۔

پارلیمنٹ کا بدنام ہونا کا اسطلاح اور شہر کا سفر

ملکہ مظہر نے سٹوک میٹر کو ریج انٹریز خط لکھا۔ کہ میرا پارا ماسٹر (آتما۔ مالک) گھر سے باہر گیا
 ہوا ہے اسلئے میرا دل جدائی کے رخ سے بیقرار و بیتاب ہو رہا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ اور دن کے شوہر
 بھی اکثر جدا ہوتے رہتے ہیں مگر مجھے کبھی ایسی جدائی کی عادت نہیں ہوگی۔ میرے لئے برا نہ نہاں ریج
 یہی ہے کہ مجھ میں اور اس میں دوروز کے لئے بھی جدائی ہو۔ میرے دل کی کیفیت یہ ہے کہ البرٹ کے
 بغیر مجھے کوئی چیز بھلی نہیں معلوم ہوتی۔ اسلئے خدا سے میری یہ التجا ہے کہ اس کے بعد مجھے زندہ
 نہ رکھے۔ میں اُسکے دیکھنے ہی کو اور اس سے محبت کرنے ہی کو اپنی شان و شوکت جانتی ہوں۔
 خدا جو آئندہ کا حال انسان سے مخفی رکھتا ہے اس میں انسان کی بھلائی کے لئے بڑی
 حکمت الہی ہے۔ اس محبت والی بی بی کو آئندہ یہ خبر نہ تھی کہ اسکو مدتوں تک شوہر سے جدا ہو کر
 جینا پڑے گا۔ اس لاعلمی سے کیسی اسکو مسرت تھی۔

۱۳۸۵ء میں ماہ اگست و ستمبر میں ملکہ مظہر نے دو بحری سفر بڑے مسرت انگیز کیے
 جن کا حال انہوں نے اپنے ہائی لینڈ کے سفر نامہ میں چھاپا ہے۔ ان سفروں میں ان کے بچے
 ہمراہ تھے۔ اول بحری سفر میں بڑے بڑے مقامات وارث تھے۔ پلائی تھے۔ گیورن سہی کی سیر اور
 دو سکر میا جرسی اور سائل کورنش کی سیاحت کی کسی لچپ اور خوبصورت چیز کے دیکھنے کیلئے
 ملکہ مظہر موسم کی سختی و خرابی کا ذرا بھی خیال نہیں کرتی تھیں۔ اور سیر کی خاطر اپنے تئیں معرض
 خوف و خطر میں ڈال دیتیں۔ اُسکی ایک مثال یہ ہے کہ جبوقت وارث ساتھ میں جہاز داخل ہوا ہے تو
 چنے موسلا دھار برس رہا تھا اور جہاز کا ڈیک (عرشہ) پانی میں تیر رہا تھا۔ مگر حضرت علیا عرشہ پر
 بیٹھی ہوتی تھیں۔ درخت۔ زاروں اور چرچ و قلقلہ کی عمارتوں کو دیکھ کر تعریف کرتی رہیں اور نیچے نہیں
 اتریں۔ مناظر قدرت کے مشاہدات سے انکی طرح محبت رکھنا بالکل ایک عجیب بات ہے وہ خود تو
 شگفتہ و درہن۔ مگر پرنس البرٹ زور و دھوکے۔ جب موسم اچھا ہوا تو وہ۔ اگست کو سفر لگے چڑھا
 دائیں بائیں طرف عجب عجب مناظر قدرت ان کو نظر آئے۔ کہیں پہاڑوں پر درختوں کے جھنڈ
 صورت نظر آتے تھے۔ کہیں دریا ایسے پیچ در پیچ کھاتے ہوئے دکھائی دیتے تھے کہ تالاب معلوم
 ہوتے تھے۔ کشتی سے اتر کر ایک پُرانا شہر دیکھا کہ وہ ایسا مضبوط بنا ہوا ہے کہ زمانہ نے اسے
 فرسودہ نہیں کیا اسکی قدیمی حسانت قائم ہے۔ ملکہ مظہر کو جب کوئی منظر خوش نظر آتا تھا تو اسکا

ملکہ مظہر کے دو بحری سفر

نقشہ کینچنین اور جہان پر آنے نقش و نگار دکھائی دیتے انکی تصویر انا تین۔ جہان سواری جاتی صل
 پر آدمیوں کی بھیڑ لگ جاتی۔ اور لیڈیان سفید لباس پہنے ہوئے موجود ہوتین شہروں کی آئین بند
 خوب ہوتی۔ مصنوعی محرابین سرکون پر بنائی جاتین۔ بادشاہی جہاز کے گرد مچھیرے کشتیان لگتے
 اور وہاں انکے لشکر ڈالتے۔ ملکہ مظہر لکھتی ہین کہ وہ انگریزی ایسی بُری ہوتے کہ ہماری جہنمین نہیں
 آتی ہین اپنے شوہر کے ساتھ ایک قلعہ میں پناہ ڈر گئی۔ اور اُسکی چوٹی پر سینٹ میکائیل کی کرسی بھی
 پہنچی دیکھی۔ اُسکی نسبت یہ کہانی مشہور ہے کہ میان بی بی مین سے جو اول اسپرٹھیہ جاتا ہے وہی اپنے
 گھر کا خد اوند اور مالک خانہ ہو جاتا ہے۔ ایک بڑے مکان دار نے مجھ سے کہا کہ بہت سے میان بی بی
 کے درمیان اس امر کا تجربہ ہو چکا ہے کہ جب اب مین یہ کہا گیا کہ یہ جگہ ایسی کدھ ہے کہ میان آدمیوں کی رسائی
 مشکل ہے۔ ایک مچھیرا اس امید پر اپنا جال لگائے ہوئے بیٹھا تھا کہ ایک قسم کی مچھیرا پکڑ کر مجھے دکھائے
 گو انکے جال مین وہ مچھلی نہیں آتی۔ اب ڈچی کو رنوال مین ہوئے کی کا نون کا ملکہ مظہر نے ملاحظہ فرمایا۔
 ملکہ مظہر نے بہت اور جرات کی کہ وہی کی کا نون مین اندر جا کر ان کا معائنہ فرمایا ملکہ
 تحریر فرماتی ہین۔ کہ تین اور پرنس و دون ایک ٹھیل مین ٹیٹھک کان کے اندر گئے ٹھیل کو کان کن آگے
 سے کینچنے اور پیچھے سے دھکیلتے تھے۔ اور سٹرٹلر جو اس کان کے منہ پر تھے پیچھے چلتے تھے کان
 کنون کا لباس ادنی تھا۔ انکی ٹوپی چوڑے کنارے کی تاجدار تھی۔ ٹوپی کے آگے اکثر لال ہین گئے ہوئے تھے کان
 کی دونوں طرف لالینین روشن تھین۔ جو لوگ ٹھیل کو نہیں چلانے تھے وہ روستی لیکر ساتھ چلتے
 تھے۔ البتہ اور شرفانے کان کنون کی ٹوپیاں ہین لی تھین۔ وہاں اتنی جگہ نہ تھی کہ ہمارے ٹھیل اور رو
 (چٹان) کے درمیان آدمی چل سکیں۔ لیکن اتنی جگہ تھی کہ آدمی اپنا سر اوپر چارکھ سکیں مگر وہ بھی سب جگہ
 نہیں اس روشن گھپاسے ہم باہر نکلا کر کچھ ٹھیرے کش کش آئین ہوئے کے ڈوبن کو دیکھین۔ پرش ہنے
 ان مین سے چند کو کھٹ کھٹایا۔ مگر وہ ایسے سخت تھے کہ باروت انکو پارہ پارہ کرتی تھی۔ غرض دونوں
 بحری سفر وہ ستمبر کو ختم ہوئے۔ اور اوس بورن مین جماعت شاہی آگئی ۴

ملکہ مظہر نے ان سفروں مین ان مقامات کی سیر کی جہاں شانان انگلستان مین سوائے
 جان کے کسی نے قدم نہ رکھا تھا۔ ملکہ مظہر اپنے چھوٹے سے بیٹے پرنس یوز کو اُسکی ڈچس کو رنوال
 کی سیر دکھاتی تھین۔ انکو لباس ملائی پٹھایا تھا کہ جسکو انکے علاقے کے آدمی دیکھ کر بڑے خوش ہوتے تھے

اسے کی کا نون کا ملاحظہ

اسے پرنس کو رنوال کے ساتھ

اور وہ عاتین دیتے تھے کہ خدا اسکو پھولا پھلا کرے۔ جناب علیا نے خاص انگلستان کا یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ مائین اپنے بچوں کو پڑھاتی ہیں۔ وہ جہاز پر اپنے پلوٹھی کی لڑکی کو پڑھاتی تھیں۔ جب اُن پر کاروبار سلطنت کا بار ایسا آں پڑتا تھا کہ سرٹھانے کی فرصت نہیں ہوتی تھی اور اولاد کی تعلیم کیلئے ذرا سادقت نہیں بچتا تھا تو وہ اپنی جگہ دوسرے آدمی کو معلم مقرر کرتی تھیں اور اسکی تعلیم کی نگران حال ہوتی تھیں +

جیسی کہ ہندوستان میں رسم ہے کہ جب کوئی شخص مکان بنوے اس میں جا کر رہتا ہے تو اس کی شادی دعوت کرتا ہے۔ اسی ہی انگلستان میں مکان کی شادی کی ہوتی ہے اسکو ہوتس ارمنگ کہتے ہیں +

اوس بورن میں سننے بل بجا لے کی شادی

اوس بورن میں حضرت علیا کا محل عالیشان بالکل تیار ہو گیا تھا۔ انھوں نے ۱۶ ستمبر کو اسکی شادی کی جسکا حال لیڈی لٹن ٹن اپنے ایک خط میں اس طرح کہتی ہیں کہ پہلی رات اس گھر میں ہماری بسم ہوئی۔ مکان میں سے ساری برائیاں دور ہو گئیں تھیں۔ کسی زحمت کی بونہیں آتی تھی جس سے نزلہ ہوتا۔ دیر کے بعد مئے ملکہ معظمہ اور عالیجناب کی صحت و سلامتی کا جام پیا۔ عالیجناب نے ایک مناجات پڑھوائی جسکا مطلب یہ تھا کہ اس مکان کے آنے جانے میں خدا ہم کو برکت دے۔ حضرت علیا کی ملازمہ لیڈی نے یہ اصرار کیا کہ دبیرین جب ملکہ معظمہ پہلے چل قدم رکھیں تو اُن پر ایک پرانی جوتی پھینکی جائے اور گلا جو اسیہ اور بعض چیزیں منگا کر مکان میں رکھی جائیں کہ گھر جن بھوت پریت کی آفتوں سے محفوظ رہے اور پچھی گھر میں آکے۔ یہ سچ نہیں تو بات تھے +

ملکہ معظمہ اور عالیجناب کی نسبت میں بتوں کی بات

بحری سفروں میں وہ فون ملکہ معظمہ و عالیجناب کے بیرن شوک میٹر مصاحبے اسلئے اس عالی دماغ نکتہ رس کو خوب موقع ملا کہ وہ اس بات کو خوب جانچے اور پڑتالے کہ زمانہ نے ان دونوں میٹان بی بی کے خصال میں کیا تبدل پیدا کیا ہے وہ اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں کہ پچھلے زمانہ میں پرنس نے ترقی کے میدان میں بڑی لمبی ڈگین بہری میں اور خوب جولا نیان کی میں۔ اپنی خود اعتمادی کو خوب بڑھا یا ہے۔ اپنی جلی جود طبع سے نتائج پر جلد پہنچ جانے کی عادت ڈالی ہے۔ وہ بعض موقع پر بڑی سرعت سے کام کرتا ہے وہ اس خوف سے کہ مبادا کوئی بڑی غلطی اس سے ہو جائے بڑی دوراندیشی کرتا ہے۔ ملکہ معظمہ کی نسبت انھوں نے یہ لکھا ہے کہ ملکہ نے بہت ترقی کی ہے اور تجربات و مشاہدات میں ہمیشہ قدمی کی ہے۔ وہ نیک طبیعتی و حق پرستی و ثابت قدمی کے سبب ہر امر میں اضافہ

اور غور و خوض کرتی ہیں جو حقیقت میں بڑی سرت بنش ہے وہ خود شناسی میں بڑی ذہانت کا مہین لاتی ہیں اور جو حال اپنا دکھ کر کرتی ہیں وہ نہایت دلچسپ ہوتا ہے *

بائسیر دہم

پسین کی شادیان

سر روبرٹ پیل کو پارلیمنٹ میں اسپیکر فاش ہوئی کہ ملکہ مظفر کو سوائے اسکے چارہ نہ تھا کہ مقاب کے سرگروہ کو وزارت کے لیے بلانا پڑا۔ ملکہ مظفر کی درخواست سے لارڈ جان رسل نے نئی گورنمنٹ مرتب کی۔ اُسے اسپیکر کر کیا کہ لارڈ پارمرسٹون اپنے فرینڈ اونس پر واپس آئے۔ وھو کہ میں اگر ملکہ مظفر نے اسکو قبول کر لیا یہ سمجھا جاتا تھا کہ سال آئندہ میں ایک عام انتخاب ہوگا۔ اس میں نئی وزارت کی عمر کی ورازی کا فیصلہ ہوگا۔ واقعہ میں یہ وزارت پانچ برس تک قائم رہی۔ اگرچہ نومبر ۱۸۸۴ء پولس رجسٹریس میں ان آدمیوں کا نام داخل ہوتا ہے جنکو سول افسروں اور پارلیمنٹ کے ممبروں کے انتخاب کرنے کا اختیار ہوتا ہے (کی آواز اسکے حق میں بلند نہ تھی۔ نئے کانٹس ہوٹس میں لبرل ممبر ۳۲ تھے۔ اور کوئٹو ۱۰۵۰ ممبر پیل کے مقلد اور ۲۲۶ کوئٹو پروٹیکشنسٹ (مخالفین آزادی تجارت) تھے جننے سرگروہ پیل کے قریب ڈرتیلے تھے۔ یہ تعدادیں گورنمنٹ کو مستحکم بنا پر قائم نہیں کرتی تھیں۔ ملکہ مظفر نے اسکی سبب دہی سے بے پردائی کی کہ وہ نئی پارلیمنٹ کے کھولنے کیلئے تشریف بھی نہیں لیگتیں۔

ملکہ مظفر کا تیسرا وزیر اعظم لارڈ جان اگرچہ اکھر تھا اور نا مطبوع اوضاع و اطوار رکھتا تھا اور ملکہ مظفر کے کوئٹو ٹیوشل خستیاات کی نسبت تنگ خیال تھا مگر اُسے شادانہ لطف و کرم حاصل کرنے میں اپنے تئیں ایسی مثال بنایا کہ اس کے متقدیم کو بھی رشک تھا۔ ملکہ مظفر اپنی ابتداء سلطنت میں اکثر اُسے ملتی رہتی تھیں۔ وہ پیل بورن کی وزارت میں ہوم سکرٹری اور کانٹس ہوٹس کا پیشوا تھا اور وہ ان سب باتوں کو خوب جانتا تھا جو ملکہ مظفر اور میلیبون کے درمیان ہوتی تھیں اس

واقفیت قریہ کے سبب اسکا ارتباط ملکہ مظہر کے ساتھ زیادہ ہو گیا۔ اور ملکہ مظہر نے انکو اپنے سُن
اخلاق کے سبب تاجات و جہت و پارک میں ہمہ رک پوج غایت کیا جو اہل اور ولڈ کے مریضے خالی ہوا
تھا جو ولیم چارم کی بیٹی کا شوہر تھا اور یہ بیٹی غیر منکوحہ بنی سے پیدا ہوئی تھی +

لارڈ جان کے بعض شریک اور مصاحب ملکہ مظہر کو بڑے عزیز تھے۔ لارڈ کلرینڈن جو ملکہ
کی وزارت میں لارڈ پرائوی سیل تھے۔ وہ لارڈ جان کے عہد میں اول بورڈ اور ٹریڈ کے پریسیڈنٹ
مقرر ہوئے اور پھر آئر لینڈ کے لوڈ لفسٹ مقرر ہوئے وہ پارسٹون کی نو اور فرین پولیسی
ساتھی نہ تھے وہ مثل اپنے بھائی چارلس ملہم ویلیام کے بڑے گرم چش تاجر تھلہ وہ ملکہ اور شہزادہ البر
کے ساتھ اپنے ملک اور غیر ملکوں کے باب میں ہم خیال تھا۔ وہ پبلک لائف میں بالکل بے پروا اور خانگی
معاملات میں سوچنے والا اور خلیق تھا۔ ملکہ مظہر اس پر بالکل اعتماد رکھتی تھیں اور اپنا دل درست سمجھتی
تھیں ایسے ہی نیک خصال سر جان کے گئے تھے جنہوں نے اول مرتبہ ہوم سکریٹری کا عہدہ لیا اور
متصل ہیں ٹریس تک اس عہدہ پر مامور رہے ان کے ساتھ ملکہ مظہر کے تعلقات بڑے تپاک کے
ساتھ تھے۔ لارڈ سرجان کی وزارت میں لارڈ مکالے پے ماسٹر جنرل مقرر ہوئے تھے۔ ملکہ مظہر انکے
ملنے جلنے سے بڑی خوش ہوتی تھیں۔ وہ اپنی خوش تقریر و ملکہ مظہر کا دل بہلاتے تھے اور ملکہ کی
دانشمندی اور فراوانی اور ہر لغزنی کے بڑے قائل تھے ۱۹۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو جب انھوں نے قصر
بکنگھم میں ملکہ مظہر کے ساتھ کھانا کھایا تو انھوں نے اپنی مصنفہ تاریخ انگلیس کا ذکر آزادانہ بیان کیا
تو ملکہ مظہر نے اسے ارشاد کیا کہ میرے پیچھے بزرگ باپ اور اجیر کا حال کچھ تاریخ میں نہیں لکھا تو
کوئی نے یہ جواب دیا کہ وہ آپ کا باپ دادا نہ تھا بلکہ آپ سے پہلے بادشاہ تھا۔ یہ جواب بڑا مودبانہ تھا اسکو
وہ سُنکر بہت خوش ہوئیں۔ ۱۴۔ جنوری ۱۸۵۷ء کو جب مکولے وڈسٹر میں ان کے ساتھ ٹھہرے تو انکو
اپنی باتوں سے سنا سنا بہت ہنسیا کہ آپ بعض اوقات نہایت خوش آئندہ اخلاق کی باتیں کرتی ہیں جس کے
محامات میں جو باتیں آپ فرماتی ہیں ایسے زیادہ معقول باتیں نہیں ہو سکتیں۔ گو ملکہ مظہر بہت مہربان اور بے عزت
کرتی تھیں مگر انکے تعلقات جیسے اول و وزیروں کے ساتھ دوستانہ تھے ایسے کسی وزیر کے ساتھ نہ تھے اور اسکا سبب
پارسٹون کی خود پسندی اور فوری اور مندوب القبی تھی ہمیشہ اسکا جھگڑا اور عناد غیر سلطنتوں کے معاملہ کے سبب
ہو گیا تھا۔ اسکی بیٹی شیل میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ وہ بادشاہ کا دباو یا تسلط یا قاعدہ کسی ہی شہر پر رکھتا ہو وزیر کو غائب

لارڈ جان کے شریک اور مصاحبین

پارسٹون کے سبب مشکلات کا پیش آنا

تھا کہ وہ بادشاہ سے بالکل بے تعلق ہو کر اپنا کام کرے اور یہ عملاً اُسکو خستہ یا رتھا کہ وہ بادشاہ کے اس دعوے کو چاہے قبول کرے چاہے انکار کرے جو وہ کارروائی میں یا پولیسی کی چوٹی یا توں میں اپنی راہوں کے ظاہر کرنے کا رکھتا تھا۔

اگرچہ ابتدا میں ملکہ اور وزیر میں بالکل موافقت تھی۔ پارلیمینٹوں پہلے سے جانتا تھا کہ انگریزوں اور فرانس کے درمیان وقتوں کے واقع ہوئیے ضرور ہے کہ وزیر کی ملکہ منظمہ اور پرنس البرٹ سے ناچاقی ہو۔ سپین کی شادیوں کے باب میں چند سال سے انگریز اور فرانس کے درمیان اشتعال ہو رہا تھا۔ سپین کے تخت پر ایک کم عمر ملکہ آریسلہ شانزدہ سالہ جلوہ آرا تھی۔ اسکا حال ایسا ہی تھا جیسے کہ ملکہ منظمہ کا تخت نشینی کے وقت انگریزوں میں تھا کہ آئندہ کے لئے اس سے انگلش کورٹ اپنی اغراض رکھتا تھا۔ یہ مشورہات تھے کہ کوئی فلپ شاہ فرانس یا اُسکے وزیر بلند نظری کہتے ہیں کہ سپین کی سلطنت کو فرانس کا محکم بنائیں۔ سب پارلیمنٹوں کے اعلیٰ درجہ کے مدبران سلطنت اسپرستوں کے لئے تھے کہ سپین کے جزیرہ نما پرنس کا رعاب وسیع زمین ہونا چاہیے۔ اس رائے کی قوت کوئی فلپ خوب آگاہ تھا وہ بڑی دانش و عقل کی چالیں چلا۔ یہ افواہیں تھیں کہ وہ بڑے اور اسے رکھتا ہے کہ سپین کی حرور سال ملکہ سے وہ اپنے پسر چارم ڈک ٹی اویل کا بیاہ کرنا چاہتا ہے۔ اس معاملہ میں جان تک اس سے ہو سکتا تھا وہ برہنہ کی کو کم کرنا چاہتا تھا۔ اس نے سب سے پہلے اس میں طالع دی کہ وہ سپین کی ملکہ کی شادی بیاہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ مگر اس نے یہ قبول کیا کہ وہ اپنے سب سے چوٹے بیٹے ڈک ٹی مونٹ بن سیر کا بیاہ ملکہ کی چھوٹی بہن سے جو ایک ہی ہے کرنا چاہتا ہے۔

ملکہ منظمہ نے اس جبر کو مستانہ طبیعت کے استقلال کو قائم رکھا۔ لاڈلیر ڈین اس وقت فورین منسٹر تھے انہوں نے کہا کہ اس بیاہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بشرطیکہ سپین کی ملکہ کی شادی اول ہونے کے اولاد پیدا ہو جائے جس سے یہ بات صاف سمجھ میں آجائے کہ فرانسیسی بوربون خاندان کا کوئی شخص سپین کا کون سیرٹ یعنی شوہر ملکہ کے ساتھ کاروبار سلطنت کے نہیں ہوگا۔ جب ڈک ٹی مونٹ ملکہ منظمہ اور شاہ فرانس کی ملاقات ہوئی تھی تو اس نے ان شرائط کو مان لیا تھا جس کا مفصل حال اوپر بیان کیا گیا ہے۔

ملکہ سپین سے شادی کر لیکے خوشگوار رہتے تھے مگر وہ ان میں سے کسی کے پسند کرنے میں تامل کرتی

سپین کی شادیوں

شادیوں کے امور

تھی۔ اسلئے اس خواستگاری کا بازار کھلا ہوا تھا۔ فرانس اور انگلینڈ کے اہل اس اور ارتباط چھپے یہ بلا لگی ہوئی تھی کہ شہزادہ البرٹ انگلینڈ میں منصب عالی اور جرمنی سے رشتہ مندی رکھتا تھا جس کی وجہ سے وہ اسپین کو شوہر کے انتخاب کرنے میں دقت اور دشواری پیش آئی۔ ملکہ کی والدہ نائب السلطنت کرسٹینا شاہ فرانس کی آرزو کا آسانی سے پورا ہونا پسند نہیں کرتی تھی وہ یہ چاہتی تھی کہ جیسے ملکہ مغلیہ انگلینڈ اور ملکہ پرتگال کی شادی سیکس کو برگ کے خاندان میں ہوئی ہے ایسی ہی میری بیٹی کی شادی ہو جائے شاہ فرانس کی آرزو پوری نہ ہو۔ ۱۸۷۴ء میں جب یہ خیال اول ہوا ہے تو شہزادہ البرٹ کا بڑا بھائی آئرلینڈ جس کی شادی اب تک نہیں ہوئی تھی وہ ملکہ اسپین کے لئے مناسب شوہر تجویز ہوا مگر اس شہزادہ کی شادی دوسری جگہ ۱۸۷۲ء میں ہو گئی تو ملکہ کرسٹینا نے سیکس کو برگ کے شہزادہ لیوپولڈ کو جو سب سے بڑا چچا زاد بھائی آئرلینڈ اور البرٹ کا اور فرڈی میتھ پرتگال کی ملکہ کے شوہر کا بھائی تھا اپنی دامادی کے لئے تجویز کیا۔ شہزادہ البرٹ سے جسے اس نوجوان کی دعوت و ملت سیر میں کی تھی صلح و مشورہ ہو چکا تھا۔ پرنس سوچا کہ اس کے بھائی کو یہ موقع تخت سلطنت حاصل کرنے کا ملا ہے ایسا نہ کہ سہل انگاری سے ہاتھ سے جاتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ انگلش مہران ملکی کو اس پر آمادہ کرتا کہ وہ سیکس کو برگ کی اغراض کے ٹکھنے میں معاون ہوں ایک بڑی بیڑھی کہیں ہے اسلئے وہ اور ملکہ نے اس معاملہ سے علحدہ ہو کر یہ انتظار دیکھنے لگے کہ اوٹ کس کرٹ بیٹھا ہے۔

اس تدبیر کی فرانس نے بڑے جوش و خروش سے مزاحمت کی۔ لونی فلپ کے وزیر اعظم گیزونے اچھے پن سے ظاہر کیا کہ وہ سب طرح سے جو کہہ رہا تھا کہ اسپین کو بچا لیا کہ اس میں کو برگ کے فرمانروا کی شادی انگلینڈ اور پرتگال کی طرح نہ ہونے پائے۔ صلح اور امن کے قائم رکھنے کی خاطر سے یہ شاہی انگلینڈ اور اسپین دونوں نے موقوف کر دی۔ لیکن ۱۸۷۴ء میں پوشیدہ پوشیدہ ہر ملکہ کرسٹینا نے اس کو دوبارہ زندہ کرنا چاہا۔ اس لینڈی نے سیکس کو برگ کے ڈیوک آئرلینڈ کو جو اپنے رشتہ داروں سے پرتگال میں ملے آیا تھا لکھا کہ وہ ملکہ مغلیہ کی ذات خاص سے اور کوئی دروغ بہت کر کہ جس سبب ملکہ وکٹوریہ کے مامون زاد بھائی شہزادہ لیوپولڈ سے اس کی بیٹی کی شادی ہو جائے۔ یورپ کے کورٹس انگلش کے کوششی ڈیپنشن رسم و رواج سے جاہل ہیں۔ ملکہ کرسٹینا نے یہ چاہا کہ اس کا خط ملکہ مغلیہ کے ہاتھ میں دیا جائے اور کسی اور کو نہ دیا جائے۔ ڈیوک آئرلینڈ نے یہ خط بادشاہ لیوپولڈ کے

پاس بھیجا جسے اسکو اپنی بھانجی کے پاس پہنچا دیا۔

اگست ۱۸۷۸ء میں دو نون ڈیوک آئرلنڈ اور شاہ لیوپولڈ انگلیبٹن آئے اور انہوں نے اس شادی کے باب میں ملکہ منظمہ اور شہزادہ البرٹ سے اس باب میں مباحثہ کیا۔ اور اس معاملہ کی خوب چھان بین از سر نو کی۔ اور اس جلسہ شاہی نے باستکہ سیکس کو برگ کے شہزادہ کے خلاف اس بنا پر فیصلہ کیا کہ انگلش اور فرینچ وزیر پہلے اسکا اٹکار کر چکے اسکا مفصل حال پہلے لکھا گیا ہے، میں ڈیوک آئرلنڈ نے فوراً ملکہ کی والدہ کرسٹینا کو لکھا کہ وہ نوجوان ملکہ کا بیاہ بہن کے کسی ایسے سے کر دے۔

تقریباً اس زمانہ میں کہ خاندان شاہی نے یہ فیصلہ کیا تھا پامرسٹون اپنے عہدہ نورین افس میں آگیا اور اسے کچھ جلدی کے سبب سے اور کچھ شاہی مخفی جگہ کے فیصلہ کی لاعلمی کے سبب بہن کو مرٹنٹ کو ایک مراسلہ بھیجا کہ ملکہ سپین فوراً تین آدمیوں میں سے جو اس بیاہ کر نیچے خواستگار ہیں ایک کو پسند کر کے شادی کر لے۔ ان تین میں سیکس کو برگ کے شہزادہ لیوپولڈ کا بھی نام تھا۔ یہ مراسلہ فرینچ وزیر کے پاس بھیجا گیا کہ پامرسٹون شہزادہ سیکس کو برگ کی شادی کے مزید معاملہ کو پہرا ز سر نو زندہ کر دیا ہے۔ وہ خاص اس معاہدہ کا توڑنا ہے جو کیا گیا تھا۔

فرانسیسینچ اس معاملہ میں زیادہ پیغام سلام نہیں کیا، اور وہ عرض لینے کے درپے ہو گئے فرانسیسی وزیر نے میڈٹون میں یہ انتظام کیا کہ نوجوان ملکہ فوراً کاؤز کے ڈیوک سے شادی کر لے۔ اسی دن سوئٹ میں سیر ملکہ کی چھوٹی بہن سے جو ایک ہی ہے شادی کر لے۔ طرفین عہد شکنی کے الزامات کثرت سے ایک دوسرے پر لگاتے تھے۔ ان الزاموں کی بوچھاڑ خدا ہی پر نہیں ہوتی تھی بلکہ دونوں پر۔ انگلیڈٹن یہ بڑی افواہ اڑی کہ وزیر افرانس جانتے تھے کہ ڈیوک کاؤز میں شوہر ہونے کی قابلیت نہیں ہے۔ انہوں نے ملکہ سپین کا شوہر اسکو اسلئے بنایا ہے کہ اسکی اولاد نہیں ہوگی تو فرانسینچ کی اولاد تحت نشین ہوگی مگر یہ امید تو انکی پوری نہیں ہوئی۔ اگرچہ ملکہ آئرلینڈ کی شادی نامبارک تھی مگر اس عقد نکاح سے وہ پانچ بچوں کی ماں بنی۔ ملکہ منظمہ اور شہزادہ البرٹ کو اس بات پر بڑا غصہ آیا۔ کہ فرینچ وزیر نے اور فرینچ پرنس سیکس کو برگ کے کہنے کو قرا کر براذیل کیجا جو کسی اپنی تسلی و ترفع سیر نہیں ہوتا تھا۔ لوی غلب اور اس کے کہنے کی کوششیں فاشی معاملات میں کچھ دیر کیلئے بیفائدہ ہیں۔

خاندان کا دوسرا شہزادہ

پامرسٹون کا دوسرا بیٹا

فرانسیسینچ کا عرض لینا اور اسکی عہد شکنی

پارمسٹون اپنی عادت کے موافق اپنے افس کے پیغامات میں ملکہ منظر اور شہزادہ البرٹ کی صلاح و مشورہ لینے میں کوشش نہیں کرتا۔ اسنے ایک مراسلہ میں سرنہری بلور کو جو انگلش نشر میڈرڈ میں تھا۔ وہ فقرہ مندرج کر دیا جسکو شہزادہ البرٹ نے مسودہ میں کاٹ دیا تھا وہ فقرہ ڈک، ڈی مونٹ میں میر کی اولاد کی تخت نشینی کے باب میں تھا اسنے بات لال ڈک کے وارث حق شاہی کو مسترد کر دیا۔ شاہ لیوپولڈ تمام اس سائنش کی جواب ہی کو پارمسٹون کے ذمے جاتا تھا لیکن ملکہ منظر کی پبلک اور فاطمی رائیں اس معاملہ میں وہی تھیں جو پارمسٹون اور پبلک کی رائیں تھیں۔ اگر کوئی ان میں اصلی اختلاف ہوگا تو وزیر کی خود مختاری اور آزادی حاصل کر نیکی سبب ملکہ منظر نے بادل ناخواستہ اسکو منظر کر لیا ہوگا۔

ملکہ منظر کا غصہ

انگلش گورنمنٹ نے مان وولفون شاویون کے برخلاف اپنی رے کو ظاہر کیا مگر وہ ۱۰ اکتوبر کی ہو گئیں۔ انگریزوں نے اپنر لسنٹ ولامنت کا بڑا غل مچایا۔ ملکہ منظر نے ۱۳ اکتوبر کو شاہ لیوپولڈ کو لکھا کہ مجھے افسوس ہو کہ میں ایک لفظ بھی لونی فلپ کی حمایت میں نہیں کہہ سکتی جس کا میں بڑا ادب اور احترام کرتی تھی۔ آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اس معاملہ میں مجھے کیسا رنج ہوا۔ آپ اس کی ملکہ اور اسکے بادشاہ کے روبرو میر غصہ کے زور کو اور میرے رنج کو جو اس واقعہ کے وقوع ہونے سے ہوا ہے بیان نہیں کر سکتی۔ غل و شور جو دھکیان دیتا تھا وہ اب بتیج موقوف ہو گیا ہے۔ انگلش کے جاہ و جلال اور شان پر اس واقعہ کا اثر بہت تھوڑا ہے۔ لیکن لونی فلپ کو جو اخلاقی ہمارا انگلینڈ کا تھا۔ جا تا رہا۔ اور اسکا مترزل تخت انقلاب کا شکار آسانی سے ہو گیا ہے۔ نیچے اور چپ خطوط شہزادہ البرٹ اور ملکہ منظر کے لکھے جاتے ہیں۔

پبلک کی برائیاں

۱۔ ستمبر پرنس البرٹ نے اپنے بھائی کو یہ خط لکھا۔ کہ تم اس خبر کو سن کر متحیر ہو گے کہ دفعہ سپین کے معاملات میں ایک عجیب شگوفہ کھلا کہ فرانس نے اپنے معاہدہ کو توڑ ڈالا۔ فرانس کی پوری سے زیادہ کوئی بے ایمانی کی بات نہیں ہو سکتی کہ اسنے ہم کو تاریکی میں لیجا کے ہم پر فتح حاصل کی لیکن ایسی فتح بڑی ذلیل ہوتی ہے کہ ایک دوست کو فریبے کر حاصل کیجائے پھر دوست بھی ایسا ہو سکے سوئے کوئی دوسرا دوست اسکا ہوا رہے وہ دوست کو ایسے وقت میں دیجائے کہ وہ اسکی دوستی کے پہلے نقصان اٹھارہا ہو۔ پچاسی لکھائیں تو آخر وقت تک لیوپولڈ سے رشتہ مندی

پرنس البرٹ کا خط اپنے بھائی کے نام

کی خواستگار ہیں۔ انھوں نے اس کی چاہ اس وقت چھوڑی کہ بلور صاحب نے ان کو یقین دلایا کہ ہم اس کو منظور نہیں کر سکتے اور ہم اپنے وعدے کے پابند ہیں ۛ

شہنشاہ کوئی غلطیے واقف وعدہ کیا تھا کہ میں یہاں اپنے بیٹے کی شادی کا خیال جب تک نہیں کروں گا کہ ملکہ سپین کی شادی نہ ہو جائے گی۔ اور اسکی اولاد وارث تخت و تاج نہ پیدا ہو جائے گی۔ لیکن اب اس نے یہ جھٹ نکالی کہ مجھے ایسا وعدہ سے یوں نجات حاصل ہو گئی کہ لیو پولڈ کی شادی کا پیغام ملکہ سپین سے دیا گیا جسکے بابین لارڈ ایرڈین نے مجھے یقین دلایا تھا کہ ایسا نہیں ہو گا کیا ایمان داری کے پامال کرنے کا یہ اچھا ایجاد ہے کہ آپ بڑا کام کریں اور اسکو دوسرے کے ذمے لگائیں ۛ

ہمارا نفا ہونا حق ہے اور سپین میں بھی اس پر غل چ رہا ہے۔ یہ ضرب المثل سچ ہے کہ دیانت مندی عہدہ تدبیر ہے ۛ

یقینی ملکہ مظفر اور عالیجناب کو اس شت کاری سے دلی رنج ہونا چاہیے جو پولیٹیکل اتحاد اور دوستی کے بر خلاف ظہور میں آئی۔ جب انکے ایک دوست جس کی وہ قدر و منزلت کرتے تھے عہد شکنی کی اور اسکا ان الزام اُنکے ذمے لگایا تو اس سبب سے کہ وہ خود مغز پرست باز تھے رنج ہوا۔ نوجوان ملکہ جب ایسے شوہر کے حوالہ کی گئی جس کو وہ پسند نہیں کرتی تھیں تو ملکہ مظفر کو نہایت رنج و غم کچھ اس سبب سے ہوا کہ وہ خود عورت تھیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ ملکہ سے محبت مادرانہ رکھتیں تھیں۔ اس بات کو خواہ کسی پہلو سے دیکھو وہ ایک صدمہ کی بات ہے۔ شہنشاہ فرانس اپنی ملکہ میری امیلی کو ہدایت کر کے ملکہ مظفر کے نام اس مضمون کا خط لکھا کہ ایک مشہور شادی ایسی صاف ہے کہ کوئی اعتراض اس پر نہیں ہو سکتا۔ اس سے معنی خط نے اس صدمہ میں کچھ تخفیف نہیں کی۔ ملکہ مظفر نے اس خط کا جواب بخیرہ ریجیدگی کیا تھا اور اس پر ۱۰ ستمبر کو یہ لکھا کہ شاید آپ کو وہ عہد و پیمان جو میرے اور شہنشاہ فرانس کے درمیان ہوا یاد ہو گا۔ مجھے اس وقت آپ معاف کیجئے گا کہ میں آپ سے پولیٹیکل باتیں کرتی ہوں۔ سب سے اس وقت اس بات کے کہنے سے بڑی خوشی ہوئی کہ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ بے رنگ و بے ایک رنگ دوست رہی ہوں۔ میں شک نہیں کہ آپ کو یہ طے لگ جائے گی کہ میں نے اپنے مامون زاد بھائی لیو پولڈ اور ملکہ سپین کے درمیان شادی کیجئے کو منع کر دیا۔ دونوں ملکاتین (ملکہ سپین اور ملکہ مائے ان) بڑے شوق سے اس کے ساتھ شادی کرنی چاہتی تھیں۔ گو ہمارے نزدیک یہ بات اولیٰ و العین تھی۔ مگر ہم نے اس سبب سے پسند

نہیں کیا کہ وہ شہنشاہ کو پسند نہیں تھی۔ اب آپ آسانی سے سمجھ سکتی ہیں کہ دونوں شادیوں پر
مشتہر ہوئیں ان سے ہم کو حیرت ہوئی اور افسوس ہوا۔

لارڈ پامرسٹون کو لارڈ فوربئی نے لکھا کہ ملکہ مغظمہ نے شہنشاہ فرانس کو متلون اور غیر
مستقل مزاج لکھا ہے۔ اس لفظ کے لکھنے کا شہنشاہ کو ایسا بچہ ہوا کہ وہ تین رات تک سوچ کے چار بجے تک جاگتا
را اور اپنے برسرالضاف ہونیکے لئے اپنی بیٹی ملکہ کوثرہ بلجیم کو خط لکھا کہ اسکو بلجیم لگستان جائے تاکہ اس پر
تمت دغا کی انگشت فورین اوفس نے لگائی ہے وہ دور ہوا اور اس خط میں ملکہ مغظمہ کو یہ بھی لکھا کہ وہ
لارڈ پامرسٹون کی آنکھوں سے دیکھتی ہیں۔ ملکہ مغظمہ نے اس پر زور خط کا جواب نہایت خرم و جفا
سے لکھ کر ملکہ کوثرہ کی معرفت شہنشاہ کے پاس بھیجا جس میں لارڈ پامرسٹون کی پولیسی میں تعیل
کی حمایت کی اور ہر سب باتوں کو بیان کر کے یہ لکھا کہ میں نے کل معاملہ میں خود غور کی ہے۔ میں اپنی آنکھوں
سے دیکھتی ہوں دوسری آنکھوں سے نہیں دیکھتی۔ شہنشاہ کا وعدہ خلائی سے کسی طرح چھپا نہیں چھپتا
گو خط کے آخر میں دستخط میں فقط ملکہ مغظمہ کے نام کے دو حرف ہی اور آکر لکھے ہوئے تھے۔
ملکہ مغظمہ نے خط کے ایک ایک لفظ پر اپنے شوہر سے مباحثہ کیا تھا۔ اسلئے یہ خط دونوں بیان میں
کا لکھا ہوا سمجھنا چاہیے۔

اُسید یہ بھی کہ اس خط و کتابت کے سببے لونی فلپ اس شادی کو ملتوی کر دے گا۔ الفتا کی عمر اُس وقت
۱۶ برس کی تھی مگر وہ اس نے اپنی بات چہرہ راز کیا اور سپین کے کورٹ پر اسکا رعب و اب ایسا تھا
کہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۷۱ء کو دونوں شادیاں ایک ہی وقت میں ہو گئیں۔ پیچھے اسکی حقیقت کھلی کہ یہ شادیاں
انگلستان کے نہ سپین کے لئے ایسی مضر ہوئیں جیسی کہ خود شہنشاہ فرانس کے حق میں اسلئے زہر تھیں
کہ اُسکی اس حرکت سے اسکی قوم کو جو اس سے پہلے بظن ہو رہی تھی یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ بے ایمانی
کے ساتھ اپنے کہنے کے تقاعی اور ترف کی اولوالعزمی رکھتا ہے۔ ابتدا میں ملکہ مغظمہ کو اسکا دیون کچے باب
میں بہت بچ ہوا۔ مگر جب وہ ہو گئیں اور کسی طرح فسوخ نہیں ہو سکتی تھیں تو انہوں نے شہنشاہ کے
اس قصور کو معاف کر دیا اور اس پر رحم کھایا۔

شاہ روبرٹس پر ملکہ شادی کا ازارم

ملکہ مغظمہ سے نہ پاوہ تھیں اس معاملہ میں عالیجناب ناراض ہوئے اور انہوں نے سڈوک میرٹوک
لکھا کہ ہر روز ہر چیز میں کوئی شخص کے ساتھ حق جرنی و عقل پرستی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور اس کل معاملہ کو

میں جانتا ہوں کہ وہ ناحق ہوا ہے۔ فرانسیسی گورنمنٹ نے یہ بہانہ بنانا مناسب جانا کہ اس معاہدے میں انگریزوں نے فریب اور دغا بازی کی ہو۔ یہ بدترین طعن قوم پر ہوا ہے۔ اس وقت بڑی برداشت و بردباری ہستیار کی گئی کہ جنگ پر آمادگی نہیں کی گئی۔ ایک عالم کا قول ہے کہ بڑے ملکوں کے ساتھ کوئی دغا بازی کر کے سزائی سے نہیں بچ سکتا۔ یہ قول پورا ہوا کہ فرانس کو اس دغا بازی کی پوری پوری سزائیں ہونیں جن کا بیان آگے آئے گا۔

ستمبر میں ملکہ معظمہ فڈسٹرین آئین۔ اکتوبر میں اسکے آس پاس پھر قی رہیں ۱۹۔ اکتوبر کو وڈسٹرین چکر ملکہ ایڈی لیڈ کے مان میں دن بے تکلف مہمان رہیں۔ پھر وہ ہٹ فیلڈ ہوس میں لاڈل سالبری کے لئے گئیں۔ موسم نہایت خراب تھا۔ اسلئے یہاں شہر کی آئین بندی کا سامان نہ ہو سکا۔ مگر یہاں لاڈل سالبری اور ڈیوک ونگٹن اور امر کے لحاظ سے ایک مجمع اجاب خوب ہو گیا۔ لاڈل جان سل اور لاڈل میلبرون اسٹال کے لئے آئے۔ لاڈل جان سل تو اب تک ملک کی حالت پر خوب غور و خوض کرتے تھے۔ مگر لاڈل میلبرون تو ایسے بے پردہ تھے کہ وہ جانتے ہی نہ تھے کہ ملک میں کیا مصیبتوں کا طوفان اٹھ رہا ہے۔ یہاں ملکہ معظمہ کتب خانہ سے مستفید ہوتی تھیں اور سیل کے کاغذات بہت غور سے مطالعہ کرتی تھیں۔ باغون کی آس کرتی تھیں۔ انہوں نے اس اوک کے درخت کو دیکھا جس کے نیچے ملکہ الزبتھ نے اپنی تخت نشینی کی تھی۔ انہوں نے اس کو سنا تھا۔ ملکہ معظمہ کے آنے کی خوشی میں یہاں پانچ سو مردوں کی دعوت ہوئی۔ اور ایک موٹا سناہر بیل ہون کر انکو کھلایا گیا۔ ان کے لئے شراب کے خم کے خم خالی کیئے گئے جس کی وجہ سے ملکہ معظمہ کی شریف آوری مدتوں تک یادگار رہی۔ پہلی دسمبر کو ملکہ معظمہ اور عالی جناب ارٹھل کیسل میں نورفوک کے ڈیوک سے ملاقات کی جو موروثی ارٹھل مارشل تھے۔ انہوں نے ملکہ معظمہ کی مہمانداری کا بڑا سزا و سامان کیا۔ قلعہ میں اور سارے شہر میں بدشئی ایسی کی کہ وہ بقعہ نور معلوم ہونے لگے۔ شہر کے ہر غریب کو عمدہ بیش بہا کھانا کھلایا۔ دوسرے دن ملکہ معظمہ اور ان کے شوہر نے چھوٹے پاک میں اپنے بیان آنے کی یادگار میں اوک کے پودے لگائے۔ عالی جناب شکار کو گئے۔ ملکہ معظمہ آس پاس کی چیزوں کی تحقیقات کرتی رہیں۔ لوگوں سے تباہ و اخلاق سے ملکر اپنا گردیدہ بنا فی رہیں۔ یہاں ایک بال میں دو خود

ناچیں۔

باب چہارم

انقلاب کا سال ۱۸۴۸ء عیسوی

پارلیمنٹ کا کھٹنا

برطانیہ عظمیٰ کیلئے ۱۸۴۷ء کا سال ایک بڑا وبال تھا۔ پولیٹیکل افق پر سب طرف گھٹائیں مچتی تھیں اس سال میں ساری بلاتین آنکر جمع ہو گئیں۔ تجارت کی کساد بازاری آئر لینڈ میں آلودگی کی فصل ہونے سے وہ قحط سالی کے معاذ امد۔ پھر اسپر دیا اور بیماری کا اضافہ اور آئر لینڈ کی آپس کی لڑائی فساد کا اندیشہ انگلینڈ میں وہ گندم کی گرانی کہ ملکہ معظہ نے اپنے گھرمین روٹیوں کی رسد میں کمی کی۔ ۱۹ جنوری ۱۸۴۸ء کو ملکہ معظہ نے پارلیمنٹ کو بہ نفس نفیس کھولا اور سپیچ کیا دیا ایک نوحہ غم و الم پڑھا۔ جب وہ اپنی علیا کی مصائب بیان کرتی تو آپ کی زبان لڑکھائی دل بھرتا۔ کلیجہ دھڑ دھڑکتا وہ اپنے لارڈس سے فرماتی تھیں کہ آپ ہ صبر و تحمل و توکل اختیار کریں جو آپ کی جہت میں داخل ہو۔ ان مصائب میں ہی لندن عیش و طرب سے خالی نہ تھا۔ تھیٹر میں اور اوپیرا میں تماشے ہوتے تھے۔ اور ان فنون کے بڑے بڑے صاحب کمال باہر سے آگئے تھے۔ فنی کیبل نے آنکر اپنے کمال سے تھیٹر میں لوگوں کا دل بہلایا۔ لیڈی جو نامتے جو اوپیرا میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں وہ ایکٹ کیے کہ ملکہ معظہ نے انکی تعریف کی کہ ان کے ایکٹ جاکر دیکھنے کے قابل ہیں۔ ایسپ، سلج صاحب نے انکے گانے کی تعریف یہ کی کہ میں نے اب تک انکے گانے کے برابر گانا نہیں سنا۔ انہوں نے اپنے مامون شاہ لیو پولڈ کو خط لکھا کہ لیڈی جو نامتو بالکل عجیب و غریب منظر قدرت ہے۔ اسوقت انگلینڈ میں پروردیسی ممان بڑے حلیل القہر آئے تھے۔ شہنشاہ روس کا چھوٹا بیٹا ڈیوک قسطنطین اور سویڈن کا شہزادہ اوسکاٹ جو پیچھے سویڈن کا بادشاہ ہوا اور جرمنی کے کئی شہزادے۔ ۱۵ جون کو ملکہ معظہ شاہانہ جلوس کے ساتھ تھیٹر میں جلوہ افروز ہوئیں وہ تماشاکار کے افق پر ایک مسعود ستارہ تھیں جو سب کو بھلی معلوم ہوتی تھیں۔

۱۸۴۸ء کا انقلاب

لاڈ کمبل ۷ ماہ فروسی میں ملکہ مظہر کے ماتہ میں سوا دیا کہ وہ ایک شریف آدمی پر نشان
گو دوین۔ انہوں نے وہ نشان گود دیا پھر وہ اور لوگوں کے ساتھ باتیں کرنے میں مشغول ہوئیں لاڈ
نشان کی سند پر جو چڑھے کے کاغذ پر لکھی جاتی ہے دستخط کرانے بھول گیا حضرت علیا کی خدمت میں
دوبارہ دستخط کرانیکے لیے وہ آیا اور اپنے سہو کا غدر پیش کیا حضرت علیا سند پر دستخط کر رہی تھیں کہ علی
جباب نے لاڈ موصوف سے پوچھا کہ اس گودنے کی رسم کسے جاری ہوئی تو اس نے عرض کیا کہ جسے
کر شان انگلیٹ لکھنا پڑنا نہیں جانتے تھے حضرت علیا نے سند پر اپنے دستخط کر کے فرمایا کہ ہم ہر
میں پڑھ آئے ہیں ۴

ایک دن حضرت علیا نے حکم دیا کہ ڈنر آٹھ بجے دس منٹ پر تیار ہو۔ اس پر لاڈ کمبل نے کہا
کہ حضرت علیا میں پچیس منٹ بعد میں آئیں گی۔ وہ جانتی ہیں کہ میں دس منٹ میں کپڑے پہن لیتی ہوں
مگر اس میں وہ چند منٹ اور زیادہ لگاتی ہیں چنانچہ وہ آٹھ بجے پچیس منٹ پر تشریف لائیں ۵

۱۹۷۷ء میں حضرت علیا کی ذات خاص سے متعلق دو واقعات عظیم وقوع میں آئے ایک
کیمبرج میں جانا۔ دوسرا سکوت لینڈ کی سیر کرنا۔ اول واقعہ کی سرگزشت یہ ہے کہ پرنس البرٹ کی
قابلیتوں کے چپ چاپ دیکھنے والے سٹیک میٹر صاحب ہی نہ تھے بلکہ انگلستان کے فضلاء
اجل اور امرائے جلیل القدر بھی تھے۔ وہ شہزادہ کی فضیلت علی اور روشن مافی کے قائل ہو گئے۔ فروری
۱۹۷۷ء کو ڈاکٹر میو ویل ماسٹری نی ٹی کالج یونیورسٹی کیمبرج نے پرنس کو اس مضمون کی حاضری
بھیجی کہ یونیورسٹی کے چنسلر کا عہدہ خالی ہے۔ آپ ہم کو اجازت دیدیں کہ اس عہدہ پر آپ کو نامزد کریں
اسکے سوائے لاڈ لینڈون نے بھی پرنس سے یہ درخواست کی اور لنڈون کے بشپ نے بھی پرنس کو
لکھا کہ یونیورسٹی کے بڑے بڑے ممبروں کی یہ تمنا ہے کہ آپ اس عہدہ چنسلری کو قبول فرمائیں جس کا
یونیورسٹی کو بھی شرف و فائدہ حاصل ہو۔ ملکہ مظہر کو ایسی درخواستوں کے پیش پہنچنے سے بڑی خوشی
حاصل ہوئی جس نے انکو معلوم ہوا کہ ان کے شوہر سے انگلستان کے فضلاء و اعرار محبت رکھتے ہیں۔ اور
اسکی یاقوت و قابلیت کی قدر شناسی کرتے ہیں اگر حضرت علیا کی نشاط و انبساط میں کوئی دماغ تھا
تو یہی تھا کہ انکو یہ شبہ تھا کہ میرے شوہر کی جو میرے ملک کی بہبودی کے لیے اپنی جان کھپاتا ہے
کما حقہ قدر و منزلت نہیں ہوتی۔ اب آخر کو یہ شبہ دور ہوا اس عہدے کے پیش پہنچنے کے سبب سے

حضرت علیا کی طبیعت

کیمبرج میں حضرت علیا کا دور گزارنا اور پرنس البرٹ کی یونیورسٹی کا پرنس شہزادہ

انکو مسلم ہوا کہ میرے شوہر کی اعلیٰ لیاقتوں کا عملہ انہی کا تھا ہے وہ اس چیلر کے عہدہ کے ملنے کو سمجھتی تھیں کہ اسپن کچھ میرا اثر نہیں ہے اور وہ میرے سبب سے ملتا ہے بلکہ وہ پرنس کی خود اپنی جہر ریاست اور قابلیت کی کمائی ہے۔

حضرت علیا کے ولین یہ خیال جم گیا کہ ۱۸ فروری کو قصور کننگم میں ایک اڈریس آئی جس میں یونیورسٹی کے کل ممتاز ریسٹنٹ ممبروں کے دستخط تھے۔ اسپن پرنس سے یہ التجا و درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس عہدہ پر نامزد ہونے کو قبول فرمائیں۔

سب جگہ بڑی بڑی تحریکوں میں لطافت و نفاست کو رشک حاصل دیتا ہے۔ کیمبرج کے ٹرینیٹی کالج سینٹ جان کالج کو رقابت رکھتا تھا۔ لٹے چا اکر اپنی پسند کے چنسلر لارڈ پووس کو نامزد کرے۔ پرنس ان کا بھون کی رقابت کا صحیح صحیح تخمینہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس طرح ان کے اسپن مقابلہ میں آنے سے چھکا اور حکم دیا کہ میرا نام اس عہدہ پر نامزد ہونے سے الگ کر دیا جائے مگر ڈاکٹر میوویل اور ان کے مددگاروں نے پرنس کی اس درخواست پر کچھ خیال نہیں کیا۔ اور اس کی خواہش کے برخلاف پول انتخاب کرنے والوں کی ضرورت بنائی کیا جس میں کچھ نقصان نظر آتا تھا۔ یہ جھگڑا بڑا تھا۔ مگر آخر کو اس میں پرنس فقیاب ہوا۔ اور ان کا قریب شکست یاب ہوا۔ شہزادہ کے حق میں ۹۵۳ ووٹ اور ان کے مخالف کے حق میں ۸۴۷ ووٹ ہوئے اور پرنس کے حق میں پریسیڈنٹ ممبر کنگ وٹا بہ نسبت ان کے قریب کے تھے چند ہونے ۷۳ رگھرون میں ۱۹ نے اور ۲۲ پروفیسرون میں سے ۱۶ نے ان کے حق میں ووٹ دیے مگر باوجود ان ووٹوں کی کثرت کے پرنس کو اس عہدہ کے قبول کرنے میں تاہل و تردد تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جب میں اتفاق رائے چنسلر مقرر نہیں ہوں اکثر رائے جو کچھ تھوڑی سی میری طرف زیادہ ہے مقرر ہوا ہوں اسلئے میرے مقرر ہونے سے یونیورسٹی میں مخالفت پیدا ہوگی مگر اسکے دوستوں نے اس عہدہ کے قبول کر لینے کیلئے زیادہ زور ڈالا کہ آپ اس عہدہ کو ضرور قبول کیجئے ملکہ منظمہ ہماری بڑی قوی دوست ہیں۔ اس وقت سرورڈر پیل نے کہا کہ آپ کے انکار کرنے میں یہ قیامت ہے کہ اس سے معلوم ہوگا کہ آپ کا مخالف لارڈ پووس یہ جانتا تھا کہ میرے طرف زور سے کو فتح حاصل ہوئی۔ وہ یہ نہیں جانتے گا کہ آپ نے خود اسکو یہ عطیہ عطا کیا ہے جس کا وہ ممنون ہوا اور پھر وہ ان آدمیوں کو جنہوں نے آپ کے حق میں ووٹ دیے ہیں۔ بہت سارے گادرا انکو یا تو کسنگ جب اس عہدہ کے لینے پرنس خود اپنی خواہش گامی نہیں ظاہر کرے گا تو اسکے طرفداروں کی کثرت ہے۔

سہارا نہیں دیگی۔ مہی سلت گواہ چیت۔ پرنس نے طرفداروں کی کثرت میں جو کمی ہوئی اُس کا سبب یہ تھا کہ شرمی نی ٹی ہائیڈ نے مشترکہ دیا تھا کہ پرنس نے اس عہدہ کے خواستگار نہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ حقیقت میں انتخاب کرنے والے اس شخص کو اس عہدہ کے لیے انتخاب کرتے تھے جس کا اس عہدہ کا قبول کرنا باوجود منتخب ہونے کے مشتبہ تھا اب پرنس اپنی مرضی کے برخلاف اپنے طرفداروں کی کارروائی کو روک نہیں سکتا تھا۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ عام اعلان کرتا کہ میں کسی حالت میں اس عہدہ کو قبول نہیں کروں گا۔ اس اعلان میں یونیورسٹی کی حثارت ہوئی۔ آخر کار چارواچار اس عہدے کو قبول کرنا پڑا۔ ۲۵۔ پانچ کو اس عہدے کے قبول کرنیکی رسم ادا ہوئی۔ اور ڈاکٹر فیلپس نے اس عہدے کی سند انکو دیدی۔ ملکہ معظمہ سہ اپنے ماموں جان کو خط لکھا کہ آپ کو دیکھا کہ ایلیٹ جو ہمیشہ اپنے تین فساد کی باتوں سے بچائے رکھتا تھا۔ کیمبرج یونیورسٹی کے چنسلر عہدے پر مقرر ہوئے تھے۔ یہ منتخب کیا گیا اُس کو اس عہدے کے منظور کر لینے کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ مجھے اس سے ہٹی خوشی ہوئی کہ اس قدر ممتاز نامور آدمیوں کا عظیم و کریم کے ساتھ اسپرمرانی کی۔ اس عہدہ کے ملنے کی رسم میں ایک نظم بھی پڑھی جاتی ہے۔ یہ اسکی مستند عالمک الشعراء و رؤس رہتے سے لگتی۔ انہوں نے عذ کیا کہ گوہر زلی اور مصائب زندگانی نے میرے ہمیشہ شاعری کو خشک کر دیا ہے مگر میں یہ نظم لکھو گا۔ چنانچہ انہوں نے ایسی نظم لکھی جو بالکل سے خالی تھی۔ اور اس میں جو لکے دل میں تھا وہی زبان پر آیا۔ ماہ جولائی میں ملکہ معظمہ عالیجناب کے بڑے خورسندی اور شادمانی کے دن تھے۔ وہ ۵۰ کو خوشی خوشی اپنے رفقا کو ساتھ لیکر اس عہدے کے ملنے کی رسم ادا کر نیکے لیے چلے۔ رستمین ہر شیش پہلوں سے آگستہ تھا اور وہاں ان آدمیوں کا ہجوم تھا جن کا دل اس شوق سے بھرا ہوا تھا کہ ہم ملکہ معظمہ کے دیکھنے سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں اور سب شیشوں سے زیادہ کیمبرج کا شیش آگستہ تھا اور وہاں شوقین تماشا بینوں کا ہجوم بھی زیادہ تھا۔ پھر اس شیش سے ٹرے نی ٹی کلچنگ رستون میں جتنے آگے جاؤ آرائش و زیبائش کا کام بڑھتا جاتا تھا۔ اور ہنگامہ نشاط زیادہ گرم ہوتا جاتا تھا لڑکوں کا ہجوم ایسا تھا کہ کمتر موتا ہے۔ اس خیال سے حیرت ہوتی ہے کہ کسی ایک عورت کی پسلیاں کیسی اس اہترانگی متعل ہوتی ہیں جو ایش علم سے پیدا ہوتا ہے کہ یہی ان سب آدمیوں کی آنکھوں کی توجہ کا مرکز و آجے۔ اور وہی ان کے دلوں کو سرت لگین کر رہی ہے جب وہ ٹرے نی ٹی کلچنگ میں پہنچیں تو وہاں ایک عالموں کا گروہ

خوش لباس خوشی کے نعرے جوش سے ایسے ہی لگاتا تھا جیسے کہ اور گروہ لگاتا ہے تھے۔ ایک بڑے کمرے میں ملکہ مغملہ ایک آرام چکی پر جو پہ شکل تخت بنا دی گئی تھی آرام سے بیٹھیں۔ سانس سے پرنس البرٹ یونیورسٹی کا سیاہ زرین لباس پہنے ہوئے آیا اور ملکہ کے آگے گردن جکائی اور ایڈریس پڑھی بڑھاپے پر نے اس جلسہ کی کیفیت چشم دید یہ لکھی ہے کہ کیمبرج کا اس وقت سماں بھی عجیب دل آویز و دلکش تھا۔ اس میں ملکہ مغملہ اور عالیجناب کے ساتھ لوگوں کا نیک اندیش اور خیر خواہ ہونا نمایاں تھا وہ دونوں اسکو دیکھ رہے تھے۔ چنسلر یہ خیال کرتا تھا کہ مجھے لوگ سر و نظری سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ بالکل صاف ظاہر تھا کہ یہ دونوں دل میں جانتے تھے کہ ہم ایک نئی چیز انگلش آؤرز (انگریزی اعزاز) کی دیکھ رہے ہیں جسکو پرنس نے اپنی لیاقت کے زور سے حاصل کیا ہے۔ ملکہ کی طرف سے اسکو یہ اعزاز نہیں حاصل ہوا۔ پرنس اور ملکہ دونوں بڑے خوش و خرم تھے۔ وہاں کچھ ٹھیر ٹھیر کر خوشی کے ساگ بھرے جاتے تھے کہ عالیجناب نے ملکہ مغملہ کے روبرو ایڈریس سنائی تو انھوں نے ایسی مہربانی کی چوں سے انکو دیکھا کہ پرنس کا چہرہ بشاش ہو گیا اور نیم لمبی تبسم اس اواسے فرمایا کہ انکے چہرے کی جیانی نقاب میں چھپا لیا۔ اور صفائی سے انھوں نے اپنی سرخی آواز سے فرمایا کہ یونیورسٹی نے جو اپنا چنسلر انتخاب کیا ہے اسکو میں پسند کرتی ہوں ملکہ مغملہ کو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا کہ انکے دماغ کی رگوں پر ایسا اثر ہوا ہو کہ آواز میں لرزش آتی ہو مگر یہ موقع شوہر کی خوشی کا ایسا تھا کہ اُن کا دل بہر آیا۔ ملکہ مغملہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتی کہ البرٹ کے ایڈریس پڑھ کر سنانے نے مجھے اور میرے سنے نے مجھو کیسا حیران کر دیا تھا کیا ہے۔ وہ یونیورسٹی کا افسر بنا پھرتا تھا وہ چنسلر کے لباس میں بڑا خوبصورت معلوم ہوتا تھا اس کے لباس کو کرنیل فلیس اور کرنیل سیمور تھامس پہنچے تھے۔ سب باتوں میں البرٹ کی طرز و روش قابل تعریف تھی۔ لیکن ہمارے لئے بظاہر نامعقول تھی۔ وہ وقت بڑی خوشی کا تھا کہ البرٹ کی وہ عزت و قدر و منزلت ہوئی جس کا وہ سخی تھا اسکے دیکھنے سے مجھے بڑا اطمینان حاصل ہوتا تھا۔ ۶ جولائی کی رات کو ڈسے فی ٹی کلچ میں لیوی ہوئی اور دوسرے دن صبح کو پبلک بریک فیسٹ اور میڈیول کوئٹ میں افسر ٹون پارٹی ہوئی۔ سارا ہے چار بجے قصر بنگلہم میں داخل ہوئی اور اپنے سب بال بچوں کو تنہا پایا۔ میں ٹھک گئی تھی۔ کچھ پیدل پہری۔ تنہا کھانا کھایا۔ اور رات خوب آرام سے ہوئی۔

جب انگلینڈ میں پولیٹیکل بل چل کر ہو گئی تو ملکہ مغملہ نے سکوٹ لینڈ کی سیر کا قصد کیا جس کا سبب کچھ یہ تھا

کہ جب وہ پہلے بیان آئی تھیں تو یہاں کی سیر سے بڑی مسرور و معظیظ ہوئی تھیں اور انکی صحت طبیعت پر اچھا اثر ہوا تھا۔ اور کچھ وجہ یہ تھی کہ پرنس البرٹ کا شوق شکار کا پورا ہوتا تھا کہ وہ یہاں اپنے وطن کی طرح بارہ سنگون اور ہر فون کا شکار کر کے خوش ہوتے تھے۔ اوس بورجے اور اگست کو ہمارے سوار ہوئے اور ۱۰ اگست تک خشکی میں قدم نہیں رکھا۔ پرنس البرٹ لکھتے ہیں کہ جماعت شاہی جو ہمارے پر سوار ہوئی۔ اُس میں اور میری بی بی اور میرے دو بڑے بچے اور ملکہ مغظمہ کا سوتیلہ بھائی چارلس اور بعض اور امراء سوار تھے۔ ۱۲۔ اگست کو کٹر بہت پڑتا تھا۔ سمندر میں جہاز کے اندر بہت آرمیون کو سمندری بیماری ہو گئی تھی۔ مجھ کو تو چارلس پرنس کا یہ نسخہ جو اس مرض کیلئے اکسیر ہے یاد تھا کہ ایسی بیماری میں آدمی پورٹ کا ایک گلاس پی لے۔ اس نسخہ سے میں نے اپنے تین بیارے بچایا۔ مگر بعض اور آدمیوں کو اس بیماری نے ایسی تکلیف دی کہ وہ ہمارے سے اتر پڑے۔ ۱۳۔ جزائر سل میں کتوں کی سیر کی بوجہ دہشت سے غالی نہ تھی۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ آپ اس سیر کو دل بھر کے دیکھ لیجئے۔ دوبارہ تو اسکے دیکھنے کو آپ کا جی چاہے گا نہیں۔ ملکہ مغظمہ ہمارے اتر کر گاڑی میں بیٹھیں۔ سینٹ مری کے جزیرے میں گئیں۔ اور یہاں کے قلعہ کی فصیل دیکھی جو کسی اوڈوڈ کے زمانہ کی بنی ہوئی ہے۔ ملکہ مغظمہ لکھتی ہیں کہ یہاں پیدل پہر نادل کو بڑا خوش کرتا ہے۔ طرح کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ پہاڑ کھڑے ہوئے ہیں۔ جزیرے موجود ہیں۔ یہ سب عجیب اپنی ہمارے دکھاتے ہیں مل فورڈ میں ہیومن مین کشتیوں میں عورتیں لمبی ٹوپیاں تاجدار پہنے ہوئے بیٹھی تھیں۔ ایک عورت دو دھ بیچنے والی ہمارے پر میرے دیکھنے کیلئے آئے۔ رات کو شہر میں اور کنارہ پر روشنی کی گئی۔

۵۔ کو آہنا کے مینی میں جہاز ڈھل ہوا۔ یہاں سنوڈرون کے پہاڑ دیکھے جو اپنے ہینڈ سے سر سے نکلتے ہوئے ہیں اور انکے گرد سبزی کی خجاف لگی ہوئی تھی۔ ۱۶۔ کو جزیرہ میں آئے پرنس البرٹ شوک میر کو لکھتے ہیں کہ یہاں کے آدمی بڑے نیک نہاد ہیں۔ میں نے شہزادہ ویلز صاحب السلطنت کی انگلی پکڑ کے انکو دکھایا تو انہوں نے خوش طبعی سے کہا کہ اکثر جگہ تو لوگوں کے لئے نائب السلطنت مقرر ہوتے ہیں۔ مگر تمہارے ہاں یہ قاعدہ اٹتا ہے کہ لوگ تمہارا نائب السلطنت بناتے ہیں۔ ۱۷۔ اگست صبح کے آٹھ بجے آلساگریک کے قریب پہنچے۔ ملکہ مغظمہ لکھتی ہیں کہ اس کی

ساخت عجیب و غریب ہے یہاں آسمان اور جہاز کے درمیان پرندوں اور قلعہ زون کے دل بادل پہرے
 تھے۔ پرنس البرٹ لکھتے ہیں کہ ان پرندوں نے اپنے اڑنے میں وہ تربیت ریاضیہ رکھی ہے کہ میں نے
 ان پر بندہ قین چلا نہیں۔ مگر ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں گرا۔ پھر ملکہ معظمہ بہت جزیروں کے پاس منی
 ہوئی کلائیڈ بروم برٹن کے قلعہ میں اتریں۔ اور اس تاریخی عمارت کو دیکھ کر اپنے روزنامہ میں لکھا کہ اس کا
 مقام بہت اچھا ہے۔ سمندر سے پہاڑ سیدھے اُٹھتے ہیں۔ چاروں طرف پہاڑ ہیں۔ ان کے چھپے شہر
 خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ والیس یہاں کا زمیندار تھا۔ یہی قلعہ تھا جو آخر میں ملکہ مری کو ٹکے پاس
 رہ گیا تھا۔ پھر جہاز میں سوار ہو کر وہ ان کو ان ویریری کیسل میں پہنچے جو ڈیوک آف گائیل کی دارالریاست
 تھی۔ یہاں ملکہ معظمہ نے ایک پہاڑ دیکھا جس کو کیسلر (موچی) کہتے ہیں۔ اُس کی شکل ہی ایسی ہے کہ
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک موچی جو تیان کا ٹھہرا ہے مسافران شاہی ان ویریری کے قلعہ میں جہاز
 سے اترے۔ یہاں پائیلینڈز کی رسم کے موافق ڈیوک اور ڈچس آف گائیل اور اور امرہ قدیم نے خیر مقدم
 کی رسم ادا کی۔ ملکہ معظمہ لکھتی ہیں کہ ہماری سواری کے آگے نصیران بھتی جاتی تھیں۔ اور پائیلینڈز
 سواری کے دونوں طرف تھے۔ اس طرح ہماری سواری مکان تک گئی۔ باہر مارکویس لارن کھڑا تھا
 اُسکی عمر ٹھیک دو برس کی تھی۔ وہ پیارا گورا موٹا خوبصورت بچہ تھا۔ ان کے بال سُرخ تھے۔ اُس کے خطہ
 خال مان پاؤں کے سے نازک تھے۔ وہ خوش مزاج آزاد بچہ تھا۔ ملکہ معظمہ کو اس وقت اس بچہ کی
 نسبت یہ خیال بھی د تھا کہ ایک دن وہ آئیگا کہ ان کے ساتھ اہلی ایک بیٹی کا عقد نکاح بندھے گا۔ قلعہ
 میں بچہ کھا کے مسافران شاہی جہاز پر سوار ہوئے۔ نہر کروی ٹین میں نہایت آراستہ مزین کشتی جس کو
 ہم گھوڑوں پر کومی سوار ہو کر کہنچتے تھے ملکہ معظمہ کے لیے تیار تھی اُس میں وہ سوار ہوئیں۔ نہر کے
 ایک سرے سے دوسرے سر تک اس کشتی کو گھوڑے کہنچ کر لیگئے۔ ملکہ معظمہ کو یہ عیر عجیب معلوم
 ہوئی۔ مگر اس میں ان کو تھکان زیادہ ہوا۔ دوسرے دن دلچسپ مقامات کا ملاحظہ فرمایا۔ ملکہ معظمہ لکھتی ہیں
 تین بچے دن کے شاف فاین کشتی میں لنگر ڈالا۔ اور ہم جنگل کیو میں گئے جو دور دور شہور ہے ایک
 بڑا اسقف بُرج ہے۔ اس کے ستون سیاہ پتھر کے ہیں جس سے سمندر تک کھل کے دھاتون کی آواز
 نکالتا ہے یہ اول ہی دفعہ ہے کہ برطانیہ عظمیٰ کی ملکہ اور اس کا شوہر اور ان کے دو بچے برٹن چندے
 کے ساتھ جنگل کیو میں داخل ہوئے ہیں۔ پرنس البرٹ لکھتے ہیں کہ مجھے تو اس میں داخل ہونے سے مست

ہوئی اور اوروں کو دھمکت لگی *

بہت دنوں تک صبح شام سردی پڑی اور بارش ہوتی رہی۔ دوپہر سے پہلے اور سچے چند گمنٹوں کیلئے دن صاف ہو جاتا تھا۔ اسمین ملکہ معظمہ اور علی جناب قدرتی منظرون کا ملاحظہ کرتے تھے۔ نورث ولیم مین بحری سفر ختم ہوا۔ یہاں جماعت خشکی مین اُتری اور خشکی کی راہ سے ارڈویر کی مین گئی۔ یہاں لارڈ ایرکون کی دارالریاست ہو۔ یہ جماعت ڈیو کی کہان ایک ہفتہ تک ہی بارش ایسی متواتر ہوئی کہ ملکہ معظمہ نے لکھا ہے کہ یہاں کے قیام کا حال کچھ لکھنے کیلئے نہیں ہے ملک بہت اچھا اور موسم بہت بُرا ہے بارش کے سبب باہر تو سیر نہیں ہو سکتی۔ مگر گھر مین مطالعہ کی سیر کی اور خطوط نویسی سے آپس مین باتیں کر نیکی پڑی فرصت ملتی ہے *

خلاصہ یہ ہے کہ اس ملک مین ملکہ معظمہ گھوڑے کی شسواری و مصوری و چھیلونگ شکار سے نہایت محظوظ و مسرور ہوتی ہیں۔ کبھی تری مین سفر کر کے پہاڑوں اور جزیروں کی سیر سے دل شگفتہ کیا۔ کبھی خشکی مین گشت لگا کے عجیب غریب مقامات کے دیکھنے سے لطف اٹھایا۔ عالجنا بنے بندوق اور مین سے شکار کے مزے اڑائے پیدل چل پھر کر جنگل کے مناظر کے شاہدوں سے لطف اٹھائے۔ شہزادے و شہزادیوں نے ٹٹوں پر سوار ہو کر باہر کے خوب تماشے دیکھے اور ادھر ادھر گشت کر کے دل بہلائے غرض چار مہینے تک نہایت فراغت سے عزت مین بسر کی ملکہ معظمہ کو ہائی لینڈس مین رہنے سے بدرجہ غایت مسرت حاصل ہوتی تھی۔ کیمبل صاحب لکھتے ہیں کہ اگرچہ موسم خراب تھا مگر ملکہ معظمہ کو اسکی پروانہ تھی۔ مینہ موسلا دھاریس رہا ہے۔ وہ بارانی اور مین کر اور سر پر ہڈ لگا کر سارا چہرہ مہرہ سوائے آنکھوں کے ڈھانک لیتیں اور بے تکلف پیدل پھر مین عالجنا بن ملکہ معظمہ کے دل خوش کر نیکی لئے بارہ سنگون اور جنگلی مرغون کا شکار کھیل کر اور آخر پھر پھر ۲ بجے آئے۔ اسوقت انکو نہایت شدت کی جھوک لگی ہوئی ہوتی۔ وہ اہل چرن کے دستور کے موافق ڈنر کھاتے *

قافلہ شاہی ۱۷۔ ستمبر کو ارڈویر کی سے جہاز مین بیٹھے کے جنوب کی طرف چلا اور فلٹ ڈوکی بندر گاہ مین اُترا۔ باقی سفر ریل مین کیا۔ ۲۱ کو قصر بنگلہ مین پہنچا ملکہ معظمہ کا جیسا زمانہ ہائی لینڈ مین فراغت و سکھ مین سے بسر ہوا تھا ایسا ہی آئندہ زمانہ انکو فکرو درد کا پیش آیا اس سفر مین

بہت دنوں تک لارڈ پارمرستون ہمراہ تھا جس کے ساتھ سواری اور پیدل چلنے میں پولیسنگنگ سکون
 شہزادہ البرٹ سے بہت ہونین مگر وہ دنوں میں رانیوں کا اختلاف وہی رہا جو پہلے تھا۔
 آئندہ مہینوں میں ملک سے باہر ایسے معاملات پیش ہوئے کہ جسے ملکہ مغظمہ کا دل دہل گیا۔
 مین یورپ کیلئے بڑے انقلاب کا پر آشوب سال تھا جو دنیا میں موناکی (بادشاہی) کو دھمکا رہا
 تھا۔ مگر اس زمانہ میں انگلیسٹنڈ پر کوئی آفت نہیں آئی۔ لیکن غیر ملکوں میں جو سرکشیاں ہونے
 ملکہ مغظمہ کے ولین خطر اور خطر اب پیدا ہوا۔ فروری ۱۸۴۸ء میں تخت شاہی سے لونی فلیپ کے
 معزول ہونے نے ملکہ مغظمہ کے دل پر بڑا صدمہ پہنچایا اس تک اسکی برابر کوئی صدمہ انہونے نہیں اٹھایا
 تھا۔ اس سے اُنکے نرم دل پر ایک زخم لگا۔ اور اُنکی بہدروی اور دلسوزی کا جو شاہ اٹھا۔ شاہ فرانس
 جو اُنکے پولیسکل اختلافات تھے انکو وہ بھول گئیں وہ صرف ان ارتباطوں کو یاد رکھتی تھیں جو اس
 بادشاہ کے ساتھ تھے۔ اُسکی مصائب سے وہ متاثر ہوتی تھیں۔ بادشاہ کے بیٹے اور بیٹیاں مضطربانہ
 سرایہ ہو کر انگلیسٹنڈ میں آئے یہ معلوم نہ تھا کہ لونی اور اسکی ملکہ کی قسمت میں کیا لکھا ہے۔ پہلے
 کو یہ دونوں ہمیں بد لکرنیہ ہون میں آئے اور لونی نے فوراً ملکہ مغظمہ کو اکھاڑیں اچھٹیں آپ کے
 حوالہ کرنا ہون آپ مجھ پناہ دیجئے۔ ملکہ مغظمہ نے اسکو آسائش و آرام کا سارا سامان جو وہ کر سکتی تھیں
 کیا۔ انہوں نے اپنے مامون لیوپولڈ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنی کونینکے محل کلیئر مونٹ کو بادشاہ
 کے رہنے کے لیے دیدیں۔ اس محل میں ان جلاوطنوں نے تاحیات آسائش و آرام پایا۔ جیوت
 وہ آئے فوراً شہزادہ البرٹ اُنسے ملنے گیا۔ اور ۶۔ چلچ کو زندہ سر میں شاہ معزول لونی ملکہ مغظمہ کا شکر
 گزار ہوئیے لے آیا کہ آپ نے اپنی حاجت سے مجھے بچا دیا۔ ملکہ مغظمہ جب اسکی پہلی حالت اور موجودہ حال
 کا متعلقہ کرتی تھیں تو ان کی چھاتی پر سانپ لوٹ جاتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد کلیئر مونٹ میں ایک خیر
 کے اندر اپنے ایک حمان سے شاہ معزول نے کہا کہ اگر انگلیسٹنڈ کی ملکہ اپنی فیاضی اور دریاہی نہ
 کرتیں تو نہ میرے پاس یہ مکان ہوتا جس کے تلے میں بیٹھا ہوں اور نہ کوئی پلیٹ یا کوئی اور چیز ہوتی
 جو میری پرگی ہوتی ہے۔
 ملکہ مغظمہ نے صرف شاہ معزول فرانس اور اسکی ملکہ ہی کی خاطر داری نہیں کی بلکہ فرانس کے
 تمام خاندان شاہی کی تواضع و تکریم کی برابر توجہ کی۔ ٹوک ڈی نیورس کو ایک اور محل دوشی میں سکونت

لونی فلیپ شاہ فرانس سے معزول ہوا اور ملکہ مغظمہ کا اس سے متاثر ہونا

شاہ معزول کے ساتھ ملکہ مغظمہ سے جو راز تھے

شاہ معزول کی موت
 ۱۸۷۹ء

کے لئے دیا۔ اور اکثر اسکی اس کے ہمایوں ڈک ڈی ایویسل و لوئیٹ ڈی پیرس اور شہزادہ جوانی کی
کی دعوتیں کیں۔ وہ اس مغرور خاندان کا دلچسپی کرتی تھیں جیسا کہ فرمانروا خاندان کا ہوتا ہے۔
لکھ کے شاہی واقف کاروں اور رشتہ داروں کے حلقہ میں فقط فرانس ہی کا طوفان تشدد
نہیں کر رہا تھا بلکہ اسکا سوتیلہ بھائی لی ٹن بھی جو ایک سال پہلے اس سے سکوت لینڈ میں ملنے آیا
تھا اور انکی سوتیلی بہن شہزادی ہویمن لوہ۔ لین جس بروک اور شہزادہ البرٹ کا بھائی سیکس کو برگ کے
ڈیوک اور انکے دوست شاہ پر شاہ سخت صد مات جرمنی کے انقلاب کی تحریکوں سے پہنچے تھے
گو انکی سلطنت کے تحت باقی ہے مگر انکو سخت مصائب اٹھانے پڑے۔ اٹلی اور آسٹریا میں بھی
بادشاہوں اور شہزادوں کی سلامتی اور عافیت وحشیانہ طور پر دھمکانی گئی تھیں۔

۱۹۱۷ء میں یورپ کی سلطنتوں کی انقلابات کے سبب سے حضرت علیا اور عالیجناب کے
ترویات و تفکرات لاجی ہوئے۔ انکو اس زمانہ کے شاہی حبار کے وفاق نگار نہیں بیان کر سکتے
حضرت علیا کے خطوط کے بعض فقرہوں سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی دوستوں اور جرمنی کے
رشتہ داروں کی بداقبالی و کم بختی سے انکے دل کو سخت بچ و قلق پہنچا اور غیر ملکوں کے ہولناک
فسادوں اور دہشت زدہ ہنگاموں سے انکے سر پر کاروبار کا ایسا بار اٹھ کر پڑا کہ محنت کے مارے
جان عذاب میں آگئی۔ ۱۹۱۷ء میں فورین افس میں اٹھائیں ہزار مراسلات آئے گئے جن میں بہت
سے ایسے تھے کہ انکا حضرت علیا و عالیجناب کو اول سے آخر تک غور سے مطالعہ کرنا پڑتا تھا۔ اور
اپنے نوٹ لکھنے پڑتے تھے اور ان میں صلاح و مشورہ دینا ہوتا تھا۔ فورین سکرٹری لارڈ ہارمون
کی طبیعت میں ایسا طفلانہ تلون اور اضطراب تھا کہ انکی بعض حرکتوں کا مضحکہ غیر سلطنتی اُٹتا
تھا اور انکو معلوم ہوتا تھا۔ وہ حضرت علیا کے سامنے ایسے معاملات پیش کرتا تھا کہ انکو نکرہ
ترو کا بخار چڑھ آتا تھا۔

حضرت علیا اور عالیجناب دونوں کو یہ خیال تھا کہ خلقت کی معاشرت میں جو ترنزل و حل
پڑی ہوئی ہے اگر ہم انکے فرو کرنے میں اپنے رجحان دہانے اور کو دانشمندانہ کام میں لائیں گے تو
ملک کے مصائب اور تکالیف کی شدت جاتی رہے گی۔

سٹوک میئر کو جو عالی جناب خط لکھے بین ان میں چارٹس کی قوت کا تخمینہ زیادہ کیا ہے اور تجارت

جرمنی میں انقلاب

ملک و نظریہ کے انقلابات کے کام

انگلیس کی حالت

اور محنت پر دلازمی کی خرابیوں سے جو خلقت میں ناخوشی و ناراضا مندی پھیل رہی ہے اُس کے اثر و نکل کی سخت دشنامت کا تخمینہ کم کیا ہے۔ مگر اہل نازک وقت میں یہ تخمینہ صحیح کیا ہے کہ عاجلہائے ملکہ معظمہ اپنے رعیت و اب و اثر سے کیا کر سکتے ہیں ایسے وقت میں کہ امر اور غربا کی معاشرت میں جنگ برپا ہو کسی خاص فریق کے ساتھ شریک ہونا مصلحت سے بعید تھا۔ پرنس کے ذہن رسالے یہ مناسب تھا کہ حضرت علیا کو یہ بتلایا کہ وہ اپنی بہادر دی و غم خواری و دلسوزی کو اُس فرقہ کے ساتھ ڈرے کے برابر بھی کم نہ کریں جو مشقت شاقہ بہت اٹھاتا ہے۔ اور لذائذ زندگی کے حظ بہت کم اٹھاتا ہے۔

سلسلہء امین اہل حرفہ و پیشہ ورون کی حالت بہتر بنانے کی سوسائٹی کے پریسیڈنٹ پرنس البرٹ مقرر ہوئے تھے اُنکو ایسے نازک وقت میں اپنی پریسیڈنٹی کے سبب غریبوں کے ساتھ بھلائی کرنیکا جڑا موقع ملا۔ اس سوسائٹی کی پبلک میننگ میں پریسیڈنٹ بننے کے لیے وہ بلائے گئے۔ اس پر لوگوں نے سخت اعتراض کیے اور ملکہ کی نسبت سخت و ناملائم الفاظ کہنے پر مستعد ہوئے۔ وزیر کو یہ بات نہ ہو کہ مبادائے جائیس ہنگامہ فساد برپا ہو۔ لارڈ جان رسل نے تو ایک کتاب لکھ کر بھیج دی جس میں ملکہ پر نامناسب اعتراض کئے تھے۔ ملکہ معظمہ اور عالیجناب اُن بھیکیوں سے ڈرے نہیں بلکہ اُنہوں نے کہا کہ یہی وقت ہے کہ ہمکو محنت پر دلازمی کے اغراض و مقاصد پر متوجہ ہونا چاہیئے بادشاہ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اپنی رعایا کی کمائی سے اپنی تن پروری کرے اور رعایا کے مصائب میں ہمدردی نہ کرے اور اسکی بہبودی کے کام کرنے میں پہلو تہی کرے۔ پرنس البرٹ نے ثابت کر دیا کہ ملکہ اور اُسکے کہنے کی عین تمنا ہے کہ وہ کسی تدبیر و تجویز سے مفلس محتاج رعایا کے مصائب کے بار کو ہلکا کریں اور انکی حالت کو بہتر بنائیں۔ ۱۸۰۱ء میں کو جو اس سوسائٹی میں پریسیڈنٹ بنکر پہنچ دی اُس میں بتایا کہ ”ابن دو مقاصد عظیم کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ اول یہ کہ سوسائٹی بذریعہ کسی خاص آدمی کی یا جماعت کی کوشش کے بتلائے کہ سکونت کے مکانات کے نمونے یہ اور سکونت کی حالت کی ترقی سے اور اُن خدو ن سے بٹائیوں سے اور اسی قسم کی اور چیزوں سے غریب مفلسوں کی حالت بہتر کرنے میں کیا کر سکتی ہے۔ دوم غریب مفلس آدمیوں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ انکی حالت کے بہتر کر نیکے سارے کام سوسائٹی نہیں کر سکتی۔ اُن کو خود اپنے یہ کام کرنے چاہئیں کہ اپنے گھر میں کھانا پختہ و شکاری و چڑھائی کی میزبان اور استبانہ و دیانت مندی اور کوشش و سعی و

محنت کرنا و نفس کشی پتہ ماننا اختیار کرین جس حالت میں کسی خاص آدمی کا یا کسی جماعت کا
 امکانی اعانت میں کوشش کرنا ممکن ہو اُس میں وہ آپ بھی اسکی مدد کریں۔ انہوں نے ملک سے التجا کی
 کہ وہ جماعتوں کے اغراض کی یکجہ مکت پر نسبت اُن کی رقابت کے زیادہ خیال کریں۔ انہوں نے
 اسپر بڑا اصرار کیا کہ گو سوسائٹی کی حالت پیچ و پریچ ہو مگر دولت مند کا یہ فرض واجب الادا ہے کہ وہ اپنے
 احاطہ اقتدار میں یہ دکھائے کہ آدمی کی مدد آدمی کیونکر کر سکتا ہے۔ پرنس نے یہ خیال کیا کہ خاص آدمی
 کی خود اعتمادی اور خاص جماعت کے درمیان ہم اعتمادی وہ اخلاقی قواعد ہیں۔ جن کی تحریک کرنا نیک
 شہری آدمیوں پر لازم ہے۔ اسپر لوگوں نے اشارے کیے کہ صرف خالی کہنے کیلئے یہ باتیں گھڑی
 جاتی ہیں۔ ڈیوڈ بیوم نے لکھا ہے کہ حکما جن باتوں کو منکشف و ایجا و کر کے ایک زمانہ میں بڑا
 صابر پاتے ہیں۔ وہ انکے پوتے پڑپوتوں کے زمانے میں روزمرہ کی معمولی اور سرسری باتیں ہو
 جاتی ہیں۔ ۱۸۴۷ء میں مسئلہ معاشرت میں اگر ملکہ معظّمہ اور اُنکے شوہر اور مدبران و منتظران ملکی کے خیالات
 خالی باتیں ہی نہ تھیں تو یورپ میں یہ انقلابی واقعہ ہوتا۔ اور بادشاہ و شہزادے اس طرح مارے
 مارے نہ پڑے پھرتے۔ جس طرح بقول کارلائل کے جعلی سکہ بنانیہ لون کے گروہ میں پولیس کے
 آجانیے اُسکے آدمی تتر بتر ہو کر بھاگتے پھرتے ہیں۔ پرنس البرٹ نے اپنی سپیج میں مخفیاتی ہرمیوں کی
 وہ لے لی ہے کہ انسانیت کے تلخ و شیرین راگوں میں ہمیشہ وہ لیجائے گی۔ اس سپیج کی عام پسندی
 سے ملکہ معظّمہ کو نہایت مسرت ہوئی اور انہوں نے سٹوک میز کو لکھا کہ پرنس نے جماعت کو ایسا
 سپیج دیا کہ سب جماعتوں و فریقوں نے اسکی شناخانی کی مجھے یاد نہیں کہ پہلے پرنس کے کسی سپیج
 کی ایسی تعریف ہوئی ہو جیسی اس سپیج کی۔ دنیا کے انگریزی بولنے والوں پر جو اُس کی
 سپیج نے اثر کیا ہے اُسکا صحیح صحیح جانچنا ناممکن ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ملکہ معظّمہ کی سلطنت
 کے اُس سال میں یورپ کی ساری سلطنتوں میں انقلابات عظیم ہوئے۔ گبریش مولائی (بادشاہی)
 کے ثبات و استحکام میں کوئی خلل نہیں پیدا ہوا۔ جسکو حضرت علیا اپنی تحریرات میں بڑے فخر کے
 ساتھ بیان کرتی ہیں کہ میرے عہد سلطنت میں غلبہ غریب آدمیوں کی حالت بہتر کرنے میں اُن
 اُن کے مصائب گھٹانے میں کوئی کوشش اٹھا کے نہیں رکھی گئی۔ غرض یورپ کی سلطنتوں
 کے انقلابات نے ہنگستان کے اوپر کچھ اثر نہیں کیا جس پر اُسکو بڑا فخر ہے۔

ان انقلابات کے زمانہ میں کہ سارا یورپ تہ وبالا ہوا تھا۔ جب پلج ۱۸۴۸ء کو حضرت علیا کی چوتھی بیٹی پیدا ہوئی، تھو کینٹ گم کے گرجا میں ۱۳ مئی کو اسکو صطبغ دیا گیا۔ اور لوئس کیرلائٹ نام رکھا گیا۔ نام کا دل جزو شہزادی کی دادی کا نام تھا اور آخر جزو باپ کے نام کی تائید تھی۔ اس موقع پر پرنس البرٹ نے اپنی طبع موزون سے گانے کیلئے یہ اشعار تصنیف کئے جن کا ترجمہ کچھ بے لطف سایہ ہے کہ ”پہلے اس سے کہ اللہ نوجوانی کی بیوقوفی و بدکاری زندگی کی خوشنما صبح کو اپنا غلام بنائے خالق کا بزرگ و مقدس نام اس نئے سے دل پر کندہ ہوتا کہ اُسکے عصفوان جوانی کی دھوپ پر غم کی گھٹانہ چھائے اور اُسکے سببا ہون کے گرد بے انتہا خوشی اور راحت محیط ہو“

بشپ و لبر فورس بیان کرتے ہیں کہ اس شاہی صطبغ پر وہ جن تھا جس سے سمجھ میں آتا تھا کہ حسانت کے اصلی معنی یہ ہیں۔ ملکہ مغظمہ کے گرد اُنکے پانچ بچے تھے جن میں سے بڑی بیٹی اور پرنس ہائے ماتھ میں ماتھ دیئے ہوئے تھے اور شہسے عجز و انکسار سے نماز میں سجدے کرتے تھے۔ چھوٹی شہزادی ہائے کھڑی ہوئی معصومانہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ لیڈی لٹن ٹن کنتی ہیں کہ میں اس شہزادی کو دیکھ کر باغ باغ ہوتی ہوں۔ وہ حیات کی تصویر ہے اس سے مراد بچپنا ہے، اُسکا چہرہ و تازے رخسارے گلہائے شگفتہ ہیں اور ناک غمچہ ہے۔ پیدائش و وفات دونوں میں توڑا ہی سا فاصلہ ہوتا ہو۔ شہزادی کی ولادت کے توڑے دونوں بعد پلج سوم اہل ملکہ شارلٹ کی سب سے چھوٹی بیٹی سوفا جوبار ہون اپنے بہن بہائیوں میں تھی اکھتر برس کی عمر میں دنیا سے سفر کر گئی۔ پکی بال وخت سے گر گئی۔

لٹن میں لڑکی کے صطبغ دینے کے بعد ہنوز امن امان بحال نہوا تھا کہ پارٹی پولی ٹکس میں ایک نئی وقت کے مقابلہ میں ملکہ مغظمہ کو آٹھ لڑا۔ جون ۱۸۴۸ء میں کاٹس ہوس میں شکر کے محمولوں کے گھٹانے کے باب میں لارڈ جان کو شکست ہوئی۔ اس تجویز پر پہلے ہی دو گورنمنٹوں کو شکست ہو چکی تھی اور اب یہ تیسری دفعہ تھی جس میں گورنمنٹ کو شکست ہوئی ہوئی سب کو معلوم ہوتی تھی۔ فرین لوفس میں پامر ٹون کا رویہ ایسا ناگوار تھا جسے سب سے ملکہ مغظمہ کا اعتماد و زارت پر رک گیا تھا۔ اُنہو نے ظاہر کیا کہ کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لارڈ جان کے جانشین تلاش کرنے پر رضامند نہ تھیں۔

کے صطبغ پانے کے بعد فکر و تدورات کا زور کم ہو گیا۔ لیکن یہ زیر بھی کم ہوا تھا کہ ایک نئی وقت و دشواری پارٹی پولی ٹکس کے احاطہ میں ملکہ مغظمہ کے سامنے آئی۔ جون ۱۸۴۸ء میں لارڈ جان کو خوف ہوا کہ اُن کو

شکر کے محصولوں کے زیادہ گھٹانے میں کانس ہوس میں شکست ہوگی۔ یہ معاملہ محصول گھٹانے کا دودھ پہلے گورنمنٹوں کو شکست دیکھا ہے اور علی العموم یہ گمان کیا جاتا تھا کہ اب تیسری دفعہ بھی گورنمنٹ کو شکست ہوگی۔ اگرچہ پامرسٹون فورین سکرٹری کے طریقہ دروہ سے ملکہ منظمہ کا اعتماد و توارت پر جھجھک رہا تھا بلکہ انہوں نے ظاہر کیا کہ جب تک کہ معاشرت کی جو امین انقلاب و ہنگامہ موجود ہیں وہ کسی تبدیلی کو نہیں چاہتے۔ اس واسطے وہ ناخوشی سے لارڈ جان کے قائم مقام کے انتخاب کر نیکے نزدیک جاتی تھیں۔ لارڈ جان اپنے بیانات لارڈ سٹیل کی نسبت بڑبڑا کرتے جو لارڈس میں پزیکیشن ایسٹ آناومی تجارت کے خلاف لیڈر تھا۔ اور پیل کے گروہ سے خارج تھا وہ ان کو اپنے میل کا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ آخر کار انہوں نے اس باب میں میلورک سے مشورہ لیا انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ پیل کو بلاؤ۔ اس سے زیادہ کوئی اور بات ملکہ منظمہ کو پسند نہ تھی۔ مگر لارڈ جان کو جو چیز چوکانے والی تھی وہ ایک دھوکا ہی تھا۔ گورنمنٹ اس سے زیادہ مستحکم و ہتور تھی جیسے پہلے خیال کی گئی کانس ہوس میں چھوٹی سی جماعت کثرت رائے میں اس کی جانب زیادہ تھی وہ تین برس تک اور وزارت پر قائم رہا۔

ملکہ منظمہ نے لڑکی کے پیدا ہونے کے بعد ۱۴۔ اپریل کو شاہ لیو پولڈ کو یہ خط لکھا کہ کل واقعات جو وقوع میں آئے انکا حال اول سے آخر تک میں نے سنا۔ میرے سارے خیالات اور گفتگو میں پولیٹیکل تھیں۔ میں نہ کبھی زیادہ تر خاموش رہی نہ آرام طلب بنی نہ ضعیف الدماغ ہوئی۔ واقعات میرے دل کو مضطرب نہیں کرتے مگر انہوں نے واقعات میری دماغ خراشی کرتے ہیں۔ بظاہر ماہ مئی اولیا نے دولت کا خوشی سے گزارا۔ مگر حضرت علیا اور انکی سوتیلی بہن کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے اس کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گو ملکہ منظمہ خوشی و شادی کی رسوم و تقریبات میں شریک ہوتی تھیں مگر اس زمانہ کے انکار سے ان کے دل میں دھکے پڑے اور وہ حیرت رہتی تھی۔

پرنس البرٹ اپنے گھر سے چلکر یورک کی زراعت کی نمائش گاہ میں رونق افروز ہوئے اور وہاں اپنی تقریر و پسند پذیر فرمائی کہ سب نے اندرون اور زراعت پیشوں کو پسند آئی۔ ان کی تقریر کی طرز بیان ایسی تھی کہ جس سے یہ بات ظاہر ہوتی تھی کہ وہ ان ہی باتوں کے خواہان ہیں جن کے زراعت پر

ملکہ منظمہ کا خط شاہ لیو پولڈ کے نام

پرنس البرٹ کی زراعت کی نمائش میں رونق افروز ہونے کا

خوابان میں۔ دونوں کے اغراض متصادمین یکا ملکت ہے۔ انہوں نے کلون کے موجودہ صناعات کی وہ قدر شناسی فرمائی ہے جس سے وہ خوش ہو گئے۔ اُن ہی کی کوشش سے اہل انگلستان فارم بنانے میں دنیا کے اور فارم بنانے والوں کے ساتھ مساوات کا دم بھرنے لگے۔ انہوں نے سلوک میر اور شاہ بلجیم دونوں کو لکھا کہ یورک میں البرٹ نے جو پیچ دی اس سے معلوم ہو کہ خزانے اُسکو اور پٹری (فصح بیانی) کی جو قابلیتیں عطا کی ہیں وہ اب بڑے کارخانہ پر ہوتی ہیں اس بات سے میر ا دل خوش ہوتا ہے۔

باقی موسم گرما ملک منظمہ نے اوس بورن میں بسر کیا۔ شہزادہ الفرد کی طبیعت اچھی طرح سے نہیں رہتی تھی۔ اسلئے اُن کو کچھ نہ کر رہتا تھا۔ اُن کے ڈاکٹر مسٹر جمیز کلارک نے اُن سے عرض کیا کہ حضرت شاہزادہ کو لیسکرانی کنٹیس میں چلی جائیں جہاں پہاڑ کی تیز ہوا شہزادہ کی طبیعت کی باطنی اصلاح کر دے گی۔ ۵۔ ستمبر کو حضرت علیا لائن میں تشریف لائیں کہ پارلیمنٹ کو بند کریں حضرت علیا کے عہد میں پارلیمنٹ کے پہلے مکانات جل بھٹکر خاک سیاہ ہو گئے تھے۔ اب از سر نو نئے موسم کے اہتمام سے تعمیر ہوئے تھے جن میں بڑی بڑی صنعتیں خراج ہوئی تھیں۔ اس میں مصوری قطع سازی نقاشی نے اپنے سارے رنگ دکھائے تھے۔ رفعت و شوکت انہر پٹری پرستی تھی۔ اُن کے دیکھنے کیلئے اور حضرت علیا کی پیچ سننے کے اشتیاق میں ایک خلقت دوانی پڑی پھرتی۔ وہ یہ سمجھتی تھی کہ اس فیج اٹھا عمارت میں پہلی دفعہ ملکہ وہ پیچ دیگی جسے اس انقلاب کے زمانہ میں اپنا لاجواب ہونا ثابت کیا ہو۔ جب یہاں تشریف لائیں تو ایک خلقت کا ہجوم دیکھ کر اور چہرہ کا غل غل شور سن کر نہایت خوش ہوئیں پارلیمنٹ میں پیچ فرمایا جس کا خلاصہ یہ کہ سیرد کو کیسا کھچیں ہے کہ میں نے اس پر آشوب زمانے میں اپنی قلمرو میں اس دعاغت کو اور اپنے گھر میں آسائش و راحت کو برقرار رکھا۔ جس سے اس پر انقلاب وقت میں ہمارے قوانین و آئین کا بے عیب نقص ہونا ثابت ہو گیا۔ ہمیشہ میری نظر ہی امر رہتا ہے کہ جو رعیت میری ولایت میں ہے وہ معتدل آزادی سے بہرہ یاب ہو کر خوشی و خرمی حاصل کرے رعیت بھی اس نیت کی بڑی قدر شناسی صحیح صحیح کرتی ہے وہ خود خوب جانتی ہے کہ امرج عافیت کیا خاندانے حاصل ہوئیں۔ وہ اُن لوگوں کو جو تباہی و بربادی کرنے والے ہیں ایسا سہری نہیں اٹھانے دیتی کہ وہ اپنی شرارت آئین و فساد انگیز ارادوں میں کامیابی حاصل کر سکیں ملکہ منظمہ کی پیچ سننا

دو روزہ ہفت روزہ

ہوتا ہے کہ انکو یہ پورا اعتماد ہے کہ رعیت اُن کے ساتھ سچی محبت دیکر جیتی دیکتا، دلی رکھتی ہے +

باب پانچواں

ملکہ معظمہ کے امور خانگی اور تفریحات و مسرت

بال موریل میں ملکہ معظمہ کا جانا

پارلیمنٹ کے بند کرنے کے بعد حضرت علیاح اپنے کنبے کے ہانی لینڈس میں ایرڈن میں تشریف لے ہوئے۔ اُن سب کے ڈاکٹر جمیس کلارک کی رائے میں غاندان شاہی کی صحت و تندرستی کیلئے پہاڑ کی خشک تیز ہوا ضرورت تھی اور وہی ساڈمین سب سے زیادہ خشک مقام بال موریل تھا۔ اُنہوں نے سفارش کر کے پرنس البرٹ کو بال موریل کا تعلقہ کر کے دلایا۔ یہاں کی ماند و بود کا حال خود ملکہ معظمہ نے جیسا لکھا ہے۔ ایسا کسی دوسرے شخص نے نہیں۔ وہ تحریر فرماتی ہیں کہ ”ہمارے مکان کے دروازہ آگے پہاڑ تھا۔ جس پر درختوں کے جھنڈے کھڑے تھے ہم پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر پیدل پھرتے پھرتے ڈھیلے اور ایچ پیج کی راہوں کو دیکھتے چاروں طرف نظارہ کر کے لطف اُٹھاتے۔ جب اوپر سے نیچے اپنے مکان کی طرف نظر ڈالتے تو پیچ میں دلفریب خوش نما منظر نظر آتا۔ پہاڑ کی لطیف ہوا سے روح کو تازہ اور جسم کو توانا کرتے۔ یہاں فراغت و عافیت و آرام و راحت ہے جو یہاں آتا ہے وہ دنیا کے تفکرات و ترددات کو بھول جاتا ہے۔ یہاں کا سناٹا ویران ہونا بھیاکتہ ڈراؤنا نہیں ہے۔ زمین کی میوہست بھی دل و دماغ کو تروتازہ کرتی ہے۔ مکان کے پاس ایک ندی ڈنڈی بڑی تیز رو ہے۔ اس کے کنارے پر ہم پہرے ہیں۔ البرٹ نے ایک بڑا بارہ سنگا شکار کیا۔ ہانی لینڈس میں شخص کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔ اس بارہ سنگے کے شکار پر وہ میر آئے کو بڑا مبارک سمجھتے ہیں +

پہلے بال موریل ایک خوبصورت ویرانہ و شکار گاہ تھا۔ اول دفعہ اس کو ملکہ معظمہ نے کرایہ لیا تھا۔ اس میں جہالت کے زمانے کا ایک چھوٹا سا سفیدی کیا ہوا قلعہ بنا ہوا تھا۔ مگر پرنس البرٹ اُسے

خزید کر کے ایسا آراستہ کیا کہ اُسکی صورت بالکل بدل گئی یہ معلوم ہونے لگا کہ فردوس آسمان پر ہے
یہاں کی زمین پر اُتر آیا ہے ۷ اگر فردوس بریں نہیں ہے ۸ ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است
یہاں کے جھونپڑوں کے رہنے والوں اور کسانوں کیلئے اُسکی راہیں دلفریب معشوق بن گئیں پر
البرٹ کو جب معاملات ملکی تھکا دیتے تو وہ یہاں اپنے مکان اُتارنے کیلئے آتے سیر شکار سے دل
بہلاتے۔ یہاں کے پہاڑوں نے پرس البرٹ کو جیولوجی (علم طبقات الارض) کی طرف متوجہ کیا
یہ علم انہوں نے ایام طفلی میں بڑے شوق سے سیکھا تھا۔ زمانہ حال میں اس علم کے عالم متبحر
سٹر چارلس لائل شہزادہ کے ہاں مہمان آئے اور اس علم کے مادی ہوئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بال تزل
میں ایک دن میں سٹر برج کے ساتھ ہوا کھانے گیا۔ اُنکے ساتھ اُنکا شاگرد چوٹا سا البرٹ پرس بڑ
ساتھ تھا۔ اُسکی صورت بڑی پیاری پیاری تھی۔ اُنسے میرے سامنے یہ دو بھان مٹی کے تاشے اپنے
دیکھے ہوئے بیان کیے کہ بھان مٹی نے میرے ہاڈان (کار و مال) لیا۔ اور اُسکو پھاڑ کر چتی چتی کر دیا۔
پھر اُسکو نوکر کے استری کی نور و مال جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو گیا۔ پھر بھان مٹی نے پستول چھوڑا
جس سے میں بائیں یا چپے گھڑیان نکل کر اُسکے نوکر جبکہ سر کے اندر چلی گئیں۔ اور اُسکے اندر سے باہر کسی
کی ایک طرف لگ گئیں۔ یہ حال تو پیا (باپ) جانتے ہونگے کہ یہ کام کس طرح کیے گئے۔ میں یہ جانتا ہوں
کہ اگر گھڑیان جبکہ سر کے اندر جاتیں تو اُسکی صورت یہ نہ رہتی جو اب نظر آتی ہے۔ بگڑ بگڑ کے کچھ اور
ہو جاتی۔ بعض اوقات اس لڑکے کے ساتھ میں کہیں لاپیدل پھرا۔ راہ میں درختوں کے نام وہ پوچھتا
جاتا تھا۔ اور چھپکلیوں کو کلان ہین شیشہ سے اجازت دیکر دیکھتا تھا۔ وہ پرس البرٹ کی نسبت لکھتے
ہیں کہ مجھے اس سے باتیں کر نیسے معلوم ہوا کہ اسکی عقل بڑی تیز ہے اُسکے دماغ میں بڑے سنجیدہ
مضامین بکھر ہوئے ہیں وہ میدان میں جا کر شکار کر نیسے اپنے جسم کو توانا کرتا ہے ۹

یہاں ملکہ مغظمہ تھوڑے دنوں مقیم رہیں وہ لوج ناگر پگمین جسر جانا جسم کو تھکا تا تھا مگر دل کو
خوش کرتا تھا۔ پرس نے راہ میں جنگلی مرغ شکار کیے جب وہ چوٹی پر چڑھے تو کٹر ایسا پڑا تھا کہ بالکل اندھیرا
گھپ تھا۔ وہ گھر کو یا دوس ہو کر آئے۔ کوہرگ کی بیوہ ڈپس کوہرگ کو پرس نے لکھا کہ یہاں پہاڑ میں کچھ ہوٹے
دنوں کے لئے بالکل تنہا رہنے کیوں طے ہوئے ہیں۔ یہاں مشکل سے کسی آدمی کی صورت نظر آتی ہے
پہاڑ کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی ہیں۔ اور ہوائے گھر کے گورن بارہ سنگے چھپے چھپے آتے ہیں

بھی بڑا شہر پہن کر انہیں آنا جانوروں کے پیچھے پیچھے جاتا ہوں۔ آج میں نے دوسرے دن مارسمین۔ ایک یا دو دن پہلے کہ میں نے ایک بڑا بارہ سنگا شکار کیا تھا جس کی بڑی تعریف یہاں رکھو لے کرتے ہیں۔ پرنس نشانہ پر گولی مارتا تھا اور ہرنوں اور بارہ سنگوں کے شکار کا بڑا ہی شوق تھا مگر یہ شوق اعتدال کے ساتھ تھا وہ اپنا زیادہ وقت ملکہ منظر کے ساتھ بہنے میں اور بچوں کی تعلیم میں منہ مشغول کرتا تھا۔

۲۸۔ ستمبر کو حضرت علیا بال موریل سے اوس بورن کو روانہ ہوئیں اور اوس بورن سے واکٹور کو لنڈن کو تشریف فرما ہوئیں وہ سولنٹ کو عبور کرتی تھیں کہ انھوں نے ایک کشتی عورتوں سے بھری ہوئی دیکھی۔ وہ پورٹس مٹھ کو آتی تھیں کہ ہول کے بھکڑے وہ اٹ گئی۔ پرنس نے ملکہ کو اسکی اطلاع دی وہ لکھتی ہیں کہ میں یہ سنکر جازمین راڈی سے باہر نکل آئی۔ میں نے ایک آدمی کشتی کی پینڈی پر بیٹھا ہوا دیکھا پرنس نے ایک بھیانک آواز سے کہا کہ میری پیاری اسکے سوا یہاں کوئی اور بھی ہے جس کے سننے سے میں سرسیم ہو گئی۔ میں نے اپنے جہاز کو فوراً تھیرایا اور اس سے ایک کشتی کو اٹار کر مصیبت زدوں کے بچانیکے لیے بھیجا۔ اور ان سے تین عورتوں کو بچایا۔ جن میں ایک عورت زندہ تھی مگر سمندر میں ایسا تلاطم تھا کہ میرے جہاز کے افسر نے جہاز کے تھیرانے سے انکار کر دیا۔ میں اسے کہنے سے انکار نہ کر سکی اور کشتی کے آنے کا انتظار نہ کھینچ سکی۔ وہ لکھتی ہیں کہ یہ حادثہ ایسا ہولناک تھا کہ میں اسکو بیان نہیں کر سکتی۔ اسکی دہشت ہمیشہ میرے دل کو دھڑکائے گی۔

پرنس نے کیمبرج کی یونیورسٹی کے چنسلر تھے ہی اسکی خواندگی کو بدلایا۔ امین قسیدی زبانوں اور علوم ریاضیہ کی خواندگی نے تقریباً اور علوم کو طبع کر کے فوقیت حاصل کی تھی۔ مگر پرنس نے اس صورت کو برقرار نہیں رکھا۔ علما اور سائنٹیفک پروفیسرین کو مقرر کر کے خواندگی کی ایک نئی صورت بنادی۔ کچھ راج کو رس کا ایک سلسلہ مقرر کیا۔ جن میں طلبہ کی حاضری کو یونیورسٹی کی ڈگری پانے کے لیے ایک شرط قرار دی یہ کام کر کے انہوں نے پروفیسروں کو مستنبہ کر دیا کہ میں یونیورسٹی کا چنسلر رہنے نام نہیں ہوں بلکہ برائے کام ہوں۔

۲۹۔ نومبر کو لارڈ سلیبورن نے وفات پائی۔ جس کی رنج و الم ملکہ منظر کو بہت ہوا وہ انکی اموات سلطنت میں پہلا نیک صلاح کار وزیر تھا۔ اسکی محبت کبھی حضرت علیا کے دل سے کم نہیں ہوئی و

پرنس البرٹ اور یونیورسٹی کیمبرج
لارڈ سلیبورن اور لارڈ جان ٹینک
وفات

اپنے روزنامہ میں تحریر فرماتی ہیں کہ میں بے غرض مہربان دوست کیلئے اپنے سے دل سے بچ و
 الم کرتی ہوں۔ میری سلطنت کے اندر بڑھائی برسوں میں میرے جہان صادق میں کیا تو وہ تھا۔ یا
 سڈک میز اور لیدر لیبرین پھٹ چکا۔ یہاں رہتا تھا۔ لیڈر میں پانچ سو ٹون اسکی بہن تھیں وہ بہن
 کرتی ہیں کہ ملکہ مظہر نے اس اپنے وزیر وزیر سال کے در آخر خزانہ سے انیس لاکھ لے لیا تھا اس نے وہ رقم
 الم کا ابراہن دیا جو اسکی خزانہ پر چھاپا ہوا تھا۔ ملکہ مظہر نے یہ رقم اس بات کے لئے لے لی کہ
 میرے ہی اس آخری خط نے وزیر کے شاگرد کو شایا بڑی خوشی ہوئی کہ ایک اور بدبران ملکی میں آج
 کو لارڈ جان ہنگامے اس دنیا سے رحلت کی ہے۔

مقامات میں ہم ایسی باتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے جاننے سے حضرت علیا کی سوانح عمری
 بخوبی سمجھ میں آجائے گی۔

جب ملکہ مظہر اورنگ آباد میں تو ان کے وزیر اعظم لارڈ میلبورن تھے جن کی طبیعت آرام
 طلب تھی وہ پولیسک معاملات میں اپنے مخالفین کے ساتھ رستہ معاملہ اور کشادہ خاطر تھا اور اپنے
 دوستوں کا دل خوش کرتا تھا۔ اسکی طبیعت میں قوت ایجاد نہ تھی۔ بقول شخصے اسکو خود تو بونا کچھ
 نہیں آتا تھا مگر جو اوروں کا پہلے سے بولیا ہوا ہو اسکو نشوونما دینا خوب آتا تھا۔ طبیعت میں سہل انگاری
 بڑی تھی۔ اسکی بی بی خود بیان کرتی ہے کہ میرے شوہر میں اوروں کے اخلاق کی نگہبانی کرنے کی
 لیاقت نہ تھی۔ اسکی تقریر میں ایسی طاقت نہ تھی کہ اگر وہ اپنے مخالف کی پرزور تقریر کے مقابلہ میں کھڑا
 تو اس سے عمدہ برآ ہو سکتا۔ وہ کوئی بڑا بڑا ملک نہ تھا۔ مگر اس عافیت کے زمانہ میں حکمرانی کرنے کی اور
 کسی تدبیر میں غلطی نہ کرنے کی لیاقت خوب رکھتا تھا۔ وہ ایک نوجوان ملکہ کا وزیر تھا۔ یہ اسکی خوش نصیبی
 کہ یہ ملکہ سمجھ بوجھ ایسی رکھتی تھی کہ اس سے خود کام لیتی تھی اور اس کے ماتھے میں کٹ پتلی نہیں بنتی تھی اسکا
 کما موان کا جھروا ہر ہی کے صلاح و مشورے پر نہ تھا۔ اسپر لوگوں کو بڑا رشک حسد تھا کہ ملکہ مظہر اسکو
 عزیز رکھتی ہیں وہ ان کے ساتھ ہر وقت رہتا ہے اس وجہ سے اس میں عیب طرح طرح کے نکالتے تھے
 کوئی کہتا تھا کہ وہ ملکہ مظہر کے مزاج میں ایسی بے اعتنائی و سہل انگاری پیدا کرنی چاہتا ہے جیسی کہ خود
 اس کے مزاج میں ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ اپنے خستہ اوقات کو امداد کے لئے ایسی تدبیر کرتا ہے کہ
 اپنے سارے رشتہ داروں اور دوستوں کو ملکہ مظہر کے گرد جمع کرتا ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ چاہتا

تقریرات

میرزا علی

کہ ملکہ منظرہ اسکو یہ سمجھنے لگیں کہ اسکے بغیر سلطنت کا کام نہیں چلنے کا۔ ڈیوک ونگٹن یہ فرماتے تھے کہ مجھے یہ امید نہیں کہ اس فرعون ملکہ کے عہد میں فرقہ ٹوری کو کامیابی حاصل ہو وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ عورت مرد کے برابر نہ ٹیڈنٹیل کی صحیح پولیسی کام میں لائے گی۔ اور گورنمنٹ اسکے کاموں میں کسی اپنے ذاتی خیالات کو کارفرما نہ ہوگی۔ یہ وزیر ملکہ کو خود صلح و قیام کہ فرقہ ٹوری میں وہ اپنا اعتبار پیدا کریں۔ سچ بات یہ ہے کہ یہ وزیر خوش خراج نیک طبع تھا وہ دل سے یہ چاہتا تھا کہ ملکہ کی زندگی خوشی و خرمی سے بسر ہو۔ اور انکی سلطنت کا جاہ و جلال بڑھے۔ ان ہی دو باتوں میں وہ جانفشانی کرتا تھا وہ اپنے اختیار و اقتدار کا بھوکا نہ تھا۔ وہ انکے حاصل کرنے میں یا انکے برقرار رکھنے میں نا جائز وسائل کو کام میں نہیں لاتا تھا۔ ملکہ منظرہ اسکے احسانوں کو ماننی تھیں اور اس سے محبت و الفت کرتی تھیں ملاؤس ہوس میں اس وزیر کے دو بڑے زبردست مخالف ملاؤس بروہم اور لارڈ ڈلڈھرست تھے جن کا بیان آگے کیا جاتا ہے ۴

انگلستان کے زمانہ حال کی تاریخ میں لارڈ بروہم کے برابر کوئی دوسرا شخص عجیب و غریب آدمی نہیں بیان کیا جاتا۔ وہ طرح طرح کی لیاقتوں اور قابلیتوں و ذہانتوں کا جامع تھا سخت محنت کر نیکی بیاقت ایسی تھی کہ وہ قدرت بشری کی حد سے بڑھی ہوئی تھی جتنی جاکشی کرتا اتنا ہی خوش ہوتا۔ فقط اس میں محنت کرنے کی بیاقت ہی نہ تھی۔ بلکہ اسکے ساتھ کام کرنے کا شوق بھی حد سے زیادہ تھا۔ ہر وقت فقیہانی کے نئے میدانوں کی جستجو میں اسکی استعدادی و چالاکی عین نہیں بستی تھی جس مطالعہ میں کہ لوگ اپنا سارا وقت صرف کر کے فرسودہ ہو جاتے ہیں وہ اسکو اپنی تفریح طبع جانتا تھا۔ یہ علم ہوتا تھا کہ اسکے اندر کوئی جن یاد کو کام کر نیکی لے بیٹھا رہتا ہے۔ کبھی اسکی جسمانی قوت تھکنا جانتی ہی نہ تھی۔ کبھی الو العزمی و بلند ہمتی اسکے ذات سے متک ہونا جانتی ہی نہ تھی۔ اس میں خود اعتمادی پروردہ کی تھی۔ وہ اپنے تئیں ہمہ دان جانتا تھا اور سمجھتا تھا کہ میں ہر کام کو اور دن سے بہتر کر سکتا ہوں۔ اور ان کاموں کو جن کا کرنا خاص آدمیوں کے ساتھ مخصوص ہے اس اچھی طرح میں انکو کر سکتا ہوں یہ مغرور لاف زنی کسی اسکی ہنسی اڑواتی کسی اسکی ذہانت کی تعریف کرتی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ پارلیمنٹ کا اچھا اور شیر تھا۔ انگریزی زبان میں اور ڈیٹرائس مقرر کو کہتے ہیں جو اپنی تقریر میں اپنے دلائل کو اپنے جوش و جذبہ دلی کے ساتھ بیان کرے۔ اور ڈیٹرائس مقرر کو کہتے ہیں جو مدلل مباحثہ و مناظرہ کرے۔ سپیکر اس

کو کہتے ہیں کہ وہ خوش تقریر نہ تھے۔ یہ تین لفظ یاد رکھنے چاہئیں (مگر وہ ایسا اعلیٰ درجہ کا اور شیر نہ تھا کہ زمانہ آئندہ میں اسکی پسچین کسوٹی پر پوری اتریں۔ اس کی زبان انھی سچ و صریح نہ تھی کہ وہ زمانہ آئندہ کی خوش تقریر کو دکھا کر پائدار بہتین۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ جس وقت اور جس گھڑی اُس نے تقریریں کیں انہوں نے سامعین کے دلوں پر اپنا پورا اثر کیا۔ جب کہی پولی نکس میں سر پھر (علم ادب) میں سائنس میں آرٹ میں تجارت میں صنعت و محنت پر دانی میں کوئی پیچ دیا۔ اُس سے معلم کا کام کیا جبہ ہارڈ پفسر یعنی ایسا وزیر مقرر ہو گیا کہ جسکے پاس سلطنت کی بڑی مہر رہنے لگی۔ اور بادشاہ روزگار کو قانونی مشورہ دینے لگا تو اسکی نسبت بڑے بڑے دانشمندان نے یہ کہا کہ وہ ہر چیز کو تھوڑا تھوڑا جانتا ہے۔ قانون بھی تھوڑا سا جانتا ہے۔ اس عمدہ کے پانیسے ملکی پولیسیموں اور تدابیر پر اعتراض کرنے میں اپنی ساری تدابیر دلیاقتیں کام میں لانے لگا۔ اس خود نمائی کی گھٹا اسپر ایسی چھائی کہ اسکے سر پر سے کبھی نہ ٹلی۔ گو وہ بڑا خود پسند خود مین خود رائے خود اعتماد تھا مگر اسنے اپنے زمانہ میں ملکی و تمدنی معاملات کی اصلاح کر کے انکو اپنے عروج پر پہنچایا۔ بنی آدم کی آزادی اور عام تعلیم میں جانفشانی ایسی کی کہ نہایت قہر شناسی کے قابل ہو۔ وہ کو لو نیون (وہ نوآبادیان جو انگلستان سے آویون نقل مکان کر کے ویران زمینوں میں بسائیں) میں غلامی کا نام باقی رکھنا نہیں چاہتا تھا وہ شاہی کے مساوات و عام تعلیم کا خواستگار تھا۔ اور اس میں اپنے اہتمام سے کامیاب ہوتا تھا۔ یہ جو فخر عاقل و فزیر عظیم لارڈ میلبرون کے کاموں میں بڑی عجیب یعنی ذہنی و فکری چینی کرتا تھا۔

یہ لارڈ وزیر عظم کا دوسرا زبردست مخالف تھا۔ یہ لارڈ پارلیمنٹ میں اسوقت مباحثہ اور تقریر خوب کرتا تھا جو وقت کہ بڑے بڑے زبردست تقریر و مباحثہ کرنے والے پیل پارلیمنٹ گلیڈ سٹون۔ ڈزرائیلے۔ برائٹ۔ کو ب ڈین موجود تھے۔ اسکی زبان میں نفاست۔ لطافت۔ سلاطنت تھی۔ پاکیزہ خیالات و اصلی مطالب و متین دلائل کو سلیس الفاظ میں بیان کر دیتا۔ جب کہ موجود ہوتا تو اسکے انجام دینے میں وہ تھکتا نہ تھا۔ مگر اسکی طبیعت کا اقتضائے آرام طلبی کی طرف ایسا تھا جیسا کہ لارڈ روم کا کام طلبی کی طرف۔ وہ فرقہ ٹوری کی حمایت کرتا اور اسکے مخالفین سے مباحثہ میں جرح و فتنہ ایسی کرتا کہ اُن کو قابل ہی نہ کہے جھوڑتا۔ ایسے ہوا سپیج دیتا کہ انہیں عقل کی پستی معلوم ہوتی۔ مباحثہ کے ابتدا ہی میں وہ ایسی بلندی پر پہنچ جاتا کہ پھر اُس سے کبھی نیچے

نہیں اُترتا۔ مگر وہ اور سٹراپچا نہ تھا۔ اور سٹریچ میں تو سارے اعلیٰ درجہ کی یاقوتوں کو اپنی مرضی کے
 سوانح حاضر کر لیا۔ ایسا ہی بس بن ہوتا ہے جیسا کہ شاعری میں۔ یہ بات اہمیں نہ تھی۔ لارڈ ویلیون
 کے یہ دو حریف بے نظیر مباحثہ کرنے والے ایسے تھے کہ اسکے فریق میں اول درجہ کا کیا دوسرے
 درجہ کا بھی کوئی بحث کرنے والا ان کے مقابل کا نہ تھا۔ اسوقت پارلیمنٹ کا حال شکستہ جہاز کے
 تھکے کا سا تھا جو پانی میں بہا جاتا ہو اور اسپر چارون طرف سے دشمنوں کی گولیوں کی بوچھاڑ میں پڑ
 رہی ہوں۔

ملکہ مغظمہ کی اورنگ آرائی کے سبب سے ضرور ہو کہ ایک نئی پارلیمنٹ مرتب ہو۔ اسپین میں
 پارٹی (فریق) دوگ وٹوسی میں آپس میں پھوٹ پڑ رہی تھی۔ ایک دوسرے پر رشک و حسد کرتے تھے ایک
 دوسرے پر گھاتین لگاتے تھے۔ اور داؤن پیچ کھیلنے لگے۔ جب ایک مطلوب پر دو طالب لڑتے اور
 ٹکراتے ہیں تو شرارت کے شرارے نمودار ہوتے ہیں۔ پس دونوں فریق سے شرارتیں ظاہر
 ہوتی تھیں۔ نتیجہ یہ تھا کہ دونوں فریق کی حالتوں میں تبدل و تغیر نہیں ہوتا تھا۔ ٹوری کو خفیف سا
 یہ فائدہ حاصل ہو گیا کہ اسکا نام بد لکر کنسر ویٹو ہو گیا۔ اس فہم پارلیمنٹ میں ایسے ارباب کمال جمع ہوئے
 کہ پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔ ان کے نام نامی یہ ہیں جو ہمیشہ یاد رکھنے چاہئیں۔
 مسٹر گروٹ تائیخ بونان کے مصنف جو لٹن کی طرف سے منتخب ہوئے۔
 لارڈ لٹن جو اس زمانہ کے سب سے زیادہ سرفراز ریڈیکل تھے وہ فرقہ دونوں فرقہ وگ ٹوری
 سے مخالف ہے،

مسٹر ڈرزیلے جو بڑے الو العزم جلیل القدر تیز فہم تھے اگر جلد مر نہ جاتے تو بڑے بڑے کام
 اُن سے انجام پاتے۔

سر ولیم مورور تھے یہ اس مدرسہ کے عمدہ نمونہ تھے جس کا نام پچھلے زمانہ میں فلسفیانہ ریڈیکل ہوا
 مسٹر رولوک اسی مدرسہ کے ممتاز ممبر تھے مگر وہ پارلیمنٹ کی ممبری سے خارج ہو گئے۔

مسٹر کلیڈسٹن ۵ برس سے پارلیمنٹ کے ممبر تھے جن کی یاقوت و قابلیت کا پچھے ایک
 عالم میں شہرہ ہوا۔

لارڈ کارسل ایک نوجوان صلہ طلب عالم دینی فن تھے تفریح طبع کیلئے کچھ پولینک بھی سیکھ لیا۔

نئی پارلیمنٹ اور نامور ممبروں کے نام

لارڈ جان رسل وہ پہلے زمانہ میں کانٹن ہاؤس کے پیشوا ہوئے۔
 لارڈ پالمرسٹون فورین سکریٹری تھے۔ ان میں جو لیبرٹین غلبہ تھے۔ اس کا نام لبرل پارٹی
 نہیں ہوا تھا۔ جو لبرل اسمبلی سے ملازم تھے۔ مگر ان کی لیباقت کی تعمیرت سبب نہیں ہوئی تھی۔ مگر وہ
 ازان کی لیباقتوں اور قابلیتوں کی وہ شہر تین و عزت تین ہوئے کہ ان کی توجہ سے تمام کونسلیں و پارلیمنٹ
 پہلے واقف تھے کہ ان میں ایک اور پارلیمنٹ پر حکومت کرے گی۔ لیباقت کے خلاف ایک
 سرورٹ پیل۔ کن سرورٹ فریق کے بانی۔ جن کا اور پارلیمنٹ کا زبردست اور شیر خوار
 اوکویل شیل۔ یہ دونوں آئرش فریق کے نائب تھے۔

یہ اتفاق کی بات ہو کہ سترہ کی پارلیمنٹ میں سترہ سال کی اور لارڈ جان رسل پارلیمنٹ کے ممبر نہ تھے کیونکہ
 صحیح ہے کہ چالیس برس کے عرصہ میں کو بڈین اور براڈ بیٹ کے سوا کسی اور سے سپیکر نہ تھے کسی
 ممبر پارلیمنٹ کی تحریرات کی فصاحت کو نہیں بڑھایا۔ چار برس بعد کو بڈین پارلیمنٹ کا ممبر
 مقرر ہوا تھا۔

گو وزارت کے کانٹن ہوس اور لارڈس ہوس میں بڑے بڑے زبردست عالی دماغ مشغول
 ممبر تھے۔ مگر ان میں پستی کی بندش ایسی ڈھیلی و سست تھی کہ وہ وزارت میں زور و قوت نہیں پیدا
 دیتی۔ کنسرٹو فریق کی جان سرورٹ پیل تھے۔ وہ پارلیمنٹ میں مباحثہ کرنے میں باوشاہ تھے
 انکو مباحثہ کی ہوا ایسی موافق تھی جیسی کہ ایڈلین کو شراب کہ اس کے زور و اثر سے وہ اس ظلم کو توڑ
 ڈالتے جس میں عقل مجبوس ہوتی۔ اور پھر عقل کو اس قید سے بچھڑانے کے خوب جولانیوں پر لاتے انکی
 انشا پر وازی میں متانت و فصاحت و بلاغت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ وہ پارلیمنٹ کے مقاصد ملی
 کو صاف صاف پاکیزہ زبان میں بیان کر دیتے۔ دلائل متین سے صحیح نتیجہ نکالتے۔ اگر کہیں اس میں
 مغالطہ کا شائبہ ہوتا تو انکو نظرات میں ڈال کر ٹال دیتے۔ انکی پیچیدہ سامعین کے دل نہیں غافل نہ
 ہو جاتیں۔ وہ نا آستنا مزاج تھے۔ ان کے دلیں محبت کی حرارت کم تھی اور سختی تھی وہ ان کے دل کی
 میں برقی دوسرے کہ نہ پہنچی۔ اجنبی آدمی تو ان سے اچھٹ کر دے لے آتے جیسے کہ پھر سے گیند
 وہ دل کے بڑے نہ تھے گونا آستنا مزاج تھے۔ کانٹن ہوس میں انکی ذہانت و لیباقت کے جوہر
 نکلتے تھے مخالفین کہتے تھے کہ ان میں ایسا کوئی کام نہ نہیں ہے وہ اور دن کی تقلید کرتے ہیں

نہیں انہوں پر چلتے ہیں وہ سرسبز ہی سے غلہ ہیں۔ انکا حال بچوں کا ہے جو کسی بات کو ایجاد کرنا
 نہیں جانتے جو انکے اپنے دماغ سے نہ نکلی ہو۔ لارڈ شیلہ کی بھی ایسے مستعد و جید سپیکر تھے کہ پار
 لیمنٹ کی ہر سراسر ممبر ذرا سی دیر تک بھی انکی برابری نہیں کر سکتا۔ وہ زمانہ حال کے سائینسوں سے آگاہ نہ
 تھے جس کی نسبت انہوں نے غلط فہمی کہہ کر کہ میں اس زمانہ کا پروفیسر بن گیا ہوں کہ سائینس کا وجود
 نہ تھا۔ مگر وہ تاریخی زبانوں سے خوب واقف تھے اور یورپ کے معاملات ملکی کے جاننے میں انکو کمال تھا
 یا نیم ملٹی سائینس کے جاننے میں دو زبانوں کے رستے تھے۔ لغت انکو خداداد ملی تھی۔ لارڈ جان
 کو انکے دوست لارڈ جو انرو پناہ تھے۔ اور انکے دشمن انسو خروہین جو نہ خود رائے سمجھتے تھے جوت
 صاحب موصوف نے معاملات ملکی سے دست کشی کا بارہ کیا تو خاص طور شاعر نے جو انکا دوست
 تھا یہ نظم تصنیف کی کہ تیری دانست وجود تیری نوجوانی تیری ناموری شہادت دیتی ہیں کہ مذہب و نظم
 ملکی ہونا تیری جبلت میں ایسا ہی داخل ہے جیسا کہ ہمارا سوچ کے سامنے آنکھوں کو کر کے ہوا میں
 اڑتا میں تجھ سے عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ تو اپنے ملک کو جسکے اُفق پر تاریکی چھائی ہوئی ہے
 ایک لمحہ کیلئے بھی اپنی روشنی سے محروم نہ کر پھر شاعر یہ کہتا ہے کہ تیری فصاحت کا کمال ان مالون
 کی طرح نہیں ہے جو ایک بلندی سے اترتے ہیں اور چمکتے ہیں اور جھاگ اٹھاتے ہیں اور بخار بکرا جاتے
 ہیں۔ بلکہ اسکا حال سیل کا سا ہے جو روشنی میں خیالات اور علم چپانے والوں کو لون میں اپنا رستہ
 بناتی ہے۔ گویہ میان ایک دوست کا شاعرانہ مبالغہ سے خالی نہیں مگر اس میں شک نہیں کہ اس کے
 دلائل کی جتنی دھار آہستہ آہستہ ان چٹانوں میں اپنا رستہ نکال لیتی ہے جو دیکھنے والوں کی ابتدا
 نظر میں یہ معلوم ہوتی ہے کہ انکے اندر وہ دخل نہیں پاسکے گی۔ مخالف کی ضعیف دلیل میں اس کے دلائل
 تیزاب کی طرح گھسکر انکو تحلیل کر دیتیں۔ لارڈ رسل کی شمیر بازی سلطان صلاح الدین کی طرح اپنی
 وضع کا بڑا اثر دکھاتی تھی۔ انگریزی گورنمنٹ کے نظام کا حال یہ تھا کہ اس میں مخالف و موافق سر اُردا
 جدا برسوں تک آپس میں مقابلہ کے لئے کھڑے رہتے اور لڑائیوں کے سلسلے کو جاری رکھتے جب
 ایک کو فتح ہوتی تو وہ اپنی جگہ بدلتا۔ فتح صاحب خدمت ہو جاتا مفتوح اس کے مقابلہ میں جگہ پاتا
 اگر یہ دونوں سردار عقل فہم و تقریر و مباحثہ میں آپس میں برابر کی جڑ ہوتے اور انکے زور تلے
 ہوئے ہوتے تو پھر دو جتنے پیدا ہوتے۔ ایک ایک سردار کا اور دوسرا دوسرے سردار کا طرفدار ہوتا۔

اور ایک دوسرے کی عجیب بینی و محنت چینی کرنے لگتا۔ پولی کس مین مثل کرٹس کے ایجاد اُن کے خیالات پر مبنی ہوتا ہے۔ جو آدمی خود پیدا کرتا ہے یا اوروں سے پاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایجاد کرنے میں دو دن سروربٹنول اور لارڈسل کا حال ایک ہی سا تھا۔

اس زمانہ میں معاملات ملکی و انتظامات سلطنت کے اکھاڑے مین بڑے بڑے پہلوان اُترے اور آپس مین خوب خم ٹھوک کشتیان لڑے۔ کبھی پچھڑے کبھی بچھاڑا۔ اُن پہلوانوں کے نام یہ ہیں۔ بیل۔ رسل۔ شیل۔ اونوکل۔ گروٹ۔ چارلس بلور۔ ڈریملی۔ گلیڈسٹن۔ شین لی۔ سمتھ۔ ایوزن۔ ٹوم ڈن کوپ۔

ان ہی عقل و دانش کے پہلوانوں نے انگلستان سے اس جہالت کو جو حضرت علیا کی ابتدا سلطنت مین پھیلی ہوئی تھی باہر نکال دیا۔ جس کا آگے بیان ہوتا ہے۔

ملکہ مغظمہ کا سال اول سلطنت جیسا کہ سائنس کے ایجادات کے لیے مبارک میون تھا۔ ایسا معاملات ملکی معاشرت و تمدن کیلئے ہمایون نہ تھا۔ جہاں گل تہا وہاں خار بھی تھا۔ مع فکر معقول فہم و اہل بے خار کجاست۔ یہ ملکہ مغظمہ کی تخت نشینی کے وقت عوامان کی رعایا کے زور و زور سے محبت و الفت رکھتے تھے۔ خصوصاً عورتیں اپنی جہالت کے سبب بہت زیادہ اُن سے مولست کرتی تھیں۔ سلطنت کی ذمہ داری کا بار اُنکے سر پر ایسا رکھا گیا تھا جس کا اٹھانا اُنکو مشکل تھا جو سلطنت کے کام اُنکے لیے نئے تھے وہ سر انجام دیتے پڑتے تھے۔ ۱۸۳۷ء و ۱۸۳۸ء مین ایسا سخت جاڑ پڑا کہ غریبوں کا ناک مین دم آگیا۔ اہل حرفہ و پیشہ و مزدور سخت بلاؤں مین مبتلا ہوئے۔ اُن کے ولین یقین ہو گیا کہ ملکہ مغظمہ اُنکے سبک حرکت و خود غرض وزیر نے عیش و آرام و تفریح و طرب کی طرف ایسا مصروف کر دیا ہے کہ وہ اپنی رعایا کی تکالیف سے خبر نہیں ہوتیں۔ مگر اُنکا یہ یقین بالکل غلط و بے اصل تھا۔ غریبوں کی تمنائیں تو جب برائیں کہ ملکہ مغظمہ کو ایسے معجزے و کرامتیں کرنی آتیں کہ وہ اُن کے مصائب و تکالیف کو دفعہ چھوٹر کر کے دور کر دیتیں۔ مگر وہ ایسی صاحب کرامت و معجزہ نہیں تھیں۔ اسلئے غریبان تو قحط مین مایوس ہوئے جو وہ ملکہ مغظمہ کی ذات سے رکھتے تھے وہ اپنی جہالت سے اپنی اصلی مصائب کے سبب کو ملکہ مغظمہ کے ساتھ منسوب کر کے انکی نسبت ہلکانی کرنے لگے جس کے سبب سے انہوں نے اپنی تکالیف کو اور زیادہ تلخ کر لیا۔ اگر جہالت اُن کے گلے کا مار نہ ہوتی تو ہرگز ان کو یہ خیال

جہالت کے سبب ملکہ مغظمہ کی نسبت ہلکانی

نہ پیدا ہوتا۔ ملکہ معظمہ عیش و طرب کی طرف راغب ہونیکے سبب سے رالیا کی تکالیف کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ ملک میں ایسی جمالت کیونچ پھیلی ہوئی تھی۔ گورنمنٹ کو عام تسلیم کی طرف خیال نہ تھا اور اگر کچھ تھا تو بالکل نہ ہونیکے برابر تھا۔ پولیٹیکل اکونومی کا علم چند آدمیوں کے سینہ کا علم و فینہ تھا۔ عموماً اُس کا نہور نہ تھا۔ بعض محققین اس زمانہ کی جمالت ثابت کرنے کی شہادت کیلئے یہ واقعہ پیش کرتے ہیں :

”میں ایک شخص شکستہ حال یوزہ گر تھا۔ اور حقیقت میں وہ دیوانہ تھا۔ پاگلوں کا لباس پہن کچھ دنوں کے لئے کن ٹریر میں چلا جاتا۔ اور اپنے تئیں سرولیم کوٹی بتلاتا۔ وہ اپنے تئیں تھوڑا سا کھان میں سلامات ملکی کی کج اسلاح کے لئے پیدا کیا گیا ہوں اس کے اس کہنے پر بہت لوگوں کو مارتوں تک اعتقاد و یقین رہا۔ کچھ دنوں تک وہ پاگل خانہ میں مقید رہا تھا۔ مگر ایک سال کا عرصہ گزرا تھا کہ اس کے لارڈ جان رسل سکریٹری شاہی نے رما کر دیا تھا۔ پاگل خانہ سے نکل کر اُس نے یہ دعو کیا کہ کہ میں سچائے ثانی ہوں۔ بھولے بھلے سادہ لوحوں کو اپنے ہاتھوں پر صلیبوں پر صلیب کے نشان دکھائے جو حضرت مسیح کے بدن پر صلیب ہونیکے وقت پڑے تھے۔ اب اس کے گھر جا کر وہ آدمی جو اسکے پہلے مریدوں کے زیادہ مفلس و غریب تھے مرید و معتقد ہو گئے۔ کنٹ کے آدمیوں نے اس کا اثر اس سبب زیادہ ہوا کہ وہ غربالی پرورش کیلئے قانون پر لعنت و تبرہ ہیجتا تھا۔ اس قانون سے نفرت کر نیکاجن عام رعایا کے سر پر چڑھا ہوا تھا۔ ٹوم یہ کہتا تھا کہ میں دنیا میں اسلئے مبعوث ہوا ہوں کہ دنیا کو دوبارہ جنم دوں اور قانون مذکور سے اپنے چیلوں کو نجات دلاؤں۔ اس دور کی بات سے اس کی پہلی بات میں جان پڑ گئی۔ اُس نے اپنے معتقدین کا ایک گروہ جمع کیا اور ان کو ساتھ لیکر کٹر بری پر حملہ کرنے چلا۔ جب پولیس کے ایک سپاہی نے اُس سے اس حرکت کی فراغت کی تو اُس نے اپنے ہاتھ سے گولی مار کر مار ڈالا۔ ان مفسدون کے کام تمام کر نیکے لئے کٹر بری سے سپاہ کی دو کمپنیاں بلانی گئیں۔ ان کا اعلا افسر تھے ہی گولی سے مارا گیا اور ٹوم کے چیلے چائون نے اس سپاہ پر ایسا حملہ کیا کہ کچھ دیر کے لئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ایک کمپنی کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ جائیں گے۔ مگر دوسری کمپنی نے ایسی گولیاں چلائیں کہ ٹوم کے گولی لگی اور وہ زمین پر گر اور اُس کے بہت سے مرید میدان جنگ میں کھیت سے۔ اس طرح ٹوم کے فساد کا خاتمہ ہوا۔“

بہت سے مرید اُسکے گرفتار ہوئے اور انکو پھانسی کا حکم ہوا مگر انکی جہالت دیکھکر اور یہ سمجھ کر کہ وہ اپنی حماقت کے سبب سے دہوکہ میں آگئے۔ پھانسی پانی سے بچ گئے۔ ٹوم کے بہت سے مرید ایسے تھے کہ بارہویہ کے سادہ لوح مریدوں کا یہ دلی مارا گیا مگر انکو یہ امید یا قیہ تھی کہ وہ قبر میں سے اٹھکر رہ گئے گا اور عرصے میں اقرار کیا تھا انکو پورے کلبہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ سر جان رسل سکویا گل خانہ سے کیا تھا۔ اسلئے لوگوں نے ان کو اڑے ہاتھوں لیا کہ نہ وہ چھوڑتے اور نہ یہ خدا پر ہوتا۔ مگر اس مسئلہ میں کوئی الزام انکے ذمہ نہیں عائد ہوا۔

اہل ہند ٹوم کا حال پڑھکر بڑے خوش ہو گئے کہ انگلستان میں بھی ہمارے ملک جیسے نام نہاد اور سچ موعود پیدا ہوتے ہیں اور لوگ انکے معتمد ہوتے ہیں مگر انکو یاد رکھنا چاہیے کہ کوئی ملک اور کوئی زمانہ ایسے دیوانوں سے خالی نہیں ہوتا۔ ملک جرمن میں باوجود اس تربیت و تعلیم کے کہ زمانہ میں ایسے سادہ لوح موجود ہیں جنکو یہ یقین ہے کہ انکا معبود مردوں میں سے زندہ ہو کر انکی ہدایت کے لئے آئے گا۔

دائریزی الفاظ میں چارٹس و چارٹرزم اور ایچی ٹیشن ہم اکثر کہیں گے اور انکی مفصل ہم آئندہ بیان کر دیں گے) ملکہ مغضہ کی آغاز سلطنت میں اس یواسے ٹوم نے مذہبی لباس پہن کر اپنی دہوکہ بازیوں سے ایسا شور و شر نہیں مچایا جیسا کہ اہل عرفہ و مزدوری پیشہ لوگوں نے اپنی جہالت و حماقت سے دہوکے اور فریبے کے کر معاملات ملکی و معاشرت تمدنی میں اہل حل وALI اور انگلستان کو روڈیوشن کے کنارے پر لا ڈالا۔ روڈیوشن اس اصول کو کہتے ہیں کہ جو بادشاہ کے قدیمی اختیارات مطلق العنانی میں الٹ پلٹ کرے۔ اسکا ترجمہ کہش انقلاب کیا جاتا ہے اس وقت میں ہزار بلکہ لاکھ آدمیوں کا بھوکا مزایہ پٹی پڑ رہا تھا کہ مہنگا مہر وازی و فتنہ انگیزی پر تیار ہو مثل مشہور ہے کہ مرنا کیا نہ کرتا۔ ملکہ مغضہ کی تاب پوشی کی رسم پر چند ہفتے گزرے تھے کہ سٹراٹ ڈومبر برنگ ہم نے چارٹس کی عرضی کا منس ہو س میں پیش کی جس پر بائیں سوچا جاس عامر منہد کر کے بارہ لاکھ اسی ہزار آدمیوں کو دستخط کرائے گئے تھے۔ صاحب موصوف نے ۱۲ جولائی ۱۸۳۲ء کو یہ عرضی پیش کر کے تحریک کی کہ اُسکے واسطے ایک سلیکٹ کمیٹی مقرر ہو۔ مگر کا منس ہو س میں انکے موافق ۳۶ ووٹ اور مخالف ۲۳۵ ووٹ ہوئے۔ ۴ جولائی ۱۸۳۲ء

چارٹس کے مخالف

کو چارلسٹون نے برنگسمین بلوہ کیا جسے چند پولیس کے سپاہی جو لنڈن سے آئے تھو شدید زخمی کیے ناپاچار سپاہی بلائی گئی۔ اُسکے آتے ہی یہ ہنگامہ فرو ہو گیا۔ گر پھر وہ اجولائی وہ دنگہ و فساد ہوا کہ سارے شہر میں تہلکہ مچ گیا۔ سفردون نے دکانوں کو لوٹ لیا۔ اکثر مقامات کے اندر گھروں میں آگ لگا دی جو لوگ آگ بجھانے آئے انکو روک دیا اور سبھا دیا کہ اگر آگ بجھاؤ گے تو تمہارا منہ بھلس دیا جائے گا۔ اس آتشزدگی سے پچاس ہزار پونڈ کا مال خاک میں ملا۔ ڈیوگ ونگلٹن نے فرمایا کہ اگر اس شہر کو کوئی دشمن فتح کرتا تو اسپر ایسی آفت نہ آتی جیسی اس بلوہ سے آئی۔ اسوقت معاملات ملکی میں ایک ہل چل رہی تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا سارے اہل عرفہ مزدور پیشہ و دروغریا یہ چاہتے ہیں کہ ملک کے کل قوانین معاشرت و تمدنی کو زیر و زبر کر ڈالیں۔ اگر اسوقت کسی غیر ملک سے انگلستان شکل مہا میں الجھا ہوا ہوتا تو اس کی بڑی شامت آتی۔ کل مزدور دن و پیشہ و دن نے اپنی عملی گرجبوشی اور جذبات دلی و عقل کو شامل کر کے نہایت استحکام سے اپنی ملیعتوں کے مقصدا کے موافق اپنی نارضا مندی اور ناخوشی کو دکھلایا۔ یہ موقع خود غرض و قابو جو اولو العزم ملکی معاملہ فہم کو اچھا لگتا تھا کہ وہ آسانی سے صاحب عروشان ہو گئے۔ اس ہنگامہ کے بھر پور ہونے شعلہ آخر کا قلعہ و معائنات ملک کی اصلاحوں کے اشکی صاف و تیز و مستقل روشنی کے اندر آ گئے۔ اس نے یہ خوب سبق پڑایا کہ پولیٹیکل ایکشن میں جان اور دھشت فقط اس سبب سے آ سکتی ہے کہ اسکی دغا ستین معقول دلائل کے ساتھ ہوں۔ سارے ملک میں ہزاروں مفلوک الحال جاہل چارلسٹون ایجیٹیشن میں شامل ہوئے جو پولیٹیکل و عدو دن کی اصل حقیقت سے کچھ خبر نہیں رکھتے تھے وہ بہت مفلس تھے ان سے محنت زیادہ کرائی جاتی تھی اور مزدوری کم دی جاتی تھی۔ ہر طرح سے غرض انکی زندگی تلخی سے گزرتی تھی۔ نہ تو آتی تھی نہ رخصت ملتا تھا۔ انکے دامخون میں یہ ضبط سایا ہوا تھا کہ اگر ہم کو چارٹر شاہی (فرمان شاہی) حاصل ہو جائے گا تو ہموں کو خراب ملنے لگے گی ہماری مزدوری بڑھ جائے گی اور محنت گھٹ جائے گی اسلئے امراد افسران شاہی ہموں کو فرمان شاہی نہیں ملنے دیتے۔ گوڈنٹ جانتی تھی کہ یہ آدمی پولیٹیکل اختیارات ملنے سے راضی نہیں ہوں گے۔ اگر ۱۸۳۲ء میں انکو چارٹر فرمان ملتا تو بھی وہ ۱۸۳۲ء میں راضی نہ ہوتے جیسے کہ ہمیشہ سے ناخوش تھے۔ اگر ان غریب آدمیوں کی درخواستیں سنے اور معقول دلائل نہ رکھتی ہوتیں تو وہ گوڈنٹ کے لیے کم خطرناک ہوتیں۔ غیر معین نارضا مندی خود کسی ہی

فطری و مجبوری ہو وہ پوسٹیشن میں صرف اس صورت میں گورنمنٹ کیلئے خطرناک ہوتی ہے کہ وہ ان آدمیوں کے گروہوں اور ایجنڈوں کی تعداد اور قوت کو بڑھاتی ہو جو بعض اصلاحیہ ایسی چاہتی ہو اور جو ہو سکتی ہو مگر گورنمنٹ وہ نہ کرتی ہو۔ گورنمنٹ کی مشترکہ مخالفت باریون میں سے ایک یہ ہے کہ جب اس پاس صلاحوں کی معقول درخواستیں آتی ہیں تو وہ انکو یہ وجہ ظاہر کر کے منظرِ زمین پر کرتے ہیں کہ یہ صورت ناممکن ہے۔ یہی ٹیڈر ایسے موجود ہوتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ کی منظوری سے رضامند نہیں ہوتے۔ مگر گورنمنٹ کو چاہیے کہ عقلاً کو اپنا طرفدار بنائے۔ ہر نامعقول آدمیوں سے اسکو خوف کرنیکی ضرورت نہیں رہنے کی۔ سیکرٹری چارلٹ ایجنٹیشن نے انکو سکھایا ہے۔ سر چارلس کمیل نے جو اس وقت میں ایڈنی جنرل تھے اور ہارڈ چیف جسٹس ہو گئے تھے۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۳۹ء کو ایڈنبرا کے پبلک ڈنر میں چارلٹ کے ہنگامہ فساد کی خاتمہ پڑھی اور فرمایا کہ مفسدہ پردازوں کو ایسی سزا دی گئی ہے کہ اب ان کی مان مرے جو سر اٹھائیں مگر انکی اس گفتگو کے دس روز بعد چارلٹ نے وہ فساد برپا کیا جو اب تک نہیں کیا تھا۔ انہوں نے انگلستان کو دس برس تک وہ بلیچ بچایا کہ ایک دن چین آرام نہ لینے دیا۔ اگر سر چارلس کمیل قانون دان تھے مگر ملکی معاملات میں معاملہ فہم اچھے نہ تھے۔ انکو یہ بات اچھی طرح نہیں آتی تھی کہ تھیٹر کے ایکٹر کی طرح وہ تھوڑی دیر کے لئے دوسرے آدمی کی حالت و وضع میں اپنے تئیں بدل لیتے جو ان کی اپنی حالت و وضع سے بالکل غیر ہوتی۔ اس طرح سے حالت کا بدلنا ہی ممبرانِ ملی کا کمال سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت سر چارلس کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے تئیں غلامی کی جماعت کی حالت و وضع بانٹ کر دیکھتے کہ چارلٹ جو ایک غیر معین ناراضی رکھتے ہیں اس میں کیا کیا تکالیف اور خرابیاں ہیں ؟

اس چارٹرم کی اصل یہ ہے کہ ۱۸۳۲ء میں ایک رفرم بل نافذ ہوا تھا۔ اس نے انگلینڈ کی کونٹسٹیٹیوشنل نظام میں بڑا کام کیا تھا۔ اگر یہ قانون نافذ نہ ہوتا تو معلوم نہیں کہ انگلستان میں کیا انقلاب عظیم پیدا ہوتا۔ اسکا نافذ ہونا ایک ضروری امر تھا۔ کونٹسٹیٹیوشن کا اصول یہ ہے کہ بادشاہ اس جماعت کو جسکو وہ کام کر سکے لائق سمجھتا ہو خواہ وہ جماعت کوئی ہو پارلیمنٹ میں قومی معاملات میں مشورہ دینے کیلئے اسکو بالذات بلانا ہے۔ پس اس قانون کے نفاذ سے اول صلاح یہ ہوتی کہ ۵۶۔ پورے جہان پارلیمنٹ کے لئے دکان کے منتخب کرنے والوں کی تعداد بہت کم تھی یا جہاں منتخب کرنے والے وہاں کے متوطن نہیں تھے انکو پارلیمنٹ میں اپنے کو تسلیم کرنا بالکل مستحکم

نہیں رہا۔ غرض اس طرح ۵۶ بورڈ کو کل وکیلون کے بیچنے کا اور ۲۰ بورڈ کو آدھے وکیلون کے بیچنے کا استحقاق نہیں رہا اور انکی جگہ اس طرح بھری گئی کہ ۶۹ کو نیٹی اور ۳۹۔ اچھے شہرین کو کل بیچنے کا استحقاق دیا گیا۔ لارڈ جان رسل نے جو اس بل کے پاس ہونی کے وقت پیسج دیا تو فرمایا کہ پہلے ایک ویران ٹیلے کو دو وکیلون کے اور ایک سنگین دیوار کے تین طاقتور کو دو وکیلون کے اور ایک پارک کو جس میں کوئی گھر آباد نہ تھا۔ دو وکیلون کے پارلیمنٹ میں بیچنے کا استحقاق تھا۔ اب یہ سب باتیں موقوف ہو گئیں۔ متوسط درجہ کے آدمیوں کو وکلاء کے انتخاب کرنیکے لئے رے دینے کا استحقاق زیادہ حاصل ہوا۔ شہرین میں ان لوگوں کو اپنے وکلاء کے منتخب کرنیکے لئے رے دینے کا اختیار حاصل ہوا جو دس پونڈ سالانہ کرایہ کے مکان مالک تھے۔ ضلع میں یہ استحقاق ان زمینداروں اور کسانوں کو ملا جن کی آمدنی دس پونڈ سالانہ تھی۔ اور ان کسانوں کو یہ استحقاق ملا جو پچاس پونڈ سالانہ لگان دیتے تھے مگر تقریباً سب مفرد پریشہ ورون کو وکلاء کے منتخب کرنے میں رے دینے سے محروم کر دیا۔ یوں اختیارات ہی سے انکو باز نہیں رکھا بلکہ جن مقدمات میں ایسی صورت تھی کہ وہ ووٹر ہو سکتے تھے اُس سے بھی ساقط الاختیار کر دیا۔

اعلیٰ جماعتیں تو پہلے ہی سے گورنمنٹ کے اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لینے ہوئے تھیں۔ اور متوسط جماعتوں کو ریفرم بل کے پاس ہونے سے اختیارات حاصل ہو گئے۔ پس اونے جماعتیں ایسے اختیارات سے محروم رہیں تو انکے دلیمن رشک حسد کے شعلے اٹھے کہ ہم کیوں ایسے محروم الاختیارات میں اور پارلیمنٹ کے اس کمدینے سے کہ ہم کوئی اور صلاح نہیں کر سکتے ان کو اور زیادہ اشتعال ہوا۔ انہوں نے اپنی کونفرس بنانی جسکے بعض پارلیمنٹ کے ممبر رڈیکل (مائل سلطنت جمہوری) اور بعض ان مفرد پریشہ ورون میں سے خود تھے۔ اُس کونفرس کے ممبرن نے متفق ہو کر ایک چارٹر (فرمان) بنایا۔ اس کا نام پبلش چارٹر رکھاتا کہ لوگ اس نام ہی سے ان کے مقصود کو سمجھ جائیں۔ اُس میں نقطہ یہ چھ باتیں لکھی تھیں۔

اول یہ کہ پارلیمنٹ کے لئے ممبرن کے انتخاب کرنے میں ہر فرد کو رائے دینے کا استحقاق حاصل ہو۔

دوم ہر سال پارلیمنٹ بدلی جائے۔

سوم رائے دینے والے اپنی رائے کسی امیدوار کے انتخاب کر نیکے لئے لکھ کر صندوق میں ڈال دیا کریں۔ تاکہ امیدوار پر یہ نہ لکھے کہ کس نے ہمارے مخالف یا موافق رائے دی ہے۔ اس کو بالٹ کا طریقہ انگریزی زبان میں کہتے ہیں۔

چهارم۔ پارلیمنٹ کے ممبر ہونیکے لئے کسی ملکیت کے مالک ہونے کی شرط نہ ہے۔
پنجم۔ پارلیمنٹ کے ممبر تنخواہ پایا کریں۔

ششم۔ ملک ایسے حصوں میں تقسیم کیا جائے کہ ہر حصہ میں پارلیمنٹ کے ممبروں کے منتخب کرنے والوں کی تعداد برابر ہو۔

یہ چھ باتیں بڑی معقول تھیں انہیں سے آدمی تو اب کونسی ڈیوسنل نظام میں داخل ہوگی۔ سرسری طور پر چارلسٹ کی تقسیم ان تین فرقوں میں ہو سکتی ہے۔ اول باقاعدہ پولیٹیکل چارٹ تھے جن کی یہ خواہش تھی کہ عوام کی طرف سے دھڑکا کا انتخاب زیادہ تر ہو کر رہے۔

دوم سٹیل چارلسٹ جو یہ چاہتے تھے کہ روٹی پر جو محصول لگایا گیا ہے وہ موقوف کیا جائے یہ دونوں فریق اپنی درخواستیں صاف فی سے بیان کرتے تھے۔

سوم رنجیدہ و مصیبت زدہ فرقہ جو بھوکا مرنے لگا تھا اور اپنے دل کی بھرپور قانون بنائے والوں پر نکالتا تھا اور انکو بڑا کہتا تھا۔ وہ شور و فساد مچانے والوں پر آمادہ رہتا۔ چارلسٹ ایک حصہ اپنا اخلاقی زور اور دوسرا حصہ جہانی زور دکھاتا تھا۔ یہ کہنا نا انصافی ہے کہ ان فرقوں کے پیشوا اکھڑ جھگڑا و مفسد تھے جو اپنی خود نمائی اور غرور طلبی کے لئے یہ سارے کام کرتے تھے۔ نہیں ان میں بعض صاحب لیاقت خوش فکر یہ وضع بیان بھی تھے۔ ان سب میں سر پرآوردہ پیشوا فرانسس کو فر ہٹی۔ کوئٹس ہوس میں ایک شخص بھی ایسا تھا کہ اسکی انوکھی انوکھی شوخ شریاروں کو سمجھے جن کو لوگ دیکھ کر ششدر ہو جاتے تھے۔ آخر کو اس کو اپنی کوششوں میں ایسی مایوسی ہوئی کہ وہ دیوانہ پاگل ہو گیا۔ یہ تحقیق نہیں ہو کہ معاملات ملکی کی حالتوں اور لغویوں نے اس کے دماغ میں خلل پیدا کیا تھا یا پہلے ہی سے دیوانگی کا آغاز ہو گیا تھا۔ وہ بڑا بلند قد و زبردست تنومند تھا۔ اس نے تعلیم اچھی پائی تھی۔ نیک صحبتوں میں بیٹھا تھا۔ آئر لینڈ کے بادشاہوں کی نسل میں تھا۔ وہ نیم جاں آدمیوں کے مسئلے ایسی تقریر کرتا تھا کہ جس طرف چاہتا انکو پھیر لیتا۔ اگر کسی ٹوری ممبر کے انتخاب کر لینے پر خلاف

کوئی بڑا گروہ کھڑا ہوتا تو یہ ایک کیسا اس سے لڑنے کو کھڑا ہو جاتا۔ عرض چارلسٹ کے مژ معاون
 و حامی بڑے بڑے عالی دماغ روشنفکر و فرخ حوصلہ تھے جیسے کہ طاعن مور مغز شاعر۔ ہنری ونسٹ
 مقرر خوش بیان۔ آئرلینڈ و جونز رستباز اور انکے سوا اور اشرف تعلیم یافتہ اور فاضل بھی تھے
 بعض مغز اخبار انکی حمایت میں اپنے صفحے سیاہ کرتے تھے۔ کسی طرح سے اپنے چارٹر سے سب
 دست بردار ہونا نہیں چاہتے تھے۔ ان میں سے اکثر کو یہ امید تھی کہ ہم زبردستی اپنا چارٹر حاصل
 کر کے اسکی تعمیل کرائیں گے۔ گورنمنٹ نے ان کے پیشواؤں اور سرغنوں اور مقرروں کو گرفتار
 کر کے اور انکو مجرم بنا کے منرائین دین اور سختیاں کیں۔ جب ہنری ونسٹ کو نیوپورٹ میں قید کیا
 تو چارلسٹ اسکو قید زبردستی سے پھڑالینے کا قصد کیا جس سے صلح بغاوت کی ایک صورت پیدا ہو گئی
 نیوپورٹ کے گرد بڑے تنومند و زبردست کانٹن کو دھننے والے زیادہ آباد تھے۔ انہوں
 نے آپس میں صلاح و مشورہ کر کے یہ بات قرار دی کہ ہم تین ڈویژن (حصے) ہو کر ایک مقام معین
 پر جمع ہوں اور نیوپورٹ میں آدھی رات کو داخل ہو کر جیل پر حملہ آور ہوں اور ونسٹ اور اور اپنے
 قیدیوں کو پھڑالائیں۔ اسکا افسر اعلیٰ فروسٹ تھا جو نیوپورٹ کا سوداگر تھا اور یہاں مجسٹریٹ بھی
 رہ چکا تھا۔ اور اس خدمت سے معزول اس سبب ہوا تھا کہ وہ سخت پولیٹیکل ایجی ٹیشن کیلئے پسین
 بہت دیتا تھا۔ اسوقت وہ نیک نام اشرف سمجھا جاتا تھا۔ ایسی ہڑنگ میں ہمیشہ غلط فہمیاں ہوا
 کرتی ہیں۔ تینوں ڈویژن وقت معین پر یکجا نہیں جمع ہوئے۔ ۴۔ نومبر ۱۸۳۹ء کو پورٹ میں فروسٹ
 ایک ڈویژن لیکر داخل ہوا۔ دوسرا ڈویژن کچھ دیر کے بعد آیا۔ تیسرے ڈویژن کا پتا نہ تھا۔ فروسٹ
 نے دیکھا کہ حاکم نے اپنی سپاہ کے لڑنے کو تیار کر کے کھڑا ہے۔ لڑائی ہوئی۔
 یہاں کے کشر سٹرفلپ نے بڑی بہادری سے فتنہ پردازوں کو مار کر ہرا گندہ کر دیا۔ ان کے
 خود دوزخ کاری آئے۔ دوسرے روز فروسٹ نے اپنے ہمراہیوں کے گرفتار ہوا۔ ۶۔ جون ۱۸۴۰ء
 کو عدالت میں انپر یہ جرم ثابت ہوا کہ اسکا مقصد صرف یہی نہ تھا کہ ونسٹ کو قید خانہ سے پھڑالے
 بلکہ وہ اپنے ساتھیوں میں ایسی طاقت سمجھتا تھا کہ بغاوت ختم کر کے اس کے ساتھ سن میں ہزار
 چارلسٹ تھے جن کے پاس ہتھیار۔ بندوقین۔ نیزے۔ تلواریں۔ تیر۔ ٹونٹے تھے۔ اگر منصوبے
 کے موافق مقام معین پر یہ سب جمع ہو جاتے تو ایک ایسا ہنگامہ گارنڈر گرم ہوتا کہ دشمنوں کی شکل

آئکر پٹی۔ فروسٹ اور اسکے دو ہمراہیوں جونس اور ٹیمس پر بغاوت کا جرم ثابت ہوا اور جان سے مارے جانے کا حکم ہوا۔ اگر انہیں سزا میں تخفیف ہو کر دوا تم انجس اور جلا وطنی کا حکم دیا گیا۔ مگر پیرس سزائیں کی ہوئی۔ وہ اتنے دنوں قید رہے کہ جب رہا ہو کر آئے تو انہوں نے نئے نئے کارفرما اور سارے کارخانے نئے دیکھے۔

ان مجسموں کی تخفیف سزا نے چارلسٹ کی فتنہ پردازی کو اور بڑھا دیا۔ سارے ملک میں گورنمنٹ نے پکڑ پکڑ کر چارلسٹ کو بڑی بڑی سزائیں دیں اور ان پر تشدد کیا۔ مگر اس سے گورنمنٹ کا مقصد کچھ نہیں حاصل ہوا بلکہ چارلسٹ کی شہرت ہو گئی جو چارلسٹ جیل خانہ سے چھٹ کر رہا۔ اسکی سبب چارلسٹ اسی عزت کرتے کہ وہ کوئی عزت کا تمنہ ہنسا کر آیا ہے۔ غرض سزا پانا باعث فخر و عزت ہو گیا فرقہ وگ کے دشمن مزدور پیشہ در ہو گئے۔ اور انکو کہنے لگے کہ وہ آزادی نقطہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے چاہتے ہیں۔ وہ ٹوری سے بھی لبریل کم ہیں۔ اسلئے عین جب پارلیمنٹ کے ممبروں کا انتخاب ہوا تو چارلسٹ فرقہ ٹوری کے طرفدار تھے اور میل بورن کی وزارت کے برخلاف سارے ملک اور شہروں میں چارلسٹ نے مزدور پیشہ وروں کا مرتبہ بلند کر دیا۔ سب پیشہ وروں کی مزدوری گھٹی ہوئی تھی۔ کام کم ملتا تھا۔ زراعتی ضلوع میں پورے علاقے غریبوں کی پرورش کے قانون کے سبب بہت شکایتیں ہو رہی تھیں۔ اس قانون کے برخلاف اودھم مچ رہی تھے۔ ایک چارلسٹ نے صاف صاف بیان کیا کہ اگر ہم کو ووٹ دینے کا اختیار نہ حاصل ہو تو ہم سچ مچ کے غلام ہیں چارلسٹ کو یقین تھا کہ ہمارے قدرتی رہنماؤں نے چھوڑ دیا۔ بعض دفعہ طحانہ کلمے انکی زبان سے نکلتے تھے جس کا ایک چھوٹا سا قصہ ایک شاعر بیان کرتا ہے کہ ایک خدا پرست چارلسٹ نے کہا کہ ہلو کچھ دیر کے لیے صبر کرنا چاہیے۔ ہمارا خدا قادر مطلق ہماری مدد کرے گا تو اس کہنے پر ایک دوسرا آدمی جلا کر بولا کہ تو ہمارے سامنے اپنے قادر مطلق کا نام نہ لے وہ کہیں نہیں ہے اگر ہوتا تو ہم پر ایسی مصیبتیں کیوں پڑتیں۔

چارلسٹوں نے اپنے نئے نئے رنگ کھائے۔ کہیں کارخانہ میں مزدوروں نے کام کر نیسے اٹھا کر دیا جسے سب سے کارخانے بند ہو گئے۔ کہیں سوشل ایلیٹ کی مجالس کو جمع کیا۔ ان کے نیک اشرف مصلحت اندیش پیشواؤں نے شراب پینے سے یہ سمجھ کر تو بہ کر لی کہ اگر مزدور پیشہ خرابی نشی

نہیں پھوڑیں گے تو ہیکو چارٹر کے حامل کرنے میں کامیابی نہیں حاصل ہوگی۔ وہ جب شراب چھوڑ
دیگے تو انکے ہوش و حواس درست ہوں گے۔ اور عطیہ آزادی کے سنوار ہوں گے۔ غرض اس فرقہ
چارٹسٹ کے سب سے سب جگہ مل چل رہی تھی۔ اور ہنگامہ فساد برپا ہوتا۔ گورنمنٹ انکو گرفتار کر کے قید خان
میں ڈال کر ان پر سختیاں کرتی۔ کہ پر شاعر نے اپنی قید کا حال لکھا ہے کہ اس بات کا سہنا آسان نہیں
ہے کہ گورنمنٹ نے اس دنیا کی کیا خوبی دیکھی تھی کہ وہ اپنے جیل خاتون کو ان آدمیوں کے لئے کام
میں لائی تھی جو اپنے افعال میں متدین اور مستباز تھے۔ خواہ وہ کیسی ہی غلطیاں کرتے ہوں۔

یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں کل اہل حرفہ اور مزدور پیشہ ورون کے مجموعہ کی جو صاحبیت
وکالت کرتے تھے انکو یقین تھا کہ انگریز زمین ان امیروں اور لکھ پتی دولت مندوں کے لئے فرمانروا
ہو رہی ہے جو غربا کی مصائب و دکھ درد کی ذرا پروا نہیں کرتے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حکم ان جماعتیں
نی الحقیقت یقین کرتی تھیں کہ اہل حرفہ اور پیشہ ورون کی جماعتیں جو چارٹسٹ کے ساتھ شریک تھی
ہیں ایسی نسل کی ہیں کہ اگر انکو لمحہ بہر کے لئے بھی اپنی راہ پر چلنے کی فرصت مل جائے تو وہ تخت سلطنت
کو تہ دبا لا کر دین اور مذہب پر وہ آفت لائیں کہ معاذ اللہ سو سائٹی کی ساری عافیت کو خاک میں ملائیں
غرض طرفین پر ایک جابا نہ خوف چھایا ہوا تھا۔ سٹرڈز ریلی فرماتے ہیں کہ انگریز کے شہر ورون میں دو
قویم آباد ہیں۔ ایک دولت مندوں کی دوسری غریبوں کی۔ ان دونوں میں منافرت و معاندت ہے۔ ایک
دوسرے سے دہشت رکھتی ہے۔ یہ منافرت و معاندت ایسی بن سوچے سمجھے تھی جیسے کہ ان دو دشمنوں
میں ہوتی ہے کہ چتر تندی کے پورے اثر ہوئے ہوں۔

ایگزیکٹو میں آؤڈن کی فصل بگڑنے سے بڑا کال ٹرا۔ ۱۸۴۷ء میں پل وزیر اعظم نے قحط
زدوں کی پرورش میں ایک کروڑ روپیہ صرف کیا۔ ۱۸۴۸ء میں لارڈ رسل وزیر اعظم مقرب ہوئے تو انہوں
نے ان قحط زدوں کی پرورش کیلئے یہ تدبیر نکالی کہ انگریز زمیندار اور سکول لیتھ کے ہر شہر سے اور یورپ
کے ہر ملک سے یہاں تک کہ ترکی سے بھی چندہ خیرات مانگ کے جمع کیا۔ ان سب سے اس مصیبت کے
وقت میں کال کے مارے ہوئے لوگوں کو چندہ دیا۔ یونائیٹڈ سٹیتس سے تو برادری کا رشتہ تھا
انہوں نے اپنی برادری کی جان بچانیکے لئے جہانوں میں غلے کے انبار کے انبار لا کر بھیج دیئے۔ مگر
باوجود ان تدابیر کے یہ بلا سر پے نہ ٹلی۔ قحط کے قدموں کے تلے سے سر اٹھایا کشتوں

نے زمینداروں کے سرانے اڑائے کہ جن کی تعداد سے خوف لگتا ہے۔ مخفی سوسائٹیان جلدی
 جلدی ہونے لگیں۔ ہر قصبہ و گاؤں میں آدمی رات ہتھیار بندی ہو گئی۔ جن کسانوں کے اخلاص
 پر مہذب قومیں ترس کھا رہی تھیں۔ اور دل کڑھا رہی تھیں۔ انہوں نے ہتھیاروں اور گولی باروت
 و سامان جنگ کے خریدنے میں اپنا مستورد دکھایا۔ چند روز میں ایک اسلحہ بنانے کے کارخانہ میں ۱۱۳
 اسلحہ آتشیں سے انکے لوازم کے فروخت ہوئے۔ ٹائمس میں ایک چٹھی چھپی جس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ کسانوں نے ہتھیار باندھ لیئے۔ ہر شخص ہتھیار بند ہونا چاہتا ہے۔ ہتھیاروں کے انبار پر نسبت غلہ
 کے انباروں کے جلد فروخت ہو جاتے ہیں۔ اتنی ہتھیاروں کی مانگ ہوتی ہے کہ برٹش گن میں بند و قون
 کی تجارت دوبارہ زندہ ہو گئی۔ چھوٹے ہتھیار تو دوکان ڈھونڈے دوکانہ میں ملتے تھے عموماً یہ سب
 بلائے عظیم پھیل رہی تھی۔ اور خصوصاً سب جگہوں سے زیادہ جنوب مغرب میں اس آفت کا زور شور
 تھا قحط سے اور قحط کے بخار سے ہزاروں آدمی مر گئے تھے۔ ۱۸۴۷ء میں آئر لینڈ کی آبادی ۸ لاکھ
 آدمیوں کی تھی ۱۸۴۷ء میں چھ لاکھ آدمیوں کی آبادی رہ گئی۔ آبادی میں یہ فرق صرف موت ہی کے
 سبب سے نہیں ہوا تھا بلکہ آدمیوں کی تارک الوطنی سے بھی بہت ہو کے دیس سے پردیس میں بحر
 اطلانتک سے پار چلے گئے تھے جہاں انکو کھانے پینے کو خاطر خواہ ملا۔ جو لوگ دیس میں رہے۔ انہوں
 سرکشی پر کرکشی۔ باغیوں کے بڑے بڑے فرق کھڑے ہوئے۔ اور انکے سرغنہ اوکو ز اور ولیم سمٹھ
 اوپر بنے۔ نئے نئے اخبار نکلنے شروع ہوئے۔ جنہوں نے بغاوت انگیز مضامین چھاپنے شروع کیے
 جان چل قوم کو سرکشی کے لئے بھڑکانے میں سب پر سبقت لیگیا۔ بھلا یہ کب ممکن تھا کہ گورنمنٹ
 ان مضامین کی اشاعت کو جائز رکھتی جو پہلی مصیبت پر خیالی غلط آفتوں کو بڑھا کر کسانوں کو ہتھیار
 بند بناتے ایسے گورنمنٹ نے ایک قانون جاری کیا کہ جو شخص ایسے فساد انگیز مضامین کی اشاعت
 کرے گا کہ جسے کسانوں کو بغاوت پر اشتعال ہو وہ جلا وطنی وغیرہ کی سزا پائیگا۔ چل تو دفعہ قید
 ہو گیا۔ سمٹھ اوپرین آئر لینڈ کے مختلف حصوں میں مسلح آدمیوں کو بغاوت کے لئے جمع کرتا رہا جس
 انگلیس مذخوف کرنے لگا۔ سرکشی علانیہ ہونے لگی۔ سمٹھ اوپرین نے بذات خود سپاہ کو ہمراہ لیکر
 پچاس ساٹھ پولیس کے سپاہیوں پر حملہ کیا۔ انہوں نے ایک بیروہ کاریگ کے گھر میں پناہ لی۔ خوب
 گولی چلی۔ مگر اس سبب کہ باغیوں کے پاس چلتے ہوئے ہتھیار نہ تھے اور پولیس نے بھی بروٹھٹ

اختیار کی۔ اسلئے او برین کی جان بچائی جو بیپا کا نہ مخالفون کے سامنے آتا تھا۔ جس کا مار ڈالنا تو بڑی بات ہی نہ تھی۔ مگر لڑائی میں یہ نقصان عظیم ہوا کہ اسکے سبب سے ایک سیوہ کا باغ پا مال ہو گیا پولیس کی چند گولیوں کے چلنے سے فیصلہ جلد ہو گیا۔ او برین ریل پر ٹکٹ لیتا ہوا اگر قتل ہوا۔ اتنے باغی گرفتار ہوئے کہ انکے مقدمات کے انفصال کے لیے معمولی عدالتیں کافی نہ تھیں مئے ججون کا کمیشن مقرر ہوا۔

باب شازدہم

ایئر لینڈ و شہر کے انقلابات دوستوں کی وقا

اس سال کے شروع میں سلطنتوں کے انقلابات کے زلزلوں نے یورپ کو تہ و بالا کر دیا۔ فرانس کے انقلاب نے سارے یورپ میں آگ لگا دی۔ فرانس کا شہنشاہ لوئی فلپ تخت سے اتار گیا۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سپین کی شادیوں میں جو شہنشاہ فرانس نے طریق اختیار کیا تھا اس سے آخر زمانہ میں ملکہ مغلوبہ کا دل اس کی محبت میں سر ہو گیا تھا۔ مگر ان میں جسمانی جلیبسی تھی کہ وہ مدت سے شہنشاہ و ملکہ فرانس سے مصالحت کی خواہان تھیں۔ جب یہ شہنشاہ و ملکہ فرانس سے مفرد ہو کر ان کے پاس آئے تو انکے ساتھ نہایت مشفقانہ سلوک کیا۔ بیرن سٹوک میٹروہ تحریر فرماتی ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ مجھے اس خاندان سے کیسی محبت ہو۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جب انہیں اور مجھ میں رنجش ہو گئی تو میری یہ تمنا تھی کہ اس سے ہر محبت از سر نو تازہ ہو جائے۔ جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ کام حب مراد ہو جائے گا۔ یہ بات میرے خواب خیال میں نہ تھی کہ ہم آپس میں اس طرح دوستانہ ملین گے کہ انشٹا سپین کی شہنشاہی اور شہنشاہ فرانس کی ہو جس کے نیلے ہم آخر ڈیڑھ سال سے لڑ رہے تھے۔ وہ بھاگ کر یہاں ایسے بُرے حال سے آئے گی۔ کہ اس کے پاس میلے کپڑے نہ ہوں گے۔ اُن کے کپڑے پہنتے تک نہ ہوں گے۔ جب میں نے اسکے پاس اپنے کپڑوں کا جوڑا بھیجا ہے تو وہ بھی

اس سب سے غنایت کی شکرگزارگی کے لئے میرے پاس آئی۔ کیا قسمت نے پٹا کھایا ہے کہ وہ طرازوں کے ذہن میں بھی نہیں آتا۔ یہ واقعہ ہمیشہ کے واسطے اخلاق کو درست کرے گا۔

اگرچہ ملکہ مظہر اپنے بد نصیب مہمانوں پر سب طرح سے فیاضانہ مہربانی اور شفقت کرتی تھیں اور ان کے آسائش و آرام کا سامان مہیا کرتی تھیں مگر وہ غیر سلطنت کے انتظام میں اخلت نہیں کر سکتی تھیں۔ یہ فرانس کا شہنشاہ رعایا نے خود انتخاب کیا تھا۔ اسکا کوئی حق تحت سلطنت پر بیٹھنے کا نہ تھا اب آپ رعایا ہی نے اسکو اپنی مرضی سے تحت سلطنت سے اتار کر معزول کر دیا۔ غرض ملکہ مظہر اس معاملہ میں مداخلت نہیں کر سکتی تھیں۔ مگر وہ معزول شہنشاہ کے ساتھ اپنی دوستی کا حق ادا کرتی تھیں۔ انہوں نے دوسرے لوگوں کو قلب شہنشاہ فرانس سے ملاقات کی اور اسکی سکونت کی سبب کلیئر مونٹ حوالہ کیا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ اور انکے لئے نہیں کر سکتی تھیں۔ شہنشاہ فرانس کے حال پر تمام خاندان شاہی انگلستان کو دلی افسوس تھا۔ حضرت علیا نے اپنی نیک نیتی سے کام فرمایا کہ ان کی شادیوں کی بابت جو شاہ فرانس سے رنجشیں ہوئی تھیں سب کو فراموش خاطر کیا مگر گریوئل تھے ہیں کہ ملکہ مظہر کی محبت کا شہنشاہ فرانس کے ساتھ برقرار رکھنا محض پرنس کی عجب نیک عقل کا بے انتہا اثر تھا جو ملکہ مظہر پر تھا۔ اور اسکے سوا کسی اور چیز نے یہ کام نہیں کیا۔

چارٹس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اب انگلستان میں ۱۰ اپریل ۱۸۴۷ء لینڈنگٹن کا سن میں مجمع چارٹس کا جمع ہوا۔ امیر اس مجمع میں کوئی کام تو سوج بجا کر ہوا نہیں مگر آپس میں اختلاف ہوا اور دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق قانون کے موافق چارٹر حاصل کرنا چاہتا تھا دوسرا فریق اسکو بہ زور حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اور گاؤں زوری کرتا تھا۔ گورنمنٹ نے لندن کی محافظت کی تیاری سب طرح سے کی کہ غارتگر سپر دست درازی نہ کریں۔ سپاہین کو رستہ ہمتی تھیں۔ پولیس کی سپاہ بٹری جمع کی گئی۔ تقریباً دو لاکھ کنستبلوں سے حلف لیا گیا۔ اسپین شہزادہ لوئی نپولین بھی تھا جو فرانس کا شہنشاہ ہوا۔ ہنگ اور سرکاری مکانات پر ہر سہرے چکی بٹائے گئے۔ اوکو زار اور ون کی بلند آواز موعظ سننے کے لئے بین ہلز چارٹس جمع ہوئے۔ اوکو زار نے سر جان گرے سے جا کر کہا کہ اس مجمع میں کوئی بڑی بات نہیں ہوئی تو گرے نے گورنر سے پوچھا کہ کیا تم پھر اس مجمع میں جاؤ گے تو اس نے کہا کہ نہیں اس میں میرے پاؤں کی انگلیاں لسی چلی گئی ہیں کہ میں لنگر اہو گیا ہوں۔ میری جیب میں کوڑی باقی ہے۔

چارٹس کی ہفت روزہ پریس کی درازی کا دو بار روزانہ ہوتا

رہی۔ اب میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ اس دوا کو بھلنے ہی نے چارلسٹ کی خوفناک سازش کا مضحکہ اڑوایا اور اسکے پُرزے اڑا دیئے انکی ایک درخواست جو شیطان کی آمنت تھی پارلیمنٹ کے پویش ہوئی جس پر دستخط کرانیکے لئے کئی مہینے لگے تھے۔ اس درخواست کے ساتھ فرگسن اور کوئٹ نے یہ کہا کہ اس درخواست پر ستاون لاکھ آدمیوں نے دستخط کیے ہیں۔ اس درخواست کی تحقیق کے لئے ایک کمیٹی مقرر ہوئی کہ اس پر دستخط اصلی میں یا جعلی کمیٹی نے اس امر کی جانچ کے لئے اپنے کلرک مقرر کئے انکی تحقیقات کا نتیجہ یہ تھا کہ اس درخواست پر بیس لاکھ اصلی دستخط ہیں۔ باقی دستے کے دستے ایسے ہیں کہ ان پر ایک ہی شخص نے اپنی قلم سے دستخط کر دیئے ہیں۔ اس میں مشاہیر و وزراء سلطنت کے نام بار بار لکھے ہیں۔ اور مسخروں اور ڈومون و پاجیون اور ذلیل رذیلوں کے نام لکھے ہیں۔ غرض اس درخواست کی قلعی کھل گئی۔ اور پھر اسکی نسبت بہت سی مہنسی اڑنے لگی۔ مذبران مکی نے جو چارلسٹ کی شکایتوں کا علاج کیا وہ اوپر بیان ہوا۔ اس علاج کرنے میں ان کی نظر چارلسٹ کی فریادوں پر نہ تھی۔ بلکہ ملک کی فلاح و بہبود پر۔ ڈیوک و لنکٹن کا مندر بنچیف نے حکم دیدیا کہ فساد کی صورت میں سپاہ تیار رہے اور حکم کی منتظر رہے۔ اور یہ بھی کہدیا کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ پولیس کے کام کے لئے سپاہ بلائی جائے مگر جب پولیس مغلوب ہو جائے تو سپاہ کی بندوق تو پسے کام لیا جائے جنگی سپاہ کو پولیس کے ساتھ مخلوط کرنا نہیں چاہیئے۔ غرض ڈیوک و لنکٹن نے اس عافیت کو قائم رکھتے میں وہ تعریف کے قابل کام کیا کہ باغیوں کو اپنے کام میں کامیابی نہیں ہو دی ایک گولی بھی نہیں چھوٹی کہ سلافا دسٹ گیا ملک منظمہ نے اوس بورن سے ڈیوک و لنکٹن کو یہ خط لکھا۔

اوس بورن - ۱۱ - اپریل ۱۸۴۸ء

فیلڈ مارشل ڈیوک و لنکٹن کو میں ایک سطر لکھتی ہوں۔ تاکہ معلوم ہو کہ میں اپنی خواہش اُن کے حسن خدمت کی کیسی قدر و منزلت کرتی ہوں جو انہوں نے اپنے بادشاہ اور اپنے ملک کی اس مضمرہ پرواز میں کی ہے جو تدابیر انہوں نے کیں وہ کامل تھیں اور ان پر ایل لندن کو پورا بہرہ و ساتھ مجھے اس بات کے سننے سے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ جس طرف جاتے تھے آپ کے لئے چہیز کاغذ و شور مچتا تھا۔

جب کسی طرح کا خوف باقی نہیں رہا۔ تو ملکہ منظمہ نے بادشاہ لیو بولڈ کو

بالکل ناکام رہا۔ رعایا نے اپنی ایک انجینئرنگ اندیشی اور وفاداری دکھائی۔ اور جن گستاخ و
 نالائق آدمیوں نے اس وعافیت میں خلل ڈالنے کا قصد کیا تھا ان کو اپنی بڑی غضب کی نگاہ سے
 دیکھا۔ اس زمانہ میں آئرلینڈ کی مفسدہ پروازی سے بڑی تکلیف ہوئی اور ان کے تین بڑے سرغنے
 گرفتار ہوئے مچل کو چودہ برس کی قید ہوئی اور وہ جلاوطن کیا گیا۔ باقی دو پر ثبوت جرم نہیں ہوا۔
 ۱۹۔ سنی کو حضرت علیا کھلی گاڑی میں اپنے تین بچوں کو ساتھ لیے ہوئے بیٹھی ہوئی

اپنے محل کو واپس تشریف لاتی تھیں کہ راہ میں ایک شخص نے ان پر تینچہ چلایا پر پرنس البرٹ
 گھوڑے پر سوار آگے جاتے تھے۔ انکو بھی کچھ خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا۔ جب وہ گھوڑے پر سے اتر
 میں تو انکو ملکہ مغطہ کی زبانی یہ حال معلوم ہوا۔ اس ہوناک واقعہ سے ملکہ مغطہ کے اوسان
 ایک لمحہ کیلئے بھی خطا نہیں ہوئے انہوں نے کوچان کو سوار کی آگے بڑھانے کا حکم دیا اور
 بچوں کو باتون میں ایسا ہلایا کہ انکو خبر بھی نہیں ہوئی کہ کیا گزرا۔ بیٹھ جوتینچہ چلنے کے وقت جمع
 تھی اُسے اُس آدمی کا مار مار کر کچلا نکال دیا ہوتا۔ مگر پولیس نے مداخلت کر کے اسکو بچا لیا اس
 آدمی کا نام ولیم ہلٹن تھا۔ اور وہ آئرلینڈ کا باشندہ تھا اس کا اسکام کرنے سے یہ مقصد بھی
 نہ تھا کہ شہرت حاصل کیجے۔ پستول میں صرف خالی باروت بھری ہوئی تھی۔ بموجب قانون ۱۸۴۷ء

اس جرم کی تحقیقات ہوئی۔ اُس نے جرم کا اقرار کیا اور سات برس کی واسطے جلاوطن کیا گیا۔

جب پرنس ولیم کی عمر اٹھارہ سال ہوئی تو ان کے والدین

کوینک ہوئی کہ کون شخص ان کا استاد مقرر ہو اور کس طریقہ سے انکی تعلیم ہو۔ سنی ۱۸۴۷ء

میں مسٹر ہیری پچ پرنس ولیم کے استاد مقرر ہوئے۔ جن کا حال پرنس البرٹ ۶۔ اگست ۱۸۴۸ء

کو لارڈ مورنچہ کو یہ لکھے ہیں کہ جب مسٹر پچ سے میری اول ملاقات ہوئی تو وہ مجھے بڑے اچھے

آدمی معلوم ہوئے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ان سے بچے باسانی مانوس ہو جائیں گے۔ اب وہ پرنس

ولیم کی استادی کی خدمت پر مقرر ہوئے کوئین۔ اور اسی باب میں عالی جناب نے اپنی سوتیلی

مان کو یہ خط لکھا کہ ہمارے بچے خوب تازہ و توانا و تندرست ہیں اور برنی پرنس ولیم چند ہفتے کے

میں سیرت نیک سیرت شریف ہیں۔ این کالج میں معلم تھے۔ کینبرج یونیورسٹی

۱۸۴۷ء کے حالات ملکہ مغطہ پر تینچہ چلانا

فرزندان شاہی کی تعلیم

اعلیٰ درجہ کی اوزنیں پائی ہیں۔ اسکے شاگرد بھی لیاقت میں مشہور ہیں *

یہ اول مرحلہ کہ بچوں کے لئے اچھا استاد مقرر کیا جائے۔ بڑا متمم بالشان ہو خدا اپنے فضل و کرم سے اس میں برکت دے۔ ان دونوں عموماً شہزادوں کی تعلیم پر اور خصوصاً ان شہزادوں پر جو بادشاہی کے لئے مقرر ہوئے ہیں دنیا کی صلاح و فلاح زیادہ تر موقوف ہی فقط وند کمر سیل ہے۔ اپریل ۱۸۸۷ء *

حضرت علیا اور عالیجناب کے اولین افکار میں یہ بھی ایک فکر تھا کہ کن اصول کے موافق بچوں کی تعلیم دلائیں۔ سٹوک میجر جرمن کے ارباب کمال میں سے تھے اور انگریزی عملی عقل کے پٹیلے تھے۔ اور دونوں میان بی بی کے بڑے نیک صلاح کار تھے۔ ان سے اس باب میں صلاح و مشورہ پوچھا ان کا یہ منقولہ لوگوں کو خوب یاد تھا کہ بچہ کی روز ولادت سے تعلیم شروع ہوتی ہے جیسے محل شاہی میں اس تعلیم کی ضرورت ہو ایسی کمین اور نمین تعلیم کے باب میں ۶۔ ۷ ماہ ۱۸۸۷ء کو انہوں نے ایک یادداشت لکھی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ اچھی تعلیم بہت جلد نمین شروع ہو سکتی۔ انگلینڈ کا ایک نامور حکیم لوک لکھتا ہے کہ بچوں میں غشی بچ محبت عداوت و غصہ وغیرہ یعنی اخلاقی باتوں کا ظہور بہت پہلے ہونے لگتا ہے یہ ثابت تو اسے عقلیہ کے کہ جن سے استدلال کر نیکے نتائج نکال سکے۔ پس ایسے چاہئے کہ تعلیم کی ابتدا بچے کے فطری شعور و فہم کو باقاعدہ بنا کے راہ مستقیم پر لائے اور اسکے دل کو پاک اور مقارن اس طرح بنائے کہ ان کے پاس پاک طینت اور نیک سیرت ہی آدمی آئیں جائیں اور صرف انکو پسند و فصلح ہی نہ کی جائیں بلکہ ان نیک کردار و افعال دکھانے کے تعلیم کجائے۔ بچوں کا مقتضائے طبیعت یہ ہوتا ہے کہ اپنے آس پاس کے آدمیوں کے کاموں کو بہت غور سے دیکھتے ہیں اور انکی باتوں کو کان لگا کے سنتے ہیں اور انہیں کی وہ تقلید کرتے ہیں۔ ملکہ مغلیہ اور عالیجناب کو یہ خوب سمجھنا چاہیے کہ بہ نسبت اور والدین کے ان کا کام اولاد کی تعلیم میں ایسے زیادہ تر مشکل ہے کہ اولاد شاہی کے لئے صرف ہی امر ضروری نہیں ہے کہ ان کے اخلاقی حضائل تعلیم سے درست ہو جائیں بلکہ ان میں تعلیم سے یہ لیاقت بھی پیدا ہونی چاہیے کہ جب وہ بادشاہ ہو جائیں تو فرمانروائی کے دشوار فرائض کو کامیابی کے ساتھ ادا کریں۔ نمس بادشاہوں کو اپنی اولاد کی تعلیم کی جواب دہی ایک امر عظیم ہے۔ بادشاہوں کا طینت

خاطر اور ان کے کہنے کی خوشی آخری اس پر موقوف ہے کہ وہ اپنی اولاد کی کماحقہ تعلیم کر ان میں قوم اور ملک کا خوشحال ہونا اسکے بادشاہ کے ذاتی فضائل پر منحصر تھا۔ انگریزوں کے بادشاہ کی نیک تعلیم پر انگریزوں کی بھی بہلائی موقوف ہے۔ اب تک جارج سوم کا نام اسکے ذاتی نیک صفات کے سبب تعلیم کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ تاہم آزادانہ انصاف کے ساتھ اسکی شان نہ لیا قوتوں کی اور اس کے ذاتی اوصاف کی تعریف کرتی ہے۔ لیکن جارج سوم کیا تو جانتا ہی نہ تھا کہ اولاد کی تعلیم کے لیے مریا فراموش کیا ہوتے ہیں۔ یا جانتا تھا تو دید و دستہ ان سے غفلت کرتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایام طفلی میں اسکی اولاد کے دلوں کے اندر حسن و شہاد کے اصول بیٹھے ہی نہیں۔ خلاصہ یہ کہ اگر بادشاہ کی اولاد کی تعلیم نیک نہ ہو تو وہ بہت بد اخلاق ہوتی ہے۔ اگر بادشاہ استادوں کی اعانت و حمایت نہ کریں کہ جس کے سبب استادوں کی اولاد کی تعلیم دل نہاد ہو کر نہ کریں تو تعلیم بگڑ جاتی ہے۔ مگر سٹوک میر نے اس پر نہیں خیال کیا کہ بعض دفعہ مرنے اور استادوں کی تعلیم کے فراموشی اور کرتے ہیں لیکن ان کے مقابلہ میں اور زور ایسا اثر کرتے ہیں کہ وہ تعلیم کے کاموں کو چلنے نہیں دیتے (اسکی مثالیں ہندوستانی حکمرانوں میں بہت ہیں) ان کی تمام پند و نسل ان ہیچون کی طرح ضائع ہوتی ہیں جو انجیل کی تمثیل میں بیان کی گئی ہے کہ بیج پھیکے گئے اور زمین میں پتھروں پر پڑے جہاں کانٹے اگے اور انہوں نے انکو دبا دیا۔ سٹوک میر نے ہورس کے اس مقولہ پر نہیں خیال کیا کہ کسی سچی بات کا جانا اور پسند کرنا خطا کر فیے روک نہیں سکتا۔ شکسپیر شاعر کہتا ہے کہ اگر نیکی کرنا ایسا ہی آسان ہوتا جیسا کہ اُسکا جانا تو پھیل (چھوٹے گرجا) بڑے چرچ (بڑے گرجا) ہوتے اور غرب آدمیوں کے بھونپڑے بادشاہی محل پر غرض و دستنی اور چیز ہے اور کرونی اور شے ہے *

بیرن سٹوک میر نے جارج سوم کی اولاد کی تعلیم سے نتیجہ نکال کر ملکہ مغلہ اور عالیجناب کی پیشین پڑھایا کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم اول ہی سے سچی اخلاقی اور انگلشی کریں۔ اور ایسی تعلیم کرانے کی کوشش یہ بتائی کہ بادشاہوں کے بچے اول ہی سے ایسے معلمین کے سپرد کیے جائیں کہ نیک نہاد عاقل و کلیم و دنیا سے خرد دار ہوں ایسے ہی لائق استاد جان سکتے ہیں کہ عقلی اور اخلاقی تعلیم کے لیے کن باتوں کی ضرورت ہوتی ہے اور انکی تعلیم کیونکر ہو سکتی ہے۔ جب ایک دفعہ ایسے معلم منتخب ہو جائیں تو پھر اس امر کی ضرورت ہو کہ مرنے بادشاہ ان استادوں کی ضروری حمایت اور استعانت بخوبی کریں

تاکہ صرف اسیوجہ سے معلم دل نہاد ہو کر اپنے دشوار نفس معنی کو کامل طور پر ادا کرے
 مریوں کو معلموں پر بیشک دریب اعتماد کرنا چاہیے۔ بغیر اسکے شاگرد استاد کی تعظیم و اطاعت
 نہیں کریں گے۔ اس لئے معلم اپنے حیثیت اختیار میں شاگردوں کی ضروری تادیب تربیت لائے کہ بچہ تک
 معلم کی تقویت و بہایت مستقل و پائدار نہیں کیجائے گی تو دوبار شاہی کے لوگ جن میں کم و بیش
 جاہل و منقری اور سازش کرنے والے ہوتے ہیں معلم پر ہمیشہ تھوپیں گے اور اس پر ہتھان اٹھائیں گے
 اس سے بغض و حسد و بدخواہی کرینگے اور ایسی کوشش کرینگے کہ مریوں کو استاد پر اعتماد نہ
 ہے۔ وہ یہ خوب جانتے ہیں کہ معلم کی ہر تدبیر کے ناکام رکھنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ استاد کو
 پر جو مریوں کا اعتماد ہے اسے دور کریں۔ میں کس بات کو بار بار کہتا ہوں کہ اگر مریوں کو معلم
 اعتبار نہیں ہوگا تو تعلیم کی جان نکل جائے گی تعلیم کی ہر تدبیر جو اعتماد کی کافی پر چلتی ہے اسکی
 ناکامی یقینی پہلے سے معلوم ہو جاتی ہے۔ سٹوک میئر نے جو تعلیم کے صحیح اصول عامہ اپنی یادداشت
 میں بتلائے وہ آئندہ سالوں میں عالیجناب کے دستور العمل بنے۔ سٹوک میئر نے نرسری بچوں کی
 پرورش اسکے باب میں جو تحریرات میں اپنا کمال دکھلایا ہے اسکے باب میں حضرت علیانے لارڈ
 میلبرن کو اکھا ہے۔

ونڈسریل - ۲۴ - اپریل ۱۸۷۲ء

ہم اس فکر میں بہت لگے رہتے ہیں کہ اپنی نرسری کا انتظام کیونکر کریں۔ ہمیں بالظہر طبری شکلا
 پیش آتی ہیں۔ آپ سیکرٹری شفیق مہربان دوست ہیں آپسے میں اس باب میں صلاح پوچھتی ہیں
 فی الحال جو نرسری کا بندوبست ہو اس سے یہ کام اچھی طرح نہیں چلتا۔ اس کا بڑا لاجنا ضروری ہے
 اب یہ امر کہ وہ کیونکر تبدیل ہو وقت طلب ہو سٹوک میئر کہتا ہے اور سچ کہتا ہے کہ ہم اور مان
 بالون کی طرح اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اس سبب نہیں کر سکتے کہ ہمارے کاروبار سلطنت
 اس کے مانع و مزاحم ہیں۔ اسلئے ضرور ہے کہ اس کام کے واسطے کسی ایسے شخص کو تلاش کریں
 کہ جس پر اعتماد کلی کر سکیں۔ وہ کہتا ہے کہ کسی والا خطاب عالی جاہ لیڈی کو اور اسکے ساتھ ایک سب
 گورننس کو مقرر کرنا اولیٰ اور انسب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی والا خطاب عالی جاہ وغوررت کمان سے
 دستیاب ہو جو اس خدمت کے لائق اور مناسب ہو۔ اگر وہ مل بھی جائے تو اس میں کلام ہے کہ وہ

اس خدمت کو قبول کر لے اگر وہ قبول بھی کرے تو مجھے خوف ہے کہ وہ لیڈی پر خیال کرے گی کہ میں اپنی خدمت میں ہوا ہے وہ قوم و پبلک اور ملک کی بہ نسبت مرہیون کے زیادہ ہوں اور میں یہ چاہتی ہوں کہ وہ اپنے تئیں تو ہمارا جواب دہ جانے اور ہم ملک قوم کے جواب دہ ہوں۔ میں خیال کرتی ہوں کہ اوبے درجہ کی لیڈی خیال مذکور نہیں کریگی مگر اس سے خدمتگزاری اطاعت کی وہ توقع نہیں ہو سکتی جو ایک فیجاہ خاقون سے۔ اب آپ اس باب میں اپنی رائے سے مطلع کیجئے۔ لارڈ میلبرون نے اس سوال کا جواب حضرت علیا کے پاس فوراً بھیجا کہ جس سوال پر حضرت علیا توجہ فرما رہی ہیں۔ اس میں حضور کی مسرت و راحت اور جناب کے بچوں کی بہلائی اور ان دونوں باتوں کے ضمن میں پبلک کی ہمدردی ہے۔ میں سٹوک میئر کی رائے کے ساتھ بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ زسری کے کارخانہ کی مدارالمہام کو کوئی ذمی جاہ لیڈی مقرر ہونی چاہیئے۔ نیک کردار اور خوشحال عورت ہی اس اپنی خدمت کا اور اپنے فرائض کا اپنی جواب دہی کا خوب اچھی طرح پورا پورا حق ادا کرے گی فقط۔

لیڈی لٹن ٹن ملازمہ حضرت علیا میں وہ اوصاف موجود تھے جو اس خدمت کیلئے دیکھا تھے۔ وہ اپریل ۱۸۴۲ء میں شاہی بچوں کے لئے گورنمنٹ مقرر ہوئیں۔ اور آٹھ برس تک اس اپنی خدمت کو عبادت سمجھ کر بجا لاتی رہیں۔ جب انکی عمر بڑی ہوئی اور انہوں نے اپنی باقی زندگی آرام سے بسر کرنی چاہی تو شہداء کے آخر میں معافی ہوئیں۔ جب وہ اپنے شاگرد و شاگردہ رخصت ہوئیں تو وہ غمزدہ ہو کر خوب رنج۔ ملکہ مغظمہ سے رخصت کی وقت وہ خود بھی خوب روئیں۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک طرف سے بڑی محبت و عنایت و لطف و کرم عیاں ہوتا تھا اور دوسری طرف سے احسانندی و منون و شکرگزاری نمایاں ہوتی تھی۔ حضرت علیا نے ہمیشہ اپنے بچوں کے معلمین اور استادوں کے ساتھ ایسے نیک سلوک کئے ہیں کہ وہ اور ذمی جاہ اور عالی مرتبت مستورات کے لئے نمونہ ہیں جسے دیکھ کر وہ اسکی نقل اتار کرین۔ اگرچہ ملکہ مغظمہ و قافو قافو اپنے شوہر سے اپنے بچوں کی تعلیم کے باب میں ہدایتیں پوچھتی رہتی تھیں اور ان کو اپنا دستور العمل بناتی تھیں۔ مگر خود بھی عجیب و غریب مضامین تعلیم کے باب میں اپنی قلم سے لکھتی رہتی تھیں۔ اپنی یادداشتوں میں دلغ کی تعلیم کے لئے عقل کے روشن کر نیکے لئے ہر کچھ

لکھا ہے مگر دل کی تسلیم کو یعنی نیک اخلاق کی تعلیم کو دماغ کی تعلیم پر مقدم بتلایا ہے ہر پانچ
 ۱۸۴۷ء کی یادداشت میں تحریر کیا ہے کہ ”مجھے زیادہ عمدہ مقولہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہے
 بچوں کی تعلیم بالکل سادی اور خانگی ہونی چاہیے۔ حتی الامکان بچے اپنے ماں باپوں کے ساتھ
 رہیں اور اپنے والدین کی ہر بات پر اعتماد کرنا سیکھیں۔ مگر اس پاس رہنے میں ان کے سبقوں میں
 کوئی ہرج نہ واقع ہو۔“ مذہبی تعلیم کے باب میں وہ بار بار اپنے دلی شوق سے لکھتی ہیں کہ بچوں کے
 واسطے یہ بہتر ہے کہ ہر فرد ان کے گھٹنوں پر مذہبی تعلیم اُنکو دیکھائے۔ یہ بات اُنکے معتقدات میں
 داخل تھی ۱۸۴۷ء میں بادشاہی کاروبار سلطنت کا بار اُنکے سر پر آیا اُنکر پڑا تھا کہ اپنی بڑی بیٹی کی
 مذہبی تعلیم کا بالکل اپنے ہاتھ میں رکھنا اُنکے لئے ناممکن ہو گیا تو وہ ۱۸۴۷-۱۸۴۸ء میں یادداشت
 میں لکھتی ہیں ”کہ میری بڑی لڑکی جب نمازین پڑھتی ہے تو میرے کاموں کی کثرت اس کے پاس جانے
 کی مانع و مزاحم ہوتی ہے۔ لیکن وہ اور عالیجناب دونوں ہمیشہ یہ نگرانی کرتے رہتے تھے کہ ان کے بچوں
 کے دلوں پر انگلیں کین چسچ کے مسائل مروجہ کا نقش نہ جم جائے۔ انہوں نے اسی یادداشت
 میں اپنے بچوں کی تعلیم مذہبی کے باب میں اُنکے معلوم کے لئے یہ صاف اصول لکھا ہے جو ان
 کی اولاد کے بچپن کی تعلیم میں کبھی جوگزاشت نہیں ہوا کہ ”میری لڑکی کو اول خدا کا اور مذہب کا ادب
 کرنا سکھانا چاہیے۔ اُسکے دل میں عبادت کا اثر پیدا کرنا چاہیے اور اُس میں وہ خالص محبت ہونی
 چاہیے جو ہمارے آسمانی باپ نے اپنے زمینی بچوں کو اپنے ساتھ کر نیکی لئے دی ہے اُس کے
 سامنے مرنیکے اور مرنیکے بعد جینے کے ڈراوے اور دل دہلانے والے خیالات نہیں بیان ہونے
 چاہئیں۔ اُسکو یہ بتلانا چاہیے کہ ابھی تک معتقدات مذہبی میں اختلاف نہیں ہے۔ اُسکے خیال میں
 یہ بات نہ آنے دینی چاہیے کہ وہ جو سجدے کر کے عبادت اُتھی کرتی ہے اور جو لوگ عبادت اُتھی کے
 لئے سجدے نہیں کرتے وہ اپنی عبادت میں اس سے کم ہیں اور وہ خدا کی عبادت سے شغل
 نہیں رکھتے۔“

شروع ۱۸۴۷ء میں محل شاہی سے باہر پرنس ویلیز کی تعلیم کے باب میں مباحثہ شروع
 ہوا کہ اسکی تعلیم کون شخص کرے۔ اس عنوان کا ایک رسالہ بڑی لیاقت سے لکھا گیا اور شائع
 ہوا۔ پرنس البرٹ کو اس پر علم ہوا وہ تو اس سوال کے حل کرنے میں سرتاپا محو تھے۔ انہوں نے شوک نہ

کے ساتھ ملکر اسکی خوب چٹان بین کی۔ شوک میر کا یہ خیال بالکل درست تھا کہ شہزادے کی عمر ایسی چھوٹی ہے کہ ابھی ایسا وقت نہیں آیا کہ اسکی تعلیم کی تفصیل ایسی کیجائے کہ جس میں کامیابی ہو اور اصول کا فیصلہ جس کے موافق اسکی تعلیم ہو جلد نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے ۱۸- جولائی ۱۸۷۷ء کو ایک یادداشت لکھ کر اپنے خیالات حضرت علیا اور پرنس البرٹ پر ظاہر کیے۔ اس میں سٹے مضامین انتخاب کر کے لکھے جاتے ہیں جو سب پڑھنے والوں کو دلچسپ معلوم ہوں۔ وہ لکھتے ہیں کہ پرنس ویلز کی تعلیم کے لئے ان اصول کا انتخاب کرنا چاہیے کہ جن میں پرنس میں ایسی ہیئت پیدا ہو جائے کہ جب انگلیکٹڈ کا بادشاہ ہو جائے تو اپنی رعایا کی مروجہ رایوں کے موافق حکمرانی کرے یا ان سے مخالف ہو کر فرمانروائی کرے یہ امر تعلیم کے اصول کے انتخاب کرنے میں نہایت ضروری مہم پشائ ہے یورپ کی رائے تغیر کجالات میں ہے۔ اس زمانہ میں گورنمنٹ کے جن مسائل کا اور سوالاتی کے جن قواعد و قوانین کا عروج ہوتا ہے۔ وہ اس زمانہ میں کہ پرنس بادشاہ ہو گا کیا تو بالکل موقوف ہو جائیں گے یا متغیر ہو جائیں گے۔ یہ وہ تفصیل بیان کرتے ہیں کہ تہذیب کی ایک خاص حالت میں ہمارے پولیٹیکل (سیاسیہ) اور سوشل (معاشرت تمدنی) میں بہت سی باتیں بقاعدہ اور بے اصول اس نظر سے ختم یا کجیاتی ہیں کہ اس زمانہ میں ان سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور سوالاتی جو بدل رہی ہو ان کے برتہ رار کہنے اور تھما سننے کیلئے وہ بڑی ضروری ہوتی ہیں۔ مگر وہ بقاعدہ باتیں عقل کے نزدیک ممان چند روزہ ہوتی ہیں بعض تو ان میں سے غائب ہو گئی ہیں اور بعض اس سے قائم ہیں کہ انکے بدلنے کا وقت ابھی پورا نہیں آیا۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر آنے والی وارداتیں پہلے اپنا سایہ ڈالا کرتی ہیں تو ہم یقینی کہہ سکتے ہیں کہ برطانیہ عظمیٰ کی سوشل حالتوں میں تغیرات عظیم اپنی نمایاں سایہ انگنی کر رہے ہیں۔ اور خود بالذات ان تغیرات کے آنے میں تھوڑا ہی ساعصہ باقی ہے۔ اب بڑا سوال یہ ہے کہ پرنس کو ان واردات کے لئے تعلیم کرنا چاہیے جن کے صادر ہونے کا زمانہ عنقریب ہے اس کے کوئل دل میں نوعمری کے اندر تمام موجودہ انشی ٹیوشنوں کے تقدس کا نقش جما دیا جائے اور یہ سکھایا جائے کہ کسی تغیر کے مقابلہ کرنے کو وہ عبادت اور اپنے ملک کا فرض جانے۔

عقل و دانش کا عزم بھی ہے کہ تعلیم کے لئے اول طریقہ مذکور کا اختیار کرنا اولیٰ ہے اس سے بڑھتے

قائدے حاصل ہوتے ہیں۔ شہزادہ کی تعلیم کی سطح ایسی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اسکو ایک پرورش
مستحکم مادی بنائے۔ بلکہ اس کو تعلیم خاموش گھنیر و ہر بات کا سمجھنے والا اور باتوں کی تہ پر پہنچنے والا
بنائے۔ اور اسکو یہ یقین و اطمینان ہو کہ بادشاہ اور رعایا کی ہمدردی و غلط کی واسطے علی حسنت کی ایک
ناگزیر ضرورت ہے۔

اس ملک میں بادشاہین کا فرض یہ ہے کہ وہ کسی تبدیلی کے تحکمانہ پیشوانہ بنیں بلکہ جب
معاشرت تمدنی کے جسم میں حرکتیں پیدا ہوں تو انکے لئے آگے موازنہ و معادلت بن جائیں یعنی
کل قوم یا اسکا بڑا حصہ آگے حرکت کرے تو بادشاہ کو ساکن کھڑا رہنا نہیں چاہیے۔ بلکہ جب حرکت
زیادہ بطبی یا بہت سریع یا بے قاعدہ ہو تو ایسی صورتوں میں شانہ قوت کو کام میں لا کر قائد کے
ساتھ موازنہ و معادلت پیدا کرنی چاہیے۔ سب سے بہتر تعلیم یہ ہے کہ شہزادہ کو یہ سکھایا جائے کہ خیالات
کی آزادی اور پولیٹیکل (سیاسیہ) و اخلاق و مذہب کے اصول صحیح کی بالذات قدرت توانائی سے
ستفید ہو اور جب ان باتوں کے بروئے کار ظاہر ہونے کا میدان ہاتھ آئے تو وہ اپنی نیک و بری
دکھائے۔ مذہب کی بابت یہ بیان کیا ہے کہ قانوناً یہ حکم ہے کہ خاندان شاہی کے ممبروں کے معتقدات
مذہبی انگلیٹنڈ کے کلیسا کے موافق ہونے چاہئیں۔ پس شہزادہ کو یہ معتقدات مذہبی بے چون
چرا سکھانے چاہئیں۔ اب آگے یہ نکتہ یاد رکھتے ہیں کہ ایک بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام کے دلوں
میں معتقدات مذہبی کے باب میں جو تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور آئندہ زمانہ میں جو تعلیم یافتہ آدمیوں
کے دلوں پر سائنس کے مکاشفات اپنا اثر دکھائی دے رہے ہیں ان دونوں باتوں کے دخل ہونیکے
واسطے ٹھیک وقت پر شہزادہ کا دل کشادہ رکھنا چاہیے یا نہیں ؟ سو سائنس میں مذہبی خیال کھینے
والے دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ یہ سمجھتا ہے کہ عیسائی مذہب کا جو وسیع پاک اخلاق ہے
وہی بنا مستحکم ہے جس پر مذہب کی فوق الفطرت عمارت قائم ہونی چاہیے گروہ کثیر ہے گروہ بظاہر ظاہر
میںون کی نگاہ میں قلیل معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا گروہ یہ جانتا ہے کہ عیسائی مذہب کا بیش بہا عنصر
مذہب کا فوق الفطرت حصہ ہے وہ پبلک کے دلوں میں اس عنصر کے پھیلانے اور جانے میں بڑی
کوشش کرتا ہے۔ اس میں بہت زیادہ لائق آگاہ دل روشن و باغ بزرگ منش لوگ دخل میں داخل
گروہ کو بڑا بھر دوسرا امید ہے کہ نیچر کے علم کے انکشاف سے اور ہماری ہستی کے قوانین فطری کی

اطاعت سے سوسائٹی کی ترقی ہوتی جائے گی۔ اسی کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہو کہ اس عالم پر درحقیقت خدائے تعالیٰ فراخروائی کرتا ہے۔ اس اپنی فرمانروائی میں اس نے خود ایک علت و معلول کا نظام باہم توام ہونے کا بنایا ہے جو ساری زمین پر ہر جگہ جاری ہے۔ یہ نظام بالکل سب سے زیادہ پاک، احساق اور صحیح ہدایت کے احکام کے مطابق ہے اور اس نظام کے موافق خدائے تعالیٰ نے آدمی کی سرشت بنائی ہے اور اسکو خست یار دیانے کہ اپنی ہستی کے ہر مرحلہ میں اپنی عقل کے استعمال سے اور اپنے ارادہ کی ترتیب کے اپنی خوشی و بے کے کام کیا کرے۔ اسی مضمون کو اور الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ خالق نے آدمی کے ہر فعل کے ساتھ نیکی یا بدی لگا دی ہے جو افعال کے عقل و اخلاق و مذہب کے موافق سرزد ہوتے ہیں انکے ساتھ بھلائی و ابستہ ہے اور جو افعال کہ جذبات فانی و نا انسانی و خطا کے سبب سرزد ہوتے ہیں انکا ہر صورت میں نتیجہ برا ہوتا ہے۔ یہ گروہ مانتا ہے کہ انسان کی ہدایت و تعلیم کے لئے سائنس کے مکاشفات مرضی انہی کے الہامات ہیں۔ وہ یہ خوب جانتا ہے کہ عوام کے دلوں میں مذہب کے خرق عادات کے محکمات کا بسا ہونا عملی الہامات کی قدر شناسی کا اور عمل انکے خست یار کرنے کا مانع و مفرح ہے۔ ہمیشہ اسکی ایک جنگ علانیہ و دوسرے گروہ سے جاری رہی لیکن عموماً یہ گروہ مخفی توپ خانوں سے مروجہ جمہوری مذہبی رايوں پر گولہ برساتا ہے۔ ہر زمانہ میں مذہب مروجہ سے انکار کرنے والے چوتھین جن کو علی العموم لوگ یہ یقین کرتے ہیں کہ ان میں بہت آدمی مذہب سے انکار اس سبب کرتے ہیں کہ قیود مذہبی کا پابند ہونا انکو پسند نہیں ہوتا جسکی وجہ سے وہ اپنی خواہشات نفسانی کے موافق کام نہ کر سکیں۔ مگر میں نے جس جماعت کا ذکر کیا ہے اس کے عناصر اور ہی ہیں۔ ان میں وہ آدمی داخل ہیں جن کا چال و چلن نہایت نیک ہے وہ اپنی سوسائٹی اور گورنمنٹ کے انتظام کے ساتھ نہایت راست بازی کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں اور نہایت سوچ بچار کر کے اور دقیق و عمیق تاریخانہ تحقیقات کر کے عیسائی مذہب کے خرق عادات کے سائل سے انکار کرتے ہیں۔ بالفعل برطانیہ عظمیٰ میں پہلک طور پر اس جماعت کا ظور کتر ہوا ہے لیکن میں اپنے مشاہدہ سے جتنا ہوں کہ یہ جماعت کثیر التعداد ہے اور روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اور اس میں فقط زمرہ علماء و فضلا و حکما کے بہت سے ممبر ہی داخل نہیں ہیں بلکہ معزز و خوشحال کارگر جماعتوں کے اشخاص بھی بہت داخل ہیں۔ سائنس کے ہر مکاشفہ کا ہونا اور اسکا اشاعت پانا اسکی قوت کو

بڑھاتا جاتا ہے اور اسکا نہایت افسوس بخ دلاتا ہے کہ معاشرت تمدنی میں سائنس کے استعمال کی ترقی بہت ہی آہستہ ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہو کہ بہت اچھے نیک دل ایسے ہیں کہ وہ خرق عادات کے تحکات سے بھرنے سے بچتے ہیں۔ اب میں زمانہ آئندہ پر خیال کر لے یتسیجہ نکالتا ہوں کہ چشمہ سلطنت میں اس گروہ کی رائیون اور مذہبی تعلیموں میں بڑی بڑی تبدیلیوں اور ترمیموں کی تجمیر ہو گئی ہو۔ دوسرا گروہ جو خرق عادات کا معتقد ہے وہ اس گروہ سے بڑا اختلاف یہ رکھتا ہو کہ وہ انسان کی سرشت پر اور اسکی قابلیتوں اور استعدادوں پر بحث و اعتماد نہیں رکھتا جو عیسائی مذہب کے اصلی ماننے والے کہلاتے ہیں وہ خرق عادات ہی کو خلاق کی گونٹ کی۔ قوانین کی۔ ان کے ماتحت باتوں کی بنیادیں سمجھتے ہیں۔ اسی لیے وہ بڑی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اپنی مقدس معتقدات و پاک مسائل کے نقشوں کو جھوٹے دلوں پر جائیں اور وہ اپنے ممبروں پر وعظ فرما کر جو کچھ سمجھتے ہیں۔ اس میں نظام عالم کا اس کی ترتیب و انتظام کی موافقت و مطابقت و موزونیت کا بہت ہی کم خیال رکھتے ہیں۔ اور اس کا بہت زور و شور سے اٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایسی نمایش گاہ نہیں ہے کہ جس میں عیسائی مذہب کی نیکیاں اپنی جلوہ نمائی کریں۔

اب شوک ریض صاحب یہ سوال پوچھتے ہیں کہ کیا اس بات کے سکھانے میں مسلمانوں کو شہزادے کو ان مخالف اعتقادوں اور رائیوں کے زور و وجود سے اس طرح مطلع کیا جائے کہ جس سے مسلم عیسائی مذہب کو اور تخت سلطنت کو صدمہ پہنچے؟ یا اس بات کے سکھانے میں مسلمانوں کو کل مضمون اس کے سامنے کھول کر اس طرح رکھا جائے کہ وہ ہر گروہ کے معتقدات کو دیکھ لے کہ وہ کس بنا پر مبنی ہیں؟ پھر وہ آگے خود ہی اس سوال کو یوں حل کرتے ہیں کہ شہزادے کو اول یہ سکھانا چاہیے کہ انسان کے حواس جنس و خلق اور قوانین عقلیہ وہ مستحکم بنیادیں ہیں کہ جنہر نظام سلطنت و معاشرت تمدنی مبنی ہوتے ہیں۔ پس عام کوشش یہ کرنی چاہیے کہ رعایا میں یہ توار نشود نہا پائیں اور ان قواعد کی ہدایات و ارشادات شہزادے کے اپنے اخلاق کے مرشد و مادی بنیں جس سے کہ اس کی اپنی سلطنت کو تقویت اور اسکی اپنی رعایا کی صلاح و فلاح ہو مختصر یہ ہے کہ شہزادے کو یہ سکھایا جائے کہ خدا تعالیٰ نے آدمیوں کی افراد و اقوام کے لیے قوانین جنس و خلق بنا کر ان کی طبائع پر لکھ دیئے ہیں۔ جسے کہ انسان کی بہبودی برتہ ارہہ سکتی ہے۔ پس مقتنین و مسلمین کا

سب سے اعلیٰ فرض یہ ہے کہ قانون الٹی کو منکشف کر کے ان کے ضوابط کی تعمیل کریں +

حضرت علیا نے اس باب میں اوکس فورڈ کے ہشپ ڈاکٹر وکٹر فورس اور اپنے طبیب حافظ جیمز کلارک سے جو اپنے زمانہ کے بڑے نامور عالم و فاضل تبحر تھے ہنسٹنسا رکھا تو انہوں نے اپنی راپون کو اس باب میں بڑی فصاحت سے بیان کیا انکی راپون اکثر ٹوک میسر کی راپون سے ملتی جلتی تھیں۔ ان راپون کے مجموعہ کی چھان بین سے پرنس ویلز کی تعلیم کیلئے ایک دستور العمل اور ہدایت نامہ مرتب ہوا۔ جس کے موافق شہزادے کی تعلیم شروع ہوئی جس کے نتائج ایک نیک طور میں آئے ہیں۔ اور ان سے زیادہ نیک نتائج آئندہ ظہور میں آویں گے +

یورپ میں سلطنت جہوری کی طرف رعایا کی رغبت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اسلئے باؤشاہ کو سلطنت کرنے میں زیادہ دشواریاں پیش آتی جاتی تھیں مگر ملکہ مغظمہ اور عالیجناب نے اپنے بچوں کی تعلیم کا طریقہ وہ دانشمندانہ اختیار کیا تھا کہ سلطنت میں خواہ کیسی ہی دشواریاں پیش آئیں انکا سہل کرنا انکو مشکل نہوگا۔ مگر بچ نے اپنی تعلیم کا بیڑا اٹھایا اور شہزادے کو لٹرچر اور سائنس سکھانا شروع کیا +

بدت سے حضرت علیا کا ارادہ تھا کہ آئر لینڈ میں رونق منور و زمون گرد و مان فصلوں کے بگڑ جانے سے ایسی آفتوں پر کفایت آتی رہتی تھیں کہ انکا یہ ارادہ پورا نہ ہوتا تھا۔ دو سال سے قحط و دہانے ملک کو برباد کر رکھا تھا مگر اب یہ مصائب دور ہو جاتی جاتی تھیں اور تدریج آسودگی پھیل جاتی تھی اسلئے اب ملکہ مغظمہ نے وہاں جانے کا قصد مصمم کیا۔ اور اسکے ساتھ ہی ان باتون پر بھی خیال کیا کہ انکے شاہانہ ٹھاٹھ سے جانے میں خزانہ شاہی کی تھیلیوں کا پیٹ خالی ہوگا اور آئر لینڈ جو بھوکا ہوا ہے خچے سے زیر بار ہوگا اس لئے عالیجناب نے لارڈ رسل کو لکھا کہ آئر لینڈ میں جانا فقط ایک بحری سفر ہوگا وہاں کے آدمی رس امید میں بیٹھے ہیں کہ وہاں حضرت علیا شاہانہ جلوہ کس کے ساتھ جلوہ افروز ہونگی مگر ملک متواتر تصدات اٹھا چکا ہے اسلئے وہاں شاہانہ سفر کرنا مناسب نہیں بلکہ اس میں ایسا سفر کرنا جسکے مرائیم کے ادا کرنے میں کم خرچ پڑے اہل ملک کے ساتھ نیک سلوک کرنا ہے گو آئر لینڈ میں عام بلاؤں میں مبتلا ہونا شاہانہ سفر کا مانع تھا مگر حضرت علیا یہ بھی نہیں چاہتی تھیں کہ ایک سال گزر جائے اور وہ اپنے قلمرو کے اس حصہ کو نہ دیکھیں جسکے دیکھنے کا شوق انکو مدت سے ہے لارڈ

حضرت علیا کا آئر لینڈ میں قدم رکھنا

جان رسل وزیر عظم نے اس طرح سفر کرنے کو پسند کیا اور لارڈ کلارین ڈن والیئر کے آئیر لینڈ بھی ۷۔ جون کو لارڈ رسل کو لکھا کہ جب سے حضرت علیا اورنگ آرا ہوئی ہیں۔ پولیٹیکل لحاظ سے کوئی زمانہ اس حال کے زمانہ سے زیادہ انکی تشریف آوری کے لیے مسعود نہیں آیا۔ اب سارے دنگ فساد مٹ گئے ہیں۔ بد خزانہ مجالس کا منقطع ہونا موقوف ہو گیا ہے۔ پیشوایان دین بھی خوف زہ ہو رہے ہیں۔ رعایا امن و امان سے بچٹی ہے۔ یہاں سارا سامان ایسا تیار ہے کہ حضرت علیا کے خیر مقدم کی رسم بڑے جوش دلی و خوشی سے ادا کی جائے گی۔ اور مصیبت زدہ گروہوں کو حضرت علیا کی تشریف آوری سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ وہ انکے مصائب تکالیف کو بچشم خود دیکھ کر اپنی عادت کے موافق ان پر لطف و کرم فرمائیں گے۔ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے پرائیوٹ آنے کی اور شانہ جلوس کے ساتھ نہ آئیںکے وجہ کا اعلان عوام میں کر دیں ۛ

پہلی اگست ۱۸۴۹ء کو پارلیمنٹ برخاست کی گئی اور شام ہی کو آئر لینڈ میں پہلی دفعہ جانے کا سفر حضرت علیا کا شروع ہوا ان کے بڑے بچے سفر میں ہمراہ ہوئے اور چھوٹے بچے لیڈی لٹن ٹن کے پاس ہے۔ جب ملکہ معظمہ اوس بؤرن سے جہاز میں سوا ہوئیں تو اسکو لیڈی لٹن ٹن نے دیکھ کر کہا کہ انگلینڈ کی قسمت پانی پر تیر رہی ہو۔ ملکہ معظمہ انکو روتا ہوا چھوڑ گئیں اور کک میں شام کو جہاز پہنچ گیا۔ یہاں شاہی جہاز کے اشتیاق میں بہت سے شائقین چشم برہا بیٹھے تھے جھٹ پٹے کے وقت جہاز آیا ہوا میں ہوا یاں چھوڑی گئیں۔ بلند مقاموں پر روشنی کی گئی کسان اپنے پاس ملکہ معظمہ کے آنے سے خوشی کے ماسے پھولے نہ سائے۔ لکڑی گھاس پیپن کے اونچے اونچے ڈھیر لگائے اور انپر خرچہ کے ولی شوق سے مبارکباد کے غل شور مچائے ۛ

اس پہلی منزل میں جو ملکہ معظمہ کے آنے کی خوشی و دھوم و دھام ہوئی۔ وہ انکے سفر میں ہر منزل پر اس شعر کا مضمون رعایا کی زبان پر تھا ۛ

دو چشم فرش آن منزل کہ سازی جلوہ گزرتا
بہر جا پانی خواہم کہ باشم فرش راہ آتجا ۛ

حضرت علیا اپنے سفر نامہ میں لکھتی ہیں کہ ”س۔ اگست کو آسمان گھٹا سے گھرا ہوا تھا ہوا بھاری تھی جب میں نے کھائے پر قدم رکھا تو گھٹا میں سے سو بھ نکل آیا تو رعایا نے اس پر نے شہر کا نام کوٹینیس ٹون (ملکہ کا شہر) رکھنا چاہا جسکو رعایا کی خاطر داری کیلئے میں نے منظور کر لیا

وہ اس طرح میرے یہاں آنے کی یادگار ہمیشہ کیلئے بنا۔ یہاں کے آدمیوں کو یہ امید نہ تھی کہ جہاز شاہی ایسا جلدی سے آجائیگا مگر خوشخبری تو پہلے لگا کر اڑا کرتی ہے۔ جب کوہ کے دریا رلی میں قافلہ شاہی کشتی پر سوار ہوا تو کنارے پر چہرہ جگہ آدمیوں کا ازدحام تھا اور غلغلہ شادی کا شور مچا۔ تو یمن و بندرہ قین چھوٹی تھیں۔ گھنٹے بجتے تھے خوشی کا عجب سامان تھا۔ وہی شہر جس میں چند روز ہوئے کہ بیوفانی و بدخواہی کا ہنگامہ گرم تھا۔ آج اس میں خیر خواہی کا جوش خروش تھا اسکے سارے کوچ و بازار کو ٹھٹھے و چھتین خلقت سے کچھا کچھ بھری ہوئی تھیں۔ اور وہ بڑی خوشی سے چیز دیتے تھے۔ قہقہے مارتے تھے غل شور مچاتے تھے۔ حضرت علیا یہاں کی عورتوں کی حسانت کی تعریف کرتی ہیں کہ انکے بالوں اور آنکھوں کا رنگ سیاہ تھا۔ دانت چمکتے تھے تقریباً ہر تین عورتوں میں ایک عورت وجیہ تھی۔ اور بعض عورتیں نہایت حسین و شکیل و جمیل تھیں۔ دو سو دن جہاز شاہی دس بجے چل کر واٹر فورڈ کے بندرگاہ میں چار بجے پہنچا۔ اور شہر سے دس میل پر لنگر انداز ہوا پرس البرٹ اپنے دو بچوں کو ساتھ لیکر کشتی پر سوار ہو گیا اور شہر کی سیر کو گئے مگر کشتی سے اترے نہیں۔ اسی شاہی بیڑے میں سے ایک جہاز واٹر فورڈ کی بندرگاہ میں پہلے زمانہ میں اس لیے آیا تھا کہ آتش فساد کو بجھائے آج وہی جہاز اسی بندرگاہ میں اسپلٹے آیا ہے کہ خیر خواہوں کے مجمع سے مبارکبادیں سنئے۔ اگست کی شام کو شاہی بیڑا کنگس ٹون کی بندرگاہ میں آیا۔ سارا بندرگاہ بادی و غانی جہازوں اور کشتیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ان سب میں ملکہ مغطبہ کے دیدار کے شائق بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیا اپنے سفر نامہ میں لکھتی ہیں کہ ”یہاں آدمیوں کے ازدحام کا بڑا نظارہ تھا سورج ڈھلنا تھا۔ اسکی روشنی میں شہر و عمارات و کل مقامات اپنی بہار دکھاتے تھے۔“ دوسرے دن صبح کو دس بجے حضرت علیا اور عالیجناب خشکی میں اترے۔ کل جنگی جہازوں نے سلامی انٹاری۔ ٹائیس اخبار لکھتا ہے کہ یہاں کا اس وقت کا سامان کبھی ہونے کا نہیں۔ عورتیں تو معمول کے موافق اپنے جیبی رومال ہلاتی تھیں۔ اور مرد لکڑیاں و قمچیان ہلاتے تھے۔ گرمی کا موسم تھا لوگ کوٹ اور ٹوپیاں اتارنا نہ کرہلاتے تھے۔ اور خوشی کے نفرون سے ہوا کا کلیجہ پہاڑے ڈالتے تھے یہی حرکتیں وہ کرتے ہے۔ جب تک کہ ملکہ انکی نگاہ سے غائب ہوئیں باد شاہی بچوں کو سب جگہ دعائیں دی جاتی تھیں اور انکی تحسین آنسہ میں ہوتی تھی۔ ایک بڑھیا نے کہا کہ ملکہ پیاری ہے لگر

اسکا بیٹا پیٹرک (یہ ایک بکش تھا جس نے آئر لینڈ کو عیسائی بنایا تھا) بنے نو سارا آئر لینڈ اسپر
اپنی جان قربان کر دے۔ قافلہ شاہی پاؤ گمشدہ میں، ریل بر سو اور پھو کو ٹولین میں پہنچا اور پھر
سٹیش سے اتر اور کھلی گاڑی میں ٹھیکہ دہی محسوس کیا۔ آفتاب خوب چمک رہا
تھا۔ ہر صفحہ جہان سے سوار ہر نظر اسکتی تھی۔ آریون سے ہر اہوا تھا۔ چیز کے نعرے بڑی
خوش دلی سے لگائے جاتے تھے۔ سوا دھرمین جہنڈے کھڑے تھے کوئی غریب سے غریب گھر
بھی ایسا نہ تھا جو سبزیوں سے آراستہ نہ کیا گیا ہو۔ کیا خدا کی قدرت ہو کہ کل کی بات ہو کہ اس
ایک کا دار الخلافہ ڈبلن برلاس کرشی کر رہا تھا۔ اور مارشل لاسمین جاری تھا۔ یا آج وہ سب طرح سے
نیک اندیشی و خیر خواہی و وفاداری کا دم بھر رہا ہے۔ حضرت علیا اپنے سفر نامہ میں لکھتی ہیں کہ ایک
عجیب و غریب نظارہ تھا کہ آدمیوں کی ایسی بڑی بھیڑ لگی ہو اور وہ میرے آنکلی خوشی دل سے مناسی
ہو اور کامل انتظام ہو اور خاص فاصلہ پر سپاہین ایسا وہ ہوں۔ مینڈج رہے ہوں۔ ٹوپیان اور
رومال ہاتھوں میں پکڑ کھا رہے ہوں خیر مقدم کے وہ غل شوہر چ رہے ہوں جس سے ہوا پھیلتی
ہو یہ سمان بھی کبھی ہوئے گا نہیں پائے

ڈبلن میں حضرت علیا کا چار روز مقام ہوا۔ ہر روز جو ملی کا دن معلوم ہوتا تھا یعنی دن عید
رات شب برات تھی۔ حضرت علیا رعایا سے سادہ طور پر ملتی تھیں اور ان میں بے تکلف پہرے چلتی
تھیں اور ایسی چند باتیں کرتی تھیں جس کے سبب رعایا دل و جان سے اُپر فدا ہوتی تھی۔ ملکہ
معظمہ اور عالی جناب کی ملاقات رومن کیتھولک کے ایچ بکش ڈاکٹر مری سے ہوئی جن کی عمر
بیسائی برس کی تھی اور انکے چہرہ مہر آمیز کے خط و خال میں انکی قابلیت تحریر تھی۔ انکے سفید بال
کندھے پر پڑے ہوئے ان کا زیادہ احترام کرتے تھے۔ پرنس البرٹ کو معلوم تھا کہ نیشنل موڈیل شکول
کے قائم کرنے میں اور انکے حسن انتظام میں انہوں نے بڑا اہتمام کیا ہے۔ ان کی قوم خود ان شکول
کی بڑی مزارع تھی۔ یہ ان ہی کی پائیداری اور عالی ہمتی تھی کہ اسکول قائم اور برقرار رہے ورنہ وہ برباد
ہو جاتے۔ حضرت علیا ان اسکولوں کے ملاحظہ کے واسطے تشریف لے گئیں وہ اپنے روزنامہ میں
تحریر فرماتی ہیں کہ ”مجھے ان اسکولوں کے حسن انتظام سے بڑا اطمینان ہوا۔ البرٹ کے گرد جو لوگ
جمع تھے اُس نے ان سے اپنی خوشی کا اظہار کئی دفعہ کیا۔ وہ تعلیم سے بڑی دلچسپی رکھتا ہے۔ آئر لینڈ

کے بڑے فصیح زبان چرٹو لائبریریل نے کامس ہوس میں بیان کیا کہ آئیر لینڈ میں ملکہ مظہر کی تشریف آوری کے واقعات میں سب سے زیادہ واقعہ عظیم نیشل سوڈل اسکولوں کا ملاحظہ فرمانا تھا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ ان اسکولوں کو دو کالجوں سے بھی پہلے انہوں نے سنا نہ کیا۔ یہ بڑا عمدہ نظارہ تھا کہ حضور پرنس البرٹ کے گرد مختلف مذاہب عیسائی، ہسقف و اسقف اعظم جمع تھے اور وہ ان سے ہم کلام ہوتے تھے۔ یہ اسقف گونڈہبی اعتقادات میں مختلف تھے مگر اپنے بادشاہ کی تنظیم کرنیکے فرض عظیم سمجھنے میں متحد تھے اور اس میں عیسائی مذہب کے حکم اخوت کو دکھا رہے تھے اس بات کے دیکھنے میں عجب لطف آتا تھا کہ ایک سلطنت اعظم کی ملکہ مظہر کو گرونا گروہ چھوٹے چھوٹے بچے ایک حیرت کے ساتھ محبت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے اور وہ انکو مادرانہ شفقت کی نگاہ سے دیکھ رہی تھیں۔ اور ان کا دل اس آرزو میں پھٹ کر رہا تھا کہ ان بچوں کی لیاقتوں کے پورے طور پر ظاہر ہونے تک میں زندہ رہوں۔

دوسرے دن بدھ کو چار ہزار آدمیوں کی لیوی ہوئی۔ جمعرات کی صبح کو فی ٹکس پارک میں ہزار سپاہ کا ملاحظہ ہوا۔ بعد اس ملاحظہ کے پرنس البرٹ نے روائیل آئرش اکوڈمی اور روائیل کالج اور اسکے میوزیم کا ملاحظہ کیا اور پھر روائیل ڈبلن سوسائٹی میں تشریف لیگئے جس کے وائس پیٹرن تھے۔ اسکے موسیقی کی نمائش میں اپنے موسیقیوں کے دکھلانیو اے بھی وہ تھر سوشی نے انکو ایڈریس دیا جس کے سبب انکو موقع ملا کہ آیا کہ وہ ملک کی پیداوار کے بڑھانے اور اسکی دولت کی افزائش کے لئے اور محنتیوں کے دولت کھانے اور محنت پر داری کی عادت پر محبت بندھوانے کے لئے دلی شوق کی باتوں کا اظہار خاطر خواہ کریں۔ جب انہوں نے آخر میں یہ فقرہ کھاتو لوگوں کے دلوں پر بڑا ہی اثر ہوا کہ یہ ناممکن ہے کہ اس خوبصورت جزیرہ کے باشندوں نے اپنی بڑی گرمجوشی کے ساتھ اپنی محبت و خیر خواہی کا اظہار میرے اور ملکہ کے لئے کیا ہے اسکا اثر ہمارے دلوں پر ہوا۔ مجھے سچی امید ہے کہ کمیتوں میں جو فصل کھڑی ہے وہ پہلے سے بتلا رہی ہے کہ اب ان مصائب کا خاتمہ ہے جنہوں نے رعایا کو دق کر رکھا تھا۔ ان مصائب کو جس صبر و تحمل کے ساتھ رعایا نے جھیلایا ہے وہ اور دن کے لئے ایک مثال اور نمونہ ہے۔

بعد اسکے پرنس البرٹ موسیقی کی نمائش میں موسیقیوں اور آلات زراعت کو دیکھتے رہے اور انکو

بڑی خوشی ہوئی کہ لوگوں کو جن موسیقیوں پر انعام ملا تھا انکی پرورش آئرلینڈ میں ہوئی تھی۔ پھر انہوں نے بڑی شدت سے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ آئرلینڈ کی آب و ہوا موسیقیوں کے لیے بہت اچھی ہے۔ انکی پرورش میں بڑی ترقی کرنی چاہیے۔ اہل آئرلینڈ نے انکی اس اصلاح و مشورہ کی قدر شناسی کی جسے وہ نہال ہو گئے۔

آئرلینڈ میں صرف ایک ہی ڈیوک لین کیسر تھے جو کارٹون میں رہتے تھے انہی ملاقات کر نیکیے لیے حضرت علیا تشریف لے گئیں وہ اپنے سفر نامہ میں لکھتی ہیں کہ ”یہ ڈیوک نہایت شفیق نیک نماد ہے۔ اس نے اس چھوٹے سے سفر کا ایسی اچھی طرح انتظام کر دیا کہ جسکے سبب ملک کی ساری صورت میری آنکھوں کے سامنے سے گزر گئی۔“

شام کو قافلہ شاہی کنگٹون سے پھر دوبارہ جہاز پر سوار ہوا۔ اسوقت بھی آرمیوں کا ایسا ازدحام تھا۔ جیسا پہلے جہاز سے خشکی کے اترنے کے وقت تھا۔ وہی احترام تھا اور چیز کی دہوم دہام تھی۔ حضرت علیا نے خود اپنا رومال ہلایا۔ اور جہاز کے آہستہ چلنے کا حکم دیا اور جہاز کے علم کو تین دفعہ جھکوا لیا کہ رعایا کو معلوم ہو کہ انہوں نے جو یہاں کے چند روزہ قیام میں اپنی محبت و ہوا خواہی و خیر خواہی میں گرجوشی کا اظہار کیا ہے اسکو وہ بھی تسلیم کرتی ہیں۔

دوسرے دن قافلہ شاہی ییل فاسٹ میں پہنچا۔ اس شمالی دار السلطنت میں ملکہ مغظمہ ۴۰ گھنٹے تک ٹھہریں اور انہوں نے دیکھ لیا کہ یہاں کے باشندوں نے اپنی محنت پر دازی اور خوش سلیقگی سے اپنے شہر کو خوبصورت بنا لیا ہے اور صنعت و تجارت میں ترقی کی جو۔

آئرلینڈ میں آئیکے وقت سے جانیکے وقت تک رعایا مبارکباد دیتی ہوئی اور شکر گزاری کرتی ہوتی دوڑتی دوڑتی چلی آتی تھی۔ یہاں آئیکے دو بڑے اچھے اثر ہوئے۔ اول یہ اثر ہوا کہ تمام مملکت میں لوگوں کو یہ امر واقعی معلوم ہو گیا کہ اہل آئرلینڈ بادشاہی کی خیر خواہی میں ایسے ہی بچے ہیں جیسے کہ ہونے چاہئیں۔ اگر ان کے دلیں بغاوت ہو تو وہ ملکہ مغظمہ کے ساتھ نہیں رہ سکتے بلکہ ڈاکٹرن کے قلعہ کے دائرے کے عملہ کے ساتھ ہو جسے انکے خون کو جلا رکھنا ہے۔ دوسرا اثر یہ ہوا کہ اہل آئرلینڈ کا وہ وسوسہ و شبہ دور ہوا جو ان کو رہتا تھا کہ ہمارے اغراض و مقاصد سے بے پروائی کیجاتی ہے اور ہماری خیر خواہی و محبت پر غمت بار نہیں کیا جاتا۔ اب انکو یقین ہو گیا

کہ حضرت علیا اور عالی جناب کو ہمارے ملک سے اور ہمارے اغراض سے بے اعتنائی نہیں ہے۔
 ۴۔ اگست کو ہوم سکریٹری ہرجاج گوسے کو ڈبلن کا وائس لارڈ کلیر ڈون لکھتا ہے کہ ہونو
 اہل آئر لینڈ کی خیر خواہی و گرمجوشی میں کمی نہیں آئی۔ ڈبلن میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ
 اپنے تئیں اس بات کی مبارکباد نہ دیتا ہو کہ حضرت علیا نے اپنے فرط عاطفت سے حکم دیا کہ جہاز
 پر علم شاہی تین دفعہ جھکا جائے۔ حضرت علیا کی تشریف آوری سے پہلے جو ایک فرقہ لوگوں کے
 سروں کے اور ورداروں کے توڑنے پر آمادہ رہتا تھا۔ وہ اب رعایا میں سے زیادہ خیر خواہ ہو گیا
 ہے۔ خلاصہ یہ ہے حضرت علیا نے اپنے عاطفت اور ہرکرت کے وہ انداز ادا د کھائے کہ
 رعایا ان پر فریفتہ ہو گئی اور ان کی گردیدہ ہی نہیں ہوئی بلکہ وہ اپنی خوش چلنی و نیک رویگی سے
 خوش ہوئی جس سے وہ سمجھتی ہے کہ اس نے اس سردار کو اپنا دیا جو بادشاہ اور ان کے دریا
 حائل تھا جس سے ان کا مرتبہ لوگوں کی نظر میں بلند ہو گیا۔ اس سے تین دن بعد لارڈ کلیر ڈون
 لکھتے ہیں کہ آئر لینڈ میں حضرت علیا کے آنے سے گو معاشرت تمدنی میں اصلاح نہیں ہوئی
 اور نہ اس سے کوئی بُرائی جو مدتوں سے یہاں پھیل رہی تھی دور ہوئی مگر ان کے آئیے جس قدر
 بھلائیوں یہاں پیدا ہوئیں اس قدر ساری مملکت میں کمین اور کسی مقام میں نہیں پیدا ہوئیں۔
 آئر لینڈ میں حضرت علیا کی تشریف آوری سے روپیہ کی آمدنی بھی بڑھ گئی اس لئے
 کہ جب ملکہ مظہر نے خیر عافیت سے مراجعت کی تو اور امرار کے دونوں سے وہ خوف خطر اٹھ گیا
 جس کا یہاں آنے میں اپنے لئے انکو یقین تھا تو پھر امرار کی آمد و رفت یہاں زیادہ ہونے لگی جس
 یہاں کے باشندوں کی آمدنی زیادہ ہو گئی۔

بیل فاسٹ میں جانیکے ایک دن بعد پرنس البرٹ نے سٹوک میئر کو لکھا کہ میں آپ کو
 بیل فاسٹ سے خط لکھتا ہوں جہاں ہوا کے طوفان کے سبب قیام نہوا ہے آج دہر کو یہاں سے
 جانیکے لئے کوشش کرینگے۔ آئر لینڈ کا سفر ہمارا ایسا خیر و خوبی کے ساتھ ہوا جسکی امید ہو کہ وہی
 سب مقامات میں ہماری خیر مقدم کی رسم ایسی خوش دلی سے ادا ہوئی کہ وہ تصور میں بھی نہیں
 ہو سکتی۔ بلاشبہ اس سفر نے ملک کے ساتھ بھلائی کی کہ اسکے سبب سے سب فرقے یکجا جمع ہوئے
 مختلف المذاہب اس وقت پارسی ہمارے پاس ایک جگہ جمع ہوئے۔ ہماری لیوی میں چار ہزار آدمی آئے

اور ڈرائیونگ روم میں اٹھارہ سولیڈیان آئین۔ لارڈ کلیر ڈون نے ہر چیز کا انتظام بڑی خوبی کے ساتھ کیا تھا۔ اسید ہے کہ آپ کی صحت کا مزہ ہم جلد سنیں گے۔ بیل فاسٹ سے کلائڈ تک بیڑے کے لیے موسم خراب رہا۔ ۱۴۔ اگست کو قافلہ شاہی گلاسگو میں آیا۔ جہاں تھیون نے استقبال اس شان و شکوہ سے کیا کہ سفر کی ساری تکلف و کلفت کا مواضع ہو گیا۔ یہاں تھوڑا سا قیام ہوا اور ۱۵۔ اگست کو بال موریل میں داخلہ ہوا۔

ملکہ مغلطہ یہاں آنکر لکھتی ہیں۔ ”کہ سفر کی حرکتوں سے یہاں اپنے عزیز ہائی لینڈس کے گھر میں آجانا ایک خواب سا معلوم ہوتا ہے“ وہ یہاں کچھ دنوں آرام کرنے کے لیے چلی آتی تھیں۔ سلطنت کے کاروبار کا کرنا تو انکی زندگی کے بڑے حصہ کا کام تھا۔ وہ اس سے حیران و پریشان نہیں ہوتی تھیں۔ انکی کام سے تعطیل یہ ہوتی تھی کہ وہ یہاں آجاتی تھیں۔ یہاں کی تنہائی اور خوشگوار خشک ہوا انکی روح و روان کے لیے مقوی معجون تھی۔ یہاں انکے چند روز بعد پرنس البرٹ اپنی سویٹلی مان کو لکھتے ہیں کہ ہم پہاڑوں میں آرام و آسائش کے ساتھ عزت نشین ہوئے ہیں ایئر لیسٹ کا سفر بڑے کروفر کا ہمارے دل کو ایسا خوش نہیں کرتا تھا جیسا کہ یہاں پہاڑوں کی تنہا نشینی اور آسائش و آرام۔ یہاں کی ہر چیز دل کو شاد و کر نیوالی ہے۔ پھر اسی خط میں وہ یہ ذکر بھی کرتے ہیں کہ مجھے آپ پر اس سببے رشک آتا ہے کہ ۱۷۔ اگست کو آپ میرا پ کی یادگار قائم کرنے میں شریک ہوں اور میں اپنی حرمان نصیبی کے سببے شریک نہ ہو سکوں۔“

پرنس البرٹ کا دل ایسا محبت منزل تھا کہ ایسی تقریبات میں اس سے محبت ٹپکی پڑتی تھی۔ اسکی الفت و محبت و شفقت مستقل تھی۔ ہر وہ اپنی سویٹلی مان کو لکھتے ہیں کہ آج ۲۶۔ اگست کو میری سالگرہ کا دن ہے۔ دادی صاحبہ کے ساتھ یہ خوشی کا دن میسر ہوتا تھا۔ اب وہ قبر میں جاتی ہیں اور آپ انکی قبر کے پاس رہتی ہیں۔ آپ قبر پر جو مجھے عزیز ہے۔ میری طرف سے پھول چڑھا دیئے گئے گا۔

پہلی دفعہ جب ملکہ مغلطہ عالی جناب بال موریل میں تشریف لائے تھے تو انکا سلطنت بہت بے انکے دھنگیر تھے۔ مگر اب کی دفعہ یہاں آنے میں وہ بالکل فارغ البال تھے۔ یہاں لے پہاڑوں کی سیر سے انکی بڑی تفسیح و مسرت حاصل ہوتی تھی۔ جب عالی جناب کی سالگرہ کے

دن آئے تو انکو اپنا دلی دوست یاد آیا جو ہمیشہ انکو ضرورت کے وقت نیک صلاح و مشورہ دیا کرتا تھا۔ انکو یہ خط لکھا۔

میرے پیارے سٹوک میز آج میں آپ کو اپنی انیسویں سالگرہ کے دن خط لکھتا ہوں۔ یہی ایام زندگی ہمارے ہوتے ہیں۔ آپ نے مجھے جو نیک سبق پڑمائے ہیں اور عملی پند و نصائح سیکھا ہیں انکو میں نہایت احسانندی کے ساتھ یاد رکھتا ہوں اب میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہر طرح سے میں اپنی حالت میں خوش ہوں اور اپنے حسب حال بڑی مستعدی اور استقلال سے اچھا کام کرتا ہوں مجھے اپنی زندگی کے اچھے کام نہ کر نیکے گماہ کثرت سے معلوم ہوتے ہیں لیکن میں جب یہ سوچتا ہوں کہ اعمال حسنہ نے اعمال سیئہ سے بچانیکے لئے اس قدر قیدیں لگادی ہیں کہ نیک کاموں کا سہوا چھوٹ جانا بالکل مقتضائے طبیعت بشری معلوم ہوتا ہے۔ وکٹوریا خوش مخرم۔ بچے تندرست جلد جلد بڑھتے جاتے ہیں۔ اس ملک میں رعایا کا ہرے محبت کرنا اور ہماری نظم و تدبیر کو کرنا عجیب طرح سے ثابت ہوتا ہے۔ ہائی لینڈس اپنی بڑی شان و شکوہ رکھتا ہے۔ بیان شکار بہت ملتا ہے بال موریل ۲۶۔ اگست ۱۸۴۹ء

جبکہ کہ آئر لینڈ میں حضرت علیا ابراہیم غیاث تشریف فرما ہوئے ہیں۔ دو دنوں کو یہ سچ بچار رہتا تھا کہ ایسے کام کیجئے کہ اہل ملک کے حق میں مفید ہوں اور اُن سے وہ جانیں کہ ہمارے وہاں جانیے انکو فائدے پہنچے۔ سر روبرٹ پیل نے آئر لینڈ میں ایسے تین کالج ایک بیل فاسٹ میں دو سر کورک میں۔ تیسرے گال دے میں کھوئے تھے۔ جن میں بالکل دنیاوی تعلیم ہوتی تھی۔ اور مختلف فرقوں نے اپنی طرف سے ڈین مقرر کر دیئے تھے کہ وہ اُن کالجوں میں روحانی تعلیم کیا کریں حضرت علیا اور اُن کے شیوہ نے آئر لینڈ کے ہر فرق کے پیشوایان دین اور علمائے روشن دماغ سے اُن کالجوں کے انتظام کے لئے گفتگو میں کیں۔ پرنس البرٹ کو تعلیم کے باب میں بڑا تجربہ علی تھا اُن سے ان کالجوں کے عیون کو بتلایا۔ یہ سوالات پیش ہوئے کہ طلباء کو کون ڈگریاں دیا کرے؟ کیا یہ ڈگریاں کالج دیا کرے؟ ان کالجوں کے واسطے کیا تدبیریں کی جائیں کہ جسے انکی ترقی ہو؟

آئر لینڈ میں جب حضرت علیا ابراہیم غیاث رونق افروز تھے تو یہ سمجھنے تھے کہ اگر یہ کالج کسی یونیورسٹی سے متعلق نہ ہوں گے تو جلدی سے اُن کا تزلزل ہو جائیگا۔ اور وہ مختلف فرقوں کے

آئر لینڈ میں کوئین یونیورسٹی کا دستور ہونا

سکول ہو جائیں گے۔ یہ سمجھ کر انہوں نے سرور برٹ پبل سے استصواب کیا تو انہوں نے پرنس البرٹ کی رائے سے اتفاق کیا اور لارڈ کلیرڈون جو پہلے اس باب میں مذہب تھے وہ بھی ان دنوں کے ساتھ متفق رائے ہو گئے اور آخر کو یہ فیصلہ ہوا کہ یہ کالج سب مل کر کوئین یونیورسٹی بن جائے اور اسکے اول چنسلر پرنس البرٹ مقرر ہوں۔ مگر پرنس نے اس عہدہ کے قبول کرنے میں یہ خدشہ کیا کہ میں اس کام کو اپنے ذمہ اسیلئے نہیں لیستاکہ اس کام کے بڑھانے سے سیکرٹن کاموں میں حرج واقع ہوگا۔ جو میں ملکہ معظمہ کے لئے کرتا ہوں۔ یونیورسٹی میں ایک نہ ایک دن پولیٹیکل پارٹیوں کے جھگڑے ضرور کھڑے ہوں گے تو مجھے ان میں کام کرنا پڑے گا۔ جس سے میرا وقت ضائع جائے گا اور یہ میری یاد سے بعید ہے کہ میں اپنے اس کام کو اور دن کے سپرد کر کے خود جوابی ہی سے الگ ہو جاؤں اسیلئے اس عہدے کو قبول نہیں کرتا اور یہ کہدیا کہ میں یونیورسٹی اور گورنمنٹ کو صلاح و مشورہ دینے کو موجود ہوں تو لارڈ کلیرڈون یونیورسٹی کے اول چنسلر مقرر ہو گئے۔

بال موویل کیسل کی عمارت ایسی تھی کہ کوئی متوسط درجے کا آدمی اس میں رہے سے وہ بادشاہوں کے رہنے کے قابل نہ تھا۔ مسٹر گریول بیضہ کی دعا تجویز کرنے کی کونسل میں بلائے گئے تھے۔ ۵۔ ستمبر کو وہ اس کونسل میں شریک ہوئے۔ انہوں نے اپنے بوزناچہ میں اس کیسل کا حال یہ لکھا ہے کہ مجھے اس سفر میں بڑی خوشی یہ ہوئی کہ میں نے مانی لینڈس میں حضرت علیا اور عایجناب کو رہتے ہوئے دیکھا۔ انکو یہاں کی سکونت سے بہت فائدے حاصل ہوئے ہیں مقام خاصہ ہے مگر بہت چھوٹا ہے۔ یہ دونوں زن و شو بیغیر کسی شانانہ جلوس کے چھوٹے سے اشراف آدمی کی طرح رہتے ہیں۔ چھوٹا سا مکان ہے اس میں چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں۔ توڑا سا شاکر دوش ہر سپاہ یہاں نہیں ہے۔ شاہی محافظت کے لئے ایک پولیس کا سپاہی احاطہ میں پڑا چھڑتا ہے کہ کسی گستاخ اور شریر آدمی کو اندر نہ آنے دے۔ ملازمین بہت تھوڑے ہیں وہ نہایت سادگی اور اشراف سے رہتے ہیں شعر اے ذوق کلف میں ہے تکلیف سراسر بہ آرام سے وہ میں جو تکلف نہیں کرتے ہر صبح کو پرنس شاکر کیسلتا ہے۔ شکار سے آکر بیچ کھاتا ہے۔ بیچ کے بعد پیدل پھرتا ہے یا سوار ہوتا ہے۔ حضرت علیا سارے دن گھر سے باہر اندر آتی جاتی رہتی ہیں۔ اکثر تنہا چلی جاتی ہیں۔ غریب آدمیوں کے جو پتروں میں جا کر بیٹھتی ہیں اور بڑھیوں سے بات چیت کرتی ہیں۔

مجھے کبھی پہلے پرنس البرٹ سے باتیں کرنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ آج پون گھنٹے تک اس بات پر
 ہوئیں تو مجھے اس کی ذماتہ ذکاوت پر حیرت مہی۔ وہ ہر مضمون کو جس پہلو سے چاہے سوچ
 سکتا ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کا اہل علم یافتہ ہر اسکا دلغ روشن ہر مزاج میں بناوٹ و تصنع اور نائش
 شان و شوکت نہیں ہر۔

سولہویں صدی میں فرینک فورٹ میں نمائشیں ہوتی تھیں۔ نمائش کا بازار ساری دنیا
 کے بازاروں کا خلاصہ معلوم ہوتا تھا۔ اور یورپ کی سطح کی چیزیں ہر قسم کی ان اتنی تھیں اور کلین جو ایک آرمی کے
 ہاتھوں سے بہت زیادہ آدمیوں کا تھوکن کام کرتی تھیں اور آدمی کے ہاتھ سے زیادہ اچھا کام کرتی تھیں وہ نمائش میں اپنا
 تماشا دکھاتی تھیں۔ یہاں ہر قسم کی ذماتہ کی قدر شناسی ہوتی تھی جیسے دریا اپنے حیرتوں
 سے فیضیاب پہنچتے ہیں۔ ایسے ہی دنیا کے بازار اسکے بازار سے فیض یاب ہوتے تھے۔ اہل فرانس نے
 سب سے اول تمام صنعت اور محنت کے کاموں کو یکجا جمع کر کے اپنی ترقی کر نیکے لیے نمائشوں میں
 دکھلایا۔ آرٹ سوسائٹی اسی قسم کی چھوٹی چھوٹی نمائشیں کرتی تھی جس سے صنعت کاری اور
 دستکاری و کاریگری کو منفعت ہوتی تھی۔ بس پرنس البرٹ کے ولیم ان نمائشوں کے دیکھنے
 سے یہ خیال پیدا ہوا کہ لب وقت ایسا آگیا ہے کہ ایک نمائش ایسی بڑی کی جائے جس میں ہر ملک کا
 خام پیداوار اور اسکی صنعتکاری و کاریگری و دستکاری کی ہر چیز دکھلائی جائے۔ اگر اس نمائش
 میں کامیابی ہو جائے تو اس سے طرح طرح کے مستقل فائدے حاصل ہوں گے۔ ہر قوم پر ظاہر ہو جائے گا
 کہ ہماری صنعت و حرفت و زراعت اور قوموں کی نگاہ میں کیا وقعت رکھتی ہے۔ ان میں ہر قوم اپنی تین
 بیٹیاں دیکھے گی تو وہ اور قوموں کے ساتھ مساوات پیدا کر نیکے لیے کوشش کرے گی۔

انہوں نے ۳۰ جولائی ۱۸۷۹ء کو قصر بنگلہم میں ایک مجلس منعقد کی اور اس میں آرٹس
 سوسائٹی کے چار کن اعظم سٹرٹاس کیو بوٹ۔ اور سٹرٹنری کول۔ سٹرٹنری سس فلر سٹرٹان
 رسل کے روبرو نمائش کے باب میں اپنے خیالات ظاہر کیے پرنس نے جو اول سے ولیم ان نمائش
 کے مقاصد کے مسو کو کیے تھے۔ ان میں بال برابر بھی کبھی تغیر نہیں کیا۔ پرنس نے اول گو رمنٹ
 سے اس باب میں مشورہ لیا کہ یہ نمائش گاہ کس مقام پر بنے تو گو رمنٹ نے اسکے لیے مقام سٹرٹ
 ہوس تجویز کیا۔ مگر یہ مکان نمائش کے لیے بہت چھوٹا تھا۔ اور اور مقام اسکے لیے تھلائے

پرنس البرٹ کی نمائشیں عظیم کی بنیاد پر

گئے۔ مگر پرنس نے جائیداد پارک کو اور سب مقامات پر ترجیح دیکر نمائش کے لئے بھجوا دیا۔ اور اس کے لئے کی درخواست حسب ضابطہ گورنمنٹ میں پیش کی۔ گورنمنٹ نے اسے منظور کر لیا۔

اس نمائش کی ابتداء اس طرح کی گئی کہ کل مملکت میں یہ امر تحقیق کیا گیا کہ وہ اس نمائش کو پسند کرتا ہے یا نہیں؟ سو تحقیقات سے معلوم ہوا کہ جبکہ لوگوں کو بھی بالاتفاق یہ نمائش پسند ہے اور اسکی فائز ہر اور وعدہ کرتے ہیں کہ ہم نمائش میں اپنی اعلیٰ درجہ کی صنعت کے کاموں اور نہایت عمدہ کلوں کے بھیجنے اور دکھانے میں کسی طرح کا بغل اور دریغ نہیں کریں گے۔ جسکے سبب یہ نمائش بڑی پر رونق ہو جائیگی۔ ہندوستان کی ایسٹ انڈیا کمپنی اور کولونیز سے اس باب میں خط و کتابت ہوئی تو انہوں نے بھی وعدہ کیا کہ ہم اپنے ملک کی بہترین اشیاء بھیج کر نمائش کے مدد اور معاون ہوں گے۔ فرانس کی ریمپلک کے پرنس پریسیڈنٹ نے بڑی مہربانی سے نمائش کی امداد کو قبول کیا اور اعلیٰ ذرا القیاس اور ملکوں نے بھی امداد دینے کا وعدہ کیا۔

پرنس کو اپنی شہرت دینی پسند نہ تھی۔ وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس نمائش میں میرا نام لیا جائے اور لوگ یہ کہیں کہ نمائش کو پرنس پسند کرتا ہے اسلئے ہم پسند کرتے ہیں۔ وہ بہتر پسند نہ تھے بلکہ اس سے بھی وہ گریز کرتے تھے کہ اُنکے جاہ و منصب کا اثر کسی ایسی رائے پر ہو کہ اگر وہ بطور خود چھوڑ دیجائے تو وہ اُنکی رائے کے مخالف ہو۔ اس واسطے جب ڈبلن کی ایک میٹنگ میں ستمبر میں یہ بیان کیا گیا کہ پرنس اس نمائش کے بڑے متحرک ہیں تو وہ کچھ ناراض ہوئے اگرچہ اس مجلس میں سوائے سچ کے کچھ اور نہیں کہا گیا مگر پرنس کو یہ امر پسند تھا کہ نمائش پر بحث اس کی اپنی خوبیوں کے سبب کی جائے اور وہ اپنے اوصاف کے بل پر چلے۔ اس میٹنگ میں نمائش کے مقاصد کے ظاہر کرنے میں مشرکوں نے یہ بیان کیا کہ تمام مختلف فریقوں میں جنکی زبان آپس میں مخالفت رکھتی تھیں۔ پرنس نے اپنی لیاقت و قابلیت سے مباحثے کیے جو اس بنا پر مبنی تھے کہ یونائیٹڈ کنگڈم ہی میں آئرلینڈ و سکوٹ لینڈ و انگلینڈ کے صنائع و کارگریوں کا آپس میں مقابلہ کرنا یا ان کا کل دنیا کی صنعتوں سے مقابلہ کرنا مفید ہو گا یا مضر۔

پرنس کو کسی آدمی یا گروہ نے ان تحقیقاتوں کے لئے متحرک نہیں کی بلکہ یہ اُنکے اپنے ذہن و قادی کا ایجاد تھا وہ اس بات کو ترجیح دیتے تھے کہ نمائش پر خود فی نفسہ اسکی خوبیوں

کے سب سے بحث کیجائے *

اس میٹنگ میں مسٹر فلر نے بھی مسٹر کول کی تقلید کر کے کہا کہ ہم دونوں انگریزوں اور
سکوٹ لینڈ کی صنعتوں کے بڑے بڑے شہروں میں پھرے اور ان میں کامل صناعتوں اور
تجاروں کی اینٹیں مگر پہلی تحقیقات کے نکات پر سب سے بہترین رائے جس شخص کی تھی
وہ پرنس تھا *

جب پرنس کو کرنیل فیس نے اس میٹنگ کی رپورٹ بھیجی تو اس میں بڑے زور سے
یہ بیان کیا ہے کہ میں ایسی میٹنگ میں پرنس کی تعریفیں خواہ وہ کسی ہی سچی ہون سننی پسند
نہیں کرتا ان تعریفوں سے اس نیک نیت مجلس کو شریر آدمی اس طرح ہر پناہ سکتے ہیں کہ وہ
کہیں گے کہ ہم پرنس کے حکم سے اس نمائش میں شریک ہو سکتے ہیں جس سے آپ کو کبھی خاطر
ہونگے۔ لندن میں ہبلک میٹنگ پہنچنے سے کرنیل فیس نے اپنی ناراضی ظاہر کی کہ وہ قبل از وقت
ہے۔ بڑے بڑے صنعتوں اور تجربہ کار و آزمودہ کار آدمیوں کی اپنی خاص میٹنگ کرنا اس ہبلک
میٹنگ سے ایک جداگانہ چیز ہے۔ اس رپورٹ کے جواب میں پرنس نے کرنیل فیس کو لکھا کہ
ہبلک میٹنگ کے باب میں آپ کی رائے صائب اور عین صواب پر ہی میں نے مسٹر کول کو کیا
و تہیہ کر دی ہے کہ وہ کسی میٹنگ میں میری تعریف کر کے مجھے یہ مشورہ کریں کہ میں نمائش کا کرنے
والا ہوں بلکہ لوگوں کو بطور خود نمائش کے باب میں مباحثے اور گفتگو میں کرنے دین۔ خلاصہ
یہ ہے کہ پرنس کو تو میں یہ چاہتے تھے کہ مجلسوں میں نمائشوں کے باب میں ہماری شناختی اور
مراجہ نہ کی جائے وہ اپنی تعریف سے ناراض ہوئے تھے *

پرنس البرٹ کی بڑی توجہ اس طرف تھی کہ ایسی تدابیر کی جائیں کہ جسے غریب بیچارے اہل
حرف و پیشہ ورون و کاریگروں کو آسائش اور آرام حاصل ہو۔ انکی غربا پروری میں ایسی شہرت پہنچی
تھی کہ جو سوسائٹی غربا نوازی کے لئے قائم ہوئی۔ اس کے پریسیڈنٹ وہی مقرر ہوئے۔ پرنس
کی رائے یہ تھی کہ غریبوں کی چار طرح سے بہتری ہو سکتی ہے *

اول غریبوں کے بچوں کو تعلیم دیکھائے اور ان کے ساتھ ہمیشہ وہنر سکھایا جائے *

دوم غریبوں کے رہنے کے مکانات اچھے بنائے جائیں *

غریب اہل حرفہ و پیشہ ورون کی آسائش و آرام
کی طرف پرنس البرٹ کا سب سے زیادہ توجہ

سوم۔ اُس کے مکانات کی واسطے زمین کے کچھ قطعہ کی تقسیم کیجائے۔
 چارم۔ سیدنگس بکٹ اور بیہ ڈپارٹ۔ سوسائٹی (نفع رسان سوسائٹی) غریبوں کے لیے مقررہ
 جن کا انتظام کفایت شعاری کے صحیح اصول کے موافق ہو۔ غریبا کا خود ایسے کاموں کا کرنا بہتر ہو گا۔
 پرنس نے ان چاروں تدابیر کے اہتمام میں اپنی سعی و کوشش میں کمی نہیں کی سب سے اول
 ایسے مکانات کی درستی و اصلاح پر توجہ کی۔ جن میں رہنے سے غریب کو آسائش اور آرام حاصل ہو اور
 انکی صحت و تندرستی میں ترقی ہو ان میں وہ پرہیزگاری کے ساتھ رہیں۔ ان کے گھر میں آپس میں ملوک
 ہو انکی اس توجہ کے سبب مکانات کے نمونے تیار ہوئے اور ہر مکان کی قیمت ۵ پونڈ قرار
 پائی۔ انکے بنانیکے لیے چند کافی کھلا۔ تعمیر کے لیے خشت پزوں اور چرنے والوں اور مصالح تیار
 کرنے والوں کی سوسائٹیاں مقرر ہوئیں *

۲۷۔ ستمبر ۱۸۴۵ء کو ملکہ منظرہ علیا جناب ہال موویل سے اوسپورن کو روانہ ہوئے۔ رہسہ
 میں ایک دن گرے صاحب نے کیلئے ٹھہرے۔ چند روز بعد انکو مسٹر این سن صاحب کے مرنے سے بڑا
 صدمہ پہنچا۔ صاحب مدوح پرنس البرٹ کے اول پرائیویٹ سکرٹری تھے۔ پرجیب خاص کے
 سکرٹری مقرر ہوئے۔ لیڈی لٹن ٹن لکھتی ہیں کہ ۴ نومبر کو وہ شخص مر گیا۔ جو تین برس پہلے تندرستی
 و جوانی و نیرو سے جہانی و قوائے داغی کی تصویر تھا۔ کل اسکو نزلہ ہوا۔ ایک بجے آنکھوں میں درد ہو
 کی شکایت ہوئی۔ پھر ایسی بیہوشی طاری ہوئی کہ ہوش نہ آیا۔ تین بجے دنیا سے چل بسا۔ حضرت
 علیا شاہ لیو پولڈ کو لکھتی ہیں کہ مسٹر این سن کی وفات کی وقت انکی بی بی انکے پاس تھی اسکو جو
 صدمہ پہنچا اُس سے زیادہ صدمہ انسان کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایسے تنومند جوان خیر خواہ و سب سے
 رفیق و ملازم کے مرنے سے ہکو بڑا رنج و قلق ہوا۔ لیڈی لٹن ٹن لکھتی ہیں کہ اس مرنے کی خبر سنکر ملکہ
 منظرہ اور علیا جناب دونوں نے اپنی آنکھوں کے آنسوؤں کا دریا بہا دیا اور اپنے کمرہ کو بند کر لیا اور
 کسی سے ملے نہیں۔ انکے پاس سے وہ چیز گئی جسکا بدل نہیں مل سکتا۔ یہ کہنا غلط تھا اسکا نعم اہل
 ملک کیا اب تک پرنس کا چہرہ ایسا غمزہ زوردار اُداں ہے کہ وہ مجھے یاد ہے گا۔ پرنس نے سٹوک میر
 کو براہ نام لکھا ہے کہ میرے پاس این سن کے مرنے کی خبر ابھی آئی ہے۔ اول اسکو کچھ نزلہ ہوا
 پھر دفعۃً بیہوشی ہوئی۔ دو ہی گھنٹے میں کرسی پر دم نکل گیا۔ انکے مرنے سے بی بی کو جو رنج ہوا۔ اُس کی

تسکین کی طرح نہیں ہو سکتی۔ اور میرا سو طرح سے اُس کے مرنے سے نقصان ہوا اور مجھے بہاری
صد مہینہ پڑا۔

حضرت علیا نے لنڈن کے باشندوں سے وعدہ کیا تھا کہ ۳۰۔ اکتوبر کو شہر میں ان کو
اس عمارت کی رسمِ افتتاح کو ادا کروں گی۔ مگر اتفاق سے اُنکو کھمراستیں لاکھ آئی جس کے سبب
سے وہ خود تشریف فرما نہ ہو سکے۔ جس سے اہل شہر کو بڑی مایوسی ہوئی مگر اس مایوسی کا علاج اُنہوں
نے یہ کر دیا کہ اپنے شوہر اور دو بچوں کو اس پبلک کام کے لیے بھیج دیا۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ بچوں نے
پبلک کام میں قدم رنجہ فرمایا۔ اس عمارت میں جانے کا رستہ دریا کے تیس پر سے تھا۔ شاہی جہاز
کا سامان بڑا رزق برق تھا اور سٹائش لاج اُس کے چلانے والے بڑی بھڑک کی پوشاک پہنے ہوئے
تھے۔ غرض ایسا بحری تماشہ سو برس دیکھنے میں نہیں آیا تھا جو اس وقت تھا جب لنڈن برج سے
جہاز برآمد ہوا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہازوں کے مستولوں کا ایک جنگل لگا ہوا ہے۔ اور جب پرس جہاز
سے اتر کر کول اسپینج کے مکان تک گئے ہیں تو کوئی جگہ ایسی نہ تھی کہ جہاز آدمی قدم رکھ سکے وہاں
آدمی نہ کھڑا ہو اور شہزادہ و ملکہ کو چیز نہ دیتا ہو آدمی پکار پکار کر کہتے تھے کہ خدا ہمارے وہ دن دکھائے
کہ ہم اس اپنے شہزادہ کو اپنا بادشاہ بنا ہوا دیکھیں۔ سب لوگ شہزادہ کو دیکھ کر باغ باغ ہوئے
جاتے تھے۔ رسم کے ادا ہونے کے بعد دعوت ہوئی جس میں ان دونوں بچوں کا جامِ تندرستی
بڑی خوش دلی سے پیالگیلا اُسکو بچوں نے بڑے غور سے دیکھا۔ پھر پرس البرٹ اور ان کے بچے
جہاز پر سوار ہوئے تو انہوں نے اپنے دونوں بچوں سے کہا کہ تم لاڈ میسر کی اس نوازش اور
احسان کو بھولنا نہیں کہ اُسے آج کا دن تمہاری زندگی کی خوشی کے دنوں میں سب سے زیادہ
خوشی کا بنایا ہے۔

انسان کی زندگی بھی عجیب متضاد حالتوں میں رہتی ہے۔ ابھی وہ خوشی سے مہلے مہلے
کہ اُس کے بعد ہی غم میں رو رہا ہے۔ سب جگہوں سے زیادہ محل شاہی میں خوشی کی روشنی اور غم
کی تاریکی آتی جاتی رہتی ہیں۔ جن کے گھر میں یار و دوست یا رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے سے محبت
سکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان میں دوسرے نمونہ شادی کی آوازیں آئیں اور دوسرے غم کی سرد آوازیں نکلیں
جب ان آدمیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جسے کہ اغراض متعلق ہوتے ہیں اور جہاں پبلک افکار

کول اسپینج کے کھونٹے کی رسم

یہ وہ ملکہ ایڈی لینڈ کی وفات

اور فرائض بڑے وسیع اور طرح طرح کے ہوتے ہیں جیسے کہ محل شاہی میں تو دھان خوشی و رنج کے حادثات و تغیرات بہت جلد ایک دوسرے کے بعد اوپر تلے بڑے زور شور سے چوم کرتے رہتے ہیں دیکھ لو کہ ابھی پہنے خاندان شاہی میں ایک مسرت ناک واقعہ سنایا تھا کہ اُسکے ساتھ ہی یہ غمناک واقعہ سناتے ہیں کہ ملکہ ایڈی لیڈ کا انتقال ہوا جس سے ملکہ معظمہ اور عالی جناب کو کمال ملال ہوا۔ اُنکے مرغیے چند روز پہلے اُن سے ملاقات کر کے حضرت علیا تشریف لے گئیں تھیں۔ وہ ۲۷ نومبر کو شاہ لیو پولڈ کو یہ تحریر فرماتی ہیں: ”میرن جمعرات کو اپنی عزیز چچی سے ملنے گئی تھی جسکو میں کبھی نہ بھولوں گی۔ اُن کے پیارے چہرے پر موت اپنی تصویر دکھا رہی تھی۔ وہ خود بیکسی و ناتوانی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ میں نے اُنکے پیارے دُبیلے ہاتھوں کو درد فہ چوماتو مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ میں نے اختیار روئی مجھے اُن سے کمال محبت تھی۔ انہوں نے میرے ساتھ ہمیشہ مادرانہ محبت کی ہے انہوں نے جو تکالیف بیان اُٹھائی ہیں۔ اُن کے عوض میں وہاں راحت کا صلہ ہوا۔“ ۲۷ دسمبر کو اُنکا انتقال ہوا۔ غیر معمولی گزٹ میں اُن کی وفات کا اشتہار دیا گیا۔ اُنکے صفات ذاتی کا بیان کیا گیا۔ جسے سب سے ہزاروں آدمیوں کے دلمین اُنکی قدرو منزلت پیدا ہو گئی۔ *

ملکہ ایڈی لیڈ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازہ کے ساتھ شانہ دھوم دھام کی رسمیں ادا نہ کی جائیں۔ بلکہ میرا تابوت ملاح اٹھائیں جو اس بات کو یاد دلائے کہ میں اس بادشاہ کی بی بی ہوں جس کا لقب سیلر (ملاح) تھا۔ اس وصیت کے موافق اُن کی تجنیز و تکفین ہوئی۔ یہی ملکہ تھی جس نے اول شانہ ماتم کے مراسم کی اس طرح اصلاح کی۔ *

۴۰۔ دسمبر کو ملکہ معظمہ نے اپنے مامون صاحب کو خط لکھا ہے کہ گو ہر روز موت آنے کی توقع تھی مگر جب وہ آئی تو ایسی دفعۃً آئی کہ یہ معلوم ہوا کہ وہ کبھی بیمار ہی نہیں ہوئی تھیں۔ مجھے اب تک یہ یقین نہیں کہ وہ مر گئیں آپ جانتے ہیں کہ وہ مجھے ہمیشہ مہربانی اور شفقت کرتی تھیں اور جیسے اُن کا خاوند بادشاہ مرا تو انہوں نے اپنا چال و چلن کیسا نیک تعریف کے قابل رکھانی بحقیقت وہ ہماری اور ہمارے بچوں کی مادر مہربان تھیں۔ وہ ہمیں دیکھ کر باغ باغ ہوتی تھیں۔ ہم دونوں کو اُن کے مرغیے بڑا نقصان ہوا۔ لاکھوں آدمیوں کو اُنکے مرنے کا رنج و الم ہوا۔ اُنکا کچھ معاذ نہ نہیں۔ اُنکے مرغیے میری بچاری مان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں (ان دونوں میں

آپس میں بڑی محبت تھی۔ دونوں بیوی میں ہمدرد تھیں، چند روز بعد ملکہ معظمہ کو انکی سوتیلی بہن نے یہ تعزیت نامہ لکھا۔ یہ بات سچ ہے کہ ملکہ ایڈی لینڈ کر گئیں۔ لیکن انکی محبت و تعظیم و تکریم انکے جانتا زندہ ہیں۔ وہ آرام جاوید کے مقام میں چلی گئیں۔ وہاں انکو وہ رحمت و آرام ملے گا جسکو وہ یہاں پہنچ بھی نہ تھیں۔ ہم کو خیال کرنا چاہیے کہ انہوں نے جو اپنی مصیبت ناک زندگی ہزاروں آدمیوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں صرف کی جو اسکے عوض میں انکو کیا کیا برکتیں ملین گی۔ اور لوگ انکو نیکی یاد کرینگے۔ انکی زندگی ہمارے لیے ایک مثال ہو۔ اس نیک نہاد خاتون کو جو لوگ جانتے تھے وہ اس محبت رکھتے تھے۔ وہ اپنی زندگی میں ہر فرد اپنا حق دکھاتی تھیں جو لوگوں کے اثر پذیر و لون پر اثر پیم بنا پر اپنا نقش چاتا تھا۔

یورپ کے معاملات ملکی کے الٹ پلٹ کے سبب پرش البرٹ کو ایسی سخت محنت کرنی پڑی کہ انکی صحت میں خلل آگیا انکی طبیعت علیل ہو گئی۔ بیرن شوک میئر نوبرمبر ۱۸۵۲ء میں انگلینڈ میں آئے تھے۔ انکو ۲۵ جنوری ۱۸۵۳ء کو وڈنسر سے ملکہ معظمہ لکھتی ہیں کہ "پرش کورات کو غیظ نہیں آتی شام ہی سے وہ بیمار معلوم ہونے لگتے ہیں۔ ان کی صحت کی اصلاح کے لیے ڈاکٹر یہ تجویز کرتے ہیں کہ وہ تبدیل آب ہو کرین اور آب جتنا کام کرتے ہیں اتنا نہ کریں۔ میں خیال کرتی ہوں کہ اگر وہ برسل میں جا کر چند روز آرام کریں تو وہ بالکل صحیح و تندرست ہو جائیں گے۔ گو ان کا جانا میرے لیے جلدی کا غم جا گلزا ہو گا مگر میں انکی صحت کیلئے اسکو گوارا کرؤں گی۔ وہ ہمارے لنڈن جانے پہلے تندرست ہو جائیں ورنہ خدا معلوم وہاں جانے انکی طبیعت کی علالت کی کیا کیفیت ہو۔"

۳۱ جنوری ۱۸۵۳ء کو پارلیمنٹ کھلی۔ حضرت علیا کی طبیعت اس وقت علیل تھی پرش البرٹ کے روبرو اسوقت کا سون کی وہ کثرت تھی کہ چہر توجہ کر نیکی سببے تعطیل کا ذرا بھی خیال نہ کر سکتے تھے۔ براہ راست عین عظیم الشان نمائش کھولنے کا قصد تھا۔ اسکے افکار و ترد و استادم بھری فرصت نہیں لینے دیتے تھے۔ نمائش کے لیے ایگزیکٹو کمیٹی مقرر ہوئی۔ اسنے مہذب دنیا کے سب حصوں سے یہ درخواست کی کہ نمائش میں وہ وقت پر ہماری امداد کریں۔ اب تک اس امر کا فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ عمارت کتنی وسیع بنے اور اور ملکوں کے سبب کیلئے اسکے حصوں کی تقسیم کیونکر ہو۔ اسکے واسطے چندہ کا جمع کرنا روز بروز زیادہ دشوار ہوتا جاتا تھا پبلک کی توجہ اسکی

۱۸۵۰ء پرش البرٹ کی علالت طبیعت

نمائش عظیم کی تیاریاں

طرف دلائی جاتی تھی۔ اور اس سے امداد لی جاتی تھی مجالس مقرر ہوتی تھیں۔ ان میں بڑے بڑے ممتاز دوسرے افراد آدھیوں پر یہ دباؤ ڈالا جاتا تھا کہ وہ سپین دین۔ غلط افواہوں کو اڑنے نہ دیں لوگوں کو بد کرنے پر آمادہ کریں۔ جو لوگ اس کام میں مشغول ہوتے تھے۔ وہ پرنس ایلبرٹ کی طرف ہدایت و ارشاد کے لئے رجوع کرتے تھے۔ ۸۔ پانچ سالہ لارڈ گرین ویل پرنس کے سکریٹری کو لکھتے ہیں کہ مجھے یہ خوف لگا رہا ہے کہ پرنس کے وقت اور توجہ پر بڑا بھاری ٹیکس لگتا ہے وہی بنظر ہر ایک ایسے شخص نظر آتے ہیں کہ نمائش کی کل کلیات اور جزئیات سے ماہر ہیں اگر ان کے بغیر یہ کام بطور خود چھوڑ دیا جائے تو وہ خاک میں مل جائے۔

ایسے بزرگ کام کے لئے فراحتوں و قوتوں کا پیش آنا ضروری تھا۔ مگر ان کے دور کرنے کیلئے پرنس کو ایسے معاون مددگار مل گئے تھے کہ جن کی رايوں پر وہ پورا بھروسہ کرتے تھے جن میں ان کے ایک پرانے دوست دستاد مسٹر کوئیٹ لیٹ تھے جنہوں نے برسل سے ماہ جنوری میں لکھا کہ میں انگلینڈ میں یعنی آؤنگا اور غالباً نمائش میں موجود ہوں گا جو اپنے دنیا کی حرفت اور صنعت دکھانے کے لئے کھڑی ہے اس زمانہ میں جو ہم اپنے ہنر کی نمائش کرتے ہیں وہ قدیمی شاعری سے کچھ کم نہیں ہے وہ ایک عالیشان عظمت و شوکت و جلال رکھتی ہے۔ آپ سوسائٹی کے جون ہارن کے خوب سمجھتے ہیں وہ ترقی کی حالت میں ہے آپ جو ترقی کی تحریک میں سرشار بنے ہیں اس سے آپ کی فراست و فرزانی نمایاں ہوتی ہیں۔

۲۱۔ فروری ۱۸۵۷ء کو وولس روڈ میں ہڑی شان و شکوہ کے ساتھ ایک پبلک میننگ ہوئی اسپین بڑے بڑے مدبران ملکی اپنے اپنے ملک کے قائم مقام بن کر آئے اور انہوں نے بڑی دلپذیر تقریریں کیں۔ لارڈ مورپتھ صدر انجمن تھے۔ انھوں نے اپنی بے نظیر تقریر میں پوپ شاعر کے اشعار پڑھے اور فرمایا کہ گویا یہ شاعر کوئی پیغمبر تھا۔ مگر اس کا یہ کلام پیغمبرانہ تھا جو آئندہ کا حال بتلاتا تھا۔ ”کہ ایک وقت آئیگا کہ دیانے ٹیس مثل ہو اور سمندر کے انسانوں کے واسطے آزادانہ غیر محدود ہوگا۔ سارے بحر و دریا کے روان جو ضلوع کو جدا کر رہے ہیں اس میں بانکر ٹینکے اور انہیں جہازوں کے اندر تو میں سوار ہو کر یہاں داخل ہوں گی۔ اقصائے دنیا ہماری شان و شوکت کو دیکھیں گے اور پرانی دنیا کی تعقیب کے لئے نئی دنیا جہاز میں بیٹھی گی

ڈچس سرلیسنڈ نے اس پر اس کی داد دی اور لکھا کہ موہتہ سنے اس تقریر سے بہتر کبھی تقریر نہیں کی۔ اور حضرت علیا نے اس ڈچس کی نسبت یہ تحریر فرمایا کہ ”میں ہمیشہ اسکو پسند کرؤں گی۔ وہ ہر موقع پر سچے دل سے پرنس کی مثلن لاتی کرتی ہے۔ پرنس کوئی کام نہیں کرتا اور کلام نہیں کہتا جس کی ترقی وہ دل لگانے نہیں ہوتی۔ اسکو خود نیک کام کرنے کا فکر رہتا ہے۔ اسکا دل بڑا فیاض ہے وہ تصب غالب رہتی ہے۔ سیکھنے کا بڑا شوق رکھتی ہے۔ اپنی اور اوروں کی ترقی کی خواہش رہتی ہے“۔

اس میڈنگ کے بعد مین ٹشن ہوٹل ٹری دہوم دہام کی دعوت ہوئی جس میں رؤسارو امرائے عظام اور غیر ملکوں کے سفیران عالیہ مقام اور نمائش کے کشران شاہی اور دوسو شہروں کے مجسٹریٹان اعظم مدعو ہوئے۔ ہمیں شاہی کمیشن مقرر ہوا تو اسکے روبرو یہ تین امر فیصلہ طلب پیش ہوئے۔ اول نمائش کا مقام کہاں ہو۔ دوم اسکی وسعت کتنی ہو۔ سوم اسکے لئے روپیہ کا انتظام کس طرح ہو۔ روپیہ کے جمع ہونیکے لئے ملکہ معظمہ کو بڑا فکریں رہتا تھا۔ وہ یہ چاہتی تھیں کہ پبلک کو خود اس نمائش کی تائید کرنے کی طرف رغبت ہو۔ اور ایسی مجالس منعقد ہوں کہ وہ عوام کو نمائش کے فوائد پر مطلع کریں۔ یہ سارے مطالب پرنس کی اس تقریر سحر بردار و اثر انداز سے حاصل ہو گئے جو اس دعوت میں انہوں نے فرمائی۔

اے ضاجو! میں خیال کرتا ہوں کہ ہر تسلیم یافتہ آدمی پر یہ منہ رض ہے کہ وہ اس زمانہ کو جس میں وہ رہتا ہے نظر غور سے دیکھے اور اپنے بساط کے موافق اپنی عاجزانہ ایسی کوشش کرے کہ جس میں اس انتظام علی الترتیب کی تکمیل کی افزائش ہو جو خداوند تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے بنایا ہے کوئی شخص جس نے اس زمانہ پر ذرا بھی توجہ کی ہے وہ ایک لمحہ کیلئے بھی اس میں شبہ نہیں کرے گا کہ یہ زمانہ عجیب تغیر کی حالت کا ہے جس کا میلان اس طرف ہے کہ کل بنی نوع انسان میں اتحاد و یگانگی پیدا ہوگی اس اتحاد و یگانگی سے مراد یہ نہیں ہے کہ روئے زمین کی اقوام مختلفہ و متنوعہ کی مخصوص خصائل کے حدود شکستہ ہو جائیں اور سب قساوی ہو جائیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ قوموں کی بوقلمونی اور اسکی مخالفت کا جو نتیجہ و مومود ہے وہ ایک ہو جائے۔

کرہ زمین کے حصے اور قومیں فاصلوں بعد و کج حامل ہونی سے آپس میں جدا جدا ہیں مگر زمانہ مال کے ایجادات و اختراعات ان فاصلوں بعد و کو مٹاتے جاتے ہیں اور بآسانی ان کو طے

کرتے ہیں۔ کل قوموں کی زبانیں معلوم ہو گئی ہیں۔ انکی تحصیل کے حساب ہر شخص کو بآسانی میسر ہو سکتے ہیں۔ خیالات کی تیز روی برقی قوت کر رہی ہے۔ سوائے اسکے یہ بات اور ہے کہ سائنس واٹھ سسٹری و محنت پر وازی و آرتھ کی سب فروع میں تقسیم محنت کا اصول اعظم و وسعت پارہا ہے اور وہ نئی سویلینریشن (شایستگی و تہذیب) کا محرک اعظم ہے۔

پہلے زمانہ میں ذہین و طباع و عالم اپنی ذہانت و فطانت کو فوج کر کے کوئی علمی بات نکالتے تھے۔ اسکی اشاعت و اعلان میں ایسا بخل کرتے تھے کہ وہ ایجاد چند ہی آدمیوں کے سینہ میں فیض رہتا تھا۔ اور اسکی نکات پر خاص ہی آدمی بحث کر سکتے تھے۔ غرض پہلے زمانہ میں ایجادات و اختراعات کے مخفی رکھنے میں بڑا اہتمام کیا جاتا تھا۔ اب اسکے برخلاف زمانہ حال میں اور ہر ایک کا انکشاف ہوا اسلئے ساتھ ہی اوسر اس کا اعلان ہوا۔ اور لوگ اسکے ترقی دینے کی طرف متوجہ ہوئے۔ قوموں میں باہم وہ رقابت ہوتی ہے کہ ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ میں ہی اس ایجاد کے ترقی دینے میں اور قوموں پر سبقت بجاؤں اور فوقیت حاصل کروں۔ اس آپس کے مقابلہ اور رقابت سے اس ایجاد کی ترقی ہو جاتی ہے۔ زمین کے کل اقطاع کا پیداوار ہمارے سامنے موجود ہے۔ ہم کو صرف یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان پیداواروں میں کونسا بہتر ہے اور ہماری مطلب برآری کے لئے ازان ہے اور اپنے سرمایے سے اور اوروں کے مقابلہ و رقابت سے اس پیداوار کے قوائے کو کیونکر بڑھا سکتے ہیں۔

دنیا میں انسان جس قدر مقدس و معظّم بلّغ کے لئے پیدا ہوا ہے اب اسکو کامل طور پر پورا کرتا جاتا ہے۔ عقل الہی کی تصویر عقل انسانی اسلئے بنائی گئی ہے کہ وہ ان قوانین الہی کا انکشاف کرے جنکے موافق خدا نے تعالیٰ اپنی مخلوق پر حکمرانی کر رہا ہے اور ان قوانین ہی کو اپنے عمل کا علم بنائے۔ نیچر کو اپنے مقاصد و مطالب کے لئے فتح کرے اور اپنے تمجید ایک آلہ الہی بنا دے۔ قوت و حرکت۔ تغیر کے قوانین کو سائنس منکشف کرتا ہے اور صنایع ان قوانین کو اس مادے پر استعمال کرتی ہے جو زمین ہموک یا فراطیہتی ہے۔ پھر اس صنایع میں آرٹ ہموکسانت و ہموکریگی کے عرفانی قوانین سکھاتا ہے اور انکے موافق ہماری پیداوار کی صورتیں بناتا ہے۔

جنتل مین۔ اسلئے کہ یہ نائیش ایک سچا معیار اور زندہ تصویر اس استعداد و قابلیت انسانی کی ہم کو دیتی جو اس شکل کا عظیم میں بروئے کار باہر ظاہر ہوگی وہ ایک ایجاد ایسا ہوگا کہ جس سے

کل قومیں اپنی سعی کوشش کے لئے ہدایت پائیں گی *

مجھے پوری امید ہے کہ جب اس نمائش میں مجموعہ اشعار ناظرین کیلئے پیش کیے جائیں گے تو ان میں سے
 اول خدا تعالیٰ کے شکر بجالانے کا خیال پیدا ہوگا۔ جس لئے غیر متناہی نعمتیں انکو عطا کی ہیں۔
 پہرہ خیال پیدا ہوگا کہ ان نعمتوں کا حامل ہونا ہماری اپنی ایک دوسرے کی معاونت پر موقوف ہے۔
 خاص اشخاص کی نہیں بلکہ روئے زمین کی کل قوموں کی مصالحت و محنت و مستعدی کے نتیجہ
 یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں *

سامعین نے اس سچ کی ایسی واہ واک کی کہ پرس کی بہت کو ایسی تقویت ہوئی کہ وہ نمائش
 کی بے انتہا مشکلات کے سہل کرنے میں ہمت نہ مصروف ہو گیا۔ اور اپنی سچ کے آخر میں یہ فرمایا کہ
 میں اس نمائش کو ایسی مسرت و دلگاہ جس کا اندازہ بالفصل میں نہیں کر سکتا *

سامعین جن میں قلمروں کے تمام میونیسیپلٹیوں کے قائم مقام موجود تھے۔ وہ اس ارادے
 کو اپنے ساتھ لیکے کہ نمائش کے لئے اہتمام میں گرم کوشش کریں گے۔ سرور برٹ پیل نے اپنی سچ میں
 کہا کہ اے سامعین آپ اس یقین کو اپنے ساتھ لجاؤ گے کہ یہ عمدہ کام جسے حوالے انگلستان کی
 عزت و خدمت کی گئی ہے ناکام نہیں ہوگا۔ اس کے سامنے جو مشکل و مزاحمت پیش آئے گی۔ اس کو
 انگریزی کی مستعدی و پائے موی پرے ہٹائے گی *

پرس پر مبارک باد کی بوجھار پڑنے لگی۔ انکو اپنی اس تعریف و فصاحت و بلاغت سے ایسی
 خوشی نہیں حاصل ہوئی جیسے کہ اس بات سے ہوئی کہ لوگوں نے ان کی نمائش کی تدبیر کو اپنے دل میں
 جگہ دی۔ اخباروں میں پرس کی بڑی تعریفیں کھین گئیں۔ ۳۰ مارچ کو شاہ لیو پولڈ کو ملکہ منظمہ نے
 فخریہ خط لکھا کہ جیسا میرا دل چاہتا تھا کہ لوگوں کے دلوں میں پرس کی الفت و محبت پیدا ہو وہ آ
 پیدا ہو گئی ہے۔ پرس کے دل و دماغ میں وہ قابلیتیں ہیں کہ کسی شخص میں شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں
 جتنا لوگوں کو اُن پر علم ہوتا گیا۔ اتنی ہی انکی قدر و منزلت بڑھتی گئی۔ لوگوں کو انکی خوبیوں کو دیکھ کر
 جرات ہوتی تھی کہ کسی ان میں قوت و جودت اور انکی طبیعت میں انکسار ہے کیسی ہمیشہ وہ اور ان
 اہل بھائی کر نیے رہے ہوتے ہیں۔ ایسی زندگی سب زندگیوں سے زیادہ خوش حال ہے۔ وہ
 شخص امید ہوتا ہے جو اس چیز کے لئے کرتا ہو جو اسکو حاصل نہیں ہو سکتی اور سب سے زیادہ خوش

کرنے والی چیز کی تلاش میں تنگاپور کرتا ہے ۛ

۲۷۔ اپریل کو ملکہ معظمہ نے اپنے ہومن صاحب کو یہ خط لکھا کہ حقیقت میں پرنس اورین کی بھلائی کے لیے عجیب و غریب کام کرتا ہے مجھے اُن کے زیادہ کام کر بیٹھے ہمیشہ اُن کے پیما ہو جانے کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ وہ موسم سرما و خزاں میں علیل رہے خدا کا شکر ہے کہ اب وہ بالکل تندرست ہیں ۛ

دماغی محنت سے جو جسمانی علالت ہوتی ہے وہ علالت پرنس کو تھی۔ اسی علالت کا بڑا علاج یہ ہے کہ کام میں کامیابی کی خوشی ہو۔ سو پرنس کو نمائش کے خاص عام پسند ہونیسے حاصل ہوئی جس کی سرت نے اُنکی علالت کو دور کر دیا ۛ

پارلیمنٹ کے شکست ہو جانیسے ملکہ معظمہ و عہد حضرت پرنس کو کچھ تعطیل ملی۔ انہوں نے وینڈر مین آف آرام کیا۔ لندن میں تو پرنس کو ایک گمنام کی بھی فرصت نہ ملتی تھی۔ اس قصبہ میں آئیسے اور اسکے کام کر نیسے اُنکی روح و روان تازہ و توانا ہو جاتی تھی۔ یہ امر حضرت علیا کے اس فقرے سے جو انہوں نے سٹوک میر کو لکھا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ مین اپنی خیر و عافیت لکھنے سے خوش ہوتی ہوں کہ خدا کا شکر ہے کہ میرا پیارا شوہر اب اپنے تئیں آرام دیتا ہے اور اسکو خود اپنے اوپر حیرت ہوتی ہے کہ اسکا دل کام کر نیکی طرف کیوں نہیں رغبت کرتا۔ اس بات سے میرا اکثر کلا رک بڑا خوش ہے۔ دماغ کو آرام ملنا قطعاً ضرور ہے تاکہ پھر کام کر نیکے لیے تازگی و توانائی آجائے اس خیال سے کہ سبادا پرنس کے توائے دماغی مضحل ہو جائیں جس سے میری جان بے چین ہو جاتی ہے۔ مین باہر بہت پھر کرتی ہوں ۛ

حضرت علیا یہاں اسلئے تشریف لائی تھیں کہ اُنکے شوہر کو کثرت سے کام کرنے سے فرسٹ لے اور وہ آرام کریں سو لندن کی نسبت یہاں پرنس نے کچھ آرام کیا۔ مگر ان کا دماغ بے سطل بیٹھے سکتا تھا۔ یہاں انہوں نے اپنے لیے یہ کام نکال دیا کہ یہاں کی موریوں اور بدر روں کا ایسا بندہ کریں کہ جس سے خلعت کو فائدہ پہنچے۔ پرنس نے سٹوک میر کو لکھا کہ مین نے یہ بڑی تحقیقات کی ہے کہ موریوں کی حفاظت کیونکر زراعت کی کھات بن سکتی ہے اور شہروں سے پانی کا نکاس کیونکر ہوتا ہے انکلتان میں یہ کام مہتمم بالشان ہو گیا ہے۔ اسکے لیے جتنی پہلے تدبیریں سوچی گئی ہیں ان میں کھون روپیوں کا خچہ ہے مگر مین نے جو تدبیر نکالی ہے انہیں کوڑی کا خچہ نہیں۔ میری تدبیر یہ ہے کہ خاص

حضرت علیا کا زندگی میں تمام انگریزانا

توسط آلات سے مورچوں کا پانی فلٹر لینے چن کر نیچے سے اوپر جا کے اور لمچٹ نیچے رچکا۔ اور اس
 نحقے ہوئے پانی سے کھیتوں میں آبپاشی کی جائے۔ جہاں زمین ڈھلوان زیادہ ہے جیسے کہ اوسبوں
 میں وہاں اس حکمت سے آبپاشی بہت ارزان ہو سکتی ہے۔ اور اسکا حاصل زیادہ ہو سکتا ہے اس کا رونا
 کے لئے ایک ضروری شرط زمین کا ڈھلوان ہونا تھا جو کہ شہر قصبات میں نہیں ہوتا۔ اسلئے پرنس اپنی
 اس تدبیر میں کامیاب نہیں ہوا۔

ڈیوک ولنگٹن کمانڈر انچیف سپاہ تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تک میں زندہ دل او
 قوی تھا۔ اس عہدہ کے کاموں کو سر انجام دیتا تھا۔ اب یہ بہتر معلوم دیتا ہے کہ کوئی میرا قائم مقام
 مقرر کیا جائے۔ میری ذات کے لئے یہ ایک خاص مستثنیٰ صورت تھی کہ باوجودیکہ میں رعیت میں تھا
 مجھے یہ عہدہ مل گیا۔ ورنہ یہ عہدہ بادشاہ کو یا اس شخص کو جو تخت سے قریب ہو مینا چاہئے۔ انگریزوں
 کو کچھ حد تھا کہ یہ منصب عالی رعیت میں سے کسی شخص کو مل جائے۔ لیکن بادشاہ تو عورت تھی اس لئے
 ناممکن تھا کہ یہ عہدہ اُسکے حوالہ کیا جائے۔ بس ڈیوک نے دفعہ یہ تجویز پیش کی کہ پرنس البرٹ کے لئے
 اس عہدہ کے پانچکے واسطے انتظام کیا جائے۔ حضرت علیا کو اس بات کا کچھ خیال نہ تھا وہ یکایک
 اس بات کو مستحکم و متحیر ہو گئیں۔ باوجودیکہ ایسے عہدہ جلیل القدر کا ملنا جو انون کی عین تمنا ہوتی ہے
 مگر پرنس نے اس عہدے کے قبول کرنے کیلئے یہ عذر پیش کیا کہ میں سپاہ کے کام سے ناواقف
 ہوں۔ اس میں مجھے کچھ تجربہ نہیں ہے۔ اس عذر کے جواب میں ڈیوک نے فرمایا کہ میں آپکے ماتحت ایک
 چیف اوف شاف مقرر کروں گا۔ جو ہرگز آزمودہ کا رجنریل ہو گا۔ اس بات کو ملکہ معظمہ نے ناپسند
 کیا۔ جسکا غالباً یہ سبب تھا کہ وہ اپنے خاوند کی خصلت و عادت سے پر نسبت ڈیوک کے زیادہ واقف
 تھیں۔ وہ یہ خوب جانتی تھیں کہ پرنس جب اس عہدہ کو منظور فرمائیں گے تو اسکے سارے کاموں کے
 کرنے کو اپنے اوپر فرض سمجھیں گے اور خود انکو کریں گے۔ برائے نام عہدہ کو عزت کے لئے نہیں مل
 کریں گے۔ اور اپنا کام کسی اور سے کرنا پسند نہیں کریں گے اور جیسے کہ انہوں نے کیمبرج یونیورسٹی میں
 جنرل مقرر ہو کر اس میں ایک تبدل اور تفسیر عظیم پیدا کیا۔ وہ سپاہ میں بھی کمانڈر انچیف مقرر ہو کر تفسیر
 پیدا کریں گے۔ اس میں نا تجربہ کاری کا عذر قابل التفات اس سبب نہیں ہوگا کہ انکی دامغانی قوت ایسی
 عجیب و غریب تھی کہ وہ اس عہدے کے کام کو کسی دوسرے تجربہ کار اور آزمودہ کار سے کم نہیں کرتے

ڈیوک ولنگٹن کا پرنس البرٹ کے لئے عہدہ کمانڈر انچیف کا پیش کرنا

مگر اس عہدے کے ختمیہ کر نیے اُنکو اپنے سارے کام چھوڑنے پڑتے۔ سو ریونج پانی پر کیا ہو
 اعمال سے ایسی ایک پالیٹک منکشف کرنا چھوڑنا پڑے گا جس سے فائدہ عام اور فائدہ انام اور ان کو
 حیات دوام حاصل ہو۔ ملکہ منظمہ کی سبکدوشی کے کام جو وہ کرتے ہیں ٹھکوتہ کر کے پڑیں گے۔ یہ نا
 ممکن ہے کہ کوئی دوسرا سبکدوشی کا روبرو سلطنت میں ملکہ منظمہ کی معاونیت کرنے والا اُنکے برابر ملے مگر
 کمانڈر انچیف ہونے کیلئے ایسے لائق آدمی مل سکتے ہیں کہ وہ ان سے بہتر تو نہیں مگر برابر کام کر سکیں۔
 دو دن بعد ڈیووک نے پرنس کو یہ خط لکھا۔ میرے پیارے ڈیووک۔ آپ نے جو میرے کمانڈر انچیف
 ہونے کی تجویز فرمائی ہے اُس پر ملکہ منظمہ نے اور میں نے سب طرح کی غور و خوض کی کہ ان دو باتوں میں سے
 کون سی بات میرے حق میں مصلحت و مفید ہوگی کہ سپاہ کی حکمرانی کو قبول کروں یا اس سے انکار
 کروں۔ تو آخر کو میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ میں اس امر کا فیصلہ محض اس خیال پر نظر کر کے کروں کہ میرا منصب
 جو ملکہ کے شوہر ہونے کا ہے۔ اس کے ادا سے فرائض میں اس عہدہ کے قبول کر نیے کوئی حرج
 واقعہ ہوگا یا کوئی اعانت ہوگی +

میرا خاص منصب نہایت نازک ہے۔ جب کوئی عورت بادشاہ ہوتی ہے تو اس کی ذات خاص
 کے لئے بہ نسبت مرد بادشاہ کے بہت سے نقص و خسارے ہوتے ہیں لیکن اگر اس کی شادی ایسے
 شوہر سے ہو جائے جو اپنے فرائض کو سمجھتا ہو اور اُنکو ادا کرتا ہو تو عورت بادشاہ کے نقصانوں اور
 خساروں کا مواضع ایسے بہت سے فائدوں سے ہو جاتا ہے کہ وہ عورت بادشاہ مرد بادشاہوں سے
 بھی زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس بات کے لئے یہ ضرور ہے کہ شوہر اپنی ذات کو بی بی کی ذات
 میں مستغرق کر دے۔ **شعر** من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جان شدمی کا سالہ ہوا
 شوہر اپنی ذات کے لئے کسی اقتدار اور ختمیہ کا مدعی نہ ہو۔ ساری مقصدہ انگیز باتوں سے
 درکنار رہے۔ پہلکے روہرو کوئی جدا گانہ جواب دہی اپنے ذمے پر نہ لے اور اپنے منصب کے سارے
 کاموں کو بی بی کے منصب کے کاموں کا ایک حصہ بنادے۔ عورت ہونیکے سبب جو بالطبع شادی
 کاموں میں کسر رہتی ہے اُسکو پورا کرے۔ بعض اوقات جو شکل معاملات قوموں کے باہمی تعلقات کے
 اور پولٹیکل یا سوشل مقدمات خاص اپنی ذات کے دشوار اور مشکل پیش آجائیں اور اُنکے حق ادا
 کرنے میں دشواریاں پیش ہوں تو اُنکے اندر وہ ہر وقت علی الاطلاق اعانت و امداد کرے۔ ملکہ کا

شوہر باطریق کسبہ کا سرپرست اور گھر کا منتظم اور ذاتی معاملات کا مستم اور پولیٹیکل باتون میں اس کا مشیر مونس۔ گورنمنٹ کے افسروں کے ساتھ مراسلت کا مددگار۔ چونکہ علم بی بی کا پرانیوٹ سکرٹری اور مستقل فیسر (وزیر) ہوتا ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ میرے ان کام کیجے ساتھ کھان تک یہ مناسب و موزون ہے کہ اس عہدہ جلیل القدر کی جواب دہیوں کو اپنے ذمے پر میں لون اور اسکا مذہب اور نظم بنوں۔ اور ملکہ کا اگر کیٹو افسر بنکر انکے احکام کی تعمیل کروں۔ میں اپنے رہن یقین واثق رکھتا ہوں کہ جب میں اس عہدے کی جواب دہی اپنے ذمے لوں گا تو اسکا کام اور دن کے حوالے نہیں کروں گا بلکہ اپنا عین فرض یہ جانوں گا کہ اُسکے سارے کاموں کی خود نگرانی کروں۔ اگر میں اپنے فرائض خدمت کو اس منج سے بھی ادا کروں گا تو بھی میں جانتا ہوں کہ میں اس عہدے کے کام میں ناجذبہ کار ہوں ایک لائق جنرل افسر اس عہدہ کے کاموں کو مجھ سے بہتر کرے گا۔ اگر میں ان فرائض کے ادا کرنے سے محروم ہو جاؤں گا۔ جو ملکہ کی بہبودی کے لیے کرتا ہوں اور انکو میرے سوا کوئی اور شخص نہیں ادا کر سکتا۔ پس ان جہ سے اس عہدہ جلیل کے قبول کرنے سے معذور ہوں گا گو وہ میرے لیے ترغیب عظیم ہے۔

ایک اور بات ہے جو میرے دل پر ایسا زبردست اثر کرتی ہے کہ کسی اور شخص پر نہیں کرتی کہ برٹش کونسل ٹیوشن کا منشی یہ ہے کہ سپاہ پر بادشاہ حکمرانی کرتا ہے۔ اور اب تک اسی طرح عمل کرتا ہے مگر اب بادشاہ ایک لیڈی ہے جو وہ سپاہ پر اپنے حکمتوں کو اس طرح نہیں چلا سکتی جس طرح بادشاہ کو چلانا چاہیے۔ اور کمانڈر انچیف کی وہ امداد نہیں کر سکتی جس کی ضرورت سپہ سالار کو سمبولی جالینٹ میں ہوتی ہے۔ پس اسوجہ سے مجھے ہی ملکہ کی طرف سے حکمرانی کے کاموں کا کرنا میرا زائد اور اضافی فرض ہو گا اور سپاہ کے معاملات پر خاص توجہ کرنی اور انکی بڑی استیاط سے خبر داری کرنی پڑیگی جب تک جناب کمانڈر انچیف میں بادشاہ کی طرف سے آپکو اعانت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جناب کی طرف سے بادشاہ کو اعانت کی ضرورت اس سبب سے ہوتی ہے کہ عوام کی رائے پر جناب کا منصب طاقت رکھتا ہے وہ کسی اور کا منصب نہیں رکھ سکتا اگر میں آپکے قدموں پر چل کر سپاہ کے معاملات پر غلبہ و قدرت رکھنا چاہوں تو وہ ایک تکبر مضحکہ کے قابل ہو گا۔

ڈیوٹک لئے پرنس کے دلائل کو خوب جانچا اور اس باب میں لارڈ رسل سے بھی خط و کتابت کی اور آخر

یہ امر طے ہوا کہ پرنس کا منصب ایسا ہے کہ اس عہدہ کا نام منظور کرنا بہتر ہے ۛ

یکم ستمبر ۱۸۵۷ء کو حضرت علیا کا تیسرا بیٹا اور ساتواں بچہ پیدا ہوا۔ اس ن ڈیوک ولنگٹن کی سالگرہ تھی۔ اسلئے اس مولود مسعود کا نام ڈیوک کے نام پر رکھ رکھا گیا۔ جس سے ہمیشہ یہ بات یادگار رہے کہ حضرت علیا و عالیجناب کو ڈیوک سے دلی محبت و مودت تھی اور انکے ولین ڈیوک کی قدر و منزلت ہو۔ حضرت علیا نے سٹوک میر کو لکھا کہ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ میرے مان بیٹا جسکی بڑی تمنا تھی اس دن پیدا ہوا ہے کہ ڈیوک ولنگٹن کی کیا سونین سالگرہ تھی اس لئے اسکا نام ڈیوک کے نام پر رکھ رکھا گیا اور باپ کا نام اس پر اضافہ کیا گیا ۛ

۲۲۔ جون کو اس شہزادے کو صہبہ خانہ دیا گیا۔ اور اس کا نام آر تھرو ولیم پیٹرک البرٹ رکھا گیا ۛ

پرنس نے اپنی سوتیلی ماں کو خط لکھا کہ میں آپ کو پوتے کے پیدا ہونے کی مبارکباد دیتا ہوں وہ میرا ساتواں بچہ ہو۔ رات کو ماں بے چین رہی۔ سو اٹھ بیچے دن کی روشنی میں بچہ نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ بہن بھائیوں نے بھائی کے پیدا ہونے کی بڑی خوشی منائی۔ اور وہ آپس میں کہنے لگے کہ اب ہم ہفتہ کے دنوں کی تعداد کے برابر سات ہو گئے۔ اب ہم اپنے میں سے اتوار کس کو کہیں۔ آپس کی محبت و الفت کے سبب سب سے پھوٹے بھائی کو اتوار قرار دیا ۛ

حضرت علیا پر اب تک نو محلے کینے۔ پاجی۔ ریزیل آرمیون نے کیے تھے مگر اب کی دفعہ ٹھنڈ پٹھان نے حملہ کیا جس کا خاندان شریف تھا اور پانچ برس تک وہ سپاہ میں افسر رہ چکا تھا حضرت علیا کے چچا ڈیوک کیمبرج سخت علیل تھے۔ انکے گھر پر عیادت کے لئے حضرت علیا تشریف لیگئی تھیں وہاں سے واپس آتی تھیں کہ انفنٹ پیٹھان نے انکے چہرے پر ایک چھڑی زور سے ماری جسکو کلاہ نے روکا مگر پیشانی زخمی ہوئی۔ یہ زخم ایسا خفیف تھا کہ وہ رات کو اپنی راین ملکہ منظمہ کے جانے کا فراموش نہ ہوا۔ جو وقت وہ اوپر امین تشریف لائیں تو بڑی گرجوشی سے چیز دیئے گئے۔ اور ملکہ کو خدا سلامت رکھے کا گیت گایا گیا۔ اس صدمہ کا حال سٹوک میر کو عالیجناب یہ لکھتے ہیں کہ پیارے سٹوک میر۔ مجھے ایک منٹ کی فرصت ملی ہے جس میں آپ کو یہ خط لکھتا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ وکٹوریہ ابھی ہیں۔ اگرچہ انکی پیشانی پر کل سخت چوٹ لگی۔ جسکے سبب سے انکو ضعف ہو۔ مجرم وہ با مکار تہا آدمی ہے جو پارک میں کٹر

حضرت علیا کے ان عزیز اور عزیز کا دل ہوتا

ملکہ منظمہ و انفنٹ پیٹھان کا پھری مارنا

اپنی خوش لباسی کو دکھایا کرنا تھا اسکو آپنے بھی دیکھا ہوگا۔ وہ اپنی اس حرکت بجا کے سبکے بتلائے
میں خاموش ہو۔ مگر اپنے اس کام سے غمزدہ ہو۔ ایسے کام کے کر بیسے کوئی آدمی خوش نہیں ہو کر تا ہوا
عدالت میں مجرم کے لئے معمولی عذر دیوانگی پیش ہوا۔ مگر جیوری نے اسکو مانا نہیں۔ اس کو
۷ برس کی قید اور جلا وطنی کی سزا ہوئی۔

اوسبورن کی دلکشا ہونے پر لنس البرٹ کو تازہ و توانا کر دیا۔ یہاں وہ اپنے کاموں کو ترقی
دیتے رہے۔ ارضی کی درستی کرتے رہے۔ موریوں کے آلہ کا تجربہ کرتے رہے۔ فارم کے مکان تیار
کرتے رہے۔ ۲۳۔ مئی کو اپنی سوتیلی ماں کو انہوں نے یہ خط لکھا کہ جزیرے میں اپنے گھر کے اندر ہم
موسم گرما کی گرمی سے مسرور ہوتے ہیں۔ بچے تیریاں پکڑتے ہیں۔ بچوں کی ماں دشتوں کے نیچے
بیٹھتی ہیں۔ میں خوش گوار پانی پیتا ہوں۔ پہو بھی صاحبہ ڈچس کنٹ اور شہزادہ چارلس بیان آئے
ہوئے ہیں۔ دو ہفتے ہمارے ساتھ ٹھہریں گے۔ پھر ہم لنڈن جائیں گے۔ جہاں اس موسم کی مسرت نہا
کی کسر نہ ملے گی۔ خدا ہم گنہگاروں پر اپنا رحم کرے۔

حضرت علیا لنڈن میں تشریف لائیں تو علاوہ یہاں کے موسم کی بے لطفی کے اور انکا
نے بھی اُنکو آنگر گھیر لیا۔

حضرت علیا اور لنس البرٹ کو جہاں اور افکار ستاتے تھے۔ اُن میں سب سے زیادہ یہ مشکل
و نخر اشی کرتی تھی کہ اخباروں اور بعض رمیوں نے نمائش کے باب میں یہ رخنہ ڈالا کہ پارلیمنٹ کو بتایا
کہ وہ نمائش گاہ بننے کے لئے ٹائیڈ پارک میں جگہ نہ دے۔ اس معاملہ کی صورت ایسی خوفناک ہو گئی تھی
کہ نمائش کے کشنروں کو سوائے اسکے کوئی چارہ ہی نہ تھا کہ وہ نمائش سے بالکل ہاتھ اٹھائیں۔ لنس
البرٹ کو ملکہ کے زعمی ہونے کا غم تھا کہ اُسپر ایک اور بوج کا یہ اضافہ ہوا کہ سرور برٹ پیل نے اس
جہاں غانی سے عالم جاودانی میں کوچ کیا۔ پیل اور لنس البرٹ دونوں آرٹ۔ لٹرچر اخلاق اور
پولیسٹیکل میں بالطبع ہم مذاق۔ ہم خیال۔ ہم رائے تھے۔ لنس البرٹ نے بیرن سٹوک میئر کو ۳ جولائی
کو یہ اندوہناک خط قصبہ بنگلہم سے لکھا ہے۔

پیارے سٹوک میئر۔ آپ ہمارے دوست پیل کے مرنیکے رنج و ماتم میں شریک اعظم ہوئے۔ آپ غیب
جانتے ہیں کہ مجھ میں اور پیل میں کیسی گھاگت اور محبت و مودت تھی۔ آخرات کو ساڑھے گیارہ بجے

حضرت علیا کا لنڈن میں رونق افروز ہونا

سرور برٹ پیل اور لنس البرٹ

موت کی نیند میں اُسکی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اپنے سنا ہو گا کہ ہفت کے دن ساڑھے گیارہ بجے ہمارے مکان کے باغ کے مجاذبی دیوار کے پیچھے وہ گھوڑے پر سے گرا۔ منہس اور شانے کی ہڈیاں ٹوٹیں بہت اذیت اٹھائی۔ بنجار چڑھ آیا یمن کا بند بندہ ل گیا۔ اس صدمے سے چند گھنٹے پہلے وہ نمائش کی کمیشن میں ہم سے باتیں کرتا تھا۔ مائیڈ پارک کی زمین کے لئے یمن جو مشکلات پیش آ رہی تھیں ان کے سہل کرنے کی صلاح و مشورہ بتاتا تھا۔ اس نمائش کے باب میں وہ میرا قوت بازو تھا اسکے مرنیکے سبب سے میرا دل یہ چاہتا ہے کہ نمائش کے لئے اگر مائیڈ پارک میں زمین نہ ملے تو اپنے اس بارے کا اعلان کر دوں کہ یمن نمائش سوائے مائیڈ پارک کی زمین کے کمین اور نہیں کرنی چاہتا۔ افسوس کہ وہ ہمارا دوست کہ ہماری مشکلوں کا عقدہ کشا تھا دنیا سے چل بسا۔

۴۔ جو لائی سنہ ۱۹۸۷ء کو قصر بنگم سے اپنی سوتیلی ماں کو پرش یہ خط لکھتے ہیں کہ آپ جسے ہمارے پاس سے تشریف لے گئی ہیں۔ ہم پر صدے پر صدے واقع ہو رہے ہیں۔ ہم سے پہلے کو تو چھین کر لے گئی۔ وہ سب سے زیادہ نیک مرد۔ دوست صادق سلطنت کا استوار کن اپنے زمانہ کا مدبر اعظم تھا۔ آپ خوب جانتی ہیں کہ اسکے مرنیکے ہم پر کیا جبری بیٹی ہوگی۔ ڈیوک کی میرج بھی ایسے سخت بیمار ہیں کہ انکے تندرست ہونے کی امید نہیں ان میں طاقت باقی نہیں رہی۔ اس سے زیادہ اور تکلیف یہ ہے کہ اخبار ٹائیس کی ہدایت سے کل پبلکٹس میری اور میری نمائش گاہ کے بنانے کی مخالفت پر کمزور ہو کر مائیڈ پارک میں نمائش گاہ نہ بننے دین۔ کانس موسس میں اس باب میں اختلاف ہے۔ ہمارے بڑے حمایتی پیل تو رہے نہیں کہ انکار عرب اب ہمارا حامی ہوتا۔ اب ہمارا کوئی مددگار ایسا نہیں ہے کہ جس کے رعبے وابستہ ہماری دادرسی ہو اور معقول دلائل کی شنوائی ہو مگر ہم کو شکست ہو گئی تو یمن نمائش کے منصوبے کو ترک کر دوں گا۔

کوئین اور پرنس دونوں اس تجربہ عامہ کا حصہ لے رہے تھے کہ جب آلام آئے یمن تو خاموش جاسوسوں کی طرح تنہا نہیں آئے یمن بلکہ اپنی ملٹین ساتھ لاتے ہیں۔ خبریں آئیں کہ ملکہ بیچم پرنس کی سگی چچی اور ملکہ کی سگی مانی سخت علیل ہیں چند روز کے بعد ڈیوک کی میرج کا جو ملکہ کے سگے چچا تھے انتقال ہوا۔ اس حادثہ غمناک کا حال پرنس نے اپنی سوتیلی ماں کو یہ لکھا ہے۔ ہمیں روز روز نئے نئے غم آتے رہتے ہیں۔ کل شام کو ڈیوک کی میرج کا چرخ حیات

حضرت علیا اور پرنس الیٹ کے عزیزوں کے مرنیکے سبب

باہر آتا ہے۔ اسکا مزاج عموماً سارے یورپ پر صدمہ عظیم ہے اور خصوصاً انگلینڈ کے لئے وہ بڑا ہوناک ہو۔ تاج شاہی اور ہماری ذات کے لئے یہ ایسا حادثہ ہے جسکے نقصانوں کا حساب نہیں ہو سکتا ہے جس طرح اسکی جان گئی ہے وہ اور بھی ہماری جانگزیانی کرتی ہے۔ وہ دنیا میں کیا نہیں رہا ہمارا پارلیمنٹ میں سہارا نہیں رہا۔ اُس لئے کا اثر نہیں رہا جو سلطنت کو بے سہارا تھا۔ اب ہماری نمائش بھی لندن سے رخصت ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ کون سر ریڈیو پارٹی کا ایک گروہ جو قانون عدالت کی نسوخی کا مخالف تھا وہ پہلے ہی سے نمائش کے ہونے کا بھی مخالف تھا اور ریڈیکل بھی پہلے ہی سے بادشاہی مال (پارک) پر اپنا اختیار جاتے تھے۔ ٹائیس کے ایک سولٹر وکیل کا نائب بنے پارک کے قریب ایک مکان جنس خرید لیا تھا وہ بھی نمائش پر طین تشنیں کر رہا تھا۔ آج پارلیمنٹ میں اس باب میں بحث ہوگی۔ پیل جو ہمارا حامی و مددگار تھا وہ زندہ نہیں رہا۔ غالباً ہم کو شکست ہوگی۔ اور ہیکوکل نمائش کا منصوبہ ترک کرنا پڑے گا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہم پولوں کی سیج پر نہیں سوتے میں خدا ہماری پشت پناہ ہو۔

محل شاہی میں پیل کی موت کا ماتم اور سب جگہ سے زیادہ تھا ڈیوک ونگٹن بھی اس موت پر زار زار روئے اس سے زیادہ اور کیا ماتم ہو سکتا ہے۔

سر روبرٹ پیل کی موت نے پرنس البرٹ کی ہمت کو نمائش عظیم کے باب میں توڑ دیا تھا۔ ملکہ اپنے ایک خط میں بیرن سٹوک میر کو لکھتی ہیں کہ جس رات سے کہ ہمارا دوست پیل مرا ہے۔ میر پیل پر پرنس کو نیند اچھی طرح نہیں آتی۔ بہت سویرے سے وہ جاگ اٹھتا ہے یہ میرے لئے ایک بڑی مصیبت ہے میرا طبیب ڈاکٹر کلارک کہتا ہے کہ یہ مرض ل کا ہے۔ غذا سے کچھ فائدہ اسکو نہ ہوگا۔ نمائش نے انکی جان پر وہاں کا سا اثر کر رکھا ہے۔ پرنس اس کام کو ملک کی عزت کیلئے کرنا چاہتا ہے۔ اگر خود غرض آدمیوں کی چھوٹی سی بس کی گاڑی کا میاب ہو گئی اور اُس نے نمائش کے لئے وہ جگہ نہ ملنے دی جو تجویز ہو چکی ہے تو ملک کی عزت و شان میں بڑا بڑا لگنا۔ اُن آدمیوں ہی کے باب میں سچ بجا کر نیسے رات اُن کی نیند اچھا ہو جاتی ہے۔ انکو بد خوابی کا مرض ہو گیا ہے۔ وہ سویرے سے جاگ جاتے ہیں۔ ملکہ مغضبہ کے ذاتی غم پر ایک پیغم اور بڑھ گیا تھا کہ پرنس اور نمائش کے کشمکشوں پر پرنس عجیب عجیب اعتراض کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ پارک میں نمائش گاہ کا بننا لوگوں کی ذمہ دہت گاہ اور سیر گاہ کا خاک میں ملنا ہے۔ اس سبب

لوگوں کو مخالفت پر آمادگی اور جرأت ہوتی تھی۔ اہل حال یہ تھا کہ مائٹڈ پارک کے ہمسایہ میں بہت سے متول خاندان خود مجلے آباد تھے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ جب نمائش گاہ یہاں بنے گی تو متاثراتیوں کا انبوه کشمیر بہاری ہوا اور لہجے درمیان آئے گا جس نے ہر تکلیف ہوگی۔ اسلئے وہ چاہتے تھے کہ نمائش گاہ جزیرہ ڈوگس میں بنے جہاں غریب غزا آباد میں یہ گروہ غرض پرست رعایا کا قائم مقام منجر اعتراض کرنے لگا اور اپنی مخالفت کی نوبت یہاں تک پہنچائی کہ پارلیمنٹ میں یہ معاملہ فیصلہ کے لئے پیش ہوا جس کا فیصلہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ آئسٹ پارک میں نمائش گاہ بنانے کو منظور کر لیا۔ نمائش کے لئے ایک لاکھ پونڈ چندہ جو اسکی لاگت کے لئے کم از کم تجویز کیا تھا جمع ہوا۔ صرف دس ہزار پونڈ پر اس کا خاتمہ معلوم ہوتا تھا تو اخباروں کو اس کا مضحکہ اڑانے کیلئے بڑے بڑے مضامین سوچ کر ایک ہیج کے کارٹون (تصاویر) میں پرنس کو لکھ دھکا چھو کر انبیا اور اسکے ہاتھ میں ٹوپی دی۔ اور ٹوپی کے انڈر یہ جہارت لکھی کہ نمائش گاہ یاد کرو۔ اور اسکے آگے اس مضمون کا شعر لکھا کہ بیچارے غریب شہزادے کی مشقت و محنت قابلِ رحم ہے وہ اپنی گراں بہا تدبیر کے لئے تمہارے دروازے پر دربوڑھ گری کر رہا ہے وہ اپنی بات پر جما ہوا اسکی کوشش میں کمی نہیں تا تم اسکی مدد کرو تمہارے سرمایہ کو تجارت بڑھا دیگی۔ پرنس اس ٹھٹھے بازیوں سے براخوش ہوتا تھا اس نے اس قسم کے تمام کارٹونوں کو جمع کر کے نمائش میں دکھایا اور اپنی یادداشت میں انکو لگایا تاکہ وہ اس زمانہ اور اہل زمانہ کی خصائل میں کو بتلائیں۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی جدید منصوبہ تجویز ہوتا ہے تو اسکی مخالفت میں بڑی سبیلی آوازیں اٹھتی ہیں۔ مائٹڈ پارک میں نمائش گاہ کے بننے کی مخالفت سے انگریزوں کے اس تعصب کے نشان پاگ جاتے ہیں جو وہ جب سیون اور غیروں کے ساتھ رکھتے ہیں مگر یہ تعصب جیسا کہ سنہ ۱۸۵۷ء میں بڑا ہوا تھا ایسا اب اس زمانہ میں نہیں ہے۔ کامنس جو س میں کرنیل سب تھورپ کی زبان سے یہ کلمات نکلے کہ سلطنت کی پوری برادری میں آزادی تجارت نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی جس سے ہماری تجارت کو اجنبی چہرے آکر رہ گئے۔ اب اس نمائش عظیم کا خیال شیطان نے پیدا کیا ہے جس سے جہنی ہماری عزت کو چا کر لیا بیٹھ گیا۔

اب چندے کے مشکل کاموں کے آسان کیا کہ دو لاکھ پونڈ کا گارنٹی فنڈ اسلئے کھولا کہ اگر نمائش میں نقصان ہو تو اسے بھر دینے کا وہ ذمہ دار ہو۔ اسکی ابتدا میں پنٹو اور اسکے شرکار نے ۵۰ ہزار پونڈ

اس فڈس مین جمع کر دیئے۔ اسکے بعد تھوڑے دنوں میں خاطر خواہ چندہ ہو گیا۔ جب نمائش کا حساب کتاب آخر کو ختم ہوا تو ڈھائی لاکھ پونڈ بعد منہائی خرچ کشف و کف پاس فاضل بیج رہے۔ اس سٹوڈنٹ لوگ جو پرنس کے منصوبے پر زندہ زنی کرتے تھے۔ اپنے دلیں بڑے ذلیل ہوئے ۴

باب مقدمہ

بادشاہ اور فورین منسٹر کے تعلقات و نمائش عظم

ایک فورین افسر ہوتا ہے۔ جسکا افسر فورین منسٹر یا فورین سکرٹری کہلاتا ہے جس کی معرفت غیر سلطنتوں کے ساتھ کل معاملات ملکی طے پاتے ہیں اور انکو مراسلات بھیجے جاتے ہیں ان مراسلات پر جو غیر ملکوں کو بھیجے جاتے تھے پر نسبت اور معاملات ملکی کے حضرت علیا اور عالیجناب کی زیادہ توجہ ہوتی تھی۔ فورین سکرٹری دول خارجیہ کو مراسلات بھیجا کرتا تھا اسپر لازم تھا کہ وہ غیر ملکوں کے ساتھ کسی پولیسی کے اختیار کرنے میں ملکہ منظمہ اور وزیر عظم سے صلاح و مشورہ لے۔ وہ خود بغیر اس صلاح و مشورہ لینے کے کسی پولیسی کے اختیار کرنے کا مجاز نہ تھا۔ ہر پولیسی کی جواب دہی اول ملکہ منظمہ اور وزیر عظم کے ذمے پر ہوتی ہے۔ ان کے پاس ان تمام مراسلات کی نقلیں بھیجی جاتی ہیں جو فورین افسر مین آتے جاتے ہیں۔ ان دونوں کے صلاح و مشورے سے ایک اصول قرار پاتا تھا۔ جمین پھر کبھی کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ سوائے اسکے کہ وہ دونوں خود ہی اس میں کچھ تغیر نہ کریں ۴

بادشاہ سے زیادہ کوئی اور شخص اپنے ملک کی عزت و شان و شوکت و حرمت و عظمت و دولت امن و رعایت کا خدایان نہیں ہوتا۔ بادشاہ اور اسکا ملک ذات واحد ہوتا ہے جو ایک کی عزت ہوتی دوسرے کی عزت ہے۔ وزیر خواہ کیسا ہی ملک کا خیر خواہ اور خیر اندیش ہو اگر وہ بادشاہ کے برابر ملک کی مستقل بہبودی کا پاس ملحوظ نہ کرے گا اور نہ بر عظم و اتحات کو بادشاہ کے برابر غور و نظر سے دیکھے گا۔ خرمات و خاندانوں کی پسند و ناپسند اور ڈپلومیٹک قیج کے لیے بلند ہستی اور ڈپلومیٹک

نمبر

شکستوں سے تکلیف اٹھانی اور پیارے پولیٹیکل سائل یہ سب باتیں کسی کونشنی ٹیوشنل سلطنت یا بادشاہ کے دلیمن اس قدر نہیں ہوتیں جیسی کہ انگلینڈ کے بادشاہ کے دلیمن۔ اس کا مقدم خیال یہ ہے کہ سلطنت کو سلامت رکھے۔ اپنی سلطنت کی عزت و ادب و عظمت کو بڑھائے اور بادشاہوں اور انکی گورنمنٹوں کے ساتھ حسن اسحاق اور نیک ارادت کرے اسوجہ سے بادشاہ کی خدمت بزرگ یہ ہوتی ہے کہ غیر ملکوں کے ساتھ جو اس کے اپنے تعلقات ہوتے ہیں انکو متواتر وہ بڑے غور اور خوض سے دیکھتا رہے اور انکے اپنے ملک کی جو پولیسی ہو انکے جزئیات کے کاموں میں بھی گورنمنٹ کے صلاح و مشورہ پر چلتا رہے ۛ

اسوقت میں یورپ میں ساری اور سلطنتیں آفت زدہ ہو کر دو گنا ہوتی ہیں۔ انگلینڈ نے اپنی نمایاں پولیسی یہ اختیار کر رکھی تھی کہ کسی ملک کے معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ سب الگ تھلک دوڑ چکا ہے۔ جب کوئی سلطنت صلاح و مشورہ کی اس سے استدعا کرے یا اسکے توسل و توسط سے مصالحت کا خواہشمند ہو تو اپنے عربے داب و اثر کے کام میں لانیکے لئے تیار رہے کوئی ایسی بات نہ کرے کہ جس سے فساد کھڑا ہو یا اسکی بے اعتباری ہو یا ایسی جھوٹی امیدیں دلانے کہ جس میں شک و ناگزیر یا دوس کرنا پڑے۔ اس بات کا چھپا نا عجب ہے کہ گورنمنٹ کی اس پولیسی کی تعمیل لاڈ پامرسٹون ہمیشہ اس طرح سے اپڑا کاموں میں کیا کرتے تھے کہ وہ انکے شرکار اور ملکہ مضطر کے پسند خاطر ہوں انکی کارروائی نا ہموار و خشونت آمیز ہوتی تھی۔ انکے مراسلات کی زبان اتنی مصلحت خیز نہیں ہوتی تھی جیسی کہ ملات انگیز و نفرت آمیز۔ غیر گورنمنٹوں سے ان کا برتاؤ ایسا تھا کہ جس سے وہ چونک پڑتی تھیں۔ لاڈ پامرسٹون کے لاین فایقی اور ملک کے نیک خواہ اور عالی ہمت اور روشن دماغ ہونے میں یکساں کلام نہیں مگر ان اوصاف کے ساتھ وہ اپنے عہدہ کے کاموں کے انصرام میں غور پسند۔ خرد و داغ۔ مغلوب انصاف تھے۔ انکے بہت سے مراسلات جب بادشاہوں اور مدبران ملکی کی نظر گذرتے تھے تو انکے دلوں میں بڑے اثر پیدا ہوتے تھے۔ وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ انکے کام میں ان کے شرکار مداخلت کریں اور یہ امر فراموش کرتے تھے کہ ان کی درشت بیانی اور غلط کاری کا خیا زہ ان لوگوں کو بھگتنا پڑتا تھا جن کی طرف وہ رجوع نہیں کرتے تھے اور نہ انکے صلاح و مشورہ لینے کی پروا کرتے تھے۔ ۱۸۴۹ء کے آغاز میں حضرت علیا کو ضرور ہوا کہ وہ کونشنی ٹیوشنل مگر اس

قاعدے سے لارڈ پامرسٹون کو مطلع کریں کہ انکا عمدہ وزیر عظم کے ماتحت ہی جو مراسلات میری منظوری کے لیے پیش کیے جائیں ان کا وزیر عظم لارڈ جان رسل کے ہاتھوں میں گزرا ضرور ہوگا اگر پامرسٹون ان مراسلات میں کوئی بڑی تبدیلی کرنی چاہیں تو اسنی تبدیلی کو مسدود جوہ بنیا کے مجھ سے عرض کریں۔ لارڈ جان رسل نے ملکہ معظمہ کو لکھا کہ تمام مراسلات پر چاہیے کہ خوب غور و خوض کیجائے لیکن جناب عالیہ کو کاروائی کی تسہیل کے لیے چاہیے کہ جب مراسلات کے مسودے پہنچیں تو انکو جلد جلد ممکن ہو واپس فرمائیں۔

لارڈ جان رسل کے خط کا جواب ملکہ معظمہ نے یہ لکھا کہ میں یہ چاہتی ہوں کہ بعض اوقات جواب تک بھریہ دباؤ ڈالا گیا ہے کہ میں چن منٹ میں جواب لکھ دوں وہ آئندہ بھریہ نہ ڈالا جائے لارڈ پامرسٹون کو ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ میرے لیے بارہ یا چوبیس گھنٹہ کا وقت دیا جائے کہ جس میں آپ کی طرف رجوع کر سکوں اور مراسلات کو بھی غور سے مطالعہ کر سکوں۔ ایسی بہت مختصری مثالیں ہونگی جس میں ایسے تھوڑے وقت سے حج کار ہوگا۔

لارڈ جان رسل نے اپنے خط مورخہ ۲۱۔ مئی ۱۸۷۹ء کے ذریعہ سے لارڈ پامرسٹون کو ملکہ معظمہ کی تجویز مذکورہ بالا سے مطلع کیا۔ انہوں نے اسکو منظور کر لیا۔ اور حضرت علیا کی رائے اتفاق کیا کہ غیر سلطنتوں کے وزراء کو جو ہدایات کیجائیں وہ نظر عام سے دیکھی جائیں غیر قوموں کے ملکہ معظمہ اور گورنمنٹ کے درمیان گفتگو کرنے کا صرف یہی طریقہ ہی اور سوائے اسکے کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔

حضرت علیا کو وقتاً فوقتاً یہ شکایت رہی کہ انہوں نے جو اپنی تجویز اور بتلائی تھی۔ اسکی تعمیل پوری پوری نہیں ہوئی تھی ملکہ معظمہ کو وہ بڑی بڑی تجویزین جو خستہ سال کی گئیں اور ہدایتیں جو اب بھی گئیں نہیں بتلائی گئیں۔ انکو وہ جب معلوم ہوئیں کہ انکے نتائج سے وہ سخت دشواریاں پیش آئیں۔ جبکہ سب سے وہ ان سے اور زیادہ مدت کے لیے غنی نہیں رہ سکتی تھیں۔ مراسلات میں ملکہ معظمہ کی منظوری کے بعد یہی تبدیلیاں کی گئیں کہ جسے مراسلات کا مطلب ہی کچھ اور ہو گیا۔ یا جن تبدیلیوں کے لیے حضرت علیا نے حکم فرمایا تھا اور ہدایت کی تھی وہ مراسلات میں مندرج ہی نہیں کی گئیں۔ لارڈ پامرسٹون کی کارروائی کے طریقہ نے ایک دفعہ سے زیادہ انگریزوں پر یہ الزام لگایا

لارڈ پامرسٹون کا کام نہیں کر سکی گا

کہ انہیں ایمان داری اور رستی اور انصاف نہیں ہے۔ اس الزام کا ہٹانا ہمیشہ آسان نہ تھا۔ پہلا ملک مغربیہ ایسی کارروائی کو بغیر تجویز ہو نیکی کہے دیکھ سکتی تھیں کہ غیر ملکوں کے ساتھ معاملات کا نظم نسق ایسا ہو رہا ہے۔ یہ وقت بڑا نازک تھا۔ اسکے ہر لمحہ میں انگلیس مذکور کو چاہیے تھا کہ وہ دنیا کے اندر عزت میں سب سے زیادہ والا مقام ہوتا اور ساری سلطنتیں اس پر اعتماد و کرتیں اسکے برخلاف علی العوام اور سلطنتیں اس کو بے اعتماد سمجھنے اور اس سے نفرت کرنے لگیں اور چھوٹی چھوٹی سلطنتیں اسکے ساتھ غصہ سے پیش آنے لگیں۔

حضرت علیا اس حالت مذکور پر خواہ کیسا ہی افسوس کرتیں اور جس پولیسی سے یہ حالت پیدا ہوتی تھی۔ اُس پر تبرا بھجتیں۔ مگر اس حالت کا نہ پیدا ہونے دینا ان کے اختیار سے باہر تھا۔ وہ اپنے فرائض کا حق یوں ادا کرتی تھیں کہ اکثر صورتوں میں جس پولیسی سے کہ غالباً مضر ترین پیدا ہوتی تھیں انکو بتلادیتیں کہ اس سے دفعۃً فتنہ پردازی کے سوا کوئی اور پھل نہیں پیدا ہو گا۔ یہ دینا ناممکن ہے کہ لارڈ پامرسٹون نے اپنے عہدہ کے وہ فرائض ادا کیے جو ان کو اپنے بادشاہ کے لیے ادا کرنے چاہئیں تھے۔ ۲۰ اپریل ۱۸۵۷ء کو پرنس البرٹ نے ملکہ مغظمہ کی جانب سے لارڈ جان رسل کو لکھا کہ جن پولیسوں کے لیے بادشاہ کی منظوری ضرور ہے اور ان کے مطالب میلانوں سے بادشاہ کو مطلع کرنا فورین سکرٹری پر فرض ہے اور جس پولیسی کو بادشاہ منظور کر لے۔ اس میں فورین سکرٹری مجاز نہیں ہے کہ اپنی خود مختاری سے اصلی مطالب میں کوئی تغیر کر دے اور جو متم با نشان تجاویز ہوں ان میں سے کوئی ایک بھی فورین سکرٹری مخفی نہیں رکھ سکتا۔ اور بادشاہ کا نام بغیر اسکے حکم کے کام میں نہیں لاسکتا۔ یہ ساری باتیں حقوق شاہی میں دخل ہیں اور بادشاہ فورین سکرٹری سے ان باتوں کے مطالبہ کا حق رکھتا ہے۔ لارڈ پامرسٹون نے بادشاہ کی حق تلفی کیلئے سینہ زوری سے یہ گستاخانہ حرکت کی کہ جمہور میں اس بات کے اعلان کرنے میں ذرا پس و پیش نہیں کیا۔ کہ جب ملکہ مغظمہ کے پاس کاغذات بھیجے جاتے ہیں وہ ان پر توجہ کرنے میں ایسی غفلت کرتی ہیں کہ جن کے سبب کاموں میں التواء اور ابھیر پے پیدا ہوتے ہیں۔

ملکہ مغظمہ نے پانچ ستمبر ۱۸۵۷ء میں اس باب میں یادداشت لکھی اور گتہ میں اسکو لارڈ جان رسل زیر غظم کے پاس بھیجا۔

لارڈ پامرسٹون کے بکس کے شکایات واقع ہوتا

لارڈ پامرسٹون نے لارڈ لینڈڈون کو ایک چٹھی میں لکھا کہ ملکہ معظہ نے اگست ۱۸۷۱ء میں بڑی غضبناک یادداشت لکھی ہے۔ یہ تحریر ایک فیڈی کی ہو جو ملکہ ہے اور اسے خفگی کی حالت میں تحریر کی ہے۔ لارڈ مدموح کے بعض دوستوں نے اس تحریر کو ان کی شان کی تحقیر جانا جس کی برداؤن کو نہیں کرنی چاہیے تھی۔ مگر یہ تحریر حضرت مقدمہ نے نہایت شجیدگی کے ساتھ غور و تحمل کے بعد لکھی تھی۔ اور اپنی مہربانی سے بہت دنوں تک اسے بچھا نہیں۔ جب لارڈ موصوف کی مافرمانی اور سورتدابیر روز بروز افزون ہوئی گئیں تو مجبوراً اپنی پانچ کی تحریر کو اگست میں وزیر اعظم کے پاس بھیجا۔ پہلے دن جولاڑو جان رسل سے ملکہ معظہ کی لارڈ پامرسٹون کے باب میں گفتگو ہوئی تھی اس میں بیان کیا گیا تھا کہ لارڈ پامرسٹون کہتا ہے کہ ملکہ معظہ میری مختلف غلطیوں کی درست فہمائش کرتی ہیں انہیں میں نے کبھی کسی گستاخی اور مافرمانی کا ارادہ نہیں کیا۔ اس لیے ملکہ معظہ اپنا حق سمجھتی ہیں کہ آئندہ اسکی غلطی کر نیکی اسد اس کے لئے صاف صاف بیان کریں کہ فرین سکرٹری سے کن باتوں کی توقع کرنی چاہیے۔

وہ یہ چاہتی ہیں

اول۔ فرین سکرٹری کسی مقدمہ معلوم میں صاف صاف بیان کرے کہ وہ کیا تجویز پیش کرنی چاہتا ہے جس سے ملکہ معظہ کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے اپنا حکم شامانہ کیا دیا تھا۔
دوم۔ جب ملکہ معظہ نے کسی بات کا حکم صادر کیا ہو تو فرین سکرٹری کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی خود مختاری سے انہیں کوئی ترمیم یا اصلاح کرے اگر وہ ایسی مداخلت کرے گا تو ملکہ معظہ اسکو یہ سمجھیں گی کہ اسنے ان کے ساتھ دغا کی اور ملکہ معظہ قانوناً از روئے انصاف حق رکھتی ہیں کہ اسکو موقوف کر دیں۔

سوم۔ جب تک کہ ملکہ معظہ کو پوری اطلاع نہ دی جائے وہ غیر سلطنتوں کے وزراء کے دول خارجہ کے ساتھ کسی مقدمہ و معاملہ کا فیصلہ نہ کرے۔

چهارم۔ دول خارجہ کو جو مراسلات بھیجے جاتے ہیں ان کے کل مسودات ٹیک وقت پر ملکہ معظہ کی خدمت میں بھیجے جائیں اور انکو کافی وقت دیا جائے جس میں وہ چھٹی طرح مطالعہ کر کے ان کو واپس کر دیں۔

ملکہ مغلہ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ پامرسٹون کو یہ یادداشت کھائی جائے
۱۴۔ اگست کو لارڈ جان رسل نے ملکہ مغلہ کو لکھا کہ حضرت عالیہ کی یادداشت لارڈ پامرسٹون
پاس بھیجی میرے مجھے جو اس نے خط لکھا ہے وہ میں حضور عالیہ کی خدمت میں بھیجتا ہوں ۱۰

میرے پیارے لارڈ رسل۔ میں نے ملکہ مغلہ کی تحریر کی نقل اپنے پاس رکھ لی ہے۔ ان میں
جو باتیں مندرجہ ذیل میں سر موافقت نہیں ہوگا۔ بعض اوقات ملکہ مغلہ نے اپنے
مراسلات بھیجے میں توقف اسلئے ہو جاتا ہے کہ میرے سر پر کاموں کی کثرت کا ایک بار گران رہتا ہے
اور بہت آدمی ملاقات کرنے آتے ہیں اور ایسی ایسی باتیں اور میں جنگے سببے مراسلات کے
پڑنے اور اوفس میں واپس بھیجے میں اس قدر تین جلدی نہیں کر سکتا جس قدر جلدی کرنی میں چاہتا
ہوں۔ لیکن اب میں احکام جاری کروں گا کہ پھر پُرانا قاعدہ جاری کیا جائے کہ جب ضروری مراسلات
آئیں تو فوراً انکی نقل کھائے تاکہ ملکہ مغلہ کی خدمت میں انکے بھیجنے میں التوا نہ ہو۔ اس قاعدے
پہلے اس لئے پہلو تہی کی گئی تھی کہ اوفس میں کام کی بڑی کثرت تھی۔ کام کے سر انجام دینے کے
لئے ایک یا دو کلارک کی ضرورت میری امداد کے لئے ہوئے مقرر کرنے کی آپ اپنی خیاضی سے
اجازت دیں۔ آپ کا سچا دوست پامرسٹون ۱۰

دوسرے روز لارڈ پامرسٹون نے پرنس کو خط لکھا کہ میں آپ سے ملاقات کرنی چاہتا ہوں
اس درخواست کو پرنس نے فوراً منظور کیا اور اس ملاقات کی سرگزشت اپنی یادداشت میں لکھی
جب ۱۴۔ اگست ۱۸۵۷ء کے پارلیمنٹ اجلاس کے ملتوی کرنے کیلئے بادشاہ کی طرف
سے پیچ دیا جا چکا تو اسکے بعد لارڈ پامرسٹون نے انکی درخواست کے موافق میری ملاقات ہوئی میں نے
انکو نہایت حیران و پریشان خاطر سہا ہوا چشم پر آئے کچھا۔ یہ حالت دیکھ کر میرا دل بھی سہم گیا۔ میں نے
پہلے اسکو کبھی اس صورت سے نہیں دیکھا تھا بلکہ اسکے برعکس اسکو کشادہ پیشانی و خندہ روکھا
تھا۔ اسنے کہا کہ لارڈ جان رسل سے جو مراسلت ہوئی اُسے دیکھ کر میں نے یہ ضرور جانا کہ میں اپنا
حال آپ سے خود عرض کروں کہ میری پولیسی سے اختلاف کرنا اور اسکو ملعون ٹھیرانا میری رائے پر
برکرازا ہے۔ مگر یہ بات رائے کی ہے جس میں اختلافات کا ہونا قدرتی اور توقع کے موافق ہے
لیکن یہ تہمت لگانی کہ میں ملکہ مغلہ کا ادب نہیں کرتا جس کا ادب کرنا ہر طرح سے اپنا بادشاہ سمجھ کر

واجب ہو۔ میری شرافت اور عزت پر دلغ لگا ہوا ہوں۔ میں ملکہ کو عورت جانتا ہوں اور اُسکی نہایت شنا
خوانی کرتا ہوں۔ اُسکو بادشاہ سمجھ کر اُسکی اطاعت کرنے کو اپنا فرض جانتا ہوں اور اُسکے احسان
ماتا ہوں۔ اگر میں ان باتوں کے کرنے میں خطا کروں تو پھر مجھے سوسائٹی میں منہ دکھانے کو جگہ
نہ رہے۔

پرنس نے لارڈ پامرسٹون کی یہ ساری باتیں سن کر ان شکایتوں کو اُسے یاد دلایا جو ملکہ
مغظمہ اُسکی کرتی تھیں۔ اور بیان کیا کہ ملکہ مغظمہ یہ چاہتی ہیں کہ پہلے اس سے کہ کوئی پولیسی اختیار
کی جائے اُسکے تمام واقعات پر انکو مطلع کرنا چاہیے اور جب انکی کے بنی نٹ ایک تدبیر کی ضرورت کا
یقین دلانے تو پھر وہ اُسکو چلنے دینگی۔ انکو اس اپنے دعوے کے کرنے کا حق ہو کہ جس بنا پر کوئی
تدبیر و تجویز مبنی ہو اُسپر انکو پوری تسلیم ہو۔

ان دونوں میں ایک گہشتہ تک آپس میں قیل و قال رہی مگر اس فورین مشنر سے کوئی قطعی
جواب نہیں حاصل ہوا گو وہ حیران و پریشان تھا۔ لیکن اُس نے استعفا اپنی خدمت سے نہیں دیا
دوسرے ہی مہینے میں ایک مراسلہ بغیر ملکہ کی اصلاح کے بھیج دیا جس کا بیان خبرل میناڈو کے
معلومات میں ہو گا۔

۲۱۔ اگست ۱۸۵۰ء کو ملکہ مغظمہ و عالیجناب نے اوسبورن چھوٹا سا بحری سفر کیا اور
سفر میں اوسٹیڈ میں شاہِ مجسم سے وہ ملاقات کر کے کمال مسرور ہوئے۔ ملکہ مغظمہ ۲۴۔ اکتوبر ۱۸۵۰ء
کو اپنے ماموں صاحب کو تحریر فرماتی ہیں کہ اُس ملاقات کا وہ ایک مسرتناک خوش خواب تھا جس کا
میں بڑا شکر ادا کرتی ہوں۔ لیکن مامی صاحبہ ملکہ کوئی کے ہونیسے اس خوشی میں بچہ پیدا ہوا۔ بیماری
کی وجہ سے اُنکی حالت ردی ہو رہی ہو۔

پرنس نے بیرن سٹوک میر کو یہ خط لکھا کہ ”میرے پیارے سٹوک میر۔ آپ کو اخبارات سے
یہ معلوم ہوا ہو گا کہ ہم اوسٹیڈ سے مراجعت کر کے پھر اوسبورن میں آگئے۔ ہم نے اپنے چچا کو تنہا
اور خوشحال دیکھا۔ وہ ہماری ملاقات سے بہت خوش ہوئے۔ ہماری چچی صاحبہ میں اتنی طافت نہ تھی
کہ وہ سفر کر کے اوسٹیڈ میں ہم سے ملنے آئیں۔ ہم نے اپنے ڈاکٹر کلارک کو اُنکے پاس لے گئے
میں بھیجا۔ اُسکی رائے میں مریضہ کا حال نہایت سقیم ہے۔ اُس نے تاکید اُکھا کہ وہ لیکن سڑاڈنس

میں تبدیل آب دھوا کر نے چلی جائیں چھوٹے بچے کھانسی کے سبب ہمارے ساتھ نہیں آئے
لیکن چار بڑے بچے ہمارے ساتھ ہیں وہ جنہی ملکوں اور غیر آدمیوں کو دیکھ دیکھ کر بڑے
خوش ہوتے ہیں *

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ شہنشاہ لوئی فلپ جلا وطنی کی حالت میں انگلستان میں کلیئر مونٹ
میں رہتا تھا۔ مدتوں سے وہ ایسا بیمار رہتا تھا کہ قریب المرگ معلوم ہوتا تھا۔ پرنس کی اکتیسویں سالگرہ
کا دن تھا اسکی خوشیاں ہو رہی تھیں کہ ہمیں یہ اندوہناک خبر آئی کہ شہنشاہ نے اس دنیا سے
رحلت کی۔ پرنس نے اپنی سوتیلی ماں کو یہ خط لکھا کہ ۲۶۔ اگست ۱۸۷۱ء کو اپنی سالگرہ کے دن اپنے
وطن الوف اور اپنے گھر کو یاد کر کے شادی غم انگیز کر رہا تھا۔ اور اپنے بچوں کے ساتھ چپ چاپ اس
رسم کو ادا کر رہا تھا کہ ڈز کے ٹیک وقت سے پہلے بیچارے لوئی فلپ کی وفات کی خبر آئی صبح کو وہ
بچے چلک رہے تھے اور اسکی تعزیت کی۔ اسکا سارا کنبہ غمزدہ ہو رہا ہے مگر اسکی بی بی بڑا
صبر کر رہی ہے *

دوسرے دن ملکہ معظہ و عالیجناب ریل میں سوار ہو کر ایڈنبرا گئے۔ ریلوے کے دو بڑے
پل ابھی بالکل بن کر تیار ہوئے تھے۔ ایک نیوکیسل میں ناٹن پر اور دوسرا بروک میں ٹوٹنہم پر۔ دونوں
پلوں کے کھولنے کی رسم کو حسب ضابطہ ملکہ معظہ نے ریل پر سے اتر کر ادا کیا *

اس سفر کی بابت ملکہ معظہ اپنے روزنامہ میں تحریر فرماتی ہیں کہ "آرتھر سینٹ کے نیچے جو
نئی شکر بنی ہوئی تھی۔ اس پر نہایت خوش اسلوبی سے سوار اور پیدل کھڑے تھے اور ہزار آدمی جمع
تھے چینیوٹیوں کے پہاڑ کی طرح سیمس کرلیس بالکل آدمیوں سے کالا ہو رہا تھا آفتاب خوب
درخشاں تھا۔ جب نظارہ تھا۔ سکوٹ لینڈ کی نیک خواہ رعایا بڑی گرمجوشی کر رہی تھی۔ محل پہلی طرف
کے صحن میں لارڈ مونٹن اور اور امرائے ہمارا استقبال کیا۔ اس محل میں دن کی مکان کے بعد
میں نے آرام کیا۔ بعد اسکے ہم دونوں لڑکوں کو ساتھ لیکر باہر پھرے۔ اور اپنے محل کے قریب
اسی کی پرانی عمارت کو دیکھا جو ہمارے دلائون میں سے دکھائی دیتی تھی۔ محل کے اندر ہم نے
ملکہ میسر می کے سونے اور لباس پہننے کے کمرے دیکھے وہ میرے بزرگوں میں سے تھیں۔ یہاں
ہر جگہ کے لیے ایک تاریخی واقعہ بیان کر نیکی واسطے موجود ہے *

دوسرے دن دس بجے دن کے ملکہ معظمہ اور عائینہ اپنے چاروں بچوں کو ساتھ لیکر سوار ہوئے اور آرتھر سینٹ کے گرد انہوں نے چکر لگایا جس کا حال ملکہ معظمہ نکستی مین کہ ہم تھوڑی دور سواری میں جا کر اترے اور پیدل ہو کر اُسکی چوٹی پر چڑھے۔ انگلینڈ میں برس روز سے بلندی چڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اسلئے اوپر چڑھنے کی عادت نہیں رہی تھی۔ اوپر چڑھنا مشکل ہوا۔ مگر بائیلینڈس کے پہاڑ ایسے ہواہین کہ اُنپر چلنا ناگوار نہیں ہوتا۔ یہاں کی ہوا بڑی راحت افزا تھی۔ سب طرف سیر نظر آتی تھی۔ ایک بجے سے پہلے پرنس نیشٹل گیلبری کی بنیاد کا پتہ رکھنے گیا۔ یہ عمارتیں شہر کو بڑی زیب و زینت دیتی ہیں۔ اس موقع پر پرنس نے خوب سچ دی۔ یہاں سب کام بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے ہوئے۔ ہزاروں آدمی موجود تھے۔ ستر ہزار کھٹ فروخت ہو گئے تھے۔ دو بجے پرنس واپس آیا باقی دن ہمارا اور سیرون میں بسر ہوا۔ پھر ہم اپنے محل میں آئے جس میں ہمارے رہنے سے سب میونس کو بڑی خوشی تھی۔

سارے آٹھ بجے قافلہ شاہی ہوئی روڈ سے بال موویل کو روانہ ہوا اور دوپہر کے بعد پہنچا پرنس کو اس بات دیکھنے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ سالگزشتہ میں انھوں نے کسانوں کے لئے جو مکانات جدید بننے کی تجویز کی تھی۔ اس میں بڑی ترقی ہو گئی تھی۔ پھر انھوں نے خاطر خواہ زراعت کی ترقی کا نیا نظام قائم کیا۔ انکی زمینیں جو مدت سے بے ترد و پڑی تھیں۔ انکی کاشت کلچر اور آب و ہوا سے ان تبدیلیوں کے کرنے میں ان کسانوں کی طبیعت و خصلت کو نہایت ملحوظ خاطر رکھتے تھے جسے انکو معاملہ پڑتا تھا۔ انھوں نے اپنا جدید بندوبست و فہم نہیں دخل کیا۔ بلکہ اول اس بندوبست کی قدر و منزلت کو مثال و عمل سے کسانوں کے دلوں میں جاگزین کیا۔ کسی نیک کسان کو اپنی جگہ سے نہیں ہلایا۔ جس شخص نے اپنی دیانت امانت سے ترقی کرنے میں کوشش کی۔ اس کی قدر شناسی فرمائی۔ ملکہ معظمہ اور پرنس سے زیادہ کوئی شخص حقیقت زمین کے فرائض کو نہیں سمجھتا تھا۔ انکو اول خیال یہ تھا کہ جاکان اور مرد و زان کی سٹیٹ میں کام کریں۔ انکی ایسی خبر گیری کرنی چاہئے کہ جس سے انکے دلیں زمین سے اور مالکان زمین سے ایک دوستی اور الفت پیدا ہو۔ اس کام میں پرنس اپنے اغراض و فوائد کا حساب نہیں کرتے تھے۔ بلکہ وہ رعیت سے محبت اور اُسپر عاطفت کرتے تھے وہ انکی طبیعت و خصلت کی تعریف کرتے تھے۔ انکے تعصبات کا جو قدیم سے اُن میں چلے آتے

تھے۔ ادب پاس کرتے تھے۔ انکی جمالت کا سبب یہ جانتے تھے کہ انکی تعلیم کا سامان ناقص تھا جس کی تکمیل وہ اس طرح کرتے تھے کہ انکے بچوں کی تعلیم کے لیے مدرسوں کے مکانات تعمیر کراتے تھے ان میں معلم مقرر کرتے تھے۔ انکی آگاہی کی افزائش کے لیے کتابخانے بناتے تھے۔ ان کی کاپی یا غفلت شعاری کی وجہ سے یہ جانتے تھے۔ انکو محنت و کوشش کرنے کا طریقہ نہیں سکھایا گیا انکی بدسلوکی اور بھڑپنے کی عادتوں کا سبب یہ جانتے تھے کہ وہ مفلس ہیں اور ایسے مٹی کی جھوٹے بین رہتے ہیں کہ جن میں کسی طرح کا آرام نہیں۔ پرس تادم مرگ اس کام میں مصروف رہا کہ غریبوں کی کھالیف اور انکے عیبوں کو دور کرے ۵

پیارے سٹوک میر! کل میرے پاس آپکا متبرک خط مورخہ ۳۱ ستمبر کو آیا۔ اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں تو بڑی غلطی کرتے ہیں کہ آپ جیسے بوڑھے بیمار کی تیمارداری ہم اپنے گھر میں خوشی سے نہیں کریں گے ہم آپ کی تیمارداری طبیب خاطر کریں گے۔ آپ اکتوبر میں جب ہم انگلینڈ میں واپس آئیں گے ضرور ہمارے پاس تشریف لائیں۔ یہاں کا جاڑے کا موسم بہ نسبت آپ کے وطن کے صحت کے لیے زیادہ مفید ہوگا۔ مجھے تو بڑا غم یہ لگتا ہے کہ نیک ناسد قابل تعریف میری چچی لونی صاحبہ ایسی علیل ہیں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ پھر وہ اچھی اور تندرست نہیں ہوں گی۔ انکے اعمامین پہوڑے ہو گئے ہیں وہ اپنی بہن کے مرنیکے بن میں کھلی جاتی ہیں چچی صاحبہ کے مرنے کا بڑا کیسا ایک صدمہ عظیم ہمارے چچا صاحب پر ہوگا ۵

کل سچا رہ شہنشاہ لونی خلیفہ بغیر کسی شان نمود کے دفن ہوا۔ اخبار نویس اسپرڈی ٹاٹا کر رہے ہیں ۵

پھاٹون کی پاک صاف ہوا میرے جسم و اعصاب کو قوت دے رہی ہے۔ میں پہاڑوں میں پھرتا ہوں کچھ اور کام نہیں کرتا ۵

ماہ ستمبر کے شروع میں انگلینڈ کی سیر کو آشریا کا جنرل ہیمینڈا آیا یہاں اس کے اتنے پہلے اسکی بنیادی کچی تھی۔ اسنے ہنگری اور اور مقامات کے فسادوں کے فرو کرنے میں شہداء اور ظالم کھیا تھا۔ سب سے بڑا الزام اسکے ذمے یہ تھا کہ اسنے ہنگری کے باغیوں کی عورتوں کو کوٹوں سے پٹوایا تھا جسکے سبب اسکا دوسرا نام ظالم مشہور ہو گیا تھا۔ یہ الزام خواہ سچا ہو یا جھوٹا ہو مگر

ہم اس کا خطیران سٹوک میر کے نام

میر خاں جن جنرل ہیمینڈا کے خط میں

اُسکا یقین اہل انگلینڈ کو تھا ایسے وہ نظر اتفاقات سے اُسکو نہیں بچھ سکتے تھے۔ ۵۔ ستمبر کو وہ بچے
دو دوستوں کو ساتھ لیکر ہر کل کے کیرخانے (شراب خانہ) میں گیا۔ وہ بڑا لمبا ترنگا آدمی تھا۔ اسکی
موجھیں بڑی لمبی لمبی تھیں۔ اسکا رنجانہ میں ایک آدمی ملازم تھا جس کا کوئی رشتہ دار جنرل کے ہاتھ
سے ستم رسیدہ ہوا تھا۔ اب اسکو انتقام لینے کا موقع ہاتھ لگانے کا رنجانہ کے سب آدمیوں
کو اُکسایا کہ جنرل کو ٹھیک بناؤ۔ جب کارخانہ کے اندر اس کے آنے کی خبر ہوئی تو کارخانہ کے آدمی جو
اوزار اور ہتھیار ان کے ہاتھ لگے انکو وہ لیکر جنرل پر پہلے اور اسکو گالیوں دینے لگے کہ وہ آسٹریا کا چور
ہے۔ اُس کے سر پر کوڑے کا ٹوکرا پھینک دیا۔ غرض ہزار خرابی وہ لڑتا بھڑتا مع اپنے دوستوں کے
کارخانہ سے باہر آیا تو باہر کے آدمیوں نے اسکا ہتھ لیا۔ اور اسکی موجھیں پر کڑکڑ کر شرک پر غور اسکی
گھس پٹی کی۔ اور مار مار کر اُتو کر دیا۔ پولیس آگیا اور اسکو زندہ چھٹا کر لے گیا۔ ہم آفس کی تحریک فوراً
تحقیقات شروع ہوئی کہ اس بد معاشانہ حملے کے سرغنہ کون لوگ تھے۔ مگر جنرل اس تحقیقات کا
مانع ہوا۔ اور اس نے کسی مجرم کی شناخت نہیں کی۔ ایسے اس جرم کی کسی شخص کو سزا نہیں دی گئی
جب بیرن کو لیئر سفیر آسٹریا نے جوائنٹن میں رہتا تھا۔ اُسکا جواب طلب کیا تو لارڈ پامرسٹون فرین
منسٹر نے گورنمنٹ کی طرف سے اپنا افسوس جواب میں لکھ بھیجا مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضرور تھا کہ جب
ضابطہ کوئی نوشتہ گورنمنٹ آسٹریا کی خدمت میں لکھ کر بھیجتا۔ سو یہ نوشتہ اُسکا بڑا چالاک کا
نمونہ تھا۔ اور اس نے اس میں انگریزی قوم پر ناحق یہ الزام لگایا کہ اس نے مان لیا کہ انگریز ایسی مدار کرنی
اور اپنے تئیں آپے میں رکھنا نہیں جانتے کہ انگلینڈ میں وہ اجنبی آدمی ان کے ہاتھ سے سلا
رہیں کہ جسے عوام کو نفرت ہو۔ دوم اُس نے یہ لکھا کہ ہیناڈ کی دانائی سے بعید تھا کہ وہ انگلینڈ
میں آیا۔ جب یہ نوشتہ لارڈ رسل کے پاس آیا تو انہوں نے اُس پر اپنی رائے لکھی کہ بس
نوشتہ کی اول تحریر سے انگلینڈ کی عزت کی حقارت ہوتی ہے۔ دوسری بات کی تحریر سے آسٹریا
کی گورنمنٹ ناراض ہوتی ہے۔ یہ رائے لکھ کر پامرسٹون کے نوشتہ کو ملکہ مظہر کی خدمت میں بھیج دیا
انہوں نے اس رائے کے ساتھ اتفاق کیا۔ لیکن اس اعتراض کر نیسے معلوم ہوا کہ نوشتہ مذکور
پہلے اس سے کہ اُسکا مسودہ انکی منظوری کے لیے آتا سفیر آسٹریا کے پاس بھیج دیا گیا ہے اس لیے
اب اس میں تغیر و تبدل ناممکن تھا۔ ملکہ مظہر اور وزیر اعظم دونوں نے اصرار کیا کہ یہ نوشتہ واپس لیا جاو

تو لارڈ پارسٹون نے وزیر اعظم کو گھر کی اور اپنے استعفا دینے کی دھمکی دی اور کہا کہ اس نوشتہ کے واپس لینے کا کام کوئی اور فورین سکرٹری کرے گا۔ لیکن جب لارڈ جان رسل نے ۱۶ اکتوبر کو لکھا کہ تمھاری دہمکانا لغو اور پوچھ تو پھر اسے حکم مان کر پہلا نوشتہ واپس لیا۔ اور اسکی جگہ دوسرا نوشتہ ملکہ معظمہ کی رائے کے مطابق لکھا۔ اس واقعہ سے فورین سکرٹری کو رنج نہیں ہوا بلکہ ملکہ معظمہ اور وزیر اعظم دونوں کو اپنے سب سے زیادہ زبردست فرض کے ادا کرنے میں رنج اٹھانا پڑا۔ لارڈ پارسٹون نے اس یادداشت پر جو انکی ہدایت کے لئے ملکہ معظمہ نے لکھی تھی کچھ خیال نہیں کیا۔ جس سے ان کے حکم کی تعمیل ہوئی اور بادشاہ آسٹریا بھی ناراض رہا۔ اور اس رنجش کے سبب سے وہ نمائش اعظم میں بھی شریک نہیں ہوا۔

ہانی لینڈس کے آدمی بالکل اپنی ابتدائی حالت میں رہتے ہیں۔ وہ ایسے نیک دل ہیں کہ کوئی ان میں مکر و فریب نہیں ہے۔ کل سے ایک دن پہلے بری مین ہانی لینڈس کے اجتماع کا ایک میلہ تھا جس میں بہت سے قوموں کے آدمی اکٹھے ہوئے تھے۔ کل دہائے دہائی سے پار جا کر ایک جماعت نے ملکہ معظمہ کا جام تندرستی پیا۔ انکے پاس وکی شراب تھی۔ انکے پینے کے لئے کوئی پیالہ نہ تھا تو کپتان مورین نے جتنی کو اتار کر اس میں شراب نکال کر ۵۰ آدمیوں کو شراب پلائی ۵۰ ستمبر ۱۸۵۰ء۔ بال موریل ۴

چند روز بعد ۱۰ اکتوبر ۱۸۵۰ء کو ہم ہانی لینڈس سے اوسبورن کو مراجعت کریں گے ہم اچھی طرح ہیں۔ اگر آپ اچھے نہیں گے تو ہم کو تعجب ہوگا۔ پہلی نومبر کو ہم ونڈسبرین جائیں گے اور وہاں راحت کے لئے جب تک رہیں گے کہ فروری ۱۸۵۱ء میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہوگا۔ ہم کو امید ہے کہ جیسے ہم وہاں آئیں گے ایسے آپ بھی وہاں آئیں گے ۴

برسل میں ایک بڑا غمناک حادثہ اپنے دانت دکھا رہا ہے کہ ہماری چھی صاحبہ قریب المارک ہیں۔ مجھے انکے دوبارہ تندرست ہونے کی امید نہیں۔ آپ کو صدمہ سے زیادہ رنج ہوگا کہ میرے چچا صاحب کے دل کو اپنی آخر عمر میں یہ داغ لگے گا۔ جس سے انکی بالکل شگفتگی اور مدمہ دلی جاتی رہے گی زندہ مروجے سے بدتر ہو جائیں گے۔ کل ملکہ فرانس اوسٹنڈ کو جاتی ہیں۔ ان سخت مصائب غم اندوز کے اندر بھی وہ ایسی خدا پرستی و توکل تسلیم و رضا کو اختیار کئے ہوئے ہیں کہ سچی تعریف کے مستحق ہیں

پرس کا خط سوتیلی ماں کے نام

پرس کا خط برن سٹوک پیر کے نام

یہ ایک عجیب بات ہو کہ جب ہم بال موویل میں آئے چوتھین ایسے قریب کے عزیزین کی وفات ہوئی ہے۔ این سن۔ ملکہ ایڈی لیڈ۔ ڈیوک کیمرج۔ لوئی فلپ۔ ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء سکوت لینڈ سے اوسبورن میں اولیائے دولت آپ کے بیٹھے ہی تھے کہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو ملکہ الجیم کی وفات کی خبر آئی۔ اُن سے حضرت علیا و عالیجناب کو ایسی ملی محبت تھی کہ اُن کے مرنے کا انکو بڑا رنج و غم ہوا۔ اس کا حال پرنس کے خط سے معلوم ہوتا ہے جو شوک میر کو لکھا ہے۔

جس مصیبت جان گزا اور حادثہ غم افزا کا اندیشہ مجھے رہتا تھا وہ وقوع میں آیا۔ میں نے اس اندیشہ کا حال آپ کو بال موویل سے بھی لکھا تھا ہمارے بچارے چچا اپنی زندگی میں بارہ اکیلے رہ گئے۔ ہماری چچی نے اپنے دم واپسین تک اپنے صفات جمیلہ اور اوصاف حمیدہ کا جلوہ دکھایا۔ سارا الجیم انکا ماتم کر رہا ہے۔ وہ حضرت علیا کی بڑی معتمد دوست تھیں یہ دونوں جہنس ہم ہم تربیت ہم درجہ ایسی تھیں کہ بقتضائے طبع بشری اُن میں محبت و الفت لازمی تھی۔ انکی دوستی پر ملکہ منظر کو خروناز تھا۔ اب اُن کے مرنے کا بہت رنج و ملال ہے۔ اگر آپ اس وقت چچا صاحب کے پاس تشریف لیجائیں تو انکا رنج و الم کم ہو جائے گا۔ ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء

۱۸۵۷ء کے آخرین پوپ پائس نہم نے کارڈنل ڈافینٹین کو ویسٹ منسٹر کا مفت اعظم مقرر کر کے برطانیہ عظم میں بھیجا کہ اُسکی حکومت کا نقشہ یہاں مجھے مگر عاید نے اُسکی سخت مخالفت کی اور ملکہ معظمہ کو عرضیوں پر عرضیان دینی شروع کیں کہ وہ اس بلا کو اپنے ملک سے نکالیں۔ اور اپنی حکومت بزرگ کو پوپ کی حکومت کی مداخلت سے ذلیل نہ کریں۔ اوکسفورڈ اور کیمرج کی یونیورسٹیوں اور لنڈن کی کورپوریشن نے صدا آومیون کو اپنا قائم مقام بنانے کے ملکہ معظمہ کے حضور میں بھیجا۔ ۱۰۔ دسمبر کو وہ حضرت علیا کے حضور میں پیش ہوئے۔ اوکسفورڈ کی ایڈریس کو اُسکے چنسلر ڈیوک ونگٹن نے ایک خاص طرز سے بڑی شد و مد سے پڑھا۔ کیمرج کی ایڈریس کو اُسکے چنسلر پرنس ایلبرٹ نے بہت صفائی سے پڑھا۔ ہر ایک ایڈریس کا جواب حضرت علیا نے نہایت عمدہ لہجے اور لفظ سے دیا۔ یہ ایڈریس اور اُنکے جواب بڑے اعتدال کے ساتھ تحریر میں آئے تھے جنکی تقلید بعض وزراء نے کی۔

اس باب میں حضرت علیا نے اپنی چچی ڈچس گلوستر کو لکھا ہے کہ میں نے کسی ایسی بات کو نہیں

ملکہ الجیم کی وفات

انگلستان میں پوپ کا حکومت کرنا

کہنے دیا کہ جس میں غیر مسابقت پائی جاتی ہو۔ میں ایک رستہ باز پر وٹسٹن ہوں اور ہمیشہ ایسی ہی رہوں گی۔ میں ان لوگوں سے خفا ہوں جو اپنے تئیں پروٹسٹنٹ کہتے ہیں اور حقیقت میں وہ پروٹسٹنٹ نہیں ہیں۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ مجالس عامہ میں ہسٹنگ آرمیون نے ایسی باتیں کہیں کہ نہ جن میں مسابقت تھی بلکہ عیسائیت۔ میں یہ نہیں چاہتی ہوں کہ رومن کیتھولک کو لوگ بڑی گالیاں دیں۔ یہ گالیاں دینی بہت سے سچے نیک معصوم رومن کیتھولک پر ظلم و جبر ہے۔ ہیکو امید رکھنی چاہیے کہ یہ تحریک موقوف ہو جائیگی۔ اور اسکا اثر ہمارے چرچ پر اچھا ہو گا۔

غرض رعایا نے پوپ کی حکومت کی ایسی مخالفت کی کہ جس سے ظاہر ہو گیا کہ انگلستان میں عوام الناس کے دلوں میں روم کے کلیسا کی کچھ وقعت باقی نہیں رہی۔ جب ہم فروری ۱۸۵۰ء کو جب پارلیمنٹ کھلی تو اس میں رومن کیتھولک کے سٹ کے باب میں ایک بل پاس ہوا کہ انگلستان میں پوپ کو کچھ اختیار نہیں کہ وہ خطابات مذہبی عطا کرے۔ ملکہ مظفر اس بات کو پسند نہیں کرتی تھیں مگر خاموش تھیں۔

دست تک حضرت علیا کے روبرو منسٹری (وزارت) کے بدلنے کے ایسے معاملات پیش ہوتے رہے کہ جن کے کاموں کی کثرت سے وہ تھک گئیں اور ۸ مارچ کو چند روزہ آرام لینے کے لیے اوسبورن میں رونق افروز ہوئیں۔ پرنس نے اوسبورن میں بہت تباہ کاریاں کیں۔ یہ تمام سمندر کی طرف ڈھلان رکھتا تھا۔ پرنس نے اس ڈھلان کے ایک قطعہ زمین کو درست کر دیا۔ اوس میں ایک ٹباغ و کشتا خوش نما لگایا۔ جس کو وہ لکھتی ہیں کہ میری خاطر خواہ تھا۔ نمائش چھو بیو الی اس کے سبب بڑی خط و کتابت کرنی پڑی تھی اور بہت محنت اٹھانی تھی۔ اس کے عوض میں یہاں پر راحت مل گئی کہ عمدہ عمدہ سرسبز و شاداب درخت اور پودے لگائے اور قطعات زمین کے نقشوں میں نئے نئے رنگ بھرے اور انکی شکستگی سے دلوں کو شگفتہ کیا۔

بقول ڈرنہیلی ۱۸۵۰ء پولینکس (امور سیاسیہ) کے لیے نہیں تھا بلکہ وہ دنیا کے ایک میلہ کے لیے تھا یہ سنہ ہمیشہ کے لیے یادگار روزگار رہیگا کہ اس میں مئی کے مہینے کی پہلی تاریخ کو مائیک پارک میں نمائش کھولی گئی۔

اس نمائش کی راہ میں جو قدم آگے رکھنے کے لیے سنگ راہ پیش آئے۔ اس میں سے کچھ ہم نے

۱۸۵۰ء ملکہ مظفر کا اوسبورن میں رونق افروز ہونا

نمائش عظیم کے قطعات اور انکی شکستگی

اوپر بیان کر دیئے ہیں اور کچھ اب بیان کرتے ہیں۔ اس نمایش پر بہت سے آدمی ناک ہون چڑھا کر کہتے تھے کہ اس بے کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوگا۔ ایسے آدمی بھی تھوڑے سے نہ تھے جو پرنس البرٹ کو پر دسی جان کر خود نہ سمجھتے تھے اور اس بات کے یقین کرنے میں شامل کرتے تھے کہ اسکی تحریک رسی سے کوئی عملی فائدہ و حقیقت حاصل ہوگا۔

یکرنیل بڑا بہادر و جری قوی ہیکل تھا۔ صوت شکل نرالی رکھتا تھا۔ اسکی گفتگو کا انداز بھی جدا گانہ تھا۔ اسکی طبیعت میں کج روی تھی۔ باوجود بہادر ہونیکے اس بات میں نامرد تھا کہ وہ تمام پروسیوں کو بدحسلا قرار دے اور پوپ کا طرفدار جانتا تھا۔ ان پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ اور نظر حقائق کے انہیں دیکھتا تھا۔ وہ نمایش میں پروسیوں کے جمع ہونے کو اپنے ملک پر برقراری جانتا تھا۔ اور اس کے نتائج سے ملک کو متنبہ کرتا تھا کہ ان پروسیوں کا آنا انگریزوں کو بدحسلا بنایگا۔ ہوسٹن چلا کر کمڈیا کہ اسے لوگوں میں اپنی پیسیوں اور پیسیوں کی چوکی کرو اور اپنے مال کی خیر مناد۔ یہ بھی اپنے بر ملا کہا کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ آسمان ایسی ٹرالہ باری کرے۔ یا بجلی گرائے کہ جو عمارت اس نامبارک نمایش گاہ کے لئے بنی ہے وہ سار ہو کر خاک ہو۔ تجارت کی آزادی نے قوم کی بربادی میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی تھی۔ اب اسپرٹ اور طرہ چڑھا کہ انسان کے دشمن (شیطان) نے اس نمایش عظیم کے دوسوہ کو القا کیا کہ پروسیوں جیسا کہ پہلے ہماری تجارت کو چرایا تھا اب ہمارے عزت کو چرنے کے قابل ہو جائیں۔

اس زمانہ میں تو نمایش کی مزاحمت کہنی یہود و حرکت معلوم ہوتی ہو مگر اسوقت میں سے سنجیدہ دانشمندان کی یہ رائے تھی کہ نمایش کے سبب بہت سی ہیٹروں کا جمع ہونا اس سبب نامناسب ہے کہ اس سے بعض خسادوں کے اٹھنے کا اندیشہ ہو کہ وہ خطرناک ہوں۔ کرنیل سب تھوڑے نے پروسیوں کے اجتماع سے ڈرایا کہ وہ گوبے شر بھلے مانس ہوں مگر ان میں یورپ کی ساری قوموں سے ان آدمیوں کا بھی آنا ضروری ہے کہ جو سلطنت جمہوری کے قائم کر نیچے لئے اپنا خون بہانے کو موجود ہیں۔ انگلستان میں پوپ کی حکومت جانے پر لوگ بڑے بیٹھے تھے چارٹر حاصل کر نیوالے بھی ناراض ہو رہے تھے۔ ان سب باتوں کے جمع ہونے سے لندن کی اس وعافیت میں رخنہ پڑنا اندیشہ تھلان واقعات سے پرنس اور انکے معاونوں کو جرج و الم تھا

کرنیل سب تھوڑے

پروسیوں کا ڈرانا اور نمایش کے لئے مزاحمت کا پیش آنا

اسکا حال اس خط سے معلوم ہوتا ہے جو انھوں نے اپنی سوتیلی ماں کو لکھا ہے کہ کاموں کی کثرت سے جتنا میں مری ہو رہا ہوں اتنا زندہ نہیں رہا ہوں۔ کل بڑھیاؤں کے دلوں کو نمائش کے مخالفین دھلا رہے ہیں۔ اور ابھی دیوانہ بنا کے خارج کر رہے ہیں۔ وہ بڑا کہہ رہے ہیں کہ پریسینوں کے یہاں آئیے جتنی ایک انقلاب کلی پیدا ہوگا۔ میں اور وکٹوریہ مارے جائیں گے اور انگلینڈ میں سلطنت جمہوری کا اشتہار دیا جائے گا۔ جس کے قائم کرنے کیلئے لوگ اپنا خون بہانے کو مجبور ہیں۔ جب آدمیوں کا جو جم بے شمار ہوگا تو دبا پھیلے گی۔ اور ان لوگوں کی جانیں تلف کر نیگی جو اب تک ہرجس کی گرانی سے تلف نہیں ہوئی تھیں۔ ان سب باتوں کی جواب دہی میرے ذمے ہے، ان کے لئے میں سو فریڈا بیر کر رہا ہوں۔ اس نمائش کو یورپ کے بہت بادشاہ اتفاقات کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ انکو یہ خوف تھا کہ جب نمائش کی کشش انگلینڈ میں لوگوں کو لیجائے گی تو وہ انگلینڈ کی کنونشن ٹیوشنل تو انین آئین سے آگاہ ہو جائیں گے۔ اور پھر انکا شخصی سلطنت کا مذاق بگڑ جائیگا۔ معلوم نہیں کہ وہ پھر انکر کیا کیا خرابیاں اور فساد پھیلانیں۔ اور شاہ پروشا تو سما جاتا تھا کہ نمائش میں ایسے آدمی جمع ہوں گے جو سلطنت جمہوری کے قائم کر نیکے لئے اپنی جان قربان کرتے ہیں۔ اس خوف سے اُسے اپنے بھتیجے شہزادہ پروشا کو جو اب شہنشاہ جرمن ہے نمائش کی افتتاح میں جانے کے لئے منع کیا۔ مگر جب اس شہزادہ نے وہاں جانیکے لئے ہزار کیا تو اسکو اجازت دیدی۔ مگر اُسکے ولیمین و سوسہی راکہ ٹائیڈ پارک میں جو شہزادہ نمائش کے افتتاح کے دن جانیگا اُسکی جان کی سلامتی معرض خطر میں ہوگی۔ ڈیوک کی مہرج سے اس باب میں رائے پوچھی تو انہوں نے نمائش کو خطرناک بتلایا مگر تدریج جمہور کی رائیں بدلتی گئیں۔

یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں اس نمائش کے ساتھ کج ادائی کرتی تھیں مگر شہزادہ نے اپنے حسن حشلاق سے یہ تجویز پیش کی کہ نمائش کے افتتاح کے دن غیر سلطنتوں کے سفیروں کا گروہ اپنا ایڈریس ملکہ مغلیہ کے روبرو پیش کرے۔ اور اُسکی دلائل لکھ کر لارڈ جان ریل کے پاس بھیج دے کہ اس نمائش کو صرف انگلش ہی نہیں کھوتے ہیں نہ کوئی خاص انگلش غرض ہی اس سے متعلق ہے بلکہ نمائش تو تمام قوموں کی طرف سے کھولی جاتی ہے۔ سب کے ہمیں بڑا عملی حصہ دیا ہے نصف نمائش پریسینوں کے زیر حکومت ہے دیگر ملکوں سے نصف اسباب زیادہ اُسکے لئے آیا ہے

یہ خط لکھنے کے بعد سفیران کا ملک مغلیہ کے روبرو پیش کیا گیا اور ان کے اظہارِ نرا

اجنبی گورنمنٹوں کی طرف سے نصف جویریاں مقرر ہوئی ہیں۔ انہوں نے اس نمائش کے حصہ کا خرچ اپنے ذمہ لیا ہے جو پریسیوں سے متعلق ہے۔ اگرچہ جنسی قوموں کے سفیروں اور قائم مقاموں کو یہ موقع نہ دون کہ وہ اس نمائش کے افتتاح میں بڑا حصہ عملی نہیں تو میری رائے کی یہ خطا ہے لارڈ گرین ویل نے ایڈریس پیش کرنے کی تجویز سفیروں کے سرکردہ کے روبرو پیش کی اُس نے اس باب میں سب سفیروں کے گھر جا کر صلاح و مشورہ لیا تو انہوں نے اسکو پسند کیا۔ مگر ایک سفیر گھر پر نہیں ملا۔ اس سے رائے لینی باقی رہی۔ اس کام کے لئے سب سفیروں کا متفق رائے ہونا ضرور تھا۔ اس سفیر نے جو گھر پڑا تھا۔ اختلاف رائے کر کے کام میں رخصت اندازی کی اور سب کو یہ سمجھایا کہ اس ایڈریس کے پیش کر نیے ہماری گورنمنٹیں جسے ناراض ہو جائیں گی۔ ایسے اس ایڈریس کا پیش کرنا موقوف رہا سفیروں کو اس اپنی حرکت پر پیچھے افسوس رہا کہ اُسے بننے یہ کیا کیا۔ وہ نمائش کے افتتاح کے دن چھیلوں کی طرح بالکل خاموش ملکہ معظمہ کے روبرو آئے اور سر جھکا کر پلیٹ فارم پر چلے گئے جہاں وہ ایسے ہی معلوم ہوتے تھے جیسے پانی میں مچھلیاں معلوم ہوتی ہیں۔ جب ہائیڈ پارک میں نمائش گاہ کے بننے کے لئے زمین تجویز ہو گئی تو شہزادے کو مچھلی اور مشکلات کے یہ شکل بھی پیش آئی کہ نمائش گاہ کی عمارت کیسی بنائی جائے۔ اسکی وسعت کتنی رکھی جائے۔ کیسا اُسکا نقشہ بنے۔ نمائش کے کشنوں کے پاس ساری دنیا کے معماروں نے ۴۵ نقشے بھیجے ان میں ایک فرانسیسی نقشہ منظور ہو گیا تھا کہ مسٹر جوزف ٹیکسن نے اپنے ذہن قادی سے ایک نقشہ ایجاد کیا۔ وہ سب نقشوں پر فوقیت لیگیا۔ اس میں اینٹ پتھر کی جگہ شیشے اور لوہے کے لگانے کی تجویز کی۔ یہ اسی استاد کا کام تھا کہ اُس نے شیشے اور آہن کو پیوستہ کر کے جوڑا۔ اُس نے اس نمائش گاہ کا ۱۸ فیٹ طول ۱۸ فیٹ عرض اور ۶۶ فیٹ ارتفاع رکھا۔ وہ ایسا رفیع الشان بنایا گیا کہ پارک کے اونچے درخت اُس کے اندر لگے۔ ۲۶ جولائی ۱۸۵۸ء تک اُس کے بننے کا فیصلہ نہیں ہوا تھا کچھ مصلح اُس کے لئے نہیں جمع ہوا تھا۔ لیکن فوکس ہنڈسن ٹیکہ داروں نے وہ باتوں کرسر سون جانی کہ ۳۱ دسمبر ۱۸۵۸ء کو اُس نے عمارت کو رنگنے کے لئے دیدیا۔ زمین ۳ جولائی ۱۸۵۸ء کو ملی تھی۔ ۲۶ دسمبر کو پہلا ستون کھڑا کیا گیا۔ نو مہینے کے اندر یہ عمارت سب طرح سے تیار ہو گئی اس کا نام کرسٹل پلس (قصر بلورین) رکھا گیا۔ یہ عمارت ہی ایسی عجیب غریب تھی کہ صرف اس کے

دیکھنے ہی کے لئے ہزاروں آدمی آئے۔ لارڈ پامرسٹون نے ایک دوست کو خط میں لکھا ہے کہ اس عمارت کے اندر کوئی اور چیز خود اس عمارت سے زیادہ عجیب غریب نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس عمارت میں جو صنایعی اپنے نقش و نگار اور بہار دکھاتی تھی وہ کوئی اور چیز نہیں دکھاتی تھی۔ اس نمائش کی کامیابی کا بڑا سبب یہ عمارت ہی تھی۔

۲۹۔ اپریل ۱۸۸۷ء کو نمائش کی ساری چیزیں اسی تیار ہو گئی تھیں کہ ملکہ معظمہ خود اسے دیکھنے کے لئے تشریف لائیں۔ حضرت علیا اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ میں اس نمائش کا میں ڈھائی گھنٹہ تک سیر کرتی رہی۔ واپس آکر تھک کر چنا چور ہو گئی۔ لاکھوں عجیب غریب خوبصورت چیزوں کو دیکھا۔ انکو دیکھتے دیکھتے میرا دماغ پریشان ہو گیا۔ اور انھیں چند عیالے نگین سجانا لیا کیا کوششیں ہوئی ہیں کیا صنعتکاران دکھائی گئی ہیں کیسے کیسے انکے مذاق ظاہر ہوئے ہیں نمائش کی یہ ساری رونق میرے نہایت عزیز البرٹ کی بدولت ہے۔ میں نے گیلری میں جا کر خوب نظاں لگے سارے کورٹ (چمک) صنایعی و ہنرمندی کی چیزوں سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ سب تعجب و حیرت انگیز تھے۔ غل شور سے کان پٹے جاتے تھے۔ ساری قسم کی چیزوں کے علی الترتیب کھنڈے میں بارہ ہزار آدمیوں سے لیکر ۲۰ ہزار آدمیوں تک لگے ہوئے ہیں۔

پرنس نے اپنے روزنامہ میں فقط یہ مختصر عبارت تحریر کی ”کہ نمائش کے افتتاح کے انتظامات کا کرنا ایک ہونا تک محنت ہے۔ دوسرے دن ملکہ معظمہ اپنے روزنامہ میں تحریر فرماتی ہیں کہ کل کے بڑے دن کی تیاری میں ہر ایک آدمی مصروف ہے۔ یہ چارہ البرٹ ہونا تک خدمت گزاری کر رہا ہے۔ وہ دن بھر اپنی نیک نہادی و بردباری سے کچھ نہ کچھ مشکلات اور الجھیڑوں کو حل کرتا رہتا ہے۔ اسکو بڑی فتح حاصل ہوئی ہے۔ اس کے نام نے بڑی بزرگی اور عظمت پائی ہے۔ مگر باوجود اس کارنامے عظیم کے سرانجام دینے کے وہ ایک لفظ اپنی ذات کے لیے زبان پر نہیں لاتا۔ محنت و انتہاء وجہ کی کرتا ہے۔ ملک کی عزت سے اسکا دل باغ باغ ہوتا ہے۔ نہایت مشکوٰۃ و فراموشی کے ضد میں وہ بالاشتغال لگ و دو کرتا ہے۔

ہر شا کا شہزادہ اور شہزادی مع اپنے بیٹے اور بیٹی کے ایک دن پہلے قصر بنگلہ میں لگے تھے ملکہ معظمہ انکو ہمراہ لیکر دوسرے دن نمائش میں رونق افروز ہوئیں۔ وہ لکھتی ہیں کہ یہ سیکرمان

منا ہوا کہ دیکھ کر تھوڑے ششدر ہو گئے۔ کل سے زیادہ آج شور و غل ہو رہا تھا۔ تماشائیوں کے لئے نشستیں بنائیں درست ہو رہی تھیں۔ ابھی تک ان میں بہت کام کرنا باقی ہے۔ ہم گیلریوں کے گرد پھرے ان سے نیچے فوراً چھوٹ رہے تھے۔ جن میں بعض بہت ہی خوبصورت تھے۔ بہت تازہ کے درخت اور دلفریب پھول رکھے ہوئے تھے۔

ملکہ مغلیہ کا روزنامہ آگے بیان کرتا ہے کہ میرے پاس نیک ہناد سٹوک میز آئے۔ میں نے ان سے اگر نمایش اور مہمانوں کا ذکر کیا۔ پروشا کا شہزادہ جو اب جرمن کا شہنشاہ ہو چکا ہے اپنے کونسلر ٹیوشنل خیالات میں منتقل ہو رہے ہیں کے واقعات سے نہایت غصے میں آ رہا ہے جو عمر شہزادہ بڑا ہی بھلا دھیرا ہے۔ پنجے کے بعد کیمبج کے ڈیوک جارج میرے پاس آئے اور وہ کل کے اندیشہ کا ذکر مجھے کرنے لگے کہ جب کہ آرمیوں کو یہ خوف لگ رہا ہے کہ پارک میں جب آرمیوں کا اس قدر ہجوم ہوگا تو ضرور کوئی نہ کوئی جھگڑا فساد لوگ کھڑا کریں گے۔ مگر میں اپنی رعایا کی فداکاری اور غیر خواہی اور اطاعت کو خوب جانتی تھی کہ ہرگز کوئی دنگہ فساد نہیں چلائے گا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ دوسرے دن نمایش کے کھینے پر سب جگہ خوشی اور گرجوشتی کی گرم بازاری تھی۔ ایک ممتاز اخبار قابل اعتبار نے بیان کرتا ہے کہ ملکہ مغلیہ کی تلج پوشی کی رسم کے سوا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ایسا از دام کشہ خوشیاں مسارا ہو۔

جب سر جوزف ٹیکسٹن کے قصر بلورین میں لوگوں نے قدم رکھا ہے تو انکو ایک حیرتناک مسرت ہوئی تھی جس سے ان کے دلوں میں مہترناز پیدا ہوتا تھا۔ ہر چیز ان کی نگاہ میں نئی اور عجب دکھائی دیتی تھی۔ عمارت کی وسعت اور رفعت کا اندازہ اس پر قیاس کر لیجئے کہ اسکے اندر پارک کے دو اونچے اونچے درخت موجود تھے جو ہوا میں اپنے سبز پتوں سمیت ایسے بلند تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔ غواروں کے پانیوں کی چھپ چھپ کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ منظرہ حارہ کی سبزیاں آنکھوں میں طراوت دیتی تھیں۔ دنیا کے منتخب پھولوں کی رنگینی جلوہ دکھا رہی تھی۔ دور دور کی کارگاہوں کے فروش اور قابیل اپنے اپنے گل بوٹوں کے کھزار کی بہار دکھاتے تھے۔ ان سب چیزوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو نرمی اور دل کو فرحت ایسی حاصل ہوتی تھی کہ کبھی بھولنے کے نہیں۔ انسان کی ذہانت نے جن فنون اور صنائع کو ایجاد کر کے

مرتب کیا ہے اُن سب کی کاریگری بہان جمع تھی۔ ہزاروں آدمیوں نے جو مختلف ملکوں میں ٹیم کے کام کیے تھے اُن سب کو یہاں لا کر متفق کر دیا تھا۔ اور ایک بے انتہا بولسٹون کا جلوہ دکھا دیا تھا جس عمارت میں یہ خیرین جمع کی گئی تھیں اُسکی خود گذاری اور اُسکی دشمنانی عجب طرح کا جلوہ دکھاتی تھی۔ یہ عمارت مٹی کے ڈھیلوں میں سے اوجھل کر نکلی تھی جس میں کل نیا کی پیداوار ارضی تھی۔ کوہ نور بھی دہارے ملک کا مشہور الماس ہوا اپنی نور افشانی کر رہا تھا۔ نور سے اچھل چھل کر بلندی پر جا رہے تھے۔ شیشے کی چھت کے نیچے ٹاٹ کے درخت لگے ہوئے تھے غش آلود اور رضا دھاتوں کے برے ڈلے کوئلوں کے موٹے موٹے ڈھیے۔ لیس کے کام۔ کارگاہوں کی دھواں مشرقی اسباب۔ ہر ایک معمولی آدمی کے دلمین ایک نئی عجیب خوشی پیدا کرتا تھا جو حافظہ رکھتا ہو وہ اُسے پہریاد کر کے دل خوش کر سکتا ہے۔ جب مختلف صورت کی خوشنما تصویریں نظر پڑتی تھیں تو دلمین پرنس البرٹ کے احسان کا خیال پیدا ہوتا تھا۔ جو خاموش کھڑ دیکھ رہا تھا کہ دو سال پہلے جو میرے خیال نے پیش بینی کی تھی وہ آج پوری ہو گئی۔ گو اس قصر بلورین کے بیان میں ناظرین نمائش نے اپنی فصاحت و بلاغت کو فرج کیا ہے۔ گرم اسکا بیان ملکہ منظر کے روزنامچے سے نقل کرتے ہیں اور اسی بیان کو اور سب بیانوں سے بہتر جانتے ہیں۔

نمائش عظیم نے اپنا جلوہ دکھایا۔ آئین برسی کا یہاں ہوئی۔ یہاں میرے پیار البرٹ اور میرے عزیز ملک نے وہ اپنا حق نظر دکھایا ہے جس پر مجھ کو ہمیشہ فخر و ناز ہے گا۔ یہاں تمام ہمارے بچے اور مہمان اور نوکٹر (میرا بھانجا) اور ماما موجود ہیں۔ ہمارے بچوں کو شہزادہ پروشانے ایک کھلونا دیا ہے جو کہ بروز (ڈین ٹانبا لاما) کی ایک جنگ آرا عورت بنی ہوئی ہے۔ وہ سب کھلونوں کو جو ہم نے اپنے بچوں کو دیئے ہیں رونق دے رہی ہے اور شہزادی پروشانے کا غڈ تر اش اور مہمان نے ایک چھوٹا سا گھنٹہ بچوں کو دیا ہے جسے اُنکے کھلونوں کی زیب و زینت زیادہ ہو گئی ہے پارک ایک عجیب حیرت افزا نظارہ گاہ تھی ایک خلعت کا ہجوم آئین موصین مار رہا تھا سواریوں اور سپاہیوں کی آمد کا وہی حال تھا جو میری تابو جوشی کے دن تھا۔ مجھے اس کا فکر تھا اور اس سے بہت زیادہ پیارے البرٹ کا فکر تھا۔ دن بہت روشن تھا۔ غل غبارے اور جوش و خروش کی کچھ انتہا نہ تھی۔ ساڑھے گیارہ بجے ہماری سواری شانانہ جلوس کے ساتھ صبح

نمائش عظیم کے افتتاح کا بیان جو خطاب ملکہ منظر نے کیا ہے

گرین پارک اور مائیڈ پارک مین دونوں نیک مزاج اور پر جوش خلقت سے کچا کچھ بھری ہوئی تھیں۔ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی، مائیڈ پارک کی صورت جہاں تک میری نظر کے روبرو آتی تھی وہ سبھی تھی جو مین نے پہلے کھینچی دیکھی تھی۔ جب ہم چلے مین تو تھوڑی بارش بھی ہوئی تھی لیکن جب ہم کمرشل بلیس کے قریب آئے تو سورج نکل آیا۔ اور اس عالیشان عمارت پر خوب درخشان ہوا چسپری قوموں کے پھریرے پھر رہے تھے۔ ہماری سواری نمائش گاہ مین داخل ہوئی انہیں دروازوں مین عمارت کے اڑے اڑے بازوؤں کا جھلانا اور اس کے اندر تار کے درختوں کا جھومنا پھولوں اور پتوں مورتوں بتوں کا جلوہ دکھانا۔ گیلریوں پر اور ان کے گرد کی نشست گاہوں پر لاکھوں آدمیوں کا بن سنور کر بیٹھنا ہمارے داخل ہونے پر شہنائیوں اور بغیر یوں کا بجنا یہ ساری چیزیں میرے دلیں وہ اہتر از پیدا کرتی تھیں کہ جنکو مین ساری عمر نہ ہو لوں گی۔ ایک جانب مین ایک چھوٹے سے کمرے مین تھوڑی دیر کے لیے ہم گئے۔ ہم نے اپنی شالین تارین مین وہاں ما اور میری (جواب شہزادی ٹیک ہے) سے ملی۔ مین اور شہزادے باہر کھڑے ہوئے تھے۔ چند سکند کے بعد البرٹ اپنے ساتھ مجھے لیکر چلا۔ وکی (بڑی صاحبزادی) اُن کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی۔ اور بی (شہزادہ ویلیم) میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ جب ہم بیچون بیچ مین آئے تو ایک بہت وسیع رفیع الشان و لفریب محل گاہ نظر آئی جہیں شہزادہ اور کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ انپر ہم بیٹھے۔ اُن کے سامنے ایک فوارہ خوشنما جوش زنان تھا مین نے کبھی عبادت مین بھی آدمیوں کو ایسا محو نہیں دیکھا۔ جیسے کہ اس نمائش کی پرستش مین مصروف پایا۔ چیز کے غل و شور کی انتہا نہ تھی۔ ہر شخص کا چہرہ ہشاش بشاش تھا عمارت کی وسعت بے انتہا۔ تاروں۔ پھولوں۔ درختوں۔ پیکرون مورتوں۔ فواروں کا یکجا جمع ہونا۔ ارغنون کے ساتھ دوسو مزہب کا بجنا جن مین سے چھ سو راگ نکلیں۔ اور میرے نہایت عزیز شوہر کا ساتھ ہونا جو مصفا کی دعوت کا داعی تھا۔ اور جسے روئے زمین کی کل سلطنتوں کو یکجا جمع کر رکھا تھا یہ ساری چیزیں میرے دلیں اہتر از پیدا کرتی تھیں۔ یہ دن حیات جاودانی رکھے گا۔ میرے نہایت عزیز البرٹ کو اور میرے نہایت عزیز ملک کو خدا برکت دے جنہوں نے آج یہ اپنی بڑی شان و عظمت دکھائی ہے۔ خدا تعالیٰ سب چیزوں کو پھیلائیو الا اور سب کو برکت دینے والا ہے۔ اسکا احسان البرٹ دل مین مانتا ہے مجھے اپنی تاج پوشی کی رسم یاد دلاتی ہے کہ یہ نمائش اُس سے ہزار درجے بہتر ہے۔ اگر اُس سے کچھ مشابہت

رکھتی ہو تو نہایت خفیف سی۔ اس میں وہ خصوصیات اور حسانتیں اور شہسپائے بوقلمون تھیں جن کو کوئی شے اُسکی برابری اور ہمسری نہیں کر سکتی۔ سنجیدگی میں چرچ سے وہ کچھ مشابہت کبھی ہے مگر چرچ میں یہ ہنگامہ شادی و گر محوشی زیادہ اثر کرنے والی کجایں وہاں تو خاموشی ہوتی ہے۔

جب ملکہ منظر کوۃ اسلامت رکھے گایا گیا تو البرٹ میرے پھد سے جدا ہوا اور نمائش کے کسٹرون کا افسر بنا۔ یہ کسٹمر میرے متنازعہ افراز پوشیل اسپروں کا عجیب و غریب گریٹا۔ انہوں نے میرے سامنے نمائش کی رپورٹ پڑھی جو طوں طویل تھی۔ میں نے اُسکا مختصر سا جواب دیا بعد اُسکے کسٹمر ہی کے چرچ بشپ نے ایک مختصر سی نماز پڑھی۔ شکراکلی کا گیت گایا۔ اسپین ایک چینی امیر شریک ہوا۔ اُن باتوں کے ختم ہونے کے بعد رسم افتتاح کیلئے جلوس شاہی علی المرتضیٰ بنات خوش اسلوبی سے اس ترتیب سے مرتب ہوا جو اُسکو پہلے سے بتلائی گئی تھی۔ اُسکا طول بہت بڑھا اُس سے ناف نمائش گاہ بالکل بھر گئی گو یہ ارادہ نہ تھا کہ وہ ایسی پر مہیا کے مگر اس سے یہ کوئی وقت نہیں پیش آئی۔ ایک سکر سے دوسرے تک ناف نمائش گاہ میں جلوس کے لئے ادائیگی گئی تھی اُس میں ہم گئے۔ ہمارے چاروں طرف چیز کا وہ غل و شور تھا کہ کان بھرے ہوئے جاسے۔ تھے اور وہاں ہلائے جاتے تھے۔ اور ہر شخص کے رخ خندان پر رنگ مسرت و انبساط تابان تھا۔ آج آدمیوں کی آنکھوں میں گزیر شادی بھی نمایان تھا۔ ارغنون کے سننے پر لوگوں کو ایسی توجہ نہ تھی جیسے کہ ایک جنگی مینڈ کے بجنے پر ہمارا وسط میں گزرنے والوں پر اثر انداز تھا۔ کسی نے جو پرویز کا لپہ رتن و زین جنگ آلود بنائی تھی۔ وہ بڑی شاندار معلوم ہوتی تھی۔ ڈیوک کہن سال ونگٹن اور اارڈ انگل سے ہاتھ میں دیئے ہوئے جاتے تھے بڑے پہلے معلوم ہونے تھے میں نے اور بھی بہت اپنی ملاقاتی وہاں دیکھے۔

پھر ہم اپنی جگہ پر آئے بیٹھے۔ البرٹ نے لارڈ بریڈالبین سے کہا کہ آپ کھدیجے کہ نمائش گاہ کھولی گئی تو انہوں نے زور کی آواز سے کہا کہ ملکہ منظمہ مجھے حکم دیتی ہیں کہ میں کسوں کو نمائش گاہ کھولی گئی۔ یہ کہنا تھا کہ نفیر یون شہنایوں کے بجنے نے اور چیز کی آوازوں نے ایک غل مچا دیا وہ کل کسٹمر اور انگریز کیوٹو کیٹی کے ممبر باغ باغ ہوئے جاتے تھے جنہوں نے اس نمائش کے لئے اشتیاق شاد اٹھائی تھی وہ حد سے زیادہ تعریف کے مستحق تھے اُن سب میں ٹیکسٹن کی خوشی کی تو کچھ

انتہائی نہ تھی وہ ایک باغبان کا بیٹا تھا۔ آج وہ اس غزو شان کے عروج پر پہنچا تھا۔ اس نے خضر خزانہ
 کرے بجا تھا۔ ہر شخص کو ایک حیرت کے ساتھ مسرت ہو رہی تھی۔ سرچاپ گرسہ دموم سکرشی کی
 آنکھوں میں خوشی کے مارے آنسو بچلے پڑتے تھے۔ پھر نمائش گاہ سے مراجعت بھی اس ہی دموم دھام
 سے ہوئی۔ جیسے کہ اس کی آمد کی ہوئی تھی۔ بندوبست خوب تھا۔ ایک نہ بچے۔ نہ سنہ پرچہ اپنے محل
 میں اگر بار بار پر آئے تو بڑے زور شور سے چیزیں دیئے گئے۔ پروشا کے شہزادے اور شہزادی بہت
 خوش ہوئے۔ ہم بھی خوش ہوئے۔ ان کا شکریہ ادا کیا۔ مجھے اس کہنے کی ضرورت نہیں کہ جو کچھ
 میرے پیارے شوہر کو اور میری نیک رہایا کو کامیابی ہوئی۔ اس پر مجھ کو خضر خزانہ ہے۔ اس نمائش کا
 نقش جو میرے دل پر جاوے میں بیان نہیں کر سکتی۔ اس نمائش کو نہ میں کبھی بھولوں گی نہ کوئی اور خضر
 بھولے گا۔ جس نے اُس کو دیکھا ہے۔ اس سے البرٹ کے نام کو حیات دوام حاصل ہو گئی۔ شہزادوں و
 مفردوں نے ہر طرح کا خوف دلایا تھا اور بدین بیہودہ اور لغو خرین آرائی تھیں مگر سب غلط ہوئیں
 سارے کام بخوبی قابلِ طہینان انجام پائے۔ دو گھنٹہ فساد و فحاشی نہیں ہوا۔ پہلے سال کے آخر میں البرٹ
 نے بڑے زور سے کہا تھا۔ وہ پورا ہوا کہ ہر شخص کے دل میں قادر مطلق کی بڑی گہری شکر گزاری
 ان نعمتوں کے لئے ہوئی۔ جو اُس نے اب ہمیں دنیا میں دے رکھی ہیں۔ سو اب چون کو قصر بیکوٹ میں
 چارلس دوم کی سلطنت کے نقل اُتارنے کا جلسہ ہوا۔

میں ایک نہایت دلچسپ بات کہتی ہوں کہ نیک دل پر کین سال ٹیوک ونگلن جن کی
 آج اکتالیسویں سالگرہ تھی۔ وہ اپنے دہرم بیٹے آر تھر کی سالگرہ دین ۵ بجے آئے۔ اور کچھ بیٹے کو لیکر
 سونے کا پیالہ اور کچھ کھلونے اپنے پسند کے دیئے۔ آر تھر نے ان کو ایک گلہ مستہ نذر دیا۔ ہم نے
 اپنے کنبے کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور کوئٹ کارڈن کے اوپر امین جا کر تباشا دیکھا۔ میں کچھ تھک
 گئی تھی۔ لیکن ہم دونوں میان بی بی اپنے خدا کے شکر گزار تھے جو بیشک ہمارا مربان اور رحیم باپ ہے۔
 سپاہ سالار ان سپاہ آرا و افسران صف پر نے تسلیم مبارکجاوی مبارکی کی تقدیم کی
 اور طوائف و اعانیم و اعلیٰ موالی مرسم تہنیت و تعظیم بجالائے۔ مگر مغربہ کو سب سے اول مبارکجاویا
 لارڈ جان رسل اور لارڈ پامرسٹون نے دیں۔ لارڈ پامرسٹون ایک سرشتہ کی چٹھی کے آخر
 میں یہ فقرہ لکھا کہ آجکا دن ایسا ہو کہ جیسی حضرت علیا کو خوشی حاصل ہوئی ہو۔ ایسی ہی قوم کو عزت

حاصل ہوئی ہے قوم کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ آپ اسکی ملکہ میں۔ لارڈ جان رسل نے یہ مبارکباد دی کہ نمائش میں یہ کام ایسی خوبی اور خوش سہولتی سے ہوا کہ اسکی خصوصیات بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ گرد و ماکرہ آ کر ہی جمع ہوئے انہوں نے جو اپنی خیر خواہی اور عام رضامندی ظاہر کی وہ ایک پوٹیکل آدمی کے لیے بڑی خوشی کا ثبوت ہے۔ زمانت اور آرٹ اور فنون و محنت پر دازمی کے جو عجائبات دکھائے گئے ہیں انکی بڑی شہرت حکما اور اہل سائنس اور صناعت کا ریگروٹن ہوگی۔ نمائش کی عمارت میں پچیس ہزار آدمی تھے۔ اور یہ حساب کیا گیا ہے کہ اس عمارت اور قصر کنگسم کے درمیان سات لاکھ آدمی جمع تھے۔ چار گرسے نے حضرت علیا کو اطلاع دی کہ اس اجتماع اور ازدحام کے سبب کوئی قحط ایسی نہیں واقع ہوئی کہ اس میں پولس دست اندازی کرتا۔

لیڈی لنٹن صاحبہ نے جو حضرت علیا کی خدمت اور رفاقت سے ابھی جنوری ۱۸۵۰ء میں جدا ہوئی تھیں یہ تنہیت نامہ لکھا کہ میں اقرار کرتی ہوں کہ میں اندیشہ اور خطرہ سے خالی نہ تھی۔ بہتے خوف و خطرون و شہم و وسوسوں کو ساتھ لیکر نمائش گاہ میں گئی تھی۔ مگر الحمد للہ انجام ایسا بخیر ہوا کہ میرے سارے خطرون کو دور کر دیا اور میری ساری توقعات پر سبقت لیگیا۔ حضور کی خوش زندگی کا سب سے زیادہ خوش دن یہ تھا کہ جس میں حضرت نے اپنے شوہر کے ایڈریس مٹی جس سے آپکو معلوم ہوا کہ ایسی فیاضانہ اور دلیرانہ عمدہ تدبیر میں کامیابی حاصل ہوئی یہ کام پرنس البرٹ کا ایسا ہی جو جس کے سبب ساری قومیں ان کے بزرگ نام کو بڑی خوشی سے ستائش و احسان کے ساتھ لین گی۔ اور ہمیشہ اس نام کی یاد و تنظیم ساتھ ہوا کرے گی۔

حضرت علیا نے اس تنہیت کا جواب یہ لکھا کہ میں تم سے یہ سننا چاہتی تھی کہ پہلی مٹی کی بزرگ تانچہ میں میری نسبت آپ کیا خیال کرتی تھیں۔ آپ نے سچ کہا کہ یہ دن میری خوش زندگی کا کافی کاسب سے زیادہ تر مسرت ناک تھا میرا عزیز خاوند ہمیشہ اور دن کی بھلائی کے لیے محنت کرتا ہی۔ وہ ان مشکلوں اور مزاہمتوں پر جو اسکے روکنے کیلئے خیال میں آسکتی تھیں۔ اور ان کو ششون پر جو خدا و کینے کے سبب اسکی ناکامی کے لیے کی جاتی تھیں بڑی دھوم دھام سے کامیابے تعجب ہوا جس ہم دونوں کو بے انتہا خوشی حاصل ہوئی۔ مجھے البرٹ کا نام اور اپنے ملک کا نام دونوں عزیز ہیں ان دونوں ناموں کے عظیم الشان اور الا شکوہ ہونے میں مدد ہونا میرے لیے فخر و مسرت شکر گزری

ایک ایسا شخص ہے جسکو کوئی شخص دوائے سیر نہیں سمجھتا۔

گوناویش کی ہمت متوجہ کر رہم ہن لیو پڑ لڈ شاہ مجیم نہیں شریک ہوا اگر کئی ہفتے کے بعد اسے دیکھنے آیا۔ م۔ می کو ملکہ منظمہ کو یہ خط لکھا کہ نمائش جو بڑی شان و شکوہ سے کھلی۔ میں لی سے چاہتا ہوں کہ آپ اسکی ہر چیز خوش ہوں میں آپ کی اس نشاط و انبساط کو خوب جانتا ہوں جو ہمارے پیارے البرٹ کی کامیابی سے آپ کو حاصل ہوئی ہوگی۔ یہ کام بڑا متم بالشان اور بڑی یاقوت کا تھا۔ ایسے کاموں کے خلاف شرارت انگیز و مضرت آئیز تیرا کرنا انسان کا کچھ مقتضائے طبیعت ہے کہ وہ اپنے بنی نوع اور ہمسایہ کے کاموں کی ناکامیابی سے خوش ہو کر رہے۔ مجھے اس بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ ساری قوموں نے دیکھ لیا کہ انگلستان جیسا آزاد ملک ہر ایسا ہی اپنے فرمانروا بادشاہ کی اصلی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔

ڈیوک کو برگس نمائش کا حال یہ لکھا ہے کہ بہت سی نمائشیں خواہ ملکوں میں الگ الگ ہوئی ہوں یا ساری دنیا کے لیے ایک ہوئی ہوں ان میں سے کسی نمائش کو لندن کی اس نمائش سے نسبت نہیں۔ یہاں ہر شے جو دیکھنے میں آتی تھی ایک نئی آن بان نشان رکھتی تھی۔ اسی لیے ڈیو ناظرین کو دل پسند ہوتی تھی۔ لڈیڈ انگلستان کے امراء اپنی عزت و شان کی نمائش ایسی دکھاتے تھے کہ وہ بھی اس نمائش کے ایک جزو معلوم ہوتے تھے۔ نمائش کے کھلنے کے دن بڑی پرمکلف بنی سنوری چار ہزار گارڈیان آئی تھیں۔ نمائش گاہ کے ہر کارخانہ میں اُمر آپس میں ملتے تھے۔ ملکہ مظہر اور انکے شوہر کی نیک نامی تو اپنے معراج پر پہنچ گئی تھی۔ ان دونوں سے لندن میں ۶ مہینے کے اندر لاکھوں آدمی ملنے آئے۔ اولیائے دولت نے بڑی کشادہ دلی اور خوش اخلاقی سے مہمان نوازی کی۔ پرنس البرٹ چیزوں کا ظاہری ہستہ ہی نہ تھا بلکہ وہ نمائش کی ہر چیز کی جان تھا۔ اب تو ان کے سخت دشمنوں نے بھی ان کے منصوبے کی تکمیل کو مان لیا یہ دنیا کا میلہ پولیٹیکل اٹرون سے خالی نہ تھا۔ لندن میں جو بے شمار شہزادے جمع ہوئے تھے۔ وہ بہت سے پولیٹیکل سٹی بیٹا سے پیکھ کر اپنے گھر گئے۔

ٹینیسن جو شہزادہ میں ملک الشعراء اور ڈس تھ کی جگہ ملک الشعراء مقرر ہوا تھا۔ اس نے اس نمائش کے باب میں نظم لکھی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نمائش نے بڑا کام انجام دیا ہے کہ یورپ اور

دہشت ناک دنیا کے پراگندہ دشمنوں کو شیشے کے کروں میں دوستانہ اور بھائیوں کی طرح ملا کر بھاڑ دیا۔ سی کو روائل اکیڈمی کے ڈیزین اُنکے نئے پریسیڈنٹ ایٹ لیا نے پرنس الٹ کا جام تہنستی نوش کیا۔ اور لوگوں نے اُنکے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اب پرنس کے کاموں اور نمائش کے انتظاموں کا انگلینڈ بڑا ممنون منت ہوا ہے۔ پرنس نے اپنی سیچ میں پریسیڈنٹ کی یہ تعریف کی کہ پریسیڈنٹ عکلا وہ یاقوتوں کے وہ خوبیاں اور نیکیاں ہیں جو پریسیڈنٹ میں ہونی چاہئیں۔ اُنکو مختلف قسم کے صناعوں سے کام پڑتا ہے جن سے وہ بالمقابلہ کام کرتا ہے۔ اور اُنکے کاموں کی عیب صواب بتاتا ہے۔ اُنکو باکریا بیکار کرتا ہے یہی حالت میں مشکل ہے کہ خوش اخلاقی کا برتاؤ کیا جائے مگر میں نو برس سے جانتا ہوں کہ وہ اُن نیکیوں کا برتاؤ کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے۔

پرنس نے اپنی سیچ میں یہ اور سچی سچی باتیں کہیں کہ اسے اہل مجلس آرٹ یا شاعری اندر خیال میں یا عمل میں تمام کاموں کے پیدا کرنے کے لئے صرف عقل ہنر و صبریہ درکار نہیں ہونگے بلکہ اُنکے لئے نیک لی کی سدرگرمی اور خیال کی آزاد روی کی بھی ضرورت پڑتی ہو۔ صناعوں کے کام کی نرم پود کا نشو و نما نیک لی اور مرہانی کی ہوا سے ہوتا ہے، اگر آپ ایک ناملائیم نکتہ چینی کا جھوکا چل جاتا ہے تو اُنکی جڑیں ڈھیلی ہو جاتی ہیں اور اُنکی نئی خشک ہو جاتی ہو۔ جس کے سبب وہ بہت کم پھول پھل لاتے ہیں مگر آرٹ کے لئے نکتہ چینی کی بھی ضرورت ہو جس کے سبب اس کی تنی بڑی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر کسی ذیل اُنکے کام کی تعریف بے شعوری سے کیجائے تو وہ ایک اعلیٰ درجہ کی ذہانت پر طعن و تشنیع ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں ایک طرف صناعوں کی بڑی بڑی جاعتیں ہر درجے کی ذہانت اور لیاقت کی بڑے شوق و ذوق سے باہم مقابلہ میں کام کر رہی ہیں۔ دوسری طرف اُن کاموں کے جانچنے پر کھنے والے پبلک مین جن میں بہت سے آرٹ سے باہل جاہل ہیں۔ وہ ان کاموں کی جو بڑے علم و ہنر سے پیدا کئے گئے ہیں بے رحمی اور سنگدلی سے عیب جوئی کرتے ہیں۔ جس کے سبب اُن چیزوں کی تجارت میں کھنڈت پڑتی ہو۔

پرنس کو اُن عیبوں پر علم تھا۔ اُنکے دور کرنے کے لئے یہ تدبیر کی کہ تعلیم کے پانے والے انداز کو بڑھا دیا۔ جس کے سبب ذہانت و صنعت کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور صاحبِ یافیت ہو گئے ایک

تحریک ہوئی۔

۱۔ جون کو اشاعت انجیل کی سوسائٹی کی تیسری جوہلی تھی وہ ایک سو پچاس سال سے قائم تھی۔ کثیر بری کے چرچ بشپ نے پرنس سے اُسکے پریسیڈنٹ ہونیکی درخواست اس سبب کی کہ وہ اس سوسائٹی کے لی ہی خواہ تھے۔ اُنہوں نے وزیرِ اعظم سے صلاح لیکر اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اس وقت نمائش کے سبب سے اور ملکوں کے سارے عیسائی فرقوں کے آدمی بھی جمع تھے اسلئے پرنس کو اپنے ایڈریس نہایت احتیاط و خرم سے تیار کرنی پڑی کہ کسی فریق مذہب کی طرف سے اس میں نہ یابی جائے اور کوئی بات اس میں ایسی نہ بیان کی جائے کہ کسی فریق کو وہ ناگوار خاطر کرے اُس سچ میں سے ہم چند فقرات کا ترجمہ کرتے ہیں۔

پرنس نے فرمایا کہ یہ سوسائٹی ایک سو پچاس برس سے قائم ہے۔ اسکی دو جوہلی پہلے ہو چکی ہیں۔ اب یہ تیسری جوہلی ہے۔ پہلی دو جوہلی میں ملک کی حالت اور کیفیت اور تھی مگر اب آؤ ہے کہ تیسری جوہلی میں ہمدی بڑی خوشحالی کا زمانہ ہے جو پہلے نہ تھا۔ یوروپ کے سب ملکوں میں امن و امان ہے۔ مذہبی گرجاؤں میں۔ انسان کی تہذیب و شائستگی کا بازار گرم ہے اور ساری دنیا میں بھلائی پھیلانیکے لئے مشن جاری ہیں۔ تہذیب کی بنا عیسائی مذہب پر ہو رہی ہے اس مذہب کے سہارے پر چلتی ہے۔ یہ سوسائٹی انجیل کی برکتوں کو پھیلا رہی ہے۔ جب ہم اپنے تین دنیاؤں کی واپس کی مبارکباد دیتے ہیں کہ گھر کے اندر وہاں امن و عافیت و مصالحت ہی تو اسکے ساتھ ہی چچ کا ہم ہمتا کر رہے ہیں کہ وہ عیسائی مذہب کی اشاعت اور تہذیب کی ترقی میں کوشش کر رہا ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی ہم افسوس کرتے ہیں کہ وہ آپس میں جھگڑے و فساد برپا کر رہا ہے۔ ان اندرونی فسادوں کے سوا اسپر بیرونی حملے بھی ہوتے ہیں جن سے اس کی سلامتی میں خلل پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے۔ بلکہ چچ میں ان مخالفتوں کا ہونا ایک لازمی امر اسلئے ہے کہ انسان کے اجتماع کے یہ دو اصول ہیں۔ ایک شخصی آزادی۔ دوم اپنے گروہ اور ختے کی بقا کے لئے انکی مرضی کی اطاعت۔ بس یہ دو اصول آزادی اور اطاعت متضاد ہیں جسے پہلے جھگڑے اور فساد کھڑے ہونے لازمی اور ضروری ہیں۔

پرنس البرٹ کی اس پیچ کی تعریف میں لارڈ جان رسل نے حضرت علیا کو یہ چٹھی لکھی کہ کل

اشاعت انجیل کی سوسائٹی میں پرنس البرٹ کا پریسیڈنٹ ہونا

اس سبب میں لارڈ جان رسل اور ملکہ سٹیفانی کی خط و کتابت

پرنس کی سپیچ نے لوگوں کے دلوں پر اپنا اثر ڈالا اور انکو خوش کیا۔ اگرچہ ہر طرف سے اندیشہ لگتا ہوا تھا مگر اس کا ہر لفظ تعریف کے قابل تھا۔ جرات کہنی چاہیے تھی وہ چھوڑی نہیں اور جرات کہنی نہیں چاہیے تھی وہ بھی نہیں۔ ملکہ معظمہ نے اس چٹھی کا جواب یہ دیا کہ آپ نے پرنس کی سپیچ کی نسبت تحریر کیا۔ اس سے ہم دونوں کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ یہ مضمون ایسا دشوار تھا کہ جسکے لئے کوئی شخص پہلے سے نہیں سوچ سکتا تھا کہ میں یقینی کیا کہوں گا۔ مگر مجھے یقین تھا کہ پرنس جو کچھ کہے گا وہ سچ ہی ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ پرنس کے دل و دماغ میں عجیب قوت ہے۔ میں اسکی زوجہ ہونے کو اپنا شرف و افتخار سمجھتی ہوں اور اسکے خصال حمیدہ کی باجگزار ہونی سے اپنے تئیں باز نہیں رکھ سکتی۔

حضرت علیا کو جو اپنے شوہر سے محبت تھی اس نے اس چٹھی کے آخر فقرہ میں جو وعدہ دل سے باہر قدم رکھوایا۔ ۱۸۔ جن ۱۸۵۷ء کو ملکہ معظمہ کی اس چٹھی کا جواب لارڈ جان رسل نے یککھا کہ میں اپنا فیض مرض عاجزانہ ادا کرتا ہوں کہ میں مدت اس کا قائل ہوں کہ پرنس البرٹ میں عجیبے غریب یا قاتین اور قابلیتیں ہیں۔ وہ بڑے بلند رلے ہیں۔ انسان کی خوشی میں ہمہ می اور بے چین ہمدردی کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں جو ریگ کی طرح ایک قرار پر نہیں رہتا۔ اُن کا اس صفات میں بلند مرتبہ ہونا قوم کے لئے ایک گراں بہا نعمت و برکت ہے۔ انکی تحقیقات حقایق کے اُلے اور اقرب فائدے حضرت علیا کو حاصل ہوتے ہیں اور پھر یہ فائدے خاندان شاہی سے رعایا میں پہنچتے ہیں اور پھر رعایا سے کوہ زمین کے ہر قطعہ میں منتقل ہوتے ہیں۔

گو اس وقت میں نائیک گاہ کے صد کا کام پرنس کو ایسے رہتے تھے کہ جسکے سبب انکو بہت کم فرصت ملتی تھی مگر وہ اس کم فرصتی میں بھی اپنے اوپر مشقت شادہ اٹھا کے وہاں ضرور جاتے جہاں کسی بھلے کام کی ترقی کے سامان کی تیاری ہوتی یا سائنس اور کلوں کے ایجادات کی یا صنعت اور کاریگری کی نمایش ہوتی۔

۳۔ جولائی کو ایس مچ کی برٹش ایسوسی ایشن میں وہ تشریف لیگئے جہاں ساڑھے پانچ بجے شام کے پہنچتے ہی ملکہ معظمہ کو خط میں لکھا کہ میں ابھی یہاں پہنچا ہوں مجھے اس خبر کے سننے سے اندیشہ ہوا کہ اگر قاصدا بھی سیدہ صانہ روانہ ہوگا تو ریل اسکو نہیں ملے گی۔ اسلئے میں دو سطر خط

برٹش ایسوسی ایشن پرنس البرٹ کا جاتا۔

محبت کے سبب سے لکھتا ہوں۔ اور اس میں ایک کاغذ لطفوف کرتا ہوں کہ جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ مجھے یہاں کس کثرت سے کام کرنے پڑینگے۔ آپ نے مان ڈھائی لاکھ آدمیوں میں میں تنہا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ یہاں فقط تنہا میرے پاس ہوں تو مجھ کو یہاں دنیا زندہ معلوم ہووے۔

۴ جولائی کو ساڑھے دس بجے ملکہ مغفلہ کو یہ ایک اور خط لکھا کہ میں رات کو خوب سوچا آپ اپنی فرمائشیں کہ نیند کیسی آئی؟ یہاں کے پارک اور باغ بہت پاک صاف اور ستھرے میں ایک بڑا فونڈ ہوا۔ میرے میزبان کے گلوں کے لیے موسم سرد و خشک ہے۔ میں آدھے گھنٹے میں ایس مچ میں اپنے کام میں مصروف ہونگا۔ پھر میوزیم کی سیر کرونگا۔ پھر ملکہ الیزبتھ کے سکول کی بنیاد کا پتہ رکھوں گا۔ اور چار بجے گھر روانہ ہونگا۔ آپ کے الطاف نامہ کا میں دلی شکریہ اور بچوں کے خط کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ برٹی سے کہہ دیجئے گا کہ اسکا خط اچھا لکھا ہوا تھا۔ اب خدا حافظ۔

دوسرے دن نمائش گاہ کے کثرتوں کی میٹنگ د مجلس زمین پرنس آیا۔ نمائش کا جتناب بڑی بڑی رقموں میں پیش ہوا جس نے ان سب خیالات کو غلط اور باطل ثابت کر دیا جو ہم نے کے خرچوں کی وقتوں کے باب میں تھے۔ آپ کے دن تک نمائش کو کھلے ہوئے نہ ہفتے تین دن چھ تھے۔ اسکی ایک ہفتہ کی کم از کم آمدنی ۱۰۲۹۸ پونڈ ہوئی۔ دو متواتر ہفتوں میں ۱۶ ہزار پونڈ سے بہت زیادہ آمدنی ہوئی۔ اور ایک ہفتے میں ۲۲ ہزار ایک سو نواسی پونڈ تک آمدنی کی افزایش ہوئی آئندہ اس بھی زیادہ روپیہ اور حاصل حاصل ہو گا۔ اب یہ امر واقعی ظاہر ہو گیا کہ جو روپیہ نمائش میں خرچ ہوا ہے اس سے بہت زیادہ روپیہ فاضل بچ رہے گا۔ اب پرس کی توجہ کے لیے سوال پیش ہے کہ یہ فاضلات کار روپیہ کن کاموں میں خرچ کیا جائے۔

۹ جولائی ۱۹۱۸ء کو لندن کی کارپوریشن نے اس نمائش عظیم کی کامیابی کی بال کا جلسہ جلسہ حال میں ہوا اور انہیں ملکہ مغفلہ شریف فرماہوئیں۔ ہر جگہ انکا استقبال بڑے تپاک سے ہوا۔ چند روز کے لیے وہ لندن سے اوسبورن میں گئیں اور انہوں نے اسکا پڑاؤ کیا کہ اس نمائش کا زمانہ جو ہمیشہ یادگار روڈ گار ہے گا گزر گیا۔ لندن میں جو متواتر انکی اطاعت کا اظہار ہوا اسکی نسبت ملکہ مغفلہ نے سٹوک میئر کو لکھا کہ میں اور میری رعیت دو چوبستریک مغفلہ ہو گئے ہیں۔ اس نمائش نے

نمائش کا جتناب بڑی بڑی رقموں میں پیش ہوا جس نے ان سب خیالات کو غلط اور باطل ثابت کر دیا جو ہم نے کے خرچوں کی وقتوں کے باب میں تھے۔ آپ کے دن تک نمائش کو کھلے ہوئے نہ ہفتے تین دن چھ تھے۔ اسکی ایک ہفتہ کی کم از کم آمدنی ۱۰۲۹۸ پونڈ ہوئی۔ دو متواتر ہفتوں میں ۱۶ ہزار پونڈ سے بہت زیادہ آمدنی ہوئی۔ اور ایک ہفتے میں ۲۲ ہزار ایک سو نواسی پونڈ تک آمدنی کی افزایش ہوئی آئندہ اس بھی زیادہ روپیہ اور حاصل حاصل ہو گا۔ اب یہ امر واقعی ظاہر ہو گیا کہ جو روپیہ نمائش میں خرچ ہوا ہے اس سے بہت زیادہ روپیہ فاضل بچ رہے گا۔ اب پرس کی توجہ کے لیے سوال پیش ہے کہ یہ فاضلات کار روپیہ کن کاموں میں خرچ کیا جائے۔

نمائش عظیم کی کامیابی کا جلسہ

رعیت کی خیر خواہی اور فرمانبرداری کو بڑھا دیا ہے اور اسکا حال پرس نے سٹوک میئر کو یہ لکھا کہ بال کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ رات کے ۳ بجے تک کوچون بازاروں میں دس لاکھ آدمی ہم دونوں کی محبت و خواہی کے جوشون سے بھرے ہوئے موجود تھے۔ کل کے بعد دوسرے روز انگریز کلرک سد سائیٹی (انجمن زراعت) میں کیا مونیٹی کی نمائش کو دیکھا۔ بالفعل ہمارا ارادہ لندن میں جانیٹا ہے۔ ۱۸ کو اوسورن میں آرام لینے کے لیے جائیں گے۔

انجمن زراعت میں پرس نے اپنی پیچ میں فرمایا کہ ہزاروں آدمی قصر بلعین میں انگریزی آلات زراعت کے دیکھ رہے ہیں۔ وہ بالاتفاق اُن کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ اُن آلات زراعت کے مثل کہیں اور آلات نہیں ہیں وہ انگریزی زراعت کو ادب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے مونیٹی اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ اسن اور عافیت کے زائرین فنون نے خوب نشوونما پایا ہے۔

۱۸ جولائی کو کئی ہفتوں کے بعد حضرت علیا نمائش گاہ میں زینت افزا ہوئیں۔ دوسرے دن اس اپنے آنے کا حال بیرن سٹوک میئر کو اپنے خط میں یہ رقم فرماتی ہیں +
قصر کنگسم۔ ۱۹ جولائی ۱۸۵۶ء +

ہم لندن سے باہر کل جائیں گے۔ گو ہم کو باہر جانے سے راحت ملیگی مگر اس کا افسوس ہو کہ یہ نامی گرامی وقت جو ہمیشہ یادگار روزگار رہے گا جلد گزر جائے گا۔ لندن میں عجب رونق ہو رہی ہے اُسکے کوچون اور ہانڈوں اور پارکوں میں بڑی چل پھل گما گھی رہتی ہے۔ پردیس سے بیٹھا آدمی یہاں آئے ہوئے مگر کہیں کوئی دنگ اور فساد و بد نظمی نہیں ہے۔ افسوس ہو کہ بعض شہزادے یہاں آئے ہوئے ہیں جو اپنے آدمیوں سے مفارقت رکھتے ہیں۔ ۱۵ جولائی کو نمائش گاہ میں اکٹھے ہزار آدمی جمع تھے۔ دہندہ سر قین مویشی کی نمائش بہت خوبی کے ساتھ ہوئی۔ پرس نے ایمین دلپنیر تقریر کی۔ وہاں ڈیزین دویمین ہزار کے درمیان مہمان آئے۔ پرس کو وہ رفعت شان حاصل ہے کہ سب آدمی اپنے دل میں جانتے ہیں کہ وہ ہماری بھلائی کا چاہنے والا ہے اور ہمارا خیال رکھتا ہے ہم پر ہر دوسا کرتا ہے بہت سے صنعت کار و کاریگر خوش و خرم ہو کر یہاں سے چلے گئے۔ ہزاروں کرشل پے لیس میں موجود ہیں وہ سب خیر خواہ و خوش ہیں۔ اُن میں بہت سے ایسے ہیں کہ جنہوں نے

اینگلینڈ میں حضرت علیا کا قدم رکھنا

جم کو کہی نہیں دیکھا۔ سب باتوں کے بیان کر نیے کچھ نام نہ نہیں ہوگا۔ ہماری رعایا اور ہم دونوں اتحاد آپس میں رکھتے ہیں اور رعایا کے دلوں میں ہماری محبت اور خیر خواہی اور فرمانبرداری برپا رہتی جاتی ہے۔

برنس نے اوسبوردن میں جا کر بیرن سٹوک میر کو یہ خط لکھا کہ ہم کل بیان مع اپنے اسباب کے آخری نوں میں اسباب کے باندھنے اور کٹنے میں بڑی تکلیف اور محنت اٹھانی پڑی۔ پھر اس پر طریقہ ہوا کہ ۱۸۵۵ء کو زراعت کی سوسائٹی میں مجھے جان پڑا جہاں ڈنرین سارے چار گنٹھ لگے اسیں تین ہزار مہمان موجود تھے میرا پیچ لوگوں کو پسند آیا وہ اچھا تھا۔

نمایش میں آدمیوں کے آنے کی افزایش ہوتی جاتی تھی۔ کل سے ایک دن پہلے آنے والے آدمیوں کی تعداد چوتھڑی رہی۔ ہفتہ آئندہ میں جیوریان اپنی کام ختم کر دینگی اعلیٰ پیرس کا ارادہ کرکے تین دن تک ہلری نشاط افسر اور تین کرین اور ان میں مجھے بلانین گرین جلنے کے لئے سعادت کر دینگا۔ فرانس کی ری پبلک (سلطنت جمہوری) کا پریسڈنٹ ابتدا سے اس نمایش کا بڑا حامی و مددگار تھا۔ وہ دل سے چاہتا تھا کہ انگلستان اور فرانس کے درمیان پولیشل اور تجارتی تعلقات دوستانہ پیدا ہوں۔ جس کے لئے یہ تقریب خوب مادہ آئی کہ اسے فرانس کے بڑے بڑے صنعتیوں کو نمایش کی انگلستان کی نمایش کو وہ رونق دین۔ صنعتیوں نے بھی اس کی نمایش پر عمل کیا۔ اگرچہ فرانس کی دولت اور حسانت اس نمایش کو کامیابی کا سبب نہیں ہوئیں مگر وہ نمایش کی دلچسپی و دل کشی کا سبب بنے۔ گو فرانس کے بعض اعلیٰ درجہ کے آدمیوں کے دلمین تہذیب اور شائستگی کے پیشہ اہلوانے کا اور اقوام کی نمایش کے موجود ہونے کا خیال دلمین تھا مگر علی العموم فراسیسیوں نے اس کام کی رعایت کی حد کو سرور کھا اگلے تہذیب کے کارخانوں میں فرانس کے صنعت کاروں کی عظمت کو مان کر ان کا احسان مانا۔ اور انکو اپنا استاد بنایا۔ فراسیسیوں نے بھی بعض انگریزی کاریگری اور ایجادوں کی داد دی اور انکو اپنی کاریگری پر فوقیت دی۔ غرض اس نمایش کے سبب سے طرفین کو مٹا جرت میں منفعت حاصل ہوئی۔ ان دونوں ملکوں میں اس طرح آمد و رفت بڑھنے سے ملاپ جلاپ پیدا ہوا اور آپس میں مصالحت پیدا ہوئی جس سے دونوں ملکوں کی بہبود دی ہوئی اور ایک ملک نے دوسرے ملک کو اپنے سے بہتر جانا اور پرانے محاسن کو فرو کیا۔

فراسیسیوں کا نمایش گاہ کے اکثر دن کی دعوت کرتا۔

نمایش میں اہل انگلیکینڈ نے اہل فرانس کی خاطر داری اور مدارات ایسی خاطر خواہ کی تھی کہ اُس کے عوض میں انہوں نے اپنے دار السلطنت پیرس میں نمایش کے کیشنرون پرنس کی دعوت نشاط کی۔ پرنس کے پاس معاملات ملکی کے نوشتون کا ایسا انبار لگا ہوا تھا کہ اُن کے ترتیب دینے سے اور مطالعہ کرنے سے ایک لمحہ کی بھی فرصت نہ تھی سوائے اسکے طبیعت بھی ناساز تھی۔ غرض دعوت میں نہ جانیکے لیے اس حسن حشاق کے ساتھ عذر کیے کہ اہل فرانس نے اُنکو قبول کر لیا۔ دعوت میں نمایش کے کیشن اور لارڈ گرین ویل گئے۔ جن کی دعوت میں بڑی شان و عظمت و کرد فرسے ہوئے اُن میں نشاط و انبساط کی بساط گستری ہوئی۔ لارڈ گرین ویل نے فرانسیسی زبان میں سحر آمیز تقریریں کیں +

لنڈن میں ۷۔ اگست کو ملکہ منظمہ پارلیمنٹ بند کر نیکیے لیے رونق افروز ہوئے اور دوسرے دن پارلیمنٹ کو بند کر دیا۔ آجکے اور آجکے بعد دوسرے دن نمایش گاہ کا مسائنہ فرمایا اور پھر اوس دن کو تشریف فرما ہوئے اسوقت تک نمایش کے سارے خرچوں کے بعد زرفاضلات ایک لاکھ ستر ہزار پونڈ کے قریب بچا تھا۔ اُس روپیہ خرچ کرنے کی فکر میں پرنس رہتا تھا۔ عام خواہش یہ تھی کہ یہ عمارت بدستور قائم رہے اور ونٹر گارڈن (موسم سرما کا باغ) بنایا جائے۔ وہی لوگ جو اس عمارت کی تعمیر کو اپنے سر پر بلا سمجھ کر اُسکے بننے کی سخت مخالفت کرتے تھے۔ وہ اب اُسکو ستر کھین چرگے دینے کے لیے منت سماجت کرتے تھے۔ یہ تجویز پیش ہوئی کہ زرفاضلات کے ایک حصہ کی عمارت خرید کجائے مگر یہ امر اس فرمان شاہی کے خلاف تھا جو نمایش کے کیشنرون کو ملاتا تھا اور پرنس بھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس فنڈ کا روپیہ ایسے کام میں صرف ہو جو فقط تفریح اور سیر و تماشا کے لیے ہو۔ وہ تو اس روپے کو ایسے کام میں صرف کرنا چاہتا تھا جو ایک خیر جاری مستقل مفید و بکار آمد ہو۔ ملکہ منظمہ نے پرنس کی جو دت طبع و وسعت خیالات کی نسبت بیرن سٹوک میر کو جن کو وہ جانی تھیں کہ میرے الفاظ اُنکے دلیں گوہنیں گے۔ یہ خط لکھا کہ میرا عزیز البرٹ مشاغل میں بالکل ایسا مصروف ہے جیسا کہ وہ ہمیشہ رہتا تھا۔ اب نمایش کے خرچوں کے بعد جزر فاضلات بچا ہے اُسکے خرچ کرنے کے لیے تجویزین سوچ رہے ہیں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ مجھے اس پر ہمیشہ حیرت ہوتی ہے کہ اسکا دماغ کیسا عجیب و غریب ہے کہ وہ ہر چیز کی نسبت وسیع خیالات رکھتا ہے جن کے موافق وہ کیسی عقل قوی

نمایش کے زرفاضلات کے خرچ کرنے کی تجاویز

رائے متین سے کام سرانجام دیتا ہے۔ وہ اپنے جاہ و جلال و بزرگی شانِ بلندی مرتبت کے ساتھ منکسر المزاج و بلندِ بہمت ہے کہ کسی کام میں وہ اپنی نمائش و نمود نہیں چاہتا۔ یہ نیک ہنر و مہر و دلِ محب انسان ہے۔ اُسکی دلی آرزو یہ ہے کہ میں ان کاموں میں اپنی نمود و نمائش نہ کروں مگر اتفاقاً کیا چپکے سے چھپ سکتا ہے، اُسکی ذات کب نمایاں ہوئی سچ سکتی ہے۔ وہ جو لفظ منہ سے نکالتا ہے اُس کے سننے میں لوگ گوش جان لگادیتے ہیں ۴

میرن سٹوک میر نے پرنس کو لکھا کہ آپ دستِ کاموں میں متواتر محنت کر رہے ہیں۔ اب کسی نئے کام کو ہاتھ نہ لگائے۔ ہمیں ایسا نہ کہ کام کی کثرت سے آپ کے جسم و دماغ کو گرنہ پہنچے۔ اس خط کے جواب میں پرنس نے لکھا کہ بیشک میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ نمائش کے بند ہونے کے بعد میں کسی نئے کام کے سرانجام دینے کو اپنے ذمے نہیں لوں گا۔ اور یہ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ جہاں تک ممکن ہے میں جلد اپنے ایشیاء میں آرام کروں گا۔ مگر اب کام سے اپنا پوچھا نہیں چھٹا کہ نمائش کے ذرا فاضلات کے لیے کوئی تجویز کروں میں نے زرا فاضلات خراج کرنے کی جو تجویز سوچی ہے اُسکے اول مسودے کی نقل آپ کے پاس بھیجا ہوں۔ اس باب میں میں نے بہت سے اہل الرائے سے مشورہ و رائے لی۔ ہر ایک نے اپنی جدا ہی ایک خاص تجویز پیش کی۔ یہ انسان کی طبیعت کا مقتضا ہے کہ وہ اپنی خیر مناتا ہے۔ ہر شخص نے اپنے ہی کارخانے میں اس روپے کے خرچ کر نیکی تجویز پیش کی ہے اہل سائنس یہ چاہتے ہیں اس روپے سے ایک صنعت کا اسکول یا بنایا جائے جیسا کہ پیرس میں موجود ہے اور اس میں پروفیسر مقرر کیے جائیں میں اس تجویز کی ترمیم کر کے اس کو گل کیشن کے پاس بھیجوں گا۔ اوسبورن ۱۸ اگست ۱۸۷۷ء

پرنس کی نیت میں یہ تھا کہ یہ سارا روپیہ خیر جاری میں صرف ہو جس سے کہ رفاه عام و فلاح انام ہو ۵

۱۷۔ اگست کو اولیائے دولت اوسبورن سکوت لینڈ کو منزل پہنچا ہوئے۔ اور ۲۹ کو بال موویل میں آگئے۔ یہاں دو سر روز یہ خبر آئی کہ پرنس کا پکے چھوٹے سگے بھائی کو برگ کے شہر آؤ فرڈینڈ کا انتقال ہو گیا جس سے پرنس کو بڑا ملال ہوا۔ اُسکا حال اس خط سے معلوم ہوتا ہے جو جانو ۱۸۷۷ء میں سٹوک میر کو لکھا ہے ۶

مین نے جو آپ کو خط بھیجا تھا اسکے بعد میرے خاندان کی شاخون مین ایک شاخ سرسبز ہو گئی کہ میرا سگایک چچا مر گیا۔ جس کا بیٹا آپ کو بھی ہو گا۔ وہ اپنے رشتہ مندوں سے بہت محبت کرتا تھا۔ اور مجھ پر بہت شغف رکھتا تھا۔ مین نے اُن دنوں مین وہ پولٹیکس کی کتاب پڑھی جو کرن نے تصنیف کی ہے۔ دس مین فرانس کے شہنشاہ فلپ لوئی کے عہد سلطنت کا حال لکھا ہے اور کونشی ٹیوشنل گورنمنٹ کے فوائد کو بیان کیا ہے کہ اُس مین مطلق مملکت کی (سلطنت شخصی) سے بلکہ ری پبلک (سلطنت جمہوری) سے بھی زیادہ فائدے مین۔ (اس مضمون کو پڑھ کر مین بڑا مسرور ہوا مگر کرن نے کونشی ٹیوشنل بادشاہ کے عقلی صفات کی قدر نہ ٹھہری کی ہے۔ آدمی کے دل و دماغ مین بڑی قدرت ہونی چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو مغلوب و منکسر بنائے۔ یہ صفت مین کونشی ٹیوشنل بادشاہ مین بہ نسبت مطلق العنان بادشاہ کے زیادہ ضرور مین۔ کرن کے تاریخانہ و فلسفیانہ قواعد غلط ہیں تاریخانہ جھوٹ تو یہ ہے کہ وہ آزادی اور کونشی ٹیوشنل گورنمنٹ ہی کو فرانس کے انقلاب عظیم کا سبب بتلاتا ہے۔

اور یہ اُسے مان لیا ہے کہ اس عہد بارے فرانس ہی نے دنیا کو مہذب بنایا ہے۔ انگلینڈ کا کچھ ذکر نہیں کرتا۔ حالانکہ سچ یہ ہے کہ فرانس نے کونشی ٹیوشنل گورنمنٹ کو انگلینڈ سے مستعار لیا ہے۔ اور آج تک اس کو سچا نہیں۔

فلسفیانہ یہ غلطی ہے کہ کرن نے جو نتائج نکالے مین وہ عملاً معاشرت تمدنی کے ارتباط کے حق مین نہایت مضربین۔ وہ یہ ماننا ہے کہ آزادی کی کوئی حد نہیں ہے اور وہ ہستی انسان کے لیے ایک لازمی شرط ہے۔ صرف اُن آدمیوں کے قبول کر لینے سے آزادی محدود ہوتی ہے جسکو شانہ اختیار حاصل ہوں۔ حالانکہ امر واقعی بالکل اسکے برعکس ہے۔ آزادی ایک خیال ہے جو اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ سٹیٹ (سلطنت) ایسے قانون نافذ کرے جو اخلاق آسمانی کے قوانین کے نمونہ پر موضوع ہوئے ہوں بجائے اسکے کہ وہ سلطنت کی خود مختاری کی ہوس پر مبنی ہوں اور اُن کے قیام و اجرا کے لیے جہانی زور کی ضرورت ہو۔ بس یہی طریقہ ہے کہ جس مین آزادی غیر محدود حالت مین ہو سکتی ہے اور کوئی اس کو محدود نہیں بنا سکتا۔ سوائے اسکے کہ خود وہ اپنے عقیدے آپ محدود بنا لیتی ہے۔ کل تو ضیع قوانین و بدہری و عام تعلیم کا غایت مقصد یہ ہونا چاہیے کہ آزادی کی ایسی معیت مین

کہ جس میں اُسکی خود ہستی کو گزند پہنچے۔ آدمیوں کی وحشیانہ حالت جتنی زیادہ ہو اتنی آزادی کی حد بندی مستحکم و تنگ ہونی چاہیئے۔ اور جتنی مہذب و شایستہ حالت ہو اتنی ہی آزادی کی حدود کو دست دینی چاہیئے۔ تاریخ میں اُس کا سرخ لگ سکتا ہے کہ آزادی میں خود اپنے آپ مصلح ہونے کی قدرت ہے۔ بس پولیٹیشن (مدبر ملکی) کو بڑی احتیاط کرنی یہ چاہیئے کہ آزادی کی یہ قدرت بے مہرمت چلی جائے اور جان تک ممکن ہو اُسکو اڑنے نہ دے۔ فقط۔ بال سویل۔ ۵۔ ستمبر ۱۹۵۷ء

۷۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء تک بال سویل حضرت علیا کا قیام رہا۔ پرنس نے یہاں آرام لیا۔ جوان کے واسطے ضرور تھا۔ تقریباً یہاں اپنے شوق سے ہر نوں و بارہ سنگدن کا شکار کھیلا۔ انکی تاب تھانے کی تعریف بائی لینڈرسس بھی کرتے تھے کہ پہاڑوں پر وہ اس طرح چڑھ جاتے تھے کہ انکے برابر کوئی توانا بائی لینڈ بھی نہیں چڑھ سکتا تھا۔ میلم مورخ اور بیرن لیدیک موسم خزان میں بال سویل میں آئے۔ پرنس اور کوئین نے ان دونوں ارباب کمال پر بہت عنایت کی۔ انتظام ایسا کچا گیا تھا کہ حضرت علیا اور پرنس بے نڈس کو مہرجت کریں تو لوہ پول اور میج چسٹر کی بھی سیر کریں۔ انہوں نے رات کو ایڈنبرا میں آرام کیا۔ ۸۔ کی صبح کو ریل میں سوار ہو کر لین کیسٹر میں ایک بجے پہنچے اور ریل سے اتر کر کیسل میں تشریف لے گئے۔ دروازہ پر حضرت علیا کے رہبر و شہر کی کنجیاں پیش کی گئیں وہ اپنے روزنامہ میں تحریر فرماتی ہیں کہ یہاں دو ایڈریسین پیش ہوئیں۔ جنکے الفاظ اچھے تھے۔ اور ان پر پرنس کا ذکر بڑی تعظیم و تکریم سے کیا گیا تھا۔ جس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ کیسل کے گرد اگر دیکھنے سے مجھے مسرت ہوئی۔ قافلہ شاہی جب ریل کی طرف چلا تو میری سواری کے گرد خیر خواہ رعایا نے ہجوم کیا۔ سب کی چھاتی پر گلاب کا سرخ پھول اعلیٰ یا مصنوعی لگا ہوا تھا۔ جولین کیسٹر کے خاندان کا نشان تھا۔

پھر پرنس اور ملکہ معظمہ دونوں پریس کوٹ میں اُترے۔ ارل سٹیفٹن نے استقبال کیا جبکہ وہ رات کو مہمان رہے۔ پھر ملکہ معظمہ مری کے کنارے پر تشریف لائیں جس کا حال دہلنے روزنامہ میں یہ لکھتی ہیں۔

جمعرات ۹۔ اکتوبر صبح ایسی نم آلود تھی کہ ہم بند گاڑیوں میں سوار ہوئے۔ وکی ویرٹی ہماری گاڑی میں اوپر بچے برابر کی گاڑی میں سوار تھے۔ مینہ ایسا برسا تھا کہ سڑکوں پر کچھ نہ سمجھ رہتا تھا۔ باوجود

اس آفت کے سارے رستہ میں آدمیوں کی برابر صفیں لگی ہوئی تھیں۔ اور سب آدمی تیرتھوڑے
 ہو رہے تھے۔ کرہ ہوائی میں ایسی اندھیری چھانی ہوئی تھی کہ ہم کو کچھ توڑی دوسری چیزیں دکھانی
 دیتی تھیں۔ شہر کی آئین بندی بڑی خوبصورتی سے کی گئی تھی۔ خیر مقدم کی رسم بڑی گرمجوشی سے
 ادا ہو رہی تھی۔ کراس تپہ سے لورپول تین میل تھا۔ کل شہر پر سکنات بنے ہوئے تھے۔ عمارت
 ورستہ کا حال نہیں بیان کرتی۔ اگرچہ موسم بڑا ہولناک تھا۔ مگر کوچہ و بازار میں آدمیوں کی بھیڑ
 ہوتی تھی۔ جہیز کا انتظام سلیقہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اور اسی بڑی آراستگی کی گئی تھی مگر آدمی
 بیگے ہوئے سیلے پھیلے تھے۔ ہم کو بھیری مینہ اور کچھ سے بچنے کے لیے البرٹ کا بڑا کلک اپنے
 امپر ڈالنا پڑا۔ یہاں سے ہم سوار ہو کر وہاں پہنچے جہاں سے کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔ ہمارا سارا
 گروہ کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوا اور دمانہ مورسی کے گرد گئے۔ مشکل سے کسی کی شکل دکھائی دیتی
 تھی۔ مگر چیز کی آواز میں سنائی دیتی تھیں۔ کشتی میں ہم سب ایک شایانہ کے نیچے بیٹھے تھے
 پھر ہم کشتی میں آکر ٹوئن ہال میں گئے۔ وہ سال ہوئے کہ اس عمارت کی بنیاد پر سن نے تھی
 تھی۔ یہ عمارت بڑی خوبصورت ہے۔ اور اسی آراستگی بھی بڑی خوش سلوٹی سے کی گئی تھی۔ مین
 روم میں جا کر تخت پر بیٹھی۔ میز اور کورپوریشن نے ایڈریس پیش کیا جس کا میں نے جواب دیا۔ میز
 اور مسٹر بنٹ کو جو بڑا نیک نہاد ہے۔ نانٹ کا خطاب دیا۔ ٹوئن ہال میں نصف گنٹھ ٹھیکر چار
 بجے سے کچھ پہلے گاڑی میں دوبارہ سوار ہوئے۔ اور سینٹ جارج ہال میں گئے۔ یہ عمارت بڑی عمدہ
 ہے اندھا کر جو دیکھا تو وہ ناتمام پڑی تھی۔ اُس کے مرکز میں ایک بڑا رفیع الشان ہال ہے۔ لاکورٹ بھی
 البرٹ ہمیشہ سادگی و بزرگی تعریف کرنے کے لیے تیار رہتا ہے وہ اُس کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا۔ لورپول
 شاہی گروہ ریلوے سے پری کروٹ میں پہنچا۔ یہاں وہ آئرن ڈیوک ونگلن اور امرائے میرا استقبال
 کیا۔ ہم ایک ڈھکے ہوئے چھتے کے اندر گزرے۔ وہ بہت زیب زینت کے ساتھ آراستہ کیا گیا
 تھا۔ پھر ہم کشتی میں بیٹھے جو نہر پر ہمارا انتظار کر رہی تھی کشتی بڑی نفیس تھی۔ اس میں ایک رستہ لگا
 ہوا تھا جسکو چار گھوڑے کھینچ کر کشتی کو چلاتے تھے۔ ہمارے بچے اور امرائے ساتھ تھے۔ کشتی بے آواز
 چلتی تھی۔ نہر کے کنارے پر آدمی صف بستہ چیز دیتے تھے۔ آدھ گنٹھ میں ڈورسلی پارک میں کشتی
 سے اترے۔ لارڈ ایلس میر تو دوح محفل کے سبب لنگرے ہو رہے تھے۔ لکڑی کے سہارے

چلتے تھے۔ انھوں نے اور لارڈ بریک کے نے جو بڑے نازک تھے پانچ سنٹ بعد ہمارا استقبال کیا
شام ایسی نم آلود تھی اور آسمان غلیظ تھا کہ کوئی آدمی اپنے دروازہ سے باہر نہیں دیکھ سکتا تھا۔
شام کو مشرینیں تھیں موجود سیم ہیمر ردخانی ہسٹرا (حاضر ہوا) اُس نے چاند کے گرہ ہوائی
کی تحقیقات کے تجربے کیے تھے بیان کیے اور اُن کے نقشے دکھائے اُس کا بیان ملکہ معظمہ نے
بہت کچھ لکھا ہے۔

اس رات کو خبر آئی کہ ڈور اور کیلاس کے درمیان سمندر کے انڈر سیلگراف لگایا گیا ہے۔ رات
کو ضعف معرہ کے سبب پرنس کی طبیعت بے مزہ ہوئی جس کا حال ملکہ معظمہ نے اپنے روزنامہ پرنس
لکھا ہے۔

جمعہ ۱۰ اکتوبر۔ ایک بجے رات سے پرنس البرٹ بہت بے چین اور تکلیف میں نہایت بیمار ہو گیا
اور مجھے خوف تھا کہ میں منچسٹر تک سیر نہ کر سکو گی۔ خدا کا شکر ہے صبح کے آٹھ بجے وہ اچھا ہو گیا
اور اٹھ بیٹھا۔ دس بجے ہم منچسٹر کی سیر کی۔ اول ہم پنڈلٹن میں آئے۔ یہاں سب جگہ فیکٹریاں
(صنعت کے کارخانے) بہت تھیں۔ مدرسوں کے بچے بہت سے جمع تھے۔ ہر سال فورڈ میں آئے
یہاں ہیر بڑی لگ گئی۔ سپاہ یہاں موجود تھی۔ کلون پر کام کرنے والے اور کاریگر اور اہل حرفہ بچے
اپنے کپڑے پہنے ہوئے بنے سنورے کھڑے تھے۔ سیلفورڈ اور دین چسٹر میں آدمی ذہین تھے
مگر دونوں مردوں اور عورتوں کے چہرے بیاروں کے سے تھے۔ پھر ہم ہیل پارک میں گئے دروازے
میں نے ہمارا استقبال کیا۔ یہاں یہ ایک عجیب تاشہ تھا کہ مدرسوں کے ۸۲ ہزار طلباء مختلف فرقوں کے جمع تھے
اُن کے گلوں میں ایک چھوٹی سی صلیب لٹکتی تھی۔ ہیپ لٹ جن کے چہرے سے اُن کی نسل معلوم
ہوتی تھی اپنے معلوم کے ساتھ تھے۔ پارک کے بچوں بیچ میں ایک شامیانہ تاشا ہوا کھڑا تھا۔ وہاں
ہم گئے اور ہمارے سامنے ایڈریس پڑھا گیا۔ سب بچوں نے ملکہ کو خدا سلامت رکھے بہت اچھی طرح
گایا۔ اُن کا ڈانر کٹ ایسی بلندی پر بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں سے سارے پارک پر اپنے احکام چلاتا تھا
جس دروازے سے ہم اندر گئے تھے اُسی دروازہ سے باہر گئے۔ اور بڑے بڑے یاٹاروں کی سیر
کی جو آدمیوں کے ہرے ہوئے تھے۔ جا بجا ہم کو ایڈریس میں ہوئیں۔ جن کا جواب میں نے دیا۔ چیریز
کی آوازوں کا آنا ہم کو خوش کرتا تھا۔ انتظام خوب تھا۔ پھر بچہ اسکے ڈور سلی میں دو بجے آئے۔

ہفتہ ۱۱۔ اکتوبر۔ آج سوگ و ماتم کا دن ہے۔ میری عزیز مانی لوی ملک بلجیم آج ہی کے دن ہی تھیں۔ مجھ کو اس ملک کی صفات سے ایسی محبت تھی کہ انکی یاد مجھے ہمیشہ غمناک بنائے گی ہم یہاں چل کر گیارہ بجے کشتی میں بیٹھے۔ میرے آخری دن کو کہا کہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ منچسٹر اور سال فورڈ کے درمیان ہم نے دس لاکھ آدمی دیکھے ہوں گے۔ منچسٹر میں ۴ لاکھ آدمی بستے ہیں اور ہر ایک شخص یہ کہتا ہے کہ منچسٹر میں جیسے بھلے آدمی رہتے ہیں ایسے کہیں اور نہیں رہتے۔ انکو صرف اس بات کہنے کی ضرورت ہے کہ کیا کرنا چاہیے۔ پر وہ اس کہنے کی تعمیل یقینی کرینگے۔

منچسٹر کی سیر سے ہمارا دل بڑا خوش ہوا۔ کاریگری اور صنعت کاری کے کارخانوں کی تعداد بے شمار ہے۔ مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے ساڑھے سات بجے ونڈسمر میں آئے۔ یہاں دروازے میں ہمارے تین بچے کھڑے ہماری راہ تک رہے تھے۔ ہم نے انکو تازہ اور توانا پایا۔

ونڈسمر میں تین دن آئیے بعد پرنس سلوک میز کو یہ خط لکھا کہ لین کیسٹر۔ منچسٹر اور پول سال فورڈ۔ بالٹن وغیرہ میں بڑی گرمجوشی سے ہمارا خیر مقدم ہوا۔ یہاں ہم ۱۱۔ اکتوبر کو آگئے۔ یہاں کام اس قدر جمع ہو گیا ہے کہ وہ میرے ہاتھوں میں سامنے کانہیں۔ یہاں کل میں نے دو ہفتہ تک محنتیوں کے فریڈ ایسوسی ایشن میں انعام تقسیم کیا۔ آج لندن میں ایسے جاتا ہوں کہ نمائش گاہ کی آخری سیر وکٹوریا فرمائیں گی۔ کل جیوری کی رپورٹ پیش ہوگی۔ اور میری طرف سے ایکسٹینس نمائش گاہ ایل جیوری وکسٹرون کو خواہ دیسی ہوں یا پروسیسی اور اور مہتممون کو پیش ہوگا۔ نمائش کی آمدنی سب طرح سے ۵ لاکھ پونڈ ہوئی۔ اور باسٹھ لاکھ آدمی اسکی سیر دیکھنے کے لیے آئے۔ کوئی واردات نہیں ہوئی۔ ہم کو خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ ایسی کامیابی ہوئی۔ ونڈسمر ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء آج ہی کے دن ملک مظہر نے نمائش گاہ کی آخری سیر کی۔ ملک مظہر لکھتی ہیں کہ نمائش گاہ

ایسا خوبصورت معلوم ہوتا تھا کہ مجھے یہ یقین نہیں ہوتا تھا کہ میں آخر دفعہ اسکو دیکھنے آئی ہوں۔ ارغنون اور باجون کے ساتھ ایسے بجتے تھے کہ میں وجد میں آگئی۔ کن ویس میلے اور پر وہ فرسودہ ہو گئے تھے اور بہت سی ادچرین بھی میلی کھلی ہو گئی تھیں۔ مگر اس پر بھی ان کا اثر دل کو شگفتہ کرتا تھا اور وہ اپنا دنیا جو بن دکھاتی تھیں۔ سب شیشہ کا فوارہ اپنی جگہ سے سرکایا گیا ہے۔ تاکہ پلیٹ فارم کے لیے جگہ خالی ہو جس پر نمائش کے ختم ہونے کی رسم ادا ہو۔ یہ بانی نیر (سفر مینا) ایسے ہی دنان بھر سے کہیں

جیسے کہ ابتدائیں بھرے ہوئے تھے۔ نمائش کے بندھون سے میرا دل کڑھتا ہے۔ ایک بڑی بڑھیا کورنش (میری کر لائی بنک) کئی سو میلون سے چلکر اس نمائش کے دیکھنے کے لیے آئی تھی۔ وہ ڈرائیو میں میرے دیکھنے کے لیے کھڑی تھی۔ وہ بڑی تازہ و توانا تھی۔ جب میں نے اسے دیکھا تو مجھ کے مارے اسکی آنکھوں میں آنسو بھرائے۔

دوسرے دن کے روزنامہ چین ملکہ معظمہ نے لکھا ہے کہ آج کا دن نمائش گاہ کے بندھون کے سب سے بڑا غمناک ہے۔ دس بجے البرٹ بغیر کسی جلوس شانہ کے نمائش گاہ بند ہونکی رسم کے ادا کر نیکے لیے روانہ ہوا۔ اسکی اس رائے کو میں نے صواب جانا کہ میرے لیے یہ مشکل تھا کہ میں نمائش کے بندھون کو دیکھ سکتی۔ اسلئے میں نے اس کے بندھون کو دیکھ کر اپنے تئیں غمزدہ نہیں بنایا۔ البرٹ دو بجے واپس آیا۔ نمائش گاہ کے سارے کام بخوبی انجام ہوئے۔ وہاں چالیس چاس ہزار آدمیوں بیٹھ کر سچ لگی رہتی تھی۔ اور ہر آدمی خوش معلوم ہوتا تھا۔ کیا یہ غمناک عجیب خیال ہے کہ وقت اعظم اپنی تمام فحشیا بیون اور کامیابیوں کے ساتھ خواب کی طرح گزر گیا۔ اس کے لیے جو دو سال تک بڑی محنت اور مشقت کی گئی تھی۔ وہ اب گزشتہ باتوں کے ساتھ یاد کی جائیگی اب ہم اس نمائش کے ذکر کو خط و کتابت مفصلہ ذیل پر ختم کرتے ہیں۔

ڈوننگ سٹریٹ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء

لارڈ جان رسل اپنا فرض حضور کینڈمت میں عاجزانہ عرض کرتا ہے کہ مجھے حکمرانی کا اختیار سولے اسکے نہیں ہے کہ ۲۳ تاریخ کو وینڈرسر میں ایک مجلس میں جمع کروں۔ اور اس میں پیش کروں کہ مسٹر کیوٹ و مسٹر ٹیکسن و مسٹر لوئیس کو نمائش کی رسم ختم ہونیکے وقت نائٹ کا خطاب محنت ہوتا کہ یہ رسم بلند نام ہو۔ نمائش کے بند کرنے کی سنجیدہ افسوسناک رسم حتی الامکان کامیابی کے ساتھ ادا ہوئی۔ مجھے حضور اس کہنے کی اجازت فرمائی کہ حضور کا دل اس نتیجہ نمائش سے نہایت شادان و خرم ہو گا کہ پرنس البرٹ کی بلند خیالی گرم کوشی۔ ایجاد۔ ذہانت جدت و کثرت جو اس کام کے با ترتیب منتظم رکھنے میں اول سے آخر تک نمایاں ہوئیں۔ اس سے ان کی نیک نامی بڑھ جائے دوام حاصل ہوئی۔ اور جن لوگوں نے اس کام میں حصہ لیا تھا۔ انکی بھی بہت مدد سرائی ہوئی ساری دنیا اسکی قائل ہے کہ پرنس نے اپنی جودت طبع و والا خردی و فکر دقیق سے اس نمائش کو ایجاد کیا

اور اسکو عملاً نہایت خوش اسلوبی سے دکھا دیا۔ اسکے بعد خواہ کچھ ہی ہو مگر پرس کی شان عظیم باقی رہیگی کہ انہوں نے اس مفید کام منصوبہ باندھا۔ اور اسکو عمل میں لا کر دکھا دیا۔ اس نمایش سے جو فائدے حاصل ہون گے ان میں بادشاہی بھی شریک ہوئیں تاکہ کام نہیں ہے گی۔ جدید و قدیم ری. پبلکٹ کبھی ایسا شاندار اور فائدہ مند کام نہیں کیا۔

۵ نومبر ۱۹۰۲ء کو برائے

آپ کا سیر سے پاس پہنچا۔ آپ نے جو نمایش عظیم کی کامیابی کے متعلق تحریر کیا ہے اسے پڑھ کر ہم دونوں بہت خوش ہوئے۔ آپ کا لکھنا یہ صحیح ہے کہ مجھے اس بات کے دیکھنے سے خاص خوشی حاصل ہوئی ہے کہ میرے شوہر کے نام کو بقائے دوام اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ اسکی جودت و مستعدی و استقلال اس عافیت کا اجرا مستقل ہوا ہے۔ دنیا میں اس عافیت کی کامیابی کے تصور کے ساتھ میرے شوہر کا نام ہمیشہ شامل ہوگا۔ میری بے انتہا خوشی کا یہ مخزن کہ کمین مٹی ہوں کہ علی العموم ملک سیر شوہر کے ساتھ گرویدہ ہے اور اسکی ذات کو اپنے فخر و عزت و مباہات کا موجب جانتا ہے۔ اور اسکے محاسن خدمات کو مانتا ہے۔ میں خدائے تعالیٰ کا یہ احسان مانتی ہوں کہ ایسے عمدہ شریف بزرگ منش و الادانش شہزادے کے ساتھ میرا عقد پیوند بندھا ہے اور میں اپنی زندگی میں اس سال کو اپنے نہایت مسرت و افتخار کا شمار کرتی ہوں۔ یہ ایک عجیب اتفاق کی بات ہے کہ نمایش کے بند ہونے کو میں جا کر خود نہیں دیکھ سکی۔

یہ نمایش بھی اس زمانہ کا ایک شاعرانہ واقعہ ہے اور وہ اسکا مستحق ہے کہ دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ جگہ پائے۔

دوتوں سے لاڈ پامرسٹون قبلہ اطاعت سے روگردانی کر رہے تھے اور خود رانی اور خود پسندی کے مسلک پر چل رہے تھے اور کسی اپنے ہمسری رائے کو اپنی رائے کے آگے کچھ سمجھتے نہ تھے۔ اب تازہ گل انہوں نے یہ کھلایا کہ اہل ہنگری کا بڑا خیر خواہ کوس سو تھ شہنشاہ آسٹریا کی قید سے رہا ہو کر امریکہ کو جاتا تھا وہ انگلینڈ میں آیا۔ وہ بڑا بہادر اور استہزائے تھا۔ لاڈ پامرسٹون نے اپنے گھر میں اسکو مہمان بنا لیا چاہا۔ انکو یہ حق حاصل تھا کہ جس شخص کو چاہیں اپنے گھر میں مہمان رکھیں۔ مگر پہلے آسٹریا کا جرنل ہینڈ انگلینڈ میں آن کر پٹ چکا تھا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس

لاڈ پامرسٹون نے ہنگری کا بڑا خیر خواہ کوس سو تھ شہنشاہ آسٹریا کی قید سے رہا ہو کر امریکہ کو جاتا تھا وہ انگلینڈ میں آیا۔ وہ بڑا بہادر اور استہزائے تھا۔ لاڈ پامرسٹون نے اپنے گھر میں اسکو مہمان بنا لیا چاہا۔ انکو یہ حق حاصل تھا کہ جس شخص کو چاہیں اپنے گھر میں مہمان رکھیں۔ مگر پہلے آسٹریا کا جرنل ہینڈ انگلینڈ میں آن کر پٹ چکا تھا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس

سب سے انگلیس مذکی طرف سے شہنشاہ کے دلیمن ایسا غبار تھا کہ اگر اس کے مخالف کو اس سوئہ کی مہمانداری
 اس طرح کیجاتی جس طرح لارڈ پامرسٹون چاہتے تھے تو وہ خواہو کر انگلیس مذ سے اپنا سفیر بلا لیتا
 لارڈ پامرسٹون نے اسکو اپنا مہمان تو بنایا نہیں مگر فرین افس میں اسکو ایڈریسوں کا دینا قبول
 کیا جن میں انکی اپنی ذات بری کی گئی اور اس سے نامور جلاوطن کی خاطر خوب کی گئی اور شہنشاہ آسٹریا
 پر یہ تیرا بیجا گیا کہ وہ قابل نفرت و تحارت قاتل خود مختار نظام بیرحم ہے۔ لارڈ پامرسٹون کی اس
 حرکت سے ملکہ مظہر نہایت ناراض ہوئیں اور انہوں نے فرمایا کہ سوال یہ نہیں ہے کہ وہ شہنشاہ
 آسٹریا کو خوش کرتی ہیں یا ناخوش بلکہ سوال یہ ہے کہ وہ اس کے شاکی ہونے کے سبب
 پیدا کرتی ہیں یا نہیں؟ اگر وہ ایسا کرتی ہیں تو وہ کبھی یقین نہیں کر سکتیں کہ اس سے
 انکی اپنی عزت انکو زیادہ پسند کرنے لگے گی۔ کیبیت نے لارڈ موصوف کی اس حرکت کو بیجا و نامتنا
 جاناکہ اپنے ایسے شہنشاہ کے بدخلو سرکشین کے ساتھ ہمدردی کی کہ جس کے ساتھ انگلیس مذ مصالحت
 اور دوستی رکھتا ہے۔ اس کے بعد یہ سب آئی کہ ۲۔ دسمبر کو پیرس میں پرنس پریسیڈنٹ لونی پولین
 سلطنت جمہوری کو الٹ پلٹ کر کے اپنی شہنشاہی قائم کی۔ ہم دسمبر کو ملکہ مغضبہ نے اپنے سفیر فرانس
 لارڈ نورمنی کو ہدایت کی کہ وہ بالکل خاموش ہے اور وہ ان کے کسی معاملہ میں اپنی رائے کا اظہار نہ کرے
 اگر وہ ایک لفظ بھی بولے گا تو اس کے معنی غلط لگائے جائیں گے۔ مگر لارڈ پامرسٹون نے سفیر فرانس
 کو نوٹ ڈے لیوسکی کو یقین دلایا کہ اس انقلاب کو انگلیس مذ کی گورنمنٹ پسند کرتی ہے۔ انگلیس مذ کا قول
 تھا کہ غیر سلطنتوں کے اندر وہی فسادوں و معاملات میں گورنمنٹ انگلیس مذ کچھ دخل نہ دے اگر گورنمنٹ
 کوئی دخل دے تو اور گورنمنٹوں کا یہ حق ہے کہ اسکی مداخلت کو روک دیں۔ لارڈ پامرسٹون نے اس
 قول کے برخلاف کام کیا جس سے لارڈ جان رسل نہایت ناراض ہوئے اور انکو سوائے اسکے کچھ چارہ
 نہ تھا کہ انہوں لارڈ پامرسٹون کو لکھا کہ اب غیر سلطنتوں کے معاملات آپ کے ماتحتوں میں نہیں
 رکھے جاسکتے جس سے ملک کو کچھ فائدہ ہو۔ بجائے اسکے کہ آپ اپنے عہدہ سے مستعفی ہوں آپ
 آئرلینڈ کے لارڈ لفٹنٹ کا عہدہ قبول کیجئے۔ اس کے جواب میں لارڈ پامرسٹون نے لکھا کہ آپ
 میری جگہ کسی شخص کو مقرر کیجئے میں اسکو کنبیان حوالے کرنے کو تیار بیٹھا ہوں۔ ۲۔ دسمبر کو ان
 کی جگہ لارڈ گرین ویل مقرر ہوئے اور وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہوئے۔

نومبر میں ہینڈورک کا بادشاہ مر گیا۔ وہ جارج سوم کا پانچواں بیٹا تھا۔ اور کیمبرلینڈ کا ڈیوک اور ملکہ مظفر کا سگلا چچا۔

شروع ۱۸۵۲ء میں یورپ کی حالت ایسی تھی کہ خیال باف اخبار نویسوں نے اخباروں میں غل و شور مچا دیا کہ ۱۸۵۵ء کی نمائش عظیم کی تحریک سے مصالحت و عافیت کا زمانہ آگیا۔ مگر یہ صرف اُن کا خواب ہی خیال تھا۔ پیرس نے اس خیال کی طرف کبھی رخ بھی نہیں کیا۔ وہ یہ جانتے تھے کہ اگرچہ نمائش گاہ کے اکھاڑے میں آدمیوں کا ایسی رقابت پر مصالحت کے ساتھ جمع ہونا بہت آدمیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ موانست و محبت پیش آنا سکھا سکتا ہے مگر اس وہ زمانہ نہیں پیدا ہو سکتا کہ جنگ و زرم سے خالی اور آرم سے پُر ہو۔ ابھی ایسے وقت کا آنا بڑی دور ہے۔ (ہینڈورک دہلی دور) +

لیکن صاحبِ جور و میون کے تنزلِ سلطنت کے مورخ بے نظیر ہیں لکھتے ہیں کہ ایک تہ دراز گزری کہ لوگوں کا اجتماع بحری قزاقی میں یا تیرتھ جاتراؤں میں ہوتا تھا۔ اگرچہ تھوڑے عرصہ کے غارتگری نے تجارت کے روپ میں مساوی مبادلہ بالا جاس اور مبادلہ کے بہرہ میں داد و ستد کی مگر ندی سی حرارت و جوش نے دیر نہیں لگائی کہ غارتگری کو امن و عافیت کی انجیل کی منادی کیلئے جہاد یوں کی پوشاک و زہ پنائی اور تلوار مٹھ میں دی۔ خود غرضی و خود مطلبی کے جذباتِ مہمات کے حصول پر نسرمان روانی کیا کرتے ہیں اور اولوالعزمین اور حسین قوموں کے دلوں میں آتشِ جنگ پیکار کو بھڑکایا کرتی ہیں۔ غالباً زمانہ دراز تک آئندہ مثل زمانہ گزشتہ جنگ و زرم کا زخیر سببِ جانیگا۔ نمائش یہ تحریک کر سکتی ہے کہ قومیں باہم انسانیت کے ساتھ آپس میں آمد و رفت کریں اور وہ یہ سمجھیں اور جانیں کہ باہمی مصالحت و موانست سے انسان کی بہلائی کے لئے بڑے بڑے کام ہو سکتے ہیں۔ اور اوتنے قومیں جو پستی کی حالت میں پڑی ہوئی ہیں وہ اعلیٰ قوموں کی ذہانت و صنعت و تعلیم و تربیت و نفاست بہت مستفید و مستفیض ہو سکتی ہیں۔ مگر نمائش ان اغراض و جذبات و جوشوں پر جو جنگ و پیکار پیدا کرتے ہیں۔ ذرا بھی اثر نہیں کر سکتی اور نہ لڑائیوں کی غرارت کو کم کر سکتی ہے۔ چنانچہ یہ آئندہ سالوں کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ تیس سال کے مذہب قوموں نے مثل وحشی قوموں کے پیکار و کارزار کا ہنگامہ گرم رکھا اور بے شمار جانوں کو خونریزی

سے تلف کیا۔ اس نمایش کا نام دنیا کا میلہ تو صحیح رکھا گیا تھا۔ گرد دعوت مصالحت اس کو کھنا غلط تھا جبکہ معنی یہ بیان کیے گئے تھے کہ اب امن امان رہیگا جنگ نہوگی۔

اس وقت چھوٹی سی لڑائیوں میں ایک لڑائی سردست کیپ میں موجود تھی جس میں کالیف بہت مگر غرور شان تموڑی تھیں۔ اٹھارہ مہینے تک ہنگامہ جنگ گرم رہا۔ اُس میں بہت سارے بیہ خرج ہوا ہے اور آئندہ اور خرچ ہوگا۔ اس میں بڑے بڑے بہادروں کی جانیں ضائع ہوئیں انگلستان سے اس وقت سپاہ کو جانا پڑا جس میں اسکا یہاں رہنا ضروری تھا۔ اور یہاں سے جانا مضر ملک بر سے زیادہ میں جنگ کا خرچہ ہوئی۔ مگر گھر کے قریب ایک بڑی آفت برپا ہو رہی تھی۔ پیرس میں واقعات وقوع میں آئے تھے کہ قوم کے دو ٹون سے فرانس کا پھولیں مطلق العنان بادشاہ ہو گیا تھا۔ اس سے یہ خوف لگتا تھا کہ وہ اپنے بزرگوں کے کٹ کھنوں پر چلے گا اور ہنگستان برسر پر خاش ہوگا اور انگلستان سے مجاہدیت پر آمادہ ہوگا۔ اور شاہیہ میں فرانس کو انگلستان سے ہزیمت پانے میں جو ذلت ہوئی ہے اسکا انتقام لیگا۔ قاعدہ ہو کہ جیسے ایک شخص اپنی بے عزتی کے انتقام لینے میں کوشش کرتا ہے ایسے ہی ایک قوم اپنی بیعتی کے انتقام لینے میں سامی ہوتی ہے فرانس کے دماغ میں یہ غلط سہا ہوا تھا کہ وہ انگریزوں کو دو کا نڈارو کی قوم سمجھتا تھا۔ اسلئے فرانس کی حد اوردی پر انگریز پوزر نہ ہو گئے تھے اس وقت جنگ کے روکنے میں پلوسی بڑی مستعدی کام کر رہی تھی۔ پرنس کو پہلے جیسی کہ پولی ٹیکس سے نفرت تھی اب اسکی مکانات دو چند رغبت سے ہو رہی تھی۔ رات دن وہ پولیٹکس سے ہی شغل رکھتا تھا۔ ۳۔ فروری ۱۸۵۲ء کو حضرت علیا اپنے مامون شاہ لیو پولڈ کو نکلتی ہیں کہ البرٹ کو پولیٹکس سے اور امور متنازعہ فیہ کے فیصلوں کا شوق روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور میں ان دونوں کاموں سے روز بروز بیزار ہوتی جاتی تھی۔ ہم عورتوں کا کام فراموشی نہیں ہو کر ہم عورتیں نیک ہوں تو ہم کو چاہیے کہ ان مردانہ مشاغل کو ناپسند کریں۔ مگر یہ زمانہ وہ گیا ہے کہ ہم کو مجبور ہی ان سے اپنی اغراض رکھنی پڑتی ہیں اور مجھے بھی انکی طرف بڑا خیال رہتا ہے پرنس پولیٹیکس سے عجب مناسبت رکھتا تھا اس میں اس نے اپنی پیاقت وجودت کے جوہر بہت وضاحت کے ساتھ دکھا دیئے۔

پرنس ایسے وقت میں ہی کہ ملک کی محافظت کے کاموں کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ نمایش عظیم کے معاملہ

لڑائیوں کے ہوجانے کی وجہ سے

نمایش کی وجہ سے ہاجانے کا فریاد

ٹے کرنے میں مصروف رہتا تھا۔ وہ یہ جانتا تھا کہ نمایاں ہے زر فاضلات سے کن سکھانے کے
 جنوب میں زمین خرید کر کے ایسی انٹی ڈیوسٹن (تعلیم گاہیں) بنائیں کہ جیسے سائیں اور آرٹس کی
 ترقی ہو۔ اس جائداد کے جسکو وہ خریدا چاہتے تھے بہت سے مالک تھے۔ اور اسی قیمت بہت زیادہ
 مانگتے تھے۔ نمائش کے کمشنروں نے تقریباً بحساب ۳۸۰۰ پونڈ فی ایکڑ ۹۰ ایکڑ زمین ۳۴۲۵۰۰
 پونڈ کو خریدی۔ نمائش کی بجٹ ۷۷۰۰ پونڈ تھی گوڈنٹ نے اس بجٹ کی رقم کو اپنے عطیہ
 دو چند کر دیا۔ جس سے زمین خریدی گئی۔ لندن میں نیشنل گیلری میں شہر کے دو تین اور گروفاک
 سے تصویریں خراب ہوتی تھیں۔ وہ یہاں خرید شدہ زمین میں آگین اور خراب ہونے سے بچ
 گئیں۔ گوڈنٹ کو یہ بھی فائدہ حاصل ہوا۔

اس زمانہ میں نیپولین سوم فرانس کا شہنشاہ ہو گیا جس سے انگلینڈ کو یہ اندیشہ پیدا
 ہو گیا کہ نیپولین اول کے خیالات کا حشر پھر برپا نہ ہو۔ ظاہر آثار ایسے معلوم ہوتے تھے کہ نیپولین
 اول یہ پولیسی اختیار کرے کہ انگلینڈ کو نیچا دکھا کے دائروں کی لڑائی کا عوض نکالے۔ نیپولین
 نے گویا بات اپنی پیچ میں صراحتاً نہیں بھی مگر کناٹیہ ایسے فقرات کہے کہ جنکے معانی سے
 اور ہر کی بات ستر شمع ہوتی تھی۔ ایسے انگلینڈ کو ڈر لگا اُس نے قانونی تدابیر و تجاویز کا انتظار نہیں کیا
 ملیشیا سپاہ محافظہ کے اضافہ کی بنا کو مستحکم کیا۔ جس کے سبب انگلینڈ میں یہ ولیٹر سپاہ
 کی صورت نظر آتی ہے۔ ۱۸۵۷ء میں برطانیہ عظمیٰ میں کل سپاہ محافظہ چوبیس ہزار پیدل تھی اور
 اُسکی امداد کے لیے کوئی ریزرو سپاہ نہ تھی کے بیٹک نے یہ تجویز کی کہ ایک لوکل ملیشیا دفاعی
 سپاہ محافظہ رکھی جائے جو سال بہر میں چودہ روز ڈرل (قواعد) کے لیے طلب کیجائے اور وہ
 فقط اپنے قصبات و دیہات کی محافظت میں خدمتگاری کیا کرے۔ اس تجویز میں پرنس البرٹ
 نے بہت نقص بتائے۔ ڈیوک ونگٹن کو بھی یہ تجویز پرنس البرٹ سے زیادہ پسند تھی باوجود
 اسکے لارڈ جان رسل نے اس باب میں ایک بل پیش کیا۔ جس کی مخالفت لارڈ پارسٹون نے
 کر کے انگو شکست ۲۰ فروری کو دی۔ دوسرے روز حضرت علیا کے دست مبارک میں وزرا کا
 استعفا آیا۔ لارڈ ڈربی نے نئی وزارت کو مرتب کیا۔

ملکہ مظہر اسبوری میں اپنی سالگرہ کرنے آئیں۔ وہ یہاں سے ۲۵ مئی کو اپنے ماموں کے

فرانس کی حکومت کی طرف اور سپاہ محافظہ کا اضافہ اور محافظت کا سہارا

اپنے خط میں لکھتی ہیں کہ کل کارن ہمارا ہری نشاط و انبساط سے گزرا۔ میں جانتی ہوں کہ پرس جو میرے ساتھ محبت اور میری اطاعت اور میری خوش کرتا ہے اُسکے اُن احسانوں کا میں آوصا شکریہ نہیں ادا کر سکتی۔ البتہ اس سے جن غطیات کو میں چاہتی ہوں وہ اُنکا مجھ پر مہربان ہونا چاہیے۔ ہمارا مان بھی مجھ پر نہایت مہربانی کرتی ہیں اور ہمارے تو نہال خالصہ کو کی ایسے نمائش کرتے ہیں جسے ہمارا دل باغ باغ ہوتا ہے۔ یہ ہیں سب پر پلنے نے اپنی سوتیلی ماں کو خط لکھا کہ اس زمانہ میں جرمن میں آفتوں پر آئینے میں ہیں۔ نوٹیسٹرین وہ اسٹیفٹ و چین دارم سے جو میں نے پہلے کبھی وہاں نہیں دیکھا۔ آدمی سب خوشحال ہیں۔ تجارت و صنعتکاری کی بڑی گروہ بازاری ہے۔

سب بچے خوب تندرست ہیں۔ دو جلد بڑھتے ہیں۔ اپنی نئی نیکیاں اور شوخیان دکھاتے ہیں۔ ہم پر چلے ہیں کہ نیکیاں اُنکے اندر ہیں اور شوخیان اُنسے باہر نکل جائیں۔ ۲۲ مئی ۱۸۵۷ء اور سونو نو مہینہ پہلے سے بیرن سٹوک میر محل شاہی میں رہتا تھا۔ مگر خط مذکور کے لکھنے سے چند روز پہلے وہ انگلینڈ سے کو برگ کو چلا گیا تھا۔ اُس نے معاملات ملکی میں جو ہدایتیں پرس کو کی تھیں اُنسے جیسا فائدہ اس زمانہ میں اٹھایا ایسا پہلے کبھی نہیں اٹھایا تھا۔ چنانچہ اُس نے اس کا اعتراف اپنے خط مورخہ ۲۲ مئی میں کیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ اب میں پڑھتا بہت ہوں۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ باوجود کہ پرس کے لئے کثرت سے مشاغل تھے۔ اُسے پہر بھی اپنے باقاعدہ پڑھنے کے نیلے بڑا وقت نکال لیا تھا۔ اور اساتذہ کامل کی تصنیفات زیر مطالعہ رکھتا تھا۔

تجارت دوبارہ زندہ ہو گئی تھی۔ ملک میں عام تو نگرہی و دوہندہ ہی پھیل رہی تھی۔ انگلینڈ میں ہن برس رہا تھا۔ آسٹریلیا میں بہت سی سونے کی کانیں نئی نکل آئی تھیں۔ اُن کا سونا بہت انگلستان میں آگیا تھا۔ غرض اس سبب سے لندن میں موسم سی جون جولائی میں بڑی لہر برہم رہی تھی عیش و طرب کے بڑے چلے رہتے تھے۔ اس سبب سے شاہ دیو پولو لڈ کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر ملکہ معظمہ اور پرس عیش نشاط کے جلسوں میں شریک ہوتے ہونگے تو تھک جاتے ہوں گے۔ پہلے ہی سے اُنکی جان کے لئے کاموں کی کثرت تھا۔ کائنات والی موجود تھی۔ یہ اس مکان پر عیش و طرب کے جلسوں کے شریک ہونے کا تکان اور زیادہ ہونا بڑا خطرناک ہے۔ اس باب میں اُنہوں نے ایک خط ملکہ معظمہ کو لکھا جس کا جو ایک معظمہ نے اُنکو یہ لکھا کہ آپ مجھے لندن میں موسم کے باب میں صرف ایک لفظ لکھنے کی اجازت دیں کہ

ملکہ معظمہ کی سالگاہ

ملکہ معظمہ اور شاہ دیو پولو لڈ کی خط و کتابت

اِس لنڈنی موسم میں ہم صرف دو شاہی بالون کے جلسوں میں شریک ہوئے ہیں۔ بارہ بجے کے بعد شاید ہی ہم کبھی جاگتے رہے ہوں۔ ہفتہ میں تین یا چار بار اوپیر میں تماشا دیکھنے جاتے ہیں جسے دیکھ کر ہم دونوں بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اکثر آدمی راتوں کو بالون اور پارٹیوں میں باہر پھرتے ہیں اور حاضرین کھاتے ہیں اور سارا دن اپنا بناؤ سنگار کرتے رہتے ہیں۔ اگر میں بھی ایسا کروں تو میرا رُحال ہو۔ پس سیر پیارے ماموں جان ہمارے لئے لنڈنی موسم کا عدم وجود برابر ہے مگر وہ شخص اپنی تین اِس لنڈنی موسم کے معاملات متنازعہ فیہ فیصلوں کے گزریے اور لوگوں کے ملنے جلنے سے تھکا تا ہے وہ البرٹ ہی جس کی طرف سے مجھ کو فکر و تردد دھڑکتا ہے +

جون کے آخر میں پارلیمنٹ کے سارے کام ختم ہو گئے اور جولائی میں اُسکو ملکہ مظہرہ بنف نفیس بند کیا دو دن کے بعد وہ اپنے ماموں صاحب کو تحریر کرتی ہیں کہ میں آخر دنوں میں بہت تھک گئی تھی۔ اب میں اپنے پیارے گھر اوسبورن میں جا کر آرام کر کے خوش و خرم ہوں گی۔ اِس خط میں وہ نہایت بچہ و افسوس سے لکھتی ہیں کہ میں نے ابھی ساہم کہ کونٹ میتس ڈورف نے اس جہان سے رحلت کی وہ میرا خانو اور پرس کا پھینچا تھا۔ وہ مجھے دل و جان سے عزیز تھا۔ کوئی شخص اُنکا آشنا ایسا تھا کہ اُنکو عزیز نہ رکھتا ہو۔ پرس تو اپنے لڑکپن سے اُس کے حالات سے خوب واقف تھا۔ اور اُس سے بڑی محبت رکھتا تھا۔ اُسی دن پرس نے اپنی سوتیلی ماں کو یہ خط لکھا کہ میرا ارادہ تھا کہ میں آپکے غایت نامہ موزہ د۔ کے جواب میں مسرت نامہ لکھوں۔ مگر اب مجھے اُسکی بجائے یہ نامہ لکھنا پڑا میں جانتا ہوں کہ آپ کونٹ میتس ڈورف سے بڑی محبت رکھتی تھیں اُسکے لئے بہت دینی ہو گئی۔ سوائے اِس دن کے آپ اور کیا کر سکتی ہیں۔ میں اُسکے بچوں کو کبھی اپنے دل سے نہیں بھولوں گا۔ اُنکو اپنی تنہائی اور ویرانی کا کیسا بچ ہو گا۔ دنیا ایسے پاپوں و برائیوں و خرابیوں و کمینگی و رذالت سے بھری ہوئی ہے کہ اگر ان ہمارے پھینچتا جیسے آدمی ہمارے پیدا ہوں تو پھر دنیا کا سنبھال ہنا مشکل ہو۔ اب ہم اوسبورن کو جاتے ہیں۔ پارلیمنٹ بند ہو گئی ہے اور وہ شکستہ بھی ہو گئی ہے۔

ایک دن مجھے بڑی دلچسپ رسم ادا کی کہ ہندوستانی راجہ کورگ کی گیارہ برس کی بیٹی گورا کو اکو صطیلغ دیا اور ملکہ مظہرہ اُسکی دہرم مان نین۔ وہی اُسکی تعلیم کی خبر گیری کر نیگین باپتے

ملکہ مظہرہ کا لکھنا اور پارلیمنٹ کا بند ہونا

اسکا ہندوستان چلا گیا۔ پارلیمنٹ کے ممبروں کا انتخاب ہو گا۔ اور ہم چین سے اوسبورن میں کرینگے۔ اور میری سہالگرہ کے بعد تبدیلی آئے ہوں گے۔ ہم اسکوت لینڈ چلے جائینگے۔ وہاں بال ٹریل پہلے ہمارے پاس کرایہ پر تھا۔ اب ہم اسکے بالکل مالک ہو گئے ہیں۔ ملکہ مغظمہ کی سوتیلی بہن فیوڈرا سے اپنے بچوں کے مان کے پاس آئیگی۔ چن روز بعد وہ اپنی سوتیلی ماں کو لکھتی ہیں کہ گو تھا کے نیمین اور نگنٹو کی کلیان اپنے تئیں یاد دلا کر میرے دل کو دکھاتی ہیں۔ وہاں ہم اپنی دادی کی سہالگرہ میں بڑی خوشیاں مناتے تھے۔ دشمن اوسے یہ دردناک فقرہ ایسے لکھا کہ جو اس خستہ سے تو ت شامہ بہ نسبت اور توار کے زیادہ یاد دلانے کی قوت رکھتی ہیں ان کلیوں کی بوزیادہ وطن کی یاد دلاتی ہوگی) وہ وقت اب ہم سے بہت دور چلا گیا ہے۔ اور اسکی جدائی پر بہت برس گزر گئے ہیں۔ ہمارے چھوٹے بچے خوش ہیں۔ ان میں سے چار کو ہم سمندر کی طرف لیگئے تھے۔ ہم نے ایک چھوٹا سا بحری سفر جنوب مغرب کی طرف کیا تھا۔ فیوڈرا اپنے بیٹے ویٹی کو ساتھ لیکر کل آئیگی۔ ہم اسکو دیکھ کر بہت خوش ہو گئے۔ مگر وہ اپنی بڑی بیٹی کے مرنے سے ناخوش اور غمزہ ہو گئی۔

اوسبورن کے قیام میں چند بحری سفروں سے بھی حضرت علیا سرور ہوئیں اور انکا ارادہ بلجیم جانے کا ہوا۔ ۲۹ جولائی ۱۸۵۲ء کو شاہ لیو پولڈ کو انہوں نے تحریر فرمایا کہ میں آپ سے ملنے آتی ہوں۔ مگر آپ میرے لئے وہ تحفات فرمائیں جو سلاطین و امرا کے لئے کیے جاتے ہیں۔ مگر باد و باران کا وہ طوفان آیا کہ اس تاریخ کو جانا نہ ہوا۔ ۱۰ اگست کو جہاز روانہ ہوا پھر طوفان آیا۔ کچھ توقف ہوا لیکن شاہ لیو پولڈ ان کا منتظر تھا۔ وہاں اس سے ملکہ مغظمہ نے ملاقات کی۔ ۱۴ اگست تک وہاں قیام رہا۔ پھر وہ جہاز میں انگلینڈ میں مراجعت کے لئے سوار ہوئیں۔ ۱۸ اگست کو اپنے ماموں صاحب کو یہ خط لکھا کہ آپنے جو ہم سب پر راجہ بچوں پر عنایتیں و شفقتیں فرمائیں میں انکا شکریہ اپنی محبت اور صداقت سے ادا کرتی ہوں۔ وہ کیا مبارک وقت تھا کہ ہم سب آپ کے پاس گئے تھے۔ ہم اسکو ہمیشہ یاد رکھیں گے اور آپ کا احسان مانیں گے ایک بات جو آپنے برج و قلع کی بیان کی وہ دل میں کانٹے کی طرح چبھتی ہے۔ میں یہ نہیں پسند کرتی کہ اسکا ذکر کر کے آپکے برج کو اور بڑھائیں کہ ہائے میری مائی کوئی اس دنیا سے سدھارین جس کا پھر دکھائی

دینا ناممکن ہو۔ وہ پھر کر نہیں آسکتیں۔ میری ساری خوشیوں میں ہی ایک بچ ہے۔ سب سے اعلیٰ چمپر مہربان ہیں۔ اور ہم سب خوش و خرم ہیں۔

آپ ملکہ معظمہ اپنے سفر کے حالات لکھتی ہیں کہ کم فلیڈ شنگ سے آٹھ میل فاصلہ پر شیلڈ میں ٹھہرے۔ ہم نے تو یہ جانا تھا کہ وہاں ٹھہرنا بہتر ہوگا مگر وہ بدتر نکلا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ فرانس کے کنارے کنارے کل بھیجے روانہ ہوں۔ مگر موسم کی خرابی نے سوار ہونے دیا۔ بارہ بجے فلو شنگ کو روانہ ہوئے۔ لیکن سگمنڈ تک لنگر انداز رہے۔ ہمارا ارادہ تھا کہ خشکی میں اتر کر ڈبل برگ کی سیر کریں۔ لیکن ہوائیسی تند و تیز چلتی تھی کہ نہ اتر سکتے تھے نہ اتر کر لٹے آسکتے تھے۔ ہر پھر تیرے ابتدائی زمانہ کی حضرت آدم کے زمانہ کی گاڑی میں بیٹھے۔ جس میں کمانیاں نہ تھیں۔ آدمیوں کی پوشاک اور ہر چیز اسے دو سو برس پہلے زمانہ کی تھی جو بہکو بڑی دلچسپ معلوم ہوتی تھی۔ ہم نے اس چھوٹے سے شہر کی اور اسکے فارم ہوس کی سیر کی۔ بڑی مہربانی سے لوگوں نے ہمارا یہاں استقبال کیا۔ یہاں کی صفائی پر کہیں اور کی صفائی سبقت نہیں لے جاسکتی۔ اگرچہ یہ شہر چھوٹا سا بڑا تنگ ہے۔ مگر نہایت پاکیزہ و خوشنما ہے۔ اسکے مکانات یہ معلوم ہوتے ہیں کہ ابھی دوہے گئے زمین و عورتوں کا لباس قدیمی وضع کا پاک صاف ہو، انکے رومالوں و جاکٹوں کے رنگ بڑے چمکتے دیکھتے ہیں۔ انکے نئے کوٹوں میں موٹی اون بھری ہوئی ہے۔ انکی چھوٹی چھوٹی سفید ٹوپیوں پر سنہری بیلین لگی ہوئی اور پیشانیوں پر بالوں کی زلفیں پڑی ہوئی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ سب چوتھے بڑے بوڑھے بچے جیسے یا چارلس اول کے زمانہ کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔

ہم سو ہو کر ایک فارم میں گئے جو ہمارے قریب سب سے زیادہ متمول تھا اسکے مالکوں کے پاس میرا آدمی میرے دیکھنے کی اجازت حاصل کر میٹھے لئے گیا۔ اسکے پوچھنے ہی فوراً آدمی باہر گئے اور ہمارا خیر مقدم نہایت تپاک سے کیا وہ دھاقین کے عہدہ نمونے تھے۔ ایک نوجوان پیٹریفرم کو اپنے گھر میں لے گیا۔ اسکا گھر نہایت نفیس تھا۔ اور بڑی خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا۔ وہاں چینی کے برتن اور مہاگنی کے سبابتھے اور ایک مرقع تھا جس میں سارے خاندان کی تصویریں اور انکا شجرہ ہونا ہوا تھا۔ انہوں نے ہمارے بیٹھنے اور دودھ پینے پر صبر راکھا۔ ہم بیٹھ گئے ایک بڑا سا دودھ سے بہرے ہو گا لاس لائی۔ جب ہم نے انکا سارا دودھ نہ پیا تو وہ سٹوچ کی طرح ناخوش ہو کر

سب سے اعلیٰ چمپر مہربان ہیں۔ اور ہم سب خوش و خرم ہیں۔

پھر انھوں نے ہکو غلے خانے دکھائے جن میں وہ موسم گرما میں پانچ بہر کرتے ہیں اور اپنا چٹا باغ دکھایا جو ان پیسٹر بڑا وجہ اور آرائش تھا۔ اُسکی سالی اپنے وضع کا لباس پہنے ہوئی آئی اور ہمارے ساتھ ہوئی۔ اُسکے چھوٹے بچے بھی اُسکے ساتھ تھے۔ یہاں کے آدمی ایسے موڈیا اور تین تھے کہ جنکو دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ ان کی صفائی اور نفاست سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکا مذہب پروٹسٹنٹ ہے۔ جب میں نے جرسی میں سفر کیا تھا تو روین کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے دیات کے آدمیوں کی صورتوں میں صفائی کا فرق دیکھا تھا۔ اگرچہ یہ دوسو برس پہلے کا تماشا دیکھنا دلچسپ تھا مگر جہاز تک آنا بڑا دل آزار تھا۔ موسم گرم گود بڑا سخت تھا۔ گویا دو باران کا بڑا زور و شور تھا مگر کلا حون نے جہاز کو خوب چلایا اور انہوں نے کہا کہ کل موسم ایسے اچھا ہو جائے گا کہ ہوا اٹھانی چلتی ہے۔

پیر کی صبح بھی تھی ہوا جنوبی ہو گئی تھی۔ ہم فرانس کے کنارے کیلاس کے قریب چلے۔ جکے سب سے میں نے کیلاس کی بھی سیر دیکھی۔ پھر ہم دوڑ کو گئے۔ چار بجے ایسے گہرے پانی میں ہکو گھیرا کہ ہم آگے نہ چل سکے۔ رات کو ننگرا انداز ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی تھی کہ کل کی صبح کا مطلع صاف تھا۔ ایک بکے منزل مقصود پر پہنچے۔

چند روز بعد پرنس البرٹ کی سالگرہ کے دن حضرت علیانے یہ انشا پردازی فرمائی۔

۱۸۔ اگست ۱۸۹۵ء۔ آپ کے دو خط مورخہ ۲۶ و ۲۷ اگست پہنچے۔ اُنکے اندر میرے پاک کی سالگرہ کے لیے جو تحفہ ملفوف تھا اُنکا کافی شکریہ میں نہیں ادا کر سکتی۔ میرے عزیز مامون جان میں خوب جانتی ہوں کہ میں اور میری قوم آپ کی نہایت ہی ممنون منت ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ میں کس قدر اپنے شوہر سے خوش ہوں۔ جکے سب سے میں ایسی خوش نصیب ہو گئی ہوں کہ جبکی میں مستحق نہ تھی۔ پرنس برتراند توقع ہے وہ ہزاروں میں ایک ہو۔ اس میں معدلت۔ شرافت۔ نفاست۔ لطافت حد سے زیادہ ہے۔ اس میں خود غرضی کا شائبہ نہیں۔ اُسکے دماغ میں قوت ایجاد ایسی قوی ہے کہ وہ آؤ اور گرے وقتوں میں بہت کام کرتی ہے۔ قوم اُسکی قدر شناسی کرتی ہے۔ اُنسے جو کام کیے ہیں اور جو وہ ہر روز اور ہر ساعت کرتا ہے۔ اُنکو قوم پوری طرح تسلیم کرتی ہے۔ آپ میری اس تحریر کو معاف کریں کہ وہ آپ ہی کا بڑا پیارا لالہ لالچہ ہے۔ جس کی کامیابی سے آپ بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ سالگرہ کا دن بڑی خوشی و غوری سے بسر ہوا۔ میں نے جو پرنس کے خوش و مغز کرنے میں کوشش کی تھی

اُس سے وہ بہت خوش ہے۔ بچوں نے بھی اپنے عزیز باپ کے خوش کرنے میں بڑی کوشش کی ہے *

۳۔ اگست کو ادیبائے دولت اویسورن سے بال موریل کو روانہ ہوئے۔ ایڈنبرا میں پڑا۔ یہاں اٹلی کے شہزادے میں سی لوسے پرنس البرٹ کی ملاقات ہوئی جس میں بڑی دل لگائی رہی۔ پرنس نے اپنے روزنامہ میں جو اس ملاقات کا مختصر حال لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ اٹلی اس امید میں آیا تھا کہ انگلینڈ کی کوئین اور پرنس البرٹ کو ہدایت کر کے رومن کیتھولک مذہب میں لے آئے۔ ایک کتاب میں پرنس البرٹ کی اس ملاقات کا حال یہ لکھا ہے کہ پرنس میں سی لوسے نے زور سے کہا کہ ملکہ بظاہر رومن کیتھولک مذہب کی طرف میلان خاطر رکھتی ہیں وہ اس ظلم و ستم کے برخلاف ہیں جو رومن کیتھولک پر ہوا تھا اور ہو رہا ہے۔ اُس نے اجازت لیکر ایک چھوٹی سی کتاب پیش کی جس میں اُن تمام اعتراضات کا کامل رد لکھا تھا جو رومن کیتھولک مذہب پر ہوتے ہیں۔ پرنس البرٹ نے اس کے بیانات کو پورا سننا۔ اور پھر انھوں نے اس مذہب کی نسبت اپنی عام رائے اور ملکہ مغلطہ کی رائے بیان کر کے اُس کو سمجھایا اور آخر کو یہ نتیجہ نکالا کہ شہزادہ اُس ایک ظلم کا نام تو لے جو رومن کیتھولک پر انگلیں نڈین ہوا ہو۔ اس سوال کے جواب میں شہزادہ اٹلی کے ہونٹوں پر مہر لگی ہوئی تھی *

پرنس یکیم سمبر کو بال موریل میں آیا۔ اور سب سے پہلے یہاں کے غرباء کے مکانات نکو کی ترقی کی طرف توجہ کی۔ وہ ۲۔ ستمبر کو اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ "غرباء کے لئے سہارا بننے والے مکانات بن کر تیار ہو گئے ہیں۔ اس امر کا فیصلہ ہو گیا کہ یہاں ہم اپنی جائداد میں ایک نیا محل بنائے گئے ہیں جگہ بھی جلدی سے مقرر ہو گئی۔ اس کا نقشہ بھی مرتب ہو گیا۔ اس کی تعمیر کا آغاز ہونا آئندہ موسم بہار میں شروع کیا۔ ۳۔ ستمبر کو وہ اپنی سوتیلی ماں کو یہ خط فرحت منط لکھتے ہیں۔ کہ بال موریل شوکت و عظمت سے مالا مال ہو اور رعایا کو بڑی خوشی یہ ہے کہ اب ہم اس کے بالکل مالک ہیں یہاں کے ہر ایسے فلسفہ کو گھٹے ہیں کہ ہمارے گھر کے پاس نہ آتے ہیں۔ انکی تعداد مقدس تین تھی۔ معلوم نہیں کہ وہ ہمارے پاس آسکتے آئے کہ ہمارے دل میں تشریف کی تعظیم تھی ہم نشانہ بازی میں بے انتہا ناقص تھے۔ ہم تین آدمیوں نے انپر گویاں چلائیں۔ دو کے نشانے

و دفعہ خطا ہوئے اور میں اُن میں بڑا نشانہ باز تھا۔ میرے چار نشانے خطا ہوئے۔ اب میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ بگٹو اسی گلیتوں کو زیادہ نہ بیان کروں ۴

ان دنوں میں حضرت علیا نے یہ شروہ سنا کہ مسٹر جان کینڈل میلڈ نے اپنے وصیت نامہ میں لکھ دیا ہے کہ اس کے مرثیہ کے مال و متاع کی وارث اور مالک حضرت علیا ہوں۔ ستمبر کو ملکہ منظرہ بادشاہ لید پولڈ کو تحسیر فرمائی ہیں کہ یہ نہایت سسترناک امر بڑے تعجب کا ہے کہ رعایا کو ہم پر عتبار ایسا ہو گیا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگا کبھی زائل نہیں ہوگا۔ مجھے اس بات کے سننے سے بڑا تعجب ہوا کہ ایک بوڑھے شریف نے اپنے وصیت نامہ میں لکھ دیا کہ بعد میری وفات کے میرے مال و اسباب کی مالک ملکہ منظرہ ہوں چند روز کے بعد اس امر کی تصدیق یوں ہو گئی کہ ڈاکٹر ٹاٹ اسکی وصیت پر عمل کرنے والا مقرر ہوا تھا۔ وہ بال موریل میں آیا۔ اور اس نے وصیت نامہ کے خصوصیات پر مجھے مطلع کیا کہ مسٹر نیلڈ ایک بڑا ذی علم و جوش تقرر پر میرے شتر تھا اسکے مزاج میں خست بہت تھی باپے ورثہ میں بہت سی دولت ہاتھ لگی تھی جس میں سے اُس نے پھوٹا بادام نہیں خرچ کیا۔ بلکہ اپنی کمائی سے اُسکو اور بہت بڑھایا اور نہ اپنے رشتہ داروں کو بیچا تھا اور نہ رشتہ دار اُسکو بیچتے تھے۔ اُس نے اپنے روپیہ کے صرف کرنے کا سب سے بہتر مناسب واجب طریقہ یہی جا بجا کہ حضرت علیا کو دے دیا ہے اور چند اور چھوٹی چھوٹی وصیتیں بھی کر گئیں ۵

۱۶۔ ستمبر کو کرنل فیس کا خط مورخہ ۶ ستمبر پرنس البرٹ کے پاس آیا کہ نیک نہاد سفید سر جسکو سب جانتے ہیں وہ پھر نہیں دکھائی دیگا۔ پرنس نے اسکے جواب میں لکھا کہ میرے پیارے کرنل فیس۔ آپ نے جو خط کل شام کو لکھا تھا وہ آج مجھے صبح کو اس وقت ملا کہ میں سوتے سے جاگا تھا۔ آپ نے جو خبر لکھی ہے وہ بظاہر سب طرح سے سچ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ہکو اس پر یقین نہیں آتا کہ اس واقعہ کا عکاس کی تصدیق میں آپ کا دوسرا خط و ہموچ میں میرے پاس آیا۔ اسکے دیکھتے ہی ہم جلدی سے اپنے گھر کو روانہ ہوئے۔ کل بال موریل میں پنے کھائیں گے۔ میں بھی آپ کی طرح تین سال سے اس لفظ غنناک کا مشورق تھا مگر اب تک وہ نہیں واقع ہوا تھا۔ بزرگ سال فیکو کا مرنا اُن نپسے واقعات میں سے ہے کہ جس کو مدقون کے بعد لوگ یقین کریں گے۔ اُن کے مرثیہ جو ملک کا نقصان اور ہمارا زیان ہوا ہٹکا تخمینہ کرنا تقریباً محال ہے۔ اُن کا مرنا ایسا ہے جیسے کسی بناوٹ میں سے وہ تاگا دفعہ نکال لیا جائے جو

ستمبر کا اپنے وصیت نامہ میں اسکا وارث لکھ دینا کو کہنا

ٹوک و گلیٹن کی حفاظت

سارے تانے بانے کو چڑتا ہو۔ وہی شخص تھا جو ہم سے پہلی صدی کا اس صدی کے ساتھ پیوند لگاتا تھا۔ دوسرے دن ملکہ مظہر نے شاہ لیو پولڈ کو خط لکھا کہ ہم کو اور ہماری ساری قوم کو بزرگ عزیز ڈیوک کے مرغیے جو نقصان عظیم ہوا اُسکے لیے آپ ہمارے ساتھ بہت بچ و غم کریں گے۔ مین ایک چھوٹے سے مقام مین بڈہ کو دور دراز رہنے کیلئے گئی تھی اور ایک نہایت خشک مقام ڈھو موچ کی ایک طرف کی سیر دل خوش کر رہی تھی کہ لارڈ ڈربی کا خط ایک مانی لینڈز میرے پاس لایا جسے اُس خبر کی تصدیق کی جو پہلے سے سنی جا رہی تھی مگر یقین نہیں کیجاتی تھی۔ لارڈ ڈربی نے لارڈ ڈربی کی کا خط بھی بھیجا تھا جس میں لکھا تھا کہ میرا عزیز باپ چند گنٹے بیمار رہا۔ اور بغیر کسی تکلیف کے اُسکا دم نکل گیا۔ یہ نیک نہاد جو ملک کی عقل مجسم تھا۔ بادشاہ کا نہایت ہوا خواہ اور سرمانبردار تھا اور کوئی اسکی برابر بادشاہی کا حامی نہیں ہوا وہ ہمارا سچا دوست تھا اور جلیل القدر و نہایت عالی مرتبت مشیر و صلاحکار تھا۔ اب ہم غمرہ اکیلے رہ گئے فقط ایریڈن اس قسم کا دوست باقی رہا ہے۔ باقی سب میلبرون۔ پیل۔ اور پول پہلے چل بسے تھے اب ڈیوک چل بسا۔ پرنس البرٹ کو بڑا غم ہے۔ ڈیوک اسپرٹری میرا باقی اور عتاب بار کرتا تھا۔

بال مویرل مین لارڈ ڈربی جو کے بی نٹ کے فٹسر تھے حضرت علیا کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے جس کے سبب یہ امور جلد طے ہو گئے کہ ڈیوک کی جگہ لارڈ ہارڈنگ کا نڈر اچیف مقرر ہوئے اور انکو پیر کا خطاب مل گیا۔ گو اخباروں میں اس عہدہ کے لیے پرنس البرٹ مستحق قرار پائے مگر حضرت علیا نے لارڈ مودس کو اس عہدہ پر مقرر کر دیا۔ اور انکی جگہ لارڈ فٹسر راس سومرست کو ماسٹر جنرل آف اورڈی نینس مقرر کیا۔

ملکہ مظہر کے حکم سے ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو لارڈ ڈربی نے سپاہ مین جو جنرل اورڈر جاری کیا اُسکی تحریر مین پرنس البرٹ کے قلم نے بھی سیاہی کے ڈوبے لیے۔ خاص کر اس فقرے میں کہ سپاہ کی حقیقت کی اصل بنا ڈسپلین (ترتیب) ہے۔ پس ڈیوک جس ڈسپلین کو سپاہیوں میں پیدا کرنی چاہتا تھا اُسکو وہ خود بہت سختی و درشتی کے ساتھ اختیار کیا کرتا تھا۔ ملکہ مظہر اپنی سپاہ کے دل پر فٹسٹنش کرنا چاہتی مین کہ انگلیسٹ نے جو اپنا بڑا بزرگ کمانڈر دیکھا ہے وہ ایک اپنی مثال چھوڑ گیا ہے کہ جسکی تقلید اور پیروی کرنی ہر سپاہی پر لازم و واجب ہے۔ اور اپنی زندگی کے ہر تعلق میں اس اصول کو اپنانا چاہیو بنانا چاہیے کہ اپنے فرض ادا کرنے میں بے تامل مستعدی کے ساتھ اطاعت کرنی چاہیے۔

سپاہ مین نے عہدہ پرنس البرٹ کا مقبرہ بنایا

ڈیوک ٹاڈنگ کے خضائل

میرن سٹوک میر نے ایک خط ڈیوک کے خصائل کے باب میں پرنس البرٹ کو لکھا تھا جس کا جواب پرنس نے ۶ اکتوبر کو یہ لکھا کہ بزرگ ڈیوک کے خصائل کی نسبت جو آپ نے اپنے خیالات ظاہر کیے ہیں وہ اسپرہنی ہیں کہ آپ انکی صہلت و سیرت سے خوب واقف تھے ان سے میرے دل پر بڑا اثر ہوتا ہے ۶

سٹوک میر نے ایک خط پرنس البرٹ کو لکھا تھا جو ملتا نہیں مگر اسکے جواب میں پرنس نے بڑی سنجیدگی سے سخن پیرائی کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کے لئے جب جاہ کا خیال نہیں رکھتا تھا۔ اور سراسر اس باب میں وہ کوششیں کرتا تھا کہ بادشاہی کو تقویت ہو اور انگلیسٹ کو شان و عظمت حاصل ہو خواہ انکی کوششوں کو لوگ نہ جانیں یا انکے سمجھنے میں غلط فہمیان کریں نہ تو نے لکھا کہ اگر میں ڈیوک کے عہدہ کو قبول کر لیتا تو مجھے اپنے فرائض کے پورے ادا کرنے میں تازی گر جوشی کرنے کی تحریک ہوتی۔ یہ میرا منصب کہ میں ملکہ کا شوہر ہوں بالطن جمہور کی نظر میں حقیر کرتا ہے۔ اب مجھے اس حقارت کے دور کرنے کے لئے کاروبار عظیم کرنے چاہئیں۔ میرے کاموں کے خاموش اثر بعینہ وہی ہیں جو بڑے نیک کاموں کے ہونے چاہئیں۔ ایک مدت درکار ہو کر ان اثرات کی وہ لوگ قدر کریں جو انکے جاننے کے خواہان ہیں عوام الناس تو کبھی انکو سمجھنے کے بھی نہیں ہیں فقط اس نفس الامرات پر قانع و راضی ہوں کہ کوششی ٹیوشل موناکی (بادشاہی) خوب چل رہی ہے اور کوششی حاکم نہیں ہوتا اور ملک رفیع و عظیم و فاعال ہو رہا ہے اور ترقی کر رہا ہے وہ ڈیوک کیسل ۱۱ اکتوبر ۱۸۷۵ء جب ملکہ مغضہ نے ڈیوک اعظم کے مرنے کی خبر سنی تو اول انکو یہ فکر و تردد ہوا کہ ان کی تجہیز و تکفین کس شان و شوکت سے ہو۔ مگر اسکے لئے نلسن کی پہلی نظیر نکل آئی جس سے یہ تشویش دور ہوئی نلسن ایسا بحری ویری سپہ سالار تھا کہ جس کے نام سے انگلیسٹ کی تاریخ و رخشاں تابان ہوئی بس ملکہ مغضہ نے احکام جاری کر دیے کہ نلسن کی تجہیز و تکفین کی طرح ڈیوک کی بھی تجہیز و تکفین ہو۔ مگر اسکے ساتھ وہ یہ بھی چاہتی تھیں کہ میری کل قوم میرے ساتھ اس پر شان و شکوہ تجہیز و تکفین میں شریک ہو۔ اور اسکے قائم مقام ووٹ دین کہ احترام کے ساتھ ڈیوک دفن کیا جائے۔ پارلیمنٹ کا اجلاس نو مہر تک ہو نہیں سکتا تھا۔ اسلئے ڈیوک کا جنازہ گاڑڈ آؤٹ آؤٹ کے سپرد کیا گیا۔ نو مہر کو پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا اور انہیں یہ امر قرار پایا کہ تجہیز و تکفین کا خرانہ شاہی سے کیا جائے اور سینٹ پال

سٹوک میر کے خط کا جواب پرنس البرٹ نے لکھا

ڈیوک و نلسن کی تجہیز و تکفین

گر جابین نلسن کی نفل میں اسکا بھی مدفن بنے۔ ڈیوک ایسا رفیع الشان تھا کہ کوئی انگلشٹین ایسا نہ تھا کہ اسکا ماتم نہ کرتا ہو اور اس کے نام لینے پر اپنا فخر نہ کرتا ہو۔ ۱۱۔ نو سب سے اُنکے دفن کرنے کی تیاریاں شروع ہوئیں اور جنازہ چل ہی اسپتال میں شانہ شان و شکوہ کے ساتھ داخل کیا گیا۔ ڈیوک چمبرلین نے جنازہ کا استقبال کیا۔ ۱۱۔ نومبر کو ملکہ صغیہ اور پرنس الہرٹ بغیر کسی شانہ جلوس کے اسپتال میں آئے کہ اپنے بے جان دوست کی آخری ملاقات کریں۔ انکی تشریف بری کے بعد چپسی کے پنشنر اور لائف گارڈس گرانڈیر اور ڈیوک یورک کے اسکولون کے طلبا اسپتال میں جنازے کی زیارت کیلئے آئے۔ ۱۲۔ نومبر کو ڈیوک چمبرلین سے ٹکٹ لیکر امرائے عظم و روسائے اور شرفا منظم جنازے کو دیکھنے آئے۔ بعد اس کے جنازے کے دیکھنے کے لئے ایک ہڑبھم چھپا۔ دن کو بجے سے لیکر س بجے تک اٹھارہ ہزار آدمی اپنے محسن کا آخری دیدار دیکھنے آئے۔ شام تک ہزاروں آدمی مینہ میں بھیگتے انتظار میں کھڑے رہے۔ مایوس ہو کر شام کو گھر گئے۔ راسوقت مینہ موسلا دار برس رہا تھا۔ موسم بڑا ہونا کہ تھا دوسرے دن ہفتہ کو اسپتال کے گرد آدمیوں کا وہ ہجوم ہوا کہ اسکا انتظام کرنا پولیس کے بس میں بھی نہ تھا۔ آدمیوں میں بڑی دھکاتول ہوئی۔ تماشا بینوں میں آپس میں لڑپان ہوئیں۔ جسے جانیں بھی معرض خطر میں آئیں۔ آہ و فغان کی آوازوں سے تو ہوا کا کلیجہ ہٹا جاتا تھا۔ عورت مرد ایک دوسرے پر آپس میں گرتے تھے اور بیدم ہو جاتے تھے۔ ماؤں سے بچے بچہ کر دباؤ مچاتے تھے۔ ازدحام کثیر کے دھنوں سے جو دھوؤں کے پتے نکلتے تھے اُنسے بادل پر بادل بنے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد پولیس کی امداد کو سپاہ آئی تو پھر اس بھیڑ بھار کا انتظام اچھا ہو گیا۔ پیر کو پچاس ہزار آدمی اورنگل کو ساتھ ہزار آدمی اور بڑے نو بیسیہ ہزار آدمی جنازے کی زیارت با سانی کر گئے۔ جمعات کو تین آدمی اورنگل کو ۲۔ آدمی آپس میں پس کر مر گئے۔

سب کو خوب معلوم ہو گیا کہ ۱۸۔ تاریخ کو جنازے کے مذہبی مراسم ادا ہو گئی اور لندن میں اس تاریخ کوئی کام نہیں ہو گا۔ اور سارے ملک بند رہیں گے۔ اور یہ حکم جاری کیا گیا کہ جن بلوں کا روپیہ ۱۸۔ تاریخ کو واجب الادا ہو وہ ۱۷۔ تاریخ کو ادا کر دیا جائے۔ اور جن بلوں کا روپیہ ۱۹۔ تاریخ کو دو بجے سے پہلے وصول کیا جائے گا ان پر ۱۸۔ تاریخ کا سود نہیں لگایا جائے گا۔

۱۸۔ نومبر ۱۹۵۷ء کی صبح کو جنازہ بڑی شان و شکوہ و کرفس مرفن کی طرف چلا۔ اس کی ساری گز گاہ نے سیاہ ماتی لباس پہن رکھا تھا۔ سب آدمی جنازے کے گرد سیاہ پوش تھے غرض چاروں طرف سیاہی کا دریا بہ رہا تھا۔ بارش کی شدت ہوا کی تندہی بدن کو کاٹے کھاتی تھی۔ مگر میت کی مصیبت سے آدمیوں کو روک نہیں سکتی تھی۔ جہاں فراسی ہی جگہ آدمیوں کو جنازہ کے دیکھنے کے لیے مل سکتی تھی۔ وہاں پر وہ اپنا قدم جائے ہوئے کھڑے تھے۔ پندرہ لاکھ آدمی جنازے کے ساتھ ہمراہ تھے۔ اور سب ایک سناٹے کے عالم میں تھے۔ کہیں آواز کا نام نہیں تھا یہ خاموشی ہی ایسی تھی کہ کسی فراموشی نہوگی۔ جہاں سے جنازہ گزرتا تھا وہاں ایک خلقت کے ازدحام کے دلون پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا تھا۔ موت اور وقت کے عجیب عجیب خیالات دلون میں پیدا ہوتے تھے کہ کج و شخص جسے یورپ کے مالک (نپولین) کو مغلوب کیا تھا۔ اسکو موت کے زبردست نیچے نے ایسا مرد سزا کہ جبکو زبردست سے زبردست ماتھ چٹا نہیں سکتا۔ جنازہ کے آگے آگے ڈیوک کا گھوڑا چلتا تھا جو انکو نہایت عزیز تھا جسکو دیکھ کر لوگوں کا کلیجہ چار چار اچھلتا تھا۔ سینٹ پال کے گرجا میں بارہ بجے جنازہ پہنچا۔ مراسم مذہبی ادا ہوئیں۔ جو وقت قبر میں تابوت اتار گیا اور وہ نظرون سے غائب ہوا۔ اسوقت کے رنج و الم و ماتم کا بیان نہیں ہو سکتا۔ دفن ہونے کے بعد شپنے دعا مانگی غرض تک کسی میر درد شجاع کی تدفین اس غفلت و شوکت سے نہیں ہوئی جیسی کہ ڈیوک کی۔ دنیا کے کسی شہر میں اتنے آدمی جمع نہیں ہو سکتے جتنے کہ لندن میں ڈیوک کے مرنے کے دن جمع ہوئے۔ مگر مسئلہ نے اول قصر بنگم سے اور پھر قصر سینٹ جیمس میں جا کر وہاں سے جنازہ دیکھا اور اس اٹھارہویں نومبر کے واقعہ جا کھاکا بیان اپنے مامون صاحب شاہ لیوپولڈ کو لکھا۔ اس جنازہ کو شاہ کے بچوں نے ہی دیکھا تھا۔ وہ یہاں آئے ہوئے تھے۔

ونڈسر ۲۳۔ نومبر ۱۹۵۷ء

اپنے اپنے بچوں کی اور چارلس کی زبانی سن لیا ہو گا کہ اٹھارہویں کو دروازوں کے اندر اور باہر جنازہ کس کرفس شان و شوکت اٹھا ہے اس کے ساتھ لاکھوں آدمی تھے ایسے جمع کا ہونا قابل ستائش ہے۔ مجھے سببات کا یقین نہیں تھا کہ جنسی ملکوں کے آدمی ان کے جنازہ کے ہمراہ ہوں گے۔ اور ایسا موڈ بانہ رنج و الم اپنا ظاہر کریں گے کہ غم کے مارے کتنے کے عالم میں ہونگے

کہ ایک آواز منہ سے نہیں نکالیں گے۔ یہ نظارہ بھی عجیب حیرت انگیز تھا۔ گرجا میں اس کے دیکھنے سے دل پر اور بھی زیادہ اثر ہوتا تھا۔ پیارے بزرگ سال ڈیوک کا مرنا ایسا ہے کہ کوئی اس کا سوا دھنہ نہیں ہو سکتا تھے اس پر غصہ بھی آتا ہی اور حیرت بھی ہوتی ہے کہ آئینہ یا کو یہ موقع ملا کہ اس نے اپنے جنرل ہینڈ کا محض لینے کیلئے انگلیٹڈ کا استغاف کیا۔ غرض ڈیوک کا خاتمہ بالخصوص بھی اس شان و عظمت سے ہوا جو کسی اور کا نہیں ہوا تھا۔ ساری قوم نے اس کا ماتم کیا۔ انگلیٹڈ ہی نے اپنے سردار کا ماتم نہیں کیا بلکہ یورپ کی کل اہل درجے کی سلطنتوں نے اپنے قائم مقام مقبرہ کے انکی تجیز و تکھین میں شریک ہونے کیلئے بھیجے۔ فرانس نے اپنا قائم مقام فتح و دنیا و نیولین اپر فتح پانے والے کے دفن میں شریک ہونے کے لئے بھیجا۔ لارڈ ڈربی نے ہوس آف لارڈس میں کھاکہ یہ قوم کی عزت ہے کہ اپنے مرحوم نامور کی تنظیم و تکریم کی اور یہ عزت و دوستانہ اجنبی آنے والوں کی ہے۔ خاص کر فرانس کی جس نے اپنے قائم مقام ماتم کے لئے بھیجے۔ اہل فرانس ڈیوک کو اپنے برابر کا مرد میدان جانتے تھے۔ ڈیوک کا مطلب کبھی جنگ و پیکار سے یہ نہیں ہوا کہ وہ اپنے لئے شہرت اور ناموری حاصل کریں۔ بلکہ مقصد عظمیٰ تھا کہ وہ ایسا اس جہان قائم کریں کہ جسکو استمرار و استحکام ہو۔ اب ہم نے اس بزرگ ہیر و کو دفن کیا جو جنگ میں سب سے زیادہ خوف دلانے والا تھا۔

۱۳۔ اکتوبر کو بال سویل سے حضرت علیاروانہ ہوئیں۔ راہ میں ایک دن ایڈنبرا میں رہیں اور ۱۴۔ کو وڈر سر کیسل میں داخل ہوئیں۔ ابھی ہولی ہیڈ کے ریلوے کا ٹرل بڑا شاندار تیار ہوا تھا اس کے ملاحظہ فرمائے گو گئیں۔ جنوبی ویلز کے مناظر کو دیکھ کر محظوظ ہوئیں۔ مطلع صاف تھا۔ اسلئے سیر کا بڑا لطیف آیا۔ ڈیوک ونگٹن کے مرتبے ٹرسے فی فی ہو سکے ماسٹر کا عمدہ خالی ہوا تھا۔ اسپر پرنس البرٹ مقرر ہوئے وہ برائے نام زیب زینت کے لئے اس عمدہ پر نہیں مقرر ہوئے بلکہ انھوں نے اس کے فرائض کو بھی کا حق ادا کیا۔ اب پرنس کو اس قدر طویل اقدار عمدے مل گئے تھے جن کے بیان کی تفصیل کیلئے چند اوراق کے سیاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ملکہ منتظرہ کی موتی ہیں موسم خزان میں انگلیسٹن میں کئی مہینے تک رہی تھیں۔ وہ بڑی دلنشیں و زیبایاقت خوش مزاج مہر پرورد تھیں۔ پرنس بھی اپنے دلی دوستوں کے دائرے میں آزاد و محبت کرنیوالا خوش مزاج رکشا و پیشانی۔ فرخ دل تھا۔ اسلئے اس شہزادی کو پرنس سے بہت انس ہو گیا تھا جب وہ

حضرت علیاروانہ سے مراجعت

ملکہ منتظرہ کے نام کی موتی ہیں

یمان سے اپنے وطن چلی گئیں تو انہوں نے اپنی بہن کو خط بھیجا جس میں شہزادے کے خصال گہمیاں کیا
لی انگلیں بورگ۔ ۳۔ دسمبر ۱۸۵۲ء

انگلینڈ میں دوبارہ رہنے سے اور بہت باتیں سننے اور دیکھنے سے میری قوت متفکرہ کو غذائیں ملین بسبب
بڑی بات یہ ہو کہ آپ کے ساتھ اور اپنے عزیز البرٹ کے ساتھ میں رہی اور بہت سے مضامین پر انکی رائے
سنیں۔ جس نے میری سمجھ کو ایسا پختہ کر دیا کہ مجھ میں جن معاملات کے فیصلہ کرنے کی اور تحقیق کرنے کی
لیاقت و قابلیت بالکل تہ تھی اب وہ مجھ میں پیدا ہو گئی ہیں۔ میں ان کے افکار کی صفائی اور ان کے بیان
کی خوش آوائی کی شکر گزار ہوں۔ وہ ایک برکت اپنے لیے اور اردن کے لیے ہیں۔ تھوڑی مدت ہوئی
کہ مسٹر کلپٹن مجھے کچھ لکھا تھا جو بالکل سچ تھا اسکی نقل آپ کے پاس بھیجتی ہوں کہ پرنس البرٹ ان چند
شہزادوں میں سے ہو کہ اگر کسی نیک اور عمدہ اصول نے واقف ہو جائے ہیں تو اس کے لیے ان تمام خیالات
کو فوج کرنے میں جنے اور لوگ اپنی تنگ دلی یا اپنے درجہ کے منصب کے سبب بالکل مائل ہو کر چسپیدہ و
پیوستہ ہوتے ہیں۔ پرنس البرٹ جانتا ہے کہ شہزادوں کو اردن کے فائدے کیلئے کس طرح زندگی
بسر کرنی چاہیئے۔ اور عیال کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ شہزادے کا مردنی مال ہے۔ یہ اسکی بڑی خوش
اقبالی ہو کہ اسکا یقین ہے۔

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ پرنس ان ایمان دار و نیک شعار و مقدس اور پاک نفس آدمیوں
میں تھا کہ شاذ و نادر آومی پیدا ہوتے ہیں اس کے لیے یہ خطاب نیک البرٹ کا نہایت موزون و زیبا
ہے اسکا وہ سچی ہو کہ گھر سے انداز گھر کے باہر وہ دونوں کا محبوب ہو وہ کامل صداقت رکھتا ہو وہ
اپنی ذات کے لیے یا قوم کے لیے جو کام کرتا ہے وہ اعلیٰ درجہ کے اصول پر مبنی ہوتا ہو یہ ایک قدیم
سے مسئلہ چلا آتا ہو کہ انسان کو اپنی زندگی بسر کرنے میں جس رستی و دیانت کی ضرورت ہے معاملات
سلطنت میں اسکی ضرورت نہیں۔ اس نے اس مسئلہ پر غلام و اطنا ایسا تجویز دیا ہے کہ کسی اور شخص نے
نہیں بھیجا۔ علاوہ اس کے ساری جماعتوں کی ترقی کے لیے اس قدر فیاضی اور آرزو مندی میں نقصان
نہیں آتا۔ اس نے اپنی جائیزین محنتی مزدوروں کے اغراض پر توجہ کی اور بہت سی تسلیم گاہوں کے
لئے کتب خانے مہیا کیئے۔ ان کتب خانوں کے لیے کتابوں کو آپ منتخب کیا ہے
اپنے کام کے پورے سر انجام کرنے میں کبھی پہلو تھی کی اور نہ وقت کو بچا یا نہایت محنت سے اسکو

انجام کو پہنچایا۔ اُسکا نظم اوقات اس طرح تھا کہ وہ سات بجے سوتے سے اٹھ کر خطوں کو پڑھتا۔ اُن کا جواب لکھتا۔ یادداشتیں تحریر کرتا۔ ملکہ مظہر یا کونسل کے لئے مسودات تحریر کرتا۔ ابتدا سے اُسکو اول گمنٹن مین کام کرنے کی عادت تھی۔ نیوجر حاضری لکھاتا۔ پھر بڑے بڑے ضروری کاموں پر توجہ کرتا اور معتبر اخباروں سے ملکہ مظہر کے لئے مضامین انتخاب کرتا۔ اگر کہیں شکار کو نہ جاتا تو ملکہ مظہر کے ساتھ تھوڑی دیر پیدل پھرتا۔ شکار میں کسی دو گمنٹن سے زیادہ دیر نہیں لگاتا۔ اگر دیر لگ جاتی تو وہ بہت تھوڑی ہوتی تھی۔ وہ پیدل بہت جلد چلتا تھا اور اُسکو اپنے دن کا کام نہیں جانتا تھا کہ بیٹ کی کونسلوں میں یا اور اہم کاموں میں جانے سے صبح کے کاموں میں اختلاف ہو جاتا۔ لیکن ہمیشہ بڑے طر امکان اپنا وقت لُنج سے پہلے ملکہ مظہر کے ساتھ بسر کرتا اور جو کچھ وہ سُنتا ملکہ مظہر کو سنا دیتا۔ اور خطوط اُنکو دکھا دیتا۔ لُنج کے بعد اکثر وہ ملکہ مظہر کے ساتھ باہر جاتا۔ اور پھر ڈنر کے وقت تک سب قسم کے آدمیوں سے ملاقات کرتا۔ ڈنر میں اپنے مہمانوں کا دل خوش کرتا۔ شام کو اگر تھکسیر میں جاتا تو صبح کے کاموں کے گمنٹنوں کے خیال سے سو پرے دُمان سے چلا آتا۔ بیرونجات میں وہ دن بہر کاموں میں مصروف رہتا۔ رفاہ عام کے کاموں کو وہ کسی بالا کے طاق نہیں رکھتا۔ فارم کے نمونے بناتا اور عمارتوں کو تعمیر کراتا۔ باغوں کے لئے نقشے بناتا تو اُنکی تفریح طبع میں داخل تھے۔ بال سوئیل کو ایک کیسل بنایا جس کے گرد باغوں کو لگا دیا۔ او سوئور میں قطعات زمین و رختوں کے لگانے کے لئے درست کرائی اور اسپر ایک فارم کا اضافہ کیا۔ اُسکو باز کچھ گاہ نہیں بنایا۔ بلکہ اُس کا انتظام ایسا کیا کہ سارے ہمسایہ کے آدمیوں کو اس سے فائدہ پہنچایا۔ وہ ترقیان کین کہ مزدوروں کو ضرورت کے وقت کام ملجاتا۔ فصل کٹنے کے وقت زائد آدمیوں کو مزدوری دے کر در کر دیتا کہ وہ جا کر اوروں کا کام کریں۔ ان زہت گاموں میں وہ اپنے بچوں کے ساتھ بڑی خوشی سے زندگی بسر کرتا۔ و رختوں کے دیکھنے سے وہ نہال نہال ہوتا تھا۔ اور خوشنوا پرندوں کی فہمہ سرائی سے اپنی روح کو تازہ کرتا تھا۔ اور بلبوں کو صغیر و کبیر اپنا ہم صغیر بناتا۔

اس بزرگ سال بے مثل سپہ سالار کے اوصاف پر بڑے بڑے روشن دماغ مدبروں نے رائے زنی کی ہے گو ان رایوں میں اختلاف ہو مگر جن اوصاف میں سب رایوں میں اتفاق ہو اُن کو ہم لکھتے ہیں کہ ڈیوک ایسا ذہن سلیم اور طبع مستقیم رکھتا تھا کہ کسی آدمی کے یا کسی چیز کے سمجھنے میں بہت سی

کم غلطی کرتا تھا۔ اپنی ہر خصلت میں بڑا مستقل اور قائم فرج تھا۔ اُسکی عقل و فہم میں کبھی تذبذب نہ دخل
 ہوتا۔ اُس میں ایسی یک روی و یک جہتی تھی کہ کبھی دوروئی اس کے پاس ہو کر نہیں گزرتی تھی۔ اُس میں علمی
 صداقت عدالت رافت و دیانت تین منزل میں اعتدال تھا۔ اور اپنی طبیعت اور نفس پر غالب رہتا
 تھا۔ جس زمانہ میں وہ تھا اس میں کارنامے عظیم اُسکے سامنے سرانجام دینے کے لیے پیش ہوئے۔ جن کو
 اُس نے بغیر کسی اپنے ذاتی خیال کے جب الوطنی سے انجام پہنچائے۔ کبھی اُن کے انصرام دینے میں
 لغزش نہیں کھائی۔ اُس نے اپنی قابلیت اور لیاقت ہماری دشجاعت سے فتوحات عظیم حاصل
 کیں۔ وہ ایسا سپہ سالار تھا جس نے بہ نسبت اور سپہ سالاروں کے بہت ہی کم غلطیاں کیں
 وہ ایسا سپاہی تھا جو خوب جانتا تھا کہ جنگ میں کن کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اپنی سپاہ
 کے سب کیل کانٹوں پر زون سے ماہر تھا۔ وہ یہ جانتا تھا کہ سپاہی کو کس طرح اپنا تھیلہ اور تسہ
 رکھنا چاہیے۔ وہ جنگ ہائے عظیم کے نقشے کینچنے خوب جانتا تھا۔ پولین تو اپنے سارے کاموں کو
 اپنے ماتحتوں پر سپرد کر دیتا تھا کہ سارا کام اُنکے اختیار میں ہو جاتا تھا۔ خواہ وہ بگڑے یا سنورے
 و لنگشن اپنے سب ماتحتوں کا کام اپنی مٹھی میں رکھتا تھا۔ جہاں کسی ماتحت نے غلطی کی فوراً اُسکی
 درستی اور اصلاح کی۔ وہ میدان جنگ میں اپنے ماتحتوں سے غلطی ہونے ہی نہیں دیتا تھا خواہ
 وہ جرئیل ہو یا سپاہی۔ میدان جنگ میں تو اُس کے حکم کا یہ حال تھا۔ مگر معاملات سیاسیہ میں وہ
 ضعیف تھا اُس کی تدبیر و تجاویز چلتی نہ تھیں۔ کبھی اُس نے اپنے تئیں یہ نہیں خیال کیا کہ میں قوم کا
 خدمت گزار ہوں بلکہ ہمیشہ اپنے تئیں بادشاہ کا خدمت گزار جانا۔ اُس کے کاموں کی رہنمائی کیلئے
 بادشاہ کا حامی اور طرفدار ہونا قطعی تار تھا۔ وہ جنگ میں صرف یہی نہیں سمجھتا تھا کہ میں کیا کر سکتا
 ہوں بلکہ اُس کے ساتھ یہ بھی جانتا تھا کہ میں کیا نہیں کر سکتا۔ پولین اور ولنگشن کی لیاقتوں میں نہی
 بڑا فرق تھا کہ پولین جنگ کے بہت ہی عہدہ منصوبے کیا کرتا تھا۔ جن کو وہ عمل میں نہیں لاسکتا تھا۔ اور
 جن پر ولنگشن ہنس کر رہتا تھا۔ کسی نے نیک نامی اعزاز و احترام کا جام بے ایسا زیادہ نہیں پیا
 جیسا کہ ولنگشن نے۔ مگر وہ کبھی بدست نہیں ہوا۔ یہ اسکی مالی ظرفی تھی کہ جنگ پیکار میں اپنے فتوحات
 عظیمہ متواترہ کے بعد وہ شہینتیں برس تک صلح و امن و عافیت کی حالت میں شان و شوکت و عظمت کے
 ساتھ جیتا تھا۔ ملک میں اُسکے درجے اعلیٰ اور مقام والا ملک بادشاہ بھی نہ مل سکتا تھا۔ اہل ملک بادشاہ

ذہن و فہم کی سرشت کی نسبت بڑے بڑے مہر ان کی تھیں

سے زیادہ احترام اس کا کرتے تھے۔ اُس نے یوروپ کے شہنشاہوں اور بادشاہوں کو آفتوں سے نجات دلائی تھی۔ جیسا وہ محمود الحیات تھا ایسا ہی محمود الوفات ہوا۔ سب سے بڑی عزت اس کی یہ تھی کہ اُس نے اپنے لیے کچھ نہیں کیا اور ملک کے لیے سب کچھ کیا۔

جب ایلیمین نیپولین سے لارڈ جان سٹین تو نیپولین نے اُسے پوچھا کہ آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ڈیوک ولنکنٹن لڑائیوں کی تحریک کے بغیر نچلا بیٹھے گا۔ غالباً نیپولین کا یہ خیال تھا کہ ڈیوک کو جنگ سے ایسی محبت ہے کہ وہ انگلش سپاہ کو غیر ملکوں کے ساتھ لڑائی میں ہمیشہ الجھا ہی رکھیں گے۔ نیپولین کے سوال کا جواب جان رسل نے یہ دیا کہ ڈیوک ولنکنٹن اور شہر یون کی طرح رہیگا۔ کبھی جنگ کا خواتن نہیں ہوگا۔ نیپولین نے یہ جواب سن کر افسوس سے کہا کہ جنگ تو بڑا عظیم الشان شکار ہے اب سوال یہ ہے کہ کون دو نوں میں افضل کون تھا۔ اس سوال کے حل کرنے میں یہ دیکھنا چاہیے کہ فضیلت کا معیار ذمات و ذکاوت ہے۔ یا ادائے فرائض؟ نیپولین ذمات و ذکاوت میں ولنکنٹن سے افضل ہے۔ اور ولنکنٹن ادائے فرائض میں نیپولین سے افضل ہے۔ ڈیوک ولنکنٹن کے نام کے ساتھ ایک قوم کی صداوت دوسری قوم کے ساتھ یاد نہیں آتی۔ اور نیپولین کے نام کے ساتھ یوروپ کی بل چل یاد آجاتی ہے۔ ولنکنٹن نے اپنے ملک کی خدمت سپاہیانہ کی اور دنیا کے فتح کرنیوالے پر فتح پائی۔ مگر فرائض پر حملہ نہیں کیا۔

نومبر میں نئی پارلیمنٹ کی طلب ہوئی۔ اس نے انگلینڈ میں ان ممبروں کی سپیک لائف نمایاں کیا جنہوں کا راتے سترگ اور مہات بزرگ انجام دین۔ نئی پارلیمنٹ کے باب میں بہت سی وقتیں پیش آئیں۔ مگر سب آخر دسمبر میں آسان ہو گئیں۔ ۲۸۔ دسمبر کو نئی پارلیمنٹ کے ممبران نے ملکہ مغظمہ کی دست بوسی کی اور لارڈ ایریڈین وزیرِ اعظم مقرر ہوئے جو نہایت عاقل آزمودہ کار و دانشمند و روشن دماغ معاملہ فہم تھے اور ان کے مدد و معاون بوشریک کار بھی عالی دماغ و برگزیدہ روزگار تھے جیسے کہ نیوکسیل کے ڈیوک جان رسل۔ لارڈ پارمرسٹون۔ مسٹر گلڈسٹن۔ لارڈ گرین ویل۔ مسٹر جیمس سرچارلس وورڈ۔ مسٹر سٹنی ہربرٹ۔ ۲۸۔ دسمبر کو ملکہ مغظمہ نے اپنے مامول صاحب شاہ لیوپولڈ کو یہ خط لکھا کہ ہمارے عالیجاہ عمۃ الملک ایریڈین کو اپنے مشکل کام میں کامیابی حاصل ہوئی۔ ہماری اور ہمارے اہل ملک کی تمنائے دلی برآئی۔ میرا کہے کی نٹ بڑا دیشان پر شکوہ و مستحکم مقرر ہوا ہے

جس سے آپ بہت خوش ہوں گے۔ اس ہفتہ میں ہم کو بڑے تفکر و تردد رہے اور بڑے دن کی شام تک بے آرام رہے۔

۱۸۵۳ء

اس سال کے شروع میں پرنس البرٹ نے وہ پیکر نگاری کا کام شروع کیا جس کا ولی شوق اُنکو تھا اور اُنکی ساری زندگی میں وہ رہا۔ وہ اپنی زندگی کے آسائش و آرام کے دنوں میں اس شوق سے جہت حاصل کرتے تھے۔ اور جب اُنکو غیر ملکوں کے معاملات سیاسی کے افکار سے فراغت ملتی تھی تو وہ بچے اس شوق سے راحت حاصل کرتے تھے۔ کتب خانہ شاہی کو مسٹر گلور نے بتدریج کتابوں سے بہرہ دیا تھا۔ پرنس اور کوئین دونوں ان علموں کے مخازن ہی کی طرف متوجہ نہ تھے۔ بلکہ جابج سوم نے جو اساتذہ کمال کے ہاتھوں کے بنے ہوئے بہت سارے نقشے و مرتبہ کلمہ دی ہوئی تصویروں کے انبار چھوڑے تھے۔ اُنکو دیکھ بھال کے بالترتیب رکھتے تھے اور مختلف شاہی علموں میں جو تصاویر تھیں۔ اُن کو جمع کرتے تھے۔ جب شام کو فرصت ملتی تھی تو وہ کتب خانے میں جاتے تو ان بیش بہا تصاویر کے ترتیب دینے میں گھنٹوں مصروف رہتے۔ پرنس کو اس ترتیب دینے میں یہ خیال آیا کہ فریل مصور جو فن مصوری میں بگاتر روزگار گزارا ہے اُس کے کاموں اور رسول غمیری کی توضیح و تفسیر کیجئے۔ اور اُن سے جو ڈرائیونگ ایجاد کیئے ہیں اور بنائے ہیں اُسکو سلسلہ وار تقسیم کر کے مرتب کیجئے اور اسکی ہر قسم کی بنائی ہوئی پیکروں کے نوٹوں اور دیگر ایک کامل مجموعہ اُسکی دستکاری کا بنائے۔ اس کام کے سرانجام دینے کے لیے بڑی محنت اور فرصت اور مدت کی ضرورت تھی۔ پرنس نے اس کام کا بڑا حصہ اپنی زندگی میں تمام کیا اور بعد اُنکی وفات کے جو حصہ اُسکا نامہ تمام رہا تھا اُنکے پورے کرنے کا اہتمام ملکہ مظفر نے کیا۔ پرنس کی یہ یادگار استوار اُنکی قوت ترتیب و انتظام کو باقی ہے اور آرٹ کے ہر طالب اعلم کو فائدہ پہنچاتی ہو۔

۱۹۔ اپریل ۱۸۵۳ء کو اولیائے دولت ایسٹرن کی قطبیل میں وندسکر کیسل میں آئے

اُس دن رات کو ساڑھے دس بجے کیسل کے شمالی مغربی برج میں کھانا کھانیکے کمرے میں آگ لگی۔ ملکہ مظفر اس آتشزدگی کا حال شاہ لیوپولڈ کو یوں تحریر فرماتی ہیں کہ میں آگ گھنے سے دہلی نہیں مگر میں یہ جانتی تھی کہ آگ بد بلا ہو۔ وہ اپنے ساتھ بڑی آفتین لاتی ہے۔ ہر شخص اس سے متاثر

پرنس کا قصا اور لشعرون و کمدی ہوئی تصویروں کا مجموعہ

وہ وندسکر کیسل میں آگ لگنا

سبوتا ہے۔ اس آگ نے تھوڑی بڑی اپنی چمک دمک کھائی کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ آیا وہ بیٹھے گی یا زیادہ جلانے گی۔ خدا کا مشکر ہو کہ در سیدہ بود بلائے ولی بچہ گزشتہ کسی کی جان تلف نہیں ہوئی۔
دو دن بعد پرنس نے اپنی سوتیلی ماں کو اس آتشزدگی کا حال یہ لکھا ہو کہ۔

تین آپ کے خط مورخہ ۲۵ کے جواب کا قرضدار ہوں۔ ان چند سطروں کے لکھنے سے اس قرض کو ادا کرتا ہوں۔ یہاں کی آتشزدگی کی مبالغہ آمیز خبروں کے سننے سے غالباً آپ پریشان خاطر ہوئی ہوگی۔ بیٹھیں میں آپ کو طیسنان دلاتا ہوں کہ اس خوفناک واقعہ کا اثر ہم پر ذرا سا بھی نہیں ہوا۔ وکٹوریہ بالکل خیر عافیت سے ہیں۔ رات کے دس بجے سے چار بجے تک آگ کے شعلوں سے ہم لڑتے رہے اور آخر کو اُن کو بچا کر چھوڑا مگر مہر بھی وہ کیسل کے ایک برج کو بڑا نقصان پہنچا گئے۔ چارنرل تک وہ اونچے ہوئے اگر اس برج سے آگے وہ اپنا قدم بڑھاتے تو پہر ناممکن تھا کہ سارا کیسل جل کر خاک سیاہ نہ ہو جاتا کھانے کے کمرے کو بڑا نقصان پہنچا۔ لیڈیان بڑی مضطرب رات بھر ڈانگ روم میں بند چپ چاپ بیٹھی رہیں۔

اس آتشزدگی میں نقصان عظیم یہ ہوا کہ اسلمہ مرصع کا رادر سلطان کا بیش بہا طاووس جو اہر نگار جل کر خاکستر ہو گئے۔ اور بہت سی صنعت کاری پیریز میں جو ایک مکان میں پرنس نے جمع کی تھیں تلف ہو گئیں۔

اس وقت انگلینڈ میں دو جلانے وطن میزنی اور کو سیو تہہ پناہ گزین تھے اور آسٹریا کی نسبت جو ان کا ارادہ تھا ان کو وہ چپاتے ہی نہ تھے میلان میں فساد عظیم برپا تھا۔ ۱۸ فروری کو دنیا کی فضیل پر شہنشاہ آسٹریا کے کٹار مارنے کے لیے کوشش کی گئی تھی۔ نئی نئی سازشیں ہو رہی تھیں روس اور فرانس آسٹریا کی حمایت کر رہے تھے۔ اور انگلستان پر زور ڈال رہے تھے کہ وہ ان پناہ گزینوں کو اپنے ملک سے نکال دیں۔ اس لیے کہ یہ مسند بڑی مسندہ پروازی کر رہے ہیں۔ پروشیا بھی انگلینڈ سے یہ درخواست کر رہا تھا۔ خط جو اوپر آتشزدگی کے باب میں لکھا ہے۔ اُس کے آخر میں پرنس نے یہ فقرہ لکھا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان پناہ گزینوں کے ہمارے حرارت نے آپ کو بھی گزند پہنچائی ہے۔

انگلینڈ میں جلانے والی پناہ گزینوں کے سبب سے بڑا نقصان

یہاں اس واقعی واقعہ سے وقت وقوع ہو رہی ہے کہ انگریزی رعایا آزاد ہے۔ گورنمنٹ نہ اُن کو

سزا دی سکتی ہے نہ انکو کسی کام سے روک سکتی ہے۔ جب تک کہ وہ کام قانون کے خلاف نہ کریں
 اب تک کوئی جرم خلاف قانون کام کرنے کا اہر ثابت نہیں ہوا۔ انگریز مین جب کوئی اجنبی آدمی
 قدم رکھتا ہے تو اسکو وہ حقوق حاصل ہو جاتے ہیں جو انگلستان کی رعایا کو حاصل ہیں۔ یہ انگریز کی
 بات کوئی بُری نہیں بلکہ ایسی اچھی ہے کہ اسکی تقلید کر نیے یورپ کو فائدہ بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اب
 سوال یہ پوچھا جاتا ہے جسکا جواب دینا مشکل ہے کہ ان پناہ گزینوں نے میلان میں فساد انگیزی میں
 کوشش کی یا نہیں۔ اور آئین شہنشاہ کے قتل کرنیکی کوشش میں انکی شرکت تھی یا نہیں
 سزا ملنے سے پہلے ان جرموں کا ثابت ہونا چاہیے اور اگر یہ جرم ثابت ہو جائیں تو پھر مجرموں کو
 انگریز کے موافق سزا ملنی چاہیے۔ ہماری یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہم قوانین کے پابند ہیں خود
 مختار نہیں ہ۔

پرنس نے اپنی سوتیلی ماں کو دوسرے خط میں یہ نوید مسرت آلود لکھی کہ قصر بنگلہم میں ۱۰
 اپریل کو فرزند چارم پیدا ہوا۔ ملکہ مظفر کو زچہ خانے سے جلد فراغت ہو گئی۔ چند روز میں او سبورن
 میں چلے جائیکے قابل ہو گئیں ہ۔

ملکہ مظفر ماموں صاحب کو خط میں یہ کہتی ہیں کہ میں ہمیشہ ولادت کی تقریب میں اپنی نانی فضا
 کی مخاطبت میں خط لکھا کرتی تھی مگر افسوس ہو کہ اب ہ زندہ نہیں۔ اس لئے یہ میرا خط اول خط ہے جو اس
 تقریب میں آپ کی مخاطبت میں لکھا گیا ہے۔ اب میں ایسی تازہ و تونا اور تنومند ہوں کہ پہلے کسی
 نہیں ہوئی تھی۔ سٹوک میر نے آپ سے کہا ہو گا کہ ہمارے ماں ایک چوتھا نیا جنٹل میں پیدا ہوا
 میں اس کا نام لیو پولڈ رکھوں گی۔ اس نام کا رکھنا آپ کو ناپسند ہو گا۔ وہ آپ کی محبت و الفت
 کی نشانی ہو گی۔ یہ لیو پولڈ کا نام مجھے البرٹ کے نام کے بعد سب سے زیادہ عزیز ہے۔ اس نام سے مجھے
 اپنے اس بچنے کی خوشیاں یاد آئیں گی کہ مجھے آپ کے پاس ہنے سے ہوتی تھیں۔ جب اپنے اس
 بچے کا نام شہزادہ لیو پولڈ سنون کی توجہ سے اپنے بچنے کے دن یاد آئیں گے۔ اس نام کے ساتھ
 اور نام چاہ۔ ڈوئمن۔ البرٹ رکھے جائیں گے ہ۔

۲۲۔ اپریل کو ملکہ مظفر زچہ خانے سے باہل فارغ ہو کر او سبورن میں آ گئیں۔ ۲۸۔ جون کو
 قصر بنگلہم میں اس شہزادے کو صہ طبلغ دیا گیا۔ اس شہزادے کا خطاب ڈیوک آف ہنٹی تھا ہ۔

۲۷۔ مئی تک اوسبورن میں آرام و سہولت سے ملکہ مظہر اور پرنس ہے۔ ہوائے جانفزا کا بڑا لطف اٹھایا۔ پھر وہ لنڈن میں آگئے۔ یورپ پر جنگ پیکار کی گھنائیں جھوم جھوم کر آ رہی تھیں اسلئے ضرور تھا کہ لشکر سپہ گری کی ہڈش کر کے تجربہ و شوق حاصل کرے۔ اسلئے اسوقت میں بحرئی تہری سپاہیوں کی طرف اراکین سلطنت کی توجہ تھی۔ شروع سے ہم میں کامن کیپ کے لئے چوب ہم منتخب کیا گیا کہ سپاہ کے انتظام کا امتحان کیا جائے۔ گورنمنٹ کو یہ خیال تھا کہ سپاہ کی تعلیم و ترقی کے لئے ایک مستقل کیپ مقرر کیا جائے۔ اسکے واسطے ایک قطعہ زمین انتخاب کیا گیا۔ اور مال ایک جنگی سٹیشن ایٹل سٹوٹ بنایا گیا۔ چوب ہم کی زمین ہموار کی گئی اور سپر وائی ٹرنے کینے کو دیا اور انکے استعمال کیلئے سامان تیار کیا گیا۔ نہایت ٹھیک وقت پر بہت جیتی و درستی کے ساتھ بریگیڈس انکے مقیم ہوئے۔ جن کے خیون کی لین و ڈیل لمبی نہایت خوشنما تعریف کے قابل تھی یہاں ہر قسم کے سپاہی دس ہزار جنگ کرنے والے جمع ہوئے۔ یہ عجیب و غریب تماشائیں موجود نے چالین برس سے کبھی نہیں دیکھا تھا کہ سپاہ کا اجتماع ایسا ہوا ہو۔ اول پرنس سادہ لباس پہنکر ڈیوک کیمبرج کے ساتھ کیمپ میں گیا۔ اور وہاں بندوبست مفصل دیکھا۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ ملکہ مظہر کے سامنے جنگ مصنوعی کا کیمپ بندھا تھا۔ صبح کے وقت کوئین اور پرنس کیمپ میں آئے۔ ملکہ مظہر کی عادت تھی کہ وہ گھوڑے پر سپاہیانہ سوار ہوتی تھیں۔ وہ اپنے سیاہ رنگ کے اسپ خوش رفتار پر سوار ہوئیں اور پرنس بھی انکے ساتھ گھوڑے پر سوار چلے۔ سپاہ کی پلٹنوں کی دونوں نے سیر کی۔ ایک لاکھ آدمی اس سرسبز سیر میں انکے ساتھ شریک تھے۔ سپاہ کا حرکتیں کرنا۔ بند و قون و قون کے چمٹنے کی آوازوں کا ٹھکانا عجب تماشا دکھارہا تھا۔ میدان جنگ بہاوری کے شعلوں سے چمک رہا تھا۔ اس مصنوعی جنگ میں خوزیزی کے سوار سپاہ اپنے سارے کرشمے اور کرتب۔ دائون گھات اور خدمات دکھا رہی تھی۔ پرنس اسوقت کو ان میں میں شریک نہیں ہوا مگر اسکا سارا دل اس کام میں لگا ہوا تھا کہ اس کیپ کا اثر کیا ہوتا ہے۔ وہ ۲۷ کو چوب ہم میں کیمپ میں آئے اور انہوں نے ملکہ مظہر کو یہ خط لکھا کہ اس وقت آپ کا غایت مجھے ملا ہے۔ کل شام کو مطلع صاف تھا اور گرمی تھی۔ لیکن رات کو طوفان باران آیا جس کے سبب سے خیمے یہ معلوم ہوتے تھے کہ سمند میں جہاز کے دوسرے میں پانچ بجے سے بارشیں ہونے لگیں۔

ہو رہی ہے۔ شب بھر کہ وہ بند ہو۔ مگر اسوقت یہ نیک شگون ہے کہ ایک چندل گارہو۔ نو بجے کے قریب مین واپس آؤں گا۔ اور اپنے برگیڈس گارڈس سے ملو گا۔ مسٹانے میرے ساتھ کل کھانا کھایا۔ اور چارج ڈیوٹ کی مہرج کے ساتھ مین پیدل ساڑھے دس بجے تک پہنچا۔ تاہم خیموں میں آرام ملتا ہے۔ مگر رات کو وہ مرطوب گرم ہوتے ہیں۔ مجھے اس سے بری خوشی ہے کہ آپکا دن اچھی طرح بسر ہوا ہو گا نہ فقط

پرنس نے جو موسم کھل جانے کا یہ شگون بتلایا تھا کہ ایک چندل گارہو وہ بالکل سچ نکلا۔ سپاہ نے چارپانچ گھنٹے اپنے کرتب اور دائیں گھات دکھائے۔ پرنس برگیڈس گارڈس کا افسر تھا وہ زکام کے مرض میں مبتلا ہوا۔ اسلئے رات ہی کو شہر میں چلا آیا۔ پھر اسکو کھسرا تا شدت سے نکل آئی۔ اور وہ سارے کپتے میں سوائے دو چھوٹے بچوں کے متعدی ہوئی۔ اور اس سبب سے کمپ میں ۳۰۔ اگست تک نہ کوئین نہ پرنس جاسکے۔ ۶۔ اگست کو وہ کمپ میں مع اپنے دو بڑے بچوں کے آئے ۳۱۔ جولائی کو پہلا لشکر چلا گیا تھا اور اسکی جگہ دوسرا لشکر آگیا تھا۔ اس لشکر نے بڑے بڑے شکرے کام کیے۔ توپ خانہ نے دیباے ٹیس کو وہاں سے عبور کیا جہاں وہ بڑا گہرا تیز رو تھا۔ گھوڑے چوکے بہوے اور توپوں اور آدمیوں کو لیکر پانی میں جا پڑے۔ چار گھوڑے مر گئے۔ گو انہوں نے پانی سے اپنی آنکھیں اور نتھنے نکالے۔ مگر توپنے پھر انکو نیچے کہینچا اور انکا دم خرا گیا ۲۔ اگست کو یہ کمپ ٹٹ گیا۔ اور اس مصنوعی جنگ میں پوری کامیابی ہوئی۔ وہ پہلی جنگ میں بہت کام آئی۔ اس کمپ کے حال شاہ لیو پولڈ کو ملکہ منظم نے خود اوسبکین سے ۳۰۔ اگست کو تحریر کیا ہے کہ میں اس کمپ کے نام پیارا رکھتی ہوں۔ میں اس میں دو دفعہ گئی۔ اور دونوں بہت خوش خوش ومان بسر کئے۔ اس کمپ میں خوب کامیابی ہوئی اور سبقت سپاہ نے بہت اچھی طرح کام کیے میں خیال کرتی ہوں کہ بیشک یہ کمپ اور تمام ہمارے بڑے کام البرٹ کی جانفشانی اور جفاکشی کے نتیجے میں جسکے بغیر میں یقین کرتی ہوں کہ کچھ توڑا ہی کام نہ ہوا ہوتا۔ مگر اسکی طبیعت میں جی ایسی ہے کہ وہ اپنی تعریف میں ایک لفظ کہنے کو پسند نہیں کرتا۔ وہ رفاد عام اور فلاح انام کے کام کرتا ہے اور جبے سر انجام پا جاتے ہیں تو اسکو کافی صلہ ملتا ہے ۴

طاہر

سٹوک میئر انگلینڈ میں سر مار ہمارے موصون میں رہ کر کو برگ کو چلا گیا تھا۔ ۱۰۔ اگست کو پرنس نے

اُسے خط لکھا ہے کہ ہم کل شام کو یہاں مراجعت کر کے آگئے ہیں۔ میرا اول کام یہ ہے کہ آپ کے یہاں کے واقعی حال پر واقف کروں۔ اس ہفتہ میں یہاں بڑی گھاگھی رہی چوبہم کے کیپ میں ہم دونوں رہے۔ وہاں دوسرا ڈوٹرٹن اچھا تھا مگر وہ پہلے ڈوٹرٹن سے اچھا نہ تھا۔ دو ڈوٹرٹنوں کی جنگ مصنوعی کے دیکھنے میں بڑی ہیٹر بہاڑ رہی۔ موسم بھی بڑا چمک مک کا تھا۔ ڈیوک ونگٹن کی یادگاہ بنانے کی کمیٹی جمع ہوئی کہ سپاہ کے افسران کے یتیم بچوں کے لیے ایک اسکول قائم کرے۔ اس کمیٹی کا مین پریسیڈنٹ تھا۔ نمائش عظیم کی کمیشن کی کمیٹی کا بھی مین پریسیڈنٹ تھا جس میں تجویز پیش تھی کہ پارلیمنٹ سے ایکٹ پاس کرایا جائے کہ مین نے جو اس نمائش کی بچت کے روئے کے خرچ کی تجویز کی ہو وہ عمل میں لائی جائے۔ مین نے آرمیوں کا ایک لشکر دیکھا جو مجھ سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اُن ملاقاتیوں کے لشکر کے سرتاج شہنشاہ روس کی دو صاحبزادیان تھیں جو انگلینڈ کی سیر کو آئی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ انگلستان کی سیر دیکھ کر بڑی متاثر ہوئیں اور یہاں روس کی مخالفت پر آمادگی کو دیکھ کر نہایت متحیر ہوئیں۔ یہاں چند ہفتے سے روس کے ساتھ لڑائی کا خیال ایسا بڑھ چکا تھا کہ لارڈ ایرٹون نے مجھ سے کہا کہ اگر شہنشاہ روس عہد نامہ کے منظور کر لینے سے معاملہ کا فیصلہ نہ کرے تا تو میں خیال کرتا ہوں کہ اگر مجھے صلح رکھنے کی اجازت بھی ہو جاتی تو میں اسکو قائم نہیں رکھ سکتا تھا۔ اور ان شہزادیوں کو اور بھی اس سے حیرت ہوئی کہ رنکے باپ کی ایک بات عہد نامہ میں نہین کیا جاتا تھا۔ ان باتوں کے جو کل نقش اُن کے دل پر ہو وہ اپنا اچھا رنگ لکھا میں گے۔

جزیرہ کے باہر کل مہم جازون کے بیرون کا معائنہ کریں گے۔ انگلستان میں جو ایک جازون کے بیڑے تیار کیے گئے۔ اُن سب میں شاید یہ بیڑا بہتر ہوگا۔ سب قسم کے جنگی جہاز چالیس جمع ہوں گے۔ اور سب سوائے تین کشتیم کی قوت سے چلین گے اور سپر ہینڈ میں جمع ہوں گے۔ تنو و خانی کشتیاں ہوں گی جن میں تماشائی بہرے ہوئے ہوں گے۔ ہم وکٹوریا البرٹ جہاز پر سوار ہو کر اُن کا معائنہ کریں گے۔ اور زار روس کی دونوں صاحبزادیان یہاں موجود ہوں گی۔ پروشکا پرنس بھی آج تین بجے کے قریب آجائیگا۔ اگر موسم کا حال ایسا ہی اچھا رہا جیسا کہ آج ہے تو کل جازون کی سیر بڑی ہر رفتی ہوگی۔

کہتے ہیں کہ زار روس کی جو دو بیٹیاں آئی تھیں وہ اپنے باپ کا سفارشی خط ملکہ منظر کے نام بھی لائی

تین کہ وہ انکی محافظت خاطر خواہ کریں۔ وہ ۱۱۔ گرت کو سپت میڈین انجستان کی بحری قوت کے دکھانے کے لئے جو ہوئیں کہ وہ اس بات کو درجہ نہیں کہ انکینڈ کی یہ شہرت صحیح ہو کہ وہ بحری قوت میں اور سلطنتوں سے فائق ہے۔ اس مہم جو بحری جنگ کے لئے بڑا سامان کیا گیا تھا۔ ہزار جس دفائی قوت سے چل رہے تھے وہ ۹۰۸۰۰ ٹنوز کی قوت کے برابر تھی بلکہ اس کے دو چاند سے بھی زیادہ انگین کی سپاہ میں سواروں کے پاس اتنے گھوڑے نہ تھے جتنے گھوڑوں کی قوت سے شہم ہارون کو چلا رہا تھا۔ نیلسن کے جہاز فدا گار کی جنگ میں جو بڑی سے بڑی توپ چڑھائی گئی تھی اس بیڑے کی چھوٹی سی چھوٹی توپ سے چھوٹی تھی۔ بڑی توپ ۱۰۴ پونڈ کا گولہ چھوڑتی تھی۔ اس مصنوعی جنگ کے ہنگامے نے انگینڈ کے کبیر وغور کے بحرین ایک تلاء طر پیدا کر دیا۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ بادشاہ اور کانس کی آنکھوں کے سامنے ہارون کی مصنوعی جنگ نے اصلی جنگ کی نقل ایسی آسانی کی فصل کو اصل کر کے دکھا دیا صبح کے دس بجے کے قریب کوئین اور ان کا شوہر اور ان کا کنبہ اور اس کے روسی و جرمنی مہمان ڈیوک و لنکٹن کے جہاز میں آئے اور پھر وکٹوریا البرٹ جہاز میں سوار ہوئے یہ عظیم الشان بیڑا دو ڈویژن میں تقسیم ہوا۔ ان میں دشمنوں کی طرح تین میل کے اندر جنگ شروع ہوئی حملہ آور کی اور حملوں سے بچنے کی نقلیں اتاری گئیں۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد ہارون میں دوڑ ہوئی منصفانہ افتخار کے ساتھ بیرن سٹوک میر کو آج کی کیفیت پر اس نے لکھی ہو ۴

میں آپ کی تفریق کرنے کی تمنا رکھتا تھا مگر وہ پوری نہیں ہوئی اب میں آپ کو اپنی خوشخبری ماننا ہوں کہ بحری سپاہ کا ہنگامہ ختم ہوا۔ اُس میں جو باتیں پہلے سوچی گئی تھیں کہ یہ یہ ہوگا ان سے زیادہ خوش اسلوبی سے ہوئیں۔ جنگی جہاز و لنکٹن پر اس توپیں چڑھی ہوئی تھیں جو پہلے کبھی کسی ایک جہاز پر نہیں چڑھائی گئیں۔ جہاز با دبانوں کے ذریعہ سے نہیں چلائے جاتے تھے بلکہ محض پمپ کے ذریعہ سے۔ جوہ پانی کے چڑھاؤ کے برعکس گیارہ میل فی گنٹھ کی رفتار سے چلائے جاتے تھے۔ بحری لڑائیوں میں جہازوں میں سب طرح کی بڑی گروشین جو اب تک معلوم ہوئی ہیں دی گئیں۔ ان کے سامنے بادی اور دفائی جہاز دونوں بیکار سمجھا لگ کر دیئے جائینگے اور انکی جگہ ہی جہاز کام میں آئیں گے جو پمپ کے ذریعہ سے چلتے ہیں اس تبدیلی کا ظہور جب ہوگا کہ بہت سارے پمپ خارج ہوگا اور بہت سے جہازیں بیکار رہیں گے جیسے کہ روس کا جو بیکار ہو جائیں گے۔ اب تک سمندر میں ایسے جہاز سولہ ہیں اور فران

پرس کا دو سہا پیران جنگی ہونگے نام

ایسے جہاز دو تیریاہ نہیں۔ اور اور سلطنتوں کے پاس تو ایک بھی نہیں منگل کو تین سو جہاز اور ایک لاکھ آدمی ایک جا جمع تھے۔ جہازوں پر گیارہ سو تو پین چہتر ہی ہوتی نہیں اور ان میں منگل سپاہی سوار تھے۔ موسم خوب تھا۔ سیر ٹری پذیر تھی۔ وجہ مفصل کے سبب سے میرے واسطے ہاتھ میں ایسا دروہے کہ میں بمشکل لکھ سکتا ہوں۔

دور در بعد پرنس البرٹ کے خط کا جواب سڈک میر نے یہ لکھا کہ میں اول آپ کے دروہہ الطاف ناموں کی عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں کہ آپ سب کو کھسرا ستیلا کی بلا سے نجات ہوئی جیسی آسانی سے یہ بلا آپ کے سر پر سے ٹلی ایسی کتر دور ہوا کرتی ہے۔ آدمی اپنے تمام واقعات زندگی سے تعلیم پایا کرتے ہیں۔ بس ہم اس واقعہ سے جو ابھی وقع ہوا ہے اول یہ سیکھتے ہیں کہ امراض متعدی مختلف طرح سے کیسے عبرت انگیز نازک اثر پیدا کرتے ہیں۔ دوم صحت کی حفظ و مقدم کی تدابیر کیسی مشکل و مہمل ہوتی ہیں۔

وہ آدمی جو فلسفیانہ مطالعہ کرنے کا عادی نہیں ہے۔ اس کی طبیعت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے تئیں آزاد اس سے زیادہ سمجھتا ہے جیسا کہ وہ دراصل ہر جن بند شون اور جگر بند یون میں بندھا جگر ہے اس کے دیکھنے کے لئے آنکھیں کھولتا ہی نہیں۔ بعینہ یہی حال شہنشاہ نکولاس کا ترکی کے معاملہ میں ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ میں یورپ کی سوسائٹی میں ممبر و عظم صاحب سطوت و بنوں مگر یہ نہیں دیکھتا کہ اس سبب وہ کیسا جگر بند ہو رہا ہے۔ اگر وہ منصب اپنا رکھنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ ترکی کے باب میں اپنی ساری وحشیانہ حرکت ترک کرے۔ یہ بات اس کو بتدیرج معلوم ہوگی اور رفتہ رفتہ وہ معتدل طریقہ اختیار کرے گا۔ میں نہایت خوش ہوا کہ روسی لیڈیوں نے بیرون کی بحری لڑائیوں کو دیکھا۔ جن چیزوں کو آنکھیں دیکھتی ہیں انکو دل یقین کرتا ہے۔ جن باتوں سے منہ بھرا ہوتا ہے وہ کل کر خطوں میں سینٹ پیٹریس برگ جائیں گی۔ میں اس سے بھی زیادہ خوش ہوا کہ پروشاکا پرنس انگلینڈ میں آئے گا اور وہ اپنے لیے انگلینڈ کی طبیعت کو جانچے گا اور مجھے لگا کہ میں حالتوں میں وہ اس کے لیے بڑی بکار آمد ہو سکتی ہو اور وہ آنکھیں کھول کر دیکھے گا کہ روس کیا کر سکتا ہے ایک سلطنتیں وہ میں جو اپنے اعضاء میں اہلی جان اور توانائی رکھتی ہیں۔ دوم وہ سلطنتیں اپنی خود مختار طبیعت کے سبب سے سانس لے رہی ہیں۔ ان دونوں میں وہ تیز کرے گا۔ ہر اگست

پرنس شونک میر کا خط نام پرنس البرٹ

اس سال میں ملکہ معظمہ کا ارادہ آئر لینڈ میں جانیکا اس غرض سے تھا کہ آرٹ اور انڈسٹری دھنٹ پر دانی ہوگی نمائش کو کھولیں۔ وہ ۱۸۵۱ء کی نمائش عظیم کے نمونہ پر یہاں کے لوگوں نے بنائی تھی۔ اسلئے کوئین اور پرنس وٹون اس سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ ماہ جولائی میں تو وہ عدا کے سبب جانے سکے مگر یہ ارادہ مصمم ہوا کہ ماہ اگست میں جب بال موویل جائیں تو راہ میں ڈبلن کی بھی سیر کریں۔ ۲۷ اگست کو وہ ریل میں سوار ہو کر پہلی میڈین اور صبح کے آٹھ بجے ۱۹ اگست کو بندرگاہ کنگس ٹون میں آئے۔ اور یہاں سے وائس ریگل کونج کی طرف ایڈنبرا کے بازار میں چلے تو رعایا نے ایسی گرجاؤں اور محبت سے خیر مقدم کی رسم ادائیگی کہ چار برس پہلے کے خیر مقدم پرست نے گئی۔ ملکہ معظمہ کھیتی بین کے صبح کو مطلع صاف اور روشن تھا۔ زندہ دلی و خوش دلی کا نظارہ سامنے تھا۔ دوسرے دن ایڈنبرا کی نمائش ملاحظہ ہوئی۔ یہاں کے حسن انتظام نے یہ یاد دلایا کہ یہ نمائش ۱۸۵۱ء کی نمائش کا چر بآتا را گیا ہے۔ سب کام خوش سلیبی سے ہو رہے تھے۔ آدمی ہمارے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے تھے۔ مسٹر ڈارکون نے اپنے گھر سے روپیہ خرچ کر کے یہ نمائش گاہ بنائی تھی۔ اس سے ہم ملنے گئے۔ اگرچہ میٹھ بڑی شدت سے برس رہا تھا۔ اسکے اوضاع و اطوار و وضع طوور و انداز سیدھے سادے اعتدال کے ساتھ دلہراں پیدا کر نیوالے تھے۔ میں نے چاہا کہ اسکو پیرنٹ کا خطاب بنے مگر اسکو یہ خطاب لینا منظور نہ تھا۔

ہر روز صبح کو اس نمائش کی سیر ہوتی تھی اور ہر سیر میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ نمائش گاہ میں افزائش ہو گئی ہے۔ آئر لینڈ کا پیداوار بڑا دل کش ہے۔ خاص کر اسکے اوینی ویشی کپڑے برلن میں۔ یہاں میں پہلی دفعہ سیلمن چھلی کے انڈون سے بچوں کے نکلنے کی ترکیب دیکھی۔ البرٹ کو ہر ایجاد اور تحقیق جدید کا شوق تھا اسلئے اس نے اس ایجاد کے دیکھنے میں بڑا دل لگایا۔ یہاں آدمیوں کو محنت ہزاری کے کاموں میں مصروف ہونے کا شوق بہت بڑھ گیا ہے۔ اسلئے یہ نمائش بہت مفید ہوئی۔ اس کو کوئی کے ولوں میں کامیاب ہونے کی امید پیدا ہو گئی ہے۔ نقطہ

اس خراب موسم میں ہفتہ بہر تک یہاں کی سیر کر نیسے شاہی معاونوں کو ایسی خوشی ہوئی کہ اس کے ختم ہونے پر انہوں نے افسوس کیا۔ ۳۰ ستمبر کو سفر ہوا۔ ملکہ معظمہ کھیتی بین کے صبح بڑی خوشامیال تھی۔ افسوس ہو کہ آج ہم یہاں سے جاتے ہیں۔ آئر لینڈ میں ہمارا وقت بڑی نشاط و انبساط

کے ساتھ بسر ہوا۔ ہم کنگس ٹنوں جانیکی نیٹے سارے پانچ بجے سوار ہوئے۔ ڈبلن میں آہستہ آہستہ پہلی سواری چلی۔ گودہ پیدل کی سی حال نہیں چلی۔ آدمیوں کی بڑی بھیڑ بھاڑ تھی اور سٹیشن پر پورا زیادہ ازدحام تھا۔ چند منٹوں میں کنگس ٹنوں میں پہنچے تو وہاں بھیڑ کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ آدمی ہماری محبت میں بڑے گرمجوش تھے۔ شام خوشنما تھی اور نظارہ بڑا دلربا تھا۔ سارے جہاز کوشتیاں آہستہ آہستہ سجے ہوئے تھے۔ سلامی میں توپوں کی شکاک بھیجی تھی۔ ہزار ہا آدمی چیز دے رہے تھے جب رات ہوئی تو آتشبازی خوب چھوٹی۔ ۶ ستمبر کو اولیاء دولت کا نزول اجلال بالموبیل میں یہاں کی فرحت افزا مہولے پرش کو بڑا فائدہ ہوا۔ ۱۲ ستمبر کو پرنس نے سٹوک میئر کو یہ خط لکھا کہ آپ کو مائی لینڈس سے میرے خط آنکی پہلے۔ سچے ٹھوگی۔ میں اپنی ٹوپی میں صنوبر کی ٹہنی لگا کر کہتا ہوں اگر میں شکاری جب بارہ شگے کے شکاریوں کا سیارہ پہنچتا ہوں اس کامیابی کی نشانی کے لیے ٹوپی میں شبنم صنوبر لگاتے ہیں (نئے مکان کی لپک، انڈرل بڑی خوشنما و نیک منظر تیار ہو گئی ہو۔ دوردور سے مزدور بلائے جاتے ہیں۔ وہ لکڑیوں کے بارکون میں یہاں آن کر رہتے ہیں آج کے آکو نو سٹ (رسالہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال میں جوہ جولائی کو ختم ہوتا ہے تو کوٹر پونڈ کے مال کی نکاسی ہوئی ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی کالی فورنیا اور آسٹریلیا سے بہت سونا آگیا ہے۔ آجکل بینکوں میں نقدی کے اند ایک کروڑ دس لاکھ پونڈ کی کمی ہوئی ہو۔ سود ۲۔ فیصد ہے ۴۔ فی صدی تک ہو گیا ہو۔ اناج کو ملہ اور اور مایحتاج زندگی جتنے ہو گئے ہیں اسکے ساتھ اجرت بھی گراں ہو گئی ہو۔

ملکہ معظہ اوزار روس کے درمیان خط و کتابت ہوئی۔ جس میں زار نے اس نے التجا کی کہ ملکہ معظہ اپنی دانش و فرازگی سے روس اور انگلینڈ کے درمیان تصفیہ کریں۔ زار روس کو پرنس ملکہ معظہ کی طرف سے یہ جواب لکھا کہ وکٹوریہ نے جو اپنی محبت ظاہر کی ہے اسکو اٹھارہ بار بادشاہ خلاف سہمتا ہے۔ ۳۔ نومبر ۱۸۵۷ء کو ترکوں کے جہازوں کے بیڑے کو جو باطوم کو جاتا تھا۔ روسیوں کے جہاز کے بیڑے نے وحیانہ حملے کر کے بالکل غارت و تباہ کر دیا۔ اور اس تباہ کر نیکی کے لیے ہمارا یہ بنایا کہ ترکوں کا بیڑا سرکیشیا میں فتنہ انگیزی کے لیے جاتا تھا۔ اس عاوٹہ سے اہل انگلینڈ کے غیظ و غضب کی آتش روس ہی پر مشتعل نہیں ہوئی بلکہ وزیر اعظم لارڈ ڈیٹن پر بھی جس کو فوج جانتے تھے کہ روسیوں نے اسکو خرید لیا ہے۔ اور پرنس البرٹ پر بھی یہ بدگمانی کرتے تھے کہ وہ

روسیوں سے ساز و باز رکھتا ہے اور یہاں گورنمنٹ کو مغلوب بناتا ہے۔ واقعی امر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ترکوں کے بحرمین نگر نیری ٹیرا ہیجیڈا جاتا تو روسیوں کو ہر یہ حوصلہ نہ ہوتا کہ وہ ترکوں کے پیڑے کو اس طرح غارت کر دیتے۔ انگریزوں نے جب ٹیرا نہیں بھیجا اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ لڑائی سے بچنا چاہتے تھے اس حیرانی و پریشانی میں لارڈ پامرسٹون نے استغفا دیا۔ جیسپر پرنس نے کھاہو کہ پولی ٹکس بالکل دیوانگی کی حالت میں ہے۔ کوئی شخص نہیں سمجھتا کہ اسکے مستغفی ہونے کی اصل یہ تھی کہ وہ لارڈ جان رسل کی تدابیر کو ناپسند کرتا تھا۔ سب جلد دغا و فریب کی دوائی و پکار مچ رہی تھی۔

بیشک دغا و فریب کی تہمتیں آزادانہ لگائی جاتی تھیں۔ سرگوشیوں میں کہا جاتا تھا کہ لارڈ پامرسٹون نے اسلئے استغفا دیا ہے کہ پرنس البرٹ یہاں کے اسرار خیر سلطنتوں کو مبتلا دیتا ہے۔ وہ روٹکے جاسوس ہے۔ پرنس نے خوب لکھا ہے کہ عوام میں حماقت سے حد سے زیادہ بکواس ایسی ہو رہی ہے کہ اسکے خس و خاشاک اس قابل بھی نہیں کہ سڑوں کو بچون کے جھول نکالنے کیلئے ویسے جائیں یہ کو برک کا محاورہ نہایت حقارت کے لئے ہے۔

ایک آئنتہ کم ہو گئی تھی کہ لارڈ پامرسٹون نے جو ہوم سکریٹری کے عہدے سے استغفا دیا تھا اسکو واپس لیلیا لیکن جمہور کو اپنی اس بات پر اصرار رہا کہ پرنس البرٹ کی دغا بازی کے سبب اس نے استغفا دیا۔ اخباروں نے جابلانہ زیر آلود حملوں کی بوچھاڑ پرنس پر مدنی شروع کی۔ یہاں تک کہ جھوٹ موٹ اسکو جرم بجاوت کے سبب ٹورین قید بھی کر دیا جس سے پرنس البرٹ کو بہت بے ہوا اور اسکی صحت پر برا اثر پڑا۔ انکی بے اعتباری کی نوبت یہاں تک آئی کہ جب لارڈ میئر نے یہ تجویز پیش کرائی کہ پارک میں نمائش عظیم کی یادگار کے لئے ان کا سیٹیجی قائم کیا جائے تو لوگوں نے خیال کیا کہ پرنس نے اپنے لئے یہ تجویز خود پیش کرائی ہے حالانکہ لارڈ گرین ویل کو پرنس نے یہ کہا کہ میرا یہ کہنا بالکل خود نمائی سے خالی نہیں ہے کہ میں یہ نہیں پسند کرتا کہ ایسی یادگار میرے خط و خال کی نمائش و نمود کرے۔ اس سے اول میرے روٹن روین آزادانہ جانے میں میری صورت کی باز و خصل ڈالیں گی۔ دوئم غالباً ایسا ہوگا کہ صنایع میری زلی شکل بنائے گا جیسا کہ اکثر یادگاروں میں ہوتا ہے۔ میرے پیکر کو دیکھ کر لوگ ہمیشہ اسکا مضحکہ اڑایا کریں گے۔

پیل کلپرنس بڑا دوست تھا اس سبب مائی ٹوری پارٹی اس سے نفرت رکھتی تھی۔ دوئم ایڈیوٹن جبریل

برون نے استعفا دیدیا تھا اسکی اور لارڈ مارڈنگ کی سپاہ کے تھیلون کے باب میں مخالفت ہوئی
تھی لارڈ مارڈنگ کمانڈر انچیف کا بڑا دوست پرنس تھا اس سبب سپاہ بھی اس سے ناراض ہو گئی۔
عوام انسان اس بات کو سمجھتے نہ تھے کہ پرنس کا منصب شوہر ہونے کا ایسا ہی تھا کہ وہ باطنی
ملکہ کا مشیر کار ہوگا۔ جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ وہ چودہ برس سے دیر پر وہ ہم پر حکمرانی کرنے میں ملکہ کا
شریک ہو تو انکو ایسا صدمہ پہنچا جیسے کبلی کی کل سے پہنچا کرتا ہو۔

۱۸۵۴ء عیسوی

۱۸۵۴ء کے موسم سرما میں اور اس سال کے شروع میں ملکہ مظہ کو بہت سی تکلیفات اٹھانی پڑیں اخبار
نے پرنس البرٹ پر تہمتوں اور بہتانوں کی بوچھاڑ لگا دی۔ ان کا حال اس خط و کتابت سے جو منجے لکھی
بجوبی معلوم ہوگا کہ پرنس نے کس طرح ان تہمتوں کی برواشت کی اور انکی حقارت کی اور کس طرح ان سے
رجحیدہ ہوا۔ بیرن سٹوک میر کو ۷ جنوری ۱۸۵۴ء کو پرنس نے یہ لکھا کہ:-

میرے پیارے سٹوک میر۔ جہانی صحت تو بہت خوب حاصل ہو۔ خفیف سائزلہ ہو۔ مگر اس نے سال میں
بھی پڑنے سال کی طرح روحانی اذیتوں کے ہجوم نے بہت گھیر رکھا ہو۔ اخباروں میں مجھے تہمتوں کے
حلے برابر جاری ہیں۔ ریڈیکل پریس نے تو مجھے تہمت بازی کرنے کو چھوڑ دیا ہے مگر باقی اخباروں کا
حال بدستور پہلا ہی سا چلا جاتا ہو۔ ان میں جھوٹ کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ بغاوت کا الزام کسی قسم کا
ایسا نہیں ہے جو میرے ذمہ انہوں نے نہ لگایا ہو۔ ۱۳ جنوری تک ان سب باتوں کی برواشت
کو فی پڑے گی۔ اس تاریخ کو پارلیمنٹ کا اجلاس ہوگا۔ آرمین لارڈ ایرڈین اور لارڈ جارجن ریل سسی
کریں گے۔ تہمتیں مجھ پر سے دور ہو جائیں۔ ۱۱ جنوری ۱۸۵۴ء کو وہ پہر بیرن سٹوک میر کو لکھتے ہیں کہ

پریس نے جو مجھ پر تہمتیں تھپنی ہیں جن کے جھوٹ کا ٹھکانا نہیں۔ میں ان کی کچھ شکایت نہیں کرتا۔ میں
انکے برواشت کرنے کی طاقت رکھتا ہوں مجھے اپنی نیک کائنات پر تکیہ ہو میں صرف آپ کو مطلع کرتا
ہوں کہ ۱۳ جنوری ۱۸۵۴ء کو پارلیمنٹ کا اجلاس ہوگا جب تک تو کوئی اسکی خبر لیتا نہیں کہ کیا حکم
جاری رہے۔ مگر ان تاریخ مذکور کو جو لوگ تاریکی میں کٹا رہ رہے ہیں وہ جنگ کے کھلے میدان میں لڑنے
سے خوف نہیں کریں گے۔ میری صحت خاصی ہو۔ بعض اوقات وجہ مفاصل کے سبب مجھے کچھ تکلیف

پرنس پر تہمتوں اور بہتانوں کے حلے اور انکے بائیں خط و کتابت

ہوتی ہے *

بجلیا یہ کب ممکن تھا کہ ملکہ مغظمہ کے شوہر پر یہ شرارت اکینہ بہتان رکھے جائیں اور بد انجام تہمتیں
تھوپنی جائیں اور وہ انکو یہ نہ سمجھیں کہ میرے شوہر پر ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ انہوں نے ۴ جنوری ۱۸۵۸ء
کو لارڈ ایبرڈین کو تحریر فرمایا کہ میں اور پرنس دونوں شخص واحدین جو تہمتیں پرنس پر لگائی جاتی ہیں
مجھ پر لگائی جاتی ہیں۔ اور مجھ پر تہمت لگانا تخت سلطنت پر تہمت لگانا ہے۔ مجھے یہ کہنا چاہیے کہ کبھی
مجھے ذرا سی ہی یہ توقع نہیں تھی کہ میری رعایا کا کوئی حصہ پرنس کو اسکی علی الاصل محنت کشی اور
جانفشانی کا جو انگلیسٹ کی بیسودی و فلاح کے لئے کرتا ہے یہ معاوضہ دیا جائیگا *

اس خط کا جو اب لارڈ ایبرڈین نے یہ لکھا کہ پارلیمنٹ کی بڑی آرزو یہ ہے کہ مناسب طور سے
اس باب میں ایسی گفتگو کی جائے کہ جس سے پرنس پر حملہ آوری بالکل موقوف ہو جائے۔ اس امر سے
کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ پرنس کا منصب کسی کونٹری ٹیوشنل (قانون کے موافق نہیں مقرر کیا گیا
ہے لیکن نیچر (فطرت) کی رشتہ مندیان اور عقل کے احکام کونٹری ٹیوشنل قانون سے زیادہ مستحکم
ہوتے ہیں۔ میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ میرے خیال میں اس قابل لائق و گرم کوشش بے غرض شہر کا
حضرت علیا کے پاس رہنا ایسی برکت عظیم ہے کہ جس کا تخمینہ نہیں ہو سکتا۔ اب پرنس ملت سے کل
ملک کی نظروں کے تلے رہا ہے۔ وہ ہمیشہ رفاه عام کے کاموں میں مصروف و سرگرم رہتا ہے
اُسکے دامن پر کوئی دہبیہ نہیں۔ اُسکا چال چلن بالکل قابل اعتراض نہیں۔ مجھے اس میں ذرا سا بھی اندیشہ
نہیں ہے کہ ان فقرات زورہ حاسدانہ و دشمنانہ تہمتوں سے کوئی مضرت نتیجہ پیدا ہو۔ یہ امر مقتضائے
طبیعت بشری تھا کہ اسوقت میں ملکہ مغظمہ مثل پرنس کے اپنی نوجوانی کے دوست صلاح کار پیرن
سٹوک میر کو یاد فرمائیں۔ پیرن اسوقت علیل ایسا تھا کہ انگلیسٹ میں اُسکا آنا ناممکن تھا۔ ملکہ مغظمہ
نے ۱۹ جنوری ۱۸۵۸ء کو انہیں یہ تحریر کیا کہ آپ تو یہاں تشریف نہیں رکھتے۔ اور بہکو نہایت کدنگی
اور پاجی پنے سے لوگ ستارہ ہیں۔ چار ہفتے سے دونوں پارٹیاں پرنس کے پہلو میں کانٹے جھجھ
رہی ہیں۔ پرنس نے ان باتوں کو خواہ کیسا ہی ذلیل تحیر جانے۔ مگر اسکو اپنی عزت کا بڑا پس منظر
واو ہے۔ جب کوئی اسکی عزت پر حملہ آوری ہوتی ہے تو اس سے وہ مجروح ہوتا ہے اذیت پاتا ہے اور
میں بہر آتا ہے۔ اُسکا چہرہ بیماروں کا سا ہو جاتا ہے۔ گو اس کی عالی ہمتی اور والاہمستی میں خلل

نہیں آتا۔ ملک لڑائی کے سرے پر بیٹھا ہو جس کے سب سے نہایت پولیٹیکل فکر و تردد ہو رہے ہیں جب کوئی بات تیاری جنگ کے سوا پیش آتی ہو تو وہ ہلکے مشوش و متفکر کرتی ہو۔ ہم پریس ڈین اور اوروزر سب طرح سے مرہبان ہیں مجھ سے کہا گیا ہو کہ ان حملوں کے متصادمیت میں ایسا زور نہیں دینی جیسی کہ ان کی دریافت میں طاقت ہو جس سے وہ سب حملے ہٹا دیئے جائیں گے۔ ہمارا سارا ملک خیر خواہ ہو مگر اسکو تمہارا مانگو لیا ہو گیا ہے۔ گورنمنٹ کہتی ہو کہ پارلیمنٹ کے اجلاس میں یہ سارے حملے فرو کر دیئے جائیں گے اور اس طرح سے ان کے مرد و بولنے کی توجیہ کی جائے گی کہ جس سے عام طبع انسان اور خیر خواہی کی گرجبوشی کا اعلان ہو جائے گا۔ مگر جب تک یہ باتیں وقوع میں نہ آئیں انہیں یقین نہیں ہو سکتا۔

ایک اور خط میں پرنس نے بیرن سٹوک میئر کو لکھا ہو کہ جمہوری سادہ لوحی سے اعتماد باتوں کے یقین کرنے کی نوبت یہاں تک آگئی ہو کہ جس کا یقین کرنا بھی آپ کو مشکل ہو گا کہ سارے ملک میں اس بات کا یقین ہو گیا ہو کہ میں ٹور میں حالات میں ہیجا گیا۔ اور ملکہ بھی گرفتار ہو گئیں۔ ٹور کے گرد ہزاروں آدمی اس قید کا تماشا دیکھنے کے لئے جمع ہوئے۔ اس کے برخلاف میں چتر کی خبر میں نے یہ سنی کہ وہاں سالانہ سیننگ میں برائٹ۔ کوب ڈین۔ جیسن۔ ولسن وغیرہ نے ان تہمتوں کا استخفاف کیا اور کہا کہ ہلکے پھلکے ہنسی آتی ہے۔ مجھے اس بڑی حیرانی و پریشانی ہوتی ہو کہ معاملات میں ایسے کمزور فربہ کی آمیزش ہوتی ہو کہ وہ اس قابل نہیں رہتے کہ اپنے سنجیدگی سے خیال کیا جائے۔ ان باتوں پر مجھے ہنسی آتی ہو کہ اتنے سارے آدمی مجھے دغا باز و شریر جانتے ہیں جب تک پارلیمنٹ میں اس معاملہ پر مباحثہ نہ ختم ہو مجھے چین نہیں آئیگا۔ یہ کافی نہیں کہ اس وقت یہ افواہیں دب دیا جائیں بلکہ چاہیے کہ انکا سر کچلا جائے تاکہ ان کا بالکل ازالہ ہو جائے۔ ایسا ہونا آئندہ کے لئے بڑا ضروری و بکار آمد ہوگا۔ میری بی بی کو ان باتوں سے دلی بیخ ہو اور انکو ان حملوں پر برا غصہ آ رہا ہو اس سے ہماری ہمت و مسرت پر قوافٹ نہیں آئی مگر ہمارے معدون اور ماضی میں خلل آیا جو اکثر دلی رنجون میں آ جا کر تاہو۔ کل سے میری طبیعت علیل ہو۔ آج میں سالانہ گھر ہی میں پڑا رہا ہوں سب سے کہ میں نے آج آپکو یہ لمبا چوڑا خط لکھا ہے۔

۳۔ جنوری ۱۸۸۷ء کو پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ جس میں لارڈ جان رسل اور لارڈ ایئر ڈین کو اول موقع ملے کہ انہوں نے ان تہمتوں اور بہتانوں کو جس کا چند تھپتھپ سے جمہور کو یقین ہو رہا تھا

جمہور کو اس سے بڑا بڑا
پارلیمنٹ میں پرنس کا

جو رٹ ثابت کر کے انکو دفع دفع کیا۔ انہوں نے پرنس کا خیر خواہ سلطنت ہونا ایسا ثابت کیا کہ
 جس سے یہ سب تہمتیں رفع ہوئیں اور لارڈ ڈبلیو نے ہوس آف لارڈس میں اور سٹروال پوچھنے
 کا جس ہوس میں بیان کیا کہ پرنس کو جو حق حاصل ہے کہ وہ کل سمالات سلطنت میں ملکہ کو صلاح و
 مشورہ دے اسکو سب ارباب ہوس نے منظور کیا۔ اس سے تینچ میں پارلیمنٹ کا یہ اجلاس مہتمم
 بالشان سمجھا جاتا ہے کہ پرنس کے منصب کے اختیارات کا تقرر ہو گیا کہ اسکو کیا کیا حاصل ہیں ۴

دوسرے دن یکم فروری ۱۸۵۷ء کو وڈ سر سے ملکہ مغظمہ نے شوک ریز کو لکھا کہ میں بڑی
 خوشی سے آپکو یہ نوید سناؤں ہوں کہ پارلیمنٹ کے دونوں ہوس میں آخرات کو یہ فیجابی حاصل ہوئی
 کہ تمام تہمتیں اور بہتان رد کیے گئے اور میرے پیارے لارڈ وڈ ماسٹر حکام و مالک مراد شوہر سے ہوا
 منصب کی ہمیشہ کے لئے تعریف بیان کی گئی کہ اسکو کیا کیا حقوق حاصل ہیں اور سب اسکی بیعت
 ماوجب کو تسلیم کر لیا۔ جب ہوس آف لارڈس کو ہم گئے ہیں تو آدمیوں کا بڑا ہجوم تھا اور سب ستا
 اور سود بانہ پیش آتے تھے۔ میں ایک اخبار بھیجتی ہوں جسے پڑھ کر آپ بہت خوش ہوں گے لارڈ
 جان رسل نے قابل تحسین کام کیا۔ اور لارڈ ایرڈین نے جو خوف زدہ ہوڑا تھا بخوبی کام انجام دیا کہ
 عنایت نامہ مورخہ ۲۲ کو پڑھ کر میں بہت خوش ہوئی۔ ہم دونوں تندرست ہیں اور مجھے یقین ہے
 کہ بالفعل جو مشکلات و استعانات ہمارے سامنے پیش آئیں گے ہم کو ان سے مقابلہ کر سکی ضروری
 قوت حاصل ہو جائیگی ۵

اسی ڈاک میں پرنس نے اپنے علیل دوست کو کو برگ یہ خط بھیجا کہ ”میرے اوپر جو تہمتیں
 لگائی گئی تھیں انہیں پارلیمنٹ میں مباحثہ ہوا۔ اسکو لکھ کر میری بی بی نے آپکے پاس بھیجا جو مجھے
 یقین ہے کہ آپ اس مباحثہ کے مناسب موزوں حالات کو پڑھ کر بڑے خوش ہوئے ہوں گے
 انہیں وہ سب خیالات موجود ہیں جو آپ نے پہلی سے ظاہر کر دیئے تھے۔ لارڈ ایرڈین اور جان رسل
 نے خوب کوئی ٹیوشنل توجیہ کی اور میرا پولیٹیکل سٹیٹس درجہ و پایہ جواب تک مخفی تھا وہ پارلیمنٹ
 میں ظاہر کیا اور سب نے اسکو مان لیا اور کسی آدمی نے مخالفت میں آواز نہیں بجا لی ۶

۱۰۔ فروری ۱۸۵۷ء کو ملکہ مغظمہ کی کہد خدائی کی چودھویں سالگرہ کا دن آیا۔ ان کے اور پرنس
 کے سارے رنج و الم دور ہو گئے۔ مسرت و انبساط کا دور آیا۔ ملکہ مغظمہ نے اپنے دانشمند شوک ریز کو

ملکہ مغظمہ و پرنس کے خط و طہیران شوک ریز کے نام

ملکہ مغظمہ کی کہد خدائی کی چودھویں سالگرہ

کہا کہ آج مبارک دن بالکل بخت آسانی اور انبساط سے بھر سوا ہے۔ میری کہ خدائی پر نہایت خوشی خوشی سے چودہ سال گزر گئے۔ مجھے توقع ہے کہ ایسے ہی اور بہت سے بسر ہونگے۔ یہاں تک کہ ہم دونوں بوڑھے ہو جائیں گے۔ ہم دونوں یک جان دو قالب و یک مغزو دو پوست ہونگے۔ ہم اپنی زندگی خوشی سے بسر کریں گے۔ ہمارے امتحان ہوتے ہیں گے مگر جب ہم دونوں یکے لہن تو امتحان کی بہیم حقیقت سمجھیں گے (دو دل یک شود بیک کند کوہ را) ۴

پرنس کی مذمت کرنیوالے جو انکی امانت کرتے تھے اسکو پارلیمنٹ نے مٹا دیا تو جھوٹے ولون مین انکی نسبت نیک خیالات پیدا ہوئے شروع ہوئے جس پرنس کو طہینان قلب بھی حاصل ہوا اور انکی بڑی نیک نامی بھی ہوئی۔ اور ایک امر حق کی جدت سے چلا آتا تھا ایک تازہ توضیح ہوئی کوئی بدنامی اس مدت تک خوفناک رہتی ہو کہ راہ مین سانپ کی طرح لہرائی رہتی ہو اور بیودہ کتابوں مین بیان ہوتی رہتی ہو۔ جن لوگوں نے پرنس پر فقرہ پردازی کی تھی خواہ خیانت سے یا غفلت سے یا پولیسکل عداوت سے انکی چماتی پیہہ دیکھ کر سانپ لوثا تھا کہ جن باتوں سے ہم پرنس کو مضر اور ایذا پہنچانی چاہتے تھے انہیں سے انکو فائدے پہنچے۔ محصر عم (عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد) ملکہ سظمہ کے جانی دوست پرنس نے جو ملک کی خدمات پہلے کی تھیں وہ صاف ظاہر ہو گئیں آئندہ کے لیے کسی کو ان کے اس حق مین دست اندازی کی جگہ نہیں رہی کہ وہ اپنے تجربے و خیالات و انانی سے ملکہ اور انکے مشیر کاروں کی اعانت کریں۔ یہ پرنس کی خوش نصیبی تھی کہ ۳۰ فروری کو لارڈ ایرڈین نے پرنس کو لکھا کہ وہ جو ایک جھوٹی غلط نامعارت بنائی گئی تھی ہسمار ہو کر ملیاٹ ہو گئی۔ اور اب ہکویقین ہے کہ جو نا انصافی سے فقرہ پردازی کی تدابیر کی گئی تھیں انکی مذمت نہایت زور سے عمل مین آئی اور صرف عوام الناس کے دھوکے اور فریب مین آنے کی ایک کمانی باقی رہے گی۔ اگرچہ ہم اپنے تئیں بڑا مذہب خیال کرتے ہیں مگر آخر کے چند ہفتوں مین ایسی حماقت و ساوہ لوحی کے معاملات دولت آمیز کا ظہور ہوا ہے جس سے زیادہ بڑھی ہوئی نادانی کی کوئی مثال نہیں جانتا ۵

پرنس کی نسبت جھوٹے خیالات کا بدنامی اور مشکلات کا آسان ہونا

جس عمل سے پرنس نے اپنے اوپر ان جھوٹی تہمتوں کے لگنے کی برداشت کی ایسا کوئی اور آدمی ان کا تحمل نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ جانتے تھے کہ ایسی تہمتوں کا لگنا میرے منصب کے لیے لازمی ہے۔ پرنس کی

طبیعت میں عزالت و صداقت و ولایت تھی مگر وہ اپنی نسبت اسے رکھنے میں ورثتی کا برتاؤ کرتا تھا وہ کہتے تھے کہ میرے برخلاف کوئی بات ایسی نہیں پیش ہوئی کہ وہ قطعی سرسرد و رنج نہ ہو۔ باوجود اسکے یہ تین ایسی سوچ بچار اور صبر اس کے ساتھ پیش ہوتی تھیں کہ پرنس کو رنج ہوتا تھا اور اس سے زیادہ ملکہ معظمہ کو۔ قوم پرنس کے ساتھ خیر خواہ ہونے کا اظہار جتنا کم کرتی تھی اتنا ہی ملکہ معظمہ کو زیادہ رنج ہوتا تھا۔ وہ اپنے ایک خط میں لکھتی ہیں کہ مجھے ہرگز یہ توقع نہیں کہ میری رعایا کا کوئی حصہ پرنس کی علی الاضمال تختوں کا جو وہ انگلینڈ کی قبول اور تفرز کے لیے کرتا ہے ایسا معاوضہ دیگی۔ ہمیں بہت ہی تھوڑے آدمی ایسے ہوں گے کہ جن کو یہ بات رنج نہ دیتی ہو کہ جن لوگوں کو وہ چاہیں کہ انکو اچھا جانیں وہ انکو اپنی غلطی سے برا جانیں۔ اس سے صرف اخلاقی صدمہ ہی نہیں پہنچتا ہے بلکہ غصہ کا نشتر محبت کو زخمی کرتا ہے۔ کالبرج کا یہ مقولہ دانشمند و فلسفیانہ ہے کہ جن لوگوں سے محبت ہوتی ہے جب ان پر غصہ آتا ہے تو وہ دماغ میں جنون کی طرح کام کرتا ہے۔ جب خاص اشخاص کی صورت میں یہ حالت ہو تو دیکھنا چاہیے کہ ملکہ معظمہ کے دماغ کا حال کیا ہوتا ہوگا۔ ملکہ معظمہ اپنی رعیت سے محبت اور اپنے تکیہ و بہرہ سارکتی تھیں جب اسکی غلط فہمی سے اس پر انکو غصہ آئے تو ان کے دماغ کا حال کیا ہوتا ہوگا۔ مگر وہ اس غصہ کو اپنے منصب شانہ کے سبب ضبط کرتی تھیں۔ اولاً یہ دل میں گھسکتی تھیں۔ پرنس جن تیروں کی آماجگاہ تھیں انہیں کی وہ آماجگاہ تھیں۔ کوئی شخص پرنس کو جان نہیں سکھاتا تھا کہ وہ صداقت و خرد و ذہانت کی جان ہیں وہ اس سلطنت کی پرستاری کرتا ہو جس پر وہ حکومت کرتی ہیں۔ وہ اسکی دانشمند و مجاہد اعانت سے تقویت پاتی تھیں پس جب رعایا پرنس کے سامنے غلطی کرتی تھی تو انکو اس پر غصہ آتا تھا جو انکی ذاتی مضرت کو پی لیتا تھا۔ مگر دیکھو کیا تعب کی بات ہو کہ نشاط و انبساط سے یہ غصہ رنج بدل گیا کہ چند ہفتے کے بعد پرنس کے منصب کو لوگ سمجھنے لگے۔ اور اسکی فرزانگی و دانائی کے قائل ہو گئے۔ ۱۵۔ اپریل کو ملکہ معظمہ سٹوک میر لکھتی ہیں کہ تماریک وقت جس میں خجاست آمیز تمہوں نے ہماری رعایا کو اندھا بنا کر دھوکا و فریب دیئے تھے اس وقت سے غائب ہو گیا کہ پارلیمنٹ نے ان تمہوں کا ذکر کیا۔ بس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنی اور پرانھی تھیں اور انکی جڑ کتنی نیچے تھی۔

اگر یہ معاملہ کسی دوسری طرح فیصل ہوتا تو ملکہ معظمہ اور پرنس کو ایسی مشکلات پیش آتیں کہ ان کا تعلق

شکل ہوتا۔ وہ دیکھتے تھے کہ ایک جنگ عظیم خواہ وہ کتنی دیر تک قائم رہے آنکھوں کے پاس سے جو دھندلی
جس میں ملک کے سارے خاندان اور اہل ملک کی ساری جودت و ہمت و قدرت کام آئیگی۔ یہی فکر و
تردین و دونوں شوہر اور زوجہ کے رات دن بسر ہوتے تھے۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ یورپ کی سلطنتوں
میں سے ایک سلطنت سے لڑائی کرنی پڑی۔ اگر ایسے وقت میں پرنس کی نسبت رعایا کے دل میں
فری سی بھی بے اعتمادی کا شبہ نہ رہ جاتا تو پھر بڑی آفت آتی۔ اب دونوں رعایا پرنس کے درمیان
صفائی ہو جائیے مگر اور رعایا میں یک جہتی و یک دلی ہو گئی اور ایک دوسرے کے حال سے پہلے کی نسبت
اچھی طرح واقف ہو گئے اور اس اقلیت کے سبب سے جنگ کی مشکلات کے مقابلہ کے لئے خوب
تیار ہو گئے ۴

ملکہ معظمہ و پرنس نے اعلیٰ درجہ کی تقویت اس محبت سے پائی تھی جو اس فانی زندگی کی
درد و دل و زمراندگی کی صحت بخش دوا ہو۔ ملکہ معظمہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اگر ہم دونوں ایک جان دو
قالب ہیں تو جو امتحانات ہمارے سامنے آئیں گے ہم انکو بے حقیقت سمجھیں گے۔ یہ الفاظ وہ
ہیں جو انکی شادی کی چودہویں سالگرہ کے دن ل سے نکھر زبان پر آئے تھے وہ بڑے سلیس
فصحیح ہیں۔ انکے بچوں بھی مان باپوں کی خوش کرنیکے لئے وہ حیرت افزا تماشا دکھایا کہ وہ ہمیشہ
کے لئے موقت ہو گیا۔ وندسمرین ملکہ معظمہ کے مان میں رن ویر و نرسن مہمان تھے۔ بیرونس
میسک (تاشا رجمانی یا نقابی) کا حال اس طرح بیان کرتی ہیں کہ ہم ملکہ معظمہ اور پرنس البرٹ کے
چھپے چھپے ایک بڑے کمرے میں گئے اور وہاں ایسی جگہ پہنچے کہ ایک سرخ پردہ لٹک رہا تھا وہ فوراً
اٹھایا گیا۔ ملکہ معظمہ کے بچوں نے چاروں موسموں کا ایک ایسا سانگ بنایا تھا کہ جس پر ملکہ معظمہ کو
تعجب آئے۔ اول شہزادی الائس موسم بہار کا روپ بہرے ہو جلوہ نما ہوئیں وہ گل فشاں کی کرتی
تھیں اور طاس سمیرن کے اشعار پڑھتی تھیں (طاس سمیرن ایک نظم کی کتاب طاس شاعر کی
تصنیف ہے جس میں موسموں کا بیان ہے) وہ ایک عجیب ادا اور انداز کے ساتھ خرام کرتی ہیں
اور ایسے صاف اور خوشنما طور پر شیریں و سُر ملی آواز میں بولتی تھیں کہ ملکہ معظمہ کی آواز کی طرح و
دل میں کہتی تھی۔ پھر پردہ اٹھایا گیا اور سین تبدیل کیا گیا اور سب سے بڑی شہزادی موسم گرما کا روپ
پہن کر نمودار ہوئیں۔ شہزادہ آئوگ بھی انکے ساتھ تھا وہ گرمی اور کسیت کاٹنے کی مکان سے

ملکہ معظمہ کے شکوے کے مطابق

پولیون پر لیٹا ہوا تھا۔ پہرہ تماشا نظر آیا کہ شہزادہ ایلفرڈ موسم خزان کا روپ بنائے ہوئے نمایاں ہو
 ان کے سر پر انگوٹھ کے پتوں اور چیتے کی کھال کا تاج رکھا ہوا تھا۔ وہ بڑے خوبصورت معلوم ہوتے تھے
 بعد ازاں پرنس ویلز موسم سرما کا ہر روپ بنائے ہوئے وہ ایک چمچہ اور بڑے ہونے تھے چہرہ پر
 پٹری ہوئی تھی اور ایک چھوٹی سی پھولی ہوئی خوبصورت شہزادی لوئیس لگ روشن کرتی تھی اور شہزادہ
 طاسن کے اشیاء پڑھتا تھا۔ اب سب کچھ لٹا شایہ دکھایا گیا کہ چارون موسم یک جا جمے ہوئے بہت
 پیچھے ایک بلندی پر شہزادی ہیلینا نمودار ہوئیں۔ دونوں طرف ایک لمبی نقاب پاؤں تک ڈالے ہوئے
 اور ماتہ بین ایک لمبی صلیب پکڑے ہوئے تھیں اور پرنس کو دعائیں دیتی تھیں۔ اس تقریب کے حساب
 اتھارڈوزوں کر لیے گئے وہ پڑھے جاتے تھے جن کا مطلب یہ تھا کہ سینٹ ہیلینا کو یاد تہا کہ زمین پر
 انگلیس کے خزانہ میں کھو شیر باد دینے کو آئی ہوں۔ کون طین طین کی مان ہیلینا تھی۔ اُس نے اس
 صلیب کے اجزا کو تحقیق کر کے نکالا تھا۔ چہرہ حضرت مسیح مصلوب ہوئے تھے۔ وہ برطانیہ کے رہنے والی تھی
 اسکی پیکر ایک بڑی صلیب پر لپٹی ہوئی بنائی جاتی تھی۔ تماشا ختم ہو گیا تھا مگر ملکہ منغلہ کے حکم سے پروڈ
 اٹھایا گیا اور پہنے کل خاندان شاہی کو کچا دیکھا۔ ان میں ہر ایک جدا جدا اپنے پلیٹ فارم سے اٹھ کر
 آیا۔ شہزادہ لیو پولڈ بھی اپنی دایہ کی گود میں تھا اور اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے دایہ کو دیکھتا تھا اور
 اپنے ہاتھ پھیلاتا تھا کہ باپ نے گودی میں لیلیا +

روس اور ترکی میں لڑائی ختم گئی۔ اور ترکی کی کمک کے لیے انگلیس اور فرانس آمادہ ہو گئے
 انگلینڈ سے سپاہ جو جنگ مشرقی کے لیے تجویز ہوئی تھی۔ جہازوں میں روانہ ہونے لگی۔ ان دنوں
 میں لندن میں جن سپاہیوں کا گزر ہوتا تھا وہ ایسی عمدہ نفیس دریاں پہنے ہوئے ہوتے تھے کہ پہلے
 کہی وہ جہنم میں کو نصیب نہیں ہوئیں۔ یہ سپاہ بلند جو صلہ تھی اور بڑی بڑی امیدیں کرتی تھی وہ
 جو انگریز و مردانگی میں لشکر کی سرتاج تھی۔ اسکو اندوہ عام کثیر بڑی گرجاؤں سے چیرا دینا تھا مگر نہیں
 جانتا تھا کہ یہ سپاہ کن مصائب اور شدائد کو اٹھانے جاتی ہو بلکہ منظم نے ۲۸ فروری ۱۸۵۵ء کو اس
 سپاہ کی روانگی کے باب بن شاہ لیو پولڈ کو یہ خط لکھا ہے۔ اس سے حال معلوم ہو گا کہ سب آخر پلٹیں
 دسکوش فیونیلیر آج جہاز میں سوار ہو گئی۔ وہ سات بجے صبح کے ہمارے چوک کے میدان میں
 گزری پہنچنے اپنے برآمدہ میں سے اسکا ملاحظہ کیا۔ صبح کو مطلع صاف تھا ویسٹ منسٹر کے برجوں پر

آفتاب چمک رہا تھا۔ ایک مزدحام کثیران جو اندرون کے دیکھنے کے لیے جمع تھا اور انکو چیز دے رہا تھا۔ بھیڑ بھاڑ ایسی تھی کہ مشکل سے پلٹن کو رستہ ملتا تھا۔ پلٹن نے اپنے ہتھیار ہمارے ساتھ لے کر تدرین پیش کیے اور بڑی خوش دلی سے ہمو چیز دیئے۔ اور خوشی خوشی آگے بڑھے یہ نظارہ بڑا خوشنما اور دلانویز تھا۔ بہت سے غمزہ دوست و مان موجود تھے۔ ہر ایک سپاہی بہت آویسہ بین ہاتھ ملاتا تھا۔ میری دعائیں دور تک اُن کے ساتھ جائیں گی۔

چند روز بعد کوئین اور پرنس لنٹن سے اوسبورن میں گئے تاکہ وہ اپنے خا۔ شان جہاز کے بیڑے کا ملاحظہ کریں۔ یہ بیڑہ پیٹ ہیڈ مین جمع ہوا تھا۔ سر چارلس میپس اس کا کمانڈر تھا جب یہ آشا کو روانہ ہوا ہے تو ملکہ منظمہ نے لارڈ ایرڈین کو یہ لکھا کہ۔

ہم اس وقت بیڑے کے دیکھنے کیلئے سوار ہو رہے ہیں جو فوراً ایک عظیم الشان مقام میں جانیکیے۔ یہ روانہ ہو گا یہ رخصت کا وقت بھی بڑا اہم ناک ہو گا۔ بہت سے دل غم سے بہرے ہو ہوں گے اور بیڑے کی سلامتی اور شان و عظمت کیلئے دعائیں مانگتے ہوں گے جن میں ہماری عائن بھی شامل ہونگی۔

اس شہرت نے کہ سپیٹ ہیڈ مین شاہی جہازوں کا بیڑہ جمع ہوا ملک کے ہر حصہ سے ہزاروں آویسوں کو پورٹس مٹھ مین پہنچ بلایا۔ اس بیڑے سے بڑے بڑے کاموں کی امیدیں ہوتی ہیں اس میں ۲۰ جہاز تھے۔ یہ سب اسٹیم سے چلتے تھے اور خوب مسلح تھے۔ اُن میں ایک جہاز کا نام ڈیوک آف گلسن تھا۔ جہاں ۱۳ توپیں اور دوسرے جہاز کا نام روائل چارج تھا جسپر ۱۲ توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور اورو

جہازوں پر بھی توپ خانے بچھے ہوئے تھے اور اُن کے وزن بڑے ہیبت ناک تھے جس موسم میں لنٹن سے یہاں ملکہ منظمہ کے آئینکی توقع تھی وہ بہت ہی خراب تھا۔ اُس نے اس بیڑے کو اوسبورن کی راہ میں اچھی طرح دیکھنے نہیں دیا اور حضرت علیا کے اس ارادے کو کہ میں امیر البحر کا جہاز دیکھوں گی پورا نہ ہونے دیا۔ گو موسم نے یہ خرابی ڈالی۔ مگر وہ ملکہ منظمہ کی حاضری کو روک نہ سکا۔ انکی حاضری سے

سپاہ کی بہت بڑھی اور اُسکو تقویت ہوئی۔ ۱۱۔ مہاج کو کوئین اور پرنس دونوں کشتی میں بیٹھ کر سپیٹ مین بیڑے کی اول ڈویژن کی روانگی کے دیکھنے کو گئے۔ وہ بحر الکاہل کو روانہ ہوتا تھا۔ اول سے آخر تک اُنہوں نے اس بیڑے کا ملاحظہ فرمایا۔ پہرہ ایک جہاز میں بیٹھ کر جب تک مال ملاتی تھیں کہ سارا بیڑہ انکو دیکھتا ہوا انکی نظروں سے غائب ہوا۔ بیرن سٹوک میر کو اس ملاحظہ کی کیفیت ملکہ

ملکہ منظمہ کا بیڑہ مین جہازوں کے بیڑے کی روانگی کا ایک منظر تھا

لکھتی ہیں کہ میں اپنے بحری دہتری سپاہ کی محبت میں بڑے گرج و جوش ہوں میں یہ چاہتی تھی کہ ابھی ان جہازوں میں میرے دو بیٹے ہوتے۔ میں جب سنوں گی کہ اس سپاہ کو مضرت پہنچی تو میرے دل پر سخت صدمہ پہنچے گا۔ فقط

۱۵۔ اکتوبر کو میرے کا دوسرا ڈوئٹرن روانہ ہوا تو کوئین اور پرنس دونوں اسکو خدمت کرنے کے لیے آئے۔ ۱۱۔ پانچ کو پرنس نے بیرن سٹوک میر کو لکھا کہ آج میں خط آپ کو اوسوونک لکھا ہوں جہاں ہم کل سٹیٹ آفیس میں کہ سمند میں اس پٹرے کو دیکھیں کہ چھٹ ہینڈ میں جمع ہوا ہے اور بحر الکاہل میں جاتا ہے اور اسکا امیر البحر میر چارلس نیپرس ہے۔ یہ میرا عجیب غریب ہے۔ اس میں تقریباً تمام جہاز چور ہیں۔ دو ہزار تو میں ان پر چڑھی ہوئی اور اکیس ہزار سپاہی ان میں بیٹھے ہیں۔ ابھی تک فرانسیسیوں نے ایک جہاز بھی جانچنے کے لیے نہیں تیار کیا مگر وہ بڑے بڑے وعدے کرتے ہیں۔

۱۱۔ مئی سنہ ۱۸۷۷ء میں مرحنٹ ٹیلر مالین پرنس و عظیمین دین و پادریوں کے لیے پیچ فرمایا کہ ہمارے باپ دادا نے عیسائی مذہب کو ناپاک آلائشوں سے پاک صاف کیا اور شرانگ و دین کی حکومت کے جوئے کو اپنے کندھے سے اٹا کر دیا۔ انکو معلوم ہوا کہ زمانہ متوسل کی تاریکی و جہالت میں ایک عجیب مذہبی عمارت کا بنیادی تہتر و تھا۔ انھوں نے اپنی زیر کی و افانی سے پریشانی کی کہ برخلاف اس تجربہ کے اصلاح یافتہ عقائد مذہبی اور جدید مذہبی آزادی پادریوں کے ہاتھوں میں جب ماموں ایمن رہ سکتی ہے کہ وہ آدمیوں کے ساتھ قومی ذاتی خانگی ہندوئی لکھن دینے والے اختیار کریں۔

اے شرفا! اس قوم کو تین سو برس اس چرچ اسٹے بلش منٹ (کلیسا کا سررشتہ) کی برکتیں حاصل ہو رہی ہیں جو بنائے ہوئے قائم ہوا ہے۔ اور اس امر سے واقعی فائدہ حاصل ہے کہ میں عظیمین و عظیمین صرف عیسائی مذہب کے مواعظ ہی نہیں بیان کرتے بلکہ وہ خاوند ہو کر باپ ہو کر اور کنبوں کے مالک اور قاف ہو کر عیسائی مذہب کا فرض بیان کرتے ہیں۔ اور انسان کی فیٹنگس اور خواہشات اور مشکلات کے گہرے عشق کی تہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ پس لوگوں کو چاہیے کہ ان کے اس احسان کا معاوضہ کریں۔

پرنس ایسا ہر ولسنیر تھا کہ اس کے اس پیچ کی وجہ سے پادریوں کے لیے ساڑھے بارہ ہزار پونڈ

دعوتِ ایمان کے باب میں پرنس کا پیچ

کا چنہ ہو گیا۔

جہاز رانی کے لیے جہاز تیار ہوئے تھے اُن سب میں ایک جہاز بڑا تھا اور زیادہ عمدہ۔ اُس کا نام ملکہ منظمہ نے ۱۳ مئی کو بڑی خوشی سے اپنے شوہر کے نام پر رائل البرٹ رکھا۔ شاہ لیوپولڈ کو ملکہ منظمہ لکھتی ہیں کہ ہم ہفتہ کی صبح کو دہل وچ میں گئے جہاں ہم نے دیکھا کہ رائل البرٹ پر ہزاروں آدمی بیٹھ کھارہے ہیں۔ یہ جہاز ڈیوڈک ولنگٹن جہاز کا بھائی ہے۔ ۱۲۰ توپیں اس پر سپر سٹریٹ میں اور دو سو فوٹ لمبا ہے۔

پرنس کی طبیعت میں جودت ایسی تھی کہ وہ بہت کاموں کو تروت پھرت کر لیتا تھا۔ اس کے روزنامچہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک دن میں کتنے کتنے کام اُسے کیئے ہیں۔ ابھی وہ لارڈ مارڈنگ کے ساتھ ٹرین میں گلاڈ مورڈ میں گیا اور پھر گلوڈے پر سوار ہو کر ایڈلڈ شوٹ کا من میں آیا اور وہاں تین گھنٹے تک سوار رہا۔ اور آخر اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ زمین مستقل کمیونیکے بنانے کے لیے نہایت عمدہ ہے۔ چند روز بعد وہ ۱۹ مئی کو لارڈ ڈبلی کے ساتھ گیا اور چنہ گھنٹے تک اُپسم کے قریب ولنگٹن کالج کے لیے زمین تلاش کرتا رہا اور آخر کو معلوم ہوا کہ یہاں کی زمین سے بہتر زمین سٹینڈ ہرسٹ کے قریب کالج کیلئے بچائی گئی۔ وہاں اکتوبر میں اس کالج کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ پھر شام کو ناٹن آرٹ کی کمیشن کی کمیٹی میں اس نے پریسیڈنٹ ہونے کا کام کیا۔ پھر شام کو لون کی سڑک گامین گیا۔ جسکی اُسے تعریف کی۔ باوجود کاروبار کی کثرت کے پرنس اپنی سیر و تفریح کے لیے بھی فرصت نکال لیتا تھا۔

لڑائی کے سبب بہت کام اُنکے ذمہ ہو گیا تھا۔ بحری و بری سپاہ کے جزئی و کئی حالات سے وہ واقف تھے کہ ہر ایک سپاہی میں کتنی قوت ہے۔ سپاہ کمان کمان ہو کیسے اسلحہ اسباب جنگ اسکے پاس موجود ہیں اور وہ کون سے کام کر سکتی ہے۔ معمول سے زیادہ مراسلات کا کام ایسا بھاری ہو گیا تھا کہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اُس کی تفصیل کے لیے ایک دفتر کی ضرورت تھی۔ یکم مئی ۱۹۱۴ء کو شہزادہ آر تھور کی سالگرہ تھی۔ زمین قصر بخت گم میں دو سو بچے بلائے گئے تھے اور اُن کے دل خوش کرنے کا سامان کیا گیا۔ لارڈ امیر وین کے سر پر اپنے عہدوں کی جو اپہنیں کا بڑا بار گراں تھا۔ اسلئے وہ اس سالگرہ کی تقریب میں تھوڑی دیر کے لیے شریک ہو کر سر رہتا تھا۔

ایک جہاز کا نام رائل البرٹ رکھا جاتا

پرنس کے اشتغال پیر

شہزادہ آر تھور کی سالگرہ

ملکہ منظمہ نے عجب حسن اخلاق سے اُنکو مدعو کر کے شریک کیا۔ اُن کو لکھا کہ اگرچہ مین لارڈ ایبرڈین کو بچوں کے بال کی دعوت کا کارڈ نہیں پہنچ سکتی مگر شاید آپ اس بات کو ناپسند نہیں کریں گے کہ تھوڑی دیر کے لیے آپ آکر بیٹھیں کہ کم عمر بچے کیسی خوشیاں مناسہ ہیں اور اُن مین آپ کے پوتے بھی شریک ہیں۔

۱۴ مئی ۱۹۵۷ء کو اس سبب سے کہ انگلینڈ اور فرانس کے اتحاد کی قدر شناسی ہو سفیر فرانس کوئٹ دے لیوہکی کی دعوت کا جلسہ ہوا۔ سفیر نے اسکا شکریہ ادا کیا پرس نے کہا ہے کہ یہ بال بڑا شان و شکوہ تھا۔ اس مین اٹھارہ سو مہمان مدعو ہوئے۔ سب مہمان بڑے خوش لباس تھے۔ اوسہورن مین ۲۵ مئی کو ملکہ منظمہ کی سالگرہ کا دن بڑی مسرت و نشاط کے ساتھ بسر ہوا۔ اور اُنکے بچوں کے کھیلنے کا قابل یاد اس لیے ہوا کہ اُنکو سوس کاٹھ حوالہ کیا گیا جو اس لیے بنایا گیا تھا کہ اس مین بچے کچھ تفریح طبع کیا کریں اور کچھ کاروبار اور انتظام خانگی کے فرائض کی تعلیم پلا کر مین اور اُنکے ساتھ نچرل ہسٹری کا میوزیم لینے جانوروں کا عجائب خانہ ہی شامل کیا گیا تھا۔ اُنکو باغیچہ کے لیے چھوٹے چھوٹے قطعات زمین مرتب کیے گئے تھے جن مین سے ایک ایک ہر بچے کو دیا گیا تھا کہ اس مین وہ باغبانی کے اصول عملی واقفیت پیدا کرے۔

نوعمری مین ان شہزادوں شہزادیوں کو لڑائیوں اور اُنکی افواہوں کی کچھ پردہ اندھ تھی وہ ان کی خوشیاں منانے کی مانع نہیں ہو سکتی تھیں وہ خوش خرم اپنی زندگی بسر کرتے تھے ان مین سے ہر ایک کے پاس پھولوں اور ترکاریوں کا ایک باغ تھا جن مین نرم پودوں کو جارے کی آفت سے بچانے کیلئے ایک مکان تھا اور پھوٹے پودوں کے رکھنے کے لیے دوسرا مکان تھا۔ ایسے فرم بھی تھے جن مین گرمی پہنچانے سے درخت نشوونما پاتے تھے۔ اوزار خانے اور نجاری کے سارے اوزار بھی تھے۔ سب بچے آپس مین مل جل کر باغبانی کرتے تھے۔ ایک باہمی خانہ تھا جس مین گودام گھر کو ٹھکانا۔ دودھ خانہ گوشت خانہ غرض بہت سے خانے تھے جن مین شہزادیاں باوجود جنون کی طرح کام کرتی تھیں۔ سارے کھانے پکاتی تھیں اور ملکہ منظمہ نے اپنے سفیر مین عجیب عجیب چیزیں منتخب کر کے یہاں کے میوزیم مین رکھی تھیں جنسے کہ حیوانات و نباتات و پرندوں کی تشریح اُنکے بچے سیکھتے تھے۔

۲۱۔ جون ۱۸۵۷ء کو پرنس اس ڈنرین پریسیڈنٹ تھا۔ ایک ہی موقع پر تین سو پچیس دی گئیں جن میں سے آٹھ سے کچھ کم خود پرنس کی شان میں تھیں۔ وہ سب اچھی تھیں۔ خاص کر پیسج جو سپاہ بحری و برتی کے جام صحت کے ساتھ دی گئی۔ کوئی شخص بحری و برتی سپاہ کی ان شکلات کے تخمینہ کرنے کی لیاقت نہیں رکھتا تھا جن میں وہ گرفتار تھیں۔ پرنس نے اپنی پیسج میں بتایا کہ اس وقت ایک خاص شوق دلی کے ساتھ بحری و برتی سپاہیوں کا جام صحت نوش کیا جائے انکی کارگزاری کی طرف تمہاری آنکھیں لگی ہوئی ہیں تمہارا دل ان کے لئے پھرک رہا ہے انکی فحیابی کے ساتھ ملک کی بہبودی و عزت وابستہ ہے وہ اپنے فرض کو اس طرح ادا کریں گی۔ جیسے کہ اب تک وہ اسکو ادا کرتے چلے آئے ہیں۔ خدا ان کی سعی و محنت میں برکت دے جس کٹھن کام کے سرانجام دینے کی لئے درخواست کی گئی ہے وہ سخت مشکل اور دشوار ہے ان کے لئے فقط یہی دشواری نہیں ہے کہ وہ ایسے ملک میں لڑنے گئے ہیں۔ جس کی سرشت و آب ہوا صعب آف موافق ہے۔ بلکہ انکو ایسے دشمن سے لڑنا پڑا ہے جو جنگ بازی کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس سپاہ کو اپنے دشمن کے دشمن سے لڑنا پڑے اور یہ ناممکن ہے کہ اس بیڑے کے سامنے ایک سپاہ ہی آئے جس پر وہ حملہ کرے مگر ان تمام شکلات کے مقابلہ کرنے کا نرم البدل یہ ہے کہ جنگ کا سبب نیک ہے کہ ہم یوروپ کے عام قانون کی حمایت کرنے کیلئے جنگ اراہوئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دوست فرانس کی وہ سپاہ ہماری طرف ہے جو ہم سمٹ اور طویل جنگوں میں دیکھ چکے ہیں اگر ہم میں جنگ شتمل ہو تو وہ عداوت کے سبب نہیں ہوگی بلکہ رشک کے سبب ہے۔

پرنس نے عین وقت پر یہ خوب بیان کر دیا کہ ہم روس کی کینا طرے نہیں لڑ سکتے ہیں۔ بلکہ یوروپ کے عام قانون کی حمایت اور حفظ کے لئے لڑتے ہیں جس کی بالفعل ایسی ضرورت نہ تھی جیسی کہ وہ پیچھے ہو گئی۔

جب روسیوں سے انگلینڈ اور فرانس نے متحد ہو کر جنگ کا آغاز کیا تو شہنشاہ فرانس نے انگلینڈ کے اولیائے دولت سے اتحاد اور واد بڑھانا چاہا جب فرانس نے یہ قرار دیا کہ موسم گرا میں پولون اور سینٹ عمر کے درمیان ایک لاکھ سپاہ کا کیمپ ہاندھا جائے تو ابتدائے جون میں اپنے ایک دوست لارڈ کوئی سے پوچھا کہ اگر میں پرنس البرٹ کو اس کیمپ دیکھنے کے لئے بلاؤں تو

وہ یہاں آنا پسند کرے گا یا نہیں۔ لارڈ کوئی نے اس استفسار کا ذکر لارڈ کلیرین ٹون سے کیا اور پتا چلا کہ میرے نزدیک شہنشاہ کا مطلب اس بلائے سے یہ ہو کہ انگلینڈ کو جو اس کی نسبت ایک تنصیب ہے وہ دور ہو جائے اور شہنشاہ کی اس آرزو کے برعکس پولیس ٹکل فوئڈ کا ہونا بھی ظاہر ہے کہ پرنس مین پر اس کے جانیے شہنشاہ کا اعزاز اس کی رعایا کے اندر زیادہ ہو جائے گا۔ ہمارے دوست کے ہاتھوں کی قوت زیادہ ہو جائے گی اور پرنس کی رہت فنی کا اثر شہنشاہ پر ایسا ہو گا کہ اسے نیک نتیجے پیدا ہوں گے۔

شہنشاہ فرانس نے جب بلائے کا خط پرنس کو لکھا تو پرنس نے بے تامل اس کے جواب میں لکھا کہ میں آؤں گا۔

۱۸ جولائی کو ملکہ مظہر نے بیرن سٹوک میئر کو لکھا کہ میں آپ پر ایک راز افشا کرتی ہوں جسے یہ کہتی ہوں کہ ستمبر کے شروع میں پرنس البرٹ دو تین روز کے لیے سینٹ عمر کے کمپ میں جائیگا شہنشاہ کو اسے کہنے کی اور پرنس کو وہاں جانے کی بڑی تمنا ہے۔ اور ان کا وہاں جانا بمقتضائے عدالت اور طبیعت اس خیال سے ہو کہ ہم دونوں کی سپاہ میں متفق ہو کر لڑ رہی ہیں۔ ۲۴ جولائی کو بیرن سٹوک میئر نے پرنس کو لکھا کہ میں اس بات کو بہت ہی پسند کرتا ہوں کہ آپ نے ستمبر کے شروع میں سینٹ عمر کے کمپ میں جانے کا قصد کیا ہے۔ میرے تصور میں یہ خیال ہے کہ عیلم سا قاعدہ ہوگا ہے کہ یورپ میں انگلش پولیٹیشن چیزوں کی حالتوں کو کافی طور پر اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے ہیں ہر ایک چیز کا بذات خود دیکھنا کہ آدمیوں کو ذی اختیار منصب جاہ حاصل کرنے کی ترغیب دے سیکے نزدیک بھلائی کرنا ہے۔ جب ایک فہرٹنی شروع ہوگی تو انگلیس شہنشاہ فرانس کے عاقلانہ و شریفانہ مستقل اتحاد پر ان دونوں ملکوں کی بلکہ سارے یورپ کی خوشحال قبائلی ممبر قبائلی موقوف ہو سلطنت ہائے متحدہ فتحیابی و کامیابی کے ساتھ عزت و عدالت کے حصول کی حمایت کرتی ہیں اور انکو کوئی خیال یہ ترغیب نہیں دیتا کہ وہ ایسی مصالحت پر جنگ کا خاتمہ کریں جس کا اثر یہ ہو کہ آشتی سے مدت دراز کے لیے روسیوں کا غلبہ مستحکم ہو جائے جس کی وجہ سے تہذیب پر وحشی پن غالب ہو جائے۔ جب پرنس نے اپنی طبیعت کی علالت کا حال بیرن سٹوک میئر کو لکھا تو اسے یتاب ہو کر وہ جواب تحریر کیا کہ میں آپ کے شرف راز نامے مورخہ ۲۹ جولائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ میئر دل کے

ساتھ قوام رہتے ہیں۔ جب تک مجھے آپ کی صلاحت کا حال معلوم ہوا ہی اس آئندہ نے مجھے بیصبر و
 بیتاب کر رکھا ہے کہ آپ کے پاس کس طرح پر لگا کر پہنچ جاؤں اور آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور
 آپ کی باتیں اپنے کانوں سے سنوں اور آپ کی تسکین دہن بعض آدمی میری تسکین خاطر کے لیے
 لکھتے ہیں کہ آپ کو ایسا ہی خفیف سا کام ہی جیسا کہ پہلے بھی ہو چکا ہے مگر مجھے اس سے کتب لکین
 ہوتی ہے۔ میں تو اس بیان کو صحیح جانتا ہوں جو مرض اپنا حال خود بیان کرے۔ میں اور وہی
 باتوں کو آپ کے مرض کے باب میں باور نہیں کرتا۔ میری یہ تمنا ہے کہ جب میری صحت اجازت دے تو
 اول برسل کو جاؤں اور وہاں سے انگلینڈ آؤں جس کا مقصد اعظم یہ ہے کہ آپ کو پہرانی زندگی میں
 ایک دفعہ دیکھ لوں۔ معلوم نہیں کہ میں اس سفر کے قابل ہوں یا نہیں؟ یہ امر تحقیق نہیں۔ ان
 آخر سالوں میں میں بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں۔ ان آخر وہ ہفتوں کی تشویشوں اور رنجوں نے
 مجھے قوی اور جوان نہیں بنایا۔ میں بڑی منت سے آپ سے التجا یہ کرتا ہوں کہ آپ اپنی صحت کے لیے نہایت
 احتیاط کریں۔ زیادہ سردی گرمی تری سے بچیں اور کہانے میں پرہیز کریں فقط ۲۴ اگست ۱۸۵۶ء
 پرنس کے فرانس جانے کا زمانہ عنقریب آگیا تھا۔ ۲۹ اگست کو ملکہ مظفر نے شاہ لیو پولڈ
 کو لکھا کہ ہکو اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ ۲۲ جولائی کو سٹوک میئر نے لکھا ہے کہ انکا ارادہ تھوڑے
 دنوں میں انگلینڈ آئے گا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جب البرٹ جدا ہوتا ہے تو مجھے اسکی جدائی کے
 دنوں میں بڑا رنج و قلق رہتا ہے۔ ان دنوں میں سٹوک میئر کے آجانیے مجھے بڑی تسکین و خوشی دیتی
 پرنس ۲۴ ستمبر پیر کی شام کو یہاں سے جائیگا اور مجھے امید ہے کہ ۹ ستمبر کو ہفت کو واپس
 آئے گا فقط ۷

ملکہ مظفر کی امید سٹوک میئر کے آئینگی پوری نہیں ہوئی۔ وہ چند ہفتے تک انگلینڈ میں نہ رہا
 ۳۰ ستمبر کو پرنس اوسبورن سے کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوا اور ان کے ساتھ ملکہ مظفر پیٹ ہیڈ
 تک گئیں۔ اس سفر میں جوبی بی اور خاوند کے درمیان خط و کتابت ہوئی وہ نیچے لکھی جاتی ہے۔
 وکٹوریا البرٹ ۳۰ ستمبر ۱۸۵۶ء بولون سے ۱ ایل پر ۹ بجے۔

جب آپ بچوں کے ساتھ حاضری کھانے بیٹھی ہوگی اور بھڑوں سے جسنے کہ آخر بہت ڈرتا ہی دق ہو رہی
 ہوگی اور چہرہ بناتی ہوگی۔ میں میز پر جہاز کے دو سوہ میں بیٹھا ہوں (آپ کی جگہ خالی ہے) ابیر کی غیبت پر

شہنشاہ فرانس کی ملاقات کے لیے پرنس نکلا اور پرنس کی ملکہ کی نظر و قیامت

اگر ڈورنگ لکھتا ہوں۔ رات بڑی سُہانی ہے۔ ساڑھے گیارہ بجے تک چاندنی میں سفر کیا ۱۲ بجے
دبوس میں جا کر سویا جس کی بڑی ہیپانک صورت تھی۔ صبح کے بجے سوئے اٹھا ۱۳

ڈیرہ بجے بولون سے یہ خط لکھا کہ آپ کو ٹیلیگراف سے یہ معلوم ہوا ہوگا کہ ہم نجیہ و
عافیت پہنچ گئے۔ شہنشاہ مجھے گھاٹ پر ملا اور مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر ہوٹل میں لے گیا جو میرے
لیئے اُس نے کرایہ پر لی تھی۔ اگر ہم ان لوگوں کے کہنے کا یقین کریں جو اسکو بہت اچھی طرح جانتے
ہیں تو انکے کہنے کے موافق شہنشاہ کو قوی اور زبردست جانتا چاہیے۔ وہ بڑا خلیق و مودب ہو
وہ بڑھا یا زرد روایا نہیں جیسا کہ وہ تصویروں میں معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سے زیادہ وجہ ہے
جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ میری ملاقات سے وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ
آپ نوین ستمبر تک یہاں ٹھہریں گے؟ یہ اول تاریخ ہے جس میں کمپ کا ملاحظہ ہوگا میں اس سے
کہا کہ آٹھویں تاریخ کی شام کو جہاز پر سوار ہو جاؤں گا۔ اس سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔ آپ کو معلوم
ہو کہ تھوڑے دنوں تک ملاقات کا رہنا غلطی سے خالی نہیں ۱۴

بڑے بڑے افسر یہاں موجود ہیں۔ جنگ کے باب میں دو دفعہ بڑی گفتگو میں ہوئے ہیں جن
عمیق صلب لیو پولڈ یہاں آنکر و دون ہے۔ اور میرے لیے ایک خط لکھ گئے اور صلح کا وعظ فرما گئے
یہاں شاہ پرتگال سے ملاقات ہوئی۔ وہ اوسبورن میں آپسے ملنے آئیگا اگر آپ اسکو میرے لئے
تک جانے نہ دیں تو میں بڑا خوش ہوں گا۔ اگر اُس سے میری ملاقات ہوئی اور وہ پرتگال چلا گیا
تو مجھے بڑا بے چارہ ہوگا۔ سینٹ عمر یہاں سے ۲ میل ہے۔ کل ہم ۷ بجے جائیں گے اور سارے دن
سپاہ کا ملاحظہ کریں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اُس دن مجھے آپ کو خط لکھنے کی فرصت نہ ہوگی۔ یہاں
گرمی اندیشناک ہو ۱۵

ساڑھے سات بجے شام کے دوسرا خط۔

اب ہم کیسے مراجعت کرتے ہیں۔ گھوڑے کی سواری سے میں تک گیا ہوں۔ یہاں کے پہاڑ
ڈھلوان ہیں۔ اور اُن پر سڑکین قابل نفرت۔ ہم نے کیپ کے دو ڈویژن دیکھے۔ ہر ایک ڈویژن میں
ہزار سیاحی تھے۔ پچھے ڈنر کے کپڑے پہننے کے لیے جلدی ہے اور قاصد جانے کیلئے کھڑا ہو
اس لیے اب میں خط کو ختم کرتا ہوں ۱۶

بولون ۶۔ دسمبر وقت ۱۰ بجے رات۔

پہلے اس سے کہ میں سینو جاؤں کاغذ پر گڈ نائٹ لکھتا ہوں۔ یہ کاغذ ڈنر کی وقت آپ کے مبارک ہاتھ میں آئیگا میں کل صبح ۶ بجے کیمپ جاؤں گا۔ وہاں خط لکھنے کے لیے فرصت کم ملے گی۔ آج شام کو شہنشاہ کے بیٹھنے کے کمرے میں آؤدھ گھنٹے تک بیٹھا۔ سب سے زیادہ محبت کی بات شہنشاہ نے یہ کہی کہ اس نے لکھ و لکھڑیا کو پارلیمنٹ کھولتے ہوئے ایک فہرہ دیکھا ہے۔ آج سلیمان بادشاہ سے یہی ملاقات ہوئی ۶۔ ستمبر سارٹھ ہے ۶ بجے صبح کے گڈ موزنگ۔ اگرچہ میرا بستر بہت پھوٹا تھا مگر لیٹنے پر بڑا بھاری تھا۔ تیجے پروں سے ہرے ہوئے تھے گرمی و ہشتناک تھی۔ میں اچھی طرح سویا۔ اب بوٹ پن رہا ہوں اور اس میں مہینہ بن لگا رہا ہوں۔ کل کھانے کے کمرے میں غضب کی گرمی تھی آج موسم اچھا ہے۔ لیکن ہوا تیز چل رہی ہے۔ اب میں جاؤں گا۔ قاصد کے جانیسے پہلے یہاں شام کو آجاؤنگا سو اب بجے رات کے۔ میں ڈنر سے پہلے وقت سے یہ فائدہ چاہتا ہوں کہ آپ کے کہتا ہوں کہ مجھے آؤدھ گھنٹے واپس آئے ہو ہو اہی۔ مجھے آپ کے خطوط مورخہ ۴ و ۵ یہاں انتظار کرتے ہوئے ملے ہیں ان کا اگر گرم شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وکی ادیپن کے خطوں کا شکریہ میری طرف سے آپ انکو ادا کر چکا ہم نے ڈاک میں تین گھنٹے سفر کیا اور ستر میں حاضری کھائی اور سینٹ عمر کی بلندیوں پر گھوڑوں پر سوار ہو کر چڑھے۔ جہاں ۲۰ ہزار سپاہ جہل کار بوٹ کے ماتحت مقیم تھی۔ دوپہا دو بج ڈیڑھ تھے اور ایک سواروں کا ڈیڑھ تھا۔ سپاہ بڑی باشان و شکوہ تھی۔ میں اب لباس پہنتے جاتا ہوں سارٹھ ۹ بجے رات کے۔ قاصد روٹ کر آنے کو ہے۔ شہنشاہ اپنی سواری میں اکیلا بیٹھا تھا۔ میں ساتھ ۶ گھنٹے تک سواری میں بیٹھا۔ تین گھنٹے آنے میں اور تین گھنٹے جانے میں لگے شہنشاہ سے اس سے اسی میں گھر اور باہر کی پولیسی کی خوب باتیں آنا دانا ہوئیں۔ جو کچھ میں نے سنا اس میں سوا بھلائی کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔

پولیسی کل الکوٹومی ٹیکسون۔ خزانوں کی صلاحون قید خانوں نقل مکانی۔ کونسی ٹیول گورنمنٹ انڈوی و مساوات کے باب میں مباحثے ہوئے۔ وہ زمانہ حال کی تاریخ سے سوائے پمپلین کی تاریخ کے نادا اقف ہے۔ اس کے پاس مصلح لگا ہی ایسا نہیں ہے کہ جس پر وہ صحیح ججمنٹ اپنی قائم کر سکے۔ اس نے فنون سپہیگری کا خوب مطالعہ کیا ہے اور ان میں بڑی مہارت رکھتا ہے۔ میں دو فرانسیسی سٹے سونیک

بیچتا ہوں جو شہنشاہ نے مجھے ایک آپ کے دینے کے لئے اور ایک بچوں کے عجائب خانہ میں کھینے کے لئے دیئے ہیں ۔

بولوں ۔ ۷۔ ستمبر ۱۸۵۷ء

ٹیک و س بیجے مین ۔ مین شہنشاہ کے مہطلبوں کے دیکھنے کے لئے گیا تھا۔ وہاں اس کے گھوڑے میرے گھوڑے آپس میں ملا دیئے گئے تاکہ وہ باہمی اتحاد کی نشانی ہوں۔ آج جہاز شاہی میں شہنشاہ گیا ہے۔ دوپہر کے بعد ہم اور وہ سپاہ دیکھنے جائیں گے۔ پانچ بجے وہ شکرشہر میں گزر جس کا کل ملاحظہ ہوگا۔ اس وقت دو بجے آپ کا کل کا خط ملا۔ مین اُس کے محبت آمیز الفاظ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ٹیلیگراف سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ پرنگیز آپ کے پاس مقیم ہے۔ مین نے اُس کا جواب بھیج دیا ہے۔ کل کیلاس سے زیادہ فاصلہ پر سپاہ کا معائنہ ہوگا۔ گرمی و گرد سے بہت تکلیف ہوئی مگر مین تندرست ہوں۔ عثمان لیو پولڈ صاحب سے شہنشاہ سے ملکر بہت خوش ہوا ہے۔

۱۰ بجے رات کے مین چاہتا تھا کہ آپ کو زیادہ خبریں لکھوں لیکن اب ایسی فرصت نہیں ہے۔ کیمپے واپس آئے پہلے آٹھ بج چکے ہیں۔ ابھی ڈنر کھا کے اٹھا ہوں۔ قاصد جانے کو ہے۔ مین نے شہنشاہ سے صاف لفظوں میں بیان کر دیا کہ ملکہ کی یہ تمنا ہے کہ آپ انگلیٹنڈ میں آئیں اور شہنشاہ بیگم بھی آپ کے ساتھ جائیں تاکہ انکی بھی ملاقات ملکہ سے ہو جائے۔ اُس نے میری بات کا جواب نہیں دیا بلکہ انٹی یہ درخواست کی کہ دوسرے سال تو دور میں نمائش گاہ تیار ہو جائیگی اُس کے ملاحظہ کے لئے ملکہ تشریف لائیں۔ مین قطع کلام کرتا۔ اگر وہ یہ نہ کہتا کہ مین انگلیٹنڈ میں آؤں گا ملکہ مجھے کب ملاقات کریں گی؟ مین نے کہا کہ مین اسکی کوئی تاریخ مقرر نہیں کر سکتا۔ شاید کل اسکا فیصلہ مین نے سنا کہ پرنس نے میرے ملے کے لئے بارہ گھنٹے کا انتظار کرنا گوارا نہ کیا۔ اس سے مجھے فحش ہوا۔ کل شام کو ہم بیان سے چلین گے قاصد پہلے پہنچے گا۔ یہ آخر خط ہے جو آپ کے پاس پہنچے گا۔ یہی دن کے روزنامہ میں پرنس نے لکھا ہے کہ مین سب طرح سے شہنشاہ سے خوش رہا۔ جب پرنس اوسبورن میں آگیا تو شہنشاہ کو شکریہ کا خط بولوں بھیجا کہ وہ دن جو آپ کو پاس میرے بستر پہ آؤ وہ احترام جو آپ نے میرا کیا انکو مین نہ بولوں گا۔ مین نے اپنی بی بی بچوں کو یہاں انکر تندرست دیکھا۔ ملکہ ہزاروں پیغام آپ کی مہربانی کے باب میں آپ کے پاس بھیجتی چاہتی ہیں ۔

جب بولون سے پرنس واپس آیا ہے تو دو روز بعد یہ یادداشت تحریر کھنجر لگرے کو بھیجی ہے یہ ایک مستند تاریخی نوشتہ ہے اور اُس سے پرنس اور شہنشاہ کے خصائل معلوم ہوتے ہیں۔

بولون میں میسے جانے کی یادداشت

میں بولون میں چار روز مقیم رہا اور شہنشاہ سے میری ملاقاتیں ہوئیں اور ملاقاتوں میں بناوٹ اور تصنع بغیر جو مطالب ادا ہوئے اُن سے جو میرے دل میں تصورات نقش پذیر ہوئے اُن پر مطلع کرنا میں خیال کرتا ہوں دلچسپی اور سود مند سے خالی نہیں۔ میں ان دنوں بسا اوقات شہنشاہ کے ہمراہ رہا۔ کیمپون کے ملاحظہ کے لئے ہم دونوں ساتھ ایک سواری میں گئے۔ کیمپون کو ہم نے خوب دیکھا بھالا۔ جانچا۔ آج کل کی مہمات عظیمہ کے باب میں میں نے اور اُس نے اپنی اپنی رائیں بغیر کسی لاؤ پیٹ اور لچ پیچ کے صاف صاف بیان کیں۔ شہنشاہ کی طبیعت میں آرام طلبی اور کمالی ہراسے اندر کسی تحریک کا پیداکرنا آسان نہیں ہے۔ عیشِ طرب کی حالت میں وہ خوش مزاج و طریف جاتا ہے۔ اُسکی فرانسیسی زبان کے بولنے میں جرمنی لہجہ کی کچھ جوتی ہے۔ وہ انگریزی سے جرمنی زبان اچھی بولتا ہے۔

شہنشاہ کے دربار اور گھر بار میں بندوبست اچھا ہے۔ اُن میں وضع و آئین انگلیشی برنسٹ فرانسیسی کے زیادہ ہے۔ اسکے شاگرد پیشہ میں جو شرفا ملازم ہیں وہ سب اوضاع و اطوار و تعلیم میں ممتاز اور سرافراز نہیں ہیں۔ شہنشاہ اُن کے ساتھ بے تکلف برتاؤ رکھتا ہے مگر وہ اُس سے خائف ہی رہتی ہیں۔ وہ سگار بہت پیتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ میں اُسکے ساتھ سگار پینے میں کیوں نہیں شریک ہوتا؟ اُسکو سروسے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ وہ وجہ مفاصل کا شاک کی رہتا ہے۔ سویرے سو رہتا ہے علم مسیحی کا مذاق نہیں رکھتا اُس سے مسرور ہوتا ہے۔ اپنی شہسواری کا بڑا گمنڈ رکھتا ہے مگر میں نے اُس میں کوئی عیب کی بات نہیں دیکھی۔

شہنشاہ کی عام تعلیم ناقص معلوم ہوتی ہے۔ زمانہ حال کی پولیٹیکل اکونومی اور پولیٹیکل سائنس میں جس کا جانتا اُسکو ضروری ہے وہ کم علم ہے اور اُس اپنے قصصوں کا وہ بڑی مستی سے آوار کرتا ہے۔ سوہ ایسا صاف اور سچا ہے کہ جن باتوں کو وہ نہیں جانتا اُن کے جاننے کا وہ ادعا نہیں کرتا۔

پنولین کی تاریخ اُسکی انگلیون کے ناخون میں موجود ہے۔ اُس نے پولی ٹیکس پر بہت غور کی ہے
 مگر فقط جاننے کے لیے نہ فائدہ اُٹھانے کے واسطے۔ وہ اس کے صحیح و غلط خیالات کو غلط ملط
 کر دیتا ہے۔ وہ انگلش کو نئی ٹیوشن کی تعریف کرتا ہے اور فرانس کی ارسٹو کریسی (سلطنت نوعی)
 کے نہ ہونے پر افسوس کرتا ہے۔ مگر وہ اپنے ملک میں ایسی ارسٹو کریسی نہیں چاہتا کہ وہ اُسکی جو تجویز
 پر مستولی ہو۔ بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ ارسٹو کریسی خالص ڈیموکریسی کے دبائے کیلئے مفید بکار آمد ہو
 شہنشاہ نے مجھے پوچھا کہ انگلش گورنمنٹ کی اندرونی کارروائی کیونکر ہوتی ہے؟ ایاملکہ کی
 کوئی کونسل ہے کہ مراسلات اُسکے ملاحظہ سے گزرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ میں نے جواب میں کہا کہ ملکہ کی
 ایک پرائوی کونسل ہے جس کی وہ پریسیدنٹ ہیں جس میں معاملات کو بغیر کسی مباحثہ کے پاس
 ہیں۔ جس کا انتظام و فیصلہ پہلے سے کبئی نٹ میں مباحثہ ہو گا اگر ہو جاتا ہے اور پرائم منسٹر (وزیر
 اعظم) ملکہ کو اطلاع دیدیتا ہے کہ کبئی نٹ کے جمع ہونے کا مقصد کیا ہے اور انکے غور و خوض کا
 نتیجہ کیا ہوا۔ شہنشاہ نے کہا کہ میں اس امر کو جائز نہیں رکھتا کہ وزیر آفس میں ملکر بیٹھیں اور کسی
 معاملہ کی بابت مباحثہ کریں۔ میرے ساتھ ہر ایک وزیر جدا جدا اکیلا بیٹھ کر معاملات کا فیصلہ کرتا ہے
 اور میں شاؤ و ناو ہی ایک وزیر کے معاملہ کو دوسرے وزیر سے کہتا ہوں گا جب شہنشاہ نے یہ
 سنا کہ ملکہ کے ہاتھ میں ہر ایک مراسلہ آتا ہے اور اُسکو وہ پڑھتی ہیں تو اُسکو بڑی حیرت ہوئی اس لیے
 کہ اُسکے سامنے مراسلات کے انتخاب پیش ہوتے ہیں اور بیشک اسکو ان کے پڑھنے کی فرصت
 کم ملتی ہے اور عموماً ان کے پڑھنے کی طرف اُسکی طبیعت کا میلان بھی نہ تھا۔ میں نے اُسکو بتلایا
 کہ ملکہ جب کل ڈپلومیٹک (سفارت) کے معاملات کو جو مطالعہ کر لیتی ہیں تو انکی خاطر جمع ہوتی ہے
 تو اُس نے کہا کہ میں بجائے خود پڑھنے کے یہ کرتا ہوں کہ عمدہ ہائے جلیلہ پر اپنے معتمد مقرر کر دیتا
 ہوں جو براہِ رہت مجھے ڈپلومیٹک معاملات سے اطلاع دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں اس انتظام
 کو ایسا خفناک سمجھتا ہوں کہ انگلیسنڈ میں کوئی مدبر ملے اسکو قبول نہیں کرے۔ اس میں فوین منسٹر
 (وزیرِ دولِ خارجہ) کو اگر وہ فریب دینے کا ارادہ کرے یہ نہت یار ہوگا کہ وہ دولہائے خارجہ کے
 سامنے یہ عذر پیش کرے کہ میں نہیں جانتا کہ کیا کام کیا گیا ہے اور جب کوئی مشکل پیش آئے گی تو
 اس کا کل الزام ان مخفی ہدایات پر لگایا جائے گا جسے کہ وہ لاعلم ہے۔ شہنشاہ نے میری اس بات کو مان لیا

مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ ضرورت یہ کام کراتی ہے۔

شہنشاہ نے اپنے وزیر دول خارجیہ کی تعریف کی مگر اس کے یہ شکایت کی کہ وہ جلد باز ہے چنانچہ ابھی اس نے دانا کو وق کیا کہ اس کو میری باتیں جلدی میں لکھ بھیجیں جو میں نے زبان فی فقط اس کی ہدایت کے لئے بھی تھیں۔ میں نے یہ سنکر کہا کہ انگلیکین میں ہرگز ایسا نہیں ہوتا۔ وہ ان کوئی مسودہ غیر سلطنت کو نہیں بھیجا جاتا جس کے لئے باوشاہ کا حکم نہیں ہوتا۔

شہنشاہ نے پوچھا کہ لارڈ پامرسٹون پر لکھ کیا اعتراض کرتی ہیں؟ میں نے اس کی ساری کہانی اس کو سنا دی۔ شہنشاہ نے کوئٹہ دے لیوسکی سفیر فرانس تعینہ انگلستان کی نسبت پوچھا کہ اس کو اہل انگلیکین کیا پسند کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اس کو خوب پسند کرتے ہیں۔ شہنشاہ نے کہا کہ وہ منصوبہ بندی بالکل نہیں جانتا۔ میں نے کہا کہ لارڈ کلیرن ڈون نے مجھ سے کہا کہ اس نے اپنے کل زمانہ سفارت میں ایک بات بھی بھٹ نہیں کھی۔ میری رائے میں پبلک لائف کے لئے یہ نیکی ایسی ہے کہ یہ اور عیون کی پردہ پوشی کرتی ہو۔

میری اور شہنشاہ کی گفتگو اس باب میں ہوئی کہ سرکاری ملازمن کی دیانت کا حال روپے کے باب میں کیا ہوتا ہے اور خزانہ کے بندوبست کی کیا کیفیت ہو۔ شہنشاہ کی یہ رائے تھی کہ گورنمنٹ کے ممبر دیانت مند ہوتے ہیں۔ میں بھی اُنکے امین و مستدین ہونے پر شہادت دیتا ہوں مگر ان کے ماسوا کے اور ملازمین کی دیانت کی نسبت میں شہادت نہیں دیتا۔ ملازمین کا بے دیا ہونا مشکلات عظیمہ میں سے ایک ہو۔ ابھی ایک قرضہ کے لون میں اہل کاروں نے بڑا غبن کیا ہے پھر خزانہ کے بندوبست و قحط کی پولیسی کے باب میں ایک مباحثہ ہوا۔ شہنشاہ بواسطہ ٹیکس کی طرف میلان رکھتا ہو۔ میں ان بواسطہ ٹیکس کے اصول پر تبرا ہیجتا ہوں۔ مگر اس بات کو مانتا ہوں کہ یہ ضعف بشری ہے کہ انسان اپنی طبیعت کے مقتضائے موافق یہ نہیں پسند کرتا کہ اس کی جیب روپیہ بلا واسطہ براہ راست خزانہ شاہی میں جائے۔ میں اس خاص تدبیر کو جو فرانس کی گورنمنٹ متواتر کرتی ہو پسند نہیں کرتا کہ وہ روٹی کی قیمت مقرر کرتی ہو۔ یہ سنکر شہنشاہ نے کہا کہ اس تدبیر کا کرنا ناگزیر ہے۔ جب روٹی گران ہوتی ہے تو رعایا پر فرمانروائی نہیں ہو سکتی وہ گورنمنٹ کے احکام سے سربازی کرتی ہے۔ آخر سال میں روٹی منگی ہو گئی تھی جس سے پیرس میں ایک کڑی ساتھ

فرینک کا نقصان ہوا جس کی مجھے امید ہے کہ سال آئندہ میں فضل کے اچھے ہو جائیے اہل مہول ہو جائیگا۔ میں نے اس پر یہ کہا کہ مجھے تو سببات میں بہت شبہ ہے میں کہ اس نقصان میں سے علما ایک شہنشاہ بھی وصول ہو۔ گورنمنٹ کے استعفاء استعفاء کے لئے کوئی بات اس سے زیادہ مجھے خوفناک نہیں معلوم ہوتی کہ روٹی کی قیمت کے باب میں گورنمنٹ کوئی خاص اپنا تعلق ایسا رکھے کہ اس کی قیمت مقرر کیا کرے۔ شہنشاہ نے اس بات کو مان لیا مگر مکر یہ کہا کہ میں اسکو مسدود نہیں کر سکتا گورنمنٹ کے اصول عامہ کے باب میں ہم نے مباحثہ کیا۔ میں نے کہا کہ اس زمانہ کے حکما تو مومن کے مقصدوں پر جو قدرت رکھتے ہیں۔ اس سے کم عساکر و حکام ان پر قدرت رکھتے ہیں۔ میں نے فرانس کی کل مشکل کو اس محل مقولہ پر محمول کیا کہ آزادی کے ساتھ کل دیسیوں میں مساوات و آزادی میں منافع ہوتی ہے۔ روس سیوکا جو یہ مقولہ ہے کہ انسان اصل آزاد ہے کہ اس نے اپنی آزادی کا ایک حصہ گورنمنٹ کو اس غرض سے دیا ہے کہ اس کے معاوضہ میں وہ فوائد حاصل کرے۔ پس اپنے اس مقولہ کو ایک علم حسابی مضمون بنا لیا کہ فائدے نقصانوں کے برابر ہوتے ہیں اور کسی قسم کے مصائب یا مشکلات کی حالت میں ہر شخص اس طرف مائل ہو سکتا ہے کہ اپنے تین گورنمنٹ سے آزاد خیال کرے۔ حالانکہ اصل میں انسان خلق نہایت مکروہ قیود کی حالت میں پیدا ہوتا ہے اور کوئی آزادی اسکو جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ گورنمنٹ یا قوانین تہذیب موجود ہو پس جب تک حالت بہتر نہیں ہوگی کہ کوئی حکیم نہ پیدا ہو اور وہ فلسفہ صحیح کو عام پسند نہ بناے۔ شہنشاہ یہ سن کر متحیر ہوا۔ میرے بیان کی صداقت کو قبول کیا مگر اعتراض یہ کیا کہ کوئی مصنف فلسفی مدتہائے دراز میں بھی ایسا پیدا نہیں ہوگا کہ وہ اہل فرانس کا رہنمون ہو۔

پہر سپاہ اور جنگ نے مانہ حال اور غیر ملکوں کے باب میں گفتگو ہی ملان تمام مضامین پر مباحثوں کے بعد پرنس نے سب کا حاصل تبیان کیا کہ بولونج آنے والے میں سیکر ویر شہنشاہ کی جن باتوں کا فتنہ چاہو یہ میں کہ شہنشاہ نے اپنے ملک کے غیر ملکوں کے امور سیاسیہ میں تیز گامی کرے گا مگر وہ گورنمنٹ کے وسائل حاصل کرنے میں تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ اور مجبور ہے کہ مدبر و افکلی توقع کرتا ہے۔ اس نے رجا کو گورنمنٹ میں ہر ایک طرح کی شرکت عملی سے محروم کر دیا ہے اور ان کی حالت کو ایسا بدل دیا ہے کہ وہ محض خاموش تماشا ہی رہ گئے ہیں۔ اب اس پر راجب ہے کہ

تماشا دکھاتا رہے۔ یہ حال ایسا ہے جیسا کہ آتشبازی کے چھوٹنے میں ہوتا ہے کہ جب دو آتشبازیوں کے چھوٹنے میں وقفہ ہوتا ہے تو جمہور انتظار میں بیٹا ہوا جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ کس نامار و ٹھیل چٹری کی تعریف ہو رہی تھی اور نئی آتشبازی کی تیاریوں میں دیر لگتی ہو۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے صرف یہی ایک شخص ہے جو فرانس کو اپنے قبضہ دہس میں رکھتا ہو اور جانتا ہے کہ اہل فرانس کا ایمان فقط میرا نام نیولین ہو۔ یہ امر طے شدہ ہے کہ وہ فیض ہے اور اپنی رعایا کی بہبودی کا شائق۔ مگر وہ فرمانروایان سابق کی طرح رعایا کی پولیٹیکل ریاست کی نسبت بڑی رائے رکھتا ہے وہ جو اس باب میں کوشش کرتا ہے کہ میں ہی تنہا فرمانروا کروں اس سبب اسکو وہ وقتیں اور تکلیفیں پیش آئیں گی جو اکثر ایک مطلق العنان بادشاہ کو آیا کرتی ہیں کہ وہ جزئیات کے کاموں کو بوجھ کے تلے دبا کر پس جاتا ہو اور اپنے وزیر کی صلاح رہنمائی سے محروم ہو جاتا ہے کہ جن کے ذمے کوئی جواب ہی نہیں رہتی۔

اب یہ سنو کہ پرنس نے اپنے خصائل کا نقش کیسا شہنشاہ کے دل پر منقش کیا وہ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس نے پرنس کو دیا تھا کہ وہ ملکہ مغظمہ کو دیدے کہ حضور عالیہ کے شہر عالی تبار و جلیل القدر کیمپ میں شریک ہونا نہایت پولیٹیکل فحش رکھتا ہے۔ اس لیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ملکوں میں یکے کی دیکھتی ہے۔ میں اسوقت اس ملاقات کے پولیٹیکل نتائج کی تشریح نہیں کرتا بلکہ میں آپسے اپنے دل سے کہتا ہوں کہ پرنس بڑا صاحب کمال شخص ہو۔ اسکی ریاضتیں اور قابیلیتیں بڑی دل کی بٹھانے والی ہیں اور انکے ساتھ اسکی علم بڑا عمیق ہے۔ اسکے دل میں یقین ہے کہ میں اسکی بڑی قدر کرتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں حضور عالیہ نے جو مجھ پر مہربانی فرمائی کہ میری خاطر سے چند روز کے لیے اسکی جدائی کو گوارا کیا اسکا اثر میرے دل پر اتنا ہی زیادہ ہوتا گیا جتنا میں پرنس کا قدر شناس ہوتا گیا۔

شہنشاہ نے کوئٹ دے لیو سکی سے کہا کہ میں نے تھوڑے وقت میں جتنی باتیں کہتے ہیں پرنس سے سیکھیں کہیں اتنی پہلے نہیں سیکھیں میں اسکا نہایت ممنون منت ہوں شہنشاہ نے ڈیوک کو برگ سے بھی کہا کہ پرنس کو اس زمانہ کی اعلیٰ عقل ہے۔

۱۵۔ ستمبر ۱۸۵۸ء کو بال موریل نے فرانسے دولت کے لیے عمل مستفہ ہو گیا تھا۔ پرنس اس

عسارت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اسی دن یہ خبر آئی کہ، کو لشکر دن کی روانگی کر گیا کو ہوئی ہم کر گیا کے لئے جیسا پرفع الشان بیڑا دریا میں جمع ہوا تھا ایسا کوئی بیڑا سمندر میں نہ آئے کے بعد جس میں نسین کا عظیم الشان بیڑا روانہ ہوا تھا نہیں جمع ہوا۔ اس میں چیدہ چیدہ انگریزی اور فرانسسی سپاہیں تھیں۔ ۲۱۔ کو برقی تار کیا کہ پچیس ہزار سپاہ انگریزی اور پچیس ہزار لشکر فرانسسی اور انھیں ہزار عسکر ترکی پولی لوریا میں خشکی میں اترا اور اس کا مقابلہ کسی دشمن نے نہیں کیا۔ اب شیر کشیں ٹوپل کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ اس جنگ کے باب میں یہاں ان چند خطوں کے سوا کچھ نہیں لکھیں گے جو ملکہ مظہر نے سپاہ کی بہادری میں بھیجے +

گو اس جنگ کا فکر اندیشہ سارے ملک کو تھا مگر کوئین وپرنس کو سب سے زیادہ تھا وہ اپنی سپاہ کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتے تھے۔ ان کے خطوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت ہسی نکر و تردد میں رہتے تھے۔ ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو اولیائے دولت و مہر سرین پنج محلے تھے۔ ۱۲۔ کوئل اور بیڑا میں ایک روز کے لئے اس واسطے ٹھہرے کہ گرس بائی کے ڈوک دیکھیں۔ جس کی بنیاد کا پتھر اپریل ۱۸۵۷ء میں پرنس نے رکھا تھا۔ اکتوبر میں حضرت علیا کے پاس خبر آئی کہ لائٹ برگڈ نے مالا کلا داپر ایسا حملہ کیا کہ یادگار روزگار ہے گا وہ حملہ خطرناک متہورانہ تھا یہ اتفاق کی بات ہے کہ اس میں قحطیابی ہو گئی۔ ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو شاہ لیو پولڈ کو ملکہ مظہر نے خط میں لکھی ہیں کہ ہم اور ہمارا سارا ملک صرف جنگ کے خیال میں متفرد و متردد رہتے ہیں ہمارے پاس فتح الما کی مفصل خبر دلچسپے سرت پیر آئی۔ افسوس ہے کہ اس میں بڑی خونریزی ہوئی۔ ہماری طرف بہت نقصان ہوا بہت سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ مگر سپاہ نے اپنی شجاعت و جوانمردی کے جوہر قابل تعریف دکھائے روسیوں کو امید تھی کہ وہ تین ہفتہ تک اپنی جگہ پر جمے رہیں گے مگر وہ اپنی جگہ پر نہ ٹھہر سکے اور بہت نقصان اٹھا کر پڑے۔ سیس ٹوپل کے حصہ نشین سپاہ کو باہر آنا پڑا۔ اس کے بعد ایک عجیب سفر مالا کلا داک طرف کیا اور سیس ٹوپل کی گولہ باری شروع ہوئی لارڈ لیگ میں نے اس وقت ڈیوک ونگٹن کا سا کام کیا کہ ایسی آتشباری میں ٹھنڈی دل سے کام کیا مجھے اپنے شجاع و دلدار لشکر پر خیر و مبارکات ہے کہ باوجودیکہ ملک بھاری ان کو شکاک کر رہی تھی اور بے سرو سامانی سر پر سوار تھی۔ مگر اسپر بھی ہمارا کام کیا کہ جس سے ملک کو عزت حاصل ہوئی +

مال سولہ میں ملکہ مظہر کی شجاعت آئی

حضرت علیا کے خطوط سپاہ کی بہادری کے بارے میں

۷۔ نومبر ۱۵۵۷ء کو ونڈر سر کیسل سے شاہ لیوپولڈ کو ملکہ منظم لکھتی ہیں کہ آپ مجھ کو صاف فرمائیں کہ میں آپ کو ایسا مختصر خط لکھتی ہوں۔ میں رات دن انہیں خبروں کو پڑھتی رہتی ہوں جو سیمس ٹوپل سے میرے پاس آتی رہتی ہیں۔ جس کے سبب مجھے خط لکھنے کے لیے ایک لمحہ کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ صرف ایک یہی خیال مجھ کو اور کل قوم کو رہتا ہے کہ سیٹس ٹوپل میں کیا کیا ہوا ہے۔ میں نہیں جانتی تھی کہ میرے لیے ایسے فکروں اور اندیشوں کا زمانہ کبھی آئے گا۔ روس کو اور اس کے شہنشاہ کو خدا کے روبرو جواب دہی کرنی پڑے گی کہ ہزاروں بندگان خدا کی جانیں انہوں نے ضائع کر لیں۔ ہر سال میں یہ خبر آتی ہے کہ محصورین ایسا سخت مقابلہ کرتے ہیں کہ محاصرین کی جانیں تلف ہوتی ہیں جس کے سبب روس اور شہنشاہ روس کی مخالفت۔ دل میں زیادہ استحکم ہوتی جاتی ہے۔ ہزاروں صلح اتنی دور ہے جیسے کہ ہمیشہ سے تھی۔ مجھے خوف ہے کہ جنگ زیادہ طویل پڑے گی۔ اور آخر کو وہ ایک عام جنگ ہو جائے گی۔ *

۱۸۔ نومبر ۱۹۵۴ء کو ملکہ مظفر لارڈ ریگ لین کو کہتی ہیں کہ ۵ تا ۱۰ کو جوتا میں فتح کی خبر آئی ہے اس پر مجھ کو فخر و ناز ہے مگر اس فتح میں خونریزی بڑی ہوئی۔ اور اس میں بڑے بڑے جرنیل مارے گئے۔ خاص کر سرجان کیتھ کارٹ جبراً امتیاز و سرفراز افسر تھا۔ اس کا مجھے بڑا رنج و قلق ہے خدا کا شکر ہے کہ آپ کی بے بہا جان بچ گئی۔ میں یقین کرتی ہوں کہ آپ اپنی جان کو بغیر اسد ضرورت کے معرض خطر میں نہیں ڈالیں گے جیسے کہ آپ نے سپاہ کی اور ملک کی خدمات کی ہیں اور کر رہے ہیں انکی وقت و جہ میرے دلیں ہے انکو کافی طور پر الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ آپ نے اس خوش سلاخی سے بہادر اور دلاور لشکر دن کو لڑایا ہے کہ وہ پہلے کسی اس طرح پر نہیں لڑے مجھے اس پر فخر ہے کہ میں انکو اپنی سپاہ کہتی ہوں۔ میں آپ کے محاسن خدمت کو بے حد کرتی ہوں۔ اور اس کا ثبوت یہ ہو کہ آپ کو بیٹن آف فیلڈ مارشل بناتی ہوں۔ اس سے سچی دلی خوشی ہوتی ہے کہ میں یہ خطاب ایسے شخص کو دیتی ہوں کہ جس نے سپاہ میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ پایا ہے۔ آپ غیر فانی ہیرو و ڈیوک ونگلن کے محنت و محنت تک کاروائے نمایاں کیے ہیں مجھے اس پر ناز آتا ہے کہ وہ ڈیوک اب نہیں دیکھ سکتا کہ ان کا وہ دوست قریب ہو رہا ہے جس کا وہ قدر شناس تھا۔ میں اور پرنس دونوں بڑے شوق سے آپ کی خدمت میں سپاہ کے بہادرانہ رویہ کی بے حد تعریف کا اظہار کرتے ہیں اور جن مصائب

خداوند بے سروسامانیوں کی انہوں نے برداشت کی ہے اس کی تعزیت و سہرودی کرتے ہیں
 ۵۔ نو سبر کی جنگ میں کسی جرئیل کے مارے جانے کا ایسا بیخ و لام و ماتم نہ تھا جیسا کہ جبریل
 کیتھ کاٹھ کا۔ ملکہ منظمہ اور پرنس کو انکی وفات کا بڑا رنج تھا۔ ملکہ منظمہ نے اُسکی بی بی کو تعزیت نامہ
 نہایت دل سوزی کے ساتھ لکھا۔ ملکہ منظمہ نے شاہ لیوپولڈ کو یہ خط لکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
 انگلیکسٹین جنگ کی جو خبریں آتی تھیں وہ انگلستان کے غیظ و غضب کی آگ کو زیادہ بھڑکاتی
 تھیں ۴

وڈ سر کیسل ۲۸۔ نومبر ۱۹۱۴ء۔ میں جب آپ کو خط لکھ کر بھیج چکی ہوں تو انگریزوں کی لڑائی کا مفصل
 حال مجھے معلوم ہوا کہ آٹھ ہزار انگریزی اور چھ ہزار فرانسیسی لشکروں نے ساٹھ ہزار روسیوں کی پنا
 کو شکست دیدی۔ روسیوں کی پندرہ ہزار سپاہ قتل ہوئی۔ انہوں نے حد سے زیادہ وحشیانہ حرکتیں
 کیں۔ ہمارے بہت سے افسروں کو جن کے خفیف سے زخم آئے تھے نہایت بیرحمی سے فوج کیا
 بعض ان وحشیانہ حرکتوں کے بیان کر نیولے زندہ ہیں۔ جب سرجی کیتھ کاٹھ میدان جنگ میں
 گرا ہے تو اُس کا وفادار جان نثار ملٹری سکرٹری کرنیل چارلس سیمنز جو اُس کے ساتھ کیمپ میں
 تھا اپنے گھوڑے سے کودا اور مرنیولے افسر کو سہارا دیا کہ تین وحشی روسیوں کو دونوں کو
 سنگینوں سے مار ڈالا ۵

ایک اور خط میں ملکہ منظمہ شاہ لیوپولڈ کو لکھتی ہیں کہ زخمیوں پر چارلس سیمنز بیرحمیان
 کیں انکی نقلیں کر نیسے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ان ظالموں کو خوب تحقیق کر کے میں نے
 پرنس میس چیکوف کو لکھا تو اُس نے اُس الزام سے انکار کیا اور لکھا کہ عموماً ایسے الزام سچ نہیں
 ہوتے۔ مگر اُس نے یہ اقرار کیا کہ جس وقت ہنگامہ جنگ گرم ہوتا ہے تو بعض خاص صورتوں میں ایسی
 وحشیانہ حرکتیں وقوع میں آتی ہیں اور پھر یہ مذہبی بات لے بیٹھا کہ فرانسیسیوں نے ایک گرجا
 کو جو مقدس سمجھے تھے لوٹا اور منہدم کیا پس سپاہ روس نے خدا پرستی کے جوش میں ایسی
 حرکتیں کیں۔ کچھ وحشی پن سے نہیں کیں۔ اگرچہ اس جواب میں ضمانت اور جودت طبع پائی جاتی
 ہے مگر یہ ایک نمونہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تعلیم مقدس سے روسیوں نے وہ سیکھا جو اسلام کے
 قاعدہ پر بھی سبقت لیگیا ۶

اکتوبر کے مہینے میں جب سپاہ میں گومی زیادہ زخمی ہوئے اور بیماری اور فیصہ کی زیادتی ہوئی اور ایک طوفان سے جہاز تباہ ہوئے تو کل ملک میں سپاہ کی اعانت کا جوش اٹھا۔ انجائٹائمس نے ان کی اعانت کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کیا۔ سال کے آخر میں پانچ لاکھ پونڈ چندہ جمع ہو گیا اور پھر اسپر ایسی افزائش ہوئی کہ ساڑھے بارہ لاکھ پونڈ پر نوبت آئی۔ جنگ میں جو پینچیلن بھیجے گئے تھے وہ کافی نہ تھے۔ ان کے زیادہ بھیجنے کے لئے بھی چندہ فراہم ہوا۔ انگلش لیڈیوں میں وہ مہرودی کا جوش اٹھا کہ جسے زنانہ نرسون (تیار دارون) کے ہسپتال کی بنا قائم کر دی ایک پاک نفس بی بی مس کلورنس ناٹ انگیل نے اس کا رخیر کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔

۵۔ نومبر کو وہ سکوتر این پینچیلن اور انہوں نے وہاں کی ہسپتال کا نہایت عمدہ انتظام کیا۔ یہ نرم فرج۔ رحیم کریم عورتوں کی فیاضی تھی کہ رضیوں کے بستروں کے پاس ٹھیکہ کر کے بیماری سے کتنی تین بہت آدمی ایسے ہوتے ہیں جن کو کوئی نئی بات بھلی نہیں معلوم ہوتی وہ ہسپتالوں میں ان عورتوں کی خدمت گزاری کو پسند نہیں کرتے تھے مگر اس جنگ کی تاریخ میں ایک صفحہ ان مستورات کی خدمات نے ایسا روشن کیا ہے کہ چیر انگریز ہمیشہ فخر کیا کریں گے۔ ملکہ مغلہ نے خود ان کی بڑی صاحبزادیوں نے اور انکی ملازمہ لیڈیوں نے ان کی کم فرٹر اور کپڑے بنا کر بھیجے جو دوسرے سپاہیوں کو بچائیں۔ انگلینڈ میں ہزاروں اشراف عورتیں بے مکان گمنام یہی کام کرتی تھیں کہ سپاہیوں کے آرام و آسائش کے لئے پوشاک تیار کریں۔ پرنس نے اپنے بریڈ کے افسروں کے لئے بڑے بڑے کوٹ بھیجے اور سپاہیوں کے لئے تبا کو بھیجا۔ جس وقت یہ خبریں ملکہ مغلہ اور پرنس کی طرف سے سپاہیوں کے پاس بھیجی جاتی تھیں تو ان کی خوشی کا حال نہ پوچھو کہ وہ بالکل تازہ و توانا ہو جاتے تھے۔

۱۸۵۵ء علی

انگلینڈ میں جاڑا ایسی شدت سے پڑا کہ کبھی نہیں پڑا کرتا تھا اس شدت سے کہ کالیف کو کریمیا کی جنگ کی خبروں نے اور بڑھا دیا کہ لشکر دو شدت سے بڑا کر دیا کہ یہ جنگ پسند نہ تھی انہوں نے ۲۳۔ فروری ۱۸۵۵ء کو کامش ہوس میں کہا کہ ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں آدمیوں کو جو سونے

ان سپاہیوں کی بڑا فون اور تینوں کے لئے چندہ کا جمع ہونا جو جنگ کریمیا میں لڑے گئے اور عورتوں کا تیار دارون

سپاہیوں کی جنگ کریمیا میں لڑے گئے اور عورتوں کا تیار دارون

اور آرام کرنے جانتے ہیں۔ انہیں سپاہ کریمیا کی رنج و محن اُن کو بے چین کرتے ہیں۔ وہ خواب میں بھی اُن رنج و محن سے اُچھڑنے میں لگے رہتے ہیں۔ بڑے دن کے دن بمقتضائے طبع بستر پر لوگوں کے خیالات اپنے اپنے آتش راہوں کی گرمی کو چھوڑ کر اُن نامہوار و صلا فوں کی طرف سفر کیا۔ جہاں اُنکے ہم وطن صردی سے اکڑ رہے تھے اور اپنی جان لڑا رہے تھے۔ سب کے زیادہ محل شاہی میں اُن شخصوں کے مصائب کی یاد ہو جاتی تھی۔ جب ملکہ معظمہ نے نوروز ۱۲۵۵ء کی مبارکباد سپاہ کو لارڈ ریگ لین کی معرفت بھیجی تو اُس کو اس بیان کا موقع ملے گا کہ سپاہ کی مصیبت اُن کی خاص ذات کے لئے کیسی جانکوار اور دلخراش ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ سپاہ کی حسرتناک بے سرو سامانی، تنہا، بے عزت اور دماغی بیماری و موسم کی حسرتابی نے مجھے اور پرس کو سخت افکار و ترددات میں ڈال لیا ہے۔ میری سپاہ جس قدر بہادر اور دلاور اور کالیف و شاعر کی مقل ہے اس قدر اس پر آفات کے پڑنے سے میری جان خراشی و دلخراشی ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ لارڈ ریگ لین نہایت خوش اسلوبی اور ورستی سے یہ بندوبست کریں گے کہ جن افسروں کا یہ فرض ہے کہ وہ سپاہ کے لئے سب طرح سامان و سردرسانی کریں اور سپاہ کی ضرورتوں اور حوائج کو دیکھتے رہیں وہ ناحق کی طرح بے سامانی کا سامان نہ کریں۔ میں نے سنا ہے کہ سپاہ کو قہور بریان کی جگہ خام قہور دیا جاتا ہے اور بعض اور باتیں اسی قسم کی ہستی ہوں جس سے میری جان پر صدمہ ہوتا ہے اور بیتابانہ یہ چاہتی ہوں کہ سپاہ کو اتنا آرام ملے جتنا بمقتضایا حالات مل سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بالاکلاوا میں کم بائیں پنج تقسیم بھی سپاہ میں ہو گئے ہوں گے اور لارڈ ریگ لین سپاہ کے لئے مکانات بنانے میں کامیاب ہوا ہوگا۔ لارڈ موصوف کے تو خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ سپاہ کے سبب ہم کیسے بے چین اور بے آرام ہو رہے ہیں اور ہماری یہ تمنا کیسی ہے کہ سپاہ کے مصائب میں کمی ہو۔ صائب میں اپنے خط کو اس بات پر ختم کرتی ہوں کہ لارڈ ریگ لین سپاہ کو خوش اور شاندار نوروز کی مبارکباد دے۔

۱۲ دسمبر ۱۸۵۵ء کو ملکہ معظمہ نے خود پارلیمنٹ کو کھولا تھا۔ اسکے اجلاس میں وزارت پر وہ اعتراضوں کی بوچھاڑ ہوئی کہ ۲۳ جنوری ۱۸۵۵ء تک اُس کا اجلاس ملتوی کیا گیا اور اس تاریخ کو پارلیمنٹ دوبارہ جمع ہوئی۔ وزارت پر ایسے سخت اعتراض ہوئے کہ لارڈ ایسٹرلن اور

اُن کے ساتھیوں کو بھیجیوری وزارت ترک کرنی پڑی الما اور انگریزین کی فتوح نے کوئی نتیجہ نہیں پیدا کیا ہے۔ سیتس ٹوپل مین برابر لڑائی جاری رہی۔ دشمنوں نے سخت مقابلہ کیا اس مقابلہ سے اور موسم سرما کی شدت سے لشکر گھٹتا رہا۔

وزارت مین ایسے پیچ و پریچ آنکر پڑے کہ ۲۳۔ جنوری سے ۲۴۔ فروری تک ملک بغیر کسی گورنمنٹ کے رہا۔ جس کل اثر ملک سے باہر بہت بڑا پڑا۔ لارڈ کوئی نے پیرس لارڈ کلیرن کو لکھا کہ مین خد سے چاہتا ہوں کہ ملک میں کسی نہ کسی قسم کی گورنمنٹ مقرر ہو۔ مین یہ بات مبالغہ سے نہیں کہتا کہ آجکل جو ہماری گورنمنٹ کی حالت ہو رہی ہے وہ ہماری قوم کی نیک نامی کو بڑھ لگاتی ہے اور کونشی ٹیوشنل گورنمنٹ کو بدنام کرتی ہے۔ ان دشواریوں کے دور کرنے میں ملکہ منظر نے ایک لمحہ بھی رایگان نہیں کیا۔ انہوں نے لارڈ پامرسٹون کو لکھا کہ آپ وزارت کو سنبھالیے انہوں نے اس وزارت کو قبول کر کے ملکہ منظر کی دست بوسی کی۔

۱۰۔ فروری ۱۹۰۵ء کو ملکہ منظر کی پندرہویں سالگرہ کا دن آیا۔ آخر ہفتوں میں ملکہ منظر کی پریشانی خاطر میں تخفیف ہو گئی تھی۔ اُن کے بچے بڑے پیارے پیارے تماشے کر کے اُن کے دل کو خوش کرتے تھے۔ پرنس اپنے روزنامہ میں دن تماشوں کی تعریف لکھتے ہیں کرنل فینس جو ملکہ منظر کے جیب خاص کے خرچوں کے خزانچی تھے۔ وہ اس سالگرہ کی شادی کے تمنیت نامے میں لکھتے ہیں کہ مجھے اس لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں جناب عالیہ کو بصدقہ ولی مبارکباد دیتا ہوں۔ وہ تو میں اس لئے دوں گا ہی کہ حضرت عالیہ نے اپنے خاندانِ الامین مجھے ایک ممتاز منصب پر سرفراز کر رکھا ہے۔ مگر میں انگلستان (انگریز) ہوں۔ اس وجہ سے مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں نہایت خوشی سے آجکلے دن حضور عالیہ کو مبارکباد دوں کہ پرنس کو منصب حاصل ہو اُس سے ملک کو اتنی برکتیں حاصل ہو رہی ہیں کہ جن کا تخمینہ نہیں ہو سکتا۔ میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ حضور کے شوہر سے جو ملک کو فستین اور برکتیں حاصل ہو رہی ہیں ان کا تخمینہ و اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ کل ملک کو ممنون منت ہونا چاہیے کہ حضور کا خانہ معطر و عطر کیلئے ایک نمونہ ہے جس کی وہ تقلید و اتباع کیا کرے۔ جو لوگ کہ عالی جناب پرنس سے ملے ہیں انکو انکی قابلیت۔ عالی دماغی۔ روشن ضمیری سے واقفیت پوری ہے جن سے کہ حضرت

ملکہ منظر کی شادی کی سالگرہ اور پرنس بالبرٹ

عالیہ ایسے موقعوں پر جیسے کہ آج کل پیش میں امداد و اعانت پاتی ہیں یہ نقطہ اگرچہ پرنس کو معاملات ملکی میں بہت سے تروادات و محضے رہتے تھے، مگر باوجود اسکے وہ آرٹ کی ترقی کے فکروں سے خالی نہ رہتے تھے۔ ۲۸۔ پانچ سہ ماہیہ کو اپنے روزنامہ میں وہ لکھتے ہیں کہ میں نمائش کی کمیشن کا پریسیڈنٹ مقرر ہوا اور میں نے یہ تجویز پیش کی کہ ہرنیل صاحب نے جو شیشیائے عجیبہ جمع کی ہیں ان کا ایک حصہ خرید لیا جائے۔ اُسکے خریدنے سے کن سنگٹن کے جنوب میں آرٹ اور صنعت کا ایسا ایک عجائب خانہ بن گیا جو یورپ میں عظیم الشان اور دلچسپ سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ پانچ سہ ماہیہ کو سینٹ پیٹر برگ میں شہنشاہ نکولاس کا انتقال ہوا۔ اور شہنشاہ الگزینڈر دوم اس کا جانشین ہوا۔ بعض آدمیوں کو اس وفات سے یہ امید تھی کہ مختصر یہ صلح ہو جائیگی مگر تاریخ اور سرشت انسانی کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لڑائیاں قوموں کی نحوٹ اور پولیسی کے سبب سے شروع ہوتی ہیں انکی صلح یا جنگ پر کسی خاص شخص کے مرنے سے بہت ہی کم اثر ہوتا ہے۔ ۳۔ پانچ کو باپ کا تاج بیٹے نے سر پر رکھتے ہی کہہ دیا کہ میں اپنے باپ کی پولیسی پر چلون گا اور اس میں سر مو تفاوت نہیں کروں گا گویا کہ تاج شاہی اور یہ پولیسی دونوں ساتھ ہی اُسکو اپنے باپ کے ورثہ میں ملی تھیں۔

میدان جنگ میں بہت سے سپاہی زخمی اور بیمار ہو کر اپنے گھر چلے آئے تھے۔ پرنس ملکہ معظمہ نے انکی حالت زار کو دیکھ کر اول ہی اُنکے دوا و درمان کی طرف توجہ کی۔ ۳۰۔ پانچ کو وہ اپنے دو بڑے صاحبزادوں کو ساتھ لیکر چیتھم کے جنگی اسپتال کو دیکھنے گئے اور دیکھنے کے بعد ملکہ معظمہ نے لارڈ پان مورٹیس سکرٹری یا منسٹر کو یہ چٹھی لکھی۔

قصر بکنگھم۔ ۵۔ پانچ سہ ماہیہ میں نے کل رات کو آپ سے ذکر کیا تھا کہ زخمیوں اور بیماروں کے لئے اسپتالوں کا بننا بڑا ضروری ہے۔ اب پھر اسی مضمون کا اعادہ بڑے شوق سے کرتی ہوں کہ یہ بڑا ضروری کام ہے۔ اب وقت ہے کہ اسپتال تعمیر کیے جائیں۔ اسوقت جمہور کے دلوں میں سپاہ کے ساتھ ہمدردی کا جوش بڑے زور سے اٹھ رہا ہے کہ وہ سب طرح سے سپاہ کی بہتر حالت بنانے کے لئے تیار و آمادہ ہیں۔ اس کام کے لئے اُسے روپے کا وصول ہونا نہایت آسان ہے۔

دل سے چاہتے ہیں کہ ہم سپاہ کے لئے آسائش و آرام کا سامان تیار کریں۔ چپترم کی اور زیادہ فورٹ پٹ اور بروٹن کی بارکون میں بچارے مرخصوں کے حال پر ایسی توجہ مہرہی ہے کہ جسپر افزائش کی گنجائش نہیں۔ وہ ان کے آسائش اور آرام کے لئے کافی ہیں مگر ان کی عمارتیں خراب ہیں اسکے وارڈس ایسے ننہیں ہیں۔ جیسے کہ اسپتالوں کے ہونے چاہئیں بلکہ وہ جیل خانوں کی کوٹھریوں کی مانند ہیں۔ ان میں کھڑکیاں ایسی اونچی ہیں کہ ان میں سے جہانک کر کوئی باہر نہیں جھ سکتا۔ بہت سے وارڈس چھوٹے ہیں۔ ان میں بستروں کے درمیان چلنے کے لئے مشکل سے جگہ ملتی ہے۔ کوئی کھانے کا کمرہ یا مال نہیں ہے۔ بچارے بیمار اسی کمرے میں کھاتے ہیں جس میں سوتے ہیں۔ ایک ہی مکان میں ایک ہی وقت میں بعض مرتے ہوتے ہیں۔ بعض سخت امراض میں مبتلا ہوتے ہیں بعض کھانا کھاتے ہوتے ہیں۔ اس تجویز کو کہ بیماروں کے لئے جہازوں کی سی کوٹھریاں بنائی جائیں۔ میں پسند نہیں کرتی۔ وہ بڑی کلفت اندوز ہوتی ہیں۔ بیماروں کے لئے مکانات ایسے بنانے چاہئیں کہ جن میں انکو روحانی خوشیاں حاصل ہوں اور جسمانی کلفتیں دور ہوں۔ اس کام کی طرف میری خاص توجہ ہے۔ میں سچ کہتی ہوں کہ میں سب سے بڑی وقت اس کام کے وہم و گم میں لگی رہتی ہوں۔ یہ کام میرے پیارے سپاہیوں کی تعلیق رکھتا ہے جو چنی جان بہادرانہ لڑائی میں لڑا رہے ہیں۔ مصیبتوں کو جیل ہے ہیں۔ بے سرو سامانی کی مصیبت کو اپنے سر پر اٹھا رہے ہیں۔ میں پورٹس مٹھ کے اسپتالوں کو چاکر و بچوں کی کہ ان کا کیا حال ہے۔ انسپڈن لارڈ پان مور نے جوابے یا کہ میں حضور کے سارے خیالات کے ساتھ متفق ہوں کہ سپاہ کے لئے ایک یا کئی اسپتالوں کا ہونا ضروری ہے اور میں نے حکم دیدیا ہے کہ اسپتالوں کے لئے ایسی زمینوں کی پیمائش کی جائے جن میں بیماروں کی صحت سب طرح محفوظ رہے اور ان میں ضعیف بیمار آسانی سے داخل ہو سکیں۔ چند کایہ خیال خالی نہیں جائے گا اور اسکے موافق نیٹ الی کی جنگی اسپتال کلان کا انتظام کیا جائیگا۔

لنڈن میں کرمیلا کے سپاہیوں کی بیواؤں اور بچوں کی امداد کے لئے یہ ایک اور صیغہ نکالا کہ اسی مہینے میں آبی رنگ کی تصویروں کا انیلام کیا گیا کہ ان کی قیمت سے کرمیلا کے میدا جنگ میں جو افسر مارے گئے ہیں ان کی بیواؤں اور یتیموں کی امداد کی جائے بلکہ معظمہ بڑی صاحبزادی

کے ماتھے کی بنائی ہوئی تصویر معلوم ہوتی تھی کہ ابھی بول اٹھیں گی بہت قیمت کو فروخت ہوئی اور اسکی قیمت اس نیک کام میں نینگ لگی۔

تکویاد ہوگا کہ جب بوتون میں شہنشاہ فرانس سے پرنس کی ملاقات ہوئی تھی تو پرنس نے شہنشاہ سے کہا تھا کہ ملکہ کی عین تمنا یہ ہے کہ شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دونوں انگلینڈ میں تشریف لائیں۔ سو اس درخواست پر شہنشاہ نے انگلینڈ میں اپنے آنے کی تاریخ ۱۶- اپریل ۱۸۵۵ء متعین کی تو یہاں وینڈسکرکیل میں مہانداری کی شانمانہ سامان تیار ہونے شروع ہوئے۔ شہنشاہ کی خواہش کے لیے وہی کمرہ آراستہ کیا گیا جو اسی سلطنت کے زمانہ میں شہنشاہ روس نکولاس اور بادشاہ فرانس فلپ لوئی کے سونیکے لیے آراستہ ہوا تھا۔ ۱۳- اپریل کو ملکہ مظہر سے ملکہ میری آئیسلی ملاقات کو آئی تھیں۔ یہ دونوں ملکہ غمرہ ہوئیں ملکہ مظہر اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ میں نے ملکہ محدودہ کو دیکھا کہ وہ ایک سادہ کوچ میں سواری تھیں۔ جس میں ڈاک کے گھوڑے بٹے ہوئے تھے اسوقت یہ خیال مجھے عبرت دلانا تھا کہ چھ برس گزرے کہ اس فرانس کی ملکہ کا شہرہ وہی شان شوکت رکھتا تھا۔ جواب اسکا جانشین شہنشاہ تین روز بعد آنے والا دیکھتا ہے۔ ان دونوں کے مقابلہ کو نیسے دلی رنج ہوتا ہے (فلسفہ بردا یا اولی الا بصار)۔

یہ امید تھی کہ دو ور میں ۱۶- مارچ کی صبح کو شاہی جہان آجائینگے اسلئے شام ہی سے پرنس ان کے استقبال کو گیا مگر کہر ایسی شدت سے پڑی کہ دو فرانسسی و خانی جہاز زمین پر آگئے۔ وہیں کے قریب وہ شاہی جہاز اس آفت میں آنے سے بچ گیا جس میں شہنشاہ سواری تھا۔ سطح کا ساما کیا گیا تھا کہ شہنشاہ کا استقبال نہایت شان شوکت و گروفر سے ہو چکی و خانی جہازوں کا بیڑا بندرگاہ سے پرے شہنشاہ کی سلامی اتار نیکیے لیے فراہم ہوا تھا۔ شہنشاہ کے بیڑے کے خیر مقدم کے لیے جو شاہی جہازوں اور کشتیوں کا ایک لشکر بندرگاہ سے روانہ ہوا تھا وہ کہر کے اندر غائب ہو گیا۔ اس کہر سے یہ خوف تھا کہ مبادا اس هجوم میں کوئی حادثہ نہ واقع ہو گا اس کہر نے استقبال کی گرما گرمی کو سرد کیا۔ مگر اسکا معاوضہ ملاقات میں گرم مہر سی ہو گیا۔ جب لندن میں شہنشاہ آیا تو انگریزوں نے اپنی محبت سے لپٹے قومی دوست کی خیر مقدم کی رسم ادا کی۔ مگر چہ عوام کو معلوم نہ تھا کہ کس راستہ سے شہنشاہ کی سواری جائے گی کہ اس راستہ کو آراستہ و پیرا راستہ کرتے۔ مگر سواری جس راہ سے

گرمی و نان آرمیون نے بڑے جوش و خروش اور محبت سے چیر دیے۔ شہنشاہ کے ساتھ
 غریب مفلسوں نے بہ نسبت دو لہندوں کے زیادہ دلی محبت کا اظہار کیا۔ سواری کے گرد بڑا
 ہجوم کثیر و جم غفیر تھا۔ کوئی جگہ ایسی نہ تھی کہ جان سے یہ سواری نظر آتی ہو اور وہ ان آرمیون کے
 ہٹ کے ٹٹ نہ لگے ہوئے ہوں۔ شہنشاہ اپنے استناد کی صورت پہچانتا تھا جب کنگ
 سٹریٹ میں آیا تو شہنشاہ بیگم کو وہ مکان بتلایا جس میں وہ بہان اپنی جلائے وطنی کی حالت میں
 گیا تھا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ کیا وہ در ماندگی اور بیچارگی و عسرت کی حالت تھی یا آج یہ شان و شوکت
 کی حالت ہے۔ جتنی سواری آگے بڑھتی گئی۔ اتنی ہی تعظیم و تکریم بڑھتی گئی۔ وند سرخوب آہستہ کیا
 گیا تھا۔ مصنوعی دروازے محراب دار بنائے گئے تھے اور اُپر جنڈیاں و بیرقین لگائی گئی تھیں
 شہنشاہ کی اس آمد کا حال مکہ منظر کے روزنامچے کے ان چند فقرہ کی نقل سے خوب معلوم ہو
 جائے گا۔ ۱۰ مئی پر لندن میں شہنشاہ داخل ہو گیا۔ میں نے بھی جلد اپنے جانے کیلئے
 تیاری کی اور کیسل کی دوسری طرف چلی گئی اور ایک کمرہ کے پاس انتظار دیکھنے لگی۔ انتظار میں
 تو بڑی دیر بھی بہت معلوم ہوئی۔ آخر سو اساتذہ بوسناک بیڈنگین سے ریل روانہ ہوئی۔ تھلا
 نے سخت پریشان کیا۔ شام کو مطلع صاف روشن تھا۔ سڑک پر تماشائیوں کی صفوں میں جنٹر
 ہوئی اور ایک سائیس آیا اور توپ کی آواز آئی۔ ہم نے زمین کی طرف حرکت کی پر دوسرا سائیس آیا
 پر جلد کے سپاہی آئے۔ آرمیون کے چیر کا غل شور مچا۔ سوار نمودار ہوئے۔ دروازے کھولے گئے
 میں آگے چلی۔ پیچھے میرے بہت قریب میرے بچے اور شہزادے چلے۔ بینڈ بجا۔ نفریان بچیں
 کہلی ہوئی گاڑی میں شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم صدر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور پرس اُنکے آگے بیٹھا
 ہوا تھا۔ یہ سب سواری آگے۔ میں اسوقت بیان نہیں کر سکتی کہ میرا دل کیسا دھکن دھک کر رہا
 تھا۔ مجھے یہ سارا جلوہ ایک خواب معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہوں کی یہ ملاقات عظیم الشان جو بہت
 دنوں میں بہت سی باتوں کی تحریکیں پیدا کرتی تھیں ہمیشہ دلون کو گدگدایا کرے گی۔ میں آگے
 بڑھ کر شہنشاہ کی بے لگہجہ ہوئی اور میں نے اس کے ہر خسارے کے دو دو بوسے دیئے۔ اُس نے میرے
 ہاتھوں کو چوما۔ پھر میں نے شہنشاہ بیگم سے معافہ کیا وہ بڑی حسین و جمیل قوی تھیں۔ پھر میں
 اپنے اور عزیزوں اور بچوں کو پیش کر کے ملایا۔ شہنشاہ نے بڑی کھلے لگایا۔ پھر ہم سب زمین پر

چڑھے۔ البرٹ شہنشاہ بیگم کو بازو بازو ساتھ لیکر چلا جنوین آگے چلنے میں عذر کیا مگر آخر کون
انہوں نے پیش قدمی کو تسلیم کیا۔ ان کے پیچھے شہنشاہ مجھے ساتھ لیکر بازو بازو چلا۔ شہنشاہ
نے اپنے زمانے بڑی خوشی ظاہر کی اور دوسری بڑی تعریف کی۔ انکو تخت گاہ پر لے جا کے انکو
مراسم آدائین اور پرائیوٹ کو اپنے اپنے کمرے میں پہنچا دیا۔

اُسی شام کو ڈنبرمو جس کا حال ملکہ معظمہ اپنے روزنامے میں لکھتی ہیں کہ شہنشاہ کو بہت باتیں
کرنے کی عادت نہیں ہے۔ اُسکی آواز نرم اور مہین ہے۔ شہنشاہ نے مجھ سے کہا کہ اٹارہ برس
ہوئے کہ میں نے آپ کو اول دفعہ دیکھا تھا کہ آپ پہلے ہی پہل پارلیمنٹ کو کھوٹے گئی تھیں جس
میرے دل پر بڑا اثر ہوا تھا اور اُسے یہ بھی کہا کہ ۱۰ اپریل ۱۸۷۱ء کو میں یہاں کو کنسٹیبل بنا ہوا تھا اگر یہ
حال آپ کو معلوم ہوا ہو تو تعجب ہے ابھی جوائن کی خبر اس کے پاس آئی تھی اُسکو بیان کیا کہ چار سو تو میں
چل رہی ہوں۔ محاصرے کے باب میں وہ متردد تھا۔ اُسے وہاں اپنے جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے
کہا کہ وہاں آپ کا جانا خطرناک ہے۔ فاصلہ بڑا دور دراز ہے۔ اُس نے کہا کہ سب جگہ خوف و خطر موجود
ہے۔ ہاں فاصلہ دور دراز ہے۔ دوسرے دن میرے دل پر یہ نقش ہوا کہ شہنشاہ بہت خاموش اور
مغرور القلب ہے اور اُسکے اوضاع اطوار و طرز و انداز ایسے ہیں کہ جس سے اور زیادہ خجستہ و پسینہ
نہیں ہو سکتے۔ اُسکے ذہن میں منصوبے بہر ہوئے ہیں۔ حاضری کے بعد میں اور وہ دونوں پیدل
ساتھ چلے جس میں جنگ کے اور آسٹریا کے تعلقات کے باب میں گفتگو میں ہوئیں اور اُسکے نتائج
نکالنے کے خوب موقع ملے۔ شہنشاہ اور البرٹ کے درمیان جو اس باب میں باتیں ہوتی تھیں
اُسکے سننے میں میرا دل بڑا لگتا تھا۔ جیسا شہنشاہ کو رزم گاہ میں جانے کا شوق ہی ایسا ہی ہے اُنکی
بی بی کو شوق تھا کہ شوہر وہاں جائے شہنشاہ بیگم جنگ سے بڑی دلچسپی رکھتی تھیں۔ وہ شہنشاہ کا
رزم گاہ میں جانا اس سبب سے چاہتی تھیں کہ نسبت اور مقامات کے وہاں شہنشاہ کو خوف و خطر کم
تھا وہ کہتی ہیں کہ پیرس میں ہی ایسا ہی خطر شہنشاہ کے لئے ہو جیسا کہ رزم گاہ میں جب سچ کو پیرس
میں شہنشاہ تنہا جاتا ہے تو مجھے اُس کے جانے سے جیسا ڈر لگتا ہے ایسا کبھی اور بات سے ڈر
نہیں لگتا۔ شہنشاہ بیگم بڑی صاحبِ صلہ و جرمی ہیں اور معصوم صفت ہیں۔ بڑی دلفریب و دل آویز
باتیں کرتی ہیں۔ ان اوصاف حمیدہ کے سوائے ان کی وضع و طرز و انداز و طور و خجستہ و پسندیدہ میں

انہوں نے سپین کا ذکر بہت کیا۔ اور اس ملک کی بد اقبالی پر اپنا بچ و افسوس ظاہر کیا لہٰذا کھانے میں شہنشاہ نے مجھ سے پوچھا کہ ملکہ ایمیلی کہاں ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ وہ انگلینڈ میں ہیں۔ شہنشاہ نے کہا کہ میں نے آخر سال میں لیدر پوٹ کو لکھا کہ اگر سپین میں مراجعت کر نیکا سفر اُن سے کیے دو روز رہو تو مجھے اس پر کہ وہ فرانس میں ہو کر جائیں۔

وڈسیر بارک میں ۴ بجے ہم نے سپاہ کا معائنہ کیا وہ نہایت دلچسپ اور خوش نظر تھا۔ اول گاڑی میں میں اور شہنشاہ بیگم جن کو ہمیشہ پیدل چلنے میں اور سوار ہونے میں میں یہ چاہتی ہوں کہ وہ آگے چلیں اور تہی و کی اور چھوٹا پیارا آرٹھر بیٹھے اور البرٹ اور شہنشاہ اور دیوک کیمر جارج اور اورنس ران سپاہی گھوڑوں پر سوار تھے۔ سوار اور پیدل تماشائی ہم کو چاروں طرف گھیرے ہوئے تھے۔ اُنکے چیر زوینے کا بیان نہیں ہو سکتا کہ وہ کس کس شے اور گر مجبوشی سے دیتے تھے انہوں نے شہنشاہ کے گرد وہ جگمگٹ لگایا کہ وہ بچ گیا۔ شہنشاہ گھوڑے پر بیٹھا بڑا خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ وہ بڑا شہسوار ہے۔ غرض سپاہ کا معائنہ بہت اچھی طرح ہوا۔ شام کو وائرلوزم میں بال کا جلسہ ہوا۔ ہمیں شہنشاہ کے ساتھ میں ناچی۔ شہنشاہ بڑی آن بان و شان کے ساتھ ناچتا تھا۔ یہ خیال کیسا تعجب فیض و حیرت آمیز ہے کہ میں جارج سوم کی پڑپوتی ہوں اور شہنشاہ اس شخص کا پوتا ہے جو انگلینڈ کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ آج ہم دونوں ساتھ ناچتے ہیں۔ اور وہ وائرلوزم میں میرا ولی اور سب سے زیادہ قریب کا دوست ہے۔ چھ برس اس کا عرصہ گزرا کہ یہی میرا دوست اس ملک میں جلا وطنی میں نہایت افلاس کی حالت میں رہتا تھا کوئی اس کو خیال میں ہی نہیں لاتا تھا کہ وہ کون ہے۔

شہنشاہ اپنے کمرے میں اپنے گرد اگر ڈائن ممبران ملکی اور سپاہیوں کی تصویریں بچھتا تھا جنہوں نے اپنے کارنامے نمایاں سے اُسکے نام و یاد اور روکے یا تھا تو وہ سب سے زیادہ اُن تصاویر کا تین کو دیکھ کر متحیر رہتا تھا ہم سہ پہر کھانے گئے۔ شہنشاہ مجھے اور البرٹ شہنشاہ بیگم کو بانو میں بازو ڈال لے لے رہے تھے جیسے کہ شہنشاہ کے اوضاع و اطوار و طرز و انداز کا بالکل شرفاںہ خوشنما ہر کوئی دیکھے ایسے پہلے کسی اور شخص کے نہیں دیکھے۔ اس کے محاسن اخلاق بڑے دل آویز ہیں اور اُس کے مزاج میں اعتدال ہے۔ فقط

دوسرے دن شہنشاہ کے پاس نئے ایک وزیر کے مرجانی کا تار آیا تو اُس نے کہا کہ کیا
تعب کی بات ہو کہ میں اپنے وزیر کا قاتل تمام دندے مقرر کرتا ہوں گیارہ بجے شہنشاہ کے
کمرے میں جنگ کی کونسل کا اجلاس ہوا۔ اس میں انگلستان کی سلطنت کے اراکین عظام جمع
ہوئے اس کونسل کے انتظام کا کل انتظام پرنسس البرٹ کے ذمہ تھا۔ سب نے بالاتفاق بے
دلی کہ یہ میا کے میدان جنگ میں شہنشاہ کو نہیں جانا چاہیے مگر شہنشاہ نے اسکو منظر نہیں
کیا۔ چند گھنٹوں کے بعد کونسل کا اجلاس ختم ہوا اور اُس میں کوئی امر طے نہیں ہوا۔ بلکہ منظر
اس کونسل کا حال اپنے روزنامہ نگار نے بیان کیا کہ اسکا اجلاس ۱۸ تا ۱۹ کو ہوا۔ دو بجے لچ کا وقت
آیا۔ پھر بھی کونسل جی رہی۔ اسکو طلاق تھی کہ یہ شہنشاہ بیگم و دونوں اسکی منتظر بیٹھی ہیں۔ تھوڑی
اتظار کر کے شہنشاہ بیگم خود گئیں اور سٹرکول سے کہا کہ بہت دیر ہو گئی ہے چار بجے اور ڈرافٹ گارڈ
کا چیئر ہونے والا ہے مگر سپر بھی کونسل میں سے نہ ہا تو تھوڑی دیر کے بعد شہنشاہ بیگم نے
مجھے خود جانے کو کہا سو میں شہنشاہ کے کمرے سے ہو کر کونسل کے کمرے میں گئی جو اس کے سونے کے
کمرے کے متصل تھا۔ دروازہ کھٹکٹھایا اور آخر اندر گئی اور پوچھا کہ ہلکے کیا چاہیے۔ شہنشاہ اور البرٹ
اٹھے اور کہا کہ ہم آتے ہیں گروہ آئے نہیں کچھ دیر انتظار کر کے بلکہ منظر اور شہنشاہ بیگم نے اور لیڈیوں
کے ساتھ بغیر انکے لچ نوش جان فرمایا۔

چار بجے تخت گاہ کے کمرے میں شہنشاہ کو اور ڈرافٹ وی گارڈ دینے کی رسم ادا ہوئی وزیرین
اور بڑی بری باتوں میں ان فرانسیسی سفروں کا بھی ذکر آیا جو لندن میں پناہ گزین تھے شہنشاہ نے
کہا کہ جہان قاتلوں کی بر ملا حمایت کی جائے وہاں مہمان نوازی سے کیا سرت حاصل ہو سکتی ہو اس
ملکہ منظر نے فرمایا کہ کئی دفعہ میری جان ستانی کے لئے جلے ہو چکے ہیں اسکو شہنشاہ نے نہایت
مذموم اس وجہ سے بتلایا کہ وہ عورت پر حملہ تھا۔ اس باب میں اُسے کہا کہ میری رے وہی ہو جو میر
چچا کی تھی کہ جہان کوئی سازش ہو اور وہ معلوم ہو جائے تو حفاظت قدم کرے اسکا کچھ خوف نہیں رہتا
مگر جہان کوئی دیوانہ ہم پر حملہ آور ہو اور اپنی جان جانے کی پروا نہ کرے تو اس کا اسناد کیا بل نہیں
ہو سکتا یا ہو سکتا ہے تو بہت تھوڑا۔

۱۹۔ اپریل کو لندن کی گورپوریشن نے وڈ سر کیسل میں شہنشاہ کے آنے کے ایک دن بعد ایڈمیرل

جس کا جواب شہنشاہ نے فرانسیسی زبان میں دیا۔ جس کا ترجمہ انگریزی میں ہوا اور اب اُس انگریزی ترجمہ کا خلاصہ اردو میں لکھا جاتا ہے۔

آپ نے جو تعریفیں کی ہیں وہ خوشامد کی باتیں ہیں۔ میں انکو اسلئے قبول کرتا ہوں کہ وہ زیادہ تر فرانس کی تعریفیں بہ نسبت سیری تعریفوں کے ہیں وہ اس قوم کی مخاطبت میں ہیں۔ جن کے غرض اعظم وہی ہیں جو آپ کی قوم کے خود ہیں وہ بحری و بری سپاہوں کی تعریفیں ہیں جو سپاہ کے ساتھ بہادرانہ خوف و عزت میں مشارکت رکھتی ہیں۔ وہ ان دو گورنمنٹوں کی مخاطبت میں ہیں جن کی پولیسی رستی عقل پر مبنی ہے۔ میرا اپنا حال یہ ہے کہ میں اسوقت تخت سلطنت پر بیٹھ کر وہی رائے ہنگوستان کی نسبت رکھتا ہوں جو یہاں میں جلاوطنی کی حالت میں رکھتا تھا۔ اُس حال میں بھی ملکہ مغظمہ میرے ساتھ مہمان نوازی کرتی تھیں۔ اگر میں نے اپنے یقینات کے موافق کام کیا ہو وہ یہ ہے کہ قوم نے مجھے اپنی شہنشاہی کے لئے بمقتضائے تہذیب عامہ انتخاب کیا ہے۔ میں نے ان کے اغراض کے پورا کرنے کو اپنا فرض بنایا ہے۔ بیشک انگریز و فرانس بالخصوص تمام پولیٹکس و ترقی کے مسائل میں جو دنیا کو متحرک کرتے ہیں متحد ہیں۔ شہنشاہ کا یہ بیج سارے ملک کو پسند آیا۔

گیارہ بجے کوئین و پرنس اپنے شاہی مہانوں کو ہمراہ لیکر لنڈن میں آئے یہاں سے جدا ہوئے مہمان و میزبان دونوں ادا سے تھے۔ قصر بنگلہم سے شہنشاہ و شہنشاہ بیگم تنہا شانہ جلوس کے ساتھ گلڈ ہال کو روانہ ہوئے۔ لنڈن میں انکے خیر مقدم کی رسم اس خوبی سے ادا ہوئی کہ اس سے شہنشاہ کے دل پر یقین ہو گیا کہ اہل انگریز اسے دلی محبت رکھتے ہیں۔ وہ دونوں ہی کے قصر میں واپس آ گئے۔ شام کو وہ ملکہ مغظمہ کے ساتھ تھیٹر میں سیر کو شانہ ٹھاٹھ سے گئے۔ ان کی سواری تہ معلوم ہوتی تھی کہ آدمیوں کے سمندر میں چل رہی ہے۔ جب ملکہ مغظمہ نے اپنے مہانوں کو شاہی کوس پر تھیٹر میں بٹھایا تو چیز بڑے زور شور سے دیئے گئے۔ ۱۰۔ اپریل کو شاہی مہانوں نے سڈنی ہم میں کرسٹل پلین (قصر بلورین) کی سیر کی۔ اسکی ساخت کی ایجاد کو دیکھ کر متحیر ہوئے۔ شہنشاہ خود پیرس میں ٹھیٹر پیشکش بنائیں کرنے کو تنہا اسلئے اس عمارت کے دیکھنے میں اسکی خوبھی ایک خاص غرض تھی۔ یہاں یہ کار نمایان تو خود رعایا نے کیا تھا جب پیرس میں وہ کام باو شاہ کرے تو اسکی شان و شکوہ زیادہ ہونی چاہئے۔ ملکہ مغظمہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ آج شہنشاہ کی سینٹا لیا پین لکچر کا

دن تھا۔ ہم اُسکو مبارک باد دینے گئے تو اہل لمحہ میں اُسے جانا نہیں کہ ہم اُسکو کس بات کی مبارکباد دینے آئے ہیں۔ لیکن پہر اُسکو اپنی سالگو کا خیال آیا تو وہ مسکرایا اور میرے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور میرا شکریہ ادا کیا۔ میں نے اُسکو ایک پسل کیس دیا۔ شہنشاہ کو اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ آئندہ نے اُسکو دو ٹھول بونا پارٹی نذر دیئے۔

یہ دن بھی کیسا ذی شان تھا۔ سڑکوں پر بے شمار آدمیوں کی بھیڑ بن گئی ہوئی تین ملکہ معظمہ لکھتی ہیں کہ بار بار یہ آواز طرح طرح کے بھون میں آہی تھی کہ شہنشاہ مدت تک زندہ سلامت رہے۔ جن آدمیوں کے اندر سے ہو کر شہنشاہ گزرتا تھا اُنکو سلام کرتا تھا۔ قصر بلورین میں کسی غیر شخص کو جب تک نہیں آنے دیا کہ زمرہ شاہی نے اُسکو تمام وکال نہیں دیکھ لیا۔ پھر یہاں سے باہر کر باغوں کے دیکھنے کے لئے بالاخانہ چرچڑھا۔ یہاں اُسے فواروں کی قطاروں کو چومتے ہوئے دیکھا جن کا اوپر کا حصہ ابھی تیار ہوا تھا۔ یہ فوارے پہلے ہی دفعہ چوٹے تھے۔ اُس نے ۲۰ میل تک صاف ہوا میں اپنے چشم انداز میں دیکھا کہ انگلش کبیت۔ درخت و دہات۔ چرچوں کے منارے عجیب ہار دکھائے ہیں۔ یہ دیکھ دیکھ کر لکے چرے بشاش ہوئے جالتے تھے۔ حیرت زدہ ہو کر تعریف کرتے تھے۔ بیچ کھانیکے بعد قصر شاہی کی طرف مراجعت ہوئی تو مہمانوں نے دیکھا کہ مہاجر آدمیوں کے ٹٹ کے ٹٹ لگے ہوئے ہیں۔ اور چیز کے آواز سے بڑی گرمجوشی سے لگ رہے ہیں۔ ملکہ معظمہ لکھتی ہیں کہ اگرچہ سب کام اچھی طرح ہو رہے تھے کہ اس سے زیادہ بہتر نہیں ہو سکتے تھے مگر بھیڑ بھاڑ ایسی تھی کہ مجھے خوف تھا کہ وہ شہنشاہ کو پہنچ نہ لے۔ میں شہنشاہ کے پاس بٹل میں چلتی تھی کہ آدمی اُس سے ہنرے جانیں تمام میرے خیالات اپنے دماغ کی رگوں پر اثر ہو نیکے جاتے رہے تھے۔ مجھ کو صرف ایک خیال بس شہنشاہ کا تھا۔ بقول البرٹ کہ جب آپ اپنی سنین بھول جاتا ہے تو اُسکو اپنے دماغ کی رگوں کی خبر نہیں رہتی۔ فقط

شام کو ۶ بجے جنگ کریمیا کے فیصلہ کے لئے کونسل بھیجی جس میں ملکہ معظمہ اور شہنشاہ و امراء عظام رونق افروز تھے۔ ملکہ معظمہ تحریر فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے بہتر کوئی اور مجلس نہیں دیکھی۔

۲۰۔ تاریخ کو یوم الفراق تھا۔ ویر تک جو دوستانہ ملاقاتیں رہیں اور میزبانوں اور مہمانوں میں غلام

ہوئی تو ایسی محبت پیدا ہو گئی کہ جدائی کے وقت انکو ایسا ہی اندوہ و ملال تھا جیسا کہ جدائی کی وقت دوستوں کو ہوتا ہے۔ شہنشاہ کا کام سب سے آخر یہ تھا کہ اسے کوئین و کنویریا کی الیم میں اپنا نام لکھا اور جب وہ انکو واپس می تو لے کر کما کما میں نے اپنے دل کی یہ بات لکھ دی کہ میں آپ کو ملکہ اور اپنی ہمیشہ سہتا ہوں اور میرے دل میں آپ کی مودبانہ اطاعت و محبت و شفقت ہو۔

الوداع کے وقت طرفین کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے اور زبان سے محبت کے گرم الفاظ نکلتے تھے۔ ملکہ مظہر لکھتی ہیں کہ مہمان سوار ہو کر گئے۔ بینڈ بج رہا تھا۔ ہم اسی شہ نشین میں جہان تھوڑی دیر پہلے ہم سب جمع ہوئے تھے انکی زرق برق کی سواری جب تک بکتے رہے کہ وہ نظر سے غائب ہوئی۔ پھر ہم اپنے کمرون میں چلے آئے۔ یہ عظیم الشان ملاقات اور اس کے واقعات دنیا کی ہر چیز کی طرح گزر گئے۔ یہ ملاقات بڑی پرتاب کا میاب خوش کرنیوالا ایک خواب تھا جس کی یاد میرے دل میں بیٹھ گئی ہے۔ وہ ہم سب کی دل خوش کرنیوالی اور دل میں اپنا نقش جمانی والی تھی۔ اس میں سب طرح خیر و عافیت رہی کوئی الجھیر نہیں پڑا۔ موسم اچھا تھا۔ ہر چیز پر ہنس تھی۔ قوم محبت میں گرمجوش تھی۔ ان دو ملکوں کی مودت و استحکام اتحاد سے خوشی و خرمی تھی جسکی سعادت زہر قاتل ہوتی۔ بیشک لڑائی ہو رہی ہے۔ لیکن یہ لڑائی وہ نہیں ہے کہ ہمارے سوا حل کو ہمارے گہرون کو ہماری اندرونی خوشحالی کو معرض خطر میں لائے۔ یہی لڑائی اگر فرانس سے ہوتی ہوئی ہوتی تو یہ ساری خرابیاں برپا ہوتیں۔ میں اس شہنشاہ سے واقف ہو کر نہایت خوش ہوئی کوئی شخص اس کے ساتھ رہنے کے بعد ممکن نہیں کہ اس کو دل سے پسند نہ کرے اور اس کا مزاج سرگرم میں یقین کرتی ہوں کہ وہ اس قابل ہے کہ اس سے محبت الفت مودت کی پاس گزاری کی جائے

آئندہ کے لحاظ سے میرے دل میں اسکی طرف سے بڑا اعتماد ہے۔ میں خیال کرتی ہوں کہ وہ آزاد ہے اور اسکی نیت ہماری طرف اچھی ہے۔ سٹوک میئر سے جب میں نے پیچھے ذکر کیا تو اسے کھا کہ مہنے اس بات کو یقین کے درجہ پر پہنچا لیا ہے کہ شہنشاہ تادم مرگ ہمارے ساتھ سچی دوستی اور وفاداری رکھے گا۔ اس ہماری ملاقات سے اور اس برتاؤ سے جو ہم نے اس سے کیا۔ سٹوک میئر بڑا خوش ہوا۔

البرٹ پانچ بجے آیا۔ اس کے دلین ہی وہی اثر ہے جو میرے دل پر ہے وہ ہر ایک بات سے نہایت

خوش ہوا شہنشاہ و شہنشاہیگم کو پسند کرتا ہے خاصکر شہنشاہ میگم کے ساتھ بڑی دلچسپی رکھتا ہے ۔

شہنشاہ نے برٹی دپرنس ملز کی کتاب میں جو اسکی اپنی ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی چند جرمی اشعار لکھے جو اسنے اپنے لٹو لکھے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

”نوجوان پاک نفس بے عیب مسموم طباع ذہین خود سوچتا سمجھتا جا نچتا ہے۔ یہ بات دشمن کر لہ کہ دنیا جو تمہاری تعریف کرے اسکو اپنے معاملات میں دخل انداز نہ کرو گو ایک انہوہ تمہاری تعریف کرے مگر جاکے۔ گو وہ تمہاری مذمت کرے ملامت کرے مگر تم ڈگمگاکے کچر و نہ ہو لیکن یاد رکھو کہ نوزاد کی تعریفیں نوجوان کو دہوکہ دفریب دیتی ہیں“ میں یہ جانتی ہوں کہ یہ اشعار اسکے دل کی بات ہیں اور وہ یقین کرتا ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا ہے اور وہ ایسا ہی کر رہا ہے ۔ نقطہ

ہم نے دوستانہ اخلاق سے جو اسکا استقبال کیا تو فوراً اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ فوراً اپنے ملک میں برابر ولسنیز ہو گیا۔ اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ جب وہ انگلینڈ سے بولون اور پیرس کی واپس گیا ہے تو لوگ بڑی سرگرمی اور خوشی سے اسکی کورنش بجالائے۔ شہنشاہ نے ۲۵۔ اپریل کو ملکہ مستطہ کو جو خط لکھا ہے اس میں اسکے چند فقرات کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ اگرچہ مجھے پیرس میں تین دن اپنے ہو چکے ہیں مگر میرا خیال آپ ہی میں لگا ہوا ہے۔ میں اپنے دل میں اپنا اول فرض یہ جانتا ہوں کہ پھر دوبارہ آپ کو یقین دلاؤں کہ آپنے جو محبت و شفقت و تواضع و کرم میری همان داری میں فرمائی ہے اسکا نقش میرے دل پر منقش ہے۔ پولیٹیکل اغراض جنہوں نے ہمارا اور آپ کا ملاپ کرایا مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں بذات خود آپ کو معلوم کر اؤں کہ میں حضورؐ کے ساتھ اب بھی اور آئندہ بھی زندہ مودت و ہمدرد و دوست رہوں گا۔ فی الحقیقت یہ ناممکن ہے کہ چند روزہ دوستانہ یک دلی کے ساتھ آپکے گہر میں رہنا بغیر اس کے ہو سکے کہ آپکے یک دل متحد کنبے کو دیکھ کر اسکی دل آویز راحت و غلط پر کوئی فریقہ نہ ہو جائے۔ آپنے شہنشاہ میگم پر جو عنایتیں اور شفقتیں فرمائی ہیں انکا اثر بھی میرے دل پر منقش ہے مجھے اس سے زیادہ کوئی بات بھلی نہیں معلوم ہوتی کہ ایک آدمی محبت کے سبب سے دوسرے کو محبت خوش کرنے سے زیادہ والی باتیں کرے ۔

اسی خط میں شہنشاہ نے بڑے دور سے پرنس کی ان آزاد دوستانہ عنایتوں کی بھی شکر گزاری کی

جو اُسکے ساتھ کی گئی تھیں اور بیان کیا کہ میں اُسکی نعم عمیق اور اُسکے روشن سے بہت مستفید ہوا۔
 تھوڑے دنوں بعد ۲۰ مئی کو ملکہ مظہر نے اپنی ایک یادداشت میں اپنی اِس س ملاقات کے
 نتائج کو تحریر فرمایا ہے اُس میں سے چند فقرے نقل کئے جاتے ہیں کہ شہنشاہ کی حال کی ملاقات
 سے انگلینڈ اور فرانس کو یہ نفع عظیم حاصل ہوا ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان اتحاد و دوستی
 مستقل ہو گیا ہے جو دونوں کے حق میں مفید اور بکار آمد ہے۔ شہنشاہ کی ذاتی خصلت خیالات
 کو میں جانتی ہوں کہ ہم نے جو اپنے گہرین اُسکے آنے کی تواضع و تکریم و مدارات بذات خود ملی
 سچی محبت سے بغیر کسی تکلف و تصنع کے کی ہے اُسکا پادشاہ نقش اُسکے دلپر جا ہوگا اور ہماری دوستی
 پر وہ مستحضر کرے گا اور یہ یقین کرے گا کہ ہم اُسکے ساتھ اور اُسکے ملک کے ساتھ معاملات رستی
 راستبازی سے جب تک کریں گے کہ وہ ہمارا وفادار یا رہے گا وہ بالطبع آزاد ہے وہ اس فائدہ کو
 ملحوظ رکھے گا جو اس اتحاد کے جاری رکھنے سے حاصل ہوگا۔ اگر وہ فرانس کے سابق کے خاندان
 شاہی کی تباہی پر غور کرے گا تو اُسکو معلوم ہوگا کہ اُسکی تباہی کا سبب غالباً یہ تھا کہ اُس نے انگلینڈ
 اور انگلینڈ کے پادشاہ کے ساتھ ایسا عہد نہیں کیا۔ اور اُسکے ساتھ اپنی دوستی کا برتاؤ مشتبہ
 رکھا۔ اگر میں شہنشاہ کی حیرت کے باب میں غلطی نہ کرتی ہوں تو وہ یقینی پہلے خاندان شاہی کے
 طریقہ سے جہت ناپ کر گیا۔ اس بات سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے کہ ہم اور انگلینڈ جدا
 نہیں ہیں۔ پس اُسکے دل میں جو ہماری طرف محبت آمیز خیالات پیدا ہو گئے وہی انگلینڈ کی طرف
 یہ خیالات چاہیے کہ روز افزون ہوتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ صرف ہم ہی ایسے ہیں کہ جسے کہہ سکتے ہیں
 منصب شاہی کی حالت میں شرائط اخلاص محبت کو بجالا سکتا ہے اور ہم ہی سے وہ صاف صاف
 اخلاص کی باتیں کر سکتا ہے۔ اس لیے مقتضائے طبع بشری یقین ہوتا ہے کہ وہ اپنی مرضی اور
 خوشی سے اُن لوگوں سے جدائی نہیں خستیا کرے گا۔ جو مثل ہمارے اُسکو اصلی و قطعی طور پر
 آگاہ کریں اور جن کے رویہ و روش کی رہنمون عدالت و صداقت ہو میں اب آگے اور بڑھ کر
 کہتی ہوں کہ یہ امر ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم اُسکو راہ مستقیم پر چلائیں۔ اس موقع کو کہی ہم کو ہاتھ
 سے نہیں دینا چاہیے۔ جب کہی اُسکے عہدہ دار یا وزراء ہمارے ساتھ چالباری اور دروغ سازی
 میں کوشش کریں تو اُنکو اتنا ہی سے روک دینا چاہیے اور اُسکو واقعات جعلی پر آزادانہ مطلع کرنا چاہیے

اور اسکی اعانت کرنی چاہیے۔ جن باتوں کی اسکو شکایت ہو وہ آزادانہ طور پر ہم سے بیان کر دے
اب تک ہم نے اسی طریقہ دروید و مشیوہ کی پیڑی کی ہو۔ اسکی خود ذات ہی فرانس ہے۔ اسلئے نہایت ضرور
ہے کہ ہر دوسرے لہ سے جو ہمارے خستہ یارین ہو یہ بات مرعی رہے کہ ہمارے اور اسکے درمیان کشادہ
دلی کے ساتھ وہی رسم و راہ اخلاص و محبت کی جاری رہیں جو ڈیڑھ سال سے لاڈ کوئی اور اسکے درمیان
اور اسکی اور ہماری ذاتی ملاقات کے اندر جاری رہی ہیں۔

سرفلپ فرینس نے برک کو ایک خط میں لکھا تھا کہ جب کسی عام پسند لڑائی میں ایک جان
بھی تلف ہوتی ہو تو اسکے لئے ایک خاص ہمدردی و رسم دلی کا جوش اٹھتا ہے۔ تو میں کیواسطے
اکسو نہیں بہاے جاتے۔ یہ بات بڑی درد انگیز ہے جب ایک شخص کی جاہ طلبی و اولوالعزمی کے سبب
سے بڑے بڑے بہادر نہایت بے رحمی سے فوج کیے گئے تو ساری مملکت میں بہت دنوں میں ایک ہونے
کا جوش اٹھا اور سب کے دل اس درد میں شریک ہوئے کہ جنگ میں جو ہموطن بے رحمی سے قتل ہوئے
میں ان کے ساتھ اخلاق کے موافق کام کیا جائے۔ چیدہ سپاہ کے سپاہی جن کے اعضا لڑائی
میں اڑ گئے تھے جن کا جسمانی ڈھانچ بگڑ گیا تھا اور ضعیف و ناتوان ہو کر جنگ پیکار کے کام کے
نہیں رہے تھے وہ میدان جنگ سے وطن کو رہا چلے آتے تھے اور ملکہ مغضہ انکے ملاحظہ کو تشریف
لے جاتی تھیں۔ یہ خبر میں ہر ہفتے میں سنتے تھے۔ مگر سب زیادہ دردناک اور عبرت خیز یہ سامان تھا کہ
۱۸۔ مئی کو حضرت علیا نے کریمیا کے تھنے افسروں اور سپاہیوں کو تقسیم کیے جنہوں نے اللہ بالاکلا
واکرمین کی لڑائیوں میں اپنے جوہر دکھائے تھے۔ اس تقسیم کی رسم ادا کرنے کے لئے وقت مقرر ہوا تھا اس
سے بہت پہلے ہوس گارڈوس و سینٹ جیمس کے پریڈ پر ہر جگہ نہر جہان سے یہ سیر دکھائی دیتی اور میدان
کا جگمگٹ لگا ہوا تھا۔

دن بجتے ہی پریڈ پر کوئین اور پرنس آئے انکے لئے ایک بلندی پر چوہترہ بنایا گیا تھا اس پر
وہ انگریز تھے۔ اس چوہترہ کے روبرو مرجع کے تین ضلعوں میں سپاہیں معین باندھ کر کھڑی ہوئیں
اور ڈپٹی ایڈجیوٹنٹ جنرل نے ان افسروں کے نام پکارے جنکو تھنے ملنے والے تھے ان میں سے ہر
ایک سامنے آ گیا اور اسکو تھنہ ملایا گیا۔ پھر ہر ایک سپاہی اسی طرح آیا۔ اسکے پاس ایک کارٹو ہوتا
تھا جسپر اسکا حال لکھا ہوتا تھا وہ پیش کرتا اسکا تھنہ لاڈ پان سیر و ڈیڑھ سیر کڑی ہلکے مغضہ کے دست

سپاہ کو ملکہ مغضہ کا تھنہ تقسیم کرنا

مین دیتے اور وہ سپاہی کو عنایت فرماتین۔ سپاہی سلام کر کے بچھے اس طرح ہٹتا کہ لوگ کچھ
 لین کہ اسکو متغہ ملا وہ اپنی تعریف کرنے والے گروہوں کو خواہ وہ اپنے ہون یا پرانے فخر و تکبر کے
 ساتھ اپنے متغہ کو دکھاتا۔ بہت دنوں پہلے ۲۲۔ پانچ کو ملکہ معظمہ نے لارڈ کلیرین وین سے فرمایا
 تھا کہ میں اپنے ہاتھ متغون کو تقسیم کر دین گی جس کے سبب سے فقط متغون ہی کی قدر و منزلت نہیں
 بڑھ جائے گی بلکہ ان بہادروں کے دل خوشی کے مارے بڑھ جائیں گے جنہوں نے ایک بڑے بہادر
 زبردست قوم کے مقابلہ میں اپنے ملک کی عزت کو برقرار رکھا ہے۔ یہ عین عدالت ہے کہ رعیت دیکھے
 کہ بادشاہ ان لوگوں کی قدر شناسی کرتا ہے جو بہت اچھی طرح لڑے اور جنہوں نے مصائب کی صبر سے
 برداشت کی ملکہ معظمہ نے شاہ بلجیم کو یہ خط لکھا ہے +

قصر بنگلہ ۲۲۔ مئی ۱۸۵۵ء۔ آرٹسٹ نے آپ کا ہوا کہ متغون کے تقسیم کر نیکی رسم کسی اور انداز
 تھی۔ شاہی خاندان کے اعلیٰ شریف سے لیکر ادنیٰ سپاہی تک نے جنہوں نے سخت لڑائیوں میں جو شہر
 بہادرانہ کام دکھائے تھے اور سختیاں جھیلی تھیں سب کا اعزاز و احترام کیا گیا یہ پہلی دفعہ تھی کہ فوج
 جان نثار سپاہیوں کے سخت ہاتھ اپنے بادشاہ ملکہ کے ہاتھوں میں کرین سبحان اللہ کیا یہ شریف
 سپاہی مین انکو میں اپنے دل میں اپنے بچے سمجھتی ہوں انکے لیے میرا دل ایسا ہی میٹاب ہوتا ہے
 جیسا کہ اپنے عزیز سے عزیز اقربا کے لیے۔ اس طرح متغون کے پانیسے ان کے دل پر اثر ہوا اور ایسے خوش
 ہوئے کہ میں نے سنا کہ بہت سے سپاہی چلا کر رونے جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اپنے متغے نام
 کھو دینے کیلئے دو تو وہ سنتے نہ تھے۔ ایسے کہ انکو یہ خوف تھا کہ وہ متغے ان کے ہاتھ پہرہ آئین جو میں نے
 انکو اپنے ہاتھ سے دیے تھے وہ ہرے جائیں۔ بہت سے آدمی جن کے اعضا لڑائی میں اڑ گئے تھے
 ایسی حالت میں آئے تھے جن کے دھننے سے دل کٹا جاتا تھا۔ ان میں کوئی شخص جو ان طرے
 شہرچ کے برابر بہادر نہیں کیا جس کی ایک ٹانگ اور دوسری ٹانگ کا پاؤں گولہ کے گنے سے اڑ
 گئے تھے مگر وہ جب تک لڑائی ختم ہوئی اپنے توپ خانہ پر حکم چلائے گیا۔ اور میدان جنگ کے باہر
 چلیے انکار کیا اور یہ کہا کہ میرے رخی اعضا کو اٹ کر اور چاکر دو تاکہ ان کے نیچے لٹکتے سے میرے
 بدن میں سے زیادہ خون نہ نکل جائے۔ اسکو میرے سامنے کر سی پر بٹھا کے لائے جب میں اس کی
 تنہ دیا تو میں نے اس سے کہا کہ میں نے تم کو ہمدردی شجاعت اور جو انفرادی کے سبب سے پناہ دی تھی

بنایا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنی ہر خدمت کا معاوضہ بہت زیادہ پایا ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ ایسے سپاہیوں کے ساتھ محبت و الفت اور ان کا احترام کرے۔

ہمیشہ دستور کے موافق اولیائے دولت سالگرہ کرنے کیلئے اوسبوں میں آگئے تھے جارا ایسا سخت کرٹکے کا پڑا تھا کہ پرنس کے درخت و پود سر وی سے جل گئے تھے۔ پرنس کی تعطیل کے سنے یہ تھے کہ وہ ایک قسم کے کاموں کی محنت سے چٹکارا پا کر دوسرے قسم کے کاموں کی محنت میں مشغول ہو جائے۔ مراسلات کے پڑھنے اور بھیجنے کی محنت میں تخفیف اس سبب سے ہوتی کہ پورے مین سفر کرنا پڑا کہ وہاں سے کریمیا کی جنگ کے لئے سامان بھیجا جائے۔ پرنس کی تیسری مئی کو اپنی سویٹلی مان کو خط میں لکھا ہے کہ ہم یہاں دس روز کے لئے وکٹوریہ کی سالگرہ کرنے کی سلسلے میں تھے۔ افسوس کہ ہماری تعطیل کے دن کل پورے ہو جائیں گے۔ لندن میں ہمارے دل و دماغ و جسم کیلئے ہر قسم کی محنتیں و مشقتیں بہ نظر بھی ہیں۔

قصر بنگلہ ۳۰۔ جون ۱۸۵۵ء عزیزہ من لیڈی ریگ لین آپ کے شجاع و لاور بہادر شوہر کے مرنے کے بعد آپ کو اور ساری قوم کو جو ملی صدمہ پہنچا ہے وہ الفاظ میں نہیں بیان ہو سکتا۔ اسکی وفاداری اور پرستاری بادشاہ اور ملک کے ساتھ یہی رو نہایت تھی۔ یہ صدمہ ناگمانی جانفرسا جو واقع ہوا ہے اس کا ہم دونوں کے دلوں میں نہایت بچ و فتن و اندھ و لم ہے آپ کا شوہر بڑا طاقتور تھا وہ تندرست ایسا تھا کہ جس نے خراب آب و ہوا اور بہت محنت بجا و افکار و ترددات اس سے بڑھ کر سب برداشت کی کہ انگلستان سے روانہ ہوا۔ اگرچہ اس کی علالت کی خبر سننے سے ہمارا دل دہل گیا تھا۔ مگر ہم کو امید تھی کہ وہ جلد تندرست ہو جائے گا۔ مگر رضی الہی سے کوئی چارہ نہیں ہم کو سخت بچ یہ ہے کہ وہ اس وقت سے چھین لیا گیا کہ اسکی محنت و مصیبت کشتی و تشویشات ختم ہو کر اسکو قیامی محل کرنے کو تھیں۔ ہم کو اپنے بہادر سپاہ کی طرف سے ہی یہ دلی بچ ہے کہ اسکا وہ شجاع و لاور افسر مر گیا۔ جس نے اکثر اسکو بڑی شان و شوکت کے ساتھ منظر و منصور کر لیا تھا۔ اب ہم سب یحسان ماتم دالم کرتے ہیں ہمدردی سے کچھ تسلی و تسفی ہوئی ہے اور غم بٹتا ہے۔ ہمارے افسوس ہے کہ میرا وفادار جان شاملا نام مر گیا جسپر مجھے بڑا تکیہ و ہر دوسہ تھا۔ ہم بڑے شوق سے یہ تمنا کرتے ہیں کہ اس حادثہ جانفرسا سے آپ کی اور آپ کی بیٹیوں کی

کد نظریہ کی سالگرہ

کد نظریہ کی سالگرہ

صحت پر صدر نہ پہنچے گا۔ میری عزیز لیڈی ریگ لین۔ تم ہمیشہ مجھے یہ یقین کرو کہ میں تمہاری سچی دوست ہوں۔

۱۴۔ اگست کو پارلیمنٹ بند ہوئی۔ زمین ملک معطر نے اپنے پیسج مین فرانس کے اتحاد کو بڑے زور شور سے بیان کیا کہ مجھے یقین ہے کہ یورپ کی اغراض مشترکہ پر اس اتحاد کی بنا کی گئی اور اس نے نیک ایماذاری کے ساتھ استحکام پایا ہے وہ جن واقعات سے پیدا ہوا ہے اسے دباؤ دیر پا ہے گا۔ وہ ان عظیم الشان قوموں کی بہبودی اور کامیابی کی امداد کرے گا جن کو ان معزز دوستی سے رشتہ مند کیا ہے۔

اگرچہ پرنس کامون کی کثرت کے سبب قلیل الفرصت تھا مگر شوک میٹر کو خط لکھنے کے واسطے وقت نکال لیتا تھا مگر اس وقت میں کامون کا وہ هجوم تھا کہ اسکو بھی ایک مہینہ سے خط نہیں لکھا تھا وہ یہ جانتا تھا کہ میں نے جو اسکو اتنی مدت نہ معاملات ملکی سے نہ اپنے چاروں بچوں کی صحت سے جو شرح نچر میں مبتلا تھے اطلاع دی ہے تو اس سبب سے بزرگ دیرینہ سال نہایت فکر مند ہو گا۔ ۱۴ اگست کو پرنس نے اسکو خط لکھا کہ شہزادی الائیس جب کو بنجار اپنی بہن سے لگا تھا۔ ہنوز اپنے کمرے سے باہر نہیں نکل سکتی اور شہزادی لوئس اور شہزادہ آرتھر ویلیو پوٹ کمزور و ضعیف ہو رہے ہیں باقی دو بچے مرض متعدی سے بچ رہے ہیں وہ ۱۸۔ اگست کو ہمارے ساتھ پیرس جائیں گے۔

۱۸۔ اگست ۱۸۷۱ء کو ملکہ منظرہ شہنشاہ فرانس کی بازوید کے لیے پیرس کو تشریف لے گئیں اور ایک ہفتہ سے کچھ زیادہ وطن میں ملکہ و پرنس کا استقبال ایسی شان و شکوہ اور کرد و فریب ہوا جیسا کہ اول درجہ کے سلاطین کا ہوتا ہے۔ رات ہوئی تو دار السلطنت میں روشنی ہو جھنڈے و بیرقین و جھنڈیاں مصنوعی محراب اور دروازے و کتابے و پہلوڑی یہ سب ہر جگہ نظر کے روبرو آتے تھے۔ سب فرخ بانارون میں بیہر کے ٹٹ کے ٹٹ لگے ہوئے تھے شیش سے لیکر سینٹ کلوڈ کے محل تک سپاہ صف بستہ کھڑی تھی۔ ملکہ کی سواری جہان گزنی تھی ہاں لاکھوں آدمیوں کی زبان سے یہ دعا نکلتی تھی کہ برطانیہ پر ملکہ کی سلطنت قائم رہے۔

ملکہ منظرہ لکھتی ہیں کہ مشعلوں لیمپوں کی روشنیوں میں توپوں کی دھواں دھواں میں نقاروں

ملکہ منظرہ کا پہلا پرنس لین

پرنس لین کا شوک میٹر کے نام

ملکہ منظرہ کا پیرس میں سیر کرنا

کی دون دون میں اور بیسندوں کی نذر سسرانی میں چیز کی آوازوں میں ہم گزرتے ہوئے محل شاہی میں پہنچے۔ شہنشاہ تورانہ میں استقبال کے لیے بولون میں آکر اپنے مہمانوں کے ساتھ ہمراہ ہوا تھا۔ شہنشاہ بیگم اور شہزادوں اور فیڈیوں نے دروازے میں استقبال کیا اور وہ ہلکے نہایت خوبصورت و خوشنما رینگے پر گئے جہاں نہایت چیدہ سپاہ صف بستہ کھڑی تھی ہم فوراً اپنے کمروں میں گئے جن کی آراستگی روح افزا تھی۔ ہر چیز ایسی خوبصورت تھی کہ اُسکو دیکھ کر میں ششدر ہی نہیں ہوئی بلکہ مجھے کس کا اثر ہوا۔ (اب یہ محل جہانگیر ایسا خاکستر ہو گیا ہے کہ بہر اسکے دوبارہ تعمیر ہونے کی امید نہیں) ایک افسر نے مجھ سے کہا کہ جیسے آج ہم نے حضور کے آنے کی گرجوشتی سے خوشی دیکھی اسکو پیرس میں فتوحات نیولین کے زمانہ میں بھی کوئی نہیں تھا۔ ایک جنرل نے کہا کہ اگر وقت ملتا تو تمام فرانس یہاں ہوتا۔ سب لوگ اپنا افسوس ظاہر کرتے تھے کہ ہم دیر کر وہاں آئے۔

۱۹۔ کہ دو سواروں اتوار کا تھا۔ صبح کی نماز محل کے کمروں میں انگریزی زبان میں ہمارے قائم مقام سفیر کے چینیٹلن نے پڑھائی۔ دوپہر کو ہم شہنشاہ و شہنشاہ بیگم کے ساتھ سوار ہو کر لوئس دی بولون کو گئے۔ پھر یہاں سے ملکہ مغظمہ کی درخواست کے موافق نیولی کی فلاح میں اس مقام میں ان جماعتوں کے گہراہن جو پیرس میں آکر پیشہ و حرفے کیا کرتے ہیں۔ دوسرے دن بڑے ذوق شوق سے قابل دیدن نائش گاہ اور ایک مشہور مقام ہوٹل دی ولی کا ملاحظہ کیا۔ پھر کو شہنشاہ انکو اور مشہور مقامات دکھانے گیا رستہ میں شہنشاہ نے ایک مکان دکھایا جس میں وہ مقید ہوا تھا جہر ملکہ نے فرمایا کہ حالتیں کیسی منقلب ہو گئیں کہ وہی قیدی آج شہنشاہ ہو کر ان ہی گلیوں میں فتح مندی کے ساتھ ہمارے ہمراہ سواری میں پہر رہا ہے۔ اس مہفتہ میں جن مقامات کی حضرت علیا نے سیر فرمائی اور وہاں اُن کا استقبال جس کو فخر کیا گیا۔ اور جو کچھ خیر مقدم کی باغ و شان ادا ہوئیں اُن سب کا بیان کرنا مشکل ہے۔ ۲۱۔ اگست کو ملکہ مغظمہ تحصیل میں تشریف فرما ہوئیں۔ جہاں اُنکے آنے کی خوشی کا اظہار ایسی گرجوشتی ہوئی کہ ہم نے دیکھا کیا اور ملکہ مغظمہ کو فخر سلامت رکھے اس فوق شوق سے گلہ کیا کہ میں نے ایسا نہوا تھا۔ ہوٹل دی ولی میں بال میں ملکہ مغظمہ کو دیکھا۔ حضرت علیا نے فرمایا کہ میں بال میں ٹری

خوشی سے اُڑنگی۔ فرانس میں جیسا میرا استقبال و احترام ہوتا ہے۔ اس سے مجھے بڑا ہتھوڑا چل
ہوتا ہے اور میں اسکو کبھی فراموش نہیں کروں گی۔ وہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ پرنس فیٹ
نے مجھ سے پوچھا کہ اب یہ اجازت دیتی ہیں کہ ایک نیا بازار جو ہوٹل دفنی ویلی کو جاتا ہے حضور
کے نام نامی سے مشرف کیا جائے جس کے جواب میں میں نے کہا کہ اگر اب ایسا کریں گے تو
میں خوش ہونگی۔ پھر اُسے شہنشاہ کی طرف اپنا منہ کیا۔ اُسے نہایت اخلاق سے درخواست
کو منظور کیا جسکو چیمبر می ماس (چاند ماری) اور ایک جنگی مدرسہ کا معائنہ ہوا۔ پھر یہاں سے
سیڑھے ہوٹل ڈیس ان فلیس کو گئے جبکہ بچ کے نیچے نیپولین اعظم سوتا ہے۔ یہاں اور مقامات
کی طرح کی وہوم و نام نہیں ہوتی۔ مگر اس ہفتہ میں یہاں آنا بڑا حیرتناک واقعہ ہے۔ ملکہ مغطرہ تحریر
کرتی ہیں کہ ہم یہاں سات بجے پہنچے۔ یہاں کے گورنر کو پہلے سے خبر نہ تھی اسیلئے وہ بڑا سٹ پٹا
لگر پھر بھی اُسے اہتمام اچھا کیا۔ چار شعلین روشن ہوئیں جنہوں میں یہاں کی عبرت انگیزی کو
کو زیادہ روشن کر دیا۔ یہاں کی ہر چیز دلو کو تعجب ہوتا تھا۔ چچ نہایت نفیس مرفع تھا۔
برج کھلا ہوا تھا جسے چاما کہ اوپر جا کر نیچے کی سیر کریں مگر شہنشاہ نے اسکو منع کیا اور کہا کہ
وہاں سے یہ بچ بڑا پس معلوم ہوگا۔ اور دیکھنے والا اول اپنے سے یہ پوچھے گا کہ شہنشاہ کی
قبر کے اندر کیا ہے اسکو یہ امید ہوگی کہ اُس کے اندر پانی پیرا ہو ہوگا۔ ملکہ کو شہنشاہ چھوٹے سے
گروا سینٹ جیم میں لیگیا۔ جس میں نیپولین کی لاش امانت رکھی تھی۔ ملکہ مغطرہ فراتی تین کہ
میرا تھ نیپولین کی بغل میں تھا اور اُس شخص کے تابوت کے سامنے کھڑی تھی جو جنگستان
کا سب سے زیادہ سخت جانی دشمن تھا۔ میں اس بادشاہ کی پڑپوتی تھی جو اس شہنشاہ کو نہایت
نفرت قلبی رکھتا تھا۔ جس نے اسکا سخت مقابلہ کیا تھا۔ اب اُس کا پوتا جو اُس کا ہم نام ہے
میرا نہایت اقرب اور عزیز دوست ہے۔ چچ میں ارغنون کے اندر خدا ملک کو سلامت رکھو بچ
رہا تھا۔ یہ عبرتناک سیر مشعلوں کی روشنی اور بجلی کی کڑک کے درمیان ہوئی۔ وہ بیشک عجیب
غریب تھی۔ میں نے جو اس دشمن مجبور کی قبر کی زیارت کی۔ اُس نے تمام بُرائی عداوتوں اور
رقابتوں کو مٹا دیا اور اس اتحاد نامہ پر آسانی مہر لگ گئی جو دو بڑی طاقتور و عظیم الشان ممالک
میں خوشی سے لکھا گیا۔ خدا اسکو برکت دے اور کامیاب کرے۔

شہنشاہ کے تابوت پر سیاہ بھل کی زرین پوشش تھی اور اسکی ٹوپی اور تلوار اس کے قدموں کے پاس رکھی تھی ہفتہ کو مہمان شاہی سینٹ جری اس کے سفر میں گئے۔ جہاں جیمز دوم انگلستان کا رہتا تھا۔ اور جلاء وطنی کی حالت میں مرا تھا۔ شام کو ڈورسیلپس میں شہنشاہ نے بال کا جلیس کیا اس بال کا حال ملکہ منظمہ تحریر فرماتی ہیں کہ امین ایسی نقاست اور عظمت دیکھی جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ شہنشاہ کے زمانہ سے کوئی بال ایسی نہیں ہوئی وہ لوئی پاتروم کی بال کی بجائیہ نقل تھی۔ ۱۶۶۰ گت اتوار کو پرنس کی سالگرہ کا دن تھا۔ یہ دن مجھے بڑا عزیز تھا میں یہ چاہتی تھی کہ وہ دستور کے موافق میرے اپنے گھر میں ہو مگر وہ وہاں نہوار میرا عزیز البرٹ اس سے خوش ہوا کہ ان لوگوں میں وہ دن ہوا جو فی الحقیقت اسکی قدر شناسی کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ اسکو سالہا سال تک سلامت رکھے اور برکت دے اور ہم دونوں بوڑھے ہو جائیں۔

۲۷۔ تاریخ پیر کو گھر کی طرف سفر شروع ہوا۔ دوپہر کے بدلون میں آئے۔ تھوڑی دیر میں ملکہ منظمہ لکھتی ہیں کہ پہر ہم سواری ہو کر ریخی کی طرف گئے۔ جہاں کیپ کی ساری سپاہ چھتیس ہزار پیدل جمع تھی۔ اس کے سوا کے سوار لین سزورڈ ریگون اور گرانڈیر موجود تھے۔ ہم سوار ہو کر ان کی صفوں میں گئے جو بہت پاس پاس تھیں۔ انکی سنگینیں جو بالکل ایک نستان معلوم ہوتا تھا انکے پیچھے نیلا سمندر خموش تھا۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ اپنی قرمزی روشنی سب پر ڈال رہا تھا۔ چھ بجے ایک عجیب جلوہ گاہ نظر آ رہی تھی۔ جب اس سپاہ کا آخر پلچ ہوا تو ہمارے بیڑے نے سلامی اتاری۔ شیک یہ واقعہ ان بہتے واقعات عجیب میں سے تھا جو اس ملاقات میں واقع ہوئے تھے۔ کیا وہ زمانہ تھا کہ اسی ریخی میں نیپولین اول نے اس سپاہ کی قواعد لی تھی جو انگلستان پر حملہ آرمی کے لیے تیار ہوئی تھی۔ نیپولین سوم کی سپاہ نے صف بندی کر کے ملکہ انگلینڈ کی سلامی اتاری۔ جہاں نیپولین کی سپاہ کے سردار ہونی کے لیے نیلسن کا بیڑا کھڑا تھا وہیں ہمارا بیڑا مقیم تھا جس نے نیپولین سوم کی سلامی اتاری۔ بہت سے بینڈون نے بجایا کہ ملکہ برطانیہ پرنسز مارٹوائی کرے۔ کیا ان دنوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

غرض ملکہ منظمہ جو بہان سب طرح سے مسرور و محفوظ ہوئی تھیں۔ اس وقت اپنے میزبانوں سے افسوس کرتی ہوئی رخصت ہوئیں۔ اس وقت رات کے ۱۱ بجے تھے جو وقت وہ شہنشاہ سے

اپنے جہاز پر رخصت ہوئیں۔ شہنشاہ نے کہا کہ آپ پر بیان دوبارہ تشریف لائیں تو ملکہ معظمہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ انگلیسٹین دوبارہ رونق افروز ہو گئے۔ ملکہ معظمہ کہتی ہیں کہ میں شہنشاہ سے دو دفعہ بغلیگر ہوئی۔ اور اسے البرٹ و بچوں سے بڑی گرم مہری سے مضامین کیا۔ ہم اسکے ساتھ زینے پر چڑھے اور پھر میں نے اسکا ہاتھ دبا کر خضعت کے الفاظ کہے جس کے جواب میں اس نے بھی الوداع کہا۔

ملکہ معظمہ کی راجست اور پورٹ لین

پرتگیز سوم کے خضاعت

دوسرے صبح کو ساڑھے آٹھ بجے ہمارا شاہی اوسپورن میں گر انداز ہوا۔ کھانا پر مشتمل اور ان کے چھوٹے بھائی انتظار کر رہے تھے اور گھر کے پاس انڈین جین اور کوس اور گھر کے اندر بیچاری ایلاس انتظار میں بیٹاب ہو رہے تھے۔ غرض دس روز کے بعد نہایت فرح افزا سیر و تماشے کے بن اپنے گھر میں آکر خوش خرم ہوئے۔ اور اس اپنی سیاحت وہ روزہ کا خلاصہ ملکہ معظمہ نے جو لکھا ہے اس میں سے کچھ فقرے ہم نیچے نقل کرتے ہیں۔

انتظام الہی کے عجیب و غریب کارخانے میں بھلا اس کا کس کو سامان گمان تھا کہ وہ شخص جیسے شہ سے ہم نظر التفات نہیں کرتے تھے اسکی حالت ایسی بدل جائے گی کہ وہ شہنشاہ ہو گا۔ اور خارجی حالتیں اور اسکی اپنی بے ریائی و استبدادی ہمارے ملک کے ساتھ اور اسکی عدالت و زیر کی ایسی ہو گئیں کہ وہ صرف انگلیسٹنڈی کا پکا دوست و رفیق نہیں ہو گا بلکہ وہ خاص ذات کلاوی دوست ہو گا۔

ملاقات کے بعد شہنشاہ کا ذکر بارہا میں نے البرٹ سے کیا ہے البرٹ بالطبع بہت چپ چاپ آدمی ہے۔ میں تو کسی کے کہنے سننے میں کبھی آ جاؤں مگر وہ اور آدمیوں کے کہنے سننے میں نہیں آتا۔ اور کبھی اس شخص کا اثر اس پر نہیں ہوتا۔ وہ بھی بالکل اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ جب کوئی شخص شہنشاہ کے ساتھ بے تکلف دوستانہ رہتا ہے جیسے کہ ہم اسکے ساتھ ہر روز آٹھ دس بارہ گھنٹے اور ایک دن چودہ گھنٹے تک رہے تو وہ اسکا گرویدہ اور دلدادہ ہو جاتا ہے شہنشاہ چپ چاپ ساہو مزاج ہے جن چیزوں کو وہ نہیں جانتا۔ اُن کا حال سن کر بہت خوش ہوتا ہے۔ وہ صاحب تدبیر و فیضان عاقل و شریف ہے۔ ہمارا احترام اور ادب اور عزت کرتا ہے۔ کبھی کوئی ایک لفظ نہیں کہتا جو سکوناً گوارہ ہو نہ کوئی کام ایسا کرتا ہے جو ہم کو ناراض اور وق کرے۔ بہت ہی کم آدمیوں

مین جانتی ہوں کہ جنہر سے خستہ یا رعبا کر کرنے کا میلان رکھتی ہوں اور اُسے اپنی دل کی بات صاف
 سماتھ کھدیتی ہوں۔ مجھے اُس سے کسی بات کے کہنے میں خوف نہیں معلوم ہوتا۔ مین جانتی ہوں
 کہ جو بات اُس سے کہی گئی وہ محفوظ رہے گی۔ اُسکی مصاحبت خاص کر پندیدہ اور خوش کرنے والی ہے
 اور مین کوئی بات دل کے بہانے والی اور اپنی طرف جذب کرنے والی غم آمیز ایسی ہے کہ وہ اُس کی
 جفا شناسی سے روکتی ہے۔ اس دلربائی میں اُسکی حُسن صورت کو کچھ دخل نہیں ہے۔ اگرچہ میں اُسکی
 صورت کو بھی پسند کرتی ہوں۔ بے شک اس میں اپنے ساتھ آویسوں گرویدہ کرنے کی عجیب قوت
 مستند طبعی ہے۔ بچے اسکے شائق ہیں۔ وہ اُنپر بڑی شفقت کرتا ہے گردن نشندہ کی ساتھ وہ البرٹ
 کا شائق رہتا ہے اُسکی پوری قدر شناسی کرتا ہے اور اُسکا پورا اعتبار کرتا ہے۔ حاصل کلام
 ہے کہ میں اپنے زمانے کے واقعات میں اس فرانس کی سیر کو یہی سمجھوں گی کہ میں بڑے شاندار
 چہروں کے دیکھنے سے مسرور و مخطوظ ہوتی۔ بلکہ شہنشاہ کی محبت میں جو وقت گزرا وہ میری زندگی
 کے زمانوں میں سب سے زیادہ دلچسپ خوش و خرم تھا۔ شہنشاہ بیگم بھی بڑی سحر آفرین ہے اور ہم سب
 اُسکے بڑے شائق ہیں۔

عرض اس روز کی ملاقات کی تازگی و گریما میں نے ملکہ مغظمہ و پرنس کے دلپر بڑا اثر کیا
 پرنس نے شہنشاہ فرانس کو لکھا ہے کہ ہم شہنشاہ و شہنشاہ بیگم کے احسانات کے بڑے ممنون
 ہیں۔ اپنے جس حُسنِ حُسن سے ہمارا استقبال کیا ہے۔ اُس سے آئندہ ہم کو اُمید ہے کہ انگلینڈ اور
 فرانس میں اتحاد دلی ہوگا۔ شہنشاہ نے اس خط کا جواب لکھا کہ اس کہنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے
 کہ میں آپ کو جس قدر زیادہ جانتا ہوں اُسی قدر میں آپ کے خصائل حمیدہ کی قدر و منزلت کرتا ہوں اور
 آپ کی ذات کے ساتھ مجھے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس بات کا آپ یقین کریں کہ جو لوگ ہم سے محبت
 کرتے ہیں اُنکے جاننے کی قوت ہم میں بغیر کسی دلیل و حجت کے ہے۔ مجھ کو اس کا نہایت افسوس ہے
 کہ آپ کی اقامت برمان تھوڑی مدت تک رہی اسلئے کہ جہاں نیک کام کرنے کی آرزو ہوتی ہے وہاں
 آدمی جتنے دنوں زیادہ ساتھ رہتے ہیں۔ نہادہ اچھا ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔

۵۔ ستمبر ۱۸۵۵ء کو ملکہ مغظمہ بال موریل کو روانہ ہوئیں ایک دن ایڈنبرا میں ٹیمپل ہاؤس
 بال موریل میں داخل ہوئیں۔ کوئین و پرنس نے دیکھا کہ جدید محل کا بڑا حصہ اُنکے رہنے کی واسطے

یہ دونوں نوجوان مدت سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ شہزادہ فریڈرک اپنے مریبون سے اور شاہ پروشا سے اجازت لیکر شہزادی سے نسبت کر نیکیے لئے آیا ہے جس پر مدت سے اسکا دل آیا ہوا ہے۔ بیرن سٹوک میراں خط میں یہ فقرہ پڑھ کر بڑا ہی خوش ہوا کہ آج صبح کو حاضری کمانے کے بعد امر معلوم اپنی انتہا کو پہنچ گیا کہ نوجوان نے اپنے مان باپوں اور شاہ پروشا سے اجازت لیکر یہ اپنی درخواست پیش کی۔ اور ہم نے اسکو منظور کر لیا۔ اور اس سے کہا کہ طرف ثانی کی کونفرنس تک وہ درخواست اپنی ملتوی کر لے۔ موسم بہار میں یہ نوجوان اپنی درخواست خود شہزادی سے کرنی چاہتا ہے اور وہ اپنے مریبون اور بہن کو ساتھ لیکر آئے گا تو شادی ہونی سے پہلے ستر مہینہ سا لگوا ہوا جائے گی اسلئے آئندہ موسم بہار سے پہلے شادی نہیں ہوگی۔ شہزادہ کے مریبون اور شاہ پروشا کو بھی اطلاع ہو گئی ہے کہ ہم میں اور نوجوان شہزادے میں یہ معاہدہ ہو گیا ہے اور نوجوان شہزادی سے اس کا استفسار بعد اسکے بلوغ کے ہوگا۔

۲۸۔ تاریخ کو نوجوان شہزادے نے ہمارے پاس سے جائے کا ارادہ کیا ہے اور اسکو ہماری مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ مین نے اس سے کہہ دیا ہے کہ چودہ روز تک ملاقات کا رہنا کچھ تھوڑا ہے نہ بہت ہے۔ مین اس سے ملکر بہت خوش ہوا۔ وہ بڑا مستقیم الطبع اور آزاد اور استیجاب ہے۔ تعصبات سے خالی معلوم ہوتا ہے۔ اور حد سے زیادہ نیک ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ دکی نے میزاول لے لیا ہے۔

دوسرے دن پرنس البرٹ ہر وجہ مفاصل کا دورہ بائین بازو میں ہوا جس کے سبب کچھ دنوں بہت تکلیف ہوئی۔ وہ اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ ۲۲ و ۲۳ تاریخوں کو بڑا خوش حال درور ہوا۔ ۲۵ تک یہ ہولناک درد جاری رہا۔ انہوں نے بیرن سٹوک میر کو کہا کہ مین نے ایک ہفتہ سے آپ کو خط نہیں لکھا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ وجہ مفاصل کے سبب مین قلم ہاتھ میں نہیں پکڑ سکتا تھا۔ اب بھی قلم کو ٹھیک ہاتھ میں نہیں تمام سکتا۔ پہر بائین شانہ میں درد اور دل و بازو میں تشنج آیا ہوا کہ ہلنا جلنا میرے لئے ناممکن ہو گیا۔ اور سب سے زیادہ تکلیف یہ تھی کہ رات کو نیند نہیں آتی تھی اور درور رہتا تھا۔ اب مین پہلے کی نسبت اچھا ہون مگر کچھ اپنا بچ ہون۔

شہزادی گئوٹریا کو اس نسبت بڑا اہتر از ہوا۔ شہزادہ کو حقیقت میں اس سے محبت ہے اور اس

چھوٹی لڑکی نے جہان تک ہو سکا اُسکو خوش کیا۔ کل سے ایک دن بعد نوجوان شہزادہ چلا جاسکے
 شہزادہ کے بزرگوں کو بھی اس قرابت ہونے کی خوشی ہے۔ اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ نسبت قرابت
 شہزادی کی سترہویں سالگرہ کے بعد ہو۔ لارڈ پارمرسٹون اس نسبت قرابت کی بابت کہا کہ مجھ
 یقین ہے کہ یہ رشتہ مندی جب ہوگی تو جو لوگ (اس سے خاص تعلق رکھتے ہیں) اُنکو خوشی ہوگی
 اور حضرت علیا اور خاندان شاہی کو راحت ہوگی اور بے شک اس سے دونوں ملکوں کو بلکہ
 علی العموم کل یورپ کے اغراض نکلیں گے۔

شہزادی و کٹوریہ کی قرابت نسبت کی باتیں

نوجوان شہزادی سے اس امر کے مخفی رکھنے کی تجویز ہوئی تھی مگر یہ امر ناممکن تھا
 بلکہ منظر اپنے روزنامہ چین لکھتی ہیں۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۷۵ء۔ آج ہماری پیاری و کٹوریہ کی پرورش
 شہزادے و ولیم سے منگنی ہوگی۔ شہزادہ ہمارے پاس ۱۲ ستمبر سے آیا ہوا تھا۔ اُسے ۲۰ ستمبر
 ہے اپنی آرزو بیان کی۔ مگر ہم شہزادی کی کم عمری کے سبب سے نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ خود اس
 یہ بات کہے یا وہ انتظار کرے اور دوبارہ آئے مگر یہ کہ یہ بہتر معلوم ہوا کہ وہ دوبارہ آئے۔ بسم
 کر یحیٰن کو سوار جاتے تھے کہ اُسے سفید تھیر (ایک پھول کا درخت جس کی جھاڑو بنتی ہے) کا
 کر اور چن کر شہزادی کو دیا۔ (یہ ایک شگون کی علامت ہے) اور اُسے کھائی۔ اپنے آرزو کا اعلان
 شہزادی پر کر دیا اور جب کر نوک سوار ہو کر گئے تو بہ نسبت کی قرار دوا ہو گئی۔

۱۸۷۵ء ۱۷ اکتوبر کو ملکہ کوئین اور پرنسز نڈس مین آئے۔ راہ میں رات کو ایڈنبرا
 میں رہے۔ پرنسز پر راج مفاصل کے عارضہ نے جو حملہ کیا تھا اُسکو شمالی ہوائے اور جنگل میں چند
 روزہ ہر لون کے شکار کیلئے منع وقف کیا۔ یہاں واپس آنا تھا کہ پہر وہی کاموں کا متواتر ہجوم
 تھا۔ رات دن کی محنت کا آغاز ہوا چند روز بعد ملکہ منظر کے پاس خبر آئی کہ اُن کا سوتیلہ بھائی
 شہزادہ لین صبح کے مرض میں مبتلا ہوا جسے سن کر دونوں میان بی بی کا دل بیتاب ہوا اور
 اس مرض کو ایسے جلد و مستعد دل و دماغ سے کام کرنے والے کی موت کا پیغام سمجھتے تھے۔
 پہلک کاموں کے سوا پرنس نے برنگم و ڈلینڈ انسٹی ٹیوشن کے بنیاد کے پتھر
 رکھنے کی تقریب کے لیے ایک ایڈریس تیار کیا۔ ۲۲ نومبر کو اس رسم کو ادا کیا اور اُسے بعد پائل
 میں دعوت میں ایک ایڈریس پڑھا۔ اس انسٹی ٹیوشن کا مطلب یہ تھا کہ سائنس آرٹ کو تعلیم میں

ملکہ منظر کا روزنامہ چین اور ان کے ہائی کی ملاحظہ

داخل کیجئے جو دولت زراحت پر دانی کو باقاعدہ بنائے۔ سائنس کے مضامین کہ تو انہیں نیچر کو تحقیق کر کے اُنکے استعمال کو بتلائے۔ وہ مزدوروں کو ہدایت کرتا ہے کہ کس طرح انکی تکلیف کم ہو سکتی ہے۔ وہ اُن زوروں کو باقاعدہ بناتا ہے جو کام میں آتے ہیں۔ وہ سمجھاتا ہے کہ کاموں کا مقصود کیا ہوتا ہے۔ صنّاع کو اپنی عقل پر فخر ہوتا ہے کہ میں نے اپنے ہنر سے یہ چیز دولت زراعتی پرش کو ایسی چیزوں سے دلی شوق تھا جو اُنکے دل میں تھا وہی اپنے ایڈمیس میں زبان سے فرمایا اُنہوں نے بیان کیا کہ انسان کے لئے سائنس نے کیا کیا فائدہ مند کام کیے ہیں اور آئندہ اس سے بیش بہا علم کے حامل ہونے کی امیدیں ہیں اور اپنے ایڈمیس کا اس مضمون پر خاتمہ کیا ہمہ پر عین فرض ہے کہ جن قوانین کے موافق خدائے تعالیٰ عالم پر فرمانروائی کرتا ہے اُنکی مطابقت کریں۔ اُن قوانین کے دو احاطے ہمارے بڑے بڑے مدارس اور دارالعلوم میں خود مختاری سے درس میں اختیار کئے ہیں۔ وہی تسلیم کے اعلیٰ اجرائی جاتے ہیں جن میں سے ایک احاطہ میں قوانین متعادروں و نباتوں کے مدون ہوتے ہیں (اسکو میتھی میٹکس (ریاضیات) کہتے ہیں دوسرے احاطہ میں ہمارے خیالات کا اظہار بذریعہ زبان ہوتا ہے اس میں صاف پلاک قدیمی زبان میں دگر یک کا علم صرف و نحو و علم ادب داخل ہے۔

یہ قوانین علم کے فروع اعظم ہیں۔ اُنکے مطالعہ سے دل و دماغ جھلکا ہوتے ہیں فہم و بین میں استقامت و رغبت پیدا ہوتی ہے۔ مگر فقط یہی قوانین نہیں ہیں بلکہ اور بھی ہیں جو فروگزاشت ہوئے چاہیں جسکے بغیر ہم کچھ کام کی باتیں نہیں کر سکتے۔ مثلاً وہ قوانین ہیں جو انسان کے عقلی اور روحانی تعلقات پر فرمانروائی کرتے ہیں یہ منطق و آئینات کہلاتے ہیں۔ پھر اور قوانین ہیں جو ہمارے جسمانی طبیعت پر سلطنت کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ جسم و روح میں کیا تعلقات ہیں وہ فزنی اور بوجی اور سانی کو بوجی کہلاتے ہیں۔ ایک وہ قوانین ہیں جو انسان کی سوسائٹی پر حکمرانی کرتے ہیں اور ایک آدمی کا تعلق جو دوسرے آدمی سے ہے اُسے بتلاتے ہیں وہ پولیٹیکس جیورس پر وٹنس پوٹیکل اکیونومی کہلاتے ہیں اور ہیست اور بین۔

یہ قوانین مذکورہ بالا مختلف انشی ٹیوشنوں میں اصلی تسلیم کہلاتے ہیں اور وہ اس کے مستحق ہیں۔ مگر ہمارے انشی ٹیوشن کے مطالبات مقاصد اقصیٰ یہ ہیں کہ مادہ اور اسکی صورت

بزرگوار ڈاکٹر ایڈمیس کی انشی ٹیوشن میں پورے دنیا کا ایڈمیس دنیا

کے قوانین پر عمل ہو۔ جس سے ہم انڈسٹری (محنت پر رازی یا سلیقہ) کو تقسیم کر سکیں اور یہی ایک خاص بڑی بات ہمارے زمانہ کی ہے۔ پس ہم کو چاہیے کہ اپنی ساری ہمت کو بغیر لے سکے کہ ہم اُسکو دوسری طرف بٹائیں۔ سائنسوں اور ٹیکنیکس فزکس، کیمسٹری، فائن آرٹس (یعنی مصوری، نجاری، تعمیر عمارت) کی طرف صرف کریں۔

ہم نے اپنے ملک کے لیے ایک نعمت عظمیٰ کا سامان تیار کیا ہے۔ تھوڑے دنوں میں دیکھو گے کہ کیا کیا اسے فائدہ مند نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ اور پیداوار کے لیے قومی قوتیں کیسی بڑھ جاتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کام میں اور ملکوں کے حصے بھی تقلید و اتباع کریں اور مجھے امید ہے کہ یہ کل انٹی ٹیوشن ایک مرکز پر متحد ہو جائیں گے اور اس طرح سے اپنی قوم کو نہال کرینگے۔

۳۰۔ نومبر ۱۹۵۵ء کو انگلینڈ میں ملکہ مظفر کی ملاقات کے لیے شکار ڈینیڈا آیا۔ پرنس اچو لینے کے لیے ریلوے اسٹیشن پر گیا۔ وہاں سے دونوں گاڑی میں بیٹھ کر لنڈن میں آئے اہل شہر نے بڑی گرمجوشی و خوشی سے خیر مقدم کی رسم ادا کی۔ اس کا یہاں آنا تھوڑے دنوں کے لیے تھا۔ مگر یہاں بسنے ہمت کچھ دیکھا بھالا جسے سبب کوئین اور پرنس دونوں تمک گنو۔

دوسرے دن یہاں انگریز بادشاہ دول وچ میں سلخ خانے کو دیکھنے گیا۔ پھر اسپتال میں مہربانی کی باتیں کیں۔ پھر توپ خانہ کی قواعد دیکھی۔ جس سے انگلستان کی برتری توپ زنی میں اسپر ثابت ہوئی۔ اتوار کو وہ لنڈن میں رہا پیر کی صبح کو ملکہ مظفر کے ساتھ پورٹس مٹھ میں ڈوک یارڈس اور فیکٹری کا ملاحظہ کیا۔ سبٹ چیئرمین بیرے کا ملاحظہ کیا۔ ہم کو بادشاہ لنڈن میں آیا پھر بنگلہ گم سے شانانہ جلوس کے ساتھ شہر میں گیا۔ جہاں دو ہزار مہمان گلڈ ہال میں اس لیے جمع ہوئے تھے کہ کورپوریشن کے ایڈمیں نے کی رسم کو دیکھیں۔ جب بادشاہ شہر میں آیا تو باجو دیکھ دیج بہت سروکار یک اور نم آلود تھا۔ بہت آومی اس کے مبارکباد دینے میں سرگرم تھے۔ جس وقت وہ ہال میں داخل ہوا تو بڑی بہار تھی۔ تمام آدمیوں نے جو جمع ہوئے تھے سرفرد تعظیم دی اور بڑے بلے چوڑے چیز دیئے جن کا اثر بادشاہ کے دل پر ہوتا تھا۔ دونوں ایڈمیں اور نئے جواب اس وقت کے لیے نہایت ہی مناسب حال تھے۔ دوسرے دن ملکہ مظفر نے بادشاہ کو اور ڈرافٹ گارڈ

دیر شام کو دعوت بڑی دہوم و نام سے ہوئی جس پر اسکی ملاقات کا خاتمہ ہوا۔ وہ وندھسر کیل سے
پانچ بجے ملکہ منظمہ سے رخصت ہوا۔

۱۸۵۶ء عیسوی

لارڈ کلیرین ڈون کی مان کی تعزیت میں ملکہ منظمہ نے جو خط لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے
اراکین سلطنت سے صرف شامانہ تعلق ہی نہیں رکھتی تھیں بلکہ دوستانہ و بھائیوارہ رشتہ مندی
بھی رکھتی تھیں۔

۱۳ جنوری ۱۸۵۶ء۔ میرے پاس آپ کا خط آیا۔ ہم کو دلی رنج ہوا کہ آپ کی والدہ غریبہ
نے اس جہان سے رحلت کی جسے سببے انکی دردناک علالت ختم ہوئی۔ اُس سے آپکا بقیہ
ہوا جسکا بدل ناممکن ہے۔ اور اس سے وہ رشتہ تعلق جو اس نیا میں تھا ٹوٹ گیا مگر دنیا سے
عقبے سے جو رشتہ تعلق ہے وہ ہنوز سلامت ہے۔ آپ کو اس اندوہ والہ میں یہ تسکین ہونی چاہیے
کہ کئی ہفتے تک آپ کی والدہ اپنے گھر کی چھت کے نیچے شاد و خرم رہیں۔ ان کے سارے بچے
اُس وقت میں اُن کے پاس گروا گرو موجود تھے۔ وہ انہیں شرف و خمر سے خوش ہوتی تھیں کہ اُن
کا ایک بیٹا ہے جس نے اپنے ملک کی اپنے بادشاہ کی بے بہا بزرگ خدمات کی ہیں۔ فقط

۱۴ جنوری ۱۸۵۶ء کو بذات خود ملکہ منظمہ نے دستور کے موافق پارلیمنٹ کو کہولا
تحت پر رونق افروز ہو کر اسچ میس اپنے دوستوں کی فتوحات عظیمہ اور عظیمہ بیان کیں اور
فرمایا کہ سال گزشتہ میں یہ امر لا بدی تھا کہ میں بری و بھری سپاہیوں کی تیاری میں اپنی ساری
توجہ صرف کروں۔ مگر میں نے جنگ میں جو وہ کے کاموں کی تقویت دینے کے اندر اپنی سعی
کوشش میں سے کسی بات کو اٹھانا نہیں رکھا۔ میں نے اپنا یہ فرض جانا کہ مصالحت اس وقت
کی کسی معقول تجویز سے انکار نہ کروں غرض یہ پیرس میں مصالحت کے باب میں عہد و پیمان کا
آغاز ہونے کو ہے۔

جناب ملکہ منظمہ کی سواری پارلیمنٹ ہوس کو گئی اور آئی تو اُس کے ساتھ ہیئر بھارڈ
اور محبت و ہر خیر خواہی کی گرجویشی کا اظہار پہلا ہی ساتھ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ یا

لارڈ کلیرین ڈون کو ملکہ منظمہ کا تعزیت نامہ لکھنا

ملکہ منظمہ کا پارلیمنٹ کا کہونا

صلح میں قوم جو انکی ذات مبارک کے ساتھ اپنے اغراض رکھتی ہے ان میں کمی نہیں آئی۔
 شہنشاہ بیگم فرانس کے ہنوز بچہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ انکی سخت علالت کی خبر میں ملکہ مغطر
 پاس آئی تھیں جسکے سبب سے انکو اور پرنس کو بہت تشویش ہوتی تھی اور وہ متروک ہو کر خطوں سے
 ان کا حال پوچھتے تھے۔ مگر جب شہنشاہ بیگم کے بیٹا بنجیر و عافیت پیدا ہوا تو شہنشاہ نے پرنس کے
 خط مورخہ ۲۰۔ مارچ ۱۷۹۱ء کا یہ جواب لکھا کہ آپ نے جو مجھے مبارکبادیں دیں اور تہنیتیں بھیجیں
 میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں ملکہ مغطر کو ایک خط لکھ کر بھیج چکا تھا کہ اُس سے ایک گندہ
 کے بعد ان کا الطاف نامہ میرے پاس آیا۔ میں اُس خط کا جواب لکھ کر اپنے خطوں کے پڑھنے
 سے انکو تھکانا نہیں چاہتا تھا۔ اسلئے آپ ہی کے خط میں میں ان کے عنایت نامہ کا شکریہ
 ادا کرتا ہوں۔ آپکے سارے کلمے نے جو میرے دل میں بیٹے کے ہونے کی خوشی منائی اُس کا اثر
 میرے دل پر ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ میرا بیٹا چھوٹے پیارے شہزادے آر تھر کے مشابہ
 ہوگا اور اُسکے خصال مثلاً اچھے بچوں کے نادر ہوں گی۔ انگریزوں نے جو میرے ساتھ اپنی
 الفت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ اُسے انگلینڈ اور فرانس میں باہم ایک دل بستی پیدا ہو گئی ہے
 مجھے امید ہے کہ میرے دل میں خاندان شاہی کے ساتھ محبت و موانست ہو اور انگریزی
 قوم کی قدر و منزلت ہو وہ میرے بیٹے میں مشاعرث ہوگی۔

شہزادے کو ن فرانس میں لے کر آئے
 (عیسائی نائیک پورٹ)

۲۔ مارچ ۱۷۹۱ء کو شہزادی و کٹوریہا کے عیسائی بنانے کی رسم وڈسٹر کے خانگی
 گرجا میں ادا ہوئی۔ شہزادی کو ان کا باپ اور دہرم باپ شاہ بلجیم اور ملکہ مغطر گرجا میں ساتھ
 لے گئے۔ ان کے بہن بہائی اور اہل عظام اور وزراء نے اُن کو تقریب میں بخود
 تھے شہزادی سے جو بیشیوں نے سوال کیے ان کے جواب حسب دلخواہ دیئے۔
 ۳۔ مارچ ۱۷۹۱ء کو دس بجے رات کے یہ خبر آئی کہ صلح کے عہد نامہ پر دستخط ہو گئے
 جسکے سبب ہمیں پارک کی توپوں کی شاہی سلامی نے دار السلطنت کو جگایا۔ دوسرے
 دن اسکا اعلان ہوا جس سے قوم کی خوشی اور تسکین ہوئی۔ ۲۹۔ مئی کو قومی مسرٹ انبساط
 کا اظہار عام طور پر اس طرح ہوا کہ ٹائیڈ پارک و کٹوریہا پارک۔ گرین پارک۔ پرائم روز پل آرتھرائٹ
 چوٹین۔ اور سارے لنڈن میں روشنی ہوئی۔

صلح نامہ کی خبر کا اعلان

ہم نے پہلے بھی لکھا ہے کہ لڑائی میں جو آدمی زخمی ہوتے تھے اُن کے حال پر
ملکہ معظمہ و پرنس کو کمال وجہ توجہ رہتی تھی۔ سپاہیوں کے زخم اُنکے دلون پر بھی چوک لگاتے
تھے۔ وہ وقتاً فوقتاً چھیتہم کے اسپتالوں کے انتظام کی نگرانی و سرپرستی کرتے رہتے تھے
۱۰۔ اپریل کو ملکہ معظمہ نے دوبارہ بروٹن کے اسپتالوں میں زخمی سپاہیوں کا ملاحظہ فرمایا
اسمین چار سو بیمار جو بتدریج تندرست ہوتے جاتے تھے۔ پارک کے چوک میں صف آرا ہو
اور جو زخمی اپنے بچھونوں سے الگ ہو سکتے تھے وہ یکجا جمع ہوئے۔ انھوں نے ملکہ معظمہ کی خدمت
بہادرانہ کی تھیں اُن سے ملکہ معظمہ نے ملاقات کی اور ایسی محبت و شفقت کی باتیں کیں کہ جن
سے اُن کے دکھ درد میں ایسی تخفیف ہوئی کہ کسی قیمتی عطیہ کے دینے سے بھی نہ ہوتی۔ بہت سے
آدمیوں کے زخم بڑے گہرے و خوفناک ایسے تھے وہ دیکھے نہ جاتے تھے۔ بعض کے اعضا
ایسے اڑ گئے تھے کہ انکی صورت مسخ ہو گئی تھی۔ اُن کے دیکھنے سے لڑائی کی تصویر آنکھوں میں
جاتی تھی۔ جو مجروح زیادہ تھے اُن سے ملکہ معظمہ زیادہ ہمکلام ہوئیں۔ غرض ان بیماروں کے لیے
جو وہ حسن انتظام فرماتیں اور اُنکے حال پر شفقت و مرحمت کرتیں۔ اُن سے اُن بیماروں کو بڑی
تقویت ہوتی ۛ

ایڈرل شوٹ میں کیمپ کے انتظامات پورے ہو گئے تھے اُن کے ملاحظہ کے لیے ملکہ معظمہ
و پرنس تشریف فرما ہوئے۔ وہ فارن بورن کے اسٹیشن پر اترے۔ جنرل نولیس نے اُن کا
استقبال کیا۔ جب وہ کیمپ میں پہنچیں تو انھوں نے اپنی سواری کو بدلا اور ایک سمنڈ گھوڑے
پر سوار ہوئیں اور سپاہ کو دیکھنے لگیں۔ یہاں چوہ نہر اسپاہ موجود تھی اور دو لینوں میں
کھڑی تھی۔ جس کا فرنٹ یعنی سامنے کا رخ ڈیڑھ میل طول میں تھا۔ ملاحظہ کے وقت سپاہ نے
اسلحہ پیش کیے۔ باجے بجائے۔ نشست کے لیے ایک بلندی پر پانچ گاہ بنایا۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ وہ
اپنے اہل و عیال سمیت یہاں شب باش ہوئیں۔ دوسرے دن صبح کو گھوڑے پر سوار ہوئیں۔
فیلڈ مارشل کی ودی اور گارڈز کے ریٹنڈوسٹار و سپاہی مائل و نیلی سنباف لگی ہوئی سرخ کرتی
زیب تن تھی۔ انھوں نے اٹھارہ نہر اسپاہ کی قواعد کو ذرا فرادیکھا بجالا۔ اس کے بعد اولیاء
دولت نے قصر بنگلہم کو مراجعت کی ۛ

ملکہ معظمہ کا جی اسپتالوں کا ملاحظہ فرمایا

ملکہ معظمہ کا ایڈرل شوٹ کے کیمپ میں سپاہ کا ملاحظہ فرمایا

چند روز بعد ۲۳۔ اپریل کو سپتھمیڈین ایسے عظیم الشان بیڑے کا ملاحظہ ہوا جسے برابر اب تک کوئی بیڑا نہیں جمع ہوا تھا۔ اسکی سیر کیلئے سارے ملک کے آدمی آئے تھے۔

مطلع صاف تھا اسلئے کنارے پر سے تماشا بینوں کو سمندر کے اندر خوب سیر دکھائی دیتی تھی۔ پورٹس مٹھ کے بندرگاہ سے شاہی جہاز دوپہر کو چلا اور اسکے پیچھے اور بہت سے دھانی جہاز تھے جو جھنڈیوں اور بیرقوں سے آراستہ تھے اور تماشا بینوں سے بھرے ہوئے تھے وہ جنگی جہازوں کے درمیان گزرا تو پون کی دھوون دھوون اور آدمیوں کے غل شور نے ایک قیامت برپا کر دی۔ پرنس نے اس بحری قوعہ کا حال اپنے خط میں بیرن سٹوک سیر کو یہ لکھا ہے کہ میں کج آپ کو ایلائس کی سترھویں سالگرہ کے دن خط لکھتا ہوں۔ آپ کی حالت کے سنبھل جانے سے اور آپ کی صاحبزادی کی تندرستی کی تازہ امیدوں کے ہونی سے مجھے دلی خوشی حاصل ہوئی۔ کس سے ایک دن پہلے سپتھمیڈین بحری سپاہ عظیم کا ہم نے ملاحظہ کیا۔ دو سو چالیس جنگی جہاز بہت قسین کے تھے۔ ہمارے جلوس کے بینل جہازوں نے اور اضافہ کیا تھا۔

پورٹس مٹھ میں ایک لاکھ تماشا بین تھے۔ دن بڑا صاف تھا اور ذرا سا بھی کوئی حادثہ وقوع میں نہیں آیا۔

اس بیڑے میں جہازوں پر ۲۰۰۲ توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور انجنوں سے ۱۶ گھوڑوں کی قوت سے کام کر رہی تھیں۔ ملکہ مغظمہ کا جہاز بیڑے کے درمیان پھر تا تھا۔ اور ہر جہاز سے سلامی اترتی تھی۔ جب رات ہوئی تو کل بیڑے میں روشنی ہوئی۔ مستولون اور ڈنڈیون پر لمپے لگے ہوئے تھے بندرگاہوں میں نیلی روشنی تھی۔

۸۔ مئی کو تھم کنگسٹن میں دونوں ہوٹسوں نے ملکہ مغظمہ کو ایڈمیرلین صلیب کریمیا کے باب میں دین۔ دو دن بعد اولیائے دولت اور سبورن میں آئے پرنس نے ۱۲ مئی کو بیرن سٹوک سیر کو خط لکھا کہ ہم کچھ دنوں کے لیے اپنے آرام گاہ میں آگئے ہیں۔ موسم بہار یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آخر ہونا شروع کر دیا ہے۔ ہم کو امید ہے کہ یہاں ہم اپنے رگ پٹھون کو جو ہمیشہ کی پریشانی اور سخت سردی کے سبب بہت غراب ہو گئے ہیں۔ بہر درست و مضبوط کر لین گے۔

۹۔ مئی ۱۸۵۶ء کو ملکہ مغظمہ اور سبورن سے عبور کر کے نٹ لی کی اسپتال کے بنیاد کے پتھر رکھنے

کے لیے تشریف لے گئیں۔ دوسرے دن وہ اپنے مامون صاحب کو لکھتی ہیں۔ آخر خفیہ میں
خاکسرا توار کو بڑی خوفناک ہوائیں چلتی تھیں۔ اگر وہ اعتدال پر نہ آتیں تو ہم نٹ لی کی ہسپتال کی
بنیاد کے رکھنے کی دلچسپ رسم کو نہ ادا کر سکتے۔ یہ ہسپتال اس ملک میں نئی قسم کا ہو اور وہ میرے
نام سے موسوم ہوگا اور یوروپ کے اچھے ہسپتالوں میں سے ایک شمار کیا جائے گا۔ میں اپنی بہن
سپاہ کو دل سے چاہتی ہوں۔ میں نے بہت سے پچارے بیمار اور زخمی سپاہی دیکھے ہیں میں بڑا
شفقت سے اس کام کی نگرانی و انتظام کرتی ہوں ۴

دوسرے دن خبر آئی کہ پیرن سٹوک میر کی بیٹی کا انتقال ہوا۔ اُس کی تعزیت میں پیرن
نے یہ خط لکھا ۴

آپ کے صاحبزادے نے آپکی صاحبزادی کی وفات کی اندوہناک خبر بھیجی جس کے سبب
ہم کو بڑا افسوس ہوا۔ مدت سے وہ امراض کے سبب بڑی جانکاہی میں تھی۔ موت کے سبب اس
مصیبت سے چھوٹ گئی۔ مگر اب کو اس خیال سے کب تسکین ہوتی ہے۔ مجھے خوف ہے کہ مباد
اس جان فرسا واقعہ سے آپ کی صحت میں فرق نہ آجائے۔ کل پروشا کا غنزدہ فرطز پر آیا ہے
وہ اپنی دھن کو پسند کرتا ہے۔ ۲۶ تاریخ کو ہم لنڈن میں پہنچے جائیں گے ۴

قصر کنگٹم سے پرنس اپنے ایک دوست کو جو کو برگ میں تھا ایک خط میں لکھتے ہیں جس
اس واقعہ کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے ۴

میں آج آپ کو ایک خط لکھتا ہوں جس میں ایک لحاظ کی خبر سناتا ہوں جس سے معلوم
ہوگا کہ کیا آفت آتی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ رسیدہ بود بلائے دے بھر گزشت۔ میں نہیں جانتا
کہ آپ کو اخبارات سے یہ خبر اقل پہنچے۔ وہی ایک خط پر اپنی میسر پر لاکھ سے ہر گزائی تھی کہ اُس کی
آستین میں شمع سے آگ لگ گئی۔ اتفاق سے سہل ڈائی رو۔ اسی میسر پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس
آندھ میں کے کمرے میں ایلائی کو موسیقی کا سبق دے رہی تھی وہ فوراً اُس آگ کے بجھانے
کے لیے دوڑیں اور شعلوں کو انہوں نے آتش دان کے سنگین ڈھکنے سے بجھا دیا۔ باوجود اس
کے بھی اسکا دایان بازو کہنی کے نیچے سے شانے تک بہت جل گیا۔ سرخین برہنہ ڈی نے زخم
کو خرد میں سے بڑے غور سے دیکھا اور خاطر جمع کی کہ اندرونی جلد بالکل محفوظ ہو۔ اس میں فقط

میرن سٹوک میر کی بیٹی کا جنازہ

شہزادی ویکٹوریہ کا انتقال

بازو کے اوپر کے حصے میں خفیف سا ضرر پہنچا ہے۔ اس لیے یہ خوف نہیں کہ ہمیشہ کے لیے یہ بازو بیکار ہو جائے گا۔ اس پچاسی پچی نے بڑا صبر کیا اور آف نہیں کی۔ اس کے اوسان نہیں خطا ہوئے۔ تکلیف کی بہادرانہ برداشت کی۔ اب وہ بالکل خوش ہے۔ اس کی اسٹما بھی اس چہرہ تندرستوں کا معلوم ہوتا ہے۔ مان باپوں کی تو طبیعت کا مقتضایہ تھا کہ اس حادثہ سے اُن کے دل پر صدمہ عظیم پہنچا۔ مگر اس خبر کے سننے سے اُس کے دل کا دل نہایت بیتاب و مضطرب ہوا۔ ہم کو نسل میں مصروف تھو کہ یہ واقعہ دن کے چار بجے واقع ہوا۔ اگر امداد ایسی جلد نہ قریب ہوتی تو سب کے اوسان بجانہ رہتے تو مل میں آگ کا لگنا جسکے جلد جلنے کا تصور بھی ذہن میں نہیں آتا معلوم نہیں کہ کیا جانگر حادثہ دکھاتا۔ اگرچہ مشکل سے مدت میں صحت ہوگی مگر یہ یقین ہے کہ جلنے کا کوئی داغ باقی نہیں رہے گا۔ ڈاکٹر کلارک آپ کو مریض کی صحت سے اطلاع دیتا رہیگا۔ کل سے ایک دن بعد دو لٹا چلا جائیگا۔ اس کے عمون لیو پولڈ شارٹ اور فلپ ساتھ ایک دن کے لیے لیونینگ اور ۹۔ کو چلے جائینگے۔ ۲۵۔ جون ۱۹۵۶ء قصہ مکمل ہو گیا۔

جولائی ۱۹۵۶ء کی ابتدا میں کریمیا سے سپاہ کا بڑا حصہ واپس آگیا تھا۔ اس مہینہ میں ملکہ مظفر اور پرنس نے ایڈلڈر شوٹ۔ دو لٹ چج۔ اور لنڈن میں کئی دفعہ سپاہیوں کا ملاحظہ فرمایا۔ ایڈلڈر شوٹ کے کیپ میں جو سپاہ تھی اُس کے ملاحظہ کی تاریخ ۱۹۵۶ء جولائی ۱۹۵۶ء قرار پائی تھی مگر موسم کی خرابی نے ایسا اندھیر مچایا کہ دن کو رات بنا دیا۔ ملکہ مظفر اور اُن کے ہمراہی شاہ بلجیئم سویڈن کا شہزادہ اوس کار کیپ میں رات کو اس پائیگاہ میں رہے۔ جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ زمین تریہ تری تھی اور آسمان پر بادل گھرے ہوئے تھے۔ مینہ کے ٹپکنے کی کوئی امید نہ تھی مگر باوجود اسکے سپاہ اپنا کام جیسی چالاکی اور پرتی سے کر رہی تھی اور کریمیا کی آفتون کی طوفان کی برداشت کو دکھا رہی تھے۔ بند گاڑی میں ملکہ مظفر قواعد کے میدان میں تشریف لے گئیں اور اُن کے ہمراہی گھوڑوں پر سوار اپنی اپنی وردی پہنے ہوئے گئے۔ تھوڑی دیر میں موسم اچھا ہو گیا تو یہ دلچسپ جلوہ نظر آیا کہ شاہی سواری کے گرد ایک مربع کے تین ضلعوں میں کریمیا کی جینٹل آگے بڑھ کر کھڑی ہوئیں۔ ہر افسر جسکے سر پر کریمیا کی آتش جنگ برسی تھی۔ ہر کپنی میں چار سپاہیوں کو لیکر آگے آیا۔ تو ملکہ مظفر کی گاڑی کشادہ ہوئی اور وہ کھڑی ہوئیں۔ اپنے سپاہ کی مخاطبت

میں یہ گویا افشانی کی۔ اے افسر اور سپاہیو! میں تم سے اپنی ذات خاص سے معترف ہونا چاہتی ہوں۔ آج کے دن جو سپاہ یہاں جمع ہو اسکو میری طرف سے یہ مبارکباد دو کہ وہ انگلیش میں خاطر خواہ کارگزاری کے بعد صحت و عافیت کے ساتھ واپس آئی اور اُسے کہو کہ میں اُن مقنا و مشکلات و سختیوں کج جن کی برداشت اُنہوں نے نہایت عمدہ طرح سے کی بڑی فکر و تشویش کے ساتھ دیکھتی تھی۔ جن بہادر و نئے اپنے ملک کی خاطر سے جانیں دیں ان کا مجھے حد زیادہ سوگ اور ماتم ہو۔ مگر اُنکی اُس شجاعت پر مجھے خُز و ناز ہے جو انہوں نے میرے بہادر دوستوں کی معیت میں ہر میدان جنگ میں نمایاں کی۔

میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اب تمہارا خوف تو فنا ہوا مگر تمہارے کارنامے نمایاں کی شان و شکوہ باقی رہی اور میں جانتی ہوں کہ تمہاری خدمات کی یہ ضرورت پڑیگی۔ اور تم پر اُسی اطاعت و جان نثاری کے ساتھ وہ زندہ دلی خستہ یار کرو گے جسے تم کو کریمیا میں ایسا ثابت قدم و استوار رکھا کہ تم کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا تھا۔

جس وقت زبان گوہر افشان سے یہ درافشانی ہو چکی تو ہر ایک کے مُنہ سے بے اختیار یہ آواز نکلی کہ خدا ملکہ کو زندہ و سلامت رکھے۔ خوشی کے مارے سپاہی اپنی خود و دل کو اُٹھالتے تھے اور تلواروں کو ہلاتے تھے اور خیر خواہی کے آواز لگاتے تھے جو ایک صف سے دوسری صف میں برابر چلے جاتے تھے اور پہاڑوں میں جا کر گونجنے لگے بغرض ایک عجیب مردی و دلیری بہادری کا تماشا اثر انداز ہوا۔

دوسرے دن گارڈس کو جو کریمیا سے واپس آتے تھے سارا لٹنڈن مبارکباد دینے پر آمادہ ہوا۔ یہ سپاہی سفر کر کے سینٹ جیمس پارک میں ہو کر قصر بکنگہم کے پاس سے گزرے۔ اور ملکہ مظفر نے اُنکو دیکھا۔ وہ جلدی سے پارک میں آئیں۔ پرس اپنے ماتحت پلٹنیں لیکر گارڈس کے استقبال کو آیا۔ آج نہ میسنہ تھا کہ وہ اپنے پانی کو پھیلاتا اور نہ بادل تھے کہ وہ روز روشن کو تباہ کر دے۔ بالطبع سپاہی اور تماشا کی گرجو شہ سے خوشی کر رہے تھے۔ یہ ٹرائی کے ختم ہونے کا ایک جلوہ بڑا اثر انداز تھا۔ پرس نے اسکا حال اپنے خط میں سٹوک میو کو یہ لکھا کہ کل عین صبح لیوپولڈ نے اپنے بچوں کے یہاں سے روانہ ہو گئے۔ کریمیا لشکر و ن میں سے ساٹھ ہزار

پلٹنوں کا یہاں ملاحظہ ہوا یہ ایک بڑا ذیشان جلوہ گاہ تھا اور اُس نے ہم سب پر بڑا اثر کیا۔ پہلے ایڈمرل شوٹ مین جو کریمیا کی واپس شدہ پلٹنوں کا ملاحظہ ہوا تھا۔ اس میں مہینہ نے بڑی کھنڈ ڈال تھی ۛ

ہروشاکا بادشاہ اور ملکہ جواب جرمن کے شہنشاہ و شہنشاہ بیگم بہن ۱۰۔ اگست ۲۸۔ گت تک یہاں مقیم رہے تاکہ انگریزی شاہی خاندان سے ناتے رشتے قریب کے ہو جائیں مطلب شہزادی و کٹوریا اور ان کے بیٹے کے درمیان نسبت قرابت ہوئیے حاصل ہو گیا یہ دونوں مسلمان ایڈمرل شوٹ مین سپاہیوں کا ملاحظہ فرما کر ۲۸ کو اوسبورن میں آئے اور ۲۹ کو وہ رخصت ہوئے اسی تاریخ پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی ہوا ۛ

اولیائے دولت ۲۷۔ اگست تک اوسبورن میں مقیم رہے۔ کبھی کبھی سمندر میں سفر بھی سیر کے طور پر کیا ایک دفعہ مغربی ساحل پر ڈیون پورٹ تک گئے۔ وہاں متواتر ایسے طوفان آنے شروع ہوئے کہ سمندر کی راہ سے مراجعت نہوسکی تو ریل میں سوار ہو کر پورٹس متھ میں گئے۔ ۲۷ کو اوسبورن سے روانہ ہو گئے۔ راہ میں دو دن ایڈنبرا میں رہے۔ ۳۰ کو بال موریل میں پہنچے شام کے سات بجے پنچر ملکہ معظّمہ اپنے روزنامچہ میں لکھتی ہیں کہ ”نیا مکان بالکل تیار ہو گیا اور سارا پرانا مکان بیچارہ رخصت ہوا کل جیلڈ لڈنڈ“ محل پرنس کی تجویز سے تیار ہوا ہے۔ اب کی دفعہ یہاں بارش کی وہ شدت تھی کہ ملکہ معظّمہ اور ان کے مہمانوں کو پہاڑوں میں سیر کرنے کا لطف و مزاح حاصل نہوایر پرنس اپنے روزنامچہ میں لکھتے ہیں کہ برف بارش طوفان اور طغیانی آب میرے مہمانوں کے شکار کے مافع نہ ہو سکے۔ میں ان میں بھی شکار کیلئے راہ اور میری رفل نے بہت سے بارہ سنگے شکار کر کے

بال موریل میں مس فلوئس نانٹ انگیل تشریف لائیں ۱۳ دسمبر کو انکی ملکہ معظّمہ ملاقات ہوئی پرنس اپنے روزنامچہ میں لکھتے ہیں کہ اُسے ہمارے سامنے جنگی اسپتالوں میں جو برائیاں تھیں بیان کیں اور انکے ضروری علاج و چھلاحین بتلائے ہم اُس سے ملکر بڑے خوش ہوئے اُسکی طبیعت میں بڑی حیا ہو۔ دو ہفتے کے بعد مس موصوف ملکہ معظّمہ کی مہمان ہوئی۔ اُسکی ملاقات کا ٹھیک وہی وقت مقرر کیا گیا کہ لارڈ پان مورلیٹری فسطر بھی موجود ہوں تاکہ اُس کی زبان سے وہ ساری باتیں سن لیں جو اُس نے خود دیکھی تھیں اور ان نتائج سے مطلع ہو جائیں جو اُس نے

ہروشاکا بادشاہ کا انگلیشن میں تھا

بال موریل میں اولیائے دولت کا جانا اور مس فلوئس نانٹ انگیل کا آنا

مشرق میں اپنے تجربوں سے حاصل کیے ہیں ۛ

۱۵۔ اکتوبر کو ادیبائے دولت بال موریل سے روانہ ہوئے دوسرے دن ٹڈنسر کیل میں آئے۔ ۱۹۔ کوسٹوک میئر کو پرنس لکھتے ہیں کہ ہم یہاں بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ ہائی لینڈس چھوڑنے کا افسوس ہو مگر یہاں آنکر برٹی اور اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے دیکھنے سے بہت خوش ہوئے برٹی نے جو سفر خود کیا تھا اس سے اسکو فائدہ ہوا۔ پھر برٹی نے یہ خبر سنکر کہ اسکا یہ دوست (سٹوک میئر) انگلیسنڈ کو آتا ہو خوش ہو کر علم ہیئت کے تلامذہ میں یہ خط اسکو لکھا ہو ۛ

میں سنتا ہوں کہ اب کے دمدار ستارہ نے اپنی دم در کہیم میں ادبیر ہم کے نزدیک کھائی کر برٹل کے ہیئت دانوں نے حساب کیا ہو اور ان کو توقع ہو کہ اب کا ستارہ جلد اپنے گردن میں داخل ہو گا۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ ہمارا نظام شمسی اسکو اپنے زور کشش کے اندر لایا گیا۔ ہسم پشین گوئی کرنے میں ضعیف ہیں کہ یکشش اسکو لندن اور وڈنسر کے اوپر لایا گیا ۛ

۱۷۔ نومبر کو سٹوک میئر وڈنسر کیل میں آگیا۔ انگلیئنڈ میں یہ اسکا آنا آخری تھا اس نے یہاں اپنے شاہی دوستوں کو بڑے ماتم و سوگ میں دیکھا ۛ

۱۸۔ نومبر کو حضرت علیا کے سوتیلے بھائی شہزادے چارلس نے وفات پائی پہلی نومبر کو شہزادے پر دوبارہ صرع کا حملہ ہوا۔ اتنا سنبھالا لیا کہ اسکی سگی بہن بہت جلد اسکے پاس آگئی اور اسنے اسکے مرنیکے آخری دن دیکھے۔ ۱۹۔ نومبر کو ملکہ منظم کو ایک خط لکھا جس کو انہوں نے چھپو کر اپنے عزیزوں اور دوستوں کے پاس بھجوایا۔ وہ لکھتی ہیں کہ میرے بھائی نے ایک یادداشت نہایت خوب اپنی عالی دماغی سے لکھی۔ اس نے اپنی علالت سے چند روز پہلے مجھے لکھا کہ تم میرے پاس تھوڑی دیر کے لیے ہو جاؤ۔ میں اسکے مرنے کو دیکھنے آئی۔ آہ میری پیاری وکٹوریہ یہ دیکھنا بڑا غصہ ہو لیا کہ ایک بیش قیمت جان کا ایک ایک قطرہ گرتا جاتا ہے اُسپر زوال آتا جاتا ہو اور موت ایک ایسے اچھے آدمی کو فنا کرتی ہو آخر دنوں میں اس کا چہرہ بہت خاصہ اچھا تھا پھر چند روز کے بعد یہ شہزادی لکھتی ہو۔ میری عزیز بہن میں نے اکثر یہ چاہا کہ جہان میں تہی میں تم میری تسلی کے لیے ہو میں اور وکیتین کہ بھائی کا ماتم میرے ماتھ میں ہے اور اسکا دم نکلتا ہو یہ مصیبت ایسی دل شکن تھی کہ میں اس سے بول نہیں سکتی تھی۔ ہم کو اس سے بات کرنے میں

ۛ لکھنا اسکی مراد تھی ۛ

ۛ لکھنا اسکی سوتیلے بھائی کی وفات ۛ

اس سبب سے خوف تھا کہ وہ بولنے کا قصد بعض دفعہ کرتا تھا مگر ایک لفظ اس کے منہ سے باہر نہیں نکل سکتا تھا اندر ہی رہ جاتا تھا۔ جب وہ سو جاتا تھا تو ہم خوش ہو جاتے تھے۔ میری پیاری وکٹو یا یہ دن میرے لیے اور تمہارے لیے گو تم دور فاصلے پر بیٹھی ہو بڑا الم ناک اور جان فرما تھا۔

ملکہ معظمہ نے اپنے مامون صاحب شاہ لیو پولڈ کو لکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس موت کا رنج سگی بہن کے برابر کیا۔ ۱۹۔ نومبر کو وہ لکھتی ہیں کہ آپ نے سٹوک میر کے جو عمدہ الفاظ لکھے ہیں اس کا بہت سا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میرے پیارے مامون یہ صدمہ بڑا جاں لکھا ہے۔ میرا رنج بڑا کڑوا ہے۔ میرا ایک ہی بھائی تھا میں اس سے بہت محبت کرتی تھی، آپ کو بھی اس سے محبت تھی آپ جانتے ہیں کہ وہ کیسا صاحب خوش کرنے والا تھا۔ ماما (دانا) پر تو مصیبت کا آسمان ٹوٹ پڑا وہ رنج کے مارے دم بخود ہیں۔ خدا پر ان کا توکل ہے وہ خیال کرتی ہیں کہ ہمارے پیارے چارلس خدا نے اپنی محبت و رحم کے سبب اپنے پاس بلا لیا ہے اور اس کو کلیفون سے بچا لیا ہے۔ دو ہفتہ کے بعد پھر ان کو ایک خط میں لکھتی ہیں۔ مجھے اس موت سے رو رہ کر بڑا رنج ہوتا ہے جب میں نہایت خوش و خرم ہوتی ہوں تو یہ رنج میری دلخراشی کرتا ہے۔ ہم تینوں بہن بھائی آپس میں بڑا اخلاص پیار رکھتے تھے اور کبھی ہم کو یہ خیال نہیں آتا تھا کہ ہم ایک الدین کی اولاد نہیں ہیں۔ جب میں بڑی ہو گئی تو ہماری عمر دن میں جو بڑا فرق تھا اس کا خیال بالکل مٹ گیا۔ خدا کی جرمی ہوتی ہے وہ ہوتا ہے۔

اوسبورن کی اقامت میں ایک واقعہ ایسی غرضی کا پیش آیا کہ اس نے اس مہینہ کی ساری گفتگو کو دور کر دیا۔ ایک جہاز مسی رزولویٹ قطب شمالی کی تلاش میں گیا تھا وہاں وہ برف میں دھنس کر رہ گیا تھا۔ سولہ مہینے کے بعد امریکہ کے سیاح اس کو نکال کر امریکہ میں لائے اور امریکہ کی کونگریس نے قومی صرفے اس کی مرمت کر کے تحفہ ملکہ معظمہ کی خدمت میں اس کو بھیجا۔ جس وقت حضرت علیا کو کورس باربر میں اس کے آنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے اس کو خود بالذات جاکر نذرین قبول کرنے کی تیاری کی۔ ۱۶۔ کو انہوں نے اس تحفہ کو ایسے حسن اخلاق سے قبول کیا کہ اہل امریکہ اس کے نہایت ممنون ہوئے۔

اس وقت پنجاہ اور امور کے سپاہ کے افسروں کی تعلیم کی طرف پرنس کی توجہ تھی۔ نومبر دسمبر کے

یونیورسٹی میں ایک ایک خط ملکہ معظمہ کو بھیجا

مہینوں میں ملکہ معظمہ نے اور انہوں نے ڈیوک کیمبرج اور لارڈ پان مور سے اس باب میں خط و کتابت کی۔ اس تعلیم کے باب میں پرنس کے جو مقاصد عظیم تھے وہ نہایت شستہ اور برجستہ زبان میں اپنی عادت کے موافق ڈیوک مہدوج کو اس طرح لکھے۔ پہلک سکولوں سے شرفا کو مشرفا تعلیم پانی چاہیے۔ انکی لیاقتوں کا امتحان دو مہینے تک پسند کر نیکے لیے چاہیے۔ پھر انکو خاص جنہوں میں کمیشن دینا چاہیے۔ جب وہ افسر مقرر کئے جائیں تو ان سے درخواست کرنی چاہیے کہ کسی ملٹری کالج میں دو برس تک ملٹری تعلیم پا کر اپنے تئیں قابل بنائیں۔ جب تک وہ امتحان میں یہ ثابت نہ کر دیں کہ انکو جو کچھ سیکھنا چاہیے تھا وہ سیکھ لیا۔ انکی ترقی نہیں ہونی چاہیے فقط۔ یہ چند فقرے تعلیم کے میاں کی اصل میں پرنس کو تعلیم سپاہ کا دلی خیال ہمیشہ لگا رہتا تھا۔

۱۸۵۷ء عیسوی

ملٹن ایک بڑا شاعر کہتا ہے کہ ہمارے اقوال یا افعال ایسے ہوتے ہیں جیسے وہ یاد کے یقیناً قابل ہوں اور صرف محبت الہی اور مومنست انسانی ہلکو جلد کام کرنے کی طرف راغب کرے۔ اس مقولہ کے موافق پرنس الہرٹ اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ وہ یہ جانتا تھا کہ میر منہب شاہ ایسا ہے کہ نسبت معمولی آدمیوں کے میرے بھلے یا برے کاموں کا اثر اور دن پر بالضرور زیادہ ہوتا ہے کل انسانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کو اپنا قاعدہ و دستور بنانا میرا فرض ہے۔

دسمبر ۱۸۵۷ء میں وہ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ بعض کاموں میں میرے افعال کو لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ مگر میری نیت بخیر ہوتی ہے اور میرے دل میں سب انسانوں کے ساتھ سوائے بھلائی اور نیکی کرنے کے کچھ اور نہیں ہوتا۔ اور سستی اور عقل کی پرستاری کی ہتواری میرے دل میں روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اس سے میرے دل کو بڑی تسکین و تسلی ہوتی ہے۔

اسکا یہ لکھنا خالی خیالی نہ تھا بلکہ عملی تھا کہ وہ آدمیوں کے ساتھ ہلکی زندگی کی پیچیدگیوں اور دشواریوں میں ان معاشرت کی ضرورتوں میں اور وقت کی مہمات اہم میں بھلائی کرتا تھا۔ ان کے دیگر شاہی اصول ایسا منقش تھا کہ اس کا کوئی فعل اور قول اس سے خالی نہ ہوتا تھا۔ جب کسی کی نیکی افعالی کو خواہ وہ کسی بچے کی ہو یا بوڑھے کی سننا تھا تو اس کے چہرے پر مسرت آثار نمودار ہوتے تھے جی آدم

پرنس کی توجہ سپاہ کے افسر کی تعلیم کی طرف

پرنس الہرٹ کا نیک خواہ انسان بننا

کی یہودی و مرفہ الحالی کی کوئی بات چھوٹی یا بڑی ہو اس سے وہ بے اعتنائی نہیں کرتا تھا۔ یہ اشکی زندگی کا اصول تھا۔ انکی راستی و رہت بازی ضرب ایشل تھی۔ اسکے کسی کام میں ریا اور غل نہ تھا۔ وہ ملکہ معظمہ کی رعیت کے ہر حصہ کی حالت بہتر کرنے میں اور اسکی برائی دور کرنے میں مستعد رہتا تھا وہ جس مضمون پر توجہ کرتا تھا اسکی تہہ پر پہنچ جاتا تھا۔ کسی گروہ کا آدمی جو اس سے اپنے پیشہ کی باتیں کرتا تھا وہ اس سے ایسی مہربانی سے گفت گو کرتا تھا کہ اسکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرا ہی ہم پیشہ ہے۔ بعض آدمی یہ سمجھتے تھے کہ وہ انگریز نہیں اسلیئے اسکے انگریزی خیالات نہیں۔ مگر یہ سمجھنا انکی غلطی تھی۔ جب کوئی امر اہم اصلاح کے لئے پیش ہوتا تو وہ اسمین انگریزوں کے رویہ روشن و نصیحت کا پاس و لحاظ بہت کرتا تھا۔ اسمین پیش منی و عافیت اندیشی کی لیاقت و ذمات خداداد ایسی تھی کہ جب کسی امر اہم میں کوئی سخت شکل آکر ٹپتی تھی تو وہی اسکو سہل کر دیتا تھا۔ بغیر اسکے وہ حل نہ ہوتی تھی۔ جابجا پرنس کے بہت سے کام ایسے موجود تھے کہ جیاد رکھنے اور تقلید کرنیکے قابل تھے۔ اور اُسے خیر چلری کا ورثہ اُن لوگوں کو دیا ہے جن کی زندگی کافی میں راحت بہت کم اور بیخ بہت زیادہ تھا۔ اُسکی بہت سی مثالوں میں سے ایک مثال لنڈن کے بندرگاہ کے باربرداروں کی لکھی جاتی ہے اُن باربرداروں نے ایک عرصہ شہت ۱۸۶۳ء میں ملکہ معظمہ کے حضور میں پیش کی جس میں اُنہوں نے لکھا کہ ہم بد تن سے ایک مصیبت ناک حالت میں گرفتار تھے جس سے رمانی ہم کو نہ ہوتی تھی۔ مگر پرنس اس بلا سے ہمکو نجات دلائی۔ اب آٹھ برس سے ہم اپنی سخت مشقت میں خوش و راضی رہتے ہیں۔ پہلے اس سے کہ پرنس ہمکو اس آفت سے خلاص کر لئے دیا کی طرف ایک سرگروہ کی معرفت ہم کو کام ملتا تھا جو پہلے اس سے کہ ہم کو کچھ کام دے کے شراب پلاتا تھا اور کام کرنیکے اندر بھی ہمکو شراب پلاتا رہتا تھا جب ہم کام کر چکے تو مزدوری دینے اور شراب پلانے کیلئے وہ ہمکو انتظار میں بٹھاتا تھا۔ بس اسطرح سے آدمی مزدوری ہماری شراب میں اڑ جاتی تھی اور آدمی مزدوری ہم اپنے بال بچوں میں لچکا تھے۔ مزدوری کے عوض میں شراب ملنے کا جو قاعدہ تھا وہ ہمکو ہمارے جسم و جان و خاندان کو تباہ کرتا تھا اور قابلِ رحم بنا دیتا تھا۔ ہم نے بہت سہرا اور سب قسم کے آدمیوں اور جماعتوں سے التجا کی کہ ہم کو اس ملعون انتظام کی بلا سے نکالیں اور خود بھی اس بلا کے نالے کے لئے ایک اوص بنایا مگر کہیں سے اصلی انداز نہ حاصل ہوئی۔ مگر شہنشاہ میں ایک سوسائٹی ترقی تجارت اور جہاز رانی کے لئے مقرر ہوئی

تھی۔ سوسائٹی تجارت و جہاز رانی کی ایک کارپوریشن (جماعت) ہے جس میں ایک ماسٹر اور چار آرڈر اور آٹھ انکے اسسٹنٹ اور ایکٹس ایڈبرادر ہوتے ہیں۔ وہی دن دونوں کاموں کا سارا انتظام کرتے ہیں۔ اسکے لیے حضور کے شوہر کو ماسٹر شپ کے لیے انتخاب کیا۔ انہوں نے ہمارے حال کی خبر لی شنوائی کی۔ انکو اپنے عزیز بی بی بچون سے محبت تھی۔ اسلئے انہوں نے ہماری بی بی بچون کی خبر گیری کی۔ وہ سخت سے اتر کر ہمارے مصیبت ناک گہروں میں آئے اور خوب تحقیقات کی کہ مزدور کی عوض میں شربٹ ملنے سے ایسی برائیاں پیدا ہوتی ہیں کہ ہماری بی بی بچے مصیبتوں کی دلدل میں پہنچ جاتے ہیں اور ہم پوسے و ڈوبے جاتے ہیں۔ وہ بورڈ آف ٹریڈ کے پریسڈنٹ سے اسلئے ملے ہم کو ان برائیوں کی جگہ بندی سے چھڑائیں۔ انہوں نے اس سے مشورہ لیکر ہیکو ٹرسے فی ٹی ہوس کی کارپوریشن کے ماتحت کیا جس سے فوراً ہماری ساری خرابیوں کی اصلاح ہو گئی اور وہ انتظام جس نے ہم کو تباہ کر رکھا تھا بالکل اُڑ گیا۔ اس نیک پرس نے اور برادرین نے ہمارا کام لگانے کے قواعد بنا دیئے جنکے سبب ہم کو ہماری مشقت شاد کی مزدوری خاطر خواہ ملتی ہے اور اسکو بغیر کسی کٹوتی کے اپنے بال بچوں میں لے جاتے ہیں پرس نے ہمارے لیے ایک مکان بنوایا کہ اس میں ہم اپنے کام لکھنے کے انتظام میں بیٹھا کریں۔ زمین اخبار اور کتابیں ہماری دل لگی کے لیے رکھ دیں۔ اور ہکو مہت و لائی کہ سیک کے بی نٹ سوسائٹی (ہماروں کے فائدے کے لیے سوسائٹی) بنائیں غرض سب طرح سے ہماری ہیبودی و خوشحالی کی ترقی کے لیے کوشش کی۔ حضور عالیہ اچھی طرح خیال کر سکتی ہیں کہ ہماری حالت میں کیا تبدیلی ہوئی ہے کہ کیا تو ہم کو پالا ان لوگوں سے پڑتا تھا کہ ہماری چاکاھی سے روپیہ کماتے تھے یا اب ہکو نیک نہاد پرس اور برادرین سے سروکار ہے جو صرف ہماری بھلائی اور خیر چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہم کو ستانہ نوشی کی زندگی سے اور بدستوں کی بد انجامی سے نجات دلا کر جاکش کار گیر بنادیا۔

ان عرضہ شدت کرنے والوں نے ملکہ معظمہ سے عرض کیا کہ حضور کی سالگرہ کے دن ایک سالانہ جلسہ ہم کیا کرتے ہیں تاکہ ہم کو اپنے مصائب سے نجات پانے کی یاد رہے اور اپنے خلاصی کا ولے کی احسان کرنے کا اظہار ہو۔ جس کمرے میں یہ جلسہ ہوتا ہے۔ زمین ہم اپنے اوپر فیاضی کرنا کہ پرس کی تصویر لگانے کی حضور سے اجازت مانگتے ہیں تاکہ ہمیشہ وہ ہکو یہ سبق پڑھتی رہے کہ ہم اپنی

غریبی کی حالت میں خاوند اور باپ غیر ہنسنے بنے بنے اس کے مقلد بنیں۔ بلکہ منظمہ نے انکی یہ درخواست فوراً منظور فرمائی اور اس کے ساتھ یہ کلمات طبعیات فرما کر انکو اور زیادہ سسر افرازا کیا کہ میرے سخت محنت کرنے والے کاریگروں نے جو ہمدردی و ماتم پرسی بغیر کسی بناوٹ کے کی ہے اس سے زیادہ آپ کی اور ماتم پرسی اور ہمدردی نہیں ہوتی۔

چونکہ پرنس خود بڑے جفاکش آدمیوں میں سے تھے اسلئے ہمیشہ ان کے خیالات ان آدمیوں کی حالتوں کی طرف گئے رہتے تھے جو بہت سخت و ناگوار دنیاوی حرفے و پیشے ایسی حالتوں میں کرتے تھے جو انکی بہتری اور بہبودی میں بہت ہی کم اعانت کرتی تھیں۔ انہوں نے اول س بات پر غور کی کہ ہمارے بڑے شہروں کے زیادہ نشو و نما پانیسے اور ان میں مزدوروں کی جماعتوں کے لئے آسائش و آرام اور راحت کے گھروں کے نہ ہونیسے پرائیوٹ بیماریوں و ناراضیوں کو ایسا بہت جلد پھیلا دیا ہے کہ ایک تھلکہ پڑ گیا ہے۔ یہ بات ایسی تھی کہ اگر اسکا کارگر علاج نہ کیا جاتا تو آخر کو وہ آدمی کی عادات اور انکے قوائے جسمانی کے بروئے کار ظاہر کر نیکے لئے زہر قاتل ہوتی اور ہر وہ سیٹھ کے لئے بھی خرابی لاتی ہے۔

پرنس اول موجد تھا جس نے یہ بتلایا کہ اگر اہل سرمایہ اپنے پیشے کے مزدوروں کے لئے آرام و آسائش کے مکانات بنائے میں اپنے سرمایہ کو صرف کرینگے اور معقول شرائط پر ان کو کرایہ دیں گے تو ان کو فقط اپنے سرمایہ کا سود ہی نہیں حاصل ہوگا بلکہ مزدور بھی انکو اچھے لینگے اور انکا کام ہی اچھا ہوگا۔ پرنس کی اس تجویز کے مطابق رحم دل و صحیح عقل اہل سرمایہ نے لندن میں اور بڑے بڑے شہروں میں ایسے مکانات بنوا دیئے جس نے مزدور بدتر حالت سے نکل کر بہتر حالت میں آگئے۔

دوسرا مطلب جس پر پرنس نے بڑی توجہ کی یہ تھا کہ غریب جماعتوں کے لئے ہر روزہ تفریح کا سامان کس طرح تیار کیا جائے۔ اس ملک میں آدمیوں کی تفریح کے مقامات شراب خانے میں جہاں جاکر انکو روشنی و گرمی و آدمیوں کی صحبت فوراً میسر ہوتی ہے اور انکے سولے کوئی اور جگہ نہیں کہ وہاں اپنا دل بھلائیں۔ اب تک یہ سوال حل نہیں ہوا کہ غریب آدمیوں کی تفریح کے لئے کیا سامان تیار کیا جائے کہ جس سے وہ اپنے اوقات فرصت میں معقول طور پر خوش ہو کر رین کمینٹ اسی پر مشن ریڈنگ روم (پڑھنے کے کمرے) پبلک لائبریری (عام کتب خانے) میں وہ کم اپنی دل لگی اور تفریح

پرنس کی ہمدردی اور خیر خواہی کا یہ گروہوں کے ساتھ

پرنس کی یہ بات نہایت خوبصورت تھی کہ انکی تفریح کے لئے ہر روزہ تفریح کا سامان تیار کیا جائے

کر سکتے ہیں اور ایسے سامان و مان ہو سکتے ہیں جہاں بڑی بڑی آبادیاں ہیں۔ پرنس نے یہ سوچا کہ کوئی نہایت سیدھی سادی قسم کی جگہ ایسی ایجاد کرنی چاہیے کہ جس میں شاہانہ کی بڑیاں تو نہ ہوں مگر اس میں وہ خوشیاں انکو حاصل ہوں جو شراب خانہ میں جانے سے حاصل ہوتی ہیں۔ اب پرنس کے اس خیال کا طور بروئے کار کیا ہے کہ کاریگروں مزدوروں کے کلب قہوے خانے بہت مقامات میں بنائے گئے ہیں اور ان کا اثر بہت اچھا ہوا ہے۔ اس خیال کا آغاز ۱۷۵۷ء سے ہوا تھا۔ سالوں کا ایک سلسلہ اس غرض سے جاری ہوا کہ دولت مندوں اور غریبوں میں ہمدردی زیادہ ہو جن میں سے یہ ایک مضمون کہ مزدوروں کے لئے نشاط خانے بنائے جائیں۔ پرنس نے پڑھا۔ انہوں نے اس کے مصنف سٹرکلائون کو بلا کر مباحثہ کرنا چاہا۔ یہ ملاقات ۲۳ نومبر ۱۷۵۷ء کو وینڈر سٹرکیسل میں خبر لگ کر ہوئی۔ پرنس کے مکان پر ہوئی۔ اس ملاقات کا حال جو سٹرکلائون نے لکھا ہے اس میں سے چند فقرے لکھ جاتے ہیں۔ ملاقات میں میں نے عیاں جناب پرنس سے عرض کیا کہ کینکس انسٹی ٹیوٹ میں (یہ درسگاہ میں بڑے بڑے شہروں اور آٹھ دس ہزار آدمیوں کی آبادی کے قصبہ میں کاریگروں کی جماعتوں کی تسلیم کے لئے تین تین کمیسٹری۔ علوم طبیعیہ۔ علم نباتات۔ پولیٹیکل کوئومی۔ سیاست۔ مدن) پر چھوٹے چھوٹے لکچر دیئے جاتے تھے مگر لوگ ان پر توجہ کم کرتے تھے۔ بعض صورتوں میں انگریزی گریمر (صرف نسخہ) اور حساب فرانسیسی زبان وغیرہ بھی سکھائی جاتی تھیں۔ ہر درسگاہ کے ساتھ ایک کمرہ پڑھنے کے لئے اور کتب خانہ بھی تھا۔ جس میں لوگ بڑے شوق سے آتے تھے۔ انکا خرچ ممبروں اور اور آدمیوں کے چندہ سے چلتا تھا۔ میں نے اچھے اچھے کام کئے مگر ان میں متوسط درجہ کی جماعتوں کے لئے دو غلطیاں ہوئیں کہ غریب لڑکوں کی تعلیم کا خیال انکی تفریح کی نسبت زیادہ کیا گیا۔ ہم کو چاہیے تھا کہ پہلے انکی تفریح سے کام شروع کرتے اور اس طرح سے انکو ترغیب دے کر بتدریج تعلیم و لکچروں کی طرف انکو متوجہ کرتے۔ دوم ہم نے اس باب میں غریب آدمیوں سے کچھ مشورہ نہیں لیا۔ انکو دور ہی رکھا۔ پرنس نے کہا کہ میں نے آپکا مفصلٹ بڑا دل لگا کے پڑھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ پولیٹیکل کوئومی (نظام مدن) کے قواعد مرعی رکھے جائیں۔ جہاں ان سے گریز ہوگی وہیں ناکامی ہوگی۔ ان قواعد کا مقتضایہ ہے کہ اصول تجارت کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ہر ایک درسگاہ اپنا خرچ آپ اٹھائے۔ اور نیک خصلت آدمیوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ ایک گھر

ایسا بنائیں جیسا میں آگے بیان کرتا ہوں اور اسکے بنانے کی اجازت مجسٹریٹوں سے جن سے وہ علاقہ رکھتے تھے لے لیں اور انکو اس طرح چلائیں کہ وہ نفع بخش ہوں۔ وہ اصلاح یافتہ پبلک ہوں گے ان میں تبا کو پینے کی اجازت ہوگی۔ الگ کمرے میں جا کر پینے کی ضرورت نہوگی۔ یہ بڑی ضروری اور بجا آمد بات ہے کہ غریب آدمیوں کے ساتھ ان کے بی بی بچے بھی وہاں جائیں۔ بنگستان کی عورتیں عمدہ بیویاں اور مائیں ہیں وہ حتی الوسع اپنے خاوندوں کو شراب خانوں میں جانسیے باز رکھتی ہیں مگر ایسے پبلک ہوس سے جیسا میں نے تجویز کیا۔ بجائے ملنے ہونیکے معاون ہونگی اور انکے ساتھ خود جائیں گی مجھے اس میں شبہ ہے کہ ایک جماعت کے آدمی دوسری جماعت کے آدمیوں سے وہاں انکے ملین ہمیشہ اونے جماعتوں کے آدمی اعلیٰ جماعتوں کے ساتھ ملنے سے رکتے ہیں۔ اتوار کو بھی یہ مکان کھلے رہیں۔ وہاں کچھ عقائدات کی تفریق نہ کی جائے۔ ہر شخص آزادانہ آئے غریب معنیوں کے مکانات سکونت کی اصلاح ہو گئی ہے۔ اسکے ساتھ ان پبلک ہوسوں کی بھی اصلاح ہو جائے گی وہ ان مکانوں کے وسط میں بنتے چاہئیں جس میں مزدوروں کو دور نہ جانا پڑے۔ ان میں ناچ بھی ہو کرے۔ مگر غریب مزدور شوق سے ناچ میں مشغول نہیں ہوتے جب تک انکو شراب کے نشہ کا سر نہ ہو سکوت لینڈ میں جب تک وہ وسکی نہ پینیں شوق سے ناچتے نہیں۔ میں اپنی سالگرہ کے دن سینہ میں سارے غریب مزدوروں کو سُنکے کنبوں کے دعوت کیا کرتا تھا۔ اس سال انکو بیڑ ملائی تو نہ وہ خوش ہوئے اور نہ خوشی سے ناچے۔ مگر ان میں وہ شراب میں نہ داخل کیا میں جن میں سپرٹ ہوا وہ قسم کی شرابوں کا مضائقہ نہیں ہے

پرنس کی یہ عادت تھی کہ کیا وہ کسی بات کو چھوٹا نہ تھا یا اسکو بالکل غور سے مطالعہ کرتا تھا ایک واقفیت یا اصول کو وہ نہیں نشین کر کے اپنے دماغ میں امانت رکھتا تھا۔ اور جب چاہتا تھا انکو اتسافی سے کام میں لاتا تھا۔ ذہن کی اس عادت کے سبب سے وہ بہتے مضامین کی طرف متوجہ ہو کر ان سے ایسا ماہر ہو گیا تھا کہ ان مضامین کے ماہرین سے ہدایت آمیز اور مسرت انگیز گفتگو میں کر کے اپنی باتوں کا نقش انکے دل پر جا دیتا تھا۔ سر چارلس فیس کہتے ہیں کہ پرنس جب کسی مصوریہ یا سمار یا اہل سائنس یا معمولی سوداگر سے باتیں کیا کرتا تھا تو ان میں سے ہر ایک بھی سمجھتا تھا کہ پرنس کا سارا ذہن میرے ہی پیشے کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ ایک دفعہ محل میں بھاڑ بنانے کے لئے ایک

شیشہ گرایا تو پرس اُس سے آدھے گھنٹہ تک باتیں کر کے باہر چلا آیا تو اُس شیشہ گرنے لگا کہ کیا تعجب کی بات ہے کہ پرس کو شیشہ کے باب میں مجھ سے زیادہ واقفیت ہے۔ پرس میں بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ فقط جزئیات ہی پر علم نہیں رکھتا تھا بلکہ کلیات سے بھی ماہر تھا۔ دو دنوں جزئیات اور کلیات سے ماہر ہونا آسان بات نہیں ہے۔

پرس کی سیرت طبعی یہ تھی کہ وہ غزیردن کی ریلوں کو بہت صبر و تحمل کے ساتھ سنتا۔ اپنی رائے کے مخالفین سے وہ مباحثہ بڑے آزادانہ اور خوشی سے کرتا اور اپنے مخالفین کی آزادانہ و منصفانہ ریلوں سے بڑا مسرور ہوتا۔ پولیٹیکس (سیاسیہ) سائنس، لٹریچر، آرٹ کے مسائل میں مناظرہ کرنے میں وہ ایک مثال تھے جس کی تقلید و اتباع اور لوگ کریں وہ خود خوشی سے سیکھتا اور خوشی سے اور دن کو سکھاتا۔ وہ اپنے دوستوں و اخلاص مندوں سے صلاح و مشورہ لیتا۔ اور انکی نکتہ چینی خوشی سے سنتا اور اُس میں کوئی عظیم ہوتا تو اُس میں اپنے دل سے مشورہ لیتا اور کسی بات کو جو اُسکی رائے کے خلاف ہوتی فروگزاشت نہ کرتا۔

پرس کا منصب جاہ ایسا تھا کہ جسے فرائض کے ادا کرنے کے لیے اُسکی ذہن و عقل میں صفا مذکور ہونے چاہیے تھے۔ وہ ایک عالیشان گھر کا سرپرست تھا اسکے لیے ملکہ کوہرا عظیم میں صلاح و مشورہ دیتا تھا۔ وہ گورنمنٹ کی تدابیر پر بعض پچیدہ معاملات پر بعض مراسلات و تحریرات پر جن میں محلات عظیمہ کی خبریں ہوتیں خوب غور کر کے یا دو دشمنین عاقلانہ اور مدبرانہ لکھتا وہ اپنے گھر کے ملازمین کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتا۔ جب کوئی نوکر کسی کام کے لیے اُن کے پاس آتا تو اُسکی صورت اول دیکھ کر مسکراتا اور اپنی میسٹی میسٹی باتوں سے اُن کا دل خوش کرنے کا کام پر رخصت کرتا۔

پرس کی روشن دماغی اور نیک نیتی دو دنوں رعایا کی تسلیم اور بہبودی کی طرف انکی کوششیں کی رہتا ہوتیں مثلاً آرتھ کو وسائل تسلیم بنانے کی طرف رعایا کو متوجہ کیا اُس نے بڑی کوشش یہ کی کہ آرتھ میں لوگ دل لگائیں مگر نہ فقط تفریح طبع کے لیے بلکہ وہ یہ دیکھ کر کہ جن زبانوں اور فنون میں آرتھ کی خوب توضیحات ہوتی ہیں اور قوموں کو ترقی دے رہی ہیں دستکاری اور صنعتکاری کا کام میں آتی ہیں انکی تاریخ اور آرتھ میں کیا تعلقات ہیں۔ پرس کے عزیز مقصودات یہ تھے کہ

پرس کی تاریخ و سیاسی حقائق

آرتھ کی تسلیم پر پرس کے خیالات

کارگیر ایسے کام بنانے لگے کہ جن پر انکو فخر و تازہ ہوا اور ہاتھوں سے جو کام کرنے میں محنت و وقت اٹھانی پڑتی ہے اس سے اسکو نجات ہو۔ جو کام ایسا تھا کہ کسی خاص بہتر یا مذاق کے استعمال سے محروم تھا۔ مین پرنس ہر کاریگر کو چاہتا تھا کہ وہ اصول کو سمجھے اور کلون کی نازک دستکاری کی قدر چاہئے کہ اسکو مسووم ہو کہ کلون کے ٹیڈی دناؤن کی حرکتوں اور انکے فوسے کے پیون میں سوائے متواتر کھڑ اور دھڑ دھڑ کے ایک بیجان اور بے دروز رہے جس کا وہ غلام بن جائے۔ جب عقل ایک سمت میں جلد دوڑتی ہے تو اُسپر اعتماد ہوتا ہے کہ وہ کہیں اور غلطی کی تلاش کرے۔ بس پرنس کو اس کام کو نیکے لیے آسانی سے سہائی ہو گئی اور نہایت کارگر اور موثر کام کیا کہ سائنس آرٹ کے میوزیموں کی تدبیر و تجاویز اس خیال سے کیں کہ کاریگروں کے لیے ایسی جگہیں بنائے کہ وہ یہ دیکھ لیں کہ سائنس اور آرٹ نے کیا کیا کام کیے ہیں۔ اور کن قدیم حالت موجودہ پر وہ پہنچے ہیں۔ انکی تمام کوششوں کی پہل ڈاکٹر جان سن کا یہ مقولہ تھا۔ جو کچھ ہم کو اپنے قوائے جو اس سے پرے لیجاتا ہے اور جو کچھ ماضی و مستقبل اور بعد کی حال پر غالب کرتا ہو وہ ہم کو انسانیت کے درجہ میں بڑھاتا ہے۔

جیسا کہ میوزیم آرٹ کا ایسا ہی میوزیم سائنس کا انتظام ایسے وسائل پیدا کرتا ہے کہ جبکہ سب سے ان کا مطالعہ علی الترتیب و انتظام کے ساتھ ہو سکتا ہو اور اسی پر پرنس نے بڑا زور دیا۔ اُس اس اصول کے موافق قومی آرٹ کی ہمشیا کو جمع کیا جس کے نتائج وہ پیدا ہوئے کہ آرٹ کا غالب کو ان کا ممتون ہونا چاہیئے اُس نے تصاویر کی گیلری کو ایسا مرتب کرایا کہ وہ مصوڑوں کی تعلیم کے لیے نہایت عمدہ معلم ہو گئی۔

یہ سچ ہے کہ ہم آہستہ آہستہ سمجھتے ہیں۔ پرنس نے اپنا یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ وہ لوگوں پرنس کا سایہ و منصب رکھتے ہیں وہ بڑے ممتاز و سرنہند از آرٹسٹ نہیں ہو سکتے۔ اُن کو اپنی زندگی کے فرائض اور مشاغل ایسے ہوتے ہیں کہ وہ آرٹ کی کسی ایک فرع میں مشغول ہو کر کمال نہیں پہنچ سکتے۔ مگر ان وہ اس میں ایسی لیاقت پیدا کر سکتے ہیں کہ اور فن کے کاموں کو سمجھ کر اُن کی قدر شناسی کریں۔ بس اس اصول پر عمل کر کے پرنس نے آرٹ کے مبادی سمجھنے میں کوشش کی مثلاً اُس نے اوائل میں ٹنگ (روغنی مصوڑی) واٹر کلر (رنگین مصوڑی) ریچنگ (دھو کر تصویر بنانا)

میکل آرٹ پرنس کے خیالات

لیتوگریف وغیرہ علم موسیقی میں ناچاگانا بجا کر اس نظر سے نہیں سیکھا کہ اس فنون پر کیا اثر کر
ہو جائے بلکہ اس خیال سے کہ اگر لوگ بوان کا مومن کو گرین انکا اپنی طرح سمجھیں۔

۳۰ فروری ششہ نامہ کو پارلیمنٹ کھلی اور انہیں حضرت علیا نے زبان بول کر اس کے پہنچ
فرمایا کہ باوجودیکہ جنگ میں بہت سے نقصانات ہوئے لیکن ملک کے قیام کے لیے یہ نقصان نہیں
ہوئے۔ تخت پر وانی جو اپنی ترقی کو برسرے کا رظام کر رہی تھی اس میں کوئی روک نہیں تھی اور قوت
یورپ میں امن و امان تھا فقط ایران اور چین سے لڑائی ہو رہی تھی۔

پارلیمنٹ نے سپاہ میں بڑی تخفیف کر دی تھی کہ ہندوستان کی بغاوت کی خبر اول
یہ آئی کہ ۲۵ فروری کو برصام پور میں بغاوت سپاہ کے آثار نمودار ہوئے مگر اس کا خوف ہندوستان میں
کچھ نہیں ہوا۔ ۲۶ فروری ششہ نامہ کو لارڈ ڈلہوزی نے اپنے عہد سے جدا ہوئے وقت ملک
منظرہ کو لکھا تھا کہ کسی دشمن فرزانہ کو یہ جرات نہیں ہو سکتی کہ وہ پہلے سے یہ پیشین گوئی کرے
کہ ہندوستان میں ہمیشہ امن و امان رہے گا۔ مگر میں بغیر کسی بات کہ چہاں سے یہ ظاہر کرتا ہوں کہ
میرے نزدیک ہندوستان میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں فتنہ پر وانی کا گمان غالباً ہو
رہے کی تصدیق لارڈ کیننگ نے بھی کی۔ بس ایسے انگلستان میں جو تخفیف سپاہ ہو رہی تھی۔
اس میں بٹ کے اندر اس سپاہ کے خراج کا خیال نہیں کیا گیا جس کی ضرورت ہندوستان کے لیے
ہونے کو تھی۔ وزارت نے جو سپاہ کی تخفیف اور اس کے خراج کا انتظام کیا اس نے اب میں ملک معظمہ
فروری ششہ نامہ کو شاہ لیوپولڈ کو لکھتی ہیں کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ انگریزوں کو خوش دینے کے لیے
کافی سپاہ بحری و بری کا انتظام اچھا رہے گا جو تھوڑا سا سپاہ سے زیادہ ضرورتی بنا رہے گا۔

۳۱ اپریل کو ملک معظمہ کے ہاں دختر پیدا ہوئی جس کی بابت پرنس نے وعدہ اپریل کی اپنی
سو تیلی ہاں کو یہ خط لکھا کہ آپ نے جو پوتی کے ہونے کی مبارکباد دی ہے اس کا میں دل سے شکریہ
اداکر رہا ہوں۔ لڑکی خوب تازہ و توانا ہے اور بچوں کی نسبت خوبصورت بھی زیادہ ہے۔ وکٹوریہ
ابھی زچہ خانے میں ہیں۔ مگر بہت تندست ہیں اور میرے ساتھ وہ بھی آئے شکر یہ اور اگر میں
پہو پی صاحبہ اور دکی اور اسکا دو لٹا اس چھوٹے سے بچے کے وہم مانی پائے۔ اس کا نام پیٹریس
مری۔ وکٹوریہ تھیوڈور رکھا گیا ہے۔ اس خوشی کے تہنیت ناموں میں سب سے زیادہ دوست

یہ لکھنا کہ اس کا نام پیٹریس

یہ لکھنا کہ اس کا نام پیٹریس

مبارکباد و شہنشاہ فرانس کی تھی *

اس بچے کے پیدا ہونے کی خوشیاں سبھی تین کہ کلین مین یہ غلیل لگی کہ گلو سٹر کی ڈچس و نعتہ مبارہوتین اور دوروز بیارہر ۸ سال کی عمر میں ۳۰ اپریل کو اس جہان سے رحلت ہوئیں۔ یہ پسندیدہ خضائل لیڈی جارج سوم کی اولاد میں زندہ باقی تھی لارڈ کلیرین ڈون نے اس کی وفات کے دن پرنس کو یہ خط لکھا کہ کوئی آدمی ایسا زندہ نہیں کہ جس کے دوستانہ صاوق ڈچس گلو سٹر سے زیادہ ہوں۔ اس کی موت کا غم بہت سچا کیا جائے گا۔ ان الفاظ کی ملکہ معظمہ نے بھی قدر کی اور چند روز کے بعد شاہ لیو پولڈ کو خط لکھا۔ اس میں اسی عبارت کو لکھ کر اس میں یہ اضافہ کیا کہ گزشتہ اور حال کی نسلوں کے درمیان ڈچس کی عمر ایک واسطہ تھی۔ ان کی شفقت اور مہربانیوں نے ان کی شرافت نے ان کے بے غرض ہونے انکو ہر دوسرے سے زیادہ دیا تھا۔ ہم انکو اپنی وادی سمجھ کر بڑا احترام کرتے تھے اُن سے دلی محبت رکھتے تھے۔ اُن کا خاتمہ بالآخر آسانی سے ہو گیا *

۵۔ مئی کو پرنس نے مینچسٹر میں صنعتوں کی نمائش کو کھولا یہ اندیشہ تھا کہ ڈچس گلو سٹر کی وفات کے سبب سے نمائش کے کھولنے کے ارادہ کو دہن کر دے اور نہ آئے۔ مگر اس نے اپنے سوگ و ماتم کے سبب سے اس عام فرض کے ادا کرنے کے عزم کو ترک نہیں کیا۔ نمائش کی جہل کو نسل نے جو ایڈریس کیا۔ اُس کے جواب میں ایک اور سبب بھی اپنے ارادہ نہ ترک کرنے کا بیان کیا کہ اگرچہ ہنوز ڈچس کا جسم فانی اپنے آخر آرام گاہ میں نہیں گیا ہے۔ مگر ڈچس کی راکھ اور تہنیں ایسی تھیں کہ وہ اپنے فرض کے ادا کرنے اور مرتبہ کاموں کے کرنے میں سرفراز اور ممتاز مشہور تھیں جس کا اثر ہم پر یہ ہوا کہ میں یہاں آنے کو اپنا فرض سمجھا اور اپنے دلی رنج و الم کے سبب سے اس انتظام میں خلل نہ ڈالا جو عام خیر کے لیے کیا گیا ہے۔ اس نمائش پر پرنس ایسی مہربانی سے توجہ کی کہ اُسین خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور آخر کو اس سے منفعت زر کی بھی صورت نکل آئی *

۱۸۵۶ء میں پرنس سے دبیران و منتظمان نمائش نے درخواست کی کہ وہ انکی ایسی تہنیں کرے کہ تصاویر اور آرٹ کی اور صنعت کی چیزیں وہاں سے ہلکو بجائیں۔ بادشاہ کی طرف سے و جمع کی گئی ہیں۔ پرنس نے اور ملکہ معظمہ نے نہایت مہربانی سے اس درخواست کو منظور فرمایا جب اس نمائش کے انتظام میں زیادہ افزائش ہوئی تو ۲ جولائی ۱۸۵۶ء کو جہل کیپٹی نے اپنا

گلو سٹر کی ڈچس کی وفات *

میں پرنس تان آرٹ گزشتہ مئی میں (مینچسٹر میں صنعتوں کی نمائش)

ڈیپوٹیشن قصر کنگم میں پرنس کی خدمت میں بھیج کر عرض کی کہ ہم کس کس قسم کی اور صفات کی چیزوں کو جمع کرنا چاہتے ہیں۔ انکو بڑی مشکل پیش آئی کہ نادر ہشیام کے مالکین نے اپنی چیزوں کو دینے میں دیر لے لیا۔ وہ تھوڑے دنوں کے لئے بھی ان چیزوں کو اپنے سے جدا کرنا نہیں چاہتے تھے انکے سلامت نہ رہنے کا انکو اندیشہ تھا اور اردن کے پاس انکے جانے کا رشک تھا دوسرے ان نمایش کے جنرل کمیٹی کے صدر انجن کو پرنس نے ایک خط لکھا جس میں ایسی تدبیر بتلائی جس نے انکی مشکل کو حل کر دیا۔

پرنس نے انکو خط لکھا کہ وہ جمہور کو یہ بتلائیں کہ اس نمایش سے فقط یہی مقصود نہیں ہے کہ ایک خاص مقام کی آبادی کی عقلی ضیافت کیجائے اور عجیب چیزیں دکھا کر ان کا دل خوش کیا جائے بلکہ اسکا مقصود عظیم اس سے بہت بڑا ہے اگر ایک شخص کسی اور طرح سے تصویر دینے پر راضی نہیں ہوگا۔ تو جب اسکو یہ بات معلوم ہوگی کہ اسکے دے دینے سے ایک قومی مقصد عظیم تلف ہو جائے ہے تو وہ دینے سے انکار کرنے میں جھجکے گا۔ کوئی ملک ایسا نہیں ہے کہ انگلستان کی برابر آرٹ کی سب قسم کی صنعت کی چیزوں میں سرمایہ خرچ کرنا ہو۔ مگر اور ملکوں کی نسبت اس میں آرٹ کی تعلیم میں گہرے کوشش کی گئی ہے۔ تم لوگوں کے سامنے یہ امر پیش کرو کہ اشعار کے جمع کرنے ہمارا مقصود یہ ہے کہ آرٹ کی تاریخ بقید ازمہ مرتب ہو اور اسکے نظم ترتیب کی توضیح ہو جائے۔ وہ جاپان کو پکار پکار کے سکھائیے کہ سائنس کی تحقیقات نے مجردات کی یہ صورتیں کس کس نام میں بنائیں اور کیونکہ وہ تعلیم یافتہ آدمیوں کی آنکھوں کو اس قابل بنائیے کہ وہ علمی استفادہ اسے حاصل کریں۔ دنیا میں پہلی دفعہ ایسی گیلری (تصویر خانہ) دکھائی کہ کسی اور ملک نے اسکو نہ دکھایا ہو۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ایسی گیلری کا سامان کرنا بہت سادہانہ کے لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ میں اپنی تالیف کی ہونی فہرست تصاویر بھیجا ہوں۔ اس سے فن مصوری کے اساتذہ کامل کا حال معلوم ہوگا۔

پرنس کی تدابیر کے موافق عمل کیا گیا۔ اسکا یہ خط منطبع ہو کر شائع کیا گیا تو یہ تصویریں کے مالکوں نے انکے مستعار دینے میں مضائقہ نہیں کیا۔ اور کمیٹی کے پاس ساری اپنی تصویریں بھیجیں۔ پھر آرٹ کی ہر قسم کی چیزیں خاص کر تصویریں ایسی جمع ہوئیں کہ کبھی پہلے نہیں جمع ہوئی تھیں۔ اس نمایش نے یہ ثابت کر دیا کہ آرٹ کی اعلیٰ قسم کی چیزیں کل ملک میں لوگوں کے گہروں میں

جمع بین پرنس نے اس نمائش کو کھولا اور اس دن اس قدر کام کیا کہ بالکل تھک کر چٹا چڑھ گیا۔ نمائش کی طرف سے جو ایڈمیسٹریشن ہوا اسکے جواب میں جو کچھ اُسے کہا اسکا خلاصہ ہم لکھتے ہیں کہ نمائش میں آرٹ ہر زمانہ ہر قوم کی عقلی و ذہنی نشوونما اور عام تہذیب کا چہرہ اُتارنا ہو جس سے ایک نگاہ میں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اُس نہ مختلف ممالک متفرق فریقین صنعت کے کام آرٹ نے کیا کیا اور کیسے کیسے کئے ہیں اور اس وقت ہم پردہ کیا کیا اثر کر رہے ہیں۔ اگرچہ اس زمانہ میں ہم کو ہسکا بڑا گھنڈ ہے کہ ہمارا علم اور ہماری قوت بار آور بہت زیادہ ہو گئی ہے مگر قدیم زمانہ بھی اپنے علم و خیالات کی بہار ایسی دکھارنا ہے کہ ہمارے غرور کا سر نیچا کر رکھا ہے۔

۹۔ کو سال فورڈ میں پرنس نے ملکہ مظفر کے سیٹھو سے پردہ اٹھایا اور زبان مبارک سے یہ کلمات فرمائے کہ سال فورڈ کے آئندہ باشندے اس سیٹھو پر غور کرنیے دریافت کریں گے کہ یہ امر یقینی ہے کہ جہانِ علیا بادشاہ کی خیر خواہ ہے اور اُس سے محبت رکھتی ہے اور بادشاہ ملک کے قوانین کا کارکن کا مشتمل ہو اور خود اعتمادی اور خود افزائی پر ترقی محبت ملک کی بنا رکھتا ہے وہ ملک ضرور چھوٹے پھلے گا۔

۱۰۔ مئی کو اولیائے دولت اوسبورن کو گئے۔ جہان سے پرنس و وسکون وندسمرن آیا کہ ڈچس گلوسٹر کو سینٹ جانج کے گرجا میں دفن کرے۔ مئی کو پارلیمنٹ جدید میں لارڈ چنسلر نے ملکہ مظفر کے سیچ کو پڑھا۔ آئین کوئی دلچسپ بات سوائے اسکے نہ تھی کہ ایران سے صلح ہو گئی ہے اور چین میں دیکلار کل مختار فیصلہ کیلئے بھیجے گئے ہیں۔

چند روز کے بعد یہ مشترک کیا گیا کہ شہزادی وکٹوریہ کی پردشاہ کے پرنس فرڈرک ٹیگرنبگ کی جانیگی۔ ۱۶۔ مئی کو پردشاہ کے گرٹ میں ہی اس کا اعلان ہوا اور ۱۹۔ مئی کو پارلیمنٹ میں یہ پتلا آیا کہ ملکہ مظفر پارلیمنٹ کی اس امداد پر یقین رکھتی ہیں کہ وہ ان کی بڑی لڑکی کی شادی کے لئے ایسا سامان مہیا کر دینگے کہ جس سے اس ملک کی اور اسکے تاج کی عزت کے موافق شادی ہو جائیگی۔ کوشس ہوس بن کثرت رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ شہزادی کے جہیز کے لئے ۴۴ ہزار پونڈ اور سالانہ وظیفہ کے واسطے ۴۴ ہزار پونڈ دیئے جائیں۔ یہ امر فقط ملکہ مظفر کے ادب اور تفصیم و تکریم کے سبب ہوا۔

سال فورڈ میں ملکہ مظفر کے سیٹھو کا کوٹنا

پارلیمنٹ جدید کا اجلاس

شہزادی وکٹوریہ کی شادی کا اعلان

۳۔ جون کو اولیائے دولت نے لندن میں مراجعت کی اور ۹۔ تاریخ تک یہیں قیام کی پہر چند روز کے لیے وڈسٹر میں قدم رنجہ فرمایا۔ دوسرے دن پرنس نے بیرن سوگ میر کو یہ خط لکھا کہ کل ہم یہاں ایس کورٹ کی گھر وڈ کے لیے آئے۔ چند روز لندن میں ہے۔ اس پر نیم میں تھوڑے دنوں میں مختلف طرح کے کاموں کے سوالات اتنے جمع ہوئے کہ میں ان کے جوابوں کے دینے اور احمقانہ تفصیل سے مردہ ہو گیا۔ ان کاموں کی تفصیل یہ ہے۔ تو یان۔ ڈ۔ نیک روم اصطبل کے بال اور جلسے کرٹل پینس و قصر بلورین کی دعوتیں بین چہرہ بین شانہ شان سے جانا۔ فرٹز اور آچ ڈیوک مہاتون کا ۱۲۔ تاریخ کو۔ اور چالیو پوٹ اور ان کے بچوں کا آخر مہینے میں آنا۔ اور دوسرے مہینہ کے شروع میں برٹنی پرنس ویلز کا یوروپ کی سیر کو جانا علاوہ ان کاموں کے ۲۲ کو مجھے ایجوکیشنل کونفرنس میں پریسیڈنٹ بن سکے جانا ہو۔ یہ کام مہتمم باشان میں اس میں نہایت نازک اور دشوار پوسٹکل اور مذہبی مخالفتیں اور مناقشے پیش ہو گئے۔ سیری ایڈریس بڑی لمبی ہوگی۔ اُس میں بڑی دلخیزی ہوگی۔ پرنس نے اس امر متنازعہ فیہ کا اپنے ایڈریس میں خوب فیصلہ کر دیا۔ جس میں اسے کا بڑا اختلاف تھا کہ مدارس شاہی ہوں یا رعایا کے خود اپنی طرف سے ہوں۔ ان میں خالص دنیاوی تعلیم ہو یا ان میں مذہبی ہدایات پر تعلیم کی بنا رکھی جائے ان باتوں کو پرنس نے بخوبی انصافاً بیان کیا۔ لیکن اُس نے یہ اور بڑا نیا کہ آج اگر ان مخالفتوں پر مباحثہ ہو تو میں صدر نشین ہو چکے کے لیے آپ کے بلانے کو منظور نہیں کرتا۔ میرے منصب اور میرے فرض سے جو ملکہ اور ملک کیلئے ہیں رکھتا ہوں۔ یہ مباحثہ غیر مناسب ہیں میں اپنے سامنے ان لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ ان عظیم الشان مباحثوں میں بڑا حصہ لیتے ہیں اور میں ان کی ملاقات سے اس حالت میں خوش ہوں کہ کسی طرف کا پاس دار نہ ہوں میں یہ دریافت کر کے خوش ہوں کہ یہاں ناظر فداری کی بھی بنیاد ہے جس پر مختلف مذہبیتیں اور یاقین جگر ایک مشترک مضمون پر متفق ہو گئیں۔ میں ان کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنا صاحب نشین اس غرض سے بنایا ہے کہ میں اور وہ ملکر مشترک زرستان میں کام کریں۔

پھر انہوں نے اپنے سامعین کو مبارکباد دی کہ یہ رقیبہانہ کوششوں کا نتیجہ ہو کہ اس صدی کے شروع سے آبادی بڑھ کر دو چند ہو گئی ہے اور شاہی اور غیر شاہی اسکے ہون کی

پرنس کا قومی شہر میں کی کہ فرانس کا سرحدی شہر ہے

تعداد زیادہ ہو کر چوگنی ہو گئی ہے۔ مگر اس متشہر ناک صورت کے خلاف ایک افسوسناک حالت بھی ہے کہ انگریز مین اور ویلزمین ۱۸۶۹ء ۱۸۷۹ء کے تین اور پندرہ برس کی عمر میں درمیان میں اور تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ان میں سے ۱۸۶۸ء ۱۸۶۹ء تعلیم پاتے ہیں اور تقریباً پندرہ لاکھ بچے مدرسوں میں صرف دو برس تعلیم پاتے ہیں۔ پرنس نے کہا کہ اگر یہ برائی جو مسئلہ تعلیم کی اصل ہو دور نہ کی جائے گی تو تعلیم کے وسائل کی وسعت سے کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوگا۔ بس جمہور کے دل پر اس نقش کا جانا ہماری کونفرنس کا عین مقصود ہے۔ ان دنوں میں پبلک اینین (جمہور کی رائے) بڑی طاقتور لیور (برم) ہے جو آدمیوں کی بھلائیوں اور برائیوں کو اٹھاتی ہو۔ بس ہکو پبلک اپنی نین کی طرف رجوع کرنی چاہیے۔ تاکہ ہم مستقل اور مفید نتائج حاصل کر سکیں۔ اس امر کے لیے پبلک اپنی نین کا تعلیم کرنا آسان کام نہیں ہے۔ یہاں غالباً مرض کا تشخیص کر لینا آسان ہو۔ مگر اسکے لیے وہ تجویز کرنی بڑی مشکل ہے۔ غالباً اس بیماری کے سیبوں کو مغلوب کرنا آسان نہیں ہے۔ اس ضمن میں ماں باپوں کی غفلت و بے پروائی کا الزام بہت کچھ لگایا جاتا ہے مگر کفایت شعاری کے انتظامات کی پیچیدگیوں اور قوتوں بہت خیال کرنا واجب ہو۔ اگر استقلال کے ساتھ ماں باپوں کے سامنے پہلے برائی بیان کی جائے تو وہ مغلوب ہو سکتی ہے مگر دوسری برائی کی جڑ کاٹنے کے لیے کیا تدابیر کی جائیں کہ وہ اثر پذیر ہوں۔ مشکل سوال ہے اسکے انتظام کرنے میں بڑی احتیاط کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ فرد کار یا دیگر کی جان کے حصے کو کاٹتی ہیں۔ اس کے بچے اسکی اولاد ہی نہیں ہیں کہ وہ آئندہ استفادہ کنندگان ہیں پرورش پائیں بلکہ وہ اسکے پیدا کرنے کی قوت کے حصے ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ کام کرتے ہیں کہ قوت لایوت حاصل کریں خاص کر لڑکیاں گھر کی خدمت گزار ہوتی ہیں اپنی ماؤں کی مددگار ہوتی ہیں۔ چھوٹے بچوں کی پرورش اور بڑھپوں کی خدمت اور بیماروں کی تیماردہی کرتی ہیں جس سختی فرد درون کے کہنے کو ان کی مدد سے محروم کرنا ان کے گھر کے لیے عذاب جان ہو۔ ایک اور بات یہ ہو کہ معتبر نقشوں سے معلوم ہوا ہو کہ چھ لاکھ بچوں میں سے جن کی عمر بین تین اور پندرہ برس کے درمیان میں اور وہ مدرسہ سے غیر حاضر ہیں کام کرتے ہیں۔ ۲۲۰۰۰۰ بچے مدرسوں میں نہیں ہیں جن کی غیر حاضری کا سبب ان کا کسی کام کا کرنا ہے اور

کوئی جائز وجہ نہیں معلوم۔ پھر پرس نے اس بات پر زبرد لا کر کہا کہ مان باپوں کو تنبیہ کرنی چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کا دین دنیا کا نفع مان لے کر تعلیم دینے سے کر رہے ہیں تعلیم دینا نقطہ انکسپاک فرض ہی نہیں ہے بلکہ ان کا اعلیٰ درجہ کا فائدہ انکی تعلیم لانیسے ہی۔ پھر اپنے ایڈریس کا خاتمہ فصاحت بلاغت کے ساتھ اس فقرے پر کیا کہ انسان کو بہ نسبت اور مخلوق کے عمدہ تر لیاقتیں اور قابلیتیں دی گئی ہیں۔ انسان میں خدائی شبیہ منکس ہوئی ہے جس کی مرضی یہ ہے کہ اُسکو جانے اور انکی عبادت کرے۔ اُسکو عقل اور خود مختاری کی قوت دی گئی ہے کہ وہ انکی ہدایت کے موافق کام کرے۔ انسان اپنی قابلیتوں کو بروئے کار نہ اٹھا کر کے اخلاق انکی پیدا کرے اور دوسری شیایں حاصل کرے جو زمین پر اُسکے لیے پیدا کی گئی ہیں جن کی تکمیل بعد از ان خدا کے ساتھ ملنے سے مسیح کے فضل و کرم سے ہوگی۔ مگر یہ بھی اُسکے اختیار میں ہے کہ وہ اپنی قابلیتوں کو کام میں نہ لائے اور زمین پر اپنے آنے کو لا طائل اور عبث کر دے۔ اس طرح پھر وہ اُس نے جو افون کے برابر ہو جاتا ہے اپنی خوشی کو کھوٹھتا ہے اور اپنے خدا سے جدا ہو جاتا ہے جس کو وہ جانتا تھا کہ کس طرح وہ مل سکتا ہو۔ اسے شرنا میں کہتا ہوں کہ آدمی کا حق نہیں ہو کہ وہ اس کام کو اپنے سے پرے پھینک دے جو انکی خوشی کے لیے اُسکے ذمہ کیا گیا ہے۔ یہ اسکا فرض ہے کہ اُسکا کام جو مسیح نے کر کے جسے لیو دنیا میں وہ آیا ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے اور ان کا فرض ہے جو جنکو مشیت ایزدی خوشا کہ فسادات سے پرے رکھا ہے اور ہوتا کہ دشمنوں سے جدا رکھا ہے کہ مردانہ وار علی الاطلاق بے تکان پند و نصیحت و مثال سے خلقت کے اُس بڑے حصہ کی ابد اور کین جو بغیر ایسی امداد کے اپنے مشکل کام کے کر نیسے مرے جاتے ہیں وہ انکی دستگیری سے پہلو تھی نہ کریں۔ خدا تعالیٰ ان کی محنت میں جو کی جاتی ہے برکت دیگا۔

اس مہینہ کی ۲۵۔ تاریخ کو فرمان شاہی کے موافق پرس کو کون سورٹ کا خطاب ملا۔ اسکی وجہ ملکہ مظفر خود اپنے خط میرزا ۲۳ جون کو شاہ لیو پولڈ کو لکھتی ہیں کہ میں آپ کو ایک امر سے اطلاع دیتی ہوں جس میں آپ میرے ہمراے ہونگے۔ آپ جانتے ہیں کہ البرٹ کو لوگ پرس کو کون سورٹ کہتے ہیں مگر اسکو یہ خطاب کبھی حسب ضابطہ نہیں ملا۔ اسلئے میں اب اسکو فرمان شاہی جاری کر کے یہ خطاب اس طرح دیتی ہوں جیسے کہ سن ۱۸۷۰ء میں پریسیڈنٹ ہونے کا

پرس کو سورٹ کا خطاب

شاہی آپ پرس کو سورٹ کا خطاب

مین نے دیا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ جرمنی میں اسکا منصب کیسا غیر مناسب تھا۔ پرنس کو برگ
صرف اسکا جرمنی خطاب تھا۔ سوائے اسکے کوئی خطاب اسکا نہ تھا۔ مین اسکو ایک غلطی سمجھتی تھی
کہ میرے شوہر کا خطاب کوئی انگلشی نہ ہو۔ مین نے اس امر کو ترجیح دی کہ پالیمینٹ کے ایکسٹے
مطابق اسکو پرنس کون سورٹ کا خطاب ملجائے۔ یہ امر آئندہ زمانہ میں ہی ہو سکتا تھا مگر مین نے
ابھی یہ مناسب جانا کہ سادہ طور پر اسکو یہ خطاب ملجائے۔ پرنس نے اپنی سرکاری مان کو اس خطاب
کی نسبت یہ خط لکھا کہ مین نے اب تک آپ کو اپنے خطاب کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ اب لکھتا ہوں
کہ مجھے کون سورٹ کا خطاب ملا ہے۔ اس خطاب کا ملنا اس سبب سے ضروری تھا کہ اب میرے
بیٹے بڑے ہو گئے تھے۔ میرے اور نیکے ناموں میں خلط ملط اس سبب سے ہوتا تھا کہ ان کا نام ہی
مثل میرے نام کے اُسے سے شروع ہوتا تھا۔ مین تو اس سرزمین میں بیگانہ شہزادہ کو برگ تھا
اور وہ اس سرزمین کے انگلشی شہزادے ہیں۔ اب مجھے بھی قانوناً انگلشی مراتب میں بڑا مرتبہ حاصل
ہو گیا ہے۔ ملکہ کی زمین کچھ بچی ہوئی تھی کہ وہ اپنی رعایا کے روبرو جرمنی شوہر کے ساتھ نمودار
ہوتی تھیں۔

وکتوریا کو روس کے تقسیم کرنے کی رسم بھی بڑی دلچسپ تھی۔ وہ ہائیڈ پارک میں اس مہینہ
کی ۲۶ تاریخ کو ادا کی گئی۔ میدان جنگ میں بری و بحری افواج کے دلاور شجاع اپنے جوہر شجاعت
دکھاتے ہیں انکے واسطے یہ ضرورت معلوم ہوتی تھی کہ کوئی نشان اُنکو ایسا دیا جائے جو اُن کے
جوہر شجاعت بتلائے۔ اب کریمیا کی لڑائی میں مختلف درجہ کے افسروں نے اپنی جوانمردی و
دلیری و بہادری کی مستثنیٰ مثالیں دکھلائیں۔ اب یہ وقت تھا کہ معمولی سپاہی یا ملاح دیکھے کہ تم
کے لئے جو سب کو کیساں ملتے ہیں ایک اور اعلیٰ درجہ کا بھی تمہارے لئے ہے جو اسکو اپنے ہمراہ
پرسراؤ ذکر تہا ہے۔ سلینے ملکہ مظہ نے شہداء میں اس اعزاز کے نشان کے لئے اپنا فرمان
جاری کر کے اپنی بحری و بری سپاہ کے واسطے ایک نیا تمہایا و کیا اور اُس کا نام دئی کٹوریا کر
رکھا اور اس پر الفاظ بہادری کے واسطے لکھائے۔ وہ صرف اُن آدمیوں کے دینے کے لئے تجویز
کیا گیا۔ جنہوں نے دشمنوں کے مقابلہ میں کوئی کام بہادری کا یا جان نثاری کا اپنے ملک کے
لئے کیا ہو کچھ عرصہ میں ایسے بہادریوں کی فہرست مرتب ہو گئی۔ اور ملکہ مظہ نے یہ ارادہ کیا کہ میں

وکتوریا کو روس کے تقسیم کرنے کی رسم

اپنے ہاتھ سے بہادریوں کو اس اعزازی نشان سے سرفراز کروں ایسی سیر کیجئے کے لیکر تماشائیوں کی کیا کمی تھی۔ پارک میں ایک لاکھ آدمی جمع ہو گئے۔ ایک بڑا نصف دائرہ کرسیاں لگا کر بنایا گیا جس پر بارہ سو معزز آدمی بیٹھیں۔ میدان میں چار ہزار سپاہ تھی۔ دن خاطر خواہ اچھا تھا۔ آدمیوں میں اظہار محبت کا بڑا جوش تھا۔ باسٹھ بہادر اس اعزاز کے لیے منتخب ہوئے تھے وہ سپاہ اور شاہی خیمہ گاہ کے درمیان کھڑے ہوئے سب کی نگاہیں انکی طرف لگی ہوئی تھیں۔ پارک میں دس بجے دن کے ملکہ مظہر ایک گھوڑے پر سوار پرنس اور پرودشا کا شہزادہ فریڈرک ولیم اور اور بڑے چمک دھمک ہزار ہوں کے ساتھ تشریف لائے۔ اپنے گھوڑے پر سوار وہ ایک جگہ کھڑی ہوئیں اور ہر ایک کی سرسائے آگیا۔ اور اسکی چھاتی پر خود و کتوریا کرو سچے لگاتی گئیں۔ جب وہ آگے سے پرے جانا تو پرنس بڑے ادب سے اسکو سلام کرتا۔ تماشائی بڑے زور شور سے اسکو جیر دیتے اور تالیاں بجاتے۔ یہ کروں (صلیب کی شکل) اس توپ کے بنائے گئے تھے جو سے بس کوئل میں دشمنوں کی چھینتی تھی نیلے رنگ کے بحری اور سبز رنگ کے برسی سپاہ کے لیے تھے۔ صلیب کے مرکز میں تاج کی تصویر تھی اور اس کے اوپر شیر بنا ہوا تھا اور صلیب پر دو شاخیں لال کی بنی ہوئی تھیں پرنس نے اس رسم کا نہایت مختصر حال یہ لکھا کہ وہ ایک شاندار نظارہ تھا یہ بیان ان کا بالکل سچ تھا۔ جبوقت یہ نمائش پرنس کون سورٹ نے کھولی ہے اسوقت ملکہ مظہر کی طبیعت ناساز تھی اسلئے وہ پرنس کے ساتھ نہ جاسکیں۔ اب ۲۹ جون کو وہ اپنے بچوں اور شہزادہ فریڈرک ولیم کو ساتھ لیکر اس نمائش کے دیکھنے کے لیے لندن سے روانہ ہوئیں۔ دو سکر دن ۹ بجے نمائش دیکھنے کو آئیں۔ اسوقت میں ایسا برستا تھا کہ گاڑیوں کو بند کرنا پڑا۔ تمام منیچسٹر میں اور اس کے آس پاس آدمیوں کی ہیر لگی ہوئی تھی۔ ان کے درمیان سواری پیدل کی چال چلی۔ لاکھ آدمیوں سے زیادہ شمار میں آئے۔ ملکہ مظہر اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ جیسی آدمیوں کی ہیر آج میں نے دیکھی ایسی پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اور وہ اپنی محبت میں ایسے گرجو شش تھے جن کا یقین نہیں آسکتا کہ سب کے چہروں سے محبت کی پٹکی پڑتی تھی۔ بازاروں میں آئین بندی فرانسیسی طور پر بڑی خوبصورتی سے ہوئی تھی ابوجنڈیوں اور ہولوں اور بڑے بڑے جنڈوں و کپڑوں کی فرانسیسی طرز کی بڑی خوش اسلوبی سے ہوئی تھی بازار جنڈیوں

ملکہ مظہر کا پرنس کی نمائش میں جانا

ویرقون اور پھولوں اور بڑے بڑے قصبہ داروں اور کپڑوں سے آراستہ کیے گئے تھے۔ ان میں بہت سی پروشاکی جہنیاں تھیں اور بشمار اور خاص قسموں کے کتابے لگائے گئے تھے اور مصنوعی محرابیں بنائی گئی تھیں۔ سیر پارے البرٹ اور فرٹز اور وکی کی محبت کی نشانیان بنائی تھیں۔ ایک کتابچہ میں یہ لکھا تھا کہ البرٹ آرٹ کامرتی امن اور صلح کا ترقی دینے والا۔ یہاں میرا بیٹا البرٹ سردار عزیز ہے۔ فقط ۴

گیارہ بجے کے بعد نمائش گاہ میں ملکہ مظہر تشریف لائیں وہاں آدمیوں کا ایک ہجوم تھا جن کے لباس بڑے رزق برق کے چمک رہے تھے ۴

ڈیس تخت گاہ پر جو اس موقع پر بنایا گیا تھا۔ ملکہ مظہر رونق افروز ہوئیں۔ انگریز کیٹی کمیٹی اور مین چپٹر اور سالفورڈ کی کورپوریشن نے ایڈریسین پیش کیا اور ملکہ مظہر نے ان کے جواب دیئے اور نیچسٹر کے میئر کونائٹ کا خطاب دیا۔ اور سر ایچ سمتھ کو جو کریمیا کی چارون جنگ عامرین میں موجود تھے تلوار عنایت کی بعد اسکے تصاویر کے مرقعات کا ملاحظہ فرمایا جن کو وہ دیکھ کر بڑی مسرور ہوئیں۔ بڑے بڑے قدیمی وصال کے کمال مصوروں کی تصویریں بنائی ہوئی وہاں موجود تھیں۔ دو سحر دن صبح دو بجے تک ملکہ اور پرنس اور ان کے ہمراہیوں نے نمائش گاہ کا وہ حصہ ملاحظہ فرمایا کہ اب تک بند تھا اور اسکو عوام الناس نے اب تک نہ دیکھا تھا۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر پیل پارک میں اپنے شیچو کو دیکھنے گئیں۔ پرنس کون سورٹ مع پروشا کے شہزاد کے نیچسٹر ہال میں گئے۔ وہاں کی کورپوریشن نے شہزادے کو ایڈریس دیا۔ شہزادے نے اسکا جواب دیا۔ پھر سر میکسین ٹوش کے اندیا رہر کے کارخانہ کا ملاحظہ ہوا۔ ملکہ مظہر اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ سب کام بخیر و خوبی ہوئے فرٹز نے جواب ایڈریس کا خوب اچھی طرح پڑھا جسکی بہت دلخوشی ہوئی۔ البرٹ بہت تھک گیا اور وہ تندرست نہیں۔ پھر دوسری صبح کو ملکہ مظہر لندن میں قصر بکنگھم میں آگئیں ۴

جس وقت ۲۶۔ جون کو وکٹوریہ پارک ورس ملکہ مظہر تقسیم فرما رہی تھیں تو انکے دل میں صرف یہ خیال نہیں تھا کہ ان بہادر سپاہیوں نے ابھی دلیرانہ کارنامے نمایاں کئے ہیں جس کے سبب یہ ڈیٹاں جلسہ ہوا ہے بلکہ اس کے ساتھ ان کو یہ بھی خیال لگا ہوا تھا کہ ان بہادروں کو مع اپنے

اور ہر امیون کے اپنے ملک کے لئے ایسے ہی کام بہر جلدی کرنے پڑینگے۔ اس لئے کہ کچھ دنوں
ہندوستان سے خبریں آ رہی تھیں کہ ہندوستانی سپاہ کے ولین بغاوت کرنے کا جوش اٹھ
رہا ہے اور اس بات کے یقین کرنے کی دلائل متین موجود تھیں کہ سپاہ اپنی فرمانبرداری اور
اطاعت کی بیخ کنی کر نیکیے لئے ایک منتظم تجویز کر رہی ہو اور کئی رجمنٹیں موقوف ہو چکی ہیں بنگال
کا عزم سپاہ میں ایسا پھیل رہا ہے کہ وہ ضرور ایک تہلکہ ڈالے گا۔ چنانچہ آخر جون میں یہ تہلکہ
انگلستان میں اس خبر کے آئیسے پڑ گیا کہ ۱۰ مئی کو میرٹھ میں ہندوستانی رجمنٹوں نے بغاوت
اختیار کی اور متعدد انگریزی افسروں اور عورتوں اور بچوں کو مار ڈالا اور باغی سپاہ دہلی چلی اور
اُس نے دہلی کی سپاہ کو بھی اپنے ساتھ بغاوت میں شریک کر لیا جس سے انگلستان میں خیال
پیدا ہوا کہ اب ایسا وقت آ گیا ہے کہ یہاں سے فوراً ہندوستان کو سپاہ امداد اور کمک کے لئے
بھیجی جائے۔

۲۸۔ جون کو ملکہ منتظم کو لارڈ پان مور نے لکھا کہ کے بی نٹ نے نہایت غور و خوض
کر نیکیے بعد کمانڈر انچیف کو ہدایتیں کی ہیں کہ علاوہ ان رجمنٹوں کے جو ہندوستان کی واسطے
روانگی کے لئے زیر حکم ہیں اور چار رجمنٹیں جہاز پر سوار ہو نیکیے لئے ہندوستان کے واسطے تیار
رکھی جائیں۔ انہوں نے یہ بھی اطلاع دی کہ سیلون سے ایک رجمنٹ لارڈ کینگسٹن بلانی ہے وہاں
ایک اور زائد رجمنٹ کے قیام کے لئے حکم ہو چکا ہے جو چین کی سپاہ کے لئے ایک زوردار سپاہ
جو ضرورت کے وقت کام کر نیکیے لئے رکھی جائے ہوگی۔ اسلئے جزیرہ سپاہ سے خالی نہیں ہو گا چین
کو جو رجمنٹیں بھیجی گئی ہیں انکو بھی حکم دیدیا گیا ہے کہ اپنے کام کے نفع کرنے کے بعد ہندوستان
میں جا کر کام کریں بس اس طرح سے ہندوستان میں ایسی بارہ رجمنٹیں کا اضافہ ہو جائے گا جن میں
سے ہر ایک میں ہزار سپاہی ہوں گے۔ اور وہاں جو بالفعل سپاہ ہے اس میں ساڑھے چار ہزار پیرکٹ
(سپاہ نئے بہرتی کیے ہوئے) اور بڑھاتے جائیں گے۔

اور انہوں نے یہ بھی لکھا کہ گورنر آف ڈائرکٹرز نے حکم جاری کر دیا ہے کہ جو افسر
پرینس وہ فوراً اپنی پلٹنوں میں ہندوستان میں جائیں اور کمانڈر انچیف نے بھی حکم حضور
کی سپاہ کے افسروں کے لئے جاری کیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں اور اضافہ کیا کہ یہ بڑا گڑبگڑا

وقت نہایت فکر و تردد کا ہے اور اس خیال سے اور بھی بے چین زیادہ ہوتا ہے کہ جب بغاوت و بربادی جائیگی تو نہایت سخت چشم نمایان کرنی پڑیں گی۔ لارڈ پان مور کو یقین ہے کہ یہ موقع ایسا ہاتھ آئیگا کہ ہندوستان میں جتنی ملکہ کی فوج اب تک رہتی تھی۔ اسکی بعد بڑھنے سے فائدہ حاصل ہوگا اور یہ کام آسانی سے بغیر اس کے ہو جائے گا کہ کمپنی کا خزانہ زیر بار ہو۔

۱۲۔ جون کو ملکہ منظمہ میسجسٹر جانے کو تہین کہ انکے پاس یہ خط پہنچا اور انہوں نے اس کا جواب لندن سے اپنی روانگی سے پہلے یہ ہیجا لارڈ پان مور نے جو کل خط لکھا تھا وہ سیر پاس پہنچا بہت دنوں پہلے سے میری رائے یہ تھی کہ ہندوستان کی سپاہ کی تقویت کے لئے جو سپاہیں انتظار کر رہی ہیں انکی روانگی میں توقف نہ کیا جائے۔ یہ وقت بڑا نازک ہے۔ وہاں یا وہ سپاہ بھیجے کے لئے بڑی ضرورت ہے تاکہ وہاں کی سپاہ کی قوت بڑھے میری رائے لارڈ پان مور کی رائے سے متفق ہے کہ یہ بڑی اچھی پولیسی ہے کہ ایٹ انڈیا کمپنی مجبور کی جائے کہ اب تک جو شاہی سپاہ ہندوستان میں رہتی ہے۔ اس سے بہت زیادہ سپاہ ہمیشہ کے لئے وہ مستقل طور پر رکھے۔

آخر میں سال میں سلطنت تقریباً دو چاند ہو گئی ہے اور سپاہ اتنی ہو جتنی پہلے تھی۔ میری پاس کا گروہ ایسا ہے کہ جیسر سلطنت کا قائم رہنا زیادہ تر موقوف ہے۔ کمپنی کو نہیں چاہئے کہ وہ ان فوج عظیم سے اپنے تئیں محروم کرے جو سپاہ کی پرورش کی محبت سے حاصل ہوتے ہیں میں امید کرتی ہوں کہ نئی ملک سپاہ کی برکٹڈ کے انتظام کے طور پر بھیجے جائینگے۔ جدا جدا رجمنٹیں نہیں داندہ ہوگی اچھے حکمران اسر اپنی سپاہ کے حال سے خوب واقف ہوتے ہیں جبکہ اپنی سپاہ کے پاس ہونے تو نہایت عظیم الشان کام کرینگے۔ اب میں یہ چاہتی ہوں کہ کمپنی کے پاس بہت سی رجمنٹوں کے منتقل ہو جائیے انگلیس منڈ میں سپاہ کم رہ جائے تو محاسبہ کے صیغہ کی افزایش موافق اس تعداد کے کرنی چاہئے جس کو پالیمنٹ منظور کر چکی ہے اور اسکا تخمینہ ہو چکا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو گھر میں سپاہ اس قدر کم رہ جائے گی کہ پھر ہم کو اپنے امن و عافیت میں خلل پڑنے کا خوف ہوگا اگر دفعہ سپاہ کی ضرورت آن پڑیگی جس کی مثال بالفعل ہی موجود ہے تو ہم میں اس کے ہم پہنچانے کی قابلیت نہوگی۔ اگر اس موسم بہار میں ہم نے جلدی سے اپنی سپاہ کی تخفیف نہ کی ہوتی تو اس وقت ہم کو جس قدر سپاہ کی ضرورت ہوتی وہاں سے پاس موجود ہوتی۔

ملکہ منظمہ کا خط ان وقت ہند کے بادشاہ

مین یہ چاہتی کہ میرا یہ خط لارڈ پائرسٹون کے پاس بھیجا جاوے۔ آج کے اخبار میں ہندوستان کا حال اور بھی بدتر دکھا ہے۔

لارڈ ایلنبرو تین ہفتے پہلے ہندوستان کی سپاہ کی خرابیوں کو ہوس آف لارڈس میں بیان کر چکے تھے۔ انھوں نے آج ہی کی رات کو گورنمنٹ پر یہ زور ڈالا کہ ضرورت اسکی ہے کہ ہندوستان کی ایک بڑا لشکر لگا کے لینے بھیجا جائے اور اس کے ساتھ ہی ملیشیا (دو پیشہ ور لوگ جو لڑائی کے وقت سپاہ کا کام دین) کو تقویت دیکائے اور یونیٹری (شریف دہاتین) طلب کیے جائیں کہ انگلینڈ میں حفظ و امان ہے۔

اسی رات ہوس آف کامن مین فیسٹری پر سٹورڈز میلی نے زور ڈالا کہ اس وقت ہندوستان کی سلطنت جو کھوٹ میں آ رہی ہے۔ ایسی تدابیر کرنی چاہئیں کہ ہندوستان ہمارے ہاتھ سے نکلنے پائے۔ لارڈ گرین ویل نے ایک ہوس مین اور سٹورڈن سسٹم سکریٹری بورڈ کنٹرول نے دوسرے ہوس مین بیان کیا کہ جولائی کے وسط میں دس ہزار سپاہ ہندوستان کو روانہ ہو جائے جن میں سات ہزار ملکہ کی سپاہ اور ڈھائی ہزار ریکروٹ ایٹ انڈیا کمپنی کے نئے سپاہ بھرتی ہونگے۔ اور چار اور ملکہ کی رجمنٹیں ابھی روانہ ہونے کو ہیں۔ اس طرح چودہ ہزار سپاہ لگا کے لینے ہندوستان میں بڑھ جائیگی۔

۴۔ جولائی کو تار برقی نے بغاوت کی خبروں کو چمکا دیا۔ گورنمنٹ کو یہ معلوم ہوا کہ بنگال میں عام بغاوت پھیل گئی۔ اور پہلے جو مرسلہ بھیجا گیا تھا اس کے بعد چار ہفتے کے اندر شمالی ہند میں سپاہ میں سے تین ہزار آدمی غائب ہو گئے۔ ہنوز دہلی باغیوں کے قبضے میں تھی۔ اگرچہ وہ شہر میں بہت نقصان اٹھا کر محصور ہوئی تھی۔ مگر سپر ہی وہ سخت مقابلہ کرنے کو تیار تھی۔ ٹیلیگرام میں خبر آئی کہ شہر عین قریب حملہ ہونے کو تھا۔ مگر اسکی تفصیلین سات میل محیط میں ہیں اور تین میل رقبہ کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اس لیے اہل انگلینڈ کو اس بات کا یقین کرنا مشکل تھا کہ اس قدر تھوری سی سپاہ ایسے مضبوط مقام کو حملہ کر کے باغیوں سے جھین لے حقیقت میں شہر ۲۰ ستمبر سے پہلے تسخیر نہیں ہوتا۔ محاصرہ آج کے فتح کرنے میں اپنی بڑی بہادری دکھائی اور بہاری افسران اسی تار برقی میں یہ خبر آئی کہ ہندوستان کا کمانڈر انچیف جنرل ایچ سن ۲۷ مئی کو بیضہ سے

کرنال مین مر گیا۔

اب گورنمنٹ ہائل میں بیدار ہوئی اور ملک کے ایک سسر سے دوسرے سسر تک سب دسیوں کو
دولوں کا ایک ساحل تھا کہ کوئی کوشش عظیم ایسی نہیں معلوم ہے کہ اس نازک وقت کا مقابلہ کرے
جس میں بہت سے انگریزوں اور انگریزوں کی جانیں معرض خطر میں تھیں اور دنیا کی نگاہیں انگلستان
کی پاینگاہ بلند جو کمون میں دکھائی دیتی تھی۔ اب انگلیسٹڈ جانتا جاتا تھا کہ کیا ہولناک و ہشتین
انگریزوں کے قتل عام ہونے کی اور شکنجہ عذاب میں پھنسنے کی اور اعضائے جسم کی قطع و برید کی ہوتی
ہیں جس سے چند روزہ کی کامیابی سے باغیوں کی پیشانی پر دوا می بذامی و نمک حرامی کا داغ لگتا
تھا انگلستان میں تو مسطرح کے خاندان توڑے سے تھے جو ہندوستان سے اپنے تعلقات نہیں چھوڑتے
تھے وہ اور انگریز جو ہندوستان کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اس خیال سے ڈرتے تھے کہ اگر
توڑی سی گورن کی سپاہ پر باغیوں کو غلبہ ہو گیا تو پھر کیا قیامت برپا ہوگی؟ فقط

۱۱۔ جولائی کو لارڈ پامرستون نے ملکہ مغطہ کو لکھا کہ صبح کو ایسی بری خبریں آئی ہیں کہ
کے بی نٹ نے کمانڈر انچیف سے امداد کی درخواست کی حضور کے روبرو اول یہ تجویز پیش کی گئی
ہے کہ سر کون کیمبل فوراً ہندوستان کو بھیجا جائے کہ ہندوستان کے خالی عہدہ کمانڈر انچیف
مأمور ہو سر کون نے تما تھا کہ میں دوسرے دن شام کو روانہ ہونیکے لیے تیار ہوں۔ لارڈ پامرستون
یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں کلکتہ میں کل اسباب جو مجھے اپنے سفر کے لیے ضرور
ہو گا حاصل کر لوں گا۔ یہ تجویز ہوئی کہ جنرل سنس فیلڈ جو فارسی میں ہر اور جسکو سر کون چاہتا ہے کہ
اسکے شاف کا چیف ہو۔ وہ انگلیسٹڈ میں بلایا جائے اور ہند کو روانہ کیا جائے۔ و سکونٹ
پامرستون کی یہ رائے ہے کہ ملکہ کی چوہ ہزار سپاہ کا جسکو رو اگی کا حکم ہو چکا ہے جسقدر جلد ممکن
ہو سکی جائے تاکہ وہ ان خوفوں کا اثر داکرے جو بنگال احاطہ کی تیس ہزار سپاہ بھاگ جائے
سے ہو ہے اور غالباً اسکے بعد اور سپاہ کی بغاوت اور فساد ہونے سے یہ خوف بڑھتا
جائے گا۔

سر کون کیمبل کمانڈر انچیف ہندوستان جو فارسی میں ہر اور جسکو سر کون چاہتا ہے کہ اسکے شاف کا چیف ہو۔ وہ انگلیسٹڈ میں بلایا جائے اور ہند کو روانہ کیا جائے۔ و سکونٹ پامرستون کی یہ رائے ہے کہ ملکہ کی چوہ ہزار سپاہ کا جسکو رو اگی کا حکم ہو چکا ہے جسقدر جلد ممکن ہو سکی جائے تاکہ وہ ان خوفوں کا اثر داکرے جو بنگال احاطہ کی تیس ہزار سپاہ بھاگ جائے سے ہو ہے اور غالباً اسکے بعد اور سپاہ کی بغاوت اور فساد ہونے سے یہ خوف بڑھتا جائے گا۔

پرنس کو چند روزہ کاموں میں مصروف رہنا پڑا۔ ۱۳۔ جولائی کو اسٹیٹ برٹن سوسائٹی
کے ایش فورڈ اسکولوں کو جو قابل تعریف تھے انہوں نے کہولا۔ اسی دن شہزادہ فریڈرک یوم کو

فریدم آف سٹی راولپنڈی شہر میں شش ہوس میں چل ہوئی۔ پرنس لکھتا ہو کہ میرے داماد کا استقبال
 خاطر خواہ ہوا اور اُن کے پہنچ کی بڑی تعریف ہوئی۔ دوسرے دن فوجان شہر اوسے نے جرمنی کو مزار
 کی پر آمینہ سات دن پرنس کو نسورٹ کے ان مراسم میں صرف ہو کہ ٹرے فی ٹی ہو سک ماسٹر
 ہونے کا حلف اٹھایا اور شاہ بلجیم اور اُن کے کہنے کو رخصت کیا۔ ہو لینڈ کی کوئین سے ملاقات کی۔
 ایڈمرٹسورٹ میں قواعد کا ملاحظہ فرمایا۔ یہاں ملکہ مغظمہ نے ۱۷ تاریخ کل اور ۱۸ تاریخ کا ایک حصہ گھوڑے
 پر سوار ہو کر اور سپاہیانہ لباس پہن کر سپاہ کی قواعد دیکھنے میں صرف کیا۔ ۱۸ تاریخ کو دوپہر کے
 بعد ملکہ اور پرنس اور سپورٹ میں رونق افروز ہوئے۔

اس اثنائ میں کوئین اور پرنس کے خیالات اس شکل عظیم کے حل کرنے میں لگے ہوئے
 تھے کہ کس طرح سرکشی ہند کا سر کچلا جائے۔ اب یہ ظاہر ہونے لگا تھا کہ یہ بغاوت ہندوستان کی
 سلطنت کو دھماکا رہی ہے۔ ۱۱ جولائی کے بعد اور زیادہ تر آفت ناک و دہشت آئین خبر میں آرہی
 تھیں۔ ملکہ مغظمہ اور کامنڈر انچیف یہ جانتے تھے کہ منٹری خوف کا تخمینہ کم کرتی ہے ضرورت کے
 موافق سپاہ بھیجنے کی تیاریاں نہیں کرتی۔ اسلئے ملکہ مغظمہ نے ۱۷ تاریخ کو ایک مختصر خط میں
 اپنے خیالات انڈیون کو لارڈ پامرسٹون پر ظاہر کیا جس کا جواب لارڈ موصوف نے یہ لکھا
 پائی کے ڈی کی۔ ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء
 عا جزانہ اپنا فرض ادا کرتا ہوں کہ میں کل آپ کے سرافراز نامہ سے سرفراز ہوا۔ اور میں ہوس میں
 کاش میں حضور کے ارشادات کو بیان کر دیا۔ میں اجازت چاہتا ہوں کہ مجھے اس کہنے کیلئے
 اگر اودی دیجائے کہ ان لوگوں کی جو حضور کی رائے سے مخالفت رکھتے ہیں یہ خوش نصیبی ہے
 کہ کاش ہوس میں حضور تشریف نہیں رکھتین۔ اسلئے وہ دلائل بیان کر نہیں بڑے بیباک
 مخالف ہیں۔ اگر اس کے برعکس حضور کی رائے کے پسند کر نیوالے بھی مباحثہ میں حضور کے ایک
 دوست سے ادا پاتے ہیں۔ معاملات ہند کے متعلق جو اقتطاعات ہو رہے ہیں ان کی نسبت
 میں حضور کو یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ ضرورت کے موافق کسی تدبیر کے کرنے میں دریغ کرے گی
 لیکن بعض اوقات وہی تدبیر کامیاب ہوتی ہیں جو ہولے ہولے رفتہ رفتہ چلتی ہیں +
 ملکہ مغظمہ ایسی حالت میں کہ ایک فتنہ عظیم بہت وسعت کے ساتھ بہت جلد برپا ہو گیا۔ ہو لے ہو لے

انگلستان سے ہندوستان کے لئے سپاہ کی روانگی

رفتہ رفتہ کی پولیسی کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ اسیلئے انہوں نے اپنا یہ فرض عظیم سمجھا کہ وہ پورے طور سے اپنے خیالات کو اس بات میں گورنمنٹ پر ظاہر کریں انہوں نے اوسبورن میں کچا ہی اول گمنٹ میں پامرسٹون کو یہ خط لکھ کر بھیجا۔

اوسبورن ۱۹۔ جولائی ۱۸۵۷ء۔ میں نہایت متردد و متفکر ہو کر گورنمنٹ پر بالتجایہ نقش جانا چاہتی ہوں کہ ایسے نازک وقت میں بجائے اُسکے کہ بغیر تدبیر کے قدم اٹھایا جائے اور از دست نامہ دیا جائے اور متفرق چھوٹی چھوٹی تدبیریں کی جائیں جو آپس میں جوڑ بیوند نہ رکھتی ہوں گورنمنٹ کو بالضرور سپاہ کی حالت موجودہ پر خیال کر کے ایسی تدبیر اختیار کرنی چاہئیں کہ وہ سب باتوں پر حاوی محیط ہوں۔ میری امید دن اور خواہشوں کے برخلاف آخر جنگ کے بعد میں تخفیف کر دی گئی۔ اور گورنمنٹ اور پارلیمنٹ نے اس کا خرچ صلح کے زمانہ کے خرچ سے بھی گھٹا دیا۔ پارلیمنٹ کو اپنی کفایت شعاری کے حسن انتظام پر نظر ہوئی۔ اُسکے برخلاف اس بات کا خیال نہیں ہوا کہ آخر جنگ نے ہمو کیا خوفناک سبق سکھائے ہیں اور اُسکے ساتھ دو اور لڑائیوں نے جو ایران اور چین کے ساتھ بالفعل درپیش ہیں، کیا بتلایا ہے۔ یہ نہایت نصیبوں کی مشائے ہو کہ سپاہ کا صیغہ صلح کے زمانہ کے صیغہ سے بھی کم کر دیا گیا ہے۔ ہم کو چین کے ساتھ رزم آرائی کے سوائے ہندوستان کے ایسے کڑے وقت میں سپاہ کے بھیجنے کی ضرورت ہو گورنمنٹ نے وہی کام کیا جو ہمیشہ ایسے موقعوں پر کیا کرتی ہے کہ اس بات پر راضی ہو گئی کہ سپاہ بھیج دی جائے اور گورنمنٹ میں چند رجمنٹیں رکھ لی جائیں۔ اور وہ دن دور پہنچنے یا جائے جس میں سپاہ کا انتظام جدید ہو۔

جب رجمنٹیں باہر بھیجی جائیں گی تو ایک سو پانچ پلٹنوں میں سے اٹھارہ پلٹنیں باقی کل سپاہ میں رہ جائیں گی کہ وہ انگلینڈ میں اپنا فرض بجالائیں اور ہمارے سواہل کی نگہبانی کریں اور جو باہر سپاہ میں بھیجی گئی ہیں اُنکے لئے رزرو لیف بنیں اور جو آفات ناگہانی پیش آئیں اُن کا مقابلہ کریں۔ ہندوستان میں جو رجمنٹیں ہیں اُنکے واسطے کے بی نٹ نے آخر یہ فیصلہ کیا کہ ایک کمپنی بڑھائی جائے جس میں سو سپاہی اُنکے لئے ڈپوزٹ طور پر رہیں جب صورت حال ہو تو اس صورت حال پر سنجیدہ خیال کر نیسے ہر شخص یہ چاہے گا کہ فی الحال گورنمنٹ

جو یہ تباہی خستیا کی ہو کہ خاص پلٹنوں کو نئی بھرتی سے تقویت دی جائے اور جو سپاہی
تخفیف کے سبب سپاہ سے برطرف ہو گئے۔ ان میں سے بعض پہرہ لائے جائیں اور اپنی تدابیر
کی وسعت کا تحفہ دے کر روٹوں کی تعداد بے کیا ہے جو ایک خاص وقت میں جمع ہو سکتے ہیں اور
اسکے ساتھ ہی پارلیمنٹ پر یہ اعلان کر دیا ہے کہ ملیشیا طلب کی جائے جس سے غالباً قوت مطلوبہ
بالفعل درکار ہے حال ہوتا ہے۔ ان سب باتوں کی جگہ گورنمنٹ پر واجب ہو کہ عاقلانہ تدابیر
ایسی اختیار کرے کہ وہ کلیات پر حاوی و محیط ہوں اور ان کے اصول کے بی نہٹ خود مقرر کرے
اور ان کے فروغ بغیر کسی جنگ کے میشری کے اختیار میں تعمیل کے لئے دیدیئے جائیں۔
اس وقت کانڈ انچیف نے گورنمنٹ کے روبرو جو تجویز پیش کی اس کو ملکہ معتدل و ربے
خرچ خیال کرتی ہیں۔

ملکہ کے خیال میں جو اصول اختیار کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ سپاہ جو ہندوستان
کو بھیجی گئی ہے جس کے سبب یہاں سپاہ میں کمی واقع ہوئی ہے اس کے لئے یہ تدبیر نہ کی جائے
کہ جو جہتیں باقی ہیں ان میں تھوڑے سے نئی بھرتی کے سپاہی بڑھائیے جائیں بلکہ یہاں
سپاہ اتنی رکھنی چاہیے جتنی پہلے تھی اور وہ اس قسم کی ہو جس قسم کی پہلے تھی۔ اس میں گورنمنٹ
کا کچھ خرچ زائد نہیں ہوگا۔ اس واسطے کہ ایٹ انڈیا کمپنی ان پلٹنوں کا خرچ جو یہاں کے
بھیجی گئی ہیں آپ اٹھائے گی اور جو روپیہ ان کے خرچ کے لئے پارلیمنٹ نے منظور کیا ہے وہ
نئی پلٹنوں میں خرچ کر دیا جائے جس سے بڑی بچت ہوگی۔ تمام افسر جو رٹائی کے بعد تخفیف میں
ہیں اور نصف تنخواہ پاتے ہیں وہ نئی سپاہ میں مقرر ہوں گے تو ان کی نصف تنخواہ بچت میں
آئے گی اور ان کا بوجھ خزانہ شاہی پر نہیں پڑے گا۔ یہ جو نئی سپاہ بھرتی کی جائے گی۔ بالضرور
خرچ کا صیفہ اول میں آئے ہوگا۔ ڈپوس اور رزرو میں سپاہیوں کی افزائش کی جائے ان میں
ڈپو میں کم از کم دو کمپنیاں بڑھائی جائیں جن میں سے ہر ایک میں سو آدمی ہوں۔

اس تجویز پر سوائے دو اعتراضوں کہ اور کسی اعتراض کا ہونا ممکن نہیں اول یہ نئی پلٹنوں
کے لئے سپاہی ہم کو اتنے نہیں آئیں گے۔ یہ ایک فرضی خیال ہو کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہتھیار
سے اس کا حال معلوم ہوگا اگر اس تدبیر میں کامیابی نہ ہوگی اور اس کا کرنا ضروری ہو تو اس کی

کامیابی کے لئے اور وسائل تلاش کر کے خستہ کر لیے جائیں گے یہ بات یہ کہ تم خود ہی مسئلہ ڈالنے کی قسم کھا لو تو پھر کامیابی نہیں ہوگی۔

دوئم ایٹ انڈیا کمپنی ملکہ کی سپاہ کو اسقدر زیادہ ہندوستان میں رکھ کر ان کے خرچ کے لئے بڑبڑائے گی۔ اس اعتراض کے دور کرنے کے لئے کمپنی کو اختیار دیا جائے کہ ملکہ کی جس قدر سپاہ کی اسکو ضرورت ہو اسے رکھنے سے وہ انکار کر دے اور اسکو بے ضرورت نہ رکھے واپس کر دے کمپنی نے اب سپاہ کو اسوقت مانگا ہے کہ جس میں سپاہ کے بھیجنے سے ہم گورنمنٹ کو نہایت ہی تکلیف ہوئی۔ اور ایک معمولی پیش بینی سے معلوم ہوگا کہ کم از کم تین سال تک تو وہ اس سپاہ کو جدا نہیں کر سکے گی۔ لیکن ایک وقت ایسا آئے گا کہ گورنمنٹ ان پلٹنوں کی تخفیف کر دے جو اب زائد بھی گئی ہیں اور افسر اپنی نصف تنخواہ پر جو وہ پہلے پاتے تھے واپس چلے آئیں۔ اس عرصہ میں ملکہ کو انکی نصف تنخواہ کی کمی سے بچت ہوگی۔ مگر ملکہ مغطر اسکو قریب نامکن کے جانتی ہیں کہ گورنمنٹ کی سپاہ کی کمی ہندوستان میں کیجائے۔ اس خوفناک تجربے کے بعد کمپنی صرف ملکہ کی جھبٹوں کو واپس بھیجے گی تاکہ انکی جگہ اپنی پلٹنیں گورنمنٹ کی بہرتی کرے۔ یہ بغیر ملکہ کے حکم کے نہیں ہو سکیگا اور میں اس بہرتی کرنے کے برخلاف حکم دیدو گی۔ یہ امر قانون کے خلاف خوفناک ہے کہ پریس سلطنت کے کسی حصے میں لوگ ایک ایسی سپاہ یہاں کے آدمیوں کی تیار کریں جو ملکہ کی سپاہ کے زائد ہو۔ ملکہ کی سپاہ سے جو انگلیہ شد سے ہمیشہ تازہ تیار ہوتی رہتی ہے کمپنی کی سپاہ گھٹیا ہوگی۔ اور وہ انگلستان کے اس سلسلہ سپاہ میں نہیں ہوگی جو تمام روئے زمین پر پھیلا ہوا ہے جس کا سب سے زیادہ بڑا حصہ ہندوستان میں ہمیشہ رہیگا۔ انگلستان میں جو سپاہ کمپنی بہرتی کرے گی اس سے ملکہ کی سپاہ کیلئے رسی کرٹس (نئی بہرتی کے سپاہی) میں بڑا غلطی پڑیگا۔ اب نجی انکے ہم پہنچانے میں بڑی دشواری واقع ہوتی ہے۔ کمپنی کسی ایسی شکایت نہ کرے گی کہ ہم گورنمنٹ نے ملکہ کی اسقدر زائد جھبٹوں کے ہندوستان میں رکھنے سے اسکو زیر بار کیا ہے۔ یہ چاہنا کچھ دیوانگی نہیں ہے کہ بنگال احاطہ کی پرانی ہندوستانی سپاہ کی اصلاح اس طرح کیجائے کہ اب جو ہندوستانی سپاہ میں سے دو پلٹنیں برطرف کی گئیں انکی جگہ ملکہ کی ایک رجمنٹ رکھی جائے۔ اس سپاہ پر پونڈی بچت اس طرح ہوگی کہ ہندوستانی سپاہ کی رجمنٹ کا

خرچ ۲۷۰۰۰ پونڈ سالانہ ہے ملکہ کی جہنٹ کا خرچ ۵۰۰۰ پونڈ سالانہ ہے۔ جب کہ کسی رئیس پر
 شدہ جہنٹوں کی جگہ دس گوروں کی جہنٹیں رکھی جائیگی تو ۴۰۰۰ پونڈ کی بچت ہوگی اور کچھ خرچ
 نہیں ہوگا۔ بلکہ اصل میں کمپنی کو بچت اس سے بھی زائد ہوگی۔ کیونکہ نصف تنخواہ کا اور عمر کے زیادہ
 ہونی سے پنشن پانے کا کل خرچ انگریزوں پر پڑے گا۔ یہی سبب ہوگا کہ کمپنی اپنی قوت بڑھانے
 اور ملک کی پرورش کیلئے اپنے ملک کے اغراض و فوائد کا نقصان نہیں کرے گی۔ ایڈمرشل
 کے کیپ میں ملکہ مظفر نے ارشاد فرمایا تھا کہ ملکہ کی سپاہ کی حالت موجودہ قابلِ رحم ہو کر اٹھا
 برس تک غیر ملک کی سخت نامزدگی آٹھ ہوا کی برداشت کر کے اور وہاں بڑی بڑی خدمتیں
 بجالانے کے انگریز ٹیمپن واپس آئی تھی کہ سات مہینہ کے بعد وہ کریمیا کو بھی گئی۔ اس حالت میں
 جنگ سے فایز ہو کر ایک برس بھی اپنے وطن میں رہنے نہ پائی کہ اب ہندوستان کو جاتی ہے
 جہاں سے شاید اسکو میں برس تک اپس آنا نہ نصیب ہو۔ یہ کیسی جبر و جحان بہادری ہے
 ہے جو اپنے ملک کے لینے جان تیار کر رہے ہیں گورنمنٹ کا یہ فرض ہے اور اسکی یہ انسانیت
 ہے کہ سپاہ کی تکالیف میں تخفیف کر دے۔ ملکہ چاہتی ہیں کہ انکی یہ یادداشت کے بیٹ
 میں پیش کی جائے۔ ایسے ہی خیالات پرنس کے تھے۔

کلکتہ سے لارڈ کیننگ نے ۴ جولائی کو۔ ملکہ مظفر کو خط لکھا جو اس وقت انگلستان
 کی راہ ہی میں تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان کے معاملات کو ملکہ مظفر اور پرنس
 کیسے صحیح اور درست سمجھتے تھے اور کیسی بہت تدبیر بتلاتے تھے کہ ہندوستان کو گوروں
 کی سپاہ زیادہ بھیجی جائے تاکہ وہ جن ضلوع میں بناوٹ کی آگ لگ رہی ہے اسکو بچا سکے
 اور بہت سے مقامات میں جو انگریزی صولت و سطوت کا یقین جاتا رہا ہے اسکو بحال کر دے
 لارڈ کیننگ نے اول یہ لکھا کہ دہلی کے فتح ہونے میں کیون اللہ ہوا اور بعد اسکے یہ بیان کیا
 کہ یہ وقت جتنا گزرا ہے۔ اس میں انگریز اور ہندوستان کا نقصان عظیم ہو رہا ہے بڑی پیش
 قیمت جانیں تلف ہوئیں اور بہت ہی دلخراش جاگزا مصیبتیں پھیلنے لگی ہیں جن کا کوئی
 معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ انگریزوں کی صولت و قوت و سطوت کی شہرت کو ایک وحشیانہ صدر
 پہنچا ہے انگلستان کی قوت بحال کرنے کی اور مدت و راز تک ہندوستان میں قوت

لارڈ کیننگ کا خط ملکہ مظفر کے نام

دودبہ کے اعتبار پیدا کر کے کی تدبیر سوائے اسکے کوئی اور نہیں ہے کہ انگلستان سے
ہندوستان میں گورون کی سپاہ اتنی آجائے کہ دشمنوں کے دلوں میں اس کے مقابلہ کرنے
کی اُسیب میں ہی مردہ ہو جائیں *

لارڈ کیننگ کو یہ اندیشہ ہی کہ ہندوستان کے ایسے حصے تھے کہ ان میں جب تک
گورون کی سپاہ کا انتظام نہیں ہوگا وہاں امن و امان بندوبست نہیں ہوگا۔ جس سمت میں
پر لارڈ کیننگ کا اختیار ہو اسکو گورون کی سپاہ کی قوت سے کچھ نسبت نہیں ہو مگر جہاں
گورون کی بہت تھوڑی ہی جمعیت ہے وہاں اسکا رعب و اب فوراً اپنا اثر کر رہا ہو سولے دہلی
کے کہیں اور گورون کی سپاہ کا مقابلہ شاذ و نادر ہی ہوا ہے اور تھوڑی سی گورون کی سپاہ کے ہیچ
سے سڑکوں کے دائیں بائیں طرف انتظام و بندوبست ہو رہا ہے۔ بڑے شہروں مثلاً بنارس
اور اور شہروں میں ہی حال ہو رہا ہے۔ ان سب باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گورون کی سپاہ
کے موجود ہونے سے یقینی امن و امان بندوبست ہو سکتا ہے۔ اسکی برخلاف جہاں لوگوں کو یہ معلوم
ہوا ہے کہ گورون کی سپاہ نہیں آسکتی۔ وہیں بد نظمی نے پادوں پہیلانے اور غارت و لوٹ مار
کا بازار گرم ہوا ہے۔ جہاں بد نظمی ایک دفعہ ہو گئی تو وہ روکے سے نہیں رُک سکتی وہ پھلتی چلی
گئی ہے۔ جن ضلعوں میں بد نظمی ہو گئی ہے وہاں جب تک گورون کی سپاہ کی افزائش نہیں ہوگی
بد نظمی میں کمی نہیں ہوگی۔ بلکہ اور زیادہ بڑھے گی۔ اسی خط میں لارڈ کیننگ نے لکھا ہے کہ چین کو جو
ایک جھڑپ بھی گئی تھی وہ آج ہنگلی میں لگئی ہو۔ اسکو میری درخواست پر لارڈ ایلمن نے چین سے
اس طرف بھیجا ہے یہ گورون کی سپاہ کی آمد پہلی دفعہ ہے لارڈ کیننگ نے جو اوریسیا بیان کیا ہے
اس سے حضور آسانی سے سمجھ سکتی ہیں کہ کلکتہ میں گورون کی ہر نئی سپاہ کے آجانے سے
میری کیسی خاطر جمع ہوگی *

ملکہ مغظمہ نے جو اپنے خط مورخہ ۱۹ جولائی میں لارڈ پامرستون کو دلائل کچھ بھیجے تھے
وہ کسی کے رد کر نیسے رد نہیں ہو سکتی تھیں۔ انکی نسبت پرنس نے ۲۲ جولائی کے روزنامہ میں
لکھا ہے کہ مے بی نٹ نے آخر کار ہماری افزائش سپاہ کی درخواست کو مان لیا۔ ۲۰ جولائی کو
پرنس نے خط بیرن مسٹوک میر کو لکھا ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے جو کے بی نٹ میں فیصلہ ہوا

تھا اب تک اُسین ملتو اچا جاتا ہے +

ہندوستان کو سپاہ چلی جاتی ہے باب ہم بغیر سپاہ کے یہاں رہ جائینگے۔ یہ بات بہت اچھی ہوئی کہ ہندوستان میں جو بغاوت دبلوہ برپا ہوا اُسے وہ ماسور دکھائیے جن کو کمپنی ہمیشہ لپیٹا اور چھپایا کرتی تھی۔ ٹائمرز اور پریس ہندوستانی سپاہ کی تعریف اور بادشاہ سپاہ کی سچو کیا کرتے تھے۔ اب بلبلاہٹ گیا۔ ابھی تک ہماری منسٹری نے نشانہ ٹھیک نہیں لگایا جیسے کہ آئسٹریٹ میں تیاری میں کمی کی تھی ایسی اب بھی کر رہی ہے۔ پہلے تجربہ کے بعد وہ وہ بھی قابل الزام ہو گئی ہے +

اپنے جو اپنے خطین ہندوستان کی الجمنون اور الجھڑون کا ذکر چھیڑا ہے اس لیے میں مناسب جانتا ہوں کہ اسکی بابت اپنے خیالات بیان کروں۔ مجھے یقین ہے کہ اہل حسین ہندوستان کی چیزوں کے قدر شناس نہیں ہیں۔ اور ان اصول کو جن پر ہماری سلطنت کی دنیا کے اس حصہ پر قائم ہے نہیں سمجھتے۔ ہند کے آدمیوں میں یہ قابلیت نہیں ہے کہ وہ اپنے تئیں آزاد کر سکیں۔ اور اپنی آزادی کو قائم رکھ سکیں۔ بلکہ خود کے زمانہ سے ہندوستان ہمیشہ غیر قوموں کے ہاتھ سے پامال ہوتا رہا ہے اور نئی قوموں نے اسکو فتح کر لیا ہے۔ اہل اعصر یہ اہل ایران کا یونانیوں کا اسکندر اعظم کے ماتحت۔ ہونگ نوہ اہل تاتار کا۔ اہل عرب کا اور قوموں کا وہ مفتوح و مغلوب اس زمانہ تک رہا ہے۔ فائنچین نے اسکو اپنے جوئے کے نیچے چلایا انہوں نے ان قوموں کو جتنے قبضہ میں ہندوستان تھا وہ بایا۔ مگر وہ ان کا استیصال نہیں کر سکے اور نہ انکو اپنے میں جذب کر سکے۔ اس طرح سے وہ ان کے ساتھ غلط ملط رہے مگر انہیں قومی التصاق و اتصال نہیں پیدا ہوا۔ ہندوؤں مسلمانوں کے مذہبوں کے درمیان ایسا ایک قریعق حاصل ہو کہ ان کا آپس میں اتحاد ہونا ناممکن ہے۔ خود ہندوؤں کے درمیان جات کی پابندی وہ ہے کہ ان کے درمیان باطنی اتحاد کا ہونا بھی ناممکن ہے کچھ کم نہیں ہو۔ ہمارا تسلط اور فرمان روا ہونا اس حالت پر موقوف ہو کہ ہم مختلف قوموں و آبادیوں کی محافظت کرتے ہیں اور انکو آپس کی بدسلوکیوں کے سبب سے لڑنے نہیں دیتے۔ سب اعلیٰ و ادنیٰ وزیر دست و زیر دست کے لیے انصاف ایک ہی قوانین کے موافق کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کو جرم کی سزا یکساں دیتے ہیں۔ ملک کے ہر حصہ میں ہم اپنی عدالت

یہ اس خط میں مذکور ہے کہ

یہ اس خط میں مذکور ہے کہ

یقین دلاتے ہیں کہ کسی اسپر لازم عائد نہیں ہو سکتا۔ ہر رنگہ دار سی آسانی سے ہو سکتی ہے اس لیے کہ ہم مختلف قوموں کے امور خانگی میں اور انکی روحانی و مذہبی باتوں میں دخل نہیں دیتے ظلم و ستم و زیادہ ستانی مطلق نہیں کرتے۔ در آمد مال پر محصول نہیں لیتے۔ نمک کا اجارہ صرف ایک ٹیکس تھی جو ہندوستانیوں پر بارگرن تھی وہ موقوف کر دی گئی۔ کپنی اپنا بیج ممالک محروسہ کے زمینوں سے نہیں لیتی ہے۔ کسٹم ڈیوٹی (پر مٹ کا محصول) اور اور تجارت کے بڑے بڑے کاموں سے محصول وصول کرتی ہے۔

اس وقت اس ملک کی تہذیب شائستگی کے لیے کوئی کام نہیں کیا گیا ہے۔ اہل ملک جس بادشاہ کے نائب کے ماتحت رہتے ہیں اسکو دعا دیتے ہیں۔ انہوں نے پہلے فرمانروایوں کے ہاتھ سے بڑے ظلم و ستم سے ہیں۔ اب تک یہ کھلا سوال چلا جاتا ہے کہ اہل یورپ کے اصول کے موافق کمان تک ہندوستانیوں کے خاص مذاہب اور رسم و رواج و تہذیب شائستگی کی اصلاح ممکن ہے۔

اب تک جو نظام متعین نہ چلا جاتا تھا۔ اس سے کسی قدر اختلاف کیا گیا۔ نرین اور یلین بنی شروع ہوئیں۔ اسکو لون کی بنیادیں پڑیں۔ سنی کا مہنامہ موقوف کیا گیا۔ انکی سیوہ کا دوبارہ شادی کرنا جائز سمجھا گیا جگنا تھ کے مندر میں جو ملک کام پہنچتے تھے وہ بند کیے گئے اور بت خانوں کے لیے جو سرکار سے امداد دی جاتی تھی وہ موقوف کی گئی۔

ان مذاہب کو ہندوؤں نے یہ خیال کیا کہ انگلیسنڈ ہمارے مذہب کو مٹاتا ہے اور اس کی جگہ عیسائی مذہب کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ ان سب سے بڑھ کر یہ بات ہوئی کہ مسیحی فلوں کے لیے نو کار توں جاری ہوئے جو چٹنائی میں ڈوبے جاتے تھے تاکہ وہ آسانی سے اپنی جاؤں میں بھسلین اس چکنے ہوئے سپاہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اس طرح کار توں کا بنانا ہماری جات لینے کے لیے ایجاد ہوئے۔ ہندوؤں کے مان مٹنہ میں چربی یا گوشت کے جانیسے یقینی جات جاتی رہتی ہے۔

ہندوستان میں سپاہ کے میں نام لیے جاتے ہیں۔ ایک بنگال حاٹھ کی سپاہ۔ دوم حاٹھ مدراس کی سپاہ۔ سوم بمبئی حاٹھ کی سپاہ۔ بنگال حاٹھ کی سپاہ میں اعلیٰ درجہ کی قومیں تھیں اکثر ہرلٹن میں پار سو برہمن تھے۔ ہندو جات کے جانے کو مرنیکے برابر جانتے ہیں۔ پھر اپنی

قوم میں نہیں مل سکتے۔ انکی ساری معاشرت مٹی ہو جاتی ہے۔ اسلئے ہم کو شگل کی سپاہ کی
 بناوت پر توجہ دینا نہیں چاہیے۔ اُسے بناوت خستیار کر کے اور سب آدمیوں کو جو گورنٹ
 کے بدخواہ تھے اپنے ہمراہ کر لیا۔ رعایا کا بڑا حصہ انگریزی گورنٹ سے راضی و خوش تھا وہ اُسکے
 ساتھ بناوت میں شریک نہیں ہوا۔

یہ لڑائی بے شک بڑی سخت ہوگی۔ اور اس میں بڑی خونریزی ہوگی اسلئے کہ گورن کی
 سپاہ بہت تھوڑی ہے اور کل ملک میں وہ حصے ہو کر پھیلی ہوئی ہے اور انکو لڑنا اس سپاہ سے
 بڑا ہے جو تعداد میں بہت زیادہ ہے اور پورے سو برس سے اسکو انگلیٹنڈ قاعدہ سکھارنا
 ہے۔ اور بڑے بڑے شہروں میں محفوظ ہے۔ ہمارے بڑے بڑے سیکرٹریوں اور قلعوں پر
 قبضہ رکھتی ہے۔ ان ہیکو یہ فائدہ ہے کہ ہندوستانی سپاہ کی رجمنٹوں میں افسر علیہ لیاقت
 کے نہیں ہیں جس اندیشہ سے کہ دل ہٹتا ہے وہ یہ کہ ہم اپنی ہی ردی کے سپاہیوں
 پر اتشباری کرتے ہیں۔ اور انگلیشی سپاہیانہ مقام لیتے ہیں اور باغیوں اور فتنہ پردازوں
 کو سزا دینے میں جن کا دنیا ناگزیر ہے۔

اگر ہم اس کڑے وقت پر غالب ہوئے جس کا ہم کو یقین ہے کہ ہم غالب ہوں گے
 تو علی العموم اسکا نتیجہ نیک اور بہتر ہوگا۔ عوام کا ہندوستانی سپاہ پر عیش بار کرنا اور ملک کے
 سپاہیوں کا مفید نہ جانتا اور کل پریس کا ان باتوں کی بڑی جدوجہد سے حمایت کرنا انکو ثوابت
 ہوگا کہ یہ سب بالکل غلط تھا۔ اب ہم کو اس میں شبہ نہیں کہ سپاہ کا کوئی معقول نظام ہم خستیار
 کرینگے۔ یہ امر شبہ ہے کہ کہنی اپنے پہلے منصب پر قائم ہو۔

انگریزی پبلک خاموش اور متحمل ہیں۔ میں جو تحریکین کرتا ہوں اس پر بھی مندرجہ
 ہے اس واسطے ہم کو انکے پہلوؤں میں ہمیشہ ہمیز لگانی پڑتی ہے۔ اب میں ہندوستان کی
 گپوں کے سنانے سے آپ کی سمع خراشی زیادہ نہیں کرتا۔

پرنس ہرل میں اپنے چالیو پوئلہ کی بیٹی شارلٹ کے بیاہن کیا تھا۔ اس مال میں
 یہ خطا ملکہ معظمہ نے تحریر فرمایا ہے۔

اس وقت وہاں شادی ہو رہی ہوگی اور آپ کی پیاری لڑکی کے نکاح کا عقد ایک لاپرواہی سے

ساتھ بندھ رہا ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ اس سے اچکھڑا ہتر از ہوا ہوگا۔ خدائے تعالیٰ سہین
 سب طرح کی برکتیں دے۔ میں چاہتی تھی کہ شادی میں خود شریک ہوں۔ مگر میں ساری تو نہ
 اسکی میں نے ہم جسم جو میرا بڑا عزیز ہے وہاں بھیجا جس سے میں اپنے تئیں خیال کرتی ہوں
 کہ وہ میں میں ساری موجود ہوں۔ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے۔ میں اسکی تصویر اپنے ولین اتار رہی ہوں
 سبکے ساتھ میری محبت کا اور عزیزہ شارلٹ کے خوش گزیر کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا
 ہے کہ میں نے اپنے عزیز البرٹ پر وہاں جانیکے لئے زور ڈالا۔ اور اسکو آمادہ کیا۔ آپ نہیں جان
 سکتے کہ جب وہ مجھ کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا ہے تو میری جان پر کیا بری ہوتی ہے۔ میں اس انتظار
 میں کہ وہ کب لے بیٹھی گھڑیاں گنا کرتا ہوں۔ اسکی جدائی کی حالت میں مجھے اپنے بچے بھی اچھے
 نہیں معلوم ہوتے۔ میں اُسکے جانے کو یہ سمجھتی ہوں کہ سارے گھر کی جان چلی گئی ہے۔
 ہم اپنے گھر میں چپ چاپ کام کر رہے ہیں۔ ہم سب سوگ سے نکل گئے ہیں۔ چھوٹے
 بچے آدھے دن تعطیل مناتے ہیں۔ آج شام کو الائنس نے پہلے دن ہمارے ساتھ کھانا کھایا یا
 میں نے اپنے نوکروں کو وہاں پینے کی اور ملاحق کو گروگ (شراب آب آمیختہ) پینے کی اجازت
 دیدی ہے۔ وکی میرے پاس بیٹھی ہوئی نقش نگاری کر رہی ہے اور چاہتی ہے کہ میں اسکی
 طرف سے آپسے اور نوجوان دو لحاظ و لہن سے سب باتیں کہوں۔ میں عرض کرتی ہوں کہ جو کچھ کہ
 بیان کر رہے ہیں وہ پیاری شارلٹ سے کہہ دیجئے۔

شادی سے پرنس بہت جلد اوسبورن واپس گیا۔ سب سے زیادہ اسکو ہندوستان کا
 کا خیال تھا۔ ایسی دشواری کے وقت میں بغیر شدید ضرورت کے وہ ملکہ معظمہ سے ایک گمنام
 بھی جوار ہٹا نہیں چاہتا تھا۔ جب وہاں آیا تو اسنے سنا کہ ہندوستان سے اور زیادہ خوشنماک
 خبریں آئی ہیں۔ ہوس آف کانس میں ڈورزیسلی نے تین گمنام تک ہندوستان کی بابت
 پیچ دیا۔ انہوں نے اپنا وہ خیال بیان کیا جسکو اب کوئی نہیں مانتا کہ بغاوت ہند سپاہ کی
 بغاوت نہ تھی بلکہ قومی بغاوت تھی۔ انہوں نے یہ چاہا کہ شاہی کمیشن اس تحقیقات کے لئے بھیجا
 جائے کہ وہاں سب گروہوں کو انگریزی عملداری سے تعلقین کیا گیا ہیں۔ اور اسکے ساتھ اسپر
 بھی زور ڈالا کہ ہندوستان میں گوروں کی سپاہ دو چند کرو جائے اور ہندوستان میں

دیکھو

کہا جائے کہ وہ آئندہ امیردھرمین کہ انگریزوں کے بادشاہ اور ان کے درمیان تعلقات بہت قریب ہو جائیں گے۔ کانس ہوئے بالاتفاق لارڈ جان رسل کی اس تحریک کو قبول کر لیا کہ ملکہ مغظمہ کے یقین دلائل کے لئے انکو یہ ایڈریس کیا جائے کہ وہ ہندوستان کی فتنہ انگیزی و بد نظمی کے دور کرنے کی اور وہاں امن و امان قائم کرنے کی ہر تدبیر کے لئے ملکہ مغظمہ کے یہ معاون اور مدد ہونگے۔

اگرچہ کانس ہوئے نے عام قومی مافی الضمیر کا اظہار کر دیا جس نے یہ اختیار دیدیا کہ ملک کے جو غایت درجہ کے وسائل اور ذرائع ہیں وہ کام میں لائے جائیں۔ مگر پھر بھی پرنس اور کوئین کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کبھی نہ ہمت لگا کے کام نہیں کرتی اور یہ وقت ایسا ہے کہ اگر کوئی ضعف و عاجزی کی علامت ظاہر ہوگی تو یقینی یورپ کی اور گورنمنٹیں اس سے فائدہ اٹھائیں گی۔

لارڈ پارمرسٹون نے ملکہ مغظمہ کو خط لکھا کہ کبھی نہ ہمت لگائے کہ ملیشیا طلب کیجائے۔ تو بد-اگست کو ملکہ مغظمہ نے اس خط کے جواب میں اپنے لئے یہ ظاہر کی کہ ملیشیا کو تقویت دینا ایک نہایت ضروری تدبیر ہمارے ملک کی محافظت کے لئے ہے جس سے برصغیر یورپ کو معلوم ہو جائے کہ ہم غیر محفوظ حالت میں نہیں ہیں سپاہ کے لئے کافی قوت اور بولینٹرون کی حاصل ہو سکتی ہے۔ اسلئے ملکہ مغظمہ توقع رکھتی ہیں کہ ملیشیا کی تقویت مناسب اور کافی کی جائے گی۔

میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہندوستان کے جو آخر حالات معلوم ہوئے ہیں وہ ایسے ہولناک ہیں کہ جو تدبیر سپاہ کے باب میں ہوم گورنمنٹ نے اب تک کی ہیں وہ میرے نزدیک اس آفت ناگہانی کے دفع کرنے کے لئے کافی نہیں۔ اور ہوم گورنمنٹ ہی پر ہندوستان کی نجات زیادہ تر موقوف ہے۔ ہم نے جو کچھ کریمیا کی جنگ کے لئے سامان ہتھیار کیا تھا تقریباً اب بھی وہی سامان جو حال ہو سکتا تھا کیا ہے اور امید ہے کہ اس سے کامیابی حاصل کر نیکی قابل ہو جائیگی۔ مگر ہم نہ ان کے لئے ذخیرے جمع کریں نہ ان کے لئے نذر بنائیں جو ایک بہت دراز کی لڑائی میں یا نئی آفات ناگہانی کے وقت میں جو نظر نہیں آتیں کام چلائیں اس لیے

میں ہم ہمیشہ کوتاہ بین ہیں۔ اور اس کے سبب آخر کو ہماری ناموری اور قوت میں بنا گتھا ہے۔ ہم کو
 تھوڑے فائدہ دن کے لیے جو آخر کو حاصل ہوں بہت روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے اکثر یہ دو نمونہ طرح کے نقصان
 اٹھانے پڑتے ہیں۔ میں توقع کرتی ہوں کہ کبھی نہ اس معاملہ کو بڑی ویرانہ نظر سے دیکھیگی
 اس سے زیادہ بہتر کوئی بات نہیں ہے کہ کانس ہوس میں ایسے رزولیوشن پاس ہوں کہ جسے
 گورنمنٹ کو یقین دلایا جائے کہ نہایت مستحکم تدابیر کے اختیار کرنے میں حتی الامکان کوئی کسر باقی
 نہیں رکھی گئی۔ کانس ہوس نہیں بلکہ اکثر گورنمنٹ پھسٹی رہی ہو۔ یہ خط کیے بی نہ میں پڑا گیا
 اسکے دو روز بعد لارڈ کلیرین ڈون نے ملکہ معظمہ کو یہ خط لکھا ہے کہ حضور نے جو اپنے مکتوبات
 میں تنبیہات تحریر کی تھیں انکو میں نے اطمینان خاطر سے پڑھا۔ اس بات کے یقین لانے کی
 مجھے ضرورت نہیں ہے مجھے جہاں تک ہو سکیگا میں کوشش کروں گا کہ اپنے ہم منصبوں کو اس
 غیر متنازع واقعیت کے تسلیم کرنے پر کہ ہم بالکل غیر محفوظ بین رغبت دلاؤں میں اس خیال کی
 اذیت نہیں میں رات دن رہتا ہوں کہ میں بنجیدگی کے ساتھ کیے بی نہ کو یقین دلاؤں کہ
 ہندوستان کی مشکلات نے غیر سلطنتوں کی نگاہوں کو ہماری طرف سے بدل یا ہے اگر ہم
 اس وقت عقل سے کام نہیں لیں گے تو وہ ہم کو جلد بتلا دیں گی کہ وہ ہماری حالتوں کو ہمارے برابر
 ہم سے بہتر جانتی ہیں۔ نقطہ

سخت مشکل آن کر یہ پڑی تھی کہ سپاہ میں نئی بہرتی سپاہیوں کی آہستہ ہوتی ہے۔
 میرن شوک میز کو جو خط پرنس لکھا ہو اسکی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ پرنس کے
 دل میں یہ خیال بڑا زبردست تھا کہ ہنز گورنمنٹ بغاوت کے خوف سے پوری بیدار نہیں ہوتی
 جسکے معنی چند ہفتے کی خبروں نے بڑی بیقراری سے ان تک پہنچائے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہندو
 کے واقعات بڑے الماناک ہیں۔ وہ ثابت کرتے ہیں کہ جس سپاہ کی بنا سول گورنمنٹ اور پرنس
 پر رکھی گئی ہو وہ بالکل ضعیف ہوتی ہے۔ ہم نے گورنمنٹ سے بعض تدابیر کے عمل میں لائیکٹی درخواست
 کی اس میں وہ اپنے ایسے طریقہ پر چلی ہو اس نے جنگ کریمیا میں اختیار کیا تھا کہ ہماری تہذیب
 سی بیچاری سپاہ غارت ہو جائے اور وہ اپنی بڑی طویل طویل فیضان سپہیں دے اور اسطرح
 ایک قدم بڑائے کہ دیکھتے کہ لمپ تیل سے روشن ہو رہا ہے جب اس کو تیل نہ پہنچے گا تو وہ فتنہ

بجھکر اپنی چراند کی بدبو پھیلانے کا سٹوک میر نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ ہند کے دیوتا
انگینڈ پر کافات لائین گے مگر مایوس ہو نیکے لیے تھوڑی وجہ ہے اسلئے کہ انگریز تمام یورپ
میں سب قوموں پر حرات ہمت خصلت کی قوت میں سبقت لے گئے ہیں۔ اور قاعدہ ہی کو مضبوط
ادیسون کو بدقسمتی ہدایت و ترقی کے کتب میں بٹھا کے سبق دیتی ہے +

۶۔ اگست کو صبح کو سویڈن خبر آئی کہ شہنشاہ و شہنشاہ بیگم فرانس و نوٹون جہانزیں میں
میں اوسبورن کے قریب آگئے ہیں ان شاہی مہانوں کے استقبال کے لیے پرنس کوئین کو
تیار ہو گئے۔ شہنشاہ بڑی طرح سے گرا تھا۔ چلنے میں لگتا تھا۔ مگر اور سب طرح سے وہ اور
شہنشاہ بیگم منومند اور تندرست تھے ان شاہی مہانوں نے ۱۰۔ اگست کو فرانس میں مراجعت کی
تو سب طرح پر ملاقات کو ملکہ منظر اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ وہ بڑی مسرت افزا اور محبت آرا تھی۔ اگست
کو وہ شاہ لیو پولڈ کو لکھتی ہیں کہ ہماری ملاقات سب طرح دلخواہ و پسندیدہ تھی۔ پولیشکل لحاظ سے
تو قبول لارڈ گلیرین وین کے وہ خدا کی بھی ہوئی تھی۔ اس میں ساری مشکلات خاطر خواہ فیصل ہوئیں
اس ملاقات میں بڑی بڑی خوشی کی باتیں ہوئیں۔ اوسبورن میں ہفتہ کے دن ایک چھوٹے سے
خیمہ میں تھوڑا سا لالچ ہوا تھا۔ اس میں بڑی کامیابی ہوئی۔ بہت سی گاڑیاں اور ٹوٹے۔ باقی
ہمارے بس اوقات میں کچھ تنہا نہیں ہوا۔ البرٹ نے سچ کہا کہ اول شام کو جب کھانے کے
کمرے سے جنٹلمین باہر آئے تو اس نے اپنی آنکھوں کو کھولا تاکہ بالکل یقینی معلوم ہو کہ یہ وہی
تو نہیں دیکھ رہا کہ شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم یہاں ٹھہرے ہیں +

شہنشاہ ہمیشہ البرٹ سے کشادہ دلی سے باتیں کیا کرتا ہے اور اس سے بہت فائدہ
اٹھاتا ہے۔ لارڈ پامرسٹون نے مجھ سے کہا کہ پرنس بہت ہی ایسی باتیں کہہ سکتا ہے کہ ہم
نہیں کہہ سکتے +

البرٹ بہت کم لیڈیون اور شہزادہ یوگ خوش ہوتا ہے مگر وہ شہنشاہ بیگم سے بڑے شوق
سے ملتا ہے اور اس کا بڑا دوست ہے۔ شہنشاہ نے ملکہ منظر کو یہ خط لکھا کہ۔

میدم اور عزیز تر ہمیشہ
حضور اور پرنس البرٹ نے ہماری مہمانی میں غلط داری
و تواضع ایسی محبت سے کی کہ جب ہم اوسبورن پہلے آئے تو یہی اس کا اثر اب تک دل پر باقی ہے

شہنشاہ فرانس کا گھرانہ

انگلینڈ کے خاندان شاہی میں شاری نیکیاں ایسی موجود ہیں جنکے دیکھنے سے ہلکوحیرت ہوتی ہے۔ ہمارے دل میں جو آپ کی محبت وادب کے بیان کرنیکے لئے لفظوں کا ملنا شکل ہے۔ یہ بات ہلکوبڑی پیاری لگتی ہے کہ پولیشکل معاملات سے قطع نظر کرکے حضور اور حضور کا خاندان ہمارے ساتھ محبت رکھتا ہو۔ میں اپنے سارے فیصل شدہ مقاصد میں اول درجہ پر اس تنا کو رکھتا ہوں کہ میں لائق آپ کی دوستی عظیم کا ہوں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ حضور کی مصاحبت میں چند روز رہنے سے ہر ایک شخص کی حالت بہتر ہو سکتی ہے جب کوئی شخص پرس کے جامع العلوم اور رائے عالی کی قدر و منزلت کرتا ہے تو پرس سے جدا ہو کر بلند خیال بن جاتا ہے اور نیکی کر کے پرمائل ہو جاتا ہے۔ میڈم۔ میں آپ سے التجا یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ پرس سے جو آپ کی قسمت میں شریک ہو کہہ دیکے کہ میں آپ کا اعلیٰ درجہ کا قدر شناس اور بے نظیر دوست ہوں۔ آپ کے بچوں میں خدا داد وہ نیکی کے اوصاف ہیں کہ آدمی ان کو دیکھتے ہی پیار کرنے لگتا ہے اور اسکی بالطبع یہ آرزو ہوتی ہے کہ دنیا میں ان کو وہ خوشیاں حاصل ہوں جنکے وہ لائق ہوں۔ اللہ اعلم۔ خدا نے تعالیٰ دو برس بھی ایسے نہ لائے کہ جن میں ہم کو آپ کے پاس ہونے کی خوشی نہ حاصل ہو۔ کیونکہ بچ بچر کی تسکین فقط جلد ملنے کی تمنا ہے۔

جب کہ شہنشاہ نے دلی محبت سے خط لکھا تھا ایسا ہی ملکہ مغظمہ نے اپنی مودت قلبی سے شہنشاہ کو خط ۲۱۔ اگست کو لکھا کہ آپ نے جو میرے عزیز شوہر کی نسبت اپنی رائے قائم کی ہے اس میں مجھے کچھ آپسے مخالفت نہیں ہے اسلئے کہ میں اسکو مستحق اس رائے کا جانتی ہوں۔ اس میں کسی اور کام کے لئے اولوالعزمی نہیں ہے۔ سوائے اسکے کہ وہ آدمیوں کے ساتھ بھلائی کرے اور انکو دبان فیض پہنچائے جہاں ہو سکے۔ آپ دونوں کی ہمدردی اور صلاح و مشورہ سے زیادہ کوئی یقینی سہارا ہم کو نہیں ہے۔ آپ بھی ہماری تنہائی کی حالت میں مونس و دوست ہیں۔ شہنشاہ بیگم میری سہی قسمت رکھتی ہیں کہ وہ آپ کی ذات کے لئے ایسی ہی محافظ فرشتہ ہیں جیسے کہ میرے لئے البرٹ ہے۔ شہنشاہ کے خط کے ساتھ شہنشاہ بیگم نے بھی خط بھیجا۔ پرس نے ٹیوٹر کے پاس شہنشاہ کا خط جو ملکہ کے نام آیا تھا بھیجا اور لکھا کہ میں اسلئے اسکو پہنچتا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ اسکے مضامین سے آپ خوش ہوں گے۔ اول اس سبب سے کہ ان سے معلوم ہوتا

کہ ہم مین اور شہنشاہ فرانس مین تعلقات مغرزانہ اور حسن حسنہ خلق پر مبنی ہین۔ دوم اسوجہ کے
مکتوبے کاتب کے فرج کی گرم مہری اور دانائی معلوم ہوتی ہے۔

پرنس نے اپنی بڑی یادداشت اس ملاقات کے حال اور اس کے نتائج کے بیان
مین لکھی ہے۔

۱۹ اگست کو شاہی جہاز مین ملکہ اور پرنس اور انکے ۶ بچے بندر گاہ چیر بورگ مین داخل ہوئے
ان کے یہاں آنے کی کچھ پہلے سے خبر نہ تھی۔ وہ دو دن یہاں ٹھہرے۔ جہاز کو ڈیوالیٹ ان کو
ایڈمرٹی مین لے گیا۔ یہاں کی سیر کے باب مین پرنس بیرن سٹوک ہیکو لکھتا ہے کہ ہم نے چیر بورگ اور
ایڈمرٹی مین ایسے کارنامے عظیم دیکھے کہ وہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ قابلِ غور ہین۔ ایڈمرٹی مین
جو حملہ آوری کے روکنے کے لیے کام بنائے ہین وہ طفلانہ ہین۔ ملکہ منظمہ خود تحریر کرتی ہین کہ مین
اسکے دیکھنے سے ناخوش ہوئی کہ یہاں کیا کیا کام محافظت کے لیے مضبوط اور مستحکم کیے گئے ہین
قلعہ تعمیر ہوئے ہین اور ایک بند پانی توڑ جو پلائی متھ سے تگنا ہے بنایا گیا ہے اور اسکی محافظت کے
سامان بہت اچھی طرح سے کیے گئے ہین تاکہ وہ اس وقت کام مین آئین کہ ہماری اور فرانس کی لڑائی
ہو۔ ہم نے اب تک ایسے کام نہیں تیار کیے۔ ملکہ منظمہ نے یہاں کا یہ حال دیکھ کر پرنس متھ اور اور متھ
مین محافظت کے لیے بڑے بڑے کام بنوائے ان کی بڑی ضرورت اس سبب تھی کہ اگر کوئی
دشمن یکایک حملہ کر بیٹھے تو وہ ملک کو غیر محفوظ نہیں دیکھے گا۔

۱۷ اگست کو اوپائے دولت اور سپورٹ لندن مین آئے کہ کوئین کی پیچ کیلئے کونسل
منتقد ہو اور عمارت عظیمہ کے باغ مین کے بی نیٹ کے اعلیٰ ممبرن سے مباحثہ ہو۔ دوسروں
پارلیمنٹ کا اجلاس بند ہوا۔ ملکہ منظمہ نے اپنی پیچ مین اسکاڈرے بڑے کارنامے نمایاں کے
کرنے کی مبارکباد دی۔ اسی دن ۲۹ اگست کو اوپائے دولت لندن سے بال ہویل کو روانہ
ہوئے اور شام کو وہاں پہنچے۔ وہاں انکے پاس بغاوت کے فصل حال کی خبر مین ہندوستان کے
آئین کہ کس طرح سے جنرل ولیم سپاہ کے کانپور کی چھاؤنی مین نیست و نابود غارت و تباہ ہوا
اور ناما صاحب نے اپنے کیا غضب ڈھایا اور کیسے کیسے فریب دھوکے دیکر انکو ظالمانہ ہلاک کیا
اس بلا سے نجات دینے کے لیے جنرل بیولاک بھیجا گیا۔ یہ خدمت وہ تھی جسکے سبب ان کی

ملکہ اور پرنس کا چیر بورگ جانا

ہندوستان سے دشمنانِ جہاز کاٹنا

نیک نامی نے حیات جاودانی پائی، ہوم گورنمنٹ نے یہ ارادہ مصمم کر لیا ہے کہ پہلے جو دس پلٹنوں کے بڑھانے کی تجویز تھی اُس کی جگہ پندرہ پلٹنوں کے بڑھانے کی تجویز کی اور طیشا بجائے وینز کے پندرہ ہزار طلب ہوئی۔ آئندہ دو ہفتوں میں ملکہ مغطہ کے پاس مفصل خبریں آئیں کہ کانپور اور لکھنؤ میں کیا کیا آفتیں برپا ہوئیں۔ دہلی میں ابھی باغی مقابلہ کیے جاتے ہیں۔ یہ خبر پہلی دفعہ آئی تھی کہ دکن میں ایک پلٹن نے بغاوت اُختیا کر لی۔ بال موریل میں دو دن آئیکے بعد کوئین نے شاہ علیحیم کو خط لکھا کہ۔

ہندوستان کے باب میں ہلکے بڑے خطرناک اندیشے ہیں جن پر ہماری ساری توجہ مصروف ہے نہ سپاہی زیادہ جلد جاسکتے ہیں اور نہ بہت سی سپاہیں بہت جلد بہرتی ہو سکتی ہیں۔

اس زمانہ میں بیچاری لیڈیوں اور عورتوں و بچوں پر جو خوف طاری ہو رہے ہیں وہ نامعلوم ہیں۔ اُن سے آدمی کے بدن میں خون سرد ہوتا ہے چشیت مجموعی یہ حالت کریمیا کی نسبت زیادہ تکلیف دہ ہے۔ کریمیا میں ایک شاندار معرز جنگ تھی اور اُس میں بیچاری عورتوں اور بچوں کو کوئی خوف و خطر نہ تھا یہ آفات اور مصائب اور زیادہ ہیں کہ یہاں کا فاصلہ ہندوستان سے دور ہے ہے آمدورفت مشکل ہے یہیں جانتی ہوں کہ آپ کو اس حال سے دل میں مجھ سے بھی زیادہ رنج ہوگا۔ مشکل سے کوئی گہرا ایسا نکلے گا کہ جس میں غم و الم سوگ ماتم اپنے بچوں کے لئے نہ ہو ہندوستان ایسا مقام تھا کہ جس میں ہر وجہ کے آدمی یہ چاہتے تھے کہ میرا بیٹا وہاں مقرر کیا جائے۔

تاریخ کو پرنس نے اپنے ایک دوست کو بغاوت ہند کے باب میں یہ خط لکھا کہ۔

ہندوستان سے بڑی دشمنانہ خبریں آ رہی ہیں جسے ہم کو بڑے فکر و تردد پیدا ہوتے ہیں ان دھگے فسادوں و بغاوتوں کے دور کو نیکے لئے ہمارا جنگی انتظام کافی نہیں ہے۔ ہم تشری سے فردی چیزوں کو تھوڑا تھوڑا چھین رہے ہیں۔

پھر تاریخ کو وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ ہم ہر گز اس انتظام میں بیٹھے رہتے ہیں کہ ہندوستان سے کیا خبر آئی ہے۔ جو خبریں آتی ہیں وہ بڑی ہوتی ہیں جو وسائل اور ذرائع ہمارا اختیار میں تھے انکو ہم کام میں لا سکتے ہیں ایک جدا سوال ہے کہ اُن کا تم البتہ کس طرح ہو۔

ٹیلیگرام جس کا ہر گزشتہ انتظار رہتا ہے ایسی خبریں لایا جس پر لٹل اور کوئین کی تشویش
 اور زیادہ ہوئی کہ وہی اب تک مقابلہ کر رہی ہے۔ لکھنؤ میں جو انگریز حصار میں بند ہیں۔ انکو ملک اندر
 اب تک نہیں پہنچی۔ یہی میں کہی کہ جنسٹون نے بغاوت ختم ہونے کی۔ کانپور میں جس طرح انگریزوں کا
 قتل عام ہوا تھا۔ اسکا ہونا حال معلوم ہوا۔ جسکے سننے سے جان نکلی جاتی ہے۔ اس ملک میں ایک
 تھلکہ پڑتا ہے۔ اسکے اندر جو غفلت کیجاتی ہے اسپر لوگوں کو غصہ آتا ہے اور کے بیٹی ٹ کے
 ان ممبروں کو بھی غصہ چلا آتا ہے۔ جنہوں نے نہایت متانت و سنجیدگی سے اس حال کا خیال کیا
 ہے۔ ملک کے لیے زیادہ استعدادی ہو گئی ہے۔ لارڈ پارسلٹون نے آج بشب کن ڈرہی درخت
 کی ہے کہ اس بلا کے ٹٹنے کے لیے خاص دن عبادت و دعا و روزوں کے لیے مقرر کیے جائیں
 آپ کی اس درخواست سے کہ آج بشب اتوار کا دن اس خاص دعا کے لیے مقرر کیے
 میں خوش ہوئی۔ ہندوستان کی خبروں سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ رات جو بھی کہ بغاوت
 جلد ختم ہو جائیگی۔ سست ہوتی جاتی ہے جب ہندوستان کے نقشہ کو لیکر خبروں سے ملک
 میں تو معلوم ہوتا ہے کہ اب تک بغاوت کے مقامات اودھ دہلی اور بالامے گنگ کے ضلع
 میں تھے ان مقامات میں سپاہین کل بھی گئی تھیں۔ لیکن اب ان ضلع کے عقب میں بغاوت
 برپا ہوئی ہے۔ جس نے سپاہیوں کا رستہ کلکتہ سے منقطع کر دیا ہے اور دار السلطنت کے دروازے
 تک بغاوت پہنچ گئی ہے اور دہلی کے نیچے جنوب مغرب میں بمبئی کی طرف بغاوت پھیلی ہے۔ بمبئی کے
 اول رجمنٹ کے بگڑ جانے سے یہ خوف ہوا ہے کہ کمین ساری فوج نہ بگڑ جائے۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ
 بنگال کی ایک رجمنٹ بھی موقوفی سے بچ سکتی ہے۔ مگر اب خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بمبئی
 بغاوت میں ہمارے سپاہ کے عقب میں گنگا پر موتی میں۔ کھلی میدانی لڑائیوں میں ہندوستانی
 سپاہیوں پر ہمارے لشکروں کا فحش ہونا یقینی ہے بشرطیکہ ہندوستانیوں کی تعداد نسبتاً
 بہت زیادہ ہو۔ اور ہماری سپاہ بڑی طرح سے لڑائی پر نہ جاوے یا بیماری اور تھکان سے وہ در ماندہ
 نہو جائے۔ بیماری اور تھکان کا سب سے زیادہ خوف ہو مگر مشکل ہوگی کہ سپاہیوں کی حرکتوں کا ایک
 مجمع بنانا پڑے گا کہ جسے اجزا کی تفصیل دریافت ہو اور اس بات کا حاصل ہونا اس صورت میں شوا
 ہے کہ کلکتہ میں سپاہ ایسی کافی طاقتور ہو کہ وہاں سے یقینی باغی ضلع میں جا کر جنگ نہ کرے اور

ملک میں کا خط نام لارڈ پارسلٹون

ڈپو کی طرح افواج منتشر کی خدمت نہ کرے (یعنی جہان توڑی سی فوج ہو وہاں کلکتہ سے سپاہ جاکر اور کرے) ۲۰

لارڈ پامرستون یہاں سے لکھنؤ کے لیے سپاہیوں کے بھیجنے کا ہندوستان میں فی کرہ کرتا ہے جس سے کہ وہاں صورت حال بہتر ہو۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ صرف اول ملک جو ہندوستان گورنمنٹ نے بھیجی ہو اور جہیں وہ پانچزار سپاہ بھی شامل ہو جو ممبئی کو بھیجی گئی اور دہلی کی اکتوبر میں ہندوستان پہنچے گی۔ انتظاموں میں اور جانوں پر سوار ہونے میں ماہ جولائی صرف ہوگا اور پورے دو مہینے گزرتے ہی ختم ہو جائیگا کہ گورنمنٹ اٹلیا کو کچھ بھی حکم نہیں پہنچے گی اور اسکے پانچ سو سپاہیوں کا نقصان روزانہ لڑائیوں اور سفر کرنے وغیرہ سے ہوتا رہے گا۔

بہت سے خیالات ایسے ہیں کہ وہ ملکہ منظمہ کو اس باب میں مشورہ کرتے ہیں کہ کلکتہ میں جلد ہی فیصلہ ہو کر اسکی فوراً تعمیل کی جائے۔ اس بیہودہ امید میں فیصلے دوڑھینے جلتے ہیں کہ ترمیمات ہوں اور تدابیر مختلفہ پر اعتراضات ہوں جسکے سبب وقت ہاتھ سے نکلا جاتا ہے جو پھر ہاتھ آتا نہیں اور فتنہ و فساد زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔

ملکہ منظمہ کی یہ خواہش ہو کہ لارڈ پامرستون اس خطا کو کہ فی منٹ کو دکھا دے۔

ہندوستان سے جو اور خبریں آئیں وہ کچھ اچھی نہ تھیں۔ ان میں یہ بیان تھا کہ جنرل ہیولاک جو دوبارہ لکھنؤ کی کمک کیلئے گئے تھے بمجبوری ناکام واپس آئے۔ اور دہلی سے باغیوں کے خارج کرنے میں خاطر خواہ ترقی نہیں ہوئی۔ تہلکہ عظیم ایسا حاکم برپا ہوا کہ انگلینڈ کی گورنمنٹ کو یہ اطلاع ہوئی کہ فرانس ہمیں بولپھنے کو ہے کہ ہندوستان میں اپنے ممالک مقبوضہ کی تحفظ کے لیے فرانسیسی سپاہ بھیجے۔ یہ بہتر سمجھا گیا کہ اسکی درخواست کا انتظار نہ کیا جائے اور اس کو سپاہ بھیجنے کی اجازت دی جائے۔ ایسے برے وقت میں شہنشاہ فرانس نے انگلستان کے ساتھ نہایت دستانہ برتاؤ برتا بلکہ ہم کی گورنمنٹ نے جس کی انگلینڈ سے بڑی دوستی تھی انگلینڈ کی مدد کے لیے دو بلجیم کی رجمنٹوں کے بھیجنے کی درخواست کی مگر انگلستان ایسا دہشت زدہ نہ تھا کہ وہ اس بات کو مانتا کہ وہ اکیلا اپنی لڑائی آپ نہیں لڑ سکتا۔ اس نے لارڈ پامرستون کے اس قول پر اٹل لگایا کہ ہم باری اپنے بٹنے سے جیتیں گے اور اس نے یہ ضروری جاننا کہ ایسے وسائل کا مرکز پیدا کریں

ہندوستان کی نظر ناک حالت

کہ وہ ان مشکلات عظیمہ کا مقابلہ کرے جو نہ زمانہ حال میں نہ زمانہ گزشتہ میں کسی قوم کو پیش آئی ہیں :-

لارڈ کلیرین ڈون نے جو خط ملکہ مظہ کو لکھا ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ہندوستان سے جو چھپ رانچرین آئی ہیں وہ ہمارے حق میں بہترین ہیں آئین جو سب سے اچھی بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ حیثیت مجموعی وہاں سب باتیں ٹھہری ہوئی حالت میں ہیں۔ جب تک سپاہ کی کمکین وہاں نہ پہنچیں یہی توقع ہو سکتی ہے۔ مگر اس خیال کو ایسے براہوں ہوتا ہے کہ لکھنؤ میں ہزار فرنگیوں کو نانہا نے محصور کر رکھا ہے۔ جن کے پاس ذخیرے توڑے ہیں اور جن کے پاس فوراً کمک نہیں پہنچ سکتی :-

پرنس نے سٹوک میر کو آخر ستمبر کو خط لکھا کہ ہندوستان کے واقعات سے ہماری جان شکنجہ عذاب میں آ رہی ہے۔ وہ خبر میں حقیقت میں بڑی ہولناک ہیں۔ دور دراز کا فاصلہ ہے وہ ہری گورنمنٹ کی ایکٹ انڈیا کمپنی کی دوسری ملکہ مظہ کی۔ ایسے جو تیسریں صلح کے لیے کیجاتی ہیں ان میں التوا ہوتا ہے اور وقتیں اور دشواریاں پیش آتی ہیں۔ جو یہاں سے سمجھنے اور بڑی کمک روانہ کی ہے وہ اکتوبر کے وسط سے پہلے نہیں پہنچے گی۔ سب سے پہلی خبر میں آئی ہیں وہ اگست کی تاریخوں کی ہیں۔ خدا معلوم کہ کمک کے پہنچنے پہنچتے تک کیا کیا حادثات رونما ہوں۔ مگر اس میں ایک رجسٹ کے ہتھیار لینے کی ضرورت ہوئی۔ یہی کی تین رجسٹوں نے بغاوت اختیار کی۔ بنگال کی کل فوج جو تعداد میں اسی نوے ہزار کے درمیان ہے بگڑی اور ہتھیار لیکر تیسے برس مقابلہ ہے۔ بڑی بڑی میگزینیں اپنے قبضہ میں رکھتی ہے ایک اور بات یہ ہے کہ ہماری رجسٹیں کمپنیوں میں بٹ کر جا بجا پھیلی ہوئی ہیں تاکہ فساد برپا نہ ہوئے دین اور انگلستان کے عروج و جاہ کو سب طرح سنبھالے رہیں اور زراعت لکھاری بالخصوص وصول کریں اور انگریزوں کی جانوں کی محافظت کریں۔ سپاہ کے خاص کولم سخت دشواریوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ اس خط میں اکثر باتیں غلط لکھی ہیں :-

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ بلکہ مظہ یہاں اگست کے آخر میں آگئی تھیں۔ گو اس وقت میں یورپ اور ہندوستان کی طرف سے پرنس اور کوئین کو بہتے ٹکرو ترو و لاحق حال ہو چکا

تھے۔ مگر یہ بات ہر وقت یاد رہتی تھی کہ ان کا ایک بچہ اُنسے جدا ہوئے والا ہے۔ اُنہوں نے بڑی شہزادی کی شادی سال بیدہ کی جنوری کے آخر میں مقرر فرمائی تھی۔ ستمبر کے روز نامہ سے انتخاب کر کے ہم وہ باتیں لکھتے ہیں کہ ملکہ منغلہ اپنے ہمایون اور نہایت غریب رعیت کے لیے کیے نیک سلوک کرتی تھیں۔ آج ایلغوز کے ساتھ البرٹ باہر گیا ہے اور میں اپنی لڑکیوں کے اور لڑکی چرچل کے ساتھ باہر سپیدل چلی آئی۔ اور ایک کلن پٹھان کو کچھ سہا ب غریب آدمیوں اور اوروں کے لیے خریدا۔ سوار ہو کر کچھ دور گئی اور ہراتری اور پھل پڑ چڑھ کر اور سپیدل پہر کر مسافر کیو مارس کے گھر گئی۔ اور وہ ہمارے ساتھ جھونپڑوں کے گرد پھری تاکہ مجھے دکھائے کہ غریب آدمی اُن میں رہتے ہیں۔ اور غریب آدمیوں کو تیلے کے مین اُنکی ملکہ ہوں۔ ہم کسی جھونپڑے کے اندر نہیں گئے تھے کہ ہم کو ایک بڑھیا ملی جسکو مسس موصوف نے بتلایا کہ اسکی عمر اٹھاسی برس کی ہے۔ میں نے اسکو ایک گرم کوٹ دیا۔ اُسکے بوزے گا لون پر اُنسو ٹپکنے لگے اُس نے مجھ سے ہاتھ ملائے اور خد سے دعا مانگی کہ وہ مجھے برکت دے۔ میں ایک بڑھیا لٹی کیر کی کوٹری میں گئی جسکی عمر چھیا سٹی برس کی تھی اسکا قد بالکل سیدھا تھا۔ اُسے ایک شاندار ادا سے ہمارا خیر مقدم کیا۔ پردہ بیٹھ گئی اور اپنا پتھر کا تنے لگی۔ میں نے اُسکو بھی ایک گرم کوٹ دیا۔ اُسے کہا کہ خداوند تجھ پر اور تیرے کنبے پر بیان ہی اور وہاں ہی مہربان رہے۔ اور خداوند تیرا رہنا ہو اور ساری برائیوں سے بچائے۔

ہم سوار ہو کر اپنے گھر آئے اور پھر اترے اور سس گرینیٹ سے ملاقات کی۔ وہ بڑی پاکیزہ ہے میں نے اسکو ایک لباس اور زو مال دیا۔ اُسے کہا کہ تم مجھ پر مہربان ہو اور بہت سی مہربان ہو۔ تم جگہ ہر سال زیادہ دیتی ہو۔ میں ہر سال عمر میں زیادہ ہوتی ہوں۔ اُس نے تھوڑی دیر کی بڑی شہزادی سے کچھ باتیں کیں اور کہا کہ میں تم کو خوبصورت دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ اور پھر اُسکی شادی کا ذکر کیا اور کہا کہ مجھے بڑا افسوس ہے کہ میں جانتی ہوں کہ تمہیں بھی افسوس ہو گا کہ میں پھر اس شہزادی کو نہیں دیکھوں گی۔ میرے اس کہنے سے کہ مجھے افسوس ہے کچھ بُرے معنی اُس کے میرے دل میں نہیں ہیں۔ ہمیشہ سچ کہتی ہوں گو وہ مناسب حال نہ ہو۔ یہ پیاری بڑھیا بڑی خوشنما و خوش کن ہے۔ حقیقت میں ایسے نیک آدمیوں کی دلی محبت اور دلی خوشی بڑی اثر انداز محبت پیرا ہوتی ہے۔

اولیائے دولت ہمہ اکتوبر کو بال سوئیل سے روانہ ہوئے۔ پرنس لکھتاہر کہ یہاں
جدا ہونا ہمارے لیے ایک رنج و محن ہے۔ خاصکر وہ کی کے لیے جو اس سے بالکل جدا ہوتی ہے
ہم ٹائی لینڈس کے بڑے شوقین ہیں۔ اسکو وہ کی دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بہرتی ہے اور کستی ہے کہ
میں پر تجھ کو ٹائی لینڈس نہ دیکھوں گی۔

ہندوستان کی خبریں بہت بُری اب نہیں آئیں۔ اب تک ایک ہی خطرناک حالت چلی
جاتی ہے۔ پولش کے انقلاب کے زمانے اب تک کسی سپاہ نے اپنی گورنمنٹ کے خلاف ایسی بغاوت
نہیں اختیار کی جیسی کہ ہندوستان کی سپاہ نے ہندوستان کی گورنمنٹ کے ساتھ اختیار
کی ہے۔ چوبیس ہزار گوروں کی سپاہ دو لاکھ مضبوط زوردار سپاہیوں سے مقابلہ ایسے ملک میں
کروہی ہے کہ جس میں مختلف المذاہب بیس کرٹھ اور میون میں امن و عافیت قائم رکھنا اور دنگ و
فساد دور کرنا ہے گویہ کام قدرت بشری سے باہر ہے مگر وہ اچھی طرح سے انجام ہو رہا ہے۔

بال سوئیل کی روانگی کے پہلے پرنس نے بیرن سٹوک میئر کو یہ خط لکھا کہ ہم کل اپنی پس
پیار سی جگہ سے جنوب کو روانہ ہونگے۔ میرا دل مجھے مجبور کرتا ہے کہ یہاں سے اپنی روانگی سے
پہلے آپ کو خط لکھوں۔ آپ کا حال مجھے مدت سے معلوم نہیں ہوا۔ اول ہم نیک شاد بزرگ سال
ایروڈین سے اُسکے گھر جا کر ملاقات کریں گے جس سے ہم بہت مسرور ہوں گے۔ ۱۶ کو ہم وندسمر
میں پہنچ جائیں گے۔ جہاں ۱۷ کو پردشا کے شہزادے فرٹز کے آنے کی امید ہے۔ اب معلوم
نہیں کہ کیا ہوگا۔ پروشا کا بادشاہ سخت علیل ہے اگرچہ اُسکی صحت کا اصل حال نہیں معلوم ہو
مگر نظر اوروہ بچتا نظر نہیں آتا۔ اگر وہ مر گیا تو پروشا میں بہت سے انقلابات ہونگے کوئی شخص
خواہ وہ معاملہ دانی میں کیسا ہی ماہر و کامل ہو۔ نہیں بتلا سکتا کہ آئندہ کیا صورت و وقوع میں آئیگی
اب ہندوستان سے بری خبریں نہیں آتیں۔ پہلے کی نسبت اب کچھ اچھی حالت ہے۔ کہیں سے
اور یہاں سے لشکروں کی اول کمک پہنچی شروع ہو گئی ہے۔ جائے کا موسم ہی شروع ہو گیا
ہے مجھے قوی امید ہے کہ ہمارے بڑے دن گئے۔ گو ہنوز بڑے بڑے فساد دور کرنے باقی ہیں
رجسٹین باغیوں کے سروں پر سے گزر رہی ہیں جنہوں نے خود بخود ہماری طرف سے کرنے
کی درخواست کی ہے وہ ہماری طرف ہو کر ہمارے دشمنوں سے بڑی بہادری سے لڑتی ہیں

لیکن سب کی سب دفعہ بگڑے اور افسروں کو قتل کر کے باغیوں سے جالمتی ہیں۔ یہاں سپاہ
میں نئی بہرتی اچھی طرح ہو گئی ہے۔ ہر روز یہاں بارہ سو سپاہیوں کی بہرتی ہوتی جاتی ہے۔ ۲۰ تاریخ
کو پرسن ویلڈ اپنا سفر ختم کر کے یہاں آجائیگا۔ اُسکے سفر کی ساری خبریں اچھی ہیں اور اسپر اس
سفر کا اثر اچھا ہو رہا ہے۔ ۱۶ تاریخ کو اولیائے دولت نے وڈ سر میں مراجعت کی ایک دن ہیڈ کوارٹر
میں ریکارڈ ایئرڈین سے ملاقات کی اور اُس سے ملکہ منظم بہت مسرور ہوئیں۔ اب ہندوستان
سے اچھی اچھی خبریں آنی شروع ہوئی ہیں۔ خبر آئی ہے کہ ۲۰ ستمبر کو دہلی فتح ہو گئی۔ جنرل ہیولاک کو
متواتر فتوح نمایان حاصل ہوئیں۔ ۲۴ اکتوبر کو پردہ بیرن کو لگتے ہیں کہ ہندوستان سے
بعض اچھی خبریں آتی ہیں۔ اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ فتنہ پردازی بڑھتی نہیں اور ہماری سپاہ وہاں
اپنا کام کر رہی ہے۔ ہماری تھوڑی سی سپاہ نے ہر مقام پر عجیب و غریب کام کئے ہیں جنرل
ہیولاک آٹھ سو سپاہیوں کو ساتھ لیکر دس ہزار سپاہ سے نولڑائیوں لڑا۔ میدان جنگ میں
دشمنوں سے اُس نے پچھپاٹھ توپیں چھین لیں +

شہزادی وکٹوریہ کی شادی میں بیرن سٹوک میر کے آنیکی توقع تھی لیکن ایسا ہمار
ہو گیا کہ سفر کر رہی اُس میں قوت نہ رہی۔ اُسکے نہ آنے کا کل خاندان شاہی کو افسوس ہوا جس کا
حال اس خط سے معلوم ہوتا ہے جو پرسن نے اُسکو لکھا ہے۔ کل آپ کا بیٹا بخیر و عافیت یہاں
آگیا۔ میں اُس سے دوبارہ ملکر بڑا خوش ہوا۔ میں اُسکو تنہا دیکھ کر دل میں رنجیدہ ہوا کہ آپ اُسکے
ساتھ نہیں ہیں۔ اور وہ آپکے کمرے میں آپ کی غیر حاضری میں اُترا۔ ہم سب کے دلیں اسکا اثر ہوا
چھوٹے لیوپولڈ نے مس ہڈ مارو سے کہا کہ میں نے بیرن سٹوک میر کو دیکھا مگر وہ میرا بڑا
سٹوک میر نہیں ہے +

آپکے بیٹے نے آپ کی صحت کا حال ایسا بیان کیا کہ جس کے سننے سے مجھے بڑا ہی رنج ہوا
بڑی شہزادی کو سب سے زیادہ رنج اسلئے ہوا کہ بیرن اس کے ساتھ مربیانہ محبت رکھتا تھا اور وہ
امید رکھتی تھی کہ مجھے اس نئی آئینہ زندگانی بسر کرنے کے لئے وہ نیک صلاحیں بتائیگا +

ہندوستان سے خوشخبری آن کر ہی تمہیں کہ یکایک یہ ماتم کی صدا آئی کہ وچس نیمس کا جو
شہنشاہ فرانس لوئی فلپ کے دوسرے بیٹے کی بی بی تھی اور ملکہ وپرسن کی رشتہ کی عزیز بہن تھیں

نیرن سٹوک میر

وچس نیمس کا جو

انتقال ہوا۔ ۲۸۔ اکتوبر کو اُس نے کچھ پیرا ہوا اور ۱۰ نومبر کو دفعۃً اس دنیا سے وہ رخصت ہوئیں۔ جس کے سبب تک ملکہ معظمہ کا سارا گھر ماتم زدہ ہوا۔ ملکہ معظمہ شاہ لیونپولڈ کو لکھتی ہیں کہ ہم دونوں مثل سگی بہنوں کے تھیں۔ ہم نام تھیں۔ ایک ہی سال میں دونوں کی شادی ہوئی تھی۔ پہلے اور اُس کے بچے ہمارے تھے۔ خدا صمد یہ ہے کہ ہم دونوں ہی حالت تھیں۔ ۱۹۳۷ء میں ہم دونوں بہت محبت و یگانگت سے ملی تھیں۔ اب ہم دونوں میں سے ایک ایسی رخصت ہوئی جیسے کہ گلاب کے درخت سے پھل کاٹا ہوا پھول گرے کہ مر جاتا ہے وہ اس زمین سے رخصت ہو کر دارالابد میں خوشی و آرام پانے کے لئے گئی ہے۔

نومبر میں تجارت کی کساد بازاری اور روپیہ کی دو قین ایسی واقع ہوئیں کہ سال کے ختم ہونے پہلے پارلیمنٹ تھوڑے دنوں کے لئے ۳۰ دسمبر کو جمع ہوئی اور ۱۳۔ دسمبر رخصت ہوئی۔ ملکہ نے پیسجین فرمایا کہ معاملات ہند میں پارلیمنٹ کو چاہیئے نہایت سنجیدگی سے غور کرے اور نہایت دل لگا کے متوجہ ہو مسٹر ڈرنہیل نے کہا کہ اس باب میں صاف صاف گفتگو ہوئی چلیے کہ ہندوستان کا انتظام کس طرح سے کیا جائے۔ اس کا جواب لارڈ پامرسٹون نے کچھ نہیں دیا۔ مگر اس سے پہلے اُس نے اپنی کے بی ٹی کے ساتھ ایسا بندوبست کر لیا تھا کہ ہندوستان کا آئندہ انتظام اس طرح کیا جائے کہ ہندوستانیوں کے تعلقات ملکہ معظمہ کے ساتھ نہایت قریب ہو جائیں۔ وسط اکتوبر میں لارڈ پامرسٹون نے ملکہ معظمہ کو کہا کہ ہندوستان جو کروڑ زمین کی دوسری طرف ہو۔ اُسکی گورنمنٹ کے انتظام میں اس سبب سے بڑی دو قین اور دشواریاں پیش آتی ہیں کہ گورنمنٹ کے دو کے بی ٹی میں ایک کو بادشاہ اور پارلیمنٹ سے جواب دہی کرنی پڑتی ہے۔ دوسری کو کمپنی کے سرمایہ داروں سے جو سال بہر میں تین چار دفعہ چند گمنٹوں کے لئے اجلاس کرتی ہیں۔ اس سال کے واقعات نے بتلایا ہے کہ اب یہ گورنمنٹ کی صورت مدت تک قائم نہیں رہ سکتی۔ ایسے اُس نے یہ پیش کیا کہ پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں گورنمنٹ کا انتظام موجودہ موقوف کیا جائے اور بالکل بادشاہ و پارلیمنٹ کے ماتھے میں سلطنت ہند کا انتظام لے لیا جائے جیسا کہ ملکہ معظمہ کی آؤ ساری سلطنت میں ہر جگہ ہے۔ اس باب میں وہ لوگ کہ کمپنی ہند میں مشارکت رکھتے ہیں سخت متقابلہ کر رہے

اور پارلیمنٹ کو انکی طرف متوجہ ہونا پڑے گا۔ اسیلئے بہتر ہوگا کہ پہلے اس سے کہ یہ معاملہ ملکہ
مغلطہ کی توجہ کیلئے پیش کیا جائے۔ اسمین بڑی سنجیدگی سے مباحثہ کیا جائے ۱۰

لارڈ پارمرسٹون نے اس معاملہ میں اپنی نہایت مستعدی کے لئے جدوجہد کی اور
کے بی نٹ کی ہدایت کے لئے جن باتوں کا معلوم ہونا ضروری تھا وہ دریافت کہیں اور ان اصول
کا فیصلہ کیا۔ جن پر قوانین کی بنیاد قائم کی جائے۔ اسیلئے خود شروع نو ممبر میں اس باب میں کمین
اور پرنس سے گفتگو میں کمین۔ مگر ۱۰ دسمبر کو وہ اس قابل ہوا کہ اسنے انتظام ہند کے سارے
عنوان مرتب کر کے ملکہ مغلطہ کے روبرو رکھے۔ جن کی سفارش کرنے کو کے بی نٹ کی کمیشی
نے منظور کر لیا تھا۔ پارلیمنٹ کے روبرو انتظام ہند کی جو تدبیر پیش کی اسمین لارڈ پارمرسٹون
نے پرنس سے ہی جزئیات میں استصواب کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ پرنس سے رائے لینے میں
فائدہ ہوگا ۱۱

اس اثناء میں جو ہندوستان سے مراسلات آئے وہ یہ خبریں لائے کہ ہندوستان
کی بغاوت کے فرو کرنے میں ترقی ہوتی جاتی ہے مگر انگریزوں کو ہندوستان میں یوں دشمنانہ
انتظام لینے کا دل میں ایسا خیال ہو کہ وہ قابل برداشت نہیں۔ جسے سبب ہندوستان کی
لوکل گورنمنٹ کو خوف و خطر زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ۲۵۔ ستمبر کو لارڈ کیننگ نے ملکہ مغلطہ کو لکھا
کہ دیوانگی اور کینڈو تری بے قیامی کے ساتھ ان لوگوں میں ہی جن کو خود بہتر مثال بننا
چاہئے ایسی پھیل رہی ہے کہ ناممکن ہے کہ اپنے ملک کے آدمیوں کا خیال کوئی شخص بغیر
شرم کے کر سکے۔ دس آدمیوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ یہ خیال
کرے کہ چالینس یا پچاس ہزار باغیوں کو اور انکے علاوہ اور سرکشوں کو پھانسی یا گولی مار
کے سوائے کسی اور طرح سے علما انصاف ہو سکتا ہے یہ بات ان لوگوں کے خیال میں ہی
نہیں آتی جو اس باب میں بہت کچھ کہتے دیکھتے پڑتے ہیں کہ انگریزوں کے بادشاہ کا ہندوستان
پر قبضہ رکھنا اور فرمان روا رہنا بغیر اسکے ناممکن ہے کہ ہندوستان میں پرنس اور جہاں کا عہدہ
نہ کیا جائے اور سول اور پلیٹری کاموں میں نشے مدد نہ لی جائے اور اسپرہ اور اضافہ کر کے
کہ جو لوگ اس مقولہ کی توضیح کر کے اپنے عہدہ کو ہٹا لگا رہے ہیں کہ خوف ہمیشہ ظالم

ہوتا ہے وہ یہ نہیں خیال کرتے کہ بہت سی مثالیں ایسی ہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں نے اپنی
 مہربانی اور فیاضی کو ایسا دکھایا ہے کہ جس سے ان آٹھ مہینوں کی مصیبت راحت ہوئی ہے
 یہ اور لکھا ہے کہ جن لوگوں کے عزیزوں کے ساتھ ہندوستانیوں نے ایسا وحشیانہ ظالمانہ برتاؤ
 کیا ہے جس سے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوئے ہیں وہ ہندوستانیوں سے عداوت
 بغض کرین تو ان کے لئے عذر ہو سکتا ہے۔ اور اس باب میں کوئی شخص منصف بننے کی جرأت نہیں
 کر سکتا مگر وہ لوگ جو ابتدا سے اپنے گہروں میں آرام سے بیٹھے ہیں اور ان کے گرد جو آفتیں برپا
 ہوئیں ان کا اثر بہت تھوڑا ان کو پہنچا ہے۔ وہ بڑے زور سے واویلا مچاتے ہیں۔ یہ خوف ہے کہ
 اس سے جو ہندوستانیوں کے دلوں میں براہِ نیت پید ا ہوگی۔ وہ امن و عافیت و نیک
 انتظامی کے بحال ہونے کی سداہ اس کے بعد بھی ہوگی کہ بہت بڑے بڑے خطاواروں کا پاداش
 نمایاں سوچ بچار کے ساتھ جانچ کے کیا جائے۔ یہ خط ملکہ منظر کے پاس نو مہر تک نہیں پہنچا
 اس مہینہ کی تاریخ کو انہوں نے اس خط کا جواب لکھا کہ جو اس لائق ہو کہ وہ خوشحالت سے
 میں داخل کیا جائے۔

لارڈ کیننگ اس بات کا آسانی سے یقین کرے کہ آپ کو جو غصہ اور رنج ان کاموں کے
 ساتھ ہوا ہے جو ہندوستانیوں کے ساتھ اور سپاہیوں کے ساتھ بغیر کسی تمیز کے کیے گئے ہیں
 اور جو عیسائی مذہب کے موافق نہیں ہیں۔ میں ان میں بالکل آپ کے ساتھ شریک ہوں۔ اور یہاں تو
 جمہور بھی زیادہ اس میں شریک ہیں مگر یہ بات قائم نہیں رہیگی وہ تو اس سبب سے پیدا ہوتی ہے کہ گنگا
 بچوں اور عورتوں پر وہ بے رحمی اور ظلم کیا گیا ہے کہ جس نے آدمی کے بدن میں خون سرد ہو کر
 دوڑتا ہے اور دل زخمی ہو کر خون بہاتا ہے۔ جو لوگ ایسے مملک کاموں کے مرتکب ہوئے ہیں ان کے
 لئے کوئی سزا سخت نہیں ہے ایسے تمام مجرموں کو انصاف کے ساتھ سخت سزا دینی چاہیے گو
 امر رنج سے خالی نہیں لیکن علی العموم قوم کو اور صلہ پسند باشندوں کو بہت سے ہندوستانی
 فوارش فرماؤں اور دوستوں کو جنہوں نے ہماری امداد کی ہے مفور انگریزوں کو پناہ دیکر جانیں
 بچانی ہیں ہمارے نیک خواہ اور سچے جان نثار رہے ہیں ان پر نہایت شفقت و محبت کرنی چاہیے
 تاکہ وہ جانیں کہ ہمارے رنگ (ہندوستانیوں کے رنگ) اسے ہموار نصرت نہیں ہے اور ان کی ملکہ

اس سے زیادہ کوئی خوشی نہیں ہو کہ اُن کو خوش راضی اور مرفہ الحال دیکھے۔
 بڑی شہزادی کی شادی عنقریب تھی ایسے پرس و سیمبر کے سارے مہینہ میں اُس کے
 سامان تیار کرنے میں لگایا۔ سال کے آخرین پر جس نے اپنی سوتیلی ماں کی خط لکھا ہو جس سے
 معلوم ہوتا ہو کہ اس شہزادی کی جدائی کا رنج اس کے دل میں کاسٹے کی طرح کھٹکتا تھا اور وہ اُن
 معانوں کی ہمانداری کے سامان کی تیاری میں مصروف تھا۔ جنہوں نے اس تقریب شادی میں
 اپنے آئے کا ارادہ ظاہر کیا تھا خط یہ ہو کہ سالگرمشتہ ہم پر ایسی مصیبتیں اور آفتیں اپنے ساتھ
 لایا کہ اُسکے چلے جانے سے ہم کو بڑی خوشی ہوئی اتنی سال شروع ہوتا ہے جس میں مجھ کو اپنے ایک
 عزیز کے جدا ہونے کا رنج ہو گیا ہے۔ میں اس اپنے رنج کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ میں خوش
 ہوتا ہوں کہ اُسکے آئندہ خوش و خرم رہنے کی امید ہو۔

مجھے امید ہے کہ وہ خود آپ کے پاس حاضر ہوگی اور آپ اُسکو خود مہربانی سے جانچے گا
 جرمنی میں یہ کام کرنا اُسکو خاص ضرور ہو گا چنانچہ جیسے اُسکے لیے نئی ہوگی۔ اور برلن میں جہاں
 اُسکو اور مشکلات بھی پیش آئیں گی۔ خدا اُسکی مدد کرے۔

ہمارے ماں بے شمار مہمان آ رہے ہیں ایک محدود محل میں اُن سب کے لیے مکانوں کا
 تجویز کرنا بڑی جیستی و چالاکی کا کام ہے نقطہ جرمن کے سترہ شہزادوں اور شہزادیوں نے شادی
 میں شریک ہونا قبول کر لیا ہے۔

۱۸۵۸ء عیسوی

۱۸۵۸ء کے آخر نصف سال میں انگلینڈ پر جنم و الم کی گھٹا چھائی ہوئی تھی اُسکو ۱۸۵۸ء کی ابتدا
 میں خوشی و خرمی کی روشنی نے پرے ہٹا دیا۔ تجارت کی کسادبازاری سے جو ایک تہلکہ پڑ رہا تھا
 اُسکو تجارت کی گرم بازاری نے مٹا دیا۔ ہندوستان سے بجائے دشتناک خبروں کے یہ شروے
 آنے لگے کہ سرکشی کا سرکٹ گیا۔ بغاوت بہ تیج رفع دفع ہوئی۔ دہلی پر قبضہ میں آگئی۔ لکھنؤ میں
 بجلی گارڈ میں جو انگریزی لشکر مقید و محصور تھا۔ اور بڑی بہادرانہ اور دلیرانہ اپنی جگہ پر قائم تھا اُسکو
 سرکولن کمیل کمانڈر انچیف بڑی جوانمردی اور دلاوری سے باہر لے آئے اور یہاں جو بچے و عورتیں

وزخی وضعیف گھرے ہوئے تھے انکو ۹ جنوری ۱۸۵۸ء کو الہ آباد میں بخیر وصافیت تمام پہنچا دیا
اس وقت سارا انگلینڈ اپنے خدا کا شکریہ ادا کرتا تھا اور اپنے جو انہر دون کی شجاعت و جرأت
پر خروناز کرتا تھا۔ راق مہات میں جو جری جوان مرد اپنی بہادری اور سپہ گری کی ساری لیاقتوں
کا پورا امتحان لیکر کامیاب ہوئے تھے۔ انکی ملکہ مغطہ نے بڑی جوہر شناسی کی اور شانہ انعامات
عطیات عطا فرمائے جسکے سبب سپاہیوں کو فخر حاصل ہوا اور آئینہ کے لئے انکے حوصلے و
عزم بڑھے اور وہ ایسے خوش ہوئے کہ اپنی ساری محنتوں اور جفاکشیوں کو بھول گئے۔

۱۲ جنوری ۱۸۵۸ء کو لارڈ پامرسٹون کو ملکہ مغطہ نے تحریر فرمایا کہ مشرق میں جن
جری و لاوشجا عون نے جانفشانی و جان لڑا کے اپنے بہادرانہ کارنامے دکھائے ہیں انکو انعام
دینا ضرور چاہیے۔ یہ ممکن نہیں کہ ابھی انعام کے مستحقوں کا شمار ہو کر فہرست کامل انکی بن جائے ان کے
شمار کرنے میں التوا بڑا ہوگا۔ اسلئے بہتر مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن چند کمانڈروں کی جن
خدمات سب سے زیادہ نمایاں ہو چکی ہیں وہ بے انعام پائے نہ رہیں۔ اور جن نوجوان افسروں نے
دلیرانہ کام کیے ہیں انکی ترقی کا موقع ہاتھ سے نہ دیا جائے۔ انکے واسطے نظام سپاہ قدیم
کے موافق ترقی پانیکے لئے ایسا ہی موقع ہوا کرتا ہے۔

یکم جنوری ۱۸۵۸ء کو بڑے دن کی مبارکباد میں شہنشاہ و شہنشاہیکم فرانس کو ملکہ
نے تہنیت نامہ بھیجا تھا۔ اسکے جواب میں جو شہنشاہ نے خط بھیجا جو آپ کے چند فقروں کا ترجمہ نیچے
لکھا جاتا ہے۔

میں پہلی جنوری کے دن کو پسند کرتا ہوں مگر اس سال میں وہ جمعہ سے شروع ہوا ہے
(حضرت عیسیٰ جمعہ کو صلیب پر چڑھے تھے اسلئے عیسائی اس دن کو نامیالک سمجھتے ہیں) اس دن
کمر بھی وہ پر تھی ہے کہ دریائے ٹیمس کی کمر کو بھی اسپر رشک ہوگا۔ اسلئے وہ میرے پسند خاطر نہیں
لیکن حضرت کے اپنے عنایت نامہ کے عنایت کرنے نے میرے دل پر وہ اثر کیا کہ میرے سارے غم غلط
ہو گئے۔ میڈم مجھے آپ یقین کریں کہ میں اپنے سچے دل سے آپ کی اور پرنس کی اور آپ کے بچوں
کی خوشنشین کا خواہاں ہوں۔

ہمارے سارے خیالات ۲۵ تاریخ جنوری میں لگے ہوئے ہیں (یہ تاریخ بڑی شہر ادبی کی شادی تیار

پانی تھی؟ اس شادی میں جو بہت نرا آپ کے دلمین ہوگا اس میں ہم شریک ہیں +
 میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اب ہندوستان کے واقعات کی حالت بہتر ہو گئی
 اُس دور دراز ملک میں انگلشی لشکر نے اُن آدمیوں کو اپنی تعریف سے بہرہ کیا جو بے لوث
 کی لڑائیوں کی مشکلات و خطرات سے واقف ہیں +

اور سنی نے انگلینڈ میں بیٹھ کے یہ سائنس کی کہ شہنشاہ فرانس کو سیل کے گولوں سے اڑا
 دیجئے۔ ۱۴۔ جنوری ۱۸۵۷ء کو اوپر لہو کے قریب شہنشاہ و شہنشاہ بیگم گاڑی میں بیٹھے ہوئے
 پہنچے تھے کہ اُن کے گولوں کو اپر چھوڑا۔ روزانہ اخبار دن میں جب اس واقعہ کی خبر بغیر کسی تفصیل کے
 آئی تو ملکہ مظفر نے شہنشاہ کو تار باستفسار حال بھیجا۔ وہاں سے تار میں جواب آیا کہ میں اور میری
 بی بی دونوں سلامت بخیر و عافیت ہیں مگر افسوس ہو کہ اور اسی آدمیوں کو صدمہ پہنچا۔ پیچھے تحقیق
 سے معلوم ہوا کہ دس آدمی مر گئے اور ۱۵۶۔ آدمی مجروح ہوئے) اس رات کو قصر بنگلہم میں پرسنل
 بجائی پیرس سے آیا تھا اُن نے اس واقعہ کا حال چشم دید سنایا +

جنوری کے اول دنوں میں اولیائے دولت و نڈر میں رہے اور پھر ۱۵۔ کو قصر بنگلہم میں
 آگے جس میں شاہی مہمان جو شادی میں بلائے گئے تھے آگے تھے یا انگلینڈ میں آئیے لئے راہ
 میں تھے۔ اب ہم ملکہ مظفر کے روزنامہ سے کچھ حالات منتخب کیے لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ اُن کے کہنے میں کیسی آپس میں گمانگت و مواسست و متابعت تھی جس روز و نڈر کیسیل سے ملکہ
 مظفر روانہ ہوئی تھیں اُس دن کے روزنامہ میں تحریر فرماتی ہیں کہ میں پہلے اُن کمرون کو پہنچنے
 گئی جو وکی کے ہنری مون (بیہ کے بھائی کا پہلا مہینہ) کے لئے آراستہ کیے گئے ہیں۔ میں نے
 انکو بازیب زینت پایا مگر انہیں دیکھ کر ایسی پریشان خاطر ہوئی کہ میں نے وکی کو کہا میری غیب
 بجھی۔ میری غیب بجھی۔ میں اُس کے ساتھ کچھ چلی۔ وہ اپنی زندگی کے اس خیال سے کہ میں اپنے
 بچپن کی سہنے کی جگہ کو چھوڑو گئی۔ اُس وقت یہ آخر ذمہ تھی کہ وہ اس کمرے میں ایلٹس کے
 ساتھ سوئی بھلا اب آگے یہ باتیں کھان ہیں گی +

اوسکی کاراورد شہنشاہ فرانس کی قتلگاہ

میری شہزادی وکٹوریہ کی شادی کا جشن

قصر میں ۱۹۔ تاریخ سارے مہمان جمع ہو گئے جن میں شاہ بلجیم مع اپنے بیٹوں کے اور
 پرنس ساکشا شہزادہ اور اُسکی شہزادی مع اپنے مصاحبین کے اور اور شہزادے اور شہزادیان تھیں

تھے کہ اب قصر میں انکے رہنے کے لئے گنجائش نہ تھی۔

ملکہ معظمہ اپنے روزنامہ چین لکھتی ہیں کہ سارا گھر مہافون سے بھرا ہوا تھا۔ بڑی چل پھل اور گھما گھمی غل شور مچتا تھا۔ روز راستی اور فوٹے کے درمیان مہمان شاہی میز پر کھانا کھاتے تھے۔ ۱۸۔ تایخ کی شام کو بہت سے مہمان مدعو ہوئے۔ کھانا کھانے کے بعد محفل رقص سرود گرم ہوئی۔ سب شہزادے ناچے مگر البرٹ نہیں ناچا۔ بڑی طرف انگیز محفل تھی۔ آئرلنڈ (ڈیوک کو برگ) نے کہا کہ مجھے یہ خواب معلوم ہوتا ہے کہ وہی ایسا ہی ناچتی ہے جیسے کہ میں اٹھارہ سال گزرنے کو میں اپنی عروسی کے دن ناچتی تھی۔ جواب بھی بہت نوجوان معلوم ہوتی ہیں۔ ۱۹۔ آئرلنڈ (ڈیوک کو برگ) مرحوم میرے ساتھ ناچے تھے۔ آج آئرلنڈ وہی کے ساتھ ناچے۔

تھی ایٹر پھولوں سے خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ جو لوگ اسمین بن سفور کرائے اس سے اور بھی باریب وزینت و بارونق ہو گیا تھا۔ اسمین شادی کا عام جلسہ پہلی دفعہ ہوا جس میں ہیکل شریک ہوئے۔ ملکہ معظمہ اپنے روزنامہ چین لکھتی ہیں۔ تھی ایٹر میں بادشاہوں اور شہزادوں اور شہزادوں کی ایک عجیب صف بیٹھی ہوئی تھی۔ میں اپنے ماموں اور پدوشا کے شہزادہ کے درمیان جا کر بیٹھی جب تا شاختم ہوا اور خدا ملکہ کو سلامت رکھے گا یا گیا۔ تو سب آدمی کھڑے ہو گئے۔ بیچ کے گرد ایسی بیئر لگی ہوئی تھی کہ آدمیوں کو جگہ نہیں ملتی تھی۔ یہ وہ جلسہ تھا جو کبھی فراموش نہیں ہوگا۔ پوپ بن کوئی اسکی مثال نہیں۔

شام کو قصر میں بڑی بال دی گئی۔ اسمین ایک ہزار مہمان آئے تھے۔ آج بھی تھی ایٹر میں تماشا ہوا اسکو کل اولیائے دولت اور شاہی مہافون نے دیکھا۔ ملکہ معظمہ کا تاریخوار روزنامہ نیچے پڑھو۔

۲۳ جنوری روز شنبہ دن خاصہ بڑا خوشنما تھا۔ کھر پڑا تھا۔ بہت غل شور مچ رہا تھا۔ چل پھل ہو رہی تھی۔ میں خاموش تھی البرٹ کا دل دھک دھک کر رہا تھا ایک بجے سے پہلے فرٹر کو جو سارٹھے دس بجے جہاز سے اتر اٹھا البرٹ لینے گیا۔ اور ڈیڑھ بجے فرٹر نے اپنے شاگرد پیشہ کے آگیا۔ اسکے انتظار میں نیچے تمام مہمان اور اولیائے دولت کھڑے تھے مین زینہ سے نیچے اتر کر اس سے بڑی محبت سے ملی۔ وہ زرد رنگ اور مضحل تھا۔ زینے کی چوٹی

سے وکی نے اسکا استقبال کیا۔ ایلانیں اسکے ہمراہ تھی۔ پہرہم اپنے دیوان خاص میں آئے۔ دوپہر بعد
شہر برنی نے قصر کے ایک مکان میں گھوڑوں کا تماشا دکھایا۔ شام کو دو تھیٹر میں بھی آیا۔
۲۴۔ جنوری ۱۹۵۵ء غریب وکی کی دوشیزگی کا یہ آخر دن ہے جو مجھے اپنی شادی کا

دن یاد دل رہا ہے۔ حاضری کھانیکے بعد ایک بڑے ڈرائنگ روم میں وکی کے جینز کی تحفہ تحفہ چیرین
دو میزوں پر چھین۔ ایک میز پر والدہ صاحبہ کی عنایت کی ہوئی چیرین رکھیں اور دوسری میز پر
اور اسکے والدین اور پردشا کے بادشاہ اور ملکہ اور مامون صاحب اور ایراسٹ اور ایک منڈریا جس
کو برگ اور ارون کی چیرین رکھیں۔ فرٹرنے جو موتی دیئے تھے انکی برابر بڑے موتی اب تک
میں نے نہیں دیکھے تھے۔ تیسری میز پر تین فرشی جاڈر رکھے جو بننے فرٹرنے کو تحفہ دیئے تھے دیجاہ
و عالیشان حمان فرٹرنے وکی کو اندر لائے۔ فرٹرنے خوش دل تھا۔ اور وکی دلربا و متعجب تھی۔ ساڈھو گیا
بچے نماز پڑھی گئی۔ دو کھنڈ کے بشپ و برفورس نے دعوت نہایت عمدہ سنایا۔ نماز کے بعد قصر
شاہی کے باغوں کی گلگشت کر کے پہر اس کمرے میں آئے جس میں جنیر خاں ہوا رکھا تھا۔ وہاں
و کیا کہ عمدہ عمدہ تحائف بہت تازہ باہر آگئے تھے۔ اکثر انہیں لیڈیوں کے ہاتھ کے خود بنے ہوئے
تھے۔ گھر کے شاگرد پیشوں نے پیرون اور زمر وکی نے پھیان اور وچس بک کلویج نے ایک بڑا صندوق
اور میز کے سنگار کا اسباب مرصع برجان تحفہ چیرے کے لئے بھیجے تھے۔ میں بہت کاموں میں مشغول
تھی اور ہر لحظہ میرا دل اس خیال سے دھڑکتا تھا کہ میری پیاری وکی نے جج کے آگے بہت خوبصورت
دھنگہ کی اپنے بال سمیت مجھے دی تھی اور مجھے اپنے ہاتھوں میں بھینچ کر گلے لگایا اور کہا کہ مجھے امید
کہ میں آپ کی لائق بیٹی بنو گی۔ آج جب مہمانداری کا حق ادا ہو چکا تو ہم دونوں رکوئین اور پرنس
وکی کے ساتھ اسکے کمرے میں گئے۔ ہم نے اس کے بوسے لئے اور اس کو دعا کہیں میں جس سے اس کا
دل بہر آیا۔ میں نے اسے بھینچ کر گلے لگایا۔ وہ اپنے باپ سے جس کی وہ سچی فرمان بردار تھی بڑے
پیارے ملی +

۲۵۔ جنوری ۱۹۵۵ء روز دوشنبہ آج کے دن میرے دل کی حالت اور کیفیت وہی تھی
جو اپنی شادی کے دن تھی۔ مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میری اپنی ہی شادی ہو رہی ہے مگر اپنی شادی کے
دن میرے دل میں یہ مبارک خیال تھا کہ میں زندگی اس شخص کے حوالے کرتی ہوں جس کی میں

عاشق زار و پرستار تھی اور اس خیال سے میں ہمیشہ برومند ہوتی تھی مگر اس وقت میرا دل غایب ہو گیا تھا کہ یہ خیال مجھے نرومند نہیں کرتا تھا۔ میں سوئیے اٹھی تھی اور لباس پہن رہی تھی کہ میری بڑی بیاری وکی مجھ سے ملنے آئی۔ تازہ و توانا معلوم ہوتی تھی اور چہرہ پر دو قارو مسانت اور دل میں اطمینان رکھتی تھی۔ وہ پہلے کی نسبت رات کو بہت اچھی طرح سوئی تھی جس سے میری بڑی خاطر جمع ہوئی۔ میں نے اس کو ایک خوبصورت کتاب دی جو ڈنکون کو دیکھا کرتی ہے اور اس کو تختہ العروس کہتے ہیں۔ جب سینٹ جیس کے محل شاہی کے گریٹ میں جانے کی ساری تیاریاں ہو چکیں تو میری اور دو بڑی شہزادیوں کی پرس کے ساتھ عکسی تصویر چاندی سے طبع کیے ہوئے پر تار مار دی گئی جیسے اترتے وقت میں ایسی کاہنی کہ میرا کس تصویر میں صحیح نہیں اُترا۔ اب جانے کا وقت آیا۔ آفتاب خوب چمک رہا تھا۔ ہزاروں آدمی بہت سوچے سے برات دیکھنے کیلئے گھر سے باہر نکل گئے تھے۔ گھنٹے بج رہے تھے۔ خوشی کے آوازے لگ رہے تھے اور اور خوشی کے کام ہو رہے تھے۔ ماموں صاحب فیڈ مارشل کا لباس پہنے ہوئے مع اپنے دو بڑے بیٹوں کے اور البرٹ اول روانہ ہوئے تین لڑکیاں ریشمی پھولدار ولیسدار لباس پہنے ہوئے اور ایکلاس ایک پہولون کا ہار لائے ہوئے اور دو لڑکیاں گلہستے لائے ہوئے اور نئے بدل چلنے والے نائی لینڈس کا لباس پہنے ہوئے گئے۔ سارا مال بھر اٹھا۔ تینوں و نفیریون کے بجائے ہزاروں آدمیوں کے خوشی کے آوازوں سے میرا دل میٹھا جاتا تھا۔ میرا سامنے گاڑی میں وکی بیٹھی تھی۔ سینٹ جیس میں کپڑے پہننے کا کمرہ خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ اس میں وکی کو پوشاک عروسی پہننے کے لئے لیگئے۔ وہاں ماموں صاحب البرٹ اور آٹھ خادمہ العروس تھیں جو سفید لیس نئی پوشاک پہنے ہوئے اور ماتھون میں ہار اور گلاب اور سفید پہولون کے گلہستے لائے ہوئے تھیں۔ انکی یہ آرایش اور زیبائش بڑی لربا تھی۔ ایک خلوت خانہ میں ماما (امان) نہایت خوشنما لباس پہنے ہوئے تھیں اور وچس کیمیرج موجود تھیں اور گرجا میں تمام ملکوں کے شہزادے اور شہزادیاں سوائے ماموں صاحب اور پروشا کے پرس اور البرٹ کے موجود تھے۔

شادی کا جلد اس طرح مرتب ہوا جس طرح میری شادی کا مرتب ہوا تھا۔ اس وقت قدی خاندان شاہی کا ایک رکن جو معدوم ہو گیا تھا موجود نہ تھا۔ جب یہ جلوس مرتب ہو کر زینہ سی نیچے گزرا ہے تو بڑا اثر انداز تھا۔ چیل اگرچہ بہت چھوٹا تھا مگر نہایت خوشنما و دلکش تھا اور خوش لباس

لیڈیوں سے ہوا تھا۔ اَلطَرین اُچ بَشپ اور اسکی ہر طرف شاہی اُمراکسی نشین تھے میر نزو دیک
موا اور ڈچس کیسبرج اور اور لڑکیاں اور چھوٹے لڑکے پیچھے تھے اور میرے سامنے میری عیش
شہزادی پرورشامی تھیں اور اُسکے پیچھے قریب شہزادے اور برٹی افنی بیٹھے تھے جب رات کا
جلوس نزو دیک آیا اور داخل ہوا تو نقارے تریان آرگن بجنے شروع ہوئے یہ باجے کچھ ٹھہر ٹھہر کر
بجے تھے۔ انکے بجنے میں زیادہ توقف نہیں ہوتا تھا۔ انکے آوازیں کے سُنے میں وہ لطف آتا تھا جو
ان باجون کی آوازیں آتا ہے کہ بجتے بجتے قریب آتے جاتے ہیں۔ رُز ان آوازیں سے میرا دل اُٹھتا
تھا۔ فرٹرز درنگ مضحل تھا گرائے اپنے تین سنبھالکر ہمارے آگے سر جھکایا اور بند گانہ گننے
لگے۔ پھر دامن آئی۔ یہ ہمارا پیارا گل عجیب خوشنما اور دلربا تھا چہرہ پر مصو میت برستی تھی پیچھے کندھوں
پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ وہ اپنے عزیز باپ اور میرے ماموں صاحب لیو پولڈ کے درمیان میں خرامان
ہوئی۔

مجھے خوف تھا کہ وہی گمیں گہرائے نہیں مگر اسکی صورت پر کوئی مضطر اور اضطراب کے آثار نہ تھے
اس سبب سے میرا خوف جاتا رہا۔ جب اُس نے فرٹرز کے ساتھ سجدے کیے تو وہ بڑے بھلے معلوم
ہوئے۔ ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ دامن کے ٹرین کو آٹھ فوجواں
لڑکیاں تھامے ہوئے تھیں۔ جب انہوں نے اُسکے پاس سجدہ کیا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دامن کے گرد لڑکیوں
کا بادل پھرا رہا ہے۔ میرا بڑا پیارا البرٹ وہی کا ہاتھ پکڑ کر لے گیا تو مجھے یاد آیا کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں
میں نے اور میرے شوہر نے سجدہ کیا تھا اور ہم دونوں کے ہاتھ ایک دوسرے کے ساتھ بندھے
تھے۔ اُچ بَشپ کے دماغ میں اسوقت ایسا ضعف تھا کہ وہ نکاح خوانی میں بہت فخرے بھول گیا مگر
فرٹرز اور وہی نے خوب صفائی سے ایجاب قبول کے فخرے بولے۔ جب نکاح کی رسوم سے
فراغت ہوئی تو ہم دونوں مان باپنے وہی کو بڑے پیار سے گلے لگایا۔ اُسکی آنکھ سے ایک آنسو
بھی نہیں ٹپکا۔ اُسے اپنی نانی صاحبہ کو اور میں نے فرٹرز کو گلے لگایا۔ پھر دامن اپنے نئے مرہون
کے پاس گئی۔ ہم پرودشا کے بادشاہ و ملکہ سے جا کر ملے۔ البرٹ نے اُسے مصافحہ کیا اور میں نے
دونوں کے بوسے لیے۔ اور اُنکے ہاتھ بڑی محبت سے پکڑے۔ اس ملاقات میں میرا دل بہل
آتا تھا وہاں دامن دونوں ہاتھ میں ہاتھ دئے ہو اور ہم سب تحت گاہ میں گئے جہاں نکاح کے

جبرٹرین دستخط ہوا کرتے تھے۔ یہاں ہلو عام مبارکبادین کی گئیں۔ رشتہ داروں کا عام مصافحہ ہو گیا۔
مین نے پرودشا کے شہزادوں سے مصافحہ کیا۔ نکاح کے جبرٹرین دولہا دہن نے اول دستخط کیے
پھر ان دونوں کے والدین نے دستخط کیے۔ اور بعد اسکے موجودہ شہزاد دین اور شہزادیوں نے۔ بہنیں
ہمارا راجہ ولیم سنگھ موتیوں میں لدے ہوئے موجود تھے۔ فسر اور کلر جی وغیرہ جو دہان۔ بستر
انکو میں خوش ہو ہو کر گلے لگاتی تھیں مین نے لارڈ کلیرین ڈون اور لارڈ پامرسٹون سے مصافحہ کیا
قصر کیننگم کو دولہا دہن سواری میں ساتھ بیٹھ کر گئے۔ ہم بھی دہان روانہ ہوئے۔ راہ میں بے شمار
آرمیوں میں گزرا ہوا جنہوں نے چیز دیئے۔ جب قصر کیننگم میں دولہا دہن پہنچے تو وہ دونوں ایک
دروازے پر کھڑے ہوئے تاکہ سب لوگ انکی زیارت کر لیں۔

جب بیاہ کا ناشتہ کھا چکے تو جدائی کی گھڑی آتی جس کا آنا ضرور تھا۔ یہ لڑکیوں کے دواع
کا وقت بھی محب خوشی و رنج سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ اس میں خوشحال لہنوں کے والدین کو بھی رنج و مسرت
آئینہ ہوتا ہے۔ شہزادی کو ان عزیزوں کی جدائی کا رنج دل دکھاتا تھا جنہیں وہ پلی۔ بہنیں سہی تھیں۔ ایک
جماعت بڑی رزق و برق کی پوشاک پہنے ہوئے دولہا دہن کے سوار کرانیکلے لے گئی۔ انہیں سے ہر ایک
کی آنکھوں سے آنسو نکلے پڑتے تھے۔ بڑی ہیئر بھاڑ میں یہ سواری جاتی تھی اور چیز کا غل شور مچتا
تھا۔ ملکہ معظمہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ جب ہم سب کنبے کے آدمی کھانا کھانے بیٹھیں تو وہ
کے نہ ہوئیے ہم سب کا دل کڑھتا تھا۔ شام کو دہن کا خط قاصد لایا جس میں یہ خوشخبر لکھی تھی کہ ان
کے درجے لڑکوں نے دولہا دہن کی گاڑی کو کیسل کے ریلوے اسٹیشن تک کہینچا بڑی ہیئر بھاڑ میں
مبارکبادین دین اور اپنی محبت و خوشی کا نہایت گرمجوشی سے اظہار کیا۔ پرنس اپنے روزنامہ میں لکھتے
ہیں کہ لندن کے سارے شہر میں روشنی ہوئی اور بازار دین میں عیش و نشاط کے جلے ہوئے
دو دن بعد ۲۷ مارچ ۱۸۷۷ء کو بند گان عالی و نڈسر کو روانہ ہوئے۔ دوسرے دن دولہا
کو اور ڈرافٹ گارڈین ہوا۔ وائٹ ہوم میں ایک بڑا ڈنر ہوا جس کا حال ملکہ معظمہ تحریر فرماتی ہیں کہ وہ
پر ہر مہمان نہایت مہربان تھا۔ اور اسکی محبت کا جوش و ملیں رکھتا تھا۔

دوسرے دن اولیائے دولت لندن میں آگئے اور شام کو کوئین و پرنس و دھوا
دولہن تھیٹر میں گئے۔ اس وقت شہزادے اور شہزادیان جو مہمان آئے تھے اپنے اپنے گھر کو

روانہ ہو چکے تھے۔ ۳۰۔ پانچ کو اہل لندن نے شادی کی مبارکباد کی ایڈریسین پیش کیں اور انکے ساتھ بے بہا تحائف پیش کش میں دیئے۔ اس وقت پرنس نے اپنی سوتیلی ماں کو یہ خط لکھا ہے جس سے کل شادی کا حال معلوم ہوگا۔

مجھے ایک لمحہ کی بھی فرصت نہیں تھی کہ جناب کو خط لکھتا۔ داین یا مین طرف سے وقت چڑیا ہے تو اس خط کے لکھنے کیلئے وقت ہاتھ آیا ہے۔ ہمارے گھر میں بیٹیس شہزادے اور شہزادیان یہاں جن کی دعوت کرنا۔ انکو لندن کی سیر کھانا۔ دلسن کو خلعت اور سوسائٹی کو دکھانا۔ دو لہاکا استقبال کرنا۔ ان دونوں کا نکاح پڑھوانا۔ انکے لئے ونڈ سر میں ہنی مون کے لئے ایک مختصر سامان اراستہ کرنا۔ داماد کو اور ڈرافٹ گارٹر دینا اور پھر یہاں سے واپس جانا۔ وغیرہ وغیرہ ہمارے یہ سب کام تھے۔ آج سارا دن ایڈریسوں کے لینے میں صرف ہوا۔ آپ خوب سمجھتی ہیں کہ یہ ایک تعجب کی بات ہوئی ہو کہ میں آپ کا بچہ حقیقت صاحبہ لہا ہو گیا۔ آپ کا دل جانتا ہو گا کہ اس سسر نرٹیٹی کے جدا ہونے کا بچہ کس قدر مجھے ہوا ہوگا۔ منگل کو وہ یہاں سے چلی جائے گی جسکا بچہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ مجھے کس قدر ہوگا۔ معلوم ہوا ہے کہ وہی کو اہل جرمن بڑی محبت و مودت والفت کے ساتھ مبارکباد دینے کی تیار بیٹھے ہیں۔ یہاں اسکے ساتھ جو اظہار محبت میں گر محو ہوئی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ یہاں نکاح نہایت سنجیدگی کے ساتھ ہوا۔ اس کا پروگرام میں بھیجتا ہوں۔ اور اسکے ساتھ شادی کے کیک کا ایک ٹکڑا اور دو لہا دلسن کے لباس کی نازنگی کی کلیان۔ اٹھارہ برس ہو کہ میں نے اپنا گھر چھوڑا تھا اور چودہ برس ہو کہ باپ سے مفارقت دائمی ہوئی ۴

اتوار ہی کے دن سے روز و راع یوم شنبہ کا خوف اپنی آنکھیں کھار ماتھا۔ اسکا حال مگر معطلہ اپنے روزنامہ میں کھتی ہیں کہ روع کا دن ایک آفت ہمارے سر پر آنے والی ہے مگر وہ بھی ۲۵ تاریخ شادی کی طرح آسان گزر جائے گا۔ دونوں دو لہا دلسن کے خوش ہوئیے ہم کو بڑی تسلی ہوئی ہے۔ اس روع کا حال نہایت مختصر پڑ معافی ملکہ معطلہ نے لکھا ہے ۵

یکم فروری شنبہ روز و شنبہ۔ یہ آخری دن ہے جس میں میری بچی میرے ساتھ ریگی وہ اچھی گزرا جاتا ہے۔ وہ میرے دلکو بٹھائے دیتا ہے۔ ہر چند دلکو بھلاتی ہوں مگر جدائی کا خیال ہر وقت دلکو گریڈ تلب ہے۔ مجھ سے شہزادی نے یہ الفاظ کہے کہ جب قدرتی محبت کا جوش ہوگا اور اس حالت میں

پرنس کو ان ورث کا خط

یکم فروری شنبہ روز و شنبہ

میں اپنے پیارے باپ سے رخصت ہونگی تو میں خیال کرتی ہوں کہ میرا دل نکل جائیگا۔ اُسکو تو خدا جانتا ہے کہ میرے دل کا کیا حال ہو گا اور میری آنکھوں سے کتنے آنسو بہیں گے۔

۲۔ فروری ۱۹۵۸ء روزِ شنبہ کیسا مغموم دن ہے صبح کیسی اُواس بہانک اور چپ چاپ کفیف و غلیظ ہے۔ میں بڑی گران خاطر بیدار ہوئی۔ پیاری ولی کے کمرے میں گئی کہ اُس سے آخری ملاقات کروں میرے غم کی گھٹا جھوم جھوم کر اُمڈی آتی ہے میں اُسکے پرے ہٹانے کی کوشش کرتی تھی۔ سو اگیارہ بجے ولی کی گاڑی میرے کمرے میں آئی۔ ہم دونوں بڑے پیار لگے ملین۔ ہمارے آنسو جلد جلد گرنے لگے۔ البرٹ بھی ہمارے پاس آگیا۔ ہم نے اور باتوں کے کرنے کا قصد کیا۔ شہزادی نے سفر کا لباس زیب تن کیا۔ بس اب جدائی کی گھڑی سر پر آن کھڑی ہوئی۔ ہم ایک کمرے میں گئے جس میں ہمارے اور سب بچے موجود تھے۔ میں نے اپنے تین بہت ضبط کیا مگر جب ہم زینے پر آئے تو میں شکستہ دل اپنے خستہ یار میں نہری۔ البرٹ نے نہایت محبت سے مجھ سے کہا کہ مجھے نہایت سچ ہے کہ میں تم کو اس سچ و ملال میں چھوڑ کر جاتا ہوں میں سب سے اول آگے بڑھی پیچھے میری ولی اور فرٹز آئے۔ سارا مال ہمارا اور دو لہا کے آدمیوں کے ہمراہ ہوا تھا۔ جن میں لیڈی چرچل اور لارڈ سٹانی بھی تھے جو شہزادی کے ساتھ برلن تک جائیں گے۔ اور بہت سے اور ملازم بھی تھے۔ میں نہیں خیال کرتی کہ وہاں کسی کی آنکھ خشک ہوگی۔ میں نے میری پیاری غریبہ کی کمر اسکو بڑے پیار سے گلے لگایا۔ دعائیں دیں۔ میں نہیں جانتی تھی کہ کیا کمون میں نے فرٹز کے بوسے لیے۔ اور اُسکے ہاتھ کو بار بار دیا۔ وہ بات نہیں کر سکتا تھا۔ اُسکی آنکھوں میں آنسو بہ رہے ہوئے تھے۔ پھر میں نے گاڑی کے دروازے پر گلے لگایا۔ اُنکے ساتھ گاڑی کے اندر البرٹ بیٹھا گاڑی کھلی تھی۔ برٹی بھی اُنکے ساتھ گیا۔ الفوڈ۔ جارج کیمبرج اُنکے پاس دوسری گاڑی میں سوار تھے۔ بینڈنچ رہا تھا۔

یہ وقت بڑا ہولناک تھا۔ یہ دن بڑا خوفناک تھا۔ یہ جدائی اصلی درد دل کی میاں بچی کی جب میں یہ خیال کرتی تھی کہ میری بڑی پیاری ولی ایک مدت کے لیے جدا ہو گئی تو یہ درد اٹھتا تھا سب کام ختم ہو گئے۔ ولی کے جانیسے پہلے برف برسنی شروع ہوئی اور سارے دن برابر برستی ہی اس وقت میں کہ مجھے بالکل خوش دل نہ ہونا چاہیے تھا۔ میری آنکھوں سے آنسو بہتے نہ تھے۔ میں

وکی کے مکان کے قریب نہیں جاسکتی تھی وہاں ہر چیز پر پہلا زمانہ بار بار یاد آتا تھا ابھی شادی کے پروگرام اور ڈنر کی فہرستیں میرے گرد پڑی تھیں۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ لنکے موافق سب کچھ ہو رہا ہے۔ چار بجے دہلی کو رخصت کر کے میرا پیارا پیا اور میرے دفوار کے بڑے غمگین آئے اور خوب روئے۔ یہ جدائی بڑی دردناک تھی۔ اسکا البرٹ پر بڑا اثر ہوا۔ شہر میں خیر خواہی اور دلی محبت کی گرجو شمی دکھانے کی کوئی حد نہ تھی۔ یہی حال گریوسٹینڈ میں گزرا جہاں بڑی خوش اسلوبی سے دواغ ہوئی۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں مارون کو ماتھون میں لئے پھرتی تھیں اور بار کو پھولوں سے آراستہ کرتی تھیں۔ برف کی کچھ پروانہیں کرتی تھیں کہ وہ اپنر برس ہی ہے۔ البرٹ جہاز کی روانگی کا منتظر رہا۔ مائے بائے یہ وقت کیسا اسپر گزرا ہوگا۔ دکی جہاز کے عرشہ پر نہیں آئی۔ اسکی بہن جو کل تک اسکے ساتھ رہتی تھی بہت غمزدہ تھی اسکی غمزدگی کو دیکھ کر ہکو اور بھی رنج ہوتا تھا۔ پرنس کون سورٹ نے اپنی پلوٹھی کی بیٹی کو خط لکھا ہے کہ جب تم نے اپنی پیشانی کو میرے سینہ پر رکھ کر بلایا ہے اور بے تحاشا تم روئی ہو تو میرا دل بہت غمزدہ ہو گیا ہے۔ اس واسطے تم کو معلوم ہی نہیں ہوا ہوگا کہ مجھ کو تم کیسی عزیز تھیں۔ اور تمہارے جانیسے میرے دل میں ایسی جگہ نہیں پیدا ہوئی کہ جس میں تم نہ سوجو دو۔ یقینی تم ہمیشہ میرے دل میں ایسی ہی رہو گی جیسی کہ اب تک رہی ہو۔ میرا دل میری زندگی میں ہر روز تم کو یاد دلاؤ کہ تمہارے گاہ۔ فقط اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹی سے باپ کیسی محبت رکھتا تھا۔ ہر میل (ڈاک) میں شہزادی کی اپنے نئے گھر کی طرف آگے جانے کی ایسی خبریں آتی تھیں کہ جیسے معلوم ہوتا تھا کہ ہر جگہ وہ لوگوں کے دلوں پر اپنا اچھا نقش جاتی تھیں۔ پھر پرنس نے بیٹی کو یہ خط لکھا کہ خدا کا شکریہ ہر دعا ہمارا حسبِ خواہ حاصل ہو رہا ہے ہکو یہ معلوم ہوا کہ سب آدمی تمہاری نسبت نیک رائے رہتے ہیں۔ اس بات سے ہکو باطن نہایت خوشی حاصل ہوئی ہے کہ ہم کو تم سے محبت ہو اور تم سے ہم کو فخر حاصل ہوتا ہو۔ تم نے جو جہاز پر بیٹھے بیٹھے غمزدہ آسمان لکھا ہے اس سے ہکو خوشی بے اندازہ حاصل ہوئی۔ جیسی کہ تمہارے رنج کی تلخی میرے دل پر اثر کر کے مجھے ملول کرتی ہے ایسی ہی تمہاری خوشی میرے دل کو خوش کرتی ہو۔ سولے اپنے رنج سے کوئی چیز تم کو دینے کے لیے نہیں ہے۔ جسکے دینے سے تمہارا رنج بڑھے گا۔

کامیابی ہوتی ہے۔ اگر تم نے اپنے محاسن اخلاق و محبت و سادگی سے لوگوں کے دلوں کو اپنے
 پس میں کر لیا تو اسکے ضمن میں ایک مخفی قوت اپنی ذات کے کچھ نہ خیال کرنے کی ہے۔ پس
 اس مخفی قوت کو اپنی مستحکم گرفت میں رکھو۔ وہ خدا کا ایک لعلہ نور ہے جس نے ہر چیز کو نوری
 کے ساتھ بنایا ہے۔ میں خدا کی گہری سپاس گزاری کرتا ہوں کہ اُس نے تمہاری زندگی کے عظیم انشا
 حصہ کو معراج مسرت پر پہنچایا ہے۔ میری پیاری بچی۔ میں اس بھیڑ میں جو نیسے نہایت خوش تیا
 جس میں تمہارا گزر ہوتا۔ اور میں سنتا کہ لوگ تم کو کیا کہتے ہیں جو میری کیفیت ہو وہی تمہاری
 مان کی ہو۔ ہم کو تار و انجار و ڈاک نے جتنی خبریں دین انہیں تمہاری تعریف تھی جبے یاد رکھیں
 نے ہم کو تار ہیچا بے کہ میری بی بی نے میرے سارے خاندان شاہی پر اپنی محبت کا منستر
 پہونک دیا ہے تو اس سے ہم کو حیرت ہوئی۔

کل شادی کے سب کام بخیر و خوبی ختم ہو گئے۔ اب ہمارے کر نیکے لئے ان کاموں
 کا ہجوم ہے جو ہم نے نہیں کیے اور اب کرنے پڑینگے۔
 منجملہ اور کاموں کے جو باپ نے شہزادی کو کر نیکے لئے دیئے تھے ایک کام یہ تھا کہ ایک
 اعلیٰ درجہ کے مضمون کا ترجمہ جرمنی سے انگریزی میں کریں۔ اس مضمون میں وہ خیالات
 کامل طور پر لکھے تھے جو اُس شخص کے دل نشین ہونے چاہئیں کہ ایک دن کسی بڑی قوم کا باد
 ہو۔ اس شہزادی نے اپنی سترو برس کی عمر میں اس مضمون کا ترجمہ اس خوبی سے کیا کہ جس سے
 معلوم ہوتا تھا کہ اس مضمون کے سارے خیالات اُسکے دماغ میں جاگزین و تہ نشین ہو گئے
 ہیں۔ باپ نے اس ترجمہ کو لاؤٹو کلیرین ڈونک پاس پڑھنے کے لئے بھیجا۔ جس کی رسید میں
 ۱۶ فروری ۱۹۱۵ء کو یہ خط لکھا کہ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے پاس یہ مضمون آیا ہو جس کا
 ترجمہ شہزادی نے کیا ہے تو میں نے اسکے پڑھنے کے لئے اور سارے کام بند کر دیئے اور اُسکو
 بہت دل لگا کے مطالعہ کیا۔ مجھے معلوم ہے کہ حضور ہمہ وقت ایسے کام کرتی رہتی ہیں کہ جسے
 لوگوں کو علم کا فیض پہنچے تحقیقات کا شوق اور خود و خوض کرنے کی عادت پیدا ہو۔ یہی چیز
 کہ شہزادی میں یہ لیاقت پیدا ہوئی جو کہ اسکے اوضاع اطوار و رفتار میں ایسے پسندیدہ ہیں کہ
 ہر شخص انجاس شید اور گردیدہ ہو جاتا ہے۔ اگر حضور کی عقل والا اور تربیت خیالات کا عکس

بڑی شہزادی کا ایک جرمن مضمون کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرنا

شہزادی کے دلپر نہ پڑتا تو اُسکی طرز و انداز ایسے نہ ہوتے کہ وہ ٹھیک چہرہ کو اُنکے ٹھیک محل پر رکھتی۔ آپنے جو اپنے داماد کو لکھا ہے کہ شہزادی کا دل بچہ کا سا اور دماغ مرد کا سا ہے دیکھئے وہ مرد کی سی دھانت اور بچے کی سی سادگی رکھتی ہے کچھ خوشامدی بات نہیں، فقط پرنس کو نسورٹ نے جو اس اپنی بچی سے خط و کتابت کی وہ عقل و دانش کا ایک دقت تھا جو آئندہ بہت کام آیا۔

۴۔ فروری ۱۸۷۱ء کو پارلیمنٹ جمع ہوئی۔ دوسری شام کو شہزادی کی شادی کی کھانا کی ایڈریسین و دون ہوس نے پیش کیں۔ کانٹس ہوس کی ایڈریسین لارڈ پامرسٹون کھانے کے اس شادی سے انگریزوں کی کل قوم خوش ہوئی۔ مسٹر ڈزریلی نے بھی اسکی تائید کی بہرستان کے معاملات پیش ہوئے جن کو ہم اپنی تاریخ بناوت ہند میں مفصل بیان کرینگے۔

اس سال میں ملکہ مغملہ کو بہت کام اس سبب رہا کہ اُنکی لڑکی کی شادی کے ایک مہینے کے بعد لارڈ پامرسٹون نے اپنے عہدہ سے استعفا دیا اور اُنکی جگہ لارڈ ڈیری مقرر ہوئے۔

۲۶۔ مارچ ۱۸۷۱ء کو ونڈسبرین ملکہ مغملہ شریف فرما ہوئیں۔ وہاں پرنس آف ویلز کی کو نفریشن کی رسم ادا ہوئی۔ آج بشپ اور باپنے اس رسم سے پہلے اُنکا امتحان لیا۔ انہوں نے سوالات کے خوب جواب باصواب دیئے اور ایسی اپنی لیاقت دکھائی کہ لوگوں کے دلوں پر اسکا اثر ہوا۔ آج باپنے اُنکے ساتھ سیکری منٹ لیا۔

پرنس ویلز دوسرے ہفتہ میں بطور تفریح و سیکر جنوبی آئر لینڈ میں چودہ روز کے لئے جائیں گے۔ جب وہ پہرہ کر لندن میں آئیں گے تو وہ رجینٹ پارک میں وائٹ ہس میں رہیں گے تاکہ وہ دنیا سے دور رہ کر اپنے تئیں بالکل مطالعہ میں مصروف کریں۔ اور میٹری امتحان دینے کے لئے اپنے تئیں تیار کریں۔ مان باپوں نے اُنکے مصاحب مقرر کیئے ہیں جنکی عمریں ۲۳ و ۲۴ برسوں کے درمیان ہیں۔ وہ باری باری سے ایک ایک مہینے اُنکے ساتھ رہیں گے۔ یہ صاحب بڑے نیک نہاد صاحب علم و ہنر و ذوق و القادروں والا تبار ہیں۔ اُن کی مصاحبت سے پرنس ویلز کو فائدہ پہنچے گا۔

ملکہ پرنس آف ویلز کو آئی۔ جس روز وہ یہاں سے روانہ ہوئی تو ملکہ مغملہ نے شاہ لیو پولڈ کو یہ

پارلیمنٹ کا کھانا

پرنس آف ویلز کا کو نفریشن

فوجان ملکہ پرنس

خط لکھا کہ میں آپ کے عنایت نامہ میں دیکھتی ہوں کہ پیاری و خوش جمال ملکہ پرنگال کو آپ دیکھکر جیسے متعجب ہوئیں ایسے ہی ہم بھی ہوئے ہیں۔ اسکی اچھی آنکھوں میں حیا و نیکی نمایاں ہیں اسکے چہرے سے جو باتیں عیاں ہوتی ہیں وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتیں۔ اس حسین بانو کو یہاں کے آدمی دیکھکر خوش ہوئے کون ایسا شخص ہوتا ہو کہ حسین پیارے بچے کو دیکھکر خوش نہوتا اور پسند نہ کرتا ہو؟

پرنس کو جب پارلیمنٹ کے سب کاموں کی فراغت حاصل ہوئی تو وہ اوسبورن میں آئے یہاں سے اپنے وطن کو برگ جانے کا ارادہ کیا۔ انکو یہ مایوسی ہوئی کہ کو برگ میں انکی بڑی بیٹی پر سبب علالت طبیعت کے برلن سے نہ آسکے گی۔ اسکی ملاقات کی نشاٹ و انبساط سے وہ محروم رہیں گے۔ وہ ۲۶ مئی کو ڈورہ اسٹونڈ کی راہ سے جرمنی جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ اس سفر کا حال خطوط سے جو انہوں نے ملکہ معظمہ کو لکھے ہیں خوب معلوم ہوتا ہے۔ پہلے خط میں وہ لکھتے ہیں کہ مجھ کو رات کو نیند نہیں آئی۔ جہان کے اندر میں بستر کے فرش پر آن پڑا۔ فرش ہی پر سویا میرا سب ٹیلیگرام آپ کے پاس ٹھیک وقت پر پہنچے ہونگے۔ اسوقت کشتی ایسی ہلتی ہے کہ میں خط اچھی طرح نہیں لکھ سکتا۔ ۲۹ مئی کو لکھا کہ کو برگ کے محل سے آپ کو خط اپنے سینے جانے سے پہلے لکھنا ہوں۔ میں آئرلینڈ کے ساتھ سٹوک میر سے ملے گیا۔ میں یہ دیکھکر بہت خوش ہوا کہ وہ بڑا مست معلوم ہوتا ہے۔ جلد جلد چلتا ہے۔ خوشی خوشی باتیں کرتا ہے۔ مجھے یہاں انکر بڑا افسوس رہا کہ میں اپنے وطن میں مسافر بیگانہ ہو گیا ہوں۔ مشکل سے میں کسی کی شکل پہچانتا ہوں جن کو میں جانتا تھا وہ ایسے بوڑھے ہو گئے ہیں کہ انکے بوڑھے چہروں کو دیکھکر میں متحیر ہو جاتا ہوں۔ وہ وہی نے یہاں فوجان سٹوک میر کو اپنا خط محبت آئینہ دیکر بھیجا ہے۔ جس میں اپنے نہ آنے کا افسوس ظاہر کیا ہے۔ جب اسے خط لکھا ہے تو میرا یہ خط اسکے پاس نہیں پہنچا تھا جس میں میں نے لکھا تھا کہ میں انکے گھر پائیلیس برگ میں آؤنگا۔ ۲۔ جن کو گو تھا سے وہ لکھتی ہیں کہ میں ۶ بجے گروسیرین میں فرٹز سے ملونگی۔ وہاں وہ مجھے اپنے گھر لے جایگا۔ ۳۔ جن کو پائیلیس برگ سے خط لکھا ہے کہ برلن کے قاصد نے آپکا خط مجھے دیا۔ آج صبح کو گروسیرین میں فرٹز سے میں ملا۔ نو بجے پائیلیس برگ میں پہنچا۔ یہاں وہی اور پروشا کے پرنس نے میرے استقبال کیا۔

پرنس کو شورش کا جو برائی میں جانا

بی بی مین وہ سلوک ہو کہ جو ممکن ہو مین نے ان دونوں سے جب وہ ساتھ تھے بہت باتیں کیں اور ہر ایک سے الگ الگ بھی باتیں کیں جسے مجھے بڑا اطمینان خاطر ہوا سارے سات بچو شاہد ملین شہزادہ اور شہزادی کے مجھ سے ملنے آئے۔ بادشاہ بہت بیمار معلوم ہوتا تھا۔ اُسے بہت خُرن اخلاق سے باتیں کیں۔ اودھ گنٹے وہ ٹھیرا سین وہ ایک دفعہ بھی پریشان خاطر نہیں ہوا اپنی عیالت کا بڑا شاکہ تھا۔ اُس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ ملکہ کب مجھے اپنی ملاقات سے مسرور فرمائیگی۔ پھر مین بادشاہ کی باز دید کو گیا مگر وہ ابھی باہر سے گھر مین نہیں آیا تھا۔ مجھے اس خیال سے بڑی خوشی ہے کہ مین یہاں سے کل شام کو روانہ ہو کر سپر کی رات کو آپسے پھر ملوں گا پرنس نے شوک میو کو بھی لکھا کہ مجھے یہاں ملاقات مین اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ دو ماہ مین مین سلوک و موافقت کامل ہو۔

۸۔ جون کو صبح کے نو بجے پرنس لنڈن مین آیا۔ اور ملکہ سے ایک اسٹیشن پر ملا۔ پھر ایک لنڈن مین ڈرائنگ و مین۔ لونیون۔ بادشاہی مجلسوں اور بالون مین پھر کر ٹھکانا پڑا۔ اسپر گرمی کی شدت نے اور اُس کو حیران کیا۔ وعدہ کیا گیا تھا کہ ملکہ منظمہ مین مین آئیں گی۔ اور لارڈ لفٹنٹ لیف کی مہمان ہوگی۔ ۱۴۔ جون کو اینکے وعدہ کے لئے روانہ ہوئیں اور اپنے سیزبان کے پارک مین پہنچیں جس کا حال وہ اپنے روزنامہ مین تحریر کرتی مین کہ اول تو ریلوے کی گرمی نے ہوش اڑا بے تھو مگر پھر ہوا خوشگوار آنے لگی۔ ملک سہر سبز آگیا۔ درخت بڑے بڑے اور روک اور اور شاہ اندر درخت نظر آنے لگے۔ پارک سارا ایسے بلند درختوں سے بھرا ہوا تھا جس مین ہماری سواری گزر کر محل مین گئی محل کے گرد بڑے خوش فضا باغ تھے دامن کے مناظر بڑے عجیب تھے۔

ملکہ کی شریف آدمی کے لئے برمنگھم کی بڑی آئین بندی اعلیٰ درجہ کی ہوئی تھی ایک جگہ یہ کتاب لگایا گیا وکٹوریہ عیال کی دوست۔ دوسری جگہ یہ کہ ملکہ فخر قوم خا ہمارا ملکہ کو برکت دے۔ وہ دنیا کی مہربان ہو۔ وکٹوریہ امن عافیت کی ملکہ ہے۔ البرٹ کے لئے بھی ایسے ہی کتابے لگائے گئے تھے۔ غرض ملکہ منظمہ کے آنے کی شادمانی حد سے زیادہ تھی شہر مین روشنی ہوئی جا بجا باجے بچو ہر جگہ مدارات محبت و فاداری کے ساتھ ہوئی ہیم

اس سفر سے جس میں سایہ کے اندر نوٹے درجہ حرارت تھی اور آدمی سوکھے جاتے تھے اپنے قصر
بکنگھم میں آئے۔

اگرچہ انگلینڈ اور فرانس کے درمیان ٹکی کے معاملات کے سبب کچھ پہلا سا اخلاص
اتحاد نہیں رہا تھا کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی۔ مگر شہنشاہ فرانس نے ۲۴ مئی کو ملکہ منظمہ کو خط لکھا
اور اس میں انکی سالگرہ کی مبارکباد دی اور استدعا کی کہ مجھے کمال مسرت ہوگی اگر آپ واپس
وونون چیر بورگ میں ان جلوس میں شریک ہوں جو وہاں کارائے عظیم کے ختم ہونے کی خوشی
وشادہ میں کیے جائیں گے۔ یہ خط ہنوز آیا نہ تھا کہ پرنس جرسی جانے کے لئے رخت سفر باندھ چکا تھا۔
دوسرے دن ۲۸ جون کو ملکہ منظمہ نے شہنشاہ کو خط لکھا کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ بالفعل
مجھے ایسی فرصت نہیں ہوگی کہ میں چیر بورگ کے بحری عظیم الشان جلوس و جشنوں میں آپ
کے ساتھ شریک ہو سکوں۔

شہنشاہ فرانس کا ملکہ منظمہ کو خط لکھنا

یہ طبع بشری کا اقتضاء تھا کہ انگلینڈ کا بادشاہ اس درخواست کے منظور کرنے میں
متامل نہ ہوتا۔ اسلئے کہ چیر بورگ میں جو سامان عمارات تیار کیا گیا تھا وہ انگلینڈ کو دہمکیاں
دیتا تھا اور اسکو بتلاتا تھا کہ فرانس اسکا بڑا خوفناک دشمن ہو اسلئے ملکہ منظمہ وہاں کے کاموں
کے ختم ہوجانے کو بخوش نہ ہوتیں۔ شہنشاہ فرانس کو خط پڑھنے سے نہایت افسوس ہوا کہ ملکہ
منظمہ شریف نہیں لائیں گی۔ مگر آخر کو یہ بات ٹھہری کہ چنیل (فرانس انگلینڈ کے درمیان)
کے اس طرف ملکہ منظمہ پرنس ماہ جون میں چیر بورگ میں اس کے جلوس و جشنوں سے پہلے شہنشاہ
سے ملنے کیلئے قدم رنجہ فرمائیں گے۔

۱۷ جون کو شاہ بلجیم سے اپنے کہنے کے ملکہ منظمہ سے ملنے آیا جس کے سبب پرنس کو
محنت کے کاموں سے کچھ آرام ملا۔ محنت کے کام تو پرنس کو ہمیشہ رہا ہی کرتے تھے مگر اس
سال میں کاموں کو موسم کی سختی نے زیادہ تر سخت کر دیا تھا۔ ان دنوں میں پریسیڈنٹ بنبر
نئی انسٹی ٹیوشنوں کی بنیادوں کے پتھر رکھے اور پرانے انسٹی ٹیوشنوں کی پریسیڈنٹ بھی کام
کیا۔ اگرچہ یہ کام تکلیف دہ تھے مگر نیک کام تھے اس لئے وہ ان سے پہلو تہی نہیں کرتے تھے
نبایش کے کشرون کو جو گورنمنٹ سے پیشگی روپیہ ملا تھا اسے ادا کرنے کا بل پاس کرایا۔

پرنس کی پہلی رستہ کی بی بیسیس

اسوقت پرنس نے بیٹی کو ایک بڑا دلچسپ خط لکھا ۔

قصر بکنگھم ۲۳ جون ۱۸۷۷ء عمون لیوپولڈ اور انکے بچے تندرست و تازہ و توانا ہیں مجھے امید ہے کہ میں اپنی ۳۹ برس کی عمر میں مغرباں تازہ ہو جاؤں گا جس کے سبب سے میرے گل محبوب کے بالوں میں سفیدی کے ایک خاص معنی ہو جائیگے جو اب تک نہ تھے ۔

چند روز کے بعد پرنس نے معنوں کے موافق ٹرینی ٹی ہوٹس میں سپرچ دیا اور اس میں سپاہ ہند کے حسن خدمات کی بڑی داد دی ۔ جسوقت بڑی و بھری سپاہ کے جام صحت پئے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ اگر انگریز ایسا جام صحت ہمیشہ فخر و طہستان کے ساتھ پیا کریں تو کوئی شخص انگریزوں میں ایسا نہوگا کہ ہماری دلاور سپاہ کا جو بہادرانہ کارنامے نمایاں کر رہی ہو شکر گزار اور مدح خوان نہو ۔ یہ سپاہ صرف اپنے ملک کی عزت و اغراض ہی کے لئے نہیں لڑ رہی ہے بلکہ کروڑوں آدمیوں کے مہذب و شایستہ بنانے اور خوش کرنیکے لئے لڑ رہی ہے جس کا ایک حصہ ہمارے دشمنوں کی طرف ہو ۔ مشرق میں خدا تعالیٰ اہل ملک کا نگہبان ہو اور متواتر منصوبہ و مضطر کرے ۔ ہم جو تھوڑے سامان و وسائل سے بڑے بڑے کام کر رہے ہیں ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا ہاتھ ہمارے سر پر ہے ۔

جولائی کے مہینے میں اولیائے دولت اوسبورن میں آئے ۔ جہاں گرمی کی شدت سے بڑی تکلیف اٹھائی ۔ ۳ جولائی کو پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی ہوا ۔ چیئر بورگ میں جانے کی تیاریاں ہوئیں جسکا پہلے وعدہ ہو چکا تھا ۔ ۴ اگست کی دوپہر کو شاہی جہاز و کٹوریا البرٹ اوسبورن روانہ ہوا ۔ ۷ اگست میں ملکہ معظمہ کا یہاں تشریف فرما ہونا اور طرح کا تھا ۔ اور اب کی دفعہ تشریف لانا اور طرح کا ہے ۔ اس دفعہ شہنشاہ سے شاہانہ ملاقات کرنیکے لئے آنا تھا ۔ جینیل میں شاہی جہاز و کٹوریا البرٹ کے جلو میں گیارہ جہاز تھے جنہیں چھ اول درجہ کے جنگی جہاز تھے جنہرہ ۳ توپیں چڑھی ہوئی تھیں جسوقت بندرگاہ میں یہ عظیم الشان شہر آیا ہو ۔ اسوقت شام ہوئی کوئی سفیدی میں سیاہی دکھائی دیتی تھی اور اسپر اُداسی برس ہی بھی دمان فرانسسیسی جنگی جہاز اور بے شمار چھوٹے چھوٹے جہاز استقبال کے لئے کھڑے ہوئے تھے جب بحری قلعوں کے گرد شاہی جہاز پر اترتے تو ہم سب جہاز برطانیہ میں فقط ایک توپ سے ۱۲ فیر کی توپ افرانس کا طریقہ توپوں کے سلامی آواز نکالنے والا ہے ۔ وہ

(۱) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۰) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۱) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۲) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۳) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۴) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۵) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۶) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۷) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۸) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۹) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲۰) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲۱) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲۲) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲۳) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲۴) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲۵) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲۶) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲۷) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲۸) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۲۹) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳۰) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳۱) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳۲) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳۳) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳۴) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳۵) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳۶) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳۷) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳۸) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۳۹) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴۰) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴۱) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴۲) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴۳) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴۴) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴۵) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴۶) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴۷) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴۸) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۴۹) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵۰) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵۱) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵۲) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵۳) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵۴) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵۵) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵۶) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵۷) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵۸) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۵۹) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶۰) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶۱) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶۲) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶۳) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶۴) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶۵) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶۶) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶۷) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶۸) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۶۹) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷۰) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷۱) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷۲) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷۳) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷۴) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷۵) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷۶) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷۷) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷۸) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۷۹) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸۰) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸۱) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸۲) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸۳) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸۴) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸۵) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸۶) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸۷) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸۸) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۸۹) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹۰) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹۱) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹۲) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹۳) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹۴) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹۵) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹۶) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹۷) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹۸) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۹۹) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا (۱۰۰) سفید کاغذ پر لکھ کر تشریف لیا

دیکر باقاعدہ نہیں اتارتے بلکہ وہ توپ پر توپ ایسی مسلسل چلاتے ہیں کہ الگ کا ایک مسلسل تار لگ جاتا ہے اور آوازوں سے ہوا میں ایسا تموج پیدا ہوتا ہے کہ سننے والوں کو بھی ہلا جاتا ہے۔ ابھی اس طرح کی سلامی نہیں اتری تھی کہ بندرگاہ کے ہر طرف کے بدنما قلعوں نے اپنی ہزاروں منجوس میسب شکل رمیوں سے ہر جہاز کے گزرنے پر توپیں چھوڑیں۔ وہ اپنی بڑی بڑی توپوں سے آٹھ بائیں ایک دفعہ میں جلدی جلدی چھوڑتے تھے اور توپیں بہرین اور چھوڑیں۔ اس سے حلقہ آتشیں فقط شہر ہی گرد نہیں بنتا تھا بلکہ وہ ملک میں دور دور کے چھوٹے چھوٹے گھاٹوں میں چلا جاتا تھا جس کے سبب وہاں کے لوگ یہ جانتے تھے کہ ہم خواب دیکھ رہے ہیں کہ خوبصورت بلند یوں کی چوٹیوں پر توپیں ہماری گھات لگائے بیٹھی ہیں۔ کسانوں کے بھونپڑوں کے گرد کے درختوں کے جھنڈوں اور اناج کے زرد کھیتوں پر بھی یہ ہولناک غل شور گزرتا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کل فرانس اپنے پہاڑوں اور پہاڑیوں پر سے ملکہ انگلینڈ کے آنے کی تعظیم میں سلامی اتار رہا ہے۔ غرض ملکہ کی یہ سلامی ایسی دہوم دھام سے اتری کہ کبھی کسی اور بادشاہ کی کمر ہوئی ہوگی۔ اہل فرانس ایسے موقوں پر باروت کے اڑانے میں بڑے فضل خج مشہور ہیں۔

جب یہ سلامیاں اتر چکیں تو وزیر ذی لکیرین اور امیر البحریم من شاہی جہاز پر نشا کی طرف سے تسلیم بجالانے کیلئے حاضر ہوئے۔ ایک گھنٹے کے بعد نیپلین سوم سے اپنی شہنشاہ بانو کے ایک سفید بچہ میں جس کے سر پر ہائے زین نصب تھا بیٹھا ہوا آیا۔ ملکہ مظہ نے ایک تختہ بند ستر جہاز پر استقبال کیا۔ اور دونوں شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کو گھگھایا۔ ایک گھنٹہ تک آپس میں باتیں چیتیں ہوتی رہیں۔ شہنشاہ نے ملکہ مظہ سے پوچھا کہ فرانس کی طرف سے انگلینڈ میں کیا خیالات چلے جاتے ہیں؟ کیا انکو یہ خیال ہے کہ انگلینڈ پر فرانس حملہ کرے گا؟ یہ سوال سن کر ملکہ مظہ سکڑائیں اور فرمایا کہ انگلینڈ کے دل میں اچھے خیالات ہیں۔ مگر اس مقام کے ساز و سامان نے اسکو چونکا دیا اور گنہگار بد گمان کر دیا ہے اور کرنیلوں نے ناخوش ایڈریسین دینے میں شراکتیں کی ہیں شہنشاہ نے جواب دیا کہ میں اسکو جانتا ہوں اور اسکا اثر میرے دل میں ہو گیا ہے۔ مگر میری لاعلمی میں یہ سب کچھ کیا گیا ہے اور اس کے مشہر ہونے نے مجھے رنج پہنچا ہے۔ نو بجے سے کچھ تھوڑی دیر بعد شہنشاہ رخصت ہو کر ساحل پر گیا۔ ہمارے جہازوں پر سٹخ و نیلی روشنی ہوئی تو اس نے ایک جہاز پر

نئی طرح کی روشنی کی تھی۔ اُسے شہنشاہ کے بحیرہ پر اس روشنی کا عکس اکر ایک طلسم کا
تراشا دکھایا۔

دوسرے دن صبح کو ملکہ معظمہ لباس پہن ہی تھیں کہ پاس ہی تین دفعہ توپوں کی شک کی
سلامی ایسے زور شور سے ہوئی کہ تمام کمرکیان اور دروازے ہل گئے۔ بندرگاہ میں ایک کرایہ کے
جہاز میں کا مش ہوس کے سومبر کے تھے اور انگلینڈ سے ہمسے اور تماشائی بھی چلے آئے حاضری
کھانیکے بعد ملکہ معظمہ بیان کی نقش نگاری کرتی رہیں۔ توپوں کی بار بار سلامیوں کے اُترنے سے کانون
کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ ۲ سنٹ میں توپوں کی تین ہزار آوازوں کا شمار ہوا۔ قلعوں کے توپوں
کی سلامی جب تک برابر اُترتی رہی کہ ملکہ معظمہ نے خشکی میں قدم رکھا۔ کنارہ پر شہنشاہ و شہنشاہ باؤنے
ہان کا استقبال کیا۔ بحیرہ میں سے ملکہ معظمہ کو اُن کا ہاتھ تھام کر اتارا۔ اور پھر انکو شاہی گاڑی میں ہوا
کرایا اور پری فیک ٹیور کو سواری روانہ ہوئی۔ جتنا اُن غنی طور پر فرانسیسی اولیاء دولت آگئے تھے
ملکہ معظمہ لکھتی ہیں کہ یہاں کچھ تو بڑی سی باتیں آپس میں ہوئیں۔ ہر ایک چھوٹے سے کمرے میں حاضری
کیا لہجہ کھایا۔ شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم۔ جارج ڈیوک کیمرج اویا ئرنسٹ (پرنس فی ٹنگسن) اور برٹی
رپرنس آف ویلز موجود تھے۔ اس باقاعدہ لہجہ کا خاتمہ قہوہ کی پیالیوں پر ہوا۔ دونوں شہنشاہ
شہنشاہ بیگم بھلے معلوم ہوتے تھے۔ مگر شہنشاہ خاموش تھا۔ باتیں کر نیکے لئے تیار نہ تھا۔ غرض
استقبال کی پوری تکمیل ہوئی اور گاڑی میں ملکہ پر سوار ہوئیں اور حصاروں پر جلوہ نما۔

اس دن کا واقعہ عظیم یہ تھا کہ فرانسیسی جہاز برطانیہ میں نہ تھا جس میں ساٹھ مہمان تھے
وہ شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم اور اُنکے شاہی مہمان تھے۔ یہ سب ایک لمبی میز کے گرد بیٹھے جو جہاز کی ایک
پڑا لک سا بنان کے نیچے بچھائی گئی تھی۔ اس موقع کی مسرت و انبساط کو ایک خیر تلخ کر رہی تھی کہ یہاں
سپین دینی اسی حالت میں تھیں کہ انگلینڈ اور فرانس کے تعلقات کے درمیان ایک سچ آن پڑتا
ملکہ معظمہ اور پرنس کوئسورٹ دونوں بہت اچھی طرح سمجھتے تھے کہ شام کو دوپہری سپین شہنشاہ
اور پرنس کوئسورٹ دینگے جن کی اشاعت چوبیس گھنٹے کے اندر ساکر یورپ میں ہوجائیگی اور
خوب چلنے جائینگے۔ اور دوست دشمن ڈپلومیٹ اور جرنیل کا ایک لشکر انکے میوز و اسرار اور
مستحق تحفہ کو بڑی نظر خائرسے دیکھے گا۔ ملکہ معظمہ آزادانہ افسر ار کرتی ہیں کہ میں اور پرنس ہم دونوں

اس شکل کام کے لیے مضحل معلوم ہوتے تھے کہ پرنس کو سپیچ دینا پڑے گا۔ پرنس کے سپیچ کا حال جو ملکہ معظمہ نے کھاہڑا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شوہر کے ساتھ کس قدر محبت رکھتی تھیں وہ لکھتی ہیں کہ شہنشاہ نے استقامت کے ساتھ اپنی عادت کے موافق آزادانہ باتیں کیں مگر اس میں زندہ دلی نظر نہ آتی تھی۔ انگلینڈ اور اور مقامات میں جو اس کی نسبت ساری باتیں کہی گئی تھیں ان سے وہ متفکر نظر آتا تھا۔ آخر کو ڈنر ختم ہوا اور سپیچ کا خطرناک وقت آیا۔ شہنشاہ نے زور کی آواز میں تعریف کے قابل سپیچ دیا۔ میرے اور پرنس اور میرے بچوں کے جام تندرستی پئے گئے۔ اسکے بعد ریسنڈ بجا۔ پھر پرنس کے سپیچ دینے کی وہ خطرناک گھڑی آئی جس سے مجھے ایسا ڈر لگتا تھا کہ میں نہیں چاہتی کہ ایسی گھڑی کہی پھر آئے۔ پرنس نے سپیچ خوب دیا وہ ایک فہ اس میں متاثر ہوا میری ایک میز پر لکھیں لگی ہوئی تھیں اور دل دھڑکھڑکاتا تھا۔ جب سپیچ اچھی طرح ہو گیا۔ تو ہم سب کھڑے ہوئے۔ شہنشاہ نے ایلمرٹ سے ہاتھ ملائے۔ ہم سب کے دونوں میں جو خوفناک تحریکیں ہوتی تھیں انکو بیان کیا۔ شہنشاہ کا رنگ خود متغیر ہو گیا تھا۔ اور شہنشاہ بیگم بھی مضحل معلوم ہوتی تھیں۔ میں ایسی لرزتی تھی کہ قبوہ کی پیالی ہاتھ میں تھام کر نہ پی سکی۔

اسی رات کو بند گاہ میں آتش بازی کا بڑا تماشا ہوا۔ پچیس ہزار فرانک کے گولے اور ہوا میں آتش بازی چھوٹتے تھے۔ جب ایک دفعہ آتش بازی چھوٹ چکی تھی تو تاریکی ہو جاتی تھی پھر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے جادو کر کے تمام جہازوں کی ڈنڈیاں و ستول دفعہ دلی روشنیوں سے درخشاں کر دیے اور ہوا میں ہواؤں کا مینہ برسا دیا۔ اس درخشاں میں ملکہ معظمہ اپنے جہاز میں آئیں اور شہنشاہ و شہنشاہ بانو ساحل پر گئے۔ ملکہ معظمہ کی تاریخ میں یہ دن قابل یاد ختم ہوا دوسرے دن صبح کو شاہی بیڑے نے بندر گاہ سے سفر کیا۔ اور اولیائے دولت نے اس بیڑے میں مراجعت کی۔

پرنس اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ **اللہ الحمد** میری محنت ٹھکانے لگی کہ میں سپیچ اچھی طرح دیدیا۔ شہنشاہ نے اپنے سپیچ میں بیان کیا کہ میں انگلستان کے ساتھ ہمیشہ دوستانہ تعلقات کا خواستگار ہوں گا اور انکو ہرگز نہیں بدلوں گا۔ ملکہ معظمہ جو چیر بورگ میں امیر البحر کے جہاز برطانیہ پر تشریف فرما ہوئیں۔ اسکا بیان اسنے بڑی خوشی سے کیا۔ ان سے کہا کہ واقعات اچھے

آپ بیان کیا کرتے ہیں اسے ثابت ہوتا ہے کہ عداوت کچھ جوش جنگے فاضل سرکش اتفاقات امر
 کہتے ہیں وہ نرانہ قنجا جادو کی دوستی و محبت و مودت موجودہ کو نہ دونوں قوموں کی مصالحت
 کے ارادہ کو بدل سکے۔ اس سے بڑھکر میں ہر دیکھنے والے کے ساتھ یہ امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ کوشش
 کی جائیگی کہ پرانے بغض و کینے میں اور پہلے زمانہ کی عداوت کے جوش و خروش میں تحریکین پیدا
 کی جائیں تو ان سے آدمیوں کی عقلوں کے خلاف کچھ فتور نہیں پیدا ہوں گے۔ اسکا حال ایسا ہی
 ہو گا جیسے کہ پانی کے بند سے جو اسوقت دونوں سلطنتوں کے بیڑوں کی محافظت کر رہا ہے
 سمندر کی موجیں ٹکرا کر اٹھی جاتی ہیں اور سمندر کی زبردستی کو چلنے نہیں دیتیں۔ اسکا جواب
 ملکہ مغظمہ کی طرف سے پرنس کو نوٹس نے یہ دیا کہ آپ واقف ہیں کہ جو آپ کی تمنا ہو وہی ملکہ
 مغظمہ کی آرزو ہو کہ دونوں میں آپس میں مستقل نیک خواہی اور فیئر سگالی و وفاداری قائم رہے
 اسلئے انکو دوسری خوشی ہو کہ انکو اسوقت یہ موقع ملے آیا ہو کہ وہ آپ کے ساتھ ان باب میں
 شریک و متفق ہوئیں کہ دونوں قوموں میں حتی الامکان رشتہ الفت و دتا ہو۔ موافقت و
 موافقت میں دونوں قوموں کی بہبودی و فلاح کی جڑ ہے۔ خدا تعالیٰ کی عنایت اس کے
 عطا کرنے میں انکار نہیں کریگی۔ ملکہ مغظمہ عرض کرتی ہیں کہ شہنشاہ و شہنشاہ بیگم کا جامع
 نوش کیا جائے۔

ملکہ مغظمہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ ۶۔ اگست ۱۸۵۷ء کو شہزادہ الفرد
 کی چودھویں سالگرہ تھی۔ خدا اس سیر بجے پر اپنا فضل و کرم رکھے اور نسب بلاؤں سے بچائے
 رکھے۔ اس شادی کی ہم آپس میں بڑی خوشیاں منا رہے تھے کہ ۱۰ بجے سے تھوڑی دیر شہنشاہ
 اور انکی بی بی بچہ دین بلیٹے ہوئے اسبورن میں وارد ہوئے۔ ہم نے دونوں سے کہا کہ امید ہے
 آپ سے ہر جلد ملاقات ہوگی۔ سارے گیارہ بجے وہ ہم سے رخصت ہوئے۔ ہم پانچ بجے یہ سنت
 اسبورن میں جہاز پر سے اتر کر اپنے آرامگاہ میں آئے۔ اور الفرد کی سالگرہ کے تحائف دیکھے
 البرٹ کو دوسرے سوچ دینے سے ہو گیا تھا اسکو بچوں کے ساتھ ایک گنٹھ سبز زار میں ٹھہرایا پھر
 سوس کو کچ کو گئے جو اس سالگرہ کی تقریب میں آراستہ کیا گیا تھا۔ وہاں ڈنر ہوا۔ اور محل میں
 دوسرے دگرم ہوئی۔

پرنس نے زان آخرتین دونوں کا دلچسپ حال اپنی یادداشت میں چند ہر معافی الفاظ میں لکھا ہے کہ ملاقاتین جو ہونین ان سے ہلوائی ہوئی چاہیے۔ اگرچہ میں یہ جانتا ہوں کہ شہنشاہ کی طبیعت میں تغیر ہو گیا ہے مگر میر اور ملکہ کا چیرہ پرگ میں یہ دیکھنا کہ فرانس کی مخالفت و حملہ آوری کے سبب دسارو سامان بحری سپاہ کی تیاریاں کیا کیا ہوئی ہیں عین مصلحت تھا اسکے دیکھنے سے اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر فرانس سے بگڑ کر مٹ بیٹھ ہوئی تو پھر ہماری سپاہ کی جان پر بری نیکی مگر اس وقت شہنشاہ کی سچی دلی محبت دیکھ لی میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور خود ہی شہنشاہ کے چیرہ پرگ والے پیسج سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا انگلیکٹڈ و فرانس کے باہمی دوستانہ تعلق رکھنے پر بڑا اصرار ہے مگر کسی قوم کی سلامتی اور عافیت محض اسکی اپنی قوت و طاقت پر موقوف ہوتی ہے۔ دوستوں اور ہمسایوں کی یقینی دوستی کے اعتماد پر منحصر نہیں ہوتی۔ غرض ان خیالات کے سبب کہ کوئین اور پرنس دونوں نے اپنی بحری سپاہ اور سواہل کی محافظت کی افزائش کے لیے سعی میں کی یہ بڑا نتیجہ ملاقاتوں کا تھا۔

ایک ہفتہ کے بعد ملکہ مغظمہ اور پرنس کون سوٹ دونوں جہاز میں سوار ہو کر انٹ ورٹ میں آئے۔ مدت سے ملکہ مغظمہ بیٹی سے ملنے کا وعدہ کر رہی تھیں سو وہ اسکے گھر ملنے چلیں خشکی میں سفر کیا۔ اور راستہ میں گرمی کو کی تکلیف اٹھائی۔ راہ میں ایک روز قیام کیا تھا کہ تارین خبر آئی کہ پرنس کا وفادار جان نثار نوکر کارٹ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ وہ ان کا آٹھ برس کی عمر سے ملازم تھا۔ انگلیکٹڈ میں وہ اسکے ساتھ آیا تھا۔ اسکے مرنے سے دونوں میان بی بی کو بڑا صدمہ ہوا۔ ملکہ مغظمہ لگتی ہیں کہ کارٹ کے مرنے کی خبر سن کر ہم دونوں کی آنکھوں سے آنسو نہ تھے یہی نوکر تھا جس کی زبانی میں اپنے شوہر کے بچنے کی باتیں سنا کرتی تھی۔ وہ پرنس کا ایک عضو بدن ہو گیا تھا۔ میں پرنس کا خیال بغیر کارٹ کے نہیں کر سکتی۔ اس غم کو بیٹی کے ملنے کی خوشی نے کم کیا۔

۱۱۔ اگست کو ملکہ مغظمہ پائیس برگ میں آئیں۔ ملکہ مغظمہ تحریر کرتی ہیں کہ یہاں کے اسٹیشن پر میری بیٹی جگہ ستہ ہاتھ میں لیے میرے انتظار میں کھڑی تھی۔ وہ فوراً مجھے دیکھتے ہی میری گاڑی میں آن کر میرے گلے سولٹ گئی۔ ہم آپس میں کمال محبت سے ملے۔ آپس میں بہت باتیں چیتیں ہیں آپس نے مجھ سے بہت سی باتیں پوچھیں اور کہیں۔ وہ پہلے کی نسبت زیادہ تازہ و توانا لگتے تھے۔

خوش و خرم تھی۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اُس نے مجھے خوشی کی گھڑی دکھائی۔ جب نیا دن آتا تھا تو مہمانوں کی خاطر داری کا نیا سامان تیار ہوتا تھا۔ میزبانوں نے اپنے مہمانوں کے خوش کوئی کی تدبیر میں ایجادات میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ گو یہ ملاقات خانگی تھی، مگر استقبال کا سارا سامان شانہ و شہادت کا تھا۔ نشاط و انبساط کے ایام جتنے ختم ہونیکے قریب آتے جاتے تھے۔ اتنے وہ غمگین ہوتے جاتے تھے۔ ۲۸۔ اگست آخر دن جدائی کا آیا۔ جس کو پرس نے لکھا ہے کہ وہ بڑا ہی اندوہناک تھا۔ ملکہ معظمہ اور شہزادی ٹیٹلر بہت روئیں۔ مان اور پھون کے ملنے میں بالکل خوشی ہوئی ہے مگر جدائی کی گھڑی کا سنا ایسا لگا رہتا ہے کہ شادی و دغم تو ام ہو جاتے ہیں۔ دوع کے وقت بعد رنج و افسوس کے ملکہ معظمہ نے فرمایا کہ خدا ہم کو پہر جلد ملائے گا۔

۳۱۔ اگست کو ملکہ معظمہ ڈور میں تشریف فرما ہو کر خشکی میں اتریں اور پورٹس متھ کو چلیں۔ ملکہ معظمہ کہتی ہیں کہ راہ میں سر جاب سیمور نے ہمکو یہ فرودہ سنایا کہ شہزادہ الفرڈ نے نہایت عمدہ امتحان دیا اور وہ ایک جہاز کا لفٹ مقرر ہو گیا۔ وہ جناب سے اوسپورن میں ملیگا۔ جب میں اوسپورن میں آئی تو شہزادہ مجھ سے ملا۔ وہ نہایت خوش تھا۔ تین دن تک ہکا امتحان ہوا۔ آج ختم ہوا تھا۔ امتحان کی تکان سے وہ کچھ کم لایا ہوا تھا۔ اُسے وہ سخت امتحان پاس کیا جس پر مان بابون کو فخر حاصل ہوا۔

پرنس نے سٹوک میر کو خط میں لکھا کہ الفرڈ نے اپنے امتحان کے سوالات کے جوابات ایسے اچھے لکھے کہ اسی فیصدی نمبر حاصل ہو۔ اس امتحان میں پچاس فیصدی نمبر پانے بھی بہت اچھے شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے لارڈ ڈربی کے پاس شہزادہ کے امتحان کے پرچے بھیجے اور یہ لکھا کہ شاید آپ انکو دل لگا کے دیکھیں گے۔ اس نے ریاضی کے کل سوالات حل کئے اور ان میں کوئی غلطی نہیں کی۔ اور ترجمہ بغیر ڈکشنری کی مدد کے کیا۔ اس خط کا جواب لارڈ ڈربی نے انکو لکھا کہ میں آپ کا ممنون ہوں کہ شہزادہ کے امتحان کے کاغذات میر پاس بھیجے۔ میں نے انکو جانچا اور یہ شکریہ ادا کیا کہ وزراء کے لئے وزارت حاصل کرنیکے واسطے ایسا سخت امتحان نہیں ہوتا اگر ایسا ہوتا تو انتظام سلطنت میں زیادہ مشکلات آن کر پڑتیں۔

ملکہ معظمہ کو پروشا کے سفر میں صرف یہ اندیشہ گلے کا مارا کہ انہوں نے جو ہند کی عنان سلطنت اپنے

شہزادہ الفرڈ کے امتحان کے باب میں باپ کا خط

ملکہ معظمہ کا امتحان شہزادہ پروشا کے باب میں

دست مبارک میں کی ہے۔ اسکا اشتہار اہل ہند کو کس طرح دیا جائے؟ اسکا مسودہ جو آپ کے سامنے پیش ہوا وہ انکو بالکل ناپسند ہوا۔ انہوں نے لارڈ ڈربنی سے درخواست کی کہ آپ میری طرف سے اپنی پرفصاحت انگریزی زبان میں اس اشتہار کو لکھیں۔ اور اس بات کو بہت لمحوں خاطر رکھیں کہ ایک عورت بادشاہ ہو جو ایک خونی زبناوت کے بعد ہند کی سلطنت کو اپنے ہاتھ میں لیتی ہو اور اپنی دس کروڑ مشرقی رعایا سے مخاطب ہوتی ہو اور اقرار کرتی ہو کہ میں اپنی سلطنت میں انکو مصائب سے بچائے رکھوں گی۔ ملکہ مغظمہ نے اپنی تاکید کی کہ یہ اشتہار ایسا ہو کہ جس میں فیاضی رفاه خلاق۔ مذہبی مسامت۔ آزادی اور قانوناً سب میں مساوات کے خیالات بھر دیئے ہوں حسب الحکم جب اس اشتہار کا مسودہ تیار ہوا اور اس میں انہوں نے یہ فقرہ پڑھا کہ اہل ہند کو یہ چشم نمائی کجیائے کہ ملکہ مغظمہ کو یہ خستیاں کہ وہ اہل ہند کے مذہبوں و رسم و رواج کو منہدم کر سکتی ہیں۔ تو وہ نہایت برا فروختہ خاطر ہوئیں اور انہوں نے لارڈ سیلبری کو دہاتین لکھیں کہ بجائے عبارت مذکور کے اشتہار میں یہ فقرہ لکھا جائے کہ اگرچہ ہم کو عیسائی مذہب کے صدق کی نسبت یقین ملی حاصل اور تسکین خاطر ہے جو اس سے ہو اگر قی ہے۔ ہم کو اس کے ساتھ شکر گزاری کا اعتراف ہے کہ ہم کو نہ منصب ہے نہ آزدی کہ کسی رعیت سے خواہ مخواہ اپنے عقیدہ کو قبول کرانیں ہمارا حکم شامانہ اور مرضی ہے کہ کسی ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح نہ دی جائے۔ اور کسی شخص کو بوجہ اعتقاد یا رسمیات مذہبی کے ایذا نہ دی جائے۔ اور سب رعیت کی محافظت قانون کی رو سے بغیر کسی طرفداری کے ہوتی ہے۔ اور ہماری طرف سے تاکید ہوتی ہے کہ کوئی متنفس جو ہماری نوکری میں ملک ہند کے انتظام کے لئے مقرر ہو کسی رعیت کے اعتقاد اور عبادت مذہبی کی نسبت دست اندازی نہ کرے والا ہمارا انجمن بنال گا جس عہدہ دار نے اوپر کار نہر یا مفتہ لکھا تھا۔ اسکا نام ملکہ مغظمہ نے اپنی تحریر میں نہیں فرمایا۔ جب اسکی ترمیم ہو گئی تو اس کے نام تہانے کی ضرورت نہیں ہی۔ جب ملکہ مغظمہ کے اعتراضات لارڈ ڈربنی کے پاس تار میں بھیجے گئے تو انہوں نے ان اعتراضوں کے موافق اشتہار میں اصلاح کر دی۔ اور پھر اس پر ملکہ مغظمہ نے خود ایسے اضافے کر دیئے کہ اہل ہند اس اشتہار کو میٹنا کارنا دفران عظیم اسمے اور نہایت خوش ہوئے۔ اس کا مفصل حال تاریخ

اوسبورن میں ایک دن آئیے بعد یکم ستمبر کو پرس نے برن کو یہ خط اپنی بیٹی کو بھیجا کہ پتھر کی ابریشم شیل و تشبیہ میں بہت باتیں سچی ہیں کہ پانی میں جب پتھر پھینکا جاتا ہے تو بڑی چھپ چھپ کی آواز نکلتی ہے اور موجیں اُٹھتی ہیں۔ اور فن کا دائرہ فرخ اور چوڑا اور ہلکا ہوتا جاتا ہے۔ پھر آخر کو پانی کی سطح ہموار ہو جاتی ہے اور پتھر کے نیچے نہیں ٹھہرتا۔ پھر اگر حکمتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تم شیل میرا ہی خیال ہی یا میں نے اسکو کہیں پڑھایا سنا ہے۔ مگر میں جب وہ دن یاد کرتا ہوں کہ پائیس برگ میں تمہارے ساتھ گزرے میں تو یہ تم شیل میرے دل میں آئی۔ اوسبورن کسٹرنز و خوشنما ہی مگر موسم سرد ہے اور ہوائیں تیز چلتی ہیں۔ الفوڈ اپنے ملازمین لڈس میں بڑا خوش نما معلوم ہوتا ہے۔

ملکہ مغظمہ نے ۶ ستمبر کو بال موریل کے سفر میں اٹھا۔ راہ میں کیدس میں تمام کیا تاکہ وہاں کاشٹون ہال کہولین۔ یہاں کہی کوئی انگلستان کا بادشاہ آیا نہ تھا۔ اسلئے ملکہ مغظمہ کے دیکھنے کے لئے سب طرف سے آدمی اکٹرا جمع ہو گئے۔ سٹیشن پر سٹرانڈ نیو فٹیری میں جو شہر کامیٹہ تھا استقبال کیا اور اپنے مکان پر مہمانوں کو لیگیا۔ وہ خود بڑا نیک محض اور اسکا مکان نیک نظر تھا۔ دوسرے دن سائے شہر میں گھاگھی اور چل پل تھی۔ سارٹھے دس بجے زمرہ شاہی شٹون ہال کی طرف چلا۔ ملکہ مغظمہ تحریرو فرماتی ہیں کہ آج پہنے سوار ہو کر ایک گمنام میں ساکسٹر کی سیر کی سب جگہ لوگوں نے اپنی وفاداری محبت کو ظاہر کیا۔ یہ حساب کیا گیا ہے کہ ڈھائی لاکھ آدمی شاہی جمع ہوئے ہیں اور آنتیس ہزار دو لکھ موجود تھے۔ کوچہ و بازار میں خوب آئین بندی ہوئی تھی سیر بچوں کے نام جا بجا کتابوں پر لکھے ہوئے تھے۔ یہ مال قابل تعریف تھا۔ اس میں ایک تخت گلاب پرین جا کر بیٹھی۔ طول طویل عاثر ہی گئی۔ پرس کو الگ ایڈریس دیئے گئے جن کے جواب انہوں نے دیئے۔ میر نے میرے روبرو گھٹنے ٹیکے۔ میں نے اسکو نائٹ کا خطاب دیا۔ پھر لارڈ ڈربی میرے تخت گاہ کے روبرو آئے اور انہوں نے پکار کر کہا کہ ملکہ مغظمہ حکم دیتی ہیں کہ ہال کہولابا کے بعد اس رسم ختم ہوئی کہ ملکہ مغظمہ سٹیشن پر آنکر سکوت لینڈ کو روانہ ہوئیں۔ پرس نے اپنے روزنامہ میں ۱۴ کو لکھا ہے کہ ایک بڑا موٹا تازہ بارہ سنگا میں شکار کیا۔ نیز وہاں ٹیلینڈس کے اوپر ایک دُدار ستارہ درخشان دیکھا۔ یہاں کے باشندے اسکے نکلنے کا اثر یہ سمجھتے

زمین کے لڑائی ہوگی۔ یہ امر ان کے توہمات میں داخل ہے۔ پرنس نے ایسے پہاڑوں چپڑھکر شکار بازی کی کہ چنبر بڑے بڑے مضبوط آدمی ان کے ہم قدم ہو کر نہیں چل سکتے تھے۔ خزان کے دوسم میں کوئین اور پرنس کو اس طرف بڑی توجہ تھی کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی گورنمنٹ موقوف ہو کر شاہی گورنمنٹ ہو جائے چنانچہ ۱۷۰۱ء اکتوبر کو لارڈ کیننگ کے پاس انتقال گورنمنٹ کا اشتہار پہنچ گیا اور گورنر جنرل کے لقب میں وائسرائے د نائب بادشاہ کا خطاب اور زیادہ ہو گیا۔ اس کا سارا مفضل حال ہماری تاریخ بغاوت ہند میں پڑ ہو گا۔ ماہ دسمبر میں پرنس پر علالت نے حملہ کیا۔ انکو کامزکی کثرت نے تھکا دیا۔ صدر ماقسم کے کام کرنے پڑتے تھے جسے کہ دونوں جسم و دماغ پر بوجھ پڑتا تھا۔ سلطنت کی بھڑی و صلاح کا اثر قوت فکر و ہنس گیر رہتا تھا۔ یہ تو غیر انکا لازمی اور سروری کام تھا وہ یہ کہ اگر اردھ کہ ان کو کار سے کبھی دل تنگ ہو شقت شافہ اٹھانیسے ہمیشہ خوش ہوگا۔ سدا رفاه عام اور ہمدردی انام کی طرف متوجہ ہے۔ لکھ ہمیشہ ان کے کاموں کی تخفیف کرنے کے درپے ہیں۔ پرنس نے اپنے صحت مزاج کی پروا نہیں کی۔ مگر اپنے عزیزوں و پیاروں کی صحت مزاج میں ساعی رہے۔ وہ اپنی بڑی شہزادی بانو کے اعتدال مزاج کی طرف بڑے سرور تھے۔ انہو کو ان کو غلط لکھا کہ بخار ہمیشہ ایسی بیماری ہوتی ہے کہ آدمی کی قوت کو زائل کرتی ہے اس لئے کہ بخارا ان سب علون کو جسے کہ بدل یا تحلیل ہوتا ہو معطل کر دیتا ہو۔ نومبر میں کاموں کی اس قدر کثرت ہی کہ صرف مجھے ایک کتاب انگلستان کے مطالعہ کی فرصت ملی۔ اسکی نسبت میری رائے یہ ہو کہ مصنف صرف شاعر ہی نہیں ہو بلکہ بعض اعتبار سے وہ فلسفی بھی ہو۔ اس کتاب کو تم نے ہی پڑھا ہو گا۔ مجھے اسکے پڑھنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ مصنف کو طبیعت انسانی کا عمیق علم ہو۔ وہ سمجھتا ہو کہ انسان کے افعال و اعمال کے کیا سبب بنتے ہیں۔ ایک انسان کو دوسرے انسان سے اور انسان کو خدا سے کیا ملتا ہیں۔ پرنس جن کتابوں کو پڑھتا اپنا پر یو فاضلانہ لکھتا۔

۵۹۱۸ عیسوی

پرنس کو سنوٹ معاملات ملکی کے طے کر نیچے سبب سے تھک کر بیدل ہوئے تھے کہ ان کے پاس میٹر وہ بخار نظر آیا کہ انکی دختر نیک نقر ایک پسر نیک منظر کی لاد ہوئی۔ اسکی خوشی من وہ اپنے سارے مکان کو بھول گئے انہوں نے ۲۹ جنوری ۱۷۵۹ء کو سٹوک میٹر کو یہ خط لکھا کہ میں صرف آپ کے دو سطر ہی خط لکھتا ہوں کہ

پرنس کو سنوٹ کی علالت

ملکہ سطر کے لوریا سید لکھتا

مین نے جو آپ کو آخری خط لکھا تھا اس کے ایک گھنٹے کے بعد برلن سے یہ نوید آئی جس کے لئے مین نے پورا
پڑھی جس میں آپ بھی میرے ساتھ شریک ہوں کہ خدا تعالیٰ کی سپاس گزاری کی جاتی ہو کہ اُس نے ہم
سب پر اپنا فضل و کرم کیا۔ وہی ہمیشہ مادر و پسر کی محافظت کرے گا۔ قاصد مفصل حال لکھا ہوا لایا ہے
کہ اول یہ خبر اڑی کہ تو کی کو وضع محل سے پہلے ایسی سخت تکلیف ہوئی تھی کہ بڑا خوف ہو گیا تھا کہ بچہ زندہ
نہ پیدا ہو مگر جب بچہ جیتا جاگتا تازہ و توانا پیدا ہوا تو سارا برلن خوش ہو گیا۔

کونین اور پرنس پر چاروں طرف سے مبارکبادوں کا مینہ برسنے لگا۔ ملکہ مظہر شاہ لیوبوڈ
کو تحریر فرماتی ہیں کہ تو کی کے بیٹا پیدا ہوئی جیسی یہاں بے اندازہ خوشی و مسرت ہوئی ایسی ہی کل پرنس
میں شادی و شادمانی ہوئی۔ پرنس نے بھی ۲۰ فروری کو بڑی خوشی سے شاہ لیوبوڈ کو لکھا کہ آپ نے جو اپنے
تہنیت نامہ میں نانا ہونے کی مجھے مبارکباد لکھی ہو۔ میں اس کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ہم اس
عنایت الہی کا شکریہ کسی طرح نہیں ادا کر سکتے کہ اول اول مان اور بچہ کی طرف سے بڑا خوف تھا یہاں
فرٹز اور پروشا کے بلا شاہ اور ملکہ کو یہ امید تھی کہ بچہ زندہ پیدا ہوگا۔ اس لئے انکو بڑی تشویش پریشانی
تھی۔ مگر جب بچہ تازہ و توانا پیدا ہوا تو کل برلن کو بے انتہا مسرت و خوشی ہوئی کہ وارث تخت و تاج پیدا
ہوا اور سب اس کی شادی میں شریک ہوئے۔ تو کی کی صحت بحال ہوتی جاتی ہو۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و
کرم سے ایک حسین بچہ عنایت کیا۔ اس کی بڑی خوشی ہو۔

ملکہ مظہر کی سوتیلی بہن نے ملکہ مظہر کو خط لکھا ہے کہ بڑی پیاری لالچی و کٹوریہ کی طرف سے جو آپ کو
فکر و تردد ہے اس کا اثر میرے دل پر بھی ہوا ہے بچہ کے پیدا ہونے کے وقت جو دکھ و رونا ہوتا ہے اس کے خیال
دل میں درد اٹھنے لگتا ہے۔ جب ہماری پہچی بچہ جنتی ہے۔ جبکہ سب بیارہوں اور آفتوں سے بچا کر ہم
پالا ہو سلا ہے تو اس کی جان معرض خطر میں آتی ہو (جتنا مرنا برابر ہو) مگر خدا کا شکریہ کہ بچہ دیکھ و دونوں بچوں
حافیت ہیں اور اس سے اور بھی زیادہ خوشی ہوئی کہ اس حادثہ سے حسبِ جگہ مسرت ہی مسرت ہو۔

ملکہ مظہر نے ڈیوک ونگٹن کلج کو ۲۹ جنوری کو کہہ دیا اور ۹ فروری کو امین پرنس گیا
پرنس اس کلج کے کاموں میں بڑا دل لگا تا تھا۔ اسی نے اس کلج کے واسطے زمین خریدی تھی۔ اسی نے
اپنے اہتمام سے اس کی عمارت تعمیر کرائی تھی اس کے لئے قواعد مقرر کیے تھے۔ کتب خانہ بنایا تھا جس کی کتابیں
آپ انتخاب کی تھیں۔ اس کلج کا جو کتب خانہ مشہور ہو۔ اس کی بنا پر پرنس ہی نے جمائی تھی۔ پرنس ایڈریش

میں پنج سپاہ کے افسروں کے لئے ایک کتب خانہ قائم کیا تھا اسکی عمارت اپنے روپے سے بنوائی تھی
 فن سپہگرمی کی اور سائنس کی چیدہ چیدہ کتابیں اپنے کتب خانہ سے بھیجکر اور ادوجاہوں خرید کر کے ان
 کے کتب خانہ میں جمع کیں۔ حتی المقدور اسکی تکمیل میں کوشش کر کے اسکو کمال کتب خانہ بنادیا۔ اور
 کتابوں کے خریدنے میں اپنی محدود آمدنی میں بہت ہزار پونڈ خرچ کئے۔ یہ پیش بین دور اندیش جا بجا
 تھا کہ آئندہ فوج کشیوں میں میٹری سائنس بہت بکار آئے گا۔ اسلئے اسکی تحصیل کل یہ سامان مہیا کر دیا
 انکی وفات کے بعد ملکہ مظفر نے ہی اپنی جیب خاص سے بہت روپیہ خرچ کیا۔ اسکے سوا جو کتاب انکی اپنی
 اس کتب خانہ کے لئے بکار آمد ہوئی اسکو وہ دمان ہیچریتین۔ اس کتب خانہ کا نام ہی پرنس کو نورٹ
 لائبریری رکھا گیا۔ وہ ان افسران سپاہ کے لئے ایک نعمت عظمی تھا جو فن سپہگرمی میں مہارت پیدا
 کرنی چاہتے تھے۔ اس کتب خانہ کی بدولت افسران سپاہ کو وہ کتابیں مفت مل جاتی تھیں۔ جن کا خریدنا
 انکے مقدور سے باہر تھا۔ کریمیا کی لڑائی کیوقت ملکہ مظفر نے سپاہیوں کے لئے ایک کتب بنایا تھا جب
 لڑائی ختم ہوئی تو اس کتب خانہ کے دو حصے کر کے ایک حصہ اس کتب خانہ کا ایڈر شوٹ میں بھیج دیا
 اور دوسرا ڈبلن میں۔ یہی دو کتب خانے فن سپہگرمی کے مرکز تھے۔ ایک کتب خانہ کا نام کلوڈیا جونا
 لائبریری رکھا گیا۔ ان کتب خانوں کے لئے پرنس کو نورٹ نے خود کتابیں انتخاب کیں تھیں۔ ان کی
 وفات کے بعد ملکہ مظفر نے ان کتب خانوں کو کتابوں سے خوب مہمور کیا۔ پرنس نے ایسے کاموں میں
 کتنی وقت صرف کیا اور کتنی محنت اٹھائی اسکا تخمینہ کرنا دشوار ہے۔ ان کے ایسے کاموں کا حال
 دنیا سے مخفی رہتا تھا۔

۱۰۔ فروری ۱۸۵۹ء کو ونڈر سٹریٹ میں شام کو ملکہ مظفر کی شادی کی سالگرہ بڑی دہوم دنام سے

ہوئی۔ یہ انیسویں سالگرہ تھی۔ پرنس کو نورٹ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس انیس سال میں ہم دونوں

میں باہم نیک سلوک و اتحاد و اخلاص پیدا رہا۔

برلن میں ۵ مارچ کو ملکہ مظفر کے نواسے کا اصطبغ ہوا جس سے نانی نانا کا دل باغ باغ ہوا

یہم مارچ کو ملکہ مظفر اپنے نواسے صاحب کو لکھتی ہیں کہ اس اصطبغ میں میری بیٹی اور میرا داماد کیسے خوش

ہوئے ہونگ میرا دل اس خیال سے ٹوٹا جاتا ہے کہ میں اپنے پہلے ہی نواسے کا اصطبغ دیکھنے میں شریک

نہیں کی جھے ایسی تیغ مایوسی کہی نہیں ہوئی۔ اس تقریب کے دونوں قوسوں میں قرابت پیدا ہوئی ہے

ملکہ مظفر کی شادی کی سالگرہ

ملکہ مظفر کے نواسے کا اصطبغ

اسلئے دونوں قوموں کے واسطے بڑی خوشی و حیرتی ہو۔ وہاں میر اور میرے شوہر کے فائز بننے کے لارڈ ریگ لین اور کپستان ڈی روس گئے ہیں جنکو شہزادی خوب جانتی ہو انکے آنے کی خبر سنکر وہ اپنی بڑی خوشی ظاہر کرتی ہے۔

۹۔ مایچ کو باپنے بیٹی کو یہ خط لکھا کہ یہ افریقینی ہے کہ لارڈ ریگ لین اور کپستان ڈی روس کے وہاں موجود ہونے سے تم بڑی خوش ہوئی ہوگی۔ اور ہم انکے یہاں واپس آنے پر یہ سوالات پوچھ کر خوش ہو گئے۔ اول سوال یہ ہوگا کہ تلاء شہزادی نے باہر نکل کر تازی ہوا کھا فی شروع کی؟ دوسرا یہ کہ شہزادی کو یہ خیال ہے کہ میں اس طرح سے تازی ہوا کھا کے اپنی طاقت و صحت کو دوبارہ حاصل کروں؟ تیسرا سوال۔ شہزادی گرم کردن میں بند ہو کے سمو کے ٹکڑے کی طرح سو کر کفایت و ضعیف تو نہیں ہو گئی؟ تم نے جو اپنے شوہر کی محبت و ہمدردی و دلسوزی کا حال لکھا ہے اس سے میرا دل بڑا خوش ہوا اسی وجہ سے تمہارے شوہر سے محبت رکھتا ہوں اور اسکی قدر و منزلت کرتا ہوں۔

۱۰۔ مایچ کو لارڈ ریگ لین اور کپستان ڈی روس اپس آئے۔ اور ساری خوشخبری ان لائے تو پھر پرنس کو سنورٹ نے بیٹی کو خط لکھا۔

اوس بورن ۱۶ مایچ ۱۸۵۹ء لارڈ ریگ لین اور کپستان ڈی روس جو تمہاری خبر میں لائے ہیں ان سے مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ مگر مجھے ان سے یہ معلوم ہوا کہ تم ضعیف و مضجیل ہو گئی ہو سمندری ہوا تمہارے لئے مفید ہوگی۔ ہرمان کو سچے کے پیدا ہونیکے بعد سمندری ہوا صحت بخش ہوئی ہے۔ مجھے اس بات کے سننے سے خوشی ہوئی کہ تم ہوا میں نکلتی ہو جس قدر جلد ممکن ہو سکے ٹھنڈے پانی سے نہانا اور سر پر پانی ڈالنا وغیرہ شروع کرو تاکہ رگوں اور اعصاب میں ہر طاقت فروغ آجائے۔ اور جسمانی ساری کلیں درست ہو جائیں۔ صحت و دو بڑی نعمتیں ہر کتیں ہیں جنہ کے بعد انکے باقی رکھنے کے لئے بڑی کوشش کرنی چاہیے۔ اور سچ میں ایسا وقفہ دینا چاہیے کہ سب طرح سے جسم باہل اپنی اصلی حالت پر آجائے۔

تم فری مشن پر جو اعتراض کرتی ہو کہ انکے اسرار کو شوہر اپنی بی بی کو ہی نہیں بتلاتا یہی تو انکی بڑی خوبی ہے۔ بی بی کو چاہیے کہ جب وہ خاوند کو بس باب میں خاموش دیکھے تو بڑی خوشی ہو کہ انکے شوہر میں یہ بڑی خوبی ہے کہ وہ رازداری میں بڑی ایمانداری کرتا ہے۔

اس وقت شہزادی کی عمر ۱۹ سال کی اور نانی کی عمر چالیس سال کی تھی۔ اور اس بچے کے صطباغ میں یہاں ہر ماں باپ بنے۔

اپریل میں یہ رسم ادا ہوئی جسے باب میں ملکہ مظفر تحریر کرتی ہیں کہ نیک نامہ شریف ہو شیہا پیاری بیٹی میسرول کی اصلی راحت ہو۔

جس وقت سارے یورپ میں لڑائیوں کی خبروں کے اڑنے سے کھل بی اور ہل چل ہو رہی تھی اس وقت بھارت ہند کے فسادوں سے انگلینڈ بالکل فراغ البال ہو گیا تھا۔ ۱۴۔ اپریل کو لارڈ ڈبلیو نے ہوس آف لارڈس میں اور لارڈ وٹسٹن لی نے ہوس آف کاش میں یہ تحریک کی کہ پارلیمنٹ کی طرف سول کے مفروضہ وارن کی اعلیٰ درجہ کی دانائی اور ہندوستانی کی اور ملٹری افسروں کو سپاہیوں کی خواہ وہ انگریز ہوں یا ہندوستانی لڑائیوں میں پانچویں اور ثابث قومی و جو انفرادی کی سپاہیوں کی بجائے جن کے سب سے یہ ہنگامہ بھارت فرو ہو ہے۔ دونوں ہوس اس سپاس گزاری کو بڑی ہی میں و آفرین کے ساتھ منظور کیا۔ اور اس کے ساتھ ملکہ مظفر نے بنفس نفیس لارڈ کیننگ کے من خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان کے خط لکھا جس میں یہ اپنی تجویز لکھی کہ اہل ہند اور ڈرافٹسٹار انڈیا کے خطاب سے فخر اہل ہو کریں۔ غرض اس باب میں ملکہ مظفر اور لارڈ کیننگ کے درمیان آپس میں خط و کتابت ہو ہو کر یہ قانون مرتب ہو گیا کہ آئندہ ہندوستان میں انگریز اور اہل ہند اپنے کاروائے نمایاں کے جلد میں ناٹ وغیرہ کے خطابوں کے اعزاز سے سرفراز ہو کریں۔

پرنسپل سٹوک میئر کو خط لکھا کہ ملکہ مظفر کے سالگرہ کے دن شہزادی ولی اکیلی آٹھ دن کے لئے آئینگی۔ اس وقت ایسا ہی انتظام ہوا جس میں کچھ تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ گو یہ ملنا آٹھ روزہ کیلئے ہو۔ مگر اس لئے کو بھی بہت غنیمت جانتا ہوں کہ آلام جدائی کے اتنے دنوں بعد شہزادی کی صرف صورت دیکھنے ہی سے خوشی ہوگی۔ سالگرہ میں آئینکے لئے یہ شہزادی برلن سے روانہ ہوئی اور اسکے ماں باپ دونوں اوس بورن کو جاتے تھے کہ پورٹس مٹھ میں یہ سب اسپین ملگے۔ ڈچس کٹ بھی اوس بورن میں سالگرہ کی تقریب میں شریک ہونیکے لئے آئے کہ وہیں کہ وہ دفعہ اپنے ہی ہو گئیں کہ اس تقریب میں نہ آسکیں۔ ملکہ مظفر نے شاہ لیو پولڈ کو یہ خط لکھا۔

۲۵۔ مئی ۱۸۵۹ء اوس بورن آپ کے خلیات نامہ کے اور آپ کے ہمارے نیک خواہ ہونے کے ہر

شہزادی بالاس کی کو تقریب

اہل ہند کے اعزاز کے اعزاز کے

ملکہ مظفر کی سالگرہ

شکر ادا کرتی ہوں۔ البرٹ کے خط سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ ہماری بڑی خوشی یہ تھی کہ کل پیر کو ہماری لادلی وکی تازہ و توانا شگفتہ رو ہمارے ساتھ ہو کر یہ خوشی اس سبب سے بڑھ گئی کہ والدہ ماجدہ دفعۃً ایسی علیل ہو گئیں کہ ہمارا دل ہلنے لگا۔ خدا کا شکر ہے کہ انکی دوبارہ زندگی ہوئی۔ آج وہ اچھی ہیں اور ہر طرح سے تندرست ہوتی جاتی ہیں گرانے دفعۃً علیل ہو جانے سے مجھ پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ مجھ پر بجلی گر پڑی جس سے میں لرزے کا پینے لگی۔ میں چار گھنٹے تک ایسی بے ہوش رہی کہ کسی نہیں جانتی تھی جب میں نے سنا کہ والدہ صاحبہ کو افاقہ ہوا تو میرے ہوش بجا ہوئے۔ میں خود نہیں جانتی کہ مجھے مان سے کتنی محبت ہے یا کس قدر میری زیست ان سے وابستہ ہوئے نہ آئیے سالگرہ کی ساری خوشی مٹی ہو گئی۔ مگر خدائے انکو اپنی عنایت سے اچھا کر دیا۔ اب کچھ خوف نہیں رہا۔ اور اب ہم انکو جلد تندرست دیکھیں گے۔

اگرچہ اوس بورن میں وچس کنٹ کی صحت کی خبر اگلی تھی۔ مگر پہر بھی ملکہ مغطیہ نے یہاں قیام کم کیا۔ ۲۶۔ کولنڈن کو مہجرت کی ۲۸۔ کو پرنس کو کنورٹ نے سٹوک میر کو خط لکھا کہ میں آپ کو بڑی خوشخبری سناتا ہوں کہ ماکو سنج باوہ کی بیماری سے نجات ہوئی۔ ہشتا بھی لگنے لگی۔ مگر ابھی نقاہت بہت باقی ہے۔ ہم کو کچھ وقت تک ان کی جان کے لالے پڑے رہے۔ وکی بڑی تازہ و توانا شگفتہ رو خندہ پیشانی زندہ دل ہو اسکا یہاں تھوڑا قیام اسکی روح جسم کیلئے مفید ہوگا۔ ۲۷۔ اگست کو پرنس کی سالگرہ کی شادی ہوئی۔ پرنس اپنے روزنامہ میں کہتے ہیں انکو ۲۷۔ کو آجکے دن بھی ہیکو لارڈ پام سٹون سے ایک پیچیدہ معاملہ میں مباحثہ کرنا پڑا۔ بیٹی نے جو پرنس کو سالگرہ کا تحفہ بھیجا تھا دوسرے دن اسکی رسید میں پرنس نے یہ خط لکھا کہ سب سے بڑا تحفہ جو تم مجھے بھیج سکتی ہو وہ یہ ہے کہ مجھے یقین لاؤ کہ تم خوش ہو!۔

اسی دن کوئین و پرنس پورٹس سمٹھ میں ۳۲ رجمنٹ کو دیکھنے گئے جو ہندوستان سے آئی تھی اور انھوں نے لکھنؤ میں بڑے بہادرانہ کام کیے تھے۔

اوس بورن ۲۹۔ اگست کو اولیائے دولت چکر بال موریل میں پہنچے۔ ایڈنبرا میں ایک دن ٹیبل لی۔ ۳۰۔ ستمبر کو پرنس نے سٹوک میر کو خط لکھا کہ میں آپکو بال موریل سے جہان ہم اسکی شام کو آئے ہیں ایک اور خط لکھتا ہوں کہ ہم رات میں آرام لینے کے لیے ایڈنبرا میں ٹیبل سے کچھ

پرنس کو کنورٹ کی سالگرہ

بال موریل میں اولیائے دولت کا نام

ملکہ منظرہ کو سفر کا تھکان بالکل نہیں ہوا۔ جب موسم کا درجہ حرارت بدلتا ہے تو اس کا احساس ہکو ہوتا ہے۔ جب اوس بورنگ چلے میں تو درجہ حرارت ۷۰ تھا اور ہوا میں جس تھا۔ اور ایڈنبرا میں صرف ۴۰ درجہ حرارت ہے۔ ہوا تیز چلتی ہے۔ یہاں بھی سردی بڑھی خوفناک ہے۔ مگر بال سدریل بڑا خوش نما نظر آتا ہے نئی زمیںوں کے دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔

ایڈنبرا میں پرنس کو سنورٹ نے تعلیم کی کو نفرنس کی جبین پرنس آف ویلز کے سبیل شریک تھے۔ جنہوں نے بالاتفاق پرنس کی یہ تعریف کی کہ وہ بڑے جوش اور گرم کوشی اور شوق سے تحصیل علم کرتا ہے۔ ڈاکٹر لائن پلے فز جو کچر کیمسٹری کے صنعت کاری کے باب میں دیتے ہیں وہ سنتا ہے ایک خاص کورس کچرون کا ختم ہو چکا ہے تو وہ صنعت کا مہنہ میں استاد کے ساتھ جاتا ہے تاکہ کچرون کا استعمال عملاً معلوم ہو۔ ڈاکٹر سمٹز جو ریوسون کی تاریخ پر لکچر دیتے ہیں انکو وہ سنتا ہے اور اس تاریخ کے ساتھ وہ جرمنی اور فرانسیسی زبانوں کے سیکھنے میں بھی ترقی کرتا ہے اور ۱۶ پلٹن حصا کی جو شہر میں مقیم ہے۔ اس میں قواعد کرنے ہفتے میں تین بار جاتا ہے۔ مسٹر فشر سے لاد قانون اور مسٹر ٹی (تاریخ) سیکھتا ہے۔ الفوڈ لٹن میں ہے رخصت ہوا وہ پیرس پہنچا اور ہم ایڈنبرا میں آئے ہم نے سنا ہے کہ وہ مارسیلز سے ملتا گیا۔ اسکا جاز آف فروری میں واپس آئیگا۔ اور ایسٹر میں اس کا کو نفریشن ہوگا۔ وہ اول ملاجی کا امتحان پاس کر گیا۔ اور آپ کے ڈٹائی برس اسکی عمر اٹھارہ سال کی ہوگی تو وہ لفٹنٹ مقرر ہوگا۔ یہ خدمت بڑی سخت ہے مگر اسکو اسی میں خوشی حاصل ہوتی ہے۔

۱۵۔ ستمبر ۱۸۵۹ء ملکہ منظرہ نے شاہ لیوپولڈ کو لکھا کہ کل صبح کو البرٹ میرے پاس سے ایبرڈین گیا کہ وہاں جا کر ایک کار عظیم کو انجام دے۔ میں نے ٹیلیگرام کے ذریعہ سے سنا کہ اسے اس کار عظیم کو بخوبی انجام دیا۔ وہ آج شام کو میرے پاس آگیا جسکے سبب میری وہ پریشانی نفع ہوئی جو اسکی جدائی کے سبب سے ہو کر تھی ہے۔ پرنس یہاں جا کر ایبرڈین سے پانچ میل کے فاصلہ پر مسٹر طاسن کے مکان میں مقیم ہوا۔ یہاں کے ڈیزین ۱۴۔ تاریخ کو بڑے بڑے عالموں ایبرڈین و شریفون سے وہ ملا۔ بعد ڈنر کے یہ سارا قافلہ ایبرڈین میں گیا۔ اور وہاں پرنس نے ڈٹائی ہزار سامعین کے روبرو برٹش ایسوسی ایشن میں ایڈریس کیا۔ جو اس کے پہلے ایڈریس سے زیادہ فصیح و بلیغ تھا۔ ۲۵۔ سنٹ میں ایڈریس ختم ہوا انہوں نے یہ دعوے نہیں کیا کہ میں سائنس کا محقق ہوں یا

پرنس آف ویلز کی تعلیم

ایبرڈین میں پرنس کی پرورش کا حال

زمانہ حال کی سائنس کی تحقیقات سے ماہر ہون کو توڑنے ہی اہل سائنس ہو گئے جو سائنس میں
انکی طرح محور تے ہو گئے یا سائنس میں انکی بربر لیاقت رکھتے ہو گئے۔ انہوں نے صرف سائنس کے اصول
عامہ کو اور اس ایسو سوشیشن کے مقصد اور موضوع کو اس خیال سے بیان کیا کہ وہ ایسی باتوں پر حاوی
تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سائنس کے عالم ہیں۔ وہ اہل سائنس کے کاموں کے بڑے حامی اور معاون تھے
انہیں انکے اغراض کو تفصیل سے بیان کیا کہ پبلک اور گورنمنٹ دونوں کی انہیں مطالب برکری ہوتی ہو۔ کل
پیسیج کے لکھنے کی اس مختصر ترین گنجائش میں مگر اسکا مختصر سا انتخاب اس نظر سے لکھا جاتا ہے
کہ جس سے مصنف کے فضائل کا حال معلوم ہو۔ اس ایڈریس کے آغاز سے معلوم ہوتا ہے کہ سچے علم نے مصنف
کی طبیعت میں کیسا اعتدال پیدا کیا ہے۔ انہوں نے اس وقت مشکل کام کرنے میں اپنے فرض کے ادا
کرنے میں ایسی کوشش کی کہ جسے سب سے سارے نکتہ چین و عیب بین سامعین دل سے انکے ایڈریس کی
طرف متوجہ ہو گئے۔

برٹش ایسو سوشیشن کے جنٹلمین۔ جب مجھ پر یہ معلوم ہوا کہ آپ نے اس سال میں مجھے مہربانی کر کے پہلے
بلایا ہے کہ میں آپ کی ایسو سوشیشن کا پریسیڈنٹ بنوں تو میں چونک پڑا۔ سائنس کا پایہ بڑا بلند ہو اس کے
بالکمال عالم تبحر نامور ممتاز سرنہر از ایسے موجود ہیں کہ سائنس کے رموز و اسرار پر سے پردہ اٹھاتے
ہیں۔ انکے بڑے بڑے کلمہ گمانیاں موجود ہیں، وہ اپنی ذات سے خلقت کو بہت فائدہ پہنچاتے ہیں انکی
سچی تعریف ہو۔ میں اپنے تئیں انکے مقابلہ میں سچ و ناچیز سمجھتا ہوں۔ میں تو فقط اہل سائنس کا
مداح ہوں اور سائنس کا طالب علم ہوں۔ اس زمانہ میں جو بزرگ اہل سائنس ہیں انکے مقام عالی و بزرگ
انکی طرف سے اس مجمع علماء و کبار میں سائنس کی ترقی کے باب میں بولنا میں اپنے لیے ناممکن جانتا
ہوں۔ میں نے سوچا کہ اگر آئندہ کو یہ نتیجہ نکالا کہ گو میں تمہاری کوششوں کا معین ہوں مگر مادی
اور طرح سے تمہارے لیے اور سائنس کے واسطے مفید ہوں ایسے میں نے اپنی درخواست کو منظور کیا۔
یہ یاد کر کے کہ یہ ایسو سوشیشن ہر لحاظ سے وہ کوئی مذہبی آدمیوں کی جماعت نہیں ہے کہ وہ اپنے پیشے
کے اسرار و رموز کو حاسدانہ پردہ میں رکھے۔ بلکہ وہ اپنے غیر مقلدین کی ادب و جمہور کی علی العہود داعی ہوتی
ہے کہ وہ انکے ساتھ شریک ہوں۔ انکے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ اپنی خیالی اور منظر سحر
کو اٹھا دے جو اہل سائنس اور کاروباری آدمیوں کے درمیان حائل ہیں۔ میں نے یہ سوچا کہ اس ملک

میں جس جاہ و منصب پر خدا تعالیٰ نے مجھے قائم کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں اُس جمہور کثیر کا نائب قائم مقام ہوں جو تمہاری کوشش و سعی کا بیج و خزانہ اُس سے فائدہ اٹھانے والا ہے مگر عملاً تمہارے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا پریسیڈنٹ کے لیے تمہارا میرے لیے انتخاب کرنا تمہاری کسر نفسی کا کام تھا اور میرا اس سے انکار کرنا میری جھوٹی کسر نفسی اور نخوت سمجھی جاتی مگر میں نے اس پریسیڈنسی کے قبول کرنے میں ایک ادبیت سوچی کہ ملکہ منظمہ کے روبرو ایسے وسائل کمتر پیش ہو چکے ہیں کہ جیسے وہ اپنے شوہر کی وساطت کی شہادت سے ثابت کریں کہ تمہاری سیاحانہ و کوششیں تمہاری ملکہ کے نزدیک بے توقیر نہیں ہیں وہ یہ چاہتی ہیں کہ اس بات کو میری رعایا ایسا ہی جانے جیسے کہ تم جانتے ہو۔ پس ایسی ایسی سوچ بچا رہے مجھے ہدایت کی کہ میں جلدی سے اپنے فرض کی راہ مستقیم پر چلے میرے سامنے ہی چلنا پسند کروں +

پھر پرنس نے یہ بیان کیا کہ سائنس کے موافق تحقیقات کے نتائج یکجا جمع کر نیکیے لینے اور اُنکے درمیان باہم تعلقات مربوط کر نیکیے واسطے اس ایسوسی ایشن نے کیا کیا کام کئے ہیں اور کیا کیا کام کر رہی ہے۔ انہوں نے بہت خوش ہو کر عالمِ بحر و ہر ارشناس بحر و بر ایکسٹنڈیم بولٹ کا نام لیا جو ابھی اس نینے سے سدھارا ہے۔ اگر ایسوسی ایشن کی کارکردگی مستقبل کے لیے بیان کرنے کی میں کوشش کر رہا ہوں۔ اور تار بن کر مجسم صورت اختیار کرے تو وہ ایکسٹنڈیم بولٹ کی صورت ہوگی۔ اور اس نے اپنی ساری ہمت اس میں صرف کی کہ علم انسانی کی دنیا پر سلطنت و تسلط حاصل رہے جسکے لیے یہ ضرورت ہے کہ گورنمنٹ اسکی ہادی ہو اور اسکی جامعیت کو قائم رکھے اور اس بلند خیال نے سائنس کے موافق مٹھی باندھے۔ اور اُن کو متحد کر کے مقوی کیا۔ اسنے تمام اہل سائنس کو بیان کیا کہ وہ سب ایک ہی نسل کے اراکین ہیں جہاں اُسنے دیکھا کہ لوگ تحقیقات کرنی نہیں چاہتے یا تحقیقات کرنے پر راضی نہیں وہاں تحقیقات کے نشوونما دینے کے لیے لوگوں کی ہمت بندھوا لی اور بڑی گرجوئی سے رہنمائی کی۔ وہ فوجان اور شوقین طلبہ کا معین محافظ بنا اور بہت طلبہ کو اُنکے کاموں میں کامیاب کرایا۔ یورپ کی کثیر گورنمنٹوں اور کورٹوں میں وہ ایسا مستر و معزز تاج کے سبب سے اُسنے سائنس کے مقدمہ کی وکالت ایسی خوبی سے کی کہ اسکا ہر تاج بہ نسبت جتانے کو نیاؤ و شوار تھا۔ اسنے گورنمنٹوں سے جو درخواست کی وہ ناگزیر انکو منظمہ ہی کرنی پڑی سارے سائنس

محبت رکھنے والے اس عالم کے سوا کونسا مومن بیٹھے ہیں؟

جنتیہیں یہ ایک اتفاق کی بات ہے کہ جس عالم کی مین نے تریف کی ہو اسکی ولادت کا دن وہی ہو جو آج ہمارے جمع ہو کا دن ہو۔ پرنس نے اپنے ایڈریس کو ان الفاظ مسرت افزا پر ختم کیا کہ حضرات ایسی مجالس یہ کام کرتی ہیں کہ حکما کو ان کے مطالعہ کی خلوت نشینی سے باہر لاتی ہیں۔ اور سائنس کے صحرا اور دن کو اپنے بہاؤ میں لانیکے لیے بلاتی ہیں تاکہ وہ انکے سامنے نتائج بیان کریں جو انہوں نے اپنی محنت و جانفشانی سے نکالے ہیں اور ان استقرا کو ظاہر کریں جو اپنی وضاحت سے حاصل کیے ہیں تاکہ ان کا امتحان کیا جائے۔ اور انکی صحت پر مناظرہ مباحثہ ہو کر ایک احمق منقطع ہو جائے۔ یہ مجلسیں برخلاف اور سوسائٹیوں کے تمام سائنسوں کے نشوونما دینے کے لیے اپنا اگلا ڈھکولتی ہیں اور ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ جیولوجی کا جاننے والا جن مسائل کو اپنے علم کے وسیع سے نہیں جان سکتا۔ وہ کیمسٹری جاننے والے کے سامنے پیش کرتا ہے جو اپنے علم سے اس کی شکل کو سہل کر دیتا ہے۔ جغرافیہ دان فچرل سائنس جاننے والے سے اپنے علم کو روشن کرتا ہے۔ ہیئت دان انجینیر اور علوم طبیعیہ کے عالم سے استفادہ کرتا ہے۔ ایسوسی ایشن ایسا میدان ہے کہ جس میں علی العموم جمہور مدعو ہوتے ہیں تاکہ وہ اسکی رپورٹوں کو سنیں اور انکے مباحثوں میں شریک ہوں وہ انکو دکھاتی اور بتلاتی ہے کہ حکما یہ وہ نظریات بتانے والے نہیں تھے بلکہ حقیقت میں وہ عملیات بتلاتے والے ہوتے ہیں وہ مقرر فرمیتے وہ دھوکہ باز نہیں ہوتے۔ وہ اپنے کاموں کو اسرار پرورد میں بیٹھ کر نہیں کرتے۔ وہ براہ حلیم مسکین محقق حق جو حق پرست ہیں جن میں خلقت کے فائدے کے لیے جو کام کرتے ہیں اس پر خسر کرتے ہیں۔ وہ دلیری سے برخود غلط ہو کر مذہب سے منکر نہیں ہوتے۔ جسکی تہمت بعض اوقات ہمالت اپنر لگاتی ہے۔ وہ آسمان پر حملہ کر نیکیکے لیے پہاڑ پر پہاڑ نہیں چڑھتے کہ بلندی پر پہنچ کر غضب الہی کی گرج سے نیچے کریں بلکہ وہ قواعد مقدس کے زیر اثر بنتے ہیں اور پاک زیارت گاہیں ڈھونڈھنے کے لیے محنت کرتے ہیں یعنی سچ کی تلاش کرتے ہیں یہ سچ خدا کا ہونا ہے یعنی وہ قوانین الہی تلاش کرتے ہیں جو مخلوق الہی میں خدا کے کاموں کے اندر ظاہر ہوتے ہیں۔

پرنس کو یہ خوف تھا کہ اس کام میں ناکام رہیں گا مگر جب انکے ایڈریس کی سامعین نے اور جمہور نے بڑی

قدر شناسی تو قیر کی تو انکو ٹری خوشی ہوئی +

پرنس نے بال سویل مین برٹش ایسوسی ایشن کے دو سوسائٹوں کی جو بڑے بڑے حکما تھے دعوت کی وہ ایرڈین سے یہاں آئے۔ انھیں حکیموں کی قسمت جس دن سے آؤ تھے کبھی آندھیان چلتی کبھی میسہ برستا۔ کبھی تھمتا۔ کبھی دھوپ نکلتی۔ اس حالت میں بھی جلسے اور مجلسیں ہوتیں۔ موسم خزاں اچھا تھا۔ شہزادہ شکار کا شوقین تھا وہ خوب ہرنوں کا شکار کر لیتا پھر ہاتھ انہوں نے بعض لمبے سفر بھی ملکہ مظہر کے ساتھ کیے جن کا مفصل حال ملکہ مظہر نے اپنے روزنامہ میں لکھا ہے کہ ان سیرن میں بڑی سیر بھی کی۔ اکتوبر کو مین دیوچ دھوئی پہاڑ پر سیر کو گئی۔ اس سے زیادہ اونچا پہاڑ کوئی نہیں ہے وہ۔ ۲۴ ۹۷ فیٹ بلند ہے۔ پرنس آف ویلز اور شہزادی لیلی اس سیر کے ہمراہ تھے۔ اس سے کچھ دنوں پہلے سرورٹین پہاڑ پر جو ۲۷۰۰ فیٹ بلند ہے اور موج ناگر پہاڑ پر بھی ملکہ مظہر کے گئے تشریف لے گئی تھیں +

۱۴۔ اکتوبر کو ملکہ مظہر گلاسگو کے وائٹ ہارس کس کو لے کر ادا کر نیکے لیے تشریف لے گئیں۔ سارے ملک میں یہاں سے زیادہ کوئی عظیم الشان وائٹ ہارس نہ تھا۔ اس پر لیل گلاسگو کو فخر تھا اور یہ فخر ان کا غلط نہ تھا اس لیے کہ اسکی لاگت میں پندرہ لاکھ پونڈ انہوں نے خرچ کیے تھے۔ اس میں ایک ٹینیل زمین (دورازہ) ۲۳۲۵ فیٹ طول میں اور آٹھ فیٹ قطریں۔ اور پہاڑ کی چوٹی سے ۶۰۰ فیٹ نیچے تھا۔ اور ستر اور چھوٹے چھوٹے ٹینیل تھے جنکا طول سب ملکہ تیرہ میل تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل شہر کی ہمت ایسی ہی بلند تھی جیسی کہ انکی عقل و دانش بلند تھی کہ انہوں نے اپنے روز افزون شہر کے لیے یہ چشمہ فیض جاری کیا۔ ملکہ مظہر نے اس وائٹ ہارس کو کوہ لکراسی دن ایڈنبرا کو مراجعت کی دوسرے دن وہ کرنیل گلکس بی ٹنٹ سے ملنے گئیں۔ یہاں کی اقامت میں پرنس نے بن رائن کی سلیٹون کی بڑی کان دیکھی۔ اور یہاں کے کاریگروں کا گانا سنکر بہت محظوظ ہوئے۔ اکتوبر کو ملکہ مظہر وڈسٹر کیسل میں تشریف لے آئیں +

خران کے بعد جاڑ بڑا کرڈل کے کا پڑا۔ کل ملک پر کمر اور پالا بہت پڑا۔ ۲۶۔ اکتوبر کو کوہ سفورڈ یونیورسٹی میں پرنس کو نورٹ اپنے بیٹے پرنس آف ویلز سے ملنے گئے وہاں انکو چل کا مرض لپٹا + ۲۹۔ کوہ اورٹ کے ایک دن بعد وہ اپنے بچھو نے میں پڑے رہی باہر نہ نکل سکے۔ اپنی شادی کے بعد وہ

بال سویل کے جلسے پر تشریف

گلاسگو کے وائٹ ہارس کو لے کر

پرنس کوہ سفورڈ کی عیادت

ایسے بیمار کہی نہیں ہوئے تھے سولے ایک دفعہ کے کہ انکو چپک مٹی تھی۔ ۳۔ نومبر کو وہ اچھ بچہ
 ۴۔ نومبر ۱۸۵۹ء کو برلن سے بڑی شہزادی سے اپنے شوہر کے پرس اوٹ ویلن کی سالگرہ
 کی تقریب میں آئیں۔ جن کے دیکھنے سے باپ کو ایسی روحانی خوشی حاصل ہوئی کہ جہانی ضعف کم
 ہو گیا۔ ۳۔ دسمبر کو وہ یہاں سے رخصت ہوئیں۔ اوس دوران میں پرس کو نسورٹ کے لئے ایسے
 سخت کام پیش آئے کہ انہوں نے اپنی بڑی صاحبزادی کو ہفتہ وار خط میں خط کے مختصر پتہ کی وجہ
 یہ لکھی کہ میرے پاس کاغذات کا انبار ایسا لگا ہوا ہے کہ وہ مجھے مارے ڈالتا ہو ایسے میں جہاں
 خط کو بھی جلد ختم کرتا ہوں اور تم کو غیر یاد کرتا ہوں۔ اس خط میں وہ لکھتے ہیں کہ اب مجھ کو خوش
 کے دیکھنے سے بھی تقریر نہیں ہوئی۔ جنکا میں بڑا شوقین ہوں۔ ہمیشہ سوا تر پالا کمرینہ آپس میں
 اولاد بدلی کرتے رہتے ہیں۔ تہج یہاں بڑی شدت کا جاڑا ہے۔ بارش کے بعد برف برسنی شروع ہوئی
 ہے۔ اوس دوران سے ۲۱۔ دسمبر کو دنڈر جانے کا ارادہ تھا۔ اس سے پہلے وہ اپنی بیٹی کو لکھتے ہیں کہ
 ۴۔ اچھے برف پڑی ہے۔ تین دن سے وہ جمی ہوئی ہے اس پر ایک جوبن نظر آتا ہے۔ پودوں اور درختوں پر
 برف کے صاف کرنے میں میرے پیچھے ٹوٹے جاتے ہیں۔ اگر یہ نہ کروں تو میرے سدا بہار درخت
 سب جل جلا کر رہ جاتے ہیں۔ خاص کر سرو تو کوئی باقی نہ رہے۔ میرے سانس کی مٹی پر برف چڑھ جاتی
 برف پر پہلے تین۔ پہاڑ کے نیچے ایک برف میں آدمی بنایا گیا ہے۔ اسکی ناک نزدیک جاکر کی لگائی گئی ہے
 اور اس کے سر پر ایلفرڈ کی بڑی بدنام ٹوپی جسکو گہرین ہموانہ کہتے تھے پہنائی گئی ہے۔ بچے اُس سے
 دل بہلا رہے ہیں۔ فقط بڑا دن بڑی خوشی سے بسر ہوا۔ آپس میں خاندان شاہی میں باہر تھمے محافل
 خوب تقسیم ہوئے۔

۶۰۱۸ عیسوی

۳۔ جنوری ۱۸۵۹ء کو ملکہ مظفر نے شاہ علیچم کو تحسیر فرمایا کہ ۱۸۶۰ء کا سال بڑا خوش و مبارک شروع
 ہوا ہے مجھے یاد نہیں کہ کوئی پہلے بھی ایسا مبارک نوروز آیا ہو کہ جس میں میں نے بساط انبساط ایسی
 بچھائی ہو جیسی کہ اس میں۔ ہمارے گھر ادا وبال بچے موجود ہیں۔ یہ حقیقت میں ایک عجیب بات تھی
 کہ آج کے دن ہمارے سواقت بچوں نے اساتذہ کے کلام کو خوب پڑھا اور خوب گانے گائے باجے

ہاں سے بڑی شہزادی و شہزادہ کا آنا۔

سال نوروز

بجائے خوشنویسی دکھائی۔ یوں مان باپون کے نوروز کو بچون نے زیادہ خوش بنا دیا۔ انہوں نے تحصیل علم میں اپنی ترقی کرنے کا ثبوت ایسا دیا کہ مان باپون کی محبت و احسان کرنے کا پورا خراج ادا کر دیا۔

برلن کی شہزادی کو اس نوروز کی مبارکباد میں باپنے بلند بہتی اور عالی حوصلگی کے لیے یہ الفاظ لکھے کہ نوروز میں تم نے وہ امیدیں کی ہیں جو خدا کے فضل سے پوری ہو گئی مگر اسکے ساتھ ہی تم اپنے مستقل نیک ارادے ہی ایسے کرنے چاہتے ہیں کہ جن کا پورا کرنا تمہارے اپنے ہاتھ میں ہوا وہ اس پر آشوب دنیا میں تمہاری کامیابی کی معاونت کریں۔ ان اپنے ارادوں میں ثابت قدم رہو اور ہمیشہ اپنی ہمت مستقل ارادوں میں صرف کرتی رہو جس سے تم کو طاقت و قدرت ایسی حاصل ہو کہ محاسن اخلاق کے قانون کے تابع ہو کر اپنے نفس کو بے انتہا مغلوب کر سکو۔ اور حسن اخلاق کا آئین تم پر فرما دئی کر سکے۔ اور تم کو اس کی فرمان بری پر سبیلان خاطر ہو سکے۔ مدت ہوئی کہ مہنے ساری تعلیم و تربیت کا نتیجہ و مال ہی تحقیق کیا ہو اور اس کو بدلائل ثابت کیا ہو۔

جب متاع شرف و شرف ہوا ہے تو انگلیٹنڈ کے سارے معاملات قابل طینان چل رہے تھے تجارت کا بازار گرم تھا۔ مزدوروں کا ریگروں و محنتیوں کے لیے مزدوری و کام بافراط تھا جس میں انھوں خاطر خواہ روپیہ ملتا تھا۔ اہل زراعت اپنی حالت پر قانع و راضی تھے۔ اگرچہ قومی محافظتوں کے خرچ اٹھانے کیلئے ٹیکسوں کا لینا اپنی آنکھیں دکھاتا تھا۔ مگر ملک اس ضروری خرچ کے انت کے برعکس اٹھانے کو انصاف سمجھتا تھا۔

۱۸۵۹ء کی آخر تاریخ میں ملکہ مغلیہ نے نوروز کی مبارکباد میں شہنشاہ فرانس کو خط لکھا ہے۔ یہ نوروز آپ کو مبارک ہو۔ جو سال ختم ہوا ہو اس میں ایک طوفان بہا تھا اور اس نے بہت آدمیوں کی دل آزاری کی تھی۔ مگر میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ اس نئے سال میں امن و عافیت و مصالحت کی تکمیل ہو اور دنیا کو ترقی و تاسیص و آرام ہو۔ گویا ہمیں مصالحت کے باب میں اعتراض کر اے مخالفانہ ہوں۔ مگر جب ہمارا ارادہ رعیت کی رفائیت کے لیے معصوم و مستحکم ہو کہ رعیت ایک رعیت اتنی ہمارے پاس ہے اور خدا تعالیٰ کی امداد ساتھ ہو تو پھر قابل طینان نتیجے کے حاصل ہونے میں یا کوس نہیں ہونا چاہیے فقط۔

شہنشاہ فرانس نے ملکہ منظمہ کی اس نبرد حکمت انور پر عمل نہیں کیا جسکا اسنے خمیا زہ بہکت اور
پرنس کا خط ۲۴ کو پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ ۲۹ کو لوکسفورڈ میں پرنس لوفے بلا آیا اور
ایکفرقہ ہمارے پاس آکر رہا۔ بالفعل وہ لیگتھ رن میں ہے۔ دو ستر مہینہ کے آخر میں اسے کو نفرم ہونے کی
امید ہے۔ اور بچے خوب نشو و نما پا رہے ہیں۔ آپ انگور کھینگے کہ وہ بہت بڑھ گئے ہیں۔ ایلا مائیس
جوان ہو گئی ہے۔ وہ بڑھی خوب رو خوش منظر معلوم ہوتی ہے وہ ہمارے گھر میں سب کی اعات
کرتی ہے۔

کرتی ہے ۴
اس خط کا جواب اُس پیرزنگے نے کیا کہ گوین اپنی زندگی سے دراندہ ہو گیا ہوں مگر بہر ہی میں یہ
چاہتا ہوں کہ اپنے عزیز پیارے شہزادے سے باتیں کروں۔ تم نے جو مجھے اپنے خاندان شاہی کی
جسمانی و روحانی و عقلی صحت ۴ خوشحالی کی طبعاً دی اس سے میرا دل نہایت خوش و خرم ہوا خدا تعالیٰ
سے میری دعا ہے کہ وہ اُسکو اسی حالت میں رکھے اور اُسکو اپنی برکت دے۔ میری طویل زندگی نے مجھ کو
ایسی فرصت و مہلت دی ہے کہ میں نے اس مقولہ کے سچ ہونے پر غور و تأمل کیا ہے کہ اگر
کسی آدمی کے لئے اُسکی زندگی میں کوئی مشکل کام مقرر ہوا ہو اور وہ اُسکے کرنے میں انصاف و راستی
سنجیدگی پر دل سے مستقل نہیں رہتا تو وہ اُسکو صحیح صحیح لیاقت سے سرانجام نہیں دے سکتا جس سے
اُسکو خوشی و راحت حاصل ہو۔ اگر وہ اس مقولہ پر عمل نہیں کرے گا تو وہ اپنی بدفہمی سے خفیض بنے تو
ہوگا اور بالآخر سبھا جائیگا۔ بس تم اس اصول کو اپنے بچوں کی تعلیم میں بالاستقلال اختیار کرو
تو وہ اپنی راستی کو خود بخود دکھلا دیگا ۴

۲۴۔ جنوری ۱۹۶۷ء کو ملکہ منظرہ نے فیض فنیس پارلیمنٹ کو کولار اور سچ میں مہلات اہم کا بیان اس طرح کیا کہ اس پر مباحثوں کا ایک طویل مہلہ اس جلسہ میں اول ہی دفعہ ملکہ منظرہ کے ساتھ شہزادیان ایلانے۔ پلٹا۔ گین تہین +
ونڈ سر کیل ۲۵۔ جنوری ۱۹۶۷ء

وقت عجب تیز رفتاری سے پرواز کرتا ہے۔ ٹھیک دو برس گزر گئے کہ تمہاری انگلی میں بیاہ کی انگوٹھی پہنائی گئی تھی۔ اس کہ خدائی کی مبارک ابتدا آئندہ زمانہ کا نمونہ ہو۔ تم کو خدا تعالیٰ اپنی برکت ایسی ہی دیتا رہے جیسی کہ اب تک دی ہو۔ محبت ہی لون کو آپس میں پیوستہ و وابستہ

پرنس کو منظور طائر شوک میر کی خط و کتابت

پارہ ہندوستان کا

پولیس کو دستور مل گیا اپنی بیٹی صاحبزادی کے نام

کرتی ہو۔ محبت ہی اصل مسرت کی جڑ ہے۔ یہاں بہت جلد دو دن میں تمہارے چھوٹے سے پیکر کے بیٹے کی سالگرہ کی تقریب ہوگی۔ اس تقریب کی مبارکبادی اور میری نیک خواہی تم دونوں میان بی بی تبدیل کریں۔

ملکہ منظمہ کی شادی کی میسون سالگرہ کا دن آیا تو پرس نے اپنے دوست ویریل سٹوک میر کو یہ خط لکھا کہ میں نہیں چاہتا کہ آج کا دن ختم ہو جائے اور میں آپ کو خط نہ لکھوں آج میسون سالگرہ کی سینٹ جیمس کے مقام میں سچا پیمان (نخل) ہوا تھا میری آنکھوں کے سامنے یہ سنا نظر آ رہا کہ میں گرجا میں اپنے باپ اور بھائی آرنسٹ کے درمیان جا رہا ہوں اور نخل کے عہدو پیمان ہو رہے ہیں۔ اور آپ میرے نزدیک بیٹھے ہیں۔ ہم نے اس عرصہ میں خلافت کی صلاح و فلاح و بھلائی میں تھے المقدور جتنی کوششیں کیں۔ ان سب میں ہمیشہ کامیابی نہیں ہوئی۔ مگر ان میں ہمیشہ نیت بخیر تھی۔ اور بہت دفعہ ہم کو کامیابی ایسی حاصل ہوئی کہ ہم اس کا شکریہ اپنے خدائے تعالیٰ کی درگاہ میں نہیں ادا کر سکتے۔ آپ ہمارے سچے دوست اور دانا مشورہ کا رہیں اگرچہ اس وقت ہم میں او آپ میں بعد ظاہری حائل ہو اور آپ اپنے ضعف صحت بڑھاپے کے سبب ہماری ایسی ادا نہیں کرتے جیسی کہ پہلے زمانہ میں کیا کرتے تھے مگر ہمارا اتحاد معنوی و باطنی دروہانی آپ کے ساتھ وہی ہے جو پہلے سے تھا۔ اور وہ اس وقت تک ایسا ہی ہے گا کہ اس جسم کا خاکی لباس روح کے اوپر چھپا رہے گا ہم بالکل تہذیب میں فقط البرٹ

سٹوک میر کو ملکہ منظمہ لکھتی ہیں کہ آج کے مبارک دن میں یہ ایک مختصر فقرہ لکھتی ہوں کہ میں اپنی خوشی کو اور آپ نے جو احسان مجھ پر کیے ہیں انکو الفاظ میں ادا نہیں کر سکتی۔ میں انچ خوش کہنا ایسا چاہتی ہوں جیسا کہ آپ نے مجھے خوش کیا ہے فقط وکٹوریہ

بیرن سٹوک میر کو پرس کو نورٹ نے لکھا ہے کہ تین دن ہو کہ لارڈ گرین ویل کی بی بی کو قمار مطلق نے دنیا کی مصائب بالکل نجات دی۔ ڈیوک نیو کیسل کی ایک آنکھ کی روشنی جاتی رہی آگام خانگی پرس رنج کا اور اضافہ ہوا جس کے سبب وہ بہت ضعف ہو گیا ہے۔ شہزادہ ایلنڈ گرین ہو وہ بڑی مری کر رہا ہے۔ وہ بہت ذہین و طبع ہے۔ کاروبار میں بے انتہا مصروف رہتا ہے اور چست چالا ہے۔ بیسٹرن اسکا کو نفریشن ہوگا۔ امید ہے کہ کو برگ میں آپ نے پرس ویزٹنے آئیں گے فصل بہار ایک

ملکہ منظمہ کی شادی کی میسون سالگرہ

پرس کو نورٹ کے خانگی مصالحت

نہایت خراب ہو اور مجھے بہت نا موافق ہے اور بیمار کرتی ہے۔ لنڈن میں مجھے انفلوئنزا بیکر ساتھ
ہوا۔ یہی نزلہ میرے گلے کا مار رہا ہے۔ آئندہ امید صحت ہو۔

اس زمانہ میں پرنس کو نسورٹ نے اپنی بیٹی کو خط لکھا ہے کہ اتوار کے دن ہم لارڈ ایئرٹن
کی عیادت کو گئے۔ وہ ایسا خستہ حال بیمار رہا ہے کہ اتنی بھی طاقت نہیں رہی کہ چل پھر سکے یا کھڑا
ہو سکے مگر اسکا دماغ اب تک صحیح و توانا ہے۔ اسلئے اسکو اپنی صحت کا زیادہ تردد رہتا ہے۔ سب سے بہتر
اعلیٰ آدمی سے جانی کا ہونا ہمارے لئے سخت قافق ہے فقط ملکہ معظمہ اور پرنس کو نسورٹ دونوں کو
اس لارڈ کے بیمار ہونے کا سخت رنج و ملال تھا پرنس کو نسورٹ نے ایک اور خط میں اپنی بیٹی کو یہ خط
لکھا ہے کہ در آمد مال پر محصول کم کر دیا گیا ہے۔ عملی تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ محصول کے کم کر دینے سے
مال زیادہ بچھڑتا ہے اور درآمد مال بہت زیادہ ہوتی ہے۔ زیادہ محصول کے بڑھنے کی صورت میں آمد مال
کم ہوتی ہے۔ وہ آدمی تھوڑے نہیں جوتو بہت محصول دیتے ہیں اور جسے بڑی مقدار حاصل ہوتی ہے
مگر گروہا گروہ ایسے آدمی ہوتے ہیں کہ وہ فروزا فروزا تھوڑا تھوڑا محصول دیتے ہیں مگر انکے محصول کا مجموعہ
محصول کے گھٹا دینے سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ مسئلہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ کسی ملک کے محنت
پر دلائی کی قوت اسکی وسعت پر موقوف نہیں ہوتی۔ ایک چھوٹا سا قصبہ ٹڈ سرچوہ ہزار آدمیوں کی
آبادی کا ہے وہ سوپ (صاحب) کے بنانے میں لنڈن کی برابر ہی کرتا ہے جس کی آبادی پچیس لاکھ
آدمیوں کی ہے۔ فقط

ایک اور خط میں وہ بیٹی کو لکھتے ہیں۔

اوسبورن ۲۱۔ مارچ ۱۸۹۶ء ہونی مکس میں کسی شخص کو کبھی اس بات کو ماننا نہیں چاہیے کہ
میری رسائی ایسی بات پر ہو گئی ہے کہ وہ دنیا کے ختم ہونے تک بطور مثال کے بیگی۔ دنیا چل رہی ہے
اور چلتی چاہیے ہی ہے۔ ہمیں زیر دلا ہوتے رہتے ہیں لیکن کسی شخص کو یہ کہی نہیں کہنا چاہیے کہ اگر
باتیں بیسہ میری مرضی کے موافق نہ ہوں تو میں انہیں کو تو میں اتنی دور جا سکوں گا کہ پھر اس سے گے نہیں
چل سکوں گا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ ایک سپاہی لڑائی کے اندر سے اپنی جینٹ کو چھوڑ کر اس سب سے
بھاگ جائے کہ لڑائی میں شکست ہوئی کی فال نکلی تھی تو یہ کام اسکا درست نہیں ہے۔
لنڈن میں موسم میں پہلک و فتر ہوتے ہیں ان میں ضرور پرنس کو نسورٹ بلایا جاتا ہے۔ ۲۷۔ مارچ کو جلا

نے اُنکو بلایا کہ اُن کا مال جو انہوں نے نہایت عمدہ بنایا تھا کمولین جب پرنس نے جولاہوں کا جامِ صحت پیا تو اُسکے ساتھ یہ فرمایا کہ یہ ہماری طبیعت کا اقتضاء ہے کہ جب ہم کسی مشکل کام کو اپنے ہاتھوں سے ختم کرتے ہیں تو اُس کام کے ترقی دینے میں جو تکلیفیں و مشقتیں اور آفتیں اُٹھاتے ہیں اُنکی یاد کو اپنے دل سے بھلا دیتے ہیں اور فقط خود ہی اپنی کامیابی سے خوش و مسرور نہیں ہوتے بلکہ اپنے ہمسایوں اور دوستوں کو بھی بلا کر اپنی خوشی میں شریک کرتے ہیں۔ اُنکو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مجھے کیا کام کیا ہوگا جو ہمارا اس کام کے سرانجام دینے کی خوشی میں شریک ہوں۔ میں تمہارا ممنون منت ہوں کہ مجھے تم نے اپنے دوستوں میں شمار کیا۔ میں تم کو یقین لاتا ہوں کہ میں تمہارا اس کام کی پوری قدر و منزلت و توقیر کرتا ہوں۔ سچے دل سے تم کو تمہاری کامیابی کی مبارکباد دیتا ہوں تم نے جو اس قدیمی مال کو چھوڑا جو جس میں تمہارے باپ اور اُخاندان سٹورٹ کے بادشاہوں کی دعوت کیا کرتے تھے۔ اور اپنی رسم و عادت کے موافق تفریح طبع و کاروبار کے لیے اس طرح جمع ہوتے تھے جیسے کہ اب تم جمع ہوئے ہو تو یہ بات قابلِ افسوس ہے لیکن آدمیوں کے کام مثل اعضا انسانی کے ہر تے ہیں کہ انکی طبیعت کا مقتضاء یہ ہوتا ہے کہ وہ متواتر از سرِ نو تازہ ہونا چاہتے ہیں تاکہ وقت جو نکلے زائل کرنے کا میلان رکھتا ہے اُسکا مقابلہ کریں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ تم نے یہ قصد مصمم کر لیا ہے کہ نہچر کے قانون ترقی کی پوری کرنا کہ اپنے تئیں دکھلائیں کہ دو سو برس کے عرصہ میں ہم پہلے پہلے پھیلے ہیں۔ تم نے مجھے درخواست کی کہ اس تقریب میں میں شریک ہوں میں نے خوشی سے اس درخواست کو قبول کر لیا۔ اور اُسکے ساتھ ہی اپنے دل میں سمجھا کہ دو سو برس گزرے کہ جو لحاظ و ادب و محبت طبعی تمہارا اور تمہارا پادشاہوں کے درمیان تھے۔ وہ اب تک نیا وہ حرارت و تیزی کے ساتھ زندہ ہیں۔ لندن میں تمہاری دولت و تہذیب و تمدن کی ہی ایک چھوٹی سی سلطنت جمہوری ہے۔ ہم اپنے دل میں ان باتوں کے ہونے کو آزاد اور مرفہ الحال قوم کی پولیٹیکل اور سوشل زندگی کی اصلی شرائط جانتے ہیں۔ اس سرزمین پر جو خدا کی مہربانی ہے۔ اُسکی برکتیں یہاں کے آدمیوں پر نسلِ بعدِ نسل قائم رہیں اور تمہاری جماعت زندہ و خوشحال رہے اور آئندہ و گزشتہ نسلوں کے درمیان ایک واسطہ وابستگی رہے۔ دوسرے دن پرنس کو سنورٹ نے اپنی بیٹی کو یہ خط برلن بھیجا کہ نزلہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتا جو لاہوں نے ایک بڑی عالیشان عمارت بنائی ہے۔ انہیں مجھے ڈنر کے بعد دوپہر چھین دینی پڑیں جب ختم ہوں

تو میں نے خدا کا شکر بھیجا۔ اور کھڑے ہو کر تھارا جامِ صحت تین دفعہ پیا۔ اس کمرے میں ۹۰ درجہ حرارت تھی اور چار گھنٹے ڈنر اور ٹوسٹ کھانے اور گانے بجانے میں لگے مجھے اندیشہ ہی کہ یہ سہرے لینے خاص نہ وائے تھی۔

ماہِ چ کے مہینہ میں شہزادہ الفریڈ کے کنفریشن کی طرف مان باپوں کی بڑی توجہ رہی
۱۵۔ اپریل کو وہ ونڈسرس کیل میں ہوا۔ مان باپ و لون اس رسم کو متم بالشان اس سبب چاہتے تھے کہ اس رسم سے عیسائی مذہب کے فرائض کے ادا کرنے کا وقت شروع ہوتا ہے۔ وہ اپنی اولاد کے لئے عیسائی مذہب کی تعلیم کے مسلم مقرر کرتے تھے۔ وہ اس امر کی بڑی نگرانی اسلئے کرتے تھے کہ لنگے بچوں کی چالیں انڈونی اور بیرونی عیسائی مذہب کے موافق ہو۔ اس شہزادہ نے بحری پیشہ اختیار کیا تھا۔ اسلئے باپ کو زیادہ اہتمام کی ضرورت تھی کہ بیٹا مذہب کو صرف تحکات ہی نہ سمجھے بلکہ یہ جانے کہ محاسنِ جنسِ لائق کے قوانین کے موافق وہ میرے مذہب جواب دہی ہو۔ وہ اپنے بیٹے کے دلیں یہ یقین پیدا کرنا چاہتے تھے کہ گناہ کوئی مستقل چیز نہیں ہے بلکہ تنصیر ہے وہ نفس بھیجی اور قانون جنسِ لائق کے درمیان ایک امر متنازع فیہ ہوتا ہے جسکا آغاز قانونِ اخلاق سے شروع ہوتا ہے اور انہیں فتح اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے جو ہم کو تعلیم کی ہے اسکی تقلید و اتباع کریں۔ انکی اخلاقی آزادی کی تحریک سے اپنے افعال اختیار کریں۔ اس تعلیم کے لئے شہزادہ الفریڈ بڑا اہل تھا۔ پرنس کو نسورٹ نے ۴۔ اپریل کو اپنی بڑی بیٹی کو لکھا کہ شہزادہ الفریڈ میرا بیٹا اچھا شاگرد ہے۔ منطقی رہتی و استقامت کے برخلاف تنصب اس کے دلیں کہہتی کہ ہم نہیں رکھ سکے گا مجھے یقین ہے کہ وہ پوری طرح سے سمجھتا ہے کہ مجھے اپنی ذات سے اپنی چال چلن خوشیوں کی جواب دہی کرنی ہوگی اسلئے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دنیا کے آئینہ جگڑون و فسادون میں سلامت رہیگا۔

اپریل کے شروع میں ملکہ منظمہ کو اپنی سوتیلی بہن کے خاوند کے مرنے کا بڑا صدمہ عظیم ہوا۔ وہ مدت سے بیمار تھا۔ ۱۷۔ اپریل کو شاہِ بلجیم کو ملکہ منظمہ لکھتی ہیں کہ اس کے خضائل ستودہ بے عیب تھے۔ اس کے دامن پر کوئی دھبہ نہ تھا۔ وہ میری بہن کا بڑا وفادار شوہر تھا۔ یہ قول اسکی شان پر صادق آتا تھا کہ دنیا میں ایسے آدمی کمتر ہوتے ہیں کہ وہ نیک ہی ہوں اور متعصب

پرنس الفریڈ کا کنفریشن

ملکہ منظمہ کے دوستی کی وفات

بھی رکھتے ہوں۔ فیوڈر بڑی غم کی ماری ہوئی ہو۔ خاوند کے ساتھ اُسکے اخیر دم تک اُس اپنی محبت موثر رکھی۔ آخر وقت میں بھی خاوند اسکو ہچانتا تھا۔ ملکہ مغظمہ نے جو اپنی بہن کی تعزیت کی تو اس سے اُسکی بڑی تشفی و تسکین ہوئی۔ انہوں نے اپنی بہن ملکہ مغظمہ کو لکھا کہ آپ بجز دعا لکھی تھی کہ کیسی تیری نیند مبارک ہو۔ وہ میرے خاوند کے دفن ہونے کے وقت پڑھی گئی۔ لنڈنی موسم میں آرٹ کی مختلف نمائشیں ہوتی ہیں جن میں پرنس کو نسورٹ ہمیشہ تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ ان نمائشوں میں وہ اور ملکہ مغظمہ بہت سی چیزیں خرید لیتے تھے۔ اُنکی بڑی صاحبزادی کو بھی آرٹ کی چیزوں کا بڑا شوق تھا۔ اس سال میں روائل اکیڈمی کی نمائش میں بھی وہ عجیب غریب و بے نظیر تین سب سے اچھی یہ نمائش ہوئی۔

آرٹ کی مختلف نمائشیں

پرنس کی فرصت و فراغت و راحت و آرام کے معانی یہ تھے کہ وہ اپنے کاموں کو بدل لین یعنی ملکی کاموں کو چھوڑ کر ٹریجر ڈاٹ میں مصروف ہو جائیں۔ وہ ملک الشعراء یعنی سن کی نظم کی کتابوں کے بڑے شوقین تھے اور انکے مطالعہ سے مستفید و مسرور ہوتے تھے۔ ملک الشعراء نے اپنی ایک کتاب اُنکے نام نامی سے معنون بھی کیا تھا اور اُسکے اشعار پر نشان کر دیے تھے کہ اُنکی تشریح بڑی صاحبزادی کریں۔

جب ہندوستان میں بغاوت و سرکشی کا سرکٹ کیا تو ملکہ مغظمہ نے یہ چاہا کہ ہندوستان کے واسطے اور ڈرافٹ میرٹ یعنی لیاقت کے خطابات مقرر کیے جائیں۔ سرچارلس وڈ وزیر عظم ہند نے پرنس کو نسورٹ کو اس تجویز کی طرف متوجہ کیا اور ۱۵ مئی ۱۸۵۷ء کو انہیں لکھا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے آزمودہ کاروں اور ناموریوں سے سر جان لارنس اور سرفریدک کرمی تحقیق کر رہے ہیں کہ یہ خطابات کیا تجویز ہوں جن کا انگریزوں اور ہندوستانی اُمرا کو دنیا مناسب سمجھوں ہو۔ پرنس کو نسورٹ نے یہ تجویز کیا کہ ایسٹرن سٹار (نجم المشرق) خطاب تجویز ہو۔ اور مولو اسکا یہ ہو کہ خدا کا جاہ و جلال ہو۔ زمین پر امن امان رفاه و سلامتی ہو۔ مگر لارڈ کیننگ نے لکھا کہ لفظ ایسٹرن (پوٹنی) کو سمجھنا پسند نہیں کریں گے۔ آخر کو اس امر میں بحث ہو ہو اگر دی موٹ اگر اللہ اور ڈرافٹ سٹار اور فٹنڈا تجویز ہوا۔

ہندوستان کے بڑے اور ڈرافٹ میرٹ

اس زمانہ میں ملکہ مغظمہ اور پرنس کو نسورٹ ایلڈ شوٹ کی چھادنی میں اکثر سپاہ کا معائنہ کرنے اور

ملکہ مغظمہ کا سپاہ

اُسکو قواعد سپاہ کے مرکز بناتے۔ تین دن مان رہنے کے بعد ۱۵ مئی کو پرنس کو سنورٹ سٹوکر سیر کو یہ خط لکھا کہ ایڈمرل شوٹ کے کیمپ کلن وپر کو ہم واپس آئے ہیں۔ اتوار وین ہوا۔ وہاں اٹھارہ ہزار سپاہ کا معائنہ ہوا۔ اس قدر سپاہ کا اجتماع بڑا بھلا معلوم ہوتا تھا۔

موسم بہا آ یا۔ درختوں نے اپنا لباس آراستہ کیا کیسکویا وینین کر جیسا ابکی دفعہ چارویہ تک ناخوش و امراض خیز پڑا ہے ایسا پہلے کسی پڑا ہو۔ ہر شخص اس میں بیان بیمار تھا۔ آخر ہفتہ میں عجیب عجیب موتیں ہوئیں۔ بہت سے آدمی ہمارے واقف کاروں میں سے مر گئے اب گرمی لگتی ہے تو ہماری تندرستی اچھی ہو گئی ہے *

اس سال میں سرد و بہار دو فون موسم سرد و مرطوب ناگوار تھے۔ موسم گرمیاں بہی ہوئی نہ نکلی۔ ملکہ مغطہ اور انکے شوہر دس روز کے لئے اوسبورن میں آگئے تھے۔ یہاں انکو دو ہری خوشی ہوئی ایک یہاں کی سیر کی اور دوسری ناگوار موسم سبچنے کی۔ پرنس کو سنورٹ نے اپنے ہفتہ وار معمولی خط میں اپنی بری بیٹی کو لکھا ہے *

اوسبورن ۲۳ مئی ۱۸۹۶ء تمہارا خط ۲۰ تاریخ کا میرے پاس ایسی خوشیوں میں پہنچا کہ دلکش ہوا میں چل رہی تھیں۔ روح افزا خوشبو میں اگر ہی تھیں پرندہ نغمہ سرائی کر رہے تھے۔ لہر رہے تھے۔ غرض اتنی چیزیں فرحت افزا موجود تھیں کہ دنیا کی ساری مصیبتوں کو بھلا دیتیں دنیا کی ساری اصلی خوشیاں یہاں حاصل ہو سکتی تھیں مگر میں ایسا بے نصیب تھا کہ میرے حصہ میں کوئی خوشی نہیں آئی تھی۔ کوہلو کے میل کا ساحل تھا جسکو کام سے کبھی فراغت نہو۔ تم کو کیس بھی کاگد حایا ہو گا وہ بالکل میرا شے ہو کہ وہ کیسل موٹ میں خن خاشاک کے پھٹکی اتنی دفعہ لگاتا ہے جتنی دفعہ اسکو کیسل میں پیسے کے پھرنے میں چکر لگانے پڑتے ہیں۔ پھر بھی کوئی اس کا شکر گزار نہیں ہوتا *

دو ڈنروں میں مجھے صدر انجن بنکر ایک مین سات اور دوسری مین دس عام سلاستی پہنے پڑینگے۔ اور ہر ایک کے ساتھ اُسکے مناسب حال سپج دینی پڑے گی جو میری جان کے لئے ایک غم ہوا ہو گا۔ پھر مجھے اوکس فورڈ جانا پڑے گا کہ وہاں کی برٹش ایسوسی ایشن کی پریسیڈنسی سے استعفا دوں۔ پھر اسی موسم میں کل قوموں کے سٹیشن ٹیکنیکل کونگریس کو کوہلو پڑے گا۔ بس اشنا بہن

پرنس کو سنورٹ کا خط اپنی بری بیٹی
سے نام کا مین کی شرت کے باپ میں

ڈریسنگ کالج کی بنیاد کا پتہ رکھنا ہوگا۔ اور ونگلڈن کالج میں طلبہ کو انعام تقسیم کرتا ہوگا اور ایسے ہی کام مختلف کنیشنوں میں بیٹھنا ہوگا۔ اور ایس کوٹ کی گھڑ دوڑ میں جانا ہوگا جہاں جانا مجھے دل سے پسند ہے اور اور موسمی جلسوں میں اور بالون میں جو جوں کے مہینے میں ہو۔ شریک مہینہ پڑے گا۔ یہ سب کام معمولی کاموں کے علاوہ ہیں۔ پھر ان کاموں پر یوروپ کے پریشان انگیزہ مہات کا اضافہ ہو۔ پارلیمنٹ کا ایک طوفان برپا ہے۔ یہ سب کام معمول سے زیادہ مجھے بار خاطر نا پسند طبع ہیں ۴

بعض کامیابیاں مجھے خوش کرتی ہیں جیسے میں اس کوشش میں کامیاب ہوا کہ انگریز اور ہند کی فوجیں دونوں شامل ہو کر ایک ہو جائیں۔ وزیر نے منظور کر لیا کہ وہ دونوں ملکر ایک ہو جائیں۔ اس سے بڑا خوف مٹ گیا۔ تم نے جو اپنے ماتھے کی بنی ہوئی چیزیں بھی ہیں انہیں عجیب صنعت کاری ہے میں انکی بڑی تعریف کرتا ہوں۔ تمہاری انشا پر دانی بھی دلربا و خوش اثر ہے۔ ایک ہفتہ کے بعد ۱۳ مئی کو پرنس کو سنورٹ نے اپنی بڑی صاحبزادی کو خط لکھا جو جس معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ان کاموں کی زیادہ کام کیے جن کو پہلے خط میں لکھا تھا وہ لکھتے ہیں کہ میں نے پہلی جوں کو دو کنگ میں ڈریسنگ کالج کی بنیاد کا پتہ رکھا یہ ان چند انٹی بیٹھنوں میں ہے جنہیں میں دلچسپی رکھتا ہوں مگر وہ سرسبز نہیں ہیں ۴

۱۹۲۳ء میں بڑی نمائش ہونے والی تھی اسکی ترقی خواہوں نے خط و کتابت میں میں نے وہ دن مصروف زمانہ اس نمائش میں بھی ایسا اپنا حصہ لینا چاہتے تھے جیسا کہ ۱۹۱۷ء کی نمائش میں حصہ لیا تھا ۴

ملکہ معظمہ پانچویں تاریخ ایس کوٹ کی گھڑ دوڑ کے دیکھنے کو گئیں۔ پھر تین دن انکو فرصت ملی جس میں انہوں نے اپنے مہافون کی ممانہ دہی کی۔ ان مہافون میں تھے شاہ یحیٰ مع اپنے ایک صاحبزادے کے اور ہبیٹارم سٹاف کا شہزادہ لوئس مع اپنے بھائی کے ۴

پرنس کو سنورٹ کے ۸ تاریخ کے روز نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ ویلز کے کنیڈا جانے کا زمانہ عنقریب آگیا تھا۔ اور وہ کولونی کے حالات سے خوب واقف تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کے لیے تمام مقامات سفر تجویز کیے اور وہاں کے آدمیوں کے خصائل اور اوصاف بیان کر دیے

باوجودیکہ جون کے مہینہ میں کامون کی کثرت نے انگلیو حیران و پریشان کر رکھا تھا مگر اسپر بھی نہون
 نے اپنے بیٹے کے سفر کی یادداشتیں لکھ کر ڈیوک نیو کیسل کو دیدین۔ یہ ڈیوک شہزادہ کے مصاحب
 اس سفر میں مقرر ہوئے تھے۔ ان یادداشتوں میں اپنی دوریابی اور پیش اندیشی سے ان کیڈریوں
 کے جواب بھی لکھ دیئے جو شہزادہ کے روبرو سفر میں پیش ہوئی جس روز شام کو میرلز کسید کو روانہ
 ہوئے تو ڈیوک نیو کیسل نے انگوان یادداشتوں کا شکریہ ادا کیا اور یہ لکھ کر بھیجا کہ یہ یادداشتیں
 میرے بہت کام آئیں گی۔ صرف یہی سبب نہیں کہ انکی تحریرات سے نئے نئے خیالات معلوم ہونگے
 بلکہ ان سے مجھ کو اس طرز روش پر اطلاع ہوگی جو ملکہ مغظمہ اور پرنس کو نورٹ کی آرزوؤں کے موافق
 ہونگی گو ان میں اکثر تکرر اور ایک ہی شخص کی طرز تحریر یاد۔۔۔ نے کا نقص پیدا کر دیگی سفر میں ان
 یادداشتوں میں سے ہر ایک کام آئی۔ وہ مختلف مقامات کے مناسب طال اور انکے آبادی کے طابع
 کے موافق لکھی گئی تھیں۔ سفر میں امتحان کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ یادداشتیں ایسی درست لکھی گئی تھیں
 کہ ساری باتیں انکے موافق وقوع میں آتی تھیں۔ ڈیوک نیو کیسل انکی بڑی تعریف کرتا ہوا
 قاعدہ ہے کہ جو دوست ہوتے ہیں وہ دوستوں کے کہنے کا حال سب سے اول سنا چاہئے
 میں اسیلنے پرنس کو نورٹ نے ۸۔ تاریخ لندن میں مراجعت کر کے سٹوک میر کو اپنے کہنے کا حال لکھا
 کہ ہم ایس کورٹ کی گھر وڑون سے واپس آئے۔ ستوا تر بارش نے گھر وڑون کی میر کو سر کو دیا۔ اس کے
 دیکھنے میں وہ لطف نہ آیا جو ہمیشہ آیا کرتا تھا۔ ہسی کے دونوں نوجوان شہزادے ہم سے رخصت
 ہوئے۔ اس میں شبہ نہیں کہ کلان شہزادہ لوئیس اور شہزادی اولیالیس آپس میں ایک دوسر کو پسند
 کرتے ہیں۔ انکی ملاقات خوشی بخوشی ختم ہو گئی مگر مجھے اس میں شبہ نہیں کہ اس شہزادہ کے خاندان
 کی طرف سے شادی کا پیغام شہزادی کے لئے آئیگا۔ ہم انکے ازدواج کے برخلاف نہیں ہونگے
 کیونکہ یہ خاندان بڑا شریف و فیرجام ہے۔ اس نوجوان شہزادہ میں جن اخلاق کی کل باتیں نہیں کسی
 اشتباہ کے موجود ہیں۔ اس کے داغی و جسمانی قوا میں شباب کی تازگی و قوت پائی جاتی ہے۔ بظاہر وہ
 گرینڈ ڈچی کا وارث معلوم ہوتا ہے اسلئے اسکا جاہ و منصب ہی اس رشتہ مندی سے غیر مناسب
 نہیں ہوگا بالفعل جو حالت ہو اس میں میرے اور ملکہ مغظمہ کے لئے یقینی بہتر طریقہ یہی ہے کہ ہم دونوں
 خاموش انکو مشاہدہ کرتے رہیں۔

۱۔ چون کو مشر آرتھ پبلش کونسل کا کلرک مقرر ہوا اور اس نے اپنے عہدہ کا حلف اٹھایا علم ادب میں وہ مشہور تھا اور اور اوصاف حمیدہ بھی رکھتا تھا۔ اس سبب سے ملکہ معظمہ اور پرنس کو لنسٹ اسکے حال پر بہرہ بران ہو اور وہ اپنے آئیڈیل دکال اپرنس کی لیاقتوں سے مستفید ہوا اور اس نے پرنس کی سپیچون اور ایڈیٹوریل کونسل کی کتاب کا دیباچہ خوب لکھا۔ ۱۹۶۲ء میں یہ کتاب چھپ کر شائع ہوئی پرنس کو لنسٹ نے اپنی بڑی بیٹی کو خط لکھا ہے۔ اسی میں ان کمیشنوں کا ذکر کیا ہے کہ جن میں ہمیشہ ان کا وقت صرف ہوتا تھا۔ ان کمیشنوں میں ایک فائن آرٹ کمیشن ہر دوسرے سال ۱۹۶۱ء کی نمائش کا کمیشن ہوا اور سینٹ مارٹن کا پروویڈنٹ اور ونگٹن کالج ہے۔ ان سب کے وہ پریسیڈنٹ تھے اور ان میں وہ اپنا بڑا دل لگاتے تھے انکی اکثر میڈنگ میں پریسیڈنٹ ہوتے تھے اور ان کے غور و خوض کے رہنما بنتے تھے۔ ونگٹن کالج انہی کی حسن سعی و توجہ سے قائم ہوا تھا اور اب کالج خود اپنا کام آپ پور کر رہا تھا۔ اس کالج کے طلبہ کے لئے ملکہ معظمہ نے ایک تمنہ سالانہ دینا تجویز کیا کہ جس طالب العلم کو دیا جائے جو سب طلبہ سے زیادہ نیک چلن ہو پرنس نے ۱۶۔ تیار اس تمنہ کے نہاں ہونے کے سارے قواعد تجویز کیے جسے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا دماغ کیسا احسن حنلاق سی تھا۔ ۱۶۔ جون ۱۹۶۲ء کو ملکہ معظمہ نے ونگٹن کالج کے طلبہ کے لئے ایک سونے کا تمنہ انعام دینا تجویز فرمایا کہ جو طالب العلم سب سے زیادہ نیک رفتار و گفتار ہوگا۔ اس کو انعام دیا جائے گا اس انعام سے غرض یہ ہے کہ طلبہ میں تعریف کے قابل نیک کرداری پیدا ہو جس سے معلوم ہو کہ آپس میں رشاک طلبہ میں کہاں تک نیک کرداری کی قابلیت پیدا ہو سکتی ہے۔ ہر برائے دلاور ان ملک کے سب اوصاف میں سے زیادہ تر تعریف انکی نیکو کاری کی ہوتی ہے اور اس نیکو کاری کی تعلیم پانیکے لئے یہ کالج قائم کیا گیا ہے ۴

ہرگز کے گے خست یار سے یہ امر باہر نہیں ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی اطاعت خوشی سے کیا کرے۔ اور اپنے ہمسروں اور برابر والوں سے نیک سلوک کیا کرے زبردستوں کے سامنے اپنی خود داری اور آزادی رکھے اور کسر و زبردستوں ضعیفوں کی حمایت و محافظت کیا کرے اور اپنے ساتھ محبت اور بھلائی کرے جو اس کے ساتھ برائی کرے اسکے قصود و معاف کرے جن لوگوں میں مخالفت ہو ان میں مصالحت کر دے اور ان سب کے سوا اپنے فرض کے ادا کرنے میں بیاباک

اور راسخی درستیابی میں نچتہ کار ہو۔ بس جو طالب العلم ان کل صفات میں زبان میں سے بعض میں ممتاز ہوگا وہ دیوک معظم کے کل قانون پر یا بعض پر چلے گا وہ قواعد مفصلہ ذیل کے موافق انعام دیوک کے پانیسے سرفراز ہوگا۔ قواعد یہ ہیں کہ یہ متمتع اس طالب العلم کو انعام دیا جائیگا جبکہ میڈاشر ہیکل اور ماشرون کے سالانہ انتخاب کر گیا ہو اس منتخب رشکے کا نام پرفیکٹور (اسٹرون) کے سامنے جو اس مقصد کے لیے جمع ہونے پیش کیا جائیگا۔

اسکے بعد ایک ہفتہ کے اندر پری فیکٹ اس منتخب شدہ طالب العلم کی سفارش ملکہ منظمہ کے حکم کے لیے کریں۔ اسی ہفتہ کے اندر اگر کسی پری فیکٹ کو یہ معلوم ہو کہ منتخب طالب العلم کے چال چلن میں کوئی برائی ایسی ہو کہ جسے سبب سے وہ انعام مذکور کا مستحق نہ ہو تو وہ اسکی تحریری اطلاع میڈاشر کو تو پیر میڈاشر اگر ضرورت ہو تو یہ تحقیق کرے کہ طالب العلم پر جو الزام لگایا گیا ہے وہ کس قدر سچا اور کیا بڑا ہے۔ پہلے اس سے کہ منتخب طالب العلم کا نام پری فیکٹوں کے سامنے میڈاشر پیش کرے وہ اسکے چند ہم مکتبوں کے نام لے چکی تعداد مقرر کرنا اسکے اختیار میں ہو اور ہر ایک سے پوچھے کہ بالفرض اگر وہ اس انعام کے لیے تجویز کیا جائے تو وہ راضی ہوگا۔ پری فیکٹ ان ہم مکتبوں کو حکم دے کہ وہ اپنی رائے سے فیصلہ کریں کہ کون طالب العلم اس انعام کے لیے منتخب ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔

عام جلسہ میں جس میں میڈاشر اور کل ماشر موجود ہوں یہ تمنا دیا جائے۔ تمنا پانے والا اس تمنے کا قطعی مالک ہوگا بٹ ٹیکہ وہ کسی ایسے فعل کا مرکب نہ ہو جسے سبب سے وہ اس اعزاز سے محروم کیا جائے آٹھ برس ہونے کے دیوک ونگٹن کی جگہ پرنس کونسورٹ گرین ڈیر گارڈس کا کمانڈر مقرر ہوا تھا۔ اسکی دوستوں ساگرہ ۱۶۔ جون کو تھی جس روز پرنس نے تمنے کے انعام ملنے کے قواعد مقرر کئے تھے اُس دن وہ اسکے ڈیزین پریسیڈنٹ مقرر ہوا۔ اسکے ہام مندستی پینے کے وقت انہوں نے اپنے محاسن حشلاق کے سبب رجمنٹ کے سارے بہادروں کے ولوں کو تسخیر کر لیا اور انکے سینوں میں زمانہ گزشتہ کی بزرگی و عظمت کا وہی شعلہ روشن کر دیا جو قومی سپاہ کی جان ہے۔ پرنس نے فرمایا کہ یہاں ہم ایسے جمع ہوتے ہیں کہ اس رجمنٹ کے بننے پر جو دوسو برس گزرے ہیں۔ انکی ساگرہ کی رسم کو دوا کریں۔ یہ دوسو صدیوں کا زمانہ بڑا دراز ہے اور وہ انگلیسنڈ کی

گرین ڈیر گارڈس کا ڈیزین پریسیڈنٹ کی دعوت

بڑی عظمت اور شان کا عہد ہے اور اس زمانہ کی تاریخ میں جو واقعات عظیمہ گزرے ہیں ان میں
 اس رجسٹرنے کاروائے نمایاں کیے ہیں وہ یورپ و امریکہ و افریقہ کے بحر و برین لڑی ہوئی اور اپنی
 پائیمردی اور دلاوری و حسن سعی و کوشش سے ایسی فتوحات عظیمہ حاصل کی ہیں کہ جسکے سبب دنیا
 کی قوموں میں برٹش قوم سر بلند و سرفراز ہوئی ہے اور اسکا نام روشن ہوا ہے کچھ ضرور نہیں ہے
 کہ میں اسکے کاروائے نمایاں کی تفصیل بیان کروں وہ سب آپ صاحب کو ذہن میں منقش ہوں گے
 (پرنس نے انکے فتوحات عامہ کو بالتفصیل بیان کر دیا) بلصیسی سے سپاہی کا فرض فقط یہی نہیں ہے
 کہ اپنے ملک کے اجنبی دشمنوں سے لڑے بلکہ بعض اوقات اسکا بڑا فرض عظیم یہ ہوتا ہے کہ اسکی بحیروں
 اپنے ہی بھائیوں سے لڑنا پڑتا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ برٹش سپاہ کو اپنی بھائیوں کے ساتھ لڑنے
 میں اپنا فرض نہیں ادا کرنا پڑیگا۔ سپاہی ایسی حالتوں میں اس خیال سے ثابت قدم رہتا ہے کہ
 وہ اپنے اس بادشاہ کے احکام کی بے عناد اطاعت کرتا ہے جسکے خیر خواہ رہنے کا حلف اس نے اٹھایا
 ہے اور اپنے ملک کے یے اندرونی امن و عافیت کو اپنا خون و س کے خریدتا ہے اور اس قانون
 کی عظمت کو مول لیتا ہے جو محض آزادی پر مبنی ہوتی ہے اور وہ قوم کو مستقل خوش اقبال اور فخر و حال
 بناتا ہے۔

اے صاحبو! جس تادیب و ترمیم و قواعد نے اس رجسٹرنے کو میدان رزم کے لیے آمادہ
 اور ہشتناک بنایا ہے اسے اسکو اس قابل بنایا ہے کہ مدتہائے دراز تک وہ ایک طرف اگیں
 دار الخلائی کی ہوائے نفسانی و ہوس ہائے شہوانی میں رہتا ہے مگر اس سے اسکی توانائی اور
 استعدادی و پھرتی و چستی و چالاکی میں سہ برفرق نہیں آیا۔ وہ اپنے شہری بھائیوں کے ساتھ نیک
 سلوکی اور موافقت کے ساتھ رہی ہے۔ یہ ایک عجیبہ اہمیت ہے کہ وہ دوسرے جس لینڈن کی محافظت
 کے لیے حصا نشین اور رسول حکومت کے ماتحت رہی ہے تاکہ قانون اور انتظام و بندوبست کی
 معاون ہو سکے اسے اس انتظام میں کوئی خلل و رخنہ نہیں ڈالنا کہہی اسکی نسبت یشکایت ہوتی کہ
 وہ گستاخ و عیاش ہو گئی ہے۔ ہم کو امید ہے کہ آئندہ صد برس تک اسکے خصال حمیدہ کی روشنی
 کو خدا تعالیٰ چمکائے رکھو گا۔ اور اس چوٹی سی جان نثار سپاہیوں کی جماعت کو سلامت باعافیت
 رکھیگا۔ ہم کو چاہیے کہ ہم مردانہ وار اپنا فرض ادا کریں اور اپنے خدی خیر خواہان بادشاہ کے کاموں کو

یا درکین کہ وہ کیسے اپنے ملک کی عزت کے لیے متفکر رہتے تھے ؟

چند روز کے بعد ۲۴ جون کو وائٹ ہارکین دونلٹیر سپاہیوں کے بڑے بڑے دیو ہونے
اضلاع سے دونلٹیر اپنی گروہ سے خراج کر کے لندن میں آئے تھے اس طرح دار السلطنت اور اسکے
نواح کے دونلٹیر جمع ہوئے تھے۔ اس اجتماع سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کیا ایک عجیب قومی جوش اور
مصمم اور العزمی اپنے ملک کی محافظت کے لیے ہو اس سپاہ کے یو تحریک کا موٹو (صبح محافظت
تھی نہ جنگ۔ یعنی یہ سپاہ ملک کی محض محافظت کرتی تھی۔ سپاہ پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ مدت
وراء کی اس عافیت و نعم و تعیش نے سپاہیوں کی جنگاکی کا عرق بخور دیا ہے یہ اجتماع اس الزام
سے خوب بری کرتا ہو اور ثابت کرتا ہے کہ گو سپاہی لڑائی سے ایسے ہی متغیر ہوتے ہیں جیسے کہ شہری
نیک آدمی اور خاصکر نیک سپاہی۔ مگر وہ اس حالت میں جنگ سے پہلو تھی نہیں کرتے ہیں جو انکے
ملک کی عزت و سلامتی کے لیے ناگزیر ہے۔ قواعد کے میدان میں دونلٹیروں کو دیکھنے سے معلوم
ہوتا تھا کہ وہ فن سپہ گری کے تمام رموز و کرتبوں اور ہنروں سے خوب واقف ہیں ایسے آدمیوں نے
اپنے تین دونلٹیر بنایا کہ جن کو انکے افسروں نے ایسا جلد پورا سپاہی بنا دیا جو پہلے خیال میں
بھی نہیں آتا تھا۔ رگیو کو سپاہ کو بھی انکو دیکھ کر اس پر رشک آتا تھا۔ چار بجے پارک میں مکہ معظمہ کھلی
گاڑی میں بیٹھکر آتے۔ شاہ بلجیم اور شہزادی ایلایس اور شہزادہ آرتھر انکے ساتھ بیٹھے اور پرنس
کونورٹ گھوڑے پر سوار انکی سواری کی ایک طرف تھے۔ پیچھے شانہ جلو میں دو گھوڑوں میں سربرا
سپاہ کا معائنہ ہوا۔

پرنس کونورٹ نے ان دونلٹیروں کی قواعد کا بڑا دل لگا کے ملاحظہ کیا اور سیدنا شام
کو ٹری ٹی ٹی ہوٹل کے ڈیزین پریسیڈنٹ ہو کر بحری و بری سپاہ کے جام سلامتی کے پینے
کے وقت انہوں نے یہ فرمایا کہ جام سلامتی بغیر اسکے نہیں پیا جاتا کہ فخر و مباہات احسانندی
سے دل متاثر نہ ہو۔ دونلٹیروں نے جو کارنامے نمایاں کیے ہیں اور جن خدمات جو وہ نبھالائے
ہیں ان پر انگریزوں کا فخر و ناز کرنا اور ان کا ممنون ہونا بے وجہ نہیں ہے۔ سو لایٹی
کے تمام درجن کے فہر قون میں سے یہ سپاہی اور ملحق دونلٹیر ہوئے ہیں اور انہوں نے
اپنے ملک کے لیے جان سپاری اختیار کی ہے۔ ہم بعض اوقات سنتے ہیں کہ ان خدمات میں

خرچ ہوتا ہے۔ اسکا ہلکو تقبلی افسوس کرنا چاہیے کہ مجبوری ہلکے خرچ سے نقصانات اٹھانے پڑنے ہیں مگر بحیثیت مجموعی ان دونوں کے صیفونک قائم رکھنے سے قوم کا دل و دماغ صحیح اور اسکا شعور فطری تیز معلوم ہوتا ہے اور اس سے قومی جو شش اولوالعزمی ظاہر ہوتی ہے ورنہ لٹیروں نے ملکہ منظمہ کی خدمت اسلئے اختیار کی ہیں کہ جب ہمارے سوا حل پر کوئی خوف نمایاں ہو تو وہ گریور سپاہ اور ملیشیا سپاہ کی معاون ہونگی جس سرعت کے ساتھ یہ تدبیر بروئے کار ظاہر ہوئی ہے سارا جہان تعجب کے ساتھ اسکی سچی تعریف کرتا ہے آج جو ہم نے جلوہ گاہ سپاہ کی دیکھی ہے وہ ان لوگوں کے دلوں سے کہی فراموش نہیں ہونگی۔ جنہوں نے اپنی خوش نصیبی اسے دیکھا ہے۔ اس میں آزاد منش و تعلیم یافتہ و صنعتکار آدمی مسلح تھے اور اپنے ملک کی جان سپاری کی شہادت دے رہے تھے اور بتلا کر تھے کہ ہم اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں جان دینے کو تیار ہیں۔ اب ملک میں ایک لاکھ تیس ہزار سے زائد ورنہ لٹیروں اور جب حقیقت میں ملک کے لئے اعلیٰ خوف نمودار ہوا تو سنہ ۱۹۰۰ء میں ۴۷ ورنہ لٹیروں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوف کی صورت میں ملک میں کتنے ورنہ لٹیروں کے جمع ہونے کی قابلیت ہو ہم اس بات کو جلد بھول جاتے ہیں کہ دنیا کے کل ملکوں کے برخلاف ہمارے یہ خدمات جنگی کا بجالانا بالکل ورنہ لٹیروں کے ہاتھ میں ہے جن میں سب قسم کی سپاہیں بحری و بری موجود ہیں۔ اس نصبت سے پسندیدہ جب الوطنی کا جو شش ظاہر ہوتا ہے وہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ ورنہ لٹیروں کی سچی و صحیح خدمات پر جرحہ کا فضل و کرم مشاہدہ میں آیا ہے اسکو ہمیشہ خدا سپر غاری رکھے۔

ورنہ لٹیروں کا ایک غیرہ مشیل رائفیل ایسوسی ایشن (بنامق سے نشانہ بازی کی جماعت) تھی اسکا پہلا جلسہ سول فائن میں ہوا۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء جولائی کو ملکہ منظمہ شریف نے لکھنؤ میں یہ ایک جدید جلسہ ہمارا کل جدید (لڈیل) موسم گرما کا پہلا دن تھا کہ حضرت علیا نے ۴ سو گز کے فاصلہ پر چاند ماری پر اول نشانہ مارا۔ انکو ایک ایڈیٹر نے پایا۔ اس شریف آدمی کا نتیجہ یہ تھا کہ سارے ملک میں ورنہ لٹیروں کو نشانہ بازی میں کمال حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا اور وہ سب ملکوں پر نشانہ بازی میں سبقت لے گئے۔

ملکہ منظمہ اور پرنس کون سورٹ نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ ستمبر کے مہینے میں کوہ برگ کی سیر کیا جائے جس سے روح کو دو طرح سے تازگی حاصل ہو اور خوشنما اضلاع میں پوچھ لٹنیوں

کے نشیمنوں کی سیر سے دوم بڑی بیٹی اور پہلے نوکے کے دیکھنے کی فرحت و مسرت سے اس لیے
 باپ نے بیٹی کو خط لکھا کہ ہمارا ارادہ مصر ہے کہ آخر موسم گرما میں کوبرگ میں آئیں۔ تم وہاں اپنے بیٹے
 کو ضرور ساتھ لانا۔ اُسکو تم اسٹیج سے نہیں چھپانا جیسے کہ تم اپنے ڈرائیونگ (نقشون) کے جرموں
 میں چھپا کر تہمتیں اور اُنکو کہا کرتی تہمتیں کہ نہایت خراب ہیں آپ اُنکو دیکھیں گے گا نہیں مگر جب ہم اُنکو
 دیکھتے تھے تو وہ بہت خوشنما معلوم ہوتے تھے اور ان میں تمہاری قابلیت و ذہانت معلوم ہوتی تھی
 اب تم جسے جدا ہو گئی ہو اور تپہ ہمارا یہ حق ہے کہ اپنے بچے کو دکھا کر ہم کو خوش کرو۔ مگر چونکہ
 پرنس کو سنورٹ نے بیرن شوک میئر کو اپنے میں خردن کا طوطا باربا نڈھ دیا کہ عمون لیو پوڈ آج
 صبح کو ہم سے رخصت ہو کر برسل کو جائینگے اگرچہ اُنکو سردی نے ستایا مگر وہ خوش و تندرست
 ہیں۔ پولی ٹکس میں آخر کار سب امور اتہم اتفاق رائے سے فیصلہ ہو گئے۔ کے بی بی نٹ معاملات
 کو صحت کے ساتھ دیکھتی ہے۔ جو خرابیاں تہمتیں اُنکے سر پہاڑوں سے ٹکرا کر اپناش پاش ہو گئے۔
 ریفورم بل واپس دیا گیا۔ ملکہ مغظمہ اور ہندوستان کی سپاہ میں آپس میں شامل ہو کر ایک گھوڑ
 کاغذ کی معافی محصول زیر بحث ہو۔ سو اہل اور بند گاہوں کی محافظت کا پوری طرح سے فیصلہ
 نہیں ہوا۔

ہم نے دو لٹیر کار یو یو کیا۔ مجھے یاد نہیں کہ کوئی اس سے بہتر میں نے سیر کی ہو۔ اگست
 میں ہم سکوٹ لینڈ میں جا رہے۔ ستمبر کے آخر ہفتے میں کوبرگ کی سیر کریں گے۔ تو کی اور اس کے
 نئے بچے سے ملکر ہم اپنا دل خوش کرینگے۔ ہم اسطرح جائینگے کہ سیکو ہم معلوم نہوں اور ہم
 کسی سے ملاقات کریں گے۔ نہ استقبال شانانہ کے خواستگار نہوں گے۔ ۱۶ جولائی کو انٹرنیشنل
 سٹی ٹی کل کونگریس میں مجھ پر اپنا پریسیڈنٹ بنائیں گے اور میں مجھے ایک ایڈریس فی بی ہوگی۔ یہ
 مضمون بہت مشکل ہے مجھے اسے لکھنے میں تکلیف ہوگی۔ مجھے آپ کی ملاقات سے ایسی ہی
 خوشی حاصل ہوگی جیسے آپ کو میری ملاقات سے۔

۱۹۳۶ء میں برسل میں پرنس البرٹ مقیم تھے تو انہوں نے سٹی ٹی کل سٹیٹ
 کے اصول مٹر کوٹ لیٹ سے سیکھے تھے ان کا یہ استاد اس فن میں علما اور عملا دونوں طرح سے استاد
 اور تجربہ کار تھا۔ وہ علوم ریاضی کا عالم تھا۔ اس کونگریس کا مہر بیانی مہمان تھا۔

یورپ کی کل سلطنتوں میں دستور تھا کہ وہ سٹیٹسٹی کل نقشے چھاپ کر شہر کیا کرتی تھیں۔ صاحب محمود نے ان نقشوں کو جمع کر کے اسطرح مین کیا کہ سب مقداروں کو ایک ہی پیمانہ و حد میں تحویل کیا جس سے بلجیم کی گورنمنٹ کو یہ شوق پیدا ہوا کہ یورپ میں جو سٹیٹسٹی کل فسر ہیں ان سب کو بلا کر جمع کیجئے اور اس سائنس کو مدون کیجئے۔ برلن میں لول یہ کوئنگز جمع ہوئی اور مسٹر کوٹ لیٹ نے ایڈریس دی اور شاہ لیوپولڈ نے اسکی تائید کی اور ڈنمارک کے ممبروں کو بلایا۔ روس کے سواہ یورپ و امریکہ کی تمام سلطنتوں نے اپنے قائم مقام کوئنگز میں بھیجے۔ روس کے شہنشاہ نکولاس نے کوئی ڈیلیگیٹ اس سبب سے نہیں بھیجا کہ اسکے خیال میں کوئی بات ایسی نہ تھی کہ وہ باقی یورپ سے کھتا بعد ازاں پیرس اور وائنا میں یہ کوئنگز جمع ہوئی پھر لندن میں اس کوئنگز کی باہمی آئی۔

مسٹر کوٹ لیٹ اپنے پرانے شاگرد کی لیاقتوں اور قابلیتوں سے واقف تھا اس نے شاگرد سے درخواست کی کہ وہ اس کوئنگز کا پریسیڈنٹ ہو۔ پرنس کوئنگز کو اس وقت کا مونی کثرت تھی مگر اس کوئنگز کی قدر و منزلت و توقیر ایسی دل میں جاگزین تھی کہ اس نے اس درخواست کو قبول کر لیا اور لکھا کہ میں اس کوئنگز کا معاون ہوں گا۔ اس منظوری کے بعد پرنس نے جتنا زسکرٹری ڈاکٹر فار کوئنگز کہ میں آپ کا داغ چوسنا چاہتا ہوں مجھ وہ باتیں بتائیے جن کا کہنا کوئنگز میں مفید ہو۔ ڈاکٹر فار نے گورنمنٹ کی مخاطبت میں جو مضمون لکھا تھا اسکو پرنس کے پاس بھیج دیا۔ اس مضمون میں وہ چوٹی کی باتیں بتا دیں جن کو وہ اپنے نزدیک سمجھتا تھا کہ اگر پرنس انکو کوئنگز میں بیان کرے گا تو کوئنگز کو نادمہ پہنچے گا۔ ڈاکٹر فار سمجھتے ہیں کہ جن مضامین پر میں نے پرنس کو مطلع کیا تھا انکو اسنے خود اس خوش اسلوبی سے لکھا کہ میں اسے دیکھ کر متحیر ہو گیا۔ ایڈریس جو پرنس نے لکھی وہ اسکی اپنی ہی تصنیف سے تھی۔ ۱۶ جولائی کو اس ایڈریس کو پڑھا۔ جسکو کل سامعین نے شکر وادہ اور تحسین آفرین کی۔ ان یورپ کے بڑے بڑے مدبران ملکی اور اہل سائنس موجود تھے۔ اسکے بعد یورپ میں اور مقامات پر کوئنگز جمع ہوئی اور ان میں شہر ادون اور امیرون نے ایڈریس دین گران میں لیک ایڈریس بھی پرنس کی ایڈریس کو نہیں پہنچتی تھی۔

پہلے زمانہ میں صحیح سٹیٹسٹیکل پر پولیٹیکل اور سوشل سائنس کی بنیاد ایسی قائم نہیں ہوئی
 جیسی اب قائم ہوئی ہے۔ پرنس کے قول کے موافق سٹیٹسٹیکل سائنس کی نسبت گنوازی تھبتا
 اب تک چلے جاتے ہیں اسلئے پرنس نے یہ خیال کیا کہ میرے لئے کوئی خدمت اس سے بہتر نہیں
 ہو سکتی کہ کوئنگرلس کے موضوعات کے فوائد کو عوام الناس میں بیان کر دوں۔ اس کے سبب سے
 نفس الامری واقعات عظیمہ کا اور فطری و روحانی مظہرات عالم کا علم وسیع ہو جائیگا۔ اور اس سے
 استقرار ایسے ایسے کیے جائینگے کہ انسان کی بہبود و صلاح و فلاح کے کام آئینگے۔ انہوں نے دیکھا
 کہ ان واقعات کا بیان کرنا جو بالذات اپنے مقدار و احاطہ میں کم و بیش قیستی ہوتے ہیں علی العموم
 وہ دونوں پر مضرت پیدا کرتے ہیں اسلئے انہوں نے یہ بیان کیا کہ اس سائنس کی بے اعتباری
 بے توقیری و ناقدری ایسے پیدا ہوئی ہے کہ اسکا استعمال درست اور صحیح طور پر نہیں ہوتا۔ کوئی
 مصنف اپنے مسائل نظریہ اور رایوں کے سہارے میں سٹیٹسٹیکل ہندسوں کی جب رجوع
 کر سکتا ہو کہ ان کے مطالعہ و ثبوت میں نہایت صبر و تحمل کرے اور وقتیں اٹھائے میں گہرائے نہیں
 بس یہی نفس الامری شکل امتحان میں مصنف کی محافظت ایک خاص وسعت تک کرتی ہے اور اسکو
 ترغیب دیتی ہے کہ ایک مفید بکار آمد سرمایہ بہت سا با آسانی حاصل کر لے پولیٹیکل مباحثوں میں
 جمہور دیکھتے ہیں کہ مدبران ملکی متضاد سٹیٹسٹیکل نتائج کو اپنی متناقض دلائل کے ثبوت میں اپنے
 یقین کے ساتھ برابر استعمال کرتے ہیں دینے ایک ہی اعداؤ سے ایک مدبر جو دلیل کے ساتھ ایک
 نتیجہ کو ثابت کرتا ہے دوسرا مدبر اس سے متضاد نتیجہ نکالتا ہے (علی العموم جمہور اپنے دونوں میں ان
 مدبران ملکی کے مباحثوں کے ساتھ سٹیٹسٹیکل مربوط کرتے ہیں اور اس طرح سٹیٹسٹیکس کے
 استعمال کو غیصہ جمہور کی رایوں میں یہ سائنس بے توقیر ہو جاتا ہے اور قدر و منزلت میں گھٹ جاتا
 ہے۔ مدبران ملکی اور محاسبین خزانہ و مال و اطباء اہل طبیی ایسی واقعتوں کی تلاش میں رہتے ہیں کہ
 اپنے بیانات و مقولات کو سٹیٹسٹیکس سے سہارا دیں۔ اس سے قطعی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب
 مانتے ہیں کہ سٹیٹسٹیکس سچ کی بنیاد ہیں۔ بس اسوجہ سے چاہتے ہیں کہ جمہور اپنے دونوں میں اس
 سائنس کی قدر و منزلت کو بڑھائیں نہ یہ کہ گھٹائیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ مقابلہ اور سائنسوں
 کے سٹیٹسٹیکل سائنس جدید ہے اور ہنوز وہ مکمل کو پہنچ کر نچتے نہیں ہوا۔ اس سبب ہم سبکو

بنظاہر غیر مکمل سائنس سمجھتے ہیں اور زیادہ تر یہ جانتے ہیں کہ وہ خود سائنس نہیں ہیں بلکہ اور سائنسوں کا معین و معاون ہے۔ جس اگر سائنس کے مقصد اعلیٰ میں سٹیٹسٹکس شریک نہ ہوتا کہ ان قوانین کی تحقیق و تکشیف کرے جو عالم پر فرمانروائی کر رہے ہیں۔ اور یہ اپنا فرض اور حق اپنی عزیز بہنوں نچرل اور پولیٹیکل سائنسوں کو دیدیتا ہے تو یہ اُسکا اپنے تمین نفی کرنا اس غرض سے ہے کہ وہ اور سائنسوں کے مشکل کاموں کی لطافت اور سادگی کی حمایت کرے یعنی واقعیتوں کے اجتماع کا ثبوت دے اور اپنے بیرونی استعمال کی جو ہر ہکتا ہے طرفداری کرے۔ اسی واسطے قوانین عامہ کے علم کے درجہ کے خزانے زمین پر انسان کے لئے ہیں وہ بغیر عبارتیں بیان کے بدیہی ہندسوں میں نظروں کے سامنے موجود ہوتے ہیں۔

یہ امر دیکھنا مشکل ہے کہ ایسی حالتوں میں کہ اُسے خود اپنی خودی سے انکار کیا ہے کسی طرح سے سٹیٹسٹکس کل سائنس سے تصعب کیا جائے اور اسے لعنت ملامت کی جائے اور اُس پر حملہ کیا جائے ہم سنتے ہیں کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس سائنس کا اتباع کرنا اور اسکا جاری رکھنا فساد و ہریت کی طرف لے جاتا ہے اور بچے مذہب کی بیج کنی کرتا ہے اس سے انسان کے دل میں قادیان سطلق کی قدرت کی توقیر و قدر نہیں رہتی۔ اور خدا کو سمجھتا ہے کہ وہ اپنی مرضی اور ارادہ موافق کام نہیں کر سکتا۔ دنیا نقطہ ایک کل کے پرزے میں جو ایک پہلے عام سکیم مقررہ کے موافق حرکت کرتے ہیں اسکے اجزائی مساحت ریاضیہ ہو سکتی ہو اور وہ سکیم (ترکیب) اعدادی جلون میں بیان ہو سکتی ہو جو تقدیر کے عقیدے پر لی جاتی ہے یعنی پہلے سے مقرر ہے کہ یہ ہوگا۔ یہ سائنس انسان کو اپنے اخلاق و دینی کی شان سے گراتا ہے اور فقط وہ اس کل کا پیہ بن جاتا ہے وہ کسی فعل کا اپنی مرضی کے موافق مختار نہیں رہتا بلکہ جو کام اُسکے لئے تقدیر میں پہلے سے مقرر ہوا ہے اُسکا وہ کرنا والا رہ جاتا ہے اور اُسکے لئے جو رفتار مقرر ہے خواہ وہ اچھی ہو یا بری اسکے موافق وہ چلنے والا ہوتا ہے۔ اس سائنس پر یہ بری تہمتیں لگائی جاتی ہیں اگر وہ سچ ہوں تو بری ہونا کچھ نہیں کیا یہ سچ ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ کی قدرت اس اقییت کے منکشف ہو جیسے غارت ہو جاتی ہے کہ زمین اپنے محور پر ۲۵ درجہ حرکت کرتی ہوئی آفتاب کے گرد ایک اپنا دورہ پورا کرتی ہے اور اسی سبب سے سال بہر میں ۳۶۵ دن ہوتے ہیں اور اس عرصہ میں چاند تیرہ دفعہ بدلتا ہے اور تہ چھ گھنٹے میں بدلتا ہے

اور ظاہر میں میٹ کے تھرماسٹر میں 112° درجہ حرارت میں پانی بکھولنے لگتا ہے اور صرف
 اپریل و مئی میں بلبل چھٹاتا ہی اور سب پرند انڈے دیتے ہیں اور جب ایک تلوچھ لڑکے پیدا
 ہوتے ہیں تو سو لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں کیا آدمی کی آزادی میں اس سے فرق آتا ہے کہ ایک
 نسل تیس برس تک قائم نہیں رہتی۔ اور پوسٹ آفس میں جن خطوں پر مکتوب الیہ کا نام کتاب
 لکھنا ہوتا ہے انکی تعداد بحساب اوسط ہمیشہ ایک ہی ہوتی ہے اور جرمون کی تعداد جو قریباً
 کی ایک مقامی حالت میں ہوتی ہے وہ مستقل ہوتی ہے اور بوڑھے آدمیوں کا دل ان چیزوں سے
 نہیں ہلکتا جن سے کہ بچوں کا؛ لیکن ہمارا سٹی لٹری کل سائنس نے یہ نہیں کہا کہ ایسا ہو بلکہ وہ
 یہ بیان کرتا ہے کہ ایسا ہوتا ہے اور اسکو اہل طبیعی یا پولیٹیکل اکونومسٹ پر چھوڑ دیتا ہے کہ وہ دلیل
 سے ثابت کرے کہ ایک امر جتنی دفعہ ایسا ہوا ہے اسکی تعداد سے اسکا احتمال ہوتا ہے کہ جیتک
 ایک ہی عمل کام کرتے رہیں گے تو پھر ایسا ہی ہوتا رہیگا جیسے کہ پہلے ہوا تھا۔ اس سے علم
 کیا کہ وہ فرع پیدا ہوتی ہے جسکا نام حساب احتمالات ہے اور اسلئے یہ مسئلہ نظری ثابت کیا گیا ہے کہ
 فطری عالم میں یقینیات بالکل نہیں ہیں بلکہ صرف احتمالات ہیں اگرچہ یہ مقولہ انسان کے دل
 میں ایک خاص حد تک ہمیشہ انسان خاطر کو گھٹاتا ہے اور کچھ تکلیف بھی دیتا ہے مگر وہ سچائی میں
 کم نہیں ہے بڑھائی کے ساتھ ہم کو طینان ہے کہ کل سورج نکلیگا مگر یہ ایک امر احتمالی ہے جو ایک
 مستقل کسریاضیہ میں بیان ہو سکتا ہے۔ ایشیورینس آف نو جان کے بیونک دفتر میں نے
 بہت سی سٹی لٹری کل واقعتوں سے حیات انسانی کے بقا کے احتمالات کو تحقیق کر لیا ہے
 کہ وہ ہر انسان کے ساتھ اسکی جان کی قیمت کا سودا کرتے ہیں مگر اس سے کوئی ناخدا پرستی کا
 اوکا نہیں ہوتا کہ ہم یہ فیصلہ کریں کہ کوئی خاص شخص یقینی کب مرے گا۔ یہ سائنس محض بے سؤ
 اسلئے بتایا جاتا ہے کہ وہ کسی خاص صورت کا قطعی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اور جان انسان
 یقینیات کو چاہتا ہے وہ ان وہ احتمالات کو قائم کرتا ہے۔ اس پر ایک بڑا اعتراض مخالفانہ
 عائد ہوتا ہے اور اس اعتراض کی بنا اچھی ہے مگر اسکا اثر سائنس پر کچھ نہیں ہوتا فقط اس
 سائنس کے استعمال پر ہوتا ہے جو کونسا بحث کیا کرتا ہے اس جیسے لئے وہ بنا نہیں گیا۔
 سٹی لٹری کل کی سائنس کی اصل یہ ہے کہ وہ ظاہری قوانین عامہ کی تحقیق کرتا ہے مگر قریب

کسی خاص صورت معلوم پر استعمال نہیں ہو سکتے جو قانون تحقیق ہوتا ہو وہ کلیۃً تحقیق ہوتا ہے اور جزئیۃً نا تحقیق ہوتا ہے بس اسی سے اعتراض بھی رد ہوتا ہے اور جان آفرین کی قدرت و حکمت دانائی و نیکی ظاہر ہوتی ہے جو بتلاقی ہے کہ تاوہ مطلق نے مادی اور اخلاقی دنیا کو غیر متغیر قوانین پر قائم کیا ہے جو اسے اپنی ازلی ابدی ذات کے موافق مقرر کیے ہیں اور اس کے ساتھ اس نے یہ جائز رکھا ہے کہ خاص صورت میں اپنی قدرتوں کو پورے طور سے آزادانہ کام میں لائے اور اس کے ساتھ اپنے قوانین کے جاہ و جلال کی حمایت کرے جس پر کسی خاص آدمی کے اپنے ارادہ کا اثر کچھ نہیں ہوتا ہے۔

پرنس نے اپنی کوتاہ بیانی کے لیے یہ عذر کیا کہ میں ایسی سچی و سادی باتوں کا ذکر کر رہا ہوں جو بڑے بڑے صاحب کمال سائنس دانوں کے رد و رد کرتا ہوں جن میں سٹرکونٹ لیٹ بھی موجود ہیں جن سے کہ میں نے جو میں برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ علوم و ریاضیہ کی اعلیٰ درجہ کی فروع میں اول استفادہ حاصل کیا تھا اس نے اپنی عظیم قابلیتوں کو اس سائنس میں بعض مظاہر عالم کے اندر ایسی کامیابی کے ساتھ رہنمائی کی کہ ان میں سٹیٹسٹکس کل و اقصیتیں فراہم و تحویل کر کے قوانین منکشف و تحقیق کیے۔ پرنس نے اپنے بیان میں اور اضافہ کیا کہ آدم زاد کی حالت معاشرہ و تمدن میں جو واقعات نمایاں ہوتے ہیں انکی تحقیقات کرنا اس کو مگر کل مقصد عظیم ہے اسکی کوشش و سعی کے نتائج نے اسکی اس امید کو بڑھایا ہے کہ مدبران ملکی اور مقنن اسکی بہت سے کوشش کریں گے کہ وہ انسان کی معاشرت تمدنی میں مسرت و راحت کو زیادہ کریں۔ ایسی کو مگر یہیں بڑی پیش بہا میں کہ مختلف گورنمنٹوں اور فرقوں کو متفق کر کے ایک راہ پر چلائیں کہ وہ ایسی تحقیقاتوں کے پیرو ہوں کہ جن میں وہ مشترک ترکیب و مشترک مآل کار و مشترک سیرت میں متفق الاغرض ہوں۔

پرنس نے یہ اور فرمایا کہ سٹیٹسٹکس کل سائنس کا موضوع یہ ہو کہ قوانین دریافت کرے جس کی اصل یہ ہے کہ مشاہدات کے لیے ایک وسیع رقبہ ہو اور انہیں واقعتیوں کی تحریر کا نظام واحد ہو۔ ہماری معاشرت و تمدنی حالت کی تحقیق میں نتائج صحیحہ کی تحصیل کے لیے ضرور ہے کہ واقعتیوں کی بہت سی اقسام باہم جمع کر کے انکا آپس میں مقابلہ کیا جائے۔ آبادی کی افزائش

شادی بیاہون کے۔ پیدائش موت کے۔ وطن چھوڑ کر نقل مکان کرنے والوں کے۔ بیماری کے۔ جرموں کے۔ تعلیم کے۔ زراعت کے پیداواروں کے کاموں کے صنعت کے۔ حقوق پیشوں کے نتائج کے۔ تجارت کے خزانہ و مال کے بشی ٹسک (جدول) بنائی جائیں۔ اور ہر مختلف ملکوں کی ایک قسم کی وقتیں آپس میں مقابلہ کی جائیں اور انہیں دیکھا جائے کہ پوئی شکل۔ مذہبی حالتوں پیشوں و حرفوں کے۔ سنوں کے۔ آب و ہوا کے کیا کیا اثر ہوتے ہیں۔ اور مختلف اوقات میں ایک ہی حالتوں میں یہ مشاہدات کیے جائیں اور مشاہدات اول کے وہ ضمیمہ بنائے جائیں صرف وقت کے ہاتھ میں یہ بات ہو کہ ہم ترقی کا امتحان کر سکتے ہیں۔ پرنس نے اب تک اس سائنس کے لئے جو کام ہوئے تھے انکی توضیح کی: اور ہر مختلف دہائیوں میں ان کی جن کے سبب اس انٹرنیشنل کونگریس کا یہ اثر معلوم ہوا کہ اس نے انگریز اور ملکوں کے لئے نئی ٹیکس کی مختلف شاخوں کے مشاہدات کے اجتماع میں تصحیح کو بڑھا دیا ہے اور محققین کے لئے ایک روشنی پیدا کر دی ہے۔

پہر پرنس نے یہ اور فرمایا کہ اس طرح سے جو نقشے ہم کو حاصل ہونگے انہیں شہر نہیں کہ وہ تازہ بہ تازہ ہندسوں میں ہونگے اور ہم اپنے تجربے اور فیضان سے جانیں گے کہ مختلف قومیں ایک دوسرے کی محتاج ہیں۔ انکی ترقی انکی حسالتی بہتری انکی جنمانی و روحانی مرزہ الحالی اور ان کی خوشی کی اصلی حالت جب قائم رہ سکتی ہے کہ ان میں ایسی مصالحت اور ایک دوسرے کی بھی خواہی ہو کہ میں امن عافیت ہو اور ان میں باہمی رقابت قائم رہے مگر یہ رقابت معاشرت تمدنی کی ترقی کی دوڑ میں پیش قدمی کے لئے ہو۔ گو ان میں سے ایک کی قسمت میں یہ ہو کہ وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچنے میں مقدم ہو مگر اسکے فائدہ و صلہ میں سب شریک برابر ہوں اور سب ملین اپنی دماغی و جسمانی قوار کو سمجھ کر ایسی رقابت کو بڑھائیں جو پھلی ہو۔ پہر پرنس نے کونگریس کے ممبران عرض کیا کہ وہ جرنیات کی تفصیل میں اپنے تین حیران کرین خواہ وہ کیسی ہی دلکش ہوں بلکہ وہ اپنی استعداد و توانائی کو ان اصول وسیعہ کے قائم کرنے کی رہنمائی کے اندر کام میں لائیں جس پر مختلف قوموں کے مشترک کام مبنی کیے جائیں اور یہ مشترک کام اصلی ترقی کرنے میں موثر و معاون ہو۔ پرنس نے جن الفاظ پر اپنے ایڈریس کا خاتمہ کیا وہ سامعین کے دل پر بڑے مؤثر ہوئے ہیں جانتا

ہون کہ اس کو نگریس کا کام صرف اظہار اور سفارشش ہو اور ان اظہار و سفارشوں پر عمل کرنا آخر کار مختلف گورنمنٹوں پر موقوف ہو۔ یہ سچ ہے کہ ہدایات سابقہ میں سے بعض ہدایتوں کی تعمیل ہوئی۔ اور بعض کی تعمیل نہیں ہوئی اور ان پر توجہ نہیں کی گئی اور اس الزام سے میں اپنی ملک کو بری نہیں کر سکتا۔ مجھے بڑی مسرت و مباهات ہوگی کہ یہ عمدہ اجتماع جو ہوا ہے وہ ایسی ایک عالی شان عمارت کی بنیاد مستحکم کرے جو ان ابدی قوانین کو منکشف کر کے مسرت انسانی کو برہنہ و خیر ایک عالم کی خوشی موقوف ہو۔ گو اس عمارت کی تعمیر میں دیر ضرور ہوگی۔ اور اُس کے لئے آئندہ نسلوں کی محنت و جفاکشی کی احتیاج ہوگی۔ وہ خدا ہماری کوششوں کو متبرک بنائے اور اُن کے نیک نیتوں میں برکت دے جسے ہمارے دلوں میں سچ کے منکشف کرنے کی خواہش کی جڑ بٹائی ہے اور ہمارے عقیدے عطا کی ہیں کہ ہم اُنکو انکشافات میں آخر تک کام میں لائیں۔

ہم نے اس ایڈریس کو اسلئے طول دیکر لکھا ہے کہ وہ پرنس کی سب ایڈریسوں میں سے اور آخر تھی۔ اسکا فرانسیسی زبان میں بھی ترجمہ ہوا۔ اصل ایڈریس جرمنی زبان میں لکھی گئی تھی جس کا ترجمہ انگریزی زبان میں خود پرنس نے کیا۔ اور آٹھ روز بعد اسکی نقل سٹوگ میر کو بھیجی اور اُنکو لکھا کہ اگرچہ بیان یہ ایڈریس سب کو پسند آئی ہو مگر مجھے بڑی خوشی جب ہی ہوگی کہ اُسکو آپ پسند فرمائیں گے۔

ملکہ مظفر نے اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ ہم حاضری کہانے بیٹھے ہی تھے کہ فرزند ولاد کا نام اکا تار آیا کہ گھنٹہ ۱۰ منٹ پر توکی کے بیٹی پیدا ہوئی اور نیچہ اور بچہ دونوں تندرست ہیں اس تار سے بڑی خوشی ہوئی۔ بچے خوشی کے مارے کودتے پھرتے ہیں۔ ہر ایک خوش معلوم ہوتا ہے اور بے فکری کے ساتھ شکر گزار ہوتا ہوا۔

اس وقت میرے دل میں خوشی ساتی نہیں صرف دو لفظ مبارکباد کے اپنی پیاری لاڈلی کو لکھتا ہوں جو ابی ایک بچہ کی ماں بنی ہو۔ یہ چھوٹی سی بچی ایک عطیہ لرزدی ہو جس سے آئندہ آنے والے دنوں میں تم کو بہت خوشی ہوگی۔ تار سے معلوم ہوا کہ تم تندرست ہو خدا کرے کہ یہ خبر معنا ایسی ہی ہو جیسی ظاہر لفظوں میں معلوم ہوئی ہو۔ پرنس بیٹی کو ہفتہ وار خط لکھا کرتے تھے روز جیسی بیٹی اور نواسی کی خیر و عافیت کی خبر آتی تھی مگر فرط محبت کے سبب سے

پرنس کو لکھنے کے لئے اپنی پیاری بیٹی

پرنس کو لکھنے کے لئے اپنی پیاری بیٹی

انہوں نے تیسرے ہی دن پہر یہ خط لکھا کہ مادر و دختر کے جسم و روح کی خبر میں خاطر خواہ چلی گئی
 زمین میں جانتا ہوں کہ تم بڑی خاموش ہو۔ اس بات کو تم اپنے دل میں رکھو کہ اگرچہ تم متحد
 ہو اور اپنے دلیں اپنے تئیں تندرست جانتی ہو مگر تمہارا جسم ایک نئی ترکیب اور تمہارا عصا
 و اعنی ایک نئی روان اختیار کر نیگے۔ دل و دماغ کا آرام پانا اور قوائے جسمانی کا بحال رہنا لطیف
 غذا پر اور اس کے ہضم ہونے پر اور بدل و تحلیل کے پینے پر موقوف ہے۔ تم میرے رسالہ فزیکالوجی
 سے مستفید ہو وہ تمہارے لیے مضر نہیں ہوگا۔ اصولِ عظیمہ کے خیال میں رکھنے سے فائدہ ہوتا
 ہے انکے موافق ہم اپنے افعال کو درست کر سکتے ہیں ۛ

لڑکوں سے چھوٹی لڑکیاں زیادہ پیاری اور خوبصورت ہوتی ہیں مٹھلی پہ چھوٹی لڑکی بھی
 پیاری ہوگی ۛ

۱۸۷۷ء ملکہ مظہر کو یاد رہے گا اس میں بڑے دلچسپ واقعات واقع ہوئے ہیں منجملہ
 انکے ایک کنیڈا میں پرنس آف ویلز کا سفر ہے۔ جب کہ میا میں لڑائی ہو رہی تھی تو کنیڈا سے
 ایک بیوٹیشن اس غرض سے آیا تھا کہ ملکہ مظہر وہاں قدم رنج فرمائیں۔ جب بیوٹیشن اس اپنے کام
 میں کام نہ تو اسے یہ خدمت کی کہ ملکہ مظہر اپنے بیٹوں میں سے کسی بیٹے کو گورنر جنرل مقرر کر دیں مگر
 اس وقت کوئی بیٹا کم عمری کے سبب وہاں گورنر جنرل کے عہدہ پر مقرر نہیں ہو سکتا تھا۔ آخر کو
 گفتگو ہوئی کہ اگر فیصلہ ہو کہ موسم بہار میں پرنس آف ویلز اقصائے مغرب میں سفر کرے اور ان کے
 ساتھ ڈیوک نیو کیسل سکرٹری کو نوئی جائے۔ جب یہ خبر امریکی میں پہنچی تو مسٹر بوچا میں پریسیڈنٹ
 یونائیٹڈ سٹیٹ نے بھی درخواست کی کہ پرنس آف ویلز نہ ہی ہی پبلک کی سیر کریں اور دھوکا کیا
 کہ یہاں ان کا خیر مقدم ایسی محبت و عقیدت سے ہوگا کہ جس سے ملکہ مظہر نہایت مسرور ہوگی
 پریسیڈنٹ کی یہ دعوت قبول ہوئی۔ اور اس کو طالع دی گئی کہ پرنس آف ویلز شانہ طویر
 سفر نہیں کرے گا بلکہ وہ سکوٹ لینڈ کلبیرن بنکر سفر کرے گا۔ ۲۵ جولائی کو شہزادہ نے
 نئی دنیا میں قدم رکھا۔ نیو فونڈ لینڈ میں سینٹ جان کے محل میں داخل ہوا۔ یہاں کے باشندے
 گنوا مچیر تھے۔ انکی پیلیاں شہزادہ کے گرد و حشا نہ صدقے ہوئیں اور سوائے بیچ سرائی
 کوئی اور بات نہ کہی۔ اور اکثر چلا چلا کر یہ پکار تھیں کہ خدا اس حسین چہرہ کو برکت دے اور اس کے لیے

کونستانٹین پرنس آف ویلز کا دورہ

ایک نیک بی بی بیہودے۔ شہزادہ نے یہاں کے بڑے گرجا کا ملاحظہ کیا اور بیشپ بڑی اگست سے ملا۔ بیشپ نے اسکو دعاوی کہ خدا تعالیٰ اس نوجوان کو برکت دے۔ آگے سفر کا حال آئندہ لکھا جائے گا۔

۶۔ اگست کو اولیانے دولت اوسبورن سے بال موریل کو روانہ ہوئے۔ راہ میں ایڈنبرا میں دولنٹیئر سپاہ کے معائنہ کے لئے قیام کیا جسکا حال ملکہ مغظمہ نے اپنے روزنامہ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ گھنٹے دس منٹ پریم ایڈنبرا کے سٹیشن پر پہنچے ڈیوک بک کلچ اور معمولی حکام نے اور لشکر نے جو ہمارا ملاحظہ کے لئے آیا تھا ہمارا استقبال کیا۔ صبح کا وقت ڈچس کنٹ کی ملاقات میں بسر ہوا۔ وہ یہاں ایڈنبرا سے چند میل پر کرتے منڈ ہنٹس میں ہم گرامین رہنے کے لئے تشریف لائی تھیں۔ یہاں تھوڑی دیر ٹھیر کے میں ہولی روڈ کے محل میں گئی۔ یوروپ کے شہروں میں ایڈنبرا سے زیادہ کوئی شہر تفریح بخش نہ تھا اور اس میں ہجوم ریویو کے لئے مقرر ہوا تھا وہ اہل سکوت لینڈ کو بہت پسند تھا۔ اس سے بہتر کوئی اور جگہ خوشنما و دلچسپ پر لطف نہ تھی۔ یہاں آدمیوں کا قومی اجتماع تھا۔ سارے ملک سے لوگ ایڈنبرا میں اکٹھے تھے تاکہ اپنی ملکہ کے ساتھ خیر خواہی کے ساتھ ولی محبت کو دکھائیں جی جوں کے مہینے میں ہائیڈ پارک ہین انگلینڈ کے قصبوں کی آدمی آئے تھے ایسی ہی تقریباً سکوت لینڈ کے تمام قصبوں کے وہ لوگ آئے جن کے خون و استخوان درگ پے بہتر سے بہتر تھے اس سے ایک عام اجتماع بہت بڑھ گیا۔ ہر ضلع کے منتخب آدمی موجود تھے۔ سب جگہ سے دولنٹیئر امکو بائیس ہزار سلیم جمع ہوئے تھے کہ اپنی ملکہ کو سلام کریں۔ دن خوب کھلا ہوا تھا۔ سو بخ چمک رہا تھا جس سے سپاہ کی جلوہ گاہ کی بڑی رونق ہو گئی تھی۔ سارے تین بجے میں کھلی گاڑی میں سوار ہوئی۔ میری والدہ اور میرے بچے ساتھ بیٹھے۔ دائیں طرف میرا شوہر گھوڑے سوار ہو کر ہمراہ چلا۔ سپاہ کی صفوں کے درمیان میری سواری گزری۔ سپاہ نے سلامی اتاری۔ بندو تون کی آوازیں یہ معلوم ہوتی تھیں کہ بادل گرج رہے ہیں۔ پھر آوازیں مہاراجہ میں جا کر گونجتی تھیں اور الٹی آتی تھیں۔ یہ معلوم ہوتا کہ پھر از سر نو بائیں چھوٹی میں ایک گھنٹہ دس منٹ تک میں نے سپاہ کا معائنہ کیا۔ خاک بڑی اڑتی تھی جسکے سبب سے تماشا

لوہا سے آواز آتی ہے اور کھلے ہوئے ہیں

اچھی طرح سپاہ کا تماشا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آنکھوں کے لیے کوئی چیز خاک سے زیادہ مالگو
 نہیں ہوتی۔ ریویو کے وقت بموجب قواعد سپاہ کل سپاہ تلاموشن تھی مگر جب اسے فراغت
 ہوئی تو اسنے خوشی کے نعروں سے زمین کو آسمان پر اٹھالیا۔ خروں کی پے درپے آوازیں
 نکالیں کہ انہیں لمحہ بہر کا وقفہ نہ کیا۔ ہوا میں ٹوپیاں اچھا لین بند و قون کے سروں پر ٹوپیاں
 کو اٹھا کر بچھرایا۔ یہ حال جب تک راکہ میں اپنے محل میں داخل ہوئی۔ میں نے یہ خط شاہ طحیم کو تحریر
 کیا کہ ہم رات کی ٹرین میں آٹھ بجے پہنچے۔ امان جان (ڈچس کنٹ) سے کرے موڈ میں ملی جو
 سمندر کے قریب نہایت دلکش مقام پر۔ جس میں درخت بڑے خوبصورت لگے ہوئے ہیں
 دوپہر کے بعد سپاہ کے ریویو میں والدہ صاحبہ میرے ہمراہ تھیں میں انکے ساتھ ہونے
 سے ایسی خوش تھی جیسے کہ مائیڈ پارک میں آپکے ساتھ ہونیسے مسرور تھی۔ یہاں کار ریویو
 لندن کے ریویو سے زیادہ عالیشان تھا۔ یہاں سپاہ زیادہ تھی اسکی جلوہ گاہ زیادہ عظیم
 انسان تھی۔ آر تھر سینٹ کا خوشنما پہاڑ چوٹی تک آدمیوں کے بہرا ہوا تھا۔ کچھ اپنی خیر خواہی
 میں بڑی سرگرمی ثابت کر رہے تھے۔ ہائی لینڈرس سپاہ کے افسر لارڈ بریڈل میں سب سے زیادہ
 خوبصورت سکوچ سزاؤں میں معلوم ہوتے تھے +

۸۔ ستمبر کو بال موریل میں ملکہ مظفر اردو ہوٹن۔ پرنس اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ میر
 میری بڑی خوش نصیبی تھی کہ یہاں دوسری دن ایک مونا تازہ بارہ سنگا شکار کیا اور ۱۳۔ تیلخ
 کو اپنی بند و ق سے ۵۰ پرند شکار کیے۔ مگر موسم شکار کے لیے ایسا ہی بڑا ہے جیسا کہ ضل کے لیے
 میں چند روز تک شکار کو گیا کوئی شکار ہاتھ نہیں لگا۔ مثل اور مقامات کے بال موریل میں قومی
 اغراض میں پرنس کا دل لگا رہتا تھا۔ ۱۴۔ ستمبر کو بحری سپاہ کے زورور کرنے کے باب میں لارڈ
 پامرستون کو خط لکھا اور ملکہ مظفر کی طرف سے بڑی خط و کتابت کی +

خاندان شاہی میں سالگرہین کبھی فراموش نہیں ہوتی تھیں۔ ۱۵۔ اگست کو ڈچس کنٹ
 کی پیدائش کی سالگرہ تھی اس خوشی میں یہ غمی ہوئی کہ ۱۶۔ اگست کو یہ خبر آئی تھی کہ اکی سگی بہن
 ایک ہی زندہ باقی رہی تھیں۔ مرگی کی بیماری میں مبتلا ہوئی تھیں۔ اس کا پرنس کو بڑا افسوس
 تھا۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی طرف سے فوجس کو یہ خط لکھا +

بال موہل ۱۵۔ اگست ۱۸۵۶ء صرف کاغذ و سیاہی آج واسطہ میں جو سترہویں تاریخ کی مبارکبادِ ناخوشی کے ساتھ دین۔ یہ ہماری برصغیر ہے کہ ہم اکثر سالگرہ کے دن آپ سے حواری رہتے ہیں۔ آپ کی ضعیف بہن بھینج کی نقاب کو جو آپ کے دل پر پڑی ہوئی ہے ہمارے لیے پیار ہے چون کہ آپ کے پاس ہونا اٹھا دیگا۔ اور آپ کو پورا خوش کر دے گا۔ میں نے اپنی بیل پھوپھی کی خبر صبح سے کچھ نہیں سنی +

ملکہ معظمہ کے پاس تار آیا کہ وکی کی لڑکی نے ہسٹبلانغ پایا اور اسکا نام شارلٹ رکھا گیا پھر آج ہی شام کو تار آیا کہ ملکہ معظمہ کی سگی خالہ کا انتقال ہوا کہ پرنس نے پھر ڈچس کنٹ کو خط لکھا کہ کل میں نے آپ کے پاس خطر روانہ کیا ہی تھا کہ تار اندوہناک خبر لایا کہ جسے سبب سے میں اپنا دوسرا سیاہ جہول کھنچے ہوئے کاغذ پر لکھ کر بھیجتا ہوں کیا غناک یہ سالگرہ آپ کی ہوئی ہوگی اگر پھیاری پھوپھی کی صحت اس بڑی عمر میں کچھ بحال ہو جاتی تو انکی اون زیادہ کم بختی آتی جو ضعیف اپنا بچہ میں ہوش و جو اس اُنکے درست نہ تھے۔ بے اولاد تین اس سبب سے تنہائی میں رہنا اور غم کا فخرنا ایسی حالتوں میں کون شخص انکی تیمارداری سے غرضی حاصل کر سکتا ہے؟ ایسی حالتوں میں انکو چیننا و شوار ہوتا۔ مگر ایسے خیالات زندہ عزیزوں کے غم کو گھٹاتے نہیں۔ میری تمنا ہے کہ اس غم سے آپ کی صحت میں فرق نہ آئے + آپ کا خوبرو درمیا البرٹ

۲۱۔ اگست ۱۸۵۶ء کو پرنس نے اپنے پرانے دوست سٹوک میس کو کو برگ میں یہ خط بھیجا + ایک دفعہ پھر میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کا فرج کیسا ہے اگرچہ اس استفسار کو عیب جانتا ہوں کیونکہ جواب آنے کی توقع نہیں۔ مگر پھر بھی اس ضرب البطل کے موافق تسکین ہوتی ہو کہ خبر کا نہ آنا اچھی خبر ہوتی ہے۔ یہاں یہ حال ہے کہ تقدیر کے موافق موسم گرما ختم ہو گیا مگر ایک دن ہی موسم گرما کی گرمی نہ پڑی۔ یہاں گھر کے اندرون میں آگ روشن کرنی پڑی ہے۔ اگر باہر جلتے ہیں تو تیر ہو جاتے ہیں۔ مگر میں شکار کے لیے بغیر جانے رہتا نہیں۔ اس میں معمول کے موافق کامیاب ہوتا ہوں +

آپ کو پھوپھی جیولی آکی وفات کا از حد رنج ہوا ہوگا۔ بچا رہے چچا لیدر لڈ کا غم کے بحر میں حال ہوا ہوگا وہ اپنی بہن سے بہت محبت رکھتے تھے اس رنج کے بارے انکی صحت میں خلل آچکا

ہو گیا۔ مارڈچس کنٹ، کوہست پنچ ہو گرا کی صحت میں اس پنچ سے کچھ خلل نہیں آیا۔ انکی سالگرہ دن کو ہمارے تین بچوں لوگنے عزیزوں کے بچوں نے خوش کیا ہو گا۔ ان کا دہائی مکان کے منڈ بہت خوش موقع سمندر کے قریب ایڈنبرا کے نزدیک ہے۔ ۷۔ اگست کو ہم ایڈنبرا کو سپاہ کے ریو کو لئے آئے تھے تو اُن سے بھی ملے تھے۔ یہ ریو بڑا شاندار تھا۔ بائیس ہزار روٹریٹر موجود تھے اور دو لاکھ تماشائی جمع ہوئے تھے۔

۲۶۔ اگست کو پرنس کی سالگرہ معمول کے موافق مبارک سلامت کے ساتھ ہوئی۔ پرنس کی سوتیلی ماں کی طبیعت بہت علیل ہو گئی تھیں۔ انہوں نے بیٹی کو سالگرہ کی مبارکباد میں خط لکھا بیٹی نے ماں کو یہ جواب لکھا۔ مجھے جو آپ نے ۲۶۔ تاریخ کی سالگرہ کی مبارکباد دی ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ اتوار کا دن سکوت لینڈ میں میرا بڑی خوشی سے بسر ہوا۔ آپ نے جو خوبصورت تصویر بھیجی اور ہنوز وہ دستہ ہی میں ہے میں اس کو بسر و چشم قبول کروں گا۔ آپ نے جو اپنی صحت کی بری حالت لکھی اس سے مجھے بڑا رنج ہوا اور اس سبب سے ادھی زیادہ رنج ہوا کہ میں غمگین ہو کر گھر میں آئے والا ہوں۔ وطن کے آنے کی خوشی آپ کی علالت بے لطف کر گئی۔

سکوت لینڈ سے اولیائے دولت مراجعت کر کے اوسبوری میں جا گئے اور ۲۱۔ ستمبر کو انڈین میں رونق افروز ہوئے۔ اس دن پرنس نے بڑی بیٹی کو خط لکھا کہ کل ہم جہاز پر سوار ہو کر کو برگ روانہ ہوئے ملک مظہر بل موبیل میں اتنے دنوں معمول کے موافق کہ ہمیشہ سالانہ شیر کرتی تھیں ایسے نہیں ٹھہریں کہ جرمنی میں جانے کا ارادہ تھا جہاں خاندان شاہی کے جوگہ میں نواسہ کا اضافہ ہو گیا تھا۔ ۲۲۔ ستمبر کو میں اور پرنس کو انڈیٹ اور شہزادی ایلایس قسطنطنیہ سے گریونٹشید کو روانہ ہوئے۔ مارڈچان ریل انکے ہمراہ ہوئے جلدی سے سنجیلا کے پاٹ منظرون میں پہنچے جنکو دیکھ کر ملک مظہر حیران ہوئے۔ انکو ایبرٹون کے کوہستانی منظرون کے مقابلہ میں بدنام معلوم ہوتے تھے۔ اشارہ راہ میں پرنس کی سوتیلی ماں کی وفات کی خبر آئی۔ انہوں نے اپنی علالت کی تکلیف کی برداشت ہمارا اندہ کی۔ پرنس کو ان کا زندہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ گو تھا میں جا کر انکی قبر کی زیارت کی۔ ماں کے مرنے کا پرنس کو بڑا حلق ہوا اس لاپرواہی میں پرنس اپنے گھر سے دوست نائب السلطنت پروشاس اور فریڈرک وٹھلک خورشید میں شہزادی پروشا اور شہزادہ فریڈرک وٹھلک سے ملے۔ جب کو برگ قریب آیا تو ملک مظہر کہتی ہیں

پرنس کو شہر کی دکانوں اور انکی سوتیلی ماں کی وفات

کو برگ کو ملک مظہر کی رودادگی

کہ میرے شوہر نے ان مقامات کے مناظر کو بچان کر بتلانا شروع کیا جان انکی ابتداء زندگی
میں ہوئی تھی اور اب مان ایک غم آلود تاریخ کی چھائی ہوئی تھی۔ اُنکے اس بیان سے میرا دل اڑا جاتا
تھا۔ شہزادہ ولیم فریڈرک ملکہ مظفر کے چھوٹے سے نواسہ کو لے کر ملائیکے چلے لایا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ
یہ بچہ کیسا چھوٹا سا پیارا لاڈلا حسین و تازہ و توانا ہے جبکی جلد نہایت نرم سفید ہے۔ اسکے شانے
اور اعضا کیسے متناسب موزون ہیں۔ اسکا پیارا چہرہ فرشتہ اور لوئیس کے چہرے کا ملتا ہے اسکی آنکھیں
فرشتہ کی سی ہیں اور کی کا سادہ ہیں ہے اور سب بال گھونگرولے بہت خوشنما ہیں۔ پہر شوک میرے
ملاقات ہوئی۔ اگرچہ وہ بہت بوڑھے ضعیف ہو گئے ہیں مگر ان کا دل دلخیز اور ان کا سارو تازہ
انکی ملاقات نے ہم دونوں کی خوشی کو بہت بڑھایا۔ دو ہفتے ہم یہاں رہے۔ ہم انگریزوں کا دستور
کہ جہان ملک کے محلوں کی خوبصورتی اور آدمیوں کی سادگی دیکھتے ہیں تو اس پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔
کوہنگ کی اقامت میں پہلی اکتوبر کو پرنس کوں سورٹ مرے فرسٹیج گئے۔ وہ چار گھنٹوں کی
کاشی میں تنہا سواری تھے کہ گھوڑے چکے اور بگڑ کر دوڑے اور دوڑ کر ایسے رستہ پر پہنچے کہ وہ ریکو
کو قطع کرنا تھا۔ اور ریل پر ایک گاڑی کھڑی تھی جس میں سلاخیں اکٹیر اکٹیر کھڑی تھیں جانی تھیں پرنس
نے یہ خیال کر کے کہ میری گاڑی ریل کی گاڑی سے ضرور ٹکڑ کھاے گی اور میری جان معرض خطر
آئے گی۔ وہ گاڑی سے کود پڑے۔ اُنکے کوئی ضرب شدید نہیں آئی۔ مگر گاڑیوں کے ٹکرانے سے
کو چان کے ضرب شدید آئی۔ اور ایک گھوڑا اور تین گھوڑے شہر کو بھاگے جن کو کرنل پوسن
نے دیکھا تو وہ ڈاکٹر اور ایک گاڑی کو ساتھ لیکر بہت جلد پرنس کے پاس پہنچے۔ ڈاکٹر پرنس کی طرف متوجہ
ہوا مگر انہو نے باصرہ رکھا کہ آپ پہلے کو چان کو دیکھیے اور کرنل کو ملکہ مظفر کے پاس بھیجا کہ وہ اصل
حالی پر ہیکو مطلع کرے اُنکے چہرہ اور کنہ پشیموں اور ایک گھٹنے پر فرخاش آئی تھی۔ وہ دو دن تک
اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلے۔ اگرچہ سب طرح سے خیر گزری۔ مگر اس حادثہ سے ملکہ مظفر کا دل ہل
گیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسے خدا وہ کو نسا صد مہر ہو اور اس حادثہ سے میرا دل پر نہیں گزرا۔ میں اپنی دل
کو تسکین دیتی ہوں اور مہلوں کو دھن سے کہ میرا دل بہر جا نا گزرنے نہیں دیتی۔ انہو نے اپنے خدا کی
شکر گزاری کی کہ گورگ کے پادریوں کو ۱۲۰۰۰ فرینک (پونڈ) کا عطیہ عطا کیا اور انکو حکم دیا کہ وہ
ہر سال یکم اکتوبر کو جو اس واقعے کے واقعہ ہونے کی تاریخ ہے پرنس کی جان کے بچ جانے کی سالگرہ

پرنس کوں سورٹ پر ایک آفت ناگینا کاٹا اور گورگ سے رجعت

کیا کریں اور اصل جمع کا سود اس سالگوہ کے دن اونے درجن کے مستحق فوجان و عورتوں اور مردوں کو بانٹ دیا کریں کہ وہ اُسکو اپنے اکتسابِ عیش میں کام میں لایا کریں۔

پھر ملکہ مغظمہ اور پرنس اپنے قدیم عزیز رشتہ داروں سے ملاقاتیں کیں اُس پاس کے مقامات جو قابلِ دید تھے سیر کی اور نو اسے سے ملکہ مغظمہ دل بہلائی رہیں۔ اکتوبر کو ان ایام شادمانی کا خاتمہ ہوا۔ اسی تاریخ کو وہ یہاں سے روانہ ہوئے، ان مقامات کی باتوں کی یاد انکو بڑی پیاری اور خوشگوار معلوم ہوتی تھیں۔ ملکہ مغظمہ کہتی ہیں ان دو ہفتوں کی خوشیوں اور یہ عزیز اثر پر حادثہ ناگمانی واقع ہونے کا غم میرے دل پر سے کبھی محو نہیں ہونگے جب انہوں نے مراجعت کے لیے یہ سفر کیا تو پروشا نائب السلطنت اُنسے ملا اور اُنکے ساتھ اُنسے میانس تک سفر کیا دیا۔ یہاں کی سیر میں کین گریبارش نے سیرن کا لطف نہ اٹھانے دیا۔ جب یہ زمرہ شاہی بھیگا ہوا سرمازدہ بے چین جبے آرام کو بٹینیر میں پہنچا تو وہاں انتظامین شہزادہ پروشا کھڑی ہوئی تھی۔

اس سفری سے ملکہ مغظمہ بیمار ہو گئیں بیٹی اور نو اسے کی جدائی نے مضطرب کیا اس نے سے شہزادہ نے اکی تمام خوشیوں کو چر لیا۔ جبے برسل میں آئیں تو مشکل سے چل سکتی تھیں اور اپنے کوہ سے باہر نکل سکتی تھیں، ڈاکٹر سیلی نے اُنکے چھائے کا علاج کیا، اس چھائے کے سبب زور سے بخار بھی اُنکو آگیا تھا بغرض اس بارش کے برے موسم میں سفر کے ۱۵۔ اکتوبر کو اوپو میں وہ آگئیں، ملکہ مغظمہ کہتی ہیں کہ کو برگ کو چھوڑے سب ایک ہفتہ ہوا، وہاں جو خوشی کے دن بسر ہوئے اب وہ زمانہ گزشتہ کی یاد کے محاذ سے متعلق ہیں۔

اس سال میں ہندوستان کی بغاوت کی ساری چنگاریاں بجھ گئی تھیں چین کی جنگ میں یکنِ فتح ہو گیا تھا۔ ۲۴ اکتوبر کو چین والوں سے صلح ہو گئی تھی۔ ۲۸ دسمبر کو پرنس نے سٹوک میر کو خط لکھا تھا کہ ہم کو انگلیسٹ اور کولونیز کی طرف سے بالکل اطمینان ہو گیا ہے۔ ۲۷ اپریل کو قصرِ بکننگم سے پرنس کو سووٹ نے سٹوک میر کو لکھا تھا کہ بخشنہ کو اکثر کیپ گدھوپ کو براہِ بسا سفر کرے گا۔ یہ ایک عجیب واقعہ قابلِ یاد ہو گا کہ ایک ہی ہفتہ میں بڑبھائی کنیڈ امین سینٹ لارنس کا عظیم الشان پل کو لیکا اور چھوٹا بھائی بندر گاہ کیپ شون کی بنیاد کا پتھر رکے گا جو دنیا کے دو سرے سرے پر ہو۔ یہ پل نسل کی کیسی جرتی و توسیع و انشعاب کی

و تہذیب بین جن کو انگلیزند نے بروے کار ظاہر کیا ہے اور آگے بڑھایا ہے خاندان شاہی
اسکے ساتھ کام کرتا ہے +

ان دونوں نئی کو لونی میں ہمارے بچے بڑی محبت و خیر خواہی کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں خیر قومی
فخر ہوتا ہے نومبر کے شروع میں ملکہ مظفر اور پرنس کو امید تھی کہ کنیڈا سے پرنس ریز اور کنیڈین
سے شہزادہ الفوڈ گھر آجائینگے۔ مگر دن پردن گزرتے جاتے تھے اور انکی خیر خبر کچھ نہیں آتی تھی
سے انکو فکر و تردد زیادہ ہوتا تھا۔ جب انگلیسٹڈ کے سوجل پڑا گئے تو یہ فکر و تردد دور ہوا۔ ۹۔ نومبر
کو پرنس اپنے روزنامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ برٹی (پرنس آف ویلز) کی سالگرہ ہے مگر کم بختی
کہ وہ آج ہی بیان موجود نہیں ہو اور نہ ہکو اسکی کچھ خبر معلوم ہے کہ کمان ہے۔ الفوڈ پرنس
میں آج سویرا گیا ہے۔ وہ ۶ بجے آج نہایت تازہ و توانا ہمارے پاس آجائے گا +

پرنس کو نورٹ نے ان دو بھئی کو لونی میں ان دونوں شہزادوں کے جانے کو ایک ہتھم
باشان کام بنا دیا۔ اور نہایت محبت سے انہوں نے ایسا بندوبست کیا کہ ان دونوں سفروں میں
کامیابی حاصل ہوئی۔ ملکہ مظفر کے پاس جو انکے سفروں کی خبریں قفا و قفا آتی شروع ہوئیں انکے معلوم
ہوا پرنس کی یہ کوشش رائیگان نہیں ہوئی +

۲۴ جولائی کو پرنس الفوڈ جہاز پور باس میں خلیج سافن میں پہنچا۔ اس جہاز میں وعدہ
دوم کا بحری افسر تھا۔ جب وہ اس جہاز سے علیحدہ ہوتا تھا تو اسکے مدارات شہزادوں کی سی کی
جاتی تھیں تو وہ جہاز کے اپنی افسروں میں سبھا جاتا تھا۔ بندرگاہ کا اسٹریج لنگے جہاز پر آیا تو اسکو
کچھ کم حیرت اس بات کے دیکھنے سے نہیں ہوئی کہ پرنس الفوڈ ایک معمولی لباس اونے افسر بحری
کا پتے ہوئے ہو اور وہ اپنے اس عہدہ کی خدمت کا حق ادا کر رہا ہے۔ ۲۵ جولائی کو شہزادہ خشکی
میں آکر اور کپ ٹون کو روانہ ہوا۔ آج کے مقامی اخبار میں لکھا گیا کہ جب کپ میں ٹین کو لوئیز
آباد ہوئی ہیں۔ آج تک اسکے کوچہ و بازار کی ایسی خوش اسلوبی سے آئین بندھی نہیں ہوئی تھی
نہ کہی آدمی اسے جمع ہوئے تھے اور نہ انہوں نے خیر خواہی کا جو ش دلی خوشی سے ظاہر کیا تھا جیسا کہ آج
ملکہ مظفر کے فرزند امجد کے آنے کیلئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے +

شہزادہ کپ ٹون میں ۱۲۔ اگست تک مقیم رہا۔ پھر سر جارج گرے کے ساتھ جہاز میں دوبارہ روانہ

۵۔ کو بیچ اٹھوان میں پہنچا۔ ۶۔ کو خشکی میں بندرگاہ الزبتھ میں اتر اجمان اٹھا عز و احترام ایسا ہو ایسا کہ شہزادوں کا ہو اگر تاراج۔ کیپ ٹون کے کل بندرگاہوں پیشین کا سربریا۔ مثال۔ اور بج۔ فریٹ میں شہزادہ نے سیر کی۔ ہر جگہ اس فوجان شہزادہ کے خیر مقدم کی رسم محبت کے ساتھ بڑی گرمجوشی سے ادا ہوئی۔ وقتاً فوقتاً مان پاپون کے پاس اس فونہال کے سفر کی خبریں ایسی اچھی آئی تھیں کہ انکے سننے سے انکا دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ سر جارج گروس نے اپنے ایک دوست کو فاکنگی خط لکھا۔ جب کوپرس کو فورٹ نے اپنے کاغذات میں امانت رکھا۔ اُس میں لکھا تھا کہ جیسے شہزادہ کی سفر کی باتیں خوش کرنے والی ہیں ایسی کوئی اور باتیں خوش کرنے والی نہیں۔ شہزادہ ایک فوجان نہایت نیک نہلو شریف ہو اُس میں زندہ دلی خوش باشی ظرافت و کاکوت بھری ہوئی ہے۔ ہر جگہ اس کا خیر مقدم کی خوشی کے مارے لوگ اپنے کپڑوں میں پیوے نہیں سماتے۔ وہ میرے برابر گھوڑے پر سوار ہو کر فست کو جلدی طے کر لیتا ہے اسکے طرز و آئین وضع انداز گفتار رفتار سب آدمیوں کا دل خوش کرتے ہیں وہ سب ایسے سرداروں سے اس خفی سے ملتا ہے کہ انکا دل بے یکتا ہے وہ یہاں کے لوگوں کی مرفہ الحالی میں ایسی دلچسپی رکھتا ہے کہ سب آدمی اس سے ملکر خوش غم ہو جاتے ہیں۔ وہ یہاں کے آدمیوں پر اپنا بڑا نیک اثر ڈال رہا ہے۔ لباس ایسا پہنتا ہے اور نبٹا سنتا ایسا ہے کہ جنوبی افریقہ کا فکا معلوم ہوتا ہے۔

۶۔ ستمبر کو شہزادہ الزبتھ بندرگاہ مثال میں جہاز پوریالس پر سوار ہوا کہ کیپ ٹون کے محبت کرے اس جہاز پر سنڈل لی سے شہزادہ کی ملاقات ہوئی۔ وہ ایک بڑا نامور سردار گیکاس کا تھا جو اپنے دس کونسلر کے ساتھ کیپ ٹون میں آیا تھا۔ ۷۔ ستمبر کو میجر کوویل نے پرنس کو نیوٹ کو لکھا کہ کیپ ٹون میں یہ لوگ شہزادہ کو دوبارہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آج کی شام تک ہماری فوج کے پہلی ارادوں کی نسبت غلط فہمیں اٹھ رہی تھیں۔ سنڈل لی کی قوم نے رور کو بڑی منت سماجت کی کہ وہ اپنے تئیں انگریزوں کے حوالہ نہ کرے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ انگریزوں کے ہاتھ سے قتل کیا جائے گا۔ اسلئے اُسکے ساتھ پادری رہتا تھا۔ موت کے وقت پادری کی ضرورت ہو گئی ہے مگر اب انکو یہ خوف جاتا رہا۔ امن و عافیت کی خوشی انکو پہنچ گئی۔ وہ جہاز پر اکھڑے خوش ہوئے۔ اور جہاز میں انکی خاطر داری و مدارات کپتان سے اونے ملازم تک ایسی کی گئی کہ وہ انگریزوں کی تعریف

کرنے لگے ۛ

جہاز پر سنڈل لی پر جو عنایت و مہربانی کی گئی۔ وہ رائے گان نہیں گئی۔ اسکا اثر قوم زدوں کے سردار سینٹ الیبو پر یہ ہوا کہ وہ انگلینڈ کے ایک جنگی جہاز کی قوت کو دیکھ کر اسکی طاقت و زور کو سمجھ گئے۔ یہ وہ زولوسر وار تھا جسکے میطیع کرنے میں ایسی تکلیف اٹھانی پڑی تھی جیسے کہ سنڈل کی فرما بیزوار بنانے میں۔

چندر روز کے بعد کیپ ٹون میں پہلک لائبریری کو شہزادہ الفریڈ نے کھولا۔ اس میں طبع گرے نے پیسج میں فرمایا کہ یہاں کے آدمیوں نے جو بہت سی قابل ستائش باتیں انگریزوں میں دیکھیں۔ انہیں سب سے زیادہ تعریف کے قابل انکی آنکھوں کے سامنے یہ بات آئی کہ بہت ننگے پاؤں لڑکے تڑکے ہی ٹیکس عرشہ چلدم کو دھورہے تھے ان میں سب سے چست و چالاک ہستعد جیتد ملکہ انگلینڈ کا بیٹا تھا ۛ

جارج گرے نے اپنے ایک دوست کے خط میں اپنے خیالات اس طرح بیان کیے ہیں کہ سنڈل لی اور لکسمبرگ میں مشیرون نے مشکرتے ادا کیے اور کہا کہ آج انگریزوں کے سردار عظیم ملکہ انگلینڈ کے بیٹے کے بلانے سے ہم اس طاقتور جہاز پر آئے ہیں۔ یہ دعوت ہم نے خوف زدہ ہو کر قبول کی تھی۔ جہاز پر دہشت کونے کرتے آئے۔ اس تکلیف میں ہم نے بڑے دریاؤں کے خطرے کو دیکھا۔ لیکن انگریزوں کی ہنرمندی سے ان خوفوں کا ہر ٹکڑا اٹا۔ ہم نے وہ دیکھا جو ہمارے باپ دادا نے سنائی ہی نہ ہو گا۔ اب ہم نے بڑھے ہو کر دانائی سیکھی اب ہم پر انگلینڈ کی قوت و صولت و سطوت خوب واضح ہو گئی۔ اب ہم اگر اپنے جمل طاقتور ملکہ کی حکومت کے برخلاف مسلح ہوں تو ہماری دیوانگی ہے۔ اب تک جو تعجب خیز چیزیں دیکھی ہیں ان کا سمجھنا ہماری فہم و فراست سے باہر تھا ان سے تعجب ہونا ہمارا اب تک موقوف نہیں ہوا۔ ہم ان باتوں میں سے ایک بات کو انگلینڈ کی عظمت و شان سمجھتے ہیں کہ ملکہ مظفر کا بیٹا تاج کا تاج بن کر دانائی سیکھتا ہے۔ انگلینڈ کے امراء عظام اپنے اپنے گہروں کو اور اپنے باپ کی دولتوں کو چھوڑ کر اپنے نوجوان شہزادے کے ساتھ جفا کشی و مشقت شاقہ اٹھاتے ہیں اور آفتیں جہیل میں ہیں تاکہ وہ دانشمند اور فرزادہ ہو جائیں اور اپنے ملک کے محافظ بنیں۔ جب ہم ان چیزوں کو دیکھتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ کس جہ سے

انگلش بڑی زبردست قوم ہوتی ہے جو کچھ ہم نے یہاں سیکھا ہو اس سے ہم اپنے شہرہ کر نیوالے
ہم وطنوں کو مطلع کرینگے اور یہ باتیں اپنی اولاد کو بتائیں گے۔ جبکہ سب سے وہ اپنے ان باپوں
سے زیادہ دانا ہوں گے۔ اور آئندہ زمانہ میں انکی اولاد ہماری تمہاری ملکہ صاحب قدرت بادشاہ ہوگی
۲۷ ستمبر کو شہزادہ الفرڈ نے خلیج ٹینل بریک دائر کی بنیاد میں اول چھکارا پتھر دیا
رکھا۔ اس رسم کے ادا کرنے کا حال نہایت دلچسپ و پر لطف میجر کو دیل نے پرنس کو سنوٹ کو لکھا
اص بیان کیا کہ اس رسم میں کوئی مین سے جو شخص آ سکتا تھا وہ آیا۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ سینٹ جان میں نیو فونڈ لینڈ میں پرنس کیز کا خیر مقدم ہوا
گر مجبوسی سے کیا گیا۔ مگر یہاں یہ گر مجبوسی اور مقامات کی خیر مقدم کی گر مجبوسی کے آگے سر ہو گئی۔
۷۔ اگست کو شہزادہ ویلیئم ہیریٹیس میں رونق افروز ہوا۔ نیو کیسل کے ڈیوک نے اسی تاریخ یہاں
کا حال ملکہ معظہ کے حضور میں یہ لکھا کہ یہی کہ ڈیڑھ گھنٹے میں سواری کا جلوس تیار ہوا اس کے
دیکھنے سے دل بلغ باغ ہوا جاتا تھا۔ آدمیوں کا ہجوم وہ تھا کہ خیال میں مشکل سے آ سکتا تھا کہ
اسے آدمی کہاں سے آکر جمع ہوئے۔ کوئٹون دروازوں دیواروں چھتوں پر غرض جو کھڑے رہے
کی جگہ تھی وہ آدمیوں کی بھری ہوئی تھی۔ سیکرٹن خوش لباس عورتوں کو گردے لگوں اور لڑکیوں
کی دھکاتیل من آنے کی کچھ پروا نہ تھی وہ یہ چاہتی تھیں کہ کوئی عافیت کی جگہ بجائے تو وہ کھڑے
ہو کر تماشا دیکھیں۔ ان کا دل اس تماشا سے بہرہ نوری نہ تھا۔ اس اندام کثیر کے دلوں میں محبت
کا جوش، وہ اٹھتا تھا کہ نہ وہ آواز سے نہ ہاتھوں کی حرکتوں سے ظاہر ہو سکتا تھا۔ شہزادہ کی
گاڑی پر صدمہ لگاتے پھیکے چاتھے جن میں پچاس میں سے ایک شہزادہ کی گاڑی میں پڑتا تھا اس پر
ہی آدمی گاڑی لگدستوں ہی سے ہر گئی۔ ملکہ معظہ اور شہزادہ کے سینے چیز ایسے زور شور سے
دینے جاتے تھے کہ کان بہرے ہوئے جاتے تھے۔ ہزاروں آدمیوں کی دھکاتیل سے وہ گر کر پیچھا
ہوئی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی سواری نہیں ہوگی۔ وہ خانی ہزاروں آدمیوں کی صفوں کے لیے بہرے
ہوئے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بوجھ کے مارے سے اسباب کا ڈوب جائینگے۔ سمند میں ہزاروں
کشتیاں پڑی پڑی تھیں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سطح آب پر انکی بڑی گنجائش کی گئی ہے اور
پرنس کشتی میں سوار ہو کر جلا سٹائیکس میں بیٹھ کر رہی ہوا۔ ہر جگہ وہ لٹیر توپچی توپیں چھوڑ

تھے۔ جب توپوں کی آوازوں میں وقفہ ہوتا تھا تو جہاز میں چیز کی آوازیں آتی تھیں۔ پس یہاں کی سیر کا اول حصہ اس دہوم و حمام سے ختم ہوا جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہو۔ اس سفر میں سب سے زیادہ پر لطف سیر ناگرا آبشار کی رات کی روشنی تھی۔ وہاں بنگال کی طرح روشنی ہوتی تھی کہ چرخوں میں ارتعاش کا تیل جلا یا گیا تھا۔ آبشاروں اور پہاڑوں کے درمیان چرخ روشن ہو گئے یہاں چہ اپنی بہاؤ دکھاتے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی ساحر نے پانی کو چمکدہ چاندی کا انبا بنا دیا ہو۔ وہاں جو کماظم ہوتا تھا اس میں نو سفیر جس کو روشنی کا رنگ نظر آتا تھا۔ پانی میں جو مہرین اٹھتی تھیں یہ معلوم ہوتی تھیں کہ روشنی کے بادل اٹھ رہے ہیں جب روشنی کا رنگ بدل کر قرمزی ہوتا تھا تو آبشاروں کا رنگ بدلتا تھا۔

ملکہ مظفر کو ڈیوک نے یہ معذرت بھی لکھی کہ مجھ میں یہ قابلیت نہیں کہ یہاں کا سارا حال لکھوں۔ صرف میں نے یہاں کے واقعات کا ایک ضعیف سا چرچہ اتار کر یہیہ خدمت عالی کیا ہے۔ حضرت علیا کو اسکا حال تو اور اخباروں میں معلوم ہوگا۔ مجھے اس کتنے پر حیرت ہوئی ہو کہ شہزادہ کے یہاں آنے نے بھلائیوں کی تخم پاشی کی ہو۔ میری خدا تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہو کہ اس تخم پاشی کی فصل بھی اچھی اور آہیں ملکہ مظفر اور ان کے کنبے کی شان و شکوہ عظمت و سطوت کے پھل لگیں اور اس طرح زیروستہ محکوم منتع ہوں۔

۲۴ ستمبر کو ڈیوک نے نیو کیسل نے اپنے خط میں ملکہ مظفر کو کنیڈا کے سفر کے نتائج یہ لکھے ہیں اب کنیڈا کسفر کامیابی کے ساتھ ختم ہوا میں اسکی مبارکباد ملکہ مظفر کو دینا ہوں مجھے یہیں ذرا بھی شبہ نہیں کہ بہت صفائی سے سارا کئے آئینہ ثابت کرینگے کہ اس سیر و سیاحت کے ثمرات نہایت نیک ہو گئے ہیں انگلینڈ کے ملک کے ساتھ شمالی اقلیم امریکہ کی محبت نہایت مستحکم اور پیوستہ ہو گئی ہو اور قوموں نے جان لیا ہو کہ لڑائی کی صورت میں اس محبت میں دست اندازی یا انگلینڈ کے حصول پر حملہ آوری بے سود ہے۔ شہزادی کے یہاں آنے سے ہر قسم کی آبادی جانتی ہو کہ انگلینڈ میں اس ملک کے حال پر بڑی توجہ کی جاتی ہو۔ اسلئے یہاں کے سارے کام انگلینڈ کی نگرانی اور نگہداشت سے ہونے پائے ہیں۔ وہاں گورنٹ بہت اچھی طرح کام کرتی ہو۔ یہاں سب اسکی تعریف کرتے ہیں۔ اس طرح سیاحت سے ملک ہی مستفید نہیں ہوا بلکہ خاص شہزادہ کی ذات بھی مستفید ہوئی ہے۔

دراں میں کنیڈا کے سفر کے نتائج

انکی دماغی قوت بروے کار ظاہر ہوئی اور غور و خیال کرنے کی عادت پڑی مجھے نہایت ایسی ہوئی
اگر حضرت علیا اور پرنس کو نسورٹ اس تغیر سے خوش نہیں ہونگے کہ میں علی مدرس میں شہزادہ
کی معزادہ تو جہ پر بڑا زہر دیا گیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے کوئدہ فرائض کاقی ادا کرے۔ شہزادہ نے یہاں
سے جانیکیے بعد لوگوں پر پنے بڑے نیک اثر کیئے ہیں ۱۰

جب کینیڈا میں شہزادہ کی خاطر داری اور کوجھک میں سرگرمی زیادہ ہوتی گئی تو یونانیہ شہزادہ
شیش میں اسکا اتباع شروع ہوا۔ یہاں اب تہا ہی سے لوگوں کو بڑا شوق تھا کہ شہزادہ یہاں
مسٹر ڈیوس جومکہ کے ایک بڑے نامور سپرین۔ وہ نیویارک سے ۲۹۔ ستمبر کو بھتے ہیں کہ میری
غیر حاضری میں شہزادے کے خیر مقدم کی رسم ادا کرنیکے لیے انتظامات کیئے گئے اور اسکے لیے جہ
کھینچی کا رکن مقرر ہوئی اسکا میں پریسڈنٹ مقرر ہوا جسکو میں نے منظور کر لیا۔ ہم یکام ہی خوش
اسلوبی سے کرنا چاہتے ہیں کہ مایجناب شہزادہ کو وہ پسند آئیں۔ اور یہ بات کچھ اس نظر سے نہیں جانی
چاہیے کہ شہزادہ حالی تبار ہے بلکہ اسلئے کہ وہ ملے وچہ کالائق فائقی قابل و ہونہار ہے ایک بڑی شکل
ہم کو یہ آنکر پڑی ہو کہ کوئی ایسا وسیع و فراخ مکان نہیں ملتا کہ جس میں شہر کے معززین جو شہزادہ کی
ملازمت سے شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں سما سکیں۔ ہم نے ایک مکان بنوا ہے کہ جس میں چھ ہزار
آدمی بیٹھ سکتے ہیں مگر بال اور پڑ کے لیے باسائش اس میں تین ہزار آدمیوں کی گنجائش ہے۔ لوگوں
کی بڑی خواہش یہ ہے کہ شہزادہ کو ہماری ملاقات پسند آئے۔ ایسی خواہش بالاتفاق میں نے پہلے بھی
نہیں دیھی۔ اگر شہزادہ کو اٹھانا پسند نہ آئے تو اس میں انکی کچھ خطانہ ہوگی جصلی شہزادہ کا اخلاق
ایسا ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر لیتا ہے۔ کوئی شخص زمانہ نہیں ہے جسکے ساتھ آدمیوں
کی محبت ایسی ہو جیسی کہ شہزادہ کے ساتھ ہو۔ ہم اسکو یہ خیال کرتے ہیں کہ اسکی ذات سے گناہ نہیں
ہو سکتا۔ اگر وہ اسکے کرنے کا قصد کرے۔ ہم کو امید ہے کہ اس نیک ملکہ کا متبرک خاندان اپنی اور ہماری
سلطنت کی سیر کرے گا۔ اور مجھے بالکل یقین ہے جتدرہم دو فون بل جان ایک دو سکر سے وقت
ہوگا۔ اسقدر آپس میں دوست و یگانے ہونگے ۱۱

شہزادوں نے جن مقامات میں سفر کیا ان سب میں بڑا مقام چیکو گیا تھا۔ ڈیوک نیویارک
اسکے باب میں لکھا۔ کہ تیس برس پہلے یہ شہر ایک کانٹون تھا اب اس میں ڈیرہ لاکھ آدمی آباد ہیں یہاں

آرمیوں کے انہوہ کا ٹھکانہ تھا گرہان انتظام ایسا عمدہ تھا کہ وہی اور سب شہروں میں کیا گیا۔
سنیٹ لوئس میں اسی ہزار آدمی جمع ہوئے۔ شہزادہ کے استقبال میں یہاں کے آرمیوں
وہ آدمیت انسانیت خوش اخلاقی دکھائی جس سے زیادہ اور نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک شخص شہزادہ
کی صورت مودبانہ دیکھنی چاہتا تھا۔ کل روزائیت میں یہی کیفیت تھی۔

۱۰۔ اکتوبر کو یہ نوجوان شہزادہ دار السلطنت دے شنگلن میں پہنچا۔ بڑا دلچسپ واقعہ ہے
کہ ۱۱ اکتوبر کو شہزادہ کوہ درن کی سیر کو پریسیڈنٹ کے ہمراہ گیا جہاں دے شنگلن کا مکان اور مقبرہ
ٹائمز اخبار کارپورٹر لکھتا ہے کہ اس قبر پر شہزادہ اور پریسیڈنٹ اور تمام ان کے مصاحبین ننگے سر کھڑے
ہوئے۔ یہ اُس شخص کی قبر تھی کہ جسے شہزادہ کے پرانا جالاج سوم کی حکومت سے اپنے ملک کو آزاد
کرایا تھا۔ آج یہ پرنا سا اسکی قبر کے پاس نہایت مودبانہ سر پر نہ کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے کوہ خاں
کھڑا تھا۔ شہزادہ نے قبر کی ایک جانب میں ایک درخت کا بیج بویا۔ اور اس چھوٹے سے بیج کے گرنے
مشی ڈالی جسے مٹی یہ تھے کہ انگریزوں اور ان کے مغربی بھائیوں کے درمیان جو قدیمی اموالیت کا
صنیف سابقہ چلا آتا تھا۔ وہ دفن کیا گیا۔ جب نیویارک میں شہزادہ آیا تو وہاں کے آرمیوں کی خوشی
کی کوئی حد باقی نہ تھی۔ ٹائمز اخبار لکھتا ہے کہ زمانہ ماضی و حال میں کسی بادشاہ کا ایسا احترام کمتر ہی کیا
گیا ہو گا۔ جو شہزادہ کا ہوا۔ یہ استقبال خیر مقدم بڑا اثر انداز تھا۔ محبت کی ایسی گرمجوشی کی حرارت اور
خوش انتظامی اور ادب کی گرم بازاری تھی کہ میں حیران ہوں کہ کس لفظوں میں اُسکو ادا کروں۔ شہزادہ
نے جو سب آخر شہر دیکھا وہ بوسٹن تھا۔ جس میں شہزادہ کے خیر مقدم کی سرگرمی کا حال ہی تھا جو
شہروں میں تھا جن بازاروں میں شہزادہ گزرا۔ انہیں پانچ لاکھ آرمیوں کا جمع تھا جو نہایت محبت
صدق عقیدت سے آداب بجالائے۔ اس شہزادہ کے عظیم الشان خیر مقدم ہونے کے دو سبب تھے۔ ایک
یہ کہ یونائیٹڈ سٹیٹس کے باشندوں کے دلوں میں انگلینڈ کی محبت کی حرارت زیادہ ہو گئی تھی اور
اُسکو اس شہزادہ کے آنے نے اور بھی بڑھا دیا تھا۔ دوسرا یہ کہ ملکہ مغظمہ کی ذات ستودہ صفات
ساتھ اس ملک کی ساری جماعتوں کو بڑی محبت تھی۔ جب اُنکے بیٹے کو خلعت نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو
اُنپر سحر کا سا اثر ہوا۔ پہلے چوتھائی صدی سے دہران ملکی کو کبھی یہ بات نہیں سوچی کہ شہزادہ کے وہاں
جانیسے نیک شرارت ظہور میں آئیں گے۔ اِس نے سنے دونوں ملکوں کے باہمی محبت و واد کو استوار اور

پختہ کر دیا۔ اور اسے یورپ کے ان واقعات پر اپنا اثر کیا جو آئندہ وقوع میں آئے۔ یہاں کے باشندے جس غلوصلی و حسن عقیدت سے شہزادہ سے ملے اسکا تصویر میں لانا بھی مشکل ہو رہا۔
کے سٹیشن پر حکام ضلع کے ساتھ آرمیوں کا ہجوم موجود تھا۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ کوئی نوجوان وراثت سلطنت جو مدت سے جدا تھا۔ آیا ہو۔ اس شہزادہ کا آنا کیا تھا کہ ان دونوں ملکوں میں ایک عہد نامہ اتحاد کا لکھا جانا تھا۔

پریسڈنٹ یوجیاٹن نے ملکہ مغطہ کو یہ خط لکھا کہ میں نے جون کے مہینے میں عالیجناب کے خط میں لکھا تھا کہ میں نہایت معتبر پیشنگوئی کرتا ہوں کہ جب شہزادہ کینیڈا سے انگلینڈ کی طرف مراجعت کرتے وقت اس ملک میں آئیکا تو اسکا فیہ مقدمہ تل سے بڑی گرمجوشی سے کیا جائے گا۔ یہ میری پیشنگوئی پوری ہو کر سچی ثابت ہو گئی۔ ہر مقام پر اسکا استقبال بڑی گرمجوشی اور خوشی سے کیا گیا۔ یہ احترام فقط ملکہ مغطہ کے لحاظ و ادب سے نہیں کیا گیا بلکہ شہزادہ کی فرخندہ سیرت و جوان صلیح ہونے کے سبب سے کیا گیا۔ کل سفر میں اسکی وضع آئین طرز و انداز گفتار رفتار و اسکی عمر کے لیے زیبا اپنے ساتھ ایک عظمت شان آزادانہ و حیلما نہ لیے ہوئے تھے کہ بے اختیار ایک خلقت کا دل اسکی محبت میں گھرا جاتا تھا۔ یہاں شہزادہ کی سیر اس طرح ہوئی جس طرح ملکہ مغطہ چاہتی تھیں اور مجھے یقین ہے کہ آخر تک یہی حال رہے گا۔

شہزادہ تیسے جدا ہوا کہ چھٹ کو اوج صبح کو گیا ہے اور ڈیوک نیو کیسل اور اور مصاحبہ لادول اسے ہمراہ ہیں۔ میں نے فوشی سے اسکی سیاحت کو دوست دی تھی اور اسکا پہلے سے انتظام کر رکھا تھا اسنے میرے سارے گھر کے آرمیوں کا دل تسخیر کر لیا۔ اسنے میرے ساتھ ایسا شریفانہ و آزادانہ برتاؤ برتا ہے کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اسکا دل محبت منزل ہو اور وہ نیک فہم ہے میں اسکی بہبودی کیلئے ہمیشہ دعا گو رہوں گا۔ ریشنگٹن ۶ اکتوبر

اس خط کے جواب کا مسودہ پرنس کوئٹورٹ نے ملکہ مغطہ کے لیے تیار کیا اور ڈیوک کیسل سے ۱۹ نومبر ۱۸۶۷ء کو بھیجا گیا۔

میرے عزیز دوست ۶ اکتوبر کو جو اپنے غایت نامہ لکھا اس سے مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی اس میں میرے بیٹے کی نسبت اپنے نہایت محبت آمیز فقرات تحریر کیے تھے تو مجھے یقین دلایا تھا کہ

شہزادہ نے جو آپ کے ملاقات کی اور ملک کی سیر کی اسکی پوری قدر شناسی ہوئی اور شہزادہ اپنی سچائی
اخلاق سے آپ کی قدر شناسی اور آپ کے ملک کی خیر خواہی کو خرید لیا۔

میں نے ارادہ آپ کے خط کے جواب دینے میں تاخیر کی تاکہ میں آپ کو یہ مژدہ سناؤں کہ شہزادہ
بحیرہ عاقبت میرے پاس آگیا۔ باد مخالف اور موسم کی سختی نے اُسکے یہاں پہنچنے میں دیر لگا دی جس
سے ہمکو بوقتصلے قطع ضرورت تھا کہ فکر و تردد ہو تا مگر اس فکر کا نعم البدل یہ لگیا کہ وہ نہایت تندرست
توانا دل یہاں آیا۔ اور اپنی سیاحت کی ساری باتوں سے نہایت خوش خرم تھا۔ وہ کافی طویلے میں
بیان کر سکتا تھا کہ سب کچھ کہیں خیر خلایق سے دوستانہ محبت لوگ اُسکے ساتھ پیش آئے۔ آپ نے جو اُسکے
حال پر مہربانی کی۔ میں اُسکی بڑی شکر گزار ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ میری ذات سے محبت
کہتے ہیں۔ اسی محبت کا شہزادہ دمان جا کر طالب ہوا تھا۔

میں آپ کی قوم کے ساتھ اسی محبت ظاہر کرتی ہوں جیسے آپ کی قوم نے اپنی محبت شہزادہ کے
ساتھ ظاہر کی اس سفر سے دو یون قوموں میں جو ہم نسل اور ہم خصال ہیں رشتہ اتحاد مستحکم ہو گیا۔
ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ملکہ مغظمہ اور اُنکے شوہر کے خیال میں یہ بات تھی کہ ہسکی شہزادہ
لوئیس سے شہزادی ایلائس کا عقد نکاح ہو جائے اور یہ بات قرار پا چکی تھی کہ شہزادہ انگلینڈ میں کہے
تاکہ دونوں فوجیان شہزادہ شہزادی مل جلکر آپس میں ایک دوسرے کے حال سے واقف ہو جائیں چنانچہ
شہزادہ انگلینڈ میں آیا۔ ملکہ مغظمہ اپنے روزنامہ ۳۰ نومبر کو انکی قربت نسبت کا حال یہ لکھتے ہیں کہ ڈو
کے بعد جب بٹل میں آپس میں باتیں کر رہے تھے میں نے دیکھا کہ ایلائس اور لوئیس آتش دان کے
آگے معمول سے زیادہ شوق و محبت سے آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ اور جب میں دوسرے کمرے میں
جائیکے لئے اُنکے پاس سے گزری تو وہ میرے پاس آئے اور ایلائس نے گھبرا کر مجھ سے
کہا کہ شہزادہ نے مجھ سے شادی کر نیکی درخواست کی جو۔ وہ بہت آپس (اس درخواست کے قبول
کر نیکی درخواست کرتا ہے۔ میں نے شہزادہ کا ہاتھ بھینچ کر کہا کہ میں یقینی اس درخواست کو قبول کرتی
ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم تھوڑی دیر بعد ہمارے کمرے میں آؤ۔ شام کو ہم اپنا کام کرتے رہے کہ میرے
کمرے میں ایلائس گہرائی ہوئی چپکے سے آئی اور البرٹ نے لوئیس کو اپنے کمرے میں بلایا۔ وہ اول
اُسکے پاس گیا اور پھر آئے مجھے اور ایلائس کو بلایا۔ پاک نفس لوئیس کا دل محبت میں سرگرم تھا ہم نے

شہزادی ایلائس کی قربت نسبت

لوئس کو گلے لگایا۔ اور لوئس کے روبرو ایلائیٹ کی بڑی تعریف کی۔ شہزادہ نے میرا ہاتھ دبا کر اسکا ہوسٹہ
میں سے اُسکو گلے لگایا۔ تھوڑی سی باتیں چینیٹیں کر کے ہم جدا ہو گئے۔ اس پاک لوح کا اثر مجھ پر بہت ہوا
۳۔ دسمبر کو پرنس کو سنورٹ سے شوک میر کو لکھا کہ میں نے جو آپ کو پچھلا خط بھیجا ہے
اسکی پیچھے ہی میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ ایلائیٹ اور لوئس کی فراہم نسبت ہو گئی۔ آپ بھی ہماری
طرح اس نسبت کو پسند کریں گے اور ہم سے کم خوش نہ ہوں گے جب آپ یہ کہا جائے کہ یہ دونوں فرما
آپس میں دلی محبت ہے ریا رکھتے ہیں اور وہ صحیح اسیر رکھتے ہیں کہ ایک دن ہم کو آپسین نکاح ہو جائے
سے دلی خوشی حاصل ہوگی۔ ہم روز بروز لوئس کو زیادہ پسند کرتے جاتے ہیں۔ اس کے مزاج میں اعتدال
ہم اُسکی طبیعت میں نیک اخلاق ہیں وہ معصوم صفت ہر اس کے ساتھ اصلی نیک نہادی اور رکیان
و محبت جن حقائق رکھتا ہے۔

۴۔ دسمبر کو انگلیٹنڈ میں شہنشاہ سیم فرانس اس غرض سے آئین کہ ملکہ مغظلہ اور پرنس
کو سنورٹ سے ملاقات ہو اور انکی صحت کی بھی صلاح ہو جائے۔ ملکہ مغظلہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں
کہ شہنشاہ سیم فرانس لاغر و زرد ہو رہی ہیں مگر وہ اپنی طبیعت کے موافق مہر نواز اور دل پسند ایسی ہی
ہیں جیسا کہ ہمیشہ سے پہلے سے تھیں۔ وہ اس طرح سے سفر کرتی تھیں کہ کوئی انکو بچانے نہیں بھلنا تھا
میں انکا استقبال بالکل خانگی تھا۔ زمانہ کا بھی کیا انقلاب ہو کہ شہزادہ اُنکے آنے کی کیا دہم مچی
تھی یا اب اُنکے آنے میں بالکل چپ چاپ ہے۔

۵۔ دسمبر کو پرنس کو سنورٹ سخت علیل ہو گئے۔ تمام بدن میں رعشہ پیدا ہو گیا۔ اگرچہ شام کو
کچھ آفاقہ ہو گیا۔ مگر ملکہ مغظلہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ ضعف بہت تھا۔ ایلائیٹ کے پاس سیکھلہ
کے بہت خطوط آئے۔ اُن میں سے زیادہ مشفقانہ خط بادشاہ لیوپولڈ کا تھا۔ اور اُسکے بعد لارڈ
ایئرٹن کا خط بھی مہر آمیز تھا۔ لارڈ موصوف کئی دن سے اچھی طرح بول نہیں سکتا تھا۔ مگر جیسا کہ میری
طرف سے ایلائیٹ کی شادی کی قرارداد کی اطلاع دی گئی تو اُسے بہت صفائی سے کہا کہ میں نے
سنہ سے کہ شہزادہ لوئس کی تعریف اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔

۶۔ دسمبر کو یہ وزیر باتیر نیک خواہ سلطنت اس فیما سے گزیر گیا۔ چند روز بعد ملکہ مغظلہ
نے اسکی وفات کی بابت شاہ لیوپولڈ کو خط لکھا کہ ہمارے عزیز دوست نیک خواہ ایرٹن نے

شہنشاہ سیم فرانس کا

پرنس کو سنورٹ کی حالت اور لارڈ ایرٹن کی وفات

وفات پائی چند روز پہلے سے معلوم ہوتا تھا کہ پیغامِ حبل کے پاس آنے کو ہو۔ اس موت سے ہم کو بہت صدمہ پہنچا۔ لارڈ مصوف کی لیاقت کی جیسی کہ قدر شناسی پرنس کو نشورٹ کرتا تھا ایسی کوئی اور شخص نہیں کرتا تھا۔ پرنس نے اپنے خط میں لارڈ ایرڈین کا یہ مقولہ نقل کیا ہے جو قابلِ یاد ہو کر اس واسطے اس ملک میں دانائی سے حکمرانی نہیں ہوتی۔ بلکہ باتیں بنانے سے فرمانِ روانی ہوتی ہے ایسے کہ جو باتیں بنانی جانتا ہو وہی حکمرانی کرتا ہے۔

۶۔ دسمبر کو پرنس ایسا تندرست ہو گیا تھا کہ اُس نے اپنی بڑی بیٹی کے معمولی ہفتہ وار یہ خط لکھا کہ کل میری حالت اسی خراب تھی کہ میں اپنے ماتھے میں قلم نہیں پکڑ سکتا تھا۔ جبے ایلایس کی نسبت ہوئی ہو میں نے تم کو کچھ نہیں لکھا۔ میں خاموش رہوں تو تم مجھے بیمار اور احمق نہیں جانو گی بلکہ سمجھو گی کہ میرا دل گرفتہ ہو۔ لوئس اور ایلایس اپنی نسبت سے ایسے ہی خوش ہیں جیسا کہ انسان ذاتی ہو سکتا ہے۔ اُسے میرا دل ایسا ہی خوش ہوتا ہے جیسا کہ باپ کا ہونا چاہیے۔ انکی نسبت بہت اعدوس بننا یاد آتا ہے مگر اس میں ایک فرق ہی ہے کہ ایلایس تو ایسی بڑی ہو جیسی کہ تم اس وقت میں نہیں مگر فرٹز سے لوئس چھوٹا ہے ہم نے پہلے جو تجربہ کیا ہے اُسی کی نظیر کے ہم پیر ہو سکتے ہیں مگر فرٹز کو اس نسبت سے بڑی راحت و مسرت ہو گی۔

حقیقت میں لوئس نیک اور سادہ مزاج ہو اُسکی طبیعت میں اعتدال ہو اور ایلایس کا طوطا طریقہ قابلِ ستائش ہو۔ پرنس پر ایسا ہی کا ایسا سخت صدمہ ہوا تھا کہ اسکا اثر بہت دنوں بعد گیا گوڑہ ضعیف تھا مگر اس ضعف میں بھی اپنا کام نہیں چھوڑا۔

پرنس کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ گوعات کا ضعف باقی تھا مگر اُس نے دسمبر سے اپنا کام کرنا شروع کیا۔ مختلف انواع کے کاموں کا انبوه اُنکے آگے ایسا رہتا تھا کہ ہر روز ایک نئی طرز کی توجہ کی ضرورت پڑتی تھی۔ اسی تاریخ میں اُنکو ایک مضمون لارڈ پامرسٹون کو خط میں لکھنا پڑا کہ فرانس کی بحری قوت کے مقابلہ میں انگریز کی بحری قوت کتنی کم ہے۔ لارڈ مصوف کو جو چند روز سے بحری محافظت کی طرف توجہ تھی پرنس اسکا طرفدار تھا۔ اور اب یہ امر تحقیق ہو گیا تھا کہ اہل فرانس نے اپنے انہی جنس کی جہاز بہت سے تیار کر لیے ہیں۔ وہ گلوبیا جہاز کے نمونہ کے ہیں جس پر ۳۶ توپیں چڑھائی جاسکتی ہیں۔ ۲۱۔ اکتوبر کو پرنس نے لارڈ پامرسٹون کو لکھا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل

د پرنس کا خط بڑی ہی بے نام

بحری محافظت

فرانس بڑی تیاریاں کر رہے ہیں۔ مین نے برسل میں بھی سنا تھا کہ وہ اپنی نئی بحری قوت بڑھا رہے ہیں۔ تحقیق کر نیسے اس خبر کی تصدیق ہوئی۔ اور پہلی دسمبر کو ملکہ مغلیہ کے رومرواسی رپورٹ پیش ہوئی کہ **میں** بحری قوت میں اہل فرانس اور اہل انگلینڈ برابر تھے۔ مگر اہل فرانس نے اتنے نئے جنگی جہاز بنائے ہیں کہ انکی بحری قوت دو چاند سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

پرنس کو جب ان واقعات پر علم ہوا تو وہ دسمبر کو لارڈ جان رسل کو ایک خط لکھا جس میں اپنی عادت کے برخلاف مضطرانہ الفاظ لکھے کہ ہمارے ملک کی پوری بے عزتی ہے۔ غرض کرو ہماری بحری قوت کی خفت ہو کہ ہم سے اس کے سوا کچھ اور نہ ہو سکے کہ ہم اہل فرانس کے پیچھے ننگر آتے ہوئے چلیں اور انکے تجربات اور ترقیوں کے آگے اپنی ناکوں کو مغزورانہ گھسیں۔ جبہ اپنی سلامتی اور محافظت کو قائم کر لیں اور ہم کو خوفناک ڈرانے والے ہو جائیں اور ہم نے جو وقت ضائع کیا ہو اسکو روپیہ ضائع کر کے پکڑ لیں یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ ہماری سلامتی اور عافیت کو جو کمزور بنانے والی ہیں، فقط

فیلڈ مارشل کونٹ ٹول کس کا قول ہو کہ گورنمنٹ کا سب سے بڑا گناہ جنگی وہ مرکب ہو گیا کہ ملک کو بغیر کسی محافظت کے رکھے۔ اس قول کہی نہیں ہونا چاہیے، اس کی عافیت کے زمانہ میں جو روپیہ برسوں کی کفایت سے بچا ہے وہ ایک سال کی لڑائی میں خرچ ہو جاتا ہے پرنس قومی محافظت کا فکر و تدبیر ہمیشہ دہن گیر رہتا تھا۔ سرشتہ بحری پر ہمیشہ یہ روز ڈالتے تھے کہ لڑکوں کو سرشتہ بحری میں تعلیم دی جائے۔ بندرگاہوں کی محافظت کے لیے جو بل پاس ہو کر تھا اُس پر ہمیشہ توجہ کرتے تھے۔ پرنس سے زیادہ کوئی شخص سب بات نہیں سمجھتا تھا کہ امن و صلح کے حاصل کرنے کا طریقہ اس بات سے بہتر کوئی نہیں ہے کہ جنگ کے لیے آمادہ و میاں ہے۔

ملکہ مغلیہ کے لیے یہ بڑا دن بڑی خوشی کا تھا کہ اس میں چند گھنٹے کے لیے افکار سلطنت سے فرصت نصیب ہوئی جنہیں انہوں نے اپنے گھر میں آپس کے اخلاص و پیادگی خوشنیاں بنائیں۔ ملکہ مغلیہ بڑے دن کو اپنے ماموں صاحب کو یہ خط لکھ کر برسل میں بھیجی ہیں کہ میں اپنے خط کے شروع میں اول آپ کو بڑے دن کی مبارکباد دیتی ہوں۔ آج بڑے کرانے کا چاڈا پڑ رہا ہے ۲۳ درجہ تک گرمی لاپڑا ہے ہر چیز سفید نظر آتی ہے۔ درختوں کی شاخوں پر گل کا پالا پڑا ہوا جابجا ہے

برف پر پھسلنے کی سیر میں بڑی مسرت افزا ہو رہی ہیں۔ بڑے دن کے تھکے تحائف کی تقسیم بڑی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ ایلائس اور لوئس بڑے خوش ہیں۔

اٹلی کے معاملات بڑے پیچیدہ ہیں کوئی نہیں جان سکتا کہ اُن کا انجام کیا ہوگا چین سے جورات کو خبر آئی وہ بڑی قابلِ اطمینان تھی، مگر وہ بیگناہ قیدیوں کے سرکڑائے گئے۔ لارڈ ایلچین نے نہایت عمدہ طرح سے کارگزاری کی۔ وہ بڑی تعریف کے مستحق ہیں۔ انکا خاندان بڑا عالی شان ہے۔
۶۔ جنوری کو دوکی وائرلنٹ کی ملاقات کو الفی (الفوڈ) جایگہ۔ پرتی دفعہ جناب کی خدمت میں حاضری ہوگا۔ مگر اسکو دو ماں رات کے سونے کی فرصت نہیں ملے گی۔ ۱۸۔ جنوری کو پرودہ ہمسے جڈا ہوگا اور ایسٹ انڈیا اور شمالی امریکہ کو جایگہ۔ ہسی کا شہزادہ لوئس اپنی قرابت نسبت ٹھیرانے آگیا تھا۔ اس طرح بڑے دن کو سارا کنبرا سوائے بڑی شہزادی کے ایک جامع ہو گیا تھا دو سو سو پرنس اپنی بڑی صاحبزادی کو برلن یہ خط لکھا کہ ہنسے تم کو پھر بڑے دن کی ٹس مزہ نہیں پایا۔ جیسپر ہمارے عزیز موجود ہو مگر تم ہی نہ تھیں۔ اگر تم اور فرٹز اور تمہارے بچے آتے تو سارا کنبرا موجود ہوتا اور اُس میں لوئس اور زیادہ ہوتا۔ لوئس ہمارے ہر روز خوش کرتا رہتا ہے وہ بڑا پیارا اور ٹیک منش ہے۔ میں اپنے تصور میں اُسکو دو سو سو فرٹز سمجھتا ہوں۔ تمہارا فرٹز اسکو میری غلط فہمی نہ جانے۔ اسلئے کہ وہ فوجوں بھی سیرانیا بیٹا بن گیا ہے۔ بڑے دیکھو تحائف پہنچے اُسے دل خوش ہوا اور جو نہیں پہنچے اُنکے انتظار میں دل بے صبر ہے۔

مجھے اس سے بڑا خوف لگتا ہے کہ گوشت پوست خون میں قصب آگے پیچھے اپنا دورہ کر رہا ہے۔ افسوس ہو کہ علی العموم سب میں قصب اپنا رنگ دکھاتا ہے اور لوگ اپنے قصبات کے مارے پھولے نہیں سماتے۔ اُس سے اپنی عقل کی عظمت اور اپنی فضیلت کا فیصلہ کرتے ہیں اور اسی کو سچی محبت انسانی جانتے ہیں حالانکہ وہ کوتاہ عقلی اور تنگ دلی سے پیدا ہوتا ہو۔

۳۱۔ دسمبر کو ملکہ مغظمہ نے اپنے ماموں نصاحب کو یہ خط لکھا کہ میں آپ کو آئندہ نو روز کی مبارکباد بڑی سرگرمی کے ساتھ دیتی ہوں آپ اسکو قبول فرمائیں۔ خدا کے کہ اس سال میں کوئی دنگا نہ ہو۔ جیگر نہ کھڑا ہو۔ امنِ امان چین چان رہے اور آپ یہاں ہمکے کنبے میں آنکر رہے ہیں آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ بھلائی اور ہمہ مرہبانی و شفقت کرتے ہیں۔

۱۸۶۱ء عیسوی

دنیا میں جو آدمی کارنامے سترگ کے کر نیوالے ہوئے ہیں۔ انہیں سے اکثر مثل پرنس کے ابتدا ہی سے اپنے کاموں کا کرنا شروع کیا۔ جان اور آدمی چلنا ہی شروع کرتے ہیں۔ وہ انہوں نے لمبی لمبی ٹگین بہرین۔ بہر کار بزرگ کے کرنے میں انہوں نے ابتدا ہی سے ترقی نمایاں کی جاڑا ہو یا گرمی کا قاعدہ دوستی تھا کہ وہ سات بجے سوتے اُٹھتے تھے۔ اور کپڑے پہنتے اور اپنے بیٹھنے کے کرو میں جلتے جہان ہٹا دے میں آگ روشن ہوتی اور جرمین کا شٹر لیمپ روشن ہوتا اور وہ لوگوں کے خطوں کو پڑھتے اور لکھتے جو اب لکھتے۔ گوانکی خط و کتابت بڑی لمبی چوڑی تھی۔ مگر وہ کسی خط کا جواب پڑا نہیں رکھتے۔ سلطنت کے معاملات عظیم کے باب میں وزراء سلطنت جو تحریرات ملکہ منظمہ کی خدمت میں بھیجے۔ ان کے جوابات کے مسودات ملکہ منظمہ کی طرف سے بھی تحریر کرتے۔ وہ اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ مجھے با محاورہ انگریزی زبان لکھتی نہیں آتی۔ اسلئے اپنے تمام مکتوبات جو انگریزی زبان میں لکھنے آؤ کہ ملکہ منظمہ کے رو برو پڑھنے کے لئے رکھ دیتے اور فرماتے کہ آپ ان کو خوب غور سے پڑھیے اور اگر کہیں غلطی نظر آئے تو اسے ارشاد فرمائیے۔ معاملات ملکی کے باب میں وہ مسودات تحریر کرتے تو حضرت علیا سے فرماتے کہ یہ مسودہ آپ کے لئے پہنچ تیار کیا ہو اسے آپ پڑھیے۔ میرے نزدیک تو وہ کافی ہو۔ یہی عادت ان کی دم دلہن تک رہی۔ چنانچہ پہلی دسمبر ۱۸۶۱ء کو آٹھ بجے صبح کے اپنے ضعیف عیالات کی حالت میں ایک یادداشت کا مسودہ ملکہ منظمہ کے لئے تحریر کیا اور کہا کہ میں ایسا ضعیف ہوں کہ میں قلم ہاتھ میں پکڑ سکتا ہوں +

آٹھ بجے سے حاضری کھانیکے وقت کیا تو اس طرح صرف ہوتا جس طرح اوپر بیان ہوا۔ ان تازہ مراسلات دو فقر کے کاغذات کے طوماروں کے پڑھنے میں بسر ہوتا جو اول ملکہ منظمہ کے پاس آتے اور وہ ان کو کو لکھ پڑھتیں۔ اور پرنس کے بیٹھنے کے کرو کی میز پر ان کے مطالعہ کے لئے رکھ دیتیں۔ حاضری کے کمرے کی میز پر پرنس کے قریب اول درجہ کے اخبارات رکھے جاتے تھے ایسا نہ ہوتا کہ وہ ان اخبارات کو بغیر نظر تہق نہ پڑھتے ہوں۔ ملکہ منظمہ کی یادداشت جنوری ۱۸۶۲ء سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات وہ اعلیٰ درجہ کے مضامین کو با آواز بلند پڑھتے تھے اور ایک

لچھے مضمون کے پڑھنے کا دل خوش ہوتا تھا اور شہادت آمیز مضامین کے مطالعہ سے انکی طبیعت ناخوشگوار نہ ہوتی تھی جب حاضری کھا چکے تو کھڑے ہوتے اور کسی میز پر اخبار کو پھیلانے اور اُسکے پڑھنے کے لئے بٹھانے اور ایسے اُسکے مطالعہ میں متوجہ ہوتے کہ کسی ادبیات کا دھیان نہ کرتے اور کدینے کہ میں اس وقت اخبار کے پڑھنے میں مصروف ہوں کوئی شخص میرے خیال کو بٹانے نہیں انکی تحریرات اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ اعلیٰ درجہ کے اخبارات میں کوئی آرٹیکل جس میں واقعات یا دلائل کا بیان بڑا پیش قیمت ہوتا ایسا ہوتا تھا کہ انکی نظر سے نہ گزرتا ہو۔

ملکہ معظمہ کی یادداشت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دنوں میں جس روز پرنس شکار کیلئے نہ جاتے تو اکثر دس بجے سے پہلے اور بعض دفعہ اس سے بھی سویرے میرے ساتھ پیدل پہرے گراں آخر تین چار سال سے کمتر ایسا ہوتا تھا کہ سو ادس بجے سے پہلے میں اور وہ ساتھ پیدل پھرتے۔ شکار کے مہمون میں ہفتے میں اکثر تین چار دفعہ شکار کیلئے جاتے۔ پہرے پہلے دنوں میں ایک ہی دفعہ ہفتے میں جاتے تھے۔ شہداء سے تقریباً شکار کیلئے چھوڑ دیا تھا وہ شکار کیلئے کر اکثر دو بجے یا فاذا اس سے پہلے گھر آجاتے تو میرے کپڑے پہننے کے کمرہ میں مسکرتے ہوئے کتے اور کھیتے کمرے میں ترمیم کیلئے کھیلنا اور آپ بہت خوبصورت ہیں۔ میں جو کچھ خبریں سنتی ان کو سننا اتنی اور جو کوئی مرسلہ یا خطا آتا اسے دکھاتی۔ اگر کسی خطیامرسلہ میں کوئی بات حانت کی تھی ہوتی تو وہ اسے بڑے پریشان دماغ و پرانگندہ دل ہوتے۔ میں جانتی تھی کہ اس سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ کسیا نے ہوتے ہیں جس سے اُنکے ضعیف منہ پر اثر ہوتا ہے۔ وہ بہت تیز چلتے تھے اور بہت جلد شکار کو مار کر لے جاتے اور فراتے تھے کہ میں نہیں سمجھتا کہ آدمی شکار کیلئے کیونکر اپنا ایسا شغل بنا لیتے ہیں کہ سارا دن اپنا اس میں لگا دیتے ہیں۔ میں تو شکار صرف چند گھنٹے کی تفریح سمجھتا ہوں۔ اس چند گھنٹے کی تفریح میں اُنکا دماغ تھوڑا ہی آرام پاتا تھا۔ پہلے ہی سے دماغ سپر بچاؤ سے بھر ا ہوا ہوتا تھا۔ پرنس کی توجہ وغور کے لئے اس کثرت سے کام ہوتا تھا کہ وقت اُنکے لئے کافی نہ ہوتا تھا۔ اس سبب اکثر اُنپر خفیف علامات کے حملے ہوتے رہتے تھے۔ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ ان کا جسم ضعیف ہوتا جاتا ہے۔ اور اُنکے دل و دماغ پر بوجھ زیادہ پڑتا ہے۔ ہر صحت میں اُنکے مشغولت و اعانت کی جستجو ہوتی تھی۔ کاشانہ شاہی میں۔ کہنے کے حلقہ میں

ہست سے وطنی وغیرہ وطنی رشتہ داروں میں انکی رائے اور ہمنائی کی طرف رجوع کیجاتی تھی۔ قومی عظمت و شان کے لیے ہر اہم انکی توجہ کے لیے پیش ہوتا تھا۔ سلطنت کے کل امور داخلی اور خارجی صلاح و فلاح میں انکی صحیح آگاہی اور مختلف قسم کی واقفیت اور انکی فراست و سیاست کی اعلیٰ درجہ کے مدبران کی مستند جانتے تھے اور لوگ خواہ کیسی ہی قابلیت اور اطاعت سے انکے ساتھ یا انکے واسطے کام کریں۔ مگر انکو ایک نیا کام کرنا پڑتا تھا کہ اسکا دودن میں ہی کرنا دشوار تھا۔ باوجود ان تمام جہانی و دماغی مشقتوں و محنتوں و محکانون کے چڑچڑے نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ خوش مزاج کاموں کی انہوہی سے دل تنگ بخور نہیں ہوتے تھے بلکہ خوش و مسرور۔

ملکہ مغملہ کی یادداشت سے معلوم ہوتا ہے کہ حاضری دلچسپ و ڈیزین کنبے کے اندر دوسرے کے سرے پر بیٹھے اور بڑی خوش طبعی و زندہ دلی کی گفتگو میں کرتے اور بچوں کے سامنے دلچسپ حکایات بیان کرتے جن میں اپنی پیام طفلی کے ذکر ہوتے جو کبھی ختم نہوتے۔ اپنے اہل وطن کا ذکر کرتے۔ سکوت لینڈ کے نیک نہاد اوسوں کی باتیں بیان کرتے۔ ان میں نقلین اُٹارنے کا ملکہ ایسا تھا کہ وہ نقل کو اصل بنا دیتے تھے اور اس پر خود ہنستے اور اوروں کو ہنسا دیتے ہر وقت کے سوار اور وقتوں میں زمانہ ماضی و حال کے واقعات نہایت دلچسپ و عظیم الشان بنا کے سارک دلوں کو بہلاتے۔ ہم کو ان کے ان واقعات کی بیان کرنی سے خوشی حاصل ہوتی۔

سال ۱۸۱۷ء کے آغاز میں ملکہ مغملہ اپنے پر عافیت جزیرہ میں میٹھی ہوئی اپنے گرد آگرو دنیا کو دیکھ رہی تھیں کہ انہیں کیا اہل چل رہی ہو دیکھا کیا عجیب غریب فسادات اُٹھ رہے ہیں دنیا کا عجیب عالم تھا کہ وہ امن و امان کو بکھار رہی تھی۔ مگر وہ اسکی مشتتات تھا۔ یورپ میں فرانس کے کارپروازان گرد ہون کے ساتھ سازشیں کر رہے تھے جو لینڈ و ہنگری و قلعہ و ڈینیوب میں انقلابات و برہمی پیدا کرنے والے تھے۔ اہل اٹلی اپنے دستور کے موافق وینیشیا میں سازشوں کے بنانے میں مصروف تھے۔ ترکی کی بد نظمی پھر عیسائی مذہب پر اپنی آریں چلا رہی تھی۔ جس سے روسیوں کی عیسائی مذہب کے تعصب کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اٹلی شک کے پار بھی سال تو جنوبی کیرو لینا کو یوناٹینڈ بیٹش سے جدا کرنا تھا۔ برٹش سلطنت کو بھی دارشور کریسی اور انکے طفیلیوں کی نبض نے ایسی بلند حرکت کی کہ سلطنت جمہوری (ڈیموکریسی) کا بلبل

پھٹ گیا۔ یہ سچ ہو کہ انگلینڈ میں جاڑا ایسی شدت سے پڑا کہ کبھی نصف صدی سے نہیں پڑا تھا
فصل خراب ہوئی مگر تجارت کی آزادی کے سبب غیر ملکوں سے خوراک کی رسد وہ آئی کہ خوراک ان
ہو گئی اور ہجرت گراں۔ جس کے سبب عوام الناس کی ناراضی سے گورنمنٹ کو کوئی تکلیف
نہیں اٹھانی پڑی۔

نئے سال کے نوروز مبارک باد میں شہنشاہ فرانس کا خط حضرت علیا کے پاس فرانس میں
زبان میں آیا کہ۔

میدم اور ہٹری عزیز بہن

مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اس سال کو بغیر اسکے گزرنے دون کہ اپنی اس آرزو و تمنا کو ظاہر کروں
کہ آپ اور آپ کا شہر اور آپ کے سارے بچے خوش و خرم رہیں مجھے امید ہے کہ یہ سال جو اب شروع
ہوا ہے اس لیے خوشی سے گزرے گا کہ ہمارے اور آپ کے ملکوں میں رشتہ اتحاد و دوستی قائم ہے
یورپ میں گو ایک تہلکہ پڑا ہے مگر جب تک انگلینڈ و فرانس میں باہم نیک کھانی و نیک فہمی ہے
جو فساد اٹھے گا وہ مقامی ہو گا۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ہم دونوں کے لشکروں نے چین
میں فتح و ظفر حاصل کی۔ ہم دونوں کے علم متحد رہے۔ خدا ان کا محافظ رہے۔ مجھے شہنشاہ سیکم
پر بڑا رشک آتا ہے کہ وہ آپ کے دیدار فسون کار سے دوبارہ مشرف ہو اور میں محروم رہوں شہنشاہ
سیکم کو آپ کی ملاقات سے بے اندازہ خوشی حاصل ہوئی مجھے یہ خوب موقع ملا ہے۔ بھلا اسکو کب
میں ہاتھ سے جانے دیتا ہوں کہ میں از سر نو ظاہر کروں کہ میرے دلمین آپ کی بڑی قدر و منزلت
توقیر ہے اور آپ کے ساتھ مجھے یکدلی و یک جہتی ہے۔ میں جناب کا بھائی ہوں فقط نیولین
ملکہ منظر نے اس خط کا جواب یہ لکھا کہ۔

سیکر عزیز برادر جناب نے جو نوروز کے موقع پر اپنی محبت آمیز آرزو ظاہر کی ہم اسکو اپنے لیے
ایک نعمت غیر متصور قریب سمجھتی ہوں کہ میرے ہاتھ آئی ہے۔ میں اسکو دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں
جناب اسکو قبول فرمائیں۔ میں اپنی تمنائیں یہ بیان کرتی ہوں کہ جناب اور جناب کی بی بی اور جناب
کا بیٹا سب خوش و خرم رہیں۔ ان میری تمنائوں میں میرا شہر بھی شریک ہے۔
جناب کا یورپ کی حالت کو متزلزل مانتا ہے وجہ نہیں ہے۔ میں آپ کی اس قوی امید میں

شریک ہوں کہ جب تک انگلینڈ و فرانس میں اتحاد و دوستی نہ ہو تو بہت کم برپا ہوگا اور سپر
میں یہ آرزو اضافہ کرتی ہوں کہ جب تک اس باہمی اتحاد کا مقصد غلظت یہ ہوگا کہ دنیا میں امن و امان
و عافیت کو قائم رکھیں۔ اور ہر قوم کے حقوق و مقبوضات کو محفوظ رکھیں اور ان دشمنوں اور
عداوتوں کو گھٹانے جو سب سے زیادہ مصیبت پیدا کریں تو مومن میں سول اور ارلڈ ایمون کو نہیں
دے تو پھر فساد و شرارت انگیز نہیں پیدا ہونگے۔ اس مقدس مظلوم کام کے پورا کرنے میں خدائے
تعالیٰ اپنے فضل و کرم کرنے میں دین نہیں کرے گا۔ میں جناب کے ساتھ اس شخص شی میں شریک
ہوتی ہوں کہ چین میں ہم دونوں دوستوں کے لشکروں نے فتح پائی جسکا اثر یہ ہوا کہ بائبل ان
اجنبی چینوں کی جو بیگانہ و دشمن رہتے تھے باقی دنیا سے رشتہ مندی پیدا ہو گئی۔ مجھ کو شہنشاہ
بیگم کی ملاقات سے اور سہسات کے سننے سے کہ انکو یہاں آئیے صحت حاصل ہوئی بے اندازہ خوش
ہوئی۔ میں آپ کی نیک بہن ہوں میری کامل محبت پر آپ یقین کریں + وکٹوریہ راجینا

شاہ پروشا ملک مظہر کے بڑے داماد کو چا تھا اور اس داماد کا باپ شاہ پروشا کا داماد
اور حقیقی بھائی تھا۔ ۲۔ جنوری کو ملک مظہر و نڈس سے اوسبورن میں دس روز کے رہنے کے لیے
جائے کو تبیین کہ اسکے پاس تاریخ لایا کہ شاہ پروشا کو پیغام اجل آیا۔ شاہ دستک ایسا علیل رہتا تھا
کہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکے پاس غریب موت آنیکو ہے۔ اسکی وفات کے بعد اسکا بھائی جانشین ہوا
جسکے سبب ملک مظہر کا داماد و نند ہوا اور انکی بڑی صاحبزادی و لیحدہ ہوئیں۔ یہ شہزادی نوروز
کو بادشاہ کی نزع کی حالت میں بادشاہ کے پاس بلائی گئی تھی۔ انہوں نے بادشاہ کی وفات کا
مفصل حال لکھا کہ اسکے مان باپوں کے پاس بھیجا۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ شہزادی نے کسی آدمی کو
ہوئے دیکھا ہو۔ اسکا بڑا اثر انکے دل پر ہوا اور انکے ساتھ ہی انکی طبیعت رسالے موت کی حقیقت کو
خوب سمجھا۔ انہوں نے نزع کی حالت کو دیکھا کہ اس میں جسم سے جان کس شکل سے جدا ہوتی ہے اور اسکے
نچلتے ہی موت کیسی آرام کی نیند میں سلائی ہے کہ جس میں نہ کوئی اضطراب ہے نہ کوئی سبے چینی ہے
اس سبب سے موت کے ہونا کہ سمجھنا کا جو خیال تھا وہ دل سے مکل گیا۔ جب اس مضمون کا خط
بیٹی کا ہا کے پاس آیا تو اسنے بیٹی کو یہ جواب لکھا کہ۔ تم جتنی دفعہ زیادہ جسم کو دیکھو گی اتنے ہی
زیادہ تم کو مستحکم یقین ہوگا کہ یہ جسمانی خول آدمی نہیں ہے۔ مگر یہ خیال میں نہیں آتا کہ جیہ جانی

خول کیونکر بنا۔ تم نے جو موت کو آنے ہوئے دیکھا تو مجھ سے بھی زیادہ تم تجربہ میں ہو گئیں
 بیچے اب تک کوئی قومی مرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

۷۔ جنوری شاہ پروشا کے دفن ہونے کی تاریخ قرار پائی۔ اس میں مکہ معظمہ کی طرف سے
 امراء عظام ایسے شدید جاڑے میں بھیجے گئے کہ تقریباً بیڑ میں پارہ نقطہ انجماد سے سترہ درجے
 نیچے تھا۔

مکہ معظمہ نے لارڈ پارمرسٹون سے مشورہ لیکر یہ قرار دیا تھا کہ بادشاہ پروشا کو آؤرڈ آف
 گارنڈ دیا جائے جب کوئی مناسب شخص اسکا لے جانیو الا تجویز ہو جائے۔

انگلینڈ میں اس بارے میں یورپ میں یڑے کرٹک کے کاچارہ پڑا تھا مگر اسپر ہی پرنس
 کو نوسورٹ نے اوسبورن میں پورٹس تھم وگوس پورٹ اورٹکے ہمسایہ کے حصاروں کا سامنا
 کیا جو ملک کی محافظت کے لئے بڑی شان و شکوہ کے ساتھ تعمیر ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی رفاہ
 میں لکھا ہے کہ اس کام میں خاطر خواہ ترقی ہوئی۔ ایسے کاموں میں پرنس بہت اپنا دل لگاتے تھے
 اور انکے جزئیات کو رکنیات سے خوب ماہر ہو گئے تھے۔ اور اسکے کامل مؤثر ہونے کی جواب دہی
 اپنے قمرے کی تھی۔

۱۲۔ جنوری کو اولیائے دولت نے وٹا سر میں مراجعت کی۔ جہان گہر میں کچھ مدت کے
 لئے عزیزوں میں جدائی ہوئی۔ ۱۵۔ تاریخ کو شہزادہ الفرد کا پلاٹنی تھم کو اپنے جہاز میں سوار ہونے
 کے لئے جانا قرار پایا۔ اور ۱۸۔ تاریخ کو شہزادہ ویلز کی روٹنگی کیمریج یونیورسٹی کی ٹرم پور کرنے
 کے لئے ٹھہرے۔ حسب دستور کیسلی میں مہافون کی گھاگھی رہی۔ اور عیش و طرب کے جلسے
 ان مہافون میں ایک مہمان لارڈ پارمرسٹون تھے جسے یہ مصالح و مشیور ہوئے کہ شہزادی ولایس
 کی شادی کے لئے کس قدر جیز اور وظیفہ سالانہ کی درخواست کی جائے۔ اور شہزادہ ویلز کی آمدنی
 میں سے جو انکی حشر سالی کے سبب ایک رقم بھی ہے اُس سے کونسی جاہاد و خریدنی چاہیے
 مہمان لارڈ وڈز میلی تھے انہی پرنس کو نوسورٹ نے پارلیمنٹ کی پارٹیوں کا حال خوب یافت کیا۔
 میں ان دونوں جو آپ کو کتر خط لکھتا ہوں تو اپنے اوپر لعنت ملامت کرتا ہوں مگر
 سہرے سامنے ہر روز کام آتا پیش ہوتا ہے کہ میں حیران ہوتا ہوں کہ اسکو ختم کیونکر کروں۔

پرنس کو نوسورٹ کا بھائی حصاروں کا ملاحظہ

وڈز سر میں مکہ معظمہ کی مراجعت

پرنس کو نوسورٹ کی شادی

الفرڈ دوبارہ سفر میں گیا۔ شہزادہ ویلز کیمبرج کے پاس ایک مکان میں رہتا تھا اور وہاں تحصیل علم میں مشغول ہے۔ بڑی شہزادی ولیمہ ہو گئی ہے۔ برلن میں جو نازک وقت آیا تھا۔ اس میں ایلیس اس نے نہایت عمدہ کام کیے کہ چارون طرف سے اسکی تعریف و تحسین ہوئی۔ آپکا صاحبزادہ اس کے پاس ہے وہ اسکی مدد خوب اچھی طرح سے کرتا ہے۔ ہمارے سب اہل و عیال بخیر و عافیت ہیں ہم آج کل برف پر خوب پسکتے ہیں وہ صحت کے لیے بڑی اچھی ورزش ہے مجھے امید ہے کہ آپ بخیر رہیں گے۔ ۲۴ جنوری ۱۸۶۱ء

اس خط کے لکھنے کے چند روز بعد پرنس کو سوئٹ کو اپنے طبیب ڈاکٹر ٹیپلی کے انتقال سے بڑا اہمال ہوا۔ ۲۸۔ تاریخ کی شام کو انکے پاس تار آیا کہ ریل پر ایک ناگمانی حادثہ ایسا واقع ہوا کہ سب میں ڈاکٹر صاحب کی جان تلف ہوئی۔

۴۔ فروری اولیاء دولت لندن میں آئے۔ اور دوسرے دن ملکہ مظفر نے بذات خود پارلیمنٹ کو کھولا۔ دو مہینے سے جو سخت جارا پڑ رہا تھا وہ کم ہو گیا تھا۔ یہ دن کہلا ہوا تھا گو کوئی معاملہ ملکی ایسا نہ تھا کہ جمہور کی خاطر کو کچھ تردد ہو تا مگر ہر بھی حضرت علیا کی سواری کے ساتھ پارلیمنٹ جانے کے وقت خلقت کا ہجوم معمول سے زیادہ تھا۔ اور غیر خواہی اور سربازوں کی اسٹیم انجن میں بڑی سرگرمی تھی۔ ملکہ مظفر کے سپیچ میں ایسے امور اعظم کتر تھے جو معرض بحث میں آتے اس میں یہ بیانات تھے کہ مجھے ہر وسوسہ ہے کہ یورپ کی سلطنتیں ایسی برسرِ اعتدال ہیں کہ صلح و امن و عافیت عظیم میں کوئی خلل نہیں پیدا ہوگا۔ سرمایہ پھر امن و امان ہو جائے گا چین کی تباہی کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ امریکہ میں آپس میں لڑائی ہونے کا اندیشہ ہے۔ اسکی طرف اہل انگلینڈ کو خیال اس سبب سے زیادہ ہو گیا تھا کہ اہل امریکہ نے پرنس ویلز کا خیر مقدم بڑی محبت سے مودبانہ کیا تھا اور باقی قوانین کا ذکر تھا۔

۱۲۔ مارچ میں جو نمائش عظیم کا ہونا تجویز ہوا تھا اسکے ابتدائی انتظامات کے سبب پرنس پر کاموں کا بوجھ اور زیادہ ہو گیا تھا۔ اسکی اکثر میٹنگ ہوتی ہیں جن میں وہ پریسڈنٹ ہوتے۔ ان کو اس نمائش کی ہدایات کے لیے بڑی خط و کتابت کرنی پڑتی تھی۔ ان ہی کی تجویز سے ایک مکان نمائش گاہ کی تعمیر کے لیے مقرر ہوا۔

پارلیمنٹ کا مکمل

پرنس عظیم کا مکمل

۹۔ فروری کو بیرن سٹوک میر کو پرنس کو سنورٹ لکھتے ہیں کہ کل ہماری شادی کی عمر اکیس برس کی ہوئی۔ جیہڑ بہت سے طوفان آئے۔ مگر اسکا بال بیکا نہیں ہوا وہ اب تک شاداب تر و تازہ ہے اور میں خدا تعالیٰ کا سپاس گزار ہوں کہ اسکی جڑیں ایسے استحکام کے ساتھ پھیل رہی ہیں کہ وہ آئندہ بہبودی انام اور آسودگی عام کے پھل لائیں گی۔

آج اتوار تھا۔ شادی کی اکیسویں سالگرہ ہوئی۔ پرنس کے رضنا چچ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسدن اسکے سواے کچھ دہوم دہام نہیں ہوئی کہ ملکہ معظمہ کے بینڈ نے شام کو نئے کپڑے کے گے زعفرہ سرائی کی۔ ڈو جس کنت فریک مورین تھیں جنکو آج یہ خط پرنس نے لکھا۔

نصرہ بخت گم۔ ۱۰۔ فروری ۱۸۸۷ء گو آپ کی نیک خواہی اور فوٹو گراف بھیجنے کی شکرگزاری نہ کروں مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ آج آپکو خط نہ لکھوں۔ اکیس برس ایک مدت دراز ہوتی ہے آج ہماری شادی کی عمر اتنی ہوئی ہے کہ وہ قانوناً عمر بلوغ مقرر ہے ہم نے بڑی بھلی حالتوں میں اپنے اقارب کو ایمان داسی سے پورا کیا۔ اور ہم اپنے خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اسنے ہمکو بغیر کسی خوف و خطر کے خوش ہونے دیا۔ آئندہ بھی خدا ہمکو ایسا ہی خوش رکھے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ یہ جانتی ہیں کہ ہم آپکے نیک اطوار بچے ہیں جو آپسے محبت رکھتے ہیں اور ہم نے خوب آزمایا ہے کہ آپ ہم پر نوازش فرماؤں مجھے امید ہے کہ آپ کو جو دکھ درد ہیں وہ دور ہو جائینگے۔ میں ہمیشہ آپسے محبت کرنے والا بیٹا ہوں۔ نقطہ

ملکہ معظمہ نے دو دن بعد شاہ لیو پولڈ کو یہ فقرہ لکھا کہ اتوار کو میں نے اپنی مبارک شادی کی اکیسویں سالگرہ کی۔ اس دن ہمارا دل محبت و احسان سے بھر ہوا تھا۔ میں اسدن کو کہتی ہوں کہ اس سے دنیا کو بے شمار برکتیں حاصل ہوئی ہیں میرے سامنے بہت تھوڑی عورتیں یہ بات کہہ سکتی ہیں کہ شادی کے اکیسویں سال کے آخرین انکی شوہروں کے دلوں میں وہی محبت و شوق تھا۔ میں نے جانتی ہے جو شادی کے اول دنوں میں تھا۔ اور انکے دل اسی محبت و نوازش سے پر ہیں جو شادی کی سچی خوشی اپنے ساتھ لاتی ہے۔ اس تقریب میں ہمارے پاس امان اور تین بچے نہ تھے مگر چھ لاڈلے بچے ہمارے اور انکے سولہ ہمارے شاگرد پیشوں کے بچے شام کو ہمارے ساتھ رہے۔

پرنس نے ان دنوں میں جو روزنامہ لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ کامون کی کثرت کے بوجھ سے اُنکے جہانی قوانین ضعف آتا جاتا تھا۔ ۱۴۔ فروری کے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ میرے دانت میں بڑا درد ہوا۔ دوسرے دن اور شب سے وہ بڑھا۔ باوجود اسکے میں فائن آرٹس کی کیشن کی عظیم الشان میسنگ میں گیا۔ گورنمنٹ نے پارلیمنٹ کے مکانات کی زینت و آرائش کے لیے روپے دینے سے انکار کر دیا۔ ایسے میری کوشش اس کیشن میں آگے قدم نہیں بڑھا سکتی تھی ایک جگہ ٹھٹک رہ گئی۔ دوسرے دن میری طبیعت اس سے زیادہ علیل ہوئی کہ میں ایک کمرہ کو بند کر کے اُن میں پڑا رہا۔ گال کے اوپر کے حصوں کی رگوں میں سورش کے سچا ورم ہو گیا۔ ۱۷۔ کے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ میرا مرض اندیشناک ہو گیا۔ سوچن کم نہیں ہوئی کئی روز تک درد میں کمی نہیں ہوئی۔ سوڈون میں چیرے کے لگنے سے کچھ آرام نہیں ہوا آخر کو مقوی دوائیں دی گئیں۔ ۲۲۔ تک اُنکا حال ایسا رہا کہ وہ کمین باہر نہ جاسکے۔

میں نے جو پچھلا خط بھیجا ہے اُسکے بعد دنوں سے میں دانت کے درد سے اور سوڈو کے ورم سے بہت تکلیف اٹھا رہا ہوں راتوں کی بیخوابی نے اور اس درد نے مجھے بڑا مضمحل کر دیا ہو۔ مسٹر سائڈس نے دوسرا چیرا لگایا ہے وہ مجھے یقین نہیں کہ اہل درد کی جگہ لگا ہو۔ روزنامہ نے شہزادی ایلاؤس کی شادی کے چیز کے لیے تیس ہزار پونڈ اور سالانہ وظیفہ کے واسطے چھ ہزار پونڈ منظور کر لیے ہیں۔ یہ رقم اُس رقم کی تین چوتھائی ہے جو پہلے وزارت نے بڑی شہزادی کے لیے منظور کی تھی سہنے یہ تجویز پیش کی ہے کہ پارلیمنٹ سے ایک بل پاس ہو جا کہ اسکے موقع آئندہ شہزادیوں کو اُنکی شادی کے لیے ایک رقم مقرر ملا کرے۔ اس باب میں مسٹر گلڈسٹون چون و چرا کرتے ہیں۔

ہم نے اپنے طبیب ڈاکٹر سیلی کی جگہ ڈاکٹر جرنیر کو نوکر رکھ لیا ہے۔

ایک کتاب تھیولوجی کی چھی ہے جسکو میں خیال کرتا ہوں کہ اسکے برخلاف بہت دشمن ہیں ایک اور کتاب تھیولوجی کی سات مصنفوں نے ملکر لکھی ہے جسے بشپ چون اور آج بشپوں کو بھنا دیا ہے۔ ان سب اسقفوں نے متفق ہو کر اس کتاب کے مقولوں پر لعنت کا اعلان دیا ہے آرمیون نے یہ چلانا شروع کیا ہے کہ اس پر لعنت نہ کرو اُسکو روکو۔ ہم وہ ایمان چاہتے ہیں۔

جس میں رستہ و حق ہو نہ وہ ایمان کہ جیسے اعتراضوں کا اندیشہ نہ ہو۔

پرنس خواہ تندرست ہو خواہ بیمار بہر حال ہر روز اسکے لیے کاموں کی مقدار اس قدر پیش ہوتی تھی جتنے کرنیے وہ مسرور ہوتے تھے مگر ان کاموں کی مشقت شاذ بہا اوقات آنکو متنبہ کرتی تھی کہ وہ اپنے قیوار ایسے جلد جلد کام میں لاتے ہیں جس سے وہ کمزور اور ضعیف ہوئے جاتے ہیں۔ پرنس کے دل دو باغ کے لیے یہ کام کافی تھے کہ وہ یورپ کی پرخلل اہل چل کو دیکھتے رہتے۔ اور مدبران ملکی اور دہ بدل کرنے والے جو اپنے مخالف اغراض اور پولیسوں میں ظاہر و مخفی کارستانی کرتے ہیں انکی نگرانی کرتے بغیر کچے کہ وہ اپنے ذاتی معاملات و اغراض خانگی کے بیشمار کاموں و دعویوں پر توجہ کرتے۔

اور ڈرافٹ گارڈ کو لارڈ بریڈیل بن لیکر ڈبلن پہنچے کہ وہ باو شاہ پروشا کو ہنہائیں پرنس نے یہ خط شاہ پروشا کے نام لکھ کر انکو دیا۔

میرے عزیز بھوپتی زاد بھائی - بھلا یہ کب ہو سکتا ہے کہ لارڈ بریڈیل میں برلن جائیں اور میں آپ کے نام کی دو سطرین اس مبارکباد کی لکھ کر نہ دوں کہ آپ ایک نئی برادری کے ممبر بنے ہیں یہ رشتہ برادری دوستی سے بھی زیادہ ہم کو باہم پیوستہ و وابستہ کرے گا مجھے امید ہے کہ آپ کے ہمارا ڈیوٹی میں تندرست و آسودہ دل پائیے گا۔ جاڑ برمی شدت سے پڑا۔ اُسے بہت آدمیوں کو آزار دیا۔ میں خود بھی دس روز سے دانت کے سخت درد میں مبتلا تھا۔ دو روز ہوئے کہ یہ درد دور ہوا ہے اور اب میں تندرست ہوا ہوں۔ یورپ میں جو سپلک معاملات پیش ہو رہے ہیں وہ ہم دونوں کو متفکر کرتے ہیں۔ ہم کو خدا پر اور اپنے اس یقین پر تکیہ رکھنا چاہیے کہ ہم صرف خیر و حق و صدق کے پابن ہوں تاکہ ہم اپنی ہمت جرات مسرت کو زندہ رکھیں جسکے بغیر کسی کام میں کامیابی ناممکن ہے۔

پروشا کے بادشاہ کو اور ڈرافٹ گارڈ کا خط لکھنا

برلن میں شاہی محل کے اندر۔ ۶۔ مایچ کو اور ڈرافٹ گارڈ نے اپنے رسم شانہ طوریہ اور ادا ہوئی۔ ۷۔ مایچ کو شاہ پروشا نے پرنس کو شوٹ کو یہ خط رسم کیا۔ آپ نے جو مجھے مبارکباد کی کی دو سطرین لکھی تھیں اُنکے ہزاروں مشکریے ادا کرتا ہوں۔ اُسے لارڈ بریڈیل میں کی خدمت مجھے اور ڈرافٹ (خطاب) میں یا برادر بنایا ہے۔ اس سفر کو چن اس رسم کو دیکھ کر پراخوش ہوا۔

وہ بڑا خوش کر نیو الا ہے۔ مین کافی طور سے بیان نہیں کر سکتا کہ ملکہ معظمہ نے اس عطیہ سے مجھے کقدر خوش کیا ہے کہ ایک قادیبی عمدہ اور مجھے عنایت کیا ہے جسکے پاس رکھنے سے مجھے بڑی عزت حاصل ہوئی۔ مین آپ کا بھی شکریہ اسیلئے ادا کرتا ہوں کہ اس عطیہ کے عطا کرنے میں ملکہ معظمہ کے مصمم ارادہ میں اپنے بڑا حصہ لیا ہوگا۔ جیسے اس رسم کو جو بقدر وہ شان و عظمت شامائے کے ساتھ ادا ہو سکتی تھی ادا کیا۔ جس سے زیادہ ملکہ معظمہ کا یہ عطیہ ہم سے اغراض کا خواست گار بھی تھا۔ مین اپنے آپ خوشاں کرتا ہوں کہ آپ کی سفارت یہاں سے خوش گئی۔ مین آپ کی اس امید میں شریک ہوں کہ یہ واقعہ ہمارے اور آپ کے ملکوں کے درمیان رشتہ دوستی کو مستحکم کرے گا۔

۲۶۔ فروری کو ملکہ معظمہ دس روز کے لئے اوسبورن میں گئیں۔ انکی والدہ ماجدہ قصر بکنگھم میں لٹکے ساتھ شہری ہوئی تھیں۔ وہ بھی اسی روز فریگ مورین تشریف لے گئیں۔ مدت سے انکی صحت میں خلل آگیا تھا۔ یہاں انیسے اُن میں کچھ قوت آگئی تھی جارج کو پر قدیم الخدمت دیانت مند سکرٹری تھا۔ وہ دو روز سخت مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ پرنس جانتا تھا کہ اسکے مرنے کا ڈچس کنٹ پر سخت صدمہ ہوا ہوگا۔ اسیلئے انہوں نے دو سکرٹن ڈچس کو یہ تعزیت نامہ لکھا کہ نیک نہا و جارج کو پر کے مرنے پر مین آپ کے ساتھ ہمدردی و غمگساری کرتا ہوں مین یہ تو جانتا تھا کہ وہ جلد مر جائے گا پر نہ اس قدر جلد۔ وہ آپ کا بڑا دیانت دار و خیر خواہ ملازم تھا اور اپنی زندگی کھارے تعلقات میں معزز تھا۔ اسکا مرنا آپ کے لئے ایک صدمہ عظیم ہے۔ مجھے اب تک یہ خبر نہ تھی کہ اسکی عمر بہتر برس کی ہو گئی ہے۔ اسکی بیوی بچوں کے لئے مجھے بڑا افسوس ہے جب آپ کو موقع ملے تو میرے اس افسوس کو اپنے ظاہر کر دیجئے گا۔ ہم سب طرح سے خیریت دین۔ میری کھانسی تو سمندر کی ہول سے کا فور ہو گئی۔ مگر مجھے تو آپ کی طرف سے یہ اندیشہ لگا رہا ہے کہ آپ تندرست نہیں رہتیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ صدمہ آپ کی جان فرسائی نہیں کرے گا فقط۔ آپ کا محبت کرنے والا ایڈیٹ البرٹ

ڈچس کنٹ اپنے قدیم الخدمت و فادار خیر خواہ ملازم جارج کو پر کے مرنے کے غم میں ایسی گہلی مشرّع ہوئیں کہ آخر کو چند روز میں گھل گھلا کر آپ بھی ختم ہو گئیں۔ بلج کے شروع میں لٹکے بارون میں ایک پھوٹا نکلا جھکو ڈاکٹر نے چیرا لگایا۔ ملکہ معظمہ اور لٹکے شوہر نے اوسبورن

خارج کر دکھاتا ہے

ڈچس کنٹ کی حالات اور وفات

مراجعت کے بعد جو اسنے ملاقات کی تو دیکھا کہ درد کی تکلیف انکو بہت تھی مگر ابھی مرثیہ کے آثار نہیں دکھائی دیتے تھے۔ ۱۵۔ پانچ کو طبیب جون نے انکے افاقہ مرض کی خبریں سنائیں۔

اسی تاریخ ملکہ معظمہ اور پرنس کو سنورٹ ہو رٹی کلچر سوسائٹی کے نو تیار باغون کو جنوبی کنگ سٹن میں ملاحظہ کے لیے گئے۔ یہاں سے ملکہ معظمہ ملاحظہ کر کے واپس چلی گئیں اور پرنس کو یہیں چھوڑ گئیں کہ وہ سوسائٹی کے ساتھ کار بر آری کرے۔ دفعۃً انکے پاس فروگ موٹر سرجیس آئے اور انہوں نے انکو یہ خبر سنائی کہ میرے نزدیک ڈچس پر یہ موت کے آثار نظر آرہے ہیں کہ وہ بال بیہوش ہیں اور مر رہی ہیں۔ ڈچس کی ملازمہ لیڈی بروکس کا خط ملکہ معظمہ کے پاس آیا تھا کہ ڈچس پر رات آرام سے گزری اور انکے مرض میں بالکل افاقہ معلوم ہوتا ہے۔ ملکہ معظمہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ میں دن کے سارے کاموں کو ختم کر کے آرام کر سی پر خوش بیٹھی تھی کہ چھ بجے سے کچھ دیر بعد پرنس آیا۔ اور سرجیس جو خبر لائے تھے وہ مجھے سنائی۔ اور کہا کہ فروگ موٹر چلنا چاہیے میں فوراً پرنس کے ساتھ شہزادی ایلائس کو ہمراہ لیکر ٹرین میں وینڈسمر سو سو موٹی سروسٹہ بڑا ہی دراز معلوم ہوا۔ آٹھ بجے فروگ موٹر میں پہنچی۔ یہاں لارڈ میری اور لیڈیون نے استقبال کیا اور کہا کہ ڈچس کا وہی حال ہے۔ اس سے مجھ میں معلوم ہوا کہ ڈچس کے مرض کا اصل حال کیا ہے۔ البتہ انکے پاس گیا اور بتا ہوا آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرے لیے کیا ہونے والا ہے۔ میں لڑتی نکلتی ڈچس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ نہایت تاریک کمرے میں ایک سو فریکوین کے سہارے میری پیاری ماں پیٹھ لگائے خرٹے رہی تھیں اپنی ریشمی گون پہنے ہوئے سر پر ٹوپی رکھے ہوئے تھیں۔ انکی صورت ایسی نظر آتی تھی جیسی کہ وہ تھی۔ ڈچس کی ایک ملازمہ نے مجھے کہا کہ خاتمہ با سانی ہو گا۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ اے ماے یہ کیا مصیبت و بلا ہے کہ میں آؤں اور اپنی ماں کو دیکھوں اور ان کو ذرا جنبش نہو۔ میں نے انکے آگے گھٹنے ٹیک کر انکے پیارے ہاتھوں کے بوسے لیے اور انکو اپنے گالوں پر پھیرا تو انہوں نے آنکھیں کھولیں مگر مجھے پہچانا نہیں۔ میرے ہاتھ کو ہٹا دیا۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ انہوں نے اپنی اس بچی کو پہچانا نہیں جسکو ہمیشہ ہر آمیزش سے دیکھا کرتی تھیں۔ میں دل کو لکرو نے کے لیے باہر گئی۔ میں نے ڈاکٹر ون سے پوچھا کہ جینے کی کچھ آس ہے۔ انہوں نے کہا کہ اندیشہ ہے کہ کچھ امید زندگی باقی نہیں

ہوش بالکل نہیں۔ چھاتی پر جو پانی ہے وہ باہر نکلا آتا ہے۔ کچھ گھنٹے مریض کی بیہوشی دیکھنے میں بسر ہوئے۔ کچھ گھنٹے عیث اس کو شش دین صرف ہوئے کہ سوکر اس غم کو بہلایئے۔ جب شب صبح کا لباس پہنا تو مین اپنے بستر کے پائنتی کی طرف ایک سو فرہ پر ایک سکتے کے عالم میں لیٹی مین سن رہی تھی کہ گھنٹہ بجتا ہے۔ مرغ بوتلا ہے۔ فاصلہ پر کتے ہونکتے ہیں۔ ہر آواز سے میرے کلیجے تیر لگتا تھا۔ مائے یہ کیا مصیبت آفت ہو کہ ہم اپنی مان کے گھر کی چھت کے نیچے رات گزریں اور اس کو خبر نہ ہو۔ مین چار بجے پھر نیچے گئی۔ سناٹے کا عالم تھا۔ کوئی آواز نہیں آتی تھی مگر ایک کھٹے کی آواز آتی تھی یا اس بڑے گھنٹے کے پاؤ بجنے کی جو کچھوے کے خل میں رکھا تھا۔ یہ گھنٹہ والد مرحوم کا تھا۔ اس کی آواز نے مجھ کو اپنی ساری پینپنے کی باتوں کو یاد دلایا۔ پہلے مین ہمیشہ اس کی آواز سنا کرتی تھی۔ مگر اب تیس برس سے اس کی آواز نہیں سنتی تھی۔ مین اپنی ان کے پاس کبھی گھنٹے ٹھیکتی۔ کبھی کھڑی ہوتی۔ اور عبرتناک مایوسی کے ساتھ آئین دیکھتی کہ اب وہ مجھے جد ہو گئی سارے چار بجے مین تھک کر چٹنا چور ہو گئی پھر زینے کے اوپر گئی اور چپ چاپ مصیبت کی ماری لیٹ گئی اور پھر زمانہ گزشتہ کا خیال کرنے لگی کہ کیا خوفناک آئندہ زمانہ آنے والا ہے جو ہمارے کہنے کی خوش حالی میں خلل انداز ہو گا۔ ساڑھے سات بجے مین پھر ڈچس کے کمرہ میں اس وقت ان کی جان نکلنے کے قریب تھی۔ آٹھ بجے پرس مجھے کرنے سے باہر تھوڑی دیر کے لیے لیگیا مگر مجھے باہر کب ٹھیرا جاتا تھا۔ مین پھر اندر گئی تو دروازے کھلے تھے مین ایک چوکی پر بیٹھی اور اپنی ان کا پیارا ماتھ پکڑا۔ اس اشار میں ان کا چہرہ ستنا اور زرد ہونا شروع ہوا۔ اگرچہ مریض آدھ گھنٹہ پہلے ان کے رخساروں میں شگفتگی اور تازگی تھی۔ سانس دہیا چلنے لگا۔ مین گھٹنے ٹیکے ہوئے اٹھا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی وہ گرم و نرم تھا مگر زنی تھا۔ جب کلارک البرٹ وایلائس کو بلانے گیا تو مین جانا کہ اب وقت بہت قریب آگیا ہے۔ مین اس پیارے چہرے کو دیکھتی رہی مین جانتی تھی کہ اب میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا۔ سانس دہیا ہوتے ہوتے تم گد۔ مگر چہرے میں کچھ تغیر نہیں آیا۔ آنکھیں جیسی پہلے آدھ گھنٹے سے بند تھیں ویسی ہی بند ہیں گھنٹے نے ساڑھے نو بجائے مین آہ و نالہ کرتی ہوئی اس کے ماتھ پر گری اور اس کے بوسے لینے البرٹ نے مجھے اٹھایا اور دوسرے کمرے میں لیگیا۔ وہ آنسوؤں میں نہا رہا تھا۔ ایسا رونا اس کی عادت میں نہ تھا۔ خواہ کیسا ہی بچہ ہو

اُس نے مجھے اپنے ہاتھوں میں پکڑا۔ میں نے پوچھا کہ سب کچھ ہو چکا اُسے جہان :

میں چند منٹ بعد پھر کمرے میں گئی۔ اور مان کو پھر ایک دفعہ دیکھا کہ وہ میری پہلی اس طرح بیٹھی ہوئی ہیں جیسے کہ پہلے زندگی میں بیٹھتی مگر اس وقت وہ بالکل سفید تھیں۔ اسے خدا کی عجرت ہو گیا یہ سحریت ہے مگر کیا مبارک خاتمہ ہے ! انکی روح مقدس آرام کر رہی ہے۔ ان کی سب تکلیف رفع ہو گئی ہے لیکن میں کسی کسبت انکی بھی ہوں کہ جس مان سے میں ان اکتائیں اس کے عرصہ میں سوائے چند منٹ کے جدا نہیں ہوئی وہ مر گئی میری کیا حالت ہوگی ؟ دفعہ بچنے کا سا سماں میری آنکھوں کے سامنے پھر نے لگا۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں اپنے بچنے کی زندگی بسر کر رہی ہوں اور بڑی ہو گئی ہوں۔ پھر میں ان سالوں کے خوفناک خیالات کتنی جراثیمہ آئینکے اور انکی برداشت مجھے کرنی پڑے گی۔ مجھے صرف یہ خیال تشفی دیتا تھا کہ میری مان بڑے چین اور آرام میں ہیں اور ہم پر اُسے ملین گے :

البرٹ اور ایلنائس بھی غم والہم سے بہرے ہوئے تھے۔ البرٹ مجھے زینے کے اوپر لیگیا میں سو فہر پر لیٹ گئی۔ میں چلا کر روتی تھی۔ اسی سے میری تسکین ہوتی تھی۔ مگر دل کا درد و غم اور روزانہ ہر ساعت کی جدائی کا الم کب مجھے صبر کرنے دیتے تھے۔ کوئی دن ایسا نہیں بڑا تھا کہ دن بھر میں کئی کئی دفعہ اُنکے خطوط یا اُنکے باب میں خطوط میرے پاس آتے ہوں بعض بے وقوفی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ جن چیزوں کو چاہتی تھیں وہ سب اُنسے چھین گئیں اسلئے وہ بڑی مصیبت میں ہونگئیں۔ مگر یہ نہیں ہے وہ سب زیادہ اوپر مرقع ہیں یقینی ہم کو نیچے اپنی محبت و الفت سے دیکھتی ہونگئیں اور ہمارے لیے دعا کرتی ہونگئیں :

البرٹ نے کہا کہ بہتر ہو گا کہ ہم ڈچس کے بیٹھنے کے کمرے میں چلیں جہاں اُن کو ہم ہمیشہ دیکھا کرتے تھے۔ وہاں ہم گئے کیا اندوہ و غم اس پر چھا رہا تھا۔ کسی چیز میں تفسیر نہیں ہوا وہی کہ سیمان دی تکیے وہی سب میزوں پر چیزیں جنی ہوئی تھیں۔ اُنکے کام کا پٹارہ اور اُنکے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزیں موجود تھیں چھوٹی چھوٹی چھریاں جن کی وہ بڑی شوقین تھیں بریلان سیریلی آواز میں بول رہی تھیں۔ غرض اُن و کرون میں جن میں ہمیشہ اُنے ملا کرتے تھے۔ ہر چیز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ زندہ ہیں۔ یہاں ہم کچھ تھوڑی دیر ٹھہرے۔ روتے رہے

دعائیں پڑھتی رہی۔ مین انکی کمرے کے چھ گھنٹے بیٹھی تھی۔ اسی جاڑے میں اکثر اسی مکان میں مجھ سے ملتی تھیں اور پیٹھ لگا کے بیٹھتیں اور اکثر اپنے دکھ درد کی شکایت کرتیں اور میرے منہ سے خوش ہوتیں۔

مین زینے کے اوپر چڑھ کے غزنی کے گٹا برس کے کمرہ میں گئی۔ اول ملتا تو غم کے سبب تلخ زہر لگو دھا کر آخر اسکا اثر شیریں تھا۔ وہ ڈچس کو ایسا ہی چاہتی تھی جیسی کہ مین۔ وہ انکی بیٹی نہ تھی مگر وہ بیٹی کی برابر اسے جانتی تھیں۔

صبح کو پہر مین نے جا کر اپنی غزنیان کے چہرے کو دیکھا کہ وہ سوئے پر لیٹی ہوئی ہیں بڑی حسین و سکین سکراتی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ اب بول اٹھیں گی۔ یہ حال دیکھ کر دل پھٹا جاتا تھا۔ مدتوں تک غنوں کے صدمے اٹھائے تو دل کو تسکین ہوئی۔ چہرے پر ان کے زردی ایسی چھائی ہوئی تھی جو کہ کسی اور چیز میں دیکھنے میں نہیں آتی۔ مین نے انکے پیارے رخساروں پر ہاتھ پیرا۔ ابھی وہ نرم گرم تھے۔ مگر مائے کیا غم کے مارے کلیجہ پھٹا جاتا تھا۔ لڑکے پرینڈ اور شہزادی ہلیسا آئے۔ مین اٹھو نانی کی حسین و سکین صورت کو جو سنگ مرمر کی موتی معلوم ہوتی تھی دکھانے لے گئی تو اور بھی میرے غم کے مارے جگر کے ٹکڑے ہونے لگے یہ بچے نانی کو بہت چاہتے تھے۔

ملکہ منظر نے دور کے رشتہ دارین کو جو دور رہتے تھے اپنے ہاتھوں سے خیبر بیان فرسا پنچائی اپنی سوتیلی بہن شہزادی ہویں لوہ کو اور شاہ لید پولڈ کو انہوں نے اس وقت حسرت آیات کا حال لکھا۔ ملکہ منظر اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ ان سب کے دلین اس خبر سے کیا بخ و من ہوا ہوگا۔ میرے پیارے مامون کو جو اپنی نسل میں اکیلے رہ گئے ہیں۔ اس خبر سے کیسے منوم ہونے ہونگے۔ انہوں نے اپنی بہن ڈچس کنٹ کی تکلیف کے دنوں میں بڑی اعانت کی تھی۔ اور مجسمہ تم بھی پر پورا نہ فرائض ادا کیے تھے۔ ملکہ منظر نے تمام اور طبعی محبتوں کو چھوڑ کر اپنی دختر کی محبت کا حق ادا کیا اور یہ خط لکھ لکھا۔

فرگ مود ۱۶۔ پانچ ۱۸۶۱ء۔ یہ دن میری زندگی کا بڑا ہی ہولناک ہے جس میں آپ کی بیچارہ دل شکستہ بچی محبت و چاہ کی ایک دو سطر لکھتی ہے۔ مشفقہ مادر مہربان مجھ سے

ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئیں جسے میں کبھی سوائے چند منینوں کے جدا نہیں ہوتی میں انکے بغیر اپنے جینے کو جینا نہیں جانتی۔ انکی جان کیا گئی میری جان گئی۔ گو یہ امر میرے لیے اندھ ہٹاک ہوا مگر ان کو جین دیکھا۔ ان کا دم لگیا۔ ان کا دم آسانی سے نکل گیا۔ مگر جنوں نے انکا سانس لینا دیکھا ہے انکے کھچے ہٹتا تھا۔ آخر دم تک ان کا پیارا ہاتھ میرے ہاتھ میں رہا جسکا میں شکریہ ادا کرتی ہوں مگر انکی بیش بہا جان کا جانا بڑا ہشت ناک تھا۔ افسوس ہے کہ انہوں نے مجھے پہچانا نہیں مگر وہ اس جسے جدائی کے برج سے بچ گئیں۔

اس حادثہ سے کیا ہی آپ کو برج والہ ہوگا! مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے جلد ملیں گے اب آپ مجھے دو چند غنہ زبہ ہو گئے ہیں۔ میرے عزیز ترین البٹھ کو غم نے پھاڑ رکھا ہے وہ اپنی پہونچھی پر دل جان سے فدا تھا۔ خدا ہم کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ میں اللہ ماجدہ کے ملازمین کے سچ والہ کو نہیں بیان کرتی۔ انکی محبت و چاہت دل پر موثر ہے۔ اگر کوئی بات ڈچس کنٹ کی سچی کے دل کی تسکین ہو سکتی ہو تو یہ ہے کہ ڈچس اپنے گہرین ہر اوٹے دل کی محبوب دل و مرغوب خاطر تین سبب لازم اتھا سخت قائم کرتے ہیں۔ بعض آدمی انکے تیس تیس برس ملازم تھے اور انکے کل ملازمین میں سرطاج کو پورے زقرب تھے جن کے مرنے نے ان کے دل پر وہ صدمہ پہنچایا کہ ہر وہ خود زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہ سکیں۔ غلط

ملکہ مظفر شام کو دند سر کیسل میں سس عزیز گھر کو چھوڑ کر چلی آئیں جسکے خیال کے ساتھ ان کو بہت سی باتیں یاد آتی ہیں۔ انکے چاہنے کے وقت واقفکار دن کا ایک جمع تھا جسکی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلے تھے۔ ملکہ مظفر اپنے رفقا چہرہ میں لکھتی ہیں کہ یہ رخصت کا وقت بڑا غمناک تھا۔ ایک رات پہلے جب ہیں گہر میں آئے تھے تو وہ سلامی دشمن تھا۔ آج اسکو ہر اکھل لڑیکہ چھوڑے جاتے ہیں۔ اس پیارے گھر سے اس پیارے گھر سے جو مجھے سب سے عزیز تھا دند سر میں آنا غضب تھا۔

ڈچس نے اپنے وصیت نامہ میں لکھ دیا تھا کہ میرے بعد میرے کل مال تناع کی ایک ملکہ مظفر میں اور پرنس کو نورٹ میرا وصی ملی ہو جسکے سب سے پرنس پر اس کام کا بوجھ اور زیادہ ہو گیا کہ انکو ڈچس کے معاملات میں خط و کتابت زیادہ کرنی پڑی۔ سرطاج کو پورے ڈچس کے سارے معاملات پر خراب علم تھا انکے مرنے کے سب سے یہ کلام اور بھی سخت ہو گیا تھا۔ ڈچس جن اپنے عزیزوں کو وظائف دیتی تھیں وہ سب

ملکہ مظہر نے بحال رکھے اور اُنکے ملازمین کی نشین مقرر کر دی۔

بڑی شہزادی بھی برلن سے نانی کی وفات کی خبر سنکر مامی کی شام کو ونڈ کر کسین من اگنیں کہ والدین کی تسلی و تسخنی کریں۔

وُچس کنٹ کی وفات نے سارے ملک کو ماتم میں بٹایا۔ پارلیمنٹ نے بھی فوراً ووٹ لیکر ملکہ مظہر کو تسلی آمیز اینڈریس دیا۔ تعزیت ناموں کا تو شمار نہ تھا وہ چاروں طرف سے ملکہ مظہر اور پرنس کو تسلی کے پاس لے گئے تھے۔ ملکہ مظہر کی سوتیلی بہن بیڈن سے ۱۹-۱۰-۱۸۷۱ء کو یہ خط لکھا کہ آپ کا ماتم نامہ جو میرے ان کی زندگی کے آخر میں لکھا گیا تھا کل پہنچا۔ اگرچہ میں آپ سے زیادہ بے چین و بے قرار ہوئی۔ مگر مجھے اپنی مان کے مرنے کا یقین نہیں آتا۔ لیڈی آگٹا نے اپنے خط میں اُس اپنے عزیز بیار کے ضعف کا حال لکھا تھا۔ اُس سے بھی لکھے مرنے کا یقین نہیں ہوا۔ میری پیاری بہن تم غم کے مارے پھر پھر نہیں نہ کھاؤ وہ عزیز بیار جو ہم سے جدا ہوئی ہو اگر بول سکے تو تم سے یہ کہیں گی کہ میرے نصیب اب کچھ ہیں کہ سعادت انہی اور راحت دلی حاصل ہوئی ہے۔ میں نے جو اور بچے راحت اور آرام کے لیے بچاؤ کی تھی اُنکا صلہ مجھے سوگنا ارم الراحمین دے رہا ہے۔ ان شدید غم میں میری تسکین اسطرح ہوتی تھی کہ جو عزیز مر گئے ہیں میں اُنکو یہ خیال کروں کہ وہ ان بچ و تحلیف سے آزاد ہو گئے ہیں جن میں ہم گم گرفتار ہیں اور جو عزیز زندہ ہیں اُنکے ساتھ میں دل جان سے محبت کروں۔ اور بچروں کے ساتھ بھلائی کروں اور جان تک ہوسکے میں اپنے غموں اور بچوں کو بھلاؤں۔ اگر میں اپنی والدہ کے چہرہ کو ایک دفعہ دیکھ سکتی تو مجھے یقین ہے کہ میں انہیں خوش و خرم باقی میں اُنکی محبت کی پوری سپاس گزار ہوں۔ افسوس! اب عمر بھر زندگی میں اُنسے ملنا نصیب نہوگا مگر مرنے کے بعد اُنسے ایسا وصال ہوگا کہ پھر فراق نہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کو اور مجھے دونوں کو راحت و برکت دے۔

بادشاہ لیوپولڈ نے ملکہ مظہر کو تعزیت نامے لکھے جن کے جواب میں وہ یہ خط لکھتے ہیں کہ آپ کے دو عنایت نامے مرقومہ ۱۸۷۱ء-۱۸۷۲ء میں انکا شکریہ بڑی گرمجوشی کے ساتھ ادا کرتی ہوں میں جانتی ہوں کہ اس واقعہ ناگزیر سے آپ کو کیسا اندوہ و ملال ہوا ہوگا اس خیال سے دل لرزتا ہے کہ اب ہم اس چہرے کو نہیں دیکھیں گے جو ہم کو ہمیشہ شفقت اور

مہربانی کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ اب ہم اس آواز کو نہیں سنیں گے جسے سنے سے ہم ہمیشہ بچ
 ہو کر رہتے تھے۔ میرے غم کی کوئی انتہا نہیں۔ میں آپ کی طرح خاموش رہتا ہوں۔ ہوں میں
 اسی کو خیر جانتی ہوں کہ اس صدیکہ بیمار نہیں ہوئی۔ شکل سے میں سنو لگی ہوں اور پرسوں
 کھاؤ لگی ہوں۔ مگر غم مجھے کھائے جاتا ہو۔ بعض اوقات میں اسکی مٹھل نہیں ہوتی۔

مری بچے بعد والدہ مرحومہ ایسی سکین سینڈ دلپسند و خوش چہرہ معلوم ہوتی تھیں
 کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ باتیں کرنے لگیں گی۔ اب وہ بڑے چین و آرام سے ہونگی۔ جو ہمکو
 نقصان ہوا وہ انکو فائدہ ہوا۔ انکی جگہ ہر روز دہر ساعت خالی معلوم ہوتی ہے جو کبھی سمور نہیں
 ہونگی۔ مان صرف ایک ہی ہوتی ہے۔ اسکی محبت کی برابر کوئی محبت نہیں ہوتی۔ ان کے مرنے کی
 یہ باتیں میرے دل میں غم کو کم کرتی ہیں کہ ساری قوم افسوس کے ساتھ میری ہمدردی اور غمخواری
 کرتی ہے۔ انکے واقف و جاننے والے موبانہ تعظیم کے ساتھ انکا نام لیتے ہیں۔ انکے ملازمین
 کی محبت و ماتم داری بڑی موثر ہے۔ پیاری لیڈی اسکا بیروس کو ڈچس بیٹی کے برابر عزیز
 رکھتی تھیں۔ اسکو انکے مرنے کا ایسا بچہ دالم ہے۔ گویا اسکی سگی ماں دوسری دفعہ مری ہو۔

مجھے اسکا بڑا بچہ و افسوس ہے کہ فیوڈور امیر کے پاس نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو ہم دونوں میں
 آپس میں ملکر ایک دوسرے کا غم بٹالیتیں۔ البرٹ کو جو میرے ساتھ محبت و الفت ہے اس کو میں
 الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اسکو ڈچس کے مرنے کا بڑا قلق و بے چہری ہے۔ وہی ان کا اکیلا
 وصی ولی ہے جسے سب سے پہلے اس پر زیادہ کاموں کا بوجھ پڑ گیا ہے۔ یہاں سب طرح سے انتظام
 درست ہے۔ خدا آپ کو سلامت رکھو اور جلدی ہمارے پاس بھیجئے۔

۲۵۔ پانچ کو ڈچس کی نش و دنیا سرین سینٹ جارج چپل میں امانت رکھی گئی کہ جب
 فریگ میرین کا مقبرہ تیار ہو تو وہاں وہ امانت رہے۔ پرنس کوئٹریٹ انکی عزاداری کا ہمسرہ
 اعظم تھا۔ اور شہزادہ ویز اور شہزادہ فی ننگس انکے مددگار تھے۔ جنازے کے بال اٹھائیو ایان منتر
 بیتریان تین جو ڈچس کی ملازمہ تھیں۔ انکے جنازہ کے اٹھنے کا سامان بھی عجیب غمناک لون پڑا
 انداز تھا۔ ڈچس کی محبت ایسی وسیع تھی کہ اسوقت کوئی شخص جنازے کے ساتھ ایسا نہ تھا
 کہ جس کی آنکھ خشک ہو۔ وینڈیکر ڈین کا غم کے بابے یہ حال تھا کہ وہ انکے جنازے کی مناز

پڑھانے میں اُسکا دل بیٹھا جاتا تھا۔ اُسنے ملکہ معظمہ سے کہا۔ ڈچس آرمیون پر ایسی مہربانی کرتی
تھیں کہ کوئی شخص اُن کا ذکر نہیں کرتا کہ اُسکی آنکھوں میں آنسو نہ بہا۔ پرنس کو سورش کا
عجب حال تھا۔ جب وہ تجیز و تکھین کر کے آئے ہیں تو ملکہ معظمہ لکھتی ہیں کہ اُن کا رنگ نہ رہتا اور
آنکھیں سرخ تھیں چٹے اندر اُنکے دل کا بیج و غم دکھائی دیتا تھا کہ کس قدر ہو۔ ہنسنے ڈرتے دکھایا
چکے چکے لکھتے پڑھتے رہے۔ اس طرح اس اندوہناک دن کو کاٹا۔ دوسرے دن ملکہ معظمہ نے شاہیہ پور
کو خط لکھا کہ کل تجیز و تکھین میں نہ میں گئی نہ میری لڑکیاں گئیں۔ ہم میں اُسکے دیکھنے کی تابکان
تھی جو جاتے۔ دل آسان سے لاتے کہ اسکو دیکھ سکتے۔ جب البٹ پہر کروان سے آیا تو اُسکی
آنکھوں میں آنسو بہے ہوئے تھے۔ اُسنے مجھ سے کہا کہ خوب ہوا کہ آپ نہیں گئیں وہاں ایک
عام ایسا کرام تھا کہ آپ سے دیکھا نہ جاتا۔ معلوم نہیں کہ آپ کا کیا حال ہوتا مگر میں میں اور میری
لڑکیاں دعا میں پڑھتی رہیں اور ویرک ہم ہی ذکر کرتے رہے کہ ڈچس بڑی راحت و آرام میں ہو
اکتالیس برس ہمیشہ ملنا جلتا رہا۔ اُسکایوں منقطع ہونا دل پر غمیز زخموں کے لگائے نہیں ہو سکتا
گو زمانہ ان زخموں کو مرہم لگا کے بہرے گا مگر وہ کبھی ایسے اچھے نہیں ہونگے کہ ان میں درد کچھ
باقی نہ رہے۔ جب گھر میں کوئی شادی کی تقریب ہوگی تو اُنکے شریک نہ ہونے کا بیج دل میں
کا شاپہ چھوئے گا۔

لیڈی بروکس کو جب اُسکی ماں مر گئی تھی تو ڈچس نے اپنی فرزندنی میں لیلیا تھا۔ وہ
انکی بہن نہ بیٹی کے تھی۔ وہ اُسکے غم میں ایسی پڑ گئی تھی جیسی کہ بیٹی ماں کے غم میں پھڑکا کرتی ہے
اب میں نے اسکو اپنی رفاقت میں لیلیا ہے۔ وہ میرے ساتھ رہے گی۔ جس سے مجھے بڑی سکون
چل ہوگی۔

ملکہ معظمہ کی سوتیلی بہن کے خطوط کی کتاب میں دو ایک خط مجھے نقل کیے جاتے ہیں جو ملکہ
معظمہ کے نام ڈچس کے انتقال کے باب میں لکھے ہیں۔

بیڈن ۳۰۔ اپریل ۱۸۶۱ء ۷۸ و ۷۵۔ پانچ کی تاریخوں کے دو تعزیت نامے آپ کے لکھے ہوئے
میرے پاس آئے ہیں وہ میری آنکھوں کے سامنے رکھے ہوئے ہیں انسے ماں کے مزید مفصل حال
معلوم ہوتا ہے انہیں جو آپ میرے دل کی کیفیت بیان کی ہو وہ سوا آپ کے کوئی اور نہیں بیان

کر سکتا۔ میں جو آپ کو عزیز ترین بہن کہتی ہوں اس لئے میں ساری محبت کی باتیں موجود ہیں۔ مان
ہے جدا ہو گئیں وہ ہم دونوں کو برابر پیار کرتی تھیں جسے آپ پر یہ شک آتا تھا کہ وہ آپ کو کچھ
زیادہ پیار کرتی تھیں۔ یہ بات میں نے اُسے ایک دفعہ کہی تھی تو اُنہوں نے ایک بچہ امینر سے
فرمایا کہ فیوڈور اتم نا اصفانی نہ کرو میں تم دونوں کو برابر کیساں چاہتی ہوں۔ حقیقت میں وہ نرم و نوا
سے یکساں محبت کرتی تھیں۔ جب میں اُسے ملی تو وہ خوش ہوئیں۔ اور جب اُسے جدا ہوئی تو وہ غم
ہوئیں۔ میری آنکھوں کے سامنے وہ وقت پھر رہا ہے جس میں اُسے میں آخر دفعہ ملی اور رخصت
ہوئی ہوں۔ میری پیاری بہن میں تم سے ملنا چاہتی ہوں مگر جو وقت یہ خیال آتا ہے کہ میں آپ سے
ملو گی اور اپنی مان کو نہ دیکھو گی تو کلیجہ ٹکٹنے لگتا ہے +

پھر چند روز بعد ۵۔ اپریل کو یہ خط لکھا کہ میں مشفقہ مادر صربان مرحومہ کو مہر خطہ زندہ اپنی
آنکھوں کے سامنے دیکھتی ہوں میں خیال کرتی ہوں کہ وہ ابھی زندہ ہیں اور میں پھر اُسے ملو گی اور
اُنکو دیکھو گی۔ اُنکی صورت شکل اُنکا مسکراتا اُنکی ہر حرکت مجھے یاد ہے۔ میرے دل پر جو اُنکی صورت
کا نقش ہے اُسکے اُنکی کل شبیہ ہیں اور فوٹو گرافات ہیں۔ میں امید کرتی ہوں اور یقین رکھتی
ہوں کہ اس سببوں میں آپ کا رہنا آپ کے لئے مفید ہو گا۔ اس وقت موسم بہار ہے جو حشر کی طرح
مردوں کو زندہ کر کے بتلاتا ہے کہ جو ابھی مر گیا تھا وہ پھر جی گیا۔ موت کوئی چیز نہیں ہے۔ جہیز
خدا کے ساتھ زندہ ہے۔ خدا و حیات ہے۔ پس جو اُس کے ساتھ ہے وہ حیات جاوید رکھتا ہے۔ لیکن خط
میں انہوں نے یہ بھی لکھا کہ آپ کو زیادہ بچ و ملال کرنا نہیں چاہیو۔ امان علی بیگ زیادہ خوشحال
ہیں۔ والدہ صاحبہ اگر فرما سکتیں تو یہی فرماتیں کہ تم میری طرف سے بچ نہ کرو۔ میں جی پی اے کر
میں ہوں +

ڈچس کے مرنے پر رنس کو سدرٹ پر بہت طرح کے کام زیادہ ہو گئے تھے۔ اپنے تئیں
بچ و الم میں سنبھالے رکھنا۔ ملکہ مظہر کے بچ و الم کو بٹانا۔ اُنکی خط و کتابت جو وزارت کے ساتھ ہوتی
تھی اُسکا نبھانا۔ اور ڈچس کے دھی بیٹے کے سبب اُنکے سارے کاغذات کا استخوان لینا اور اُنکی زندگی
میں جو تحریرات جمع ہو گئی تھیں اُنکا پڑھنا اور جواب دینا۔ اُنکے رشتہ داروں اور پرانے ملازمین
کے حقوق کا تصفیہ کرنا۔ یہ سب کام اُنکے ٹھکانے کے لئے تھوڑے نہ تھے۔ باوجود ان کاموں کے بہت

پرنس کو سدرٹ پر بہت طرح کے کام زیادہ ہو گئے تھے۔ اپنے تئیں

کے اُنکے کرنے میں وہ دل تنگ نہیں ہوئے۔ بڑی خوشی سے اُنکو کرتے تھے۔ کچھ اپنی تکلیف اور محنت پر خیال نہ کرتے نہ اُنکا کچھ اظہار کرتے تھے۔ اسوقت انکی بڑھی صاحبزادی اگنیں جس اُنکو بڑی تسکین تسلی ہوئی وہ ۲۰۔ اپریل تک اُنکے پاس میں اور پھر برلن کو واپس چلی گئیں اور باپ کا خط شاہ پُر شاہ کے نام لے گئیں جس میں یہ لکھا تھا کہ ہمارے بیچ و الم تا تم میں وکی کے آجانیسے خوشی ہوئی جسکے سبب میں آپ کا ممنون ہوا۔

اس بیچ کی حالت میں بھی پرنس نے سٹوک میئر کو خط لکھا۔ جس میں اپنے اور ملکہ کے بیچ مال کا سارا حال لکھا اور بیان کیا کہ ملکہ مغربیہ نے ڈچس کے ملازمین کی نیشن مقرر کردی اور شہر کو ہوہن لوہ کو اور اُنکے بیٹوں کو جو ڈپلیمٹ ڈچس دیتی تھیں وہ بحال رکھا اور بعض اُنکے ملازمین اپنا ملازم بنا لیا۔

جب بڑی صاحبزادی برلن کو سدھارین تو اُنکے دو دن بعد ملکہ مغربیہ جزیرہ وائٹ میں اسیلے تشریف لائیں کہ اُنکو اپنے سوگ و ماتم میں شہر کا غل شور پسند نہ تھا۔ وہ تنہائی میں ماتم نشین رہنا پسند کرتی تھیں۔

۱۱۔ اپریل کو ٹائمر اخبار میں جو ہمیشہ پرنس کو سیرٹ کے مخالف مضامین لکھا کرتا تھا ایک آریٹیکل (مضمون) اُنکے برخلاف شائع ہوا جسے ملکہ مغربیہ پڑھ کر بڑی برنجیدہ خاطر ہوئیں۔ پرنس پر یہ الزام لگایا گیا کہ انہوں نے اپنے جرمنی کے رشتہ دارین کے اغراض کی طرف ادھی کر کے لارڈ پامرسٹون کی پولیسی میں جو اٹلی کے باب میں تھی رخنہ ڈالا اور چلتی گاڑی میں روڑا اٹھایا۔ آخر کو یہ الزام بالکل بے اصل ثابت ہوا۔ مگر اُنسے پرنس کے دلکو دکھا دیا۔

۲۰۔ اپریل کو اولیائے دولت اور سبورج واپس آئے۔ اور ۳۰۔ اپریل کو ملکہ مغربیہ نے پریوی کونسل کی میٹنگ میں اعلان کیا کہ شہزادہ ایلائس کی کہ خدائی ہستی کے شہزادہ سے ہوئی۔ ۳۰۔ مئی کو بذریعہ تحریر ملکہ مغربیہ نے اس امر سے مطلع کیا۔ سب نے اس کہ خدائی کو پسند کیا و دو دن بعد شہزادی کے جیمز اور وظیفہ کا سوال کانس ہیس میں پیش ہوا جس میں کچھ قبل و قال نہیں مئی جیمز کے لیے تیس ہزار پونڈ اور وظیفہ کے واسطے چھ ہزار پونڈ دو ٹون سے تجویز ہوئے۔ کوئی مخالف آواز نہیں مکی۔

پرنس کو شہزادہ شہزادہ الزام لگایا۔

مخبریات

۱۳۔ مئی کو پرنس کو نورٹ کیمبرج اسٹیلے تشریف لے گئے کہ پرنس وینز کی خواندگی کا انتظام کریں وہاں سے پھر لنڈن آئے اور پارلیمنٹ کی تعطیل کے بعد ۱۸ مئی کو وہ اور اوپیکا دولت اور سبیرن مین آئے۔ جبکہ حال پرنس یہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں خستہ خانہ خوب بکھر چکا ہے تھے اور بچا چرچ جو ملکہ منظمہ نے وینگ ہم مین تعمیر کرایا تھا وہ بن کر بالکل تیار ہو گیا تھا۔ بڑا خوبصورت بنا تھا۔ دوسرے دن اوسبیرن مین ہسٹی کا شہزادہ ملنے کے لیے آیا۔ اور چند روز بعد شاہ لیو پولد سے اپنے منجھلے بیٹے کے آیا۔ ۲۴۔ کو ملکہ منظمہ کی سالگرہ بغیر مسمیٰ دعوتوں اور جلسوں کی ہوئی۔ مگر تحفہ تحائف دیئے گئے۔

اوسبیرن کی اقامت یوں تلخ ہوئی کہ شہزادہ لوئس کو کمرہ استیلا نکل آئی اور پھر سبیلہ شہزادہ لیو پولد کو لگی۔ شہزادہ لوئس تو مینے کے آخرین بالکل اچھا ہو گیا۔ مگر شہزادہ لیو پولد کمرہ امین انجہ گیا۔ جسے سبب سے پرنس کو اندیشہ پیدا ہوا۔ یکم جون کو اوپیک سے دولت اس شہزادہ کو لنڈن مین نہ لائے۔ تین ہفتے کے بعد اس مین ایسی توانائی آئی کہ لنڈن مین آیا اور یہاں مندرت ہو گیا۔ پرنس ہورٹلی کلچرل باغون کی آرستگی کی طرف بہت توجہ کرتا تھا۔ وہ ۵۔ جون کو پبلک کے لیے کھولے گئے۔ یہ آخر پہلا سہم تھی جس مین شہزادہ شریک ہوا۔ ملکہ منظمہ اب تک تنہا نشین تھیں۔ مگر آج صبح کو وہ شوہر اور مامون کے ساتھ پھولون کی نمائش مین پرائیویٹ طور پر گئیں۔ جو ان باغون کے کھولنے کے لیے مرتب ہوئی تھی۔ دوپہر کو رسم کے موافق وہ باغ کھولے گئے ایک اندام کثیر بڑا پر رونق تھا۔ پرنس اپنے روزنامہ مین لکھتے ہیں کہ گو مینہ کے سبب دن مین اندھیری چار ہی تھی۔ مگر اس رسم کے ادا کرنے مین مجھے خاطر خواہ اطمینان حاصل ہوا۔ جو لوگ یہاں موجود تھے انہوں نے دیکھا کہ پرنس کا چہرہ زرد اور پشمرده تھا۔ اور ملکہ منظمہ کے نہ ہونیسے لوگوں نے جانا کہ وہ ابھی سوگ سے باہر نہیں آئیں۔ انکے بچے ماتمی لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان باتوں نے اس جلسہ کو اداس کر دیا۔

اس دن شام کو سوسائٹی آف آرٹ کی میٹنگ مین پرنس پریسیڈنٹ ہوا۔ اس مین اقوام کی نمائش اعظم کی بابت کا فیصلہ ہوا۔ پرنس نے ایک چھوٹی سی پیچ دی جس مین اس نمائش کے مقاصد کو التفصیل بیان کیا اور اپنا انوسن ظاہر کیا کہ کامون کی کثرت کے سبب

میں اس نمایش کے اہتمام میں ایسا مصروف نہیں ہو سکتا جیسا کہ اس وقت کی نمایش میں ہوا تھا
انکی تقریر دلیوزیر کا ایسا اثر ہوا کہ چند جہتوں کے اندر اس نمایش کا سارا سامان درست ہو گیا
اس وقت سکا پورہ کی آنکھیں امریکہ کے براعظم کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ شمالی و جنوبی
شمال میں لڑائی ٹھن رہی تھی جس میں نہ زیریں میں ہورہی تھیں۔ اس جنگ کے چار برس طویل کہنچا
آئینہ پیش کرتا ہے۔ امریکہ سے روئی آتی تھی تو اس کے بہت سے صنعت کے کارخانے چلتے تھے۔ اس
لڑائی نے روئی کی رسد کو بند کیا تو ان کارخانوں پر بڑی آفت آئی جنکے چلنے کا مدار اس روئی کی آمد
پر تھا۔ انگلینڈ اور امریکہ میں اہم یک نسل سب کے تعلق ایسا تھا جسے سبب انگلینڈ کو بہت سے
اندیشے و خوف تھے۔ اس جنگ میں انگلینڈ کسی طرف کا جانے ارنہیں ہوا۔ دور سے الگ بیٹھا ہوا
دیکھتا رہا کہ کیا ہوتا ہے۔ پرنس ایسا دوریاب اور پیش اندیش تھا کہ وہ پہلے سے جانتا تھا کہ اس
لڑائی سے انگلینڈ کو کیا دشواریاں پیش آئیں گی انکے دور کرنے کے صلاح و مشورے و ذرا اور
ملکہ مغطہ کو بتلاتا تھا۔

۶۔ اگست کو پارلیمنٹ کا اجلاس ختم ہوا تو ملکہ مغطہ کو یہ فکر پڑی کہ لین کیسٹر میں
روئی کا کال پڑے گا۔ جس سے ہمارے افق پر تاریکی چھا سکی۔ اس فکر میں لارڈ پامرسٹون نے بھی
بڑا حصہ لیا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں کے کاریگروں کا حال یہ ہے کہ جب تک کوئی انکو ہدایت نہ کرے
اور انکو دھکیل کر آگے نہ بڑھائے وہ کچھ خود خبر نہیں سچتے۔ وہ بیچارے کو تاہ اندیش اُن آدمیوں
کے مانند ہیں کہ جو اپنی کھلی رکابیاں رکھ دیں اور عامانگیں کہ ان میں کشش کی مٹھاتیوں کا مینہ
برس جاتے وہ یہ جانتے ہیں کہ نلون کے دروازے کھول دیے جائیں اس میں روئی خود بخود آجائیگی
وہ کہتے ہیں کہ ہم ہندوستان کو مدت سے روئی کا مخزن دیکھ رہے ہیں مگر یہ دیکھنا ایسا ہے
جیسا کہ اس سانپ کا دیکھنا کہ جس چیز کو دیکھتا ہے وہ مغلوج ہو جائے مگر چیزوں کے اندر
کوئی ایسی علامت نہ ظاہر ہو غرض گورنمنٹ نے اور سوداگروں نے روئی کی رسد پہنچانے اور
اُنکے نئے نئے خازن دریافت کرنے میں بڑے کام کیے۔ انگلینڈ کو یہ امریکہ کی لڑائی یاد رہی کہ
لین کیسٹر کے کام کرنے والوں پر کیسی کیسی مصیبتیں آئیں اور کس صبر و استقلال سے انہوں نے
اسکی برداشت کی۔

۱۔ امریکہ میں جنگ سے جنگ ہو رہا تھا

جون کے مہینے میں معمول کے موافق پرنس کو سورت کو کاموں کی کثرت کے سبب سے دم لینے کی فرصت نہ تھی۔ بہت سی مجالس میں انکو جانا ضرور تھا۔ لنڈنی موسم کے فرائض اور قواعد ایسے تھے کہ انکا پورا کرنا ضرور تھا۔ موسم گرما کا حال اگلے سال کا سنا تھا کہ گرمی کے دنوں میں سوچ نہ سکے اس سال میں آسمان پر بادل نہ رہتے تھے اور گرمی بڑی شدت سے پڑتی تھی کبھی اسکی ایسی شدت ہو جاتی تھی کہ برداشت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس مہینے کی سولہویں تاریخ پرنس مکان کے مارے باہر گئے وہ اس تاریخ کے اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ میں بیمار تھا بخار چڑھا ہوا تھا۔ بڑی تکلیف میں تھا دوسرے دن میرے مرض میں بہت اضافہ ہو گیا۔ مگر بار بار اسکا اعلاہ ہوتا تھا۔ پھر اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ ۲۶ جولائی کو میرا حال پھر وہی دوروز تک رہا مجھے جو متواتر کام کرنے کی عادت میں ہیں ان کا چھوڑنا میری صحت کے لئے ضرور ہو۔ مگر میں اپنی زندگی کے فرائض اولیٰ میں سے کام کرنا جانتا ہوں وہ مجھے چھوٹ نہیں سکتا۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ پرنس کو بڑا شوق یہ تھا کہ تعلیم کے پیمانہ کو بڑھائے اور اسکو اعلیٰ درجہ کا بنائے۔ انکے نزدیک اگر اعلیٰ علم کی تعلیم کے ساتھ ان اعلیٰ درجہ کے اوصاف کی تعلیم نہ ہو جو ان لوگوں کے لئے ضروری اور اعلیٰ ہیں جن کو اوسوں چ حکومت کرنا اور انکے گرد ہوں کی مختلف انواع کی دشوار حالتوں پر سوچ بچار کرنا پڑتا ہے تو وہ علم تعلیم کا محض ایک اونسے جزو ہے ان دنوں میں کمانڈر انچیف کی ہدایتوں کے مطری تعلیم کی کونسل ان امید داروں کے لئے ایک سنگ میل کہہ ہی سکتی جو سندھرسٹ شاہی کالج میں سپاہ کے کمیشن لینے کے واسطے داخل ہوتے ہیں پرنس یہ چاہتا تھا کہ اس تعلیم میں نیک چلنی کے مارکس (دبیروں) کا نظام داخل ہو۔ مگر کشترون کے نزدیک اسکا داخل کرنا ایسا دشوار تھا کہ انہوں نے یہ نہ چاہا کہ ایک مین نیک چلنی کے مارکس داخل ہوں ۲۲ جون کو ڈیوڈ کیمبرج کمانڈر انچیف کی معرفت کشترون کی یادداشت پرنس کے پاس آئی جسکو جواب میں پرنس نے چٹی لکھی۔

تقریباً ۲۳ جون ۱۸۶۱ء میں کونسل تعلیم کی یادداشت کو واپس کرتا ہوں اس میں جو دشواریاں بیان کی گئی ہیں ان میں کوئی بات شکل نہیں ہے۔ میں اسکو مانا ہوں کہ سندھرسٹ کوئی سول اسکول یا کونسل یونیورسٹی کالج نہیں ہے بلکہ وہ ملٹری اسکول ہے جسکی بنیاد قواعد و ضوابط

پر لگی گئی ہے اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوگا تو بجائے مفید ہونیکے مضر ہوگا۔ علی السموں
کو نیک چلنی کے مارکس دینے میں ذرا بھی دقت نہیں ہے جیسے کہ وہ پلٹن یا رجمنٹ کے سپاہیوں کو
دینے جاسکتے ہیں ایسے ہی ان نوجوانوں کو دیئے جاسکتے ہیں جو مدرسہ میں ایسے تعلیم پاتے ہیں کہ انکو
کمیشن ملجائے۔

اگر جرمون اور سزاون کا کوئی پیمانہ بنے تو اس میں کوئی دشواری نہیں کہ افعال کی پورے
بھی ایک پیمانہ مقرر ہو۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر اس کلچر کی تعلیم میں چال چلن ایک عنصر غلط نہ سمجھا جائے
تو وہ اپنے اس مقصد میں ناکام رہے گا کہ سپاہ میں ایسے سپاہی بہرتی ہوں جو اپنی عزت کا پاس لحاظ
کرتے ہوں اور اپنے اصول اخلاق اعلیٰ درجہ کے رکھتے ہوں اور اپنے فرائض کے ادا کرنے کو واجب
جانتے ہوں۔

ایک طول طویل خط و کتابت اس باب میں ہوئی پرنس کی رائے یہ تھی کہ جیتک سکیم
میں نیک چلنی کے مارکس کا نظام نہ داخل ہوگا۔ سپاہ ایسے سپاہیوں کی بہرتی سے محروم رہے گی
جن کے صفات اوپر بیان ہوئے ہیں۔ اس کلچر کا مطلب غلط یہ ہونا چاہیے کہ اس میں ایسی تعلیم و تربیت
ہو جس سے ضابطہ النفس ہونا جو انون کی عادت میں داخل ہو جائے جس سے وہ جاتین کے ہماری ساری
بہبودی بہتری کی امید جیسی کہ علم سے وابستہ ہو ایسے ہی ہمارے ضابطے سے جب کونسل کو پرنس
کی یہ رائے معلوم ہوئی تو انہوں نے امیدواران کمیشن تعلیم کی سکیم میں نیک چلنی کے مارکس داخل
کر دیئے۔

۲۵۔ جون کو شاہ لیو پوڈ حضرت علیا سے رخصت ہوا۔ دو سکر دن قصر شاہی میں پروشا کا
دلیہ دار و لیہ دار مع اپنے بچوں کے آئے۔ مان کے نمونے کا یہ نم البدل تھا کہ مامون او بیٹی دبا
مع بچوں کے آئے۔ دو سکر دن ملکہ مغلہ اپنے مامون صاحب کو خط میں کہتی ہیں کہ بچوں کے آجائے اور خود
لوئیس کے یہاں بچوں سے مان کے مرنے کا غم غلط ہوتا ہے غلط ڈچس کا انتقال گو چتر برس کی عمر میں
ہوا۔ مگر ان کا سوگ ماتم ایسا ہی ہوا جیسا کہ جو انون کا ہو گیا ہے۔ قاعدہ ہے کہ بیٹے مردون کا غم
زندون کے دلون پر ہمیشہ کے لئے مستقل غم الم کی گھٹا نہیں چھاتا۔ ڈچس کے مرنے کی غم کی
گھٹا جلد اتر گئی مگر ایک جو ان کے مرنے کی غم کی گھٹا ایسی چھاتی کہ وہ کسی نہیں اترتی۔ ہنوز ملکہ مغلہ

ملکہ مغلہ کا انتقال شاہ لیو پوڈ کے نام

اوسبورن میں تین کہ اوپور لو کا ڈیوک اور سوڈن کا بادشاہ اور شہزادہ اوسکر انیسے ملاقات کر کے آئے۔ ملکہ مظہر نے آئرلینڈ میں سفر کرنے کا تہیہ کیا۔ اور ایسا انتظام کیا کہ ۲۷ اگست کو وہاں پہنچ جائیں۔ ۱۶- کوپروشاکا ولیعهد و ولیعهدہ سے اپنے بچوں کے ہمراہ کو روانہ ہوئے اور ملکہ مظہر اور پرنس کوٹسورٹ اور شہزادی ایلائیس فرگ مور کو گئے۔ دوسرے دن ڈچس کنڈا کی پیدائش کی گھاٹ کاؤن تھا جس میں قبر کی زیارت ہوئی۔ پرنس بابین ملکہ مظہر ۲۶- اگست کو ماسون صاحب کے محل میں لکھتی ہیں کہ ہم ۱۶- اگست کو اپنے بچوں اور بچوں کے بچوں سے جدا ہوئے۔ ان کے یہاں آنے کی بڑی خوشی ہوئی۔ مگر ان کے نہ ہونے کا غم ان کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ ہم دوپہر کو فرگ مور میں گئے اور وہیں سوئے پہلے شام وہاں بڑی ہولناک تھی سب چیزیں زندہ نظر آتی تھیں مگر ان میں میری ماں تھیں دوسرے دن صبح خوشنما تھی۔ حاضری کھا کے ہم ماں کے مقبرے میں گئے اور ان کے بچے میں داخل ہوئے۔ بڑا ہوادار اور ساتھ کلاس ہے وہ ہم پر ایسا اثر کرتا تھا کہ غم کی تلخی شیعین کرتا تھا اور دل کو آرام دیتا تھا ہم نے انکی قبر کو ان کا خاکی لباس خیال کیا۔ اوسپر پھولوں کے مارچسٹرنے ہم کو یہ انکی قبر پر بہت عزیز ہے انکی پاک روح عالم بالا میں یا کھل تکلیف اور غم سے آزاد ہے اس سے بڑی تسلی ہوتی ہے کہ دوسری دنیا میں انکی پہلی سالگرہ زیادہ منور بہ نسبت اس دنیا کے ہوتی ہوگی۔

آئرلینڈ جانے کی پہلے سے تیاریاں ہوئی تھیں ۲۱- اگست کو ملکہ مظہر اور پرنس کوٹسورٹ اور شہزادہ الفرڈ جوبھی ویسٹ انڈیا کی سیر کر کے آیا تھا اور شہزادیان ایلائیس اور ہلیسا بھی وینڈر روئے۔ شام کے سات بجے وہاں پہنچے۔ اسی رات کو کنگس ٹون میں آئے۔ ۲۲- اگست کو صبح کو آئرلینڈ کے لارڈ ٹنٹنٹ کا لی کیسل اور عمدہ دوان بزرگ کے ساتھ ڈبلن کو روانہ ہوئے باوجود باد و باران کے طوفان کے لوگوں نے شاہی جہازوں کا استقبال بڑی دلی محبت کیا ۲۳- اگست کو پرنس کوٹسورٹ گر لاکھ کیمپ میں گئے۔ یہاں شہزادہ ویلز فن سپہگرمی کی تعلیم کے لیے آیا تھا۔ باپ نے یہاں آنکر دیکھا کہ بیٹے نے فن سپہگرمی میں کیسی تعلیم پائی ہے اور ترقی کی ہے۔ لارڈ میسر اور کوپوریشن ڈبلن نے ملکہ مظہر کے حضور میں اپنا ایڈریس پیش کیا۔ دوپہر کے بعد زمرہ شاہی شہر کے اندر گیا۔ جہاں وہ قدم رکھتا تھا۔ رعایا بڑے زور و شور سے چیز دیتی تھیں شام کو ڈر میں وہ یہاں کے امراء عظام سے ملا۔ ۲۴- تاریخ کو ملکہ مظہر گر لاکھ کیمپ

میں گئیں اور سپاہ کا ملاحظہ فرمایا۔ جب وہ سواروں کے رسالہ کے پاس گزریں تو ان کے
 بیٹھنے وہ رنگ بجایا جو دس گنت کو نہایت مرغوب تھا۔ جسکی نسبت ملکہ مظہر اپنے روزنامہ
 میں لکھتی ہیں کہ اس رنگ کے سننے سے میں جے حال ہو گئی۔ اکہو سو آئینہ نکل چلے آتے تھے
 جن کو میں نے مشکل سے روکا۔ میں سارے دن جب تک برٹی کے پاس نہیں آئی غمرہ اداس ہی
 پر سپاہ کے ہنر کرتب دیکھے۔ برٹی کو بہت نوا نادیکھا۔ اس کے مکان میں گئی۔ بچ کھایا۔ اور کرنیل
 برتسی کا نہایت گرمجوشی سے شکریہ ادا کیا۔ انہیں کو شہزادہ دیلر کی جنگی تعلیم سپرد ہوئی تھی بلکہ
 مظہر نے اسے کہا کہ جیسی آپنے شہزادہ دیلر کے حال پر غایت کی ہے۔ ایسی کوئی اور افسر نہ کرتا پس
 دیلر آپ کو بہت پسند کرتا ہے۔ انوار کو کل میں ہم کی اسپتال کا ملاحظہ کیا۔ ۲۶ اگست روزہ شنبہ
 کو اپنے شوہر کی سالگرہ کی جسکی نسبت انہوں نے ڈیوک یوڈولڈ کو لکھا کہ اس سال میں سب
 چیزیں مخالف ہیں۔ کوئی خوشی کا دن نہیں ہے۔ ہم سفر میں ہیں۔ ہسٹک بچے ہم سے جدا ہیں یہی
 سوج کو تکلیف ہے۔ دوپہر کے بعد شاہی فوج سے ملکہ مظہر اپنے کینے کے کل لندن کو روانہ ہوئیں
 راہ میں جو کچھ نظر آگیا اسکو لکھتی گئیں کہ آبادی کی قلت اور دلت و قصبات کی کمی ہے۔ تھریسن
 کی نسبت لکھتے ہیں کہ یہاں کے لوگ چیز نہیں دیتے تھے۔ غل شور چاتے تھے آدمیوں کے رنگ
 سیاہی مائل تھے۔ لڑکیاں وجیہ معلوم ہوتی تھیں۔ انکے بال پرانندہ و پریشان تھے کل لاشی میں
 لارڈ کیسل روز اور امرا کے کبار نے استقبال کیا۔ ملکہ مظہر اور ولی جی بیٹھ بیٹھ چائے کی چیریتی
 ہوئی گئیں۔ یہ جوبلی بڑی خوبصورت جادو کا تھی ملکہ مظہر نے اسکا نقشہ کینچا۔ ڈنر میں روٹن
 اکیٹ و لک کے بشپ ملین۔ ۱۷ تاریخ کو بہت سا وقت خوبصورت دلربا بالابون کی سیر میں بسر
 کیا۔ دمان کے ملاحون کی کشتی کھینے کی بڑی تعریف کی۔ ۲۹ کو وہ اپنے میزبانوں سے رخصت
 ہوئیں گو ان کا دل اسے جدا ہونے کو نہیں چاہتا تھا۔ ۳۰ اگست کو بال موریل میں پہنچ گئیں
 ۱۹۶۱ء کا موسم خزان سا لگنشتہ کے موسم خزان سے بالکل مخالف تھا۔ ستمبر میں
 سوائے چند وزون کے جب تک ملکہ مظہر کا قیام بال موریل میں رہا۔ موسم خاطر خواہ اچھا تھا
 پرنس کے روزنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر روز ہر فن کا شکار کر کے لاتے تھے جس کے
 شوقین تھے۔ آخر دن ۲۱ اکتوبر کو ان کو شکار نہیں مانٹھ آیا۔ بال موریل کے قیام میں اس میں

مائی لینڈس میں سیرین ہوتی رہیں۔ ملکہ معظمہ نے اپنے روزنامچہ میں لرن سیرن کا حال مفصل لکھا ہے کہ بحیران سیرون سے خاص خوشیاں ہوتی تھیں مگر انکے ساتھ مان کا غم لگا رہتا تھا۔

موسم خزان میں شہزادہ ویلز نے جرمنی کا سفر کیا۔ ظاہر تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ضلعاہ راجن میں سپاہ کے قواعد اور کرتب اور ہندو کیٹنے آئے ہیں۔ مگر اصل مقصد ان کا یہ تھا کہ ڈنمارک کی شہزادی ایکسٹہ اسپی پرسی بیٹبرگ میں ملاقات کریں۔ یہاں یہ شہزادی مقیم تھی اگرچہ یہ امر مخفی رکھا گیا تھا مگر وہ پرلگا کے ایساہولم میں اڑا کہ سارے اخباروں میں پہلے سے شہر جیسا لرن دونوں کی ملاقات کی نسبت پرنس کو سنورٹ نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ہے کہ ویوزون اول ہی ملاقات میں آپس میں بڑی مہرگرمی کے ساتھ تپاک اور محبت سے ملے۔

اولیائے دولت بال موریل سے روانہ ہو کر ہولی روڈ میں آئے۔ ۲۳۔ اکتوبر کو پرنس کو سنورٹ نے ایڈنبرا میں ٹیغ پوسٹ آؤفس اور انڈسٹری ایل میوزیم کے بنیادوں کے پتھر رکھے اس تاریخ کی شام کو ملکہ معظمہ اور انکے ہمراہی ڈنڈسٹرین پہنچ گئے۔ ملکہ معظمہ نے دربار میں اول دفعہ سٹارٹ آف انڈیا کے تحفے عنایت فرمائے۔ انہوں نے اول یہ تحفے پرنس کو سنورٹ اور شہزادہ ویلز کو دیئے اور پھر رسوم کے موافق لارڈ ہیپرس۔ لارڈ گلف ہمارا جہر دیپ سنگھ و سر جان لارنس اور سر جارج پالک کو یہ تحفہ دیا۔ یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ ہندوستان کا داسرے گرینڈ ماسٹر ہو اور پچیس ناٹ مع ان نائٹوں کے جن کو غیر معمولی طور پر ملکہ معظمہ تجویز کریں۔ وڈسیر میں پرنس کو سنورٹ نے شہزادی ایلایس کی شادی کی تیاریاں شروع کیں جو عنقریب ہونیوالی تھی۔ اور شہزادہ لیوپولڈ کو جس کی صحت کی حالت نازک تھی کینٹس کو بھیجا۔ اسٹینڈرڈ میرین کی سکونت کے لئے مالی بورڈ ہوٹس کے بنوانے کا اہتمام کیا۔ ۴۔ نومبر کو ونگلشن کالج کے کامون کو دیکھا۔ کیسل میں مہانوں کی ایک جماعت جمع ہوئی۔ ۹۔ نومبر کو شہزادہ ویلز کی سالگرہ ہوئی جس میں مہانوں کی ایک جماعت تھی۔ پرتگال کے شہزادہ فروائیڈ کے بخار سے مرجانے لگے اور ڈچس کنٹ کی وفات نے اس تقریب کی گرما گرمی کو افسردہ و سرد کر دیا اور جب پرتگال کا بادشاہ بھی بخار سے مر گیا تو پرنس کو سنورٹ کے دل پر بڑا صدمہ ہوا۔

وڈسیر میں ملکہ معظمہ کی شریف آوری

یہ بادشاہ اور اسکا بھائی دونوں پرنس کو سنو وائٹ کے عزیز مشتمہ وار قریب کیے تھے۔ پرنس کی شہزادی
شاہ پر و شاکی تاج پوشی کی رسم میں زیادہ تھکنے سے علیل ہو گئی اس سے بھی باپ کے پریشانی بڑھ
ملکہ منظمہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ پرنس گال کے بادشاہ اور شہزادہ کے مرنوں کے
صد مومن نے پرنس کو غمگین اور افسردہ دل کر دیا۔ میں جانتی تھی کہ ان صدات کے سبب پرنس
کی ایسی حالت نہیں رہی کہ ہر روز جو کام کثرت سے اُسکے رویہ و پیش ہوتے ہیں انکے سر انجام
کرتے کی مکان و مشقت شاقہ کا وہ متحمل ہو سکے۔ جبکہ انکی لینڈس سے مرجعت کی ہوا اتنی
دفعہ لنڈن بار بار اسکو سفر کرنا پڑا کہ مکان کے مارے ناتوان ہو گیا۔

۴۔ نومبر کو ملکہ منظمہ نے پرنس کے سکریٹری سر چارلس فلیس کو لکھا کہ پرنس کے آگے
جہان تک تم سے ہو سکے تھوڑا کام پیش کیا کرو اور کاموں کی کثرت سے انکی طاقتوں کو زائل
نہ کرو۔ اسکے جواب میں سر چارلس نے لکھا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ مدت سے پرنس اپنے قوا
پر نا واجب بوجھ ڈالتے ہیں۔ بے شمار انوع کے کام جو اُسکے رویہ و پیش ہوتے ہیں ان کے
ہلکا کرنے کی امداد کو میں تین برس سے پیش نظر رکھتا ہوں۔ مگر اس خط میں آخر فقرہ یہ لکھا
کہ کل آخرات کو میں پرنس کو دیکھا کہ اُسکے چہرے پر بالکل تندرستی برستی تھی۔ اور انکی عالی صلی
و بلند ہمتی میں فدا فرق نہیں آیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سخت کاموں کے کرنے سے ایسے
شگفتہ خاطر رہتے تھے۔ اور اپنے چہرہ میں تغیر نہیں آنے دیتے تھے کہ اس شخص کو بھی کوئی
تغیر ان میں نہیں معلوم دیتا تھا جو اُنکے قریب ہر وقت رہتا تھا۔

۲۱۔ نومبر کو بڑی شہزادی کی اکیسویں سالگرہ تھی اُسکی مبارکباد میں پرنس نے

یہ آخری خط لکھا ہے +

۱۹۔ نومبر ۱۸۶۱ء خدا کرے کہ تمہاری زندگی جسکی ابتدا اچھی ہوئی ہو
اور میں کے ساتھ بھلائی کر نیکی لئے اوسا اپنے دل کے راضی رکھنے کے واسطے زیادہ خوش
ہو۔ انسان کی اصل خوشی نیک اور مفید کاموں کے کرنے میں ہے۔ ہم کو اپنی طرف سے بھلا
کاموں میں کوشش کرنی چاہیے۔ ان میں کامیابی کا ہونا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جس
کامیابی میں ناکامی نہیں ہوگی۔ اور تمہاری ظاہری زندگی ان طوفانوں سے بے گزند رہے گی

جو غمزدہ دلون کو خوفون کے مارے لڑا دینے والے ہیں۔ بغیر صحت کے ناممکن ہو کہ کسی کام کو بالاسقلال ہم کر سکیں۔ پرتگال کے حالات ہمارے سولمان روح ہیں۔ تم اپنے تئیں ان برجنون سے دور رکھو تاکہ آئندہ زمانے میں زیادہ کام کر سکو یہ فقط

پرنس نہ اپنا مزاج ہٹاتا تھا نہ جینے کی کچھ پروا کرتا تھا۔ مگر موت تو اپنی خود رانی سے کام کرتی ہے جو جینا چاہتے ہیں انکو مارتی ہے جو مرنا چاہتے ہیں انکو زندہ رکھتی ہے۔ اس دشمن جان بشان پرنس کو ایسے حال میں پایا کہ وہ مرنے کو تیار بیٹھے تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ پرنس نے مہلک مرض میں مبتلا ہونے سے چند روز پہلے ملکہ مظلمہ سے کہا تھا کہ میں جینے سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا اگر مجھے یہ تحقیق ہو جائے کہ جسے میں محبت الفت رکھتا ہوں۔ انکی خبر گیری میرے بعد چھیڑ چھا ہوگی تو میں کل مرنے پر آمادہ ہوں۔ اسی گفت گو میں یہ اور فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ اگر میں سخت علیل ہوا تو وہ فوج مر جاؤ گا۔ نزع کی حالت میں زیادہ دنوں تک نہیں لٹکا رہو گا۔ میری روح نالوں ہو گئی ہے۔ یہ بات انہوں نے کچھ حسرت و افسوس کے ساتھ نہیں کہی وہ خدا کی مرضی پر ماضی تھے خواہ انکو زندہ رکھے یا نہ رکھے۔ انکے خیال میں اس آئندہ حیات کے لیے موت پیش خیمہ تھی جس میں انکو خوش حال رہنے کی اور اس دنیا کے دکھ درد و رنج سے فارغ ہونے کی امید تھی۔ ملکہ مظلمہ لکھتی ہیں کہ وہ اپنے اس خیال کے سبب سے سب حال میں خوش رہتے تھے وہ جینے کے لیے بھی تیار تھے اور ہر وقت مرنے کے واسطے آمادہ تھے۔ وہ نیک کام اس نیت سے نہیں کرتے تھے کہ انکو عاقبت میں انکاح صلا ملے گا۔ بلکہ محض ایسے کہ وہ نیک کام تھے۔

ہم نے جو یہ حالات اوپر لکھے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ پرنس کی صحت کی حالت یہی تھی کہ اگر موسم کی خرابی یا اور کوئی مضر اثر انکو پہنچتا تو ضرور وہ بیمار ہو جاتے۔ اگرچہ صلی سبب تحقیق نہیں معلوم ہوا کہ وہ بخار انکو کیونکر آیا جو انکی جان کو لے گیا۔ مگر اطباء حاذق کی رائے یہ ہے کہ ۲۲۔ نومبر سے یہ بخار شروع ہوا۔ اسی تاریخ وہ سندھ صرست میں سٹاف کالج اور روائل میڈیسی کیدی کی نئی عمارتوں کو دیکھنے گئے تھے۔ یہ عمارتیں روز بروز زنجبانی تھیں وہ ان سے بہت دل چسپی رکھتے تھے اور تجربہ سے انکو معلوم ہوتا تھا کہ اس قسم کے کاموں میں محتاط پیش بینی اور دوراندیشی کی ایسی ضرورت نہیں تھی جیسے کہ انکھوں سے دیکھنے کی

کہ وہ کس طرح چل رہے ہیں۔ موسلا دھار مینہ برس رہا تھا۔ اس میں وہ صبح کو نوڈس سے سوا ہو کر سندھ سرسٹ میں گئے کہ وہاں جا کر دیکھیں کہ کیا کام بن چکا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہاں جو ٹام میں سے دیکھا اس سے ابھی خاطر خواہ اطمینان ہوا کہ اس وقت سے اس میں زیادہ ترقی ہوئی ہے کہ میں نے آخر دنہ دیکھا تھا۔ ملکہ مغلہ اپنے روزنامہ چین لکھتی ہیں کہ پرنس وڈ کسریل میں دو بیچے واپس آئے۔ اور موسم کی خرابی کی اور اپنے مکان کی شکایت کرتے تھے۔ اس میں بہت نہیں کہ اس مکان سے اور موسم کی سختی کے اٹھانے نے انہیں مضر اثر کیا کہ جس سے وہ بیماری پیدا ہوئی جو قبر میں سنائی دے۔

ملکہ مغلہ کے ۲۲۔ تباخ کے روزنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہیں تباخ سے وہ مضمحل و رنجور معلوم ہوتے تھے۔ وہ ۲۲۔ کو شہزادہ آئرلینڈ کے ساتھ شکار کیلئے گئے۔ ۲۴۔ کو اتوار تھا وہ شکایت کرتے تھے کہ وجہ مفاہل سے مجھے بڑی تکلیف ہو۔ پرنس اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ دو ہفتے سے میری آنکھ نہیں جھپکی اور ہلکے ہلکے نہیں لگی۔ وہ اپنے بچوں کے ساتھ فروگ ورمین ہیل کے دوسرے روز پیر کی صبح کو ٹرے اور باد و باران کا طوفان آیا۔ اسی میں انہوں نے شہزادہ ویلز سے ملنے کیلئے کیمریج کا سفر کیا جس سے انکی طبیعت اور زیادہ بے مزہ ہو گئی جب وہ نوڈس میں ملکہ مغلہ کے پاس آئے تو انکے ساتھ وہ پیدل پہننے نہ جاسکے۔ ۲۹۔ مرض کی اور شدت ہوئی۔ ۲۸۔ نومبر کو وہ اس خبر کو سن کر اور مضطرب اور پریشان ہوئے کہ اہل امریکہ نے جہاز ٹرنٹ کو گرفتار کر کے انگریزی جھنڈے پر اپنا حق منہ بٹھایا۔

۸۔ نومبر کو انگریزی سٹیمر ٹرنٹ ہیون ناہ سے انجینڈ کو مسافروں اور ڈاک کو لئے جارہا تھا۔ وہ اہل امریکہ کے جنگی جہاز جے سن کو سے ملاتی ہوا۔ اس جہاز نے ٹرنٹ جہاز پر گولے مارے۔ ٹرنٹ کے کپتان نے جہاز کو ٹھہرایا۔ اسپر ایک امریکہ کے جہاز کا کپتان ول کیس بحری سپاہیوں کے چڑھ آیا۔ اور جہاز کے مسافروں کی فہرست طلب کی۔ جب فہرست دیکھانے سے انکار کیا گیا تو اس نے کہا کہ مجھے حکم ہے کہ سٹیمر می سن و سٹیمر سلائی ڈیل و بیفر لینڈ اور بٹیس کو گرفتار کروں اور مجھے یقین ہے کہ یہ سب اس جہاز میں سوار ہیں۔ اس وقت امریکہ میں ان کے (ایسپین لڑائی) ہو رہی تھیں۔ دو مخالف فریق کون فیدریٹ سٹیٹس و فنڈریل سٹیٹس تھے

کون فیڈریٹ سٹٹس ہنٹ مشن اور مشن سلائی ڈیل کو انگریزوں میں سفیر نیا کے بھیجا تھا اور باقی امر دو صاحب ان کے سکریٹری تھے۔ مشن سلائی ڈیل نے اس جھگڑے کا یوں فیصلہ کیا کہ وہ آگے بڑھا اور اس نے کپتان ڈیل کیسی سے کہا کہ میں اور میرے ہمراہی دوست آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ اگرچہ انگریزی جہاز کے کپتان نے ان کی رہائی کے واسطے منت سماجت کی۔ مگر کپتان ڈیل کیسی ان کی ایک نہ سنی اور اپنے بحریوں کو زبردستی گرفتار کر کے اپنے جہاز پر لے آیا۔ اور ٹرنٹ جہاز کو لہاڑ دی کہ وہ اپنا راستہ لے۔

جب ۲۷- تاریخ کو ٹرنٹ جہاز سوئٹھن میں آیا۔ اور یہ واقعات معلوم ہوئے تو تمام انگریزوں میں اپنی بے عزتی کے سببے آتش غضب مشتعل ہوئی اور لڑائی کے لئے تیل دیاں ہو گئیں شاہی مقتنون نے کہا کہ اس طرح سے سفیروں کا پکڑ جانا اس قانون کے خلاف ہے جو قوموں میں اسپین قرار پایا ہے ۲۹- نومبر کو کے بی نٹ اور وزیر غلام لارڈ پارمرسٹون نے ملکہ مظہر سے عرض کیا کہ وہ اہل امریکہ سے فرمائیں کہ وہ اپنی اس حرکت کا تادان دین ۴

وزیروں نے اس باب میں بہت مراسلات ملکہ مظہر کی خدمت میں بھیجے جو ۲۹- نومبر کو شام کو وینڈر کیسل میں پہنچے چیئر پرس کو جاڑے کی صبحوں میں گنٹوں سوچ بچار کرنا پڑا۔ اگرچہ وہ بیمار تھے مگر اپنی عادت کے موافق صبح کے سات بجے اُبھٹے اور آٹھ بجے تک ان مراسلات کے باب میں مسودات تیار کر کے ملکہ مظہر کے روبرو پیش کرتے۔ ملکہ مظہر اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ پرس حاضری نہیں کھا سکتے تھے اور بہت ہی مضطرب معلوم ہوتے تھے۔ مگر ہر بھی میرے سامنے لارڈ لائٹس کے مراسلہ کو درست کر کے لارڈ رسل کے پاس بھیجنے کے لئے لائے اور فرمایا کہ جب اس کو لکھتا تھا۔ تو شکل سے قلم پکڑ سکتا تھا۔ وہ خط ہی ان کے ضعف کو دکھاتا تھا۔ انکی یہ آخری یادداشت مسالمت لکی کے باب میں تھی۔ پھر اسکے بعد کوئی یادداشت نہیں لکھی۔ ملکہ مظہر نے اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھ کر اسکے ساتھ ان مسودات کو جو آئے تھے واپس کیے۔ اور پرس نے جو نقص ان میں بتلائے تھے اور انکی اصلاحیں کی تھیں وہ یہ ہیں۔ پرس کلیہ مسودہ بڑی شان و شکوہ کا مصالحت آمیز تھا۔ جسکو وندرسے انگریز اور امریکہ کی گورنمنٹ نے پسند کیا۔ یوں اتفاق پر جو منجوس ابراہن تھا وہ اتر گیا اور امریکہ کے پریسیدنٹ نے ان بھلے مانوں کو چھوڑ دیا۔

جنگو گز قار کیا تھا +

اگرچہ پرنس کی طبیعت علیل تھی مگر وہ اپنے تئیں گہرا قیدی نہیں بناتے تھے اپنے مہمانوں سے معمول کے موافق ملتے جلتے تھے۔ انکی بیماری ایسی معلوم ہوتی تھی کہ توڑی سی پیریز و علاج سے جانی رہے گی ۲۸۰۔ نومبر کو وہ بہت اچھی طرح ہو گئے۔ وہ خود کہتے تھے کہ اب میں پہلے سے اچھا ہوں گو ہنوز میرا درد نہیں گیا اور بالکل حسہ در بخور ہوں۔ اس حال میں بھی وہ این کا لچ کے دو لٹرون کو جو ملک مغظمہ کے ملاحظہ کے لئے آئے تھے دیکھنے چلے گئے اور ۲۰ منٹ تک دیکھتے رہے۔ ملک مغظمہ اپنے روضہ نامچہ میں لکھتی ہیں کہ جب دو لٹیر لٹخ کھانے بیٹھے ہیں تو انہیں گئے اور انکی میزوں کے گرد پھرے۔ یہ نظارہ خوش نما تھا۔ البرٹ کپٹرون میں خوب لپٹا ہوا تھا۔ بہت بیمار معلوم ہوتا تھا اور بہت سچ سچ چلتا تھا۔ پرنس پوسٹین پہنے ہوئے تھا اور وز اگر تم پرنس قواعد کے میدان میں کستا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میری بیٹی پر کسی نے ٹھنڈا پانی ڈال دیا ہے۔ ملک مغظمہ نے پرنس کی عیالات کا دوا دوا سا حال اپنے روضہ نامچہ میں لکھا ہے اسیکو نقل کرتے ہیں +

پہلی دسمبر کو اوتار تھا۔ پرنس پر رات بڑی طرح سے گزری مگر وہ سات بجے اٹھے اور ٹرنٹ جہاز کے معاملہ میں یادداشت لکھی۔ دن سرد اور کھلا ہوا تھا۔ آدھ گھنٹے تک فیدیل سپر اور ہر گرجا میں گئے۔ مگر بہت بیمار معلوم دیتے تھے۔ نماز میں سارے سجدے کئے۔ لٹخ کھانے آئے مگر کچھ کھانا نہ کھا سکے۔ سرجیس کلارک اور ڈاکٹر جین ٹیرے۔ انکو البرٹ کی کربن بیئراری دیکھ کر بڑی پوچھنی البرٹ گھر کے ڈنر میں آیا۔ اگرچہ کھانا نہیں مگر باتیں کیں اور حکایتیں سنائیں۔ ڈنر کے بعد خاموش بیٹھے اور ایلاپس اور میری کا گانا بجانا سنتے رہے اور ساڑھے دس بجے اس امید میں وہ سوئے چلے گئے کہ نیند آئے گی مین ساڑھے گیارہ بجے انکے پاس گئی تو انہوں نے کہا کہ جاڑے کا رزہ مجھے چڑھ رہا ہے اور میں بالکل سونہیں سکتا +

(۲- دسمبر اس لرزے اور رات کی بے خوابی کے بعد وہ صبح کو سات بجے اٹھے اور ڈاکٹر جین ٹیر کو بلایا۔ ڈاکٹر نے انکو بہت قیامت افسردہ و پشیمان دیکھا۔ انہوں نے لباس بھی نہیں پہنا۔ سوئے پر لیٹے رہے مگر مین پڑھتی رہی۔ سرجیس کلارک نے بھی انکو اسی حال میں دیکھا کہ وہ بہت

بے چین و بے قرار ہیں۔ کبھی اپنے کپڑے پہننے کے کمرے میں نہ دھو کر کبھی بیٹھنے کے کمرے میں آرام کر سہی پر بیٹھتے ہیں۔ لارڈ میتھیون اور کرنل فرینکس سمیت دیگر ملکہ معظّمہ کی طرف سے بادشاہ پرنگال کی تعزیت کے لیے بھیجے گئے تھے۔ دوہین سے کیسل میں واپس آئے تھے۔ پرنس نے اُنکو بلایا اور شاہ پرنگال کے انتقال کا حال مفصل پوچھ کر سنا تو اُنہو نے کہا کہ یہ اچھا ہوا کہ مجھے بخار کا مرض نہیں ہے۔ بخار میرے لیے مہلک مرض ہے۔ کیسل میں ڈیوک ڈیوگیل اور سر اٹن اور لارڈ پامرسٹون مہمان آئے تھے۔ ران مہمانوں کے ساتھ پرنس مہول کے موافق ڈیزین نہیں بیٹھ سکا۔ اُنکو غذا کی طرف ذرا رغبت نہ تھی۔ لارڈ پامرسٹون نے پرنس کے یہ آثارِ علالت دیکھ کر حکم و صلاح دی کہ کسٹچی طبیب کو بلا کر معالجہ میں شریک کرو۔ مین نے ۳۰ دسمبر کو ہسپتال کی طرف رجوع کی۔ اُنہو نے دیکھ کر مجھے یقین دلایا کہ کچھ خوف نہیں ہے۔ اُنکی تشخیص یہ تھی کہ پرنس کی اس علالت کی فوٹ فوئیور (خفیف تپ) پر نہیں آئے گی۔ شام کو پرنس کو افاقہ بھی ہو گیا تھا اس لیے کسی اور طبیب کے شریک کرنے کی تجویز ملتوی رہی ۵

دوسری رات بھی بے خوابی اور بے چینی میں گزری۔ صبح کے بجے سے آٹھ بجے تک اُن کو نیند آگئی جس سے جھکو اُس بندھی اور میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ مگر نیکے مُنہ کا ذائقہ خراب ہی رہا وہ کچھ کھاتے نہ تھے مشکل سے کچھ شوربہ ہلکی روٹی کے ساتھ کھا لیتے تھے۔ جب میں دیکھتی تھی کہ میرے پشت پناہ کی کرب کی یہ حالت ہو کہ وہ مشکل سے مسکراتا ہے تو خوف کے مارے میرے ہوش و حواس اُٹھاتے تھے۔ اُنکے مرض میں افاقہ ہوئی میری جان گھل جاتی تھی مگر نیکے جینے سے مجھے بالکل مایوسی نہ ہوتی تھی ۶

پرنس اپنے سونیکے کمرے میں تھے اُنکو یہ پسند تھا کہ میرے روبرو کچھ پڑھا جایا کرے مگر کوئی کتاب پڑھنے کے لیے مناسب حال نہ تھی جو کتاب میں اُنکے سامنے پڑھی جاتی وہ اُنکو پسند نہ آتیں۔ آخر کو یہ بات قرار پائی کہ کل کوئی ڈاکٹر سکوٹ کی پڑھی جائے ۷

۸۔ دسمبر کو ساری رات بے قراری میں گزار کر صبح کو وہ آٹھ بجے اُٹھے۔ کچھ نیند کے چٹوٹ کے آنے سے آرام ملا۔ جب میں حاضر ہو گیا کہ اُنکے کمرے میں گئی تو اُنکو دیکھا کہ وہ نہایت افسردگی اور سنج و تکلیف میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہ چار کا صرف آٹھواں چھپ پی سکتے ہیں پہرہ اپنے بیٹھنے

کے کمرے میں آئے۔ مین نے اُنکو نہایت افسردہ حال میں چھوڑا۔ میرا حال بھی اُنکو اس تکلیف
میں دیکھ کر غیر ہو گیا۔ دل کے ٹکڑے ہونے لگے۔ ایلا مین اُنکے پاس بیٹھی پڑھتی تھی۔ جس طرح
رات کو کیسل میں ہے۔ اور میری تسلی و تسنی کرتے رہے کہ پرس کو وہ بخار نہیں ہے کہ جس کا ہم
خوف کریں۔ مین کچھ تھوڑی دیر پیدل پھر کر و آئی تو پرس کو ایسی کرب بے چینی میں دیکھا کہ اُنکی
صورت پر مزدنی چھائی ہوئی ہے۔ گونچ میں کچھ حالت سنبھل جاتی تھی۔ اس خوف ورجا میں میرا
دماغ ضعیف ہوا جاتا تھا۔ جان بلی جاتی تھی۔ جب اُنکو کچھ افتادہ ہوتا تو میری جان میں جان
آتی۔ مین اُنکے دل بھلانے کی باتیں کرتی۔ مگر اُن کا تفسیر حال میری دل شکنی کرنا تھا اُنکا ضعف
بڑھتا جاتا تھا۔ مین پرس کو ہیلر دیکھ کر اپنی سلطنت کو مٹی سمجھتی اور اپنے تئیں ملکہ نہ جانتی بلکہ ایک
عورت گرہان لرزان عبث دعا گو یان سمجھتی ۛ

پرس اپنے سونے کے کمرے میں لیٹے ہوئے تھے۔ اور ایلا مین اُنکے سامنے ایک کتاب پڑھتی
تھی کہ وہ سانس توڑنے لگے۔ جسکو دیکھ کر ہم نہایت مایوس ہوئے۔ ہم نے ڈاکٹر جین نیر کو بلا دیا۔ اُنہوں
اُنکو کچھ دوا دی۔ پھر ڈاکٹر برون آئے۔ اُنہوں نے ہماری تسلی و تسنی کی۔ کچھ خوف نہیں بتلایا۔ ڈاکٹر
جین نیر نے کہا کہ پرس کو کچھ کھانا چاہیے۔ اور پرس کے پاس بھی جا کر اُنہوں نے کہا کہ اگر آپ
اپنے تئیں ہو کار کہیں گے تو مرض کو طوالت ہوگی اور اچھا نہ ہوگا ۛ

خبر آئی کہ ۱۵ نومبر کو کلکتہ میں لیڈی کیننگٹن وفات پائی جس سے پرس کو اور مجھ کو
حدائقے پہنچا ہوا۔ اس رات کو ڈاکٹر جین نیر مریض کے پاس ہے۔ ۵۔ دسمبر کو صبح کے آٹھ بجے
مین نے دیکھا کہ پرس اپنے بیٹھنے کے کمرے میں سوئے پڑھے ہوئے ہیں۔ مجھ کو دیکھ کر وہ مسکرائے
نہ اُنہوں نے میری طرف کچھ التفات کیا۔ مگر اپنی بیماری کی شکایت کی اور پوچھا کہ یہ بیماری میرا
حال کیا کرے گی؟ اور میری یہی حالت کب تک بیگی؟ اُنکی صورت ایسی بدل گئی تھی کہ وہ پرس
البرٹ نہیں پہچانے جاتے تھے۔ اُنکے پاس سے مین چلی گئی کہ وہ اپنا لباس پہنیں۔ اگرچہ اُنکو
سے مین نے سنا کہ اب پرس کی حالت پہلے کی نسبت اچھی ہے مگر میرا دل فکر کے مارے
اڑا جاتا تھا۔ پرس کو تھوڑی دیر سہل گئی۔ مین نے اُنکے پاس دوپہر کے قریب گئی تو مین نے
دیکھا کہ وہ اپنے لباس پہننے کے کمرے میں سوئے پڑھے ہوئے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں یعنی

پہلے سے انکی حالت بہتر تھی۔ سر جیمس کلارک کی بی بی سخت علیل تھیں وہ اس سببے پرس کے پاس حُرقت نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ آئے تو انکی تشخیص میں مرض میں افادہ معلوم ہوتا تھا۔ ان کو پرس نے کچھ غذا بھی کھائی اور منہ کا ذائقہ بھی ٹھیک تھا۔ دو دنوں تنفس زبان پہلے سے بہتر تھی وہ یہ پسند کرتے تھے کہ کوئی انکے سامنے پڑھے سوایلاٹس پڑھتی تھی۔

شام کو ڈاکٹر دن نے اطلاع دی کہ یقینی پرس پہلے کی نسبت اچھے ہیں۔ میں جب بنی سی بھی بیٹرائس کو انکے پاس لیکر گئی تو انہوں نے انکی بی بی۔ میں نے اپنے محبوب عزیز البرٹ کو دیکھا کہ انکی شکل صورت بالکل پہلی ہی سی ہو بیٹی نے جب فرانسیسی شعر پڑھے تو وہ اپنی ہنسنے لگیں پھر اس سے فرانسیسی شعر پڑھوائے تو انہوں نے اسکا تناسا ماتھ اپنے ماتھے میں تھوپی دیر کے لیے پکڑ لیا۔ وہ انکو کھڑی دیکھا۔ پھر جلدی سے انکو غنودگی لگئی۔ دن میں انکی طبیعت ایسی اچھی ہو گئی تھی کہ میں انکے پاس سے چلی آئی۔ انکو جگایا نہیں۔ جب میں ڈنر کھا کے انکے پاس پھر گئی تو انکے سوینکے کمرے میں کتاب پڑھی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر اس فکر میں تھے کہ وہ کپڑے اتار کر سونے جائیں مگر وہ یہ نہیں چاہتے تھے۔ جب ڈاکٹر صبح نہ اٹھ سکے گئے تو وہ اپنے کپڑے پہننے کے کمرے میں پیدل گئے۔ امیرہ کیکر لیٹ گئی کہ آج رات نیند خوب آئے گی۔ مگر انکی یہ امید پوری نہیں ہوئی۔ کچھ نیند آئی مگر بار بار جاگے۔ رات میں اپنے کمرے کو دو تین دفعہ بدلا۔

۴۔ سمبر کو میں نے انکو اپنے بیٹھنے کے کمرے میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ کہ وہ بہت نقیمہ و ضمیمہ معلوم ہوتے ہیں۔ کچھ اچھے نہیں سمجھتے۔ وہ شکایت کر رہے ہیں کہ میری حالت کچھ بہتر نہیں ہوئی میں نہیں جانتا کہ کس سببے بیمار ہوا ہوں میں نے انکے کھاکہ آپنے کام بکثرت کیا۔ اسکی تکان سے بیمار ہوئے ہیں تو انہوں نے کھاکہ مان کام بہت ہے آپ اپنے وزرار سے کیئے۔ پھر انہوں نے یہ کہا کہ میں لیٹا ہوا تھا کہ میں نے اُن پرندوں کی آواز سنی۔ جن کو میں روز ناؤ میں اپنے بچنے میں سنا کرتا تھا۔ یہ بیلان انکا سر میرا کچھ اٹ گیا۔ جب ڈاکٹر اندر آئے تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے پرس کا حال بدتر پایا۔ اور بخار زیادہ بتلایا۔ میں اپنے کمرے میں چلی گئی مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میرا دل پارہ پارہ ہو جائیگا۔ میں جب انکے پاس تھی تو انہوں نے ایک چار کی پیالی پی انکو اچھو بہت آتے تھے۔ اب یقینی بیماری کا حال کھل گیا تھا کہ وہ کیا ہے اور طبیعوں نے بغیر کسی

منالطہ کے کہہ دیا کہ انکو لوفیور (ہلکا بخارتپنق کا) ہے۔ ڈاکٹر جین ٹیر نے بڑی مہربانی کر کے صاف طور سے کہہ دیا کہ ہم سب کو مریض کی حالت دیکھ کر یہ گمان تھا کہ بخار ہے مگر اسکا فیصلہ آج صبح تک نہیں کر سکے کہ اسکا کیا علاج کرنا چاہیے۔ اس بخار کی ایک میعاد ہوتی ہے جس روز پر چڑھتا ہے اسکے ایک مہینے کے بعد جاتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ پرس کے بخار کی ابتداء تبلیخ نومبر سے ہوئی ہے۔ جس میں سنڈھرسٹ گئے تھے۔ مگر ابھی بخار کے آثار ایسے بڑے نہیں ہیں کہ جسے خوف ہو۔ جب تک بخار نہیں جائے گا وہ اچھے نہیں ہوں گے۔ ڈاکٹر مجھ سے ایسی باتیں کہتا تھا جس سے میری دلچسپی ہوتی۔ البرٹ کو خود نہیں معلوم تھا کہ میں کیا بیمار ہوں۔ وہ بخار کے آنے سے بہت ڈرتے تھے۔ مائے میں اسوقت کیا بڑے امتحان میں پکڑی گئی ہوں کہ میں اپنے مادی سے اپنے پشت پناہ و مکہ گاہ سے غرض سب چیزوں سے اتنی مدت سے محروم ہوں مجھے یاد تھا کہ بہت آدمیوں کو بخار آیا ہے اور وہ اچھے ہو گئے ہیں۔ اسی یاد سے میری تسلی ہوتی تھی ورنہ میرا دلچسپی جاتا۔ نیک نہاد ایلائیٹس بڑی عالی حوصلہ ذی ہمت تھی کہ میری تسلی و تسفی کرتی تھی میری کلارک کو پرس کی حالت سے پہلے دن انکی صحت کی بڑی امید تھی۔ مگر جب دوسرے دن انہوں نے ہلکا دیکھا کہ حالت متغیر ہو گئی ہر تو انکو بڑی مایوسی ہوئی۔ جہاں تک ہو سکتا تھا وہ میری ایسی خاطر جمبے کرتے رہے کہ میں بالکل مایوس نہ ہوا۔ اب پرس میری اعانت نہیں کر سکتا تھا۔ ایسے کہ اپنے فرائض کے کاموں کے کرنے کا بڑا بار آن پڑا تھا۔ انکا بہت سادقت صرف ہوتا تھا۔ دسمبر کو ملکہ معظمہ نے کہا کہ میں ہونا کہ خراب میں رہتی ہوں۔ دن کے آخر میں میرا فرشتہ تو بچھونے میں لیٹا ہوتا ہے اور میں اسکے پاس بیٹھی ہوتی ہوں۔ جب مجھے اپنے افکار اور تشویشوں کے دنوں کا خیال آتا ہے تو میری آنکھوں سے آنسوؤں کا پندہ برس جاتا ہے اگرچہ ہماری ساری تدبیریں علاج کی بالکل بے کار ہیں کوئی کارگر نہ ہوتی (مرض بڑھتا گیا ہوں جو ن دو اکی) مگر مجھے یہ خیال نہ تھا کہ خدا انکو آستہ پرس مر جائیگے۔ میں جانتی تھی۔ اگر مرض بڑھنے سے واقعہ ناگزیر پیش آیا تو جیسا میرے گھر کا نقصان ہوگا۔ ایسا ہی پبلک کا نقصان ہوگا۔ جب ستمبر میں اور ڈاکٹر جین ٹیر سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس مسئلہ کا سبب کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ تمہارا مدت تک مشکل کاموں کا کثرت سے کرنا۔

جبرائیل کو پرس سونگیا تو اُسکی نبض اچھی تھی۔ مین نے اپنے پیچھے پلے کے ماتھے اور ماتھے کو چومے۔ ڈاکٹر جین نیر اور پرس کا ملازم کوہ لین انکے پاس بیٹھے تھے۔ چھپرہ سخت مصیبت سی کہ مین پرس سے جدا رہوں اور اور لوگ انکے پاس بیٹھیں گو وہ وفادار اور خبر گیری انکے کی دین نہوں دوسرے دن ۸۔ دسمبر کو ڈاکٹر ون کے نزدیک پرس اچھا ہوتا جاتا تھا۔ دن بڑا کھانا ہوا جب مین پرس کے پاس گئی تو انہوں نے اپنی بڑی آرزو یہ ظاہر کی کہ مجھے بڑے کمرون مین لیچلو انکے کمرہ کے پاس کے کمرے خالی تھے انکو وہاں لے گئے۔ انکی آرزو پوری ہوئی جب مین حاضری کھا کے انکے پاس پہر آئی۔ تو وہ نیلے کمرے مین لیٹے ہوئے تھے۔ اور بہت خوش تھے۔ سوچ خوب چکنا تھا۔ کمرہ وسیع اور خوشنما تھا انہوں نے کہا کہ یہ کمرہ کیسا خوش وضع ہو جب بیابان ہو تھے۔ یہ اول ہی دفعہ تھی کہ انہوں نے ندی زمزمہ سرانی کی فرمائش کی کہ مجھے فاصلہ پر کوئی راگ میری پسند کا گایا جائے۔ ہم نے متصل کے کمرے مین پائی او نور کھا اور ایلا لائن نے ایک ترنم جو انکی جوانی کی تصنیفات سے تھا۔ گایا جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک مقام ہے جہاں اندوہ اور گناہ دونوں سے بچکر آرام فضا ہے۔ ایک زمین ہے جس مین کامل راحت و عافیت ہو۔ صبر ساتھ نظام کر نیسے ایک نورانی دن آتا ہے۔ جس مین کل ہی محنت و دکھ دور ہو جاتے ہن۔ یہ مناجات بھی گائی گئی کہ خدا ہمارا حصہ صمدین ہو۔ وہ ان راگوں کو سنتے رہے۔ اور اوپر کی طرف دیکھتے رہے اس دیکھنے کی عجب شیرین آواز اور طرز تھی۔ آنکھوں مین آنسو بہ رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ کرو اتنا ہی کافی ہے۔ اس دن انور تھا چارلس کنگس لی نے وعظ کیا مگر مجھے وہ کچھ سنائی نہیں دیا پرس کی طبیعت مضطرب و مضطرب ہو نیسے بالکل نا آشنا تھی مگر یہ بیماری ایسی غضب کی تھی کہ انکے دل کو ہر پاتی تھی اور بے قرار رکھتی تھی ۴

جب مین ڈرنکے بعد انکے پاس آئی تو وہ مجھے دیکھ کر ایسے خوش ہو کہ میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور مسکرانے اور ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میری پیاری لافلی بانی میری گران ہما محبوبہ اس شام کو جو انہوں نے میرے چہرے پر دست شفقت پھیرا اور میری دستگیری کی اس نے میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ مین انکی نہایت ممنون ہوئی ۴

پرس کی علامات ایسی بڑھ گئی تھی کہ وہ زیادہ دفن تک پہنچ سکتی تھی۔ دسمبر کو

اکثر مہمان بلائے گئے تھے مگر پھر وہ پرنس کی علالت کے سبب منع کیئے گئے اور ۹ تاریخ پھر خزانہ میں چھپ گیا کہ پرنس کو بخار کی شدت ہو گئی ہو اور ایسی بیماری اٹکو ہو گئی ہو کہ غالباً مدت تک رہیگی لارڈ پارمرسٹون بھی وہی مقال کے مارے بستر پر پڑے تھے وہ پرنس کے سکرٹری سر چارلس فیس سے خط و کتابت رکھتے تھے اور ایسے متفکر تھے کہ انہوں نے بڑا اتفاقاً کیا کہ اور زیادہ اطباء سے معالجہ میں مشورہ لیا جائے۔ یہ بات فقط ملکہ معظمہ ہی خاطر سے نہ تھی بلکہ پبلک کی آند و ن کے پورا کرنے کے واسطے اسی طرح لارڈ بیان ریل۔ سر جارج کورن وال لوئس اور دوستوں نے جو پرنس کی علالت سے وقت گزرتے تھے کہ وہ کس قسم کی ہے وہ سب ڈیوک نیو کیسل کی طرح کہتے تھے کہ پرنس کا جینا قوم کے لیے نہایت بکار آمد اور مفید ہے جس کے سبب ہم سب کے محتاج ہیں۔ جنرل کلاک اور ڈاکٹر جیمز نیوٹن تو تھے کہ ملکہ اور پبلک دونوں کے روبرو جواب دہی کرنا ہمارے ذمے ہو۔ مگر معالجہ میں اپنے کسی ہم پیشہ لائق فائق طبیب کے شریک کرنے کو ضرور نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے مجبور ہو کر ڈاکٹر وریٹسن اور سر ہنری ہولنڈ کو اپنے ساتھ شریک کر نیکے لیے انتخاب کیا اور یہ انتظام کیا کہ ڈاکٹر وریٹسن پرنس کو ۹ تاریخ دیکھیں۔ پرنس نے میری تشفی خاطر کے لیے اسکو منظور کر لیا۔ جب ڈاکٹر دیکھنے آئے تو پرنس نے مجھ سے کہا کہ اب بالکل ٹھیک حکیم حاذق ہاتھ آیا ہے۔ پرنس کو ہڈیاں پھو لگا تھا۔ ڈاکٹر وریٹسن ملکہ معظمہ کو یقین لادیا کہ گودیاں سے بڑی تکلیف ہوتی ہو۔ مگر وہ کوئی بڑی علالت نہیں ہی پرنس مجھے ایسی غایت کرتا تھا کہ اس حال میں ہی اپنے زرد ہونٹوں سے وہ مجھے نیک چھوٹی لاٹلی بالی کتا تھا۔ اٹکو یہ پسند تھا کہ میں اُنکا پیارا ہاتھ تھا مون۔ اے یہ کیسا وقت مجھے آفت اور مصیبت کا آگیا۔ خدا ہی اس حال میں میرا رمد و دگر ہے۔ ڈاکٹر مطمئن تھے۔ لارڈ پارمرسٹون اس خبر کے سننے سے خوش ہوئے کہ ڈاکٹر وریٹسن پرنس کے علاج کے لیے بلائے گئے ہیں مگر وہ اسکو بھی کافی نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے پرنس کے سکرٹری کو لکھا کہ ڈاکٹر وریٹسن کو چاہیے کہ وہ لارڈ پارمرسٹون کو بھی پرنس کے علاج میں شریک کر لیں اور وزراء کو جب پرنس کی علالت کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے پرنس کے سکرٹری کو نہایت متروک ہو کر یہی لکھا کہ لارڈ پارمرسٹون بھی علاج میں شریک کیے جائیں۔ اگر ان وزراء کی خط و کتابت کو پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ وہ پرنس کے ساتھ کیسی محبت دلی رکھتے تھے اور انکو ملک کی جان جانتے تھے۔

۱۰۔ دسمبر کو یہ نوٹ لکھا گیا کہ پرنس کی حالت ایسی ہے کہ اُنکے سینے کی امید زیادہ ہے رات کو وہ خاصی طرح آرام سے سو رہا تھا مگر اتنا نہیں ہوتا تھا جتنا خیال کیا گیا تھا کہ وہ ہوگا۔ اسکی عمر معلوم ہوئی کہ پرنس کا مکان بلا جائے اُنکے سو فہ کے پیوں کو چلا کر پاس کے کمرے میں لگئے جب وہ دروازے کے اندر جانے لگے تو وہ ایک خوبصورت چینی تصویر جو انہوں نے مجھے تین برس پہلے کر دی تھی اُنکی نگاہ کی رو بہ آئی تو انہوں نے کہا کہ شہر جاؤ اسے مجھے دیکھنے دو ہمیشہ سے اُن کی طبیعت حسانت پسند تھی۔ جب میں تھوڑے دیر سے کہ بعد پرنس کے پاس آئی تو وہ اپنے خطوں کے کمرے کے لیے تروتروٹھے تھے۔ ڈاکٹر مین نے مجھے کہا کہ جیسے کہ آپ اپنے خطوط کو لکھنا آج بھی اُنکو کھوکھلا دیا ہے۔ مگر پرنس نے خطوں کے کمرے کی اجازت نہیں دی وہ جانتے تھے کہ خطوں میں بڑی خبریں ہونگی یہ خط الفرد اور لیو پوڈ کے تھے، مگر میں نے اُنکی تسکین خاطر کر کے خط کو کھوکھلا دیا۔ مین پنج کھا کے اُنکے پاس پھر گئی تو انہوں نے ایک کتاب پڑھنے کی فرمائش کی۔ مین چار بجے ۲۰ منٹ تک اُن کے پاس ٹھہری۔ ڈاکٹر مین کو اُن کا حال دیکھ کر بڑی غشی ہوئی شام کو ڈاکٹر وٹسن آئے وہ اُنکے افاقہ مرض کو دیکھ کر متعجب ہوئے۔ ڈاکٹر مین نے جانا کہ ان چوبیس گھنٹوں میں یقینی اُنکو بڑا فائدہ ہوا ہے مگر میرے پیارے پیا البرٹ کو گہرا بٹ بڑی تھی اور سب طرح غیرت تھی جب میں اُن سے گڈنائٹ کہنے گئی تو انہوں نے شفقت اور محبت سے میرے چہرے پر ہاتھ پیرا اور اُنکے بوسے لیے۔

۱۱۔ دسمبر کی رات بھی اچھی بسر ہوئی۔ مین نے خدا تعالیٰ کا بڑا شکر ادا کیا۔ مین آٹھ بجے گئی۔ مین نے دیکھا وہ بیٹھے ہوئے بیف کی ٹی پی رہے ہیں۔ مین نے اُنکو سہارا دیا انہوں نے اپنا سر میرے کندھے پر رکھا اور تھوڑی دیر رکھ کر کہہ کہ مجھے اس سے بڑا آرام آتا ہے۔ میرے پیارے چیتے نے مجھ کو کیا۔ اُن کا چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت تھا مگر دُبا ہو گیا تھا جب میں اُنکو بچھونے پر سے سوئے میں نے گئی تو پھر اسی خوبصورت تصویر کو دیکھنے لگے اور کہا کہ اس تصویر نے میرا نصف دن غم غلط کیا۔

جب تھوڑی دیر بعد میں اُنکے پاس پھر گئی تو وہ سو فرپڑے ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ

روحانی خیالات میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہ نہ بھی بحیثیت مجموعی طبیب انسان سے بسر ہوا، ان کے
 تینوں طبیبوں نے یہ خیال کیا کہ مرض کے آثار بڑے نہیں ہیں گراں خون نے یہ مصلحت جاننا کہ ستر
 ہنری ہولمندر کو بھی علاج میں شریک کر لیں۔ اس ڈاکٹر نے بھی پرس کو اس طرح دیکھا۔ ان کو سب
 کی تشخیص کرنے کا نتیجہ یہ تھا کہ اس کے نزدیک پہلے پر یہ ظاہر کرنا ضرور تھا کہ پرس سخت علیل ہو گا ان کے
 مرنے کا خوف نہیں ہے۔ شام کو پرس کا سانس اکھڑا جس سے بچھڑی لپٹیں نے دن کا بہت حصہ
 پرس کے پاس گزارا اس وقت پرس کو یہ ناگوار تھا کہ میں تھوڑی دیر کے لیے بھی اسے جدا ہوں خواہ
 مجھے دوسری جگہ جانے کی کیسی ہی ضرورت ہو۔ کبھی کبھی میں ان کے سامنے دعائیں پڑھتی تھی +
 دوسرے دن ۱۲۔ دسمبر کو بخار زیادہ چڑھا اور سو تنفس شروع ہوا۔ جتنا دن بڑھتا
 گیا اتنا وہ زیادہ ہوتا گیا۔ گہرا سہٹ اور بے قراری بلا کی تھی کبھی کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دل اٹھانے
 قابو میں کم ہے۔ دل اکثر اوقات اسی حرکت کرتا تھا جیسا کہ ہمیشہ۔ شام کو پرس نے شاید نہایت
 محسوس کیا کہ آپ اس خط و کتابت کو تو نہیں ہول گئیں جلی مورس ہوئی ہو؟ یہ خط و کتابت وہ
 تھی کہ جس میں یہ ذکر تھا کہ دو فرانسیسی شہزادے کوٹ پیرس اور ڈیوک چارٹر میں امریکہ کی سپاہ
 میں اس حال میں نوکر نہ ہیں کہ امریکہ کی لڑائی انگلینڈ سے شروع ہو جتنے دن زیادہ گزرتے گئے
 لارڈ پامرسٹون کے اندیشے زیادہ ہونے لگے۔ وہ پرس کی علالت کی خبر منگاتے رہتے تھے
 ۱۲۔ کو پرس کے سکرٹری نے انکو تین خط لکھے جن میں اول دو خط امید دلانے والے تھے مگر تیسرے
 خط میں لکھا تھا کہ ایسے علامات ردی ظاہر ہونے لگے ہیں کہ یا بوسی نظر آتی ہے اس تیسرے خط کو
 دیکھ کر لارڈ صاحب کے ہوش اڑے کہ صحت کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی +

دوسرے دن ۱۳۔ دسمبر روز جمعہ سانس بہت اکھڑ گیا۔ ڈاکٹر جین نے مجھے بتایا
 کہ یہ علامت مہلک ہے۔ پھیپھڑوں کے اند خون جم جانے کا اندیشہ ہے اس ردی حالت کی اطلاع
 سارے خاندان شاہی کو دی گئی چاہئے۔ جب معمول کے موافق سو فرے کے پیوں کو چلا کر ایک کمرہ
 سے دوسرے کمرے میں لیکے تو پرس نے روشنی کی طرف پیٹھ پلٹ کر اس تصویر کو بھی نہیں دیکھا
 جس کو پہلے دو دن دیکھا تھا۔ وہ دست بستہ دروازہ میں سے آسمان کو دیکھتے۔ جب میں وہاں
 کو پہیل پہننے کے بعد آئی تو میں نے دیکھا کہ وفاتہ انکی حالت نزع کی ہو گئی۔ مگر شام کو پھر نہیں

نے سنبھالا لیا۔ نبض میں ترقی ہوئی۔ پر وہ اپنی شکل میں آگئے۔ مجھ بے آس کو آس بندھی۔ رات کو میرے پاس ہر ساعت خوشخبریاں آتی رہیں۔

شنبہ ۱۴۔ دسمبر۔ مشربرون ونڈسیر میں رہتے تھے۔ اور وہ ۱۳۳۸ء میں خاندانی ہی کے طبیقی تھے۔ اور پرنس کی طبیعت اور مزاج سے واقف تھے۔ انہوں نے صبح کے چھ بجے پرنس کو بچہ کہا کہ پرنس کی حالت بہتر ہے۔ اب موت کا وقت ٹل گیا۔ میں سات بجے جیسی ہمیشہ لگے پاس تھی گئی۔ اب صبح روشن تھی۔ سورج نکل رہا تھا۔ اور بہت چمکے رہا تھا۔ کمرے میں رات کی ادا سی رہی تھی شمعیں اب جل کر بجھ گئی تھیں۔ ڈاکٹر متفکر بیٹھے تھے۔ میں اندر گئی۔ میں اس بات کو کہی نہیں ہو لوں گی کہ میرا پیارا پیسا کیسا حسین معلوم ہوتا تھا۔ وہ لیٹا ہوا تھا اسکا چہرہ دھوپ میں چمک رہا تھا۔ اسکی آنکھیں خوب چمک رہی تھیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ عالم غیب کو دیکھ رہے ہیں پرنس کو میری کچھ خبر نہیں ہوئی۔ شہزادی ایلایس نے کل شام کو تار ہیگر شہزادہ ویز کو کیونج سے بلایا تھا۔ وہ رات کو تین بجے آگیا تھا۔ وہ آتے ہی ہماری ہوٹلنڈ سے ملا۔ انہوں نے اسکو سارا باپ کا حال سنایا۔ جب پرنس کے پاس میں بجے آئی تو میں نے بیٹے کو باپ کے ہاتھ دیکھا۔ دونوں ڈاکٹر میری تشفی خاطر کرتے تھے۔ پرنس نے سنبھالا لیا تھا۔ خوف ورجا میں قوت گزر رہا تھا۔ سب کو فکر و اندیشہ تھا۔ آج دن خوب کھلا ہوا روشن تھا۔ میں نے پوچھا کہ میں ہاں میں کوئی سانس لینے کے لئے باہر جا سکتی ہوں؟ تو ڈاکٹروں نے کہا کہ ہاں آپ بہت قریب سے اور پادگنٹھ میں واپس آئیے۔ میں بارہ بجے ایلایس کو مجراہ لیکر باہر گئی۔ فاصلہ پر ایک بینڈ بچ رہا تھا۔ اسے سن کر میں رو بنے لگی اور فوراً اٹھی چلی آئی۔ ڈاکٹر ویٹ سن کمرہ میں تھا۔ میں اسے پوچھا کہ البرٹ کی حالت کیا بہتر نہیں ہوئی؟ اس میں کچھ قوت آگئی ہے؟ اسکو کچھ خبر ہے؟ اسنے کہا کہ ہم سب کو ڈر لگ رہا ہو گرم یا یوس نہیں میں ڈاکٹر نہیں چاہتے تھے کہ البرٹ بیٹھ کر غذا کھائے۔ انکے نزدیک اسطرح کھانے اسکی قوت زائل ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ نبض بدستور ہے۔ اس میں کچھ خیر لابی نہیں آئی۔ ہر گنٹھ ہر منٹ میں کچھ فائدہ ہوتا جاتا ہے۔ جس میں کلارک کو انکی زیست کی بڑی امید تھی۔ انہوں نے پرنس سے بھی بدتر مریضوں کو اچھے ہو کر دیکھا تھا۔ مگر اس بیٹھ بکھڑا ہوا تھا۔ وہ بہت جلد جلد چلتا تھا۔ انکے ہاتھوں اور چہرے پر مردنی کا رنگ گیا تھا

جسکو میں اچھا نہ جانتی تھی اسیکو دیکھ کر میرا دل دہلا جاتا ہے اُسکو میں نے ڈاکٹر جین نیر سے بیان
 کیا۔ ڈاکٹر کو اُسکی خبر نہ تھی۔ پرنس اپنے ماتھون کو بند کرتے تھے۔ اور اپنے بالوں کو سنوارتے تھے
 اُنکی یہ عادت کپڑے پہننے کے وقت تھی یہ بُرے اثر تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی دور دراز سفر کی
 تیاری کر رہے ہیں۔ مہری اسوقت کی مصیبت کا حافی نہ پوچھو وہ بڑی سخت تھی۔ میں پرنس کو
 کوچھوڑ کر دوسرے کمرے میں گئی۔ ڈاکٹر مجھے تشفی دیتے تھے مگر میں تو تمام روی آثار دیکھ چکی تھی
 وہ مجھے نابینا نہیں بنا سکتے تھے کہ میں یہ نہ دیکھتی کہ یہ بیش بہا جان جو ب جانوں سے زیادہ
 قیمت رکھتی ہے۔ فنا ذائل ہوئی جاتی ہے۔ میں ساڑھے پانچ بجے کے قریب اندر گئی۔ اونچوں نے
 بستر پاس بیٹھی وہ کمرے کے وسط میں آگئے تھے۔ پرنس نے مجھے لاٹولی جیسی بی بی کہا اور میرا ہاتھ
 لیا۔ اور ایک آہ سرد کہیں پھر اپنا سر بک کر کندھے پر رکھ دیا۔ یہ سرد آہ کہیں جی کچھ مرض کا تکلیف
 سبب سے نہ تھی بلکہ میری منہارت کے درد و رنج کی وجہ سے۔ مگر یہ اثر بھی نہ رہا۔ ہذیان شروع
 ہوا۔ اُنکو غودگی آجاتی تھی مگر وہ سب کو پہچانتے تھے۔ بعض اوقات اُنکا بولنا سمجھ میں نہیں آتا
 تھا۔ کبھی کبھی وہ فرانسیسی زبان بولتے تھے۔ اِلامائیں اندرائی نہ اور اُنسے اُنکے بوسے لیے
 اُنہوں نے اسکا ہاتھ اپنے ماتھ میں لے لیا۔ برٹی۔ ہلینا۔ لوئس۔ آر تھر۔ ایک دوسرے کے
 بعد اندر آئے اور باپ کا اپنے ماتھ میں لے لیا۔ اور آر تھر نے اُنکو بوسہ لیا۔ مگر وہ اسی بیہوشی
 میں تھے کہ سیکو اُنہوں نے پہچانا نہیں۔ پھر اُنہوں نے اپنے پیارے مین کو لے اور سر چائس
 فیس کو بلایا۔ وہ اندر آیا اور اُنسے اُنکا ماتھ چوما۔ پھر اُنکی پیاری آنکھیں بند ہو گئیں جنرل گروے
 اور صراط مس ٹلف آئے اور دست بوسی کی وہ غم کے مارے پچھاڑے کھانے لگے۔ یہ بڑا
 ہولناک وقت تھا۔ میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ میں اپنے خست یار میں تھی۔ بالکل خاموش تھی
 پرنس کے بستر کی ایک طرف بیٹھی تھی۔ اُنکی حالت ایک صورت پر تھی نہ کچھ بہتر نہ بدتر۔ یہ ضرورت
 معلوم ہوئی کہ پرنس کا بستر بدلنا چاہیئے۔ اُنہیں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ بستر پر سے اٹھ کر خود
 بیٹھتے مگر وہ چاہتے تھے کہ اپنی طاقت سے اکیلا دوسرے بستر پر جلا جاؤں مگر وہ نہ جاسکے بلکہ
 قدیم بولہ لین اور ایک اور خدمتگار کی مدد سے دوسرے بستر پر وہ گئے۔ اُنکی قوت باضمہ سلا
 تھی۔ میں نے ڈاکٹر جین نیر سے کہا کہ یہ علامت یقینی اچھی ہے تو ڈاکٹر نے کہا کہ جس طرح

سانس لیا جا رہا ہے۔ اُسکے ساتھ اس علامت سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر دن نے کہا کہ جب تک پھیپھڑوں میں ہوا باخراطر گزر رہی ہے امید رست باقی ہے۔

میں تھوڑی دیر کے لیے پاس لے کرے میں چلی گئی تھی کہ پرس کا سانس اور زیادہ اُکھڑا
اسکے میں سنکر پھر بیمار کے کمرے میں چلی آئی۔ میں نے دیکھا کہ پرس پسینے میں نہا رہا ہے جبکہ
ڈاکٹر دن نے کہا کہ یہ علاج خود طبیعت نے بخدا اُتار دیا ہے۔ میں نے جھک کر پرس کے
کان میں کہا کہ میں آپ کی لاڈلی بی بی ہوں۔ انہوں نے سر جھکایا اور میرا بوسہ لیا۔ اُس وقت وہ
نیچ غودگی میں تھے بالکل خاموش تھے اور یہ چاہتے تھے کہ لوگ مجھے بالکل چپ چاپ لیٹے
رہنے دیں اور کوئی مجھے پھیپھڑے نہیں۔ یہ عادت انکی ہمیشہ تھکے اور بیمار ہونے کی حالت میں بھی
جب شام آگے بڑھی تو میں متصل کے کمرے میں رونے کے لیے چلی گئی۔ مجھے کچھ گئے ہوئے
دیر نہیں ہوئی تھی کہ پرس کی حالت میں ایک تغیر عظیم ہوا۔ سہرے سے ایلائیس سے کہا کہ مجھے
وہ جلد بلائے اسکی ضرورت صاف ظاہر ہے۔ جب میں آئی تو اُنکا بایاں ہاتھ میں نے اپنے ہاتھ
میں لیا تو وہ بالکل ٹھنڈا تھا مگر سانس اچھی طرح چلتا تھا۔ پرس کی ایک طرف میں اور دوسری
طرف شہزادی ایلائیس اور بستر کی پائنتی کی طرف شہزادہ ویلز اور شہزادی ایلینا اور پائنتی سے
کچھ فاصلہ پر اور شہزادے اور شہزادیان اور امراء اور سہرے ملازمین گھٹنے ٹیک کر ٹے تھو بستر
مرگ کے گرد وہ کہرام تھا کہ کمتر ایسا ہوا کرتا ہے۔ وہ ضیا بہت جلد بجھ گئی جس نے دنیا کو سعادت
برکت کی روشنی سے روشن کیا تھا۔ جسکے ماتم گریوالمون کو کل تک امید تھی کہ وہ مدت تک اپنی
خیر و برکت سے مستفید کرے گا۔ انکی ذات والا صفات میں وہ اوصاف تھے جو شوہر پر
دوست۔ آقا میں ہونے چاہئیں۔ ایسی سب سے ڈیر لغز تھے وہ خود عالم خوشنشان کو روانہ ہو گئے
اب نہ اُنکا زندہ چہرہ نہ اُنکے دشمنانہ مشورے نہ اُنکے مردانہ خیالات نظر آئیں گے کیسل
کے گھٹنے نے تین کے بعد تین پاؤں بجائے تھے کہ وہ پیاری دلون کی محبوب شکل بالکل خاموش
ہوئی۔ اس حال میں اُنکے خط و خال اپنے حسانت کا کمال دکھا رہے تھے۔ اُنہوں نے دو یا تین دفعہ
لبے لبے سانس لیے کہ اُنکی بزرگ روح نے پرواز کی تاکہ دوسرے عالم میں جو نقاب کے اندر ہے
جا کر اپنا سانس لے۔ وہاں محنت زدوں اور مردانوں کے لیے بالکل آرام و راحت ہو۔ وہاں

عادل سیحون کی روح کی تکمیل ہوتی ہو۔

عمل شاہی کے ماتم نے ساری قلمرو کو ماتم میں بٹھایا۔ ہر گھر کو ماتم کدہ بنا دیا ہر درجہ آدمی اعلیٰ اودنے پر اس غم کا اثر تھا۔ کوئی عرقہ خیال بے ہر سر و دل ایسا نہوگا جیسا اس وقت کا اور ملکہ مظلمہ کی بیوگی کا غم نہ ہوا ہوگا۔ سب نے یہ دیکھا تھا کہ پرنس ملکہ مظلمہ کے ساتھ ہر حال میں محبت کرتا تھا۔ اور انکو ہدایت کرتا تھا جسے برسوں برابر راحت اور آرام پہنچ رہے تھے۔ اب وہ انکے پہلو سے دفعہ جدا ہو گیا۔ ایک ساعت میں انکی ساری قلمرو کو ایک صدمہ عظیم پہنچ گیا۔ عورت اور ملکہ ہونیکے سب سے دوسرا صدمہ پہنچا۔ انکے غمزدہ ہونیسے انکی ساری رعیت غمزدہ ہوئی اس غم میں صدمہ ہستین بہری ہوئی تھیں۔

جب اتوار کو شہر بشہر اس حادثہ جانکاہ کی خبر پہنچی ہے تو ملکہ مظلمہ کے لئے رعایا ایسی دعائیں مانگیں کہ کہی کسی بادشاہ کے لئے نہیں مانگیں۔ وہ نیک بلند آخر مصافحہ رات کو بالکل غروب ہو گیا۔ جسکی روشنی سے ملکہ مظلمہ کی سلطنت دو چہرہ منور ہو رہی تھی۔ بہت جلد اہل ملک نے یہ سبق سیکھ لیا کہ پرنس میں جو یہ نیک خصلت تھی کہ وہ اپنے فرائض کو بخود ادا کرتے تھے اور ملکہ مظلمہ پر اسکا اثر انکے ازدواج کے ساتھ شرف و ہوا تھا وہ انکے مرئیے بھی زندہ رہا کہ ملکہ مظلمہ نے اپنی ساری ہمت اس طرف صرف کی کہ وہ اپنے خاندان کی پشت پناہ اور اپنی رعیت کی تکیہ گاہ ہوں۔ بمقتضائے طبع انسانی جو آٹھویں میں آنسو بہاتے ہیں انکا تھما دینا تو زمانہ کے صحت اور اثر کے ماتم میں ہے۔ مگر بالفعل سب رعیت کو یہ مشق تھا کہ ملکہ مظلمہ کے دل بمرح کا علاج یہ کیجئے کہ انکو یہ معلوم ہو کہ میرے شوہر کی ان تمام لیاقتوں کی ہم سب قدر شناسی و توقیر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جان کو نبی آدم کی فیض رسانی اور ملک کی نفع بخشی کی خواہش میں قربان کیا جس میں انہوں نے رہنا اختیار کیا تھا۔ بہت برس نہیں گزرنے پائے کہ پرنس کے دوست اجاب کے دولوں میں جو رنج و الم کی آگ بھڑکی ہی تھی وہ بچنے کے قریب ہو گئی۔ یہ قاعدہ ہی ہے کہ سخت رنج پر بھی جب کچھ عرصہ گزر جاتا ہے تو وہ دور کا سبق معلوم ہوتا ہے (دور کے ڈھول سہاؤ) اب پرنس کا خیال لوگوں کے دولوں میں برون لے لگا کہ وہ نیکی کا بڑا مرد میدان تھا۔ وہ اپنی زندگی کے ان سالوں میں جن میں کاموں کا

اجرم ہوا بڑی جہاد ہیون سے خوب عمدہ برآ ہوا۔ اُس نے کام ایسی تباہی سے سرخجام کیے کہ جسے اسکا اپنا معصوم خیال غش ہوا اپنی زندگی کو اپنے لیے نہیں سمجھتا تھا۔ بلکہ اوروں کے کاموں کے لیے اسکو وقف کر دیا تھا۔ وہ کبھی ٹیک کاموں کے کرنے میں تکان کو نہیں مانتا تھا۔ اُس نے اپنے اوضاع و اطوار و گفتار و رفتار سے ثابت کر دیا کہ میں مذہب عیسائی کے بانی کا سچا پیرو ہوں اور اُس نے یہ قصد کیا کہ اپنی زندگانی سے سچے مسیحی ہونے کی توضیح کروں۔

جو لوگ محض اسکے اُن افعال کو اور اُس کے اُن رائے کے الہامات کو جو دنیا میں مشہور ہوئے جانتے ہیں اُن کے دل میں اُس کے ساتھ ایسی محبت ہو جیسی کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ اُس کے مرنے کا سوگ نہیں کرتے بلکہ اُس کے مرنے کو یہ جانتے ہیں کہ وہ اپنی پوری جوانی اور قوارعقلیہ کی سلامتی میں مرنے سے خوش ہیں۔ خدا کی طرف سے اُس کو یہ سعادت بکرت دی گئی تھی کہ اس میں یہ قابلیت تھی کہ وہ انسان کی بھلائی اور آزادی میں ساعی رہا۔ اور اپنے پیچھے بے داغ نیک نامی اور بے غیب نام آہری کا درخشاں چھوڑ گیا وہ مرا نہیں بلکہ زندگی کی نیند سے جاگا ہے۔ دنیا کی شب تاریک سے نکل کر بندہ پروازی کی ہے۔ نہ حد نبض عداوت تمت بازی و افترا پر وازی ہے آرامی جنکو انسان اپنی غلطی سے راحت کہتا ہے اُس کے پاس جاسکینگے نہ کچھ فرسائی کر سکیں گے۔

ملکہ معظمہ پر ہار باریہ تقاضا ہوتا تھا کہ وہ شوہر کی تجیز و تکفین سے پہلے وندسر سے چلی جائیں۔ اس تقاضے پر وہ زار و قطار روتی تھیں کہ میری رعیت میں سے کیسے کیسے صلح نہیں بتلائی جاتی کہ وہ اپنے گھر سے باہر چلا جائے اور اپنے مردہ کی لاش گھر میں چھوڑ جائے مجھے آپ صلاح کیوں دیتے ہیں۔ لیکن جب اُن کو یہ سمجھایا کہ یہاں آپ کے بچے بیمار ہو جاتے ہیں انکو بخار سے بچانیکے لیے آپ وندسر سے اوسدورن میں تشریف لیجا تین تو وہ ۱۸-۱۹ دسمبر کو شہر کو ایلائیس کو ہمراہ لیکر فروگ سور کے باغون میں تشریف لے گئیں۔ وہاں وہ شہزادہ ویلز اور شہزادہ لوئیس۔ سر چارلس فیس اور سر جیمس کلارک سے ملین۔ شہزادی ایلائیس کو خدانے عجیب عقل و دانش کے ساتھ عرصہ استقلال دیا تھا کہ وہ باپ کی علالت میں ہر وقت اُنکی تیمارداری کرنے کے لیے حاضر رہتیں۔ باپ کی اس بیماری کی حالت میں نہ کبھی اُنکی آواز اُٹھ کرانی نہ اُنکی آنکھوں میں

پرنس کو سوسرٹی کی تجیز و تکفین اور اس کے اوصاف

انہو آئے پرئس ملکہ معظمہ سے تو اپنا احوال سلیکے نہیں بیان کرتے تھے کہ وہ اُسکے سینے
متصل نہ ہونگی۔ معلوم نہیں کہ سنکر اُن کا کیا بُرا حال ہو مگر وہ اپنی بیٹی سے صاف صاف اپنا
حال بیان کرتے تھے۔ وہ اُنکی ساری باتیں سنتیں اور اپنی باتیں سناتیں اور جب دیکھتیں کہ
میری باتوں سے باپ کبھی بھگ گیا تو وہ چپ چاپ دروازہ سے باہر اپنے کمرے میں دوڑتی
ہوئی چلی جاتیں۔ اور پھر چپ چاپ واپس چلی آتیں۔ گو اُن کا چہرہ زرد ہو گیا تھا مگر وہ زبان سے
اُف نہ کرتیں۔ غرض اس خیر نے پدر کی بیماری میں تیمارداری ایسی کی جیسی کہ باپ کے مرنیکے بعد
کی غمخواری کی۔ ان دونوں کاموں میں اپنے خصال پسندیدہ اور رائے صائب کی وہ قدرت
دکھائی کہ اسکی جتنی تعریف کجائے وہ حق ہے۔ ملکہ معظمہ کو جو ذرا سے اور فقر شاہی سے کام چلے
تھے انکو وہ سرانجام کرتے تھے۔ اور اپنے استقلال اور بہت بلند سے وہ ملکہ معظمہ کو سہارا دیتے تھے
اور ہر بات میں اُنکی نگرانی اور ہمدردی کرتے تھے۔ ملکہ معظمہ اس بیٹی کے کندھے کے سہارے
سے فروگ سوئے کے سارے باخون میں پھرین اور شوہر کے واسطے وہ زمین تجویز کی جس میں
پرئس کا جسم فانی و فن ہوا۔ پھر بعد حسرت و افسوس اور سبورن میں تشریف لے گئیں۔ پیر کی
صبح کو ۲۳ دسمبر ۱۸۸۱ء کو پرئس کا جنازہ وڈسٹر کیل سے روانہ ہوا اور اس مدت کے لیے
کہ اُن کا مقبرہ فروگ سوئین تیار ہو سینٹ جارج کے گریل کے برج میں امانت رکھا گیا۔ انکا جنازہ
بڑی دھوم دھام و تزک و احتشام سے اٹھا۔ سپاہ اور امراء عظام اور وزرائے ذی احترام اور
سفرائے کرام اور عزیز رشتہ دار ہمراہ تھے۔

ملکہ معظمہ کو بائیس برس سہاگ بھاگین گزرتے تھے اب اُنکی بیوی کا زمانہ آیا۔
بیوہ ملکہ نہیں۔ وہ رد و کر بیان کرتی تھیں کہ مائے اب کوئی مجھے وکٹوریہ مخاطب کر کے باتیں
کرنے والا نہیں رہا۔ یہ بیوی کا لفظ کیسا اُنکے لیے دل شکن تھا۔ اُنکی تسلی کے لیے ایک شاعر نے
پڑھے جاسکتے ہیں کہ اسی عورت کے دلی تو شکستہ نہ بلکہ متصل ہو تو شکستہ نہ تو بادشاہ کا
دل ہر اس شاعر کی حسانت یا درکھ جو تیری بیل میں چمکتا تھا۔ جسکی روشنی کو تو نے اپنی روشنی
میں ملا کے ایک کر لیا تھا۔ اب وہ بتا رہا غروب ہو گیا۔ صرف تیرے تاج کی روشنی باقی رہ گئی ہے
اب وہ دکھائی نہیں دیتا مگر اُنکی محبت تیرے دل کو گیرے ہوئے ہے۔ بیٹوں کی محبت تیرے

محیط ہو رہی ہے تمام ہیٹون کی محبت تجھے تقویت دے رہی ہے۔ تیری ساری رعیت کی محبت تیری بڑی تشنی کو رہی ہے۔ یہ ساری باتیں جب تک تیرے لیے موجود ہیں کہ خدا کی محبت تجھے اکیلے پہلو میں پھر رکھے۔

پرنس ویلز اہل ماتم کا سرگروہ تھا۔ جنازے کی نماز ابتدا میں اُس نے اپنے چھوٹے بھائی آرتھر سے جو نہایت بیقرار تھا۔ تسلی آمیز کلمات کہے مگر جب تابوت قبر میں اتارا گیا تو وہ خود اپنے منہ کو ہاتھوں سے ڈانپ کر خوب رویا۔ اگرچہ ملکہ عظمہ اس تہنیز و کفین میں شریک نہیں تھیں مگر انہوں نے اوسبورن سے ایک گلدرستہ نہایت خوبصورت بنا کے ہیجا جو جنازے کے اوپر رکھا گیا۔ اس سارے ملک میں کام بند رہے۔ مکانوں اور شاہی عمارات پر سیاہ ماتمی کپڑے ڈالے گئے۔

ہر مقام میں پرنس کے مرنیکا ایک کھرام بچا اور ملکہ کی بیوگی کی اصلی اور سچی غنجواری ہوئی ہر جگہ ہی افسوس تھا کہ ملکہ عظمہ کا شوہر جو انسان کامل تھا۔ اور ملک پر نہایت لائق نوازش فرما تھا۔ اس جہان سے گزر گیا۔ مگر اسکو کوئی ہونے کا نہیں۔ وہ مر گیا اُسکے کام زندہ ہیں اور زندہ ہیں اُسکی سچی تعریف ایک شاعر نے یہ کی جو کہ وہ بیشک سائنس کا پیرا آرٹ کا لاڈلا ساری قلمرو کا چیتا ہمارا شہزادہ تھا۔ علاوہ ان خطابوں اور اُسکے گھر کے ناموں کے آئندہ زمانہ میں اسکا نام **البرٹ وی گلڈینے نیک البرٹ** لیا جائیگا۔

ہم نے پرنس کے صفات خستہ کا بیان منہ ربی خیالات کے موافق لکھا ہے مگر شرعی خیالات میں مغربی خیالات یوں منتقل ہوتے ہیں کہ سب آدمی اسیلے روتے تھے کہ آج آفتاب عالم افرور غروب ہو گیا جو جسہ اندکال کی فہرست تھا۔ شاید تگیوں کی فراہم گاہ۔ اُسکے چہرے گراہی نمایان ہوتی تھی۔ اسکی مہربانی سے گوناگون آدمی آرامش پاتے تھے۔ وہ دگرگوئی کیش سے گودونی نہیں اٹھاتا تھا۔ اپنی دریافت والا سے روزگار کے مزاج کو دریافت کر کے اُسکے اندازہ کے موافق کار بند ہوتا تھا۔ فرخ حوصلہ ایسا تھا کہ نا ملایم کی ویر سے اپنی جگہ سے نہیں ہٹا تھا بے تیزی کی شیرش سے دل گرفتہ نہیں ہوتا تھا۔ اپنی کشادہ دلی سے ہر کہ و مہ کا دل لے لیتا تھا۔ اسباب کی دگرگوئی سے پر لگندہ نہیں ہوتا تھا۔ کار ساز حقیقی کو پہچانتا تھا۔ کامیابی سے نجات کی غنجوئی میں نہیں آتا تھا۔ ناکامی میں دریوزہ گری کا شیعہ نہیں خستہ یار کرتا تھا۔ ناکامی سے جستجو میں

گراچی انفاکس کو نہیں گزرتا تھا۔ قہرمان خشم کو الکی کانفرنس پر نہایتا تھا۔ اور چہرہ دوستی سے
غضب ناپینا کو نہ اٹھاتا تھا اور سبکداری کار کو اندازہ سے باہر نہیں جلائے دیتا تھا۔ غور ہشتا
نفسانی کی زمام کو حسد کے ماتھے میں بیٹا۔ خدا ہشگری سے بے آرام نہیں ہوتا۔ اور پڑھ بے آفری
وریدہ نہیں کرتا۔ رضا آفریدہ کو فرمان پریری آفرینندہ میں طلب کرتا۔ خوشنودی خلق کو مہافت
عقل میں تلاش نہیں کرتا۔ حق گو یوں کا ہمیشہ جویا رہتا۔ سخنان تلخ شیریں اثر سے غصہ میں
نہیں آتا۔ وہ ہمیشہ تشخص زمانہ کی نگہداشت کرتا۔ اور اس کی طرح طرح کی بیاریوں
کا علاج کرتا۔

برلن میں بڑی صاحبزادی کو اور کینس میں چھوٹے شہزادہ لیو پولڈ کو باپ کے مرنے کی
خبر پہنچی۔ شہزادہ کا ایک گورنر تھا۔ اس کے پاس کے کمرے میں ابھی اسکا دم نکلا تھا اس کے انتقال
کے مال میں وہ بیٹھا تھا کہ گورنر کے نام تار آیا اس کے لحاظ کو جو کہو لکھ دیکھا تو اس حادثہ ہوش با
کی خبر کو پڑھا کہ باپ مر گیا۔ پھر تو اس کے غم کی کوئی انتہا باقی نہیں رہی۔ وہ چلا چلا کر کستا تھا کہ میں
اپنی ماں کے پاس جاؤں گا۔ اس بچہ کی یہ دردناک آواز آہ و نالہ کی دلوں کے غمگن طے اثراتی تھی بار
بار رو رو کر وہ یہی کہتا تھا کہ مجھے میری ماں کے پاس بچھا دو۔

فڈسٹرین ملکہ مغطیہ کے رنج و الم کا عجب عالم بنا۔ وہ سارے دن چپ چاپ بیٹھی ہوئیں
بچشم حیرت اپنے گرد ٹھٹھکیاں بازہ کے دیکھتی تھی۔ کوئی شامانہ چیز اپنے پاس نہیں رکھتیں بعض
دفعہ رنج کے مارے انکی نبض سا قطن ہو جاتی تھی۔ شہزادی ایلائس انکو سنبھالتی تھی۔ اس شہزادی
نے پیچھے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ ان ماتم کے ونون میں میری ماں کی جان کیوں نہیں نکل گئی و
زخمہ کیسے رہیں ملکہ مغطیہ نے فراتی ہیں کہ خدا میرے حال کو بہتر جانتا ہے، یہ حال نگر اوسبوں
کے آدمی بڑے افسردہ دل تھے۔ مگر ہر جب انہوں نے یہ سنا کہ تیسرے دن ملکہ مغطیہ کی
طبیعت ایسی سنبھل گئی کہ انکو نیند آنے لگی تو انکی تسکین خاطر ہو گئی۔

۶۱۸۶۲

۶۲۳ء کو تاریش غطس کے کہو نے کی تارینج پہلی مئی ۱۸۶۲ء مقرر ہوئی تھی۔ اس تاریش کی جان

یہ شہزادی اور شہزادہ شہزادہ کی تارینج اور شہزادہ کا سونے کا تارینج

تارینج

تو پرنس کو نورٹ تھا جس کی جان جاچکی تھی۔ اسلئے یہ نمائش ایک جسم بے جان تھا۔ بس
نمائش میں بہت چیزیں ایسی تھیں کہ جن کا موجب پرنس تھا۔ وہ انکو یاد دلاتی تھیں اور دلوں کو
رولاتی تھیں۔ پرنس کی جگہ ڈیوک کیمبرج مقرر ہوئے۔ اور ملکہ مغلیہ نے اپنا قائم مقام اپنے
واماد کو مقرر کیا جو یہاں موجود تھا۔ اور پرنس کا ولیعهد تھا۔ یہ امر جب کے نزدیک سمجھا کہ
اس نمائش گاہ کی عمارت شاہیہ کی نمائش گاہ کی عمارت بدرجہا وسیع تھی اسلئے وہ مائیک
پارک میں نہیں بنائی گئی۔ کن سنگٹن کے جنوب میں بنائی گئی گو وہ بڑی حسین و حسین تھی مگر یہی
نمائش گاہ کی سی اس میں قصور بلورین کی سحر پڑوانی اور فنیون کاری نہ تھی۔ پس جنوبی کن سنگٹن
میں تماشائیوں کا بڑا ہجوم ہوتا۔ ہر ایک آدمی میں مسرور کر رزق برق پوشا کین پہنکر اور امر اپنے
سینور پر جو اسزگار تھے و ستار لگا کے اور افسران جنگی اپنی فوجی وردیان چلے مک کی پہنکر
آئے جس سے نمائش کی بڑی آرایش ہو گئی۔ نمائش کے کشتہ اور ڈیوک کیمبرج اپنی نشست گاہوں
پر آن بیٹھے تو خدا ملکہ کو سلامت رکھے گایا گیا۔ اہل گرین ویل نے ملکہ مغلیہ کے لئے جوائیدیں لکھا
گیا تھا وہ ڈیوک کیمبرج کے ماتھے میں دیا۔ انہوں نے اسکا جواب دیا جس میں پرنس کو نورٹ کی
وفات اور اس کے سبب ملکہ مغلیہ کے بچے جانفرسا کا ذکر کیا غرض ساری رسم نمائش کے فستل کی
بڑی تزک و احتشام سے ادا ہوئی۔ ملک الشعرا شی ٹی سن نے یہ اشعار فرمائے کہ اسے ہمارے
بادشاہ کو کج خاموش باپ۔ تو ہماری شادی کو ٹھیک کرنا ہے۔ تیرے لئے ہم روتے ہیں اور
تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یہ ساری تدابیر تیری ہی تو بتلائی ہوئی ہیں جتنے بجالانے پڑنا مجبوری
ہے۔ جو وقت یہ اشعار گائے گئے ہیں تو لوگوں کو بڑی رقت ہوئی غرض پرنس کی وفات سے
جو رعایا کو درد ملی تھا وہ عیاں ہو گیا۔

ملکہ مغلیہ سے شہزادہ ویلر مشرق میں سفر کر نیکے لئے فروری ۱۸۷۲ء میں رخصت ہوا
اس سفر میں ڈین سٹین لی اور جنرل بروکس ان کے مصاحب مقرب ہو کر ہمراہ گئے۔ سفر کی مشرعی
پہلے سے تجویز کر دی گئی تھیں۔ اس طرح یہ سفر شروع ہوا۔ اوسپورن سے ۶ فروری کو روانہ ہوئے
اور سالہ اپنا سفر ختم کر کے ۳۱ جون کو انگلینڈ میں آ گئے۔ اسکندریہ میں یکم مارچ کو وارد ہوئے
اگرچہ شہزادہ نے یہ سفر اس طرح کرنا چاہا تھا کہ کوئی اسکو پہچانے نہیں صرف بن غریب کا۔ اہل اپنے

تین وہ بتاتے تھے مگر یہاں لڑکا اعزاز و حترام شانہ ہوا۔ قاہرہ میں خدیو مصر نے ان کی
 ہمدردی کی ۳۔ پانچ کو وہ شہر سے اہرام مصری کی سیر کر نیکر لگے وہاں شام کو پہنچے۔ شہر
 غیرہ ان سینارہن کی چوٹی پر چسپہ بٹھ گئے تو بدوں نے تحقیر ہو کر نہ چھا کہ یہ کوئی حاکم ہے؟ اگر
 وہ حاکم ہے تو اکیلا کیسے چڑھا۔ پھر ان کا گروہ ذیائے نیل کے اول جہر نے تک کیا۔ پھر مشعلوں
 کی روشنی میں تیسے کا مندر دیکھا۔ اور اس سون کا ملاحظہ کر کے تعجب میں مصری کی سیر کی اور
 تین تک یہیں اقامت کی۔ یہاں سیکس بروک کے ڈیوک اور وچس سے ملاقات کی اور پانچ
 کو وہ عربوں کی بعض بازیگاہوں میں گئے۔ جہاں انہوں نے عربوں کی مصنوعی جنگ کا مشاہدہ
 دیکھا۔ میفس کا ملاحظہ کیا۔ ۲۳۔ پانچ کو قاہرہ میں مراجعت کی۔ بعض اور مقامات کی سیر
 سیاحت کر کے اور شلم (جبر و زلم) کی طرف شہزادہ روانہ ہوا۔ اور ۳۱ پانچ کو وہاں پہنچا پاشا
 نے استقبال کیا۔ خوبصورت سواروں کا سالہ ہمراہ کیا جو شہزادہ کے گروہ کے گرد و درہ کرتا تھا
 اور نیزوں کو پہراتا اور بند و قون کو چھوڑتا رہا۔ اور جنگ مصنوعی کی نقل اتارتا رہا۔ شہر کے
 شمالی جانب میں دمشق دروازہ کے قریب شہزادہ کا خیمہ ایستادہ ہوا۔ یہاں تمام مقدس
 درگاہوں کی زیارتیں کیں۔ شہزادہ کے واسطے وہ زیارت گاہیں بھی کھل گئیں جن میں عیسائیوں
 کے جانے کی مانگت تھی۔ اور شلم سے ۱۰۔ اپریل کو سفر ہوا نیلوس میں شام کو قیام ہوا
 اس شام کو سمار کے یہودیوں کی عید تھی۔ شہزادہ کوہ جبرم پر چڑھا وہاں یہودیوں کی
 کی عید کی قدیمی رسموں کو دیکھا کہ صبح ان پہاڑوں کے پیچھے غروب ہو رہا تھا کہ یہودیوں نے
 بیٹروں کی قربانی کی۔ ۱۵۔ اپریل کو شہزادہ خرسیل پہاڑ پر خیمہ زن ہوا اور ایسٹر کی شام کو بحیرہ
 گیلین لی پراقتاب کو غروب ہوتے ہوئے دیکھا۔ دمشق میں تعصب مذہبی کے سبب شہزادہ
 کا استقبال اچھی طرح نہیں ہوا۔ ۴۔ مئی کو بیروت میں شہزادہ آیا۔ ۱۰ کو تریپولی میں اتر دہائی
 کو لبنان کی سیر کی۔ ۱۵۔ مئی کو شاہی جہاز روڈس میں آیا اور ۱۷۔ کو پاٹ موس میں۔ سمونا کی سیر
 کی۔ پھر قطنیہ۔ ایجنٹر۔ سیفی لونیہ۔ مالٹا کی سیر کر کے مارسیلز پر سفر کو ختم کیا۔ تھوڑی دیر کے
 لیے شہنشاہ فرانس سے فونین بلوین ملاقات ہوئی۔ ۱۴۔ جون کو یہ مسافر وڈس میں آگئے
 تین دن کے بعد سنا کہ جنرل۔ بروس شاہی ہمارے مر گیا۔ وہ خاندان شاہی کا وفادار مقتد

دوست تھا۔ وہ شہزادہ کا اس سفر میں بڑا رفیق شفیق تھا۔ اُسکی دانی اور ہوشیار سی ملکہ
مظفر کے بڑے بیٹے کا سفر خیر و خوبی سے ختم ہوا تھا۔ جسے سب سے ملکہ مظفر اسکی بڑی بیٹی میں
اور اسکے مر جائیسے انکو بڑا بچ ہوا۔

ملکہ مظفر نے اس سال کے بڑے صفے میں اپنی زندگی تنہا نشینی میں اپنے شوہر کے
سوک کو ساتھ لیکر بسر کی۔ جب مارٹ کی کا حادثہ عظیم واقع ہوا تو پھر ملک کاموں کی طرف اپنی
دیکھ پی کو نکال کر گیا۔ ۱۶ جنوری کو مارٹ کی کی کو ملکہ کی کان میں سفیم انجن کے ٹوٹ جانیسے بہت
سے مزدور کان میں دب کر رہ گئے تھے۔ بیرون کے ساگر مزدور مر گئے۔ ہر گھر میں مردے کا کفن تیار ہوا
یتیموں اور یتیم خانوں کا بچ کے مارے شکستہ حال ہوا۔ سب سے زیادہ ان ماتم زدوں کی غمخواری
و ماتم پر سی حضرت علیا نے فرمائی۔ جب تک بے ہوئے آدمیوں کی زندہ بچنے کی امید رہی ملکہ مظفر
مار پر تار بھیکر انکا حال پوچھتی رہیں۔ شاید انہوں نے ان مردوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کو
اپنے دکھ درد کا تریاق جانا۔ جب مردوں کے دفن ہو نیسے بعد مجلس ماتم جمع ہوئی۔ تو پارلیمان
نے اہل مجلس کے روبرو ملکہ مظفر کا وہ خط پڑھا جو انہوں نے سرچارلس فیس سے کہا کہ کان کے
افسر علیا کے پاس بھیجا یا۔ خط یہ تھا۔

اوسے ۲۳ جنوری ۱۹۲۴ء۔ ملکہ مظفر نے جو خود اپنے بچ میں گرفتار ہیں مارٹ کی
حادثہ جانگزا پر دل سے بہت توجہ کی۔ آخر تک انکو یہ امید رہی کہ بہت سی جائین بچ جائیں گی
جب انکے پاس یہ خبر جانفر سا پہنچی کہ کوئی جان نہیں بچی تو انکو نہایت بچ ہوا۔

ملکہ مظفر مجھے حکم دیتی ہیں کہ میں آپسے کہوں کہ وہ بچاری بیواؤں اور بچوں کو
ساتھ ہمدردی کرتی ہیں۔ خود اس درد میں مبتلا ہیں اسلئے انہیں اور زیادہ ہمدردی کا جوش
اٹھتا ہے۔

ملکہ مظفر امید کرتی ہیں کہ جان تک ممکن ہے اس مصیبت کی تکلیف کم کرنے کے لئے توبہ
کی جائیں اور ان میں مدد کرنے کے لئے وہ غمزدہ اپنا اطمینان گرنا چاہتی ہیں وہ یہ جانتا چاہتی ہیں
کہ کیا کیا جا رہا ہے؟ بیواؤں اور یتیموں کی امداد کے لئے ستر ہزار پونڈ کا تخمینہ کیا گیا۔ لیکن
لارڈ میر کے پاس صرف درجی تک بیس ہزار پونڈ چندہ جمع ہو گیا۔ لوگوں نے اپنی فیاضی سے کیا سی

پونڈ چندہ جمع کر دیا تو چندہ کا جمع کرنا بند ہو گیا۔

ملکہ معظمہ مئی کے اول ہفتے میں بال موریل میں اپنے گھر پہنچ گئیں۔ انہوں نے گلاسکو کے بڑے نامور پادری ڈاکٹر نورمن لیک پولنگ کو بلایا کہ وہ انکو روحانی تسلی و تشفی دیں۔ ملکہ معظمہ کا دماغ ضعیف ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اپنی بی بی کو خط میں لکھتے ہیں کہ سب طرح خیریت گزری۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس قابل کیا کہ میں نے پرانی ویٹ اور پیلک میں ملکہ معظمہ سے ایسی باتیں کیں جو مجھے سچ معلوم تھیں اور وہ خدا کے نزدیک بھی سچ تھیں۔ ملکہ معظمہ ان ہی باتوں کی ضرورت تھی جنکو میں یقین کرتا تھا۔ میں اپنے دل میں سمجھتا تھا کہ انکو ایسے وقت میں ان باتوں کے یقین کرنے میں اپنی روح کا بڑا استحسان کرنا پڑے گا۔ مگر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ان باتوں کو یقین کر لیا اور مجھے ایک شکریہ کا غایت نامہ محبت آمیز لکھ کر بھیجا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ ملکہ نے مجھ دُور کے بعد بلایا جسکی مجھے کچھ توقع نہیں تھی۔ وہ تنہا تھیں میں نے انکی ایسی غمزہ صورت دیکھی کہ میری آنکھوں میں آنسو بھڑکے۔ انہوں نے اپنے شوہر کے اوصاف حمیدہ و خصال جمیلہ کا انکی محبت و خوش مزاجی کا بیان کیا اور کہا کہ وہی میرے لئے سب کچھ تھا۔ میں انکی دراز گفتگو کے اصل مطالب کو ادا نہیں کر سکتا۔ پھر انہوں نے یہ کہہ کر تین استعاذات میں کبھی آنکھ نہیں چپرائی بلکہ انکو روبرو ہو کر مقابلہ کیا اور میں اپنے فرائض کے ادا کرنے میں کبھی نہیں جھجکی مگر فی الحال یہ سب باتیں کل کی طرح چلائی گئیں۔ اب آپ ہی کے سبب ان میں جان پڑی اور میرے دلمیں پاکیزہ و محبت کے خیالات پیدا ہوئے ہیں۔ خدا میری طبیعت سے ناراض نہیں ہوگا۔ میرے غم میں کوئی خیر عبت نہیں ہے۔ پادری صاحب نے قوم کی محبت کا قوم کے ساتھ ہمدردی کرنے کا اور طرح طرح سے محبت الہی کا۔ انکی بادشاہی مقتضادوں کا قوم کے لئے ان کی ذات کے گرامی ہونے کا اور وعادوں کی برکتوں کا آزادانہ بیان کیا۔ پادری صاحب کے دل میں جی باتیں ملکہ معظمہ کے سمجھانیکے لئے بہری ہوئی تھیں۔ ۱۱۔ مئی کو اقوار کے دن سارا شاہی کنبہ سوا دس بجے جمع ہوا۔ ایک عارضی منبر کھڑا کیا۔ ملکہ معظمہ اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ پادری صاحب نے اپنے وعظ میں پنج و مصائب کا خدا کی محبت کا۔ ہمارے نجات و ہندہ شیخ کے ان مصائب کا جسے خدا نے اسکو پہنچانا نہ چاہا۔ ابدی گھر میں پہنچنے کا جہان ہم سب جمع ہونگے۔ اور ہم سے پہلے وہاں

بال موریل میں ملکہ معظمہ کا جنازہ اور پادری نورمن لیک پولنگ کا کلمہ مختصر کی تسکین کا ارکان

ہمارے عزیز پہنچ گئے ہیں۔ اُن سب باتوں کا ذکر کیا۔ اور پھر باور لہا صاحب نے میرے لئے اور میرے
 بچوں کے لئے بڑی موثر دعائیں مانگیں۔ جن کا اثر مجھ پر اور میرے بچوں پر بہت ہوا۔ پادری
 صاحب لکھتے ہیں کہ وعظ کے بعد میں نے ایوب کی کتاب کا ۴۴ باب اور تیس زبور اور جان
 کی انجیل کا ۱۱ باب اول سے آخر تک اور کائنات کا سولہواں باب پڑھا۔ پھر آیات کی
 تفسیر بیان کی۔ پھر کوہِ پرملکہ مغلہ سے میری ملاقات ہوئی تو وہ ایسی خوش معلوم ہوتی تھیں جیسے
 پہلے رہتی تھیں۔ اور آدمیوں کا اور چیزوں کا ذکر کر کے انہوں نے پرسش کا حال یہ بیان کیا کہ اگر
 یہ یقین تھا کہ میں جلد مر جاؤں گا وہ اکثر کھارتے تھے کہ مجھے موت کا ڈر خوف نہیں ہے۔

شہزادی ایلائس کو باپ کے مرنے کے غم کے سوارمان کے بچے رالم سے زیادہ اندوہ
 ملا تھا اور اُس کے ساتھ یہ فکر بھی لگا رہتا تھا کہ شہزادہ لوئس کو اپنے قبائلی قرار کے قائم رکھنے
 میں کچھ وقت کے لئے تامل ہو گیا تھا مگر یہ خوف جلد جاتا رہا۔ اور یہ جستہ راہ پانچ پہلی جولائی کو
 شہزادی کی شادی ہو جانے پر ایویٹ طور پر اوس سولن میں آج ہشپ یورک نے یہ نکاح
 پڑھا دیا۔ نکاح میں ملکہ مغلہ بڑا ممتی لباس پہنے ہوئے شریک ہوئیں۔ جب نماز پڑھی جا چکی تو
 انکو الگ اپنے کمرے میں لیگئے۔ وہ یہاں معلوم ہوتی تھیں۔ بجائے مسکرانے کے وہ روتی تھیں
 باپ زندہ نہ تھا کہ وہ ولہن کو داماد کے حوالہ کرتا۔ اسلئے ایسی جگہ چھاگو تھا کہ ڈیوک نے یہ کام
 کیا۔ تین دن کے بعد دولہا ولہن دونوں ہی ڈرام سٹاٹ کو روانہ ہوئے۔ ملکہ مغلہ نے داماد کو
 رائل مائیٹس کا خطاب دیا۔ سارا ملک شہزادی ایلائس سے محبت رکھتا تھا۔ انکی رخصت کی قیوت
 سب نے انکو دعائیں دیں۔ ملکہ مغلہ کو اس بیٹی کے ساتھ خط و کتابت رکھنے کا شغل ایسا مانتھ لگ
 گیا کہ اس میں انکی طبیعت بہلنے لگی۔ اور خاندان کے غم سے کچھ فرصت ملی ان مان بیٹی کی خط و کتابت
 پڑھنے سے تعجب ہوتا ہے کہ بیٹی نے مان کے غم کو مٹایا۔ جب ملکہ مغلہ اپنی شکستہ دلی
 خستہ حالی کا خط شہزادی کو لکھتیں تو اُسکو پڑھ کر شہزادی کا دل دھڑکنے لگا۔ اگست میں ملکہ
 مغلہ کے خط کے جواب میں شہزادی نے یہ خط لکھا۔ پڑھو روشن خیر میں آپ کے پاس باقی رہ
 گئی ہیں گو وہ ضعیف ضعیف ہیں مگر وہ آئندہ بے انتہا خوشی پیدا کرنے والی ہیں۔ آپ انکے
 جمع کرنے اور تقویت دینے میں اہتمام فرمائیے۔ اے میری عزیز امان جان میں یقین کرتی ہوں

شہزادی ایلائس کی شادی

کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ آپ محبت کرنے کا جہد زیادہ قصد کر سکیں اسے قدر آپ خزانہ الہی سے زیادہ ہر خدا آپ ستیفہ ہو سکیں۔ آپ کی دنیا کی خوشی ہمیشہ کے لیے آپ کے پاس سے بدلہ ہو گئی ہے مگر اسکی ہر شعلہ نے آپ کو جواب نہیں دیا۔ ایک شعلہ ہی باقی ہو کہ میرے والد کے نزدیک آپ کے منصب اعلیٰ اور جاہ والا میں بڑی گران بہا چیز یہ تھی کہ آپ اور ون کے ساتھ بھلائی کریں اور غیروں کے واسطے اپنی زندگی وقف کریں۔ پس ایسے موافق آپ اپنے فرائض کو ادا کریں تو مجھے یقین ہے کہ آپ کو راحت عافیت تسکین حاصل ہوگی۔

یہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ جب شہزادہ ویز نے جرمنی میں سفر کیا تھا۔ تو سید گل بول سین گلکس برک کی شہزادی ایلکسندرا سے ملاقات کی تھی۔ اول ہی ملاقات میں دونوں کے دل ایسے مل گئے کہ ان میں عشق پیدا ہو گیا۔ موسم خزان میں یہ فیصلہ ہوا کہ ملکہ معظمہ جرمنی میں تشریف لے جائیں اور شہزادی کے والدین سے ملاقات کر کے قرابت نسبت ٹھیرالین سے سفر کر کے موقوف تھا کہ ملکہ معظمہ کے جسم میں اسی توانائی آجائے کہ وہ سفر کر سکیں۔ ملکہ معظمہ نے بالور میں موسم خزان تنہا نشینی میں گزارا۔

ملکہ معظمہ ۳۰۔ اگست کو وینڈسمر میں تشریف لائیں اور اپنی پڑاوی کو نسل کو جمع کیا اور غیر حاضری کے زمانہ میں جو یہاں کے ضروری کام تھے ان کا انتظام کیا۔ یکم ستمبر کو وینڈسمر میں تشریف لے گئیں اور جہاز پر سوار ہوئیں۔ اول وہ برسل میں آئیں اور یہاں انہوں نے شہزادی ایلکسندرا کے والدین سے پہلی مرتبہ ملاقات کی۔ چند روز بعد یہاں شہزادہ ویز آئے والے تھے جسکے بعد قرابت نسبت کا اعلان شامانہ ہوسنے والا تھا مگر منور یہ نسبت اس طرح نہ ہوئی تھی کہ اخبار والوں نے بے پر کی خبر شہزادی کی یہ نسبت ہو گئی جس کے سبب وینڈسمر کیل میں بڑی وقت پیش آئی۔ ملکہ معظمہ کو شہزادی کی فوجاتی اور خوبصورتی بہت پسند آئی اور انہوں نے شادی کی ابتدائی تیاریاں بھی شروع کیں۔ پر وہ جرمنی تشریف لے گئیں اور وہاں جا کر ایسے تنگ مکان میں تنہا نشین ہوئیں کہ انکے ساتھ جولاڈرسل گئے تھے انکے اترنے کی گنجائش اس مکان میں نہ تھی وہ علیحدہ گوتہا میں جا کر مقیم ہوئے۔ ۱۷۔ ستمبر کو لاڈرسل نے ملکہ معظمہ سے عرض کیا کہ ایکسینی کا شہزادہ جارج آپ سے ملنے آیا ہے تو ملکہ معظمہ نے فرمایا کہ میں شہزادہ ایکسینی کی غیبت کی

قد شناس ہوں مگر میرے پاس کوئی کمرہ اسکے ٹھہرنے کیواسطے نہیں ہے۔ اگر شہزادہ جارج
پر سون جھک کو عین بجے آئیگا تو میں اُس سے بڑی خوشی سے ملونگی +

پرنس وائلیز اپنی شادی بچہ کی خبر میں اوسکی مبارکبادیاں سن سنکر شاد شاد ہوتا تھا
جرمنی میں تشریف لیجائیے پہلے پیر بزرگ شوک میر سے کو برگ میں ملکہ مظہرہ کی ملاقات
ہوئی۔ انکی زبانی بہت سی باتیں اپنے شوہر کی قابل یاد رکھنے کے ملکہ مظہرہ نے سنیں۔ جب وہ
انگلینڈ میں واپس آئیں تو اُننے ۱۰ اکتوبر کو شہزادی ایلایس اور شہزادہ لوئیس ملنے آئے
ملکہ مظہرہ نے شہزادہ وائلیز کی شادی کا اعلان کیا کہ وہ مہر نو مہر کو ہوگی۔ اوسبورن میں شہزادی
ایلسنڈرا ڈنمارک سے تھوڑے دنوں کے لئے ملکہ مظہرہ سے ملنے آئیں۔ اُسوقت پرنس
ایلیس کا آنا بہت غنیمت ہوا۔ اس لئے کہ پرنس کو نورٹ کی برسی ہونے کو تھی جس میں جمال
تھا کہ ملکہ مظہرہ کی حالت بے وقار کے لے بگڑتی تو یہ طہینان تھا کہ شہزادی اُنکے تسکین دینے
والی موجود تھیں +

۱۸۔ مہر کو ملکہ مظہرہ اپنے گوشہ تنہائی سے باہر آئیں کہ اپنے شوہر کے تابوت کو
فروگ موہین دفن کریں۔ یہاں اُنکے حکم سے مقبرہ کی عمارت نہایت نفیس و عالیشان بنی گئی تھی +
بنی تھی اس میں گلگاہی و فزنگاہی کی گئی تھی +

۱۹۔ مہر کو صبح کے وقت سینٹ جارج چپل سے پرنس کو نورٹ کا تابوت جو آتا
رکھا گیا تھا نکالا گیا اور پرائیویٹ طور پر فروگ موہین لایا گیا اور قبر میں اتارا گیا۔ شہزادہ وائلیز
نے اُسپر ہولون کے مارچ ٹرائے جو شہزادیوں نے اپنے ماتھے سے باپ کی قبر پر چڑھانے
کے لئے گوند سے تھے +

اس سال کے آخر دنوں میں ڈچس سنڈر لینڈ کے خیر خواہ بیواؤں کی طرف سے ہئیل
پیش کی جسکی زرق برق کی بنی ہوئی تھی۔ ملکہ مظہرہ نے اُسکے شکریہ میں یہ خط فرحت فرط لکھا +
ونڈسبرگ کیل ۱۹۔ دسمبر ۱۸۹۲ء میری نہایت عزیز ڈچس

بہت سی بیواؤں نے جبرائیل کا عطیہ مجھے عطا کیا ہے اور اُسکے ساتھ نہایت محبت آمیز
ایڈریس پیش کیا ہے اور اسکو آپنے میرے سامنے پڑھا ہے اُسنے میرے دل پر بڑا اثر کیا ہے

پرنس کو نورٹ کا فروگ موہین بنی ہوا۔

ملکہ مظہرہ کے حضور میں بیواؤں کی طرف
پیش کیا گیا تھا۔

میں آپسے التماس کرتی ہوں کہ آپ اُن سب میری مہربان بیوہ بہنوں کی میری طرف سے کہہ دیجئے کہ ان کی بیوہ ملکہ کی جو خیر خواہ و فادار فرمانبردار جاننشاں علیا نے ہمدردی کی ہو اور آئندہ کرے گی۔ میں اسکی کبھی ایسی ممنون نہیں ہوئی جیسی کہ انکی اس عنایت کی کہ انہوں نے میرے صاحب کمال قابل شوہر کی جو سیر لے اور میرے ملک کے لئے ہر چیز تھا کمال قدر شناسی کا اظہار کیا۔ میں اپنے شوہر کو بڑا گرامی قدر جانتی ہوں۔ اور میری تسکین خاطر صرف یہی ہے کہ وہ جو مجھ کو ظاہر و کھائی نہیں دیتے۔ انکی غیبت میں اپنے ذہن میں انکو حاضر کہوں اور خیال ہیمنت مآل رکھوں کہ اسکے بن میر اور انکا ابدی وصال ہوگا۔ یہی خیال میری جان کے تلخ رنج کو شیریں کرتا ہے۔ بڑے شوق سے میں عاکرتی ہوں کہ ہمارا آسانی باب بہت سچی شکستہ دل بیواؤں کی اسی طرح تسکین خاطر کرے۔

بائبل بڑی خوبصورت ہو اور اسکے پڑھنے کے لئے ڈسک بھی ایسا ہی ہے جو مع ایڈریس اور دستخط ناموں کے میں اور میری اولاد ہمیشہ امانت رکھیں گے۔ وہ رعایا کی محبت دلی اور ہمدردی کی یادگار ہو۔ فقط عزیز ڈچس تم مجھے اپنا پیارا دوست مٹھیں کرو۔ وکٹوریہ

۶۱۸۶۳

۸۔ فروری کو کمیشن نے پارلیمنٹ کو کہولا۔ ملکہ مغظمہ کے سپیج کا اول فقرہ تھا کہ شہزادہ ویکٹوریہ کی شادی شہزادی ایکسٹرا سے عنقریب ہونے والی ہے۔ شہزادہ ویکٹوریہ کے لئے گریس کے بادشاہ بنانے کی تجویز پیش ہو۔ امریکہ میں سول وار (دہائیہ جنگ) جاری ہو جس سے لین کیسٹر میں رنج کا قحط پڑنا ہے۔ قوانین کے باب میں کوئی خاص بیان نہ تھا۔ فروری ۱۸۶۳ء کو شہزادہ ویکٹوریہ نے حلف اٹھایا اور پارلیمنٹ کے اول ہی اجلاس میں ہو آفس لارڈس میں انکے کرسی نشین ہونے کی رسم ادا ہوئی جس میں ایسروٹ اور ہیرز اور یون کا بڑا ہجوم ہوا۔

ایسٹریس پہلے شادی کا ہونا قرار پایا تھا۔ پارلیمنٹ میں پہلے یہ بات پیش ہوئی کہ وارث تخت و تاج کے خرچ وغیرہ کے لئے کیا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ لارڈ پارلسٹون

کھا کہ گورنمنٹ کے نزدیک وارث سلطنت کی آمدنی ایک لاکھ پونڈ سالانہ کی ہوتی چاہیے جس میں سے ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی اسکی کورنوال کی جائداد سے ہے۔ باقی چالیس ہزار پونڈ سالانہ خزانہ عامہ شاہی سے لیا چاہیے اور شہزادی یلز کے لیے ایک جدا وظیفہ دس ہزار پونڈ سالانہ کا مقرر ہونا چاہیے اور اگر وہ شوہر کے مرنیکے بعد زندہ رہیں تو تیس ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ انکو ملا کر یہ وظیفہ ایسے مستدل تھے کہ ان میں قیل و قال کی گنجائش نہ تھی وہ بے تکلف منظور ہو گئے۔

اس شہزادی کا پورا نام صہیلغ کے دن ایک سنڈیا کیرولائن میریا شارٹ موٹا جیولڈر کھا گیا تھا۔ اسکی شادی البرٹ اڈورڈ پرنس یلز سے قرار پائی تھی۔ اس شادی کا ابتدائی انتظام ملکہ مغلیہ نے خود ۱۸۸۷ء کے موسم خزان میں کیا تھا۔ جب اس قرابت نسبت کا اعلان ہوا تو برطانیہ عظمیٰ کے لوگوں کو یہ نسبت بہت پسند آئی۔ ۲۰۔ فروری کو یہ شہزادی کوپن ہیگن سے روانہ ہوئی۔ اور ۷۔ مئی کو یہ بحری بادشاہ کی دختر بحری سفر کر کے گریوسنڈ میں لنڈن میں اتری۔ ان کے حسن خداداد کی سحر پروازی نے اور وضع و انداز کی فسونکاری نے خلقت کے دلوں کو اپنا بنالیا لنڈن نے اپنے جاڑے کے میلے کپڑے اتار کر نفیس باریک کپڑے پہنے۔ اور دو کانون نے ڈنمارک کے شعخ و سفید و سرخ رنگ بنگ کے کپڑوں میں اپنی نیرنگی دکھائی۔ راج کی دہوپ میں ڈنمارک قومی علموں کے ساتھ انگریز پیرے پہنے گئے شہزادی کے ساتھ انکے ماں باپ بہن بھائی آئے تھے۔ شہزادہ ویلز انکے ملنے گریوسنڈ میں گیا اور انکو سوار کر کے لنڈن کے بازاروں میں لا با۔ جہاں ایک ازدحام کثیر تھا۔ اور چیز کالیک غل شور مچ رہا تھا۔ پھر یہ گروہ شاہی ٹرین میں سوار ہو گیا۔ جہاں شہزادیان پروشا اور سی سے اور شہزادوں لیوپولڈ اور آر تھر سے انکی ملاقات ہوئی چھ بجے کے تھوڑی دیر بعد ایٹن میں سواری آئی۔ اسوقت میں بڑی شدت سے برس رہا تھا۔ مگر ایٹن کے دروازے کے لڑکوں کی گرجوٹی کو سینہ کا پانی ٹنڈا نہ کر سکا۔ انہوں نے اس شہزادی کو کپڑے زور شور سے چیر ڈرے پھر گروہ شاہی گاڑیوں میں ونڈ سر ہنچا۔ کیسل کے ایک کمرے میں ملکہ مغلیہ اور شہزادیان لوئس اور جلی ٹرائس شوق سے یہاں کا انتظار کر رہی تھیں۔ حضرت علیا نے اس نئی بیٹی سے مبارکباد

شہزادی ایکسنڈیا کا ایکسنڈین گانا اور شہزادہ البرٹ کے ساتھ انکا نکاح ہونا

کی جیسی کہ اس شہزادی کے استقبال کے لئے شہر کی آئین بندی اور آرائش شان و شوکت سے ہوئی ایسی پہلی کبھی نہیں ہوئی۔ انکی سواری باترک و احتشام جاتی تھی اور باوقار عیال انکی دونوں طرف چہر زکاغل شور مچاتی تھی۔

۱۰۔ باج کو ونڈ سر کے سینٹ جارج چپل میں نکاح پڑھایا گیا۔ ملکہ مغظمہ شاہی مکروہ میں بیوگی کا لباس پہنے ہوئے بیٹھی تھیں۔ برس برس انکی خدمت میں حاضر تھیں۔ ملکہ مغظمہ کی رسم میں شریک نہیں ہوئیں اور سے بیٹھی ہوئی دیکھا گئیں۔ اور سب امراء عالی مقام اور عمدہ داران عظام شادی میں شریک تھے۔ پرنس ویز جنریل کی پوری دردی پہنے ہوئے تھے گاڑ اور انڈین اور ڈر کے ستارے لگائے ہوئے تھے۔ نوزوہ سالہ عروس اپنے جوب سے جا دو کا اثر دلون پر کر رہی تھی۔ سفید ریشمی لباس اور دو لہا کے چڑھاوے کا زیور مالا مالا مٹاڑ بالے پہنچان الماس کی پہنے ہوئی تھی۔ لندن کارپوریشن نے الماس کا زہر جواہر نگاریز وقتی ہا ہزار پونڈ کا چڑھایا۔ ملکہ مغظمہ نے جواہر و الماس کی پہنچان۔ میڈسن کی یڈیون نے ہیرون کی پہنچان اور مین جیسٹر کی یڈیون نے جواہر و الماس کی پہنچان چترھا ئین عروس نے ملکہ مغظمہ کو مودبانہ تسلیم کی۔ جب ملا ختم ہوئی تو ملکہ مغظمہ کے دلبر بڑا ہڑ ہوا جب عروس نے تہلہ پلے تو فوش کی ہنین گلہ بستون کو آنکھوں کے سامنے رکھ کے باپ کو یاد کر کے بڑی روئیں۔ وانٹ روم میں نکاح رجسٹری ہوا۔ شادی کی دعوت ہوئی۔ عروس فوش و ونڈ سر سے اوس بورن میں ہنی مومن بسر کرنے گئے۔ شام کو لنڈن میں اور انگلینڈ کے تمام شہروں میں روشنی ہوئی۔ روشنی کی دیاخ دیکھنے کے لئے آرمیون کا وہ ہجوم ہوا کہ چھ آدمی پاؤں کے تلے کچلے گئے اہم مر گئے۔ اس غناک حادثہ کو پرنس ویز نے سن کر لاڑ میسر کو ایک بڑا مائی خط لکھا۔ دو لہا دیوہن کی سکونت کے لئے شہر کے اندر بلبل بورڈ ہو س اور شہر کے باہر سپنڈنگ ہم رہنے کے لئے تجویز ہوئے۔

اس شادی پر پادریوں نے یہ اعتراض کیا کہ وہ لیونٹ یعنی روزوں کے دنوں میں ہوئی۔ بشپ دلبر فورس نے اس اعتراض کے مٹانے میں بڑا زور لگایا اور آواز کو غلط کر کے خوشی کرنے والوں کے ساتھ خوشی کرو اور دوتنے والوں کے ساتھ رونا بہت سی ضرورتیں

انہوں نے ایسی بیان کیں کہ ایسے ہی وقت میں نکاح ہونا چاہیے تھا۔ اسوقت یورپ میں ایسے واقعات پیش آ رہے تھے کہ اس شادی کی صورت ایک پولیٹیکل پیرائیہ میں معلوم ہونے لگے۔ مگر اسکی کچھ اصل نہ تھی۔ پرانے زمانہ میں وراثت تلج انگلیسنڈ اور شہزادی ہمارے کی یہ مصاہرت ایک پولیٹیکل اور لیٹری مصالحت ہوتی کہ دونوں بادشاہ ایک دوسرے کے محافظ ہوں۔ مگر انیسویں صدی میں یورپ میں جنگ صلیب کا اور احکام کا اختیار قوموں کے ہاتھ میں ہونے لگا اور شاہوں کے اختیار میں نہ رہا۔

لوگوں نے اس اسپتال کے معائنہ کی درخواست ملکہ مغظمہ سے کی تو انہوں نے منظور فرمایا۔ جسے سب سے اعلیٰ بیٹیوں بڑی خوش ہوئیں۔ آئینہ موسم بہار میں وہ میسی کو ملکہ مغظمہ اور شہزادی ایلانہ نے اس اسپتال کا معائنہ فرمایا۔ جسکی بنیاد کا پتہ انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ لکھا تھا۔ جسہر سات برس گزر چکے تھے۔ اسپتال دیکھنے سے پہلے وہ اس پتھر کو دیکھنے گئیں تو خادیا دیا۔ مگر اسوقت انہوں نے اپنے تئیں خوب ضبط کیا۔ اس اسپتال کی گیلریاں ایک ایک چوتھائی میل طویل تھیں۔ جب ان میں سے ایک کا معائنہ حضرت علیا فرما چکیں تو افسران اسپتال نے یہ سمجھ کر کہ انکو اور گیلریاں دیکھنے کی تکلیف نہ دی جائے۔ عرض کیا کہ آپ اور زیادہ معائنہ فرمانے سے اپنے تئیں تھکائیں نہیں تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں سب بیماروں کو نہ دیکھوں گی تو وہ مایوس ہوں گے۔ انہوں نے بہت اردد کا ملاحظہ فرمایا۔ کئی میل انکو پہرنا پڑا۔ ایک سپاہی جسے ہندوستان میں خدمات بزرگ کیں تھیں قریب الگ تھا۔ جب ملکہ مغظمہ اسکی طرف مخاطب ہوئیں تو اس نے کہا کہ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اسنے مجھے اتنے دنوں تک زندہ رکھا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے حضور کی زیارت کی اسنے یہ بات اپنے دل سے اسکی نکالی کہ ملکہ مغظمہ اور شہزادی دونوں چوٹی متاثر ہوئیں پہر ان سپاہیوں کو دیکھا جو ہندوستان کا کارہ اور ضعیف ہو کر آئے تھے جوہرے ہوڑھے تھے۔ انکی ڈاڑھیان بڑی لمبی تھیں۔ ان کا رنگ کاسنی کا تھا۔ ان میں سے بعض ملکہ مغظمہ کو دیکھ کر خوشی کے مارے ہوئے نہ سہا تے تھے۔ ملکہ مغظمہ نے یہاں سے سپاہیوں سے پوچھا کہ انکی بیویوں کے لئے آسائش و راحت کا سامان کیا کیا گیا ہے؟ پھر

ملکہ مغظمہ کا دل اسکی

عورتوں کے وارڈ میں گئیں۔ غرض اس طرح انکو کئی میل پیدل پھنا پڑا۔ انہوں نے سب جگہ بیارون کے
ایسی شیریں کلامی سے باتیں کیں کہ بیارون کے دکھ درد کی تلخی خوشی کے سبب کم ہو گئی اور ملکہ
کی ذات مبارک کے ساتھ محبت پیدا ہو گئی۔

۹۔ بیون کو ملکہ منظر اپنے نوعمر بچوں سمیت نمائش عظیم میں گئیں جو ان کے شوہر بزرگ کی
یادگار ہو گیا تھا۔ دو سہ روز یہاں شہزادہ ویلز اور انکی بی بی کے ایسے بڑی رونق ہو گئی تھی۔
جولائی میں برنسنگم میں اسٹن پارک میں نمائش کے دن تماشے میں ایک بد نصیب عورت
جی نیو کو اس کے خاوند نے مجبور کیا کہ وہ ایک بوسہ دے۔ اس پر جو تیس گز زمین سے اونچا تانبہ
تھا پاؤں پاؤں چلے۔ جب وہ چلی تو بوسہ ٹوٹا۔ وہ یہ چاری حاملہ قریب الوضع زمین پر گری اور
پاش پاش ہو گئی۔ مگر تماشہ بدستور جاری رہا۔ کیدی نے سنگ دی سے اپنی نمائش کے پروگرام
کے موافق کام کیے اور اس میں سے ان خوفناک حصوں کو نکال ڈالا۔ ۲۵۔ جولائی کو برنسنگم کے
میر کے پاس سہریس کی چھٹی آئی تو لوگوں کے کان کھڑے ہوئے۔ ملکہ منظر حکم دیتی ہیں کہ
میں آپ سے یہ بیان کروں کہ برنسنگم کے اسٹن پارک میں نمائش کے دن جو ایک عورت میری اس
ملکہ منظر کو بڑا بے رحم ہے۔ ملکہ منظر اپنے تئیں باز نہیں رکھ سکتیں کہ تہلے ذریعہ سے اپنے
اس بے رحم کا اظہار کریں جو انکو اپنی غریب رعایا میں سے ایک عورت کے مرنے سے ہوا جسکی جان
اُس تماشے میں گئی جو لوگوں میں بد اخلاق بنانے کا مذاق پیدا کرتا ہو۔ آپ اور آپ کے ساتھ
برنسنگم کے اہل شہر متفق ہو کر اس طرح اپنے رعب و داب کو کام میں لائیں کہ پارک کی نمائش
کی قدر لوگوں کے دلوں میں نہ گھٹ جائے۔ ہم نے اسکو اپنے شوہر عزیز کے ساتھ کھولا تھا
کہ وہ تفریح طبع و توانائی جسم کے لئے مفید ہو۔ لارڈ میر نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ گو
اسٹن پارک میرے علاقہ سے باہر ہے مگر میں اسکی خبر رکھوں گا میں نے جب اس نمائش کا
سرپرست ہونا قبول کیا تھا تو مجھے معلوم نہ تھا کہ اس میں ایسے خوفناک تماشے بھی ہوتے ہیں۔
ملکہ منظر نے اپنی بڑی بیٹے کی شادی کے چند مہینوں کے بعد اپنے شوہر کے ختم
بھوم روز ناؤ کے دیکھنے سے دل بہلا نا چاہا۔ وہ کچھ دنوں کو برگ میں رہیں پہلے سال جب وہ
یہاں تشریف لائی تئیں تو ہر بزرگ سال بیرن سٹوک میر سے ملاقات ہوئی تھی جو بیٹے

برنسنگم میں ایک عورت کے مرنے پر ملکہ منظر کی عہد کی ناقص

برنسنگم میں ایک عورت کے مرنے پر ملکہ منظر کا سفر

اپنے عزیز شریف شاگرد کے ذکر سے اُنکے دل سوزناک کو ٹھنڈا کیا تھا کہ پرنس کا سلسلہ عمر
اس حالت میں منقطع ہو گیا کہ وہ حلاق کی آسودگی کے لئے مفید کام کر رہا تھا لیکن اب
میرن زندہ نہ رہے تھے تو وہ انکی بی بی کے پاس تعزیت کو گئیں۔ روزِ ناول میں ملکہ منظم
تہین کرانے لٹنے کے لئے بادشاہ پر و شاہ شہنشاہ آسٹریا و کٹوریہ و ایلائیٹس شہزادوں
مع اپنے شوہروں کے یہاں آئیں ۛ

دوسرے میں شہزادی ایلائیٹس کے لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ بیٹی کے زچہ پنہ میں ملکہ
نے بیٹی کی بڑی خبر گیری کی تھی۔ اور اُسکا نام البرٹا و کٹوریہ رکھا تھا ۛ
اس سال میں بالموریل میں ملکہ منظم دفعہ آئین ایک دفعہ می میں دوسری دفعہ ستمبر میں
می کے مہینے میں وہ ٹریک موری گئیں سو اچھو کر کارن بیکنے گئی تہیں جو پرنس کو نوٹ
کی یادگار بنایا گیا تھا ۛ

ملکہ منظم بریڈن کرتی ہیں کہ یہ کارن نوکد از میں نارخوش تھا ہے وہ بالکل بہرہ
پتہ رون کا بغیر چرنے کے بنایا گیا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اس میں نار کا قاعدہ چالیس
مربع فٹ ہے اور ۴۴ فٹ اونچائی دور دور سے دکھائی دیتا ہے۔ اس کے پتہ رون کو میں
اور میرے چھ بچوں نے رکھا ہے اور میرے سب بچوں کے ناموں کے اول حروف اُنکے
ایک رخ میں کندہ ہیں اور دوسرا رخ جو وادی کوہ کی طرف ہے اُس پر یہ لکھا گیا ہے جکا
ترجمہ یہ ہے ۛ

البرٹا اعظم نیک
پرنس کوں سو رٹ
خستہ دل بیوہ کی بنائی ہوئی
و کٹوریہ
۲۱۔ اگست ۱۸۶۳ء

وہ پرنس کا ل بنایا گیا تھا اُس نے کم وقت میں زیادہ وقت کے کام کیے اُنکی روح نے خدا کو
خوش کیا اس لئے خدا نے اُسکو جلد اپنے پاس بلایا اور شہزادے کو دیا حکمت ایمان باب آیت ۱۳

کن کن باتون کا فیصلہ نہیں کیا اور کیا کیا مجھے کرنا باقی ہے۔ میں اس سوچ بچار میں تھی کہ گاڑی ایک کروٹ ہے گر کر اٹھی ہو گئی۔ اور ہم سب سر کے بل گرے زمین پر زیادہ زور سے اوندھے منہ زمین پر گاڑی کے پاس گری۔ دونوں گھوڑے زمین پر گرے پڑے تھے۔ برون پکار رہا تھا کہ خدا قادر مطلق ہم پر رحم کر کسی نے پہلے یہ حال نہیں دیکھا تھا میں نے یہ خیال کیا کہ ہم سب گھر ایلائس کے سارے کپڑے انچر رہے تھے ان سب کو بھار پھوڑ کر وہ باہر نکلا کر دوی۔ شہزادی لیجن (دیلینا) کے بھی کپڑے اچھے رہے تھو ایسے برون کو ایسی ہیبا نک آواز سے پکارا کہ میں ڈر گئی۔ برون نے اسکو نکالا۔ ان دونوں شہزادیوں کو ذرا سی بھی چوٹ نہیں لگی۔ میں نے سوچا کہ اس لاعلاج بلا سے بچنے کے لیے کوئی بہتر تدبیر کرنی چاہیے۔ سمٹھ کے اوسان تو بالکل جاتے رہے تھے وہ مجھے پوچھنے آیا کہ آپکے چوٹ تو نہیں لگی۔ زمین پر گھوڑے پڑے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ ان میں جان ہی باقی نہیں رہی۔ انکو کھڑا کرنا ضرور تھا۔ ایلائس کے سارے اوسان باقی تھے اسکا صبر و استقلال قابل تعریف تھا۔ اسنے ایک لیپ اٹھایا اسکی روشنی میں برون نے گھوڑوں کی جوتین کاٹیں جس سے سمٹھ ڈر گیا۔ گھوڑے فوراً کھڑے ہو گئے۔ اب گھر جانے کی کوئی تدبیر نہ ہو سکتی تھی کہ سمٹھ گھوڑوں کو لیجا کر دوسری گاڑی جوت لائے۔ گرنیکے بعد آدھ گھنٹہ ایسی باتوں میں صرف ہوا اسکے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میرا چہرہ بہت چھل گیا ہے اور سوچ گیا ہے اور اسکے سولے میرے دائیں انگوٹھے پر بہت دم ہے اور آئین بہت درد اٹھتا ہے میں نے یہ خیال کر کے کہ وہ ٹوٹ گیا ہے ہلایا نہیں۔ ایلائس نے کہا کہ ہنسکو گاڑی کے اوپر بیٹھ جانا چاہیے۔ وہ ایسی بڑی ہوئی تھی اسکی تہ پیٹھ بن رہی تھی۔ اسکے اوپر ہم بیٹھے اور اپنے اوپر کسبلوں کو تانا۔ سیاہ رنگ لڑکے نے جو ساتھ تھا ہاتھ میں لائٹین کو لیا۔ برون نے لائٹین لیے ہوئے بڑی خبر داری اور نگہبانی کر رہا تھا۔ گاڑی سے کودنے میں اسکے گھٹنے میں چوٹی آئی تھی۔ ہمارے پاس تو بڑی سی کلرٹ (دشراپ) تھی۔ بتاں تھا کہ اسکے ہم پنین یا میں اسکی اپنے ہاتھ اور چہرے کو دھوؤں جب یہ حادثہ واقع ہوا تو میں نے ایلائس سے کہا کہ یہ کیسا غضب ہے کہ میں اپنا یہ حال اپنے عزیز ازجان البرٹ سے نہیں عرض کر سکتی تو اسکا جواب یاسین نے یہ دیا کہ وہ یہ سارا حال آپکا جانتے ہیں۔ میں شک کرتی ہوں کہ میں نے کبھی یہ ناواقفی نہیں

کی کہ ان کاموں سے ذرا سا بھی انحصار کیا جو میرا پیا اور میں دونوں ملکر کیا کرتے تھے میری عادت میں یہ بات داخل تھی کہ میں وہی کام کرتی جس کا وہ حکم دیتے یا وہ اس کو پسند کرتے۔ یہ بڑی خوش نصیبی تھی کہ جن پہاڑی ٹمٹون پر ہم سوار ہو کر پہاڑ پر چڑھے تھے ان کو سائیس لیکر روانہ ہو چکا تھا۔ جب ہماری سواری کے پہنچنے میں دیر لگی تو اس کو تردد ہوا کہ مبادا کوئی حادثہ رونما نہ ہوا ہو۔ اس لیے وہ ٹمٹون کو الٹا لیکر چلا آیا۔ گھر جا کر ایک لیے میں اور شہزادیان خوار ٹمٹون پر سوار ہو۔ سہ ماہ میں سمٹھ لاوہ دوسری گاڑی لیے آتا تھا۔ اور اپنے ساتھ مضبوط آدمیوں کو بھی لایا تھا کہ گاڑی کو اٹھا کر سیدھا کرین اور ایک چوڑی گھوڑوں کی بھی لایا تھا کہ وہ گری ہوئی گاڑی کو گھر پہنچائے۔ تھے ٹمٹون پر سوار رہنا پسند کیا۔ گاڑی میں نہیں بیٹھے دس بجے، منٹ پر کیبل میں پہنچے۔ دروازے پر بڑی شہزادی اور شہزادہ لوئس انتظار میں کھڑے تھے۔ بالیوریل میں یہ حال کیا کو معلوم نہ تھا۔ میں نے خود لوگوں کو بلایا۔

چند روز کے بعد ملکہ منظر ایبرٹون میں گئیں کہ اپنے شوہر کو ملکہ کو کہتی ہیں کہ اس وقت میرا دل دماغ دونوں معطل تھے۔ میں نہیں سمجھتی۔ امتحان کی جگہ میں جاؤں میرے ساتھ دونوں دماغ بیہوش ہو جاتے۔

لیو پلڈ اور آر تھر تھے۔ دن بڑا مرطوب نم آلود جلوں کے ساتھ گئی کہ ایک خلقت محبت۔ ایک خاموشی کا عالم تھا۔ میں اس رسم کے ادا کرنے کے بعد میں پبلک میں آئی۔ چند روز تھی کہ اس کا جواب خود دے سکتی تھی۔

دیدہ کہ جب پرنس البرٹ کی یادگار کے لیے یہ چندے دیئے گئے۔ میں بالیوریل میں اپنے دل کو بغیر اسکے راضی نہیں کر سکتی کہ ذات خود میں تم کو یہ یقین دلانے کہ تمہاری حاجت و محبت کے معافی میرے دل میں بہرے ہو۔ میں اسکے ساتھ میں پبلک میں یہ بھی شہر کرتی ہوں کہ میرے ولیم شوہر کی محبت اور اس کا ادب بہرہ ہوا ہے جس کی موت نے میری آئندہ زندگی پر مستقل تاریکی کو چھا دیا ہے۔ شہر کے میئر لارڈ پر وڈسٹ کو نایت کا خطاب دیا اور

کہ خاوند کے
بھی مضطرب

بالعریل میں آئیں کر بندر یہ مقرر ہر س یوگار بنانے کی قدر شناسی کا اظہار کیا ۔

۱۴۔ دسمبر کو پرنس کو لنسورٹ کی برسی تھی ملکہ مغلیہ اپنے سارے کنبے اور اراکین شاہی کے ساتھ لیکر صبح کو ٹنڈ شریل سے فروگ موڑیں اپنے شوہر کے مقبرہ میں آئیں۔ نماز پڑھی خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھی گئی۔ پھر یہ ایک دستور دم کے طور پر ہو گیا کہ جب پرنس کو لنسورٹ کی برسی ہو تو ملکہ مغلیہ اور انکا سارا کنسبا اور انکے ملازمین مقبرہ میں آیا کریں اور محبت و ادب کے ساتھ پرنس کی یاد کیا کریں۔ شہزادی ایلانسیس بیان کرتے ہیں کہ اس مقبرہ کی عمارت و آرائش میں ملکہ مغلیہ نے اپنی گرفت سے دو لاکھ پونڈ خرچ کیے ۔

چارے کے موسم میں اتوار کے دن پرنس کا انتقال کرنا ہمیشہ زندون کو بیخ و ماتم کرنے کے لئے یاد رہے گا۔ پہلے سے لوگوں کو پرنس کی حالات کا حال ایسا نہ معلوم تھا کہ ایسا جلد پیغام اجل انکے پاس آجائے گا۔ جب انہوں نے اتوار کی نماز میں کیا کہ اُسکا نام نماز میں نہیں پڑھا گیا تو انہوں نے جانا کہ پرنس دنیا سے سدبارا۔ پھر تو سب کا حال غم کے مارے ایسا ہوا جیسا کہ انکے گھر میں کسی عزیز کے مرنے ہوتا ہے۔ جب گرجا سے اس غم کے بادل چھڑوئے آدم، اسرے اور لوگوں کو یہ خبر سنائی تو سننے والوں کے چہرے ق ہونے لگے۔ کس مرنیکا یقین آئیں مگر بڑے آدمیوں کے مرنے کی خبر جھوٹ نہیں ہوتی۔

ہم کچھ پرنس کی خاطر ہے نہیں روتے یہ ہم اپنی ملکہ مغلیہ کے رائے ہو نیکیہ سبب سے متاثر ہیں یہ اوسس کی بات ہے کہ جب تک اپنی زندہ رانا ملکے نہیں جانا کہ وہ ملکہ مغلیہ کے لئے کیا نعمت غلطی ہے قدر نعمت است بعد مثال۔ جب دو آدمیوں میں ملاقات ہوتی تو وہ اور باتیں کرنی ہول جاتے تھے۔ بے خستہ دلوندہ سے یہی نکلتا کہ مائے بیجاری ملکہ مائے بیجاری ملکہ۔ لوگوں نے ایک لمحہ میں وہ سبق سیکھ لیا جو برسوں میں نہ سیکھا تھا کہ ملکہ مغلیہ کے لئے پرنس ہمہ چیز تھا۔ سب کو معلوم ہو گیا کہ ملکہ مغلیہ نے اس صدمہ جاںکاه کے سبب اپنی زندگی کے سارے عیش و آرام کو ترک کیا۔ اور اپنے چہرہ کو رویشنی سے پیر کر ڈھا کہ دیا۔ دیکھئے کہ ملکہ مغلیہ کس طرح اس باغیم کو اٹھائیں گی ؟

۱۵۔ دسمبر ۱۹۰۱ء کو پرنس نے دنیا سے رخصت فرمائی۔ اس موت کے دن انکی بے نظیر و کامل

پرنس کو لنسورٹ کی برسی

پرنس کی وفات اور ملکہ مغلیہ کی

پیارے

ایاقت کی قدر شناسی ہوئی جسکے وہ مستحق پہلے سے تھو چو لوگ انکی زندگی میں ہم نشین تھے وہ انکی قابلیتوں کی قدر جانتے تھے۔ مگر عوام الناس جو اُسے ایسے دودھ پتے تھے کہ انکی ذات خاص کا کوئی پرتو انپر نہیں پڑتا تھا۔ وہ کافی طو سے نہیں جانتے تھے کہ پرنس محبوب القلوب ہے۔ سچ یہ ہے کہ پرنس کی ذات والا صفات ہمیشہ یکساں منبع شرافت و نجات رہی اُسے کبھی ان خطاؤں اور عیبوں کو اپنے پائس سین آنے دیا جو خوش اسلوبی سے بے ترتیب و بے قاعدہ کاموں کر نیسے بہ نسبت اعلیٰ درجہ کی زندگی کے کامل ریافتوں کے زیادہ تر عوام کی ناپا امداد و ترفیع و تحسین حاصل کر لیتے ہیں۔ پرنس کے مرنیکے بعد ملکہ منظر نے اپنے ملک کو اپنی فیاضی و نرم دلی و شفقت ماموری سے یقین دلایا کہ انہیں پرنس سے کمال عشق اور اُسپر بالکل اعتماد تھا۔ تو پرنس کی اوصاف حمیدہ کی داد دی گئی۔ اور قومی تاریخ میں ارباب الراسے۔ پرنس و کوئین کی باہمی محبت اور انکی زندگی کے قوم ہونیکے نوشتے لکھنے لگے۔

جب کسی شخص کا کوئی عزیز مر جاتا ہے تو اُسکے ولیمین ایسے صدمہ یا خیالات افسوسکاشتے ہیں کہ اُسے مین نے یہ نہ کیا اور وہ نہ کیا۔ اسکا علاج کسی طبیب کا ذوق کا کیون نہ کیا۔ سکو وہ کسی دو کیون نہ پلائی۔ اسکو پہلے سے بد پرہیز زیون اور بے احتیاطیوں کیون نہ روکا جو مرنے کی فوجت نہ آتی۔ ایسے ہی حسرتناک خیالات ملکہ منظر کے دل میں بھی بہت آتے تھے کہ جننے سبب سے وہ ایک سکتے کے عالم میں ہو جاتی تھیں اور ایسے ہی تصورات بے حس حرکت ہو جاتی تھیں۔ انکو پرنس کی علالت کی حالت میں یہ دھوکا مارا کہ وہ یہ سمجھتی تھیں کہ پرنس تندرست ہو جائیگا۔ اور جب اس دھوکے میں مرہنا ناممکن ہو گیا تو وہ غم کے مار بست بن گئیں نہ بولتیں نہ چانتیں نہ کسی کام میں شریک ہوئیں۔ بات کا جواب بھی مشکل سے دیتیں ضروری کام کے لیے بھی شکل سے بیدار ہو شیار ہوئیں۔ وہ انہیں کا خدمات پر دستخط فرما دین کہ نہایت ضروری و اندیشناک ہوتے انکو بھی وہ زیادہ دیر تک پڑتا پسند نہیں کرتیں۔ ایک وقت میں یہ معلوم ہونے لگا کہ وہ جو نہایت مستند باکار بادشاہوں میں تھیں بالکل نکل گئی تھیں کے قریب ہو گئی ہیں۔ اور انکی فرمانروائی کا زمانہ انکے شہر کی وفات کے ساتھ ختم ہو گیا۔ فرما تو اسان کام ہے۔ اس میں شہزادی ایلانیس باپ کی خدمت گزاری میں ہر وقت جیسی بیٹا دیتی

تین ایسی ہی باپ کے مرینکے بعد بان کی غمخواری وہ ہمدردی میں مستعد ہوتی تھیں مگر آخر وہ
 لڑکی ہی تھیں۔ وہ اپنی معمولی خوش زندگی سے شانانہ عمدہ کے مقام عالی پر طلب کی تھیں
 تو وہ کاروبار سلطنت میں سے سوائے اسکے کچھ اور نہیں کر سکتی تھیں کہ اپنی مان کو ہوشیار کر کے
 ضروری کاغذات پر دستخط کرالین۔ جو قراشاہی کے عمدہ دارون میں سے پرنس کے سکریٹری
 یہ ارادہ کیا کہ سلطنت کے کاموں میں ملکہ مغظمہ کا معاون ہو تو مہندار سلطنت نے اسکو گوارا
 نہ کیا کہ انکے اور ملکہ مغظمہ کے درمیان خط و کتابت میں کوئی تیسرا شخص حزیل ہو دو میں تیسرا
 آنکھ میں ٹھیکرا باوجود ان سب باتوں کے پہلک کو انکی گوشہ نشینی اس بات کے خیال کرنے
 کی اجازت نہیں دیتی کہ ملکہ مغظمہ اپنے شانانہ فرائض کے ادا کرنے میں فیل نہ کام رہیں۔
 دسمبر ۱۸۶۱ء کو پرنس کا انتقال ہوا۔ اور جنوری ۱۸۶۲ء کو وہ سکے کی منٹ کی سینٹنگ میں صدر
 نشین تھیں۔ وہ غم کے مارے بہت دنوں تک بہت بنی رہیں نہ اپنے چہرے مبارک کو روشنی
 سے پیرے رکھا۔ وہ مدبران ملکی بھی جو انکے شوہر کا ادب کم کرتے تھے انکے چہرہ کی افسردگی
 اور پژمردگی کو دیکھ کر انکے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کرتے تھے اور عبرت پکڑتے تھے مگر ملکہ
 مغظمہ نے اس بیوگی کی حالت میں وہی کام کیا جو اور بیوہ نہیں کیا کرتی تھیں گوا سکا کرنا بیست
 اور بیواؤں کے انکے لیے زیادہ مشکل تھا۔ اگر بیوہ درزن کی آنکھوں میں حادثہ کے مرنے
 کے غم سے آنسو ایسے بہہ ہوں کہ سوئی اسکو نظر نہ آتی ہو مگر وہ سینے ہو بیٹھتی ہو بیوہوں
 کا جگر گو شوہر کے ماتم میں چرنگر ہو مگر وہ بیٹی پر کپڑے چڑھاتی ہے پس اس طرح سب سے زیادہ
 مستاز و منظم بیوہ ملکہ نے اپنے اندر وہ دلم کی حالت میں بھی اپنے کبی منٹ میں بیٹھیں وہ وقت
 جس میں ملکہ مغظمہ پر بالکل افسردگی اور مردہ دلی چھائی ہوئی تھی بہت تھوڑا سا تھا مگر شوہر کے
 غم دلم کا کانتا ہمیشہ سینہ خراش رہا۔ باوجود اس حال کے بھی انہوں نے اپنے فرائض
 شاہی کے ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ اور اپنی ہمت اس میں صرف کی۔ درزن تو ایک مہینے
 کیو اسطے سینے کے لیے اپنی اشک ناک آنکھوں کے سبب سے معاف ہو سکتی ہو مگر ملکہ اتنی مدت
 تک کاروبار شاہی نہ کر سکیے لیے معاف نہیں ہو سکتی۔ سو ملکہ مغظمہ نے فقط اپنی سلطنت ہی
 کے فرائض کا ادا کرنا نہیں خستیا کیا بلکہ انہوں نے اپنی رعیت کی غمخواری اور غم گساری

میں بھی اپنا دل لگا یا پرنس نے مرنیکے چند ہفتے کے بعد ہی ہارٹ لی کا ہونٹاک حادثہ واقع
 ہوا تھا بسکا اور بیان ہوا کہ انہوں نے کقدر مصیبت زوون کے ساتھ غنچواری اور ولسوی
 کی۔ ملکہ معظمہ کی ساری اپنی زندگی میں ہی نہایت قلیل وقت ایسا پیش آیا کہ انکی ملکے انکے
 حق میں انصاف کم کیا اور سب بات کو مان لیا کہ انہوں نے اپنے شوہر کے غم میں افراط کی اور اسکی
 برت کو اتنا بڑھایا کہ طبیعت بشری کا مقتضاد اسکو جائز نہیں رکھتا۔ یہ بات عجیب تھی مگر سچ تھی
 کہ رعایا انکے ساتھ جیسی گراگری سے ہمدردی کرتی تھی۔ اس میں تھوڑے دنوں تک وہ کوتاہی
 کرنے لگی۔ جب کسی کا کوئی عزیز مرنا ہو تو اسکے دلپر صبرِ عظیم پہنچتا ہے اور اسی ایک کلمہ کا عالم
 طاری ہوتا ہے مگر اور آدمی صاحبِ ماتم کے ساتھ ایک لمحہ کے لمحہ شریک بنج ہو کر اپنے کاروبار
 و عیش و نشاط میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جب مدت کے بعد لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ صاحب
 عز اپنی عزاداری کو چھوڑنا نہیں تو وہ اسکے ساتھ ہمدردی کرنے میں تھک جاتے ہیں اور
 اسپر خفا ہوتے ہیں حقیقت حال ابنِ دو واقعیتوں کو بتلاتا ہے اول اس واقعیت کو کہ ملکہ
 معظمہ نے اپنے ضروری فرائض سلطنت کو ادا کیا اور اپنی دلی ہمدردی رعایا کے ساتھ دکھائی
 کہ کونسل میں صدر نشین ہونے اور تمام پبلک معاملات کے سرانجام کرنے میں اہل کونسل کے
 ساتھ شریک ہونے دو سرے اس واقعیت کو کہ عیش و دست و طرب اندوز سوسائٹیوں کی
 وہ صدر نشین نہیں ہوتیں۔ بس اس سوسائٹی کے خوش وضع اور عیش طلب بانکے آدمی ملکہ
 معظمہ کی صدر نشینی شیر اپنی مجالس کو بن دو لہا کی برات جلتے تھے اور بھتے تھے کہ انہوں
 نے ہم کو اس طرح چھوڑ دیا کہ جیسا گڈیہ بیٹرون کو چھوڑ دے کہ وہ اپنے گدھے پر سے جہان
 چاؤں کو اوارہ گروی کریں وہ ہمارے سر پرست ہو کر نہیں بیٹھتی تہیں کہ ہماری حماقتوں کو
 روکتیں اور ہمارے اخلاق و ادب کو درست فرمائیں۔ ہماری خود داری میں ہوا سی پیدا کریں
 مگر اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ ایک عورت ماتم نشین ہو اور ملکہ ہو جو جلیل القدر
 معاملات سلطنت میں مصروف ہو تو اسکی ذات خاص کے لیے نامناسب ناممکن ہو کہ وہ
 کابل و جود و عیش و دست گروہ کی خوش و ضعیوں اور طرح واریوں و بناؤں منگوار و زیب
 زینت کی اصلاح میں کیا کرے۔ ہر شخص جو ذرا سی سمجھ رکھتا ہے آسانی سے سمجھ سکتا ہے

کہ ملکہ معظمہ نے عیش و طرب کی باتوں سے منہ پھیر لیا اور جان لیا کہ موسم لندن کے عیش و طرب کے پہلے کی گردش بلک کے لیے کوئی مہتمم بالشان کامیون کے چلانے میں کام میں نہیں آتی وہ ایک خفیف حرکت ہو۔ یہ سچ ہے کہ ملکہ نے ایک دفعہ اپنے بادشاہ کے حق میں انصاف کیا مگر یہ نا انصافی ملکہ معظمہ کی خصائل کی ایک منکھ تھی کہ انکی خلوت گزینی اور سوگ نشینی اور غم بیوگی کا دشمن انگلیب بند ہو گیا مگر اُسکے ساتھ ہی بالطبع وہ اپنے غم کرتا تھا کہ ملکہ کا غم سچی وفاداری کے ساتھ ہے جسکی شکین کسی طرح ممکن نہیں قوم کو اُسے شکایت یہ تھی کہ اُنہوں نے اپنی غم کی تکلیف کے مارے اپنی رعایا سے ملنا جلنا چھوڑ دیا جس سے رعایا کو بڑی خوشی ہوتی تھی اب نہ انکی سواری تھل و شان سے نکلتی نہ اسکی دونوں طرف آدمیوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ خوشی کے مارے نعرے لگاتے ہیں نہ وہ قومی تفریحات کی مجالس و تماشوں میں کیا ہوتی ہیں۔ کہ جسکے دیکھنے سے رعایا کا دل باغ باغ ہوتا۔ ان باتوں نے رعایا کی ناراضی کو پیش اور بنا دیا تھا۔ تفریح و عیش و طرب کے جلسوں کو کم کر دیا تھا۔ جب سٹیٹ کے سردار (ملکہ معظمہ) نے تمام تفریح و عیش و طرب کی باتوں کے لیے اپنے دل پر فضل لگا دکھا ہو اور ملاقاتیوں کے لیے اپنا دروازہ بند کر رکھا ہو تو سٹیٹ کی کوئی نمائش بڑی نمود کی نہیں ہو سکتی۔ لندن میں پرنس کوئنبورٹ کے مرتبہ بعد مئی ۱۸۶۲ء میں جو نمائش ہوئی۔ ہم نے اسکا اصل حال لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیسی اسیر اداسی کی گھٹا چھائی ہوئی تھی اور غم برس رہا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ملکہ معظمہ نے جو اپنے سوگ کو بڑھایا تھا اس سے اہل ملک کا دل مجروح ہو رہا تھا۔ مگر اب اس بیوگ کی مدت ختم ہونے کو تھی۔ پرنس ویز کی شادی کا زمانہ عنقریب آگیا تھا۔

بار بار یہ کہا گیا ہے کہ ملکہ معظمہ کو یہ عزت جاوید حاصل ہوئی ہو کہ اُنہوں نے اپنی اس خلوت نشینی کی مدت دراز میں بھی پبلک کامیون میں اپنی پوری توجہ کی۔ کے بی نٹ کا ایک وزیر کہتا ہے کہ ملکہ معظمہ کیسی بہکو انتظار میں نہیں بٹھایا۔ وہ چند ہفتے تک نہایت خستہ حال شوکتہ بال ہیں۔ پھر وہ اپنے شاہی کاروبار میں محنت پرست و سادہ رہنے لگیں۔ تمام مراسلات کا مطالعہ فرماتیں۔ سٹیٹ کے تمام کاغذات اول سے آخر تک پڑھتیں۔

جس کے سبب انکے قواعد عقلیہ پر زیادہ زور پڑتا اور ہر قسم پر انکو اپنا شوہر یاد آتا کہ وہ موجود
 نہیں ہو جا اپنی روشن دماغی اور جوت طبع کی اعانت سے مضمون کے سمجھنے کو آسان کرتا
 کبھی ایک شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ ملکہ مغظمہ کی شانہ رائے میں کچھ فور آیا۔ اور پہلے کی
 نسبت وہ کام اچھی طرح نہیں کرتیں۔ مدون تک ملکہ مغظمہ کا مقصود اسلی یہ رہا کہ وہ دنیا پر اس
 بات کو ثابت کر دیں کہ انکی اول میں برس کی سلطنت میں جو کام ہوئے تھے وہ سب کے سب
 پرنس کے ساختہ و پرداختہ تھے۔ اگر ہم ملکہ مغظمہ کے اس بیان کو سچ بھی مان لیں تو بھی ملکہ
 مغظمہ کبھی ادروں کے ماتھ میں کاٹھ کی پتی نہیں بنیں کہ کاغذوں پر دستخط کر دیں۔ اور نظروں پر
 بغیر اپنی شوکت و ہیبت دکھائے لکھ دیں۔ وہ اپنے عزیزوں کے ماتھ میں کٹ پتی اس قسم
 کی بنیں کہ وہ خود حکمرانی کا ادعا کریں جسکے مادی ورہنا اور ہون۔ برطانیہ عظم اور تمام دنیا جانتی ہو
 کہ ملکہ مغظمہ کی یہ حالت کبھی نہیں ہوئی۔ ملکہ مغظمہ اپنی سلطنت کے ہیون کو پراس طرح چلانے
 لگین جس طرح وہ پہلے چلتے تھے وہ خود اپنی جگہ پر پیر لگین۔ کسی کسی کے منہ سے یہ بات نہیں
 نکلی کہ معاملات سلطنت کے سمجھنے میں انکی فہم میں ذرا سا بھی قصور آگیا ہے۔ یا انکی رائے ناقص
 ہو گئی ہے اور انکی آزاد رائے باقی نہیں رہی۔ مدبران سلطنت اس دنیا سے رحلت کر گئے انکے
 سوانح عمریان خوب تنقیح و تشریح کے ساتھ لکھی گئیں۔ بہتے ان میں محض زائد دنیا پر ظاہر کیے
 گئے۔ بہت سی ان میں یادہ گو بیان کی گئیں مگر کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ یہ کہتا کہ مانے
 افسوس ہو کہ پرنس کو نورٹ چل بسا جو ملکہ مغظمہ کی رحلت کے فو اب پر قائم رکھتا اب کاروبار
 سلطنت اور طرح سے ہونے لگے۔ اور ملکہ مغظمہ کی ہیبت و معطوت کم ہو گئی۔ رعب و اب جاتا
 رہا۔ مان ملکہ مغظمہ خود خاوند کے جوش محبت میں اس قسم کی باتیں کہی کہی کہتا کہ تین گراولیا
 دولت میں ایسی بات کہی کہ کچے طور پر ہی نہیں بھی گئی۔ ملکہ مغظمہ کا یہ کمال انکسار نفس تھا کہ وہ
 اپنے کاموں کے کرنے کو ملاتی تھیں اور اپنے بچے دل سے انکو شوہر سے منسوب کرتی تھیں مگر
 اسپین و فرانسیسی استبداد نہیں کہ پرنس ابرٹ نے اپنی شاگرد ملکہ مغظمہ کو ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ
 اپنی لیاقت کے بل پر استیادہ ہوتی تھیں۔ پرنس کے تمام دانشمندان کاموں میں خود ملکہ کی دستبرد
 کی آئینہ پرنس پر ہوتی تھی +

موت خواہ کیسی ہی اندوہناک اور ہولناک ہو وہ زندگی کی قدرتی رفتار میں جرح نہیں پیدا کرتی۔ ماتم زدہ خاندان شاہی میں سے ہر ایک رکن اپنا اپنا کاروبار کرنے لگا جس کا بیان پہلے اپنے موقع پر کیا گیا ہے اور آئندہ کیا جائے گا۔

۱۸۶۴ء عیسوی

اس سال کے شروع میں ملکہ مظفر نے یہ مژدہ مسرت افزا سنا کہ ۱۰ جنوری ۱۸۶۴ء کو بڑی صاحبزادہ کے بیٹا پیدا ہوا۔ پانچ مہینے اس مودود مسعود کی توقع تھی کہ وہ بیٹا پیدا ہوگا۔ اس لیے فروگ مورین جان اس وقت شہزادی ویلز مقیم تھیں کچھ سامان زچہ خانہ کا ملکہ مظفر نے بہو کے لیے نہ تیار کیا تھا نہ وہاں دائی تھی نہ ڈاکٹر نہ بچے کے پہننے کے کپڑے۔ وڈسر کے ڈاکٹر مسٹر ہرون شہزادی کے پاس موجود تھے۔ وہ اس بچے کو دنیا میں لائے جس کے لیے کہا گیا کہ وہ نمائ ہوگا اور پانچ سو پندرہ سالانہ پائیگا۔ وہاں لیڈی میک کلیس فیلڈ موجود تھیں لکنے بہت سے بچے پیدا ہوئے تھے انہوں نے شہزادی کے زچہ پنے میں بہت اچھی طرح خبر گیری کی۔ شہزادی کے تین گھنٹے میں بچہ پیدا ہو گیا۔ ممانوں کے بلائے کیلئے وقت بھی نہیں ملا۔ شہزادی بیٹھی ہوئی برف پر پسٹنے کا تماشا دیکھ رہی تھیں۔ چار بجے تک فروگ مورین بھی گھر واپس نہ آئی تھیں۔ یہاں آتے ہی دروازہ اٹھا اور بچہ پیدا ہو گیا۔ اوسویرن میں ملکہ مظفر کے ہاتھں ہیا گیا کہ پوتا پیدا ہوا۔ دوسرے دن فروگ مورین اور وزیر کی بھیڑ لگ گئی۔ مبارک مبارک سلامت سلامت کی دھوم مچی۔ ساری سلطنت میں اس سے بڑی خوشی و مسرت ہوئی۔ کہ وراثت سلطنت کا سلسلہ مسلسل ہو گیا۔

جب لندن میں یہ خوشخبری آئی تو ڈیڑھ پون کی دوہری شلک ہوئی۔ ۱۰۔ پانچ کوشنراؤ ویلز کی شادی کی پہلی سالگرہ تھی۔ اس تاریخ کو بڑی دھوم دھام و شان و شکوہ کے ساتھ اس شہزادہ کو صطباغ دیا گیا۔ اعد البرٹ و کٹرکشن ایڈورڈ نام رکھا گیا۔ اس صطباغ کے لیے جیسی کہ گویا کی آر استگی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے کسی نہیں ہوئی تھی۔ ملکہ مظفر نے صطباغ کے دن پوتے کو داد لی ایک چھوٹی سی سٹی ٹیوڈی جیپرائیل کی آیتوں میں نصلح و اندز بھی ہوئی تھیں جسے کہ انسان نیکی و داناتی و خدا پرستی کا سبق سکھا جو یہ تختہ بھی عجیب و غریب تھا۔

جس روز قصہ کنگم میں پرچش عالی شان ہوا۔ اسکے دو سر دن شیف فیلڈ کے
 وارٹر ملک کا حوض شکستہ ہو گیا جس سے پانی ایسا پھیلا کہ اُسے دو سو ستر جانوں کو بھرنا
 میں غرق کر دیا۔ دس لاکھ فوڈ کے حساب پر پانی پہر گیا۔ اس حادثہ سے ملکہ مظہر کا دل ہل
 گیا۔ شیف فیلڈ اور لنڈن میں مصیبت زدوں کے لئے چندہ کو لا گیا۔ ملکہ مظہر نے خود دو سو
 پونڈ چندہ کے پیسے اور غربا کی نہایت غمخواری اور دلداری کی اور چندہ کا حال پوچھتی رہیں۔
 ہونی کلچرل سوسائٹی نے پھولوں کی نمائش کی تھی۔ مگر موسم بڑا خراب تھا۔ جسکے
 سبب اس نمائش پر اوس پٹرنگی اور رونق نہ ہوئی۔ ملکہ مظہر بڑا گھماتا مئی لباس پہنے ہوئے
 آئینہ کا چہرہ ایسا اوس غمزہ نہ تھا جیسا کہ وہ رہتا تھا۔ وہ اس نمائش میں لارڈون اور
 لیڈیون سے بات چیت کرتی تھیں۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ ملکہ مظہر خاندانی وفات کے بعد پبلک
 میٹنگ شریک ہوئیں۔

۱۹۱۷ء میں پریش کو سنورٹ کا انتقال ہوا تھا اب تک یہ سالگرہ قدیمی رسموں
 کے موافق نہیں ہوتی تھی۔ مگر اس سال میں وہ بڑی دہوم دام سے رسوم کے موافق ہوئی
 پارک اور ٹور سے معمولی مبارکبادی کی توہین چھوٹیں سپاہ کا معائنہ ہوا۔ شہر میں روشنی
 ہوئی گرجاؤں میں گیتے بچے۔

مئی سے اگست تک شہزادی لوئس ملکہ مظہر کے پاس رہیں جب موسم خزاں آیا
 اعد پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی ہوا۔ تو اولیائے دولت سکوٹ لینڈ کو روانہ ہوئے۔ ۲۸ اگست
 کو ملکہ مظہر نے اٹمائے سفر میں پرتھ میں تقسیم ہوئیں کہ خادموں نے ٹوکے کوٹنے کی بجائیں
 صدر نشین بنے۔ اس سہم کے قتل کے بعد لارڈ پرووٹ روس کو نائیٹ کے خطاب سے سرفراز کیا۔
 وہی اس جلسہ کے بانی مبنی تھے۔ ستمبر کے شروع میں شاہزادہ ویلنٹ اپنی بی بی کے ڈنمارک روانہ
 ہوئے۔ ملکہ مظہر نے آرام لیا۔ مگر انکو یہ تکلیف دہ تھی کہ وہ فرٹز ملر کی جان بچائیں۔ اس نے ایک نیک
 کے سکرٹری برکس کو قتل کیا تھا۔ ہرچند قاتل کی سفارش میں ملکہ مظہر کے پاس بہت بڑے
 خطوط آئے مگر انہوں نے عدالت میں دافلت کر دیے انکار کیا۔ قاتل اپنے کیف کردار کو
 پہنچا۔

ایک صد ہزار کار کا واقعہ ہوا

پولین کی نمائش میں ملکہ مظہر کا
 قدم بڑھ گیا

سالگرہ ملکہ مظہر

۱۹۱۷ء میں ہوا

اس وقت میں ملکہ مغطرہ اور شہزادی لوئس کے دو میان جو خط و کتابت ہوتی ہو اس
 معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوہستانی ملک میں ملکہ مغطرہ کو اپنی تنہائی کے اندر شوہر کی یاد و محبت
 و نڈھیر کے زیادہ آتی تھی۔ و نڈھیر میں پولیسٹیکل معاملات پر زیادہ توجہ کرنی پڑتی تھی۔ اس سبب
 ول اور اس رہتا تھا اور ہول اٹھتے تھے اُن کے لبوں پر خیال آتا تھا کہ کاش آج شوہر زندہ
 ہوتا تو وہ چھوٹے بچوں کی تعلیم مناصب عالیہ کے لئے اپنے دانشمندانہ تدابیر سے کراتا یہ اپنے
 خیالات ملال امیسنر اپنی بیٹی شہزادی لوئس پر ظاہر کرتیں۔ اس باب میں شہزادی نے اپنے
 خط مورخہ ۲۰ ستمبر میں یہ ایک فقرہ لکھا کہ آپ جو میرے چھوٹے بہن بھائیوں کے باب میں
 ارشاد فرماتی ہیں بالکل سچ ہے جیسی کہ اور بچوں کو باپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ
 چھوٹے بھائیوں اور بہن پٹیرائس کو باپ کی ضرورت ہے۔ باپ انکا دوست بھی تھا ساتھ کیلئے
 بھی تھا بس باپ کا مرنا ہمارے لئے ایسی مصیبت ہو کہ کوئی اور مصیبت اُسکے برابر نہیں ہوتی
 جتنا وقت گزرتا جاتا ہے اتنی ہی ایسی ضرورتیں پیش آتی ہیں جنکے لئے باپ کا ہونا ضرور ہے
 ایلئے باپ کے نہ ہونے کا رنج و زبرد بڑھتا جاتا ہے ۴۰

نومبر میں شہزادی لوئس کے بیٹی پیدا ہوئی۔ ۲۰۔ نومبر کو بیٹی نے مان کو خط لکھا
 کہ ہم دونوں میان بی بی کو اس خبر کے سننے سے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ٹھو پر سوار ہو کر باہر
 جایا کریں گے۔ اور بروں آپ کے ہمراہ جایا کرے گا۔ یہ جو آپ کے لئے انتظام کیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے
 کہ باہر سوار ہو کر پھر نیسے دل بہلے گا۔ آپ کے رگ و پے میں تو انائی آئیگی میں مدد سے یہ چاہتی تھی
 کہ کوئی بات اس قسم کی ہو مگر فقط گھوڑی پر سوار ہونا ہی ماضیہ کے لئے کافی نہیں ۴۰

۱۸۶۵ء
 عیسوی

۱۸۶۴ء میں ریلوے کے حادثات کثرت سے واقع ہوئے جن میں بہت سی جانیں تلف ہوئیں
 ملکہ مغطرہ نے اپنا حسن و مذاق کا زور ریلوے کمپنیوں کے ڈائرکٹروں پر ایسا ڈالا کہ وہ ان
 حادثات جان ربا کے انصاف کے درپے ہوئے۔ ملکہ مغطرہ نے سر چارلس کپاس اپنے احکام
 پہنچے کہ وہ ریلوے کی کمپنیوں کے ڈائرکٹروں کو ہدایت کریں کہ پچھلے زمانہ میں ریل کی

مختلف لیون پر سخت حادثات واقع ہوئے ہیں۔ ملکہ معظمہ کو ایسے ہی کہ کمپنیوں کے ڈائرکٹر کٹر
 ہر طرح سے ایسے وسائل پیدا کرنے کے سبب سے ایسے حادثات کا اندر ادھر ادھر مسافر
 کی کم بختی نہ آیا کرے۔ ملکہ معظمہ جو ڈائرکٹر ہون کی توجہ اس طرف دلاتی ہیں وہ کچھ اپنی غلط
 کے لیے نہیں کہ انکو مقرر میں خطر نہ ہو کرے وہ خوب آگاہ ہیں کہ جب وہ خود سوار ہوتی ہیں تو
 غیر معمولی احتیاطیں انکے سفر کیلئے کیجاتی ہیں مگر وہ ان احتیاطوں کو اپنے کنبہ کیلئے اپنے ملازمین کو اپنے
 جو کاموں کے لیے جاتے ہیں اور کل مسافروں کے لیے چاہتی ہیں۔ وہ اپنی اسد نظر کرتی ہیں کہ انکے سفر کے لیے جو
 احتیاطیں کیجاتی ہیں وہ آئندہ سبب فزون کے لیے کیجاتی ہیں۔ یہ کہ کمپنیوں کے ڈائرکٹر ہون پر حضرت علی اکبر
 باکے ظاہر کر دینی کچھ ضرورت نہیں جو وہ خود چاہتی ہیں کہ اس ملک کے مسافروں کے سفر کیلئے ٹیکہ اور اجازت
 نے لے رکھا جو جسکی بڑی جلد ہی انکے ذمہ ہو فقط باوجودیکہ ۱۹۶۵ء میں ملکہ معظمہ خلوت نشین تھیں مگر اس
 میں ہی رعایا کی ہمدردی کا ایسا خیال تھا کہ یہ کہ کمپنیوں کے ڈائرکٹر ہون کو ایسی ہدایتیں کیں +

ایسی شہادتیں موجود ہیں کہ ملکہ معظمہ کی خلوت نشینی میں انکے انتظامات خانگی
 ڈھیلے ڈھالا ہو گئے تھے۔ قصہ کنگم کے ایک دیوار میں غیر سلطنتوں کے کل سفیر مع
 کے بلکے گئے۔ انکے بلانیکے کارڈ جو بھیجے گئے ان میں عورت مرد کے لیے ایسے استعمال میں آئے
 جو جانوروں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں جکے دیکھنے سے سفیرین کو وحشت ہوئی یہ الفاظ
 ایسے تھے جیسے کہ ہماری زبان میں زرمادہ کے الفاظ میں جو آدمیوں کے لیے مستقل نہیں
 ہوتے بلکہ جانوروں کے لیے۔ مگر ملکہ معظمہ نے ان لایسنے الفاظ کے استعمال کا معاوضہ
 اپنے محاسن حسنات سے ملاقات میں ایسا کیا کہ سفیروں کے دونوں سے الفاظ کے استعمال
 کا کمال مٹ گیا۔

۱۴۔ بلج کو ملکہ معظمہ نے بروٹن کا اسپتال مدقوقون کا معائنہ کیا اور بیماروں کے
 ساتھ نہایت غمخواری اور ہمدردی کے ساتھ باتیں کیں۔ ملکہ معظمہ کا ارادہ ہوا تھا کہ آئر لینڈ
 میں جا کر انٹرنیشنل نمائش میں خلقت کو اپنے دیدار سے مشرف کر کے خوش کریں مگر
 ایسے واقعات پیش آئے کہ انکا یہ ارادہ پورا نہ ہوا مگر انکو اس نمائش کے ساتھ ایسی دلچسپی
 کہ انہوں نے اپنے بچائے شہزادہ ولیز کو بھیجا کہ وہ ۹ مئی کو اس نمائش کو کہوے۔ ۳ جون

ملکہ معظمہ کے ایک اور پوتا پیدا ہوا۔ جو لائی کو اسکو بصلطع دیا گیا۔ وہ خود اس میں جو
تین اہم بیٹے پوتے کا نام جانج الفرو آرمٹ البرٹ رکھا۔ ۶۔ اگست کو دوسرے شہزاد
الفرو کے کون فریشن کا جشن بڑے تجل و شان سے ہوا اور وہ فوجی سیکس کو برگ کو تھا
کے وارث اس سبب سے قرار پائے کہ وہ ان کا ڈیوک لاوڈ تھا۔

۸۔ اگست ۱۸۶۶ء کو ملکہ معظمہ شہزادہ لیو پولڈ اور شہزادیان ہلینا۔ لوئس۔ ٹیریسی
کو ساتھ لیکر انگلینڈ سے جرمنی جانے کے لیے روانہ ہوئیں۔ ۸۔ اگست کو کو برگ میں آئین
خوڑا روزناؤ میں تشریف لے گئیں۔ شہر میں ہر مکان ہر مکان پہولون اور سیرتیون
خوشیا کیا گیا تھا۔ جا بجا جھنڈیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ چوک میں سپاہ کھڑی تھی مدرسون کے
خوشدل طلبہ اور ہزاروں تماشائی اس پاس سے اکڑ جمع ہوئے تھے۔ غرض ان سب باتوں
نے اپنا ایک جلوہ دکھایا تھا۔ چار بجے کے بعد گرجاؤں میں خوشی کے گھنٹے بجے۔ قلعہ پورین
چھوٹیں۔ عینڈ بچے شروع ہوئے۔ ملکہ معظمہ کی سواری کے گرد چیر زکا وہ غل شور تھا کہ ان
بہرے ہوئے جاتے تھے۔ ملکہ معظمہ اپنا سارا ماتمی لباس پہنے ہوئے تھیں۔ گرینڈ ڈیوک
بے ان کا استقبال کیا۔ ملکہ معظمہ نے اسے ماتھ ملایا۔ اول تو حقیر کی نیائی ہوئی مناجات گائی گئی
کہ خدا ہمارا حصن حصین ہے۔ ۶۔ اگست کو پرنس کوں سورٹ کی سالگرہ کے دن ایک اشارہ
پر شے ٹیو سے نقاب اٹھایا وہ مجلاہ روز کی نبی ہوئی شہر کے چوک کے بازو میں قائم ہوئی تھی اسم
خران کی دوپہر کی وہ پمین درخشان و تابان نمودار ہوئی۔ وہ دس فیٹ بلند رکھی گئی تھی
اور اس میں پرنس کا ایک ماتھ نمایش اعظم پر رکھا ہوا بنایا گیا تھا۔ ملکہ معظمہ اس کے پچوٹے پہولون
کے مجھے اور ڈیوک کو دیئے اس نے شے ٹیو پر چڑھائے۔ وہ ایسے اونچے ہوتے گئے کہ
سٹے ٹیو کے پاؤں تک پہنچ گئے۔ ایک طویل ایڈریس پڑھا گیا۔ ملکہ معظمہ ۸۔ ستمبر کو روزناؤ
سے روانہ ہوئیں۔ راہ میں تھوڑی دیر شاہ لیو پولڈ سے ملکر جازمین سوار ہوئیں اور وول چر کو
روانہ ہوئیں۔

شہزادی ایلانیس نکستی مین کہ میری مان کے مین برس بیوگی کی حالت میں بڑی تمنی
سے کئے گئے مگر اسکے بعد غم کے طوفان کا انار آیا۔ اس سے انکی سٹوریو وینڈنگ (چاندی کی مٹا دی)

ہولی اور مان باپ کے گریبے اور بچوں کے بچے ہوتے اور بالکل ایک نیا گھر معلوم ہوتا۔ میں نے انکو اس بات کو یاد دلایا مگر اس سے انکے دہر کوئی کچھ کا نہیں لگا۔

اس سال کے موسم خزاں کے بڑے مھے ستمبر و اکتوبر میں ملکہ مظفر باہویرل میں رونق اُٹھ رہی تھی۔ وہ یہاں ان ہی مقامات کی سیر و درافت کرتی تھیں جن میں وہ شوہر کے ساتھ سوا ہو کر یا پیدل ہو کر تفریح کے لئے سیر کرتی تھیں اور ان اپنے عیش کے دنوں کو حسرت کے ساتھ یاد کرتی تھیں جو اب پھر نہیں آئینگے۔ ڈچس آتھو لو اب ہی رائڈ ہوتی تھیں۔ انکے پاس چند روئے کے لئے ملکہ مظفر شریف کے گھین۔ وہ لکھتی ہیں کہ ڈچس کا مکان چھوٹا سا بہت خوشنما شہر سے باہر ایک خوبصورت وسیع قطعہ میں دریا کے پاس واقع تھا۔ اسکے پاس پارک میں ۲۳ برس ہوئے کہ جیسے لگائے گئے تھے۔ اور ان میں ڈیوک نے میر اور میرے شوہر کی دعوت بڑی ہی ہم دام سے کی تھی اور یہاں اول دفعہ شہزادہ اور شہزادی ہسی اٹنے ملنے آئے تھے۔ یہ دونوں ہولی کے درمیان اسی سال مبتلا ہوئی تھیں۔ وہ ایک دوسری کا غم بٹاتی تھیں۔ بال ہویل میں بلکہ مظفر کی آرام سے گزرتی تھی۔ حاضری ایک بیٹی کے ساتھ کھاتی تھیں۔ اور پنج شہزادہ بی بی جو اب ویرلڈ یون کے ساتھ کھاتی تھیں۔ وہ سواری میں پھر تین گھوڑے پر سوار ہوتی کشتی میں سوار ہوتی بعض اوقات بارشس اس کہ میں خوشنما قدرتی جلوہ گاہوں کی سیر فرمیں لوگوں سے دوستانہ باتیں چیتیں کرتی تھیں۔ کتاب میں پڑھتیں۔ اس سال کے آخر میں یہ اطلاع ہوئی کہ سیلوسنگ ہول سنگٹن کے شہزادہ کرشچن سے جو ڈیوک آسن برگ کا دوسرا بیٹا ہے شہزادی ہسینا کی شادی ہوگی۔ فروگ موران نے دو لہا وولہن کے رہنے کے لئے تجویز دیا کہ وہ انگلیسٹن میں رہیں۔

خانہان شاہی پر موت اپنا سایہ ڈال رہی تھی کہ وہ دسمبر کو شاہ لیو پولڈ کا چہتر برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ ملکہ مظفر کو اپنے ماموں سے نہایت محبت تھی وہ انکو اپنا سگا باپ سمجھتی تھیں۔ جب وہ تخت نشین ہوئی تھیں۔ وہی انکے مشیر مومتن دوست تھے اس باپا کی لاف بجائے خود ایک تاریخ ہے جو خدا کی سلطنت و مملکت و سعت نہیں رکھتی تھی مگر مہات عظیم میں کوئی بڑی سلطنت بغیر بکے صلاح و مشورے کے کام نہیں کرتی تھی وہ شہنشاہ

فرانس کے داماد تھے۔ ملکہ مغظمہ کے مامون تھے۔ اس سبب سے اور اپنی عقل و فزائگی و فیکٹائی کی وجہ سے کل یوروپین انکار و اب و بڑبڑا تھا۔

انگلینڈ میں یہ بڑی غمناک خبر آئی کہ ابراہام لنکن پریسڈنٹ امریکہ کو کسی شخص نے مار ڈالا۔ مقتول کی بی بی کو ملکہ مغظمہ نے اپنے ہاتھ سے تعزیت نامہ لکھا اور دونوں ہوس لائوس کو کانس کی طرف سے ملکہ مغظمہ کے حضور میں اس منحوس اقدہ کی نسبت ایڈریسین پیش ہوئیں۔ ملکہ مغظمہ نے ان ایڈریسین کو واپس کیا اور اس کے ساتھ یہ جواب دیا کہ آپ نے جو اپنے ایڈریسین میں یونائیٹڈ سٹیٹس کے پریسڈنٹ کے قتل کے باب میں اپنا دلی دعوہ ظاہر کیا ہے میں بھی اسے شریک ہوں۔ اور میں نے اپنے وزیر کو جو ویشنگٹن میں رہنا ہے ہدایت کی ہے کہ وہ اس ملک میں گورنمنٹ سے عرض کرے کہ آپ نے جو مہم دلی ظاہر کی ہے اس میں میں اور یسری ساری حلیا شریک ہے۔

۱۸۶۶ء عیسوی

۶۔ فروری ۱۸۶۶ء کو ملکہ مغظمہ نے بذات مبارک پارلیمنٹ کو کھولا۔ اس میں وہ اپنی آئینہ گھڑیوں کی شاہی سواری میں تشریف لائیں۔ ان کا استقبال بڑی شان و شکوہ سے ہوا۔ انہوں نے اپنا شانانہ لباس جو تخت پر رکھا ہوا تھا نہیں پہنا اپنا پیچ بھی خود نہیں پڑھا۔ اسکو لارڈ چنسلر نے پڑھا۔ شوہر کے مرنے کے بعد یہ پہلی دفعہ تھی کہ سٹیٹ کی رسم میں ملکہ مغظمہ معاون ہوئیں۔ آپر ہووس میں شہر لویان کے برق کے لباس چکے تھے پیٹرون کی پوشاک میں جدا اپنی بہار و کمار ہی تھیں۔ غیر سلطنتوں کے سفیر اپنی چمکدار رویاں پہنے اور تھے لکائے بیٹھے تھے غرض تشریف جلوہ گاہ بن رہا تھا۔ جس میں صفت کی آنکھیں روشن ہوتی تھیں۔ کانس ہووس میں مہربان شنگا ہون کے لئے چلا رہے تھے۔ ملکہ مغظمہ کے دماغ میں ایسا ضعف آیا کہ انکو دماغ کی اصلاح کے لئے یہ صلاح دی گئی کہ وہ اوس ہورن میں تشریف فرما ہوں۔ شہزادی لوئیس اپنی ماں کو کہتی ہیں کہ اس خیال سے مجھے خوشی ہوتی ہے کہ اوس ہورن میں بعد واقعہ ناگزیر کے آپ راحت و آرام سے رہتی ہیں۔ اب گویہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارا عزیز باپ اس بات پر فخر

ابراہام لنکن پریسڈنٹ امریکہ کا قتل ہونا۔

پارلیمنٹ کا کھلنا

یہ کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہ وہ اور دن کے لئے ایک جری مثال ایسی بنے کر لے دیکھ کر لوگ اپنے فرائض کے ادا کرنے میں ہچکچاہٹ نہیں۔ یہ آپ ہی کی ذات کی خوبی ہے کہ آپ اپنی اس غمزہ حالت میں اپنی قوم کے ساتھ بے انتہا ہمدردی کرتی ہیں۔

شہزادی ہلینا کا سیلیوس بروگ ہول شنگٹن سوئڈن برگ کے شہزادے کے شہنشاہ سے شادی ہونے کا وقت قریب آگیا تھا۔ اور ملکہ مظہر نے اپنی سچ میں اسکا اعلان بھی کر دیا تھا۔ اسلئے ملکہ مظہر کے طرف سے پارلیمنٹ کے دونوں ہوس میں درخواست کی گئی ہے کہ شہزادی کے لئے اور نیز شہزادہ الفرد کے لئے جسکا کو نفریشن ہو گیا ہے وظائف وغیرہ تجویز کیے جائیں۔ سٹرگلینڈ سٹون نے اس درخواست کو کامنس ہوس میں پیش کیا۔ اور شہزادی ہلینا کی نسبت فرمایا کہ انکی یہ ایک خاص خدمت ہو کہ جب ملکہ مظہر پر مروج فرما مصیبت واقع ہوئی ہے تو وہی سب سے بڑی ناک خدا شہزادی ملکہ مظہر کے کاشانہ شاہی میں تھیں اس امتحان کے وقت میں شہزادی کی ساری صفات حمیدہ و فضائل پسندیدہ کا ظہور ہوا۔ انکی قوت و دانائی و نرم ولی کی آزمائش ہوئی۔ اسوقت صاحب ممدوح نے شہزادی ایلایس کی خدمت گزاری و پرستاری سے لاعلم ہو کر یہ کہا کہ اسوقت ہلینا نے اپنی نامور ماہ کی خاطر داری و دلدارائی میں اپنی جرات و ہمت دکھائی۔ اسلئے میں یہ امر وٹ کے لئے پیش کرتا ہوں کہ شہزادی کا وظیفہ چھ ہزار پونڈ سالانہ علاوہ میں ہزار پونڈ جہیز کے مقرر کیا جائے۔ اس درخواست کو سینیٹ نے منظور کر لیا۔ اور ملکہ مظہر نے اس منظوری کی قدر شناسی فرمائی۔ ۵۔ جولائی کو ڈیڑھ گھنٹہ کے چمپل میں شہزادی کا نکاح ہوا۔ گرجا میں بڑی دھوم و دھام سے برات گئی۔ ملکہ مظہر بڑی گراں بہا کلاہ اور اپنے زیورات پہن کر آئیں۔ انہوں نے خود وٹمن کو دو ہلاکے حوالہ کیا۔ اور دونوں نوشتہ و عروس اور سبوروں کو روانہ ہوئے۔

شروع سال میں ملکہ مظہر کو شہزادی لوئس کی مالی حالت سے بڑا تردد پہنچ گیا ہوا اگرچہ شہزادی خانہ داری کے انتظامات میں بڑی کفایت شعار و جرسس تھیں مگر یہ فیاضانہ وظیفہ اور جہیز انکو کامنس ہوس نے دیا تھا وہ انکے شوہر کے کارخانجات کی ضروری چیزوں کے لئے مکتفی نہ تھا۔ شہزادی کی طبیعت میں شرافت ایسی تھی کہ وہ ان شکایتوں کے کرنے سے

محض نا آشنا تھی جسے کہ اور دن کے دلوں کو رنجش ہو۔ ایسے وہ اپنی مشکلات کو ملکہ معظمہ سے چھپاتی تھیں۔ لیکن یہ بابت نبخہ نہ سکی غریب آدمی کو اپنا ملکہ گننا پڑتا ہے۔ ناچار مان پر اپنا اظہار کرنا پڑا۔ ڈرامہ شفاف سے ۱۸-۱۹ پارچ کو انہوں نے اپنی مان کو یہ خط لکھا کہ ہم اپنی کفایت شعاری سے رہتے ہیں کہ کمین جاتے نہیں۔ اور بہت آدمیوں کے لئے نہیں تاکہ سال بہر میں خراج کی بچت جبقدر ہو سکے ہو آخر دفعہ جو ہم انگلیک نڈین تھوڑے دنوں کے لئے آئے تو خرچ کے مارے بڑے زیر بار ہوئے ہم نے اپنے گھوڑوں کی چار گاڑیاں بیچ ڈالیں اور اب چھ گاڑیاں باقی رکھی۔ جن میں سے دو گاڑیوں کی ضرورت ہمیشہ لیڈیوں کے تھی ایڈر میں جانی کے لئے اور ملاقات کرنے کے لئے رہتی ہے۔ ہم بعض لحاظ سے بڑے مفلس کہو ہیں لیکن ہم اپنی مفلسی کی تکالیف کا بوجھ آپ پر نہیں ڈالتے۔ گو آپ آسانی سے اسکی تحمل ہو سکتی ہیں فقط جب شہزادی کی سالگرہ آئی تو ملکہ معظمہ اپنی بیٹی کی بے دلتی ہولی نہیں۔ انہوں نے اپنی طبیعت کی سیائی اور ہمدردی سے نہایت خوش سلیقگی سے بیٹی کے ساتھ سلوک کیا۔ ۲۵- اپریل کو شہزادی اپنی مان کو خط میں لکھتی ہیں کہ میں آپ کی چند سطروں کی اور نقد کی اور خوشنما تحفہ کی ہزار شکر گزار ہوں میں اپنی سالگرہ سب چیزوں کو بہت اچھا خیال کرتی ہوں قصہ جنگلم میں بھی یہی ساری سالگرہ میں بڑی خوشی و خرمی کے ساتھ ہوا کرتی تھیں۔ نقد فرنیچر (اسباب آرائش خانہ) کی قیمت میں خرچ ہوگا جو لوئس نے خریدا ہے۔ ابوقت میں یہ نقد بھیجا یہ نسبت اور سب چیزوں کے زیادہ مقبول و پسند ہے۔ فرنیچر کا وہ حصہ جو آپ کے چاک خرید گیا ہے وہ سالگرہ کے تحائف میں شمار ہوگا۔ شہزادی ایک اور خط میں اپنی تکالیف کو وضاحت بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے لئے اور لڑکیوں کے لئے موسم گرما میں باہر جانی کے واسطے صرفت چوڑے کپڑوں کے مع کوٹن کے بنائے ہیں اور ان پر کچھ گلکاری نہیں بنوائی وہ سارے سادہ ہیں۔ بچہ جو پیدا ہونیوالا ہے اس کے لئے ضروری فلینل کی شالین بنائی ہیں۔ میں دائرہ خانہ کے حساب کا اور ہر چیز کا خود بندوبست رکھتی ہوں۔ جسکے سبب مجھے بہت کام کرنا پڑتا ہے اور لاڈ بڑھتی جاتی ہے۔ ایسے ہم کو آئندہ سالوں میں گھر کے خرچوں میں نہایت کفایت کرنی چاہیے فقط +

شہزادی کے گہر میں بہت جلد ایک بچہ کے زیادہ ہونے کی توقع تھی جس کے سبب سے ملکہ
 مظہر کے دل میں خیال آیا کہ شہزادی کے اوپر ان تازہ فکروں نے اور گہر کی خدمات کی افزائش
 نے اور تنگ دستی نے سوشل اور پولیٹیکل فرائض کے ادا کرنے کے لیے اس کو اور بوجھ زیادہ ڈال دیا
 جس کے سبب سے شہزادی کی صحت معرض خطر میں آ رہی ہے۔ اس لیے ملکہ مظہر نے اپنی جیلی فیاضی سے
 اپنی دختر کے زچہ خانہ کے انتظامات خود ایسے کیے کہ بیٹی کو گہر کی حیرانی و پریشانی سے نجات
 ہوئی۔ شہزادی اپنی ماں کو لکھتی ہیں کہ جناب کی بن نہایت ممنون ہوں کہ ڈاکٹر بریٹ کی فیس
 آپ دینگی۔ مجھے اس میں تامل تھا کہ میں اپنی آسائش و آرام کے لیے ڈاکٹر کو ایک رقم کثیر فیس میں
 دیتی۔ ایک اور خط شہزادی ماں کو لکھتی ہیں کہ جس آدمی نے ہمارا مکان بنایا تھا اس کا دوا و دیکھل
 کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کو روپیہ دیں تو وہ دوا لے کی آمنت سے بچے اور اپنا کام چلا
 ہو کہ دوا ہے کہ اس کا کام چلائیں۔ جب جنگ آسٹریا و پروشیا کے وقت میں اس شہزادی کے
 لڑکی پیدا ہوئی تو اس کی ولادت کے نو مہینے بعد شہزادی نے پھر اپنا حال ملکہ مظہر کی خدمت
 میں گزارش کیا کہ اس خوفناک وقت میں تشویشوں کے حج جو بیسے میری صحت کا حال
 اچھا نہیں ہے تو ملکہ مظہر نے سب سے چھوٹی تو اسی کا خچہ اپنے ذمے لیا جس کے سبب سے شہزادی
 بہت سے فکروں سے بچتی ہو گئیں۔ شہزادی کہتی ہیں کہ موسم خزاں میں ٹھوڑی سی تبدیلی
 آب و ہوا سے میری صحت کی حالت بہت اچھی ہو گئی۔ اگر ملکہ مظہر کی عنایت سے تھوڑا سا اور
 سفر کرنا ممکن ہو تو بہت ہی مجھے فائدہ ہو گا۔ فقط۔ تھوڑے دنوں بعد شہزادی پھر علیل ہو گئیں
 تو ۲۹۔ اگست کو پھر انہوں نے ملکہ مظہر کو لکھا کہ قیصر کی پہاڑی کی ہوا کھانی چاہیے۔ لیکن
 اب روپے کے نہ ہونے کے سبب اس کا ہونا ممکن نہیں۔ گو مجھے خاوند کے پاس ہونے کی بڑی
 خوشی ہے مگر مجھے اپنے پرانے انگلینڈ کی اور بالموویل اور اپنے گہر کی محبت بیمار کیے دیتی ہے
 لیکن زندگی کے معنی کام کرنا ہے نہ عیش کرنا۔ میں یہ بات روز بروز زیادہ سیکھتی جاتی ہوں
 کہ خدا تعالیٰ جو مجھے دے۔ میں اس کا احسان مانوں اس پر راضی ہوں۔ اب گھٹا کی جگہ وہ وہاں
 دیکھتی ہوں۔ ملکہ مظہر کی فیاضی جیسی کہ بیٹی کے ساتھ تھی ایسی ہی داماؤ کے ساتھ تھی۔ شہزادی
 ایک خط میں ماں کو لکھتی ہیں کہ ہم اس بات سے نہایت خوش ہیں کہ آپ لوہے کو اپنا پیشا

جانتی ہوں۔ وہ بھی اپنے تئیں آپ کا فرزند جانتے ہیں وہ اپنا بڑا فرض یہی سمجھتی ہیں کہ اپنے تئیں اس لائق بنائیں کہ آپ کے فرزند ہونے کے مستحق ہوں فقط ملکہ معظمہ نے اپنی سواری کا گھوڑا نہایت عمدہ دلاوا کو دیدیا جس پر وہ سوار ہو کر میدان جنگ میں جاتے گھوڑا اس سحر کر میں انکی مدد کرتا تھا۔ ۱۶ ستمبر کو شہزادی اپنی ماں کو تحریر فرماتی ہیں کہ آپنے لوئس کو گھوڑا عنایت کیا۔ ہمارا سارا گھر آپ ہی کے تحائف سے بہرا ہوا اور سچا ہوا ہے۔ ہمارے گھر کا ساز سامان انگلشی مہنڈا چاہیے۔ جب لڑائی کا خاتمہ پر ویش کی فتح پر ہوا تو شہزادی نے یہ خیال کیا کہ اب ہم تباہ ہو کر فقیر ہو جائینگے تو ملکہ معظمہ نے برلن کے کورٹ میں اپنی زبردست مہبت و دہشت کام میں لاکے صلح نامہ میں ایسی شرائط داخل کرائیں کہ وہ دلاوا کے خاندان کے حق میں مفید ہوئیں۔

مستر پی بوڈی ایک بڑا تاجر امریکہ کا تھا۔ سا لگزشتہ میں اسنے عطیہ عظمیٰ اسلیئے عطا کیا تھا کہ غریبوں کے مکانات اس سے ایسے بنا کے جائیں کہ جن میں رہنے سے انکو آسائش و آرام پہنچے۔ اس سال میں بھی اسی کام کے لئے اسنے ایک عطیہ عظیم عطا کیا تو ملکہ معظمہ نے خود اپنے ہاتھ سے اسکو یہ چٹھی لکھی۔

میں سنتی ہوں کہ آپ تھوڑے عرصہ میں امریکہ تشریف لیجائیں گے۔ مجھے افسوس ہوگا کہ آپ انگلینڈ سے چلے جائیں اور میں آپ کو یہ یقین نہ دلاؤں کہ میں آپ کے اس کا خیر کو نیک عطیہ کی قدر و توقیر کرتی ہوں کہ آپنے میری غریب عیالائندہ کے مکانات کی دہشت اور اصلاح کے لئے شامانہ عطیہ عطا کیا مجھے یقین ہے کہ یہ کار خیر آپ کے بے مثل منظم اپنے ان لوگوں کی مدد عظیم کی ہے جو اپنی آپ تھوڑی مدد کر سکتے ہیں۔ مجھے اس کے بغیر طرہ نہیں ہوگا کہ مسٹر پی بوڈی کو اس عطیہ عظمیٰ کے سبب سے بیرنٹ گریڈ کرو س آف اڈورڈ آف ہاتھ کا خطاب دین جس سے پہلے کہ معلوم ہو کہ آپ کے اس عطا و بخشش کی کیا قدر ہوئی۔ مگر میں جانتی ہوں کہ آپ اس خطاب کو قبول نہیں کریں گے۔ پس اسلئے مجھے سوچا کہ کوئی آرزو نہیں ہے کہ میں آپ کو اپنی تصدیق تیار کر کے ہدیہ امریکہ بھیجوں تاکہ معلوم ہو کہ میں خود اپنی ذات سے کس قدر دل میں آپ کے عطیہ عظمیٰ کی وقعت رکھتی ہوں اس خط

امریکہ کے سوداگر پی بوڈی کی یہ ماضی

جواب میں مسٹر مینی پورڈی نے ملکہ منظمہ کو لکھا کہ حضور جو اپنے لطف و کرم مجھے تصویر عنایت فرمائیں گی میں اس کو اپنے اسباب منقولہ میں سب سے زیادہ پیش بہا جانوں گا اور اس تصویر کے ساتھ آپ کے سرفراز نامہ کو جسے مجھے سر بلند کیا ہے رکھوں گا جس سے ہمیشہ یہ بات یادگار رہے گی کہ یونائیٹڈ کنگڈم کی ملکہ منظمہ نے یونائیٹڈ سٹیٹس کے ایک باشندہ پر مہربانی اور عنایت کی ہے۔ حضور کی ساری زندگی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ آپ کی بلند مرتبگی و عالی جاہی ادا کرنے اور رعیت کے ساتھ ہمدردی کرنے میں بال برابر کمی نہیں کی۔

ملکہ منظمہ کا سوگ اتنا کم ہو گیا تھا کہ انہوں نے ایڈلڈ شوٹ میں جا کر سپاہ کے مسانڈے سے اپنی واقفیت کو تازہ کیا۔ آخر پانچ برس میں یہ پہلی دفعہ تھی کہ انہوں نے اس کمپ کا ملاحظہ فرمایا۔ سپاہ کی ساری صفوں کو دیکھا۔ سپاہ بینڈ بجاتی ہوئی ان کے سامنے سے گزری۔ پریمیاں ۵۔ اپریل کو ۸۹ء جنٹ کو نے علم عنایت کو سنہ کو وہ آئین اس وقت گیارہ ہزار سپاہ موجود تھی۔ تماشاخی تھوڑے تھے۔ علم عنایت کرتے وقت انہوں نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تنکو علموں کے عنایت کرنے سے بڑی خوشی ہے بہت برس پہلے کہ تم کو علم دیئے گئے تھے کہ میں انکو از سر نو تم کو دیتی ہوں مجھے اعتماد ہے کہ جیسا کہ تم نے اپنے تین جان نثاری اور فداکاری و خیر خواہی میں متاثر رکھا ہے ایسی ہی میری خدمت گزاری میں سرفراز رہو گی اس بات میں شہزادی کو یقین لگتا تھا کہ آپ کو ایڈلڈ شوٹ کے ملاحظہ کرنے میں دلو کیسا خلق ہوا ہو گا مگر یہ آپ کی شفقت و انانیت کا کام ہے میں انکو میں افسوس ہے بغیر اس خیال نہیں کرتی کہ جب آپ اور والد ماجد دونوں ساتھ یہاں جاتے تھے تو اپنے پیچھے میں یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی تھی کہ کیا آپ دونوں ساتھ جاتے ہو جو بصورت معلوم ہوتے تھے اور ایسے وقتوں پر میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے سے خوش ہوتی تھی۔ میں ایسے وقتوں کو ایک لمحہ کے لیے یاد کرنے کو پسند کرتی ہوں۔

۵۔ اپریل کے لندن گزٹ میں شہر ہوا کہ ملکہ منظمہ نے البرٹ میڈل بیلو کیا ہے ان بہادروں کو ملے گا کہ شکستہ جانوں اور بحری حادثات کے تباہ شدہ کی جان بچاؤ میں اپنی جان کو جو کھوں میں ڈالیں گے۔

ملکہ منظمہ کا ایڈلڈ شوٹ میں جانا

البرٹ میڈل شہزادی مہر مانی کی شادی سمندر میں تیار کا لگا

۷۱۔ جون کو ملکہ مغظمہ کمبیرج کی شہزادی میری کے سیاہ مین شریک ہوئیں وہ ٹیک کے ڈیوک سے بیاہی گئی تھی۔ ۷۲۔ جون کو ملکہ مغظمہ نے اس تار برقی پر کہ سمندر کے اندر آئر لینڈ اور یونائیٹڈ سٹیٹس کے درمیان لگا تھا۔ یونائیٹڈ سٹیٹس کے پریسڈنٹ کو یہ تاہجیا کہ میں تم کو یہ مبارکباد دیتی ہوں کہ تار کا میانی کے ساتھ لگ گیا جس کے سبب سے یونائیٹڈ سٹیٹس اور انگلیس میں اتحاد بڑے گا۔ اسکا جواب تار پریسڈنٹ نے جواب دیا کہ میں اس تار کے لگ جانے سے بڑا خوش ہوں اور جو آپ کو اُمید ہو وہی مجھے اُمید ہے کہ سمندری تار مشرقی و مغربی کو رُز کو متحد کر دے گا۔ اور یونائیٹڈ سٹیٹس کی پبلک اور انگلیس کی مصالحت کو ہمیشہ کے لیے مستحکم کرے گا۔ یہ تار ایک گھنٹہ نو منٹ میں نیو فونڈ لینڈ سے اوسبورن مین آیا۔

۷۶۔ ستمبر کو شہزادہ ویلز نے ایرلینڈ میں پریسڈنٹ بنکر ملکہ مغظمہ کا سنگ مرمر کا شے ٹھو کہولا۔ جس کے لیے خوشی خوشی زیادہ تر کارگیرون نے ایک ہزار پونڈ چنڈہ دیا تھا۔ شہزادہ نے ملکہ مغظمہ کی طرف سے کہا کہ وہ انکی اس خیر خواہی و محبت و ہمدردی کی قدر شناسی کرتی ہیں +

۷۷۔ اکتوبر کو ملکہ مغظمہ نے ایرلینڈ میں ان وکسینی وائرورس کہولا جو بالمویریل سے تیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ ملکہ مغظمہ نے شوہر کی وفات کے بعد شامانہ حیثیت سے پبلک میں سچ دیا کہ تم نے جو اپنی وفاداری کے ساتھ ایڈس کیا۔ میں اسکا شکریہ ادا کرتی ہوں اور اسی سے ایرلینڈ کے باشندوں کی جو میرے ہمسایہ میں رہتے ہیں تازہ خیر خواہی کے نقش میرے دل پر منقش ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں کہ عام صحت اور تندستی پر ملک متوجہ تھا تو میرا یہ شہر تھما کہ میں ایسی کوشش کروں گا کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ میرے دل میں تمہارا ہی کام کی عظمت و شان ہو جو تم نے اپنے قدیمی شہر کی صحت و راحت بڑھانے کے لیے کیا۔ پھر ملکہ مغظمہ نے آگے بڑھ کر ایک کا دستہ ہلایا تو بہت پانی صاف شفاف نکلنے لگا +

۷۸۔ نومبر کو ملکہ مغظمہ نے دول ریملٹن مین بڑی شان و شکوہ سے شے ٹیو کو کہولا لوگوں نے خیر مقدم بڑی خوشی سے کیا +

ملکہ مغظمہ نے ۷۹۔ مین ڈچس وین کلڈ کی ممان ہوئیں وہ ٹیو پیل تک سیر تماشے کو گئیں۔ ملکہ مغظمہ لکھتی ہیں کہ ہم سواری سے اترے اور ایک بلندی پر پہنچے ہمارے اپنے گھر کو نیچے دیکھنے لگے

ایرلینڈ میں ملکہ شے ٹیو کا انتقال ہوا اور وائرورس کہولا جس کا شے ٹیو کا انتقال ہوا

بالمویریل

اکثر بالکل صاف ہو گیا تھا ساری چیزیں ہلکو صاف نظر آتی تھیں۔ یہاں میں تنہا ہی کوئی مجھے
 نہیں جانتا تھا کہ کون ہوں۔ میرا دل اس یاد سے سوسا جاتا تھا کہ چوبیس برس پہلے کہ لڈبرید
 نے میری شانہ دعوت اس ساز و سامان سے کی تھی کہ اُسکی عظمت شاعر کے خیال میں بھی
 نہیں آتی۔ میں اور البرت دونوں تئیس تئیس برس کے نوجوان تھے۔ خوش خرم تھے اسوقت
 جو لوگ ہمارے ہمراہ تھے ان میں سے اکثر مر گئے تھے پہلے میں ہنسنے چاہی جسکی کیفیت یہ ہو کہ گل
 نہیں جلتی تھی اور کیتلی میں پانی کے اندر جوش نہیں آتا تھا۔ آخر کوہ روتھ ڈوکر ایک مکان میں گیا
 اور وہاں سے کھولتا ہوا پانی ایک برتن میں بہر کر لایا مگر وہاں سے یہاں آتے آتے پانی میں جوش
 نہ رہا۔ چار بڑی بے مزہ بنی جب ہنسنے مراجعت کی تو وہاں میں بالنگٹن کے آدمیوں نے اپنے دروازے
 پر دو شمعیں روشن کیں (یہ ہماری آنے کی خوشی کی روشنی تھی)۔ اور سب طرف سے ہماری خوشی
 کے گرد بہر لگائی اور ہول غمگین۔ ۹ بجے دن کے ہم ڈن کلپٹن آئے آج کا دن بڑی لگی
 اور تفریح و سرگماشتے میں بسر ہوا۔

۶۱۸۶۷

۱۸۶۷ء کے آغاز میں ملکہ مظہر اس خبر کے سننے سے بڑی خوش ہوئیں کہ شہزادہ آر تھرنے ٹری
 امتحان بہت اچھا دیا اور وہ پاس ہو گیا۔ ۱۳ جنوری ۱۸۶۷ء کو شہزادی لوئیس نے بہانی کے امتحان
 کے باب میں یہ خط ملکہ مظہر کو لکھا کہ میرے پیارے عزیز بہانی آر تھرنے اچھا امتحان دیا اور پاس
 آپ کو اس پر کیا غر ہوگا۔ اور جب جس نے اسکی تعلیم میں کوئی کسر نہیں باقی رکھی کیسا اس کے امتحان
 میں پاس ہونے سے خوش ہوا ہوگا۔ آر تھر کو یونی فارم (صدی) ملی ہوگی۔ ایک خط میں ملکہ مظہر کو
 لکھتی ہیں کہ میں خوب سمجھتی ہوں کہ آپ کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ میں خوب جانتی ہوں کہ میرے عزیز
 آپ کے مرنے سے اول تین برسوں میں کیسی آپ کی جان فرسانی اور دل خراشی ہوئی۔ بیشک آپ کا
 یہ ارشاد درست ہے کہ یہ خدا کی رحمت ہو کہ جب دیر تک طوفان پر پار ہوتا ہے تو اس کے بعد وہ جاتا رہتا
 ہے اور تسکین تھاؤ ہو جاتا ہے ایسی ہی جب دل پر غم کی گستاخندہ گزرتی ہے تو وہ پھر نرتجا
 اور حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ غم کی منزل اول کا ابدی ہونا خدا کے عدل رحم کے خلاف ہے۔

شہزادہ آر تھر کا ٹری امتحان میں پاس ہونا

۲۰۔ فروری کو شہزادہ ویلز کے مشکوئے معلیٰ میں صاحبزادی پیدا ہوئی اور سرکاری خبر
مشتر ہوئی کہ زچہ اور بچہ دونوں تندرست ہیں مگر یہ خبر غلط تھی۔ طبیب نے یہ تشخیص کی کہ زچہ
وجہ مسائل کے مرض میں مبتلا ہو جس سے اُسکی قوت میں ضعف اور صحت میں خلل آگیا ہے بلکہ معظّمہ
بہو کی اس علالت سے متفکر ہوئیں۔ اور اپنے اس فکر کا خط بیسے کو ڈرام سٹاف ہیجا بیٹوں نے
اسکے جواب میں یہ عرضہ کیا کہ مجھے اپنی پیاری بھانج کی علالت طبیعت کے حال سننے سے
نہایت رنج ہوا۔ یہ علالت دونوں زچہ اور بچے کے حق میں زہر ہے۔ غالباً یہ درد بہت دنوں تک
کو بہت دق کرے گا۔ جس میں بڑا اندیشہ ہے۔ بس کلارک کو بچہ کی دانگی اور تیمارداری میں شل
ہوگی۔ میرا دل اپنی بھانج کی علالت کے سبب ہر وقت بیچین رہتا ہے۔ ۱۲۔ اپریل کو شہزادی پرنس
کے شہزادہ پیدا ہوا۔ بلکہ معظّمہ سارے دن بیٹی کے پنگ کی پیشی سے لگی بیٹھی رہیں۔

کن سنگٹن میں یہ مال اس نیت سے بنایا گیا کہ اس میں سائینٹک آرٹسٹک اور نیشنل
دستی اور انٹرنیشنل اقوام مختلفہ کی باہمی خست ملاط کو نگہ رسیں ہو کر میں اور علم موسیقی کی تحصیل
کی تکمیل ہو کرے۔ مجالس عامہ میں انعامات تقسیم ہو کر میں اور زراعتی و باغبانی صنعت کاری کی
نمائشیں ہو کر میں اور مصوری و چھائی کی صنائع دکھائی جائیں تاکہ اس عمارت کی بنیاد رکھنے
کے دن سات ہزار تماشائی جمع ہوئے اور انکے بیٹھنے کے لیے ایک بیضوی تماشگاہ نہایت
پر تکلف بنایا گیا۔ اس میں لیڈیان موسم گرما کا لباس نہایت نفیس اور غیر ملکوں کے سفیر اور وزراء
سلطنت اپنی صباری پوشاک میں پہنے ہوئے آئے۔ بنیاد کے پتھر پر سونے کے حرفوں میں یہ کتا
لکھا گیا۔ "مسی علیحضرت خراب عالیہ ملکہ معظّمہ نے یہ بنیادی پتھر رکھا۔"
جناب ملکہ معظّمہ نے یہاں گیارہ بجے قدم رنجہ فرمایا۔ شہزادہ ویلز نے ایڈریس پڑھا جس کا جواب پتھر
علیہ نے برخلاف اپنی عادت کے ایسی آواز حریفین سے دیا کہ سامعین کے کانوں تک مشکل سے پہنچا
کہ میں آپ کے اس ایڈریس کا شکریہ ادا کرتی ہوں جو محبت و عقیدت و اطاعت سے بالکل بھرا
ہو ہے۔ اس رسم میں جو تم نے میرے شریک ہونے کی درخواست کی اُسکے منظور کر نیکیے لیے
میں نے اپنے داغ میں یہ تکلف قوت پیدا کی اور مجھ میں اس خیال سے یہی قوت آگئی کہ میں اس
رسم میں شریک ہو کر اپنے شہر کے ان منصوبوں کی تائید کرونگی جو وہ سامعین آرٹسٹ کی ترقی

مکمل کے باب میں رکھتے تھے انکی تمنائے دلی یہ تھی کہ یہاں ایسی انسٹی ٹیوشنیں (تعلیم گاہیں) بنیں جن میں سائنسوں اور آرٹوں کی ترقی ہو۔ اسلئے میں اس حکمران کا نام روائل البرٹ ٹاؤن آف سائینس آرٹ رکھتی ہوں۔ جب بنیاد کا پتھر نہایت مصفا و مجلا اپنی جگہ میں اُتار گیا تو فیضانِ یحییٰ اور مائینڈ پارک میں توپیں چھوٹی شروع ہوئیں اور پرنس کو نورٹ کی تصنیف کیے ہوئے نسخے گائے گئے۔ ملکہ مغظمہ نے خوش نوا نغمہ سرا یوں کا شکریہ ادا کیا اور پھر مجلسِ برخواست کیا۔ ملکہ مغظمہ نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ پرنس کی نمائش گاہ میں جو یورپ کے مختلف بادشاہ جمع تھے انکی ملاقات کے لیے کبھی دہلی نہ ہوں مگر جب سلطان روم نے انگلینڈ کی سیر کا ارادہ اپنا دیا کیا تو کیا مسئلہ نے منظم صادر فرمایا کہ سلطان کے استقبال کی تیاریاں کیجا تیں۔ شہزادہ کے وقتِ عظیمہ میں سے یہ ایک موقع ہے کہ لندن میں ۱۳ جولائی کو سلطان عبدالعزیز تشریف فرما ہو یہ پہلی دفعہ تھی کہ برٹش سرزمین پر ہمیشہ المومنین نے اپنا قدم رکھا۔ قصرِ کج گم میں سلطان نے قیام فرمایا۔ اور یہاں ایک دن رہ کر وڈسٹر میں جا کر ملکہ مغظمہ سے ملاقات کی۔ ۱۷ جولائی کو سینٹ میں سلطان کو جہازوں کی قورعد دکھائی گئی جس سے زیادہ کوئی اور پر لطف سیر سلطان کیلئے نہ تھی موسم کے تلاطم خیز ہونیکے سبب کچھ بے لطفی ہوئی۔ اُنچا بوشس جہاز تھے جنہر ۱۰۹۹ توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ دو صفوں میں جہاز لنگر انداز تھے جبکہ اندر شاہی جہاز شاہی حمانوں میں لیکر گیا۔ وکٹوریہ البرٹ جہاز کے عرش پر ملکہ مغظمہ کو آؤر آؤف گارڈ رعایت کیا۔ لندن میں سلطان دو ہفتے تک مقیم رہ کر چلا گیا +

اوسبورن میں جولائی میں چند روز فرانس کی شہنشاہ بانو ملکہ مغظمہ کی مہمان رہیں ۱۹ اگست کو ملکہ مغظمہ روائل وکٹوریہ اسپتال نیٹ لی میں تشریف فرما ہوئیں اور وارڈوں کو ملاحظہ فرمایا۔ بیمار اور زخمی سپاہیوں کو خوش حلقی سے پرسش حال کی مشاعرے میں لکھنؤ میں ایک سپاہی کے پھیپھڑے میں زخم لگا تھا اور اس زخمی ہونیکے بعد بھی وہ اپنی نوکری کی خدمات بجالاتا رہا۔ وہ اس اسپتال میں تھا جبکی پرسش حال میں ملکہ مغظمہ نے خاص توجہ فرمائی +

ملکہ مغظمہ کبھی راقاعدہ وڈسٹر و اوسبورن میں بالوریل میں جا کر رہا کرتی تھیں اور سال کا زیادہ تر حصہ ان کا ان ہی مقامات میں بسر ہوتا تھا۔ اُن کے بن بیا ہے بچے انکے ساتھ ہوتے

سلطان روم محمد الزمر کا انگلینڈ میں آنا

ملکہ مغظمہ کی غیر صحت

تھے اور یہاں پہنچے کبھی کبھی ان سے انکڑتے تھے۔ اور بڑے بڑے اعلیٰ درجہ کے ممتاز امراء
انکے مہمان بنتے تھے۔ ایسے یہ مشکل سے کہا جاسکتا ہے کہ ملکہ مظہر کی زندگی بیکاری اور تنہائی میں
گزرتی تھی۔ یہ سچ ہے کہ کوئی شخص انکے شوہر مظہر کا سا انکے دل کا خوش کرنے والا نہیں ہو سکتا
تھا۔ مگر اسکے معاوضہ میں بیٹوں اور بیٹیوں کی محبت۔ رعیت کی ہمدردی چھوٹی بڑی ملی آرزو
کے بر لانے والے اسباب کی میا ہونا یہ سب موجود تھا۔ انکے بچ و غم کا پایا لبالب بہرا ہوا تھا
مگر ساتھ ہی محبتوں اور برکتوں کا پایا کہ کناروں تک پر تھا۔ غرض انکے شادی و غم کے میز ان کے
دونوں پلڑے برابر تھے ہوئے تھے۔ جب ملکہ مظہر نے اپنی بیٹی شہزادی لورزا کو کچھ اشارہ یہ
لکھا کہ گھر میں کچھ دل چسپی نہیں تو بیٹی نے عرض کیا کہ گستاخی معاف ہو، گھر اب بھی بڑا دلچسپ
جب ہم آپ کے ساتھ ہوں۔ ان سالوں میں جکا ہم ذکر کر رہے ہیں بالوویل میں ملکہ مظہر کا وقت
خوشی کے ساتھ میسر ہوتا تھا۔ اسکا مفضل حال انہوں نے خود اپنے سفر نامہ مائی لینڈ میں چھپا
شائع منتشر کیا۔ اور اپنا ریز تا مچ بھی لکھا۔ اس میں مائی لینڈ سس کی رسوم کا اور قدرتی سیر گاہوں
کا اور اسکے مقامات کی سیٹریا حاک کا بڑا دلچسپ بیان لکھا ہے۔ ہم اس میں سے کہیں کہیں سے
حالات انتخاب کر کے لکھتے ہیں۔ وہ ہو ویلو دین میں لکڑیوں کے مشعلوں کی کیفیت یہ لکھتے ہیں کہ
وہ ان وہ سواری میں بیٹھ کر باہر گئیں اور جب واپس آئیں تو دروازے ہاتھوں میں لکڑی کی مشعلیں
ہوئے۔ لوئس باہر گیا اس نے ایک مشعل اپنے ہاتھ میں لی اور گاڑی کے ایک جانب میں چلنے
لگا۔ جب ہم بالوویل کے قریب آئے تو پھرے والے اور انکی بی بیان اور بچے اور نوکر چھو کرے
اور اور آدمی ہاتھوں میں مشعلیں لیے ہوئے بڑوں نے بھی ایک مشعل ہاتھ میں لے لی ہم گھر
میں جا کر اترے۔ وہاں لیو پو لڈھے ملا۔ اسکو بھی ایک مشعل دی گئی۔ یہ سب ہمارے گھر کے گرد پھرے
روس سے آگے تھا اور نفیری بجاتا تھا اور زینے کی سیڑھیوں پر چڑھتا جاتا تھا۔ پھر سب
گھر کے پاس مشعلوں کو یکجا جمع کر کے الاؤ لگا دیا۔ پھر وہ سب ناچے اور روس نے نفیری بجاتی +
ایک اور مقام کا حال انہوں نے لکھا ہے کہ لوگ سیر سامنے ناچے اور ان میں شرب کا
دور چلا اور مجھے انہوں نے چیر ز دیے۔ کچھ گرڈ کر کے مجھے ایڈریس بھی دیا۔ میرے ہمیشہ تندر
رہنے کی دعا لگی۔ گو یہ ساری باتیں خوشی کی تھیں۔ مگر میرے دل میں ڈنڈا کھانی سے پہلے اور تنہائی

میں اور سونیکے وقت اندوہناک خیالات کا ہجوم ہوتا تھا اور مجھے اپنے زمانہ گزشتہ کے عیش و نشاط کے دن یاد آتے تھے اور شوہر یاد آتا تھا۔ وہ ہمیشہ اُس صحرائی مقام میں جو بالکل پہاڑوں کے اندر واقع ہے کچھ نہ کچھ بنایا کرتا تھا۔

لکھ منظمہ نے بھیڑوں کی اون کترنے کا عجب حال لکھا ہے کہ سارے ہائی لینڈس میں یہ ہے کہ جاڑوں میں وہ نشیب کے ملک میں بھیڑیں بھیجتے ہیں تو انکی اون قائم رکھنے کے لئے یہ ترکیب تے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان بھیڑوں کے بند کرنے کا ایک بڑا احاطہ بناتے ہیں اسکے باہر ایک بڑا گنڈ بناتے ہیں اور انکو تباکو کے عرق اور صابن سے بہرتے ہیں اور پھر انہیں بھیڑوں کو ایک دوسری کے بعد ڈوبتے ہیں اور پھر گنڈ سے ایک آدمی ہر ایک بھیڑ کو باہر نکالتا ہے اور پھر انکو ایک دوسرے احاطہ میں لے جاتا ہے یہاں جب تک بھیڑیں رہتی ہیں کہ وہ خشک ہو جائیں۔ ایک دیگ لگ پر رکھی ہوتی ہے۔ اس میں تباکو اور صابن و پانی بہا ہوتا ہے۔ یہ سب چیزیں جوش کھاتی ہیں اور ایک ٹب کے کونے سے گنڈ میں جاتی ہیں۔ ایک بڑی خوبصورت گلخ لڑکی سر پر ایک لمبا چوڑا کپڑا ڈالے ہوئے یہ کام کرتی ہے کہ گرم پانی کو نکالتی ہے اور بچے اڑھتے اسکے گرد جمع ہوتے ہیں اور بہت سے آدمی اور گڈیئے اسکی مدد کرتے ہیں یہ سیر بھی عجیب ہوتی ہے۔

ایک جگہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں صحرائی سکینوں میں صطبل غ دینے کی رسم میں شریک ہوئی وہاں خاص نماز پڑھی مٹھ پڑھنی گئی میں نے بچے کے باپ کو ایک چاندی کا انجورہ دیا اور بچہ کا بوسہ لیا۔ پھر بچے ساتھ بچے اور اسکی ماں کے جام صحت کے پینے میں شریک ہوئی۔

دریائے ڈینی میں ایک گنڈا بچے کے ڈوبنے کا حال بڑا دردناک لکھا ہے کہ دریائے بچہ کی لاش برآمد ہوئی اور پورچی خانہ کی میز پر سفید چادر کے نیچے رکھی گئی۔ بیچاری ماں سے میں اور شہزادی پٹیرٹس ملنے گئی۔ اول وہ ہکو دیکھ کر چلا کر روئی۔ جب میں نے اسکا ماتہ تھا۔ اور کھا کر مجھے تمہاری مصیبت و غم کا ولین بٹلنچ ہو یہ کیسا دردناک واقعہ ہے۔ تو اسنے اپنے تئیں غمط کیا اور اسنے اپنی تسلیم و رضا کا مضبوطی سے اسطرح اظہار کیا کہ ہکو قادر مطلق پر ہر دوسرا کہنا چاہیئے اور جو مصیبت و بلا ہم پر واقع ہو اس پر سبر کرنا چاہیئے۔ اس حال کے دیکھنے سے ہمارا عقل و شعور بڑھتا

وہ اپنے نوکر مشربرون کے باپ کے مرنے کا حال کہتی ہیں کہ دروازے میں مسٹر کیبل پڑی اور اُنکے نزدیک اور آدمی دروازہ سے باہر کھڑے تھے۔ جب پادری نے دعائے شمع کی تو مشربرون اٹھ کر میسرے پاس اکھڑی ہوئی افسوس ہو کہ دیکھ کچھ نہیں سکتی تھی مگر سن سب کچھ سکتی تھی۔ جب تک عاثر بھی گئی وہ کرسی پر بیٹھا ہی وہاں کے ختم ہونے پر بروں آیا۔ اور ماں سے عرض کی کہ آپ یہیں بیٹھی رہیں۔ وہ اور اُسکے بھائی جنازے کو اٹھا کر لے گئی۔ جنازے کے پیچھے آدھون کی قسطا چلی۔ ہم بھی جلدی سے اندر سے باہر آئے اور جنازے کو تابوت لے جانے والی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ دیکھا۔ ہر ہم ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اور ہتھ جلازے کی سواری دیکھی۔ یہ ٹری خوش نصیبی تھی کہ بارش موقوف ہو گئی تھی۔ میں اپنے گھر واپس گئی اور اپنی پیاری سس بروں کو تسلی بخشی دینے لگی۔ میں نے اُسکو ماتمی تعویذ دیا۔ جس میں اُسکے خاوند کے بال میں نے رکھے جنکو میں کل کرتا تھا اور اُسکے بیٹوں میں سے ہر ایک کو ایک تعویذ میں بال رکھ کر دوں گی۔

اگست ۱۸۶۷ء میں ملکہ مغطہ کیل سو میں تشریف لے گئیں۔ وہاں انہوں نے سب زیادہ دلچسپ بات یہ دیکھی کہ اُنکے چلنے کی گاڑی کے گرد حسین نوجوان لیڈیان اپنی دو شیرگی کا سفید لباس پہنے ہوئے اور اُسکو ہولوں کی کلیڈوں سے آراستہ کیے ہوئے موجود ہیں۔ اس وقت ملکہ مغطہ دیو لک لک لیسٹ کی عمارت میں جہنگا محل ۱۸۶۷ء میں تعمیر ہوا تھا۔ وہ ایک پاکسٹر پارک میں بنا ہوا تھا اس میں بڑے اونچے اونچے پرانے درخت تھے۔ ملکہ مغطہ لکھتی ہیں کہ پہلی وضع تھی کہ میں یہاں پہلی طرح سے ملاقات کرنے آئی۔ میں اپنے پیارے پیا البرٹ کے خیال میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو یہاں پہ کام کرتا وہ بات کہتا وہ ہر چہ کہنے گرو پترانہ چتر کی توصیف کرتا ہر شے کو دیکھتا ہاں انا افسوس ہو کہ یہ سب کچھ ہو اور سب کچھ رہے گا پڑہ نہ پھر یہاں سے میں سرواٹر سکوت کے محل سکونت میں گئی۔ جہاں وہ بیٹا تھا اُسکے سارے کمرے دیکھے اُسکے ڈرائنگ روم میں وہی سارا اسباب اور کتابخانہ موجود تھا جو اُسکی زندگی میں تھا۔ اس سے قصوں و نظموں کے مسودے اُسکے ماتھے کے خوشخط لکھے ہوئے دیکھے جنہیں کہیں کاٹ کوٹ نہ تھی اور بہت تبرکات دیکھے جو سرواٹر نے خود جمع کیے تھے۔ اُسکے مطالعہ کرنے کا کمرہ تاریک تھا سا دیکھا۔ ایک چھوٹے سے برج میں اُسکا شے نیو برونز کا بنا ہوا رکھا تھا جو اُسکی موت کے بعد ڈھالا

گیا تھا۔ ملکہ مغظمہ اپنے روزنامہ چین لکھتی ہیں کہ سردار لڑکے مطالعہ کرنے کے کمرے میں اُس کا جرنیل دیکھا۔ جس پر سختی کر نیکے لیے جھڑپ ہو چکی۔ کوٹ نے درخواست کی۔ میں اُس پر اپنے نام لکھنے کو اپنی غرت سمجھی۔ پھر تینے اندر دو تین کمروں میں جا کر پرانے ہتھیاروں وغیرہ کے عمدہ نمونے بنے ہوئے دیکھے۔ ایک کھاشیے کے صندوق میں سردار لڑکی پوشاک جو اُس نے آخر پہنی تھی دیکھی۔ ڈرائنگ روم میں وہاں گئے جہاں یہ اُس نامور انشا پر از قصہ طراز کو موت آئی تھی۔

ستمبر ۱۸۶۷ء میں ڈیوک چرنڈ کی نکار گاہ کی سیر کی۔ سفری اسباب کے نہ پہنچنے سے لیڈیوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ وہ ڈنر کے کمانے میں گھوڑے کی سواری کے لباس میں گین میرے پاس ٹوپی نہ تھی۔ میں نے اپنی ایک ملازمہ کی سیوا لیس از نقاب لی اور اس کو ایک ترکیب سے زنانی ٹوپی بنایا۔ اور اس کو سر پر رکھا۔ اسی رات آگنی مگر اسباب سفر نہ آیا۔ ایک بجے ڈنر نے مجھے عرض کیا کہ آپ خواب راحت فرمائیں اسباب کی خرابی تک کچھ سننے میں نہیں آتی کہ کمان ہے۔ میری ملازم عورتیں کچھ اسباب ساتھ نہ لائی تھیں مجھ پر یہ پسند نہ تھا۔ کمزور خیر اسکے سونے جاؤں کہ ضروری سوئی کے کپڑوں کا تھیلہ پاس نہ ہونا چار کچھ ترکیب کی گئی۔ جس میں کچھ آرام نہ ملا۔ دو بجے بھونے کے اندر میں جا کر لیٹی۔ میں تھکی ہوئی ایسی تھی کہ اس بے آرامی میں بھی تین بجے مجھے نیند آگئی۔ ملکہ مغظمہ کی قرابت نسبت کی اہلیا بیویں سالگرہ تھی کہ بالموہل میں ملکہ مغظمہ نے اپنے شوہر کا شے ٹیو کو لا۔ یہ عطیہ ملکہ مغظمہ نے اپنی رعایا کو اپنے پاس سے عطا کیا تھا۔

۱۸۶۷ء

پارلیمنٹ کے آپس کے مباحثوں سے ملکہ مغظمہ کا دل غ پریشان ہو رہا تھا کہ شروع سال میں بخو یہ اور تشویش ہوئی کہ شہزادہ لیو پولڈ ایسا علیل ہوا کہ اسکے بچنے کی توقع منقطع ہو گئی۔ مگر وہ خدا خیر کے تندرست ہوا۔ اسکے بعد پھر ملکہ مغظمہ پر یہ صدمہ ہوا کہ مارچ ۱۸۶۷ء میں ان کے بیٹے ڈیوک ایڈنبرا (شہزادہ الفریڈ) کی جان جلتے جانے لگی۔ وہ اپنے جہاز گالائی میں آٹلیا گئے تھے۔ بندرگاہ سوڈی میں اٹکا جہاز لنگر انداز ہوا۔ اس بندرگاہ میں ان کی دعوت

تغلیما کی گئی۔ جبیں ملاحق کے گہروں کے لئے فنڈ میں مدد کرنے کی تجویز پیش ہوئی وہ اس میں گئے اور سرولیم میںنگ کے کٹرے باتین چیتین کرتے تھے کہ ایک آدمی نے اسکی پیٹھ میں گولی ماری وہ ماتھون اور گشتون کے بل آگے گرے اور چلائے کہ مائے خدا میری پیٹھ ٹوٹ گئی انکو اٹھا کر ایک غیمہ میں لے گئے۔ زخم میں سے گولی نکالی اور امتحان کر نیسے معلوم ہوا کہ کسی اعلیٰ عضومین ضرر نہیں پہنچا۔ انکے بدن سے خون بہت نکل گیا۔ اس سبب سے دماغ میں ضعف بہت ہو گیا مگر یہ بہادر جہاز ران شہزادہ جو اس راجتہ نہیں ہوا۔ جو لوگ انکی طرف سے متردد تھے انکو یہ خوشخبری پہنچی کہ شہزادہ زیادہ مجروح نہیں ہوا۔ آٹھ روز میں وہ اچھے ہو گئے۔

اس حادثہ سے کو لونی کے رہنے والے بڑے مشوش ہوئے۔ انہوں نے قاتل اوریرل کو فوراً گرفتار کر لیا۔ شہزادہ کو چاہتا تھا کہ وہ معاف کر دیا جائے مگر جرم کی تحقیقات کے بعد ۲۳ اپریل کو اسکو پھانسی دی گئی۔

یہ امر قابل طمیسنان تحقیق نہیں ہوا کہ قاتل نے گولی کیوں ماری۔ گو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ آیرلینڈ کے باغی فرقہ بین کا جاسوس تھا۔ شہزادہ کی اس آفت ناگہانی کے شکریہ میں سٹونی میں ایک اسپتال بنایا اور اسکا نام الفرڈ اسپتال رکھا۔ سات ہزار پونڈ اسکے بنانے میں خرچ ہوا۔ شہزادہ جس پستول سے زخمی ہوا اسکو ساتھ لایا۔

ملکہ معظہ نے ایک چھوٹی سی کتاب تصنیف کی اسمین روزنامہ ۱۸۷۱ء سے ۱۸۹۱ء تک کی ایام تعطیل کا اپنے قلم سے لکھا تھا۔ گو اسمین نے تاریخ کی سنجیدگی و عالی مرتبگی اور نہ علم ادب کی علوشان تھی۔ مگر اسمین ایسی خوبیاں تھیں کہ انکے پڑھنے کے مستفاد ہونے لگے وہ ایسی مطبوع خلافت ہوئی جسکی توقع نہ تھی۔ اس کتاب کے خاص عام پسند ہونیسے ملکہ معظہ کو نہایت خوشی ہوئی۔ انہوں نے اسکا ایک نسخہ چارلس ڈکنس کی خدمت میں بھیجا اور اسپر یہ لکھا کہ یہ ایک بہتر ہے نہایت کمتر مصنف کی طرف سے ایک اعلیٰ درجہ کے مصنف کی خدمت میں۔ یہ کتاب ملکہ معظہ نے بادشاہ ہونے کی حیثیت نہیں لکھی تھی بلکہ گہر کی نان بن کر لکھی تھی۔ اور اسمین بیان بیان کیا تھا کہ گہر میں محبت نرم دلی بنے ریا باتین کیونکر کرنی چاہئیں۔ عورتیں انتظام خانہ داری کیونکر کریں۔ بلکہ انہ حقوق کس طرح ادا کیئے جائیں۔ پیار حسن لاص محبت کا برتاؤ گہر میں کیونکر ہو

انپر اور ملک پر جو قابل عاقل شوہر کے مرنے سے مصائب نازل ہوتی تھیں انکا بیان کیا تھا۔ جس مختصر کتاب میں پہلک مضامین سوائے اس ایک مضمون کوئی اور نہ تھا کہ بادشاہ اور رعایا کے درمیان باہمی تعلقات کیا ہونے چاہئیں۔ اس کتاب میں انہوں نے اپنا میدان خاطر سکوت لینڈ کے پریس بائی ٹرین چرچ کی طرف ظاہر کیا تھا جس پر وٹسٹنٹ چرچ کے پادریوں نے اعتراض کیا کہ انگلینڈ کے بادشاہ کے لئے ضرور ہے کہ وہ صرف پر وٹسٹنٹ چرچ کی حمایت کرے۔ مگر یہ اعتراض ان کا بیہودہ تھا اسلئے کہ ملکہ انگلینڈ نے یہ حلف اٹھایا کہ وہ سکوت لینڈ کے چرچ کی بھی حامی ہوگی۔ اس زمانہ میں افواہ اڑی کہ ملکہ مظہر کا یہ ارادہ ہے کہ وہ اپنی سوشل لائف (معاشرت) بدستور سابق خستیار کرے گی۔ اس افواہ کے غلط ہونیکے باب میں ٹائمز اخبار میں یہ خاص طالع مشہر ہوئی کہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیالات غلط پیدا ہوئے ہیں جو اکثر اخبارات میں شائع ہوتے ہیں کہ ملکہ مظہر کا ارادہ یہ ہے کہ وہ شوہر کے مرنے کے بعد سوسائٹی میں وہی باتیں خستیار کرے گی جو شوہر کی زندگی میں کرتی تھیں۔ لیکن لیویان لین کی ایجوکیشن کے جلسے کرے گی اور پہلی طرح عیش و نشاط کے جلسوں کی صدر نشین ہوگی۔ ملکہ مظہر خوب سمجھتی تھیں کہ میرے رعایا کو میرے دیکھنے کی کب آرزو ہو کر تھی ہے انکی اس خیر خواہانہ مجاہد آرزو کے برائے میں وہ درجہ نہیں کرتی تھیں اور اپنی رعایا کے دلوں کو خوش کر دیا کرتی تھیں۔ پہلک میں جہاں اپنے جانے میں رعایا کی بہبودی و آسودگی جانتی تھیں وہاں جاتی تھیں۔ قومی اغراض کی مجال میں جا کر رعایا کی بہلائی کے لئے لوگوں کی ہمتیں بندھوانے اور ترقی کرنے میں خود شریک ہوتیں۔ غرض قومی کاموں کے کرنے میں کبھی انکو دریغ نہ ہوتا۔ خواہ انکی اپنی دولت مبارک کو کیسی ہی تکلیف دہیت پہنچتی۔ سلطنت کے اعلیٰ درجہ کے فرائض انکے ذمہ پر ایسے تھے کہ جنکے ادا کرنے سے انکی قوت میں ضعف آتا جاتا تھا اور صحت میں خلل آتا تھا۔ بس ان فرائض کے ادا کرنے کے سوا ان مراسم شاہی کے ادا کرنے کا تقاضا کرنا جنکو انکے خاندان کے آدمی اچھی طرح ادا کر سکتے تھے انکو اصلی فرائض کے ادا کرنے میں قاصر بنا تا تھا۔ وہ اپنی رعایا کی تمام خیر خواہانہ درخواستوں کو منظور فرماتی تھیں۔ تجارت کے لئے انکی ہمت بند ہوتی تھیں۔ سوسائٹیوں کو سہارا دیتی تھیں اور جتنا کام وہ کر سکتی تھیں اتنا کام کرتی تھیں۔ بلکہ اور زیادہ کام کرنے کی خواہش کرنا انکی صحت

وطاقت کو زائل کرتا تھا۔

۱۸۶۴ء میں لنڈن میں اسی شدت سے گرمی پڑی کہ پہلے کبھی نہیں پڑی تھی ملکہ نے اپنی ساری عمر میں گرمی کی شدت سے ایسی تکلیف نہیں اٹھائی تھی جیسی کہ اس سال میں۔ وہ برآمدہ میں یاغیے کے سایہ میں بیٹھ کر کھلی ہوئی ہووین کام کرتی تھیں۔ ادھر گرمی نے ستایا ادھر وزراء کے اخلاقات نے تھکایا۔ جسے سبب انکے عصاب و ماغی میں ایسا خلل آیا کہ انکو غش آنے لگے جس کو دیکھ کر اطباء کے بھی ہوش اڑے جب پارلیمنٹ بند ہوئی تو اطباء ملکہ معظمہ سے عرض کیا کہ جناب عالیہ سویٹزر لینڈ تشریف لیجائیں۔ وہ ۶- اگست کو لیوسرن کی ایک دھیل ہار رونی افروز ہوئیں۔ اس سفر میں انہوں نے اپنے ملکہ ہونے کو چھپایا اور کوئٹس کنٹ بنایا۔ انہوں نے یہاں کے قدرتی جلوہ گاہوں کی سیر سے دلغ کو تازہ کیا۔ اور ایک مہینے تک یہاں کی گلگشت میں بسر کی۔ ۱۱- ستمبر کو ونڈسرس کیل میں تشریف لائیں اور یہاں ۱۳- ستمبر کو بالمویل روانہ ہوئیں جب تک سکوت لینڈ میں اپنے گہرین مقیم رہیں۔ اپنی عادت کے موافق جھونپڑوں کے غریب رہنے والوں کے ساتھ ہلالی کرتیں اور ان سے ملتیں۔ روز بروز گھری جھونپڑوں کے رہنے والوں کے ساتھ انکی ملاقات کی یہ رویت کرتے ہیں کہ وہ ایک جھونپڑ میں گئیں۔ اور اسکے اندر ایک قریب الگ آدمی کے تیکھے میں سے کانٹے اپنے ہاتھوں سے نکالنے لگیں۔ پھر انہوں نے خود یہ درخواست کی مجھے یہاں تنہا چھوڑ جاؤ۔ پھر وہ اس بیمار کے بستر پر بیٹھ گئیں اور اسکو تسکین دیے لگیں اور اس تریب الگ بیمار کو سب کے پادشاہ کے پاس کھائے اناہ کرنے لگیں۔ اسوقت صبح کو یہ پرانی پیشین گوئی پوری ہوئی کہ چچ میں بادشاہ باپو کی اور کائنات کی تیار داری کر نیچے۔ غرض غریب پرورد ملکہ نے غریب عیال کی موت میں انکی ہمدردی کر نیچے بھینر و تکفین میں شریک ہونے سے ثابت کر دیا کہ سب آدمیوں میں انسانیت ایک ہی ہے۔

۵- دسمبر کو ملکہ معظمہ کو طاع ہونی کہ سٹر جلیجری بوڈی نے لنڈن کے غریب کے مکانوں کی درستی کیو اسطے ایک لاکھ پونڈ عطا کیے ہیں۔ یہ عطیہ انکا دوبارہ تہاجر پہلے عطیہ کے ساتھ ملکر ساڑھے تین لاکھ پونڈ کا ہوتا تھا۔ انگریز مذہب لوگ اسکو اپنی خفت سمجھتے تھے کہ یہاں کے لکھ پتیوں کو ایک اجنبی آدمی نے خیرات کرنے کا طریقہ سکھایا انکے چینون

لنڈن کی گرمی اور ملکہ معظمہ کا سویٹزر لینڈ کا سفر

سرس چارچ بی بوڈی کا عطیہ

بدبینوں نے مسٹر پی بوڈی کے عطیہ کی کم قدری کے لئے ایسے شاخسانے نکالے کہ اس عطیہ کے روپے سے جو مکانات بنے اس میں غربا تو جا کر رہے نہیں متوسط درجے کے نوجوان اور کلرک وغیرہ آباد ہوئے۔ مگر یہ نہیں سمجھے کہ متوسط درجہ کے آدمی جو اپنے مکانات خالی کرینگے تو ان میں غربا بسکر آرام و آسائش حاصل کرینگے اور اپنے گھر کے اسباب تیار کرنے کا بوجھ ان کے سر پر کم ہوگا۔ ۴۴۔ سمبر کو پرنس کوئٹو شہر کی پرسی حسب معمول فریگ موزین ہوئی کہ ملکہ معظمہ مع اپنے سارے اہل و عیال کے مقبرے میں گئیں۔ شہزادی لوئس اس سبب برسی میں شریک نہ ہو سکیں کہ ان کے ہاں بچہ غنقریب پیدا ہونے والا تھا۔

ملکہ معظمہ کو اپنے شوہر کے مرنیکے بعد اپنے ناگلی کاموں میں صرف اس کام کی طرف زیادہ توجہ رہی کہ وہ اپنے شوہر کی زندگی کے کاموں کو اور ان کے خصال مستودہ در سیرت پاکیزہ کو دنیائے مشہور کریں۔ ان کے دل میں یہی باتیں بسی رہتی تھیں کہ ان کے شوہر کے شے ٹیو اور ہیٹ قائم ہونا مقبرے کی عمارت بڑی رفیع الشان ہو۔ پھر آخر ان کا ارادہ یہ ہوا کہ ایک اور قسم کی یادگار ان کی یاد و رفتار بنائی جائے کہ ان کی نوعمری کے اور ان کے متاہل ہونیکے ابتدائی حالات ایک کتاب میں لکھے جائیں۔ کون ایسا غمرہ ہوتا ہے کہ اپنے عزیز کے مرنیکے بعد اس قسم کی یادگار بنانی نہ چاہتا ہو؟ مگر وہ اس کے حال میں ایسی بے نظیر حکایات اور بے مثل روایات ملکہ معظمہ کی مثل کب لکھ سکتا ہو؟ اکثر بادشاہوں کی کتابوں پر تکتہ چینی و عیب بینی کم ہو اگر تکی ہو مگر یہ کتاب ایسی بھی لگی کہ تواریخ میں کیا تو کتاب میں بالکل ایسی تصنیف ہی نہیں ہو مین یا اگر ہو مین توجہ دے کہ وہ علم ادب کے اعتبار سے مستحق تحسین و تکریم ہوں۔ اور تاریخ کے گوشوں پر اپنی فطانت کی روشنی ایسی چمکائیں کہ مین اس کی نظیر نہیں ملی۔ ملکہ معظمہ مین یہ ملکہ خداداد تھا کہ وہ سچی باتوں کو سلیس زبان میں بیان کر دیتی تھیں پرنس کوئٹو شہر چہا ہوا رسم تھا۔ اپنی تین کتاب کے اندر چہاے رکھتا تھا۔ اور کس نعتی کے عشق میں غرق رہتا تھا ایسے اس کی جلی اوصاف کی بہت تھوڑی جھلک نظر آتی ہے۔ گو ان کی حسن صورت اور خوش شمارت اور ان کا تناسب اعضا قابل تعریف نظروں کے سامنے تھا۔ مگر ان کا سیرت آنکھوں کے سامنے نہ تھا۔ وہ اس بات کو اپنا فرض اور عین مقصود نہ دیکھتا کہ وہ اپنے تھے کہ مین و کوئٹو یا مین مست کر ساجا دین۔ اب ملکہ معظمہ کی باری تھی کہ وہ اپنے تین مشاکر شوہر مین

پرنس کوئٹو شہر کی پرسی
بدبینوں نے اسے

سمائیں۔ مگر ملکہ معظمہ نے اس انصاف کرنے میں اپنی خوات کے لئے نا انصافی کی۔
 کتاب حسین پرنس کو نورث کی ابتدائی ایام زندگی کا حال لکھا ہے۔ اسکا مصلح خاندان
 شاہی میں انکے مرثیے بعد کئی سالوں تک جمع ہوتا رہا انکے روز نامے اور یادداشتیں اور خطوط جمع
 کیے گئے۔ جو انکی تجربات، حرمی زبان میں تئیں انکا ترجمہ انکی بڑی صاحبزادی نے انگریزی زبان میں
 کیا۔ یہ سارا مصلح جنرل گرے صاحب کو دیا گیا جو ایک مدت تک ملکہ معظمہ کے کاٹناہ مطبع کے ایک
 رکن تھے۔ انہوں نے ان سب کو مرتبہ کے ایک کتاب بنائی جو فقط اسپینے تھی کہ ملکہ معظمہ کی اولاد اسکو
 پڑھے یا خاص اجاب انکے اسکو مطالعہ کریں۔ مگر بعد ازاں عوام میں اسکی اشاعت کا ارادہ ہوا۔ سمین
 بہت سی باتیں ایسی لکھی ہوئی تئیں کہ جنرل گرے کو عوام میں اسکے منتشر کر نیکے انداز تامل تھا۔ مگر
 ملکہ معظمہ نے اسکی کچھ پروا نہیں کی۔ انکو رعایا کے ساتھ اور رعایا کو انکے ساتھ ایسی بیکادلی اور محبت
 پہلی تھی کہ وہ ان باتوں کو اپنی رعایا سے چھپانا نہیں چاہتی تئیں۔ مغرض یہ کتاب ۱۸۶۷ء میں چھپ
 شائع ہو گئی۔

۱۸۶۹ء

۱۶۔ فروری کو پارلیمنٹ کو کمیشن نے کھولا۔ لارڈ چنسلر نے ملکہ معظمہ کا سپیچ پڑھا۔ ملکہ معظمہ کے موجود
 نہ ہونے کے سبب سے کبے بی نٹ نے پارلیمنٹ میں یہ امر پیش کیا کہ اس سپیچ کا جو اب جبے چھاپا
 کہ ملکہ معظمہ خود موجود ہوں۔ یہ امر غیر معمولی سا معلوم ہوتا تھا مگر پہلے ہی ایسا ہو چکا تھا کہ ملکہ معظمہ
 غیر موجود ہونے کی صورت میں انکی سپیچ کا جو اب نہیں دیا گیا۔ اور ملکہ معظمہ کے موجود نہ ہونے کی وجہ
 تھی کہ شروع سال میں شہزادہ لیوپولڈ سخت علیل ہو گئے تھے جسے سبب سے انہوں نے نہ سخت پر جلوه
 افروز ہو کر سپیچ دیا تو کانس ہوئس کا ایڈریس لیا۔

ملکہ معظمہ کو ایک مہینہ کے بعد یہ ایک اور فکری پیدا ہوا کہ ڈرام سٹاف میں بیٹی کا ایک نوکر
 بیمار ہو گیا۔ جسے سبب سے شہزادی کو بچوں کی خدمت گزار میں محنت مشقت کوئی پڑی۔ شہزادی خوش
 طبی سے اپنی ماں کو لکھتی ہیں کہ آپ کا اس بات کے سننے سے دل پہلے گا کہ بڑھیا میلنگ سیچر چھوڑے
 بچے کے ساتھ سوتی ہے اور بچے کے سارے کام انکے ذمہ ہیں مگر وہ بہت بڑھیا ہے اور اس قابل

نہیں کہ وہ بچے کو ہلاکے دھلاکے اور صبح شام کپڑے پہنائے ان سب کاموں کو میں خود کرتی ہوں۔ اسکا آپ کچھ فکر و تردد نہ فرمائیں مجھے ان کاموں کے کرنے سے کچھ تکلیف نہیں ہوتی جب لوئیس صبح کو معمول کے موافق گھوڑے پر سوار ہوتا ہے یا اپنے افس کو جاتا ہے تو میں وکٹریا اور ایلا کو ساتھ لیکر باہر جاتی ہوں۔ یہ لڑکیاں خوب لہلہائی میں نقطہ ۴

یہ شہزادی کی خوش نصیبی تھی کہ انکی نامور مادر نے انکی تعلیم و تربیت ایسی کی تھی کہ انہوں نے اپنے افلاس کی حالت میں سارے کام خوشی خوشی چلا لیتی تھیں ۵

سٹر کارائل ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت میں ایسے عالم تہمت تھے کہ انہوں نے اپنی عقل و دانش کی دشتی سے سلطنت کو روشن کر رکھا تھا۔ انہوں نے ملکہ معظمہ سے ملاقات کی درخواست کی۔ اسوقت وہ بھی غمزدہ ہو رہے تھے۔ انہوں نے ملاقات کی اور اسکا حال یہ لکھا کہ ملکہ معظمہ اپنے کل اوضاع و اطوار و گفتار کو دارین مذہب شایستہ تہیں جو باتیں انہوں نے مجھ سے کہیں انہوں نے انکی قدر و وقت میرے دلیں بہت بڑھ گئی۔ کچھ گھٹی نہیں ۶

۱۰۔ اپریل کو ملکہ معظمہ ایڈمز شوشین رونق انداز میں صبح کو موسم ایسا خراب تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سپاہ کا یو یو موقوف رہیگا۔ مگر دوسرے قریب بادل بھٹ گیا ملکہ معظمہ اپنے مصاحبین کے کیسپ میں گئیں۔ وہاں بچے تناؤ فرمایا۔ سب بچے آٹھ ہزار سپاہ کا معائنہ کیا۔ ملکہ معظمہ ایسی باتوں سے تامل بھلائی تھیں جیسی اوپر بیان ہوئیں ورنہ انکی تنہا نشینی روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ انہوں نے اس باب میں شہزادی لوئیس کو خط لکھا ہے جسکے جواب میں

۱۱۔ اپریل کو انہوں نے اپنی ماں کو یہ خط لکھا۔ اگر آپ نو سیویں میں سے کسی نواسی کو اپنے پاس رکھنا چاہیں گی تو ہم کو اس سے بڑی خوشی ہوگی۔ ہم آپ کی درخواست کے موافق کام کرینگے میں صرف آپ کی خاطر کے لیے اس بات کو اکثر افسوس کے ساتھ خیال کرتی ہوں کہ آپ کی کیسی تنہائی میں گزرتی ہے جو آپ کی اولاد بڑی ہوتی جاتی ہے وہ علیحدہ ہوتی جاتی ہے اور جو گھر میں رہتی ہے اسکے بچے نہیں ہوتے جسے کہ آپ کا دل بیلے۔ آپکے بہت سے نواسے نواسیان پوتے پوتیاں ہیں۔ ان میں سے جو کو آپ مانگیں گی۔ اسکو والدین دیدینگے۔ اور خوش ہوں گے کہ ہمارے بچے اسی چھت سے نیچے پرورش پاتے ہیں جسکے نیچے ہننے خود پرورش پائی ہے

ملکہ معظمہ کی ملاقات سٹر کارائل سے

ایڈمز شوشین میں ملکہ معظمہ کا دور روز ہوتا

ملکہ معظمہ کی تنہا نشینی

اور ہمارے بچپن خوشی سے بسر ہوا ہے اور ایسی ہر پروردہ ماجدہ الٰہی تربیت کے لیے موجود ہیں
میں میں ملکہ معظمہ کے پاس بلوچ کی کوشش آگئی تھیں۔ جسے انکو بڑی محبت تھی اور وہ انکا
دل بہلانا جانتی تھیں اسلئے وہ تنہا نہیں رہیں۔

۱۸۶۹ء
۱۸۶۹ء میں اسماعیل پاشا خدیو مصر انگلینڈ میں پہلے آئے تھے اب دوبارہ ۲۲ جون
کو آئے۔ آٹھ روز تک یہاں مقیم رہے جون میں چلے دیکھتے رہے اور دعوتیں کھاتے رہے۔ ۲۴ جون کو
چلدفک کروئس میں پرنس ویلز نے ملکہ معظمہ کی طرف سے آنے کی مبارکباد دی۔ وہ شہزادہ ویلز کے
ساتھ قصر کنگسم میں چہرے غل و شور میں تشریف لے گئے۔ اسی تاریخ قصر کنگسم سے وڈسرن
ملکہ معظمہ سے ملاقات کرنے گئے۔ وہاں انکے ساتھ تناول طعام فرمایا۔ برٹی پارک میں پانچ ہزار سپاہ
کا ملاحظہ کیا۔ دوسرے دن خدیو بال ہویل میں آیا۔ یہاں شہزادہ ویلز اور شہزادی ویلز کے ساتھ
کھانا نوش جان فرمایا۔ یہاں آئیے اسکی غرض یہ تھی کہ سلطان روم کی اطاعت سے اسکو آزادی
ہو گو اس کام میں اسکی اعانت تھوڑی سی گئی۔ مگر وہ اس منصوبے میں رہے کہ سلطان کے برخلاف
انگلینڈ سے مدد لے۔

لنڈن میں رہا اکی آپسینچ کے قریب مشرقی بوڈی کا سٹے ٹیو قائم ہوا۔ اس کام میں ملکہ
مستطہ نے بڑا دل لگایا۔ شہزادہ ویلز نے انکے حکم سے ۲۳ جون کو اس سٹے ٹیو پر سے نقاب اٹھایا۔
اور اپنی استعداد خدا داد سے بڑا ضعیف و بلیغ پیش دیا۔ اور اس میں اشارۃً اور کنایتاً ان باتوں کا بیان
کیا جو انکو امریکہ میں اپنے سفر میں پسند آئی تھیں۔ اس وقت میں جتنی پیسج دی گئی وہ سب بڑی
دلچسپ تھی۔ مشر معدلی وزیر یونائیٹڈ سٹیٹس نے بیان کیا کہ بلند اقبال و پاول مشرقی بوڈی
نے اس راز کو کھولا جسکے لیے بحیل بے فائدہ افسوس کرتا ہے اُس نے وہ فن متکشف کیا کہ
جس سے ہمیشہ ہر وقت میں دولت عظیم قائم رہی ہیں اس وقت ڈیون فشر کی قبر پر کتاب کتبہ
ہوایا اور کتابوں کے جزمین نے خراج کیا وہ میرے پاس ہے جو بچا یا وہ کہو یا جو میں نے دے
وہ میرے پاس باقی ہے۔ جب مشر معدلی کی نوبت آئی تو انہوں نے سٹے ٹیو کی طرف اشارہ
کر کے کہا کہ یہی میرا پیسج ہے۔

ملکہ معظمہ نے موسم خزاں میں مانی لینڈس کی سرزمین کی قدرتی جلوہ گاہوں کو اپنی آنکھوں سے

خدیو اسماعیل پاشا کا انگلینڈ میں آنا

مشرقی بوڈی کا سٹے ٹیو قائم ہونا

دیکھ کر حظ اٹھایا۔ اس سال میں اپنی بہت سی تکلیفات گزریں۔ اول اسٹریلیا کے سفر میں ٹوک
ایڈنبرا نامی کام رہے انکے گولی لگنے کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ انہوں نے یہ غلطی کی کہ اہل اسٹریلیا
کے امر کو ساڑھے تین ہزار پونڈ کے تحفہ تحائف دیئے جسکو لوگ یہ سمجھے کہ یہ روپیہ مفت راگدان
شہزادے نے اپنی نا تجربہ کاری سے برباد کیا۔ شہزادہ آر تھرنے جو آئر لینڈ میں سفر کیا۔ وہاں
بھی ایسے معاملات پیش آئے کہ جس میں بے لطفی رہی۔ اگرچہ ملکہ مغظمہ کے ان دو بیٹوں کے
کے سفر میں ناکامی ہوئی مگر شہزادہ ویزوارث سلطنت نے اپنے تئیں سوسائٹی کا محبوب بنایا
انہوں نے کورٹ کے لباس تبدیل کرانے میں کوشش کی اور اہل حبار کے لئے ایک لباس
حال اصدقیم کے لباسوں کے درمیان وضع کیا۔

۲۳۔ اکتوبر کو لارڈ ڈوڈنی کا انتقال ہوا۔ انکی عمر اٹھتر برس کی تھی۔ اور انچاس برس تک
وہ سلطنت کے رکن اعظم تھے۔ چوتھائی صدی سے ان کا نام اور عہد اب ٹوڈی فرقہ پر سحر کاری
کرتا تھا۔ ۱۱۔ ستمبر کو لیڈی پامرسٹون نے انتقال کیا جو ملکہ مغظمہ کی سیوگی میں شریک حال اور
نہایت ہمدرد تھیں۔ اس دوست غمخوار کے دنیا سے سدھارنے کا انکو کمال رنج و ملال ہوا۔
۱۰۔ نومبر کو ملکہ مغظمہ لنڈن میں تشریف لائیں کہ وہاں ٹیمپس پر جو نیپل بنا ہوا ہو سکوا
کمولین۔ جب اکتوبر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ اس پل کے کھولنے کے لئے ملکہ مغظمہ تشریف
لائی ہیں تو لنڈن کے سارے بیکار آدمیوں کا یہ ارادہ ہوا کہ انکی راہ میں سبکے صاف بست
کھڑے ہوں مگر یہ خیال کر کے کہ وہ اس پہلک فرض ادا کر نیچے بیٹے اپنے ماتمی لباس میں غنڈ
آتی ہیں انکو زیادہ بچ دینا مناسب نہیں۔ انہوں نے اپنا ارادہ فسخ کیا۔ جب وہ پل کھولے تو
تو لوگوں نے بڑی خوشی سے چیر ز دیئے۔ مدت کے بعد انکی زیارت اسطرح ہوئی تھی۔ ان کو
ایڈنبرا گیا جسکا جواب یہ انہوں نے دیا کہ مجھے شہر میں اس پل کے کھولنے کے لئے پہنچنے
سے بڑی خوشی ہوئی۔ اس کاموں کے کمر نیچے لئے اہل شہر بڑا حوصلہ رکھتے ہیں۔

اس سنہ کی یہ حکایات مشہور ہیں کہ ایک سراسرے کی بڑی موٹی مکان دارنی ملکہ مغظمہ
کو دکھائی گئی وہ بہت نفیس لباس پہنے ہوئے تھی۔ وہ بڑی دولت مند تھی مگر اپنی سراسرے کے گرد
کے مکانوں سے ایسی محبت رکھتی تھی کہ انکو چھوڑتی نہ تھی۔ ملکہ مغظمہ لکھتی ہیں کہ وہ مجھے دیکھ کر

ملکہ مغظمہ کا وہ اداس
سال کی تحفیات

ملکہ مغظمہ کی ناکامیوں

حکایات

بہت خوش ہوئی مجھے ساتھ ملایا اور اپنے ساتھ مجھے چھپکا۔

یہ ایک اور کہانی مشہور ہے کہ ملکہ مظفرہ ایک رستہ میں جاتی تھیں ایک گدڑیہ کا لڑکا بہتر
 اپنے اسی رستہ میں آتا تھا اس نے لکڑی رستہ سے ہٹ جاؤ بہترین کو رستہ دور ملکہ مظفرہ نے
 اس کے حکم کی تعمیل کی مگر بہترین اسی ڈرپوک تھیں کہ وہ آگے نہیں بڑھیں تو لڑکے نے لکڑا کر
 کہا کہ لکڑی کیا تم نہیں دیکھتیں کہ بہترین اٹھی جاتی تھیں؟ انکو لگے جانے دو۔ ملکہ مظفرہ کے لڑکے
 نے لڑکے کی اس اکھڑنے کی باتیں سن کر سختی سے پوچھا کہ تو جانتا ہے کہ میں کس سے باتیں
 کرتا ہوں؟ لڑکے نے جواب دیا کہ نہیں جانتا ہوں نہ جاننے کی پروا کرتا ہوں کہ یہ کون ہیں؟
 یہ بہترین کے چلنے کا رستہ ہے۔ اس میں کسی کو کڑا نہیں ہونا چاہیے تو ہر اس ملازم نے کہا کہ یہ
 ملکہ مظفرہ ہیں تو لڑکا سٹ پٹایا اور بولا کہ یہ ملکہ ہیں؟ یہ ملکہ ہیں؟ پھر ہوش سنبھال کر بولا کہ بھلا یہ
 ملکہ ہیں تو کپڑے ایسے کیوں نہیں پہنتیں کہ لوگ انکو سچا نہیں کہ وہ ملکہ ہیں؟

۱۸۷۰ء

۱۱۔ مئی ۱۸۷۰ء کو ہرننگٹن کے باغون میں یونیورسٹی لندن کی عالی شان عمارت جدید کو
 ملکہ مظفرہ نے کھولا۔ شہزادہ ویلنٹین اپنی بی بی کے ملکہ مظفرہ کے ہمراہ تھے۔ ملکہ مظفرہ کے روبرو
 جو ایڈریس پیش کیا گیا۔ اس میں اس امر واقعی کی طرف اشارہ کیا گیا کہ جس سال میں حضرت
 علیا تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئی تھیں۔ اسی سال سے یونیورسٹی نے اپنی یہ کوشش
 شروع کی تھی کہ حضور کی سب قسم کی رہایا کی جامعیتوں کے لئے تعلیم کا آزادانہ طریقہ باقاعدہ
 جاری ہو جائے۔ اور ان کے سوائے انہوں نے حسن حقیقت کے ساتھ ملکہ مظفرہ کا شکریہ ادا
 کیا کہ حضور نے اس عمارت کے کھولنے کی درخواست کو منظور فرمایا۔ اور پارلیمنٹ نے اس
 عمارت کی تعمیر کے لئے اور یونیورسٹی کی اور ضرورتوں کے لئے عطیہ عطا کیا۔ اس ایڈریس کو
 یونیورسٹی کے چنسلر لارڈ گرین ویل نے پڑھا۔ حضرت علیا نے اس کا جواب دیا اور بادشاہ بلند
 خدا نے عمارت کو ولی جانے۔ اس جلسہ میں بابو کیشنب چندر سین برہمہ سراج کے ہادی و مرشد
 بھی موجود تھے انکی لوگوں نے نہایت گرجو شہی سے تعظیم تسلیم کی جب ملکہ مظفرہ تشریف لے گئیں

لندن یونیورسٹی کا کھولنا

تو لارڈ گرین ویل نے انعامات تقسیم کیے اور بیان کیا کہ جب کیمبرج اور اوکسفورڈ میں ملکہ الزبتھ تشریف لے جاتی تھیں تو وہ لیٹن زبان ہی میں سوال جواب نہیں کرتی تھیں بلکہ یونانی زبان میں بھی ۹۰

اس سان کے موسم خزان میں کونسل نے منظور کر لیا کہ شہزادی لوئز کی بورن کے مارکویس سے جو ڈیوک آرگائل کا بڑا بیٹا ہے شادی کیجائے۔ جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ خاندان برنزوک کا یہ قاعدہ ہے کہ خاندان شاہی کی شادیاں رعایا کے ساتھ نہ کی جائیں۔ ملکہ معظہ نے توڑ ڈالا تو انکے کان کھڑے ہوئے۔ جارج سوم کا ایکٹ شادی کے باب میں یہ تھا کہ خاندان شاہی کو رعایا کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت تھی بشرطیکہ بادشاہ منظور کر لے۔ جارج سوم تو خود کبھی ایسی شادی کی اجازت نہ دیتا اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کوئی اور بادشاہ بھی ایسی شادی کی اجازت نہ دیگا۔ اس ایکٹ کے سبب سے خاندان شاہی کی علوم و تربیتی قائم رہی کہ اسکا ازدواج رعایا کے ساتھ نہیں ہوا۔ اہل انگلینڈ کو یہ ناپسند تھا کہ اس رشتہ منہی کے سبب رعایا میں سے کسی شخص کی نوبت بادشاہی پر آئے۔ مگر اب خاندان شاہی اتنا بڑھ گیا ہے کہ شہزادی لوئز کا نمبر ملکہ معظہ کے بعد بادشاہی کے لیے میواں تھا۔ اسلئے پرانے قاعدہ پر خیال نہیں کیا گیا۔ شادی کے موسم خزان میں ملکہ معظہ بالٹزویل میں رونق افروز تھیں۔ ۳۰ اکتوبر کو شہزادی لوئز کی قرابت نسبت ڈیوک آرگائل کے سب سے بڑے بیٹے مارکویس لورن سے ٹھیک رہی جس کا بیان ملکہ معظہ اپنے روزنامہ میں تحریر فرماتی ہیں کہ ہم سات بجے اپنے گہرائے تھوڑی دیر بعد لوئز آتی اُسے مجھے آنکر کہا کہ لورن سے مجھ سے شادی کی درخواست کی ہے۔ میں نے یہ سمجھ کر کہ آپ اس درخواست کو منظور فرمائیں گی اُسکی درخواست کو منظور کر لیا ہے۔ گو مجھے اُسکے اپنے سے چڑا ہونے کا نہایت پرہیز تھا مگر میں نے بطیب خاطر اُسکی درخواست کو منظور کر لیا اور دعا مانگی کہ خدا اسکی خوش رکھے فقط۔ اس شادی میں جو سلطنت شخصی پر سلطنت نوعی اور سلطنت جمہوری کو ترجیح دی گئی تھی اسلئے وہ انگلینڈ میں عام پسند ہوئی۔ ملکہ معظہ اپنی فرزانگی سے جانتی تھیں کہ اس ترجیح کے خیالات رعایا میں روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور رعایا خاندان شاہی کی شادی کے ایکٹ کو خاموشی کے ساتھ ناپسند کرتی تھیں۔ گو اسکو یہ جرات کبھی نہیں ہوئی کہ وہ اُس کی

منسوخی کی درخواست کرتی +

اس سال کے موسم بہار میں جب نزل گرے کا انتقال ہوا۔ وہ ملکہ مظہرہ کے پرائیویٹ سکرٹری تھے انکے مرنے کا اثر پرائیویٹ کے معاملات پر تھا۔ اس زمانہ میں ملکہ مظہرہ بذات خود سلطنت کے تمام کارخانوں پر توجہ فرماتی تھیں۔ وفترون کے انتظامات کے تمام معاملات اہم کی نسبت اپنی رائے و خیالات سے وزراء کو مطلع دینا انکی عادت میں داخل تھا۔ جنرل گرے کا یہ کام تھا کہ ملکہ مظہرہ جو مسودات لکھ کر انکے پاس بھیجیں انکو وہ ترتیب دیکر سٹیٹ کے کاغذات کی صورت میں بنا دیتے حقیقت میں وہ کام ملکی معاملات میں کرتے تھے۔ جن کا کرنا پرنس کو دستور کی عادت میں داخل تھا۔ جنرل گرے کے مرنے کے بعد کے بی نٹ نے یہ نیا عہدہ قائم کیا کہ ملکہ مظہرہ کے پرائیویٹ سکرٹری کے عہدہ کا کام ایک منسٹر کیا کرے۔ جنرل گرے کی جگہ کریل پون سوبی مقرر ہوئے +

۹۔ جون ۱۸۷۶ء کو چارلس کنس نے انتقال کیا جو انگلستان کے علم انشا پر دازی اور قصہ طرازی میں طاق تھے اور علم ادب میں آفتاب تھے۔ انہوں نے انشا طرازی طبائع انسانی کی تفہیم کے لئے نہیں کی تھی۔ بلکہ معاشرت انسانی کی اصلاح و فلاح کے لئے۔ یہ انہوں نے انگریزوں کی بڑی خدمت کی تھی۔ ملکہ مظہرہ نے انکو کئی دفعہ اپنے پاس بلایا مگر انہوں نے انکے پاس جانے میں مضائقہ کیا اور عذرات پیش کئے +

۱۸۷۶ء کا واقعہ عظیم جرمن و فرانس کی جنگ ہے جس میں ملکہ مظہرہ کے دو داماد شریک تھے۔ ایک پروشا کا ولیعهد اور دوسرا شہزادہ ہسی لوئس۔ اس جنگ کا انجام یہ ہوا کہ فرانسیسی شہنشاہ اور شہنشاہ بانو دونوں جلائے وطن ہو گئے۔ شہنشاہ بانو یو جوسی سے انکے اس حال پر خستہ حال میں ہی ملکہ مظہرہ ملاقات کرنے چل ہرٹ میں گئیں +

۱۸۷۶ء

۱۸۷۶ء میں شہزادی لوئزا کی شادی کا اعلان ہوا تو وہ پبلک کو پسند آئی مگر ۱۸۷۶ء کی جنوری کے آخر میں شہزادی کے جہیز اور وظیفہ کے باب میں پارلیمنٹ کے ممبرن کی رائے میں اختلاف ہوا

جنرل گرے کا انتقال

چارلس کنس کا انتقال

جنگ جرمن و فرانس

شہزادی لوئزا کے جہیز و وظیفہ کے باب میں اختلاف

بہت سے ممبر انپر ووٹ دینے میں جھجکتے اور پہاوتی کرتے تھے۔ ملکہ مظفر اس سے بڑی حق
 جو مین کہ انکی صاحبزادی کے جینر پر عوام اعتراض کرنے لگے۔ چالیس ہزار پونڈ کا جینر اور
 چھ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ شہزادی کے لیے اس وجہ سے نامناسب جانتے تھے کہ وہ ایسے
 دو لقمند سے بیاہی جائیں گی کہ بغیر اس جینر وظیفہ کے امیرانہ زندگی بسر کر سکیں گے
 اگر شہزادی سے یہ دو لقمند امیر شادی کرتا اور کسی اور سے شادی کرتا تو امیرانہ خرچ اٹھا سکتا
 تھا مگر یہ بات کوئی عقل کی نہ تھی کہ شہزادی کو کسی اور بی بی کے خرچ میں فرق نہ کیا جائے۔ اس
 جینر کے بعض مباحثوں میں ملکہ مظفر پر بھی کثرت یہ اعتراض ہو گئے کہ وہ خود خلوت نشین
 ہو گئی ہیں اور اپنے فرائض کے ادا کرنے میں بے رخی و بے ہمتی کو تاہی کرتی ہیں حالانکہ
 وہ پبلک مراسم سے فقط اسلئے پرہیز کرتی تھیں کہ اپنے شاہی فرائض کے ادا کرنے کیلئے اور
 وفاتر شاہی کے کام کر نیکے واسطے انکے دل و دماغ میں قوت باقی رہے۔ مگر جہلا اس امر میں
 کو نہیں سمجھتے تھے جسکا نتیجہ یہ تھا کہ جب ملکہ مظفر ۹ فروری کو پارلیمنٹ کو لئے کو تشریف
 فرما ہوئیں تو انکی سواری کے گرد عوام کا معمولی ازحام نہ تھا۔ تخت پر بیٹھ کر انہوں نے
 پیسج دیا وہ زیادہ تر غیر سلطنتوں سے متعلق تھا اور انکے لڑائی جگر تون میں انگلستان کے
 بے تعلق رہنے کا اظہار تھا۔

۱۸۷۱ء میں عوام کے فضول خیالات سے ملکہ مظفر کے ناگہی امور پر کچھ غصہ
 ہوا۔ مگر پارلیمنٹ پر اسکا اثر کچھ نہوا۔ ۱۳ فروری کو مسٹر گلڈسٹن نے جو شہزادی کے
 جینر کے باب میں تجویز پیش کی اس پر سوائے تین ممبرن کے سب نے ووٹ دیئے۔ مخالفین کی
 رائے یہ تھی کہ بادشاہ خود اپنی آمدنی سے اپنے سارے کنبے کے خرچوں کا کفیل ہو جیسے
 کہ اور امراء اپنی آمدنی سے کنبے کا سارا خرچ چلاتے ہیں وہ بھی چلائے۔ پارلیمنٹ کو ان خرچوں
 سے کچھ تعلق نہوا۔

جب ملکہ مظفر نے ۲۱ مارچ کو شہزادی لوئزا کی شادی کی تاریخ مقرر کی تو مانی چرچ کے
 پارلیون نے دو مانی مچائی اور یہ عتبراض کیا کہ لنٹ (دورون کے دونوں) میں چرچ کی تعلیم
 کے خلاف شادی ہوتی ہے جب ملکہ مظفر خود اپنی بیٹی کی شادی لنٹ میں کرتی ہیں تو اور

کب ان ایام میں شادیوں کے کرئیے باز رہیں گے۔ پادری اپنی وادیا کرتے رہے مگر کسی نے اسکی پروا نہیں کی۔ اور پھر یہ قید اٹھ گئی کہ لٹ میں شادی نہ ہو کرے۔ اس جشن کد خدا کی لئے شہر وند سر آ رہا تھا۔ سب طرف سے آجی آئے اور این سکول کے لڑکے جمع ہوئے پولس اور سپاہ نے ایک رستہ مقرر کیا کہ لنڈن سے جو مہمان خاص ترین میں آئیں ان کو شاہی گاڑیاں سوار کر کے اس رستہ میں لیجا کر سینٹ جارج چپل میں پہنچائیں۔ راہ میں مہمان کو چیر زوئے جائیں۔ برات میں درزائے اعظم اور امرائے معظم اور غیر سلطنتوں کے سفیر بڑے نفیس زرق برق کے لباس پہن کر آتے۔ دو لہا کے مان باپ آرگائل اور وچس آرگائل مع اپنے کنبے کے خوب پر تکلف پوشاک پہن کر آتے۔ دو لہا سپاہیانہ لباس پہنے ہوئے ہوتا۔ وہن کے رشتہ داروں نے اپنے بناؤ سنگار و لباس کی زیب زینت اور زیورون کی کثرت میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ وہن اول خود اپنے لباس نہ وزیر سے ماہ تابان بن رہی تھی پھر آفتاب کی درخشانی اور نور علی نور کر رہی تھی۔ ملکہ مغظمہ اپنا سیاہ لباس مانتی پہنے ہوئے تھیں لنڈن کے بیشپ نے نماز نکاح پڑھی۔ عروس کو جب انگشتری پہنانے کا وقت آیا تو اُس نے اپنا دستانہ اتارا ملکہ مغظمہ نے اُسکو اور گل دستہ کو جو وہن کے ہاتھ میں تھا خود لینا چاہا۔ مگر شہزادی نے انکی اس عنایت کو دیکھا نہیں وہ ایک اور لیڈی کو دیدیئے جسکے ہاتھ سے وہ گر پڑے جو ایک نیک شگون سمجھا گیا جسکے معنی یہ تھیرائے گئے کہ جس سرزمین پر شہزادی اپنی زندگی بسر کریگی وہ گلشن و چین ہوگی۔ جب نکاح کی سب مراسم ادا ہو چکے تو ملکہ مغظمہ نے بیٹی کو گلے لگایا اور اُسکے بوسے لینے۔ داماد نے اُنکے سامنے گھٹنے ٹیکے اور اُنکے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ بڑی ہجوم و حاحام سے برات کی دعوت ہوئی۔ اسکے بعد دو لہا وہن کلیر مونٹ میں اپنی سون بسر کر کے لیے روانہ ہوئے۔ جب دو لہا وہن چلے من تو اُنکے رشتہ داروں نے ہائی لینڈس کی رسم موافق انہر سفیدہ شیشی سیلیپر پھینکے اور جب وہ گاڑی میں سوار ہوئے تو ایک نئی جھاڑو انہر پھینکی سیلیپر پاشا کی سفیر نے مشرقی رسم کے موافق دو لہا وہن پر چاؤ لون کے پھینکنے کی رسم ادا کی۔ مگر سوسائٹی کے اعلیٰ درجہ میں اسکا رواج نہ ہوا۔

۲۹ طرح کو روائی ابرٹ ہائی کہو لگایا۔ خاندان شاہی کے نکل اراکین اور افسران اعلیٰ اور عمدہ داران

اعظم اور دسہنرا آدمی وہاں موجود تھے۔ جب ہال میں ملکہ معظمہ داخل ہوئیں تو سب اہل مجلس نے انکا استقبال کیا اور جب تک سب کھڑے رہے کہ خدا کی دعا سے صحت رکھے گا یا گنہگار کے بعد شہزادہ ویرلڈ نے ایڈریس پڑھا۔ ملکہ معظمہ نے اسکا جواب لکھا ہوا ان کو دیدیا۔ اور صاف آواز سے فرمایا کہ میں اس ہال کی صحت و مصانت کی تعریف کرتی ہوں اور دل سے دعا کرتی ہوں کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔ لندن کے بسپے و عا مانگی۔ ملکہ معظمہ نے فرمایا کہ اب ہال کو ہلا جائے۔

اس عمارت کی تعمیر میں دو لاکھ پونڈ کے خرچ کا تخمینہ کیا گیا ہے عام فائدہ کے لیے جو عمارت تعمیر ہوتی ہیں انکی تاریخ میں یہ مثال بے نظیر ہے۔

۲۱۔ جون کو ملکہ معظمہ ہر لندن میں تشریف فرما ہوئیں کہ سینٹ ٹامس اسپتال کی نئی عمارت کو کہو لین۔ یہاں جو ملکہ معظمہ کو ایڈریس دیا گیا اسے جواب پر لوگوں نے بڑی توجہ اس وجہ سے کی کہ مشہور یہ تھا کہ ملکہ معظمہ نے خود ہسکوٹری جتیا باط سے کہا ہے جواب یہ ہے۔ آپکے خیر خواہانہ ایڈریس کا میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں تمکو مبارکباد دیتی ہوں

کہ تم نے دارالطہارۃ میں غریب بیماروں کے لیے یہ وسیع الشان عمارت تعمیر کی۔ تم نے یہ دشمنانہ کام کیا کہ اسپتال کے قدیمی جگہ کو چھوڑ کر یہاں عین وسط میں ایک وسیع و رفیع اسپتال بنایا جس سے عوام کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ یہ مقام ایسا ہو کہ جس میں بیماروں کا آنا جانا آسان ہو گا مجھے اس بات کے دیکھنے سے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ تم نے اس عمارت کی وضع و طرز ہی رکھی ہے کہ وہ بیماری کی افزائش کو روکے گی۔ تم نے سائینس کے ان قواعد کے موافق ہسکو بنایا ہے جو امراض کی تکالیف کو کم کرتے ہیں اور تم نے یہ نہایت عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ تیمارداری کے لیے نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ عورتیں نوکر رکھی ہیں۔ میں اس بات کو کہی نہیں ہوں لوں گی کہ تمہارا اسپتال سب بات میں بڑا خوش اقبال ہے کہ اس میں تیماردار عورتیں اس لیڈی کی شاگردین مقرر ہوئی ہیں۔ جسکا نام ہمیشہ بیماروں و زخمیوں کی تیمارداری کے ساتھ لیا جائے گا۔ میری بیٹی کی شادی کے باب میں جو تم نے باتیں کہی ہیں میں اس کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

موسم گرمیہ کے آغاز میں چنبڑاڑی کہ کاٹس ہوس میں شہزادہ آر تھر کے وظیفہ کے لئے درخواست کی جائے گی۔ اول چٹیکے چٹیکے یہ ذکر ہوا کہ وہ الشہر کا ڈیوٹ سقر ہو گا اور کیرلینڈ میں رہے گا۔ یہ خیالات قبول ہوئے مگر وظیفہ کے باب میں از سر نوہ مناقشہ شروع ہو گیا اور کیرلینڈ کو لڑاکے جہیز کی تجویز کے وقت پیش ہوا۔ ۲۷- جولائی کو مسٹر گلڈٹن نے کاٹس ہوس میں اطلاع دی کہ شاہی پیغام آیا ہے کہ شہزادہ آر تھر کے واسطے معمولی وظیفہ جبہ سن بلوغ کو پہنچے مقرر کیا جائے۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس پیغام شاہی پر مباحثہ ہوا۔ پندرہ ہزار پونڈ وظیفہ پروٹ لینے لگے، مسٹر پٹر ٹیلر نے اس کی مخالفت کی مسٹر ڈکسن نے پندرہ ہزار سے پانچ ہزار گھٹا کر دس ہزار پونڈ پروٹ لینے تو اسے وٹ مخالف اور کیا دن وٹ موافق ہوئے۔ غرض یہ وظیفہ مقرر ہو گیا۔

شہزادی لوئس کو بڑی خوشی تھی کہ ہنگامہ جنگ ریچون کی بیماریوں کے تفکرات ترددات کے بعد ہم اپنے گہرائی لیسنڈس میں تفریح کے لئے جائینگے۔ ستمبر میں وہ مع اپنے بچوں کے ملکہ منظمہ کے پاس علی آئین۔ انہوں نے ملکہ منظمہ کو علیل پایا۔ حضرت علیا کی طبیعت مبارک کی علامات سے سارے ملک میں تشویش پیدا ہوئی۔ وہ لوگ جو ملکہ منظمہ پر طعن کر رہے تھے کہ وہ کاموں کو چھوڑ چھا کر خلوت گزین ہو گئی ہیں۔ انکے ذہن میں یہ بات آنے لگی کہ ملکہ منظمہ کی محنت کچھ اس سبب کم نہیں ہوئی کہ موسم لٹن کی مرہم کو وہ نہیں ادا کرتیں۔ لینے مجالس عیش و طرب اور موسیقی جلسوں میں شریک ہو کر صدر انجمن نہیں بنتیں، ملکہ منظمہ کے گلے میں ایک زخم ہو گیا تھا۔ جسکے مدد کی بڑی تکلیف تھی اور بازو کے نیچے گلشی کے نکلنے سے ورم ہو گیا تھا۔ مشہور تھا کہ انکی اس علامات کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کاموں کو سر انجام دینے میں محنت بہت کی تھی۔ لوگوں کو نیکے پیار ہونے کا بڑا بچ وافوس قتلہ وہ بتیج تندرست ہو گئیں اور اپنے بچوں کے بچوں سے دل بہلانے لگیں۔ انکو اپنی ابتداء عمر سے بچوں کے کہلانے کا بڑا شوق تھا۔ چھوٹی شہزادیوں اور چھوٹے شہزادہ کو کمانسی ہو گئی، بھجوری انہوں نے ان بچوں کو لٹن میں بھیجا۔ اور شہزادی ایلائس اور انکا شوہر سندرنگم میں شہزادہ ولز اور انکی بی بی سے ملنے چلے گئے۔

ملکہ معظمہ کے امراض ضعف بتدیج دور ہو گئے تھے کہ مئی ۱۸۷۷ء کے آخر میں شہزادہ دلیز سخت بیمار ہوئے جس سے ملکہ معظمہ اور سارے ملک کو نہایت تشویش پیدا ہوئی۔ گزشتہ موسم خزاں میں جرمنی کے سفر سے شہزادہ دلیز واپس آئے تھے تو انکی زندہ دلی میں بہت افسرگی معلوم ہوتی تھی جسکا سبب یہ بیان کیا جاتا تھا کہ انہوں نے سخت جفاکشی کی ہو اور مشقت شاقہ اٹھائی ہو۔ ڈاکٹر رسل لکھتے ہیں کہ علی العیوم لوگوں کو معلوم نہیں کہ شہزادہ سفر میں صرف تین اشرفون کو اپنا مصاحب بنا کے لیگئے تھے۔ پہلے اس سے کہ فرینک فورٹ میں پہنچے وہ چپ کر کہ کوئی انکو شہزادہ دلیز نہ جانے سیڈ ان اور فٹر کے رزم گاہوں میں سفر کرنے گئے اور اس میں انکو ایسے اتفاقات پیش آئے جسکا بیان بڑا طویل ہو۔ اننے انکو بڑی تکلیف اور بے آرامی ہوئی۔ دیکھتے اور رات کو جنگ کے میدانوں کے بیچ میں سوتے جن میں چھی سپاہی پڑے رہے تھے اور وہابی ہوا میں چلتی تھیں۔ غالباً اس وقت سے انکے جسم میں بخار کا مواد پیدا ہونا شروع ہوا۔ سنڈرگم میں جب طبیبوں نے انکے مرض کی تشخیص کی تو ٹائیفائیڈ وڈ بخار کی ساری علامتیں دیکھیں آخر کو یہ تشخیص انکی صحیح ہوئی۔ جب ۲۸۔ نومبر کو علالت کی خبر وحشت از حضرت علیا کو ہوئی تو وہ سنڈرگم میں بیٹے کے پاس آئیں۔ بہو بھی اس مرض میں مبتلا تھی جسکی تیمارداری شہزادی ایلا ایس کرتی تھی۔ شہزادی لوئس اور انکے بچے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے انکو اور شہزادہ دلیز کے بچوں کو وڈ سر میں ملکہ معظمہ نے بھیج دیا۔ روز بروز شہزادہ کو بخار کی شدت ہوئی علالت نامہ (جس میں بیماری کا حال لکھا جائے) شائع ہوتا تھا۔ وہ لوگوں کو گہرائے اور بولائے دیتا تھا۔ جہاں جہاں ڈاک میں یہ علالت نامہ جاتا تھا۔ وہاں اسکے پڑھنے کے لئے آدمیوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے تھے۔ ہر صبح کو بازاروں اور پارکوں میں مال بورڈ ہوس کے گرد دھمکین اور بیت کا جیوم ہوتا۔ اس علالت نامہ کے ایک ایک لفظ کی شرح طرح طرح سے کیجاتی اسپر باٹھے ہوتے اور وہ اچھی طرح جانچا جاتا۔ اس تردد کے سبب پارلیمنٹ کے مخالف فرقوں نے اپنے مخالف مباحثوں کو تہ کر کے رکھ دیا۔ ۱۷ دسمبر کو شہزادہ کی خطرناک حالت نہ تھی۔ انکی بی بی نے سنڈرگم کے پادری کو یہ چھی درناک الفاظ میں لکھی کہ خدا کا شکر ہو کہ میرے شوہر کے مرض میں افتادہ ہو گیا ہے۔ میں چچ بین آتی ہوں مگر نماز کے ختم ہونے سے پہلے چلی جاؤ گی تاکہ اپنے شوہر کے لپٹ کے

پاس رکھ کر اُسکی تیار داری کروں۔ آپ میرے شوہر کے لئے چند الفاظ دعا کے نماز سے پہلے فرمائیں تاکہ میں بھی اپنے شوہر کے لئے دعائیں شریک ہو جاؤں۔

اس خوش خبری پر بہت لوگ سر ہلاتے تھے اور یہ نحوس خبر سناتے تھے کہ ۱۴ دسمبر کو شہزادہ کا باپ اس مرض سے مرے اس تاریخ کا انتظار دیکھنا چاہیے کہ پردہ تقدیر سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ اس اثنا میں ملکہ معظمہ و نڈ سرگین بھی اور چلی بھی آئیں۔ جب یہ دو مشتاک تاریخ میرے آئی اور گئی۔ اور شہزادہ کے مرض میں افاقہ بھی ہوتا گیا تو لوگوں کو شہزادہ کے تندرست ہونے کی قوی امید ہوئی۔ ملکہ معظمہ کی درخواست کے موافق نیسیا یونین ہر فرقہ کے چھوٹے بڑے کچاؤں میں یہودیوں کے معبودوں میں اور ہندوستان میں ہمالیوں کی مسجدوں میں اور مندروں کے مندروں میں شہزادہ کی تندرستی کے لئے دعائیں اپنے اپنے مذہب کے طور پر مانگی جاتی تھیں کون شخص یہ جان سکتا ہے کہ قوموں کی دعاؤں ہی کا یہ اثر تھا کہ شہزادہ کی علالت میں باپ کی برسی کے دن ۱۴ دسمبر سے افاقہ ہونا شروع ہوا اور بتدریج صحت پہنچ گئی اور نیند بھی آگئی جسکی بہت دنوں سے آرزو تھی۔ اگرچہ عقل چسکم لگاتی ہو کہ قدرت و موت کے قوانین کے آگے دعا ایک دم بھی نہیں لے سکتی۔ مگر ایمان عقل کے اس حکم کو کب سنتا اور اپنے اعتقاد کو مست کرتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ دانشمند خواہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا ہو یہ نہیں بتلا سکتا ہے کہ وہ کس کو نئے قوانین میں جو دنیا پر فرمانروائی کر رہے ہیں۔ انسان کو اب تک صرف انکا ایک حصہ معلوم ہوا ہے۔ باقی نامعلوم۔ کوئی قانون قدرت دعا کے مقبول ہونے کا بھی ہوگا۔ ۱۹۔ کو ملکہ معظمہ و نڈ سرگین آئیں۔ اور ۲۶ دسمبر کو انہوں نے اپنے ہوم سکریٹری کو یہ چٹھی لکھی کہ میرے غریزہ لاڈ شہزادہ ویلز کی دہشت ناک علالت میں میری کل رعیت نے جو اپنا دلی رنج ظاہر کیا اور میری او میرے بیٹے اور میری بہو کی ہمدردی اور غمخواری ظاہر کی اور شہزادہ کی صحت کے بعد اسکی عام خوشی منائی۔ ان دونوں باتوں کا نقش میرے دل پر ایسا جما ہے کہ وہ کبھی مٹے گا نہیں۔ بیشک یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہی ہمدردی میرے ساتھ دس برس پہلے کہ اس حالت میں کی گئی تھی کہ میرے شوہر کی جان اسی مرض سے گئی تھی۔ میرا شوہر میرا سہارا اور مساعدا تھا جو میرے پہلو سے اٹھنا یا گیا۔ وہ نہایت ہمدرد و دانا تھا۔ تم لوگوں سے جو میں نے اپنی طرف سے کہا ہے وہی میں

اپنی ہو شہزادی دلیز کی طرف سے کہتی ہوں وہ تم لوگوں کی دل سے ممنون منت ہیں اُن کے دل پر بھی تمہاری ہمدردی کا وہی اثر ہوا ہے جو میرے دل پر ہوا ہے۔ میں بغیر اس کہنے کے اپنے کلام کو ختم نہیں کر سکتی کہ مجھے امید ہے کہ میری وفادار رعایا اپنی دعائیں خدا سے جب تک ملگتی رہیں گی کہ میرے عزیز بیٹے کو صحت کامل اور پوری توانائی حاصل ہو۔

۷۸۷ء

۷۸۷ء کے اول مہتون میں شہزادہ دلیز تندرست ہو گئے تھے اور انکے تن بدن میں توانائی بڑھتی جاتی تھی انکی علالت کے سبب عام پوبلیکل معاملات محفل پڑے تھے۔ سرچارلس ڈکن جو بادشاہی کے برخلاف ووٹ دیتے تھے اور سارے ملک میں پیچیدگی تھے پہرتے تھے۔ اور بادشاہی کے مٹانے کیلئے ایک اودھم مچا رکھا تھا وہ دفعۃً اپنے اس جوش خروش سے اس سبب سے ٹھنڈے ہو گئے کہ انہوں نے شہزادہ کی علالت میں دیکھا کہ تلج شاہی کے ساتھ رعایا کو بڑی محبت و الفت ہے کہ وہ ان پوبلیکل مباحثوں سے دور نہیں ہو سکتی۔

ملکہ معظہ نے جب دیکھا کہ شہزادہ کی صحت کی متناکل ملک کو تھی اب وہ بعنایت اکیس حاصل ہوئی اور اس سبب اہل ملک کا فکر و تردد و ہوا تو اب انہوں نے یہ چاہا کہ ایسا کوئی کام کرنا چاہیے کہ جس سے شکر اُٹھیں اور کیا جائے۔ یہ ٹھیکہ کہ وسط جنوری میں سینٹ پال کے گرجا میں باجلوس کے ساتھ ملکہ معظہ جائیں اور شکر اُٹھیں بجالاتیں۔ اور ۲۷ فروری ۱۸۷۷ء کو جب شہزادہ کی صحت کا شکر و گاہ اُٹھیں یہ بجا جائے۔ اگرچہ ۲۷ فروری کا دن سرد تھا مگر صاف روشن تھا اُسکے لئے بہت دن پہلے سے ساز و سامان بڑی شکوہ و شان سے کیا گیا تھا۔ جاٹے کے آفتاب نے اسپرچک کر اور زیادہ چمکا دیا۔ اسد کے تماشا دیکھنے کے لئے لکھنؤ کی دو ہستین اسقدر آئیں کہ پہلے کبھی نہیں آئی تھیں۔ سواریوں کا کرایہ اسقدر گر ان ہو گیا کہ اُسکا یقین کرنا مشکل ہے پڑے بڑے امیروں کو سواری شکل سے میسر ہوتی تھی۔ سینٹ جیمس کے بازار میں وہ میلا لگ گیا کہ اس میں دو دن پہلے رہتے نہیں ملتا تھا۔ تیاریوں کے دیکھنے کے لئے آدمیوں کا ہجوم لگا رہا تھا۔ اس شکر یہ کے دن لندن بالکل ناشائستہ ہو گیا۔ امیر و غریب میں کچھ تمیز نہیں ہوتی تھی

قوم کی خواہش سے سب جگہ تعطیل ہوئی۔ دس اور ساڑھے بارہ لاکھ کے درمیان تماشائی جمع ہوئے۔ لندن کی آرایش اور تین بندی وہ ہوئی جو کبھی ایسی تقریبات میں نہیں ہوتی تھی۔ قصر بکنگھم سے ملکہ معظّمہ شانہ جلوس کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ وہ خوب تازہ و توانا تھیں۔ اور بہت خوش و خرم معلوم ہوتی تھیں۔ شہزادہ ویلز ابھی زرد و دلاغر تھے۔ مگر اپنی خوش مزاجی سے وہ اپنی چمک دمک دکھاتے تھے۔ گروہ گروہ آدمی انکے پیچڑ دیتے تھے اور وہ انکے منت شناس ہو کر انکے آگے اپنا سر جھکاتے تھے۔ ملکہ معظّمہ اپنی ٹوپی ہلاتی تھیں۔ اسوقت ملکہ و شہزادہ و رعایا کی باہمی محبت و یگانگت اپنا رنگ دکھا رہی تھی۔ رعایا بڑے جوش و خروش سے خوشی کے نعرے لگا رہی تھی جس سے ملکہ معظّمہ کا ہر لمبہ نیز ہوتا ثابت ہوتا تھا اور رعایا کی و خواہری جان شادی طاعت و فرمانبرداری ظاہر ہوتی تھی ٹیمپل بار پر شہر لندن کے لارڈ میئر اور میونسپل کے معزز عہدار اپنے اپنے مقعر لباس پہنے ہوئے اور سفید گھوڑوں پر سوار صفا بستہ کھڑے تھے۔ لارڈ میئر نے گھوڑے پر سے اتر کر شیشہ شربت کی اور واپس لی۔ پھر وہ اور انکے مصاحب گھوڑوں پر سوار ہو کر جلوس شاہی سے آگے سینٹ پال کو چلے۔ ٹھیک ایک بجے ملکہ معظّمہ گرجا میں داخل ہوئیں اور اپنی نشستگاہ پر جو خوب آراستہ کی گئی تھی جلوہ افروز ہوئیں جس پر یہ کتابہ مرقوم تھا کہ جب انہوں نے مجھے کہا کہ ہم خانہ خدا میں داخل ہونگے تو میں خوش تھا۔ اسوقت جو گرجا میں ربّ عزّت و روفق تھی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ تیرہ ہزار اعلیٰ درجہ کے معززین کو یہی نشین تھے۔ ان میں ہندوؤں کے راجہ و رئیس بھی تھے۔ ایک خاص عاجز اسوقت کے لئے تصنیف ہوئی تھی وہ مانگی گئی اسکا ترجمہ یہ ہے کہ آے رحمن کے باپ اور تمام آراستہ خدایہم تیری شکر گزاری کرتے ہیں کہ تو نے اس قوم کی دعاؤں کو مصیبت کے دن میں سن لیا۔ ہم تیری حمد کرتے ہیں اور تیرے بزرگ نام کی تعظیم کرتے ہیں کہ تو نے اپنے بندہ شہزادہ ویلز کو بیماری کے بستر سے اٹھایا تو نے اسکو نیچے پچھاڑا تھا تو نے ہی اسکو کھڑا کیا۔ یہ تیری بخشش و رحمت ہو کہ تو نے اسکو صحت و توانائی دی۔ ہم تجھے اتنا کہتے ہیں کہ تو اپنے اس بندہ کو صحت کامل عطا کر اور روز بروز بافراط روحانی و جسمانی برکتوں کے تاجوں کو اسکے سر پر رکھ۔ بوسیلہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے۔ آمین۔ کیا خوش خوش ہونا تھا کہ کانون کو اذیت ہوتی تھی۔ یا اس کا مانگنے کے وقت ایک خاموشی کا عالم تھا۔ آج

آج بشب نے اس آیت کو پڑھ کر کہ ایک دوسرے کا اعضا ہے (بنی آدم اعضائیکدیگر اند) کہہ لیا کہ
کا دن اس آیت کی تفسیر ہے۔ یہ مذہبی رسم دو بجے ختم ہو گئی۔ بادشاہی سواری قصر جنگم کو روانہ ہوئی
توپوں کی خوب ہواں دہون ہوئی۔ رات کو روشنی سب جگہ تین ہوئی بہت آدمی اس ندی
رسم کے ادا کرنے میں روشنی کرنے کو نامناسب جانتے تھے۔ مگر کجا کے برج پر روشنی عجیب تھی
دو دن بعد لندن گزٹ میں یہ چھپی چھپی +

قصر جنگم ۲۹۔ فروری ۱۸۵۸ء

۲۷۔ فروری بروز شنبہ میری رعایا کے لاکھوں گومیوں نے سینٹ پال کے جٹ اور آتے
کے وقت میرے بچوں کا غیر مقدم کیا اسکی میرے دلیں بڑی عسقت جگہ ہے جب اسطقت میں
میرے سواری چلی ہے تو اس گرجوشتی خوشدلی سے میری رعایا نے اپنی محبت خیر خواہی
اطاعت و حسن عقیدت کو ظاہر کیا ہے کہ اسکے بیان کرنیکے واسطے میرے پاس الفاظ ضعیف میں
ساری قوم کی اس خیر خواہی کا شکریہ میں دل سے ادا کرتی ہوں +

کل قوم شہزادہ ویلز کی صحت کے لئے شکر الہی ادا کرنے میں نیک دل تھی اسکو ملکہ مظفر
اور شہزادہ ویلز نور شہزادی ویلز دلیں جانتی ہیں۔ یہ خوشی کا دن اور اسکی خوش انتظامی کی
محبت کے ساتھ ملکہ مظفر کو اور انکے کہنے کو ہمیشہ یاد رہیگی +

جس میں چھٹی مذکور چھپی ہو۔ سیدان ملکہ مظفر پر عجیب حملہ ہوا۔ دوپہر کے بعد پارک
میں سیر کرنے گئی تھیں۔ جب پہرہ قصر جنگم کی دیوار کے پاس گزر کر اس دروازہ میں سوار
آتی تھیں کہ جس میں وہ ہمیشہ اتر کر قی تھیں اور گاڑی ہنوز ٹھیرنے نہ پائی تھی کہ یکایک ایک
لڑکا گاڑی کی بائیں طرف دوڑ آیا۔ اسکے دائیں ہاتھ میں پستول تھا اور بائیں ہاتھ میں ایک
کاغذ تھا۔ پہرہ اسکی حیثیت سے وہ گاڑی کی دوسری طرف گھبرا کر ملکہ مظفر دائیں طرف بے جنبش ٹپٹی
ہوئی تھیں۔ انکے خاص ملازم جان بزن نے اُس لڑکے کو پکڑ لیا۔ پستول بہرہ ہوا نہ تھا مگر
لڑکے کے پاس ایک چاقو تھا اور ایک درخواست غاص انکے ہاتھ میں تھی کہ فتن قیدی چھوڑ دے
جائیں یہ اسکی ایک احمقانہ حرکت تھی۔ اس لڑکے کا نام آر تھراؤ کوثر تھا۔ ستر ویرس کی
عمر تھی آیر لینڈ کا باشندہ تھا پورے تیل کے کارخانہ میں کلرک تھا وہ شکر یہ کی نماز

ملکہ مظفر پر حملہ اور لڑکا شکر الہی

کے دن ملکہ معظمہ کی گاڑی کے پاس پہنچا چاہتا تھا مگر بیڑ بھاڑ کے سبب نہ پہنچ سکا۔ آج وہ دس فیٹ بلند جنگل پر چڑھ کر صحن میں گھس گیا۔ رعایا کو اسکی اس حرکت پر بڑا غصہ آیا اور پل میں اسکی رو بکھاری ہوئی۔ ایک سال قید اور بیٹل بید لگنے کی سزا ہوئی۔

ملکہ معظمہ کا مدت سے ارادہ تھا کہ وہ اپنے گھر کے قدیم الخدمت خیر خواہ نوکروں کو تنہا دیا کریں۔ جب یہ اذکار کا واقعہ واقع ہوا تو انہوں نے اپنے اس ارادہ کو پورا کیا۔ اس وقت انکے ملازم جان برون نے اس لڑکے کے گرفتار کرنے میں اور نوکروں کی نسبت زیادہ ہوشیاری اور دلیری دکھائی تھی ملکہ معظمہ نے اسکو ایک سوئے کا تمنا دیا اور پچیس پونڈ سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ ملکہ معظمہ کو یہ نوکر بڑا عزیز تھا۔

اس سال میں دو بڑے منحوس واقعات ہوئے۔ ایک ملکہ معظمہ پر اذکار کا حملہ کرنا اور دوسرے لارڈ میو وایس کے ہند کا قتل ہونا۔ انکو اٹھ ماں میں ایک مجرم چٹھان قیدی چھڑانا جس سے وہ جانبر نہ ہوئے۔ اس قتل پر ملکہ معظمہ اور سارے ملک کو اندبیس ہوا اسکا مفصل حال اس کتاب کے دوسرے حصہ میں پڑھو۔

ابتداء سے ماہ مئی میں لندن میں تارا آیا کہ ڈاکٹر لونگ سٹون جو افریقہ کے رودیل کے سرچشمہ کو تحقیق کرنے گئے تھے وہ گم ہو گئے انکی کچھ خبر نہیں۔ انکے صحیح سلامت ہونے کی تفتیش میں بڑی تشویش تھی۔ مشرین لی انکی تلاش میں گئے۔ انکو مشر لونگ سٹون کا پتا لگ گیا۔ جس کی خبر ملکہ معظمہ کے پاس آئی تو وہ بہت خوش ہوئیں۔ انکو بڑا شوق تھا کہ یہ حال معلوم ہو کہ ڈاکٹر لونگ سٹون نے سرچشمہ رودیل کی تحقیقات میں کیا کیا کام کیے انہوں نے ڈاکٹر کو بلایا اور کوہ گھنٹے تک اُس سے باتیں کیں۔ وہ سفر کا حال پوچھتی رہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے عرض کیا کہ افریقہ کے جنگلوں کے باشندے اکثر مجھے پوچھتے تھے کہ تم کبھی اپنے بادشاہ سے بھی ملے ہو۔ جب میں اسے کہتا تھا کہ نہیں تو وہ بڑے تعجب ہوتے تھے۔ اسپرین حضور سے ملا ہوں تو اسے کہہ سکوں گا کہ ہاں میں اپنے بادشاہ سے ملا ہوں وہ اکثر پوچھتے تھے کہ تمہارا بادشاہ دو ہند ہے تو میں جواب دیتا تھا کہ ہاں وہ بڑا دولت مند ہے تو وہ پوچھتے تھے کہ اُسکے پاس کتنی گائیں ہیں؟ یہ سب ملکہ معظمہ نے بڑا مقصد مارا۔

ملکہ معظمہ اور ڈاکٹر لونگ سٹون

لارڈ گرین ویل نے ملکہ مظہر کی طرف سے ایک تحفہ سونے کی بلاس ڈائی کا سپرہ پہنے
 لگے ہوئے تھو مسٹر شین لی کے پاس بھیجا اور یہ اپنی چھٹی اُسکے ساتھ بھیجی کہ مجھے بڑی خوشی
 ہو کہ ملکہ مظہر کے حکم سے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ حضرت علیا آپ کی اس ہوشیاری و
 دانائی و حسن سعی کی قدر شناسی فرماتی ہیں جو آپ نے ڈاکٹر لونگ سٹون کے ساتھ مراسلت
 میں کی جس کے سبب وہ فکر و تردد دور ہوا اور انکی رعایا کو اس ممتاز سیاح کی گم
 شدگی کی طرف سے ہوا تھا۔ ملکہ مظہر نے مجھ سے درخواست کی ہو کہ میں آپ کو اس خدمت کا
 انکی طرف سے شکریہ ادا کروں اور اسکے ساتھ میں آپ کو مبارکباد دوں کہ آپ اپنی اس ہم میں
 کامیاب ہوئے جس کو آپ نے بخوف و خطر اختیار کیا تھا اور انکی درخواست کے اپنی چھٹی کے
 ساتھ ایک تحفہ یاد کی نشانی بھیجتا ہوں جسکو آپ قبول فرمائیں گے ۛ

اس سال کے موسم گرما میں اولیائے دولت بالوریل میں تھے کہ جن میں گلاسگو
 میں ڈاکٹر میکلوڈ کا انتقال ہوا۔ یہ ڈاکٹر ہی بین جن کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے کہ وہ ملکہ
 کی بیوگی کے آغاز میں انکی بڑی غم شکنی و غمخواری کیا کرتے تھے۔ انوار کی رات کو ملکہ مظہر سو
 جاتی تھیں کہ ڈاکٹر کے مرنے کی خبر انکے پاس آئی جسکا بڑا اثر انکے دل پر ہوا۔ دوسروں صبح کو
 وہ اپنے روضہ نامہ میں لکھتی ہیں کہ میں نے حاضری کھائیچے بعد اپنے عزیز دوست میکلوڈ
 کی ان باتوں کا خیال کیا۔ کہ ۱۶۲۳ء میں ۛ کیا کیا۔ اُس نے مجھے تسلی دی میرے ساتھ ہمدردی
 و غمگساری کی۔ میری مدد کی۔ سب ہم بالوریل میں جاتے تھے تو چند موقعوں پر میں نے انکو
 بلا کر شوق سے ملاقات کی۔ وہ میری تسکین دل و راحت جان تھے وہ بھی میرے دل کے
 اور آراموں کی طرح حل ہے۔ ان خیالات کے آنے سے میں زار زار چلا چلا کر رونے لگی
 پہر ملکہ مظہر ایک اور جگہ لکھتی ہیں کہ ڈاکٹر نے وعظ کرتا تھا کہ ہمارا شفیع زندہ ہی جو بہائی اور دوست
 کی طرح محبت کرتا ہے جسکے اوپر ہم سب کو اعتماد اور بہروسا کرنا چاہیے۔ کسی شخص نے ڈاکٹر
 سے زیادہ اور شخصوں کے ایمانوں کو مضبوط و مرتفع نہیں کیا اور کسی اور شخص کو ان سے
 زیادہ اس بات کا شوق نہ تھا کہ وہ لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے مہربان باپ ہوئے
 کا خیال اور یقین پیدا کرے اور وہ یہ چاہتا تھا کہ خدا کی طرف سب رجوع کریں ۛ

ڈاکٹر لونگ سٹون کا انتقال

غرض اس ڈاکٹر کی وفات کا ملکہ معطرہ نے بڑا بچ و ماتم کیا۔ وہ اُنکے کہنے کے بڑے
قدیمی معتبر دوست تھے۔ وہ بہت دنوں سے بیمار تھے۔ ماہ مئی میں جب ملکہ معطرہ سے ملنے
آئے تو بیماری کے سبب ایسے کمزور اور ضعیف تھے کہ ملکہ معطرہ نے اُنکو اپنے سامنے بیٹھنے
کی اجازت دی۔ وہ ایک بڑے فصیح و بلیغ واعظ تھے۔ وہ بالموہیل میں ملکہ معطرہ کا غم غلط کرتے
تھے اُنکے بچے غمگسار تھے اور کوئی اپنی غرض نہیں رکھتے تھے۔ اُنکے بہائی کو ملکہ معطرہ نے ایک
ایسا اقتضا نامہ لکھا ہے کہ کوئی بادشاہ اپنی رعایا کو نہیں لکھتا۔ وہ سر اسحریت الفت سے
بھرا ہوا ہے۔ اُسین کہیں یہ نہیں پایا جاتا کہ وہ اپنے اور ڈاکٹر میں کچھ فرق سمجھتی تھیں اُسکو بڑا
کا دوست جانتی تھیں۔ فقط اُنکے حسن حشاق کی بند پائیگی دکھانے کے لیے نیچے اُس خط
کا ہم ترجمہ لکھتے ہیں۔

میں شکل سے یہ جانتی ہوں کہ مسٹر ڈونیلڈ میکلوڈ کو جو خط لکھوں تو اُسکو کیونکر شروع
کروں۔ آپ شریف بہائی لائق فائق نورس میکلوڈ کا بچ و الم جو میرے اور آپ کے دوست آستانہ
کے دنوں میں بہرا ہوا ہے اُنکے بیان کرنے میں الفاظ قاصر ہیں۔ اس نیک نہاد کے مرنے
اُسکی کرم منظم ماں کو اُسکی بی بی اُسکے بہت بچوں کو اور عوام کو نقصان پہنچا ہے اُسکا کوئی بدل
نہیں ہو سکتا اُسکا مزامیر لیے بڑا و خراش ہو میری خاص فطرت کے لیے وہ بڑا بچ و رسان ہے
ڈاکٹر سب قونچر مجیر ہر بانی کرتا تھا اور نہایت دلی گرم کوشش سے میری غم شکنی و نگہداری کرتا تھا اب میری دین
گہمی یہ خیال بھی نہیں آتا کہ اس دنیا میں ہر شس مرہبان چہرہ کو میں بچو گی۔ اور اُسکی قابل
تقریف سحر پرداز باتیں جو سب کے ساتھ بہلائی کرنے والی ہوتی تھیں پر میں سنو گی مجھے اس
سے بڑی خوشی ہے کہ میری اُنسے آخری ملاقات میں عجب کے باب میں بہت سی باتیں ہوئیں
جہاں اب چلے گئے ہیں۔ باوجودیکہ وہ بیماری کے سبب بہت ضعیف نہا تو ان ہو گئے تھے
مگر نہ مجھے امداد و دن کو یہ گمان تھا کہ اُنکی زندگی کا دور جو کمال نفع رسان اور مہر نواز تھا ایسا
جلدی سے ختم ہو جایگا۔ اس لیے جب اُنکے مرنے کی خبر آئی تو یکایک بڑا امداد میر دل پر ہوا
میرے سارے بچے جو یہاں حاضر ہیں اور جو غیر حاضر ہیں سب اُنکے مرنے کا بچ کرتے ہیں
اگر آپ اُنکے مرنے کے وقت کی مفصل کیفیت کہیں گے تو میں آپ کی بڑی ممنون ہوں گی۔ آپ

میری طرف سے انکی مان اور بی بی اور بچوں اور سارے گھنے پر میری دلی ہمدردی کا اظہار کر دیئے
 ۱۸۷۲ء میں لندن کے موسم بہار میں دو غیر ملکن چلیان ویرما کے سفیر گنڈ
 میں آئے۔ جاپان نے یہاں کی سفارت کے ویلے بڑے شریف امیرن کو منتخب کیا تھا۔ جاپان
 ایشیا کا برطن جو۔ اسکا بادشاہ بہت بڑا ہے۔ ان سفیرون کے اوصلاع و اطوار نہایت شریفانہ
 تھے۔ انکی فراست و گیاست میں تیزی تھی انگریزی زبان سے خوب ماہر تھے اسلئے وہ یہاں
 سب کو عزیز تھے اور مغز سمجھ گئے۔ برہما سے جو لہجی آئے تھے انکے مقاصد اور تھے اور
 ملکہ مظفر نے اسے آگاہ تھیں۔ جبکہ کے دن ۱۲ جون کو یہ سفیر وندسر کیسل میں ملکہ مظفر سے
 انہوں نے بڑے قیمتی تھے نذرین دیئے جن میں۔ ٹیوس کرے سات پونڈ (ساتھ تین
 سیر کے قریب) تھے جن کا بہت چرچا یہاں ہوا۔ اور انہوں نے اپنے راجہ کا خط بھی جو ملکہ مظفر
 کے نام کا تھا دیا۔ ملکہ مظفر نے نذر قبول فرمائی اور سفیرون کو رخصت کیا وہ لندن میں
 چلے آئے۔

ستمبر ۱۸۷۲ء میں ملکہ مظفر ڈیوک سدرلینڈ کے دارالریاست ڈن روہن میں تشریف
 لے گئیں۔ پانچ چھ روز یہاں قیام فرمایا۔ ڈیوک نے ملکہ مظفر کی ٹرین کا انجن جو چلایا اور ان کو
 یہ نہ معلوم ہوا۔ جب ڈیوک ایک سٹیشن پر لے ملا تو انکو یہ حال معلوم ہوا کہ ملکہ مظفر لکھتی ہیں
 کہ لوہریج کے اسٹیشن ماشر نے غریب گنواروں سے متواتر تین دفعہ مجھے چیز دلائے
 جب ام ریل پکڑا کرے تو ڈچس نے استقبال کیا۔ پلیٹ فورم پر دولٹریون نے سلامی
 اتاری۔ دس منٹ میں ڈن روہن کیسل میں پہنچے۔ یہاں ریکر میں نے شیر تماشے دیکھے۔ اور
 ڈچس سدرلینڈ کی یادگار کی بنیاد کا پتھر رکھا۔ اس پر ایک بوتل کا پتر لگا یا گیا اس پر یہ کتا بکھٹا
 گیا کہ اس پتھر کو وکٹوریہ ملکہ انگلینڈ نے رکھا ہے اور یہ ایک شہادت ان کی محبت کی ہے
 ۹۔ یہی ۱۸۷۲ء

ایڈریس پیش ہوا۔ پڑھا نہیں گیا۔ اسکا جواب باہد اب دیا گیا۔ ملکہ مظفر لکھتی ہیں
 کہ اس ایڈریس کے جواب دینے کے وقت میرے دماغ کی یہ کیفیت تھی کہ میری زبان سے
 الفاظ بے تامل نہیں نکل سکتے تھے۔ پہلی جولائی کو ملکہ مظفر مع اپنے اہل و عیال کے اپنے

جاپان ویرما کے سفیرون کا اظہار

ملکہ مظفر کا دن روہن میں تشریف لایا

شوہر کی نیشیل یا دگاریں شریک ہوئیں۔ ہنوز اسکی عمارت نامتتام تھی۔

۲۳۔ ستمبر کو انکی سوتیلی بہن شہزادی فیوڈورا کا انتقال ہوا جسکے سببے ملکہ معظمہ ریخ و الم کے دریا میں ڈوب گئیں۔ یہ شہزادی گو سوتیلی بہن تھی مگر ساری زندگی میں ان دونوں بہنوں میں سگی بہنوں سے زیادہ آپس میں محبت رہی۔ جب شہزادی لوئس شہنشاہ اپنی ماں کے بچ و الم کا حال سنا تو انہوں نے ماں کو لکھا کہ ہماری خالہ کے مرنے کا بچ آپکے ہلئے سو ماں روح ہے۔ آپ و لون میں بڑی محبت و مہردمی تھی اور آپ اور وہ ایک جان دو قالب تھے فقط ڈیوک ایڈنبرا اور شہزادہ آر تھر جرمنی میں جا کر خالہ کی تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے اور شہنشاہ جرمن اور شہزادہ ہسٹری شہزادی ہسٹری بھی شریک تھیں۔

۷۹۸

وزرائے سلطنت کے باہمی اختلافات اور پولیشیل معاملات پر ملکہ معظمہ کی دماغ سوزی کرنے لگے۔ مگر ان کو یہ بڑا آرام مل گیا تھا کہ انکے بڑے بیٹے اور بڑی بہن انکے قائم مقام بن کر شویل (معاشرت) معاملات جو انکی ذات خاص سے متعلق تھے انکو سر انجام دیدیتے تھے اور اسکو سب عوام بھی پسند کرتے تھے۔ شہزادہ ولز کو فضول خرچیوں سے کو سون دور رہتے تھے مگر وہ ان خرچوں کے کرنے میں دیرین نہیں کرتے تھے جو انکی قوم کے شانہ شان کے شیلان تھے۔ پارلیمنٹ سے کبھی نہ اپنی ذات کے لئے نہ اپنے کنبے کیواسطے کسی استعانت و امداد زر کی درخواست نہیں کرتے تھے۔ مگر انکے چاہ و منصب شانہ کے واسطے جو امداد زر قانوناً و انصافاً جائز تھی اسکی درخواست کرتے تھے۔ جو فیاضی انکی تھی وہ بڑی دانشمندانہ تھی۔ جب شہزادی لوئزا کے وظیفہ کے باب میں پارلیمنٹ میں مباحثہ ہوا ہے تو اس میں پہلے کے ایک حصہ نے اپنی رائے متانت کے ساتھ یہ بھی ظاہر کی تھی کہ وارث تخت و تاج کے لئے آئندہ ایک زائد وظیفہ ان خرچوں کے لئے بڑھایا جائے جن کا سامان گمان پہلے سے نہیں ہوتا۔ اور وہ خرچ انکو اس سببے کرنے پڑتے ہیں کہ وہ انگلش سوسائٹی میں ملکہ معظمہ کے قائم مقام بن کر جاتے ہیں۔ ان خرچوں کے کرنے کی گنجائش انکی اس آمدنی میں نہیں ہے جو انکو اپنی خاص جائداد

ملکہ معظمہ کی سوتیلی بہن کی وفات

ملکہ معظمہ کی ذاتی جائداد اور ولز کو سلطنت

سند رنگم سے حاصل ہوتی ہے۔ شہزادہ کو بہت ترغیبیں دی گئیں کہ وہ نادانی کے مشورے کو کان لگا کے سنیں۔ مگر انہوں نے اپنی ہمت مردانہ سے انہر ذرا کان نہ لگایا اور اپنے باپ کی اس ہدایت پر عمل کیا کہ اس قسم کے معاملات کے اندر انتظامات اپنے گھر کے احاطہ میں نہ چاہئیں۔ پہلک کو صرف یہ اطلاع دی گئی کہ مسٹر کلیڈ سٹن نے ۱۲ جولائی کو یہ بل پیش کیا کہ ملکہ معظمہ کو خست یار ہے کہ وہ اپنی ذاتی جائداد کو اپنے وارث تخت و تاج کو اس طرح بہہ کر دیں کہ اسکو خست یار ہو کہ وہ اپنی مرضی کے موافق اس جائداد کو منتقل کر دے مگر یہ بل واپس ہو گیا ۱۷۶۷ء میں فرانس کی نمائش میں جو انگلینڈ کی طرف سے قائم مقام بن کر لوگ گئے تھے انکو ملکہ معظمہ نے اجازت نہیں دی تھی کہ فرانس سے خطابات یا تحفے و نشانات اپنی حسن خدمات کے جلد وین لیں۔ وہ یہ چاہتی تھیں کہ اہل انگلینڈ کو جو انعام اکرام حاصل ہو سکا مرج و مرکز میں ہی بھیجاؤں۔ اس باب میں ملکہ ایلزبتھ کا قول یہ تھا کہ میرے کتبوں کے گدوں میں میرے ہی بنائے ہوئے پٹے پڑیں۔ ملکہ معظمہ کے دادا چارلس سوم کا قول یہ تھا کہ میری بیٹیوں پر وہی نشانات ہوں جو میں تجویز کروں۔ پس اس باب میں یہ فیصلہ ہوا کہ جو لوگ اپنی قوم کے یا دنیا کی خدمات بزرگ بجالاتے ہیں ان کا صلہ ملکہ معظمہ اپنے ہاتھ سے دین اور غیر قومین جو انکو صلہ دینا چاہیں تو وہ بھی ان ہی کے ہاتھ سے صلہ دلائیں۔ اس تجویز سے وہ لوگ بھی راضی ہو گئے جو خدمات بزرگ بجالاتے تھے۔

۴۔ جنوری ۱۷۶۳ء کو ملکہ معظمہ کو اس خیر کے سفرے پیرچ و ملال ہوا کہ چل بسٹ میں نیپولین شہنشاہ نے فرانس کا انتقال ہوا۔ انہوں نے خود اپنی رحمتی کے سبب فرانس کی شہنشاہ ہا نو اور اس کے بیٹے کی بڑی ہمدردی اور غمگساری کی۔ نیپولین کی تجویزوں میں چالیس ہزار آدمی جن میں دو ہزار فرانسیسی تھے شریک ہوئے۔ گو ملکہ معظمہ کے ساتھ شہنشاہ فرانس ایک دفعہ چال بانیاں کر چکا تھا۔ مگر ان کا سینہ ایسا بے کینہ تھا کہ وہ ایسی باتوں کو جلد بھول جاتی تھیں۔

جب مہرم بہار آیا تو ملکہ معظمہ نے لندن کے مشرقی حصہ میں جو ایک ناخوش شہر مشہور تھا قدم رنجہ فرما کر اسکو پر بہار بنایا۔ وہاں وکٹوریا پارک کا مہمانہ کیا وہ قصر بکینگھم سے

غیر ملکہوں سے انہر ذرا کان نہ لگایا اور اپنے باپ کی اس ہدایت پر عمل کیا کہ اس قسم کے معاملات کے اندر انتظامات اپنے گھر کے احاطہ میں نہ چاہئیں۔

سند رنگم سے حاصل ہوتی ہے۔

وکتوریا پارک میں ملکہ معظمہ کا مکان

کملی گاڑی میں سوار ہو کر تشریف لے گئیں۔ گاڑی کے ہر طرف رعایا صف بہ صف کھڑی تھی۔ سارے گھروں سے خرد و کلان پیر و جوان بن سنبھل کر باہر نکل پڑے تھے۔ ہر مکان وہ مکان سجایا گیا تھا۔ مصنوعی مکانات نہایت آہستہ آہستہ پیرستہ بنائے گئے تھے۔ ایک غریب موچی جوتا بنانے والے نے ایک چمڑے کو صاف کر کے چمکدار بنیخ حروف میں لکھا تھا کہ ملکہ مظہر کا یہاں آنا۔ ایسا بادک ہو جیسا کہ مئی کے مہینے میں پہلو لوٹکا کہ ملکہ خدا ملکہ مظہر کو برکت دے۔ شہر کے اس مشرقی حصہ میں اپنی خوشی سے ملکہ مظہر کا آنا معمولی و سہری بات نہ تھی۔ اسکی کیفیت مغربی حصہ سے جدا کا نہ تھی۔ اسلئے قدم قدم پر ایک جم غفیر ہجوم انکے خیر مقدم کی مبارکباد دے رہا تھا جسکا سننا ملکہ مظہر کے کانوں کو بہ نسبت بڑے بڑے ایڈریسوں کے زیادہ خوش اور بھلا معلوم ہوتا تھا۔ بھیڑ ایسی لگی ہوئی تھی کہ سواری شاہی کو رستہ نہیں ملتا تھا۔ ملکہ مظہر نے گاڑی میں کھڑے ہو کر اور سکر اگر لارڈ میئر کے لیو سر جھکایا غرض ملکہ مظہر نے اس شہر کے افسردہ حصہ کو اپنے دیدار فرحت آثار سے شگفتہ کر کے مغرب کے ولوں کو تھال کر دیا۔

ہنوز لندن کے مشرقی حصہ میں ملکہ مظہر کے جانے کا چرچا ختم ہوا کہ یہ دوسرا چرچا ہونے لگا کہ انگریستان کی سیر کے لئے شاہ ایران آتا ہو۔ اپریل کے آخر میں انگریستان میں یہ خبر آئی کہ شاہ ایران طران سے یورپ کے سفر کے ارادہ سے روانہ ہوا ہے۔ وہاں اسی ہزار آدمیوں نے اسکے گرد جمع ہو کر دعائیں دیں۔

بغیر فتنہ بسیار کباب سلامت روی باز آئی

ایران کی رعایا کو اندیشہ تھا کہ مبادا شاہ اس سفر سے سلامت نہ آئے۔ اسکو وہاں دشواریاں ایسی پیش آئیں کہ جان معرض خطر میں آئے۔ پہر سنا گیا کہ شاہ ایک روسی جہاز میں سوار ہو کر بحر کیسپین میں روانہ ہوا ہے۔ پہر یار لوگوں نے اسکی نسبت عجیبے غریب دل لگی کی گئیں گھڑنی شروع کیں کہ شاہ کے ساتھ اسکی تین بیویاں آتی ہیں حرمیوں کا شمار معلوم نہیں کہ کتنی ہیں اگر شاہ اتنی بیویاں ساتھ لایا تو بڑی دقت یہ پیش آئے گی کہ سب کا استقبال ساتھ نہیں ہو سکے گا۔ صرف ایک بی بی کا استقبال ہو سکے گا۔ یہ مشکل سوال لارڈ میئر کے حکم میں رہا۔

شاہ ایران کا انگریز میں آنا

حل ہوا کہ ملکہ معظمہ سے یہ درخواست کی جائے کہ وہ شاہ کی بی بیوں کے جدا جدا اس طرح ملین کر ایک
 کو قصر بکتمین دوسری کو قصر وڈسٹرین تیسری کو قصر اوسبورن میں ٹھیکر کے ملاقات کریں پھر
 یہ خبر شہر ہوئی کہ شاہ ایران جب یورپ کا آوا سفر کر چکا تو اس نے اپنی بی بیوں کو واپس بھیج دیا مگر
 ورنہ لے عظم اسکے ساتھ آتے ہیں۔ پھر اسکی دولت مندی کی افواہیں اٹنی شروع ہوئیں۔ باوجودیکہ
 اسوقت ایران میں خشک سالی کی آفت برپا تھی۔ پھر بھی وہ پچاس لاکھ پونڈ ساتھ لیکر چلا ہی۔ خبر
 تو تار برقی کی کسی غلطی کے سبب سے شہر ہوئی تھی وہ روپیہ تو اسقدر ساتھ نہیں لایا تھا مگر خبر
 بیش بہا اسکے ساتھ بہت تھی۔ اسکے ایک خنجر میں ایسے الماس درخشان لگے ہوئے تھے کہ آدمی
 نگاہ اسپر نہیں ٹھیکر سکتی تھی سن شیشے کو انکھوں پر لگا کے اسکو دیکھ سکتے تھے۔ جب وہ انگلینڈ
 کے قریب آیا تو وہ سیاہ مغل کا لباس پہنے ہوئے تھا اور اسپر میر استے لگے ہوئے تھے کہ یہ معلوم
 ہوتا تھا کہ کسی تاریک بھاری پر صبح کو اٹش پڑی ہوئی ہو۔ انگلستان کے شرفاء اسکو یہ سمجھتے
 تھے کہ قدیمی خاندان کا ایک جلیل القدر والا شان بادشاہ مطلق العنان آیا ہو۔ عوام اسکے دلبر
 انگلستان کی شوکت و صولت و سطوت کو جانا پاتے تھے۔ اگر اہل انگلستان کو یہ معلوم ہوتا
 کہ شاہ کا دادا ایک چھوٹی سی ریاست کا رئیس تھا۔ جسے ایران کے قدیمی شاہی خاندان کو
 غارت کر کے اپنی سلطنت کا سکہ جایا ہے اور اسکے ملک کی آبادی آئر لینڈ کی آبادی سے زیادہ
 نہیں ہے۔ اور اسکے رقبہ کی وسعت جرمنی کے رقبہ سے دو چند ہے تو اسکے مضحکہ کی یہی
 باتیں نہیں بناتے مسٹر گلڈسٹن نے یہ تجویز کی کہ شاہ اپنی سیر کرنے کا آپ پر دو گرام بنجا
 ہماری طرف سے وہ اسکے بنانے میں مقید نہ کیا جائے۔ مگر اولیائے دولت کی رائے اس کے
 خلاف تھی کہ اسکو اس باب میں آزادی نہیں دینی چاہیے اگر وہ اپنی قدیمی اخلاق کے آداب کا پابند
 رہے گا تو معلوم نہیں کیا کیا حرکات ناشائستہ اس سے سرزد ہوگی۔ ابھی اسے جرمنی میں شہنشاہ
 باتو کے ہاتھ کو جھٹک کر پرے ہٹا دیا۔ یہ باتیں یہاں بنائی جا رہی تھیں کہ یہ وہاں جکا تھا
 بہت دنوں سے ہوتا تھا۔ اوسٹڈین۔ ڈوور میں آنکر خلی میں آترا۔ بحری بیڑے کی توہن
 سلامی تارسی۔ ڈیوک ایڈمز اور شہزادہ آر تھرنے استقبال کیا۔ شام کو شاہ چارنگ کریوس
 میں آیا۔ لندن کا سارا شہر اسکے گرد و روانہ وار پھرتا تھا۔ قصر بکتمین میں شاہ مقیم ہوا یہاں

طہران تک براہ راست تار لگا دیا تھا کہ وہ اپنے دارالسلطنت میں جس شخص سے چاہے باتیں کیا کرے۔ پادشاہ کا پروگرام دس روز کے قیام کا تیار ہوا۔ اسمین و دوتین با ساز و سامان طرح طرح کی مقرر ہوئی تھیں جن کا تحمل ہونا انسان کے لیے مشکل تھا۔ ملکہ معظمہ بالمویل میں تھیں۔ ۲۰۔ جون کو ونڈسر میں تشریف لائیں کہ شاہ سے بادشاہانہ ملاقات ہو۔ شاہ نے خود اپنی سفر نامہ یورپ میں اس ملاقات کا حال ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ انگریزی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس لیے ہم شاہ کے سفر نامہ کی عجائبات بعینہ نقل کرتے ہیں۔

روز بست چہارم بیچ اثنی عشر ۱۲۹۰ھ

باید کہ برویم بہ قصر انڈر وڈ (ونڈسر) کہ قصر علیحضرت ویکٹوریا پادشاہ انگلیس است با کال سکے بچار یک ساعت مسافت است خلاصہ رحلت پوشیدہ با صدر اعظم و لارڈ مورلی سوار کا سکے شدہ فرستیم جمعیت زیادہ از حد سر راہ و طرفین راہ است تا وہ بودند آن قدر کال سکے بود کہ حساب نداشت از خیابان ہاید پارک و شہر گزشتہ رسیدیم۔ بچار (اسٹیشن) سوار کا سکے بچار شدیم کال سکے ماے بسیار اعلیٰ و طرفین کال سکے یک پارچہ از بلور بود انجا ماے آباد و صحرا چمن گذشتیم تا قصر وینڈرزور (ونڈسر) اندر پیدا شد مثل قلعہ چہار برجی بہ نظر می آمد نزدیک سینہ پیادہ شدہ سوار کا سکے اسپی شدیم جمیع غنیمتین ہم بودنچہ پائے پلہ قصر پیادہ شدیم، علیحضرت پادشاہ تپا پائے پلہ استقبال کردند۔ پائین آمد دست ایشان را گرفتہ باز دادہ فرستیم بالا انطاق با و والا نہاے تشنگ کہ پرہ ماے اشکال خوب داشت گذشتہ داخل اطاق مخصوص شدہ روئے صندلی نشینتیم پادشاہ اولاد و مستغلمان و خدام خودشان را معرفی کردند ہم شبانہ را و ما و صدر اعظم و غیرہ معرفی کردیم لارڈ شامیر لاند (لارڈ چیمبر لین) کہ وزیر و بارباد شاہی است نشان تراژتیر (اورڈر) اوف گارٹر مکمل بالماسس را کہ برفاوند معروفست و از نشانہاے بسیار معتبر انگلیس است بر لے ما آمد و پادشاہ برفاستہ بدست خودشان نشان را بہما زدند و حاکمش را انداختند جو را نشانی بلند را ہم دادند و استان این نشان از قرارت است کہ در ذیل نوشتہ میشود۔

مورخین راہ نشان مرسوم بہ تراژتیر کہ او در ویدیوم پادشاہ انگلستان در سنہ ہزار و سید و چہل و نہ عیسوی و قصر وینڈرزور ختم نمود و عقیدت است یکہ آنکہ بیادگار فتح کہ سی کہ

فلیپ چهارم بادشاه فرانسه داشت واده این نشان را اختراع کرد ویکرا اینک هر یک از مجالس
بال جوراب بند کشش سالیسبوری مشوقه ادورد (اڈورڈ) افتاده اسباب خنده مضار شده
بود بادشاه از کمال غیرت و علاقه که با او داشت جوراب بند را بر دوشته این عبارت را او اکرود-
مستضع باد کسی که خیال بد کند که همین عبارت الحال در ستمه نشان زانو بند نقش است و گفت همین
بند جوراب را بقدری محترم خواهم کرد که همه بر سر تحصیل آن منت بکشند این شد که آن را نشان
اول دولت قرار دادند و سولے بادشاه انگلیس که رئیس اورده این نشان است و شاهزادگان انگلیس
و سلاطین خارجیہ با عدے این نشان اده نمی شود و عدد و طالعین این نشان هم از دهنه و خارجہ زیاد
از بست و شش نفر نباید رشتہ فقط.

خلاصه نشان با احترام تمام گرفته نشستی من هم نشان حاصل آفتاب مکمل بالاس را با نشان تصویر خود
بیادشاه انگلیس دوم ایشان هم با کمال احترام قبول کرده بخورزند بعد بنماسته سر نیز رفتم سه دختر شاه
و یک پسر که چکه که هنوز از پیش ایشان جلای نمیرود و آتش لید پولڈ است نشسته بودند این پسر و
الی کار استقبال آمده بود بسیار جوان خوش شکله است لباس اگوسی پوشیده بود و وضع لباسی
این است که زانو تا الی ران کشوف است یک خر شانزده ساله بادشاه هم همیشه در خانه ایشان است
هنوز شوهر ندارد و دو دختر دیگر شان شوهر دارند شاهزادگان صند عظم و لاند گیرانویغ غیره بودند نه بار
خوبی خورده شد میدا خوب سر نه بار بودند بعد بادشاه دست مار گرفته با طاق راحت گاه بره خود شا
رفتند قدری آنجا نشستم سواره نظام زده پوش خاصه با یک فرج در میدان کوچک قصر بستاده
بود بسیار سواره خوب پیاده ممتاز است تشون انگلیش اگر چه کم است اما بسیار خوش لباس با
نظم و خوش اسلحه و جوانهای بسیار قوی دارند موزیکان بسیار خوب میزند خلاصه خیابان بخیر
جلو قصر است که طویش یک فرسنگ است و طرفین آن دو دیوار درخت جنگلی کمین قوی سبز بسیار
بلند است زمین هم چمن است و گل و سبزه آمیز پائین سوار کاسه شده با صند عظم و لاند همانداران
خیابان را ندیم سائرین هم بجای که نشسته عقب مامی آمدن زن و مرد و زیاد زنهائے خوش شکل و
بچه و بزرگ از اهل خود و دیندر خرد (دند سر) سر راه بودند و در خیابانها سواره و پیاده با کاسه می کشند
خیله تماشا داشت تا قدریکه فرستیم جمعیت کم شد آهسته نزدیک مثل گله گو سفند قریب هزار آه و چمنها

و خیابانها دل کرده اند دسته دسته میچرخند و از آدم چندان وحشت ندارند کسی هم نمیتواند
 آنها را اذیت کند فی الحقیقه آنهاست نیست بلکه باین مراد آمده و شوکا جیدانی است بسیار خوب خلأ
 خیابان در درخت و چمن آنها ندارد و دو فرسنگ رفتم از خیابانی دیگر گذشتیم مثل بهشت طرفین خیابان
 درختها انبوهی بلند همه گلها نئے بزرگ آبی رنگ و قرمز و غیره داده بود از جنس خزانه آفتاب با صفا بود
 که فوق آن تصویر فی مشرق رسیدیم بدیوار بزرگ زن و دختر زیاد و دیوارچه بودند از دیوارچه گزشتیم
 بهمارتے کوچک بسیار با صفا رسیدیم که مال بادشاه است آنجا پیاده شده قدری میوه خوردیم شهر
 و غیره همه آمده رفتند همراه آهمن ما سوار خان شده رفتم آن طرف آب جمعیت از زن و مرد بودند قدری
 قوی آب ایستاده رفتم نمونه کپک از کشتی جنگی ساخته بودند بست چهار توپ بقدر زنبوک داشت
 قوی آن را تماشا کردیم و بیرون با فائق باز رفتم با ویند زنده و از آن جا کجا که بخار شکسته اندیم
 برآه شهر جمعیت مثل صبح ایستاده بودند تعارف زیاد بعمل آمد تا رسیدیم بمنزل عمارت ویند زور
 بسیار قدیم است و از خارج چندان زینت ندارد شبیه بآئینه قدیمه است که از سنگ ساخته اند و
 سنگهایش همه بقدر آجر است یک برج بزرگ و چند برج کوچک بلند اما میان عمارت بسیار با زینت
 و تشنگ و پر حساب اطرافها تا لار و دالانها بسیار خوب و موزن اسلحه دارد و سن بادشاه پنجاه سال
 است اما به نظر چهل سال می نماید بسیار باش و خوش صورت هستند شب را در خانه لار و میو حاکم
 قدیم لندن همان شب نشینی و سوپه هتیم شب را سوار کاسه شده را ندیم انعامات ما تا منزل لار و
 میریک فرسنگ تمام بود همه طرفین راه و کوچ آن قدر زن و مرد بود که حساب نداشت همه میزدند
 من هم متصل با همه تعارف می کردم همه کوچه از چرخ گاز روشن است علاوه بر آن از بالما و پنجره
 خانه ها روشنی الکتریکی کوچه را مثل روز روشن کرده بود بعضی چراغها و گاز بشکلهای مختلف بالا
 نهاده و کوچ و غیره درست کرده بودند شهر و کوچ را آئین بسته بودند از عمارات عالی و دو کاین پایه و غیره
 بسیار آهنگر گشته تا داخل دروازه سیت (شهر) شدیم یعنی شهر قدیم لندن که لار و میو حاکم همین
 است دیگر خستیاات بسیار شهر و محلات ندارد یعنی سائر شهر حاکم ندارد هر محله مشورت خانه دارد
 اگر اموس اتفاق افتاد پولیس که گرنه باشی آن محله است رجوع میشود او هم بوزیر و دخل رجوع می کند
 پولیس این شهر بهشت هر نفر است همه جو آنهاست خوب بالباس حسین انالی شهر زیاد از پولیس حساب می کنند

بر کس بر پولیس بی احترامی کند بقتلش واجب است خلاصه دارد خانه لارڈ میر شده از پله بالا رفتیم
 تا لارڈ بود ولیعهد انگلیس روس باز نهائے شان و همه سفرانے خارجی و شهنزادانے مادیغیه و
 و شاهزادگان و شاهزاده خانمها و بزرگان و وزراے انگلیس بودند با هر دو ولیعهد دست داده تعارف
 کردیم این عمارت دو طبقه است که حاکم لندن می نشیند اسم عمارت کیلد مال است سالی یک مرتبه این
 حاکم با انتخاب اهل شهر باید عرض شود و آنچه حکومتی لباسهاے غریب داشتند کلاههاے سیور بزرگ
 بزرگ خرقه دکاتیهاے زیر سمور و غیره در دست هر یک چوب باریک بلندی دست دیگرے شمشیر
 قدره بسبک قدیم جلوه ماراه میر شدند خلاصه در همان اطاق ایستادیم لارڈ میر نطقه کرد جوابے
 دادیم بعد با این تشریفات بنا لارڈ باریار بزرگ از چهل چرخ و چراغانے گاز داشت فرستیم
 باز وجه ولیعهد انگلیس باز داده بودم زن و مرد زیادے بودند شب سته هزار نفر دعوت شده
 بودند لارڈ میر جبهه که دامن پشتش شیل دراز بود و بر زمین کشیده میشد پوشیده بود فرستیم صدر
 مجلس چند پله میخورد بالا رفته روی صندلی نشستیم زنهای هر دو ولیعهد طرفین مانسته سوار
 همه ایستاده بودند لارڈ میر بزبان انگلیش خطبه از برای من نوشته در عنایت ورود ما دوستی
 و اتحاد دو ملتین انگلیس و ایران خواند همان را بزبان فارسی چاپ زده ورق آنرا از دست فارسی نهاد
 دادند بعد از آن تمام تقریر لارڈ میر صدر غلسم همان فارسی را بقصامت تمام خواند ما هم جوابے دادیم
 لارڈ صاحب بزبان انگلیسی ترجمه کرد بعد از آن مجلس سلام منقضی شد بدست هر کس قلعه از طلا
 که مداد داشت باورقی که در آن اسم نوشته بودند دادند که هر کس با هر کس میل دارد بر قصد آنجا بنشیند
 جبهه طلای هم پیشکش کردند بعد مجلس رقص شد من در میان چالشته تماشا میکردم هر دو ولیعهد
 باز نهائے و غیره همه می رقصیدند بعد از آن تمام رقص باز داده بود وجه ولیعهد انگلیس رفیقیم برے
 سوپر که شام بعد از نصف شب است از تا لارڈ بزرگ و پهلما و لهر و مانے زیاد مملو از مرد و زن
 خوش شکل بود و انواع گلها و درختها که در کوچه کاشته و در پهلما و اطفا گذاشته بودند گزشت
 رفیقیم بنا لارڈ بزرگ که میر سوپر را چیده بودند قریب چهار صد نفر مسافر بودند شخصی از اهل
 سیت که نائب لارڈ میر بود عقب من ایستاده بود هر دفعه بعد از بلند اعلام اهل مجلس میگرد
 که حاضر باشند برے توس نمودن یا بنمغنی که صاحب خانه بسلامتی بزرگان شراب میخورد و میخورد

برخیزند و بخیزند اول لارڈ میر سبلا متی ناخورد و بعد و لیجہ انگلیس قوش کرد بعد باز لارڈ میر قوش کرد
 ہر دفعہ آن شخص اہل مجلس قبل از وقت خبر میگرد و خلاصہ بعد از اتمام سپر بر خواستہ رفتیم نیز کہا
 خود خواہیدیم و در برگشتن ہم کہ نصف شب بود باز همان طرح جمعیت بود امشب در کالاسکہ با من الشیک
 اقاشی باشی و صدمہ اعظم بودند بادشاہ انگلیس کتابے دارند کہ ہر کس در قصہ وینہ زور بدیدن ایشان
 رفتہ اسم خود را در ان ثبت کردہ من امر نو شتم

عرض شاہ کی مہانداری خاطر خواہ ہوئی۔ شاہ نے جب اپنی تصویر حکے چو کہٹے میں سیر کر پے ہوئے تھے۔ اول گرین ویل کو تحفہ دی تو اس نے کہا کہ میں تصویر کا لینا اس شرط سے قبول کرتا ہوں کہ اسکا چو کہٹا اتار لیا جائے۔ شاہ بعض امور ملکی کی خاطر سے یہاں سیر کرنے آیا تھا۔ وہ تحقیق نہیں معلوم کہ کیا امور تھے۔

دستجو لائی بین سرکاری طور پر شہر نہواک ۱۱ جولائی کو ڈیوک ایڈیٹر کی زار روس کی بیٹی
گرینڈ ڈچس میری ایلیکسینڈرونا سے قرابت نسبت ہو گئی۔ دو لہاؤں کا مذہب ایک تھا یہ امر
تازہ تھا۔ زار روس کے صرف ہی ایک بیٹی تھی۔ مان باپوں کو بیٹی سے اور بیٹی کو مان باپوں سے
عشق تھا۔ اسلئے اگر زار روس شہزادہ کو اپنی تمام سلطنت دیدیتا۔ تو شہزادہ کی ایسی قدر و منزلت
منوٹی جیسی کہ اس کی بیٹی کے دیئے سے ہوئی۔ اس شادی کے سچے کو روسی اور انگریز دونوں بڑا
جی مبارک سمجھتے تھے۔ مسٹر گلڈ سٹن نے ۲۹ جولائی کو کاشس ہوسٹن یہ رزولیوشن پاس
کر لیا کہ ڈیوک ایڈیٹر کو پچیس ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ ملا کرے اور گرینڈ ڈچس میریا کو اس حالت میں
کہ بیوہ ہو جائیں چھ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ دیا جائے۔ اس رزولیوشن پر یہ اعتراض ہوا کہ یورپ
میں ڈچس سے زیادہ دولت کی وارث ہیں انکے لئے وظیفہ مقرر کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے
مگر مسٹر گلڈ سٹن نے اس اعتراض کو یوں دفع کر دیا کہ انہوں نے منقرض سے پوچھا کہ کیا وہ
زار روس سے درخواست کرتی چاہتا ہے کہ انگلش شہزادہ بٹراغریب غفلت ہو اسلئے زار روس
اپنی بڑی دولت مند بیٹی کے لئے اسکو دامادی میں قبول کرے؟ اس پر سب طرف سے چیز دینے
گئے اور رزولیوشن پاس ہو گیا۔ ۱۷-۱۸ ووٹ اسکی تائید میں اور ۲-۳ ووٹ اس کے خلاف
دے گئے۔

ٹھوک ایڈیٹر کی شہنشاہ روس کی بیٹی سے قربت نسبت

ملکہ معظمہ کو یہ صدمہ عظیم پہنچا کہ ۲۸ مئی کو ڈرامہ سٹاف میں دفعۃً ان کا نواسہ سی کا
 شہزادہ فریڈرک ولیم اس جہان سے گزر گیا۔ آٹھ بجے سے کچھ پہلے معمول کے موافق وائیاں شہزادہ
 آئرلینڈ و شہزادہ فریڈرک ولیم اور شہزادی وکٹوریہ کو ان کے کمرے کے کمرے میں لائین میں
 سونے کے کمرے میں سے غسل خانہ میں شہزادہ آئرلینڈ و فریڈرک چلا گیا۔ ان کو معلوم تھا کہ اسکا
 دروازہ کھلا ہوا ہے۔ وہ دو بچوں کو کچھوٹے مین چھوڑ کے بچی کے پیچھے غسل خانہ میں دوڑی گئیں
 اس تھوڑی سی غیر حاضری میں یہ آفت آئی کہ شہزادہ فریڈرک ولیم ایک کھلونے سے کھیل رہا
 تھا وہ کھلونہ دروازے سے باہر نکل گیا اس کے پکڑنے کے لئے شہزادہ نے کوشش کی کہ وہ خود وہ
 فینٹ بلندی سے نیچے آن گرا۔ ان اس دھڑکے کی آواز کو سنکر اٹھی آئی تو دیکھا کہ بچہ ہوا
 کے اندر ہے وہ چلائی۔ بہت آدمی مدد کو دوڑے آئے مگر کچھ کام نہ آئے۔ بچہ ایک دن گھنٹہ میں تمام
 ہو گیا۔ یہ بچہ ضعیف الخلق تھا مگر خوش شکل و خوش مزاج تھا۔ ان باپوں کو بڑا بچہ ہوا اور
 لوگوں نے ان کے ساتھ ہمدردی کی۔ اس کی عمر بارہ برس سے کم تھی۔ اس لیے ڈرامہ سٹاف میں اہل کار
 کو ماتمی لباس پہننے کا حکم نہیں ہوا مگر انگلیسٹین ہوا۔

۱۸۷۴ء

۲۳ جنوری کو سینٹ پیٹرس برگ میں زار روس کے زمستانی محل میں ٹیوک ایڈنبر اور گرنیٹ
 ڈچس میری روس کی شادی ہوئی۔ دونوں فوشن فوٹس کے نمبروں کے موافق مراسم
 نکاح ادا ہوئے۔ اس شادی کے تجل و شکوہ کے دکھانے میں زار روس نے اپنی دولت اور
 سلطنت کی ساری شان دکھائی۔ ملکہ معظمہ اس نکاح میں خوشامد نہیں ہوئیں جب ان کے دل
 میں حسرت و امان رہا۔ مگر اپنے تائیم مقام اس میں بھیجے تھے۔ انہوں نے دعا کی کہ میں بیٹے و بہو کے
 پڑھنے کے لیے بھیجیں۔ کل برطانیہ عظم میں اس شادی کی شادمانی میں گھر گھر شادی تھی۔ اس
 شادی کے باب میں جو ملکہ معظمہ اور شہزادی سی کے درمیان خط و کتابت ہوئی۔ اس سے ثابت
 ہوتا ہے کہ ملکہ معظمہ اور ان کی اولاد کے درمیان کیسا پیار و محبت و یگانگی تھی۔ شہزادی مان
 کو تحریر فرماتی ہیں کہ بہائی کو بی بی ایسی مل گئی ہے جس سے وہ ہمیشہ خوش رہیگا اور وہ سداً

ملکہ معظمہ کے نواسہ کا مرن

شہزادہ ایڈنبر کی شادی

ساتھ بھلائی کرے گی۔ جسکو دیکھ کر آپ کا دل بلغ بلغ ہو گا۔ مجھے تو یہی خیال ہمیشہ لگا رہتا ہے کہ آپ ہمیں خوش دیکھ کر خوش ہوں۔

۱۲۔ ملچ کو لنڈن میں برف باران برق و درحد ایک طوفان برپا تھا کہ ملکہ مغظمہ اپنے بیٹے اور نئی بہو کو لنڈن میں لائین۔ کوچہ و بازاروں میں بھیڑ پر بھیڑ صف بستہ جاڑے کے مارے اڑ رہی ہوئی گندھون اس انتظار میں کھڑی رہی کہ دُھن کو اپنے نئے گھر میں آنے کی مبارکباد دیں جس کا ثابت ہوتا ہے کہ دارالسلطنت میں ملکہ مغظمہ سے رعایا کیا صدق دل سے محبت رکھتی تھی۔ ابھی ملکہ مغظمہ مع نوشہ و عروس عزیز و اقارب کے بند گاڑیوں میں بیٹھ کے ریل کے اسٹیشن پر آئے اور یہاں سے ریل پر سوار ہو کر ایک اسٹیشن پر سفر کو ختم کیا۔ وہ انگریزی اور روسی روشنیوں سے روز روشن بن رہا تھا۔ آدمیوں کی جمعیت کا حساب نہ تھا۔ ملکہ مغظمہ اور دو لہا دھن نے ہی رعایا کی برف کی سردی کی برداشت کرنے کی یہ قدر شناسی فرمائی۔ وہ خود کھلی ہوئی لین ڈو میں بیٹھیں گو ملکہ مغظمہ مانتی لباس پہنے ہوئے تھیں مگر مسکرا مسکرا کر اور سر کو جبکا کر اپنی رعیت کو حیرت کا جوڑا دیتی تھیں۔ رعایا کی خیر خواہی کی گرم جوشی کو دُھن دیکھ کر متحیر ہو گئی۔ ملکہ مغظمہ کا بیٹے دہو کو لانے سے ہشاش بشاش ہو کر مسکرا ناٹری خوشی کی بات تھی۔ مگر اسکے ساتھ اور لیڈیوں کا جانے کے مارے اڑے جانا قابل افسوس تھا۔ رات کو کل رستون اور گزرگاہوں میں روشنی ہوئی۔ قاعدہ ہے کہ جب لڑکیاں بیاہی جاتی ہیں اور انکو اپنا میکہ چھوڑنا پڑتا ہے تو ان کا دل میکہ کی یاد میں ترپتا ہے۔ شہزادی لوئیس ۷۔ اپریل کو ملکہ مغظمہ کو تحریر کرتی ہیں کہ میری دل بہت جلد میکہ کی یاد سے کڑھنے لگا۔ اپنے اوپر جان نذا کرنے والی مان سے بیٹی کا جدامونا اسکے لئے غضب ہوتا ہے۔ انسان کی طبیعت کا یہ مقتضا بھی عجیب غریب ہے کہ وہ بھول چیزوں کے لئے ان معلوم چیزوں کو چھوڑتا ہے جسے نہایت محبت رکھتا ہے اور جسکے احسانات کے تحض کا اعتراف کرتا ہے۔ والدین کی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے کہ وہ لڑکیوں کے سبب سے سختی اٹھائیں اور نفس کشی کریں۔ ملکہ مغظمہ نے اپنی بیٹی کو اس باب میں تنبیہ کیا کہ اگر مان باپ اپنی بیٹیوں کی پرورش فقط اسلئے کریں کہ انکو بیاہ دیں تو یہ انکی بُرائی ہے اسکے جواب میں شہزادی نے اپنی مان کو لکھا کہ میں اپنی لڑکیوں کی پرورش محض اسلئے نہیں کرتی ہوں کہ انکو بیاہ دوں

لنڈن میں جا کر کے نو عمر میں شہزادی کا غیر مقدم

شہزادی روس کا اپنے میکہ کو یاد کرنا

بلکہ سیلے کی میکہ کی محبت اُن کے دلون پر قائم کروں عورت کے دل میں والدین کی محبت بھینی چاہیے عورت کا بیاہ ہو نیکی بعد مان باپون سے محبت نہ رکھنا اسکی بڑے عیب کی بات ہو اور اسکی بڑی غلطی ہے۔ میں جب اپنے میکہ میں تھی تو مان کی محبت کو دلنشین کرتی تھی۔ گو میکہ چھوڑنے پر ایک مدت گزر گئی مگر اھلی محبت اب تک وہی پہلی سی چلی جاتی ہو۔

۱۹۔ پانچ کو پارلیمنٹ کے دو نوٹن دیو انون میں ملکہ منظر کا سچ پڑھا گیا۔ اس میں جنگ شامی فوجیابی اور ڈیوک ایڈنبرا کی بیاہ کی خوشنودی کا اظہار تھا مگر اس کے ساتھ ہی بنگال میں قحط سالی کے ہونے کا رنج و افسوس کا اظہار تھا فقط۔ ملکہ منظر کے اس اظہار ملاح سے بنگال اور بہار کے کال کی مصائب کم کرنے کا انتظام کا بیانی کے ساتھ خوب کیا گیا۔ اس سال میں ملکہ منظر ایک بین بہت کم جلوہ افروز ہوئیں جس کے سبب سے سویسیائی کی اچھا فاقی حالتوں میں ایک اتری پیدا ہوئی۔ اعلیٰ جماعتوں میں ایک عجیب صنف اخلاق نمودار ہوا۔ انکو تفریح و عیش طلبی و دل لگی کی تشنگی مارنے لگی قوم کی زندہ دلی کو سبک حرکت ہونے کا سرطان کھانے لگا۔ شہزادہ ویلزنے جو لائی میں شیٹ فیسٹی بال ایسا دیا کہ جسے بیان میں اخبار ٹائمز کے تین کولم سیاہ ہو کر چلائے۔ نے اموو لعب کو ایک خیمہ شغل اپنا بنالیا۔ امرائے اعظم نے جن کے بدن میں زور تھا اور دراز کے سفر اس نظر سے اختیار کیے کہ بڑے بڑے موٹے تازے جگا دی جانور شکار کریں وہ اپنے برزگون کے اس طریقہ کو بھول گئے کہ وہ جو سفر کیا کرتے تھے تو انکا مطلب یہ ہوتا تھا کہ غیر ملکوں کے آئین و قوانین رسم و راج مطالعہ کر کے علم حاصل کریں اور اس سے اپنے ملک کو فائدہ پہنچائیں عیش پرستی میں وہ فضول خرچیان اختیار کریں کہ آمدنی میں ان کا پورا نہیں پڑتا تھا جو میں مشہور ہوا کہ شاہزادہ ویلزنچ لاکھ پونڈ کا قرضدار ہو گیا ہے۔ جب مسٹر ٹیکہ مسٹن نے پارلیمنٹ اس درخواست کرنی سے انکار کر دیا کہ وہ ویلزن کے اس قرض کو چکائے تو ملکہ منظر نے اپنے پاس سے قرض چکا دیا۔ یہ افواہ صحیح نہ تھی مگر تاباں شچین کے مردم نگویند چیز نا قطع اتنی بات صحیح تھی کہ شاہزادہ کا قرض آمدنی کی تہائی کے برابر ہو گیا۔ اس میں شک نہیں کہ شاہزادہ آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا تھا۔ اس اندیشہ کے مارے کہ مبادا قرض اتنا بڑھ جائے جسکا انتظام ہونا اختیار سے باہر ہو جائے دوستر پونڈ سے بیس ہزار پونڈ تک اس فنڈ سے قرض چکانے کے لیے دیئے جاتے تھے جو انکے

پارلیمنٹ میں ملکہ منظر کا سچ اور فیض سو سیاہی کے حالات و احوال کی توضیح دہانی

اپنے نہایت کفایت شعاری سے کورنوال کی آمدنی سے بچا کر شہزادہ کے لیے جمع کیے تھے +
 شہزادہ ویلز کے اور بھائی بڑے خوش اقبال تھے۔ مہنی کے مہینے میں کون ناٹ اور
 سٹریٹ برن کا ڈیوک اور سس سیکس کلارل شہزادہ آر تھر مقرر ہو گیا۔ وہ فنون جنگ کے مطالعہ
 میں سرتاپا محو رہتا تھا۔ وہ اپنی سادگی کے ساتھ بڑی شان و شکوہ رکھتا تھا۔ ہم مہنی کو شہزادی
 مہسی ملکہ معظمہ کو لکھتی ہیں کہ اپنے میرے پیارے بھائی آر تھر کی سالگرہ کے پھلا خط بھیجا تھا۔ میں
 اسکا بہت شکریہ بھیجی ہوں۔ میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ گواہ کے دینے میں دیر لگ گئی ہے
 کہ یہ میرا پیارا بھائی پراساؤ تمہاری نیک کرداروں سے متاثر ہے۔ آپ کا دل کیسا اس بات سے
 شاد و شاد ہو گا کہ وہ کوئی حرکت ایسی نہیں کرتا کہ جس سے آپ کا دل آندہ اور خاطر بخیرہ ہو۔
 نوبو انی میں لوگ اسکی تنظیم و نگریم کرتے ہیں۔ اسلئے وہ دو چند تعریف و تحسین کا مستحق ہو۔ وائساؤ
 سینٹ پیٹرس برگ میں اسکی یہ تعریف ہوتی ہے کہ وہ کوئی حرکت سبک نا اہل نہیں کرتا۔
 شہزادہ لیوپولڈ بھی شہزادہ آر تھر کی طرح بلند اقبال تھا وہ اپنے ضعف صحت کے سبب سے بچہ پوری
 کی موسمی مجالس میں شریک نہ ہو سکتا تھا۔ پارلیمنٹ نے اسکے لیے پندرہ ہزار پونڈ سالانہ
 وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ وہ اپنے باپ کی سی عادتیں رکھتا تھا کہ علمی مطالعہ میں مصروف رہتا تھا۔ اور
 شایستگی و تہذیب کی جدید تحریکوں میں توجہ کرتا تھا۔

۱۹۰۱ء میں دفعہ دوسری ایڈنبرا نے لندن کی مجالس میں جانیسے کناہ کشی کی جسکی
 وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ مخالف تہین مگر مشہور یہ تھا کہ وہ بمقتضائے طبع انسانی یہ چاہتی تھیں کہ
 انکو درباروں میں شہزادہ ویلز کی بی بی پراساؤ جو فوقیت دیکھا کہ وہ بڑے باپ شہنشاہ عالی جاہ
 زار روس کی بیٹی ہیں اور دوسری ایک چھوٹے سے بادشاہ ڈنمارک کی صاحبزادی ہیں انگریزوں
 کو یہ ناگوار تھا کہ وہ اپنے ولیعهد کی بی بی کو یوروپ کے کسی شہنشاہ کی بیٹی سے فروتر رکھیں۔ اہل
 انگلستان نے اس بات کو کبھی گوارا نہیں کیا کہ یوروپ کے کسی بادشاہ کو اپنے بادشاہ پر فوقیت
 دیں۔ ملکہ معظمہ کو اس معاملہ میں وقت پیش آئی کہ دونوں بیویوں میں اس بات پر آپس میں ناچینی
 ہے۔ مگر خبر انگلستان میں بڑی دلچسپی کے ساتھ سنی گئی کہ زار روس انگلینڈ میں فقط اپنے صاحبزادے
 سے ملنے ہی نہیں آتا ہے بلکہ اسلئے ہی آتا ہے کہ اس معاملہ میں ملکہ معظمہ سے صلاح مشورہ دیکر

مجالس بارہ سے دوسری ایڈنبرا کی کناہ کشی اور زار روس کا انگلینڈ میں آنا

فیصلہ کرے کہ شاہی درباروں میں اپنی بیٹی اور شہزادہ ویلز کی بی بی میں کس کو فوقیت دی جائے
ملکہ مغظمہ اس تجویز پر راضی تھیں کہ انکی چھوٹی بہو کو بڑی کسی طرح سے شاہی درباروں میں فوقیت
نہ دی جائے۔ زار روس دو درباروں میں ۱۳۰۰ء کو آیا ملک مغظمہ نے وہاں سر میں انکو بذات خود بڑی تعظیم
محکم کی۔ زار روس اول کام یہ کیا کہ دربار میں لیڈیوں میں شہزادہ ویلز کی بی بی کے بعد اپنی بیٹی
کی نشست مقرر کی۔ شہنشاہ روس کی مہمانداری بڑے تحمل و شان شانہ سے ہوئی۔ ۲۵۔ کو
انگلینڈ سے زار چلا گیا۔

۳۰۔ مارچ کو ملک مغظمہ وڈسر کی بڑی پارک میں اسلئے تشریف لائیں کہ اس سپاہ کا
ملاحظہ فرمائیں جو جنگ اٹلانٹین میں گئی تھی۔ اس میں دو ہزار سپاہی تھے۔ وہ بڑی بہادری لڑے
اور لارڈ جنرل نے اس جنگ میں خاص کام بہا رہا کہ تھے۔ انکو ملک مغظمہ نے خود اپنے دست
مبارک سے وکٹوریا کروس متناغایت کیا۔

۱۳۔ اپریل کو ملک مغظمہ نے شاہی بحری ملاحین اور جہازانوں کو جو اٹلانٹین میں لڑے تھے
کو س پورٹ میں معاف فرمایا۔ اور بہت سے افسروں کو اپنے پاس بلا کر اپنی ملاقات سے سرفراز کیا
جہانوروں کے چہرے پہنچانے۔ مارنے پر گفتگو بڑی تیزی سے ہو رہی تھی۔ اس میں
ملکہ مغظمہ نے بڑا ہنر ادا کیا۔ ۲۲۔ جون کو حیوانات پر ظلم رسانی کے انڈاؤ کی نوسائیتی کی بڑی
ڈشنگ تھی اسکو ملک مغظمہ کی ہدایتوں کے موافق سرطامس لائف نے ایک چٹھی لکھی اور وہ
اس مجلس میں پڑھی گئی۔

میرے پیارے لارڈ۔ آپ حیوانات پر ظلم رسانی کے انڈاؤ کی کمیٹی کے پریسڈنٹ ہیں اور
اب آپکی سوسائٹی کی جو بی میٹنگ میں غیر ملکوں سے آپکی سوسائٹی کے متعلق ڈیلی گیٹ آئے ہیں۔
مجھے ملک مغظمہ نے حکم دیا ہے کہ آپ سے مخاطب ہوں اور یہ علان کروں کہ انگلینڈ اور اور ملکوں میں
حیوانات پر ظلم رسانی کے کم کرنے کے اندر کامیابی ہوئی ہے اس کے ساتھ وہ بڑی دل چسپی کرتی
ہیں۔ جب ملک مغظمہ پڑھتی ہیں یا سنتی ہیں کہ جانوروں کی بے پروائی سے حیوانات پر ظلم و ستم ہوتا
ہے تو انکے دل بڑی دہشت لگتی ہے۔ اور وہ ان ظلموں سے ہی خوف زدہ ہوتی ہیں جو جانوروں
پر ایسے کیے جاتے ہیں کہ سائنس کی تحقیقات کے تجربے کیے جائیں۔ ملک مغظمہ امید کرتی ہیں

ملکہ مغظمہ شاہی ملاحظہ فرماتے

حیوانات پر ظلم رسانی کا انڈاؤ

کہ پہلے قسم کے ظلم و ستم تعلیم کی ترقی سے کم ہو جائینگے اور سائنس کی تحقیقاتوں کے تجربوں میں
چانوروں کی جانیں لیجائی ہیں اتنے انسانوں کے یہوش کرنے کی ترکیبیں ایجاد ہوئی ہیں جسے
جو انسانوں کو فائدہ دے اور انکی محالیف کم ہوتی ہیں اور انی حیوانات بھی مستفید ہو گئے اور انکی
بھی محالیف کم ہو گئی۔ ملکہ مظہر کو سسٹری خوشی ہوتی ہے کہ اس باب میں جو بضمخونوں کے کتنے
کے لیے نوجوانوں کے واسطے انعامات مقرر ہوئے ہیں جسکے سبب سے وہ اپنا دل اس طرف لگا رہیں گے
موتے بیدار ہونگے۔ اس سے بھی وہ نہایت مسرور ہوتے ہیں کہ انکے صاحبزادے کا میاب مضمون نویسی
کو انعام تقسیم کرنے میں اپنی دلچسپی ظاہر کی۔ اس سوسائٹی کے فنڈ کے واسطے ملکہ مظہر سے پونڈ
عنایت کرتی ہیں +

سفر طالات

۲۳۔ نومبر کو ڈیوک ایڈمز کے بیٹے صلیب کا جشن ہوا جس میں ملکہ مظہر اور شہنشاہ با
روس اور سب خاندان شاہی کے اراکین جمع ہوئے۔ ۳۰۔ دسمبر کو فرانس سے ایک سپانیا
آیا۔ جس میں انگریزوں کی ان خدمات کی شکرگزاری تھی کہ مشاعرے کی لڑائی میں زخمیوں اور
بیماروں کی کی تھیں۔ یہ سپانیا چار جلدوں میں لکھا گیا تھا۔ یہ جلدیں ایک میسر پر کی گئیں کہ
ملکہ مظہر انکا ملاحظہ فرمائیں۔ دو فرانسیسی افسروں نے اس سپانیا کے مضمون کا لب لباب ملکہ
مظہر کے سنایا۔ ملکہ مظہر نے سپانیا کی جلدوں کو قبول فرما کر ان فرانسیسی افسروں کو فرانسیسی
زبان میں ارشاد کیا کہ آپ نے جو جلدیں مذکور ہیں۔ مجھے انکے قبول کر لینے سے نہایت خوشی ہوئی ہے
بہت احتیاط سے محفوظ رکھی جائیں گی۔ وہ ایک تاریخی نوشتہ نہایت دلچسپ یادگار ہو گا جلدوں
میں نہایت خوشنما صنعت کاری کا کام کیا گیا ہے۔ مگر اسکی قدر و قیمت میری نظر میں اس سے
زیادہ ہے کہ وہ فرانسیسیوں کی احسان شناسی کی اور انگریزوں کی بے غرض خود بخود مقتضائے
انسانیت احسان کرنیکی مستقل یادگار ہے۔ فرانسیسیوں نے انگریزوں کی خدمات کو پہچانا اور
انگریزوں نے انکے اس پہچاننے کی قدر شناسی کی جسکے سبب سے دونوں قوموں میں مواصلت
زیادہ بڑھ گئی جس سے بین نہایت خوش ہوں۔ برٹش میوزیم میں جلدیں رکھی گئیں +
۳۰۔ دسمبر کو ملکہ مظہر نے ونڈسپر میں بفس نفیس بعض ان ملاحظوں اور چانوروں کے تحفے
دئے۔ جنہوں نے جنگ اشانتی میں بہادرانہ کارنامے نمایاں کیے تھے +

ملکہ معظمہ کو اپنے شوہر سے عشق تھا اسکے مرنیکے بعد اپنے عشق کو اس پر اپنے مین جان
 کیا کہ ایک کتاب ایسی تصنیف کر کے مشترک کرانی کہ وہ اولاد کے لیے دانش نامہ و دستور العمل ہو اور
 دنیا کو معلوم ہو کہ ان کا شوہر اپنی زندگی کا باجصل یہ جانتا تھا کہ وہ اپنے فرائض کو ادا کرے۔ اس نے
 انگلینڈ کی یہودی و مسودگی اور دنیا کے ساتھ بھلائی کرنے میں اپنے تین مٹا دیا اب تک
 ملکہ معظمہ اور ان کے شوہر کے باب میں بہت سی غلط فہمیاں چلی جاتی تھیں۔ ان کے دور کرنے کا علاج
 یہی تھا کہ ایسی کتاب تصنیف کی جائے کہ وہ اصل حقیقت حال کو سچ سچ دنیا پر منکشف کر دے۔ اور
 پرنس کو سنوٹ کے حالات کو ایک عالم کو دکھا دے۔ انکی ابتدائی زندگی کے حالات ایک کتاب میں
 جرنیل گرے نے قلمبند کیے تھے جس کا بیان ہم نے پہلے کیا ہے۔ یہ کتاب صرف عزیز افریقہ کے پرنس
 کے لیے لکھی گئی تھی۔ مگر جرنیل صاحب اور ان کے زندگی کے حالات لکھنے میں خاصہ رہے۔ اس لیے یہ کام
 مسٹر تھیوڈور مارٹن کے سپرد ہوا جو اپنے زمانہ کے نامور انشا پرداز تھے۔ انہوں نے اس قومی کام کو
 بخوبی انجام دیا۔ ملکہ معظمہ خود لکھتی ہیں کہ میں سات برس تک خود اپنے شوہر کے خطوط اور تحریر
 کے انتخابات جمع کرتی رہی اصران کا مجموعہ صنف کے حوالہ کیا جس نے اپنا بڑا وقت صرف کر کے اس
 قومی مقصد رس کام کو انجام دیا۔ پرنس کو سنوٹ کی بیوگرافی لکھنے میں تھیوڈور مارٹن نے بڑا حق
 کھایا ہے اور اپنی انشا پر دانی کا زور دکھایا ہے جسے سبب انکی کتاب سبب خاص عام کو پسند
 آئی۔ اور لوگوں نے اسکو بڑے شوق و ذوق سے پڑھا۔ ملکہ معظمہ اور ان کے شوہر کے اخلاص پیار
 کی عجب تصویر لبا اتاری ہے معاملات سلطنت میں ملکہ معظمہ کی ذمات و یاقوت کو کہیں کہیں
 بڑے لطف سے دکھایا ہے۔

۴۔ نومبر ۱۸۷۷ء کو بالموویل میں ہیلوڈین کا تہوار نہایت دلکش بڑی دھوم
 دام سے ہوا جب چھٹے کا وقت آیا تو ملکہ معظمہ اور شہزادی بیائرس نے اپنے ماتھون میں
 لکڑی کی بڑی بڑی روشن مشعلیں لین اور کھلی فن میں بیٹھ کر سوار ہوئیں۔ سواری کے جملہ میں
 سب فخر میں نے بہت بڑی بڑی مشعلیں ماتھون میں لین کیسل کے احاطہ میں چکر لگائے اور
 کیسل کے سامنے ایک الاؤ روشن تھا جس کے شعلے اونچے اٹھ رہے تھے۔ ان میں ایک دیو اور
 دیوئی کی شکل نمودار ہوئی۔ پریون سے بھری ہوئی گاڑی کو دیو مانگ رہا تھا۔ پریون کے اٹھ میں

پرنس کو سنوٹ کی بیوگرافی (سنوٹ کی بیوگرافی)

ملکہ معظمہ کا تہوار

لمبے لمبے نینے تھے مشعلداروں نے ایک حلقہ بنایا۔ دیو نے دیوینی کو ایسا دھکا دیا کہ وہ فی الحال ہوتی۔ پھر رقص و سرود کا جلسہ ہوا۔ اس مناسبت پر تماشے کو ملکہ مظفر نے بیکھر نہایت مسرور ہوئیں۔

۱۸۷۵ء عیسوی

اس اصول کے موافق کہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ ذمات کی فراست کی قدر شناسی کرے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ارباب کمال مسٹر کارلائل کے لئے گریڈ گروس آف دی ہاتھ کا خطاب اور مسٹر فرینس شاعر کے لئے برونٹی کا خطاب پیش ہوا کہ قبول فرمائیں۔ مگر دونوں نے خطاب کے قبول کر نیسے انکار کر دیا مگر گورنمنٹ کی تعریف ہو گئی کہ وہ اہل کمال کی ذمات کی قدر و منزلت کرتی ہے۔

نمبر مشہور تھی کہ فروری ۱۸۷۵ء کو ملکہ مظفر پالیمینٹ کے کہولنے کا ارادہ خود کرتی ہیں مگر ان کا چھوٹا بیٹا شہزادہ لیوپولڈ سخت علیل ہو گیا جس کے سبب وہ اپنے ارادے کو پورا نہ کر سکیں شہزادہ اوسبورن مین بڑے دن کی تعطیل مین ٹائی فونڈ بنجارین مبتلا ہوا جس کا آغاز اوسکتھو یونیورسٹی مین ہوا تھا۔ مدت تک علالت کی یہ حالت رہی کہ زندگی کی امید نہ تھی مگر انہوں نے شفا پائی جس کی نسبت انکی بہن ایلاس نے لکھا کہ وہ قبر مین سے تیسری دفعہ نکھر کنبے مین آیا ہے۔

۱۶ ستمبر ۱۸۷۵ء کو ملکہ مظفر اوسبورن گوس پورٹ کو سولنٹ سے عبور کر کے اپنے جہاز البرٹا مین جاتی تھیں کہ ان سے ایک اور جہاز مٹ میو پر ایسی ٹکر لگائی کہ وہ ڈوب گیا جس کے سبب دو آدمی مر گئے اور ایک آدمی کی جان خود ملکہ مظفر نے اپنے ہاتھ سے بچائی۔ باقی جہاز نشینوں پر چھ آفت نہ آئی۔ ملکہ مظفر کے دل پر اس حادثہ کو ہمیشہ خود دیکھنے سے بڑا صدمہ پہنچا۔ ان کے جہاز کا کمانڈر شہزادہ انی ٹنگسن تھا جو ان کا عزیز رشتہ دار تھا۔ عوام نے اسے حادثہ کا الزام لگایا۔ سر شہزادہ بحری کوٹ مارشل مین اس الزام کی تحقیقات نہیں کی۔ بلکہ خفیہ تحقیقات کر کے اس افسر پر الزام لگایا جو جہاز کو چلاتا تھا جس کے سبب سے بڑا آدمیوں کو غصہ آیا۔ اور انہوں نے ملکہ مظفر پر بھی یہ الزام لگایا کہ انہوں نے سفارش کر کے اپنے ایک عزیز رشتہ دار کو الزام سے بری کر لیا۔ یہ ایک بڑا دقیقہ فوسی قاعدہ چلا آتا ہے کہ جب اعلیٰ افسر غلطیاں کیا کرتے ہیں تو ان کے ماتحت افسروں کو ان غلطیوں کی سزا نہیں بگھٹنی پڑتی۔ مین پریس کی پبلیسی بھی انگلستان مین ایک عدالت ایسی تھی کہ جن مین یہ قاعدہ نہیں چل سکتا تھا

ارباب کمال کا خطاب تیار لینے سے انکار کیا۔

شہزادہ لیوپولڈ کی علالت

ملکہ مظفر کے جہاز کا ایک جہاز سے ٹکرانا

اور کسی جواہر ہی سے کسی طرح پر جس نہیں بچ سکتا تھا اس عدالت کے افسر کو گورنر کہتے ہیں اسکا یہ کام ہے کہ وہ ان لاشوں کی تختہ عثات کرے جن کی مونوں کی جواہر ہی حسن لافا اسکے ذمہ ہوتی تھی اسکے سامنے اس مقدمہ میں شہادت پیش ہوئی جسے عوام کو اور بھڑکایا۔ جبریل یون سون بانی نے امیر ونگ جہازوں کے گلاب کے پریس ہٹ کو لکھا کہ ملکہ معظمہ چاہتی ہیں کہ آئندہ شاہی جہاز میں جب سوار ہوں تو کوئی اور جہاز اسکے بہت پاس نہ لے۔ سولنٹ میں موسم گرما میں جہازوں کا بڑا جہم رہتا ہے۔ وہاں کسی شاہی جہاز کے قریب کسی جہاز کا آنا خواہ فیہر خواہ مانہ ہو یا تماشے کے طور پر نمودار سے خالی نہیں۔ اسلئے ملکہ معظمہ نے چاہا کہ آئندہ یہ خوف خطر مٹ جائے۔ اس چٹھی سے امیر ونگ کے جہازوں کے آدمی بڑے کھسپانے پہنچے۔ انکا فیہر خواہ ہونا تو ضرب المثل کے طور پر مشہور ہے یہ مقدمہ جو گورنر کی عدالت میں پیش ہوا تو پہلی جیوری میں اتفاق نہوا۔ اسلئے دوسری جیوری بیٹھی جسے موت کو اتفاقہ شیرایا۔ مگر شاہی جہاز کے افسروں پر یہ الزامات لگائے۔ اول یہ کہ جہاز تیز رفتار چلایا جاتا تھا۔ دوم باہر کی نگرانی اچھی طرح نہیں کی جاتی تھی۔ پہر کانسپل ہوس میں مقدمہ پیش ہوا جسکا آخری فیصلہ یہ ہوا کہ شاہی جہاز پر جب ملکہ معظمہ کا جھنڈا لگا ہوا ہو تو اسکے رستہ دینے کے لئے پانی پر سے ساری چیزیں اسکے سامنے سے ہٹائی جا یا کریں۔

پانچ کے مہینے میں مشہر ہوا کہ شہزادہ ویلز ہندوستان میں سیر کرنے جاتے ہیں اور اس سیر کے رہنما سر ہارڈن فریر ہوں گے۔ انکے اس سفر شاہی کے خرچ انگلیٹنڈ اور متحدہ کھڑائے دیں گے سفر خرچ باون ہزار پونڈ تخمینہ ہوا جس میں سے تیس ہزار پونڈ ہندوستان کے خزانہ سے دینا ٹیڈلر اسپر بعض اراکین سلطنت نے اعتراض کیا کہ ایک معمول شہزادہ ہندوستان کو اپنے سیر تماشے تفریح کے لئے جاتا ہے۔ اسکا سفر خرچ شاہی خزانوں سے نہیں دینا چاہیئے۔ مگر یہ مترضین کی غلط فہمی تھی۔ شہزادہ ہندوستان میں اسلئے جاتا تھا کہ اہل ہند یہ جانیں کہ ان کا بھی کوئی بادشاہ ہے اسلئے یہ سفر خرچ شہزادہ کی ذات خاص کے خرچ کے لئے نہیں دیا جاتا تھا بلکہ مصلحت ملکی کے لئے اس خرچ کو نمینٹ کو فائدہ ہوگا کہ شہزادہ ہندوستان میں ہندوستانیوں کی حال دیکھے گا اور گورنمنٹ کو آگاہ کرے گا کہ انگریز جو وہاں حکومت کرتے ہیں اس سے انکی فائدہ پہنچا یا یا ان کا نقصان ہوتا ہے۔

شہزادہ ویلز کے ہندوستان میں سیر کرنا کی تیاری

۱۸۷۷ء عیسوی

تیسروں کا خطاب

جب ڈچس ایڈنبرائے اپنی پریسڈنسی کا دعویٰ شہزادہ ویلز کی بی بی پرکس بنا کر کیا کہ وہ پہلے
 دشمن شاہ کوکس کی بیٹی ہیں اور دوسری چھوٹے بادشاہ کی بیٹی ہیں تو ملکہ مغظمہ نے یہ چاہا کہ میں
 اپنی بیس آف انڈیا کھلاؤں۔ فروری کو وزیر اعظم اس خطاب کا مسودہ تیار کیا جس پر بہت لوگ
 معترض تھے کہ جب ملکہ مغظمہ شاہ البرٹ کی جانشین ہیں تو وہ حال میں کمپریس انڈیا کیوں بننا
 چاہتی ہیں؟ ہندوستان میں انکو اس خطاب کے اختیار کرنیکی کیا ضرورت آن کر پڑی ہے؟ اس
 خطاب میں حکومت شخصی کی بوقی ہے کہ شہنشاہ بن کر مطلق العنانی اختیار کیجئے جو اس زمانہ
 کی سلطنت جمہوری کے خیالات سے بہت مخالفت رکھتی ہے۔ اسلئے اس خطاب کے اختیار کر
 کی بڑی مخالفت ہوئی۔ جب گورنمنٹ نے یہ وعدہ دیا کہ ہندوستان کے سوارکین اور یہ خطاب
 استعمال نہیں کیا جائے گا تو مسودہ قانون پاس ہوا۔ مگر یہ وعدہ پورا ایسا نہیں ہوا جب اس خطاب کے
 اختیار کرنے کا اشتہار دیا گیا تو اس میں یہ لکھا گیا کہ یونائیٹڈ کنگڈم کے سوا ہندوستان
 میں اور جب کہ یہ خطاب استعمال کیا جائیگا گو اس خطاب کی مخالفت میں اراکین سلطنت اور عوام
 نے بہت غل شور مچایا مگر اس سے حضرت علیا کے ساتھ رعایا کی خیر خواہی اور فطرت داری میں کچھ
 فرق نہیں آیا۔

ملکہ مغظمہ کا عام جلسہ میں جانا

۱۸۷۷ء میں ملکہ مغظمہ بہت دفعہ عام جلسوں میں زینت افزا ہوئیں۔ فروری ۱۸۷۷ء
 کی ابتدائیں انہوں نے پارلیمنٹ کو خود کھولا۔ ۲۵۔ کو وہ البرٹ مال کے جلسہ میں شریک ہوئیں
 پہلی بار کو اپنی دوست لیڈی انگلستان میں لی کی یادگار کے لئے فریگ مور میں ایک صلیب قائم
 کی۔ لندن ہسپتال کو پہلے کرانہ قرضوں میں ۲۰ ہزار پونڈ کا چندہ کر کے بنایا تھا اور اب نوے ہزار
 پونڈ کا چندہ اسلئے جمع ہوا تھا کہ اس ہسپتال کے ہاروی میں نئی عمارتیں بنا کر اسکو وسعت دیکھا
 ملکہ مغظمہ ۷۔ مارچ کو اس نئی عمارت کو کھولنے آئیں۔ ان کا استقبال بڑی شان و شکوہ سے ہوا
 لوگوں نے یہ شکایت کی کہ جن راہ گزروں میں ہزاروں آدمی انکے دیدار فرحت آثار کے شائق
 کھڑے ہوتے تھے انکی سواری تیزی کے ساتھ گزری۔ یہاں تشریف لانے سے معلوم ہوتا ہے

کہ دارالسلطنت میں امر کے بمکانون میں ملکہ معظمہ فقط کہاؤنا ہی نہیں ہیں بلکہ وہ عام نفع خلافت کے لئے اپنی تنہا نشینی کو فوراً چھوڑ دیتی ہیں۔ انکی سواری کے رہگذر میں یہ ایک کتاب لگا یا گیا کہ کہ بیان اپنی ملکہ کا غیر معقہ کرتی ہیں جو ہر کتاب یہ تھا کہ میں بیمار تھا تو نے میری عیادت کی۔ ان دونوں کتابوں کی تحریر بتا رہی تھی کہ لندن میں محنتی آرمیوں کو ملکہ معظمہ کے ساتھ کمال الفت و محبت ہو۔ اسپتال کے اندر جب ملکہ معظمہ تشریف فرما ہوئیں تو بہت واقعات پیش آئے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی لڑکی جل گئی تھی۔ اسکی حالت غیر تھی۔ برٹش میڈیکل تھی انسے کہا کہ اگر ملکہ معظمہ کو میں دیکھ لوں گی تو یقینی اچھی ہو جاؤ گی۔ یہ اسکی درخواست ملکہ معظمہ سے عرض کی گئی تو وہ مسکراتی ہوئیں اس لڑکی کی پلنگرٹی کے پاس تشریف لیگئیں اور اسکا بوسہ لیا اور اسکی تسلی و شفقت کی۔ بہت سی باتیں کہیں پانچ کے آخر میں ملکہ معظمہ جرمنی میں چند ہفتے رہنے کیلئے گئیں۔ وہاں اپنی دوستی بہن کی قبر کو دیکھا۔ سفر میں اپنا نام ڈچس کنٹ رکھا اپنے تئیں ملکہ نہیں بتلایا کہ لوگ استقبال اور غیر مقدم کی تکلفات کر کے تکلیف دیں۔ ۲۰۔ اپریل کو گھر کی طرف مراجعت کی تو انتشار راہ میں پیرس میں جا کر مارشل میک موہن فرانس کے پریسیڈنٹ سے بھی ملاقات کی۔ ۲۱ مئی کو ایڈلڈ شوٹ میں سپاہ کا معائنہ کیا۔ اس روز اولے بڑے زور سے برس رہے تھے۔ ۱۳ مئی کو جنوبی کن سنگٹن کے میوزیم گئے۔ ساتھ شک آلات اور اسباب جمع کرنے کے لئے ایک لون کہولا۔ لندن میں ۲۷۔ کو انکی سالگرہ بڑی دھوم دھام سے ہوئی اور ہندوستان سے شہزادہ ویلز کے بچہ و عافت واپس آئینی بڑی شادی ہوئی +

پرنس کی یادگار کے لئے ایک سٹے ٹیو اس ہنٹ کا بنایا کہ وہ گھوڑے پر سربرہنہ مارشیل فیلڈ کا لباس پہنے ہوئے ہیں ایڈیٹر امین شارٹ کے چوک میں ایک بڑی بلند کرسی پر قائم کیا اور اس کرسی کی ایک طرف محنت کی اور دوسری طرف سائیس اور آرٹ کی تیسری طرف بحری دوسری سپاہ کی چوتھی طرف شرافت و نجابت کی پیکر بنائیں یہ پیکر بنائیں پرنس کو شرف کی تمام زندگانی کے کاموں کی یاد دلاتی تھیں۔ ۱۷۔ اگست کو ملکہ معظمہ نے انگلر اسکے کہولنے کا حکم دیا اور پھر اسکی سب شادوں میں پرکائی اور فرمایا کہ یہ سٹے ٹیو سب طرح سے اچھی بنی ہے غرض ملکہ معظمہ کا دل اس رسم کی دھوم دھام کے ہونیسے براخوش ہوا۔

ملکہ مظفر کا ۹۷ رجسٹ کرنے علم غایت فرمایا

ملکہ مظفر نے سکوت لینڈ کی اقامت میں ۲۶ ستمبر کو ۹۷ رجسٹر رائل سکوت کو
نئے علم غایت کیے جسکا حال وہ خود تحریر فرماتی ہیں کہ دو تین ہزار آدمیوں کے درمیان تماشائی
جمع ہوئے مگر کوئی ان میں سپاہیانہ مدد ہی پہنچے ہوئے نہ تھا۔ میری شانمانہ سلامی اُتری اس کے بعد پانچ
علم لینے والی عجب خوش بدوائی و انداز سے آئی۔ اُس نے اپنی قواعد میں میرا احترام کا خیال اس
سے زیادہ رکھا کہ میں اُسی رجسٹ میں پیدا ہوئی تھی۔ وہ لے کر نماز پڑھی گئی جسے نئے علم دیئے
گئے۔ میں نے انکو ان لفٹنٹوں کو دیا جو میرے سامنے گھنٹا ٹیکے کھڑے تھے۔ اور اُس کے
ساتھ میں نے یہ الفاظ کہے کہ میں یہ علم تم کو حوالہ کرتی ہوں۔ مجھے اس بات کے یاد دلانے سے
بڑی خوشی ہے کہ میں اپنی ابتداء کے عمر سے تمہاری رجسٹ تعلق رکھتی ہوں۔ میرا پیرا پیرا
سپہگری پر اپنا فخر ظاہر کیا کرتا تھا وہ تمہارا کرنل تھا۔ مجھے ہمیشہ یہ کہا جاتا تھا کہ میں اپنے تئیں
سپاہی کی لڑکی سمجھوں۔ مجھے اس سے بڑی مسرت ہوتی ہے کہ میرے ایک بیٹے نے اپنی
زندگی کو سپہگری کے لینے وقف کر رکھا ہے جسے پورا ہر دستہ کو دو اپنے تئیں برٹش سپاہی
ہونیکے لائق سب طرح سے ثابت کرے گا۔ اب یہ علم تمہارے سپرد کرتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم
میری اس اول رجسٹ پیڈل کی باموری و عزت و شان کو قائم رکھو گے۔ کرنل ایم کیوری نے
میری تقریر کے جواب میں چند الفاظ کہے اور پرانے علموں کے بدینے کے لینے مجھ سے عرض
کیا میں نے کہا کہ میں ان علموں کو ونڈ کر میں لپکا کر رکھوں گی کہ اس رجسٹ کی اور اس کے کرنل کی
یادگار باقی رہے۔ پھر رجسٹ نے راج کیا اور توہوں کی سلامی کے بعد مجھے تین دفعہ چیز دیئے
میں پرانے علموں کی محافظت اپنے ذمے لیکر وہاں سے روانہ ہوئی۔

نومبر کے شروع میں وہ جہاز واپس آئے جو بحر شمالی کی طرف تحقیقات کے لیے گئے
تھے۔ اس تحقیقات میں بہت سے محققین کی جانیں تلف ہوئیں جو محقق چکرا آئے انکو ملکہ مظفر
نے بڑی گرجی سے مبارکباد دی وہ تحریر فرماتی ہیں کہ بحر شمالی کی مہم میں جن محققین نے خدمات
بزرگ کیں ہیں ان کی نہایت قدر و منزلت کرتی ہوں۔ اور اس میں انہوں نے جو مختیاں اٹھائیں
اور صید بستین جمیلین میں انکی پوری ہمدردی کرتی ہوں۔ اور جن کی جانیں گمشدہ ہو گئیں ان کے لیے تہنیت
مستمحکم کرتی ہوں۔ میں ہدایت کرتی ہوں کہ ان بہادر و ن کامیروں کا میرا دل سے شکریہ ادا کیا جائے

بحر شمالی کی تحقیقات کے لیے جہاز کے لیے
واپس آئے

جنہوں نے اُن خرمستوں کا حق پر ادا کیا ہے *

۱۸۷۷ء عیسوی

۱۸۷۷ء میں ۸ فروری کو ملکہ مظفر نے بیوہ ہونیکے بعد دوسری دفعہ پارلیمنٹ کو بذات خود کوہ
اپنی سپینچ میں یہ فتوحی سرایا کہ میں نے جب ہندوستان کی غنان سلطنت اپنے ماتھے
میں براہ راست لی ہے تو کوئی تازہ لقب نہیں ختم کیا کیا نہ پرلے لقب شاہی پر کوئی اضافہ کیا
یہ ایک فزوکزشت تھی جسکی اصلاح کرنیکا مجھے اب موقع ملا ہے۔ جسکے باب میں آپ صاحبوں کو روبرو
پیش ہوگا۔ ۱۷ فروری ۱۸۷۷ء کو لارڈ ڈزریلی نے بل پیش کیا۔ ممبروں نے اسکی مخالفت
بڑے زور شور سے کی۔ مگر وہ پاس ہو گیا اور بادشاہی منظوری بھی ہو گئی۔ ۲۸ اپریل ۱۸۷۷ء
کو یہ ایکٹ پاس ہوا کہ علیجناب ملکہ نے خطاب کڈیا بالفضل خدا سلطنت متحدہ برطانیہ گلان اور
آئر لینڈ کی ملکہ عامیٹرین عیسائی پر لقب قیصر ہند کا اور اضافہ فرمایا۔ اس تازہ لقب کا اشتہار
لنڈن اور ڈنل سیکس اور ایڈنبرا میں شرفین نے دیا۔ اور علیجناب وائسرائے ہند نے دربار
عام کا حکم زمرہ اقام کو دیا اور روسا حکمران اور امراد والا دو دوان اور شرفائے عالی خاندان اور غیر
ملکوں کے سفراء اور وکلاء اور مستظفون کی دعوت کا پیغام بھیجا کہ ۱۷ مئی کے نوروز یعنی یکم
جنوری کو وہ دہلی میں اس مبارک جشن میں شریک ہوں تو اس شرفہ جان نواز کا غلغلہ کل ہند
میں پھیل گیا۔ اس جشن قیصری و جشن گاہ دہلی کا بیان ملکہ مظفر کی سلطنت کی تاریخ میں
مفصل لکھیں گے *

۸ فروری ۱۸۷۷ء کو پارلیمنٹ کو ہائس لڈیس کوہلا تو سپینچ میں یہ ارشاد فرمایا کہ میں
نے خطاب شاہی میں جو قیصر ہند کا اضافہ کیا تو دہلی میں روسا اور علیا ہند نے نہایت محبت و خیر خواہی
و صدق عقیدت و نیک خواہی سے مبارکباد دی جس سے میں اپنے دل سے اکی احسانمند ہوئی
اس واقعہ خطیم کی یادگاری کے لئے ایک بڑا سونے کا تمغا بنایا گیا جسکی نقلیں کوہ ہند اور
سلطنت کے حکام و الاشان کو دی گئیں۔ اس زمانہ میں ملکہ مظفر نے ایک بڑا سفر تمغا اور ڈرافٹ
دی انڈین ایمپائر کا اور ڈرافٹ دی کرون آف انڈیا کا عورتوں کے لئے مقرر کیا۔ خاصکر ان عورتوں

کے واسطے جو ہندوستان سے تعلق رکھتی ہیں *

تھوڑے دنوں کے بعد ملکہ معظمہ کی خدمت میں برینزل کی سلطانی نے ایک عجیب و غریب تختہ تار عنقبوتی کا لباس پہچا وہ ریشمی لباس سے بھی زیادہ عمدہ و نازک تھا اور ایک کبھی مکرئی کے جالے کا لباس نہیں بنایا گیا تھا *

۱۷۷۷ء میں ایسے واقعات پیش آئے جن میں ملکہ معظمہ نے اپنی رعایا کے ساتھ بڑی ہمدردی و رحمہلی ظاہر کی۔ ۱۷ اپریل ۱۷۷۷ء کو ایک کولہ کی کان میں پانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ سب کان کو دھونے والے پانی میں ایسے گھر گئے کہ کسی کے ٹکڑے کے بغیر وہ خود نہیں بچ سکتے تھے اور ان کے ٹکڑے کی کے لیے نہایت خطرناک محنت کی ضرورت تھی۔ ۳۵ مردوں کا آسمان کے تنے نام رہ گیا۔ نیکے لہجہ افراد ان کے ٹکڑے پر چھک پڑے۔ گو کان کی سیلون میں دم گھٹتا تھا اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا تھا۔ مگر جو چندہ یا بندہ آخر کو ایڑک پر پڑے کان میں ایک سورج نکلا اور اس کی راہ سب کو جو پانی میں زندہ و گرو ہو رہے تھے زندہ و سلامت نکال لایا۔ جب ملکہ معظمہ کو ان ہمائی بہت جو افرادوں کی جانفشانی کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے حکم دیا کہ انکو البرٹ میڈل انعام دیا جائے جو اب تک مخصوص ان بہادریوں کے لیے تھا کہ وہ اپنی جان کو جو کمون میں ڈال کر ان آفت زدوں کی جان بچاتے تھے جو سمندری بلاؤں میں مبتلا ہوتے تھے۔ اب ان ڈیروں کو بھی اس تمغے کے ملنے کا حکم ہو گیا۔ جو خشکی میں بھی اس طرح سے مصیبت زدوں کی جان بچائیں *

ملکہ معظمہ کو اپنی موزونی ڈچی لین کنسٹر سے دستہ راپنڈ کی آمدنی ہوئی اسکو پچھو دو مین لوگوں کے لیے پارک بنانے کیواسطے عطا کیا *

ہم اس فرمان کا حال پہلے کچھ چکے ہیں جو ملکہ معظمہ نے حیوانات پر ظلم گھٹانے کی کمپنی کے نام صادر کیا تھا اور سو پوڈ عطیہ عطا کیا تھا۔ انکو اپنے بچپن سے جانوروں کے پالنے کا شوق تھا۔ جب تاجپوشی کے دن ان کے کتے و قیش نے اپنی زبان میں مبارکباد دی تو انکو بہت پیار کیا وہ اپنے پالے ہوئے جانوروں کی ایسی بڑی خوبصورت تصویریں خود اتار کر تین چار علے درجہ میں شہر بہتیں اپنے سفر نامہ میں انہوں نے اپنے چاہیئے کتوں شارب و فوئل کی تصویریں اپنی دست مبارک سے بنائی ہیں اور ان کا حال لکھا کہ جب ہم ڈنکھانے بیٹھے ہیں تو میرا پارک تو بیل بیٹھ

تاریخ ہندی کا لباس

بحری و بری حادثات میں ملکہ معظمہ نے بڑی رحمہلی و ہمدردی دکھائی

کے نیچے بیٹھتا ہے اور ایسا نیک ہوا ہے کہ جب اسکو برون کرسی یا کوچ پر بٹھا دیتا ہے تو وہ اسکو
سے جھٹک اجازت نہ دے نہیں اترتا اور اگر اسکو منہ میں کیکنے پر تو جب تک اسکو کھانے کا حکم
نہ دے وہ اسکو منہ میں لیے بیٹھا رہیگا کھائے گا نہیں۔ میں نے اسکی برابر کوئی کتا فرما نہ دیا اور محبت
والا نہیں دیکھا۔ اگر وہ جانتا ہے کہ کوئی مجھ سے ناخوش ہے تو وہ اپنے نیچے پہلا کر نہایت محبت
سے پاؤں میں لوٹ کر معافی مانگتا ہے ۛ

لارڈ بیکنس فیملڈ نے جب انسانی کے وہ عمدہ کام کیے کہ جن کے سبب ملک مضبوط
آئے دلی محبت ہو گئی۔ اور انہوں نے انکے مکان پر جا کر انکی عزت بڑھائی۔ اگرچہ یہ ملاقات دوستانہ
تھی مگر انکے چھوٹے سے شہر دانی کو مہر کے باشندوں نے اپنی خیر خواہی اور نیکو دلی بدرجہ
کمال دکھائی۔ انکو صرف تین روز پہلے اطلاع ہوئی تھی کہ ملک مضبوط تشریف لاتی ہیں۔ اس تہوار سے
سے عرصہ میں اپنی بساط سے ہر شہر کی آئین بندی کی۔ قدم قدم پر جھنڈیاں و بیرقیں قائم کیں
اور سارے شہر کو پھول پتوں سے آراستہ کر کے چمن بنا دیا۔ مصنوعی مچھرا میں بنائیں۔ ایک محراب
بالکل کرسیوں کی بنائی۔ اس شہر کی کرسیاں مشہور تھیں۔ ۵۰ ادسبر کو ایک بجے سے کچھ پہلے وہ ملک
سے ملک مضبوط اپنی بیٹی بڑا سن کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئیں۔ جب ریل کے دانی کو مہر کے سٹیشن پر
پہنچیں تو لارڈ بیکنس فیملڈ اور باور حکام ضلع نے استقبال کیا۔ اور خیر خواہانہ انداز میں پیش کیا
جسکو ملک مضبوط نے اپنے دست مبارک میں لیا۔ مس فلیس نے انکو اور شہر دانی کو گلہ تے مذہب کیے
اور اسکول کے لڑکوں نے خدا ملک مضبوط کو سلامت رکھو گایا۔ ملک مضبوط سٹیشن سے کھلی گاڑی میں
سوار ہو کر آہستہ آہستہ لارڈ موصوف کے محل پر تشریف لے گئیں۔ اور وہاں دو گھنٹے نہیں
اور لارڈ موصوف کے ساتھ لچکایا۔ اور ملک مضبوط اور شہر دانی نے اپنی یہاں تشریف آوری
کی یادگار کے لیے ایک درخت لگایا پھر وہ ریل میں سوار ہو کر وڈسبر میں آئیں
تین وزیر تھے جسکے گھر جا کر ملک مضبوط نے اہلی عزت افزائی کی۔ اول لارڈ میلبرون دوم روبرٹ
جیل سوم لارڈ بیکنس فیملڈ ۛ

ملک مضبوط کو ان عورتوں کی جہل کی طرف توجہ تھی جو فرما نہ دیتی کرتی تھیں انہوں نے ملک
مضبوط کو منع کیا کہ وہ عیسائیوں کی تکلیف رسانی سے باز ہے ۛ

ملک مضبوط کا لارڈ بیکنس کے دوست غارت پر تشریف فرما ہونا

ملک مضبوط کا لارڈ بیکنس کے لیے ملک مضبوط کی

۱۸۶۱ء کے

واقعات مشرق

اس سال کے شروع میں ملکہ معظّمہ کے دوستوں میں ہرولڈ عزیز و کٹر انجیل بادشاہ اٹلی نے وفات پائی جس سے انکو رنج ہوا۔ بلجیئم میں یورپی ڈائیس جہاز آئل آف وائٹ میں برف و باد کے طوفان کے سبب ڈوب گیا اور تین سو جانین بحرفنا میں غرق ہوئیں۔ ملکہ معظّمہ نے دوتا رجا جو اتے جن کا مضمون یہ تھا کہ ملکہ معظّمہ کو جہاز کے ڈوبنے اور جانوں کے تلف ہونے کا نہایت افسوس جو وہ چاہتی ہیں کہ مفصل حال سے اطلاع دی جائے۔ دوسرا تار یہ تھا کہ ملکہ معظّمہ مٹرسمٹھ (فرسٹ لارڈ آف ایڈمیرلٹی) کو اپنے رنج و ملال سے اطلاع دیتی ہیں جو اس جہاز کے ڈوبنے سے ہوا ہو اور آفت زونوں کے عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ دلی ہمدردی کرتی ہیں ۴۰

انکی اس توجہ کے سبب فردون کی بیواؤں اور یتیموں کی پرورش کے لئے ایک فنڈ کھولا گیا۔ اور ملکہ معظّمہ نے خود اسمین اعانت کی چند مہینے کے بعد نامور مدبر سلطنت اریل رائل اکیا سی برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ ملکہ معظّمہ نے اپنے اس قدیم انحرمت وزیر کے جنازے پر رکنے کے لئے پہلوں کا مارا دل کے ساتھ یہ کارڈ بھیجا جس پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ کونین و کٹوریہ کی طرف ایک نشانی ادب کی تہ یہ سل رنج و ملال سے پر تھا۔ دو جہاز آپس میں ٹکرائے۔ ایک اُن میں سے ڈوبا جس میں سات سو مسافر سواری تھے۔ چھ سو مسافروں سے زیادہ ڈوب کر مر گئے فقط ایک کس بچہ بچ رہا۔ شہزادی ایلس نے مصیبت زدوں کے لئے سب سے اول چندہ دیا ۴۰

۱۸۶۱ء میں پارلیمنٹ میں جو ملکہ معظّمہ کی ذات خاص کا معاملہ معروض بحث میں آیا وہ یہ تھا کہ انہو رنج ۲۵ کو دونوں ہوس میں یہ اطلاع دی کہ ڈیوک کون ناٹ کی شادی شہزادی لوئس وکٹر فریڈرک چارلس شہزادہ پروشیا سے تھیری ہو۔ یہ شہزادہ پروشیا بڑا مشہور شہسوار تھا عوام میں اس کا نام ریڈ پرنس (شہزادہ سرخ رنگ) مشہور تھا وہ خاص اپنی ذات سے بڑا دلہندہ تھا اور اس کی یہ چٹھی صاحب جمال و دانشمندانه فرزانہ تھی۔ اس کے اوضاع و اطوار و خیالات کی سادگی و دلربائی لارڈ پیئر گڈلڈ نے ڈیوک کون ناٹ کی سپاہیانہ لیاقت کی شہادت دی کہ وہ بڑی موثر و کارگر ہے کونٹس ہوس میں دونوں کے لینے سے یہ قرار پایا کہ شہزادہ کے وظیفہ پر اضافہ ہو کر پچیس ہزار

ڈیوک کون ناٹ کی شادی کا قرار پایا اور فرانس کی شادی کا ہوتا

پونڈ سالانہ ملا کرے اور اگر انکی بی بی بیوہ ہو جائیں تو چھ ہزار پونڈ سالانہ پایا کریں +
ملکہ مظہر کی تو اسی شہزادی شارلٹ کی شادی ۲۷ فروری ۱۸۷۱ء کو شہزادہ لنکینڈ
سے ہوئی +

پیرس میں ۱۲ جون کو ہینوور کے بادشاہ معزول نابینا جارج چہم ڈیوک کیسبرینڈ نے
وفات پائی۔ وہ جارج سوم شاہ انگلینڈ کا پوتا اور ملکہ مظہر کا سکا چچا زاد بھائی سب سے بڑا تھا +
ما تم میں کل اڑیائے دولت کو ماتمی لباس پہننے کا حکم دیا گیا۔ ملکہ مظہر نے اسکی بی بی کے ساتھ
بڑی ہمدردی کی وہ شہزادہ ریلز کی بی بی کی سگی بہن تھی۔ ہم پہلے اس سلطنت کا حال لکھ چکے ہیں
کہ اب وہ پروشا کی سلطنت میں داخل ہو گئی تھی۔ انگلینڈ سے اب اسکا تعلق کچھ باقی نہیں رہا تھا +
نومبر میں ملکہ مظہر کو یہ ایک اور افسوس ہوا کہ انکی بیٹی لوئزا ایشے اس سبب سے جاں بحق
کہ لارڈ بیکنس فیڈ نے انکے شوہر مارکویس بورن کو مملکت کیسٹنڈا تین وایسٹ کے مقرر کر دیا تھا
شہزادی اپنے شوہر کے ہمراہ گئیں جسے سب سے اہل کیسٹنڈا انگلینڈ کے زیادہ خیر خواہ دنیا کے وہ
ملکہ مظہر نے دسمبر کی شروع میں جنگ افغانستان کے لیے پارلیمنٹ کو تھوڑے دنوں کے لیے
طلب کیا +

اس سال میں ایسے واقعات پیش آئے تھے کہ جنکو ملکہ مظہر کو بے وفال ہوتا تھا مگر ان
سب سے زیادہ صدمہ جاکھا اپریہ واقع ہوا کہ انکی چھٹی لاڈلی بیٹی شہزادی ایلس ایلہاتی مرگئی
شہزادی نے موسم گرما کے ایام میں پونچون سمیت ایسٹ بورن میں بسر کیے تھے۔ یہاں غرابیڑی
ایسی کی کہ مچھلی والوں کے دعات میں انکے جھونپڑوں میں جا کر مریضوں کی دستگیری کی۔ وہ اپنے
نیک کامی کے سبب سے سب کی عزیز تھیں۔ وہ خیرات خانوں کے انتظامات دیکھنے سے بڑی لچھی
رکتی تھیں اپر علم حاصل کر کے اپنوار اقرار میں انکو جاری کرتیں۔ صرف اس عمل کے لیے وہ علم
حاصل کرتیں۔ ۸۔ نومبر تک وہ ڈرام سٹاٹ میں سب طرح سے بخیر و عافیت رہیں۔ اس تاریخ کو انکی
بڑی بیٹی شہزادی وکٹوریہ امراض وقت تھی ریا میں مبتلا ہوئیں۔ یہ ایک مرض ہو جس میں سانس لینے کی ٹی
اور خاص کر گلے پر ایک بھلی آجاتی ہے جو درم مادی کے ہم جانیسے پیدا ہوتی ہے۔ شہزادی سائنس
موافق تیمارداری جانتی تھیں۔ انہوں نے علامات کو دیکھ کر اس مرض کو تشخیص کر لیا اور اسکا علاج خود

شاہ ہینوور کی وفات

شہزادی ایلس کی وفات

کرنا شروع کیا۔ یہ حسیات نہیں کی کہ کہنے کے آدمی علیحدہ علیحدہ رہیں۔ ان کا شوہر اور سارا
کنبا استنار شہزادی ایلزبتھ کے اس مرض میں بستلا ہوا۔ ان روحانی ریجون اور جسمانی
تخافون کے سبب شہزادی کی قوت زائل ہو گئی۔ ۲۵۔ نومبر کو انکی چار برس کی بیٹی شہزادی
میچو کا انتقال ہو اگر انکے شوہر کو آرام ہو گیا۔ ۷۔ دسمبر کو وہ ریلوے اسٹیشن پر اپنی بہن چچس
ایڈمز سے ملنے گئیں۔ دو سے دن وہ خود اس مرض میں بستلا ہوئیں جس میں سارا کنبا
بستلا تھا۔ وہ بیمار ہوتے ہی ضعیف ہو کر صاحب فریش ہو گئیں۔ ۱۶۔ دسمبر کو ہوس آف
لاڈس میں لارڈ سپیکسن فیلڈ نے برٹمی فصاحت سے بیان کیا کہ شہزادی نے اپنے بیمار بچہ کا بو
لیا وہی بو ان کے لیے موت کا بو سہن گیا۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس طرح شہزادی اس
مرض متعدی میں بستلا ہوئیں۔ مگر انکے سولخ عمری لکھنے والے لکھتے ہیں کہ یہ خیال کیا جاتا ہے
کہ مرض متعدی میں وہ اس سبب سے گرفتار ہوئیں کہ ایک ن اپنی غمزدگی اور مایوسی کی حالت میں مین
نے اپنا سر شوہر کے تکیہ پر رکھ دیا تھا۔ کئی دن تک انکو سخت تکلیف رہی۔ ۱۳۔ دسمبر کو معلوم
ہوتا تھا کہ اب وہ مر جائیں گی۔ مگر اس نزع کی حالت میں ہی کچھ دیر تک زندہ رہیں۔ اسی تاریخ کی
دوپہر کو انہوں نے اپنے شوہر کو صحت کی مبارکباد دی۔ اور اپنی ملازمہ سے ملاقات کی اور وہ نظر پڑھے
جن میں سے ایک خط ملکہ مظہر کا تھا جس کے بعد پھر کوئی خط پڑھنا نصیب نہوا۔ پھر وہ سو گئیں اور
ایسی سوئیں کہ پھر نہ جا گئیں۔ ۱۴۔ دسمبر کو سارے آٹھ بجے دم واپسین لیا۔ جمعہ سے ہفتے تک
انکی زبان پر مر وہ لہجہ میں یہ الفاظ رہے ”چار ہفتے و پیامی“ لڑکی کا نام چوتھا جسے چار ہفتے ہوئے کہ
انتقال کیا تھا۔ وہ اپنی ساری زندگی میں باپ کی یاد کا وظیفہ چاکیں۔ نزع میں ہی اس یاد کو نہ
چوڑا۔ ملکہ مظہر کو اس سبب کی مرنیکا پنج و الم شوہر کی وفات کی برابر تھا۔ باپ اس جیتی بیٹی
کو اچھا بہن سمجھتا تھا اس شہزادی کے مرنے نے سارے انگلینڈ کو سوگ ماتم میں ڈھکایا۔ شہزادی
جاقل۔ عالی حوصلہ۔ شہمنہ۔ اولوالعزم صاحب ہمت تھی۔ اپنی مدد آپ کرنے کی صفت رکھتی
تھیں۔ ان اوصاف حمیدہ اور خصال جمیلہ ہی نے سارے اہل انگلینڈ کو اپنا گردیدہ بنا رکھا تھا
یہ سب انکے اس احسان کو مانتے تھے کہ انہوں نے اپنی ماں کی بیوگی کی اول ساعتوں میں پرستاری
کی۔ اور ایسے ہی شہنشاہ میں جب ان کی بہانی و لیمہ کی جان حالات کے سبب سے معرض خطر میں تھی تو

اپنے تین مان کی تسلی و تسکین دینے میں وقف کر دیا تھا جس سے انکی بڑی تقویت ہوتی تھی
 شہزادی کی زندگی پر ہر روز تنگی معاش کی نیکل کرنے والے انکار کی گستاخانی رہتی تھی جسکا
 حال انکی زندگی میں کسی پر نہیں کہلاتا تھا۔ انکے مرنے کے بعد اہل ملک پر ظاہر ہوا کہ انکی زندگی میں
 آرام نہ لگا کی وجہ سے انکے تھے وہ اہل جرمن کی عورتوں کی حالت بہتر کرنے میں کوشش کرتی تھیں
 انکے جرنل اہل جرمن اس امر میں ساعی رہتے تھے کہ گہرین ماؤن کو اعلیٰ ماؤن بنائیں جو
 اپنا کام کریں۔ اور مزدوری مانگنے کا دعویٰ نہ کریں۔ اسی سبب جرمن میں شہزادی کے بہت سے
 دشمن پیدا ہو گئے تھے۔ اس شہزادی نے بغیر کسی اپنے فائدہ کے مد نظر رکھنے کے تعلیم و خیرات
 کار خاؤن کی ترقیوں میں ایسی جید کوششیں جتنی وسعتی سے کین کہ کورٹ کے رسوم پر
 کے کان کھڑے ہوئے۔ بہت سی مثالیں ایسی تھیں کہ وہ غریب بیماروں کے جھونپڑوں میں جا کر
 اٹنے ملتی تھیں آخر کو انہوں نے اپنی دانشمندی سے دریافت کر لیا تھا کہ ایسی لاقانون میں اپنے
 تین نہ ظاہر کرنا بہتر ہے تاکہ لوگ انہیں حسد نہ کریں۔ انکا میلان خاطر یہ تھا کہ میں ڈرام سٹاٹ کی
 خانہ داری کی باتوں اور معاشرت میں ایسے تغیرات پیدا کروں کہ وہ سب انگریزی خیالات کے
 موافق ہو جائیں۔ وہ علم کو عزیز رکھتی تھیں۔ وہ عالمان اور صناعتوں کی مہانداری بڑی تپاک سے
 کرتی تھیں۔ انکی مجالست سے بہت مسرور ہوتی تھیں۔ جب انہوں نے فریڈرک شٹراس
 ایک عیسائی عالم حضرت مسیح کے معجزات کا قائل نہ تھا، سے دو بشر کی کتابوں کو پڑھا تو پٹیر
 ایک بڑا فلسفی عیسائی مذہب کا منکر تھا تو ان کی نسبت یہ چرچا ہونے لگا کہ وہ اپنے دین ایمان
 سے گشتہ ہو گئی ہیں۔ بیشک اس زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں منطقی و معقولی خیالات
 مذہب کے برخلاف پیدا ہو گئے تھے ایسے مسائل میں اپنا بہت دل لگاتی تھیں کہ روح کا ہید کیا
 ہے؟ فرائض انسانی کیا ہیں؟ دنیا میں جو دو فریقوں میں یہ تنازع ہے کہ ایک فریق کہتا ہے کہ
 خدا جو کام چاہتا ہے وہ اپنی مرضی کے موافق کرتا ہے۔ دوسرا فریق کہتا ہے کہ خدا نے جو اپنا قانون
 مقرر کیا ہے۔ اس کے موافق کام کرتا ہے ان دونوں میں کون سچا ہے؟ یہ فلسفیانہ خیالات ان کے
 پس پس کر خاک کے ذروں کی طرح یوں اڑ گئے کہ ایک بچہ انکا مر گیا۔ دوسرا ایک سچی پادری
 نے جو ان کے بڑے دوست تھے اور ان کے گہری میں رہتے تھے انکو بہت سی مذہبی

ہدایتیں کیں۔ انکو اپنے وطن سے ایسی محبت تھی کہ انہوں نے اپنے مرنیسے ایک دن پہلے
 یہ کہا کہ اگر میں مردن تو میرے جنازہ پر یونین جیک (علم انگریزی) رکھا جائے مجھے امید ہو کہ
 کہ جرمن میں جیسے انڈین تھے ہوں کسی شخص کو میری اس آرزو پر اعتراض نہیں ہوگا کہ
 میں اپنی آرامگاہ دائمی میں اپنے اوپر علم انگریزی کو لگائے ہوتے جاتی ہوں۔ انکو مان سے بڑی
 محبت تھی۔ انہوں نے یہ بھی مرنیسے پہلے کہا کہ اپنی ماں کے کلیجے پر بڑا دل بچہ و الم کا لگاتی ہوں بلکہ
 منظرہ کو شوہر کی وفات کے ستر برس بعد یہ حادثہ جانکاہ اٹھانا پڑا کہ اُن کا ایک بچہ اپنے باپ کے
 پاس شہر خوشان کو روانہ ہوا۔ اس بچہ و الم میں ساری قوم نے انکی بڑی ہمدردی اور غمخواری کی
 اور جرمنی میں بھی انگلستان کی برابر اس شہزادی کا بڑا سچا ماتم ہوا جرمن اور فرانس کے جنگ کے وقت
 جرمنی کے زخمیوں و بیماروں کی انہوں نے بڑی خبر گیری کی تھی۔ اسیلئے وہ انکے نام پر دل جان
 سے خدا تھو۔ وہ روزن بلوہ میں دفن ہوئیں۔ دو سگے بھائی تجنیز و تکفین میں شریک تھے۔ انکی
 قبر کے پاس انکی یادگار بنائی گئی۔ جس میں سنگ مرمر کی نہایت پاکیزہ پیکر بنائی گئی جس میں انکی
 گود میں انکی دختر میری بیٹی بھی ہوئی ہے۔ فریگ مورین باپ کے مقبرہ میں اس پیکر کی نقل بنائی
 گئی۔ وینڈسرتین بھی انکے دفن ہونے کی نماز پڑھی گئی۔ لنڈن گزٹ میں مکہ منظرہ کا یہ خط روز کلان
 کے ایک دن بعد شہر ہوا کہ سب قسم کی جماعتوں نے جو ایسے وقت میں میرے ساتھ ہمدردی اور
 کی کہ مرضی انکی نے میری چاہی جتنی پیاری لاڈلی بیٹی شہزادی ایلس گریڈ ڈچس ہسی کو اس دنیا سے
 بلالیا۔ انکا سب سے اول میں دل شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اس عزیز دختر کے مرنے کے بچہ و غم نے مجھ کو
 وہ بڑی حالی ہستی سے اپنے فرائض کے ادا کرنے کے لیے اپنی جان فدائے کر نیکی ایک بوشن
 مثال تھی۔ میرے دل کو اسی سے تسکین ہوتی ہے کہ میری ساری رعایا میرے بچہ و ماتم میں شریک
 ہوتی ہے۔ میرے داماد گریڈ ڈیوک ہسی کو اپنے غم و الم میں یہی فکریہ کہ وہ رعایا کا دل سے
 جھنوں ہو جسے اسکے ساتھ اور اسکے بچوں کے ساتھ اس اندوہناک حالت میں اپنی دلی محبت کا
 اظہار کیا۔ اور اہل انگلستان نے شہزادی کی صنات حمید کی قدر شناسی اور اسکا سب ماتم کر رہے
 ہیں۔ ستر برس گزرے کہ اسی قسم کے ماتم نے میری خوشی کا کچلا کھلا لہا تو ایسے وقت میں میرے
 یہ عزیز دختر میری بڑی تسکین و نشانی کرتی تھی اور میرے غم بھاتی تھی اور الم گھٹاتی تھی۔ جب وہ میرے ساتھ

مین شہزادہ ویلز قریب الگرگ ہوا تھا تو وہی میری تسلی و تسکین کرتی تھی۔ یہ اسکی سچی محبت سمجھو اور
نقل کا لہجہ سہیلی۔ اور ملک میں مصیبت اعظم کے وقت اسکی قدر کیا نیکی۔ کوئی شخص میرے
برابر اسکا ماتم کرنے والا نہیں ہے۔

۱۸۷۹ء عیسوی

اس سال کے جنوری کے مہینے میں سنٹرل کرمنیل کورٹ میں اوڈر ڈیٹین کی رو بھاری میں
جرم کے سبب سے ہوئی کہ اسنے ملکہ معظمہ کو ایک خط بھیجا جس میں انکے قتل کرنے کی دھمکی دی تھی تحقیقات
سے ثابت ہوا کہ کاتب دیوانہ ہے اسکو یہ جنون و خبط تھا کہ وہ سلاطین کو دھمکی کے خط طے لکھتا
تھا کہ میں تم کو قتل کر ڈالوں گا۔ اسکی قید کی میعاد ملکہ معظمہ کی مرضی شریف پر موقوف رہی۔
۱۸۷۹ء میں ایک شہزادی کی شادی نے کورٹ میں چل پھل گھا گھی کر دی۔ ۱۳ مارچ
دوسرے سینٹ جارج چپل میں ڈیوک کون فاٹ کی شادی پروٹا کی شہزادی لوئس مارگریٹ
سے ہوئی۔ ملکہ معظمہ اور شہزادہ ویلز اور انکی بیگم اور عروس دونوں کی سواریاں بڑے تزک و
احتشام سے گرجا میں گئیں۔ سب اراکین سلطنت موجود تھے۔ رسم و دستور کے موافق نخل چڑھایا
گیا۔ شہزادہ پروٹا نے اپنی بیٹی کو دہلے کے حوالہ کیا۔ برات گہرائی۔ کیس توپوں کی سلامتی
اتاری گئی۔

۲۵ مارچ ۱۸۷۹ء کو ملکہ معظمہ سے اپنی شہزادی بیاتریس کے شمالی اٹلی کو روانہ
ہوئیں۔ گورنر و باران و کمر کاٹوفان برپا تھا مگر پہرہی ریلوے کے پلیٹ فارم پر آدمیوں کا
ہجوم تھا۔ ۹ بجے ۴۰ منٹ پر گاڑی روانہ ہوئی۔ بڑی محبت و خیر خواہانہ گرمجوشی سے لوگوں نے
انکو سلام کیے۔ پورٹس میں حضرت علیا جہاز و کٹوریا البرٹ میں سوار ہوئیں۔ پیرس میں
وہ پہنچیں تو آدمیوں کی بڑی بھیڑ بھاڑ تھی۔ مگر کسی کو پلیٹ فارم پر آنے کی اجازت نہ تھی وہ اتر کر
سفیر انگریزی کے مکان پر تشریف لے گئیں۔ ۲۷ مارچ کو یہاں سے روانہ ہوئیں۔ چلنے سے
پہلے ان کے پاس یہ غناک خبر آئی کہ ان کا نو برسہ شہزادی پروٹا و شاد الانی مار گیا۔ جس کے
سبب انکو بڑا بچہ ہوا۔ ۸ مہ کو وہ فوڈین میں آئیں۔ انھوں نے یہاں اپنے تین ملکہ نہیں ظاہر کیا

ملکہ معظمہ کو ایک شخص کا دیکھ کر کھانا کھانا

ڈیوک کو ان ناٹکی شادی

ملکہ معظمہ کا سفر شمالی اٹلی میں پانی دی ہوئیں

تھوڑی دیر کے وہ اپنے دینو پہنچیں۔ جب انہوں نے اٹلی کی سرحد پر قدم رکھا تو شاہ و شاہ بانو
 اٹلی نے انکو اپنی نسلرو کی سرحد پر قدم رکھنے کی مبارکباد دی اور بڑے اخلاق سے اُن کا
 شکریہ ادا کیا۔ ۱۳۔ پانچ کو شاہ اٹلی کا بھائی اٹسے ملنے آیا۔ ملک اٹلی میں ملکہ مغظمہ جب تک ہین انہوں
 نے اپنا لقب کوئٹس بالمویل ظاہر کیا۔ اگرچہ موسم خراب تھا۔ مگر انہوں نے قابلِ دید مقامات کی سیر
 کی۔ ۱۴۔ اپریل کو بادشاہ ہمپرٹ اور ملکہ مارگھریٹا۔ اور اراکین خاندان شاہی ملکہ مغظمہ کے ہتھیلی
 سے لئے روم سے روانہ ہوئے اور انکو ہمراہ لیکر محل شاہی میں داخل ہوئے۔ وہاں انہوں نے کھانا
 کھایا۔ اور پہرے وی نو کو مراجعت کی۔ ۲۲۔ اپریل کو وہاں سے روانہ ہو کر پیرس
 تشریف لائیں۔ جیسے جلتے وقت موت کی خبر آئی۔ اب آنے کے وقت دیووک برگہ کی موت کی
 خبر آئی جو انکی ایک بڑی دوست کا شوہر تھا۔ ۲۵۔ کو جمعہ کے دن پیرس روانہ ہوئیں۔ ۲۷۔ کو
 ونڈسمرین آئیں۔ جہاں جرمن کی شہنشاہ بیگم چند روز مہمان رہنے کے لئے آئی تھیں۔ ۱۲۔ مئی کو
 اُن کا پوتا اور ملکہ مغظمہ کا پہلا پوتا سا پیدا ہوا۔ پھر ملکہ مغظمہ نے بالمویل میں انگریز برٹین سنٹر
 میں شہزادی ایلس کی یادگار تین نہایت خوبصورت صلیب بارہ فیٹ تین پانچ بلند قائم کی اور اس پر
 یہ کتا بہ لکھوایا۔

عزیز یادگار

ایلس گرینڈ ڈچس ہسٹری شہزادی طینہ اعظم وائرلینڈ کی
 ۲۵۔ اپریل ۱۸۴۳ء کو پیدا ہوئی اور ۱۴۔ دسمبر ۱۸۴۸ء کو وفات پائی

انکی ننگلین مان ملکہ وکٹوریائی قاشم کی

گو وہ اب زندہ نہیں ہے مگر اسکا ناہ زندہ رہیگا

بائی لینڈس میں اس شہزادی کی وفات کا پانچ و الم انگیلینڈ کے برابر تھا۔ اس سال میں بالمویل
 میں تو اس مٹی کا غم ملکہ مغظمہ کو کھائے جاتا تھا۔ مگر دیووک کون ناٹ اور انکی بی بی کے آنیسے خوشی
 ہوئی وہ اسٹیشن پر رونے ہوئی کو لینے گئیں اور انکو بڑی محبت سے گلے لگایا اور ایک سو پونوں
 کا گلدستہ انکو دیا۔

۱۸۴۹ء کے دسمبر کے آخر میں ہو کا طوفان ایسا آیا کہ ایڈنبرا کوٹرین چھ مسافر گاڑیوں کو

لیے جاتی تھی۔ جب وہ ٹرے کے بڑے پل پر پہنچے تو لوگ اس انتظار میں تھے کہ وہ آگے بڑھے گی کہ دیکھتے کیا، مین کہ دریا کی طرف روشنی جا رہی ہو۔ اور بالکل تاریکی چھا رہی تھی۔ پل ٹوٹ گیا۔ اور پل کی گاریاں دریا کی تہ پر پہنچ گئیں انکے پرچے اڑ گئے۔ یہ معلوم نہوا کہ کتنے آدمی مر گئے مگر وہ فوج ان اور ۱۵ بچے پانی سے مردہ نکلے۔ پیر کو پروووسٹ کو ملکہ مغظمہ نے مردہ کی رشتہ داروں کا کھانا ہمدردی کا نام یہ بھیجا کہ ٹرے کے پل پر جو حادثہ ہوا جس بابت واقع ہوا ہے۔ اس کے مفصل حال آپ اطلاع دے سکتے ہیں؟ اس خوفناک حادثہ میں جن لوگوں کے عزیزین و رشتہ داروں نے وصال کیا جانیں تلف ہوئی ہیں انکے لیے میرادل لرز رہا ہے اسکا جواب برونی صاحب نے یہ دیا کہ ابھی تہذیب اس حال معلوم ہوا ہے۔ جب مفصل حال معلوم ہوگا تو جناب اقدس کو اطلاع دوں گا۔ ایسی ہی ہمدردیاں کرنا ملکہ مغظمہ کی خلعت میں داخل تھا۔ یہ عجیب و غریب پل جو نشتہ اسم میں تیار ہوا اسکی تعمیر میں پانچ لاکھ پونڈ خرچ ہوئے تھے۔ اس کے بنانے میں چھ آدمی مرے تھے جو نشتہ اسم میں اس پل کے ڈیزائن بنانے والے طامس لوج صاحب کو نائٹ کا خطاب ملا تھا ایسا بے نظیر پل ٹوٹ کر مسافروں کی گاریوں کو لیکر ڈوبنا آپ ڈوبے ہیں ملے جھکے بھی لے ڈوبینگے ۴ جب ملکہ مغظمہ بالوریل میں گئی ہیں تو اثنائے راہ میں اس موقع کو دیکھ کر جہاں حادثہ واقع ہوا تھا نہایت غمگین ہوئیں ۵

۱۶۔ فروری ۱۹۰۹ء کو سویڈن والوں کے جہاز نے پیٹر ہیڈر کے ہمارٹون سے ٹکر کھائی۔ جارج اوٹلی صاحب نے اپنے کپڑے اتارے اور سمندر میں جسکے اندر بڑا تاملم ہو رہا تھا تیر کر جہاز پر گئے اور آلات لگا کے سب جہاز نشینوں کو کنارے پر لے آئے۔ لوگ انکو منع کرتے تھے کہ سمندر کے اندر جا کر ناپق کیوں اپنی جان جو کون میں ڈالتے ہو۔ مگر اس شجاع جہاز دان نے انکی کچھ نہ سنی اور اپنا کام کیا۔ ڈیوک ایڈمز نے ملکہ مغظمہ سے اسکی سفارش کی کہ الیبرٹ میڈل اسکو انعام دیا جائے۔ ملکہ مغظمہ نے اسکی اس سفارش کو قبول کیا اور فرمایا کہ یہ میڈل اسکو اپنے ہاتھ سے دوں گی۔ جب وہ وندسر سے بالوریل کو گئی ہیں تو اثنائے راہ میں جو انگریز شہزادہ کی چاتی پر میڈل کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لگایا ۵

یہ شہزادہ دول وچ کے لیٹری کالج میں تسلیم پاتا تھا۔ اسنے درخواست کی کہ زولو کی جنگ میں

جہاز سے پہلا ٹکرانا

توہمی رائی میں شہزادہ نے اپنے ہاتھ سے لگایا

لڑنیکے لئے مین انگریزی سپاہ کے ساتھ بیجا جاؤں۔ اور لارڈ جیمس فرڈرکینڈست مین اپنے
 تئیں وولنٹیر بن کر پیش کیا۔ یہ درخواست اسکی مان کے حال پر نظر کر کے منظور کرنی چاہیے تھی
 کہ اُسکے پاس سوائے اکلوتے بیٹے کے کوئی اور دولت باقی نہ تھی۔ مگر یہ درخواست منظور ہو گئی
 اور سخت احکام جاری ہوئے کہ وہ کسی خوفِ خطر کے محل پر نہ جانے پائے۔ مگر یہ شہزادہ اپنی درخواست
 سے اس انجنیر و سپاہ کے ساتھ چلا گیا جو دشمن کے لشکر گاہوں کو دریافت کرتی تھی۔ یہ انجنیر اور
 سپاہ ایک گوشہ میں بیٹھی ہوئی غنیم کے لشکر گاہ کا نقشہ کھینچ رہی تھی کہ ناگاہ چند زولون نے
 اُنپر حملہ کیا۔ افسر جو اس سپاہ کا تھا وہ ایسا حواس باختہ ہوا کہ اسکو اس فرانسسی شہزادہ کا
 درمیان نہ رہا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بیک ٹ ہٹا گا۔ اور اُسکے سپاہی اُسکے ساتھ ہلکے فہر
 اپنے گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا۔ وہ دشمن کے سامنے دلیرانہ اپنی جان بچانے کے لئے لڑنیکے
 واسطے کھڑا ہوا۔ ایک زولون نے اسپر دور سے نیزہ تاک کر ایسا مارا کہ شہزادہ مر گیا۔ اُسکے مارے
 جانے کیسے ایک تھک پڑ گیا۔ ملکہ مغظمہ بالمویل مین تئیں کہ اُسکے پاس یہ غناک خبر شہزادہ
 مارے جانیکی آئی۔ وہ اپنے سفر نامہ مین لکھتی ہیں کہ وہ پیارا نوجوان جو اپنی مان کی آنکھوں کی
 پستی ہو اور شہنشاہ کے گھر مین پیدا ہوا ہو اور شاہی پوتروں مین پلا ہو اس طرح مارا جا۔ اس کے
 خیال کر نیسے میرا دل خوف کے لرزے کا ہوتا ہے۔ اُسکی کوئی وجہ نہیں بیان ہو سکتی کہ نہ اُسکے
 ہمراہ ہو کر کوئی مرانہ اُسکے پاس کوئی گیا۔ یہ امر بڑا ہولناک ہی گیارہ بجے ۲۰ منٹ پر رون آیا اور
 اسنے کہا کہ ایک بڑی وحشتناک خبر ہے۔ مین نے پوچھا کہ وہ کیا خبر ہے تو اسنے کہا کہ فرانس
 کا نوجوان شہزادہ مارا گیا۔ مجھے اسکا یقین نہیں آیا۔ تو مین نے اُس سے بار بار پوچھا کہ بیاباں
 ہاتھ مین تار لیے ہوئے آئی۔ اور اُسنے کہا کہ ہائے افسوس فرانس کا شہزادہ مارا گیا تو میرے
 ولیم ہول اٹھا اور مین نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور چلا کر روئی۔ اور یہ الفاظ کہے کہ نہیں مین
 یہ سچ نہیں ہو سکتا۔ پیاری بیاباں بھی میری طرح چلا چلا کر رو رہی تھی کہ اُسنے لیڈی فریز
 کا تار مجھے دیا جو کپ ٹاون کی گورنمنٹ سے آیا تھا۔

بنام جنرل مرنسہری پون سو بائی۔ بالمویل کیسل۔ ملکہ مغظمہ کی اطلاع کے لیے۔
 مثال سے یہ غناک خبر تار پائی ہے کہ پہلی جون کو کرنیل وڈہ کے کیمپ ایک جنگی انجنیرنگ گروہ غنیم کی

فرد گاہ دیکھتے گیا تھا۔ فرانس کا شہزادہ اُسکے ساتھ گیا اُسکے چند زولون نے مارڈالاجو ایک کیمت میں چھپے ہوئے تھے۔ اس کیمت میں شہزادہ اور اسکے ہمراہیوں نے گھوڑوں سے اتر کر آرام لیا تھا اور گھوڑوں کو دانہ گھاس کھلایا تھا۔

اب تک میرے پاس ایڈیشل خبر کچھ نہیں آئی۔ شہزادہ کی لاش مل گئی۔ وہ میٹری لغزادہ احترام کے ساتھ اہل نری کے کیمپ میں خوشبختیوں لگا کے امانت رکھی گئی کہ وہ گلینڈ میں بھیجی جائیگی۔ تار آنے سے ایک گھنٹہ پہلے میں نے لارڈ سڈنی سے درخواست کی کہ اگر ممکن ہو تو اس غنائک خبر کو پہلے اس سے کہ وہ پیرس میں پہنچے اُسکی شہنشاہ خانم کے پاس پہنچا دے اس شہنشاہک وغیرتناک طور پر بیٹھے کامرنا بیچاری میری بیاری شہنشاہ بانو کے لئے اصلی بلذیبی ہے جسکے پاس سے سوئے اس بیٹھے کے سب کچھ جا چکا تھا۔ سیر اسوقت ہوش بچا نہ تھے۔ مجھے اور میری بیٹی کو اس خیال کے سوا کوئی اور خیال نہ تھا۔ ہم نے جینی الاٹی کو بلایا جو شہزادہ کی ولادت کے وقت اُسکے گھر میں تھی۔ وہ اُسکی خدمت گزار و پرستار تھی۔ ماؤ باؤ یہ کیسا عبرتناک واقعہ تو جتنا ہم اسکا زیادہ خیال کرتے ہیں اتنا ہی ہمارا برا حال ہوتا ہے۔ میں بڑے بیخ و بال میں گرفتار تھی۔ برون کا بھی یہی حال تھا۔ ہم سب ایک کمرے کے عالم میں تھے۔ میں بہت دیر کر سونے لگی صبح ہو گئی مگر نیند بہت تھوڑی آئی۔ ۲۰ جون جمعہ کے روز ناچے میں وہ لکھتی ہیں کہ رات کو مجھے بڑی بے قراری ہی اس دہشتناک واقعہ کے خیال آتے جلتے رہے۔ ہوناک صورتیں بولنے کی سامنے دکھائی دیتی تھیں اور بیچاری شہنشاہ بیگم کا خیال آتا تھا جس کو اب تک اپنے بیٹے کے مار جانیکی خبر نہیں ہوئی تھی۔ آج میری تخت نشینی کی بیالیسویں سالگرہ تھی۔ مگر اس شہنشاہک واقعہ کے سبب اسکا خیال بھی نہیں آیا۔ رات کو بہت سے تار آئے۔ لارڈ سڈنی نے تار بھیجا کہ میں صبح کو بہت ہی سویرے بیچاری دکھاری مان کے پاس یہ دردناک خبر لیکر جاؤں گا کیسی یہ ہوناک خبر ہے۔ میرے بعض بچوں نے بڑے بچ آؤد تار بھیجے۔ سر شفورڈ نور تھ کوٹ کے تار سے معلوم ہوا کہ کاشس ہوکس میں یہ خبر پہنچ گئی اور اُسنے بڑی ہمدردی کی۔

ملکہ معظمہ بہت چاہتی تھیں کہ دسٹ منسٹرا ہی میں اس شہزادہ کی یادگار بنائی جائے مگر ان کا یہ منصوبہ عوام کو ایسا ناپسند تھا کہ وہ اُسپر اصرار نہیں کر سکتی تھیں۔ اسلئے اُنہوں نے

سینٹ جارج چیمپلین اپنے پاس سے خرچ کر کے اس بہادر نیک ہمارے جو انہوں کی یادگار بنائی
جس نے انگلینڈ کے لیے لڑ کر اپنی جان گنوائی +

۱۸۸۰ء عیسوی

ملکہ مغظمہ نے بیچارے شہزادہ فرانس کی اور اپنی سپاہ کی یادگار بنائی۔ زولون کے افسر می بوڈو
سے اس یادگار کی حفاظت کرنے کا حلف لیا گیا۔ یہ امر قیسی ہی کہ اگر زولون کسی شخص کے زولون
وہ بیچارہ ہوئیے واقف ہو گا تو وہ اس کو مارے گا نہیں۔ یہ ان کا وہی عقیدہ ہے کہ کسی شہزادہ کے مار
ڈالنے سے خود ان کے لشکر پر کفالت آتی ہیں۔ زولون کے ہاتھ سے کسی شہزادہ کے مارے
جانیکا بہت ہی کم احتمال ہے۔ اگر اتفاق سے کوئی شہزادہ ان کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے تو وہ
اس کا نہایت افسوس ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ شہزادہ فرانس کے قتل کرنے پر انہوں نے اپنی ہمت
کو ظاہر کیا۔ اور حقیقت میں جبکہ کہ شہزادہ فرانس ان کے ہاتھ سے مارا گیا ان کے لشکر کو بہر ابرہ شکستین
ہوئیں اور کبھی فتح نصیب نہ ہوئی۔ ملکہ مغظمہ نے جو یادگار کے لیے صلیب قائم کی اس کا کتابتیا

نہو لین یو صین لوئس جینین جو سیف شہزادہ کی مجاہد یادگار کے لیے
یہ صلیب قائم کی تاکہ اس سرزمین پر یہ نشان باقی رہے کہ وہ اس لگزی
سپاہ کا ہمراہ و معاون تھا جو یہاں دشمنوں کے لشکر گاہ کے مقام کو تختی
کرنے آئی تھی۔ یکم جون کو زولون کے ایک گروہ نے اس پر حملہ کیا وہ دشمنوں
سے دو بدو ہو کر لڑا اور مرانقط

یہ صلیب سنگ مرمر کی ہے جس گروہ نے شہزادہ پر حملہ کیا تھا وہ می بوڈو کی قوم میں سے تھا
یعنی وہ اپنے حلف کا پاس کر گیا کیونکہ یہ خوف ہے کہ بہادر امیرون کی اردھین نے اپنا انتقام
لین گی۔ اہل افریقہ ملکہ مغظمہ کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے ہیں +

جب پارلیمنٹ شکست ہوئی تو ملکہ مغظمہ نے جرمنی میں جانے کی تیاری کی کہ وہاں
جا کر اپنے عزیز واقارب عین اور اپنی نو اسیسین و کٹوریہ اور بیہر تھہ ہسی کی شہزادہ یون
کو نصرت کی تقریبات میں شریک ہوں۔ انہوں نے اس سفر میں اپنا نام کونشس بالمویل رکھا

ملکہ مغظمہ کا شہزادہ فرانس کی یادگار زولون میں بنانا

۲۵۔ پانچ کو جہاز و کٹوریا البرٹ مین سوار ہوئیں اور ۷۰ ٹنکو بیڈین مین پہنچیں۔ ۳۰ کو یہاں سے ڈارم سٹاٹ کو روانہ ہوئیں۔ داماد اور بڑی نواسیاں ٹنگے استقبال کو آئیں اور وہ ۳۱ کو ڈارم سٹاٹ میں تشریف لائیں۔ ۲۹ کو شہزادہ ویلز اور انکے بی بی یہاں آگئے تھے۔ اس یہ سب شہزادے ایلس کے مقبرے پر گئے۔ اسی دن کی صبح کو ملکہ مغضوبہ اپنے سارے ملکہزین کے نواسیوں کی کونفریشن کی تقریب میں شریک ہوئیں اور بعد ازاں وہ دندسرمین واپس آئیں یہاں سے ۲۰ مئی کو بالموویل کو روانہ ہوئیں اور یہاں انکی تمام مقامی شہزادہ ویلز اور انکی بی بی نے کی۔ راہ میں سٹراوٹ لی کو اپنے دست مبارک سے البرٹ میڈل عطا کیا جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ۲۳۔ جون کو وہ دندسرمین واپس آگئیں۔

۱۳۔ جولائی کو ملکہ مغضوبہ نے ایک جنرل اور ڈرجاری کیا کہ دو لٹریوں کو جو اکیس سال سے خدمت گزار ہیں۔ ڈیوک کیمبرج انکی طرف سے مبارکباد دیں اور افسوس ظاہر کریں کہ اس موقع پر وندسری پارک میں انکے ملاحظہ کے لئے جو میز و نہ ہو سکیں۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد وندسری گریٹ پارک میں گیارہ ہزار سپاہ کا معائنہ کیا۔ ۱۹۔ جولائی کو وہ اوسبورن میں تشریف فرما ہوئیں۔ ۲۸۔ جولائی کو آٹھ افسر ۲ رجمنٹ کے علم لائے جنکو دوائشانیڈین نے جان کو کر زولون کے ماتھے سے بچایا تھا۔ ملکہ مغضوبہ نے ان علمین کو دیکھا اور مختصر الفاظ میں یہ فصاحت اس رجمنٹ کی بہادری اور دلاوری کی تعریف کی۔ اور ایشانیڈین کی موت پر افسوس ظاہر کیا۔ ۲۶۔ اگست کو اولیائے دولت نے بالموویل کو سفر کیا۔ پارلیمنٹ کے بند ہوئے پہلے انہوں نے وندسری کو ایک یادداشت بھیجی جس میں لکھا کہ ریلوے پر بہت حادثات واقع ہوتے ہیں انکے انداز کے لئے احکام جاری کئے جائیں۔ تاکہ مسافر آرام سے بے جو کھوں اپنا سفر کریں۔

اس سال کے آخرین بڑے بڑے ارباب کمال صاحب علم اس دنیا سے رخصت ہوئے منجملہ انکے جارج لیٹ تھیں جن کا انتقال ۲۲۔ دسمبر کو ہوا۔ ملکہ مغضوبہ کے عہد سلطنت میں کوئی عورت انکی برابر خضوع و طبع سحر بیان جادو طراز انشا پر داز و قصہ طراز نہیں ہوئی۔ ملکہ مغضوبہ انکی تصنیفات کے مطالعہ سے مخطوط و مسرور ہوتی تھیں ایسی کسی اور کی تصنیفات سے نہیں

ہوتی تھیں۔ یہ جارج الیٹ کا کمان تھا کہ انہوں نے نیا انگریزی علم ادب ایسا اپنی طبع و تقادد
ایجاد کیا کہ وہ عورتوں کے دماغوں کے لئے موزوں و مناسب تھا۔ انکی تصنیفات انگریزی
زبان میں اعلیٰ درجہ کی سمجھی جاتی ہیں اور خواص قعوام انکے پڑھنے سے جظا اٹھاتے ہیں *
ماکہ مغظمہ نے بڑا دن کیا اور انہوں نے گیارہ سو اڑسٹھ بوڑھوں کو انعام دیئے جنکی
عمر بین اسی اور چھپا نوے برسوں کے درمیان تھیں اور کم و بیش ضعیف تھے۔ اور وڈ سٹر میں
ہزار آدمیوں کو گوشت اور کوئلے خیرات دیئے *

۱۸۸۱ء عیسوی

فروری ۱۷ء میں ملکہ مغظمہ کے نوے سے شہزادہ پروشا دلیم کی شادی آگٹا وکٹوریاس سے ہوئی اس میں
وہ خود تشریف نہیں لے گئیں اپنے بجائے شہزادہ ویلز کو بھیجا *

موسم بہار میں قوم پر ماتم کی گھٹا چھائی کہ ۱۹۔ اپریل کو لارڈ میکس فیلڈ کو موت آئی دو کچھ
دنوں بیمار رہا اس حوالہ میں سے جا کر دارالامن میں آرام کیا۔ فوراً مسٹر گلیڈ سٹن نے انکے خستہ داروں
کے پاس تار بھیجا کہ انکو وینسٹن چرچل سے مل کر دفن کریں۔ مگر انکے وارثوں نے اس اغراض کو نامنظور
کیا۔ وہ مجبور تھے کہ لارڈ موصوف کو انکی بی بی کی نقل میں دفن کریں۔ اسلئے کہ یہ بی بی اپنے شوہر
کو بہت سی دولت کا وارث اس شرط پر بنا گئی تھی کہ مرنیکے بعد شوہر کی قبر انکی قبر کے برابر بنے
اسلئے وارثوں کو اندیشہ تھا کہ اگر ہم اس شرط کو ایفاء نہ کریں تو دولت کے دعویدار دور کھڑے
ہو جائیں گے۔ اس شرط کو ملکہ مغظمہ کا حکم بھی منسوخ نہیں کر سکتا تھا۔ لارڈ اپنی بی بی کی قبر کے
پہلو میں ہیوین ڈین میں دفن ہوا۔ ۳۰۔ اپریل کو ملکہ مغظمہ اور شہزادی بیاتریس لارڈ میکس فیلڈ
کی قبر پر چھپ کر گئیں کہ ضلع میں انکا آنا کسی کو معلوم نہ ہو۔ جب ہیوین ڈین میں آئیں تو لارڈ وینسٹن
ان کا استقبال کیا۔ اور انکو لارڈ کی قبر پر لے گیا تو انکی آنکھوں میں آنسو بہ گئے۔ اور انھوں نے
پہلوں کا تار اور سفید پھولوں کی صلیب اور بہت سی چیزیں قبر پر چڑھائیں کہ وہ اٹنے بالکل ٹھک
گئی۔ ملکہ مغظمہ نے جو اس قدیم خدمت ادا کا ماتم کیا۔ اس میں اہل ملک نے بھی حصہ لیا۔ اسی سبب ۱۹
اپریل کو لارڈ کے سٹے ٹیو پر گلاب کے پھول سفید چڑھا کر تے ہیں کہ وہ بالکل ڈھک جاتی ہے

ڈیڑے دو گھنٹے تک انعام دینا

نواسے کی شادی

لارڈ میکس فیلڈ کی وفات

ملکہ مظفر نے یہ بھی حکم دیا کہ لارڈ بروک کے جتنے جانور پلے ہوئے ہیں وہ میرے پاس بھیج دیئے جائیں انہوں نے ان جانوروں کو اپنے پٹے ہوئے جانوروں میں شریک کر لیا۔

اگرچہ انگلیکٹ اور روس میں معاملات ملکی کے سببے دونوں میں بڑے خیالات سے ہوئے تھے مگر ملکہ مظفر نے انگلیکٹ اور زار روس آپس میں بڑے دلی دوست تھے۔ اسی واسطے جب ملکہ مظفر نے سنہ ۱۸۷۰ء میں سنہ ۱۸۷۰ء کو زار روس ایک سنڈروم مار گیا تو ان کا کلیجہ دھک دھک کرنے لگا اور انکو بڑا بے حال ہو گیا۔ زار روس اتوار کے دن ۱۸۷۰ء میں کو سینٹ پطرس برگ کے قریب سپاہ کا معائنہ کر کے واپس آتا تھا جب ایک بم کا گولہ پھینکا گیا۔ جس نے زار روس کی گاڑی کے پیچھے چند سپاہیوں کو اڑا دیا۔ زار یہ دیکھ کر گاڑی میں سے کود اڑا اور ان سپاہیوں کو دیکھنے لگا جو گولہ کی زد میں آئے تھے اسکی اس رحمہالی نے اہل کا گولہ اُسپر لٹکا دیا کہ دوسرا گولہ اُسکے پاؤں میں اکر پڑا۔ اور اُسکے جسم کو اڑا کر لے گیا۔ وہ ملکہ مظفر کی بہو ڈچس ایڈنبرا اپنے باپ کے مرنے کی خبر سن کر بیہوش ہو گئیں ملکہ مظفر نے بہو کی بڑی شفقت و تسکین کی اور اویانے دولت کو حکم دیا کہ ایک مہینے تک ماتی لباس پہنیں اور پارلیمنٹ کے دونوں ہوسوں نے ملکہ مظفر اور ڈچس ایڈنبرا کو تعزیت نامے بھیجے۔

اس مہینے میں شہزادہ ویلز اور انکی بی بی جن کی سگی بہن زار روس کی بی بی تھین سینٹ پطرس برگ کو تعزیت و تہنیت کے لئے گئے۔ اور شہزادہ نے ملکہ مظفر کی طرف سے ایک سنڈروسوم کو اور ڈرافٹ گارڈ دیا۔ اس وقت میں دو مستانہ کام تھا۔ ایک سنڈروسوم باپ کے تاج کا ہی وارث بنیں ہوا بلکہ اپنے مردہ باپ کی جان جو کمون کا بھی ایک شاعر کا مقولہ ہے کہ جو تاج پہنتا ہے وہ بے آرام رہتا ہے حقیقت میں کوئی تاج روس کے تاج سے زیادہ خاردار نہیں۔

زار روس کے قتل ہونے ان عجیب جاں نستان آلات کی طرف توجہ دلائی جو زمانہ حال کے سائنس نے پولیٹیکل قاتلوں کے ہاتھ میں دیئے ہیں۔ اس واقعہ سے ملکہ مظفر کے اولیاد دولت کو بڑا ولی خراش فکر پیدا ہوا۔ ۱۶۔ اپریل کو ملکہ مظفر اور سبوں کو وینڈسمر سے تشریف لے گئیں تو اپنی جان کی محافظت کے لئے ایسی کوشش کی کہ کہیں پہلے نہ کی تھی جس پر لوگوں کو حیرت ہوتی تھی کہ وہ یہ سمجھتی ہیں کہ میں ایسے لوگوں میں سفر کر رہی ہوں کہ وہ ان کے خون کے پیالے سے پیٹھ پین۔ پہلے قاعدہ کے موافق ملکہ مظفر کی ٹرین کے آگے پہلے ایک انجن راہ کی درستی

دیکھنے کے لیے نہیں روانہ ہوا بلکہ کل مین پر پہرہ دار سپاہی اسطرح کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں اور پہرہ داروں کے پاس ایک جھنڈی تھی اگر کہیں فراسا بھی کھٹکا ہو تو تین کے تہا دیے کا اشارہ کرے۔ جبہ پورٹس تھ میں پہنچیں تو سواری کے لیے جہاز کو کٹوریا البرٹ تیار ہوا تھا مگر وہ دوسرے جہاز کو جلد تیار کر کے اس میں بیٹھ کر روانہ ہوئے۔ ان حضرات کو کئی سیے معلوم ہوتا ہے کہ داروس کے مارے جانیے ملکہ معظمہ کو بھی اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا تھا۔

سالہانہ گزشتہ کی طرح ۱۸۶۱ء میں ملکہ معظمہ اور اس نہیں برین وہ ونڈر اور اس نہیں اکثر آتی جاتی رہیں۔ لندن میں موسم میں ہر مہینے میں قصر بکننگھم میں ڈرائنگ روم کو آگست کرتی تھیں۔ ۱۷۔ مئی کو ونڈر میں سوئیڈن کا بادشاہ اور اسکی ملکہ آئے۔ ملکہ معظمہ نے بادشاہ کو اور ڈرافٹ گارڈ عنایت کیا۔ ۲۰۔ مئی کو ونڈر سے ملکہ معظمہ بالوریل میں روانہ ہوئیں۔ یہاں ۲۲۔ کو انھوں نے اپنا ارادہ مصمم کیا کہ سکوٹ لینڈ کے قدیمی خطاب ڈیوک البینی کو زندہ کر دیں۔ انھوں نے یہ خطاب اپنے چھوٹے بیٹے شہزادہ لیوپولڈ کو عطا کیا۔ اس خطاب کا سخوس ہونا زبان زد خلافت تھا جس شہزادہ کو وہ ملتا اسکو نامبارک ہوتا لوگوں کو اس کا ایسا سخوس خطاب شہزادہ لیوپولڈ کو ملا جس کے لیے وہ دعا مانگتے تھے کہ خدایا خیر رکھے۔

۲۲۔ کو ونڈر میں ملکہ معظمہ واپس تشریف لائیں۔ جولائی میں جرمنی کا شہزادہ اور کی شہزادی لینے بڑا داماد اور بڑی بیٹی ملے آئے۔ ۹۔ جولائی کو ونڈر کی گریٹ پارک میں سپاس نہرا سپاہ وولنیر کا جو ملک کے دور دورے سے آئے تھے معائنہ کیا۔ اس سال میں ملکہ معظمہ کا دوست آر تھرستین بی۔ ویسٹ فشر کا ڈین مر گیا۔ اسے ڈچس کنٹ کی خیر خواہ رفیقہ انگلش سے شادی کی تھی۔ جب یہ بی بی مر گئی۔ تو اسکی بی بی کی قبر سے ملکہ معظمہ تسلی و تسفی دیکر گئیں وہ بی بی کے بچہ میں گھلنا شروع ہوا اور آخر کو گھلتے گھلتے مر گیا۔ ملکہ معظمہ کو اس اپنے مشیر و دست کے مرتبہ کا بڑا رنج ہوا۔ سارا خاندان شاہی اس کے ساتھ محبت رکھتا تھا۔ ملکہ معظمہ نے اس کے جنازے پر رکنے کے لیے پہیوں کا مار بھیجا۔ اس میں ہی کے تو سل سے مشر کار لائل سے ملکہ معظمہ کی ملاقات ہوئی تھی۔ یہ صاحب کمال عالم ہ۔ فردری کو مر گیا۔

۲۴۔ اگست کو ملکہ معظمہ ایڈنبرا میں آئیں اور پہلی روز کے قصر میں فروکش ہوئیں دوسرے دن

واقعات مشرق اور پیرسینٹ امریکہ کا نقل ہونا

بند گسارف وار (رسون کے کھینچنے) کا تماشا ملاحظہ فرمایا۔ کرکٹ میں ایسے چیلڈی کا ٹیم مارا تھا مگر اس کیل میں وہ بازی لے گیا۔ یون مارچیت ملکہ معظمہ کے فٹز مین کی اور انکی برابر ہو گئی۔ ۲۳ نومبر کو اولیائے دولت نے وندسرمین مراجعت کی ۱۶-۱۷ دسمبر کو وندسرم سے اوسبورن میں وہ تشریف فرما ہوئیں۔

۱۸۲۲ء میں ملکہ معظمہ نے ایک یوگا رسنگ مرمر کی اپنے چچا زاد بھائی جارج شاہ ہنریل مینور کی بنائی۔ اُس پر یہ کتا بہ لکایا۔

شاہ جارج چہم آخر بادشاہ مہینور ۲- مئی ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوا اور ۱۲ جون ۱۸۲۷ء کو کویس میں مرا اب اسکو وہ بادشاہی حاصل ہوئی جب کو کوئی تترتو نہیں کر سکتا۔ وہ دمان عروشی میں روشنی دیکھتا گا۔

۱۸۸۲ء عیسوی

۱۵ فروری ۱۸۸۲ء کو ڈیوک کوین ناٹ کے بیٹی پیدا ہوئی۔ ملکہ معظمہ کو اس بیتی کے پیدا ہونے بڑی خوشی ہوئی۔ وہ بیگ شوٹ میں جہان بیٹا اور ہو رہے تھے تشریف لے گئیں اور جب اس شہزادی کو مہبلغ دیا گیا تو اسکو خود گودی میں لیکر کوچ بٹشپ کین ٹربری کو مہبلغ کے لیے دیا۔ اور اسکا نام مارگریٹ وکٹوریا اگٹا شارلٹ نوراہ رکھا۔ ملکہ معظمہ کو اپنی بیوگی میں اپنی اولاد کی اولاد پہلے سے ایسی خوشی ہوئی تھی کہ کسی لاولد سہاگن کو نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ اپنے بچوں کے بچوں کے مہبلغ میں ضرور شریک ہوئیں۔ اُن کو ان بچوں کے ساتھ اپنے دل بہلانے کا نیا شغل پیدا ہو جاتا تھا۔ وہ جیسی کہ اپنی رعایا کے لیے پہلے کام کرتی تھیں ایسی ہی اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کے لیے نیک کام کرتی تھیں۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ڈیوک البنی ضعیف الخلفت تھے۔ جب باپ کا سایہ اُن کے سر پر سے اٹھ گیا تو انکی عمر آٹھ برس کی تھی۔ ملکہ معظمہ اپنی بیوگی کے آغاز سے اس ضعیف الخلفت بیٹی کی صحت کا بڑا خیال رکھتی تھیں اور انکو اپنے سے دور نہیں جانے دیتی تھیں اور اساتذ

ملکہ معظمہ کی بیتی کا پید ہونا بڑی خوش اور خاص حال

ڈیوک البنی کی عمر آٹھ برس

کو مقرر کر کے اپنے پاس تسلیم دلائی تھیں۔ جب وہ جوان ہو گئے تو وہ اپنی خوشی سے اوک فوڈ
یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ اور تین برس ان تسلیم پانے میں خرچ کیئے۔ یونیورسٹی اسکے حال
پر بہت التفات کرتی تھی۔ وہ اپنے سارے بھائیوں میں باپ سے سیرت و صورت میں اور علم و ہنر
کے شوق و تحصیل میں زیادہ مشابہ تھے۔

یہ شہزادی والدہ ایک مارمونٹ کے فرمان روا کی چوتھی اولاد تھی جس کی رشتہ مندی
یورپ کے بہت سے بادشاہوں سے تھی۔ وہ ڈیوک لہسنی سے عزیز تھیں۔ برس چھوٹی تھی
مگر نہایت عاقلہ اور تسلیم یافتہ۔ تقریر سچاں انداز میں عمدہ۔ شہزادہ موسم خزان میں
میں سوڈن میں اُن سے ملا تھا اور دیکھتے ہی اُن پر شہید ہو گیا۔ اپنے گھر جاتے ہی مان اپنی ملی
آرزو کو بیان کیا۔ اور انکی منظوری حاصل کر کے پھر اس نوجوان شہزادی کے پاس فرینک فوٹ
میں گئے۔ اور شہزادی کے کہنے کی رضا مندی کے سبب اُن دونوں میں قرابت نسبت ہو گئی
۱۸۲۱ء کے شروع میں شہزادہ اپنی عروس کے گھر رائل سین میں گیا۔ اور ملکہ مغظمہ کے پاس
۲۱۔ فروری کو وڈسر میں اُنکو ساتھ لایا۔ شہزادی کے ساتھ اُن کا باپ اور چند ملازم وغیرہ
تھے۔ یہاں دس روز تک ملاقات رہی۔ پھر شہزادی اپنے گھر گئی کہ شادی کی تیاری کرے
۷۔ فروری ۱۸۲۳ء کو پارلیمنٹ کھلی گئی۔ تو اُس میں ملکہ مغظمہ نے اپنی سپیج میں ڈیوک لہسنی
کی شادی کا بیان کیا۔

ملکہ مغظمہ کے لارڈ بیکنس فیلڈ کی یادگار بنانے کا حکم دیا تاکہ اس نیک نام کو بقا
دوام حاصل ہو۔ یہ یادگار بھی بادشاہ اور رعیت کی محبت کا نادر نوشتہ ہے۔ اس یادگار کے مرکز میں
لارڈ کی پوری پیکر ہے اور اُس کے نیچے ایک لوح پر ملکہ مغظمہ کی خود لکھی ہوئی یہ تحریر ہے۔
یہ معزز و محترم یادگار جنجن اہل سکنس فیلڈ ہے جو اسکی محب و مہین
و کٹھنیا آئی نے قائم کی ہے۔ بادشاہ اسکو پیار کرتے ہیں جو سچ بولتا
ہے۔ زامثال سلیمان ۱۶ باب ۱۴۔ آیت ۲۷۔ فروری ۱۸۸۲ء۔

اس سال کی شہرت اس سبب زیادہ ہو گئی کہ اس میں حضرت علیا کے ماڈل نے کالیک موزی نے
قصہ کیا تھا۔ ۲۔ ماچ کو ملکہ مغظمہ لندن سے وڈسر کو واپس آتی تھیں اور سٹیشن پر اتر کر سوا

ہو کر چلی ہی تھیں کہ ایک میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے آدمی نے انہیں تنچہ چلایا۔ انکو اسکی خبر نہ ہوئی کہ کیا واقعہ پیش آیا۔ مگر اگلی برابر شہزادی بیاترس تنچہ کی زد میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ بلا کیا سر پر آئی۔ بہادری اور دلیری تو اس قائدانہ میں موروٹی ہوئی۔ وہ چپ چاپ اور بے حرکت بیٹھی رہیں۔ اینٹن کے در کے دو طالب علم مجرم پر پل پڑے۔ ایک نے اسکو اپنی ہتھی سے ایسا دھکیلا کہ دوسرا تنچہ نہ چلنے دیا۔ اس اشارہ میں گاڑی آگے چلی گئی۔ اسوقت ملکہ معظمہ کو معلوم ہوا کہ کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ انہوں نے مستحکم ہو کر فرمایا کہ کسی کو گزند تو نہیں پہنچی جب انکو معلوم ہوا کہ کوئی مخبر صریح نہیں ہوا تو انہوں نے بڑی خضوع و التماس سے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی بیٹی کی دلیری کی تعریف کی ۔

جب یہ خبر اخبار دن میں شائع ہوئی تو بمقتضائے طبع بشری قہقہے کو بے انتہا غصہ آیا اور اُس نے قاتل کے ہاتھ سے ملکہ معظمہ اور اگلی صاحبزادی کی جان بچ جانیکا بھی شکر ادا کیا جب شام کو پارلیمنٹ میں یہ حال معلوم ہوا تو اُس میں ایک تہلکہ بڑھ گیا۔ دس برس ملکہ معظمہ پر ایسا حملہ نہیں ہوا تھا۔ اگلی فرمانروائی کے عہد دراز میں اگلی نیک رویگی ثابت ہو چکی تھی سپر بھی اس حملہ کا ہونا ملک کو سبقت کرتا تھا۔ لارڈ گرین ویل نے ملکہ معظمہ کی دلیری اور شجاعت کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ مجھے یہ بات ایسی معلوم ہوتی ہے جیسی کہ کل ہوئی ہو کہ اسٹیم اینجن اسی قبیل کا حملہ ملکہ معظمہ پر ہوا تھا۔ تو لارڈ رسل نے جو نہایت سنجیدہ امیر کبیر تھا کہا تھا کہ مجھے ملکہ معظمہ کی دلیری و شجاعت پر جو وہ ایسے موقعوں میں دکھاتی ہیں تعجب ہوتا ہے۔ اس وقت سے بتیس برس گزر چکے ہیں ممکن ہے کہ ملکہ معظمہ کے قوا و جہانی میں کچھ ضعف آیا ہو مگر اگلی دلیری و بہت عالی وہی ہے جو اگلی طبیعت میں قدرت نے ودیعت رکھی ہے۔ یہ وہ صدمہ تھا جس میں اچھے اچھے بہادروں کے ہوش خطا ہو جاتے ہیں۔ مگر ملکہ معظمہ نے اول یہ پوچھا کہ آج کسی کو مضرت تو نہیں پہنچی۔ پھر شہزادی بیاترس کی دلاوری پر آفرین کی۔ ملکہ معظمہ پر اس صدمہ کا اثر ذرا بھی نہ تھا۔ وہ ایسی خوش خرم تھیں کہ گویا انہیں یہ حملہ ہوا ہی نہیں تھا۔ وہ اتوار کو ہمیشہ نماز پڑھنے جایا کرتی تھیں۔ سو اس رات کی صبح کو بھی وہ گرہ میں گئیں۔ سارے ملک میں ہر گرجا میں دوسرے اتوار کو اس آفت ناگہانی سے ملکہ معظمہ کے بچ جانے کا شکر یہ ادا کیا گیا۔ ہر ایک عقیدت مند

مین یہ گیت کہ خدا کا لکھنا ملامت رکھے بڑی گرمجوشی سے گایا گیا۔ اسٹریلیا اور کینیڈا میں جو ملکہ معظمہ کے بچے تھے انھوں نے بھی اس آفتِ بال بال بچ جانے کا شکر وہ گاہ انہی میں پہنچا۔ تمام کو لوہیوں اور یورپ کی سب لاطنوں سے مبارکبادیں آمین۔ پرانی دنیا کے بادشاہوں نے اور نئی دنیا کے پریسڈنٹوں نے مبارکباد کے تار بھیجے۔ بلیک تہج کی لیڈیوں نے چندہ کر کے وکٹوریائی فی فٹ فنڈ اس واقعہ کی یاد گار کیلئے بنایا کہ نہایت مفلس بیکس کو بچ اسپتال میں داخل ہو سکیں۔ اسکو بھی ملکہ معظمہ کے بچنے کا صدقہ سمجھو جب ملکہ معظمہ نے اس یادگار کا حال سنا تو وہ انکی نہایت ممنون ہوئیں کہ انہوں نے اپنی خیر خواہی و نیک خواہی کو اس عقلی رحمہ کی پریراہ میں دکھایا کہ جس سے غریب رعایا کو فائدہ پہنچے۔

شہزادہ ویزا اور انکی بی بی نے خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کر نیکی کیلئے اور اس واقعہ کی یادگار کے لیئے وینڈسٹر کی ہولی ٹری بی بی کے چرچ کے دروازہ کے شیشے پر یہ نقش نگاری کی جو اپنے نقش و نگار میں ان مطالب کو ادا کرتے ہیں۔ اس میں آبل ایک تاجدار عورت کی تصویر بنائی جو ایک کرسی شاہی پر بیٹھی ہوئی ہے۔ انکے ایک ہاتھ میں عصا شاہی ہے دوسرے ہاتھ میں پہلوں کا مار ہے۔ دو دم ملک الموت میکانیل کی تصویر ہے چوکرسی کے پیچھے موت کو روک رہا ہے۔ روشن مشعل اور شکرستہ تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے ہے۔ سدوم خداوند سبح کی تصویر جو جکے پاؤں میں ایک عورت سجدہ کر رہی ہے اور اسپرہ لکھا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کا جو رحیم و کریم و عظمت و جلال ہو۔ جس نے حضرت ملکہ معظمہ و کٹیریائی جان بچانے میں ۲۰۔ مارچ ۱۸۷۱ء کو فضل و کرم کیا۔ یہ اسکی یادگار ہے۔

ملکہ معظمہ کی جان لینے کے لیئے پہلے بھی حملے ہوئے تھے مگر ان میں کبھی ایسی ہمدردی کل ظلم و دون اور آدمیوں میں نہیں ہوئی جیسی کہ اس آخر دفعہ میں ہوئی۔ پہلے غیر ملکوں میں ملکہ معظمہ کی نہ ایسی محبت تھی نہ انکا ایسا احترام تھا جیسا کہ اب ہے کہ انکی زندگانی پر تاج لگاتے ہیں اور عہدہ و وحشی ملکوں اور قوموں میں گہر گہرین انکی عزت کی جاتی ہے۔

ملکہ معظمہ نے بھی شکرگزاری کا ایک عام خط قوم کو لکھا۔ اس مجرم کا نام میک لین تھا اسکا عذر اس حرکت کے لیئے یہ تھا کہ وہ بہو کا مرنے والا تھا۔ پیچھے کے چھوڑنے سے مطلب یہ تھا کہ اسے

حال پر توجہ ہو۔ اس کے جرم کی تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ ہے پاگل خانہ میں دو برس کے لیے بھیجا گیا۔ اس مدت میں وہ اچھا ہو کر پاگل خانہ سے رہا ہو گیا۔

۱۸۸۲ء کے نوشتوں میں ملکہ مظفر کو مار ڈالنے کی دہمکی دینے کا حال بھی لکھا ہے کہ ایک نوجوان ٹیلیگراف کے کلرک نے خط میں یہ مضمون لکھا کہ وہ ڈیڑ لائنڈ کے رومن کیتھیولک پریسٹ اور چالیس اہل پیرس کی طرف سے آیا ہے جن کو زہینداروں نے مجرم قرار دیا ہے اس لیے میں ملکہ مظفر کو مستنبہ کرتا ہوں کہ انہی جان جو کہوں میں ہو اور کہتا ہوں کہ اگر چالیس پونڈ فی نفر دینے جائینگے تو وہ لوگ نقل مکان کر جائینگے۔ یہ جرم عدالت میں اس پر ثابت ہوا مجرم کا نام البرٹ ینگ تھا۔

ملکہ مظفر نے مون ٹون جانے کی تیاریاں کیں اور جانیے پہلے اینٹن کے لڑکوں کو بلایا کہ ان دو بہادر لڑکوں کا شکریہ اُنکے ہم جماعتوں اور ساتھیوں کے سامنے ادا کریں جنہوں نے اپنی جان جو کہوں میں ڈال کر میگی لین کو بچا رکھا تھا۔ بعد اسکے وہ مون ٹون کو شہر ادوی میاٹرس کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ اور اپنے تین اس سفر میں کونشس بالموریل بنایا کہ کوئی انکو ملکہ انگلیٹنڈ نہ جانے۔ دی روزی پیر میں ایک دہائی تفریح محل انکے لیے بنایا گیا۔ اور اسکے اور لندن کے درمیان تار لگایا گیا کہ ملکہ مظفر اور فرانس کے درمیان مواصلت میں التوا ہو۔ فرانس کی گارڈ لو ف اور کے مقرر ہنریس ملکہ مظفر نے انکار کر دیا۔ یہاں کے پہاڑوں کی سیر کرنے سے شاہی لیڈیوں کو بڑی تفریح ہوئی تھی کہ رہنے کا مکان پہاڑ کی ڈھلان پر بنایا گیا تھا اسکے گرد رنگتروں کے درختوں کے جھنڈے اور وہاں سے سمندر کی سیر خوب دلکشی دیتی تھی۔ ملکہ مظفر کو سمندر میں سیر کرنے سے اور پیدل پہرنیے اور نقشہ کشی سے بڑا لطف زندگی حاصل ہوتا تھا۔ وہ اپنے رفقاء میں لکھتی ہیں کہ ایک دن ایک بوڑھے نے مون ٹون کے بڑے خوبصورت پہلوں کا ایک گلڈستہ میری گاڑی میں پہنکا۔ گر وہ گاڑی میں نہ بڑا باہر گرا اور شک پر ہوا بچھڑ گئے۔ میں فوراً اپنی گاڑی کو تھالیا تو بوڑھے پہلوں کو چن کر اور گلڈستہ بنا کے مجھے دیا۔ میں نے سر جھکا کر انکو بلایا اور مسکرا کر انکا خیر مقدم کیا۔

ایک دن اٹلیڈ کا ایک چھوٹا لڑکا گلڈستہ لپک میری گاڑی کے پیچھے دوڑا اور اپنی عمر کے موافق آزادانہ چلایا کہ شہر و شہر۔ میں نے گاڑی کو ٹھیرایا اور اسکا وہ تختہ قبول کیا۔ اس سفر

کٹر بری نے نماز پڑھی اور نکاح پڑھایا جبے عاین ختم ہو چکین تو شہزادہ اپنی دہن کو مان کے پاس لے گیا۔ مان نے اول بیٹے کے بوسے لئے پہرہ ہونے کو گلے لگایا۔ دعوت بڑی دہوم و ہام سے ہوئی۔ نوشتہ و عروسی و نون کلیہ مرنٹ کو گئے۔ یہ مقام انکی سکونت کے لئے مقرر ہوا تھا۔

۶۔ منی کو ملکہ منظرہ و نڈسر سے ایٹ انڈین شامانہ جلوس کے ساتھ تشریف لائیں اور پہان کے جنگل کو کہو لا کر عوام اس سے ہمیشہ مستفید و مستفیض ہوا کریں جب یہاں سے وہ وڈرٹن واپس گئیں تو انکے پاس یہ خبر خوشخبر آئی کہ ڈبلن میں فینیکس پارک میں لاڈ فریڈرک کا وڈرٹن اور مشر بروک کو لوگوں نے مار ڈالا۔

۷۔ اگست کو ملکہ منظرہ نے دوسری پلٹن برک شیر کو نئے علم دیئے۔ اسکے پرانے علم اوپ خان نے میان و ندین انکی شکست و یکر چھین لئے تھے۔

جب جنگ مصر شروع ہوئی تو سرکارنٹ و لڑائی سپلائی کے ساتھ ڈیوک کو نٹ لڑائی میں شریک پہنچنے کے لئے گئے ملکہ منظرہ کو جنگ میں بیٹے کے بیٹے میں بڑے ترووات و امنگیر ہوئے جن کا حال وہ اپنے رخصانہ میں تحریر فرماتی ہیں۔

پیر ۱۱۔ ستمبر ۱۸۸۲ء

سانی فرد (رموز) میں سر جان میک نیل کا نام میرے پاس آیا۔ جس میں بہت سے محنتی راز کی باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ یہ بھی لکھا تھا کہ بدھ کو دشمن پر ایک سخت حملہ کرنے کا ارادہ مصمم ہے۔ اس کے سیرے دل کا حال نہ پوچھو کہ کیسا دھڑکھڑکھڑ کرنے لگا۔ اسکا حال خدا بھی بجاتا ہے۔ زیادہ التوا کے سبب میں اور بھی شوشن متاثر ہوئی۔ رگوں سب اچھی توقین تھیں مگر کون جانتا تھا کہ کیا ہوگا۔

منگل ۱۲۔ ستمبر ۱۸۸۲ء

پانچ بجے ۱۱۔ ستمبر پر بیاتر سس لٹو جس کو نٹ کے ساتھ کلین چلڈ شیل کو سوار ہو کر گئی اور وہاں چار پی اور نقشہ کھینچا۔ آسمان بڑا خوبصورت تھا۔ سات بجے ۲۰۔ مینٹ پر شرک پر پیدل چلکر ہم اپنے گھر آئے۔ اُس وقت جیسی بچے تشریف لائیں تھی انکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں صرف لیڈیوں نے میرے ساتھ کھانا کھایا۔ میں نے اپنے لاڈلے چیتے بیٹے کے لئے خد سے بہت گڑا کر دعا

واقعات منفرد

ڈیوک کو نٹ اور جنگ مصر

مانگی کہ وہ اٹھی کل ہی آجائے۔ پر میں نے یہ دعا گائی جو میرا شوہر کمر گایا کرتا تھا اور لڑائی سے پہلے مانگی جابا کرتی تھی کہ اسے باپ میں تجھے اپنی مدد کے لیے بلاتا ہوں، میرے سارے خیالات مصر اور اُسکی لڑائی کی طرف تھے۔ جو پہنچنے والی تھی۔ میرے اعصاب مانگی پر اس فکر و ترو کا بڑا اثر تھا۔

پر۔ ۱۳۔ ستمبر ۱۸۸۲ء

میں رات کو اکثر جاگتی رہی اور کمال بوسست ہی۔ تھوڑی چل قدمی کی۔ کوچ میں حاضری کھاتی تار میں خبر آئی کہ شکریہ رات کو سفر کیا۔ میں کیا کہوں کہ میرے لیے یہ کیسی تشویش کی گھڑی تھی میں ہیدل اس مصنوعی خوبصورت محراب کی طرف چلی جو شہزادہ لیو پوٹس کے استقبال کے لیے بنائی گئی تھی۔ اور کوچ میں جا کر بیٹھی اور کاغذات پر دستخط کیے اور کہہ لکھا کہ ایک اور تار دیوٹر سے آیا کہ لڑائی خوب ہو رہی ہے اور تل کیر میں دشمن کو شکست فاش ہوئی ہے تو مجھے اور ترو و زبا دیوٹر پلا ہوا۔ جب میں لڑائی تو سر جان میک نیل کا تار آیا کہ ایک فتح عظیم حاصل ہوئی۔ ڈیوک سلامت اور تندرست ہے۔ یہ تار میں نے اُسکی بی بی کے پاس بھیجا۔ اُسکو یہ مسرت ہوئی۔ خدا نے بڑا فضل کر دیا۔ پھر یہی خبر لاڈل گرین ویل اور شہر چانڈرس نے بھیجی۔ گو اینٹ گارنٹ ولزلی نے کوئی خبر نہیں بھیجی۔ دو بجے کچھ دیر پہلے انہوں نے مجھے خردہ شہتج تار پر سنایا۔ اور مبارک باد دی۔ تار کا مضمون یہ ہے۔

اسماعیلہ۔ ۱۳۔ ستمبر ۱۸۸۲ء

آج صبح کو پانچ بجے عربی پاشا کے نہایت مضبوط و مستحکم مورچہ پر نہایت ہماوری مروانگی سے کارٹونے حملہ کیا اور سواروں اور گھوڑوں کے توپخانوں نے بائیں طرف کام کیا۔ سات بجے دشمن کے سارے کیپ پر چکو تسلط حاصل ہو گیا۔ بہت سی ریلوے سڑک جہیں رسد کا سامان تھا ہمارے ہاتھ آئی۔ دشمن کو پوری شکست ہوئی۔ اور اسکا بڑا نقصان ہوا۔ افسوس کہ ہمارا بھی نقصان ہوا ڈیوک کون ناٹ تندرست ہے۔ اپنے برکید کو حملہ آوری میں جس طرح وہ لے گیا قابلِ قریب ہے اس نے اپنا کام نہایت عمدہ طرح سے کیا۔ برون اسٹار کو لایا اور میرے پیچھے بیٹھ کر اس کے کوہ میں کیا ہوا دشمن کون ناٹ بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے یہ تار انکو دکھایا۔ میں خوشی کے مارے اپنے آپ میں نہ رہی۔ میں نے بہو کو نہایت پیار سے گلے لگایا اور کہا کہ یہ کیسی خوشی کی اور فخر کی اور خدا تعالیٰ

کی شکرگزاری کی بات ہو کہ ہمارا لیو پولہ سلامت ہو اور اسکے کام کی بڑی تفریق کجاتی ہو مجھے
اس بڑی خوشی کے ساتھ ان آدمیوں کی جانیں جانیکا انیسویں ہجری جو اس جنگ میں کام آئے
اگرچہ وہ بہت تھوڑے ہیں۔ انکے زیادہ ہونے کی رپورٹ غلط آئی تھی۔ ایک تارمہ چارلس ٹرنٹی
کامسٹر چاندلس کے پاس تفصیل حالات کا آیا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس قدر نقصان نہیں ہوا تھا
اُسکے ہونے کا خوف تھا۔ میں نے حکم دیا کہ کووان کے کریک پر ایسی روشنی ہو جیسی کہ ۲۲ برس
پہلے روشنی عین سے بس ٹوپل کی فتح پر ہوئی تھی۔ جس میں میرا چاہیٹا پیا برٹی اور الفی کو بھیج
گیا تھا۔ چند گینٹے کے بعد ڈیوک وڈچس البسنی بھی بالموویل میں آگئے۔ اور اس خوشی و شادمانی
میں شریک ہو گئے۔ اور سارے گھر میں مبارک سلامت مبارک سلامت ہوتی۔ دو لہاد میں کام
جام سلامتی پایا گیا۔ اور ملکہ مظفر نے بیٹے سے درخواست کی کہ مصر کی فخر مند سپاہ کا جام سلامتی
پایا جائے جسکے ساتھ ڈیوک کون ناٹ کا نام بھی لیا جائے۔ یہ جام بڑی گرمجوشی اور فخر کے ساتھ
پئے گئے۔

جنگ مصر میں ڈیوک کون ناٹ کا یہ کارنامہ بھی قابل یاد ہے کہ جب یل پرمیگزین کی
ایک گاڑی ٹک گئی جسکا سبب کبھی نہیں معلوم ہوا تو ڈیوک کون ناٹ نے اپنے سپاہیوں
کی مدد کی اور خود فلیوں کی طرح کندھا لگا کے گاڑیوں کو خوف کی جگہ سے باہر نکال دئے گئے
ملکہ مظفر نے ۱۸ نومبر کو سینٹ جیمس پارک میں سب قسم کی سپاہ آٹھ ہزار کا دستہ
کیا جو ابھی مصر سے فتحیاب ہو کر آئی تھی۔ اور تین دن بعد وڈچس میں اس سپاہ کے جرنیلوں
اور افسروں کو تمنے دیئے اور ایک مختصر سی ایڈریس حاضرین کو دی۔ ۲۴ نومبر کو جن سپاہیوں
نے مصر میں خدمات نمایاں کی تھیں اور وڈچس کے خطاب سے سرفراز کیا۔ جب جرنیلوں میں ڈیوک
کون ناٹ ملکہ مظفر کے سامنے متغلیئے آئے تو تمنے کو سوئی سے ان کے سینے پر لگایا۔ اور محبت
سے انکا بوسہ لیا۔ ملکہ مظفر کو اس بیٹے پر فخر تھا۔ ۱۳ دسمبر کو قاہرہ کی تمام مسجدوں میں ملکہ مظفر کے
بیٹے وعائین مانگی گئیں اور وہ مرآۃ عدالت مانگی گئیں۔

۴۔ ۲۴ نومبر کو ملکہ مظفر نے ٹرنٹیڈ میں لاکورٹس دستور کے موافق کھیلادوان کل ممتاز امر
موجود تھے۔ اس موقع پر لارڈ چنسلر سیلیون کو اہل کے خطاب سے سرفراز کیا اور اس کے رٹ ٹرنٹیڈ

۱۸۸۳ء عیسوی

اس سال کے شروع میں ملکہ مظفر نے پبلک لائف کے کام کچھ کم نہیں کیے۔ جنوری میں جنرل
 اوسبورن میں تشریف رکھتی تھیں۔ ان بہادر دن کو البرٹ میڈل عنایت کیے۔ جنوں نے
 ۲۲ مئی میں میڈوسلی کی کونلہ کی کان کے آفت زدوں کی جانیں اپنی جانیں جو کون میں الکر
 بچائی تھیں۔ آخر سال گذشتہ میں براڈ فورڈ میں ایک چھتی کے گرد کے گریسے تربیٹ جانین تلف
 ہوئی تھیں۔ اس شہر کے میئر پر ملکہ مظفر نے مصیبت زدوں کے ساتھ اپنی مہردوی کا اظہار کیا
 ۱۳ فروری ۱۸۸۳ء کو ونڈسٹر میں ملکہ مظفر نے اپنی کونسل کو جمع کیا کہ اس شاہی سچ کی ترمیم
 کریں جو آئندہ پارلیمنٹ کے اجلاس میں دیا جائیگا۔ ۱۹ فروری کو وہ سر جنٹ میو کی تجویز تکفین
 میں شریک ہوئیں جو اپنا کام کرتے کرتے قصر بنگلہ میں دفعہ مر گیا تھا۔ اسی تاریخ کو شہر لوفہ یلز
 نے ملکہ مظفر کی بجائے لیوی لی۔ وہ خود ونڈسٹر میں جا کر ڈیوک کونناٹ کے بچے کے صلیب میں
 گئیں۔ اور اسکی دہرم مان بنیں۔ ۶ و ۱۳ مارچ کو قصر بنگلہ میں ملکہ مظفر نے ڈرائنگ روم میں
 جلسے کیے۔ ۱۷ مارچ کو لیڈی فلورنس ڈسکی نے ملکہ مظفر سے بیان کیا کہ ونڈسٹر میں دو آدمیوں
 نے قتل کا بہتیں بدلہ کر موبوگر کی نبی میں میرے مارڈ لٹنے کا ارادہ کیا۔ یہ لیڈی اسوقت
 آئرلینڈ میں تھیں۔ امات میں بہت کچھ بولا کرتی تھی۔ اور شہر میں اس خبر سے ایک تھلکہ پہلے ہی
 پڑھا تھا۔ اس نے ٹاؤن ہال میں ایک سے سرکاری مکانات کو اثر دیا۔ اسلئے لیڈی موصوف نے
 یہ جانا کہ آئرلینڈ کی حکومت۔ ایکسٹ سوسائٹی کی طرف سے سیر قتل کا منصوبہ کیا گیا ہے۔ مگر
 یہ سمجھنا لیڈی موصوف کی طرف سے تھی۔ اس واقعہ پر کسی کو خیال بھی نہیں ہوتا اگر اس سے ملکہ مظفر
 کے اطمینان قلبی میں خلل نہ آتا۔ لیڈی فلورنس نے ملکہ مظفر کو ڈرایا کہ ونڈسٹر کے دروازہ جسکے
 قریب جان کے لئے خوف و خطر موجود ہیں۔ ملکہ مظفر نے بڑے بڑے معزز لارڈ لیڈی فلورنس
 کی مہردوی کئے لئے بھیجے۔ اور ہر اپنے ملازم خاص جان بروں کو بھیجا کہ وہ جا کر اس جگہ کو کچھ
 کہ جہاں قاتلوں کی کمین گاہ کو لیڈی بتاتی ہے۔ اور اس معاملہ کی کماحقہ تحقیقات کر کے آئے

جان برون تحقیقات کر کے ونڈ سرکسپل میں اپس کیا تو اپنے بیمار ہونے کی شکایت ساتھ لایا
 اور ۲۰ مارچ کو وہ سسرنج بادہ کی بیماری سے مر گیا۔ ملکہ معظمہ کا چوکور بڑا قدیم الخدمت و فادادار رہا
 تھا۔ وہ اپنے سفر نامہ میں اس لوکر کی نسبت لکھتی ہیں کہ ۱۷۵۵ء میں جان برون میرا قاعدہ
 ملازم تھا۔ اور مائی لینڈ میں جہان میں اپنے گھر سے باہر جاتی وہ میرے ہمراہ جاتا۔ ۱۷۵۹ء میں
 میں نے اور البرٹ نے اس کام کے لئے پسند کیا کہ وہ ہماری گاڑی کے ساتھ جایا کرے۔ ۱۷۵۹ء
 میں وہ ہماری مستقل ملازمت میں داخل ہوا اور اس سال میں وہ میرے ناگنڈن کو لیجا یا کرتا تھا۔ ہر وہ
 نیک روئی اور دانشمندی کے سبب قدم بقدم آگے بڑھتا گیا۔ وہ بڑا محتاط خبردار اور دیانتدار
 تھا۔ ان صفات میں کوئی اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ان لیاقتوں کی ایسی حالت میں بڑا
 قدر قیمت تھی کہ پچھلے سالوں میں میری صحت میں ضعف و خلل آگیا تھا۔ مجھے ہر وقت ایسی ضرورت
 ہوتی تھی وہ اس وقت سے مستحق تھا کہ ملازمت کے اعلیٰ طبقہ میں ترقی کیجائے۔ وہ ۱۷۶۵ء میں
 میرا ملازم ہو گیا جو میرے ساتھ رہے۔ اس میں وہ آزادی اور خلقی صفات تھیں جو مائی لینڈ
 کے ساتھ مخصوص ہیں۔ وہ سیدھا سادہ راست معاملہ مہر دل بے غرض تھا۔ وہ ہمیشہ احسان
 کرنے کے لئے آمادہ رہتا تھا اس میں ایسی ہوشیاری اور بیدار مغزی تھی کہ شاذ و نادر ہی کسی میں
 ہوتی ہے۔ وہ ایمن متدین معتد معتبر و انارکستبار تھا۔ اسکی وفاداری پرستاری جان نثاری
 نے مجھے اپنا دوست بنا لیا تھا۔ اُسکے مرنے نے مجھے بڑا صدمہ پہنچایا۔ مجھے اُسکا بدل نہیں لے سکتا
 یہ ملازم برسوں تک ملکہ معظمہ کی جان کا محافظ تھا۔ جب ملکہ معظمہ پر کوروز نے حملہ کیا ہے
 تو وہ اپنی جان پر کسپل گیا اور اُسے بڑی بہادری دکھائی۔ جب کہ وہ مر گیا تو ملکہ معظمہ نے پھر اُس کو
 سے اپنا پہرنا موقوف کر دیا جیسے کہ وہ اسکی زندگی میں پہلے پہر کرتی تھیں۔ اسکی تجویز و تکفین میں
 بھی شریک ہوئیں اور اسکی قبر پر بھی اپنا الم ظاہر کیا جو انکے محاسن اخلاق کو بتلاتا ہے کہ وہ جلی تھا
 ۱۸ اپریل ۱۷۶۶ء میں تک اہلیا کے دولت کا قیام اور سبھون میں رہا۔ ملکہ معظمہ کی صحت
 کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ انکے معالجین کو بھی کچھ فکر کرنا پڑتا تھا۔ وہ ونڈ سرکسپل میں رہنے سے
 گر پڑی تھیں۔ اس سبب انکے گھٹنے میں چوٹ آئی تھی اور انکے دوست مسٹر سکوٹ اور انکے عزیز
 ملازم جان برون کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان سب باتوں کے جمع ہونے انکے اعصاب و دماغی کو

ضعیف کر دیا تھا۔ اور اسکا علاج یہ تھا کہ دو کام کے کرئیے اپنے دماغ کو آرام دیں۔ ملک مظفر نے اخباروں میں ایسے مضامین پڑھے کہ جسے معلوم ہوا کہ انگریزی بیٹروں کی تعداد گھٹتی جاتی ہو۔ انہوں نے اس بات پر اول غور نہیں کیا اور حکم دیدیا کہ سیری میئر پر بیڑ کا گوشت نہ رکھا جائے اور اشتہار دیدیا کہ میرے گھر میں کوئی بیٹرنہ نہ کی جائے۔ اس سے اپریل کے تیسرے ہفتہ میں بیٹروں کے پالنے والوں اور بیچنے والوں میں ایک تھلکہ پگیا۔ اور بیٹروں کی قیمت گھٹنے لگی جب ملک مظفر کو یہ خرابیاں معلوم ہوئیں تو انہوں نے اپنا اشتہار منسوخ کر دیا۔

اگرچہ ملک مظفر کے گھٹنے کی چوٹ ایسی اچھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ بخوبی پیدل چل سکتا مگر انکو ایام تعطیل میں اوسبوروں میں رہنے سے اسقدر فائدہ ہوا کہ وہ شہزادی بیاترس کے سہارے سے ونڈسر میں واپس آئیں۔

۲۶۔ مئی کو انکی صحت ضعیف تھی مگر وہ بالمویل میں آئیں اور ریل پر جانے میں حیرت پلائی کہ اپنے جانیکیے وقتوں کو نہیں بتلایا اور حکم دیدیا کہ جس اسٹیشن پر وہ ٹھہریں ان آدمیوں کو آنے کی اجازت نہ دی جائے اور ریل کے ڈائرکٹر بھی ان نہ حاضر ہوں۔ ۲۷۔ جون کو اولیاء دولت ونڈسر میں مراجعت کی۔ ۲۸۔ جولائی کو گلاسگو کے قریب ایک خانی جہاز ڈوب گیا۔ جسکے سبب سے ڈیرہ سو آدمی بحر فنا میں ہوئے ملک مظفر نے مصیبت زدوں کے پاس ہمدردی اور انگلساری کا پیغام بھیجا اور انکی استغاثت کے لیے جو چند کپڑے کیا تھا انکے لیے دوسو پونڈ بھیجے۔ ۲۹۔ جولائی کو اوکیا دولت اوسبوروں میں آئے اور یہاں سفیر فرانس ملاقات پائی۔ ۳۰۔ اگست کو ملک مظفر اوسبوروں بالمویل کو روانہ ہوئے اور وہاں ستمبر کو اپنے بڑے پوتے شہزادہ وکٹر کو اور ڈان گئی گارڈینائیٹ کیا۔ یاہر دستور خلاف تھا۔ ایسے کہ شہزادہ اس عمر کو نہیں پہنچا تھا جس میں اور ڈر ملا کرتا ہے۔ اسکے دینے کی رسم گرجا میں نہیں ادا ہوئی۔ وہ پرائیویٹ طور پر دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک مظفر کو پوتے سے کمال محبت تھی جو قبل از وقت انہوں نے اسکو یہ اور ڈر دیا۔ ملک مظفر نے اپنا کے آس پاس کے مقامات کی سیر کی۔ اکتوبر میں ڈیوک اور ڈچس کون ناٹ ملک مظفر سے اسٹےٹس ملے آئے کہ وہ ہندوستان کو جائیں اور فرانس کی معزول شہنشاہ بانو بھی آنے ملے آئیں۔

۳۱۔ نومبر کو ملک مظفر ونڈسر میں آئیں۔ ملک مظفر کو یہاں انکے اول ہفتے میں پانچ چھ گھنٹے روز کام کرنا پڑتا تھا۔ ہر روز وہ پارک میں سوار ہو کر جاتیں۔ اور ہر شام کو ڈر پارٹی دیتیں

جس میں پندرہ مہانوں سے زیادہ مہمان بلائے جاتے ، ۱۲۔ دسمبر کو ملکہ معظمہ کی خدمت میں سیام کے ایلچی آئے ۔ ۱۸۔ دسمبر کو کوکٹ نے اوسبورن کو فرحبت کی ۔ اور دمان بڑا دن خوب بہتر بھاڑ کے ساتھ ہوا ۔

۱۸۸۴ء عیسوی

ملکہ معظمہ نے اپنی ایک نو تصنیف کتاب فروری ۱۸۸۴ء کے دوسرے ہفتے میں شائع کی ۔ ان کا دستور تہاجب وہ مائی لینڈس میں تشریف لیجاتیں تو دمان قدرتی سیرگاہوں میں صنائع قدرت الہی کو اپنی چشم بصیرت سے دیکھتیں ۔ اور انکی کیفیات و حالات کو بڑی سلاست سے قلمبند کرتیں ۔ انہوں نے اس نئی کتاب میں ۱۸۸۲ء سے ۱۸۸۴ء تک کے حالات اپنی سیر و سیاحت کے جو مائی لینڈس میں کی تھی بیان کیے ۔ اور اس کتاب کو اپنے عزیز مائی لینڈس کے باشندوں اور اپنے وفادار خیر خواہ دوست ملازم جان برون کے ناموں پر لکھا ۔ اور اس میں تمام اپنی بیوگی کی سرگزشتیں جو سکوٹ لینڈ میں گزیریں بیان کیں ۔ انہوں نے اس بات کو بڑے فخر و مباهات کے ساتھ بیان کیا کہ خاندان سٹورٹ کی صرف شجاعت ہی سیر و سفر میں نہیں ملتی تھی بلکہ بڑے بڑے بہادروں کے دلون کو اپنی خیر خواہی کا گردیدہ بنا لینا بھی ملتا تھا ۔ اس کتاب میں انہوں نے اکثر مضامین درد انگیز و بے آئین لکھے ہیں ۔ مگر بجا ان میں رعایا کے ساتھ انکی مادرانہ محبت ٹپکی پڑتی ہو ۔ اخباروں نے اپنے ریویو میں کتاب کو بڑا دلچسپ بنایا ۔ خواص و عوام نے خاص کر عورتوں نے اسکو بڑے ذوق و شوق سے پڑھا ۔

۱۸۸۴ء میں جنوری اور فروری میں اولیائے دولت اوسبورن میں رہے اگرچہ حضرت علیا کی صحت بظاہر پہلے کی نسبت بہتر معلوم دیتی تھی مگر گھٹنے میں جو چوٹ آئی تھی اسکی تکلیف ابھی تک مدہلی جاتی تھی ۔ وہ دیر تک کھڑی نہیں رہ سکتی تھیں ۔ ۱۹۔ فروری کو اولیائے دولت نے دند سر کو مراجعت کی ۔ یہ مشہور ہوا کہ وہ ایسٹر میں ملک جرمنی میں منگی حقیقت میں وہ چاہتی تھیں کہ اپنی نواسی مہی کی شہزادی و کٹوریہ کی شادی میں شریک ہوں اسکی شادی ہیلن برگ کے شہزادہ سے ٹھہری تھی ۔

ملکہ معظمہ کی تصنیف کی پہلی کتاب

ڈولک اپنی کا انتقال پرنس اور انا حال

۲۶۔ باج کو لفٹنٹ مونڈنے ٹوک کر کیڑائی بن جو تہدی سے علم چینی تھے اُن
میں سے ایک علم حضرت علیا کی جنوری میں پیش کیا۔ جب جرمنی کا رخت سفرتیار ہو گیا تو
ایک ایسا حادثہ ہوش ربا واقعہ ہوا کہ ملکہ مظلمہ کا عشرت کردہ ماتم کردہ بن گیا۔ اور بالکل غم و
مین و دب گیا کہ دفعۃً یہ خبر آئی کہ ڈیوک آلبینی کا انتقال ہوا۔

باج ۱۸۸۷ء میں طبیعوں کی صلاح سے ڈیوک آلبینی انجینڈ کے موسم گرما کی جانگزا
ہوا سے بچنے کے لیے باہر گئے۔ کان سن میں اُنہوں نے اپنی بود و باش ختیاہ کی۔ یہاں آنے
سے اُنکی صحت بالکل اچھی ہو گئی۔ زندہ دل ایسے ہو گئے کہ عیش و طرب کے جلسوں میں شریک
ہونے لگے۔ ۲۷۔ باج کو دوپہر کو وہ نیول کلب کے زینے پر چڑھتے تھے کہ اُن کا پاؤں پہ سلاوا
وہ زمین پر دھڑام سے گرے۔ لوگ اُنکو اٹھا کر سیلوں میں لے گئے تو معلوم ہوا کہ اُن کے
گٹھنے میں ضرب شدید آئی ہے۔ ڈاکٹر اُنکے ہمراہ تھا اُننے اُنکے گٹھنے کو دہویا۔ صاف کیا تو
اُنہوں نے کہا کہ اب میں اچھا ہوں مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اس چوٹ کے سبب بہت دنوں
تک مجھے کان سن میں رہنا پڑیگا۔ جسکا مطلب یہ تھا کہ ابھی مجھے یتان سے یو جائن ڈچس
آلبینی کو ایک بہت بڑا خط محبت آمیز لکھا اور چند تار بھیجے۔ اور پھر وہ اپنے بچپن پر گئے ڈاکٹر
نے یہ دیکھ کر کہ شہزادہ بہت بے چین ہے وہ اُنکے پاس سفیا ڈیوک یہ معلوم ہوتا تھا کہ آرام
سے سوتا ہے۔ مگر ڈھائی بجے رات کو اُنہوں نے اس طرح سانس لینا شروع کیا جیسے کہ صبح
مریض لیتے ہیں تو ڈاکٹر اُنکو دیکھنے گیا۔ اُنکا دم غش کی حالت میں نکل چکا تھا۔ دوپہر کو ڈاکٹر
میں اُنکے انتقال کی خبر آئی۔ سر تون سون بائی نے یہ خبر ملکہ مظلمہ کو سنائی۔ اس خبر کے
سننے ہی وہ ایسی بے ہوش ہو گئیں کہ لوگوں کو خطرہ ہوا کہ دیکھئے وہ بھی جیتی ہیں یا نہیں۔
اُنکو کچھ ہوش آیا تو اُنہوں نے شہزادی بیاترس کو کلیر مونٹ بھیجا کہ وہ جا کر ہاج کو تسلی
و تشفی دے۔ وہاں ڈچس کا حال بھی اس خبر کے سننے سے غیر تھا۔ دوپہر کو شہنشاہ ویک
یو جسنی نہایت گہرا ماتی لباس پہنے ہوئے ملکہ مظلمہ کے پاس پڑے کو آئین اور شام کے سات
بجے تک ٹیوری رہیں اُنہوں نے لوگوں سے ذکر کیا کہ جب میں نے اپنے بیٹے کے غم و ماتم
کا بیان کر کے ملکہ مظلمہ کی ہمدردی کی تو اُن کو فوے تسکین ہوئی۔ اس صحت کا صدمہ صحت

شہزادہ ویز پر ہوا ایسا کسی دوسرے پر نہیں ہوا۔ وہ گھر دوڑ میں دوستوں کے ساتھ منہی غشی
 باتیں کر رہے تھے کہ یہ خبر جانگزا انکے پاس پہنچی انہوں نے اپنی لڑکھرائی زبان سے کہا کہ ایسی
 مر گیا۔ وہ فوراً اپنے مکان پر آئے۔ لوگوں کو اس موت کا یقین نہیں آیا۔ وہ لیورپول ویز
 گئے کہ اس خبر کی تکذیب ہو جائے تو ایک واقعہ یادگار روزگار ہو جائے۔ لندن میں اس سفر
 کا ذکر گھر گھر تھا۔ جب اپنے کاموں پر سے دوپہر کو ریل کی گاڑیوں میں ہزاروں میں اونی سو
 تین واپس آتے تو یہی ذکر افسوس کے ساتھ کرتے۔ مزدوروں نے اپنے کو چون و بزنوں میں
 جلسوں اور مباحثوں کو ملتوی کر دیا تاکہ ملکہ معظمہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار ہو۔ ڈچس ہنسکی
 پاس دوسرے دن ملکہ معظمہ اور شہزادی بیاترس گئیں جب یہ تینوں آپس میں ملین میں تو ایک عجیب
 عالم ماتم کا تھا۔ کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ڈیوک ایسی کی تجبیر و تکفین کی تجویزین ملکہ معظمہ نے گئیں
 مگر ان کا جنازہ شہزادہ ویز کی ہدایتوں کے موافق انگلینڈ میں آیا وہ خود فرانس میں انگلینڈ
 میں بہائی کا جنازہ لائیکے لئے گئے۔ اور وہ۔ اپریل کو شہزادہ شانہ شان سے سینٹ جارج چرچ
 میں دفن ہوا۔

ڈیوک ایسی نے ایک دفعہ کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ لوگ مجھ سے اتنے زیادہ مانوس کیوں
 ہیں؟۔ اسکی وجہ کی تلاش کر نیکی لئے بہت دور نہیں جانا پڑتا۔ وہ نوجوان ایسے تشکیل و جبل تھے
 کہ انکی صورت لوگوں کے دلوں کو بسا لیتی تھی اور وہ انکے باپ کے وضع و انداز کی حسرت و آہ
 یاد دلاتی تھی۔ صورت کا یہ حال تھا۔ پھر سیرت میں انکی ٹیکیاں کوٹ کوٹ کر بہری تھیں کہ وہ
 سوسائٹی کے دلوں کو اپنے اوپر فریفتہ کئے دیتی تھیں۔ سو سائٹی انپر جیسی شیدا تھی ایسی
 کہیں انکے باپ پر خدا نہیں ہوتی۔ اگرچہ بچپن میں انکی صحت اچھی نہ تھی۔ مگر صورت نورانی تھی
 ہونہار و اس کے چمکنے چمکنے پات کے وہ مصداق تھے اس عمر میں پروفیسر سنڈیل نے ان کی
 حسنِ بیاقت کی تعریف کی اور ڈین شین لی نے جو انکے ابتدائی استادوں میں سے ایک تھے
 اپنا اثر انپر ایسا ڈالا تھا کہ اُس کا یہ ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ انگلش چیچ میں اور ڈیوٹری میں
 پادری ہونے کی سند حاصل کریں۔ اور کس قدر ڈیوٹری میں اسکی اوز حاصل کر نیکی لئے پڑے کہ اراڈ
 کیا تو ڈاکٹروں نے انکو اس سے باز کر دیا کہ صحت انکے لئے ضرر حاصل کرنے کی مشقت شاذ و اٹھا نہ

تسل نہ ہوگی۔ بعد ازاں وہ لارڈس ہوس کے ممبر مقرر ہوئے۔ وہ پولیٹیکل سائنس سے اپنی ڈگری رکھنے لگے کہ ملکہ مغظمہ کو یہ تکلیف اٹھانی پڑی کہ انکو منع کیا کہ وہ پارلیمنٹ کے ممبروں کے ساتھ مباحثوں میں متفرق ہو کر جنگ کی مسرت میں مست ہو بیسے محبت نہ کریں۔ جب شہزادہ ان پولیٹیکل مباحثوں سے باز رکھا گیا تو اسنے درخواست کی کہ کسی اور شعبے اور سرشتے میں میری لیاقت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ان ہی دنوں میں وکٹوریہ کی گورنمنٹ سے لارڈ نورمنڈی نے ہستفا دید یا تھا تو شہزادہ نے مسٹر کلیڈ سٹن سے درخواست کی کہ وہ انکو اس عہدہ پر مقرر کر دیں تو مسٹر کلیڈ سٹن نے انکی اس درخواست کو نا منظور کر دیا تو اس زمانہ کے ٹوری اخباروں اور مقررین نے مسٹر کلیڈ سٹن پر براہ گو یوں کی ہمارا کر دی۔ اس باب میں کانٹن ہوس نے کہا کہ آپ آئیے مباحثہ کر لیجئے۔ ملکہ مغظمہ نے مسٹر کلیڈ سٹن کے ہونٹ سی دیئے تھے انہوں نے اپنی بہم تقریر میں اس بات کو ڈال دیا۔ شہزادہ کی اس درخواست کو مسٹر کلیڈ سٹن نے منظور نہیں کیا تھا بلکہ لندن میں وکٹوریہ کے ایجنٹ جنرل مسٹر سمتھ کی طرف اس معاملہ میں جوع کی گئی تھی اور انکی رائے پوچھی گئی تھی تو مسٹر سمتھ نے اپنی رائے لکھی کہ شہزادہ کے تقرر سے اسٹریلیا میں بڑا اطمینان حاصل ہوگا۔ جب ملکہ مغظمہ کے روبرو یہ معاملہ پیش ہوا تو انہوں نے اسکو بالکل ستر کر دیا۔ اور اسکی دلیل صاف صاف یہ بیان کی اگر شہزادہ کو یہ عہدہ دیا جائیگا تو اسکے فرائض ادا کرنے کا بار اسپر ایسا پڑے گا کہ وہ اسکی صحت کے حق میں زہر ہوگا ظاہر لال اسکی یہ باتیں کہ دور کی کولونی ہمیشہ آزادی کی خواہان ہوتی تھی۔ اسلیئے مصلحت ملکی کا مقتضار یہ تھا کہ کوئی شہزادہ خاندان شاہی میں سے وہاں کا وائسرائے حاکم مقرر ہو۔

شہزادہ لیو پولد پراخوش تقریر اور مہذب مقرر تھا اور اپنے خاندان میں یہ ایک ہی شہزادہ تھا کہ جسکے لہجہ میں انگریزی زبان کے بولنے میں جرمنی کے لہجہ کا کوئی نشان نہیں پایا جاتا تھا۔ ہمیشہ وہ تقریر کے میدان میں کوئی سبقت لیجاتا تھا۔ ایڈریسوں کے دینے میں اسکی نوجوانی کی ذمات جو دت روشن ضمیری شکی پڑتی تھی۔ اسکی روزمرہ کی بول چال سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ عالم ہے۔ ڈیوک اہسنی کے حالات مسٹر فڈرک یہ بیان کرتے ہیں کہ کانفرنس ۱۹۰۱ء کو میرا ایک دوست مجھے لکھتا ہے کہ ڈیوک اہسنی سے اسکے پریشے روز پچلے میری

آخری ملاقات ہوئی تو وہ مجھ سے موت کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ میری
بعد میری تجیز و تکفین لیٹری (سپاہیانہ) مہین میں نے انکو مشکل اس غناک تقریر کر بیٹے روکا اور
آخر کو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں یہ اندہناک تقریر کرتے ہیں تو وہ مجھے جواب دینے کو تھے
کہ انکو کسی شخص نے بلایا تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کی بات کا جواب پہر دوں گا مگر میری ملاقات
تو پہر آئے ہوئی نہیں۔ لیکن انہوں نے میرے سوال کا جواب ایک لیڈی سے یہ کہا کہ اب دراتون سے
شہزادی ایلس سیکر خاؤن میں آتی ہیں اور کہتی ہیں کہ میں بہان بہت خوش ہوں کہ تم میرے
پاس آکر مل جاؤ۔ اس سبب سے میں موت کے باب میں سوچ بچار کرتا ہوں۔

ڈیوک البینی کی موت نے لندن کے سارے موسمی جلسوں کو شہنشاہ کر دیا جب یہ مشہور ہوا کہ سہی
میں حکمی ماتم کا زمانہ ختم ہو چکا تھا مگر اولیائے دولت سارے موسم بہار میں ماتم ہی میں منیگی تو سودا گروں
نے بڑی دوا دیا چائی۔ لندن کے سوائے حسبِ بگہ ہمایہ میں امیر غریب انکی غزاداری کرتے تھے اور انکو
اسطرح یاد کرتے تھے کہ اے ہماری شطرنج بازی کے کلبوں میں آنے والا اور ہماری مجلسوں کا رونق
دینے والا اور ان میں لگانے والا نہ رہا۔ جسکی بی بی ہو کے مفلسوں کی بچکانہ رہنے کے لیے تجاویز کرتی
تھی۔ ڈیوک البینی کی موت کے بعد ملکہ معظہ نے یہ فیصلہ کیا کہ بیوہ وچس کلیر مونٹ میں راکرین شہنشاہ
لیو پلڈ کہا کرتا تھا کہ کلیر مونٹ میں میں ہزار پونڈ سالانہ خرچ کرنے پر بھی میں مفلسوں کی طرح
رہتا ہوں۔

پارلیمنٹ کے دونوں ہوسوں نے تعزیت نامے ملکہ معظہ اور وچس کو پیش کیے۔ رٹا
کے شکریہ میں ملکہ معظہ نے اپنا خط یہ شائع کیا۔
ونڈسبرگ کیل - ۱۴ - اپریل ۱۸۹۱ء

بارہا بہت سے موقعوں پر میری کل قلمرو کی رعایا نے میرے ساتھ اپنی خیر خواہی کے سبب سے
جو ہمدردی ظاہر کی ہے اسکا میں نے بیان کیا ہے کہ میرے ولین اسکا بہت کچھ خیال ہی
اسلئے میں چاہتی ہوں کہ حال کے غم جانفرسا میں جو میرا سو مان روح ہی بڑی سرگرمی سے
احسانندی کے ساتھ یہ ظاہر کروں کہ انہوں نے میرے ساتھ میری ہمدردی کے ساتھ میرے بچوں
کے ساتھ صرف اپنی ہمدردی ہی نہیں کی ہے بلکہ میرے بیٹے کی نیکیوں اور خوبیوں کی بھی

بڑی قدر شناسی کی ہے۔ میری خوشی یا غم میں میری خیر خواہ رعایا جو میرے ساتھ الفت و محبت کرتی ہے وہ میرے دل کو ہراسکھ چین دیتی ہے۔ اگرچہ میں اپنے بہت غموں اور رنجوں میں مبتلا ہوں جو میری روح تحلیل کیے دیتے ہیں۔ مگر میں اپنے خدا تعالیٰ کی مدد سے جو میرا ہمیشہ مددگار رہا ہے اپنی بہت نہیں مارنے کی کہ میں اپنے بچوں کی بھلائی اور اپنے ملک کی بہبودی کے لیے محنت کرنے کا قصد نہ کروں۔ میں جب تک زندہ ہوں اسے محنت کروں گی۔ میری عزیز بہو ڈچس اپنی ایسی مصیبت عظمیٰ میں راضی برضائے الہی ہو کر ایسی صبا بروشا کر ہو رہی ہو کہ گین و آفرین کے قابل ہے۔ اس رنج و الم میں جو اسکا احترام کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہمدردی کا عام اظہار ہوا ہے اسکی وہ بڑی ممنون اور شاکر ہے۔ اب میں آخر میں ان غیر ملکوں کے ممنون ہونے کا اظہار کرتی ہوں جنہوں نے میرے ساتھ ہمدردی کی ہے اور سب سے زیادہ اپنے ہمسایہ کے ملک کی احساندہ ہوں جس میں میرے لاٹھے بیٹے نے نفس اسپین لیا۔ اور جسے میرا بڑا احترام کیا۔ اور اس غناک و اقرب میں میری ولداری و نگہ ساری کی۔ نوکٹہ ریا کر آئی پرنس کی قبر میرا اکی پیکر کرنیل کے لباس میں بنا کر رکھی گئی۔

ڈیوک لہسنی کے دفن ہونے کے بعد ڈاکٹر سر ولیم جین نے ملکہ مظہرہ کو صلاح دی کہ وہ جرمنی میں تشریف لجاویں۔ سر ولیم کو یقین تھا کہ جب ملکہ مظہرہ کے گرد کی چیزیں بدل جائیں گی تو اکی صحت کے حق میں مفید ہوگی۔ اور بیٹے کے مرنے کی جاگزا ان میں کی آجائیگی اس لیے ملکہ مظہرہ نے اُنکے کتے پر عمل کیا۔ ۱۵۔ اپریل کو وڈسر سے چلین اور اوس بورن میں آئیں۔ اور ۱۶ کی صبح کو ڈارم سٹاٹ میں پہنچ گئیں۔ اس سفر میں انہوں نے موسم کی سختی سے بڑی تکلیف اٹھائی۔ ۲۰۔ اپریل کو اُنکی نو اسی شہزادی و کٹوریکی شادی ویلن برگ کے شہزادہ ہونی۔ گرجا میں امیرون کا اجتماع تھا۔ ان میں ملکہ مظہرہ اپنے ماتمی لباس میں سب سے زیادہ خوشنما معلوم ہوئی تھیں۔ وہ مکاح میں شریک نہیں مگر دعوت کے جلسہ میں نہیں گئیں۔ اب موسم ایسا اچھا ہو گیا تھا کہ ملکہ مظہرہ باغوں میں سیر کرتی تھیں۔ وہ اکثر اس مکان میں رہتی تھیں جس کو انہوں نے پچیس ہزار پونڈ اپنے پاس سے خرچ کر کے بنی اور داماد کے لیے بنوایا تھا۔ ۲۱۔ مئی کو وڈسر میں واپس آ گئیں اور کلیر موٹ میں ڈچس لہسنی کی فنی و فنی کے لیے گئیں اور ۲۲۔ کو وڈسر

سے بالموریل کو روانہ ہوئیں۔ انکی صحت میں بڑی ترقی ہو گئی تھی۔ اور وہ اپنی گاڑی سے اتر کر خود بغیر اعانت وغیرہ اپنے استقبال کے کمرے تک پہنچ سکتی تھیں۔ اب انکا پاؤں زمین پر خوب جھننے لگا تھا۔ ۲۴ مئی کو انکی سپینہ شہزادہ کی رسم ادا ہوئی۔ مگر ڈیو کے کی ماتم دار کی سب سے ڈنر نہیں دیا گیا۔ بالموریل میں اس رسم کے ادا کرنے کو منع کر دیا۔ جان بروک کے بیٹے کے کہنے کی رسم میں ملکہ مظفر شریک ہوئیں۔ ۱۵ جون کو وہ گرسے تھک کے چچ میں نماز پڑھنے گئیں وہ اپنی اکتوبر ۱۸۸۵ء میں گئی تھیں یا اب گئیں۔ اس سبب سے خدا پرست عیسائیوں کو شبہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے پبلک میں خدا کی عبادت کرنی چھوڑ دی ہے۔

بالموریل میں کریک گودان کے مشرق کی طرف ایک جنگلی شکر ہو جس پر ملکہ مظفر گلگشت کیا کرتی تھیں۔ اس شکر کے قریب شہزادہ لیو پلڈ کی لیک یادگار ہے جس کی کرسی پتھر کی بنی ہوئی ہے۔ اسکی چاروں طرف صنوبر کے درخت ہیں۔ پتھر پر شہزادے کی وفات کی تاریخ اور یہ نفیس اشعار لکھے ہوئے ہیں جو دور ہوتا ہے وہ ہمیشہ پاس ہوتا ہے۔ جب سے وہ چلا گیا ہے ایسا پاس رہتا ہے کہ کبھی پہلے ایسا پاس نہیں رہتا تھا۔

۲۵ جون کو اولیائے دولت نے ونڈسمر میں مراجعت کی جس میں ام میں لندن کا موسم اداس تھا۔ لارڈ سڈنی نے ملکہ مظفر سے عرض کیا کہ حضور نے جو ڈرائنگ روس اور شانہ جلسوں کی شرکت سے انکار کر دیا ہے۔ اس سبب سے شہر کے مغربی حصہ میں بڑی آدمی چائی رہتی ہے مگر حضرت علیا نے اس عرض پر توجہ نہ فرمائی۔ وہ ان ایام الامتہ میں جلسوں میں شریک ہونا نہیں چاہتی تھیں اور جو کوئی اتنے ایسی شرکت کی درخواست کرتا اسکو اپنی گستاخ سبھی تھیں کہ انکے ماتم کا ادب نہیں کرتا۔ ایسے عیش و طرب کے جلسوں میں شہزادہ ویز کو اپنا قائم مقام بنانے کے بھیجا کرتیں۔

ہل لندن نے جنوبی کن سنگٹن میں صحت کی نمائش کی جس کے خوشنما باغوں میں حسینوں کے جگتے جمع ہوئے جنہوں نے اپنے بننے سنورے اور جوبن دکھانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی انگریزی اور جرمنی میٹنچ رہے تھے چینی لالٹینوں اور برقی لیمپوں سے سارے باغ جگمگا رہا تھا صحت کے سائنس سے جتنی چیزیں کہ متعلق تھیں وہ سب اس نمائش میں موجود تھیں یہ کوئی

شہزادہ لیو پلڈ کی یادگار

صحت کی نمائش اور حالات شہزادہ

جلسہ عیش و طرب کا نہ تھا بلکہ یہ ایک خاص نمائش شہزادہ ویز کی مرتب کی ہوئی تھی جس میں شیشک
تندیب اور معاشرت کی ترقی احترام و اعزاز کی نظر سے دیکھی جاتی تھی۔ سارا شہر شہزادہ کا منون
منت تھا۔ شہزادہ کے کہنے سے ملکہ مظفر نے دو لیویاں لین ۲۰۰۰ جولائی کو ملکہ مظفر کلیر منوٹ
میں آئیں۔ ڈچس لہجی کے بیٹا پیدا ہوا تھا۔ یہاں سے ۳۱ کو وہ اوسبورن میں تشریف لے
گئیں۔ جان جرمین کا ولیعہد اور ولیعہدہ دونوں اُنکے ملنے آئے تھے۔ اس سال کا بڑا دلچسپ واقعہ
یہ ہے کہ ۲۵ جولائی کو قصر سینٹ جیمس میں ڈچس کمبلج نے اپنی بیٹا سوین سالگرہ کا جلسہ کیا
سارا سال سوائے چند خوشی کے جلوس کے سوگ میں کٹا۔

اگست مہینے میں پارلیمنٹ کے ممبرن کی آپس کی مخالفت کے سبب ملکہ مظفر کو بڑی تکلیف پہنچی
پڑی۔ ۲۰ اگست کو ابی سینیا کے سفیر انگلینڈ میں آئے۔ ملکہ مظفر نے انکو اوسبورن میں
بلا کر ملاقات کی۔ انہوں نے ایک ہاتھی کا پائٹا اور ایک بڑا جگادری بندرانکی نذرین منجلا اور تحائف
کے دیے۔ اوسبورن سے جائیسے پہلے ملکہ مظفر نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ وہ اپنے پوتے جارج
اور ڈراف گارڈیناریت کریں گی۔ اسپر لوگون کو تعجب تھا کہ اس پہلے خاندان شاہی میں کسی
نابالغ کو یہ اعزاز نہیں حاصل ہوا۔ یہ فقط ملکہ مظفر کی فرط محبت کا اقتضا ہے کہ وہ پوتوں کو کم
عمری میں اس اعزاز سے سرفراز کرتی ہیں جبکہ تخت نشین ہوتی تھیں تو اس اور ڈراف کے چارٹھ
تھے یا اب اٹھائیس میں جسکے سبب اس خطاب کی قدر و منزلت کم ہو گئی ہو۔

یکم ستمبر کو ملکہ مظفر نے اپنی بھینسی اور چھوٹی بیٹیوں کو ہمراہ لیکر بالوریل میں تشریف لے گئیں
۱۸ ستمبر کو انہوں نے کونسل کی مجلس منعقد کی جس میں مسٹر گلڈ سٹن ولاڈ فائٹ و سر پونٹائی
آئے اور مسٹر گلڈ سٹن نے ملکہ مظفر کے ساتھ کھانا کھایا۔ لارڈ پین و ایئر نے بیکر استعفا دیدیا
تھا اور لارڈ ڈفرن ابلی جبکہ مقرر ہوئے تھے۔ وہ بھی اکتوبر میں ملکہ مظفر سے ملنے آئے۔ یہ رہ سارے
مہمان شاہی ایک ایک رخصت ہوئے اور ملکہ مظفر وندسریں چلی آئیں۔ پارلیمنٹ کے دونوں پوسٹن
میں ریفرم بل کی نسبت بڑا اختلاف تھا۔ اس سبب ملکہ مظفر کو بڑا فکر و درد تھا۔ وہ ۷ دسمبر کو
اوسبورن میں تشریف لائیں۔

۱۸۸۵ عیسوی

جہنم گورڈن

۱۸۸۵ء کے شروع میں خبر آئی کہ خرطوم کو دشمنوں نے لیلیا اور اسکا محافظ جنرل گورڈن کا قتل کیا۔ اگرچہ اُن کے مرنے کا پتہ ساری قوم کو تھا مگر ملکہ منظر کو سب سے زیادہ اندوہ و غم تھا۔ اُنہوں نے اپنے ماتھے سے اس بہادر جنرل کی بہن کو تعزیت میں یہ خط بھیجا۔

۱۔ فروری ۱۸۸۵ء اوسبورن میری عزیز مس گورڈن

میں کس طرح سے تم کو لکھوں اور کیونکر اپنے ولی پتے کا اظہار کروں کہ تمہارے عزیز شریف نجیب بہادر ہائی نے اپنے ملک کی اپنی ملکہ کی خدمت کیسی بہادرانہ اور سچی کی اور اس میں اپنی جان کو مردانگی اور بہادری کے ساتھ قربان کیا۔ اور دنیا کو محاسنِ شہادت اور دین کا سبق سکھایا اور اپنے تئیں خلاص نہیں کیا اس کے جھلکے و حد کیے گئے وہ ایسا نہیں ہے جنہوں نے ملک کے جانیکے لیے مجھے پوچھا میں نے ہمیشہ اپنے زور و بالا کو وہ جانیں گروہ و مان نہ پہنچ سکے۔ جب میں ان سب باتوں کو خیال کرتی ہوں تو مجھے ایسا پتہ ہوتا ہے کہ بیان نہیں کر سکتی۔ ان رنجوں کے مارے میں بہادر ہو گئی ہوں تم اسکی نہیں ہو۔ تم اپنے عزیز بہائی سے ایسی محبت رکھتی تھیں جسکا وہ مستحق تھا۔ تم نے اسکی موت کیسے صدمے اٹھائے ہونگے۔ پس تمہارے لیے میرے جگر سے خون بہتا ہے۔ میرے برابر میری بیٹی بیاتریس کو پتہ دلال جو وہ بھی آپ کے ساتھ بڑی ہمدردی کرتی ہے۔ سب طرف سے سیکرٹس ہمدردی اور غمخواری کے اظہارات چلے آتے ہیں میری بڑی بیٹی ولیئمہ جرنی اور میرے رامون اور بہائی شاہ مجیم نے بڑی سرگرمی سے اظہارِ غم کیا ہے۔ آپ اپنی اور بہنوں سے اور اپنے بڑے بہائی سے میری سچی ہمدردی کا بیان کر دیجیے گا۔ آپ کے بہائی کانٹیر اسوان روح ہو۔ آپ کے بہائی کی غلطی اور بہادرانہ موت کا انگلیس ہندو ایک داغ ہو فقط۔ ہمیشہ عزیزہ مس گورڈن تمہاری بیویا ہندو کوٹھ مس گورڈن نے ملکہ منظر کے پاس وہ بائبل بھیجو جو جنرل گورڈن کے ملک سے تھی اور اس میں بہت مدونوں سے وہ ملاوت کیا کرتے تھے وہ مینا کار پورین صندوق کے اندر بند ہو کر روٹھ میں رکھی گئی۔ اور اُس کے قریب ہی جنرل گورڈن کا سٹاٹوٹ سنگ مرمر کا رکھا ہوا ہے۔

اکمل و خلد و صوبہ چھاؤن رٹادی و غم ہمیشہ توام چلے آتے ہیں۔ اسی سال میں جنرل گورڈن کا قتل

الم ہو رہا تھا کہ اُسکے ساتھ ہی شہزادی بیاترٹس کی شادی کی شادمانی ہونے لگی۔ یہ شہزادی ملکہ مظفر کی اولاد سے سب سے چھوٹی تھی۔ باپ انکو بہت چاہتا تھا۔ جب انکو فرصت ہوتی تھی تو ڈائی خانہ میں جاتے اور اس اپنی بچی کو گود میں لے آتے۔ اُسکے ساتھ کھیلتے۔ اُسکے سامنے گائے اُسکے سامنے نقلیں کرتے ایک دفعہ اُسکو گھٹنوں پر بٹھا کے پانی اوٹا اُسکو سنا یا جبر کا لطف زندگی بہرہ نہ بھولے جب سترہ سالہ میں شہزادہ ولیم کی شادی ہوئی ہے تو اس شہزادی کی عمر چھ برس کی تھی۔ وڈمر کیسل میں اس شادی کے جلسہ کی تصویر نقش ہوئی شہزادی اس نقاشی کو بڑے شوق سے دیکھتی نقاش نے اُسے کہا کہ کیا یہ بات آپکو پسند نہ تھی کہ اپنے بھائی کی شادی میں آپ بھی دھن نہیں تو شہزادی نے کہا کہ میں شادی کرنی پسند نہیں کرتی۔ کبھی شادی نہیں کروں گی۔ بن اینہا مان کے پاس رہوں گی۔ شہزادی نے اپنے کہنے کا پاس ایسا کیا کہ گو شادی ہو گئی مگر وہ اپنی ماں کے ساتھ رہیں ملکہ مظفر کے گھر میں داماد آیا مگر گھر سے بیٹی نہیں گئی۔

شہزادی بیاترٹس علم مسیحی میں کمال رکھتی تھیں۔ خوب گاتی تھیں۔ نئے وزعمے و گیت تصنیف کرتی تھیں۔ وہ آرٹسٹ بڑی تھیں۔ انہوں نے ایک کتاب میں روغنی تصویریں بنائی تھیں۔ وہ خوب فروخت ہوئیں۔ اُسکے نفع کی جو ایک رقم کثیر حاصل ہوئی تو وہ بچہ کنگ لیک اسپتال میں دیدی جس کی وہ پریسیڈنٹ تھیں۔

وہ اپنی ساری ذمانت لیاقت ظرافت و ذکاوت اپنی ماں کے خوش رکھنے میں خرچ کرتی تھیں ایک مطلق العنان بادشاہ بھی انکو یہ ترغیب نہیں دے سکتا تھا کہ وہ اپنی نمان سے اور اپنے عزیز گھر سے جدا ہوں اس خیال کا نوروز اس سبب سے مشہور ہو گیا کہ شہزادی بیاترٹس کی قرابت نسبت دفعہ شہزادہ ہنری بیڈن برگ سے ہو گئی جو چھوٹا بھائی شہزادہ لوئس کا تھا جسکا بیادہ ملکہ مظفر کی نواسی و کٹھنیا شہزادی ہسی سے ہوا تھا۔ چودہ برس سے یہ شہزادی ملکہ مظفر کے ساتھ ہر دم رہتی تھی وہی ماں کی جلیس انیس مہم تھی جو انکے ولی کو خوش رکھتی تھی۔ اسلئے ان میں جدائی کا ہونا مشکل تھا۔ شہزادہ ہنری کی آمد فی ایسی نہ تھی کہ وہ جدا شانانہ گھر بند کے رہتے اسلئے ضرور تھا کہ وہ ملکہ مظفر کے خانہ دلہا ہوتے۔ اس شادی کے مشہور ہونے سے تمام خاندان شاہی کو اور کئی لوگوں کو حیرت ہوئی۔ اس ملک میں ہر وہی پُرانا قصب ظاہر ہوا کہ جس شہزادی کو جینر گورنمنٹ کی طرف سے ایسی شادی خاندان

شاہی سے باہر نہیں ہونی چاہیئے۔ شہزادی لوئیز کی شادی مارکویٹس لورنگ ہوئی ہے اسوقت اس لعصب کا زور ایسا نہ تھا جیسا کہ اب وہ ہو رہا تھا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ مارکویٹس لورن تو بڑے عالی خاندان باپ کا بیٹا تھا۔ اسکے خاندان میں کسی بٹے کے لگنے کا شبہ نہیں ہو سکتا تھا اسکے برخلاف شہزادہ ہنری بیٹن برگ کی کیفیت تھی کہ اسکے باپ جس عورت سے شادی کی تھی وہ پولینڈ کی ایک یہود کی پوتی تھی۔ اور اس یہود نے اس خاندان کی ادنیٰ ملازمت اختیار کی تھی۔ یہ مشکل بات تھی کہ عوام الناس یہ سمجھتے کہ ایسی شادی مناسب تھی۔ اس سے شرافت خاندان کو ہٹ لگتا تھا کہ ایک کمینہ عورت اسکے ازدواج میں داخل ہو۔ اس سبب سے خاندان شاہی میں ناراضی پیدا ہوئی کہ شہزادہ ہنری خاندان شاہی کے دائرہ میں داخل ہو جب سنڈنگھم شہزادہ ایلبرٹ و کٹرولیز کی کونفریشن کی تقریب ہوئی تو ملکہ مغظمہ اور شہزادی بیٹریس اس میں نہیں شریک ہوئیں وہ اسوقت اس یہود میں تھیں۔ یہ بھی مشہور ہوا کہ جب انگلینڈ سے شہزادہ ہنری روانہ ہوا ہے تو شہزادہ ویزمنس اس قرابت نسبت کی مبارکباد نہیں دی بلکہ مغظمہ نے ۲۷۔ جنوری کو اپنی پرائوی کو نسل کو بلایا۔ اس میں اس شادی کی حسب ابطہ منظوری ہو گئی۔ *

راج کی ابتدا میں ملکہ مغظمہ نے ڈارم سٹاٹ جانیکے انتظامات کیے۔ مگر انکے انتظامات میں خلل یوں پڑا کہ گرینڈ ڈیوک ہسی کی ماں شہزادی چارلس کا انتقال اسلئے یہ قرار پایا کہ وہ اول ایکس کیس میں جاتیں اور پرتی دفعہ ڈارم سٹاٹ میں جاتیں۔ وہ ۳۱۔ مارچ کو وڈنسر سے روانہ ہوئیں اور ایکس کیس میں ایک نہایت خوشنما مکان میں فروکش ہوئیں ملکہ مغظمہ ان قبیل کے دونوں روس اور افغانستان کا سرحدی فیصلہ خلل انداز ہوا۔ جب وہ روانہ ہوئیں تو مراسلات کے عند وقوع کے ڈیہیر انکے ساتھ گئے۔ ایک دن میں پچاس تار سائی فر (تھوہ علامات) میں آئے۔ جن کے جواب انہوں نے بھیجے۔ ڈارم سٹاٹ میں وہ پہنچنے نہ پائی تئیں کہ انکو اس کام کے سبب سے وڈنسر میں واپس آنا پڑا۔ پہرہ ۲۳۔ اپریل کو ڈارم سٹاٹ میں تشریف لے گئیں۔ ۲۷ مئی سن ۱۸۷۰ کو وڈنسر میں آئیں۔ ۱۲ مئی کو قصر کینگم کی ڈرائنگ روم میں جلسہ کیا مگر اس میں زیادہ ویر تک شمیری نہیں اپنی جگہ شہزادہ ویزمنس کو مقرر کر کے چلی گئیں۔ *

۱۴۔ مئی کو کانس ہوس میں مسٹر کلیڈ سٹن نے رزلویشن پاس کر لیا کہ شہزادی بیٹا کس کو چھ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ ملا کرے اور ہوس کے راضی کو نیچے بیٹے یہ وعدہ کیا کہ لہنسٹ کے دوسرے اجلاس میں ایک کمیٹی مقرر کی جائیگی کو خاندان شاہی کے وظائف کے لیے تجاویز و تدابیر کرے گی۔ اس رزلویشن کی مخالفت میں وہی پہلی وجہ پیش ہوئی کہ ملکہ مغظمہ ایسی دولت مند ہیں کہ اپنے کنبے کا خرچہ آپ چلا سکتی ہیں۔ لاجپور صاحب نے یہ استدلال کیا کہ ملکہ مغظمہ کو ہرگز یہ استحقاق نہیں ہے کہ وہ بادشاہ کی آمدنی کی وارث ہوں۔ یہ عذر کہ انہوں نے اپنی آمدنی کو سولسٹ (وظائف شاہی) کے ڈیڑھ حصے ضعیف ہو کر یہ امر تحقیق ہے کہ ملکہ مغظمہ نے ۱۸۳۳ء میں لہنسٹ کو ملنے کی وقت پرچ میں فرمایا تھا کہ میں اپنی موردی آمدنی میں سلیم جو مجھے پہلے بادشاہ پبلک کے حوالہ کر گیا ہے میں تمہارا حوالہ کرتی ہوں۔ اہلی اس فیاضی کا فقط شکریہ ہی نہیں ادا کیا گیا بلکہ اسے عوض میں سولسٹ (وظائف شاہی) کا اقرار کیا گیا۔ یہ بات بالکل فراموش کی گئی کہ ملکہ مغظمہ کو اپنی ذاتی آمدنی سے ڈیڑھ لہنسٹ شہزادہ لوئس شہزادہ ہنری شہزادہ کرشچن کے کنبوں کا خرچ دینا پڑتا ہے۔

۲۲۔ کو اولیائے دولت بالموویل میں گئے۔ روس کے جگہ رٹے ختم ہو گئے تھے اس لیے ملکہ مغظمہ کو اپنے ایام تعطیل میں فراغت سے مانی لینڈ کی سیسرور پہنچنے کا موقع ملا تھا انہوں نے اپنا زیادہ وقت اس میں صرف کیا کہ وہ کسانوں کے گھروں اور بھونپڑوں میں جا تیں اور ان کا حال پوچھتیں۔ اپنی سالگرہ کے دن اکثر ان کسانوں کو فیاضانہ بخششیں عطا کیں۔ انہوں نے اپنی گھر سے دریائے ڈینی کا پل اور چلائی میں تعمیر کرا دیا۔ جب ملکہ مغظمہ نبوہ ہوئی تھیں وہ اس کو کچھ گھر دوڑ کے ہشت مین بالموویل کے رہنے کو دوسرے رہنے پر ترجیح دیتی تھیں۔ پروشکا کا شہزادہ فرڈرک چارلس دفعۃً ستاون برس کی عمر میں مر گیا۔ جسے سب سے ملک جرمنی ایک بڑے شجاع و لاؤند بر سے خالی ہو گیا۔ اور اس نے انگلینڈ میں اولیائے دولت کو اپنا ماتم دار بنایا۔ ۱۷۔ اس کی ماتم داری کا حکم ہونا چاہیے تھا مگر غلطی سے ۱۸۔ کو یہ حکم ماتم مشہر ہوا جسے سب سے ایکوٹ کیا گیا۔ گھڑوڑ میں شاہی جیکوس دوپہر کے بعد موجود تھا جو برکن کے کورٹ کو ناگہان گرا اور ملکہ مغظمہ کو بھی اسے بڑی تکلیف ہوئی کہ شہزادہ ویز اس حادثہ کے بعد گھر نشین نہیں گئے۔

اولیائے دولت و بجلانی کو اوسبورن میں آئے۔ ملکہ مغظمہ اس شادی کا نظام خود کرنا چاہتی تھیں۔ شادی کا ویپ پنگ پیرس کے چرچ میں قرار پایا تھا۔ یہاں کوئی شادی اس قسم کی پہلے تو ہوئی نہیں تھی کہ اسکا سامان یہاں موجود ہوتا۔ کل سامان کے جمع کرنے میں متغلبین کو سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ اور یہ تکلیف اس سے اور بھی زیادہ ہو گئی کہ ملکہ مغظمہ کو ہر روز نئے حکم آتے تھے معمولی رسومات کے موافق ۲۳ جولائی کو نکاح ہو گیا۔ شادی میں شانانہ سامان ہوا تھا۔ بیاہ کے بعد ملکہ مغظمہ نے داماد شہزادہ ہنری کو اور ڈرافٹ گارڈ عنایت کیا۔ اور وائل کنبے میں نامٹ کا خطاب اور دیابو آب تک خاندان شاہی میں سے کیونکہ نہیں دیا گیا تھا۔ جولائی کو اس خطاب کا اسٹیمارگرٹ میں دیا گیا۔

جب پارلیمنٹ بند ہوئی تو ۲۵ اگست کو اولیائے دولت بالمدیل میں وفاق افروز ہوئے۔ شہزادی بیاترس اور انکا شوہر دونوں ہمراہ تھے۔ ان دونوں کے ساتھ ملکہ مغظمہ ہیدل ہر تین اور شہزادہ جب انکے ہمراہ نہیں جاتا تو ہرنون اور بیلہ سیگنوں کا شکار کریں۔ دل بہلاتا تھا۔ ۱۹ نومبر تک ملکہ مغظمہ کا بالمدیل میں قیام رہا۔ اور ہرومان سے وڈسر میں تشریف لائیں۔ یہاں جو سپاہ سوڈان سے آئی تھی اسکو نئے عنایت کیے۔ ۱۸۔ وکبر کو وڈسر سے اوسبورن میں آئیں تو یہاں انکو معلوم ہوا کہ شہزادہ ہنری کو جو اعزازی خطاب شانانہ عنایت ہوئے تھے وہ برلن سینٹ پیٹر برگ روانہ نہیں ہوئے۔

۱۸۸۶ء عیسوی

جنوری ۱۸۸۶ء میں ملکہ مغظمہ نے بنفس نفیس پارلیمنٹ کو کھولا۔ جب وہ قصر بنگم سے ویسٹ منسٹر کو آئی میں توراہ میں آدمیوں کی بڑی بھیڑ بھاڑ تھی اور خیر مقدم کی آوازیں کا وہ زور شور تھا کہ ان کے پردے پٹے جاتے تھے۔ پیر و پیرس کے بڑے پر تکلف لباسا فخر ہو س کو زینت زینت دے رہے تھے۔ جب ملکہ مغظمہ داخل ہوئیں تو شہزادہ ویز اپنی کرسی سے اٹھے اور اپنی مان کا ہاتھ ہونٹوں کو لگایا۔ ملکہ مغظمہ نے انکی طرف خوش ادھرکت کی۔ وہ سپاہ لباس پہنے ہوئے اور کوہ نور لگائے ہوئے تھیں۔ انہوں نے اپنی سیج لارڈ چنسلر کو دی اور اسے سیج کو اچھی طرح چڑھا

ملکہ مغظمہ کا بالمدیل میں رہنا

پارلیمنٹ کا کھولنا

جب ملکہ معظمہ اپنے قصر محلے کو واپس آئیں تو بھی آدمیوں کا جھوم اور خیر مقدم کا غل شور ایسا ہی تھا جیسا کہ جاتے وقت تھا۔

طبیعیوں اور جراحوں کی تعلیم کے لئے ایک روائل کالج قائم ہوا تھا اسکے امتحان کے کمرے کی سبسیاؤ کا چھر ملکہ معظمہ نے رکھا۔ ایک بڑا کشادہ شامیانہ لگایا گیا جس میں ہزار آدمی بیٹھ سکیں۔ اسمین اول نماز پڑھی گئی۔ پھر زمرہ سرانی ہوئی۔ کلج کے پریسیڈنٹ ڈاکٹر جین نے ملکہ معظمہ کے سامنے ایڈریس پڑھا۔ انہوں نے اسکا جواب یہ دیا۔ آپ لوگوں نے سرزمین پریسیڈنٹ کلج کے ساتھ ملکر کوششیں کیں جسکے سبب یہ مال قائم ہوا ہے مجھ پریسیڈنٹ سے مدد توں سے ذاتی واقفیت پر وہ اپنی اعلیٰ درجہ کی لیاقتوں اور علمی دور بینی کے سبب سے ان بزرگوں کے درجہ میں داخل ہوا ہے جو انسان کو نفع پہنچاتے ہیں۔ اس مال کے حالات میں بہت سے کاغذات بھی پڑھے گئے۔ ملکہ معظمہ نے ان سب کو لے لیا۔ بنیاد کے پتھر پر لکھا تھا کہ وکٹوریہ ملکہ بھٹانیہ عظم و کیرلسنڈ و ایمپرس ہند نے اپنے ماتحتوں سے یہ پتھر رکھا۔ ۲۷ مئی ۱۸۸۷ء

شہزادہ ویکٹوریہ کو بنیادی پتھروں کے رکھنے کا بڑا اجر ہوا تھا انہوں نے اپنی ماں کے ہاتھ سے یہ پتھر ٹھیک ٹھیک رکھا دیا۔

اسی دن دوپہر انسٹی ٹیوشن ہل پر سواری میں ملکہ معظمہ جاتی تھیں کہ ایک آدمی نے بیٹیا پر سے ٹکرا اور سواری کے پاس آنکر اسمین کا غدھینکا جو فوراً سواری سے باہر پھینک دیا گیا۔ سائل اسکو اٹھا رہا تھا کہ تماشا بینوں اور پولس نے آنکر اسکو گرفتار کر لیا۔ اس شخص نے پولیس میں اپنا نام طامس بروٹ بتایا۔ اسکی عمر تقریباً ۳۵ برس کی معلوم ہوتی تھی۔ کاغذ جو اس نے پھینکا تھا اسمین لکھا تھا کہ میں سپاہ میں نوکر تھا وہاں سے موقوف ہو کر پاگل خانہ بھیجا گیا پاگل خانہ سے چھوٹ کر پھر نوکر ہو گیا۔ اپنی پہلی موقوفی اور اسکی علت کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ تحقیقات کر کے معلوم ہوا کہ کورٹ مارشل میں اسکی روبکاری ہوئی تھی اور وہ نوکری سے بغیر منشن موقوف ہو ا تھا۔ اسکی یہ درخواست تھی کہ میں نے ۲۳ برس ملازمت کی ہے میری منشن ہوئی چاہیے موقوفی کے بعد وہ دوبارہ پاگل خانہ میں کچھ دنوں رہا تھا۔ ڈاکٹروں نے اسکی دیوانگی کے جاتے

ملکہ معظمہ کا دل گھبرا گیا وہ کچھ گھبرا

ایک آدمی کا ملکہ معظمہ کی سواری میں کافر پھینکا

رہنے کا سرٹیفکٹ دیا مگر اسکا عام چال چلن اچھا تھا ایسے وہ رکھا گیا گیا۔

۱۸۸۳ء سے لندن میں نمائشوں کا ایک تار لگا ہوا تھا۔ سب سے اول نمائش مچھلیوں کی ہوئی۔ اسکو ملکہ منظر کھیلنے شہزادہ ویلز نے کھولا۔ اس نمائش میں فرانس اور ندرلینڈ اور سکوت لینڈ اور شمالی انگلینڈ کی مچھلی والیان خوب اپنا بناؤ سنگار کر کے آئی تھیں۔ نمائش کے احاطہ میں برقی روشنی کی کئی تھی۔ فوارے چھوٹے رہے تھے۔ باجے بچ رہے تھے۔ مچھلیوں کے متعلق ساری صنعتیں اور کاریگریاں موجود تھیں۔ قسم کی اور ساری قوموں کی کشتیاں موجود تھیں جو مچھلیوں کے پکڑنے کے کام آتی تھیں۔ ان میں ایک پرانی کشتی دو سو برس کی تھی جس میں جہیز اول شاہ انگلینڈ میچکر دریائے ٹیمس کی سیر کیا کرتا تھا۔ اسپرکٹ کیا ہوا تھا وہ بڑی شاندار کشتی تھی۔ مچھلیوں کے پکڑنے کے سارے آلات اور تمام کرتب دکھائے گئے، یہاں بڑی بڑی مادریسیاں جو محفوظ امانت رکھی گئی تھیں وہ دکھائی گئیں۔ غرض اس نمائش میں ایسے تماشے کیے گئے جو نگاہیں میں پہلے کبھی نہیں کیے گئے تھے۔

۱۸۸۳ء اور صحت کی نمائش ہوئی جس میں عوام کو صحت کا علم سکھایا گیا۔ اسکا بیان ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

۱۸۸۴ء میں ایجادات، اختراعات کی نمائش ہوئی۔ اس میں خیالات جدید کی توضیح ہوئی اور ہر ایجاد کی ترقی کا بیان ہوا۔ ان نمائشوں میں ہر نمائش لندن کا قدیمی بازار کا بنا ہوا دکھایا گیا۔ اس میں دو کانون کے قدیمی سائن بورڈ لگے ہوئے تھے۔ اور ان میں کاریگر اپنے اپنے لباسوں میں کام کرتے ہوئے دکھائے گئے تھے۔ عوام الناس کو زمانہ گزشتہ کی حالت کا اس طرح دکھانا ایسا عام پسند تھا کہ تماشائیوں کا ہجوم اس کے گرد لگا رہتا تھا۔ نمائش میں قصباتی و ناطقی آدمی ریل میں تھوڑا کر ایچ کر کے بہت آجاتے تھے۔ غرض جو لوگ صرف اپنی آنکھ سے تعلیم پانا چاہتے تھے ان کے لیے نمائشوں میں بہت سامان موجود تھا۔ نمائش گاہوں کا ہر مرد و معائنہ و ہر شہزادہ و ہر اوردان شاہی تھا جو اپنے باپ کو ان نمائشوں کا رتبہ جانتا تھا۔ ہر میٹھ نے اس کام میں اپنے باپ کی قائم مقامی کر کے بڑی ناموری حاصل کی۔

۱۸۸۶ء میں ہر مئی کو کوئٹل اور انڈین (ہندوستانی) نمائش کو کن سنگلٹن میں ملکہ منظر نے

خود کہو لا۔ اس نمائش کی ترقی کے اصل بانی مبانی شہزادہ ویز تھا جو نمائش کے مکان میں ملکہ معظمہ کو لے گیا جس میں ان کے گرد نفیران بحین تاشایون نے بڑے زور شور سے چیر زدیئے۔ امرائے اعظم کے گروہ میں ڈیوک و ڈچس کون ناٹ موجود تھے۔ انہوں نے ملکہ معظمہ کی دست بوسی کی۔ ملکہ معظمہ نے اُن کے رخساروں کے بوسے لئے۔ انکو شہزادہ ویز تخت گاہ پر لگیا جو ان کے لئے بنایا گیا تھا وہ آپس زینت افزا ہوئیں ایک رمزہ انگریزی میں دوسرا سنسکرت میں لکایا گیا۔ ملک الشعراء ثونی سن کی یہ نظم گائی گئی جسکا ابتدائی اشعار کا مضمون یہ تھا کہ ہم سب ہم آواز ہو کر برطانیہ کو مبارکباد دیں کہ ہم تیری بہبودی سے خوش ہوتے ہیں تیرے بیٹوں اور بہائون نے جزیرہ ریس برعظم سرانگریزی منطقی سے بحری بیڑی کو ہستانی معدنی ارضی کل شاندار شہ پار اور دماغون و ماتھون کی نازک صنعتکاران بھی ہیں۔ یہ نظم ترجیع بند ہے جس کی ٹیپ یہ ہے کہ ”اہل برٹن تم اپنے محافظ ہو خدا سب کا محافظ ہے“ ملکہ معظمہ ہر شعر سنکر مسکراتیں اور تالیان بجا تین شکر یہ ادا کرتیں ۛ

شہزادہ ویز نے ایڈریس پڑھی اور اس میں اس نمائش کے صفات و مقاصد بیان کیے تو حضرت علیا ایستادہ ہوئیں اور یہ جواب دیا کہ تم نے جو ایڈریس پیش کیا اس سے میرا بہت ہی نل خوش ہوا میں نے بڑی سرگرمی اور نہایت دلچسپی کے ساتھ اس ترقی کو دیکھا جو تم نے ان فرایض کے ادا کرنے میں کی ہے جو روائل کمیشن نے تم کو سپرد کیے تھے۔ اور مجھے دلی مسرت اس لئے حاصل ہوئی کہ اس شاندار نمائش کے لئے تم نے متواتر علی الاقوال و انانی کے ساتھ کوششیں کیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کامیابی حاصل ہوئی۔ تم نے جو اہم کام کی نمائش کے رسوم کے حالات بیان کیے ہیں اس سے میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔ تم نے اپنا جو یہ یقین بیان کیا ہے۔ میں اس میں تمہارے ساتھ متفق ہوں کہ اگر میرا پیارا پیارا آج زندہ ہوتا تو نہایت دلچسپی سے وہ اپنے خیالات کے مظاہر کو دیکھتا تو بہت خوش ہوتا۔ اور میں اس پر اور اضافہ کرتی ہوں کہ انکی یہ خوشی اس بات کے دیکھنے سے دو چند ہو جاتی۔ ان نمائشوں کے باب میں جن باتوں کا موجد تھا انکا بادی و رہنما میرا بیٹا ہے میں اپنے سچے دل سے آپکی اس دعا میں شریک ہوتی ہوں کہ اس کام کے ختم یا کرنے سے تجارتی دنیا کی اور میری سلمہ کے تمام حصوں میں آگورفت و ملاپ جلاپ کی تحریک ہو اور اس عافیت و صنعت کاری و محنت شکاری کی تقویت ہو اور میری سلطنت کے ہر حصہ میں اتفاق موجودہ میں اتحاد کی بندش نہ

اسکے بعد لفریون کا آواز بلند ہوا اور لارڈ چیمبرلین نے پکار کر حکامکے نمائش کھولی جا۔ آج شب کٹر بری نے دعا مانگی اور خدا کی حمد گائی۔ میڈم لپسنی نے گیت گایا۔ گھر مٹھا گھر جگا اثر لوگوں کے دلوں کو ہلائے دیتا تھا۔ ملکہ منظمہ تخت پر سے اٹھیں اور ساری نمائش گاہ میں پھریں۔ ہندوستانی اپنی نسق برق پوشا کین پہنے اپنی قصیدہ ہند کو جگ جگ سلام کرتے تھے اور وہ نظر التفات دیکھ کر انکے سلام کا جواب دیتی تھیں۔ اس نمائش میں پوری کامیابی ہوئی ملکہ جس طرح آتی تھیں اسی طرح گئیں۔

چند روز کے بعد ملکہ منظمہ لورپول تشریف لے گئیں جہاں انہوں نے بحری تجارتی محنت پر دہائی صنعتکاری کی نمائش اور اسی کو کھولی انکے واسطے نمائش گاہ میں ایک تنگ گاہ بنایا گیا تھا تینوں طرف شاخوں کے گرد موجود تھے۔ جب وہ تخت گاہ پر جلوہ افروز ہوئیں۔ تو میر نے انکے روبرو ایڈریس پڑھا اور کیس کیٹ (صندوق) میں بند کر کے نذر دیا۔ ملکہ منظمہ نے ایڈریس کا جواب نہایت خوش آوازی سے دیا۔ اس میں اس نمائش کی کامیابی پر اپنی نہایت خوشی ظاہر کی نماز پڑھی گئی۔ زمرہ سرفروشی ہوئی۔ لارڈ میر نے ملکہ منظمہ کے ہاتھ میں زرین کلید دی جبکہ انہوں نے فضل میں لگایا۔ لارڈ گرین ویلکے آواز بلند حکام ملکہ منظمہ کے حکم سے نمائش کھولی جاتی ہے۔ تو پون کی سلامی ہوئی۔ بابے خوب بچے میر کو ملکہ منظمہ نے نائٹ کا خطاب دیا۔ شام کو لورپول میں روشنی ہوئی اور لارڈ میر نے ٹون ہال میں دعوت کا جلوس ہم کیا۔ ۱۲۔ کو ملکہ منظمہ نے لورپول کے بازاروں کی سیر کی۔ دکانوں مکانوں کی خوب آئین بندی تھی سینٹ جارج ہال کے آگے ایک نشست گاہ پانچزار آدمیوں کے بیٹھنے کیلئے بنائی تھی۔ پھر تجارت اور دوستانہ سوسائٹیوں کی برات سولہ ہزار آدمیوں کی تھی۔ جسکے ساتھ باجے بجاتے تھے اگرچہ موسم گرم آلود تھا۔ مگر اس سے کچھ حرج نہیں ہوا۔ تین بجے ملکہ منظمہ سوار ہو کر بازار میں گئیں چاروں طرف چیز زکاغل شور تھا۔ لورپول کی گورڈیشن نے ایڈریس دیا۔ ملکہ منظمہ ایک جہاز میں سوار ہوئیں اور ان جہازوں کا ملاحظہ فرمایا جن میں لوگوں کو جہازدانی کی تعلیم ہوتی تھی۔ لورپول کے بچوں کو سو پونڈ ملکہ منظمہ نے عنایت کیے اور لیڈی بیڈ کلف کو ہیرے لگے ہونے کے بڑے قیمتی دیئے۔ ان تین دنوں میں ملکہ منظمہ سیر کر فیسے بہت تنگ گئیں مگر اس سے خوش بہت ہوئیں۔ ۱۳۔ کو وہ لورپول سے روانہ ہوئیں۔

۳۰۔ جون کو ملکہ مغظمہ نے روائل ہوٹل کالج کو کھولا اور عورتوں کی تعلیم کے لیے
 نٹ لی اگ ہم مین قائم ہوا تھلا مسٹر ہوٹل کو نے اپنی فیاضی و دریا دلی سے ڈھائی لاکھ پونڈ خرچ
 کر کے اس کالج کی عمارت کو بنایا تھا۔ اس میں سارا سامان آسائش و آرام ان نوجوان لیڈیوں کے
 لیے مہیا کیا تھا کہ فن ڈکٹری کی ہر فرع سے فائدہ حاصل کرنا چاہیں۔ جب ملکہ مغظمہ کالج میں
 داخل ہوئیں تو مسٹر نورمن ہوٹل کو نے انکا استقبال کیا۔ اور ایک مجمع امر کے عظیم کانکے ساتھ
 تہا وہ ملکہ مغظمہ کو چیمپل مین کے گئے جہاں اس رسم کا دوا ہونا مقرر ہوا تھا۔ اول دعا مانگی گئی
 پھر زمرہ سرانی خوب ہوئی۔ تصویروں کی گیسری کا ملاحظہ ہوا کالج کے کونے کے لیے ایک کچی
 سینے کی بیسی پر تکلف مکمل بالماس بنائی گئی تھی وہ ملکہ مغظمہ کو دی گئی۔ ملکہ مغظمہ کالج میں پھر
 سخت گاہ پر رونق افروز ہوئیں تو مسٹر ہوٹل کو نے ایڈریس پڑھا۔ جسکا انہوں نے یہ جواب یا کہ کالج کے
 گورنروں اور ٹریشیوں کی طرف سے جو ایڈریس دیا گیا ہے میں اسکا شکریہ ادا کرتی ہوں اس وسیع
 عمارت کے کونے میں اس بات کے اقرار کرنے سے مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ تم نے وہ خود بخود
 فیاضی اور سخاوت سے ایسا کام کیا ہے جس سے عام فائدہ ہوگا۔ میں بخوشی تم کو یقین دلاتی ہوں کہ
 کالج کا انتظام جن منتظمین کو سپرد ہونے والا ہے اسکا انجام نیک ہوگا۔ مجھے قومی امید ہے کہ مطلب
 و مقصد کے لیے تم نے اس کالج کی بنیاد ڈالی ہے انکو کامیابی کا صلہ ملے گا۔ اسل کیمرہ نے پکار
 کہا کہ ملکہ مغظمہ حکم دیتی ہیں۔ کالج کھولا جائے۔ یہ کہتے ہی بغیر بان بیچنے لگیں اور دعا مانگی گئی۔ اور
 کام ختم ہوا۔

۳۱۔ نومبر ۱۸۸۶ء شہزادی بیاترٹس کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام ایک منڈر البرٹ
 رکھا گیا۔ اب ملکہ مغظمہ کی اولاد میں کوئی ایسا باقی نہ رہا جو صاحب اولاد نہ ہو۔ ایک عجیب کنفی کنفی
 جاتی ہے کہ ایک عورت تھی جو اپنی پیغمبری کا دعوے کرتی تھی۔ اُسے جارج اول سے کہا تھا کہ میں
 پیشین گوئی کرتی ہوں کہ تیرا گھر انا کہی اس سے خالی نہیں ہوگا کہ اُنکا ایک آدمی خداوند کے
 سامنے ہمیشہ نہ کھڑا ہو یعنی بادشاہ بنو۔ سو اُسکی پیشین گوئی پوری ہوئی کہ ملکہ مغظمہ کی اولاد
 انکی اولاد کی اولاد اس قدر ہے کہ کبھی سلسلہ سلطنت اُنکے خاندان سے منقطع نہیں ہوگا۔
 یہ ملکہ مغظمہ اور نیک البرٹ کے پیوند ہی کا نیک ثمر تھا کہ اُن کا نواسا جرمین کا ایسا شہنشاہ اور انکا

بیٹا انگلینڈ کا ارباب و شاہ ہوا کہ دنیا کے لیے رحمت آگئی تھا۔ ملکہ منظر نے شہزادہ ویز کی بیسویں سالگرہ کے دن لکھا کہ یہ ہمارے پیارے برٹی کی بیسویں سالگرہ ہے۔ میں خدا سے دعا کرتی ہوں کہ ہماری کوششوں کا ثمر یہ ہو کہ وہ نیک ہو۔ شہزادہ ویز شہزادیوں کی تعلیم و تربیت میں بڑی احتیاطیں اور نگہداشتیں کی گئی تھیں۔ مسٹر گرہیل اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ میں سنتا ہوں کہ ملکہ منظر نے اپنی قلم سے شہزادہ ویز کو یہ نہایت عمدہ خط لکھا ہے کہ میں تم کو طسلا دیتی ہوں کہ اب تم ولندین کی حکومت و سیاست کی ماتحتی سے باہر ہونے کا خیال کرتے ہو گے کہ ہم نے جو تمہاری تعلیم کا قاعدہ مقرر کیا تھا اس میں بڑی سخت گیری تھی مگر اس سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ تمہاری بھلائی اور بہبودی ہو۔ ہم یہ خوب جانتے تھے کہ تم آخر کو خوشامدیوں کے پھسلانے اور بہکانے میں آ جاؤ گے ہم یہ چاہتے تھے کہ تمہارے دل کو ایسا قوی کر دیں کہ خوشامد کا زور اس پر نہ چل سکے۔ اب تم اپنے تئیں خیال کرو کہ جو مختار ہو گئے ہو۔ تمہارے کاموں میں ہم اپنی مشورت کا زور خود نہیں ڈالیں گے مگر ان جب تم خود ہی ہم سے کسی کام میں صلاح و مشورہ کی استدعا کرو گے تو اس کے دینے میں ہم ہمیشہ آمادہ رہیں گے۔ اسی خوش اسلوبی سے بڑا طویل خط لکھا تھا جسے شہزادہ کے دلپر سحر کا اثر کیا وہ زار زار روتا ہوا اس خط کو جبرل و زلی کے پاس لگیا۔ اس خط نے بڑا ہی نیک اثر شہزادہ کے دل پر کیا۔

ملکہ منظر اپنے ایام المہتمیام میں بھی اپنے سب بھوتی بچی کی تعلیم میں بڑی خبر گیری کرتی تھیں۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتی ہیں کہ میں شہزادی بیاتریس کے ساتھ پائی اور نو بچاتی تھی۔ ملکہ منظر نے رحم دلی و کرم گسٹری ہر پردی کی مثال بنکر اولاد کو ان صفات کو سکھاتی تھیں اور سمجھاتی تھیں کہ تمہاری تعلیم سے میرا اہلی مقصد وہی ہے کہ تم اوروں پر لطف و کرم و احسان کرو۔ اسکی دو ایک کاپیتیں ہم نیچے لکھتے ہیں کہ انکے بچوں کی گورنس (انالیقہ) ایک سکولچ پادری کی دختر تھی۔ جسکا باپ مرگ چکا تھا اس بچہ ان لڑکی کے پاس خط آیا کہ اسکی ماں مرنے کو ہے۔ اس خبر سے اسکا دل اور بھی زیادہ اس سے ہو کھا کہ اسنے یہ خیال کیا کہ وہ اپنی قریب الگ ماں کے پاس نہیں جاسکتی۔ اس سبب سے وہ رونے لگی جب اسکی رحم دل شاگردوں نے یہ حال زار دیکھا تو وہ اپنی ماں کے پاس ڈھکی گئیں اور عرض حال کیا کہ ہمارا آستانی اس غم میں مبتلا ہو۔ ملکہ منظر یہ سننے ہی اسکو لکے کہ میں گئیں اور اس نو جوان بیٹی سے

کہا کہ تم فرما اپنی مان کے پاس چلی جاؤ۔ ان بچوں کا کچھ خیال نہ کرو میں خود انکو سبق پڑھا دوں گی اور تمہاری جگہ کام کروں گی۔ گورنس نے بشکریہ ادا کیا اور اپنی مان کی آخری زیارت کر کے واپس آگئی جب مان کی برسی کا دن آیا تو ہر اس کا غم کے مارے دل کا ہڑحال ہوا تو ملکہ مغلیہ اس کے پاس گئیں اور فرمایا کہ میں تم کو حکم دیتی ہوں کہ تم آج کا دن اپنی تنہائی میں بسر کرو اور غمگین تعطیل منلو۔ میں اپنے بچوں کا سبق آپ سن لوں گی اور یہ بھی فرمایا کہ میں تمہارے لیے ایک عطیہ لائی ہوں جس سے تم کو معلوم ہو گا کہ میں تمہارا اس غناک برس کو بھولی نہیں۔ یہ کہہ کر اس کے بازو پر ایک ماتھی بازو بند باندھا جسے اندر اس کی مان کے بالوں کی لٹ تھی اور اس پر اس کی مان کے مرنے کی تاریخ لکھی ہوئی تھی ۛ

دوسری حکایت یہ ہے کہ ایک مشہور صنّاع کی بہت خوبصورت لڑکی بیمار صاحب فرارش تھی ملکہ مغلیہ نے اوس برون سے اس کے پاس ایک صندوق گلدستوں سے بھرا ہوا بھیجا جس کے مرکز میں ستے ان کے ہاتھ کا بنایا ہوا اور اس کے گرد گرد گلدستے چھوٹی شہزادیوں کے ہاتھ کے بنے رہے رکھے تھے مریضہ کے پاس جب وہ صندوق آیا تو اس نے اس پر بڑا فخر کیا کہ ملکہ مغلیہ نے اس پر یہ مہربانی کی دو ایک شہزادہ بھی جب تک ماتھوں میں پہول لیے رہی اور یہ جہا کی کہ مجھے یہ ملکہ نے دوستانہ بھیجے ہیں۔ گو ملکہ مغلیہ کو اپنے کاموں اور کلام روحانی سے فرصت نہ تھی مگر پہر بھی انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس لڑکی کے باپ کے نام تعزیت نامہ لکھ کر بھیجا ۛ

وڈسیر میں ملکہ مغلیہ نے بہت سی یادگارین بنائیں جن میں سے بعض کا حال پہلے لکھ چکے ہیں۔ سینٹ جارج چپل میں پانچ یادگارین قائم کیں۔ اول اپنے باپ کی نہایت خوشنما مجلا مصفا سنگ مرمر کی پیکر مسلح ٹائٹ کے بناس میں قائم کی۔ جس پر یہ کتایہ تھا۔ "میں نے نیکی کے میدان میں جو لائیاں کیں اور اب دور ختم کی۔" دوسری اپنے سگے مامون شاہ لیڈ پولڈ کی جسکو وہ ہنبر لہ اپنے باپ کے سمجھتی تھیں۔ وہ ایک سنگ مرمر کی سٹے ٹیو تھی۔ تیسری اپنی سگی چچی ڈچس گلوسٹر کی۔ چوتھی اپنے سگے چچا شاہ ہیسنوک کی۔ پانچویں ایسی سینا کے بادشاہ تھیوڈر کے بیٹے کی۔ انگلینڈ میں اس نوجوان شہزادہ کا انتقال ہوا تھا۔ اس کی یادگار پر یہ کتا بہ لکھا تھا کہ "میں مسافر تھا مگر تم نے مجھے اپنا مہمان بنالیا۔" سارے کتبے کا ایک گروپ اور بہت سی تصویریں جو ان کی ذات اور ان کی سلطنت کے واقعات کو بیان کرتی تھیں بنوائیں۔ فرنگ مور میں شوہر کا سٹے ٹیو قائم کیا اور اس کے برابر اپنی سٹے ٹیو

کے قائم کر نیکے لیے جگہ خالی رکھی۔ اس متحیرے میں انکی اولاد کی یادگارین انکی بنوائی ہوئی ہیں اور پکے کرے میں ڈچس کنٹ کی سٹے ٹیو ہے۔ اوسبورن میں ملکہ منظر نے اپنے بچوں اور رشتہ داروں کے بہت گروپ اور سٹے ٹیو اور لٹ بنول کے رکھے۔ یہ سب ملکہ منظر کے ایام عیش و تہیام کو یاد دلانے میں ۱۳۔ مئی کو ملکہ منظر نے ملا حن کلمہ تمنا دیکھا پھر جہاز میں سوار ہو کر طر سی میں تشریف لائیں۔ پہلے شہر میں شوہر کے ساتھ آئی تھیں چشم غربت سے دیکھتی تھیں کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہو گیا پہلے میں سہاگن آئی تھی۔ اب بیوہ آئی ہوں۔ ۲۰ جون کو ایڈلر شوٹ میں دوسنر اس سپاہ کا معائنہ کیا اور ۵۔ جولائی کو ونڈسمر میں آئیں اور بہت سے ہندوستانیوں اور کو لونینوں کی دعوت کی۔ ۲۰ کو ونڈسمر سے اوسبورن میں آئیں۔ وزارت کی تبدیلی کے سبب انکو یہاں بہت کام کرنا پڑا۔ ۱۷ اگست کو اوسبورن ایڈنبرا میں گئیں۔ ۲۰۔ اگست کو بالموریل میں آئیں۔ ۲۴۔ نومبر تک یہاں رہیں جب انہوں نے ونڈسمر میں مراجعت کی تو راہ میں ایڈنبرا میں متنع اسراج مرلیضیوں کا اسپتال دیکھا۔ ۲۲ دسمبر کو جاپان کے شہر او سے اور شہزادی کو می آٹس سے ملاقات کی۔ ۲۹۔ کو اوسبورن میں تشریف لائیں۔ ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حال میں کس قدر انہوں نے سفر کیے۔

۱۸۸۷ء عیسوی

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ ملکہ منظر کو بالطبع بچوں کے ساتھ محبت کرنے کا شوق تھا۔ جب خود انکے اپنے بچے نہ تھے تو وہ اپنے محل میں غیر حرج بچوں کو جن کر کے انکو کھلاتیں اور اپنا دل بہلاتیں۔ جب ڈیوک و ڈچس کون ناٹ ہندوستان میں تشریف لائے ہیں تو اپنے بچوں کو ملکہ منظر کے پاس چھوڑ آئے تھے جسے انکا دل بڑا بہلتا تھا۔ ۲۰۔ مارچ ۱۸۸۷ء کو انہوں نے انکو اور اپنے اور بچوں کو گھوڑوں کے سرکس کے تماشے دکھائے کہ ایک آدمی دو گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر ایک ایک پاؤں رکھ کر گھوڑوں کی سٹیر وڈ کرتا تھا۔ پھر ایک عورت ۲۴ گھوڑوں کے آگے پچھے ایک قطار بنا کے اور انکی باگین ہاتھ میں لیکر دوڑاتی تھی اور کسی گھوڑے کو قطار سے باہر نہیں نکلتے دیتی تھی بیس عورتیں گھوڑوں پر سوار ہوئیں اور ایک مرد کو دیو سیکل بنا کے گھوڑے پر سوار کیا۔ انہیں ان عورتوں کے گھوڑوں کو کبھی شیر دیا کبھی لڑ دیا۔ کبھی سواروں کو گرادیا۔ پھر وہ سب بچوں کے چاروں کا شاد دیکھا۔ ہاتھیوں نے خوب تماشے

ملکہ منظر کا بچوں کو بہا کر لانا اور تماشے دیکھنا

دکھائے۔ ملکہ معظمہ خود بچوں کو شیرون کے بچروں کے پاس لے گئیں۔ اور ایک شیر کا چوہہ روکا بچہ لٹکے پاس لائے انہوں نے اور بچوں نے خوب اُس پر ہاتھ پیرا۔

۲۰ جون ۱۸۵۷ء کو ملکہ معظمہ کی سلطنت کا پچاسواں سال شروع ہوا۔ بمقتضائے طبع بشری انہوں نے یہ عہد شمار نہیں کیا کہ مین اس سال کے آخر تک زندہ رہو گی۔ اسلئے انہوں نے جشنِ جوبلی کے لئے جو پچاسویں سال ہونا چاہیے تاریخ ۲۰ جون ۱۸۵۷ء مقرر کی یہ سال ہی جوبلی سال سے شروع ہوا۔ کل انگلستان مین اس جشنِ عظیم کی تیاریاں بڑے ساز و سامان سے ہونی شروع ہوئیں۔ ہر شہر و قصبہ مین اس مطالبے کے لئے مجالس منعقد ہوتی تھیں کہ اس جشن کے لئے سالانہ شادی کیا کیا جائے ہر یہ خواہش تھی کہ اس جشن کی یادگار کے لئے ایسی چیزیں بنائی جائیں کہ جن سے فائدہ عام و نفع دائم ہو جیسے کہ لائبریریاں۔ ٹیون ہالس۔ میوزیم۔ اسپتال وغیرہ ہیں۔ شہزادہ ولین نے ایک پریسٹل انشٹیوٹ قائم کرنے کی تجویز کی جو قومی شان و شکوہ و عظمت و جلال کو دکھائے اور اسکے لئے بڑی سرگرمی سے چندہ جمع کرنا شروع کیا۔ عوام خواص سب نے اس تجویز کو نظر اتفاقات سے دیکھا۔ شہزادہ کی توجہ عالی سے پہلے چندہ کا فنڈ اسکے لئے کھولا۔

شروع سال سے ملکہ معظمہ نے بھی جوبلی کی طرف توجہ کی کہ انہوں نے آپ اپنا ماتمی لباس مٹون کے بعد ڈاٹا ڈالا۔ اور تنہا نشینی کو بھی ترک کیا۔ سب سے اول جشنِ جوبلی کی بسمِ ابد ہندوستان مین منی کہ اسکے لئے تاریخ ۱۶ فروری ۱۸۵۷ء مقرر ہوئی۔ ہندوستان کی تمام برٹش گورنمنٹ کی دارالسلطنت مین اور بڑے بڑے شہروں اور قصبوں مین راجاؤں مہاراجاؤں کی مدد و معاونت مین نو ابول اور رئیسوں کی دارالریاستوں مین ملک نو مفتوح برہما کی دارالحکومت منڈالا مین ہندوستان مسلمانوں وانگریزوں نے گھر گھر اس جشن کی خوشی منائی۔ رقص سرو کی مجلسیں چائیں اور نئے ساتھ وہیم و نا کی دعوتیں و ضیافتیں کیں۔ کبیل تماشے دکھائے۔ مدرسوں کے لڑکوں کو شیرینیان تقسیم ہوئیں۔ روشتنیان ہوئیں۔ آتش بازیان چھوٹیں صرف انہیں باقون پر پس نہیں ہوئی۔ ہمارا راجہ گوالیار نے اپنی رعایا پر ایک کروڑ روپیہ بقایا زر مالگزاری معاف کیا۔ اور حیدرآباد کے نظام آصف جاہ ہندوستان کی سرحد شمالی مغربی کی خوش اسلوبی سے استحکام اور محافظت کے لئے بیس لاکھ روپیہ سالانہ زمین برس تک گورنمنٹ انگریزی کو دینی کی درخواست کی۔ گورنمنٹ نے مغزین کو خطابات و اعزاز عنایت

فرمائے سپاہیوں کو لشکر و ن کو انعام دیئے۔ طلبہ کے وظیفے مقرر کیئے۔ کتب خانے کھلے۔ ہسپتال و انڈر کس دوائی خانے جو بی کی یادگار میں قائم ہوئے۔ جیلانیوں سے پچیس سو ارقیدری کا ہونے سے مبارکبادی کی ایڈریس میں آئی شروع ہوئیں۔ ۸۰۔ پانچ کو وڈ سر میں کینسر بری کی کون وڈکیشن نے ایڈریس ملکہ مظہر کو پیش کی۔ اسی ایڈریس نے اورون کو ایڈریس لینے کی راہ بتائی۔

۲۳۔ پانچ کو ملکہ مظہر میں لاکوٹس کھولنے تشریف لے گئیں۔ باوجودیکہ بجلی کو کل رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔ مینہ برس پڑا تھا۔ مگر آدمیوں کا ہجوم ملکہ مظہر کی سواری کے گرد شہر میں بے شمار تھا۔ انگریز سرمدم کا جوش و خروش عقیدت قلبی اور ارادت دلی سے ایسا تھا کہ کسی پہلے نہیں ہوا۔ جنوں پر سیر و کھی ہے۔ انہیں توڑے ہی آدمی ایسے بچے جو اسکو ہول جائینگے۔ یہ شہر ریڈیکل فریق کا تھا جو ہمیشہ حقوق شاہی میں رخنہ اندازی کرتا رہتا ہے۔ مگر اسوقت اسنے ملکہ مظہر کے ساتھ وہ حسن عقیدت و اطاعت ظاہر کی۔ ملک الشعراء نے جو بی کی نظم میں یہ اشعار لکھے۔
کیا فاصلہ پر گرج کی آوازیں پور ہی ہیں؟ کیا تاریکی میں بہت چل پھر رہے ہیں؟ روشنی کے خدا پر ہونے کو کہ آدمیوں کو ہدایت جب تک کرے کہ گرج غائب ہو۔ اور بھوت فنا ہو جو بی کے زمانہ میں روشنی فحیاب ہوتی ہے اور تاریکی روشنی بنتی ہے؟

۲۹۔ پانچ کو ملکہ مظہر وڈ سر سے پورٹس مٹھ کو گئیں۔ یہاں سے جہاز پر سوار ہو کر گئیں۔ میں گئیں۔ ۵۔ کہ وہ ایکس پریس میں گئیں۔ اور یہاں وہ اپنے ایک قدیمی مکان میں مقیم ہوئیں۔ یہاں ملاقاتی بہت کم آتے تھے۔ اسلئے وہ با فراغت خلوت میں رہتی تھیں۔ ۲۳۔ اپریل کو پوپ کی خاص اجازت سے ایک خاتواہ دیکھنے گئیں۔ جس میں عورت کے قدم رکھنے کی سخت ممانعت تھی۔ ۲۹۔ اپریل کو وہ وڈ سر میں واپس آئیں۔ ۳۰۔ مئی کو انہوں کو لونیو کے پریزیڈنٹوں (قائم مقاموں) کو بلایا۔ انہوں نے جو بی کی مبارکبادی دی اور اپنے ایڈریس میں بیان کیا کہ ہم چند آدمی تھے اب بڑھ کر ڈھ لاکھ ہو گئے ہیں۔ پھر دو لاکھ سے بڑھ کر نو لاکھ ہوئے۔ پہلے ہندوستان کی رعایا کو رڈچہ لاکھ تھی اب پچیس کروڑ چھ لاکھ ہو گئی ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے علاقوں میں بیس لاکھ آدمیوں کی آبادی زیادہ ہو کر ستر لاکھ ہو گئی ہے۔ ۹۔ مئی کو ملکہ مظہر نے قصر بنگلہ میں دوبار کیا جس میں ہندوستان کے کچ بھارت کے مہاراج اور انکی مہارانی اور مہاراجہ سر پرتاب سنگھ ملکہ مظہر کے روبرو پیش کیئے گئے۔

ملکہ مظہر کا بڑا بیٹا اور کتا صاحب کوٹا

۱۰۔ مئی کو ملکہ مظفر نے ڈرائنگ رومس کا جلسہ کیا۔ ۱۳۔ گوڈ ہٹ چیمپل مین میونی سپل پے لیس کو کھولا۔ انکی سواری کے گرد شرک پر دو طرفہ اول سے آخر تک آدمیوں کی ہیئر بہاڑ لگ ہی تھی سب تہنیت گویا خوشی خوشی پریان تھے۔ ملکہ مظفر عیشین ہوس میں لارڈ میئر سے ملنے گئیں یہ عجیب بات تھی کہ ملکہ مظفر تخت نشینی سے دو سال پہلے اپنی ماں کے ساتھ میونی سپل پے لیس میں آئی تھیں۔ پھر کبھی نعیم آمین۔ یا اب آمین۔ یہاں انہوں نے چار پی اور میز بانوں سے بڑے اخلاق اور تپاک سے طین اور رائے بائین کیں۔ ۲۰۰۔ کو اولیائے دولت بالکوبیل کو گئیں۔ یہاں پہاڑوں کو برف سے ڈھکا ہوا دیکھا۔ ۱۷۔ جون کو انہوں نے ونڈ سرین مراحت کی۔ ۱۸۔ جون کو کیسل میں ملکہ مظفر نے مہاراجہ ہلکر اندور سے اور ہندوستانی ریسیون اور ہندوستانی روسا کی فریڈیشینون سے ملاقات کی +

جشن جوہلی کی تاریخ ۲۱۔ جون شہ قور پانی تھی۔ لندن میں بڑے بڑے بازاروں کی آرہنگی اور آئین بندی بنیادوں فراشون گیس کی روشنی کرنے والین اور پہولون سے آہستہ کرنے والوں کو حوالہ ہوئی۔ انہوں نے اسکو زیب زینت دیکر ایسا بنادیا کہ ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص پہچان سکتا کہ یہ پہلے بازار میں۔ پچاس بیس پہلے کیا تاج پوشی کے دن یہ آرایش ہوتی تھی یا اب ہوتی جو پکار ڈلی کے بازار میں ایک جگہ یہ کتاب لگا ہوا تھا کہ "لے خدا تو اپنا قوی ماتھے پہیلا اور ملکہ پر اور سہک باپ واکا کے ملک پر اپنی رحمت اور برکت بھیج"۔ ایک اور جگہ یہ کتاب لگا ہوا تھا۔ "پچاس سال کی محبت کی کوڑوں پکار ڈلی گورنر رہا ہے"۔ ۲۰۔ جون سے آدمیوں کی آمد شروع ہوئی کہ دیکھیں ۲۱۔ کے لیے کیا کیا تیار کیا رویشینون کی ہوتی ہیں۔ صبح کو بہت سوچ کر ہی آدمیوں کی آمد کا طوفان سارے دار السلطنت میں چنگا ہر شخص ایسا بنانا سزا تھا جیسے کہ کسی تہوار بیاہ میں بننا سزا ہے۔ سواری کی گزر گاہوں میں جو آدمیوں کے بیٹھنے کے لیے نشست گاہیں بنائی گئی تھیں انکا گرایہ بڑا گراں تھا۔ جنہوں کو لکھو کر ایسے لیا تھا وہ صبح کو سویرے انکر انپر قابض ہو کر ان بیٹھے عجیب چل پل گما گئی تھی۔ ہر شخص شاد و شادمان پریان تھا۔ پولیس کا انتظام نہایت عمدہ تھا۔ قصر کنگم سے سواری کی روانگی ٹھہری تھی۔ نہان کچھ آرہنگی نہ تھی۔ مگر گارڈس اور بحری سپاہ روانہ نہ ہوئی خدمت گزاری کر رہے تھے کہ وہاں بھی بڑی زیب و زینت تھی۔ جب گیارہ بجے سواری کی روانگی کا وقت قریب آیا تو سارے تماشا خانہ چل

غبارہ اور اوہم چارہہ تھے خاموش ہو گئے۔ اور خدا کی سپاس گزاری کرنے لگے کہ تو نے اپنے فضل و کرم سے آج چارہی بڑھیا ملک کی سواری کو با تکرار اشتام قہر شاہی سے قدیمی آبروی میں بھجوا دیا۔ تو نے ہی اسکو اپنی سلطنت کا پچاسواں سال دکھایا۔

انگلستان کی تاریخ میں کل تین بادشاہوں ہنری سوم و آٹھ و ڈسوم و جارج سوم کی سلطنت کی جو لبیان ہوئی ہیں جن میں سے ہر ایک کے ساتھ میں کچھ کچھ خرشتہ اور مختصر لگا ہوا تھا۔ مگر ملکہ منظمہ کی جو بی بی کے دن سولہ اسکے کوئی بات و ہیماں ہی میں نہیں آتی تھی کہ انکی کرپادہ سلطنت میں انگریزوں نے روئے زمین پر سلطنت حاصل کی اور کوئی اپنی سلطنت کا حصہ کھویا نہیں۔ جسکے سبب سے وہ خدا کا احسان مانتے تھے اور فخر و ناز کرتے تھے۔

گریٹ پارک کی طرف ایک خلقت کا ہجوم تھا کہ ملکہ منظمہ نے انکو اپنے محل کے ایک دروازے میں سے بھاٹکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی رعایا کی نشاط و انبساط دیکھنے کی کیسی شائق تھیں۔ خلقت نے انکو دیکھ کر چیز کی وہ دم و دام چانے میں زبانیں کھول دیں۔ اس طرح سواری کی روانگی سے پہلے چیز کی وہ دم و دام چکی۔ گیارہ بیٹے خدا ملکہ منظمہ کو سلامت رکھے کے گانے کی آوازوں نے بتلایا کہ سواری کے جلوس نے حرکت کی۔ اس جہاں اس کے اول حصے میں بلجیم کا بادشاہ اور اسکی ملکہ اور سیکنڈی، ڈنمارک، گریس غیرہ کے بادشاہ تھے اور ہندوستانی رؤساء جو زرنگار لباس پہنے ہوئے گاڑیوں میں بیٹھے تھے۔ اور انکی دستاروں میں الماس جو اہل کواہم تھے۔ وہ بڑا دور دراز کا سفر کر کے اس جشن مسرتاک میں آئے تھے۔ انکو لوگ دل سے چیز دیتے تھے اسکے آدھے گھنٹے بعد جلوس عظیم روانہ ہوا جسکے انتظار میں تماشائی بیاباں ہو رہے تھے سواری کی گزرگاہ میں سپاہیوں کی جنبش سے جانا کہ بادشاہی سواری آتی ہے۔ اس حرکت و انتظار مناسب حال یہ اشعار کہے گئے کہ "ہمارے سر پر بیخ و الم کا سراگز گر گیا۔ اور انتظار کا موسم ختم ہو گیا۔ اپنی محبت کرنے والی رعیت کی آفرین و تحسین کی آوازوں میں ملکہ نے وہ پہ میں ہانوں رکھا۔ اسکے قدموں کے نیچے سبز زمین ہے اسکے سر پر نیلا آسمان ہے۔ وہ ان لاکھوں آدمیوں کی نظروں کے سامنے سے گزرتی ہے جو اسکی قلمروں میں چھائے ہوئے ہیں۔ اسنے ان سب کو ایک کر دیا ہے۔ جہاں تک کہ انکی سلطنت میں آفتاب گردش کرتا ہے وہاں ہر جگہ میں جو بی

ہو رہا ہے۔ دنیا کو اس کی عزت کرنے کیلئے آفتاب بیدار کرتا ہے۔ اس کی حشمت و شوکت و عظمت کو آفتاب طلوع و غروب ہو کر تاباں اور خشان کرتا ہے۔ اب خزان گئی۔ بہار آئی۔

افسروں کے حکم سے نفیر باندھ دیا۔ افسران و نقارے بیچنے شروع ہوئے۔ بہت سے بیٹے ایک وقت میں سرود سپاہیے۔ سفیروں اور بادشاہوں کی گاڑیوں کے سوار سب کی کھلی گاڑیاں تھیں۔ لائف گارڈس کا ایک دستہ اور کچاڈر پچیف کا زرق برق کا مشاف جلوہ میں تھما اور گاڑیاں حضرت علیا کی خاص ملازمین لیڈیوں کی تھیں۔ اسکے بعد شہزادہ و پرنس کے بیٹے اور شہزادیوں کے بھائی اور بہنوں کی تھیں۔ ملکہ معظمہ کے دربار مبارک کا انتظار لوگوں پر شاق ہو رہا تھا کہ انکی سواری کے گھوڑوں پر لوگوں کی نظر پڑی اور غل مچا کہ سواری یہ آرہی ہے اسکے دیکھتے ہی خیر مقدم کا وہ غل شور مچا کہ باجون کی آوازیں بھی نہیں سنائی دیتی تھیں۔ ٹوپیاں اور دمال وہ اچھل رہے تھے کہ چہر چرت ہوتی تھی۔ رعایا سلام کرتی تھی ملکہ معظمہ اپنا سر جھکا کر انکو مبارکباد دینے کا جواب دیتی تھیں۔ اس سے انکے دل پر بڑا اثر ہوتا تھا۔ انکے پاس انکی بڑی مٹی اور بڑی ہونٹھی ہوئی تھیں۔ انکو بھی تماشائی جن کا تانا میلاں تک لگا ہوا تھا چہر زو پتے تھے۔ جسکا غل شور برابر چلا جاتا تھا۔ ملکہ معظمہ کی سواری کے پیچھے انکے بیٹے اور داماد اور پوتے نو سے سواری تھے جن کو لوگ بڑے چیز دیتے تھے۔ اسکے پیچھے ہندوستانی سواری تھے آہی کے اندر بھی ایک عجیب تہ کا تاشا اور جادو کا طلسم تھا۔ جسکی تعریف نہیں ہو سکتی۔ آفتاب کی شامیں و روزوں کے شیشوں میں سے گزر کر چیزوں پر پڑتی تھیں وہ قدس قرع کے رنگوں کی نیرنگی دکھاتی تھیں۔ امرائے عالی خاندان و شہزادگان و الادودمان و اراکین سلطنت و ممبران پارلیمنٹ اضلاع کے حکام و سر شہر علماء فضلاء پروفیسر سحری و بری و وٹنیر سپاہیوں کے افسران سب آہی بہری ہوتی تھی اور بری پیکر لیڈیاں جنکے جال بالکال سے حسن سیرت جلوہ گر تھا ایسی کو زیبے زینت دے رہی تھیں۔ انکے رنگارنگ کے لباس نگارین میں کوئی رنگ نہ تھا جو اپنے تئیں چمکا تا نہ ہو پھر شہزادے امیرزادے و امیرزادیاں جلوہ افروز تھیں جن میں مہاراجی و مہاراجہ کوچ بہار اور کچھ کے مہارادو تھے۔ اور سب کے مہاراجہ ہلکے اندر تھے جن کی دستار الماس نگار ماہ و مہر کی طرح چمکے ہی تھی اور تین لودھ شاکر عالی قدر تھے۔ اور عالی جناب ابو نصر فرحان سلطنت ایران

نظام اور ہندوستان کے مابلی راجاؤں اور مہاراجاؤں کے بھیجے ہوئے نائب کیمل اور گمشدہ
شہزادہ چاپان اور چینی ملکہ ہونی رانی کالا کاڈ موجود تھے۔

جب ملکہ مظفر کی سواری ایسی میں داخل ہوئی تو لغیریان بچیں اور وہ اس شبن کی مرکز
بنیں جسکی طرف ہر شخص کی نظر کشکی باندھے دیکھ رہی تھی۔ جو وقت ملکہ مظفر نے ایسی میں قدم
رکھا ہے سب اہل مجلس تعظیم کے لئے سرود کھڑے ہوئے۔ انہوں نے تختگاہ کی طرف قدم رنجہ فرمایا
نماز شروع ہوئی ایک بعد میں سو کو اوزوں نے نغمہ سرائی شروع کی۔ جس میں ایک نغمہ پرش کون سو
اکی گھنٹہ سے گایا گیا۔ نئے افسوس ہو کر وہ اس وقت زندہ نہ تھے کہ اس شبن کی خوشی کو دچند
کر دیتے۔

جب سب ریجن ختم ہو چکیں تو ملکہ مظفر کے گرد ان کے اپنے خاندان کے شہزادہ و شہزادیاں
مہارک سلامت کہنے کے لئے اور اپنی محبت و یگانگی ظاہر کر نیکیئے آئے، اول شہزادہ دیلنے
دست بوسی کی۔ ملکہ مظفر نے ہنس کر ان کے رخساروں کا بوسہ لیا اور بعد ان کے اور شہزادے اور شہزادیاں
کو رنش تسلیم سجالا مین۔ ملکہ مظفر نے ان سب کو گلے لگایا جس ترتیب اور شان و شکوہ ترک و
بجھل سے سواری آتی تھی۔ ایسے ہی تھمرے کو سواری کروڑوں کے ساتھ واپس گئی۔

اس شبن میں ملکہ مظفر کی خدمت عالی میں سات سو سے زائد تحائف آئے جن کی نمائش
سینٹ جیس پولس کے میوزیم میں ہوئی۔ ان کے دیکھنے کے لئے بہت آدمی آئے۔ سو باندی ہاتھی
وانت صندل کے صندوقوں میں جو نہایت صنعتکاری سے بنائے گئے انہیں اٹھارے میں بند
ہو کر حضرت علیا کی خدمت میں بھی گئیں۔ شہنشاہ چین نے بہت بیش بہا تحائف بھیجے جن میں ایک
عصا تھا۔ ایک جوڑا قدیمی چینی برتنوں کا تھا۔ اور بعض سونے کاری کے کام کے عجیب و غریب تختے
تھے۔ ایک انگریزی کارخانہ داروں نے ایک گلاس دان بھیجا جس کی قیمت کسی سو پونڈ تھی وہ پانچ
فیٹ اونچا اور ۲۰ فیٹ محیط میں تھا۔ کسی شاعر کی پر تشبیہات شاعرانہ اس پر صادق آتی تھی کہ ایسے
اور کوئی تیرے تخت کے آگے تو کوئی پہول اور پھل جمع ہونے میں اور دھانوں کے مجمع میں
لغیریان بچ رہی ہیں اور تحمین آفرین کا شور مچ رہا ہے۔

جوبلی کے سب تحائف میں عجیب تر تختہ عورتوں کا تھا جس کے لئے ہر ایک عورت نے ایک پتی چندہ میں

دی تھی۔ اور باوجودیکہ چندہ کی مقدار ایسی قلیل تھی۔ مگر بھتہ زہر پونڈ پر چندہ کی نوبت پہنچ گئی تھی۔ اس چندہ کے جمع کرنے میں اکثر مثالین خیر خواہی کی اور بعض ظرافت کی پیش آئیں۔ ایک عورت نہایت مغلس تھی۔ وہ دزدوں کی بچت سے کھانا کھاتی تھی۔ تو اُسے چندہ کی لینڈی کلکٹر کو لعنت ملاست کی کہ اُس نے اس سے چندہ نہیں مانگا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں تو ایک روز خاقہ کو رنگی مگر چندہ ضرور دوں گی۔

آئر لینڈ کی ایک عورت تھی وہ ہفتہ وار گیارہ شلنگ کی مزدوری کرتی تھی اُس نے اصرار کے ساتھ ایک شلنگ چندہ دیا گو اُس سے کہا گیا کہ تیرے لیے ایک پینی چندہ دینا کافی ہے مگر اُس نے نہ مانا۔ ایک عورت نے کہا کہ گو اس وقت نہ میرے پاس سیاہ و سفید پینی ہے مگر وہ مجھ کو پیر کو بیگی میں اسکو ضرور چندہ میں دیدوگی۔ ایک اور عورت گرین آئل کی رہنے والی تھی اُسے چندہ کا مطلب غلط سمجھا مادہ یہ کہا کہ مجھے افسوس ہو کہ میری پیاری لکھ ایسی محتاج ہو گئی ہے کہ ہر ایک عورت سے ایک ایک پینی مانگتی ہے وہ آئر لینڈ میں آئے تو میں اسکا سارا سفر خرچ دیدوگی۔ آگے ہم بیان کرینگے کہ یہ چندہ کس کام میں آیا۔

ملکہ مظفر کے سکوت لینڈ کے ملازمین اور باقیوں نے ملکہ کی سٹے ٹیڈ بروئرز کی نبی ہوئی پیشکش میں دی جسکو شہزادہ ویلز نے پرنس کوئٹورٹ کے سٹے ٹیڈ کے مقابل میں کہو لا ملکہ مظفر کو تنہیت کا ایڈریس دیا گیا۔ جسکا جواب انہوں نے اپنی زبان در نشان سے یہ دیا کہ تم نے خیر خواہانہ اور دوستانہ انداز میں یا میں اسکا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ تم نے سٹے ٹیڈ بہت ہی خوبصورت خوشنما بنوایا ہے اور اسکو میری سلطنت کے پچاسویں سال کے ختم ہونے پر دیا ہے وہ ایک دائمی یادگار اُس محبت کی ہوگی جو میں مانی لینڈ کے گھر سے رکھوں گی۔ میں جو بیان تم صاحبون میں بہت دنوں اگر کرتی ہوں۔ تمہاری ممنوع و احسانمند ہوتی ہوں۔ اسکا اثر میرے دل پر بہت ہی ہوتا ہے۔ یہاں جو میرے اقامت کے ایام میں تم میری اطاعت و نیک خواہی کرتے ہو اُس سے میری خوشی بڑھتی ہے اور غم غلط ہوتا ہے۔ مگر حیب میں اپنے بستے پر لے دوستانوں کی حدود میں نہیں دیکھتی ہوں کہ انہاں ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ کاش وہ زندہ ہوتے تو آج اس جشن کی خوشی میں پہلو دے سکتے۔ اس کا مجھے افسوس ہوتا ہے۔ چونکہ خواہی تم میری چاہتے ہو وہی میں تمہاری چاہتی ہوں مجھے قوی امید ہے

کہ آئندہ ہم سب ملکر خوش خرم رہیں گے۔

ملکہ مظہر نے جدوجہد اپنے قدیمی دوستوں کی جدائی کا ذکر کیا تو ان کا دل بہ گیا اور ان کے اس کہنے کا اثر لوگوں کے دلوں پر بھی بہت ہوا۔

ملکہ مظہر نے جشنِ جوبلی میں جیسے تحائف لئے تھے ایسے ہی لوگوں کو تحائف دیئے بھی تھے جشنِ جوبلی کی یادگار کے لئے تمنے بنوائے اور ان کو امراروشن فارورڈ سادہا کو عنایت فرما کر ایک خاص سرائے سے سرفراز کیا۔ بالوریل اور اوسبورن کے قدیمی ملازمین کو مرصع کار و جھکد گیان مرحمت فرمائیں۔

جوبلی کا دن تو سارا خوشی میں بسر ہوا۔ جب لنڈن پر رات کا سایہ پڑا تو روشنی کرنیوالوں نے اپنے فن کے ایجادات و اختراعات کا کمال دکھایا۔ روشنی سدا کو روز روشن بنادیا چینی لائٹیں کی گلکار و شیشیوں سے ایک طلسم کا عالم دکھادیا۔

ملکہ مظہر بہت تکلیف دہی تھیں مگر انہوں نے اپنے بیڑے کے ان ملاحوں کا ملاحظہ فرمایا جو ان کے محل پر پہرہ دار تھے۔ لنڈن میں جیسی گر مجبوشی و محبت سے جشنِ جوبلی کی خوشی و خرمی چلی تھی ایسی ہی سارے انگلینڈ اور شمالی آئر لینڈ میں ایسی شادی و شادمانی مٹائی گئی۔ ایڈنبرا میں بھی لنڈن کے برابر روشنی ہوئی۔ صرف کورک ڈینیال میں اپنی بدخواہی کا اظہار کیا کہ اس جشن کی کچھ خوشی نہیں کی۔ اس جشن میں تیرہ شخصوں کو بیرونٹ کا اور تیرہ تیس کونائٹ کا خطاب عنایت ہوا جو سچا ہی مفور تھے ان کا جرم معاف ہوا۔

کرونیون میں انگلینڈ سے بھی زیادہ اس جشن کی شادیاں ہوئیں غیر ملکوں میں جہاں انگریزی ریڈنڈ رہتے تھے وہاں بھی جشن ہوا۔ یونائیٹڈ سٹیٹس کی سلطنت جمہوری میں انگریزوں نے اس جشن کی خوشی ایسی کی گویا کہ وہ انگلینڈ میں ہی رہتے تھے۔ انہوں نے اپنے ہاؤس کی ملک کو فراموش نہیں کیا۔

جشنِ جوبلی کے تمام جلسوں میں شاید سب سے زیادہ نیک جلسہ ٹائی پارک میں ہوا جہاں سے چند ہفتے پہلے فیاض دل کشادہ دست مشراؤٹورڈ لاسن کے ولیمین پو خیال آیا کہ جوبلی کے پروگرام میں ایک بڑی فروگزاشت یہ ہوئی ہے کہ سب قسم کی جماعتوں کی دعوتیں کی گئیں مگر

مدارس کے لڑکوں اور لڑکیوں کی طرف کچھ خیال نہیں کیا گیا ہے جو دوسری نسل میں مرد اور عورت
 ہونے والے ہیں۔ مسٹر لاسن نے اس نقص کو دور کرنا چاہا۔ ان کا خیال سارا شہر ہو گیا۔ سب کے
 تعجب معلوم ہوا کہ یہ بات پہلے کیوں نہ پیش نہ ہوئی۔ مسٹر لاسن نے بچوں کے لئے جو بلی فڈ کھول
 اور اسکے خزانچی خود بنے اور سب زیادہ چندہ خود دیا۔ لوگوں نے اجتماع کو ششہین کین کر اس
 شہر کی چلتی گاڑی میں روڑا لگائیں اور لوگوں آگاہ کریں کہ یہ ناممکن ہے کہ مائی پارک میں ششہین
 بچوں کی دعوت کی جائے اور کسی لڑکے کا ہاتھ پادریں نہ ڈوٹے اور کسی کی جان نہ جائے مگر مسٹر لاسن
 نے مائیڈ پارک میں لٹن کے سب حصوں میں ۲۲ بچوں کو سٹائٹس ہنر طلبہ کو جمع کر دیا اور ان
 سب کو کمانا کھلا کے فیرو عافیت سے انکو گھر پہنچا دیا۔ ان بچوں کو تماشے دکھائے گئے۔ کھیل
 کھلائے گئے۔ ملکہ مظہر خود انکو دیکھنے آئیں۔ اور اپنے ساتھ شہزادوں اور شہزادیوں کو لائیں
 اور بچوں کو دیکر نہایت خوش ہوئیں۔ جشن جو بلی میں یہ تماشہ بھی قابل دید تھا۔ ٹیموں میں بچے
 تھڑے تھڑے بٹھائے گئے۔ اور ہر ایک کو ایک تھیلا دیا گیا۔ جس میں گوشت کا سمو سوہ لیک کا
 ایک ٹکڑا۔ اور چھوٹی میٹھی روٹی اور ایک رنگتر تھا۔ اس طرح کمانا کھلایا گیا اور سارا دن یہی مائیڈ
 اور خیریتیر۔ دودھ جنے مانگا اسکو پلایا گیا۔ ہر لڑکے لڑکی کو ملکہ مظہر کی تصدیق دی گئی۔ ۲۴ جون
 کو قصر بکنگھم میں ایرنگ پارٹی دی گئی جہیں ملکوں کے سلاطین و شہزادے اور منتخب آدمی جو لندن
 میں موجود تھے بلائے گئے۔

۲۴ جون کو گزٹ میں ملکہ مظہر کا یہ خط مشہر ہوا جو ہم سکرٹری کو انہوں نے

لکھا تھا۔

میں اپنی رعیت کی اس بڑی ہوتی مہر و محبت کا شکریہ شوقی و سرگرمی سے ادا کرتی ہوں جو
 انہوں نے میرے اور میرے بچوں اور میرے بچوں کے بچوں کے خیر مقدم میں دیلٹ فیسٹری
 کے آنے اور جانے میں ظاہر کی لٹن اور ونڈسٹر میں جشن جو بلی میں جس گرجہ و شیشی و محبت
 خیر خواہی سے میرا خیر مقدم ہوا اسکا اثر میرے دل پر بہت ہے۔ میری رعایا نے میری اس محنت
 مشقت کی منت شناسی کی جو مدت دراز پچاس سال تک میں نے اٹھائی۔ ان پچاس سال
 میں میرے پائیس برس نہایت نشاط و انبساط میں گزرے اور ان میں میرا شوہر شری کلین

انہیں تھا اور ہر اتنے ہی برس میں نے اندوہ و الم میں بسر کیئے جن میں میرا شہر سب سے
مساعت اور دشمنانہ محاذ قتل نہیں کرتا تھا۔ اپنی رعیت صلیک کے حقوق و فرائض ادا کرنے
سیرے ذمہ میں آئے۔ خوب جانتی ہوں اور افسوس ادا کرنے کو اپنی زندگی کا لازمی ضمیمہ
سمجھتی ہوں۔ جب میری زندگی میں کوئی محنت و مشکل کا کام آن پڑ گیا تو اُسکے سہل چل کرنے
میں ہمیشہ میں معاون ہو گئی۔

اس جتن کے ہنگامہ میں جو خوش انتظامی عجیب غریب رہی اور گرواگر وہ آدمی جو جمع ہو
انہوں نے اپنی نیک روئی و گہائی میں اُسکی نہایت تعریف کرتی ہوں۔ میں ہمیشہ بڑی سرگرمی
و خوشی سے ہی دعا مانگتی ہوں کہ خدا میرے ملک کو بہت سی برکتیں دے اور جیتیں بھیجے۔ وکٹوریہ آئی۔
اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ مغلیہ کو جیسی اپنی رعیت کے ساتھ محبت تھی ایسی کس
بادشاہ اور رعایا کے درمیان الفت ہوتی ہے۔

۲۷۔ کو ملکہ مغلیہ نڈر کسٹل میں بیوٹی سپلیٹون اور فرینڈلی سویسائیٹون اور پروفیشنل
ایلیوسوئیٹون اور پبلک بورڈین کی غرض انگلیس ہند کی ہر قسم کے خیالات اور مہات میں زندگی بسر
کرنے والوں کی طرح سے فرینڈیشن مبارکباد دینے آئے۔ پھر آئندہ بدھ کو قسطنطنیہ میں گارڈن پائی
دی گئی جس میں ہزاروں مہمان موجود تھے اور عجیب شان و شکوہ کا جلہ تھا۔ ۲۸۔ جولائی کو ملکہ مغلیہ
قصر بنگلہ میں ۲۸ ہزار و نو لاکھ روپے کو جو دار السلطنت کے محافظ تھے معائنہ کیا۔ فن سپہگری کے
ماہرین یہ دیکھ کر بڑے محظوظ ہوئے کہ افسران سپاہ چھوٹی چھوٹی تنگ جگہوں میں سے سپاہ کو
لیجا کر نکال لائے تھے۔ قاعدہ یہ تھا کہ پہلے بحری سپاہ کا معائنہ ہوا کرتا تھا اور ایسا ہونا بحری ملک
میں جو جزیرہ ہو ضرور ہے مگر اس دفعہ بری سپاہ کے معائنہ کو جو بحری سپاہ کے معائنہ پر تقدیم دی
گئی اس میں بحری سپاہ کی ایک گونہ ضعف ہوئی۔ ۲۹۔ جولائی کو جین جو بی کے کل واقعات کا تاریخ
یہ واقعہ تھا کہ ملکہ مغلیہ نے البرٹ ہال میں انٹی ٹیوشن کی بنیاد کے تہر کی رسم ادا کی۔ شہزادہ
ویلز کے ذہن و قواد کا اس انٹی ٹیوشن کا بنانا ایجاد تھا گو اس باب میں کو لوئیون نے اس کے ساتھ
جسد کی۔ مگر وہ اپنی مستقل فراخی اور بلند ہمتی و استعداد سے کامیاب ہو گئے اور اُسکے واسطے
ایک پرافتخار کام کر لیا۔ اور اگر وہ اس کام کے لیے جانفشانی و عزم سیریزی نہ کرتے تو وہ چلتا نہیں

خاک میں لمباتا۔ ملکہ مظہرہ کی یہاں تشریف آوری کا جلسہ ایسا ہی بازاریت زینت و کدو فرمایا جیسا کہ ایسی میں جشن جوہلی ہوا تھا۔ ملکہ مظہرہ نے انٹی ٹیوشن کی ہنسلیلو کا پتھر رکھا جو وزن میں تین ٹن (۳۰۰۰ من) تھا پرنس ولز نے ایڈریس پڑھا۔ جسکا جواب ملکہ مظہرہ نے اپنی زبان مبارک سے یہ فرمایا۔ میں تمہارے ساتھ اس خیال میں باہل متفق ہوں کہ میرے شوہر کی صلاح صوابدید و مشورہ اور کوششوں سے اس تحریک کی ابتدا ہوئی جسے تجارت میں تیزی اور محنت پر رومی صنعتکاروں میں عجیب ترقیان پیدا کیں جو دائم و قائم رہیں گی۔ اس تحریک کا نتیجہ تھا کہ آدمیوں کے ذہن جنسکرمین اس تمام سلطنت کے وسیع اور بوقلمون ذخائر آئے جنہر میرا پس برس تک کامرانی و شادمانی کے ساتھ فرمانروائی کرنا مشیت ایزدی میں داخل تھا۔ مجھے یقین ہے اور امید ہے کہ ایمپیریل انٹی ٹیوشن ایسی اپنی نفع رسانی کرے گی کہ ان تمام ذخائر کو میسر رعایا کا مشترک منبع نفع کا بنادے گی۔ اور کولونیوں اور ہندوستان اور انگلیس کو ہم سباز اور متفق بنادے گی +

۹۔ جولائی کو ایڈریشٹ میں ملکہ مظہرہ نے اٹھارہ ہزار سپاہ اور ایک سو دو توپوں کا معائنہ کیا۔ ڈیوک کیمبرج کمانڈر انچیف نے سپاہ کی طرف سے جوہلی کی مبارکباد دی۔ انہوں نے اسکا جواب نہایت کرم و محبت آمیز دیا جشن جوہلی کے سبب سے سینٹ ہنڈ میں بحری سپاہ کا ملاحظہ ہوا۔ ۱۳۵۵ ہزار تھے جنہر پانچ سو توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ اور سپاہ مع افسرین کے دس ہزار تھی۔ جہازوں کی قطاروں میں ملکہ مظہرہ اپنے شاہی جہاز میں گزریں اور انہوں نے سپاہ کے اعلیٰ افسروں سے فرمایا کہ مجھے اس سپاہ کے معائنہ سے دلی مسرت حاصل ہوئی۔ اور جس فی محبت انہوں نے میرا استقبال کیا اسکی منت شناس ہوں +

ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ یونائیٹڈ کنگڈم کی عورتوں اور لڑکیوں نے ایک ایک ٹیپو چنڈ جمع کر کے ایک رقم کثیر جمع کی تھی۔ اس چنڈ میں سے پرنس کو لنورٹ کاٹے ٹیڈ بنا۔ جس میں وہ گھوڑے پر سوار ہیں۔ اسکو ملکہ مظہرہ نے گرینٹ پارک کے سمٹھ لڈن میں کھولا۔ اور چند تین سو سسٹے ٹیڈ کے بننے کے بعد باقی رہا اس کے خرچ کرنے کی تجویز ملکہ مظہرہ نے کی کہ عورتوں کی دینی اور بیمار داری کے کاموں کے سکھانے میں وہ صرف ہو۔ ملکہ مظہرہ کو اس کام کی طرف بڑی توجہ

تھی اور اکی بیٹی شہزادی کرچن تو اس کام میں ہمہ تن مصروف تھیں ۔

جارج سوم کی وفات کے بعد سترہ برس گزرے تھے کہ حضرت علیا اس قوم کی فرمانروا ہوئیں کہ جس کے ماتھے سے برغلام کا ایک چوڑا سا ٹکڑا جانے کو ہوتا تھا اس نے اپنی جنگ بازیوں سے اپنے ہی تین کمزور نہیں کیا تھا بلکہ اپنی ان کارزاروں پر پیکار سانی سے ان قوموں کو یہی ضعیف کر دیا تھا جس سے وہ سوداگری تجارت بیج بیو پار کرتے تھے۔ اب انگلینڈ کو اپنی حالت سوار نے اور بہتر کرنے کی صرف یہ امید باقی تھی کہ وہ محنت پر دہلی کی گاڑی کے پیہ کو اس طرح چلا کر نیچر کے زور وں کو ملا کر اُسپر لگائے۔ اس عہد سلطنت میں اس نے اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے اپنی اعلیٰ درجہ کی ذہانت و ذکاوت کو بڑی قوت و مستعدی کے ساتھ متوجہ کیا۔ پس ملک مغل کے زمانہ اور زمانوں سے فخر اسی بات میں ہے کہ اس نے میدانوں میں سرخ خون ہمارے فتح نہیں حاصل کی بلکہ نیچر کے زور وں کو سائیں میں استعمال کر کے اپنے اعلام فتح بلند کیے ہیں۔ زمانہ حال میں ایورڈیٹری ورک شوپ کا فون میں انگلینڈ کی شان و عظمت موجود ہے۔ جب ملک مغل تحت نشین ہوئی تھیں تو ریل پر سفر کرنا کوئی نہیں جانتا تھا۔ دفائی جہاز رانی نے تجربوں کی حدود سے ماہر قدمین رکھا تھا۔ ٹیلیگراف ابھی علوم طبیعیہ کے عالموں کا کلمہ نہ تھا۔ اب یہ کہو کہ ان ہی تین چیزوں نے ملک مغل کے عہد سلطنت میں انگلینڈ کی شان و عظمت کو کس سرسراج پر پہنچایا ہے۔ انگلینڈ کی ساری پبلک پولیسی یہی ہے کہ نیچر کے زور وں پر فرمانروائی حاصل کیجئے اور سائنسوں کے بڑھانے اور نشو و نما دینے میں کوشش کیجئے۔ ہر مادیہ کو آزاد بنائیے۔ محنت کی قدر و منزلت بڑھائیے تجارت کے سر پر کسی آفت و بلا کو آنے نہ دیجئے۔ آزادی کو کامل بنائیے۔ مگر اس طرح کہ ملک کے نظم و نسق میں ہل برابر فرق نہ آئے۔ پولیٹیکل اصلاحیں ایسی کیجئے کہ کسی شخص کے اختیارات نہ بڑھ جائیں تعلیم کو عام کیجئے۔ پولیٹیکل اختیارات کی تقسیم کو ہر تہذیب و تعزیرات کے قوانین کی ترسیم کیجئے۔ قوانین کی وضع کیجئے کہ جس سے محنت پر دہلی کی قسمت چمک جائے حکومت مختل و راسے کی مطیع ہو۔ پریس میں علم ادب و بکر باہر اپنے تین پہلائے۔ پس ملک مغل کے عہد سلطنت میں انکی مردانہ قوم نے یہ سب کام کیے۔ اور ایجادات و اختراعات و تجربات میں اپنے سارے قوائے عقلی و جہانی خرچ کیے تو اُنکی حالت یہ ہوئی کہ انگلینڈ میں جو غربا ہیں انکی حالت ولیم چارم کے عہد سلطنت سے

ہر جہا بہتر ہے انکی زندگی کے ضروریات ارزان ہوں۔ انکا مقدر وراثت یا کھجریاری کے لئے زیادہ ہے۔ اور جو متوسط اور اعلیٰ درجہ کی جماعتیں ہوں انکی دولت اس عہد سلطنت میں المضاعف ہو گئی ہے۔ بادشاہوں کو جو پہلے تخت یارات ہوتے تھے وہ ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت میں بہت کم ہو گئے تھے۔ مگر انہوں نے کبھی ان اختیارات کے حاصل کرنے کا خیال نہیں کیا۔ بلکہ اپنا اثر اپنی قوم کے دلوں پر ایسا ڈالا کہ انکو وہی حکومت حاصل تھی جو پہلے انکے کے بڑے بڑے بادشاہوں کو حاصل تھی۔ ایک مورخ کا قول ہے کہ جن وسائل سے حکومت حاصل ہوتی ہے انہی وسائل سے قائم رہ سکتی ہے اگر یہ قول سچ ہو تو ملکہ معظمہ کے جانشین ہوں انکو دیکھنا چاہیے کہ ملکہ معظمہ نے کن وسائل سے اپنی زندگی میں حکومت کا اعلیٰ درجہ حاصل کیا تھا پس انہیں وسائل کا وہ بھی اتباع و پیروی کریں :

۱۸۶۸ء سے ۱۸۹۶ء تک

ان سنوں میں ملکہ معظمہ کی ذات خاص کے تھوڑے ہی واقعات ہیں ایسے سب کو یکجا لکھ دیتے ہیں کچھ سن ارکھنے کی ضرورت نہیں ہے :

اگست ۱۸۸۸ء کے آخر میں ملکہ معظمہ گلاسگو میں تشریف فرما ہوئیں یہاں کی نیپیل کی عمارات کو کھولا جن میں پانچ لاکھ پونڈ خرچ ہوئے تھے۔ موسم خوب تھا۔ ملکہ معظمہ استقبال بڑی خیر خواہی کے ساتھ ہوا۔ انہوں نے شہر کے بازاروں کو دیکھا۔ انٹرنیشنل ٹرانسٹنگ گاہ کا ملاحظہ کیا جسکو شہزادہ ویلر نے ۱۸۸۷ء میں کھولا تھا۔ اس سال میں ۱۲ مئی کو ایک چھوٹا سا واقعہ پیش آیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ معظمہ کو کس قدر دماغین کی رسوم سے محبت تھی۔ ونڈرکس ہسپتال میں ملکہ معظمہ سوار جاتی تھیں گنڈارون کا بڑا اتوار میتھ کے کا تھا۔ بعض لڑکے قمر کی جھنڈیاں ماتھے میں لئے جاتے تھے۔ اور گیت گاتے تھے۔ ملکہ معظمہ نے اپنی گاڑی کو ٹھیک کر لوگوں سے کہا کہ میرے سامنے گاؤ۔ انہوں نے بہت خوش ہو کر گایا انہوں کو ملکہ معظمہ نے دس شنگ انعام دیئے :

ایک اور ونڈرکس کی حکایت ہے کہ فروری ۱۸۸۹ء میں ٹیمس کی سٹریٹ میں ملکہ معظمہ کے

تین برس میں ایک اندھا کاٹا ہوا اٹھا۔ انہوں نے پل کے دربان کو حکم دیا کہ اس کو ایک
خلو بن میرے نام سے عید سے دربان نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اور جب اندھے کو معلوم ہوا
کہ یہ انعام کہنے دیا ہے تو انکی خوشی کی انتہا نہ تھی ۛ

ولیم شہنشاہ جرمن کیانوے برس کی عمر میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو
رضعت ہوا۔ وہ ملکہ مغظمہ کا دوست صادق تھا۔ اس کا نام مگستان اور جرمن میں ادبِ تعظیم
کے ساتھ لیا جاتا تھا اس کا بائیں اور ملکہ مغظمہ کا داماد تھا۔ مگر انیسویں صدی کے ہر کہ وہ باپ کے مرنے
کے بعد دنیا نوئے دن جیلہ اس اثنا میں ملکہ مغظمہ جرمنی میں گئیں اور شہنشاہ بائو کو پُرس دیا
اور اپنے داماد شہنشاہ کی عیادت کی۔ اس وقت اس کے تندرست ہو جانے کی امید تھی۔ اس سخت
حالات میں ملکہ مغظمہ نے داماد کا صبر و استقلال دیکھا اس پر حیرت ہوئی۔ انہوں نے بڑی محبت سے
اس کی دل داری کی۔ مگر ان کے اختیارات سے باہر تھا کہ وہ ہولناک واقعہ ناگزیر کو روک دیتیں کہ ان کی
چھیتی پیاری بڑی بیٹی بیوہ نہ ہوتی۔ ۱۵۔ جون کو شہنشاہ فریڈرک کا انتقال ہوا۔ اس داماد کا جان
ملکہ مغظمہ کا نو اس شہنشاہ جرمنی ہوا ۛ

اس سال میں ملکہ مغظمہ نے اپنے باہر رہنے کے دفون میں شہنشاہ فرسز جوزف
آئیں بروک سے ملاقات کی۔ یہ لوٹن دفعہ تھی کہ ملکہ مغظمہ نے ملک آسٹریا میں قدم رکھا تھا یہ ملاقات
بالکل بے تحلف تھی مگر جس ریلوے اسٹیشن پر ملکہ مغظمہ اتریں وہ پہلوں سے گلزار و چمن بنایا گیا
تھا۔ سیلون تک دماقین کی بھیڑ ایسے لگی ہوئی تھی کہ شاید ہم کو قیصر ہند کی زیارت نصیب ہو چکا
ایک پر گرنے چلا کر کہا کہ میں سب سے زیادہ طاقتور مطلق العنان بادشاہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔
اس گستاخانہ گفتگو پر کھنکھایا گیا۔ مگر وہ بھی اپنے ارادہ کا ایسا تھا کہ سیر بھی لگا کے سٹیشن پر چڑھ
گیا اور چینی کی بوٹ پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا ۛ

سال آئندہ کے موسم بہار میں ملکہ مغظمہ نے شہزادی بیاترس کے ساتھ مانی آریغٹر
ایک نہایت خوشنماہ پر فضا مقام میں اقامت کی یہاں کے کوئٹ نے اس مقام کی آراستگی
میں جو ملکہ مغظمہ کی شان کے شایان تھی نہ روپے کے خرچ کرنے میں صرف نہ کیا نہ محنت اٹھانے میں
کچھ کمی کی سب سے زیادہ عمدہ ضیافت طبع تھی کہ اس نے ملکہ مغظمہ اور شہزادی کے لیے اپنا کتب خانہ کھولا

شہنشاہ جرمنی کی وفات

ملکہ مغظمہ کی بیماری

آرٹس کی عمدہ عمدہ کتابیں اور نفیس نفیس ریختی نقشے مطالعہ کے لئے مہانوں کے سامنے رکھ دیے
ملکہ معظمہ باہر جاتی تھیں کہ انہوں نے ایک بوڑھے آدمی کو مچھلیاں پکڑتے ہوئے دیکھا اور اُنکے
پاس جا کر انہوں نے پوچھا کہ تم کو کس قسم کی مچھلی پکڑنے کی امید ہے اُس نے جواب دیا کہ عالیجناب
ملکہ فلان قسم کی مچھلی کی۔ اس پر ملکہ معظمہ کو حیرت ہوئی کہ مجھ میں کوئی علامت ملکہ ہونے کی نہ تھی پھر
اُس نے کس طرح پہچان لیا کہ میں ملکہ ہوں کہ وہ مجھے ملکہ کہہ کر میرا مخاطب ہوا۔ انہوں نے اُسے
پوچھا کہ تم نے مجھے ملکہ کیونکر پہچانا تو اُسے کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ آپ کو سوائے ملکہ ہونے
کے کچھ اور جانے۔ یہ جواب باصواب ایسا تھا کہ جسکی توقع نہ تھی کہ وہ یہ دیکھا۔

اگست ۱۸۹۰ء میں ملکہ معظمہ ولزین تشریف لے گئیں۔ پہلے سٹیم میں وہ اپنے
شوہر کے ساتھ یہاں آئی تھیں۔ میونی پل نے جواب دیڈریس دیا اسکا جواب ولزین زبان میں دیا۔
پہلے میں ایک شخص نے اُنکو ایک چھڑی نڈوی۔ اور بالامین اُنکی جھیل کا نقشہ ایک شخص نے پیشکش
کیا۔ دونوں کو جواب ولزین زبان میں یہ دیا کہ یہ تمہاری نڈوی بڑی خوبصورت ہے۔ میں اپنی بڑی احسانمند
ہوں۔ اپنے بڑی مہربانی کی۔ ولزین کی سیر کو ختم کر کے وہ سٹڈنگ ہم میں شہزادہ ولزین سے ملنے گئیں
وہاں کسانوں نے خیر مقدم کی ایڈریس دی تو اسکا جواب ملکہ معظمہ نے یہ فرمایا کہ تم نے جو اپنی خیر خواہی
کے سبب مجھے ایڈریس دی ہے۔ اس سے میرا دل بہت خوش ہوا۔ جن بے ریا سچے الفاظ میں تم نے
مجھے سٹڈنگ میں آنے کی مبارکباد دی ہے اور جن محبت و شفقت آمیز الفاظ میں شہزادہ ولزین اور
شہزادی ولزین کا بیان کیا ہے میں اسکا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں سترہ برس کے بعد یہاں آئی ہوں
میں یہاں اسوقت آئی تھی کہ میرا بیٹا بیمار تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے لئے اور
قوم کے لئے زندہ سلامت رکھا۔ یہ میری بڑی خوشی ہے کہ یہاں اسکے اور تمہارے پاس میں بھی
آئی ہوں اور سارے گھر کو خوش خرم دیکھا اور اُس دلی محبت کو دیکھا جو مالک زمین اور نیک کسان کے
درمیان ہونی چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ طرفین میں جو بر محبت دیکھا گئی ہے وہ مدت تک قائم رہے گی
اور تم کو خوشحال اور نیک احوال میں رہے گی۔ اور ولزین کے شہزادے اور شہزادی کے ولوں میں سٹڈنگ
کے کسانوں کی محبت پیدا کرے گی۔

شہزادہ ولزین اور شہزادی ولزین کے گھر میں کوئی اور شادی بیاہ نہیں ہوا مگر سالگرہ شہزادہ ولزین کا

ملکہ معظمہ ولزین

شہزادہ ولزین کی شادی

اپس ہی میں بیاہ ہوا جسکو چاندی کا بیاہ کہتے ہیں جس میں ملکہ معظمہ بھی شریک ہوئی تھیں اور بڑی
 دھوم دھام کی ضیافت اس تقریب میں ہوئی تھی۔ اب آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں انکی بڑی بیٹی
 شہزادی لوئی کی شادی ڈیوک فائف سے ہوئی۔ شادی کے ملکہ معظمہ صبح کو سویرے اٹھیں اور
 ایک خاص قاصد کے ماتھے پوتی کو نکاح ہونے سے پہلے خط بھیجا۔ قصر بکنگھم کے ایک پرائیویٹ
 چیمبل میں شادی کی رسم ادا ہوئی۔ ملکہ معظمہ اس نکاح میں موجود تھیں۔ اور اس نکاح سے بہت
 خوش تھیں +

اکتوبر ۱۸۹۹ء میں بالموویل میں بلیٹن برگ کے شہزادہ کے گھر میں بیٹیا پیدا ہوا اور
 ۲۹۔ اکتوبر کو اُسکو اصطبلاغ دیا گیا۔ کریگ گودان میں کڑی کی مشعلوں کی روشنی ہوئی۔ ملازمین
 کی عورت مریچے مشعلوں کو ہاتھوں میں لیکر چلے۔ اُنکے آگے باجا بیتا تھا۔ وہ خوب ناچتے ہوئے
 اصطبلاغ کی مجلس میں گئے۔ اس بچے کے اصطبلاغ دینے کے لئے ایڈنبرا میں وہ سو کا حوض
 منگایا گیا۔ جس میں ملکہ معظمہ کی اولاد اصطبلاغ پاتی تھی۔ ملکہ معظمہ۔ خود بچے کو گود میں لیکر اصطبلاغ
 کے لئے کچ بپ کے پاس آئیں۔ اوسبورن میں یادنڈس میں یا بالموویل میں جن دنوں
 میں اولاد کی اولاد پیدا ہوئی تو وہ دن انکی بڑی خوشی کے ہوتے۔ انکی برابر کوئی شخص بچوں کی باتوں
 کو نہیں سمجھتا تھا۔ وہ اس بات پر عاشق تھیں کہ بچوں کو خوش دیکھیں۔ وہ کبھی بچوں کے گل چلنے
 اور منہنے اور قمقمے مارنے سے آنر وہ نہوتی تھیں +

جون ۱۸۹۹ء میں حکم دیا کہ ہٹھارے سرکس کو بالموویل میں بلایا۔ اسوقت یہ سرکس خستہ حال
 ہو رہا تھا اسکی انہوں نے مدد کر کے مرزا مال بنادیا۔ اس سرکس میں بچوں کو ساتھ لیکر دو دو گھنٹے
 تک انکو تماشا دکھاتی تھیں +

۱۸۹۷ء بڑے بچے و غم کا سال تھا۔ اس سال میں وکٹر ڈیوک کلیرنس کا انتقال ہوا جو شہزادہ
 وائز کا بڑا بیٹا تھا۔ ۱۳۔ جنوری ۱۸۹۷ء کو ڈیوک کلیرنس نے اپنی شادی کر نیچے لئے ڈچس ٹیک کی
 بیٹی وکٹوریہ میری کو پسند کیا تھا۔ جسکو انکی داوی بھی پسند کرتی تھیں۔ اس قرابت نسبت کی
 سب کو خوشی ہوئی۔ یہ شہزادی صورت شکل میں شہزادی ویکٹوریہ سے بہت مشابہت رکھتی تھی۔ بچوں
 کی محبت کا اتمقنا یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے عزیز خرمیوں کے پیار سے نام رکھ لیتے ہیں اس شہزادی

بالموویل کے واقعات

ملکہ معظمہ کے بڑے پوتے کا مرنا

پیار کا نام محو تھا۔ لوگوں کو بڑی خوشی اس قربت نسبت کی اس سبب سے تھی کہ دونوں دولہا
 واپس انگلستان کے تھے۔ اور یہیں دونوں نے تعلیم و تربیت پائی تھی۔ شادی میں بڑے شے
 تھے دینے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ دولہا کے گھر یہ نوجوان دلن اور لکھنؤ ان باپ ہاں آئے
 ہوئے تھے کہ ڈیوک کلیرنس کو انفلوئنزا ہوا اور اسکے ساتھ منیسا ہوا۔ لا۔ کو لوگ بیمار کی حالت
 سن کر غمزدہ ہوئے۔ مگر اس بیماری میں کچھ جان کا خوف و اندیشہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔ شہزادے کو
 بخار اور ہو گیا اور ۱۱ جنوری ۱۸۹۲ء کو انتقال ہو گیا۔ لکھنؤ اس سارا کنبہ محبت کرنے والا اور
 خستہ دل شہزادی کو موجود تھی۔ شادی کی غمی ہو گئی۔ اس سے زیادہ کیا اور کوئی غمناک حادثہ ہو گیا
 ہے کہ نوجوان شہزادہ اپنی سالگرہ کے چند روز بعد اور اپنی شادی سے چند ہفتے پیشتر دنیا سے
 پہل بسا جس سے خوشی کی ساری امیدیں اس طرح جاتی ہیں کہ چکا سان گمان بھی نہ متباح این
 ماتم منت است کہ گو بند جواں مرد + شہزادہ کے آخری دیدار دیکھنے کے لیے ہزار ہا دھاتی آئے۔ ان
 باپوں اور وادی کو جس سے زیادہ اس انتقال کا ملال ہوا۔ ۲۰ جنوری ۱۸۹۲ء کو البرٹ چیل بین
 دینڈ سر کے اندر تجیز و تکفین ہوئی۔ اسدن ملکہ منظم نے ہوم سکریٹری کو اس ہودوں سے یہ خط لکھا
 کہ مجھے کوئی حادثہ اس سے زیادہ غمناک نہیں واقع ہوا جو اب واقع ہوا ہے۔ اسکے لیے میری سلطنت
 کے حصہ کی رعایا نے اپنی بھی خیر خواہی و محبت و ہمدردی کا اظہار کیا۔ اسلئے مجھے پہر یہ موقع ملا
 کہ میں ان باتوں کو کہوں جو میرے دل پر منتقل ہیں۔ یہ میری بد نصیبی ہوش ربا و لگژری واقع ہوئی
 ہو کہ میرا چھوٹا لاڈلا پوتا عین لیا م شباب میں دنیا سے سد باراجس سے اسکے سار ارام و
 امیدیں منقطع ہو گئیں۔ وہ بڑا اشراف ہو و عزیز تھا۔ اسکو سب لوگوں کے عزیز بن جانے کا
 ڈھب آتا تھا۔ اسکے جگر خستہ باپوں اور لگژری عزیز نوجوان واپس اسکی عاشق زار وادی کے
 لیے یہ حادثہ بڑا جا کھا ہے۔ گرو خدا کی مرضی کے آگے سوائے سر جو گانے کے اور کوئی چار نہیں
 ایسی مصیبت کے وقت میں لاکھوں آدمیوں کی ہمدردی کا کرنا میری جان کے لیے راحت ہے
 میں اپنی اور اپنے بچوں کی طرف سے انکی بدل ممنون ہوتی ہوں۔ میں اپنے پوتے کو ایسا ہی
 چاہتی تھی جیسے کہ بیٹے کو۔ اور وہ بھی میرے افراتفر دار ایسا ہی تھا جیسا کہ بیٹا۔ اسکی بچہ ماتم میں
 میرے ساتھ لوگوں کا ہمدردی کرنا اور شہزادے کی قدر شناسی کرنا مجھے تعجب و تباہ ہے اور میرے

غم کو گھٹاتا ہے۔ میرے آخر تین سال کی سلطنت میں مجھے سخت بچہ دالم ہوئے ہیں اگر محنت و تفکرات جو ابد یہاں جو میری فرمانروائی کے لئے ناگزیر ہیں بہت بڑی ہیں دلیلیں میری خدا سے یہی بڑی دعا و التجا ہے کہ وہ مجھے صحت اور طاقت ایسی دے کہ میں آخروم تک اپنے ملک اور سلطنت کی بھلائی و بہبودی و صلاح و فلاح کے کام کرتی رہوں فقط نو کھوڑا آرائی ملکہ مظفر نے ایک مہینے سے زیادہ مارچ و اپریل ۱۸۹۲ء میں کو سٹ پیل میں بسکایا تھا جنوبی فرانس میں بڑا خوشنما پر فضا و دلکش و لرباہ ہے۔ یہاں سے روانہ ہوئیے پہلے اپنے یہاں آنے کی یادگار کے لئے ایک خیرات خانہ میں چار بستر بھیجے۔ باقی موسم بہار و خزانہ بالمریل میں اور موسم گرما و سردی میں بسر کیا جہاں اٹکانو اسہ فوجاں شہنشاہ جرمن آیا۔ اس سال ۱۸۹۲ء میں آپکے پاس دو مہمان عجیب آئے۔ ایک سائیریا سے مس کیٹ مارسن ڈین وہ جذامی پرور تھیں یعنی جو لوگ جذام کے مرض میں مبتلا تھے انکی پرورش کرتی تھیں۔ دوسری لائبریا سے ایک بڑھیا حبش آئی تھی۔ جسکا نام مارتھاکس تھا۔ وہ ملکہ مظفر کی فقط زیارت کے لئے سارے تین ہزار میل مسافت طے کر کے آئی تھی۔ اسکا قد پونا تھا۔ عمر چھتر برس کی تھی۔ وہ ابتداً عمر میں لونڈی تھی یہاں آنے کے سفر خرچ کے واسطے پچاس برس سے وہ روپیہ بچا کر جوڑتی تھی جب اس سفر خرچ کے لئے روپیہ جمع ہو گیا تو سس ملک کی طرف رخ کیا۔ اور چلی اور یہاں آئی۔ ملکہ مظفر کو اس نے ایک سوزن کا یہی کپڑا نہایت خوشنما نذر دیا۔ اسپر لائبریا کے تھوے کے درختوں کی ساری صورتیں جن میں وہ پھل لائے تھیں کرکھی ہوئی تھیں۔ اس جشن نے یہی حکما کہ ہمارا دوست صرف انگلینڈ ہے جب کہ ہمارے یہاں قدم رکھا ہے۔ ہم آزاد ہیں۔ ہم سب انگلینڈ سے محبت رکھتے ہیں اور ہم چاہتے تھے کہ اس کے عہدہ آرمیوں کو اور اسکی ملکہ کو دیکھیں۔ ہم اسکو مان کنتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں۔ میں لندن میں جا کر ملکہ کو دیکھنا چاہتی تھی گو میں جانتی تھی کہ میں اس سے باتیں نہیں کر سکونگی مگر آپکے پاس سے گزر کر اسکو دیکھ لونگی۔ بعد اس زیارت کے اپنے گھر لائبریا کو جاؤنگی اور راضی ہوئی مر جاؤنگی۔ خدائے مجھ سے کہتا ہے کہ میں ملکہ کو دیکھونگی۔ میں جانتی ہوں کہ اسکو دیکھونگی۔ ملکہ مظفر نے اس مضبوطی عورت سے ملاقات بڑی مہربانی سے کی اس سے ماتھ ملایا اور اس سے باتیں کیں اس مارتھاکس بہت خوش خرم اپنے گھر گئی۔

۱۹۳۵ء کے واقعات عظیم یہ دو تھے ایک یہ کہ ایمپریسل انسٹی ٹیوٹ کا کھولا جانا۔
دوسرا یہ کہ ڈیوڈ کیوکنسٹون کی شادی شہزادی مریس - ۱۲ مئی کو انسٹی ٹیوٹ کھولا گیا۔ ملکہ مظفر
تشانہ ایف ایم این ایچنگٹن کا پہلا پوتا فرزند ہوئیں۔ شہزادہ ویز نے ایک مختصر ایڈریس پڑھا جس میں
بیان تھا کہ اس انسٹی ٹیوٹ کے سبب کیسینکل اور سائنٹفک تعلیم کو ترقی ہوگی اور ملکہ مظفر کی
سلطنت میں خاتون شاہی کی ملکہ مظفر اس ایڈریس کا جواب میٹھے ہی میٹھے پڑھا۔ اسکے بعد گانا ہوا۔ دعا مانگی
گئی۔ پرنس ویز نے کہا کہ انسٹی ٹیوٹ میں کھولی جائے۔ ایک سب سے کی کنجی جس میں جو اہر چڑے ہوئے
تھے ملکہ مظفر کے دست مبارک میں دی جس سے انہوں نے ایک کل کو کوکا ٹوٹور کا گنٹھ بچا
اور پارک میں توہین چھوٹیں۔ سب کو معلوم ہو گیا کہ رسم پوری ادا ہو گئی۔

۱۹۳۳ء میں ملکہ مظفر کن سنگ ٹن کے باغوں میں گنیں کر اپنے اسٹے ٹیو کو
کھولیں جو انکی بیٹی شہزادی لوئز نے انکو نذر میں دی تھی۔ اس تقریب میں ملکہ مظفر کے سب اہل
و عیال موجود تھے۔ مینہ چم چم برس رہا تھا اور سیر و تماشے کو منعڈ کر رہا تھا۔ شہزادی لوئز فن
حجاری میں خوب مہارت رکھتی تھیں۔ انہوں نے یہ سٹے ٹیو بڑی خوبصورت ہوائی تھی انہیں
مان کے ماتھ میں ایک رسی دی جسکو انہوں نے شہزادہ ویز کے حوالہ کیا انہوں نے اور دو آؤ میو
کی مدد سے رسی کو کھینچ کر سٹے ٹیو کی پوشش کو ہٹایا۔ پھر ملکہ مظفر نے یہ فرمایا کہ تم نے خیر خواہی سے
ایڈریس دیا اور میری جوہلی کی یادگار میں یہ سٹے ٹیو اس جگہ قائم کیا جان میں پیدا ہوئی تھی اور اپنی
تحت نشینی تک رہی سہی تھی۔ اس موقع پر مجھے یہاں آنے سے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ میں اپنی پڑپڑ
قدیمی گھر میں یہ دیکھنے آتی ہوں کہ میری بیٹی نے ایک نہایت عمدہ میرا سٹے ٹیو اپنی تجویز سے بنایا جس
میں نے کہولا۔

یہ سٹے ٹیو سنگ مرمر کا تھا اور اس کی صورت وہ ہے جو تاج پوشی کے وقت ملکہ مظفر کی
شکل تھی اسکی کرسی پر یہ نقاب ہے۔

دکٹور ریا آ
۳۳ء

اس محل کے سامنے جس میں وہ پیدا ہوئی تھیں اور اپنی تخت نشینی تک رہی تھیں انکی خیر خواہ

رعایا کے کنسنگشن نے یہ سٹے ٹیو قائم کیا ہے۔ یہ کام انکی بیٹی کا ہے۔ جس نے انکی بچاؤ سالہ سلطنت کی یہ یادگار بنائی ہے۔

دوسرا واقعہ یورک کے ڈیوک کی شادی کا یہ ہے کہ ۳۰ مئی ۱۸۹۳ء کو سرکار کی طور پر شہر ہوا کہ ڈیوک یورک جو شہزادہ ویلز اور شہزادی ویلز کا صرف ایک زندہ بیٹا ہے اسکی شہزادی کٹوڈا میری سے قربت نسبت ہوئی ہے وہ اکلوتی بیٹی نیک کے ڈیوک اور ڈچس کی ہے۔ ان دونوں کا نکاح ۶ جولائی کو قصر ہینٹ جیمس میں ہوا۔ سب کو اس نکاح کی خوشی تھی۔ شہزادہ ویلز کی شادی اور ملکہ منظمہ کی جو بی بی کے سوا کہی خیر خواہ رعایا کا ہجوم ایسا نہیں ہوا جیسا کہ اس شادی میں۔ نکاح حسب دستور پڑھایا گیا۔ نکاح کے وقت ڈنمارک کا بادشاہ اور اسکی ملکہ اور زار وچ جو آپ روس کا شہنشاہ ہے موجود تھے۔ جب چاروں طرف ملکہ منظمہ کے پاس مبارکبادیں آپکین تو انہوں نے اپنی رعایا کو یہ خط لکھا کہ بیشک میرے لئے یہ بات نئی نہیں ہے کہ میری شادی اور غمی میں رعایا نے اپنی عام خیر خواہی اور ہمدردی ظاہر کی ہے۔ اسکا اثر میرے دلمین پر۔ میں خوب جانتی ہوں کہ میری وسیع سلطنت کی رعایا خوب واقف ہو کہ انکی ساری خوشیوں اور غمون میں میرے دل کا حال کیا ہوتا ہے۔ میرے اور حیرتی رعایا میں باہم یہ دلچسپی اور پیوستگی سلطنت کی اصلی قوت ہے۔

شہزادہ ہماز رانی کے فن سے خوب واقف تھا کل بھری سرشتوں اور کارخانوں میں اسکی نسبت سب نیک رائے رکھتے تھے۔ شہزادی اپنی حسانت اور شرافت و لیاقت کی شہرت کے سبب ہر دلعزیزی تھی۔ دنیا سے سب سے بڑے شہر میں اسکی شادی کی نہایت گرجوشی سے خوشی ہوئی اس شادی کا کوئی مخالف نہ تھا۔ جب نکاح کے وقت آجہ بھتیجے بچا کے کہا جو کہ اگر کوئی شخص یہ جانتا ہو کہ اس مرد کا اس عورت کے ساتھ نکاح کا کوئی سبب مانے ہو تو وہ کہہ دے۔ یہ سن کر خراب ہوئے تھے۔ نکاح پڑھایا گیا۔

پوتے کی شادی پر ایک سال کے قریب گزرا تھا کہ ملکہ منظمہ کے پاس تار آیا کہ وائٹ لوچ چرمنڈ میں اس نئے بیٹے کے مان بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اس شہزادہ کو ۱۶ جولائی ۱۸۹۶ء کو عطبارغ دیا گیا۔ اسکی شادی برٹشی دھوم و دھام سے ہوئی۔ اصطبارغ کی طالع کے لئے چرمنڈ کے گھنٹے بجے۔ پروادی صاحب اس تقریب میں شریک ہونے کے واسطے وڈ مسرے تشریف لائیں۔

ملکہ منظمہ کی شادی کا یہ واقعہ

وہٹ لوج روم میں شہزادہ ویلز اور انکی بی بی اور کل اراکین خاندان شاہی اور زارچ اور شہر اور
ایکس جمع ہوئے۔ اصطبلخ کے حوض کے سامنے ملکہ معظمہ بیٹھیں اور پرپوتے کو گود میں
لیا اور اصطبلخ کے واسطے آج بٹھپ کو دیا۔ اور اسکے نام اور ڈیڈلبرٹ کرشچن جارج اینڈ
پوٹیرک ڈیوڈ رکھے گئے۔ خاندان شاہی کے بارہ رکن لڑکے و کچھ مان باپ بنے۔ ملکہ معظمہ کا ایک
نوٹو اتارا گیا۔ جس میں انکی گود میں پرپوتا بٹھا ہے *

ملکہ معظمہ کی سیاحت

دو برس میں طوفان کا آنا

۱۸۹۴ء کے شروع ملکہ معظمہ پھر فلورنس فریڈرک میں تشریف لے گئیں فلورنس میں
اٹلی کا شاہ مع ملکہ کے اُنٹے ملنے آیا۔ کوبرگ میں وہ بیاہ میں شریک ہوئیں جو گرینڈ ڈوک ہسٹری شہزادہ
سیکس کوبرگ کے درمیان میں ہوا۔ ۱۸ سال گزرنیکے بعد وہ اپنے پیارے شہر کوبرگ میں آئیں
جو انکی شوہر کی خیم مجوم تھی۔ یہاں لوگوں نے انکا خیر مقدم بڑی گرمجوشی اور خوشی سے کیا۔ جب
انگلینڈ واپس گئیں تو انہوں نے شہر کے بارگوماسٹر کو لکھا کہ میں تمہارے شہر میں بہت خوش
رہی اسکا شکریہ ادا کرتی ہوں اس سبب سے وہاں ملکہ معظمہ اور بھی زیادہ ہر عزت مند گئیں *
۱۸ نومبر ۱۸۹۴ء کو ڈنڈر میں طوفان آیا۔ وہاں اولیائے دولت مقیم تھے۔ طغیانی آب
سے آس پاس لوگوں پر بڑی آفت آئی تھی۔ انکی مدد انہوں نے اپنی رافت جلی سے بہت کی شاہی
بورچی خانہ میں سیکڑوں کیلین سوپ ان آفت زدہ غرباء کے لیے پکاتا تھا۔ اسکے سوا طرح طرح سے
انکے دکھ دور کرنے کا دربان کیا۔ ایک دفعہ شاہی بورڈ میں گاس کی روشنی آتی موقوف
ہوئی تو خود کیسل میں لمپیدون اور شمعون سے روشنی کا انتظام کر دیا *

جلد ۱۸ء کے حالات

۱۸۹۵ء کے موسم بہار میں ملکہ معظمہ چیر بورگ میں جہاز البرٹ و کٹوریا میں سوار ہو کر
سی میسنڈائٹس، لارڈ ڈارم سٹاٹ میں گئیں اور ڈارم سٹاٹ میں گرینڈ ڈوک اور ڈچس ہسٹری
کی ممان ہوئیں۔ یہاں ان کا نواسہ جرمن کا شہنشاہ اور انکی بڑی بیٹی بیوہ ملنے آئے۔ شروع
مئی میں ملکہ معظمہ نے وڈ سر میں مراجعت کی۔ ۲۴ مئی کو انکی چھترہویں سالگرہ بڑی دھوم دھام
ہوئی۔ ۵ مئی کو شہزادہ نصر اللہ خان پسر امیر عبدالرحمن خان والی کابل کو بلا پایا اور ان سے
ملاقات کی۔ تین دن بعد اولیائے دولت بالویل میں گئے اور سالانہ بین بینسریا۔ ڈیوک
کائف کے مکان مارلوج میں آگ لگی۔ اس آتشزدگی کو ملکہ معظمہ خود دیکھنے گئیں۔ اور تھوڑی

دیر تک دیکھتی رہیں جب موسم خزان میں ہر آئین تو اس مکان کے از سر نو تعمیر کرنے میں بڑی
 نوچ کی اور وہ ۱۰ اکتوبر کو اسکی بنیاد کا پتھر رکھا۔ وسط جولائی میں اوسبورن میں تشریف لائیں
 اور آخر اگست تک وہیں رہیں۔ شہنشاہ جو من لٹے یہاں ملے آیا۔ اس کے اعزاز کے لیے بڑی
 دعوت کی۔ کبھی کبھی وہ ایبر چلڈین میں شہنشاہ خانہ فرانس سے ملنے جاتی تھیں۔

بڑے دن کے کل نام اوسبورن میں بسر کیے۔ وہاں انکا سارا کٹب جمع ہو گیا تھا بڑے
 دن کا درخت روشن کیا گیا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کا دل بزرگوں نے انکو چیزیں دیکر باغ یا
 گینا۔ میز پر جب کھانے چنے جاتے تھے تو بچے خوشی کے مارے تائیان بجاتے تھے بیشن برگ
 کے بچے بڑے خوش تھے۔ انکو اسکی کچھ خبر نہ تھی کہ انکے سر پر یہ سخت مصیبت آنے والی ہے
 کہ باپ کا سایہ انکے سر پر سے اٹھ جائیگا۔ ان کا باپ اشانتی کی مہم میں گیا تھا۔ مغربی افریقہ
 کے بنجارین وہ مبتلا ہوا اور اسی بنجارین سے موت کے پنجہ میں گرفتار ہوا۔ یہ خبر جوق آئی تو
 یہ معلوم ہوتا تھا کہ خاندان شاہی پر آسمان ٹوٹ پڑا یا اسپر بجلی گری۔ اس شہزادہ کی جب سے
 شادی شہزادی بیاتریس سے ہوئی تھی۔ اسنے انگلینڈ ہی کو اپنا وطن اور گھر بنا لیا تھا اور اہل
 انگلستان اسکی قدر و منزلت ایسی ہی کیا کرتے تھے کہ گویا وہ ہمیں کا شہزادہ ہے۔ اسکی تلاش
 خوشبوؤں میں بھی ہوئی انگلینڈ میں آئی۔ ۵۔ فروری کو جسم خانی شہنشاہ بیاتریس کے ساتھ
 اپنی آرام گاہ میں دفن ہو کر آرام جاودانی حاصل کیا۔ انکی شادی شہزادی انگلینڈ سے وہ پانچم
 کے چچ میں ہوئی۔ وہیں وہ اب سوتے ہیں۔ حشر کے منتظر ہیں جس میں اٹھینگے ایک ہفتہ کے بعد
 میں ملکہ منظمہ کا یہ خط مشہور ہوا۔

اوسبورن ۱۴۔ فروری ۱۸۹۶ء

ایک دفعہ میں اور اپنی نیک خواہ رعایا کی شکر گزار ہوتی ہوں جسے میرے اس سخت صدمہ کا مکاح
 میں نہایت سرگرمی سے یہی ہمدردی کی ہے جو مجھ پر اور میری بیٹی شہزادی بیاتریس پر واقع ہوا۔ اس
 غم نے تو میرے ہوش کو اس کم کردھے میں مجھے دوسرا بیچ ہے ایک میرا بیٹا میرے گھر کا
 اچھا لاما۔ دوسرا میری لادلی بیٹی کا شوہر مرا جس پر وہ عاشق تھی۔ میں اس سے کمال محبت کرتی تھی
 یہ بیٹی کسی مجھے جدا نہیں ہوتی وہ میری ہمیشہ غمخوار اور غمگن رہی۔ اسکی خوشی و راحت کا بجا رہنا

میرے لئے ایسی سزا مصیبت ہو جسکی میں متحمل نہیں ہو سکتی۔ لیکن میری قوم کی ہر قسم کی عبادت جو میری اور میری بیٹی کی ہمدردی کرتی ہے۔ اس سے میرے دل کی تسکین و تسخنی ہوتی ہے۔ میں اپنی قوم کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جسے جو ہمدرد نیک ہنداشہزادہ کی قد و منزلت کی۔ اُس نے اس ملک میں سکونت اختیار کی اور اسی ملک کے لئے اپنی جان قربان کی۔ میری پیاری بچی شہزادی تسلیم و توکل و استقلال و راضی برضاء الہی کی ایک مثال ہو فقط و کثرتاً اور اٹھی

جب شہزادہ کی تنہا و تکفین ہو چکی تو بیوہ شہزادی نے اپنے چاروں بچوں سمیت سی فیہ (فائس) میں سکونت اختیار کی۔ ۱۱۔ پانچ کو ملک مظفر بھی یہیں آگئیں اور تین ہفتے تک یہاں مقیم رہیں۔ یہاں کا ہوش اٹکی سکونت کے لئے مہیا کیا گیا تھا۔ بہت شہزادے اُسے ملنے آئے تھے یہاں کا حسن منظر بڑا دلکش اور فضا تھا۔ اسکے باغ فردوس سے کچھ کم نہ تھے۔ نیچے سمندر اور آسمان دونوں اپنی نیلگوئی کا تماشا دکھاتے تھے۔ ملک مظفر اپنے بچوں کو ساتھ لیکر فریڈرک میں یہاں ملک مظفر سے اسٹریا کا شہنشاہ اور ملک اور شاہ ملجم اور شہزادہ ویلز اور روس کی شہنشاہ گئیں اور شہنشاہ خانم یو جینی ملنے آئے۔ ملک مظفر خود اُن سے ملنے کم گئیں۔ نائس کے قریب ڈسلیسبرگ اور اٹکی بی بی کو بلایا۔ اور اُنکے ساتھ چارپی۔ ۲۸۔ اپریل کو مچلی والیون کی طرف سے آٹھ عورتوں کا ٹیپو ٹیشن آیا۔ وہ اپنی جماعت کا نہایت خوش لباس پہنے ہوئی تھیں۔ انہوں نے گلاب کے پھولوں کا ایک ٹوکرا نذر دیا۔

اگست ۱۸۹۶ء میں ملک مظفر بالوریل میں گئیں۔ شہزادی بیٹا ٹرس اُنکے ہمراہ تھیں یہاں ماہ ستمبر میں اُنے ملنے شہنشاہ روس اور شہنشاہ بیکم آئے۔ ایک ہفتہ تک دعوتوں کے بڑے جلسے وہے معاملات ملکی کے لئے لارڈ سیلسبری بلائے گئے مگر یہ حال نہ کھلا کہ کیا معاملات ملکی طے ہوئے اور اُنے کچھ فائدہ ہوا یا نہیں۔ یہ دونوں مہمان حالیانین ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو اپنے ملک کو روانہ ہوئے۔

یہ سال اس سبب ملک پر جس کے سبب ملک مظفر کا نام دوسرا قیصر ہند تھا بڑا سخت تھا جبکہ قحط پڑا تھا یہی میں طاعون سے ہزاروں آدمی مر رہے تھے کو باغی اور پونا میں یہ وبا پھیل رہی تھی۔

ملکہ مظفرہ ۱۱ مارچ ۱۸۹۶ء کو انگلینڈ فرانس کے جنوب کو اپنی سالانہ سیر کے لیے گئیں اور
 ہمارے پیر سے پیر بورگ میں اتریں اور غاصب میں بیٹھ کے ٹائٹل میں گئیں۔ ۱۱ کی صبح کو ٹرین چنید
 سٹ پر س کے قریب ایک چھوٹے سے اسٹیشن پر ٹھہری۔ وہاں مسٹر فورس پرسیڈنٹ فرینچ ری
 سبلک سے ملاقات ہوئی۔ ملکہ مظفرہ سیفر میں اپریل کے آخر تک مقیم رہیں۔ اور مئی میں دندسٹرین
 انگلینڈ۔

بہت سے لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ جشنِ جوبلی کے بعد حضرت علیا کا روبرا سلطنت و ستکس
 ہوگئی۔ اور شہزادہ ویلز کو اپنا نائب السلطنت بنا کے فرائض و خدمات شاہی کو انکے سپرد کر دیگی
 اور اپنی زندگی عزت میں گزار دیگی۔ مگر لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط نکلا حضرت علیا کی یہ تمنائے دلی تھی
 کہ تادم و اسپین اپنے ملک کی حکمرانی اور خدمتگزاری کریں۔ حضرت موسیٰ کی نسبت انکی اسی برس سے
 زیادہ عمر میں کھایا گیا تھا کہ نہ انکی آنکھیں دھندلی ہوئیں نہ انکی قدرتی قوت میں کمی آئی۔ سو یہی حضرت
 علیا کی نسبت اسی برس کی عمر میں کھایا جاسکتا ہے۔ جیسے کہ وہ اپنی عمر کے مختلف اوقات میں بوجہ
 ہونے کی والدہ ہونے کی بیوہ ہونے کی نمونہ تھیں ایسی ہی کہن سالی کی نمونہ ہیں۔ اس پرانہ
 سالی نے انکی رعایا کے دلوں میں انکا اعزاز و احترام اور بڑھا دیا ہے۔

ہم نے پہلے بابون میں بیان کیا ہے کہ حضرت علیا قبل از شادی اور بعد از شادی دن
 بہر کیا کیا کام کرتی تھیں۔ اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ اسی برس کی عمر میں کہ انکی بہو نیک
 سفید ہوگئی تھیں دن بہر میں کیا کیا کام کرتی تھیں۔ حضرت علیا کی عمر بہر یہ عادت رہی کہ وہ بہت
 سویرے صبح کے سات بجے یا بہت دیر لگی تو ساڑھے سات بجے خواب راحت سے بیدار ہوئیں
 اور سنگار میز پر جاتیں جان ایک عورت لباس پہنانے میں انکی مدد کرتی۔ وہ سہاگ بنے میں
 ہی اپنے بناؤ سنگار میں زیادہ وقت نہ لگاتی تھیں۔ بیوگی میں تو انہوں نے پہلا لباس ہی بدل
 ڈالا تھا۔ مانتی لباس پہنتی تھیں زمانہ کی رفتار جہ لباسوں کی تراش خراش اور بننے سنورنے کے متعلق
 و انداز پیدا کرتی تھی اس سے وہ دور رہتی تھیں۔ انہوں نے کبھی اپنے تئیں ایسا بنایا سنوارا نہیں
 کہ وہ نوجوان معلوم ہوں نہ کبھی سکے بالوں کی سفیدی کو چھپایا کہ بڑھیا نہ معلوم ہوں عمر کی
 دوازی اور رخ و الم کی پریشانی نے چہرہ میں جو جھریاں ڈالیں انکے مٹانے میں کبھی کوشش

ملکہ مظفرہ کی زندگی کا احوال اور حالات

نہیں کی پیرانہ سالی میں سنی ایک حسن روحانی نوزانی ایسا ہوتا ہو کہ وہ نوجوانی کے حسنِ جوانی سے کم نہیں ہوتا۔ حسنِ روحانی نے اسی برس کی عمر میں اُنکو اعلیٰ درجہ کا جمیل و شکیل بنا رکھا تھا۔ حاضری کھانے میں صرف اُنکے اہل عیال اُنکے ساتھ شریک ہوتے مہمان خواہ کیسے ہی عالیشان بزرگ اُنکے گھر میں ٹھہرے کچھ ہوں وہ اس میں شریک نہیں ہوتی تھیں وہ کھلی ہوئی ہوا پر عاشقِ تہین اسیلے وہ کسی سبزہ فزار کے سایہ دار گوشہ یا میدانِ فون کے ایستادہ خمیوں میں حاضری تناول فرماتیں جب وہ وندسر میں رونق افروز ہوتیں تو سوار ہو کر فروگ سور میں تشریف لیجاتیں اور ایک مضبوطی والا کپے کنارہ پر حاضری نوش جان فرماتیں جبکہ پیچھے بڑے بڑے درخت اور پھولدار پودے اور جھاڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ یہاں تنہائی کا پورا لطف اُٹھاتیں۔ جس میں وہ اپنے عہد شباب کی تہین یاد کرتیں۔ کہ میری شادی کے بعد میری ماں ڈچس کنٹ یہاں آکر رہی تھیں میں اُنسے یوں ملتی تھی وہ مجھے یہ باتیں کیا کرتی تھیں۔ ملکہ منظمہ کو یہ بلکہ تھا کہ اُنکے عزیز و دوست جو موت کے سبب سے اُنسے جدا ہو گئے تھے اُنکی صورتوں کو اُنکی باتوں کو بعینہ یاد رکھا کرتی تھیں۔ حاضری کھانے کے بعد وہ مراسلات ملکی کو پڑھتیں اور کاغذات شاہی پر دستخط فرماتیں اور اپنے پرائیویٹ سکرٹری سے اپنے ارشادات کو لکھواتیں۔ یہ کام کوئی آسان اور ہلکا نہ تھا۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ جب تک کسی نوشتہ پر اپنے دستخط نہیں کرتی تھیں جب تک اُنکو پورا نہ پڑھ لیتیں اور اس پر کچھ نہ کہہ گفتگو نہ کر لیتیں۔ یہ شقتِ شاقہ اپنے اوپر گوارا کرتی تھیں کہ ڈپلومیسی کی ساری پیچیدگیوں پر اور شیٹ کے کل کاغذات پر اُنکو پورا پورا علم حاصل ہو۔ اسی وجہ سے اُنکی آخر عمر میں اُن کی رائے جو اُنکے پختہ علم اور تجربہ پر مبنی تھیں بڑی وقت سے دیکھی جاتی تھیں۔ اور مدبرانِ ملکی اُنکے تجربہ عظیم اور عقل سلیم و فہمِ مستقیم کی بڑی قدر کرتے تھے اور اُنسے استفادہ ہو کر بڑے خوش ہوتے تھے۔ ان کاموں سے فراغت پا کے وہ دوپہر کے بعد فٹن میں سوار ہوتیں جس میں ایک گدھا جاتا ہوا ہوتا۔ اُنکی باگین وہ اپنے ہاتھ میں لیکر اُسکو چلاتیں۔ حضرت علیا مہم کے اثر سے ذرا بھی نہیں ڈرتی تھیں۔ کڑا کے کے چاڑے کی صبح کی تیز ہوا سے اُنکا چہرہ روبرو ہو کر ایسا مقابلہ کرتا جیسے کہ کسی تندرست زبردست نوجوان کا۔ اسیلئے بہت کم اُنکا یہ سوار ہونا ناظم ہوتا تھا۔ سواری کے ساتھ چار خدمت گار ہوتے اور نصف درجن نہایت خواص و رت شایستہ

بایستہ کئے ہوتے جو کہی ہو کئے سے حضرت علیا و لغ پریشان نہیں کرتے۔ اس سواری کے
 بعد انجن نوش جان ہوتا جس میں ان کے سب مہمان شریک ہوتے۔ بچے اکڑانکے ساتھ بچے کھاتے
 بچے کھانیکے بعد ملکہ منظمہ پر سوار ہوتین اور اس میں اکثر دو گھنٹے صرف کرتین۔ ان کے بعد انکو وقت
 فرصت ملتا بشرطیکہ ہم اس لفظ فرصت کو اس گھنٹے کے ساتھ دن بھر کے کاموں سے جدا کر کے
 استعمال کر سکیں جس میں وہ اپنے خطوط لکھا کرتی تھیں۔ انکی مراسلت بہت وسیع تھی حسین نے
 اپنے پرائیویٹ سکرٹری کو دخل دیتی تھیں اور نہ وہ اسکا کچھ ذکر کرتی تھیں۔ انکے عزیز رشتہ داروں
 کا ایک لشکر تھا فقط انہیں کے خط انکے پاس نہیں آتے تھے بلکہ ان عورتوں اور مردوں کے
 پاس سے انکے پاس خط ملے آتے تھے جن کو انہوں نے اپنی دوستی سے مشرف کر رکھا تھا گو
 نہ وہ کسی شاہی خاندان میں سے تھے نہ شاہانہ درجہ رکھتے تھے۔ شاید بہت کم لوگ اس امر
 واقف ہوں گے کہ حضرت علیا اور ملک الشعراء ثنی سن کے درمیان باہم خط و کتابت تھی جب
 ملک الشعراء کی وفات کے بعد اسکی لائف چیپی ہے تو معلوم ہوا ہے کہ ملکہ منظمہ کو ملک الشعراء نے
 انکے شوہر کے انتقال کے بعد ایک تعزیت نامہ بھیجا تھا۔ اب جب ملک الشعراء کے بچ کا وقت آیا
 کہ ان کا بیٹا لائیونیل مرگیا جسکے سبب اسکا سارا گھر رنج و الم میں غرق ہو گیا تو فوراً ملکہ منظمہ نے
 بھی وقت پر یہ تعزیت نامہ لکھا کہ میں یہ بیان کرنا چاہتی ہوں کہ میرے ولین جو بڑا گھرا اور سچا
 رنج و ملال اس بات کا ہو کہ آپ اس وقت سخت غم و الم و ماتم میں گرفتار ہیں اپنے اوروں کی تعزیت
 میں بہت سے الفاظ و عبارات تسلی آمیز و تشفی انگیز لکھے ہیں مجھے یقین ہو کہ وہی آپکے الفاظ
 آپ کی تسکین کرتے ہونگے میرے الفاظ تعزیت کے آپ پر کچھ اثر نہ کریں گے۔ اسلئے میں اُن سے نہ آپ
 تسکاتی ہوں نہ آپکے رنج و الم میں مداخلت کرتی ہوں۔ یہ بڑا ہولناک حادثہ جا کھا ہر کہ کسی شخص
 کے بچے پلا بچے مر جائیں اور مدین درکار ہوں کہ کوئی اور بچہ فوجان ہو اور وہ یہ دیکھے جیسے کہ میں
 دیکھ چکی ہوں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ چیتا بیٹا مر گیا۔ اور اسکی دفن کا رختہ جگر فوجان بی بی
 انظروں کے سامنے رانڈ موجود ہے۔ میرا دل اس غم کا صدمہ اٹھا چکا ہے جسکی میں بڑی احتیاط
 اور خبر دہی کرتی تھی اور اسکے محبت کرتی تھی۔ پس میرا دل جو میں صدمہ جا خراش کو اٹھاتا چکا ہے
 آپکے رنج و الم کو اسے میں چاہتی ہوں کہ اچھو اور اچھی بی بی کو جو اس رنج و الم میں گرفتار ہیں

اس دوپہر کی سواری کے بعد جو فرصت کا وقت ملتا تھا اُس میں وہ اپنا شاہی منہ چمک لکھا کرتی تھیں۔ یہ عادت انہوں نے اپنی نو عمری سے اختیار کی تھی۔ اور آخر عمر تک اسکو نبھایا۔ آپ کی ماں جبرینی تھیں جن کی یہ عادت تھی کہ استقلال کے ساتھ بہ ترتیب آئین کام کیا کرتی تھیں۔ یہی عادت ماں کانکے ورثہ میں آئی جسکے سبب سے وہ استقلال کا نمونہ و مثال بن گئیں۔ اگر ان کے روزنامہ کے آخری صفحے مطبوع ہو کر شائع ہوں گے تو لوگ انکو بڑے شوق و ذوق سے پڑھیں گے۔ وہ اس وقت فرصت میں کتابیں اور اخبارات و رسائل و میگزین پڑھا کرتی تھیں اور یہ پڑھنا انکا ہر مقام کے مناسب حال ہوتا تھا۔ جب بالموویل میں تشریف رکھتیں تو سکوٹ لینڈ کے علم اوب اور کتا بون کو مطالعہ کیا کرتیں۔

بعد دوپہر کی سواری اور ڈنر کے درمیان جو وقت بچتا تھا اُس میں اس پرانہ سالی میں اور دوزبان منشی عبدالکریم صاحب سے سیکھا کرتی تھیں۔ ملکہ منظمہ مفت زبان تھیں۔ اس اور دوزبان میں ہی انہوں نے ایسی ترقی کی تھی کہ انکے استاد کو اسپر فخر تھا۔ کبھی کبھی وہ سوزن کاری اور زردوزی کا کام بھی کیا کرتی تھیں۔ انکے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزیں نمائشوں میں دکھائی جاتی تھیں۔ اور بازاروں میں بھی کچھ تھیں۔ عورتوں کا کام چرخہ کاٹنے کا بھی ہے اسکو بھی ملکہ منظمہ نے اپنی اتنی برس کی عمر میں چوڑا نہیں۔ بالموویل میں چرخہ ہی کا مادہ جو کانوں پر سودا خریدنے ہی جاتی تھیں۔ پہلے اپنے شوہر کے ساتھ بڑے بڑے تاجروں کے کارخانوں میں جا کر سودا خریدتی تھیں۔ مگر شوہر کے مرنیکے بعد دکانوں اور کارخانوں میں جا کر سودا خریدنا چھوڑ دیا۔ خود تاجر ہی انکے پاس اسباب خریداری کے لیے اسقدر لاتے تھے کہ دکانیں ان کے آگے لگ جاتی تھیں۔ عورتوں کے اخبار میں ایک شخص نے نہایت دلچسپ طور پر بیان کیا ہے کہ ملکہ منظمہ اور فروشدن کے درمیان کیونکر خرید و فروخت کے معاملات ہوتے تھے ہم اس میں صرف جواہر کی بیج و شہ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ ایک بات مشہور تھی کہ ملکہ منظمہ کو جو کا بڑا شوق ہے۔ افریقہ میں ایک بڑا ہیرا نکلا وہ انگلینڈ میں آیا۔ مالک الماس اسکی فروخت کے لیے بیسیر تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ملکہ منظمہ کو اسکو خرید فرمائیں گی۔ اسنے اپنی درخواست دیکھ کر فرمایا یا اوسبورن میں بھی کہ ملکہ منظمہ اس الماس کو غلط فرمائیں۔ حضرت علیا ایسی دس روپوں

میں سے فوج غریبوں کو منظور فرماتی تھیں۔ انہوں نے اس پیرے کے دکھانے کی درخواست کو منظور کر لیا۔ پیر اکیس مل آیا۔ اور اسکی تمام تانچ اور قیمت اُسے عرض کی گئی۔ یہاں کوئی سوا جلد نہیں ہو جاتا تھا۔ جیسے اور جگہ سووے چھان چن دیکھ بہال سے خرید ہوتے ہیں یہاں بھی ہوتے تھے۔ مال کا مولد یا جاتا تھا اسکے خریدنے میں دولت نہیں لٹائی جاتی تھی تصویر اکثر وہ اولادوں کی رانیوں سے خریدتی تھیں۔ روائل اکیڈمی اور نمائشوں کی تصویروں کے اشتہار ہاں باؤد پلندہ انکے سامنے پڑے جاتے تھے۔ ان میں سے اگر کوئی تصویر انکے مذاق کے موافق ہوتی تو وہ گران قیمت پر ہی خرید لیا جاتی۔ ایک دفعہ نمائش میں ایک تصویر انکو ایسی پسند آئی کہ اس کو اتر کر محل کے یہاں نمائش کے ختم ہونے کا بھی انتظار نہیں کیا۔ نمائش میں اس کی جگہ خالی رہی۔ چھاری کی چیزوں کو وہ اپنی بیٹی لونڈا کی رائے سے خریدتے جو اس چھاری کو فروغ سے وقف تھیں۔ ملکہ مظفر کو کتابوں کے خریدنے کا بڑا شوق تھا۔ انکی خریداری کے لیے انہوں نے اپنا کچھ مقرر کر رکھا تھا۔ اکثر مصنف اپنی تصنیفات کو خدمت عالی میں بھیجتے تھے۔ اگر وہ مقبول خاطر اقدس ہو تو سرکاری حکم ہوتا کہ شکر یہ کا خط بھیج دے +

دوپہر کے بعد فرصت کے وقت میں جو کام سب سے زیادہ حضرت علیا کو خوش کرتا تھا وہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے تحائف کا پسند فرمنا تھا۔ بعد ان تحائف کے دیکھ میں بڑی فیاض و کشادہ دست تھیں جسکے سبب سے عزیزوں اور رشتہ داروں کے دلوں میں انکے ساتھ محبت پیدا ہوتی اور انکی یاد بڑھتی۔ ایک دفعہ ایک لڑکی کو جس کی ابھی منگنی ہوئی تھی ایک نازک فوٹو فریم دیا۔ اور اس سے فرمایا کہ اس میں اپنے شوہر کی تصویر لگانا اور ایک اچھی سنہری تھیلی روپیوں کی دی۔ اور خوش ہو کر یہ الفاظ فرمائے کہ میں تمہاری یہ مدد اسلئے کرتی ہوں کہ تم خانہ داری کے کام میں ہوشیار اور منظم بنو۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیا قسم کے کھلو پنوں کے ساتھ بڑی دل بستگی رکھتی تھیں۔ ان کا دل اپنی آخر عمر میں ہی ان کھلو پنوں کے لحاظ نوجوان ہی رہا۔ ہم سنتے ہیں کہ ملکہ مظفر اپنی اٹھارہ برس کی عمر تک اپنے عظیم الشان بے نشانہ دگر یا خانہ کا اہتمام کرتی رہیں۔ آرایش و زیبائش کے چوڑے چوڑے اسبابوں اور ظروف وغیرہ کی پوشیدہ فی و رنگارنگی دیکھنے پر الحادل فریفتہ تھا۔ ابتدائے عمر میں خود گڑیاں کیلئے سہاواں

خوش کرتی تھیں۔ اور جب ان کی عمر زیادہ ہو گئی تو وہ اپنی چوٹی بچپن کے گڑبوں کے کیلئے
کو دیکھ کر خوش ہوتی تھیں۔

ملکہ مظہر بچپن کو بہت پیار کرتی تھیں وہ بہت سے بچپن کی مان وادای پر دواوی پڑانی
تھیں۔ بہت ہی کم وقت ایسا ہوتا تھا کہ ان بچپن میں کوئی نہ کوئی اونکے پاس نہو۔ یہی بچے ان کی
عمر کی تاریکی غم میں آفتاب تھے۔ اگر کوئی گمراہ ہو کہ جس میں بچپن کے ساتھ دل خوش کرنے کے
گمناموں میں کوئی خلل نہ آتا ہو تو وہ وڈسرواوسورن و بالویل میں ملکہ وکٹوریا کا گھر ہے
حضرت علیا کے کا شانہ محلے میں شہزادہ ہنری سیٹن برگ کی لڑکیاں لڑکے بن باپ کے بہت ہی کم
دقون تک اُنہے جدا ہوئے۔ یورک کا شہزادہ اڈولڈ جو آئسبرٹ کا مالک ہے والدہ اور اسکی
بہن جو بہت ہی چوٹی تھی۔ اور اڈولڈ کو وڈس کون ناٹ کے بچے بھی دواوی کے پاس رہتے تھے
غرض کہ یہ ایسا نہیں ہوا کہ ملکہ مظہر کے دل خوش کرنے کے لیے بہت بچے اُنکے پاس ہوں۔ وہ ان
بچپن کے واسطے بڑے دن کا درخت روشن کرتیں اور شاہی میز پر پڈنگ طرح طرح کی لگاتی تھیں
اور بہت سی چیزیں بچپن کے دل بہلانے کی رکھی جاتیں۔ ان چھوٹے چھوٹے بچپن کو ملکہ مظہر اپنے
منور چہرے کو ہاتھ میں چھری لینے و کما کر خوش کرتیں۔ اور آپ بہت خوش ہو تیں غرض شہزادوں کو
یہ شاہی عجیب و غریب ہوتا۔ ملکہ مظہر کا سب سے آخر کام مشکوے محلے میں ڈنر تھا۔ بعض اوقات
اس میں دربار کی مراسم کا برتاؤ ہوتا کہ شام کا درباری لباس پہنے ہوئے ہوتے۔ اور شاہانہ دربار
تمام مراتب تنظیم و تکریم ہوتے جاتے۔ ملکہ مظہر کھانیکے کمرے میں تشریف لاتیں اور اپنے سب
سہانوں کو کمانے میں شریک ہونے کی مبارکباد دیتیں اور میز کی کسی جانب میں بچپن بیچ میں بیٹھ
جاتیں۔ اور پہلے دائیں بائیں اپنے اپنے درجہ اور درجے کے موافق اور لوگ بیٹھتے۔ اگر وہ ڈنر
وڈسرواوسورن میں ہوتا تو جنگی بینڈ بجا یا جاتا۔ اور اگر بالویل میں ہوتا تو نفیری و گنفر بجا
جکاتے۔ ڈنر میں یہ قاعدہ تھا کہ ملکہ مظہر کے سامنے حسب عیوض بیٹھ رہتے جب وہ کسی شخص سے
مخاطب ہو کر باتیں کرتیں تو وہ شخص بائیں کرتا اور اس ہمکلامی میں وہ اختصار الفاظ کا بہت
محاذ رکھتا۔ اس قاعدہ کے برخلاف کام کرنے کی جرات فقط مسٹر کارلائل نے کی جنکی ملاقات میں
شین لی کے توسل سے ہوئی تھی۔ انہوں نے ملاقات میں بائیں کرنے کا اجازت لے لیا اور باتوں

میں ایک دفعہ سے زیادہ نہایت فصاحت و بلاغت و طلاقت سے اپنے مسائل مسلمہ کے موافق حضرت علیہ السلام سے مخالفت کی جس سے انکو حیرت ہوئی۔ اور جب مسٹر موصوف چلے گئے تو ملکہ مظفر نے ڈین سٹین لی سے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ہی طرح باتیں کہتے ہیں۔ جب ڈنر ختم ہوتا تو ڈرائنگ روم میں لیڈیوں کے پاس فٹیل میں تھوڑے عرصہ کے لیے چلے جاتے۔ یہ وقت ایک گھنٹہ سے زیادہ ہوتا۔ ملکہ مظفر خواب راحت کے لیے تشریف لیجائیں تو سب اہل مجلس چلے جاتے۔ دن بھر کے کاموں میں آخر کام ڈنر ہوتا جو کشمیریوں کے کرہ میں بسر ہوتا۔

۱۸۹۷ء عیسوی

۱۸۹۷ء میں ملکہ مظفر کا ڈائمنڈ الماس (جوبلی کاسپا جشن جس کو فرسٹ شائع شوکٹ نشاط و انبساط ہے ہندوستان میں ہوا وہ ہکویا وہ ہے اسکے ذکر سے ہکویا و روحانی بھی حاصل ہوتی ہے اور علم تاریخ کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ ہماری قلم ڈسپل سے اسکے بیان کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ مگر جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے۔

دنیا میں شاید چند مرد بادشاہ ایسے ہو جو نہ مگر کوئی بانو ایسی بادشاہ نہیں ہوتی کہ جسکی فرمانبری کی مدت ایسی دراز ہوتی ہو جیسی کہ ملکہ مظفر کی فرمانروائی کی مدت دراز ہوئی ہو اور یہ بات تو کسی مرد بادشاہ اور بانو بادشاہ کو حاصل ہی نہیں ہوتی۔ کہ اسکی قلمرو میں دنیا کے اندر چاروں طرف رعیت ہر رنگ اور ہر ذہب کی مختلف الاعراض ہو اور باہم رقابت و عداوت رکھتی ہو اور اسکا غیر قریب سے صنعت و حرفت و محنت و تجارت میں مقابلہ ہو مگر وہ اپنے بادشاہ کی فرمانبرداری و نیک خواہی و وفا داری میں یک دل و یک جہت متفق ہو اور اسکے عہد سلطنت میں رعیت کی جسمانی اور روحانی ترقی و بہبودی کے لیے جتنے اسباب اثر و موید و معاون ہوں ان میں سے کسی ایک کے زور میں کئی آتی ہو اور اسکا سبب صرف حضرت ملکہ مظفر کی خوش خوئی و نیک خوئی اور پاک باطنی و کوشی ہو فٹیل گورنمنٹ ہو۔ اسکے سوا کسی اور سبب کا بتلانا مشکل ہے۔

۱۸۹۷ء کے جشن جوبلی سے لوگوں کو یہ فکر تھا کہ اگر ۱۸۹۷ء میں ڈائمنڈ جوبلی جشن ہو تو وہ کس طرح ہونا چاہیے۔ پہلی ہی ۱۸۹۷ء سے سبکی توجہ اس طرف ہوئی کہ انگلستان کے کل

ڈائمنڈ جوبلی کے الماس جوبلی

جشن جوبلی کا یہ سبب کہ اس طرف

بادشاہ بن سے زیادہ تر عزیز شہنشاہ بانو کی ساٹھویں سال کی سلطنت کا جشن ضرور منایا جائے گا۔
 مگر اس میں اختلاف آرا سے تھا کہ وہ کیونکر منایا جائے۔ لیکن اس خیال میں سب متفق تھے کہ اس جشن
 میں ملکہ منظرہ ہم بین آئین اور ہماری مبارک سلامت کو خوشنیں۔ یہ خیال تمام اور تدابیر و تہاویز
 کا مرکز تھا۔ ملکہ منظرہ نے اس بات کو منظور فرمایا۔ اور پانچ ستمبر ۱۸۹۷ء میں اپنا یہ حکم مشتر فرمایا کہ وہ شاہ
 تزک و تخیل و احتشام سے سینٹ پال کے گرجا میں جا کر اپنے پروردگار کا سجدہ شکوہ کریں گی کہ اُس نے
 اپنے فضل و کرم سے اتنی مدت دراز تک انکی سلطنت پر بہت سی برکتیں و رحمتیں نازل کیں +
 حضرت علیا کی سلطنت کے ساٹھویں سال میں قومی فخر قومی عزت ملکی محبت قلمرو کی
 افزائی رعیت کی یگانگی کا جو خاص اسی سلطنت کا حصہ ہے وہ اپنا جلوہ دکھایا کہ تاریخ میں یادگار
 روز گزار رہے گا۔ اور اس جوہلی کے جشن کے آگے مشعلہ کی جشن جوہلی کا حال ایسا کیا جیسا کہ
 چاند کی چاندنی کا سویر کی دھوپ کے روبرو ہوتا ہے +

اس سے پہلے کوہیان جشن کی تیاریاں ختم کی جائیں۔ لندن میں چاروں طرف سے آدمیوں
 کی آمد شروع ہوئی۔ تمام یورپ کے ملکوں اور امریکہ سے آدمی آئے گئے۔ بازاروں میں تجارت کا بازار
 ایسا گرم ہوا کہ ان میں وہ بیڑ بھاڑ رہنے لگی کہ آدمی کو چلنے کے لیے رستہ مشکل سے ملتا تھا۔ شہر کے
 ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں جانا دشوار تھا۔ سب ہوٹلوں کے کمرے ہفتوں پہلے لوگوں
 نے کر لیے لیے۔ جس کے سبب ہوٹل کے ملازم اور لیڈیاں بالامال ہو گئیں۔ سواری کی گڑگڑاہٹ
 پر جو مکانات باسامان تھے وہ آدمیوں سے بھر گئے۔ علاوہ اسکے گورنمنٹ ہوسٹل کی چھتوں پر
 اور خالی زمینوں پر شستگاہیں ایسی فرسید انسان بنائی گئیں کہ انکی بلند یوں نے شہر کے سارے
 بازاروں کے آگے ایسی دیواریں کھڑی ہو گئیں کہ بازار دکھائی نہیں دیتے تھے۔ بعض گرجاؤں کے
 آگے وہ ایسی کھڑکیاں ہوئیں کہ انکے پیچھے گرجا نظر آتے تھے۔ ان مصنوعی عارضی مکانات کی کٹ
 کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ ایک مکان کے لیے خالی زمین چھ ہزار پونڈ کو خریدی گئی اور سات ہزار پونڈ کی
 لاگت میں خچر بٹے چھ ہفتے تک صد ہا بڑھویوں نے کام کر کے اسکو تمام کیا۔ اس میں ۱۵۰۰
 (۱۵۰ x ۲۰) من) کلڑی گڑ ۵۰۰ من کے ۵۰ من فیٹ لیے گئے۔ ہا پتھر کر کر سیاہ لکے لیے خریدے
 گئے۔ اور نچن کھانے کا کمرہ ایسا وسیع بنایا گیا کہ اس میں چار سو آدمی کھانا کھائیں۔ ایک ہزار

جشن جوہلی میں چاروں طرف سے آدمیوں کا آمد کرنا اور انکے متعلق اور باتیں

نشستگاہ بنائی گئی جس پر چار ہزار آدمی بیٹھ سکیں۔ ہر نشست میں ایک گئی سے لیکر پندرہ گئی تک لاگت لگی۔ اسکو پانچ ہفتے میں ایک سو بیس مزدوروں نے روز کام کر کے بنایا۔ ایک لاکھ پچتر ہزار کعب فیٹ لکڑی لگی تھی۔ ۲۰ ٹن ۲۰ د ۲۰ ۴ ۲۷ من) کو باخچ ہوا تھا۔ اسی طرح دولت کے کمانے کے خیال میں ایک شخص نے اپنی ناکامی سے اپنا دوا لکالا۔ اسنے ایک بڑا قیمتی مکان مول لیا اور اسکو ڈھوا کر نشستوں کے لئے مکان بنوایا۔ جبکہ کرایہ سے لاگت نہ وصول ہوئی دوا لکالا غرض شہر لنڈن کی ایسی آرایش کی کہ وہ پہلا شہر لنڈن نہیں معلوم ہوتا تھا۔ آرایش گاہ معلوم ہوتا تھا۔ کبھی پہلے ایسی آرایش نہیں ہوئی۔ ۲۲ جون جوہلی کی جشن کی تاریخ قرار پائی تھی جتنی وہ قریب آتی جاتی تھی۔ آتے ہی لنڈن اپنے لباس کی ہٹرک چمکا جاتا تھا۔ سواری کی گزرگاہ میں ہر مکان کی سقف و درود و بار پر ہر پرے ہر پرے تھے۔ ۲۲ جون کو جشن جوہلی کی دن کا پروگرام شہر ہو گیا۔ نہایت جتیاطین اس بات کے لئے کی گئیں کہ ۲۲ جون کی تہیتر ہاڑ میں کوئی آدمی پس پسارگر مر نہ جائے۔ جیسا کہ زردوس کے جشن تاجوشی میں بہت سی جانیں تلف ہوئی تھیں نشست کے مصنوعی مکانات کے استحکام کا بار بار طرح طرح سے امتحان کیا جاتا تھا۔ اور حتی الامکان ایسی تدبیر کی جاتی تھیں کہ اس ہنگام میں کسی کا بال ہیکا نہ ہو +

آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ کیپ۔ نیوزیلینڈ۔ نیوزی لینڈ کے کوئونیون کے وزیر اعظم مدعو ہوئے کہ وہ انگلینڈ میں آنکرذات خاص اس جشن جوہلی کی نشاط و انبساط میں شریک ہوں۔ انکو اپنے مادرسی ملک سے ایسی محبت تھی کہ انہوں نے اپنی مان کی دعوت کو فوراً بہت خوش ہو کر بسر و چشم قبول کر لیا۔ وہ آئے اور اپنے ساتھ کل کوئونیون اور انکے متعلقات کے لشکروں کے قائم مقام ساتھ لائے۔ یہی سپاہیں برطانیہ عظمیٰ کی سلطنت کے سمندر پار محافظ تھیں۔ وہ اپنی مان کے لئے اپنی یگانگی اور متفقہ محافظت کا تحفہ ساتھ لائے جس سے بہتر کوئی اور پیش بہا تحفہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ان سپاہیوں کے اترنے کے لئے فردوگا میں جدا جدا مقرربہیں۔ یہاں دتیا کے چاروں طرف کے مہانوں کا ہجوم تھا مگر سب کے لئے آسائش اور آرام کا سامان ایسا موجود کیا گیا تھا کہ کسی کو تکلیف نہ تھی +

شہزادی ہیلز کو یہ سوچی کہ جشن جوہلی میں غربا کی جاعنون پر کچھ خیال نہیں کیا گیا۔ یہ بڑی غمناک و گزا

ہوتی ہے اسکو دور کرنا چاہیے۔ اس غریب پروردہی کے خیال میں خاندان شاہی کے اور ارکان بھی شریک ہو گئے۔ انہوں نے ۲۹۔ اپریل ۱۸۹۶ء کو اپنے مکان سے لنڈن کے لارڈ میئر کو لکھا کہ ملکہ منظمہ کی ڈائمنڈ جوبلی کی یادگار کے لیے ماعلیٰ درجہ کے سازبامان کی تدبیر و تہجد و تزیین کی ہیں۔ مگر سب سے نزدیک ان میں نہایت نامناسب یہ ایک فرد گنشت ہوتی ہے کہ کنکالون کی عورت پر توجہ نہیں کی گئی ہے۔ اس لیے میں سفارش کرتی ہوں کہ لنڈن کے کل کنکالون کو کمانا کھلایا جائے۔ اس دعوت کے چندہ میں جو ۲۲۔ جن کو ہونی چاہیے۔ اپنا نام اسکی فہرست میں اول لکھ کر سو پونڈ لکھ دیئے۔

یہ قرار پایا کہ ۲۰۔ جن کو اتوار کے دن کل ملک میں خدا تعالیٰ کے شکر یہ کے لیے نماز پڑھی جائے۔ صبح کو حضرت علیا نے مع اپنے بچوں کے وندسر کے جارج چپیل میں اور لنڈن پارلیمنٹ کے ممبرن نے ولیمٹ منسٹری میں اور کامنس نے مینٹ مارگریٹ میں اور شہزادہ ویلز اور شہزادی ویلز نے سینٹ پال کے گرجا میں اس شکر یہ کی نماز پڑھی کہ خدا تعالیٰ نے اسی عظمت و شان سلطنت عنایت کی۔

۱۔ بازاروں میں خیر خواہ آدمی آپس میں یہ ذکر کرتے تھے کہ جوبلی کے دن دیکھئے موسم کیا اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ اور موسموں کی پیشین گوئی ان کرنے والے کیا امیندین رکھتے ہیں کہ کوئین کا موسم پہلے یا کوئی اور موسم ہوگا؟ جوبلی کے پہلے ہفتے میں طوفان آرہے تھے۔ موسموں کے بیان کا نقشہ جو مشتر ہوا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ جشن کے دن باؤش ہوگی۔ اور صبح سے چند گھنٹے پہلے آسمان پر بادل اپنا رنگ دکھا رہے تھے اور دوسرا دیر منڈ لارہے تھے اور ایک دوسرے پر چڑھائی کر کے آسمان کا منہ کالا کر رہے تھے۔ کبھی کبھی انہیں چاند اپنا چہرہ دکھاتا تھا جس پرانی پنہا ہوا نظر آتا تھا غرض بہت سے قریبے ایسے تھے کہ جشن کے دن مینہ برسے گا ظن غالب ہوتا تھا۔ مگر جوبلی کے دن ملکہ منظمہ کی سواری کے وقت آسمان ایسا صاف ہو گیا تھا کہ کبھی ملکہ منظمہ کے عہد سلطنت میں ایسا نہیں ہوا تھا جسے سب سے جشن کا جوبن نکھر گیا۔

ملکہ منظمہ نے نہایت داناتی اور دور اندیشی سے اپنی شانانہ سواری کی یہ مرکز ایسی مترو فرمائی تھی کہ تاشائی اور اکی رعیت کے آدمی زیادہ سے زیادہ اکی سواری کی تسیر کو دیکھ سکیں جب

کنکالون کے کمانا کھلایا جائے

خدا کی سپاسگزاری کی نماز

موسم

ملکہ منظمہ کی سواری کا مرکز افشا کے ساتھ لنڈن میں پہنچا

جشن جو بی من عید کا دن آیا تو اوپر آسمان پر بار بار چار ہاتھ اور نیچے سارا لٹن چل چل کر رہا تھا
 اسکی نوح سے ہزاروں آدمی انکر سواری کی راہ گز میں جمع ہوتے جاتے تھے ان میں سے جنہوں نے
 نشہ نگاہ میں کر لئے تھے وہ اپنے بیٹھے جاتے تھے۔ اور باقی سڑکوں پر دو طرفہ جھبے جاتے
 تھے۔ جو لوگ سینٹ جیمس کے پارک میں گئے میدانوں میں رات کو بیٹھے تھے وہ اس عید کے دن
 سب سے اول اپنی شہنشاہ بانو کے دیدار سے مشرف ہونیکے شائق تھے۔ وہ یہ سیر دیکھ رہے تھے
 کہ اس قصر معلیٰ بنگلہ میں سارا جھنڈے کا پہرہ پہرا رہا ہے۔ اسکے اندر شہنشاہ کو شہنشاہ بانو نے
 آرام فرمایا ہے۔ اسکے بڑے دو دانوں پر ملازان شاہی اور ہر ادھر جا کر اپنی زرق برق پوشاکوں
 کے جلوے دکھا رہے ہیں۔ اور متنازع شاہی مہانوں کی سواریاں قصر میں آ رہی ہیں جو حضرت علیا
 کی سواری کے ہم کاب جائینگے۔ پارک کے درختوں کی قطاروں کے نیچے آدمیوں کی بہیر بھاڑ
 بڑھتی جاتی ہے چیل سی کے پنشنڈر کہنے سال بہار سپاہی جو لڑائیوں میں فرسودہ ہوئے تھے آہستہ
 آہستہ چلے آ رہے تھے۔ انہی کی جانفشانی و حسیرتی سے انگلیٹنڈ کو یہ عروج حاصل ہوا تھا
 انکے حال پر یہ غایت ہوتی تھی کہ دروازوں میں انکے آرام سے بیٹھنے کے لیے بیچ بھاؤں تھے
 پولس کے عہدہ دار اور ہر آدمی انتظام کرتے پھرتے تھے۔ گینٹ نے سوانو بجائے۔ خدا ملک منظم
 سلامت رکھے کے نغمہ کی صدا کان میں آئی۔ کو لو نیون کی آہستہ پیراہستہ سپاہ آئی شروع ہوئی
 یہی وہ سپاہ ہے جو سمندر پر اور اسکے پار برطانیہ عظمیٰ کی سلطنت کو قائم رکھتی ہے وہ سینٹ
 پال کے پاس سڑکوں پر صف بندی کے لیے اس واسطے بھی گئی تھی کہ وہ حضرت علیا کی سواری کا
 استقبال اول کرے اور اسکے بعد وہ سواری کے پیچھے ہوئے۔ اول باختر نیچے دارو۔ بال کی سڑک
 پر ایک زبردست دو ویلنٹیوں کا لشکر نمودار ہوا۔ لشکروں کی وردیوں کے رنگوں کی نیرنگی اور
 برفلمونی گل بن کا تماشا دکھائی تھی۔ یا شگفتہ ہونوں کا ایک گلدرستہ معلوم ہوتی تھی کہ کوئی
 شہنشاہ ہے اور کوئی نبی ہے کوئی خاکی ہے۔ پر ہتیاروں کا رنگ برنگ کا ہونا عجب بہار دکھاتا
 تھا کہ سونے پر جگمگانے ہوئے اور کلا میں چمکتی ہوئی پہنے ہوئے ہیں۔ ہاتھوں میں بندو قیں نیز
 جلوہ نمایاں کر رہے ہیں۔ جزیرہ سانی پریس کے جنکاش ریپ ٹپش شمالی بورنڈ کے بونے زرد جگمگ
 ڈائی ایکس۔ ہونگ کوٹنگ کے لشکر گھروں پر جگمگانی طرح پھیلی ہوئی ٹوپیاں عجیب غریب ہیں

ہونے دراز قد فریہ اندام جنگ باذیو سانس اضر پاڈرسل۔ اسٹریلیا کے سجیلے گھر چڑھتے۔ نڈی کے سوار میں چلے۔ کینیڈا اور مثال کی سپاہیں غرض ہر مقام کا عسکر موجود تھا جہاں انگلیزی جھنڈے کا پریرا پھراتا تھا اور انگریزی زبان ہمسائی دیتی تھی۔ آدسین کی پیوستہ صفیں پہر رہی تھیں جو آپس میں ایک دوسرے بھائی بھائی کہہ کے باتیں کرتے تھے۔ ان میں یہ رشتہ مندی کیا تو ایک بادشاہ کی خیر خواہی کے سبب پیدا ہوئی تھی۔ یا انکا خون آپس میں ملا تھا۔ وہ سینٹ پال کے گرجا کی طرف ان بہادر لشکروں کو جاتے ہوئے دیکھ کر عجیبے بارے ہوئے نہ ساتے تھے اور اس خوشی کے مارے انکی بنضین تیز چلتی تھیں کہ شہنشاہ بانو کی سواری کمال ترک احتشام تحمل و جلال کے ساتھ ان آرہستہ پرستہ بازاروں میں آئے والی ہے جس میں آدمی ایسے کھپا کھپا ہے ہونے میں کہ کہیں تل رکھنے کو جگہ نہیں۔ ان سپاہیوں کی روانگی کے کچھ دیر بعد حضرت علیا کی سواری نے گرجا میں جانیکے لینے قدموں کو اٹھایا۔ چیز کا وہ غل مشور چاکر باجون کی آوازیں اُنکے آگے نقارخانہ میں طوطی کی آواز تھی۔ اول گاڑیاں ساری قوموں کے کئی سوغالی جاہ امر اور مشرق آباد سفیروں کی آئین۔ جن میں گریس۔ سنٹرل امریکہ۔ میگزیکو۔ پرنزل کے خاص سفیر سوار تھے چینی سفیر جنگ ہن ہو۔ اپنی مشرقی پوشاک بڑی ہٹک کی پہنے ہوئے تھا۔ یوناٹیٹڈ سٹیٹس کے خاص سفیر مسٹر وائٹ ریڈ سب سے زیادہ سادہ لباس سیاہ پہنے ہوئے تھے۔ انکے بعد اعلیٰ درجہ کے شاہی اور ہر سلطنت کے شہزادے و شہزادیان اور ملکہ معظمہ کے بچے اور انکی بیوہ بیٹیاں گاڑیوں میں بیٹھی ہوئی آئیں۔ سولہ گاڑیاں تھیں جن کو چار چار گھوڑے چلا رہے تھے۔ ان گھوڑوں کے سانسوں نے چاندی کے تھے اور انپر چاکر سواری لباس زرنگار پہنے ہوئے بیٹھے تھے۔ انکے پیچھے شہزادے گھوڑوں پر سوار تھے جن میں ڈیوک خائف۔ مارکوئیس لورین۔ شہزادہ نیپلز۔ شہزادہ البرٹ پروشا۔ گرینڈ ڈیوک ہرج روس۔ آسٹریا ہنگری کا آچ ڈیوک فرینس فرڈے نیڈ اور ہسی کا گرینڈ ڈیوک اور چالیس اور شہزادے ہر کاب تھے جو ملکہ انگلینڈ کی تعظیم کرنے آئے تھے ان کے پیچھے ہندوستان کے سواروں کا رسالہ تھا جنکے گھوڑے بڑے شاندار اور لباس زرنگار تھے پھر کچھ فصل سے سب سے پہلی ستر مہین گاڑی ملکہ معظمہ کی تھی یہ عمدہ انتظام کیا گیا تھا کہ ایک تازہ کاری ایسا لگا دیا گیا تھا کہ قصر کنگم میں قیام ملکہ معظمہ سوار ہوں تو ایک ہی وقت میں کل دنیا کے اندر اپنے سوا

ہونے کی اطلاع اپنی رعایا کو اس بار کے فرید سے دیرین۔ سو انہوں نے اس خانگی تار پر جو قصر
 بنگلہ میں لگایا گیا تھا۔ اسپر سنٹرل ٹیلیگراف میں یہ سید سادے الفاظ بھیجے کہ میں اپنے دل سے
 اپنی عزیز رعایا کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ خدا اسپر اپنی رحمت و برکت بھیجے۔ یہ پیغام دنیا میں کل ان کی
 رعایا کے پاس پہلی کھچ کر پڑ گیا۔ آقا بے اپنے منہ پر نقاب ڈال رکھی تھی۔ اسنے سو اگیا رو بجے
 سوار ہونے کی تو پشنگر اپنے چہرہ خدار ان کو نقاب سے نکال کر مبارکبادی اور بخشش کی گرمی ہنگامہ کو
 اپنی گرمی سے زیادہ چمکا دیا۔ اور گاڑی جس میں ملکہ مظفر اور شہزادی ویز اور شہزادی کرشن بھی بیٹھی ہوئی
 تھیں جمع انوار بنادیا۔ جو وقت آٹھ براق گھوڑوں نے جو سونے کے سارین ڈوبے بیٹھے تھے اور چیر
 چاہک سوار زرین نگار لباس پہنے ہوئے بیٹھے تھے حضرت علیا کی گاڑی کو چلایا تو بیٹا روفادار رعایا
 حلقوں سے چیر کا غل شور مہا۔ سواری کے سامنے کمانڈر انچیف و سکونٹ و لڑائی تھے جنکا سینہ
 تھون سے ستارستان بن رہا تھا۔ اور سواری کی دائیں طرف شہزادہ دلیتر اور ڈوک کون ناٹ اور
 بائیں طرف پیرانہ سال ڈوک کیہر ج لیدوی کو لگ لگے تھے۔ پیچھے علم شاہی تھا۔ اور اس کے پیچھے کورٹ کے
 عمدہ دار اور سپاہ تھی۔

جب سواری پال مل پر آئی تو بہ نسبت اور مقامات کے یہاں غیر مقدم کی زیادہ دہوم و دام نہی
 پر شہر کی جسٹس پریسٹن بار پر سواری آئی۔ یہاں لارڈ میئر منتظر تھا اسنے وہ شاندار تلوار جسکے قبضہ
 پر مونی لگے ہوئے تھے اور ملکہ الرنچہ نے دی تھی وہ شہنشاہ بانو کے آگے پیش کی۔ پر سواری
 لاکورٹ کے پاس آئی۔ یہاں کل جیون اور قانون دانوں نے غیر مقدم کیا۔ یہاں پر نے شہر کا
 نشان ہے چیف مجسٹریٹ نے تلوار پیش کی۔ ملکہ مظفر نے گاڑی میں جنک کر اس نشان حکومت
 کو ہاتھ میں لیا۔ اور کچھ آہستہ ہی بول کر اسکو واپس کیا۔ اور پر سواری فلیٹ سٹریٹ میں آئی
 جو پھول اور سبز پتوں سے نہایت آراستہ کیا گیا تھا۔ یہاں سے سواری پہاڑ پر چڑھی جسے اس
 سواری کو وہ رونق آسمانی دیدی جو کہیں نہ کو نصیب نہوی تھی۔ یہ قرار پایا تھا کہ سیلیٹ پال گر جا کے
 پاس کھٹے میدان میں شکر گزاری کی نماز پڑھی جائے گی۔ یہاں ملک کے کل عمدہ داران عظام اور
 سلطنت کے افسر الامقام ملکہ مظفر کے استقبال کے لیے ایستادہ تھے جو وقت سواری پہا
 آئی تو عجب ایک ستان تھا جو کہیں دیکھنے میں نہیں آیا تھا یہ زمرہ گاہ گیا۔ کہ اسے خدا میں تجھ پر ہو

کیا ہے تو مجھے کسی حیران پریشان نہو نے دیجیو۔ سب سربرہ تھے اور ملکہ مظلمہ اپنی جگہ پر
 چہرے کی ایک طرف آفتابی لگائے بیٹھی تھیں۔ اور سب شہزادیاں اپنی گاڑیوں میں کھڑی تھیں سینٹ پال
 کے ڈین گریگری وغیرہ نے یہ عالمائی۔ اسے خدا ہماری ملکہ کو سلامت رکھے۔ جسکا جواب بڑے دور سے
 یہ دیا گیا کہ جب ہم تجہ کو یاد کرتے ہیں تو رحم فرما کر ہماری سُن۔ ڈین نے نماز پڑھی۔ کہ اے خدا ہمارے
 آسانی پاپ ہم دل سے تیرا شکر ادا کرتے ہیں کہ تو نے ہمکو شہنشاہ بانو ملکہ و کٹوریا کے عہد ستارک
 شخصتے سالہ میں بہت سی برکتیں دی ہیں۔ ہم تیرا شکر بھیجتے ہیں۔ ہم نے پترے اُن عجیب غریب
 کے جاننے میں ترقی کی ہو۔ جو انسان کی زندگانی کے آسائش و آرام کو بڑھاتی ہے اور غریب امیر میں ملی
 محبت پیدا کرتی ہے۔ ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں کہ بہت سی قوموں میں ہم نے انجیل کی عجیب و غریب
 منادی کی ہے۔ ہم دعا مانگتے ہیں کہ یہ بخششیں اور اور پترے تمام عطیات مدت تک ہم کو عطا ہوتے
 رہیں۔ اور ملکہ۔ جو سید خداوند یسوع مسیح کے پترے مقدس نام کو جلال و عظمت دے۔ آمین۔
 جسوقت یہ دعا پڑھی گئی تو سب خلعت پر ایک عالم خود شی طاری ہوا۔ اور شہنشاہ بانو اپنا
 ماتمی لباس پہنے ہوئے بیٹھی تھیں۔ اور اس اپنے جاہ و جلال کی شکر گزاری کے وقت بے اختیار
 انکی آنکھوں سے آنسو نکلے پڑتے تھے ا ساتھ کاہنتے تھے۔

جب یہ شکر گزاری ہو چکی تو کیا عالم خوشی تھا اب اب ہر ہر شاہ کا غلہ شور و شہاد خدا ملکہ کو سلام
 رکھے باجون کے ساتھ بڑے زور شور سے گایا گیا۔ ملکہ مظلمہ کو یہ نظر نہ تھا کہ انکی رعایا میں سے
 ہزاروں آدمی آنکھوں دیکھیں۔ اسلئے انہوں نے اپنی سواری بلنڈروئین پہل پھرایا۔ اور پھر قصر کنگم میں
 تشریف لے گئیں۔ تختیہ نہ کیا گیا ہے کہ دس لاکھ آدمیوں نے انکی سواری کی سیر دیکھی۔ اس جم غفیر
 اور ہجوم کثیر میں ایک جان نہیں تلف ہوئی۔ اور لوگوں کو تکلیف بہت ہی کم پہنچی۔ جس نظام
 کی بڑی خوبی قابل تعریف ہے۔

شہزادوں اور شہزادیوں نے مسٹر ہومس کی لائف آف کونین (اس کتاب میں حضرت
 علیا کی سوانح عمری لکھی ہے) کو دو سو ادس نسخے میں مطاوعہ مذہب کر کے اور ۵۲ ہیروں سے
 مرصع و مزین کر کے حضرت علیا کو نذرین دی۔ شہزادی ویز نے ایک دھلکائی دی جس میں بیش
 قیمت الماس و موتی جڑے ہوئے تھے۔ ملکہ مظلمہ کے گھر کے ملازموں نے چوڑیاں نذرین دیں۔

جن میں لعل و جواہر نہایت صنعتکاری سے لگے ہوئے تھے، پارلیمنٹ کے ایک ممبر کی ایسٹری
س بکارتھ نے ایک آفتابی مرض کا ردی ۴

ملکہ مغلیہ کے پاس اس جشن کی مبارکیا دین انکی قلمرو کے ہر حصہ بہت تہنیت نامے
آئے۔ ان سب کا سر تلج یوناٹینڈ سٹیٹس کا تہنیت نامہ تھا۔ اسکو ملکہ مغلیہ کے حضور میں
انریبل وائٹ لارڈ نے پیش کیا۔ جو جوبلی مین خاص سفیر بن کر اس سلطنت کی طرف آئے تھے
عاجیناب وکٹوریا ملکہ گریٹ برٹن و آئر لینڈ قیصر ہند کو پریسیدنٹ یوناٹینڈ سٹیٹس
کی طرف تہنیت نامہ۔ عاجیناب نے جو برطانیہ عظمیٰ پر اپنی تاجداری کے ساٹھویں سال کے ختم ہونے
پر جشن جوبلی فرمایا اس سے یوناٹینڈ سٹیٹس کے بائسندون کو خوشیاں سنائی ہیں ان کو
آپنے نام سے اور انکی طرف سے مین آپ کا سچا دوست حضور کی خدمت عالی میں عرض کرتا ہوں میں
اپنے ہم شریوں کے دل کی بات ظاہر کرتا ہوں کہ انکی یہ تمنا دو دعا ہے کہ آپ کی بیوقوفی سلطنت
آپ کی رعایا پر مدد تین تک قائم رہے جس میں سائینس آرٹ و بہبودی انام کی ترقی کے انشاءات
نمایاں ہیں۔ میں اپنے اہل ملک کی طرف سے اقرار کرتا ہوں کہ یوناٹینڈ سٹیٹس پر جناب عالیہ نے
اپنی نظرات عافیت رکھی ہیں اور مواقع عظیم پر اپنی دوستی کو اسکے ساتھ ثابت کیا ہے۔ آپ کی خاص
ذات ستودہ صفات ستی ہے کہ ہم اسکے احترام و احسان کے فرض ادا کریں یہ مسرت حاصل کریں
حضور کی عمر دوازہ ہوا اور آپ جس رعیت کی فرمانروا ہیں اسکو عزت امن عافیت مرزہ الحالی کو تکریم کریں
آپ کی قلمرو میں قوانین عدل انصاف کے ماتحت آزادی نشو و نما پائے۔ اور آپ کی گورنمنٹ کی محبت
رعیت کے ساتھ مستحکم ہو میں جو عالم گتھا ہوں کہ پروردگار عالم جناب عالیہ کو اپنی مقدس حمایت
و محافظت میں رکھے ۴

جشن جوبلی کے دن شام کو ملکہ مغلیہ نے ان خیر خواہ شہزادگان و الامتبار کو ڈنڈیا جو غیر
ملکوں سے آئے تھے میز پر بننے والان نمت رکھی گئیں کہ اگر ہم فقط انکے نام لکھیں تو ایک درق سیاہ
کرنا پڑتا ہے۔ اور پھر ہی ایک کہانے کا نام ایسا نہ لکھ سکیں جسکو ہم ظرو دیا ہمارے ہم ملک جانیں کہ جو
کہانا کیا ہوتا ہے۔ میز پر ملکہ مغلیہ کے روبرو ایک بڑا گلہ مستہ شکستہ ناود پھیلون کار کھا گیا۔ پتھر
بڑی شان کا ہوا ۴

ملکہ مغلیہ کے پاس باہر سے جوبلی کے تہنیت ناموں کا آنا

جوبلی ڈنڈ

۲۲۔ جون کو اخبارات میں جنہی اور زکی فہرست شہر ہوئی۔ کہ کو لو نیون کے گیارہ امرائے عظم جو بلانے گئے تھے پرائیوی کو نسل مقرر ہوئے۔ اس بات کا مدت سے خیال تھا کہ وہ پرائیوی کو نسل کے مرکز بنائے جائیں۔ یونیورسٹی ڈبلن کے ممبر سٹریٹنگی کو بھی یہی اعزاز حاصل ہوا جس سے علم کی دنیا پطاحان ہوا۔ لنڈن کے لارڈ میئر کی حسن خدمات کے جلد و میں بیرونٹ کا خطاب اُنکو عطا ہوا۔ اور لارڈ میئر کے دو نئے عہدے مقرر ہوئے۔ اب ان آدمیوں کو بھی بیرونٹ کا خطاب عطا ہونا تھا جو تجارت میں کاروائیے نمایان کرتے تھے۔ اس سب سے سٹیم شپ کمپنی کے افسران سٹرجان بارٹ کو اور کنیڈا کے مائی کسٹر رایت۔ اور ہیل سٹروڈ ملڈ سٹیم کو بیرونٹ کے خطاب ملے۔ یہ ایک بے نظیر موقع تھا کہ کو لو نی کے وزرائے عظم کو بڑھانے سے ملکہ منظمہ کا بھی اعزاز ہوتا ہو گیا۔ وہ فقط انگلینڈ اور آئر لینڈ ہی کی فرمانروا نہ تھیں بلکہ سب انگریزی بولنے والی کو لو نیون کی جیسے سکون پر ایک طرف ملکہ منظمہ کا چہرہ تھا اور دوسری طرف کو لو نی کا نام۔

۲۲۔ جون کو ادھر قصر کیننگہم میں ڈنڈ یا گیا۔ ادھر سارے لنڈن میں برقی اور گاس کی روشنی سے ہات پھڑوشن بنی۔ انگلینڈ میں سو سے زیادہ بلند مقامات میں ایسی روشنی کی گئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کے گرد ایک حلقہ آتشی محیط ہو رہا ہے۔ لنڈن ہنگ پر رنگ برنگ کے لاکھوں لمپ روشن ہوئے۔ اس کے دروازے پر آتشیں حروف میں یہ عبارت روشن تھی کہ اٹھنے (ملکہ) نے اپنے ملک کے لیے دائمی ہلوائی کی۔ بعض عمارت پر ایسی روشنی ہوئی کہ وہ بلور کی معلوم ہونے لگیں اور اس کے ہر گوشہ میں دن نظر آنے لگا۔ انہیں ۳۳ ہزار گاس کی تہیان روشن تھیں بغرض سارے لنڈن میں رات میں دن کی روشنی تھی۔

سلطنت کے ہر حصہ میں ادھر کو لو نی میں اس جشن مسرتناک نے اپنا نیازنگ دکھایا سب جگہ یہ شوق تھا کہ اس جشن کی خوشی اس طرح منائیں کہ کوئی دوسرا اس میں ہماری برابر ہی دوسری طرح اپنے اپنے شہروں و قصبوں و دہات میں نئی نئی طرح سے آرائش و روشنی بنانے کرتے تھے اور تیار تیار چھوڑتے تھے غریبوں کو کمانے کھلاتے تھے۔ بچوں کو کھیل تماشے دکھلاتے تھے غیرت دیتے تھے۔ سنڈرہم میں گرجا کے باہر کھلے میدان میں نماز پڑھی گئی۔ شہزادہ ویلز کی ریاست کے مختلف حصوں میں دو ہزار بچوں کو کرکٹ کے میدان میں فیچے قائم کر کے اُنکے اندر چار پلائی گئی۔ اور پول میں

جنہی اور زکی فہرست (اعوانی خطا)

لنڈن میں روشنی کا جشن

کو لو نیون میں جشن کا جشن

بڑے بڑے بازاروں کی آراستگی میں ہزاروں روپیہ خرچ کیا گیا۔ وہاں کے قریب تجارت کی فرنیچر
 سوسائٹیوں کا جلسہ ہوا جس میں آٹھ ہزار آدمی شریک ہوئے۔ دریا میں تجارت کے جہازوں کا
 جھگمٹ لگا۔ جن میں سے ہر ایک سر سے پاون تک بیروتون و ہینڈیون و دھوکون اور اسٹیمپا۔ مینچسٹر
 کی کورپوریشن نے جوہلی کی دعوتوں اور جلسوں کے لیے دس ہزار پونڈ چندہ سے جمع کیے۔ بازاروں
 کی آئین بندی بہت خوش آہنگی سے کی اور صبح کو ایک لاکھ بچوں کو حاضری کھلائی اور ہر ایک
 بچہ کو جوہلی میڈل دیا۔ شہر پر منگم میں جیہٹن اس شان و شکوہ سے ہوا کہ تاریخ میں لکھنے کے
 قابل ہے۔ تین ہلک پارکوں میں آتشبازیاں چوٹیں جوہلی کی یادگار میں نئے اسپتالوں کی تعمیر
 تعمیر ہوئیں اور پرائی اسپتالوں کی مالی حالت درست کی گئی۔ نیوکسیل کے اہل شہر نے ایک لاکھ
 پونڈ فیاضاً جمع کیا۔ اور اُس سے ایک نیا ولرا الشفا بنایا۔ یورک کے شہر میں فیشن ہوٹل کے گرد
 بڑی آرائش ہوئی۔ اور یہاں لارڈ میئر اور میڈی میئر نے کورپوریشن اور جوہلی کی کمیٹی کے ممبروں
 کو حاضری کھلائی۔ نو عمروں کے لیے تو یہ جشن عید تھا کہ چودہ ہزار لڑکے لڑکیاں اور تیرہ سو ان کے
 معلم سوا گیا رہ بیچے اپنے اپنے سکولوں میں جمع ہوئے۔ اور ہر ایک کو جوہلی کی یادگار کا میڈل
 دیا گیا۔ رات کو بہت مقامات میں روشنی ہوئی۔ اور اس شہر میں میلون تک بڑی روشنی تھی
 اور اُس کے وسط میں جگہ جگہ کا گنبد تھا اسکی مغربی طرف آئین زنگون سے مندر تھی۔ یہاں ایسی
 مکان نوازی کی گئی کہ جشن کی خوشی سب امیروں اور غریبوں کو برابر ہوئی سکوت لینڈ میں پہاڑوں
 پر روشنیوں نے اپنے رخ روشن کا نیا جوہن دکھایا۔ روشنی کے اوپر جو آتش بازی کے ستارے
 چھوٹتے تھے ایک عجب نورانی عالم دکھاتا تھا کہ کوئی نہ کوئی انگریز نڈو آبادیوں نے اس جشن جوہلی کی خوشی
 سنانے میں اپنے پرلنے مادی وطن انگلستان کی برابری کرنے میں کچھ کمی نہیں کی روٹ لو امین پائرس
 ہل پر سات ہزار لڑکے مدرسوں کے جمع ہوئے ہر لڑکے کے ہاتھ میں یونیورسٹی ایک دھم انگلستانی تھا
 وہ اُس علم کو ہلاتے تھے اور قومی گیت گاتے تھے جسکا اثر لوگوں کے دلوں پر ہوتا تھا رات کو پائرس
 ہل پر دس ہزار لیمپ روشن ہوئے۔ دائیں طرف یہ کتاب تھا۔ کہ خدا ملکہ کو سلامت رکھے۔ بائیں طرف
 خدا سلطنت کو سلامت رکھے۔ کیونکہ مونٹ ویل۔ ٹورن ٹوہون ٹی پیگ میں ہر ایک نے جوہلی کا
 جشن کیا۔ سیلبورن۔ سڈنی۔ ایڈمبی لڈ۔ نیوز لینڈ کے شہروں میں اس دن تعطیل رہی۔ اور ہر

روشنی ہوئی۔ اور آتش بازی چوٹی۔ کیپ ٹون میں سپاہ کا معائنہ ہوا اور ایک بڑا جلسہ ہوا جس
 لاگوس۔ سائی بیریا۔ پی اون۔ میریٹس اور اقصائے مشرق میں۔ سنگاپور۔ ہونگ کونگ۔ شانگھائی
 ایٹ انڈیا۔ ویسٹ انڈیا۔ برٹش ہندوستان اور اس و برٹش گائنا میں ہر جگہ انگریزی پریرام
 پہرا تھا۔ اور ملکہ مظفر کی رعایا جمع ہو کر اس جشن جو ملی میں خوشیاں مناتی تھی۔ ہندوستان میں
 سوائے کلکتہ اور آسام کے جنکی زلزلہ نے نہ بچیں ہلا دی تھیں سب جگہ جشن بڑی گرمجوشی سے
 ہوا بہت سی ایڈریسین گورنر جنرل ہند کے حضور میں شملہ پرپش ہوئے کہ وہ حضرت علیا کی خدمت عالی
 میں بھیج جائیں۔ سب ہندوستانی ریاستوں میں بڑی خوشیاں منائی گئیں اور خیر خواہان
 ظاہر کی گئیں۔ اور برٹش گورنمنٹ کی اطاعت پر فخر ظاہر کیا گیا۔ خاص کر گویا میں جان مہاراجہ نے
 اس جو ملی کی خاطر دس فیصدی قیدی جیلخانوں سے رہا کر دیئے۔ اور زرہ لکڑی کی بجایا ساٹھ لاکھ
 روپیہ صاف کر دی۔

ہندوستان میں بہت سی یادگارین بنائی گئیں اور خیراتیں تقسیم ہوئیں اور ٹونیاں
 کی گئیں اور آتش بازی چوٹی گئیں۔ مدرسوں میں طلبہ کو مہاشایان تقسیم ہوئے۔ یہ خوشیاں
 مخصوص ملکہ مظفر کی مطیع رعایا ہی کے ساتھ نہ تھیں بلکہ روسے زمین پر جو مہذب سلطنت تھی اس
 اس جشن کے دن خوشی منائی اور ملکہ مظفر کو تہنیت نامہ بھیجا۔ یونائیٹڈ سٹیٹس کے تہنیت نامہ کو
 ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ وائٹن میں شہنشاہ فریسیس نے انگلش رجمنٹ کی مدد دی ہوئی اور اورڈر آف گارڈ
 لگایا اور خود سفیر انگریزی کو بلایا۔ اور اپنی دلی مبارکباد اس جشن کی دی۔ سپین و گریس کے بادشاہ
 نے انگریزی سفیروں کو بلا کر اس جشن کی مبارکبادیں دیں۔ دوس فرانس جرمنی اور اور ملکوں نے
 انگریزی سفیروں کو بلا کر انکے رو بہ رو اپنی خوشیاں پہنچون میں ظاہر کیں اور تاروں پر ملکہ مظفر
 کو مبارکبادیں دیں۔ اور پریس کے ذریعہ سے اسکا اعلان کیا۔

۲۳ جون کو لارڈ جنرل نے قصر بنگلہ میں ہوس آف لارڈس کی طرف سے تہنیت نامہ
 پیش کیا۔ کہ ہم حضرت علیا کے حضور میں یہ اپنی ایڈریس عاجزانہ پیش کرتے ہیں کہ حضور کی سلطنت
 کا ساٹھواں سال ختم ہوا۔ ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم نہایت فخر کے ساتھ اس بڑی جو ملی
 میں شریک ہوئے ہیں۔ جس کا جشن رعایا کر رہی ہے۔ انگلستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ دراز

نامور و خوش اقبال ذی شان و ذوالجلالی جناب عالیہ کی سلطنت ہوئی جو ہم سب کے ساتھ اس
و عابین شریک ہو چکے ہیں کہ جناب عالیہ کی سلامتی و صحت میں برسوں تک یہ سلطنت قائم رہے۔
اسی مضمون کا تہنیت نامہ کانس کی طرف سے بھی حضرت علیا کی خدمت میں پیش ہوا۔

اسی دن ایک عجیب جمع مسرت زا ہوا کہ کونشی ٹیوشن ہل پر حضرت علیا نے ہر قسم کے
مدرسوں میں سے دس ہزار لاکھ لڑکیوں کو بلایا۔ دوپہر کے بعد چار بجے سب لڑکیاں لڑکیاں اپنے اپنے
ٹہنکے پر بیٹھ گئیں۔ اور انکی دعوت بڑی دہوم و دام سے یہ ہوئی کہ ان کو میٹھی روٹیاں اور مٹھائیاں
دی گئیں اور دودھ پلایا گیا۔ سو اپنا بچے ملکہ معظمہ قصر کنگم سے سوار ہو کر ان بچوں کے پاس آئیں
سب اپنی اپنی جگہ پر سرودق تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے اور چیز دیئے۔ خدا ملکہ کو سلامت رکھے
گا کا شرجع کیا۔ اور مینڈ بجا۔ نغنون کی سُر ملی اور اوزن سے ہوا ہر گئی۔

ملکہ معظمہ نے ان لڑکوں کو ایسے مادرانہ پیار کی نظر سے دیکھا کہ لڑکوں نے انکو مان جی
اور ان کا نام مادر ملکہ رکھ لیا۔

۲۳۔ جون کو جوہلی کی تقریب کے سبب سے حضرت علیا نے اوپیرا میں تماشا کرایا۔ اس میں
ملکہ معظمہ خود تشریف نہیں لائیں۔ مگر اور سب شہزادے اور شہزادیاں جو جوہلی کے جشن میں شریک
تھے وہ آئے۔ انکی حسین و جمیل صورتوں کی جلوہ نمائی سے اوپیرا پرستان معلوم ہوتا تھا۔ مکان
کی آرائش کے لئے ساٹھ ہزار پھول و کلیاں منگائی گئیں جنکے وہ گلستان بن گیا۔ اوپیرا میں جن
برکسوں پر بیٹھنے کے لئے دس پونڈ دیئے کا معمول تھا اب کے ایک سو پچاس پونڈ دیئے گئے۔

اس جوہلی کی تقریب میں لندن کے تین لاکھ غریب آدمیوں کو کھانا کھلانا سب سے زیادہ عمدہ
و پسندیدہ تھا۔ دار السلطنت کے جن حصوں میں غریب آدمی رہتے تھے انکے بڑے بڑے مکانوں
میں کھانیکے لئے بنائے گئے۔ ان مکانوں میں شہزادی پنچان تک ممکن تھا خود تشریف لے گئیں
وہ کبھی اس مکان میں جاتیں اور کبھی اُس مکان میں۔ اور غریب سے چند مہربانی کی باتیں کرتیں۔
۲۴۔ جون کو قصر کنگم میں شہزادہ اور شہزادی و پرنسز نے ملکہ معظمہ کے قائم مقام بن کے

تمام منظم و محترم مہمانوں کی دعوت کی۔ ۲۵۔ جون کو جمعہ کے دن تہی ایلر میں ایک بڑا تماشا ہوا
جس میں مشربلیس نے پردہ کے اندر سے نکل کر یہ سچ دیا کہ "لیڈیز و جنٹلمین۔" اسے میرے جانشین

لکھنؤ کے لڑکے اور لڑکیوں کا جلسہ ہونا

جوہلی اوپیرا

غریبوں کی دعوت کا جلسہ اور کھانا

میں کستا ہوں کہ آج ہم سب کا شاد و شادمان ہونا چاہیے ایک ایک جان ہرنا ثابت کرنا ہے۔ جس قدر ہم کو شاد و شادمانہ آپ کے خیر مقدم کرنیے حاصل ہوئی ہے۔ میں اُسکو بیان نہیں کر سکتا مجھے امید ہے کہ آج آئندہ ہم یوں ایک ہمارے ملک اور ہمارے ملک کی محبت کو ہمارے بچے سیر کر سکیں گے۔ اور ہم ورعہ کی حمایت کے سیر اپنی تلو این چکا میں گئے اور ان کے لیے دل سے دعا کریں گے۔ میں اُن لوگوں کی طرف سے ہوا اس پر وہ سکے اندر ہیں لیکن لوگوں کے خیر مقدم کا جو پردہ سے باہر ہیں دل چاہتا شکریہ ادا کرتا ہوں +

ایشن کا بی کے طلبہ ہر سید سے بادشاہوں کی نظر التفات نہ رہی ہے۔ ۶۶۔ جون کی صبح کو نوٹ آئی جو ہم بارک میں ایک معتمدہ سید نے اپنے ہونہار طلبہ کی وحدت کی اور ایک بہ کمال مدد کے زائرین آگ بیچنے والے کا ملا منہ کیا۔ اور اس کو وہ بیچے حضرت علیا اپنے قصر محل کے ایک دروازہ میں بیٹھیں اور ان کے سامنے صحن میں ایٹن کھل کے رکھے تھے۔ ان میں سے اکثر اپنے دو لہیر پہنے کی فروی پہنے ہوئے تھے۔ ہر ایک ہاتھ میں ایک مشعل یا لالہ میں تھی۔ اور وہ اپنے پیڑے بدلتے تھے اور طرح طرح کی خوش اسلوب حرکتیں کرتے تھے۔ غرض عجب ایک تماشا نظر آتا تھا۔

مکہ سلطانہ اپنی ابتدا کے سلطنت سے اپنے ملک کی جو جزیہ تھا محافظت پر توجہ فرماتی تھیں اور اس لیے سپنٹ، سپنٹ میں جہازوں کے بیڑوں اور بحری سپاہیوں کے نمائندہ تھے۔ لیکن بار بار جاتی تھیں۔ ۱۸۶۷ء میں جنگ کریمیا کے ختم ہونے کے بعد ان جہازوں اور سپاہیوں کا مشہور معاہدہ ہوا تھا جس میں جب بڑے بڑے سب ۲۵۴ جہازوں سے برطانیہ کی بحری قوت و طاقت دکھائی گئی تھی۔ ان جہازوں کو یہ سمجھا جاسیے کہ وہ انگلینڈ کی محافظت کے لیے لکڑی کی ایک خسیل تھی۔ ۱۸۶۸ء کی جولائی میں آہنی جہازوں کے سب سے لکڑی کی خسیل کی جگہ لوہے کی خسیل گئی یا آہنی حصار ان کے گرد بن گیا۔ اس پہلی جولائی میں جو پڑے دکھائے گئے تھے وہ پڑے زبردست اور عالیشان تھے۔ گران بیڑوں کے سامنے ضعیف تھے جو ۱۸۹۶ء میں دکھائے گئے۔ لیکن میں ایک سو ساٹھ جہازوں کے پہرے ہوا میں ہر رہے تھے اور چالیس ہزار سپاہ سوار تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ انگلش میں اپنے ملک کی محافظت کی اور غیر ملکوں پر اپنے حملہ کرنے کی کیسی طاقت و قدرت رکھتے ہیں۔ جن قوموں کو اپنی بحری طاقت پر گھمنڈ ہو وہ دیکھ لیں کہ انگلش

ایشن کا بی کے طلبہ ہر سید سے بادشاہوں کی نظر التفات نہ رہی ہے۔

جہازوں کے بیڑے اور بحری سپاہیوں کا مشہور معاہدہ

انگریز قوتیں کھنڈی میں روستہ لگے ہیں جیسا ان بیڑوں کا اجتماع اسوقت ہوا ہے ایسا پنچون (بحری
 ویوتا) کی سلطنت میں کہی نہیں ہوا۔ یہ بیڑے وہ تھے کہ اطلاع پانے پر چند روز میں لڑنے کے لیے مسلح
 ہو کر تیار ہو جائیں انکو ان ایک سو پچیس جہازوں کے انگریزی بیڑوں سے تعلق نہ تھا جو دنیا میں
 بحر مدیترہ میں اور چینی سمندروں میں۔ ہندوستان و شمالی امریکہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جہازوں کی
 لشکر اندازی میں ایسا فصل رکھا گیا کہ سمندر کا دو جزیرہ جو ان میں حرکت پیدا کرے اُس سے ان کی
 قطار بندی میں خلل نہ پڑے۔ انکی پانچ قطاریں یعنی لینین تھیں جن میں سے ہر ایک کا طول تقریباً
 پانچ میل تھا۔ علاوہ ان قواعد و ان جہازوں کے پورٹس سمیت کے دروازے پر گورنمنٹ کی کشتیوں
 کے چھوٹے چھوٹے بیڑے تھے۔ جہازوں کی قطار بندی اس طرح تھی کہ ساحل کے قریب اول لین میں
 ٹوٹی ڈوبی ہوئی اور تسلیم کرنے والے دو مستوبلی جہاز۔ دوسری لین میں ان بوٹس ڈسٹرکٹ
 تیسری لین میں تیسرے درجہ کے کروزر جنگی جہاز جو دشمن کی تلاش یا تجارت کے مال کی حفاظت
 میں ہوتا رہا اور چوتھی و پانچویں لینوں میں شپ (جنگی جہاز) اور کروزر چھٹی لین میں و جنگی
 جہاز تھے جو بڑی بڑی بحری قوت رکھنے والی غیر سلطنتوں نے بھیجے تھے اور ساتویں لین میں
 انگریزی باہروں کے جہازوں کے بیڑے تھے جو دنیا میں سب پر سبقت لے گئے تھے۔ اگر ان
 جہازوں کے ساتھ ان دفاعی جہازوں کو جو سیکرے بنائے جاتے ہیں شامل کر لیں تو کل تین سو
 جہاز ہوتے ہیں۔ ان تفریحی جہازوں و کشتیوں میں تماشائی بہرے ہوئے تھے اور ساحل پر اسقدر
 تماشا دیکھنے والے جمع تھے کہ وہ سیاہ معلوم ہوتا تھا۔ غرض سپٹ ہیڈ میں جنگی جہازوں کا وہ
 اجتماع دکھایا گیا کہ سب غیر سلطنتوں کے قائم مقام انکو دیکھ کر تعجب و ششدر رہ گئے وہ پہلے
 جانتے تھے کہ انگریزی بحری قوت کی شہرت ہی شہرت ہو۔ دور کے وہاں سمندر مگر اپنی آنکھوں
 سے دیکھ کر انکے ہوش اڑے۔ کہ اللہ اکبر یہ کیا انگلینڈ کی بحری قوت ہو۔ ان بیڑوں کے امیر البحر
 و کمانڈر انچیف سر ٹوڈیل سال لورن تھے۔ یہی قوم کے آہنی تن تھمتن پہلوان ہیں جو میدان جنگ
 میں یہ اختیار رکھتے ہیں۔ خواہ زبردستی دشمن کو فتح پر راضی کر لیں یا جنگ کو جاری رکھیں
 اسی جھٹے میں مغل کے دن لندن کے بازاروں میں انگلیت ہونے اپنی بری قوت کو نمایاں کیا
 تھا۔ یا آج جمہور کو اپنی بحری قوت کا جلوہ دکھایا ہے۔ ٹھیک اٹھ بیسے کمانڈر انچیف کے جہاز

جہڑے وجہ نڈیان لالا کر جہانوں پر لگنے، شرفِ جہان سے پہلے سواری شاہی کی
 یلینین صاف ہوئیں۔ ٹھیک دو بجے سلامی کی توپیں سر موہن جس سے معلوم ہوا کہ شاہی جہا
 کی آمد ہے۔ کچھ دیر نہوئی تھی کہ جہاز وکٹوریا لارٹ جسکے آگے آگے ایک جہاز جلوین چلتا تھا
 کے سر ہون پر آن پہنچا۔ اس میں شہزادہ ویلز اور چند اور شہزادے سوار تھے۔ سپاہیوں نے جہازوں
 پر شہزادہ کی سلامی اٹاری اور چیز بڑی گرجو شنی سے دیئے۔ جہازوں کی قطاروں کے درمیان
 شاہی جہاز چلا اور اس کے پیچھے جہازوں کا ایک تانتا تھا جن میں شاہی مہمان اور شہزادے جیسے شہزاد
 ویلز کے جہاز میں آرام سے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ اور لارڈس جو ہمیشہ البحر تھے اور ان کے دوست اور
 پارلیمنٹ کے ممبر کو لوئیوں کے وزراء عظم اور ان کے مصاحبین، اہل بیت اور نیکل جیفری
 سکرٹری آف سٹیٹ کو لوئی اور غیر سلطنتوں کے سفیر وغیرہ سوار تھے۔ دو گھنٹوں میں شہزادہ
 ویلز نے جہازوں کی لینوں کا ملاحظہ فرمایا۔ وہ اللہ کے فضل سے جہاز کے پہلو میں آئے اور حکم دیا کہ تمام
 افسرانِ عہدہ را خواہ انگریزی سلطنت کے ہوں یا دولہا بے خارجہ کے وہ میرے جہاز پر آئیں
 توڑی دیر میں یہ افسران اپنے علموں کو اپنے ہونے اپنے اپنے جہازوں سے کشتیوں میں آ
 ہو کر شاہی جہاز پر آن پہنچے۔ شہزادہ نے سب سے بڑی تپاک اور خوش چہلاتی سے ملاقات کی۔ اوپر
 شاہی جہاز کا لنگر اٹھا اور پورٹس متحد کی طرف چلا۔ جب کہ کسی جہاز کے پاس آتا تو شہزادہ کو چیز دینے
 جاتے۔ جب شہزادہ بند گاہ مذکور میں پہنچا تو اسی وقت اللہ کے فضل سے لارڈس نے بحری اشاروں
 میں اہل جہاز کو بتلایا کہ شہزادہ ویلز جو اس وقت ملکہ مضمک کی قائم مقامی کر رہے ہیں اور مجھے حکم دینے ہیں
 کہ انکی طرف سے بین کہیوں کہ پورٹس متحد میں جس عظمت و جلال خوش اسلوبی و خوش ترتیبی سے
 بیٹھے مجھے دکھائے گئے ہیں اس سے میں نہایت مسرور و مخطوط ہوا اور انکے ارشاد کے موافق حکم
 دیتا ہوں کہ آج شام کو کل سپاہ کو شراب آب آمیز زیادہ دی جائے۔ یہ حکم سپاہ کے مرغوب تھا
 بعد ان سب باتوں کے برق و باد و رعد و باران کا طوفان آیا جسکے اندھیرے میں جہانوں کا شہر
 سمندر میں نظر رونکے تلے سے غائب ہو گیا۔ مگر لاکھوں آدمی جو کشتیوں میں بیٹھے کہ اور کناروں پر
 کھڑے ہو کر سیر دیکھنے آئے تھے انکی قسمت ایسی بُری نہ تھی کہ جہانوں کی روشنی سے ان کی
 آنکھیں روشن نہ ہوتیں۔ دن کے چہیتے ہی طوفان اپنا منہ چپا کے چلتا بنا۔ ایک توپ چوٹی کی

آواز سے چٹاڑہ ان پر روشنی کرنے کا حکم سنا۔ خوفان باد دباران ایک سیاحی تماشہ اپنا کام کر کے
 کمین اور اپنا کام کرنے چلا گیا۔ روشنی کر بیٹھے نیلے مطلع صاف ہو گیا۔ ایک ٹوپی سے آواز سے اطلاع
 دی کہ اب سب جہاز روشن ہو گئے۔ سمندریں روزِ نوح ہزار ایسے لڑنے لگے جیسے کہ شبہ تاریکی میں
 گرم شب تاب۔ وہ ستر ہاگم ہی کے بنے ہوئے معلوم ہوتے تھے یا تو بالکل نونہلے کے تھے یا چمکانے
 لیا لکڑی سے لے کر گھبراہٹ غرض اس روشنی سے اپنی سحر و دانائی فریادیں نکال رہے تھے۔ تاکہ
 ایک طیلسات کا عالم دکھایا۔ سادھ سے گیارہ بجے شہزادہ ویزر روشنی کی سہیل کے لیے جلوہ گر ہوئے
 سنری بیڑے سے ساجی کا غل شور آسمان پر پہنچا یا اور گر گئے۔ نے بارہ بیٹے کے کسمپرسی پر غارت
 ہوا ساری روشنی گل ہوئی۔ کمین کمین سمندریں مفلس کے چراغ کی طرح تھماتے لگی۔ اب یہ شہزادہ
 کا بحری تماشہ ختم ہوا۔ اسے کو لو نیون اور غیر ملکوں کے آنے والوں کو ایسا یہ سستی سنایا جو دنیا کو
 پہلے سیکھنا چاہتے تھے تاکہ انگلش کو کوئی برتری قوت سپاہ کی نہیں رکھتے مگر وہ سمندر پر فرمانروا ہیں
 ہمیشہ رہیں گے۔ اس کی سیکو کہہ کا نام نہیں۔ انگلش کے غیر فرمانروا پر قدرت لیجانے اور فوقیت
 رکھنے کے لیے اس بھری ہی قوت کی ضرورت ہے۔ اگر انگلش کو اس اپنی بحری قوت پر دستِ علم نہ تھا
 تو ہی جنبی وغیر ملک آدمی خواہ دوست ہوں یا دشمن چاہتے تھے کہ ان کی قومی زیست کی سب سے
 زیادہ غالب شرط یہ ہے کہ ان کی بحری قوت بڑی زبردست ہو۔

جشنِ جلیپن جلال کو لوئی کا ہمارے کشتیوں کے شرکیہ سواروں اور یہ بحری مسافروں پر
 شریک نہیں کیا گیا۔ اس فرنگی رشت پر اخبار نویسوں نے اعتراض کیا۔ یہ نگران اعتراض کو
 ہونے پہلے گورنمنٹ کو اپنی غلطی پر آگاہی ہو گئی اور اس نے انہیں سیر بیڑے کو اور مستحق کیا اور اس
 روشنی کی۔ اور اہل کو لوئی کو اس میں شریک کیا۔ اور اس رویہ میں یہ اور اضافہ کیا کہ ایک نویں
 کشتی تار پیڈو کی دفاعی زور سے چلا کے اول دکھائی گئی۔

ملکہ منظم نے اپنی جنم بوم کن سنگٹن کا بھی ملاحظہ کیا۔ شہزادی لونر سے انکو ایک گلہ
 نذر دیا اور پرنس شہر ہار کوئس لون نے ایڈمیس دیا جس کا جواب ملکہ معظمہ نے یہ ارشاد کیا کہ میں
 تمہاری خیر خواہانہ و مہمانہ ایڈریس کی شک گزار ہوں مجھے اس سے بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے کہ
 کن سنگٹن کے باشندے میرے مصلح اور نیک خواہ ہیں میں بڑی خوشی سے اپنے ان خیالات کو

بحری مسافروں کو لوئی کی پارلین

ملکہ منظم کا قصہ کہ سنسٹریں

تازہ کرتی ہوں کہ میری پیدائش مہین ہوتی ہے اور یلین سے مین تخت نشینی کے لئے بکائی گئی ہوں۔ یہ سب باتیں مجھے محبت کے ساتھ یاد رہیں گی۔ ہر ملکہ منظمہ نے یہاں کے باغوں میں سنہرا پھول کو ملاحظہ کیا کہ وہ قومی گیت گارہے ہیں۔

قصر کنگم مین جو پھیلی گا روڈن پارٹی ہوئی اس میں بڑی بہار تھی موسم بہت اچھا تھا۔ اس میں شاہی جہان بڑے بڑے شاندار و ممتاز اور تمام غیر سلطنتوں کے سفیر موجود تھے جو جشن چوبی میں آئے تھے۔ چار بجے یہ جلسہ شروع ہوا۔ ہوتھری ویر مین لیڈیان اپنے اپنے چکینے رنگین لباس پہن کر آئیں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ رنگوں کی ریکشنی روان ہیں۔ ملکہ منظمہ نے یہاں چارپائی اور بہت سی دلچسپ باتیں سہیں۔

پہلے بحری قوت کا ملاحظہ ہوا تھا جسکی نسبت یہ کہنا کوئی شیخی و ڈینگ کی بات نہیں ہے کہ انگریزوں کی بحری قوت کی کسی قوم کی بحری قوت برابر نہیں کر سکتی بلکہ وہ قوموں کی زیر دست بحری قوتیں اس سے مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اب بری قوت کا معائنہ ایلڈرشوٹ مین پہلی جولائی کو کیا گیا۔ یہ روپ کی اور زبردست سلطنتوں کی نسبت انگریزی تعداد میں کم ہے مگر اپنی عزت و قوت میں زیادہ ہے۔ جسکی شہادت تاریخوں میں اس کے کارنامے نمایان دے رہے ہیں۔ ملکہ منظمہ کے ساتھ غیر ملکن کے بہت سے شہزادے اس معائنہ کے وقت موجود تھے۔ گو انہوں نے سپاہیوں کی وس وفد معائنہ کیا ہوگا۔ مگر کبھی کبھی ان میں سے ایسی سبیلی سپاہ جیسی کہ آج ایلڈرشوٹ کے میدان میں اٹھائیس ہزار کھڑی ہے نہ دیکھی ہوگی۔ ان میں اہل کولونی کی سپاہ بھی موجود تھی جسکی نظیر ٹیٹری روپ مین کمین دنیا میں موجود نہ تھی۔ سوا چار بجے ملکہ منظمہ گاڑی میں بیٹھ کر معائنہ کو تشریف لے گئیں۔ سپاہ استیل کے تین ضلعوں میں کھڑی تھی۔ ملکہ منظمہ چوتھے ضلع کے وسط میں مقیم ہوئیں۔ اول سپاہ نے سلامی آوازیں پہرائی قواعد و کھائی۔ اہل کولونی کی سپاہ میں ۴۴ ہوا اور ۴۴ توپچی اور انجنیر اور ۴۴ پیڈل تھے۔ یہ سپاہ اپنی بڑی شان دکھاتی تھی۔ ہر غلطی کی سپاہ جن کی مردیاں جنسی معلوم ہوتی تھیں۔ ایک فرمانروا کے علم کے نیچے قواعد کر رہی تھی اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری کو ظاہر کر رہی تھی جس سے انگریزی سلطنت کی سطوت و صولت کا نقش و لون پر نقش ہوتا تھا۔ پیچھے سے جزائیہ کے نقشوں میں سرخ نشان ہمارے دلوں پر انگریزی

قصر کنگم مین کا ڈان پارٹی

ایلڈرشوٹ مین سپاہ کا معائنہ

سلطنت کا نقش جاتے تھے۔ مگر ایڈمرلٹ کے میدان میں نقش انکھوان کے سامنے اس سلطنت کو دکھاتے تھے کہ کنیڈا۔ اسٹریڈیا۔ جنوبی آسٹریا کی سپاہیں موجود ہیں جو ہماری ملکہ معظمہ کی محافظت کے لیے اپنی جان لڑائے گی ایسی ہی آمادہ ہیں جیسی کہ اپنے گھر وں کیلئے جو بہت دور دراز ہیں۔ اہل کولونی انگلستان کو اپنی مان سمجھتے تھے اور اسکی تنظیم و تکریم کرتے تھے اور اسکی اطاعت کو اپنی سعادت مندی سمجھتے تھے جسوقت ان کو سپاہ کی ضرورت ہو تو وہ دست بستہ خدمت کرنے کو حاضر تھے۔

روز شنبہ ۱۰ جولائی ۱۷۹۰ء کو سینٹ جارج کلب میں اہل کولونی کے وزرائے اعظم کے اغراز کے لیے ڈنڈیا گیا۔ جس میں پانچ وزیر موجود تھے۔ کیپ کولونی کی طرف سے سر جی گورڈون سپرگ نے ایک جہاز سلطنت انگلیسٹنڈ کو نذر کیا۔ بسکا حال سٹرگوس چین یہ بیان کرتے ہیں کہ آج میرے سامنے ایک بڑا دل چاہنے والا چپ بے تکلف سین یہ ہے جسکو ہم سب یاد رکھیں گے کہ برٹش کولونی کے نائبین نے ایک آہنی جہاز ہم کو پیش کش کیا جس کی کچھ دھوم دھام نہیں کی گئی۔ امیر البحر کچھ فرنٹ لارڈ کے پاس سر جان گورڈون سپرگ آئے اور اُن سے کہا کہ کیپ کولونی تیار ہے کہ ایک آہنی جہاز سلطنت کی نذر کریں (چیز) میں نے انگریزی قوم کی گورنمنٹ کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ اور اس سلطنت وسیع کی طرف سے بھی شکریہ ادا کیا جسکا ایک حصہ کیپ کولونی ہے۔ یہ نول درجہ کا جہاز بغیر کسی شرط کے پیش کیا گیا۔ اور اُن کے ساتھ یہ درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ان ہم شیر جہازوں کے ساتھ رہے جن کی قیمت ٹیکس دینے والوں نے ادا کی ہے جن میں سے اکثر کو سپٹ ہیڈ مین لوگوں نے دیکھا ہے۔ سنو سنو کچھ شرائط نہیں ہیں۔ وہ ایک عطیہ آنہ صرف اس مطلب کے لیے دیا گیا ہے کہ برٹش سلطنت کی قوت کی افزائش میں چیز یہ جو بی کی بڑی سراج تھی۔ ملکہ معظمہ کی نذر میں سیم وند و جو اہر مشرقی کپڑے بڑے بیش بہا اسقدر دیئے گئے تھے کہ جبکہ رکنے سے قصر محلے ایک نمایاں گاہ بن گیا تھا۔ مگر کیپ کولونی کا تحفہ آہنی جہاز کا سب تحائف میں افضل اور زیادہ تر بیش بہا تھا۔ اور جس نیت سے وہ دیا گیا تھا۔ اس سے برٹش کے دل پر بڑا اثر ہوتا تھا۔ وہ انگلو سیکسن کی سلطنت متحدہ کی بنیاد کا پتھر تھا۔

ایک کولونی کا ایک جہاز پیش آیا

ریڈر شوریٹ میں سپاہ سے معائنہ سکا بعد میں سر بین و نرو دیا گیا۔ پہر کا نون
 پاڑی ہوئی۔ جس میں چند سو مہمان جمع تھے۔ اس میں ملکہ معظمہ نے اپنے مہمانوں سے خرم
 وہ عورت، مہین یا مرد خوب باتیں کیں۔ اس میں شہزادہ دلیز نے اہل کوہوں کی سپاہ کا معائنہ
 کیا۔ اور انکو میڈل اپنے اٹھ سے دیئے۔ جب یہ تحفہ تقسیم ہو چکا تو قومی گیت گایا گیا۔ اس کے بعد شہزادہ
 نے ٹوپی تار کر ملکہ معظمہ قیصر ہند کو تین چیز دیئے جسکے ساتھ اور سب نے چیز دیئے۔ دو دن بعد
 ملکہ معظمہ نے ہندوستان کی ایمپریسل سرورس سپاہ کا ملاحظہ فرمایا جسکے افسر اپنے سر پر تاج شہم اور
 دو اور افسر تھے انکے ملاحظہ میں کچھ زیادہ دیر نہیں لگی۔ ہندوستانی افسروں کی شہسولی میں
 کسی کو کلام نہیں وہ اپنے گھوڑوں پر سے اتر کر ملکہ معظمہ کی گاڑی کے پاس گئے۔ انہوں نے اپنے دست
 مبارک سے ان کو متھے دیئے۔ ان افسروں نے سلام کیا۔ بعض نے معذوں کو چوما۔ بعض نے انکو
 سر انگوٹھ لگایا۔ سر پر تاج شہم کو ملکہ معظمہ نے بلا کر اپنے بہت شوق سے باتیں کیں۔ جبوقت
 پر تاج شہم ملکہ معظمہ کے پاس گئے تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر اپنی چھاتی سے لگایا
 اور پھر سر و پیشانی سے لگایا۔ ان حرکتوں پر انگلینڈ میں لوگوں کو تعجب آیا۔

جسوقت جشن جوبلی کے لئے ہزاروں تجویزین و تدبیرین بھوری تھیں تو شہزادہ دلیز نے
 ۶۔ فروری ۱۸۹۷ء کو اخباروں میں اپنی یہ تجویز مشہر کرائی کہ ملکہ معظمہ خود کو کوئی اپنی رائے کا
 اعلان کرتی نہیں کہ یہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے مجھے آزادی ہے کہ اپنی یہ رائے لندن کے باشندوں
 کے روبرو پیش کروں جو انکو بھی پسند ہوگی کہ لندن کے اسپتالوں کے لئے فنڈ رچے کے ساتھ
 چندہ کی صورت میں ایسا جمع کرنا چاہیئے کہ وہ انکے فرضوں کو باکھل اتار دینے کے لئے اور ہر چھٹے
 خرچوں کے چلانے کے لئے کافی ہو۔ اسکے لئے لاکھ پونڈ سے ڈیڑھ لاکھ پونڈ تک سالانہ آمدنی
 کے اضافہ کی ضرورت تھی اسکے چندہ جمع کر کے لئے بڑی چلتی ہوئی تدبیریں اختیار کی گئیں
 کہ حاکموں کے حکم سے اسپتال ٹمپ جاری کئے ایک سرخ رنگ کا ڈھائی شلنگ کا دوسرا نیلے
 رنگ کا ایک شلنگ کا۔ انکی فروخت خوب ہوئی۔ جب تک یہ فنڈ پورا نہوا دنیا اپنی جہت آزادی
 انکے خریدنے سے دکھاتی رہی۔ پھر انگلینڈ بنک میں وہاں جس سے ٹمپ بنتے تھے تو ڈالیا گیا۔ ایک
 تجویز اس فنڈ کے بڑھانے کے لئے کی گئی کہ شہزادہ دلیز کے حکم سے جوبلی کا پروگرام چھاپا گیا

دلیز کی شہزادہ

شہزادہ دلیز کا ایسا دل کے لئے چندہ جمع کرنا

اپنی اصلی محبت کا اور خیر خواہانہ مودت کا جو شش خود بخود دکھایا ہے۔ اس سے میرادل ایسا موثر و ممنون ہوا ہے کہ اُسکا بیان کرنا مجھے اس موقع پر مشکل ہو۔ لندن میں ۲۷ جون کو جو میری سواری ترک احتشام و قتل کے ساتھ نکلی تو رعایا نے ایسا عجیب اور ارشاد سے اپنی خوشی کی گرجو شش کو دکھایا ہے کہ اُس نے میرے دل پر ایسا نقش چھایا ہے کہ وہ کبھی مٹائے نہیں ٹسکا۔ میں نے اپنی عزیز رعایا کی صلاح و فلاح کے لیے محنت مشقت اٹھائی ہے اور اُسکی اسودگی و سبب و دی کے لیے تفکرات و تردوات کیے ہیں۔ اب یہ دیکھ کر میری اس سعی و کوشش کی رعایا نے قدر و منزلت کی ہی میزان دل بہت خوش و خرم ہوتا ہے۔ میری تکلفی بین رعایا جیسی الافرانی اور ہمدردی کرتی ہے ایسی ہی بین میں اُسکے ساتھ کرتی ہوں۔ مجھے اس کے بے انتہا خوشی حاصل ہوئی کہ دنیا کے تمام حصوں سے میری رعایا جمع ہوئی۔ اور سب کے سب میری خیر خواہانہ اطاعت و وفا داری میں ہم آواز و ہم ساد ہو گئے۔ میرادل اُنکا ممنون ہے، اور وہ اُنکی مشکرا داری کرتا ہے۔ میں ہمیشہ اپنے خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگتی ہوں اور التجا کرتی ہوں کہ وہ اپنی رحمت بھیجے اور مجھے اس قابض رقبے کا عملی صلاح و فلاح کے فرائض جو سیکرڈے میں اُنکو ادا کرتی ہوں * و گھوڑیا آر آئی

جوبلی کے زمانہ میں اخباروں میں جوبلی کے ذکر میں بیشمار تجریریں ہوئیں، لندن اسٹریٹ ٹیمپل کا ایک خاص پرچہ سنہری حرفوں میں نکلا۔ اور لندن ڈیلی میل کا ایک گوڈن نمبر یعنی مطلقاً جوبلی جوبلی کو ایک حیرت ناک کامیابی حاصل ہوئی۔ شہنشاہ ہانوج کے احترام کے لیے یہ سارے کام کئے گئے تھے وہ اس سے نہایت خوش ہوئے اور کل قلم و دین اسکی ساری رعایا نے جوبلی سے دلی خوشی حاصل کی۔ جوبلی میں کوئی ایک حادثہ ہی ایسا نہیں واقع ہوا کہ وہ اسکی خوشی کو کر کر کرنا۔ اس میں شان کی شان ایسی تھی کہ جکا جواب نہ تھا۔ سپٹ ہیڈ میں بحری سپاہ وہ اپنی شوکت و عظمت دکھائی کہ کبھی بحری تابانچ میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ ایڈر رشوٹ میں تھوڑی سی بری سپاہ بہت سی کر رہی دکھائی۔ اسوقت اگر نیردن کو معلوم ہوتا تھا کہ ہم بہت بڑی سلطنت کے رعایا ہیں۔ جسکے خیال سے اُنکا دل بلغ بلغ ہو جاتا تھا۔ جب اُنہوں نے کوئونیون کے وندار عظم اور سپاہ و کئی نوآئید ملک ہوا کہ وہ سیکرڈن سلطنتوں کے وارث و مالک ہیں جس میں ایک برطانیہ نہیں صد بارطانیہ ہیں۔ اب ہم اس بیان پر چین جوبلی کے بیان کو ختم کرتے ہیں کہ خدا ملکہ کو سلامت رکھے۔

جشن جوہلی کے بعد ملکہ منظرہ نے شاہ سیام ملنے آیا۔ جب وہ جہاز سے اترے تو وہیں کی ملکہ اترتی اور لوگوں نے بہت شوق سے اسے دیکھا۔ وہ دوسرے قصر میں ملکہ منظرہ کے اسکی شانمانہ دعوت کی۔

۱۸۹۷ء کے موسم گرما میں جشن جوہلی کے سب سے حضرت علیا کے مزاج مقدس میں کان آگیا۔ مگر اوسبدرن اور بالمریل میں جا کر تبدیل اپنے ہول سے طبیعت مبارک کی اصلاح ہو گئی تھی مگر پھر دفعہ ہی سخت صدمہ واقع ہوا کہ انکی سگی چچا زاد بہن ڈچس کا انتقال ہو گیا۔ جسکی بیٹی سے حضرت علیا کے پوتے کی شادی ہوئی تھی۔ ملکہ منظرہ اور ان میں پہلے سے ہی محبت تھی اور اب اس نئی رشتہ مندی کے سب سے اور بھی رشتہ الفت دوڑا ہو گیا تھا۔ یہ ڈچس بڑی شکیل جمیل رحیم کریم تھی۔ قوم اسکو بڑا عزیز رکھتی تھی جوہلی سے پہلے وہ سخت امراض میں مبتلا تھیں۔ مگر طبیعت انکی اسی سہل گئی تھی کہ وہ جشن میں شریک ہو کر مسرور ہوئی تھیں۔ مگر چار مہینے کے بعد چہرہ گھٹنے بیمار ہو کر ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو اس عین نیا سے رخصت ہو گئیں۔ ساری قوم نے انکا ماتم کیا۔ سر۔ نومبر کو سینٹ جارج کے شاہی مقبرے میں دفن ہوئیں۔ بتحییر و تکفین میں ملکہ منظرہ کے قائم مقام بن کر شہزادہ ویلز شریک ہوئے۔ دفن ہونے کے بعد ایک خاص نماز یادگار کے طور پر گرجا میں پڑھی گئی جس میں ملکہ منظرہ اور ان کا سارا خاندان شریک تھا۔

۱۸۹۸ء عیسوی

ملکہ منظرہ نے اپنی جہتی بریس کی عمر میں یوڈوپ میں سفر کرنا نہیں چھوڑا مگر ان ہسکا طریقہ بدل ڈالا۔ ۱۸۹۷ء و ۱۸۹۸ء کے موسم بہار میں فرانس کے جنوب میں سینفیر میں گئیں۔ شہزادی بیاترین انکے ہمراہ تھیں وہ ہمیشہ انکے ساتھ گھر کے اندر اور باہر رہتی تھیں۔ ملکہ منظرہ کو تفریح طبیعت پر نسبت اور مقامات کے سہی قیر میں زیادہ مہوئی تھی۔ وہ یہاں ہر روز رشتہ داروں سے بے تکلف ملتی تھیں۔ انکو بزرگ سمجھ کر انکے خرد ملنے آتے تھے۔ سوائے گرنیڈا ڈچس سیکسن کو پرگ کوئی عزیز رشتہ دار ملکہ منظرہ کا اس پرانہ سالی میں زندہ نہ رہا تھا کہ انکی تکلیف صرف وکٹوریہ کمار باقون میں ان سے مخاطب ہوتا۔ ان پان بڑی سوتیلی بہن انکو وکٹوریہ کمار باقون میں

ڈچس بیاترین کا انتقال

ملکہ منظرہ کی عمر و سیات

وہ مت ہوئی کہ دنیا سے گزرتی تھی۔

دو پہر کی سواری میں ریڈکریا میں چار سطح پی جاتی تھی کہ نزدیک لیا کہ تہا حسین ہشت پنی گرم رہتا تھا۔ اس میں چار بی بیائی تیار تھی تھی۔ وہ سواری میں رکھ لی جاتی تھی۔ جب ملکہ منظمہ کا دل چاہتا تھا اس میں سے چار نکال کے پی لیتیں۔ چار کے بجائے تین لے آگ جلائے اور پورے خانہ کی خدمت نہ تھی۔ سی خیر میں ہمیشہ وہ اس طرح آتیں کہ کوئی ان کے ملکہ منظمہ نہ جانے ان کے گلیج کے چٹون پر ڈوس بالموویل لکھا ہوا ہوتا۔ وہ فرانس میں بھی اپنے اقب ہی رکھ لیتی تھیں۔

۱۹۔ مئی ۱۸۹۸ء کو مسٹر گھڈی سنٹن نے وفات پائی۔ اس صاحب کمال وزیر بادشاہ کے انتقال سے ملکہ منظمہ کو سخت ملال ہوا۔ ان کے عہد سلطنت میں چار دفعہ وزیر اعظم مقرر ہوئے تھے۔ اس سلطنت کے آغاز میں اس بدبر کمال کے کاروائے نمایاں تاریخ میں لکھے جانے شروع ہو گئے تھے۔ ملکہ منظمہ نے ان کی بی بی کو ان کی تجسّز و تکفین کے دن یہ تعزیت نامہ لکھا۔

بالموویل ۲۸۔ مئی ۱۸۹۸ء

آج سارے دن میں اسی خیال میں رہی کہ آپ کا عزیز خاوند اپنے آرام گاہ میں سوتا ہے یہ مرنا آپ کے دل کو درد و رنج پہنچاتا ہوگا اور امتحان ایسے تیار ہوگا۔ مگر اس رنج کے ساتھ یہ خوشی بھی آپ کے لیے ہے کہ ساری قوم آپ کے خاوند کی عاقلانہ قابلیتیں کو یاد کر کے سخت ماتم خور بن کر رہی ہے وہ ممتاز مدبران ملکی میں سے ایک تھے۔ اور میری ذات و میرے کتب کی بھلائی کے لیے جس گرجو شہی ہر خدمت گزاری کرتے تھے وہ ہمیشہ مجھے یاد رہیگی۔

دکٹوریہ آر آئی

وہ جیولینج امپریلزم (بادشاہ کی طرف داری) کا جو شہ بہت پھیل گیا تھا اور کل پریس اسکا حامی ہو گیا تھا۔ پہلک میں جب ملکہ منظمہ شریف لائین قورعایا اپنی سرت کا اور ملکہ منظمہ اپنی نشاط و انبساط کا اظہار زیادہ کرتیں۔ برسوں انہوں نے ڈرائنگ روم کی طرف توجہ نہیں کی تھی۔ مگر اپریل ۱۸۹۸ء میں ایک بڑا جلسہ کیا۔ مائڈ پارک میں سوار ہو کر خود شریف لائین میں جایا نے خیر کا بڑا غل شور مچایا۔ جس سے ان کی گاڑی کا ایک گھوڑا ہکا اور گر پڑا مگر کوچان نئے اسکو سنبھال لیا۔

رسمیہ بود ملا سے وے بخیر گزشت

ملکہ منظمہ کا انتقال پر ملال

۱۸۹۹ عیسو

۱۸۹۹ء کو ابتدائے موسم بہار میں حضرت علیادوبارہ تہی قبر میں تشریف فرما ہوئے۔ پہلے سال کے آنے جانے پھر لوگ کے عبور کرنے میں موسم نہایت خراب آیا تھا۔ اسیلئے انہوں نے اپنی آمد و رفت کا نوچرستہ بخیر کیا۔ جب نائس کو انہوں نے سفر کیا ہے تو کوئون کے شیش پر ٹرین کو ٹھیرایا۔ انہوں نے پینجر سنی تھی کہ یہاں کا سلحہ خانہ بالکل باروٹ سے اڑ گیا تھا اس کے افسر سے اپنا نہایت افسوس ظاہر کیا۔ اور اپنی جیب سے چارہ دھڑکتے ہوئے نکال کر دیا کہ یہ بی بیٹ زندہ کی اور ان پس ماندوں کی جو محتاج ہیں امداد کی جائے۔ شہزادہ مئی تک جنوب میں پینچند روزہ سفر بڑھایا گیا۔ ملکہ مغطرہ کو ریڈیریا کی آب و ہوا سے بہت فائدہ پہنچا۔

۱۵ مئی ۱۸۹۹ء کو ملکہ مغطرہ نے مع شہزادی بیاترہس کے لندن میں مراجعت کی جب وہ قصر بلنگم کو واپس آتی تھیں تو راہ میں اپنے قصر کن سنگھن کے ڈائریکٹ کو بھی تشریف لے گئیں ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ یہی وہ مقام ہے جہاں انکی سخت نشینی کی اول خبر آئی تھی اور پہلے ہی انہوں نے اپنی کونسل کو جمع کیا تھا۔ اس وقت اس کونسل میں جو ممبر بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک ہی اب زندہ نہ تھا۔ ملکہ مغطرہ نے اپنے لطف و کرم سے اپنی تمام رعایا کے لئے۔ اس قصر کے ان کمروں میں آنے جانے کی اجازت عام دیدی جنہیں پہلے شاہی چلتے بیٹھتے اور شہزادے کے طلبہ آتے تھے۔ اور بادشاہ رہا کرتے تھے۔ اس قصر میں حضرت علیادوبارہ کے بچنے کی بہت سی چیزیں بطور تبرک کے رکھی ہوئی تھیں۔ مگر یہاں ملکہ مغطرہ کچھ ان چیزوں کی زیارت اور اپنے بچنے کی باتیں یاد کرنے کے لئے نہیں آئی تھیں۔ بلکہ وہ ۱۷ مئی کو جنوبی کن سنگھن میں ایک عمارت جدید کی بنیاد رکھنے کے لئے آئی تھیں۔ جسکا نام وکٹوریہ البرٹ سیڈیکیم رکھا گیا۔ اس میں شہنشاہ باغ کی یادگار موجود تھی جس کے محمد سلطنت میں اسکی بنیاد پڑی اور اسکے نامور شوہر کی یادگار موجود تھی جسکی پیش بینی اور دورانہ نشینی و مستعدی پر اس کام کی ترقی مبنی تھی۔ یہ شہزادہ جو اس بات کو ضروری سمجھتا تھا کہ اگر شس میں ترقی ہو۔ اور اسکے جاری کرنے میں بالابستقلال جانفشانی اور عزم و ترقی کرتا تھا اسکو لوگ غلط سمجھتے تھے اور غلط طور پر بیان کرتے تھے۔ مگر اب یہ حال نہیں رہا تھا مینو یکم

خود سے پوری فتح سننے ثابت ہو گئے تھے۔ آرش کی چیزوں کے حج جتنے ان حضراتوں
 پہ منور دکھائے جو بہ ترقی چاہتے تھے کہ برٹش آرش کو بھول بھلیوں سے نکال کر
 نئے زمانہ کا مرد میدان بنائیں۔ بس جہان میوزیم کی عمارتیں جو یہ تھیں یا ان میں چیزیں تھیں
 وہ تھیں وہ سب درست کی گئیں۔ اب نئی نہایت نگاہوں اور میوزیموں میں گیسٹریوں پر آئی
 سنت کے خزانے ایسے جمع ہیں جو یاد دہن کہیں پہلے دنیا میں جمع ہوئے ہوں۔ انہیں ہر قسم کی
 چیزیں اس ترتیب رکھی جاتی ہیں کہ انکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ میں انکی ترقی کیونکر
 ہوتی گئی ہے اور یہ کس طرح طلبہ و حضرات کو سبق سکھاتی ہیں ؟

۲۴۔ مئی کو ملکہ مغلیہ کی عمر شہادت سالہ کی سالگرہ تھی۔ کرہ زمین کا کوئی حصہ نہ تھا جس
 میں اس سالگرہ کی شادی نہایت گر جوشی اور خوشی سے نہ ہوتی ہو۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں
 بڑی دہوم و حمام سے ہوتی۔ خود ملکہ مغلیہ کے لیے یہ دن بڑی خوشی کا تھا۔ انکے گرد بیٹے بیٹیاں
 پوتے پوتیاں نوپے نو اسپیان اور انکی اولاد موجود تھیں۔ وہ حاضری کھا کے ونڈ کر سیل کے صحن کے
 کمرہ کے دروازہ پر رونق افروز ہوئیں اور وہ انکے سامنے تماشے ہوئے۔ اور لوگوں نے اپنے کرب
 و ہنر دکھائے۔ ملکہ مغلیہ کو خدا سلامت رکھے گایا گیا۔ زمرہ سرفانی ہوئی۔ سپاہ اور امرائے
 خطاب اور شہزادہ آخر کون ناٹ اور مدرسون کے طلبہ و اسٹروں سے سارا صحن بھرا ہوا تھا
 لڑکے بڑے زور شور سے چیزیں دیتے تھے۔ ملکہ مغلیہ نے دروازہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں تم سے
 بڑی خوش ہوئی اور میں تمہاری شکر گزار ہوتی ہوں۔ پہر ایک رجمنٹ ڈیوک کون ناٹ نے کرنیل
 بن کر انکو ملاحظہ کرایا۔ اسکے بعد ملکہ مغلیہ نے یہاں کی زمین میں لڑکے کا پودا لگا باکوہ اس دن
 کی یادگار ہے۔ دیکھئے بعد اور بہت کہیں تماشے ہوئے۔ آئندہ جتھے کو ملکہ مغلیہ ونڈ کر سرے بالویریل کو
 روانہ ہوئیں۔ اس روانگی سے پہلے اپنی رعیت کا جسے اپنی محبت اور خیر خواہی کا اظہار بڑی گر جوشی
 سے کیا تھا انکی شکر گزاری کا اظہار اس طرح کیا کہ سب کے پاس یہ پیغام پہنچا کہ دنیا کی سب اطراف سے
 سہار کبادیوں کے ٹیلہ گرام اور خطوط میرے پاس آئے ہیں کہ میں انکے بوجہ سے ذہبی جائی
 ہوں۔ ان کا جدا جدا جواب دینا ناممکن ہو۔ اسلئے مہرولت کو یہ موقع ملا ہے کہ میں ان خیر خواہوں
 اور محبتوں کا شکر یہ ادا کروں، جن کو رعایا نے دکھایا ہے اور اس سے میرے دل پر بڑا اثر ہوا ہے

اور اس سلسلے میں بہت خوش ہوئی ہوں * فقط

۱۔ نومبر کو ملکہ منظر نشیری شہر ہسٹول میں ایک اسپتال کھولنے کے لیے تشریف لائیں۔ اس شہر کے شرفاء و رؤساء نے دریا دلی سے چندہ کر کے اس اسپتال کو جو ملی کی یادگار کیلئے بنایا تھا۔ اس شہر میں مسیحیوں میں ملکہ منظر نے اپنی گیارہ برس کی عمر میں آئی تھیں۔ اس لیے اس شہر کو انکی زیارت کی بڑی آرزو و تمنا تھی۔ جبہ تشریف لائیں تو انہوں نے خیر خدام کی بڑی دہم دہام مچائی۔ ملکہ منظر نے یہاں کے میئر کو ناٹ کا خطاب دیا شام کو سارے شہر میں روشنی ہوئی۔ ہر ملکہ منظر کو ڈسٹرکٹ تشریف لائیں۔ ۲۰۔ نومبر کو حضرت علیا سے ملنے شہنشاہ جرمن اور شہنشاہ بگیم آئے۔ وہ ان کے ملکہ بڑی خوش ہوئیں۔ سینٹ جارج ہال میں ان کے آنے کی خوشی میں عورت بڑی ہر محفل کی گئی۔ مگر اس خوشی میں یہ غمی ہو گئی کہ حضرت علیا کی سوتیلی بہن کی بیٹی شہزادی ایڈی لیڈ کو کوریا کا انتقال ہو گیا۔ مگر شہنشاہ کی اقامت کے زمانے میں اس سوگ کا اظہار کم کیا گیا۔

ہو این یہ خبریں اڑ رہی تھیں کہ سلطنت کا امن و امان معرض خطر میں ہو۔ سو چند روز بعد اسکا ظہور یہ ہوا کہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو ٹرنسوال کے سکریٹری آؤف سٹیٹ نے ومان کے برٹش ایجنٹ کے ساتھ ایک فیصلہ پیش کیا کہ برٹش ریا کی سرحدوں پر سے تمام برٹش سپاہ ہٹائی جائے اور جو لائی کے بعد جنوبی افریقہ میں جو سپاہ آئی ہے وہ باہر خارج کر دی جائے۔ اور اس وقت سمندر میں جو سپاہ یہاں آ رہی ہے وہ جنوبی افریقہ کے کسی بندر گاہ میں نہ اترنے نہ پائے۔ یہ آخری فیصلہ حقیقت میں جنگ کا اشتہار تھا۔ ۱۱ اکتوبر کی تاریخ جو ٹرنسوال کی سرحدوں پر سے سپاہ ہٹانے کے لیے مقرر ہوئی تھی وہ ختم ہو گئی تو شمال پر بونیرون نے حملہ کیا۔ اور اس وقت میں برطانوی کے برخلاف اورنج فری سٹیٹ کے پریسیڈنٹ نے جنگ کا اشتہار دیدیا۔ دو سترہ سو میدان جنگ میں دونوں لشکروں میں آپس میں لڑائی شروع ہو گئی۔ اس وقت انگریزوں کے ساتھ ہمدردی کر نیوالے مقدمہ نہ تھے۔ امریکہ کی لیڈیوں نے ایک جہاز جس میں اسپتال کا ساز و سامان موجود تھا اس جنگ کے لیے عنایت کیا۔ اس میں وہ اشخاص بھی مشرک تھے جن کو یہ یاد تھا کہ سپین کی لڑائی میں ان کے ساتھ برٹش نے بھی بڑی ہمدردی کی تھی۔ ان چندہ دینے والوں کی طرف سے ان کے چندا سبب نہ سبب میں

جنگ ٹرنسوال کا آغاز

حضرت علیا کے روز بروز پیش نبوے۔ انہوں نے اپنی زبان سے یہ شکر یہ ادا کیا کہ یہ چماڑ حسین وقت پر دیا گیا۔

اس وقت ملکہ مغظمہ کی ہمدردی عامہ سب کے ساتھ خاصاً مسپاہ کے ساتھ زیادہ تر یون نمایاں ہوئی کہ وہ نومبر ۱۸۹۹ء میں بالموریل سے وندسرمین چلی آئیں۔ انہوں نے مائی لینڈس کے سفردراز کورات بہرین چکر لٹے کیا اور پہنچنے کے چند گھنٹہ کے اندر ہی مسپاہی ٹل کی بارکون میں گئیں کہ ہوس ہولڈ کیوری سے رخصت کے الفاظ فرمائیں۔ اور انکو اجازت دین کہ وہ جنوبی مغربی میں ٹرنے کے لیے جائیں۔ جب ان کے روبرو افسر پیش کیے گئے تو انہوں نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ تم ہمیشہ میرے کارگزار خدا سے گزار رہے ہو۔ میں نے تم سے اپنے پاس آنے کی درخواست اسلئے کی جو کہ میں تم سے پہلے اس سے رخصت ہوں کہ تم ایک بحری سفردور دراز کا میری سطحنت کے اس نہایت کئے دو حصہ میں کرو جس کی محافظت کے لیے تمہارے بہانی بڑی بہادری سے جان توڑ کر لڑ رہے ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ ہمیشہ تم اپنے ملک اور اپنی ملک کے فرائض خدمت کے بجالانے میں کما حقہ کوشش کرو گے خواہ یہ فرائض تم کو کہیں کیجائیں۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ تم کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اور پھر تم کو اپنے گھر میں صحیح سلامت لائے۔ اس ارشاد پر افسروں اور سپاہیوں نے بڑے زور شور سے چیر زوئے۔ اور چند گھنٹے کے بعد جنوبی مغربی کوروانہ ہوئے۔

اب آگے زمانہ بڑا پر آفات نظر آتا تھا۔ ہر وقت حضرت علیا کے پہلو میں کانٹے سے چبھتے تھے کہ مسپاہ تو باہر جنگ میں جان لڑا رہی ہے اور انکے گھروں کے اندر پریشانی و خستہ حالی برپا رہی ہے۔ بی بی بچے مردہ دل سوختہ جان ہو رہے ہیں۔ گو ملکہ مغظمہ زمانہ دراز سے سلطنت کر رہی تھیں مگر انکی کمزورت و مرحمت شانہ کا خمور رعیت کے حال پر اور رعیت کی محبت و اطاعت کا اظہار انکی ذات خاص کے ساتھ کسی ایسا نمایاں نہیں ہوا تھا۔ وہ اور رعیت یہ معلوم ہوتا تھا کہ من تو شدم تو من شدم من تن شدم تو جان شدم ہاں تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگر می ہ۔ ملکہ مغظمہ نے اس جنگ میں رعایا پروری میں اپنے تئیں بالکل وقف کر دیا تھا۔ رعایا کے چین و آرام و راحت کے لیے اپنی سبھی تنگیوں کا ذرا خیال نہ تھا۔ وہ برسوں اور سبوروں میں

ملکہ
خسپاہ

تشریف لے کر بڑا دن کیا کرتی تھیں۔ سواب و بان کا جانا موقوف رکھا۔ انکی گارڈس کے سپاہی جنگ
افریقہ میں گئے ہوئے تھے۔ انکی بی بی بچوں کی خاطر داری و ولداری کے لئے بڑا دن و نڈر میں
کیا۔ انکو اس میں بلایا کہ بڑے دن کے تحفہ تحائف تقسیم ہوتے ہیں۔ بڑے دن کا ایک بڑا شاندار
ورعت لگوا دیا۔ اسکو بجلی کی روشنی سے روشن کر دیا۔ اس میں سیکرٹن قسم کے کھانے اور بہت
قسم کی تحفہ چیزیں آویزاں کیں جسکے دیکھنے سے بچوں کا دل بہت پہلا۔ وہ خود کرسی پر بیٹھی ہوئیں
بچوں کی خوشیاں دیکھ کر بڑے زیادہ خوش ہوتی تھیں۔ انکے پاس سپاہیوں کی بیسیاں اپنے
بچوں کو ساتھ لیکر آئیں۔ وہ بچوں کو تحفہ چیزیں دیکھنے اپنے ماتھے سے دیتیں۔ بچے انکو لیکر
خوش ہوتے اور ملکہ منظرہ انکو دیکر شاد شاد ہوتیں۔ اس قدیمی مال میں جس میں گارڈ کے ناٹ
کھانا کھایا کرتے تھے۔ اس میں ایک میز پر سپاہیوں کے بی بی بچوں کو ملکہ منظرہ نے کھانا کھلایا
ملکہ منظرہ کو گھور گھور دیکھ کے بڑے خوش ہوتے تھے۔ بہت سی عورتیں دیکھاری بچ کی ماری
تین مضبوط نہیں کر سکتی تھیں چلا چلا کر روتی تھیں۔ تو ملکہ منظرہ انکو سمجھاتی تھیں کہ امید ہے کہ وہ اپنے
خاوندوں کی خوشخبری ان سنیں گی۔ ایک بی بی ماتمی لباس پہنے ہوئے تھی۔ اسکا خاوند ابھی لڑائی میں
مارا گیا تھا اسکو ملکہ منظرہ نے بلا کر یہ مہربانی کی کہ اسکو سمجھایا کہ بہتر ہوگا کہ تم صبر کرو۔

۱۹۰۰ء عیسوی

۲۱ جنوری ۱۹۰۰ء کو ڈیوک ٹیک کی وفات کی خبر آئی۔ اسکے تین بیٹے ملکہ منظرہ کی طرف سے افریقہ
میں لڑ رہے تھے۔ ڈیوک کو اپنی بی بی کے مرنے کا بچ ایسا تھا کہ وہ اس صدمہ کے بعد نہیں پیچھے
اور اس غم میں رچھڑ میں خلوت نشین ہو کر مر گئے۔

ملکہ منظرہ کو ہر سال تبدیل آب و ہوا سے فائدہ ہوتا تھا۔ ڈاکٹر ہمیشہ انکی تعویذ و صحت
مزانج کے لئے تبدیل آب و ہوا کی صلاح دیتے تھے۔ ان کا رخت سفر اٹلی میں پورٹو گری میں رونا
ہو چکا تھا۔ مگر جنگ ٹنسال کی خبر میں ایسی جھٹکا کہ انہوں نے اپنے سفر کا ارادہ ختم کیا
اور کچھ اپنی نفسی صحت طبیعت پر خیال نہیں کیا اور یہ ارادہ محکم کر لیا کہ ایام جنگ میں وہ اپنے
دارالسلطنت کے اندر بائیں قریب رہیں گی۔ انکے اس ارادہ کو رعایا کے سب قسم کے آدمیوں نے پسند کیا۔

رعیت کے کاروبار پر لڑائی کا بڑا خراب اثر پڑتا تھا وہ ملکہ معظمہ کے اپنے پاس پہنچ کر نیکنامی اور خوش اقبالی کا قاعدہ سمجھتے تھے۔

۱۰۔ فروری کو ساٹھ برس گزرے تھے کہ اُن کا نکاح ہوا تھا۔ یہ دن براغناک تھا شہر کی ناوقت موت کے آجانیسے وہ بائیس برس سے راند تھیں جیسا کہ اُن کا اپنا ذاتی رنج و الم روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ ایسا ہی اُنکو رعایا کے درد و رنج میں ہمدردی و غمخواری روز افزون ہوتی جاتی تھی۔ اس وقت جنگ جنوبی افریقہ کے رنج و افکار کے سبب سے رعایا و ملکہ دونوں کمال یکساں تھا۔ ملکہ معظمہ اسپتالوں میں زخمیوں کو دیکھنے بار بار جاتی تھیں۔

فروری میں منٹلی کے اسپتال کے ملاحظہ کے لئے وہ تشریف لے گئیں۔ آج بارش کا وہ طوفان برپا تھا کہ کسی نوجوان کا حوصلہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ باہر جائے۔ مگر وہ اس طوفان میں پرانہ سالی میں تشریف لے گئیں وہ خالی ہاتھوں نہیں گئیں۔ انہوں نے اپنی ٹرین کے سیلون کو پہلوں کے پٹاروں سے بھر دیا کہ بیماروں کو پھول دیکر اُن کا دل باغ باغ کریں اور سہاوی لگی اس مہربانی کو مدد توں تک یاد رکھیں۔ ملکہ معظمہ یہ دار کو سی میں بیٹھ کر ہر بیمار کے بستر کے پاس گئیں جب وہ بیمار کے پاس جاتیں تو ڈاکٹر اسکا حال سناتا کہ وہ فلان لڑائی میں زخمی یا بیمار ہوا اور اب اس کے زخم کا حال یہ ہے۔ انہوں نے ہر بیمار سے کوئی نہ کوئی بات کہی۔ وہ اپنی اس محنت سے تھکی نہیں۔

ننڈن میں ۹۔ مارچ سے ۱۰۔ مارچ تک ملکہ معظمہ رہیں۔ یہ وقت جنگ افریقہ کے بحر کا زمانہ تھا۔ ملکہ معظمہ کی سواری جس موقع پر بازاروں کی بیڑ بھاڑ میں گزرتی تو لوگ اپنی محبت کا وہ جوش دکھاتے کہ بیان نہیں ہو سکتا وہ اُنکو دیکھ کر خوشی کے مارے ہوش میں نہیں رہتے تھے ٹوپوں کو اچھالتے چیز کا وہ غل چاتے کہ اُنکے گلے پڑ جاتے۔ جب سواری نظروں سے غائب ہو جاتی تو قصر کنگم کے گرد ہزاروں آدمی جا کر جمع ہوتے اور وہاں طرح طرح کی روشنیوں میں مجسمہ کی حرکتیں کرتے۔ ۹۔ مارچ کی رات کو ایک نظارہ قابل تھا بیس تیس ہزار آدمی رٹے خل گار کے چوک سے قصر کنگم میں گئے۔ جہتدیان پر پرے اُنکے ہاتھ میں تھے جن کو وہ ہلاتے جاتے تھے اور جان کوئی رستہ میں یادگار آجانی تو اُس پر چیز کی ہر مار تھی۔ ٹھیک وقت دس بجے پر

ننڈن کے اسپتال کا سہارا اور بیماروں کے حال پر غمازات نمودار

ملکہ معظمہ کی سواری میں

قرمزی خوشی ہوئی اسکو دیکھتے ہی سبک سب آدمی ملکہ معظمہ کو خدا سلامت رکھے گا نہ لگے
 سوداں بچے تصرکے گم کے دروازوں کی جھل پلکان اٹھائی گئیں۔ بیچن بیچ کے دروازہ میں ملکہ
 کا دیدار نظر آیا۔ اُنکی برابر شہزادے اور شہزادیان تھے اور خاندان شاہی کے راکشیں کھڑے ہتھکے
 تھے۔ انکو دیکھ کر خلقت نے چیز کا شہر مجایا۔ چند منٹ تک ملکہ معظمہ نے اُنکی چیز کا جو سہ یا چھرا
 ملکہ معظمہ کو سلامت رکھے گا کیا کیا۔ دوسرے دن قسہ کبکلم میں ملکہ معظمہ نے دو ہزار گاڑیوں کی لائن
 فرمایا وہ آٹھویں ڈویژن کی پٹنیں تھیں جو ایک ہفتے کے بعد جاز میں سوار ہو کر افریقہ کو روانہ ہوں
 موسم بہت اچھا تھا ہوا ریح افزا تھی۔ دوپہر کے بعد چار بجے چوٹا سا گروہ منتخب سپاہیوں کا
 قصر کے پاس آیا۔ اور پاؤ گھنٹے کے بعد شہزادہ ویلز اور ڈیوک یورک زینے سے اتر کر اس گروہ میں
 شامل ہوئے۔ پہر ایک سوار نے اُنکو خبر دی کہ ملکہ معظمہ شریف لاقی میں کچھ دیر بیروہ کھلی ہوئی
 لینڈرو میں تشریف لائیں۔ شہزادہ ویلز اپنی کرسی پر سے اٹھے اور انہوں نے اپنی ٹوپی اتار کر چیز
 دیئے اور اُنکے ساتھ ساری ہیئر بہار نے چیز کے غل شور سے زمین کو آسمان پر اٹھایا۔ اس کے
 سبب باجون کی آوازیں سنیں سنائی دیتی تھیں۔ پہر بالترتیب ملکہ معظمہ کے سامنے سپاہ آئی ملکہ
 معظمہ نے اُنکے دیکھنے میں اپنی آنکھ کو ذرا نہیں موڑا۔ انہوں نے ہر پٹن کے سار جٹ کو بلا کر اسکی
 وردی اور ہتھیاروں کو اپنی طرح دیکھا ہمالا۔ پہر اُنکے ارشاد کے موافق پاریٹ میجر فورسایتھ سار جٹ
 کو ملکہ معظمہ کی سواری کے پاس لیگیا۔ انہوں نے ہاتھ کا اشارہ کر کے آواز سپاہ پاس بلایا جب گئے
 تو باریک آواز سے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے اس بڑی خوشی ہے کہ میں نے پہلے اس سے دوبارہ دیکھا کہ تم فریق
 میں اپنے ساتھیوں کی حمایت کرنے جاؤ۔ میں جانتی ہوں کہ تم اپنا فرض ایسا ہی ادا کرو گے جیسا
 کہ پہلے سے ادا کرتے آئے ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ خدا تمہارا معاون اور حامی ہو اور تم صبح سلامت
 اپنے گھروں میں آؤ۔ کرنیل نے ان مہربانی کے الفاظ کا شکریہ ادا کیا۔ جرنیل ہینگٹن کیمبل نے
 معاف آواز سے کہا کہ ملکہ معظمہ کے واسطے تین چیزیں دیکھ جائیں۔ مسپاہ نے اپنی خود دن کو سنگین
 پر کرکے چیز دیئے۔

۳۔ بلچ کو ملکہ معظمہ دول چج کے ہسپتال میں زخموں کے دیکھنے کے لیے زور
 ہوئیں۔ انہوں نے چند خاص ملازمین ہمراہ لیے۔ بوڈی گارڈ کو ساتھ چلنے کی اجازت نہیں دی۔

جب جرنیل برکین بیوری نے پوچھا کہ کسی قسم کے سپاہی حضور ساتھ لیے جائیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس سلعہ خانہ میں سپاہیوں کا گروہ اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتی میں اسپتال میں سپاہیوں کو دیکھنا چاہتی ہوں کچھ اور نہیں چاہتی۔ جب اسی ٹرین آہستہ آہستہ چلنے لگے سلعہ خانہ کے اسٹیشن پر پہنچی تو پلیٹ فارم سے چیز شروع ہوئی سلعہ خانہ کے لڑکے صفیں باندھ کھڑے تھے انکی چیز کی صدائیں گونجتی ہوئی سارے شہر دل و جہ میں لہراتی ہوئی چلی جاتی تھیں ٹرین میں سے حضرت علیا کو جرنیل برکین بیوری نے اتارا۔ انکی بی بی نے ایک گلدستہ ہاتھ میں پیش کیا۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بٹھکا اور مسکرا کر لے لیا۔ پہرہ گاڑی میں سوار ہوئیں۔ چار بجے ہر برٹ اسپتال میں پہنچیں اوپر دار کرسی میں ٹھیکر وارڈوں میں گئیں۔ چار سو زخمی اسپتال میں تھے جو ملک معظیہ نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ہرزخمی کے بستر کے پاس جب جاتیں تو لفٹ کزنیل یورک زخمی کا اور انکی چرنٹ کا نام اور اسکے زخموں کا حال بیان کرتے کہ فلاں میدان جنگ میں اسکو لگے ہیں۔ حضرت علیا ہر ایک زخمی سے پوچھتیں کہ کیا تم اب بھی تکلیف میں ہو؟ کیا تم میدان جنگ میں دیر تک ڈولی یا گاڑی کے پہنچنے سے پہلے زخمی پڑے رہے؟ اور ایسے اور سوال فرماتیں جب زخمی اپنے اعضا بریدہ کو اور جسم کو جس میں سے گویا ان نکالی گئی تھیں دیکھتے تو وہ افسوس ظاہر کرتیں۔ وہ وندسرسے ہولون کی بھری ہوئی گاڑی اپنے ساتھ لائی تھیں۔ ہر سپاہی کو ہولون کا گھما دیتیں۔ سپاہیوں کی انکی اس عنایت خسروانہ پر بڑا فخر تھا۔ ایک پیدل سپاہی اپنا ذکر کرتا ہے کہ میں ہولون کے پتارے کے پیچھے کھڑا ہوا تھا تو انہوں نے میرے زخم کا حال پوچھا۔ اور فرمایا کہ میں بہت خوش ہوں کہ تمہارا زخم ایسا اچھا ہو گیا ہے کہ تم پہلے چنگے کھڑے ہو اور مجھے ایک گلدستہ عنایت کیا۔

جنگ افریقہ میں جن بہادروں نے مصیبتیں اٹھائی تھیں انکے حال پر ایک اور مرتبہ شائد کی یہ مثال ہو کہ مئی ۱۹۱۷ء کو جس بحری ہرگید نے لیڈی سٹہ کے محاصرہ کے اندر بڑی بہت جرات دکھائی تھی حکم شاہی سے وندسرسین اسکی دعوت ہوئی۔ ایسے کیسل کے میدان میں کھڑے ہو کر ملک معظیہ کی زبان مبارک سے اپنی بے باعادات کی شکر گزاری کے الفاظ لطف آمیز سننے پہنچے الفاظ بڑا گران بہا صلہ تھا ان محنتوں اور مصیبتوں کا جن کی برداشت انہوں نے بہادری کی تھی۔

کپتان ٹیپ ٹن انکے کمانڈر کا جواب مختصر و مفید مل یہ تھا کہ میں یہ نہیں خیال کرتا کہ ہم نے کوئی کام عجیب کیا ہے۔ سپاہ بھری جو ملکہ مظہر اور سلطنت انگلشیہ کی خدمات بزرگ بجالاتی رہی ہے انکے مقابلہ میں ہماری یہ خدمات بیچ و بیچ ہیں۔ ریڈنگ اسکول میں انکو ڈنروایا گیا۔ یہ سپاہیوں کے کاموں کی بڑی داد تھی کہ ملکہ مظہر خود ڈنر کو دیکھنے گئیں اور اپنے خاص شراب خانہ سے سو بلیں شراب کھنہ پورٹ کی عنایت کیں۔ جسکو سپاہیوں نے ملکہ مظہر کے جام سلامتی میں بہر کیا۔ آخر سالوں میں ملکہ مظہر کا یہ دستور تھا کہ ابتداء موسم بہار میں وہ فرانس کے جنوب میں تشریف لیجاتیں۔ وہاں کی آب و ہوا سے ہمیشہ انکو فائدہ ہوتا تھا۔ مگر اس سال میں گو آرام اور تبدیل آب و ہوا اگر نا بہ نسبت اور سالوں کے زیادہ ضروری تھا۔ مگر یہ پسند خاطر عالمی نہیں ہوا کہ وہ اپنے آرام کے لیے رعایا سے دور جائیں۔ اسلئے انہوں نے یہ اعلان کیا کہ وہ ایریسٹنڈ میں چند مفتون کے لیے جاتی ہیں۔ یہ ارادہ انکار رحلی اور سن تدبیر ملکی پر مبنی تھا۔ اس ارادہ کی رعایا نہایت ممنون ہوئی۔ اسوقت جنوبی افریقہ کی لڑائی میں ایریسٹنڈ کی بہادر سپاہ کا رٹے نمایان کر رہی تھی اسکو ساری قوم بڑی وقت کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی سادہ دلیں اسکی جو انفرادی کی قائل ہو رہی تھی۔ اور ملکہ مظہر بھی اس سپاہ کی حسن لیاقت کی قدر کرتی تھیں۔ انہوں نے حکم صادر فرمایا کہ سینٹ پیرک ڈے کو ساری ایریسٹنڈ کی رجیمینٹ قومی نشان لگائیں۔ ملکہ مظہر کے ایریسٹنڈ جانے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایریسٹنڈ کے زیادہ تر آدمیوں کی خیر خواہی و قناری جان نثاری فرما برداری پر بہت متبہار کتنی تھیں اور یہ متبہار کہنا ان کا غلط نہ تھا۔ ملکہ مظہر کا خود سرزندہ شہزادہ کون ناٹ ایریسٹنڈ کی سپاہ کا کمانڈر بنجیف مقرر ہو کر گیا تھا تو اہل ایریسٹنڈ نے بڑی محبت سے انکا خیر مقدم کیا۔ یہ ایک تمہید تھی جس سے ملکہ مظہر یہ سمجھیں کہ جب میں واپس طرابلس کی تو وہاں کی رعایا میرے ساتھ اپنی محبت و خیر خواہی کو بڑی گرمجوشی سے دکھائے گی۔

۱۹۰۶ء میں ملکہ مظہر کی لائف کا واقعہ غطیم یہ ہے کہ اپریل میں وہ ایریسٹنڈ میں تشریف لے گئیں۔ نصف صدی گزر چکی تھی کہ ملکہ نے ایریسٹنڈ کی سرزمین میں پہلے قدم رکھا تھا اور پھر چوتھری دفعہ تشریف لے گئیں۔ اس پر بھی چالیس برس گزر چکے تھے مگر اس مدت دراز میں انہوں نے اس جزیرہ کی بھی خواہی میں کبھی کوئی بات فرو گزاشت نہیں کی۔ وہ کبھی اس بات

نہیں ہوں۔ جب وہ یہاں آئی تھیں تو اٹھارہ سو سال پہلے تھا جسکا عالم شباب تھا اگر اس کے مرنیکے بعد وہ تہا یہاں آتیں تو شہر ہر کی مصمت کی یاد انکے دل کو دکھائی اور غنوں کو ہر کرتی اس سبب کہ وہ یہاں نہیں آئیں۔ علاوہ اسکے کہ لیسہ سنڈین بعض اوقات خوفناک اور خطرناک پولیس معاملات بھی یہاں تشریف آوری کئے انہی تھے۔ بس چالینج برس تک یہاں نہ آئیکے یہ دو سبب خیال کیے جاتے ہیں +

۳۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو مینہ میلاد تہا برس رہا تھا کہ وہ وکٹوریا البرٹ جہاز میں سواری کے کنگس ٹیون کے بندرگاہ میں آئیں پر وکٹوریا مین جو وقت آنے کا مقرر ہوا تھا اس سے چار گھنٹے پہلے بندرگاہ میں جہاز آگیا۔ جسکے سبب آرمیوں کا اجتماع کم ہوا۔ مگر جب ایک بیڑے نے سلامی تباری تو سب کو معلوم ہوا کہ حضرت علیا تشریف لے آئیں تو پھر خیر مقدم کی ادا کرینیکے لیے ایک عجم غفر و ہجوم کشیر جمع ہوا۔ تمام مقامات میں جہان سے انکی سواری نظر آتی تھی آدمی بہر گئے اور جابجا جھنڈیاں لگیں اور پیریت پھرنے لگے۔ دو سکرون ملکہ معظمہ شہر میں داخل ہوئیں۔ شہر کا پرانا دروازہ تو باقی نہیں رہا تھا۔ اسکی جگہ ایک نیا مصنوعی دروازہ لگا دیا تھا۔ یہاں لارڈ میر اور کورپوریشن حضرت علیا کی تشریف آوری کے منتظر تھے کیسل کی فصیل پر نفیس ران بجائی گئیں تو دروازے کو بے گئے ایک افسر لارڈ میر کے پاس گیا اور اسنے عرض کی۔ میں آپے اجازت چاہتا ہوں کہ شہر ڈبلن میں ملکہ معظمہ کے داخل ہونے کی اجازت فرمائیں۔ لارڈ میر نے فوراً جواب دیا کہ میں شہر ڈبلن کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں کہ ملکہ معظمہ اس قدیمی شہر میں قدم رنجہ فرمائیں تو انکے آتے ہی دروازہ کھول دیا جائے گا۔ جب یہ افسر دروازہ کے باہر گیا تو دروازہ پھر بند ہو گیا۔ ساڑھے بارہ بجے ملکہ معظمہ تشریف لائیں۔ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب انکی سواری لارڈ میر اور کورپوریشن کے سامنے آئی تو وہ ٹھہری ہوئی سکری نے لارڈ میر کو پیش کیا۔ لارڈ میر نے سٹی مارشل سے کنبیان لین اور ملکہ معظمہ کے ہاتھ میں لکھو وکٹوریا عرض کیا کہ جناب عالیہ کی خدمت عالی بن قدیمی شہر ڈبلن کی کنبیان عاجزانہ پیش کرتا ہوں۔ ملکہ معظمہ نے کنبیوں سے ہاتھ لگایا اور سٹی مارشل کے پاس کنبیان پھر لگئیں۔ اسی طور پر شہر پیش ہوئی کہ رسم ادا ہوئی۔ یہ شہر کے کلرک نے ایڈریس پڑھا جس میں شہر ڈبلن کے باشندوں کی طرف سے مبارکباد والی باتیں تھیں۔ انہیں اور فریمن یہ گزارش تھی کہ ملکہ معظمہ جہان

دکنی خوشی ہو کر سر کرین ہر جگہ انکو ہزاروں دیاہ کباہین دیجا گئیں۔ ملکہ مظہر نے لارڈ میر کی طرف
مخاطب ہو کر جواب دیا کہ میں آپ کی بہت شکریہ گزار ہوں کہ میرے خیر مقدم کا ایڈریس میری نیک
خواہی کے ساتھ دیا گیا مجھے آئر لینڈ میں پہنچنے پر آپ نے بڑی خوشی ہوئی۔ اور انہوں نے ایڈریس کا یہ تحریری
جواب دیا کہ میں تمہارا دل سے شکر ادا کرتی ہوں کہ میرے خیر مقدم اور نیک خواہی کا ایڈریس خیر خواہانہ
مجھے یہاں آنے پر میرے آئر لینڈ کی سلطنت کے قریبی اور سلطنت کی طرف سے دیا گیا۔ میں اس
خوش نصیب ملک میں آرام لینے اور تبدیل آٹ ہو کے لیے اور ان مناظر کے دوبارہ دیکھنے کیو اسٹے
آئی ہوں جو میرے دلمین اپنے شوہر کے ساتھ ان کے خیال پیدا کرتے ہیں۔ یہاں نہایت سرگرمی
سے میرا اور میرے شوہر کا میرے بچوں کا خیر مقدم تم نے کیا تھا۔ گو اس پر بہت عرصہ گزر گیا ہے مگر
اسکی یاد اب تک میرے دل کو خوش کرتی ہے۔ مجھ اس سے بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے کہ میں
اس وقت ان ہماروں کی زاد بوم دیکھ رہی ہوں جو بالفعل میرے تاج اور سلطنت کی محافظت میں
ہمارا نہ کاروائے نمایاں کر رہے ہیں جیسے کہ پہلے زمانہ گزشتہ میں کیے تھے۔ میں قادر مطلق سے
دعا مانگتی ہوں کہ وہ ہم پر اپنی رحمت اور برکت نازل کرے اور تمہاری ان اعلیٰ درجہ کی خدمات میں
رہنمائی کرے جو تم اپنے ہم شہریوں کی منفعت کے لیے کر رہے ہو۔ ہر شہر میں سواری آہستہ آہستہ
چلی اور قصر شاہی میں گئی سارے راہ رویں خلقت کا ہجوم اور ان کے چیز کی دھوم تھی۔ ملکہ مظہر خود
لکھتی ہیں کہ جس گرجاؤں سے میل خیر مقدم ہوا۔ میں اس سے نہایت خوش ہوئی اور اس کا
شریہ کے دل پر بہت پڑا۔

دوسرے دن ملکہ مظہر نے سوار ہو کر شہر ڈبلن میں فی ٹکس پارک میں ایک گھنٹے تک
کی اور اہل آئر لینڈ کے ساتھ ایسا حسن اخلاق بڑا کہ جو دل لسنے پرے پہنچے تھے وہ بھی ان کے
گریوہ ہو گئے۔ امیر غریب سب اپنے فراموش گئے اور خدا الملکہ پر اپنی برکت نازل کر کے کہنے لگے۔ وہ
ملکہ مظہر کے ہال سفید کیکر متحیر ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ پہلے زمانہ میں جو دست و شریف لائے تھیں
نہ وہ اپنی نسبت کا اثر ایسا ہمارے دلوں پر نہیں ڈالتی تھیں۔ جیسا کہ وہ اب اثر ڈالتی ہیں۔ وہ پیش
کی نسبت ہم کو جو چہ بیز ہو گئی ہیں۔ ملکہ مظہر یہ چاہتی تھیں کہ انکی صورت جتنے آدمی دیکھ سکیں
ان کو وہ اپنی صورت دکھائیں۔ اس لیے وہ جا بجا پہرتی تھیں۔ ان کے یہاں آنے کا سب سے زیادہ

دلچسپ یہ واقعہ ہے کہ ۱۱۔ اپریل کو انہوں نے ہنگامہ پارک میں درسون کے بچوں کا ملاحظہ کیا۔ جو آئری لینڈ کے دور دور کے حصوں سے بلائے گئے تھے۔ انکی تعداد کا تخمینہ ساٹھ سو سے تیس سو تک کیا گیا ہے فینکس پارک میں جو وقت حضرت علیہ السلام کی آتی ہے تو رکوع کی خوشی کی کوئی حد ملتی نہ تھی۔ ملکہ منظمہ نے انکے درمیان اپنی سواری کو ایسا آہستہ آہستہ کیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ چلتی ہی نہیں تھی۔ جب لڑکے چیز کا غل مچاتے تھے اور کاغذوں کا ہنسنے میں ہلاتے تھے تو ملکہ منظمہ انکو خوش ہو کر دیکھتی تھیں۔ آخر کو وہ ٹولیس (تحت گاہ) کے قریب جبر امر بیٹھے تھے آئین۔ انکو ایک گلہ سستہ پیش کیا جس پر یہ لکھا ہوا تھا۔ ہماری عزیز ملک کو تیرنے کے بچوں کی طرف سے۔ ۱۲۔ اپریل کو ملکہ منظمہ نے یہ نذر انکی مسکرا کر بڑی التفات سے قبول فرمائی جب دوران سب لڑکوں کو دیکھ چکیں تو یہ نذر خیر و سلام کی بات تھی کہ انہوں نے حکم دیا کہ لڑکوں کی صفوں کے درمیان سواری اس طرح آتی تھی۔ دور دور سے لڑکے بلائے گئے تھے کہیں کہیں ریل کے نیچے کے سب سے آئے ہیں دیر لگی تو انکے تارے کہ اس قریب میں شربت بیٹھے ہمارا انتظار کیا جائے۔ یہ درخت است تو انکی نا منظور ہوئی۔ مگر جب یہ لڑکے آگئے تو ملکہ منظمہ نے اپنے فرط الطاف سے انکو پھر جا کر اس طرح دیکھا جیسے کہ پہلی دفعہ دیکھا تھا ایسا اتفاق دو دفعہ ہوا۔ ایک دفعہ دوسرا لڑکوں کو دیکھا۔ ۱۳۔ اپریل کو ملکہ منظمہ کی سواری نیم جلوس شاہی کے ساتھ بارہ میل تک پھری جسکو دیکھنے کیلئے شوقین بڑی دور دور سے آئے تھے۔ ۱۴۔ اپریل کو ملکہ منظمہ ڈبلن کے اس حصہ میں تشریف لے گئیں جہاں نہایت بڑے زمین دان انہوں نے اپنی سواری کو ٹھہرایا۔ وہاں کے غریبوں نے جن کے پاؤں میں نہ جوتی تھی نہ سر پر ٹوپی۔ چیتڑے پہنے ہوئے تھے۔ بڑی تپاک سے چیز دیئے اور ملکہ منظمہ نے انکے حال پر کمال التفات کیا۔ ایک اسکول کی چار سو لڑکیاں پہلو کچ گلہ سستے ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑی تھیں۔ ان کا بھی ایک گلہ سستہ نذر میں قبول فرمایا اور انکی آرائش کی تعریف کی کہ تم نے خوب کی اور پھر گھوڑوں کے سر کو گھر کی طرف موڑا۔

۱۵۔ اپریل کو دوپہر کے بعد ایک اسپتال ملاحظہ کیا جس میں ایک سو چالیس ضعیف ناتوان کو می طویل العمر تھے۔ ان میں ساقی میکورین ملکہ منظمہ سے عمر میں چند بچے بڑا تھا وہ خزنین کی

لڑائی کا متناہی ہونے تھا۔ وہ لگے آیا۔ پہلا ہی متناہی ملکہ خطہ سپاہ کو عتاق کیا تھا۔

۱۸۔ اپریل کو ایڈمیرل لی گین۔ یونیورسٹیوں اور چرچوں کی طرف سے بیالیس برس پیش ہوئیں۔ اور ایک سو چاس اور ایڈمیرل ملکہ منظمہ کی فروگاہ کو روانہ ہوئیں۔ ملکہ منظمہ بہت سی دارالشفا میں اور دوائی خانے دیکھے۔ ڈبلن کے روائی محل باغ کی سیر کی جس میں عجیب غریب جانور دیکھے۔

۲۳۔ اپریل کو ملکہ منظمہ نے بڑا کام یہ کیا کہ ٹینکس پارک میں بحری و بری سپاہ کا مسامعہ کیا۔ تین لاکھ کے قریب تماشاخی جمع تھے۔ سپاہ کے سپہ سالار ڈیو کو۔ کون ناٹ تھے۔ ہر ٹیپر سات ہزار سپاہ تھی جس میں ۱۸ سو نبلی جاگٹ کے سپاہی یعنی بحری سپاہی اور تین ہزار سیدل اور باقی سوار تھے۔ سپاہ کے ساتھ باجے خوب بچے تھے۔ ملکہ منظمہ سپاہ کو بہت اچھی طرح ملاحظہ فرمائی تھیں بغرض یہ تماشا بڑا اثر انداز تھا۔

۲۴۔ اپریل حضرت علیا کے قیام کا یہاں آخری روز تھا۔ اس میں وہ گھر و ڈر دیکھنے گئیں اور کنگس ٹون کے اسٹیشن پر لارڈ میر اور انکی لیڈی سے انہوں نے آخری ملاقات کی اور ارشاد فرمایا کہ میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ یہاں آئرسٹنڈ میں آنکر میں ایسی مسرور و محفوظ ہوئی کہ اس عجیب یہاں سے جانے کا افسوس ہوتا ہو۔ لارڈ میر نے ہی عرض کیا کہ میں حضور کا یہ کلام سنکر نہایت خوش احسان مند ہوا اور مجھے اب یہ کہ سال آئندہ میں حضور پر تشریف لائیں گی۔ بعد ازاں ملکہ منظمہ جہاز میں سوار ہوئیں۔ اور گھر کی طرف سفر شروع ہوا۔

آئرسٹنڈ میں آنے کی یادگار عظیم یہ بنائی گئی کہ ایک نئی جہت آئرش گارڈس کی بنائی گئی۔ جو سپاہیوں کی نسل کا بڑا بہادرانہ کام سمجھا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ کی ذات خاص کے محافظ ہیں۔ یہ امر انکا باعث فخر ہوتا ہے۔

۲۶۔ اپریل کو ہولی لینڈ میں ملکہ منظمہ آئیں۔ اور ۲۷۔ کو وڈ سر میں رونق افزا ہوئیں اس سفر میں کسٹر کا چ نہیں ہوا۔ آئرسٹنڈ میں جانے کے وقت تو انہوں نے یہ مرقعہ مسنا تھا کہ ۳۱۔ مارچ کو تیسرا اپریل پوتا پیدا ہوا اور آنے کے وقت کنگس ٹون میں یہ تحسن خبر سنی کہ شہزادہ ویلز اور

شہزادی ویلز و ونون ساتھ برسل میں سواری میں بیٹھے جاتے تھے کہ کسی شہزادہ کے قتل کرنے کا قصد کیا۔ خدائے انہی جان بچا دئی کہ اس قصد میں کامیابی نہیں ہوئی مگر سارے ملک میں ہلکا دھم مچ گیا۔ اور لوگوں کے دلوں میں آتش غضب مشتعل ہوئی +

۱۰۔ مئی کو ملکہ مغظمہ قصر کیننگہم میں ایک ہفتہ کے بعد ونڈسہر میں آئیں۔ یہاں ۱۷ مئی کو ٹیٹل کی اسپتال میں چھ سوزشوں کا ملاحظہ فرمایا۔ اتنے زخمی کسی انہوں نے پہلے نہیں دیکھے تھے برزخمی کے پاس جا کر شفقت آمیز باتیں کہیں اور ہولوں کا ایک گلدستہ دیا۔

۱۵۔ مئی کو ونڈسہر کے ایک گرجا میں ڈیوک یورک کے بیٹے یعنی ملکہ مغظمہ کے پڑپوتے کو صلیب خانہ لگایا۔ جس میں ملکہ مغظمہ شریک ہوئیں۔ وہ ان کی گود میں سے انہوں نے پڑپوتے کو اپنی گود میں لیکر پیشکے ساتھ میں دیا۔ اور اس کا نام ایک سنڈر ہنری ولیم فریڈرک البرٹ رکھا۔

۱۹۔ مئی کو خیرآنی کہ چیف گنگ پر سے دشمنوں کا محاصرہ اٹھ گیا۔ اس میں ملکہ مغظمہ نے ڈیوک ونگٹن کا بچ دیکھا۔ اس میں انکا نواسہ شہزادہ بیاترس کا بڑا بیٹا داخل ہوا تھا۔ ۲۲۔ مئی کو معبد کے موافق بالمدیل میں سالگرہ کرنے گئیں۔ لندن میں یہ سالگرہ ۲۳ مئی کو ہوئی۔ جانیسے پہلے انہوں نے گرانڈیئر گارڈس کی پہلی بلٹن کا ملاحظہ کیا جو جنوبی فہرستہ کو اپنے ساتھ تھوپوں کی کمک کو جانچنے تھی۔ ۲۰۔ جون کو اولیائے دولت و ونڈسہر میں آئے۔ ملکہ مغظمہ ایک اوپیر کا تماشہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ پھر انہوں نے ڈرائنگ روم میں اپنے مہمانوں کو بلایا۔ یہ امید تھی کہ آج خدیوہ صبر بھی آجنگا مگر وہ جہاز پر بیمار ہو گیا۔ اسلئے نہ آسکا۔ وہ انگلیسٹن میں آگیا تھا۔ ۲۸۔ مئی کو وہ ایسا تندرست ہو گیا کہ ونڈسہر میں آکر ملکہ مغظمہ سے ملاقات کی۔ اسکو شاہانہ ڈنر دیا گیا۔ اور جانتے پہلے ملکہ مغظمہ نے وکٹوریہ اور ڈر غنایت کیا۔

۱۱۔ جون ۱۹ کو ملکہ مغظمہ نے قصر کیننگہم میں اپنے مہمانوں سے ملنے کے لیے سفر کیا۔ ۱۶۔ جولائی کو اوپیر کا پورا تماشہ دوسری دفعہ بغیر کسی ٹکٹان کے دیکھا۔ ۲۰۔ کو اولیائے دولت و ونڈسہر کو گئے۔ ۳۱۔ جولائی کو خیرآنی کہ ملکہ مغظمہ کا فرزند دوم ڈیوک ایڈبراس جہان سے رخصت ہوا۔ ملکہ مغظمہ انکی صحت کی نازک حالت سے مطلع تھیں۔ وہ کچھ دنوں سے بیمار تھے۔ مگر یکایک بیٹے کے مرنے سے انفرصت عظیم پہنچا۔ اس غم میں انکے کل خاندان شاہی اور عیال نے ان کے ساتھ ہمدردی کی۔ ملکہ مغظمہ نے

اس صدمہ جانگاہ میں بہادرانہ تسلیم و رضا رونمائی کو اختیار کیا۔ ابن نجون میں بھی اپنی سلطنت کے کاموں کے فرائض ادا کرنے میں ذرا کمی نہیں کی۔ اس بیچ بنگلہ پر یہ غم روج فرسا اور تھا کہ ان کی بڑی بڑی سخت علیل تھیں۔ اور اس پر شاہ اٹلی کے قتل سچو کا اور صدمہ پہنچا۔ جنوبی افریقہ کی جنگ کی خبریں جان خراش آتی تھیں۔ بغرض ساری عمر میں ملکہ مغظمہ کو ایسے آلام روحانی کبھی نہیں ہوئے تھے جو اب ہوئے۔ بہت سے امور اس سلطنت کے ایسے پیش ہوئے تھے جو چہرہ انکو اور انکے وزراء کو بڑی جانگاہی کرنی پڑتی تھی۔

جمعہ کے دن ۲۸ ستمبر ۱۷۵۷ء ملکہ مغظمہ اور سب سے بڑے بالمویریل میں تشریف لے گئیں۔ انکے بانی سے پہلے شہنشاہ خانم حمیدہ بیگم انکے پاس پرستہ وائیں۔

ایسٹ کوس میں جو سپاہیوں کے لئے دارالشفاء ہو سکے کمزور بیماروں کی دعوت کی اور ان افسر و فوجیوں نے میدان جنگ میں بہادرانہ کام کیے تھے۔ انعام اور تحفے دیئے۔ اس جنگ کے سب سے بعض خوشی کے تہوار اور میلے بند رہے۔ ملکہ مغظمہ کی صحت کی طرف سے ان کے ملازمین کو بڑی پیدا ہو گیا تھا۔ انکو امید تھی کہ بائی لینڈس کی آب ہوا سے جو انکے مزاج کے موافق ہو انکی صحت بحال ہو جائیگی۔ اب تک ملکہ مغظمہ پستور ہلک کاموں کو نہایت مشغول رہی تھیں کہ بہت توجہ سے انجام دیتی تھیں۔ ان کاموں میں سب سے بڑا کام انہوں نے یہ کیا کہ آسٹریلیا کے کامن ویلتھ یعنی سلطنت جمہوری کو مستحکم کر دیا۔ اہل آسٹریلیا نے یہ عرض کیا کہ ڈیوک اور ڈچس پورک کمیشن شاہی بحالہ جناب عالیہ کے نام سے آسٹریلیا کے کامن ویلتھ کے پہلے اجلاس کو کہولین۔ اس عرض کے قبول کرنے میں ملکہ مغظمہ نے فرمایا کہ میں اس معاملہ کی عظمت کو پوری طرح سمجھتی ہوں کہ اس سے آسٹریلیا کی کوئی نیاں متحدہ الاغراض ہو جائیگی۔ میں آسٹریلیا کی رعایا کی مہمودی و فلاح میں بڑی دلچسپی رکھتی ہوں۔ میں اس خبر خواہی و اطاعت کی حقیقت کو خوب سمجھتی ہوں جسے جنوبی افریقہ کی جنگ میں ان کو یہ کہ وہ خود بخود میری اعانت کرنے پر آمادہ کیا ہے اور انکی پرشکوہ شجاعت کو جانتی ہوں جو انکی سپاہ میدان کارزار میں دکھائی ہو۔ تھوڑے دنوں بعد آسٹریلیا کے ان سپاہیوں کے پاس جو میدان جنگ میں لڑ رہے تھے۔ ملکہ مغظمہ نے یہ پیغام بھیجا کہ میں تمہاری اور ہندوستانی سپاہ کی اس جہادی اور دلیری کی قدر کرتی ہوں جو تم نے میدان جنگ میں نمایاں کی ہو۔

اس مہینے کے آخر میں بلوم نوٹشین کے اول کچے برسوں سے لارڈ چیمپس فورس کے عہدہ کے کام ملکہ معظّمہ کے گہر میں کرتے تھے وہ کیسل میں آئے اور اپنے عہدہ سے استعفیٰ ہوئے اور باسٹریا کے گورنر جنرل مہر نے کا عہدہ پاپ کے ملکہ معظّمہ کے دست بوس ہوئے اور اورڈرائف تحصیل کا خطاب انکو ملا۔

اکتوبر میں ملکہ معظّمہ کو ایک بارہ غم ایسا ہوا کہ ۲۹ اکتوبر کو شہزادہ کرشن کے انتقال سے کی خبر آئی۔ وہ ملکہ معظّمہ کی تیسری بیٹی کا بڑا بیٹا تھا۔ اور ۱۴۔ اپریل ۱۸۶۷ء کو پیدا ہوا تھا۔ ملکہ معظّمہ ہی کی آنکھوں کے نیچے اُس نے تعلیم و تربیت پائی تھی۔ اور وہ بڑا سادہ دمت۔ تھا حضرت علیا کی اطاعت کرتا تھا۔ اور اُسے محبت کرتا تھا۔ سپہگری کا بڑا شوقین تھا۔ نہایت عمدہ کرکٹ کھیلتا تھا۔ وہ اپنے برادر افسروں اور سپاہیوں کا بڑا عزیز تھا۔ اور سپاہیانہ کام اچھی طرح کرتا تھا جنوبی افریقہ میں مہر کے آنے نے اُسکی ساری امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ ملکہ معظّمہ اپنے بیٹی کو پُرسہ دینے کے لیے بہت جلد سکوت لینڈ سے روانہ ہوئیں۔ اور ۷ نومبر ۱۸۶۹ء کو ڈنڈسٹرین انگلین جو لوگ ملکہ معظّمہ کی صحت و زندہ دلی دیکھنے کے خواہ تھے انکو معلوم ہوتا تھا کہ وہ مردہ دل خستہ جان ہوتی جاتی ہیں۔ ان میں وہ پہلی سی شگفتگی اور خوش ولی باقی نہیں رہی۔ مگر اس خستہ حالی میں بھی جان اُنکے کام کرنے کا موقع ہوتا ہی۔ اُس میں وہ اپنی مستعدی پہلی ہی سی دکھاتی تھیں۔

۱۶۔ نومبر کو ملکہ معظّمہ کو اُس سپاہ کے مبارکباد دینے سے بڑی خوشی ہوئی جسکے بہت سے سپاہیوں کو انہوں نے یہ کہا تھا کہ خدا تمہاری مدد کرے۔ اب وہ اپنے گہر کی طرف سفر کر رہے تھے۔ یہ نہایت مناسب تھا کہ وہ سپاہ جسے اپنی خیر خواہی کے سبب انگریزی سپاہیوں کو اپنی مدد سے سنبھالا ہو اُسکو ملکہ معظّمہ مبارکباد دیں۔ انہوں نے اس سپاہ کو سینٹ جارجس میں بلایا اور انکا ملاحظہ فرمایا۔ اور زبان مبارک سے انکو یہ ارشاد کیا کہ آج میں بڑی خوشی سے تمہارا خیر مقدم کرتی ہوں اور تمہاری کل خیر خواہانہ خدمات کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں چاہتی تھی کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے اور صحیح سلامت تم کو پہر پہنے گہرا لے۔ ان الفاظ پر اہل کو لوئی نے بڑی گرمجوشی سے چیز دیئے جنوبی افریقہ سے اول لائف گارڈس کا ایک حصہ ڈنڈسٹرین آیا تھا۔ اُسکو ملکہ معظّمہ نے بلایا۔ ۲۸۔ نومبر کو کنیڈا کو دوسری جرنٹ میدان جنگ سے اپنے گہر کو جاتی تھی۔ اُسکو حکم ہوا کہ وہ ڈنڈسٹرین میں

ہوئی اور ملکہ مغظمہ کی زبان سے مبارکباد سنائی ہوئی جاکے۔ جب وہ آئی تو ملکہ مغظمہ نے فرمایا کہ میں تم کو دیکھ کر بڑی خوش ہوئی کہ تم نے جو جنوبی افریقہ کے میدان کارزار میں بہادرانہ کام کیے ہیں اسکا میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میری بڑی آرزو یہ ہے کہ تم خوش و خرم بخیر و صافیت اپنے گھر پہنچ جاؤ۔ ان الفاظ پر سپاہ نے بڑے زور شور سے چہرے نہ دیئے۔ نیویں نزوک کا ایک کارپورٹ تھا جسکا پاؤں لڑائی میں اڑ گیا تھا۔ تو وہ جیسا کہ بیان لکھ کے سپاہ کے ساتھ آیا تھا۔ ملکہ مغظمہ نے اس کے ساتھ بائین کین۔ انہوں اس بیوہ کے پاس ہی پسر کا تار بچا جسکا خاوند گھر جاتا تھا اور راہ میں جہاز پر مر گیا تھا۔

۱۲۔ دسمبر ۱۹۰۱ء کو ڈنڈسٹرین پبلک کو ملکہ مغظمہ نے اپنا آخری دیدار دکھایا کہ وہ یہاں کی نمائش گاہ میں آئین اور ٹون مال میں آئرلینڈ کا بہت سارا اسباب ایک ناہتا اسپر توجہ کر کے بہت سی چیزیں خریدیں۔ ۱۴۔ دسمبر کو ان کے شوہر کی برسی تھی معمول کے موافق ان کے مقبرے پر جا کر انہوں نے نماز پڑھی۔ یہ انگلی نماز ہی آخری تھی۔ یہ انگلو بڑی ہنسپین میں ہوئی۔ ۱۵۔ ملکہ مغظمہ نے ادسبرن میں قدم رنج فرمایا۔ جہاں یہ امید تھی کہ تبدیلی آئے ہو اسے قوت پر عروج کرے گی۔ اور رات کو جو خوابی رہتی تھی وہ دور ہو جائے گی۔ مگر اس امید میں مایوسی ہوئی۔ بڑے دن کے لیے بچوں اور رشتہ داروں کی دعوتوں کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ لیڈی چرچل رات کو سعی کی سوئی زد گئیں۔ وہ ملکہ مغظمہ کی عمر کی دوست تھیں ان کے مرنے کا انپر بڑا غم ہوا۔ ملکہ مغظمہ کو بڑھاپے میں بڑے غم پر غم ہوتے تھے۔ ایک رجم بھی بہتر انداز تھا کہ اسپر دوسرا رجم لگتا تھا۔ نڑائیوں میں افسروں اور سپاہیوں کا مارا جانا۔ ایک جوان کا بیٹہ مرجانا۔ بڑی بیٹی کا خطرناک بیمار ہونا۔ جوان نواسے شہزادہ کو شہنشاہ کا مرنا۔ اور پھر لیڈی چرچل کا مرنا۔ شہزادہ یاز کے قتل کرنے کا قصہ ہونا۔ ان سب رنجوں نے ملکہ مغظمہ کی قوت جسمانی اور صحت کو ضعیف کر دیا تھا۔ ساری عمر دعا مانگ رہی تھی کہ نئی صدی ایسی مبارک شروع ہو کہ ملکہ مغظمہ کی صحت اچھی ہو جائے اور اسے نونہ سازم و توانا ہو جائیں۔ اور ساری سلطنت کو خوش حالی اور فراخ البالی اور امن و عافیت حاصل ہو۔

۱۹۰۱ء عیسوی

۱۔ جنوری ۱۹۰۱ء کو آسٹریلیا میں حسب ابطہ کو من و ملتہ قائم ہو گئی۔ یہ بھی اس سلطنت کا قصبہ

عظیم ہے جسکا نتیجہ فوادر دنیا دیکھو گی۔ ۲۔ جنوری کو ملک معظمیہ نے فیلڈ مارشل لارڈ روبرٹس سے ملاقات فرما کر بڑی مسرت حاصل کی کہ وہ جنوبی افریقہ سے منصورہ منظر کرتے تھے۔ ملک معظمیہ نے انکو جس قدر کہ جلد بین ارل کا خطاب یا را اور اورڈرفٹ کارڈ مرحمت فرمایا۔ اور پھر انہوں نے ایک دن مشرقی بین سکرٹری آف سٹیٹ کیولونی سے ملاقات فرمائی۔ یہ انکی ملاقات آخری تھی جو انہوں نے کسی زیر سلطنت سے فرمائی۔

ملکہ معظمہ قیسر ہند کی علالت اور وفات

نومبر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ملکہ معظمہ کی اشتہار ساقط ہو گئی ہے۔ انکی عاوش تھی کہ وہ ہواغری کے بعد تھوڑی سی تھوڑی دیر کے بعد کچھ متاعل فرمایا کرتی تھیں۔ اب ان میں تندرستی کی ایسی بات نہیں رہی تھی کہ وہ اس طرح کہایا کریں۔ اس سبب سے انکے اہل و عیال کو بڑا تردد تھا۔ یہ قاعدہ نہیں ہو کہ اسی برس کا یا دگر ولس آدمی غذا کو رغبت دلی سے کھائیں اور انکو غذا میں خوب مزائے ہو حضرت علیا کے اطباء نے دیکھا اس بات کو انکی نسبت عجیب جانتے تھے کہ کھانے میں اس عمر میں انکو مزائے آئے اور رات کو بھی طرح نیند نہ آئے۔ جب جنرل روبرٹس سے ملکہ معظمہ کی اول ملاقات ہوئی تو انکی طبیعت ناساز تھی صرف چند منٹ تک ملاقات رہی۔ اور ۱۴ جنوری دوسری ملاقات کے لئے قرار پائی۔ بویر کی لڑائی کی طو کا ذکر ہر وقت حضرت علیا کی زبان پر رہتا تھا اور جب ان افسروں کے مقتول و فوج قح ہونے کی خبر جنکو وہ پہلے سے جانتی تھیں آتی تھی تو بے ہتھیار ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے تھے۔ ملکہ معظمہ کی صحت و علالت کا حال ۱۹ جنوری ۱۹۰۱ء تک کورٹ کے اس روزنامہ سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۲ جنوری ۱۹۰۱ء حضرت علیا اپنے معمول کے موافق شہزادی کرشن کے ہمراہ سوار ہو کر پہنچے گئیں۔ کوئی ذرا سی بھی علالت کی علامت نہ تھی۔

۱۳ شنبہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۱ء اوس بورن میں ملکہ معظمہ نماز میں شریک ہوئیں اور دوپہر کے بعد سوار ہو کر پہنچیں۔

۱۴ شنبہ ۱۴ جنوری ۱۹۰۱ء ملکہ معظمہ شہزادی کرشن اور شہزادی بیٹن برگ کے ہمراہ سوار ہو کر باہر پہنچیں۔ ارل روبرٹس نے انکو ملاقات کی (۱۵) ان کی دوسری ملاقات افریقہ کی مراجعت کے

۱۵۔ جنوری ۱۹۱۸ء) ملکہ معظمہ ڈچس سیکس کو برگ گو تھا کہ سہرا سوار ہونے پر ہرگز نہ
 چار شنبہ ۱۶ جنوری ۱۹۱۸ء کل کی سواری انکی آخری سواری تھی۔ آج وہ سوار نہیں ہوئیں۔
 ۱۷۔ جنوری ۱۹۱۸ء کو فی سکرپور نہیں لکھا گیا۔

(جمعہ ۱۸ جنوری ۱۹۱۸ء اوسہ ہون)۔ ملکہ معظمہ کی صحت کی حالت معمولی نہیں وہ بالفعل اسے ڈی
 نہیں کہ اپنی عادت کے موافق سواری میں بیٹھ کر پہرین سروس کر رہی تھیں۔

اوسہ ہون ۱۸ جنوری۔ سالگرہ منانے کے موقع پر ملکہ معظمہ کے قوارین بہت ضعف آگیا تھا جس سے
 اعصاب و دماغی کے نظم و ترتیب میں خلل آگیا تھا۔ ایسے اطباء نے یہ التماس کیا ہے کہ دو بالکل
 آرام فرمائیں اور کاروبار سلطنت سے پرہیز کریں۔

اس میں شک نہیں کہ جنگ ٹرنوال کے شہیدوں کی فہرست میں حضرت علیا کی شہادت
 ایک دوسرے عنوان کے نیچے مندرج ہوئی چاہیے۔ حضرت کی پچھلی علالت کے سبب جو جہود کو
 تشویش ہو رہی ہے۔ انکی نسبت میں چیپٹر گارڈن نے سچ لکھا ہے کہ اس نئی تشویش کا جس سے
 قوم کو سخت ملال ہے وہی ناخوش ہے جس سے ہماری اور مصائب نگلی میں۔ یعنی جنوبی افریقہ۔ اس
 خوفناک جنگ کے جاری رہنے کا اثر یہ لازمی تھا کہ وہ ملکہ معظمہ کی صحت و طاقت کو مضلل کرتا۔ تاریخ میں
 کوئی ایسی تطبیق نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ کسی اور بادشاہ نے بھی اپنی رعیت کے غم و الم پر خود ایسا
 رنج و اندوہ کیا ہو جیسا کہ ملکہ معظمہ نے کیا۔ اپنی سخت علالت کے دو ایک روز پہلے حکم دیکر ایک سپاہی
 کی بیوہ کو ایک تعزیت نامہ لکھوایا۔ جس میں اپنا دلی رنج اس پر ظاہر کیا کہ لڑائی ابھی تک چلی جاتی ہے
 اتنیہ جنگ میں افسروں کے مارے جانے کا رنج و غم جو ملکہ معظمہ کو ہوتا تھا اس سے سخت ادیت
 او لیا۔ دولت کو ہوتی تھی۔ مگر جب موسم بہار آیا۔ اور خوشخبری ان آنے لگیں تو پھر ملکہ معظمہ یہی
 ہو گئیں جیسی کہ پہلے تھیں۔ مگر جنگ نے اپنی صورت پر بڑی دکھائی۔ اور لارڈ روبرٹس واپس آئے
 تو سخت مایوسی ہوئی اس کے بعد جو انکی صحت بگڑی پھر نہ سنبھلی۔ وہ ان مقامات میں بھی گئیں
 جہاں ہمیشہ تازہ و توانا ہوجاتی تھیں۔ مگر اب انپر اسکا اثر کچھ نہ ہوا۔

۱۹۔ جنوری ۱۹۱۸ء کو پول لی ٹن (علالت نامہ)۔ شام کے اخباروں میں کل فیلمیں شائع ہوئی

اوسبورن دوپہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۱ء کو ایک منظم نہایت جسمانی اضمحلال سے تکلیف اٹھا رہی ہیں۔ اور اس کے ساتھ علامات لمبی میں جنے سبب نہایت تشویش ہے۔

و مستحفظ آرڈرنگس پوڈیل ڈاکٹر اور جیمس ریڈ ڈاکٹر

یہ پہلی بولنگ خیر حضرت علیا کی علامات طبیعت کی نئی صدی کے ابتدائی مہینے میں شہر ہوئی۔ تو انکی ہمدردی کی سبب ساری دنیا میں ہر لمحے لگی نقطہ انکی رعیت ہی نے بلکہ روک تھام کی ساری قوموں نے انکی علامات پر غم و اندوہ کیا۔ ۲۱ جنوری کو امریکہ میں سینٹ کا جوسیف ہوا تو تمام اہل سینٹ سر جوتا کے اور اور سب آدمی چپ چاپ کھڑے ہوئے اور پادری صاحب نے یہ دعا مانگی۔ اے خدا تو برٹی نیک نہاد ملکہ پر اپنا فضل و کرم کر۔ اور اس ساعت میں اپنا رحم اس کے تمام اعزہ و کنبے پر اور اسکی سلطنت کی رعیت پر کر جو اسکو اپنی مادر مہربان جانتے ہیں اور وہ اپنے جدا ہوتی ہے۔ جرمنی۔ فرانس۔ اٹلی۔ سپین اور یورپ کی تمام قوموں نے خود بخود اسی طور پر اپنے آپ کو ملال کو ظاہر کیا۔ دنیا کی تاریخ میں بہت کم کسی بادشاہ کے قریبہ المگ ہو گیا ایسا ہیخ و ملال دیکھنے میں آیا ہے کہ انگلینڈ کی ساری رعایا غم کے ہلکے گنگ ہو رہی تھی محبت کے بستر مرگے گروا گرو جھ رہتی تھی۔ تینوں ملکوں میں قبضہ و شہر پر بیلر کے کمرہ کی اواسی و خاموشی اپنا سایہ ڈال رہی تھی۔ اسپین شبہ نہیں کہ ملکہ مقلہ کا آخر وقت آگیا تھا۔ اور ہر لحظہ موت کے آنیکا خوف لگا رہتا تھا۔ آخری خبر یہ تھی کہ اس گھڑی سب طرف مایوسی کی تیار کی چاہی ہو۔ اسپین کسی شخص کو روشنی دیکھنے کی امید کو باعث خیال ہے۔

مغربی مہذب قوموں ہی پر اس اندوہ و الم کا اختصار نہ تھا۔ بلکہ جنوبی افریقہ کے کافر ویسٹ کوسٹ کے ہلو سا۔ ہندوستان کی سرحد افغان اپنے اپنے طور پر اس عظیم الشان گری ملکہ کا غم کر رہے تھے۔ اہل انگلینڈ۔ اہل کنیڈا۔ اہل آسٹریلیا۔ اہل جنوبی افریقہ۔ اہل ہند اور اہل طانیہ جہاں تھے اس غم میں مبتلا تھے۔ سب جانتے تھے کہ اس موت سے کیا نقصان ہوگا۔ ہر سچے دلدار میں ایسا ہیخ و الم تھا کہ وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ لاکھوں آدمی جنہوں نے کبھی عورت کا بستر مرگ نہیں دیکھا وہ دوعاین ہانگے ہوئے تھے۔

جب اول علامات نامہ کا اعلان ہوا ہے تو ملکہ منظم کا سارا کنبہ اور مقامات سے اوسبورن میں

بلا یا گیا۔ جسے ڈاکٹر ون کی رپورٹ کے متعلق کئی تشریح کر دی۔ شہزادہ ویلز اور شہزادہ یورک نے
 سٹریٹنگھم میں تھے۔ شہزادہ ویلز کہیں چائیکے لیے رخت سفر باندھے بیٹھے تھے۔ مگر انہوں نے
 اپنے جانے کا ارادہ فرسخ کیا۔ اور اپنی بہن لوئزا کو ساتھ لیکر ایک خاص ٹرین میں اوسبون کو روڈ
 ہوئے۔ اور ایک یادو گینٹے کے بعد شہزادی ویلز اور ڈیوک یورک روانہ ہوئے۔ ڈیوک کون ناٹ برائن
 تھے۔ جب ان کے پاس سمن آیا تو وہ شہنشاہ جرمن کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ شہنشاہ جرمنی کی والدہ
 بیٹھے ملکہ مغظمہ کی بڑی صاحبزادی سخت علیل تھیں۔ وہ مان کے پاس نہیں جاسکتی تھیں۔ اس لیے
 ان کے بیٹے نے یہ کہا کہ میں ملکہ مغظمہ کا سب سے بڑا نواسہ ہوں اور میری مان علالت کے سبب اپنی
 مان کے پاس جانیں سکتیں۔ اس لیے میرا جانا ضرور ہے۔ اور ڈیوک کون ناٹ دونوں روانہ ہوئے
 غرض تھوڑے عرصہ میں یہ سب جمع ہو گئے۔ پیر کو سراسر بارلو جو خاص دماغ کے علاج میں طبیب
 حاذق مشہور تھے بلائے گئے۔ علالت نامہ دوپہر کے قریب یہ شہر ہوا کہ ملکہ مغظمہ کو ادھی رات
 کچھ افاتہ ہوا ہے کچھ کہنا بھی نکھایا ہے اور آرام سے کچھ سوئی بھی ہیں۔ طاقت زیادہ زائل نہیں
 ہوئی۔ مگر یہ علامتیں زیادہ تشویش دلانے والی پیدا ہوئی ہیں کہ دماغ کے ایک خاص حصہ میں
 دوران خون نہیں ہوتا۔

اس علالت نامہ تریس دن ڈاکٹر ون کے دستخط تھے جن میں سراسر بارلو کا نام بھی تھا
 دو سکر دن انگلیکینڈ کے بڑے غم کا دن تھا۔ اس میں آسمان بھی اپنا منہ ڈھک لیا تھا۔ شگل کے
 دن جو آخر علالت نامہ مشہور ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ اب ملکہ مغظمہ کے جینے کی امید باقی نہیں
 رہی۔ وہ آٹھ بجے جاری ہوا تھا جس میں لکھا ہوا تھا کہ صبح کو ملکہ مغظمہ کی طاقتیں زائل ہوئی کی علامتیں
 ظاہر ہوئیں۔ اور انکی حالت بگڑ گئی۔ چار گینٹے کے بعد لاکھون آدمیوں کو جو انکی علالت کے سبب سے
 فکر مند ہو رہے تھے یہ خبر سنائی گئی کہ کوئی بڑی تبدیلی انکی علالت میں نہیں ہوئی۔ اور انہوں نے
 اپنے کنبے کے چند آدمیوں کو یہ وہاں موجود تھے پہچانے جن میں سے ایک پرنس ولز تھے جسے
 کچھ باتیں کہیں شہنشاہ جرمن سے وہ بہت پسلی آواز سے کچھ بولیں۔ پھر وہ سو گئیں۔

دو پہر کے بعد چار بجے یہ علالت نامہ مشہور ہوا کہ حضرت علیا دم واپسین لے رہی ہیں اس
 شمار میں سارے دن جو بہت ہی دراز معلوم ہوتا تھا تا دن پر پیغاموں کا مار نہیں ٹوٹتا تھا تا کہ

ہر مقام سے ہمدردی اور محبت کے تارکتے تھے۔ ان کے ویزے نے لڈن کے لارڈ میر کو تاویہیجا کہ انکو
اس طرح دینے پر میر اور دناک فرض مجبور کرتا ہے کہ میری مان کی جان نہایت خطرناک حالت میں
وہ سخت البرٹ اور ڈ۔

اسکا جواب لارڈ میر نے یہ بھیجا کہ میں عالیجناب کی دردناک مکتبہ اطلاع پر مطلع ہوا۔ اس سے مجھے اور میر
ساتھ لندن کے سارے رہنے والوں کو نہایت جگر خراش غم و اندوہ ہوا۔ اہل شہر اب تک یہ عالم تک
رہی ہیں کہ مشیت ایزدی ملکہ معظمہ کے کل کنبے کے اور انکی کل سلطنت کی رعیت کے نقصان
ممنوع البدل کو ابھی بدل دے۔ عالی جناب میری اس ملی ہمدردی کی اتنا اس کو تسکین فرمائیں
وہ سخت میرنگ گرین

چار بجے ملکہ معظمہ کی حالت اور زیادہ رومی ہو گئی جس کے سبب سے اب زیت کی عید بالکل
منقطع ہو گئی۔ نیم بیہوشی طاری ہوئی۔ اوسپون سے جو ۵۔ اور ۶ بجے کے درمیان لندن تیار ہوئے
گئے ان میں سے ایک میں یہ بیان تھا کہ ملکہ معظمہ کی لبون پر جان ۷۔ ایک ان کی ان میں نکلنے
والی ہے۔ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ بیمار کے کمرہ میں تیمار داروں کو کچھ مشہد نہ تھا کہ عنقریب خاتم
ہونے والا ہے۔ پانچ بجے کے قریب لوم ہوا کہ اب اس عزیز فرمانروا کی ساری قوت سلب ہو گئی
ہے۔ بیمار کے کمرہ میں شہزادہ ویز اور انکی بی بی۔ ڈیوک وڈچس یورک و شہنشاہ جرمن اور شہزادہ
و شہزادی کرشن اور انکی بیٹی اور اور عزیز واقارب موجود ہیں۔

ملکہ معظمہ کو نزع کی حالت میں بے حسینی و بے قراری نہیں ہوئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ
سوتی ہیں۔ بے ہوش و بے ہوش کے پاس چپکے چپکے دعا میں پڑھ رہے ہیں۔ ٹھیک ساڑھے چھ
تھے کہ انہوں نے بغیر کسی شرط و شرط کے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی انکا
شعلہ حیات اپنی آخری روشنی دکھا کے بچھ گیا۔ وہ ملکہ معظمہ جو ساڑھے برس سے بار سلطنت
رہی تھیں وہ اس سے سبکدوش ہوئیں۔ انہوں نے دنیا کے تلج کو اتار ڈالا اور اسکی جگہ بلا
وہیم غیر فانی سر پر رکھا۔ انکی تجنیز و تکفین بھی وفات کے بعد ان ہی صفات کے ساتھ ہوئی جو انکی
ذات میں حیات کے اندر تھیں۔ اسکی سادگی میں ایک عجب عظمت و جلال کی نشان تھی۔ اوسپون
میں کھانے کے کمرے کا ایک حصہ انکے جنازے کے لئے مقرب ہوا۔ ان کا جسم فانی و جاودار و

اوک کے تابوت میں رکھا گیا۔ سارے کنبے پشتہ دار وغیرہ قارب و دوست اس وقت موجود تھے۔
 تابوت پر شاہ اڈورڈ ہفتم نے الماس کا تلج جھنڈا ڈانگ اور شانہ ڈرون میں پہنا کرتی تھیں۔
 گارٹر کے جواہر اور یہیں رکھے کمرے کے گرد بڑے بڑے بلند درخت لگائے گئے اور طرح طرح کے
 خوشنما پھول گھلون میں رکھے گئے۔ غرض اس آہستگی سے معلوم ہوتا تھا کہ فردوس میں جنازہ رکھا ہوا
 ہے۔ تابوت کے ہر کونہ پر چار گرانڈیر اسکی طرف پشت کیے الٹی بند و قون کے کندہ یون پر چکے ہوئے
 بیچیں حرکت کھڑے تھے علم لگا ہوا تھا جس میں سکٹ لینڈ کا شیر اور ایرلینڈ کا مارپ نظر آتا تھا
 ہمارے کئی اور اندامیر بالکل نہ تھا۔ روشنی و ہوابے تکلف آ رہی تھی۔ کمرے کی خوشی اور اداسی کا عالم
 جنہوں نے دیکھا ہے انکو ہتھون تک یاد رہے گا۔

اس ترتیب و انتظام کے ساتھ جنازہ اٹھایا گیا کہ اوسبورن میں جنازہ ملکہ منظم کے قدیمی
 ملازمین آئی لینڈس نے اٹھا کر توپ کے پہلے پر رکھا۔ یہ حضرت علیا کی وصیت تھی کہ میری تنہی و تکفین
 میٹری ہو۔ جنازہ اور اسکے ساتھ پیچھے بادشاہ اڈورڈ ہفتم و شہنشاہ جرمن اور ڈیوک کونٹ
 اور شاہ سیلیٹس اور یورپ کے بادشاہوں کے نائب اور ملکہ ایلکسندریا اور شانہ اوی لوئز اور چہل
 فائف اور اور شہزادیاں شاہی جاز و کٹوریا البرٹ پر گئے۔ جہازن کی دو بڑی قطار میں بندہ ہی ہوئی
 کھڑی تھیں۔ پرنس اور غیر قوموں کے جہاز ملکہ مغفورہ کی تعظیم و تکریم کے لیے آئے تھے۔ جب وقت
 جہاز شاہی ان جہازوں کی قطاروں میں گزرا تو ایک آئینی توپیں ایک ایک منٹ کے وقفے سے بھڑکنے
 چوٹیں۔ جمعہ کی رات کو جہاز پر جنازہ رہا۔ ہفتے کی صبح کو وہ ریل کے سیلون پر رکھا گیا اور لنڈن میں کیا
 جب جہاز پر سے جنازہ چلا ہے تو آدمیوں کا ایک ازحام تھا۔ سب سرنگوں خاموش کھڑے تھے
 جب وکٹوریائی سپین جنازہ آیا تو پھر توپ کے پہلے پر رکھا گیا۔ شاہ شہر کے اندر گزرا۔ اسپر تاج اور شانت
 شاہی رکھے گئے۔ اسکے جلو میں آگے برطانیہ کے بحری و بری و لینڈز و ہر قسم کی سپاہ کے دستے تھے
 اور پیچھے سلاطین اور شہزادے گھوڑوں پر سوار تھے اور ملکہ اور شہزادیاں گاڑیوں میں سوار
 تھیں۔ رعایا برہنہ سر و مہمانہ اسکی آخری تعظیم بجالاتی تھی۔ اور شہزادوں باقاعدہ سپاہ اور لینڈز
 اور پولس رستہ پر دو طرفہ صف بستہ کھڑی تھی۔ میٹنگ سے وندہ سر تک جنازہ اور اہل ماتم
 ریلوے پر گئے۔ پھر جنازے کے ساتھ سپاہ اور اسکے پیچھے شہزادے اور سلاطین چلے۔

پیر کے دن دفن کرنے کی ہی رسم تھی اور فروگ مورین ملکہ وکٹوریہ جو سب کی عزیز اور بڑی نیک تھیں۔ قبر میں دفن ہوئیں۔ ملکہ مغظمہ کا مرنا بھی سر پر تلج شاہی رکھتا تھا۔ جو بدرجہ اس تلج سلطنت سے اعلیٰ و افضل تھا۔ جسکو باسٹھ برس تک پہنا تھا۔ ۱۸۳۷ء میں وہ تاجدار اسیلئے بنی تھیں کہ وہ ملکہ بن کر فرما زوائی کریں جو انہوں نے بڑی شان و شکوہ سے کی مگر ۱۹۰۱ء میں انہوں نے ایک اعلیٰ درجہ کا تلج شاہی سر پہنا کہ وہ سب سے بڑی ملکہ بن کر اپنی قدیم کے ولون پر چڑھیں وقت مضطر ہو رہی تھی اپنی یاد سے حکمرانی فرمائیں یہ افسوس جو کہ وہ می کی کچی (ملکہ) مغظمہ کا نام نکھیاں کا ۱۸۱۹ء میں کھلی تھی وہ اب پڑم وہ ہو کر خاک میں مل گئی۔ وہ مادر مہربان و بچی آخری آرام گاہ میں آرام کرتی ہو۔ جسے برطانیہ کو پال پوس کر ایسا بڑا بنایا کہ دنیا کے چوتھائی رقبہ پر اور اسکی تہائی آبادی پر فرمانروائی کرتی ہے۔ ان میں وہ سادگی تھی جو ایک عورت مسماۃ وکٹوریہ میں ہونی چاہیے۔ اور شاق و شوکت و عظمت و جلال ہ تھا جو ملکہ وکٹوریہ میں ہونا چاہیے۔ ملکہ وکٹوریہ کی سلطنت جتنے برس پہلے سے گئے۔ وہ برطانیہ کی روح اعلیٰ درجہ کی عظمت و جلال و جلال و جلال کی جسم بنتی گئیں۔ ۲۲۔ جنوری کو جب انکی روح نے پرواز کی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ قوم کی جان نکل گئی۔

محسن و قہار اللہ و ہلک

والفخاطب شمس العلامہ وفان بہادر

ستمبر ۱۹۰۳ء

مہملی

ضمیمہ اول

ملکہ منظمہ کی اولاد

ملکہ اور پرنس البرٹ کے نو بچے تھے جن میں چار بیٹے تھے جن کے نام نامی یہ ہیں۔ اول۔ البرٹ اڈورڈ پرنس ویلز جو انگلستان کا بادشاہ اڈورڈ ہفتم کے نام سے ہوا۔ دوم۔ الفرڈ جو ڈیوک ایڈنبرا تھا اور نیچے ڈیوک سیکس کو برگ کو تھا ہوا۔ سوم۔ آرثر جو ڈیوک کونناٹ تھا چہارم۔ لیوپولڈ جو ڈیوک البنی تھا پانچ۔ میٹیان تین۔ اول وکٹوریا جو ولیم چہارم شاہ تین اور نیچے شہنشاہ بانوفریڈرک شہنشاہ جرمنی کی ہوتی تھیں۔ دوم۔ ایلائس جو گرینڈ ڈچس ہس تھیں۔ سوم۔ ہلینا جو شہزادی کرشن چلین برگ ہس تھیں چہارم۔ لوئس بالونز جو مارکوئس نورن کی تھیں۔ اور بعد ازاں ڈچس آرگائل کی ہوتی تھیں پنجم۔ بیاترس جو شہزادی ہنری۔ بیٹن برگ کی ہوتی تھیں۔

ملکہ منظمہ کی زندگی میں دو بیٹوں لیوپولڈ ڈیوک البنی اور الفرڈ ڈیوک سیکس کو برگ۔ گوتھا اور ایک بیٹی ایلائس گرینڈ ڈچس ہس کا انتقال ہوا۔

ملکہ منظمہ کی اولاد جو انکے بعد زندہ رہی

ملکہ منظمہ کے بعد دو بیٹے زندہ تھے ایک پرنس ویلز (جو اب اڈورڈ ہفتم ہیں) اور دوسرا آرثر جو ڈیوک کونناٹ۔ اور چار بیٹیاں زندہ تھیں۔ ایک وکٹوریا شہنشاہ بانوفریڈرک۔ دوسری ہلینا شہزادی کرشن بیٹری لوئس ڈچس آرگائل۔ چوتھی بیاترس شہزادی ہنری بیٹن برگ۔ سب سے بڑی شہزادی وکٹوریا یا شہنشاہ بانوفریڈرک نے ۱۹۰۱ء کو تقریباً سات مہینے بعد اپنی ماں کے انتقال فرمایا فرینک فورٹ کے قریب فریڈرچ شرف تین یہ انتقال ہوا تھا۔

پوتے پر پوتے نواسے پر نواسے پر پوتیاں پر نواسیاں انکی شادیاں

ملکہ منظمہ کے سب بچوں کی شادیاں ہوتی تھیں اور سوائے شہزادی لوئس کے سب صاحب اولاد بھی ہوئے۔ ملکہ کے پوتے پڑ پڑتے نواسے پڑ پوتیاں پڑ پوتیاں نواسیاں پر نواسیاں تعداد میں چالیس تھیں ان میں سے انکے وفات کے وقت کہیں ۳۱ تھے اور نوے انکی زندگی میں انتقال کیا تھا۔ ان میں سے ستر کی انکی حیات میں شادیاں ہوئیں منجملہ انکے دو شادیاں بہن بہنوں کی اولاد میں آئیں۔ ان میں بہن

گرینڈ ڈیوک ہسی (شہزادی ایلائس کا صرف ایک بھائی) شہزادہ الفریڈ کی دوسری بیٹی شہزادی کتیا
 بلینس سے بیاہ گیا۔ پروشاکا شہزادہ ہنری (پروشاکا ولیعهد کا دوسرا بیٹا) شہزادی آئی رین میرس
 (شہزادی ایلائس کی تیسری بیٹی) سے بیاہ گیا۔ راجن کا حون مین سے پہلے کلج مین ۲۱۔ دسمبر ۱۹۰۸ء
 کو طلاق ہو گئی۔

ملکہ مغظمہ کی اولاد کی اولاد اور یوروپ کے فرمانروا خاندان

باقی اولاد کی اولاد کی شادیاں ایسی ہوئیں کہ ان کے سب سے یوروپ کے بڑے بڑے فرمانروا خاندانوں سے
 ملکہ مغظمہ کی رشتہ مندی ہو گئی۔ ولیعهد پروشاکا (شہنشاہ ہانوفر فریڈرک) کی تیسری بیٹی شہزادی سونی
 ڈور تھیا کی شادی ۱۸۸۹ء میں شاہ گریس کے بیٹے ڈیوک سپارٹا سے ہوئی۔ شہزادی ایلائس کی سب
 سے چوٹی بیٹی (شہزادی الیکس وکٹوریا) کی شادی ۱۸۸۹ء میں نکولا لاس دوم زار روس سے ہوئی اور
 شہزادی ایلائس کی دوسری بیٹی (ایلیزی تبہ) کی گرینڈ ڈیوک سیچ اوف روس سے شادی ہوئی۔ یہ
 ایلکسندر دوم زار روس کا چوتھا بیٹا تھا اور زار نکولا لاس دوم کا چچا تھا۔ شہزادہ الفریڈ کی سب سے بڑی بیٹی
 (شہزادی میری) کی شادی ۱۸۹۳ء میں فرڈائننڈ ولیعهد رومینیا سے ہوئی۔ پرنس ویلز کی چھٹی
 بیٹی موڈی ۱۸۹۹ء میں ڈنمارک کے شہزادہ چارلس شادی ہوئی۔

انگلینڈ میں شادیاں

پرنس ویلز کی بڑی بیٹی لوزہ کی شادی ڈیوک فالف سے ہوئی۔ صرف ہی ایک شادی انگلینڈ کے زائر
 سے ہوئی جو۔ ایک اور پوتا شہزادہ جارج ڈیوک یورک کی (جو اب پرنس آف ویلز ہے) اور ڈورٹسٹر
 کا صرف ہی ایک بیٹا زندہ ہو۔ ٹیک کی شہزادی میری سے بیاہ گیا ہے۔

جرمنی میں شادیاں

باقی سات شادیاں ملکہ مغظمہ کی اولاد کی اولاد کی جرمنی کے شاہی خاندانوں میں ہوئیں۔ جرمن
 شہنشاہ ولیم دوم (شہزادی ولیعهد کے بڑے بیٹے نے شہزادی وکٹوریا آگسٹ برگ سے شادی کی
 شہزادی ولیعهد کی ایک بیٹی شارلٹ کی سوڈی شہزادہ ہینریگس ۱۸۸۶ء میں شادی ہوئی اور سوڈی
 بیٹی فریڈرک وکٹوریا کی شادی ایڈلف کے شہزادہ سیچرم برگ سے ۱۸۹۰ء میں ہوئی۔ اور تیسری
 بیٹی مارگریٹ بیاترس کی شادی ۱۸۹۳ء میں ہسی کیسل کے شہزادہ فریڈرک چارلس سے ہوئی۔

شہزادی الیاس کی بڑی بیٹی وکٹوزیا کی شادی ۱۸۸۸ء میں سین برگ کے شہزادہ لوئس سے ہوئی
 شہزادہ الفرد کی تیسری بیٹی ہلکسڈرا کی شادی ۱۸۹۶ء میں ہون لوہین جن برگ کے شہزادہ کی موروثی
 شہزادی سے شادی ہوئی۔ شہزادی ہلینا کی سب سے بڑی بیٹی دلویس گٹس کی شادی ۱۸۹۲ء میں پن لک
 شہزادہ اری پرٹ سے ہوئی۔

چوتھی نسل میں شادیاں

ملکہ مظہر کی زندگی میں انکی چوتھی نسل میں صرف ایک شادی ہوئی۔ ۱۸۹۸ء میں کوآن کی
 سب سے بڑی نواسی کی بیٹی کی شادی ہنری سیام ری رس سے ہوئی۔

ضمیمہ دوم

تصاویر و سکتے و میڈل اور ڈاک کے ٹکٹ و یادگارین

ملکہ مغظمہ کی تصاویر و پیکرین و بُت و موثرین صدائحت نشینی سے اقبل و مابعد اور شادی کے پیچھے بنی ہیں۔ مگر ان میں ایک بھی ایسی نہیں ہے کہ وہ شگفتگی و خندہ روی کو جو آپ کے چہرہ مبارک کے ساتھ مخصوص تھی، ہر ہر دیکھ لاسکے۔ اور ان کی کوتاہ قدی میں جو صانت تھی اُس کو تلاش کئے۔

سامے بڑے بڑے شہروں میں ملکہ مغظمہ کی موثرین سٹے ٹیو ہنگین یا بروز وغیرہ کے بنے ہوئے ہیں۔ اور بڑے بڑے صناعتوں نے ان کے بنانے میں اپنی صنعت کاریوں کے جوہر دکھائے ہیں۔ ان کی ایک بڑی یادگار سنگین ساٹھ فٹ اوپچی قصر کب گہم میں بل میں لگائی گئی ہے۔ اس میں ملکہ مغظمہ کی پیکر بنی ہوئی ہے۔ اور اس کے گرد مرز و کھانچوں میں عدالت و صداقت و سخاوت کی تصویریں بنی ہوئی ہیں اور سب سے اہم پر خ کی تصویر ہے، جس کو استقلال اور شجاعت سہارا دے رہی ہیں۔ اس میں ان کی ایک اور یادگار بنائی گئی جس میں تین لاکھ روپے خرچ کیے گئے ہیں۔

سکے

ان کے سکون میں ایک طرف چہرہ بنایا گیا ہے۔ اس چہرہ میں تین دفعہ صلیبی ہوئی ہیں۔ پہلے سکون میں سر تاج نہیں ہے۔ صرف بالوں کی چوٹی گردن پر بڑی خوبصورتی کے ساتھ مڑی ہوئی ہے۔ تپانے کے سکون میں بالوں کے ساتھ پھولوں کا مار بھی گھتا ہوا بنایا گیا ہے۔ پھر شمشاد میں سر پہ چوٹا سا تاج ہی بنایا گیا۔ اور چہرہ میں اس عمر کے جو اس وقت تھی خط و خال دکھائے گئے۔ پھر شمشاد میں اس چہرہ کی ترمیم ہوئی جس میں تاج اچھی طرح دکھایا گیا۔

میڈل

میڈل جن میں اکثر ملکہ مغظمہ کا چہرہ بنایا گیا ہے۔ اکثر جنگی بحری و بری لڑائیوں کی یادگار کے لیے بنائے گئے ہیں۔ ایک تابوخی کی یادگار کے لیے بھی میڈل بنا۔ اور جو ملی میڈل اور ڈاکمنڈ جو ملی میڈل بھی بنائے گئے ہیں۔

ڈاک کے ٹکٹ

ڈاک کے ٹکٹوں پر چہرہ کا بنانا ملکہ منظمہ ہو کہو تسلط کا ایجاد تھا۔ ڈاک ٹکٹوں پر چہرہ پہلی دفعہ چہرہ بنایا گیا۔ اُس میں کبھی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ بعد ایک ہی کل تمام سلطنت میں جاری رہا۔ بہت سی کولونیوں میں ٹکٹوں پر نئے چہرے ملکہ منظمہ کے منقش ہو گئے ہیں۔

یادگارین

تمام روئے زمین پر یورپ و ایشیا و افریقہ و امریکہ و آسٹریلیا میں حضرت علیا کی جتنی یادگارین بنائی گئی ہیں۔ اور ان کے عہد سلطنت میں جتنی نئی چیزیں منکشف ہو کر ان کے نام نامی مشرف ہوئی ہیں۔ ایسی کسی اور بادشاہ کی کبھی نہیں ہوئیں۔ افریقہ میں رودیل کا منع زیارتہ جو اب تک کسی کو معلوم نہ تھا۔ ان ہی کے عہد ہایوں میں دریافت ہو کر بنیارتہ مشہور ہوا۔ ایک کولونی کا نام وکٹوریا ہے ایک عجیب و غریب پھول ان کے عہد میں دریافت ہوا۔ جس کے پتے پتیاں ہفت کرو گار کا ایک دفتر ہے۔ وہ بھی نام نامی سے موسوم ہو۔ ایک گاڑی نہایت خوشنما آرام کی چار پہیوں کی چھتری دار فریاد وکٹوریا کہلاتی ہے۔ بعض رنگ موسم و صنعت کاریاں و جہاز ان ہی کے اسم سامی سے موسوم ہیں۔ رفاہ عام کی عمارات جو ان کی یادگار کے لئے تعمیر ہوئی ہیں ان کا ذکر جا بجا ہم نے اس کتاب میں لکھا ہے۔ وکٹوریا برج اور وکٹوریا انسٹی ٹیوشن میں بنی مشہور ہیں۔ ان کی حیات میں جتنی یادگارین بنی ہیں۔ ان کے مرثیے بعد بھی اُسے کچھ کم نہیں بنیں کلکتہ میں وکٹوریا میموریل ہال ایسی رفیع الشان عمارت تعمیر ہو رہی ہے کہ وہ بھی نیا کی نامور عمارت میں سے ایک ہوگی۔

روئے زمین پر تو ان کی حیات کی یادگاروں سے ان کی وفات کے بعد زیادہ یادگارین بن سکتی ہیں۔ مگر آسمان پر ان کی یادگار ہے جو اب ہمیں بن سکتی۔ وہ ایک چوٹا سا سیارہ بارہوین قرار ہے جس کو مائند صاحب نے ۱۸۷۵ء میں دریافت کیا تھا جس کا نام وکٹوریا ہو۔

تحت

کتبہ ابو یوسف محمد الدین غفرلہ
(وزیر آبادی)

فہرست کتب موجودہ مؤلفہ خان بہادر شمس العلماء محمد کابرا اللہ چہ

نام کتاب	ہفت	حصہ	نام کتاب	ہفت	حصہ
تفسر افعال منتخب الامثال	۸	۱	عجائب اعصاب	۸	۲
اکسیر دولت - وراثت پیداکرنیکے طریقہ میں	۸	۱	رسالہ علم مساحت ٹوڈ ہنٹر	۱۲	۱
کیمیائے دولت	۸	۱	مبادی الاثنا حصہ اول	۸	۱
فلسفہ سیاسیہ مالیہ	۶	۱	مبادی الاثنا حصہ ثانی	۵	۱
شرقی طبیعیات کی اسجد	۴	۱	محاسن الاخلاق	۴	۱
غربی طبیعیات کی اسجد	۴	۱	تہذیب الاخلاق	۶	۱
شرقی غربی طبیعیات پر محاکمات	۲	۱	تعلیم الاخلاق	۸	۱
اہل یونان کی طبیعیات کی تاریخ	۴	۱	صحیفہ فطرت	۴	۱
اہل اسلام کی طبیعیات کی تاریخ	۴	۱	محاسن منظومہ	۳	۱
سائنس و مذہب کی رزم جہزم	۴	۱	اہل عرب کا جبر متبادل	۴	۱
خرنگ و رنگ	۱۰	۱	جغرافیہ ریاضیہ	۸	۱
تقسیم الانسان	۴	۱	تحریر افیڈینس قسلا اول دوم مع شرح و تلخیص	۶	۱
رسالہ برناؤ سمندر حساب	۱۲	۲	شرح اول شش مقالہ مقالہ یاروہم و دوازہم	۱۲	۲
معاون الحساب	۳	۱	جوہر میں نگاری ہے	۸	۱

تفصیل: پہلا پانچ روپیہ کے خریدار کو ایک آنہ فی روپیہ - چار روپیہ سے دس روپیہ تک کے خریدار کو ڈیڑھ آنہ فی روپیہ لکھا رہے روپیہ سے انیس روپیہ تک کے خریدار کو دو آنے فی روپیہ - بیس روپیہ اور اس سے زیادہ کے خریدار کو میں روپیہ سیکڑ لکھیں دیا جائے گا۔ حاصل ہر حالت میں فخر خریدار ہو گا۔ اور سب نقد روپیہ لیا جائے گا۔ جو اہل فرائض عنایت فرما کر اپنے غنیمت میں ان اشتہارات کو چھاپینگے کہ یہ کتابیں انکی معرفت مل سکتی ہیں اور جنی درجہ ستین انکے مطبع میں آئیں تو میرے پاس بھیج دیں گے انکو ان درجہ ستون کے مطابق بیل روپیہ سیکڑ لکھیں دیا جائے گا۔ ان کتابوں کے مفصل اشتہار یہی ہیں جن کو مطلوب میں منگائیں محمد عطاء اللہ - دہلی چھاپون کا گوجہ - ۱۹۰۲ء